رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر: ایس محمد آصف بی اے — جائنٹ ایڈیٹر: شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۳ | لاہور - یوم پنجشنبہ - مورخہ ۱۸ محرم الحرام ۱۳۶۴ھ - ۴ جنوری ۱۹۴۵ء | نمبر ۱

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نیا نہ پرانا۔
۲- کسی کلمہ گو کو کافر نہیں۔
۳- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴- سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵- اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفرست و خسران و تباب

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر عظیم الشان نظارہ

متعدد تحریکات پر جماعت کا غیر معمولی ایثار

خوشی اور دکھ دونوں موقعوں پر الحمد للہ کا جملہ منہ سے نکلنا چاہیئے

جماعت میں وسوسہ اندازی کرنے والوں کو نصیحت

جسم قادیان میں ہے لیکن حضرت مسیح موعود کی روح لاہور میں ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ لاہور مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۴۴ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

اسلام کا خدا تمام قوموں کا رب ہے {الحمد للہ رب العٰلمین

یہ وہ جملہ ہے جو دن رات بار بار ہم پڑھتے ہیں اس کا پہلا مفہوم تو یہ ہے کہ وہ خدا جو اسلام نے پیش کیا ہے وہ ہر ایک قوم اور ہر ایک ملک کی ربوبیت فرمانے والا ہے وہ ایک قوم یا ایک ملک کا رب نہیں بلکہ عالمین کا رب ہے تمام قوموں اور تمام ملکوں کی ربوبیت فرمانے والا ہے اور ظاہر ہے کہ جسمانی رنگ میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے کسی کو ملک اور کسی قوم [illegible] نہیں۔ اسکی نعمتیں اور قوانین عام ہیں اور ان قوانین پر عمل کر کے جو اس کی نعمتوں کو حاصل کرنا چاہے وہ حاصل کرتا چلا جاتا ہے۔

وہ روحوں کا رب بھی ہے {رب العٰلمین کا ایک دوسرا

مفہوم یہ ہے کہ وہ انسانوں کی صرف جسمانی طور پر ربوبیت نہیں فرماتا بلکہ ان کی روحوں کی ربوبیت بھی فرماتا ہے، وہ صرف جسموں کا رب نہیں روحوں کا رب بھی ہے اس نے انسان کو صرف جسمانی بقا اور اس کے نشوونما کے سامان نہیں دیئے بلکہ اس نے انسان کو اس کی روح کی بقا اور نشوونما کے سامان بھی دیئے ہیں کسی ایک ملک اور قوم تک اس کو محدود نہیں رکھا بلکہ تمام قوموں اور ملکوں کی روحانی ترقی کے اس نے سامان رکھے ہیں یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر کوئی قوم نہیں مگر اس میں ڈرانے والا گذر چکا ہے اور بالآخر ہمارے نبی کریم صلعم اور قرآن مجید کو تمام قوموں اور ملکوں کے لئے بھیجا۔

روحانی ترقی کا سامان تمام قوموں کے لئے ہے {اس لئے جب ہمارے منہ سے یہ جملہ

نکلے تو ہمارے ذہنوں میں صرف اتنا مفہوم نہیں ہونا چاہیئے کہ وہ اللہ بڑا بادشاہ ہے کہ اس نے تمام قوموں کو جسمانی سامان دیئے ہیں بلکہ یہ مفہوم ہونا چاہیئے کہ اس نے جو سامان روحانی ترقیات کا رکھا ہے وہ بھی تمام قوموں کے لئے ہے اس لئے ایک مسلمان کے دل میں یہ بات بڑی مضبوط رہنی چاہیئے کہ یہ سامان جو خدا تعالےٰ نے محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت سے اتارا وہ تمام قوموں کے لئے ہے للعٰلمین نذیرا تمام نسلوں کے لئے بدی کے بد انجام سے ڈرانے والا۔ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین اور ہم نے تمہیں تمام قوموں کے لئے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے۔ ذکر للعٰلمین ساری قوموں کے لئے شرف اور عزت کا موجب۔

بعض لوگوں کا وہم {پس یہ قرآن تمام ملکوں اور تمام

قوموں کی روحانی اصلاح کا سامان اپنے اندر رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ آہستہ آہستہ تمام قومیں اس سے فائدہ اٹھائیں بعض دفعہ لوگوں کو وہم گذرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روحانی ترقی کا سامان قرآن میں رکھا تو وہ فوراً کیوں نہیں اقوام عالم تک پہنچ گیا لیکن اگر جسمانی ربوبیت کے سامانوں پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی بتدریج دنیا پر کھلے ہیں جو جسمانی سامان آج نظر آتے ہیں وہ آج سے سو سال پیشتر نہیں تھے اور جو آج سے سو سال بعد ہوں گے وہ آج نہیں ہیں۔ رب کے معنے بھی یہی ہیں تدریجاً کمال تک پہنچانے والا اور تدریجاً ترقی کے سامان دینے والا یعنی بتدریج وہ سامان پیدا ہوتے جائیں۔ اور بتدریج انسان ان کو حاصل کر کے اس مقام کی طرف اٹھتا چلا جائے جو اللہ تعالےٰ نے انسان کے لئے مقدر فرمایا ہے۔

دکھ کے وقت بھی الحمد للہ منہ سے نکلنا چاہیئے {دوسری یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ جب انسان

کو خوشی حاصل ہو تو بے اختیار منہ سے نکلتا ہے الحمد للہ لیکن جو تعلیم ہمیں دی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ہمیں دکھ پہنچے تو اس وقت بھی منہ سے الحمد للہ نکلنا چاہیئے۔ دکھ اور تکلیف کو بھی مسلمان کو اس طرح لینا چاہیئے کہ اس کے اندر بھی کوئی ربوبیت کا سامان ہے بڑے بڑے دکھوں سے گذر کر انسان بلند مقام پر پہنچتا ہے اور یاد رکھو کہ بغیر دکھوں کے انسان بلند مقام پر پہنچ ہی نہیں سکتا کوئی نبی اور ولی ایسا نہیں جو دکھوں اور تکلیفوں کی کٹھالی میں ڈالے جانے کے بغیر بلند مقام پر پہنچا ہو اس لئے ہم بغیر دکھوں کے بلند مقام تک کس طرح پہنچ سکتے ہیں۔ اس لئے دکھ اور تکلیف کے موقعہ پر مومن کے دل میں پریشانی اور گھبراہٹ نہیں ہونی چاہیئے اس کے دل میں سکون ہونا چاہیئے کہ میرے لئے اس میں بھی کوئی ربوبیت کا سامان ہے۔

ہمارا جلسہ سالانہ روحانی ربوبیت کا سامان ہے {اس موقعہ پر میں نے ان الفاظ کو دہرایا ہے

اس غرض کے لئے دہرایا ہے کہ ہمارا جلسہ سالانہ دنیا کے لئے اس کی روحانی ربوبیت کا سامان ہے اور اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے اپنی روحانی ربوبیت کے سامان کے لئے ہماری جماعت کو آلۂ کار بنایا۔ خدا کا شکر اس لئے کرنا چاہیئے کہ اس نے ہمیں اس کام کے لئے چنا ہے جس سے آج یہ مسلمان جن کے سپرد یہ کام کیا گیا تھا غافل ہیں۔ ہر سال جب ہم اس جلسہ سالانہ میں سے گذرتے ہیں تو درحقیقت ہمارا ایک اور قدم دنیا کی روحانی ربوبیت میں ترقی کی طرف اٹھتا ہے۔

بعض نکتہ چین لوگ {میں نے دیکھا ہے کہ بعض نکتہ چین

لوگ ہیں ان کی طبیعتوں کا رنگ الگ ہوتا ہے ان کو خوبی نظر ہی نہیں آتی لیکن اس جلسہ پر جو لوگ آتے ہیں جن کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی بندھی ہوئی نہیں ہوتی ان پر یہ اثر ہوتا ہے کہ اس جماعت میں خدا کے نام پر سر جھکانے کی زبردست قوت ہے۔

جبل پور کے ایک طالبعلم کے تاثرات {اس دفعہ جبل پور

کے ایک ایم۔ اے کے طالب علم آئے ہوئے تھے میں نے ہی ان کو بلایا تھا میرے ساتھ ان کی خط و کتابت دو تین ماہ سے تھی ان پر عیسائی مذہب کا اثر تھا میں نے ان کو لکھا کہ خط و کتابت میں اس کا حل مشکل ہے جلسہ سالانہ پر آجائیں یہاں ایک دوسرے کو سمجھنے کا اچھا موقعہ مل جائے گا۔ چنانچہ وہ آگئے اور جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے انھوں نے مولوی مرتضےٰ خان صاحب سے اس جلسہ کے تاثرات کا ذکر کیا انھوں نے کہا میں نے بہت اچھا اثر اس کا لیا ہے اور کہنے لگے میں نے اپنے ملک میں سرخ پوش والے لوگ دیکھے ہیں اور یہاں بھی ایسے لوگ دیکھے ہیں لیکن دونوں میں زمین و آسمان کا فرق دیکھا جو نظارہ میں نے یہاں دیکھا وہ میں نے کسی دوسری جگہ نہیں دیکھا بلکہ وہ میرے وہم و گمان سے بڑھ کر ہے۔

جلسہ سالانہ کا نظارہ {وہ نظارہ کیا ہے یہ کہ اس جلسہ پر

اللہ تعالےٰ کی ہستی ایک زندہ طاقت کے رنگ میں نظر آجاتی ہے آپ نے جو نظارہ دیکھا اس کی مثال بعینہ ایسی ہے جیسے کسی مشین کے ساتھ ایک بجلی کی موٹر لگی ہوئی ہو اور اس کا بٹن دبا دیا جائے تو اس کے تمام پرزے حرکت میں آجاتے ہیں۔ خدا کے نام پر یہاں اپیل کی گئی جس میں کوئی دنیوی مفاد نہیں آپ جانتے ہیں کہ خدا کے نام پر اپیل کا جواب دینا کس قدر مشکل کام ہے اس میں انسان کو بظاہر کوئی

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

آریہ سماج دھلی کے سالانہ جلسہ پر
ایک کامیاب مباحثہ

آریہ سماج دھلی کا سالانہ جلسہ جنوری کے پہلے ہفتہ کو ختم ہوا۔ اس موقعہ پر آریہ سماج نے مسلمانوں کو مباحثہ کے لئے کھلا چیلنج دیا۔ جس کو جماعت احمدیہ دھلی نے منظور کر لیا۔ چنانچہ مورخہ یکم جنوری ۱۹۴۵ء کی رات کو ½ ۹ تا ½ ۱۱ تک گاندھی گراونڈ میں

"مکمل ایشوری گیان کی شرائط"

پر ایک نہایت زبردست مباحثہ ہوا۔ سامعین کی تعداد تین چار ہزار کے قریب تھی۔ آریہ سماج کی طرف سے ان کا مشہور مناظر پنڈت رام چند صاحب دہلوی تھے۔ اور مسلمانوں کی طرف سے خاکسار شیخ عبدالحق بطور وکیل پیش ہوا ہر دو مناظرین کی تقاریر پانچ پانچ منٹ مقرر ہوئیں۔ مگر میرے زور دینے سے آخری تقاریر ہر دو مناظرین دس دس منٹ تسلیم کر لی گئیں۔

پنڈت رام چند صاحب کا سارا زور اس امر پر خرچ ہوا۔ کہ مکمل ایشوری گیان صرف وہی الہام کہلا سکتا ہے جو ابتدائے دنیا میں نازل ہوا۔ اور جس طرح پرماتما کے دنیاوی روشنی دینے والے "سورج" میں کوئی تبدیلی نہیں۔ اور ورار ابتدا تا انتہا یہ سورج دنیا کو روشنی پہنچاتا رہے گا۔ اسی طرح سے پرماتما کے روحانی سورج یعنی ویدک گیان" میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی۔ اور صرف وید ہی ابتدائے دنیا سے انتہائے دنیا تک روحانی دنیا تک روحانی روشنی کے لئے کافی ہوں گے۔ اس لئے ویدوں کے بعد کوئی الہام نازل نہیں ہو سکتا وغیرہ وغیرہ۔

میری طرف سے اس دلیل کا یہ جواب دیا گیا۔ کہ زندگی کی ابتدا نباتات سے ہوتی ہے۔ دنیا میں حیوانات اس وقت تک زندہ نہیں رہ سکتے۔ جب تک زمین میں ان کی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے ایشور نباتات کو پیدا نہ کرے، اور حضرت انسان اس وقت تک دنیا میں جلوہ گر نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی زندگی کی بقا کے لئے کھانے پینے کا سامان نہ ہو۔ اور یہ سامان اس وقت تک قائم نہیں رکھا جا سکتا جب تک پرماتما نباتات اور حیوانات کے قائم رکھنے کے لئے سورج ہوا۔ پانی اور زمین نہ بناتے۔ پس پرماتما کا سورج کو بنانا محض انسان کی روشنی کے لئے ہی نہیں۔ بلکہ نباتات۔ جمادات اور دیگر حیوانات کو قائم رکھنے کے لئے ان کی اشد ضرورت ہے چونکہ ہماری گفتگو مکمل "ایشوری گیان" کے بارے میں ہے اور ظاہر ہے کہ پرماتما کا یہ عطیہ صرف انسانوں کو ملا۔ جس میں دیگر حیوان شامل نہیں ہیں۔ اس لئے پنڈت صاحب نے جو مثال سورج کی دی ہے۔ اس کا فیض حاصل کرنے کے لئے علاوہ انسانوں کے دنیا کا عالم نباتات۔ جمادات" اور حیوانات بھی شامل ہے۔ اسی فرق کو مدنظر رکھا جائے تو پنڈت جی کی دلیل خود بخود غلط ثابت ہو جاتی ہے۔ اور ویدوں کے بعد الہام کی ضرورت باقی رہتی ہے، مزید میں نے ثابت کیا۔ کہ جو عطیات پرماتما کی طرف سے محض انسانوں کو ملتے ہیں وہ بتدریج ملتے ہیں۔ مثلاً پرماتما نے انسان کو علم دیا۔ رزق دیا۔ دولت عطا فرمائی۔ ظاہر ہے کہ یہ چیزیں انسان کو بتدریج ملتی ہے۔ اور انسان کو پیدا ہونے کے ساتھ ہی سب چیزیں یکساں وقت یا طریق پر نہیں دی جاتیں۔ اس سے صاف ثابت ہوا کہ مکمل ایشوری گیان ابتدائے دنیا میں نازل نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ ایسے زمانہ میں جب کہ زمانہ سن بلوغ کو پہنچ جائے۔ جیسا کہ قرآن مجید اس زمانہ کے سر پر نازل ہوا جبکہ تمام دنیا بمنزلہ شہر کے ہو چکی تھی۔ اور دنیا کے تمام ممالک بمنزلہ محلوں کے۔ اور دنیا کے بڑے بڑے شہر بمنزلہ گھروں کے تبدیل ہونے والے تھے۔ پس مکمل ایشوری گیان صرف قرآن مجید کہلا سکتا ہے نہ کہ وید مقدس۔

علاوہ ازیں میں نے زمانے کی شہادت سے ثابت کیا۔ کہ مکمل ایشوری گیان کی یہ بھی شرط ہونی چاہیئے۔ کہ وہ عالمگیر ہو۔ وید ہندوستان کی چار دیواری کے باہر نہیں گئے اور قرآن کریم تمام دنیا میں پھیل گیا۔ مکمل "ایشوری گیان" خدا تعالےٰ کی ذات اور صفات کے متعلق جو تعلیم دے اس کے ماننے والوں میں اس تعلیم کے متعلق قطعاً کوئی اختلاف نہ ہونا چاہیئے جبکہ مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں۔ مگر ویدوں کے متعلق ابھی تک یہ فیصلہ نہیں ہو سکا کہ وہ کہاں نازل ہوئے۔ کس پر نازل ہوئے۔ کب نازل ہوئے اور کہ ان کی تعداد چار ہے۔ یا تین۔ جیسے منو مہاراج اپنے دھرم شاستر میں تحریر فرماتے ہیں۔ "یا ان کی تعداد ۱۱۳۱ تھی جس کو سوامی جی مہاراج نے بھی مانا ہے یا ان میں توحید کی تعلیم تھی جیسے آریہ سماجی کہتے ہیں یا مورتی پوجا کی تعلیم جیسے ہمارے سناتنی بھائی مانتے ہیں وغیرہ وغیرہ" علاوہ ازیں ایشوری گیان میں قومی تفریق، یا ملکی حدبندی کا قطعاً کوئی ذکر نہ ہونا چاہیئے۔ مگر ویدوں نے برہمن۔ کھشتری۔ ویش اور شودر۔ کی تقسیم کر کے بالکل قومی تفریق کی تعلیم دی ہے وغیرہ وغیرہ۔۔

الغرض مباحثہ دو گھنٹہ تک جاری رہا۔ اور اسلامی اصولوں کی صداقت کو خوب واضح طور پر آریہ سماج کے جلسہ میں ظاہر کیا گیا۔ مباحثہ نہایت تہذیب اور شائستگی سے جاری رہا۔ جس کے لئے

نذرِ اخلاص

از شاعر لکھنوی بسلسلۂ جلسہ سالانہ۔

اے کہ تجھ سے حق نے بھیجا احمدیت کا پیام ۔ اے غلام احمد غلام مصطفیٰ تجھ پر سلام
تو نے پھر تازہ کیا قرآن کے پیغام کو ۔ دہر میں پھیلا دیا توحید کو اسلام کو
شخصیت تیری غلام احمد تھی سیلِ رواں ۔ جسکی رَو دکھا کر سنبھل سکتا نہ تھا کوہِ گراں
تیری موجِ اشک تھی وہ رشحہ ابرِ کرم ۔ ایک ویرانے کو جس نے کر دیا رشکِ ارم
قادیاں وہ تیری جانِ سوختہ کا آشیاں ۔ جسکے تنکوں کی تپش سے کانپتی تھیں بجلیاں
اک دلِ بیدار و جانِ مست روحِ پرگداز ۔ رزمگاہ دہر میں تیرے یہی تھی چارہ ساز
جسکے بل پر ناتوانی نے تری دکھلا دیا ۔ ایک دیوانہ بدل سکتا ہے دنیا کی فضا
روح تھی تیری سراپا اک شرارِ معنوی ۔ برقِ غیرت مشعلِ ایماں و شمعِ آگہی
تھا نگاہوں میں تری پنہاں وہ جذبِ سحر کار ۔ جو بدل دیتا ہے کتنے منظر لیل و نہار
جوشِ حق میں تیرے لب ہوتے تھے جب گرمِ نوا ۔ سرد ہو جاتی تھی بزمِ کفر و باطل کی فضا
تو امامِ وقت تھا ہر قوم و ملت کیلئے ۔ تجھکو بھیجا تھا خدا نے حق کی خدمت کیلئے

اور رہی اک موجِ مئے مضطر ترے مینا میں تھی
یعنی وہ موجِ شرر جو وادیٔ سینا میں تھی

یعنی پھر جوشِ اخوت سے ہو یہ لبریز جام ۔ مرکزِ حق پر ہو یکجا ملتِ خیر الانام
محو ہو پھر دہر سے تاریکیٔ کفر و ستم ۔ جلوۂ توحید سے روشن ہو پھر بزمِ حرم
تازہ پھر ہو جوشِ ایمانِ خلیلِ بت شکن ۔ زندہ پھر ہو اسوۂ جانبازیٔ عہدِ کہن
جلوہ آرا پھر سر فاراں ہو وہ شمعِ جمال ۔ جسکے اک پرتو نے پیدا کر دیئے صدہا بلال
پھر نگاہیں سطوتِ فاروقِ اعظم دیکھ لیں ۔ جلوۂ ایثارِ صدیقی کا عالم دیکھ لیں

کیا مقدس خواب تھا اور کیا مبارک آرزو
تا دمِ آخر رہا جس کیلئے بیتاب تو

نوٹ:۔ نظم بہت زیادہ طویل ہے بلحاظ گنجائش کم کر دی گئی ہے

موجودہ پرچہ کی اشاعت میں تاخیر گذشتہ دنوں لاہور میں مسلسل بارش ہوتی رہی اس بارش کی وجہ سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر نظر ثانی ہو کر وقت پر نہ پہنچ سکی کیونکہ سخت بارش اور شدید سردی میں چیڑاکہ کے لئے مسلم ٹاؤن جانا مشکل تھا اسلئے پرچہ دو دن کی تعویق سے شائع ہو رہا ہے۔

(مدیر)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جلسہ سالانہ کی تقریر

گذشتہ سے پیوستہ

قلب کے جسمانی اور روحانی معنے

قلب کے معنے ایک ظاہری اور جسمانی ہیں۔ اور ایک روحانی۔ ظاہری معنے تو یہی ہیں۔ کہ پھڑپھڑانے والا۔ چونکہ دوران خون اسی سے ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو قلب کہتے ہیں روحانی طور پر اس کے یہ معنے ہیں، کہ جو ترقیات انسان کرنا چاہتا ہے۔ وہ قلب ہی کے تصرف سے ہوتی ہیں۔ جس طرح یہ دوران خون جو انسانی زندگی کے لئے اشد ضروری چیز ہے۔ اسی قلب سے ہوتا ہے اسی طرح پر روحانی ترقیوں کا اسی کے تصرف پر انحصار ہے۔

دماغ اور قلب کی ماہیت

بعض نادان آج کل کے فلسفی بیخبر ہیں۔ وہ تمام عمدہ کاروبار کو دماغ سے ہی منسوب کرتے ہیں مگر وہ اتنا نہیں جانتے کہ دماغ تو صرف دلائل و براہین کا ملکہ ہے۔ قوت متفکرہ اور حافظہ دماغ میں ہے لیکن قلب میں ایک ایسی چیز ہے جس کی وجہ سے وہ سردار ہے۔ یعنی دماغ میں ایک قسم کا تکلف ہے اور قلب میں نہیں۔ بلکہ وہ بلا تکلف ہے۔ اس لئے قلب رب العرش سے ایک مناسبت رکھتا ہے۔ صرف قوت حاسہ کے ذریعہ دلائل و براہین کے بغیر پہچان جاتا ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں آیا ہے کہ استفت القلب یعنی قلب سے فتوے پوچھ لے۔ یہ نہیں کہا کہ دماغ سے فتوے پوچھ لو۔ الوہیت کی تار اسی کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ کوئی اس کو بعید نہ سمجھے۔ یہ بات ادق اور مشکل تو ہے۔ مگر تزکیہ نفس کرنے والے جانتے ہیں۔ کہ یہ مکرمات قلب میں موجود ہیں۔ اگر قلب میں یہ طاقتیں نہ ہوتیں تو انسان کا وجود ہی بیکار سمجھا جاتا۔ صوفی اور مجاہدہ کرنے والے لوگ جو تصوف اور مجاہدات کے مشاغل میں مصروف ہوتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ قلب سے روشنی اور نور کے ستون شہودی طور پر نکلتے ہوئے دیکھتے ہیں اور ایک خط مستقیم میں آسمان کو جاتے ہیں۔ یہ مسئلہ بدیہی اور یقینی ہے۔ میں اس کو خاص مثال کے ذریعہ سے بیان نہیں کرسکتا۔ ہاں جن لوگوں کو مجاہدات کرنے پڑتے ہیں یا جنہوں نے سلوک کی منزلوں کو طے کرنا چاہا ہے انہوں نے اسکو اپنے مشاہدہ اور تجربہ سے صحیح پایا ہے۔ قلب اور عرش کے درمیان گویا ایک باریک تار ہے۔ قلب کو جو حکم کرتا ہے اس سے ہی لذت پاتا ہے۔ خارجی دلائل اور براہین کا محتاج نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ ملہم ہو کر خدا سے اندر ہی اندر باتیں پاکر فتوے دیتا ہے۔ ہاں یہ بات سچ ہے کہ جب تک قلب قلب ہے لو کنا نسمع او نعقل کا مصداق ہوتا ہے یعنی انسان پر ایک وہ زمانہ آتا ہے کہ جس میں قلب و دماغ کی قوتیں اور طاقتیں نہیں ہوتی ہیں پھر ایک زمانہ دماغ کا آتا ہے۔ دماغی قوتیں اور طاقتیں نشو ونما پاتی ہیں۔ اور ایک ایسا زمانہ آتا ہے کہ قلب منور اور مشتعل اور روشن ہو جاتا ہے۔ جب قلب کا زمانہ آتا ہے اس وقت انسان روحانی بلوغ حاصل کرتا ہے۔ اور دماغ قلب کے تابع ہو جاتا ہے۔ اور دماغی قوتوں کو قلب کی خاصیتوں اور طاقتوں پر فوق نہیں ہوتا ہے یہ بھی یاد رہے کہ دماغی حالتوں کو مومنوں سے ہی خصوصیت نہیں ہے۔ ہندو اور چوڑھے وغیرہ بھی سب کے سب ہر ایک دماغ سے کام لیتے ہیں۔ جو لوگ دنیوی معاملات اور تجارت کے کاروبار میں مصروف ہیں، وہ سب کے سب دماغ سے کام لیتے ہیں۔ ان کی دماغی قوتیں پورے طور پر نشو ونما پائی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور ہر روز نئی نئی باتیں اپنے کاروبار کے متعلق ایجاد کرتے ہیں۔ یورپ اور نئی دنیا کو دیکھو کہ یہ لوگ کس قدر دماغی قوتوں سے کام لیتے ہیں اور کسقدر آئے دن نئی ایجادیں کرتے ہیں۔ قلب کا کام جب ہوتا ہے جب انسان خدا کا بنتا ہے اس وقت اندر کی ساری طاقتیں اور ریاستیں محدود ہو کر قلب کی سلطنت ایک اقتدار اور قوت حاصل کرتی ہے تب انسان کامل انسان کہلاتا ہے۔ یہ وہی وقت ہوتا ہے جبکہ وہ نفخت فیہ من روحی کا مصداق ہوتا ہے۔ اور ملائکہ تک اسے سجدہ کرتے ہیں۔ اس وقت وہ ایک نیا انسان ہوتا ہے۔ اس کی روح پوری لذت اور سرور سے سرشار ہوتی ہے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ یہ لذت ایسی لذت نہیں جیسا کہ ایک ناعاقبت اندیش بدکار زنا کرنے میں پاتا ہے یا خوش الحانی کا شایق اور خوش گلو کے گانے میں پاتا ہے۔ نہیں بلکہ اس سے دھوکہ نہ کھانا چاہیئے۔ روح کی لذت اس وقت ملتی ہے جب انسان گداز ہو کر پانی کی طرح بہنا شروع ہوتا ہے اور خوف خشیت سے بہہ نکلتا ہے۔ اس مقام پر وہ کلمہ بنتا ہے اور انما اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون کا مفہوم اس میں کام کرنے لگتا ہے۔ لوگوں نے کلمة اللہ کے لفظ پر جو مسیح کی نسبت آیا ہے سخت غلطی کھائی ہے۔ اور مسیح کی کوئی خصوصیت سمجھی ہے۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ ہر انسان جب نفسانی ظلمتوں اور گندگیوں اور تیرگیوں سے نکل آتا ہے اس وقت وہ کلمة اللہ ہوتا ہے۔

روح کی حقیقت

یاد رکھو انسان کلمة اللہ ہے کیونکہ اس کے اندر روح ہے جس کا نام قرآن شریف میں امر ربی رکھا گیا ہے لیکن انسان نادانی اور ناواقفی سے روح کی کچھ قدر نہ کرنے کے باعث اس کو انواع و اقسام کی سلاسل اور زنجیروں میں مقید کر دیتا ہے۔ اور اس کی روشنی اور صفائی کو خطرناک تاریکیوں اور سیاہ کاریوں کی وجہ سے اندھا اور سیاہ کر دیتا ہے اور ایسے دھندلا بنا دیتا ہے کہ پتہ بھی نہیں لگتا۔ لیکن جب توبہ کرکے اللہ تعالے کی طرف رجوع کرتا ہے اور اپنی ناپاک اور تاریک زندگی کی چادر اتار دیتا ہے تو قلب منور ہونے لگتا ہے اور پھر اصل مبدء کی طرف شروع ہوتا ہے یہاں تک کہ تقویٰ کے انتہائی درجہ پر پہنچکر سارا میل کچیل اتر کر پھر وہ کلمة اللہ ہی رہ جاتا ہے۔ یہ ایک باریک علم اور معرفت کا نکتہ ہے۔ ہر شخص اس کی تہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

انسان کا کمال کیا ہے؟

انسان کا کمال یہ ہے کہ اس میں حقیقی معرفت اور سچی فراست جو ایمانی فراست کہلاتی ہے (جس کے ساتھ ایک اللہ کا نور ہوتا ہے جو اس کی ہر راہ میں رہنمائی کرتا ہے) پیدا ہو۔ بدوں اس کے انسان دھوکے سے بچ نہیں سکتا۔ اور رسم و عادات کے طور پر کبھی کبھی نہیں بلکہ بسا اوقات سم قاتل پر بھی خوش ہو جاتا ہے۔ پنجاب و ہندوستان کے سجادہ نشین، اور گدیوں کے پیرزادے قوالوں کے گانے سے اور ھو حق کے نعرے مارنے اور الٹے سیدھے لٹکنے ہی میں اپنی معرفت اور کمال کا انتہا جانتے ہیں۔ اور ناواقف پیرپرست ان باتوں کو دیکھ کر اپنی روح کی تسلی اور اطمینان ان لوگوں کے پاس تلاش کرتے ہیں۔ مگر غور سے دیکھو کہ یہ لوگ اگر فریب نہیں دیتے تو اس میں شک نہیں ہے کہ فریب خوردہ ضرور ہیں۔ کیونکہ وہ سچا رشتہ جو عبودیت اور الوہیت کے درمیان ہے جس کے حقیقی پیوند سے ایک نور اور روشنی نکلتی ہے اور ایسی لذت پیدا ہوتی ہے کہ دوسری کوئی لذت اس کا [illegible] نہیں کرسکتی۔ ان کو ان قلابازیوں سے کچھ [illegible] نہیں ہم نہایت نیک نیتی کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ہماری نیت کیسی ہے۔ پوچھتے ہیں کہ اگر اس قسم کے مشغلے عبادت الٰہی اور معرفت الٰہی کا موجب ہو سکتے ہیں۔ اور انسانی روح کے کمال کا باعث ہو سکتے ہیں۔ پھر بازیگروں کو معرفت کی معراج پر پہنچا ہوا سمجھنا چاہیئے۔ اور انگریزوں نے تو ان کھیلوں [illegible] اور کرتبوں میں اور بھی حیرت انگیز ترقیاں کی ہیں۔ اور باوجود ان ترقیوں کے ان کی معرفت خدا کی نسبت یا تو یہ ہے کہ وہ سرے سے ہی منکر اور دہریہ ہیں۔ اور اگر اقرار بھی کیا ہے۔ تو یہ کہ ایک ناتوان بے کس انسان کو جو ایک [illegible] کے پیٹ سے پیدا ہوا، خدا بنا لیا [illegible] خدا کو چھوڑ کر تین خداؤں کے قائل [illegible] ایک کو ملعون اور ہاویہ میں [illegible] رہنے والا تجویز کیا۔ اب اے دانشمند! سوچو! اور اے سلیم فطرت والو غور کرو [illegible] الٹا سیدھا لٹکنے اور طبلہ اور سارنگی [illegible] ذریعہ خدا کی معرفت اور انسانی کمال حاصل ہو سکتا تھا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس فن میں ماہر اور موجد انگریزوں کو جو قسم قسم کے باجے اور گانے کے سامان نکالتے ہیں ایسی ٹھوکر لگی کہ وہ خدا کے بالکل منکر یا تثلیث کے قائل ہو گئے۔ باوجودیکہ دنیوی امور میں ایجادات اور اختراعات میں ان کی عقلیں ترقی پذیر سمجھی جاتی ہیں۔ پھر اس پر اور بھی غور کرو اور سوچو کہ اگر یہی معرفت کا ذریعہ تھا تو تھیٹروں میں ناچنے والے اور اچھا ناچنے گانے والے سب اعلیٰ درجہ کے صاحب دل اور صاحب کمال ماننے پڑیں گے!!! افسوس ان لوگوں کو خبر ہی نہیں کہ خدا کی معرفت ہوتی ہی کیا ہے؟ اور انسانی کمال نام کس کا ہے؟ وہ شیطانی حصہ کی شناخت نہیں کرسکے۔ انھوں نے صرف چند قطرے آنسوؤں کے بہا لینا اور دو تین چیخیں مار دینا ہی روح کی تسلی اور اطمینان کا موجب سمجھ رکھا ہے۔ بسا اوقات انسان ناول پڑھتا ہے [illegible] اس کے کسی دردناک حصہ پر پہنچتا ہے باوصفیکہ جانتا ہے کہ یہ ایک فرضی کہانی اور جھوٹا قصہ [illegible] وہ ضبط نہیں کرسکتا اور [illegible] زار زار کر رو پڑتا ہے اس سے معلوم [illegible] رونا اور چلانا بھی اپنے اندر کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ میں نے سنا ہے کہ ملوک چغتائیہ کے عہد سلطنت میں بعض لوگ ایسے [illegible] شرط لگا کر رلا دیتے تھے اور ہنسا دیتے تھے۔ اور اب تو صریح یہ بات موجود ہے کہ [illegible] طرح کے ناول موجود ہیں بعض ایسے ہیں کہ ان کو پڑھکر بے اختیار ہنسی آتی ہے۔ اور بعض ایسے ہیں کہ ان کو پڑھکر دل بے اختیار ہو کر دردمند ہو جاتا ہے حالانکہ ان کو یقیناً بناوٹی قصے اور فرضی کہانیاں جانتے ہیں۔

اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ انسان دھوکا کھاتا ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب انسان نفسانی اغراض اور روحانی مطالب میں تمیز نہیں کرتا جس قدر لوگ دنیا میں ہیں ان میں سے ایک بہت بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو علامات حقیقیہ سے بدنصیب ہیں۔ ان کے منہ سے معارف اور حقائق نہیں نکلتے پھر رلا دیتے ہیں۔ اس کی یہ وجہ نہیں ہے کہ وہ حقائق اور معارف سے بہرہ ور ہیں، جو عبودیت کے رنگ سے رنگین ہو کر الوہیت کے عظمت و جلال سے خائف اور ترساں ہو کر بولتے ہیں۔ بلکہ اس کی تہ میں وہی بات ہوتی ہے جو میں نے ابھی ناولوں اور کہانیوں کے متعلق بیان کی ہے۔ وہ خود بھی نفس کی ہوا میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اور یوں رونا کچھ فائدہ نہیں رکھتا۔

خدا کے حضور اس کی خشیت سے متاثر ہو کر رونا دوزخ کو حرام کردیتا ہے

ہاں اگر اللہ تعالے کی عظمت و جبروت [illegible] اور اس کی خشیت کا غلبہ [illegible] ہو اور اس میں ایک رقت اور گداز پیدا ہو کر خدا کے لئے ایک قطرہ بھی آنکھ سے نکلے تو [illegible] دوزخ کو حرام کر دیتا ہے پس انسان اس سے دھوکہ نہ کھائے کہ میں بہت روتا ہوں۔ اس کا فائدہ بجز اس کے اور کچھ

(باقی برصفحہ ...)

سالانہ جلسہ کی مختصر روئداد

مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۴ء کو سالانہ جلسہ کا پہلا اجلاس زیر صدارت جناب خان بہادر میاں غلام ربانی صاحب وکیل مانسہرہ شروع ہوا۔

سب سے پہلے قاری حافظ محمد بوستان صاحب نے قرآن مجید کی تلاوت کی اس کے بعد ہمارے نوجوان دوست غلام ربانی صاحب نے محمد اعظم صاحب علوی کی نظم "مہمانوں کا استقبال" خوش الحانی سے پڑھکر سنائی۔ نظم کے بعد اخویم مولوی دوست محمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تقریر پڑھ کر سنائی جس سے سامعین بہت متاثر ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کا نقشہ آنکھوں کے سامنے کھنچ گیا اور قلوب گداز ہو گئے۔ حضرت صاحب کے ملفوظات کے بعد مولینا احمدیار صاحب ایم اے نے "مسلمانوں کو ایک احیائی تحریک کی ضرورت ہے" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے قرآن مجید کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ جب تک مسلمانوں نے قرآن مجید سنت رسول اور فقہاء کے اجتہادات کو اپنی اپنی جگہ دی اس وقت تک اسلام بھی دنیا میں ترقی کرتا رہا اور اس کی تبلیغ زوروں پر رہی اور مسلمان ہر لحاظ سے ترقی کرتے رہے لیکن جس وقت مسلمانوں کے اندر سے یہ باتیں مفقود ہو گئیں تو اس وقت مسلمانوں پر ادبار اور نکبت چھا گئے مورخین نے لکھا ہے کہ چھٹی صدی سے یہ ادبار شروع ہوتا ہے جب یونانی فلاسفہ کی تصانیف کے تراجم شروع ہوئے تو یونانیوں کے خیالات مسلمانوں پر چھا گئے اور مسلمان دماغی لحاظ سے یونانی فلاسفہ سے مرعوب ہو گئے جو لوگ اس فلسفہ سے متاثر تھے وہ چاہتے تھے کہ اسلام یونانی تعلیمات کے مطابق ڈھل جائے جس طرح یہاں آج مسلمان چاہتے ہیں کہ اسلام مغربی خیالات کے مطابق ڈھل جائے ایسے وقت میں جس عظیم الشان انسان نے احیائے اسلام کا کام کیا وہ حضرت امام غزالی ہیں انھوں نے یونانی فلسفہ سے اسلام کو پاک کیا اور اسلام کی فوقیت کو فلسفہ پر ثابت کیا حضرت امام غزالی حدیث مجدد کے مطابق مبعوث ہوئے۔ ہمارا زمانہ بھی ایک انقلابی زمانہ ہے اس زمانہ میں ہر ایک قوم ایک انقلاب چاہتی ہے لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ انقلاب اور اصلاح میں زمین اور آسمان کا فرق ہے انقلاب ہے کسی نظام کو بدل دینا لیکن اصلاح ہوتی ہے کہ چیز تو وہی رہے لیکن اس کے کسی حصہ کی اصلاح ہو جائے اصلاح اور انقلابی تحریک میں بنیادی فرق ہوتا ہے۔ مسلمانوں کو انقلاب کی ضرورت نہیں بلکہ اصلاح کی ضرورت ہے کیونکہ اسلام کا پیغام تمام زمانوں کیلئے ہے یہی وجہ ہے کہ جب مسلمان ذہنی لحاظ سے دوسروں کے سامنے گھٹنے ٹیکتے ہیں قرآن کی اصلاح کے لئے مجددین مبعوث ہوتے ہیں کیونکہ اس کمزوری اور عوارض کو اپنی عقل سے دور نہیں کر سکتے۔ خدا تعالے کا یہ وعدہ ہے کہ ایسے مواقع پر مجددین آیا کریں گے آج بھی جب مسلمان اپنی سیاسی عظمت اور اخلاقی قوت کو کھو چکے تھے، علماء سے روحانیت بالکل مفقود ہو چکی تھی تو ضرورت تھی کہ کوئی شخص اللہ تعالے کی طرف سے احیائے اسلام کے لئے مبعوث ہو اس زمانہ میں جب مسلمان زوال پذیر ہو گئے اور ہر طرف سے اسلام پر حملے ہونے شروع ہو گئے اور مغربی علوم کی ترویج نے مسلمانوں میں شکوک و شبہات پیدا کر دیئے، آریہ سماج اور عیسائی پادریوں نے بھی اسلام اور آنحضرت صلعم کی سیرت طیبہ پر ناپاک حملے شروع کر دیئے اسلام اور آنحضرت صلعم کے متعلق بیشمار غلط فہمیاں پیدا ہو گئیں تو ایسے مایوسی کے زمانہ میں خدا تعالے کا ایک برگزیدہ احیائے اسلام کے لئے اٹھا اور اس نے عالم اسلامی میں امید کی لہر دوڑا دی اور یہ آواز بلند کیا کہ یہ اسلام کے غلبہ کا وقت ہے اور مجھے اللہ تعالے نے اس وقت اسلام کو غالب کرنے کے لئے مبعوث فرمایا ہے اس وقت مسلمانوں میں اور بھی تحریکات پیدا ہوئیں۔ تحریک جمال الدین افغانی تحریک سرسید اہل حدیث کی تحریک، اہل قرآن کی تحریک جو یہ واضح کرتی تھیں کہ یہ مسلمانوں کا بحرانی اور انتہائی بے چینی کا زمانہ ہے ایسے نازک وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے احمدیت کی بنیاد رکھی اور تمام مذاہب باطلہ کا انتہائی جرأت اور بہادری کے ساتھ مقابلہ کیا اور اس مقابلہ میں آپ کسی سے مرعوب اور متاثر نہیں ہوئے اور اسلام کو ایسے رنگ میں پیش کیا جس سے تمام آلائشوں سے صاف ہو کر اس کی حقیقی تعلیم دنیا کے سامنے آجائے مسلمانوں کو اس وقت احیائی تحریک کی ضرورت تھی اور احمدیت نے اس احیائی تحریک کی ضرورت کو بدرجہ اتم پورا کیا آج بھی مسلمانوں میں متعدد تحریکات ہیں جو مسلمانوں کے متعدد مسائل کا حل پیش کرنا چاہتی ہیں لیکن ان مسائل کا حقیقی حل احمدیت میں ہے کیونکہ اس کی بنیاد اس مجدد نے رکھی ہے جسے اللہ تعالی نے اس زمانہ میں احیائے اسلام کے لئے مبعوث فرمایا۔

مولینا احمدیار صاحب کے بعد جناب شیخ عبدالحق صاحب دہلوی نے "قادیانیت کا تریاق" کے موضوع پر تقریر فرمائی آپ نے فرمایا کہ میں ان اصول حقہ کو آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم ان کو اختیار کریں تو قادیانیت کے عقاید فاسدہ کا علاج ہو سکتا ہے۔ قادیانی نبوت محمدیہ کے ساتھ ایک جدید نبوت پیش کرتے ہیں اگر ہم دلائل کے ساتھ اسی عقیدہ کو توڑ ڈالیں تو اس سے ان کے دوسرے عقائد کی بھی اصلاح ہو سکتی ہے ان کا یہ عقیدہ سخت بے بنیاد اور کمزور ہے اور انہیں اپنی کمزوری کا خوب احساس ہے کیونکہ انہیں ابھی تک یہ جرأت نہیں ہوئی کہ اپنی مسجدوں میں محمد رسول اللہ کی بجائے مرزا غلام احمد رسول اللہ کی آواز بلند کریں۔ ایک طرف اگر قادیانی باطل پر ہیں تو دوسری طرف مسلمانوں کے عقاید بھی ختم نبوت کے منافی ہیں کیونکہ قادیانی اگر ایک نئے نبی کو تسلیم کرتے ہیں تو مسلمان ایک پرانے نبی کی آمد کے قائل ہیں باطل عقاید کی وجہ سے دونوں قابل گرفت ہیں جب تک مسلمان اس عقیدہ کو ترک نہیں کرتے وہ قادیانیت کا مقابلہ نہیں کر سکتے قادیانیت کا تریاق یہی ہے کہ سب مسلمان ختم نبوت کے عقیدہ پر متفق ہو جائیں اور بقول حضرت بانئے سلسلہ اس عقیدہ پر پختگی سے قائم ہو جائیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا۔

اس کے بعد محترم جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں داخل ہونے کی ضرورت" پر ایک نہایت عالمانہ تقریر کی ۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔ مفصل تقریر کسی آیندہ اشاعت میں مضمون کی صورت میں شائع کی جائے گی۔ ــــــ آپ نے فرمایا میں ان الفاظ کا مفہوم واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہوں، شاید بعض لوگوں کا خیال ہو کہ حضرت مرزا صاحب کوئی نیا دین لائے ہیں اور ان کی جماعت امت کے مترادف ہے۔ حضرت مرزا صاحب کوئی نیا دین نہیں لائے ہیں؛ ورنہ ان کی جماعت میں اس لحاظ سے داخل ہونا ضروری ہے حضرت مسیح موعود کا دعوے نبوت کا دعوے نہیں تھا اور نہ انھوں نے کوئی نئی امت بنائی مسیح موعود کی جماعت میں داخل ہونے کا کوئی اور مفہوم ہے جس کو میں واضح کر دوں گا ــــــ اس کے متعلق تین سوال کئے جاتے ہیں۔

(۱) مسلمانوں کو کیا ضرورت ہے کہ وہ حضرت مرزا صاحب کو مانیں۔

(۲) حضرت مرزا صاحب نے اور جماعت کیوں بنائی؛

(۳) آپ نے جہاد بالسیف کی مخالفت کیوں کی ہے۔

یہ تین بہت بڑی باتیں ہیں جو حضرت مرزا صاحب کی جماعت میں داخل ہونے میں روک ہیں۔ محترم شیخ صاحب نے ان تینوں سوالوں پر بڑی وضاحت سے روشنی ڈالی لیکن وقت تھوڑا ہونے کی وجہ سے آپ کی تقریر نامکمل رہی۔

محترم شیخ صاحب کے بعد جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی نے "سکھ ازم اور اسلام کا سیاسی نظام" کے موضوع پر تقریر فرمائی، آپ نے فرمایا کہ سکھ ازم کوئی مذہب تو ہے نہیں کیونکہ مذہب وہ ہوتا ہے جس میں انسانی سوسائٹی کے لئے قانون بتائے جائیں اس لحاظ سے ہم سکھ ازم کو مذہب نہیں کہہ سکتے وہ ایک صوفیوں کا دربار ہے جس میں خدا کی حمد کی گئی ہے گرنتھ صاحب کو ہم کسی مذہب کی شریعت نہیں کہہ سکتے۔ سکھوں نے چالیس سال تک حکومت کی ہے اس لئے ان کا خیال ہے کہ ان کے ہاں ایک نظام سیاست ہے اس کے بعد جناب شیخ صاحب نے سکھوں کے دور حکومت کا اسلام کے مکمل نظام حکومت سے موازنہ کر کے اسلامی اصولوں کی فوقیت اور برتری کو ثابت کیا۔

دوسرا اجلاس

مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۴ء کو دوسرا اجلاس شام کو ساڑھے آٹھ بجے زیر صدارت جناب ممتاز احمد صاحب فاروقی شروع ہوا، تلاوت قرآن مجید اور نعت خوانی کے بعد سب سے پہلی تقریر اخویم مکرم جناب ڈاکٹر الہ بخش صاحب کی تھی جس کا خلاصہ ہم گذشتہ اشاعت میں شائع کر چکے ہیں ڈاکٹر صاحب موصوف نے "احمدیت کا پیغام مسلمانوں کے نام" کے موضوع پر انگریزی زبان میں نہایت موثر تقریر فرمائی۔

ڈاکٹر صاحب کے بعد جناب شیخ عمادالدین صاحب ایم۔اے۔ انڈین آڈٹ اینڈ اکاونٹ سروس نے The Brave New World before us. کے موضوع پر نہایت موثر اور بلیغ تقریر فرمائی جس سے حاضرین بہت متاثر ہوئے، آپ نے فرمایا کہ ہمیں جہان نو کی بنیاد قرآن مجید اور آنحضرت صلعم کے اسوۂ حسنہ پر رکھنی چاہیئے، قرآن مجید میں ایسے اصول ہیں جو مرور زمانہ سے کمزور نہیں ہوتے آنحضرت صلعم کی شخصیت اور سیرت طیبہ بہت بلند تھی ان کی نگاہ جہاں دوسری دنیا پر بھی تھی وہاں اس دنیا کے تفصیلی معاملات پر بھی تھی اور ان حقائق پر بھی تھی جو اس کائنات کے عقب میں کار فرما ہیں اسلامی اصولوں پر کاربند ہو کر ہم اشتراکیت سفربیت اور یورپ کے علوم و فنون جو مادی تہذیب کی روح رواں ہیں کا مقابلہ نہایت قوت سے کر سکتے ہیں یورپ کے مختلف مادی تصورات نے دنیا میں ایک افراتفری پیدا کر دی ہے اس افراتفری میں ہم نے ایک مثبت تعمیری اور تخلیقی نظام پیدا کرنا ہے اور وہ نظام اسلامی نظام ہے ہمیں ایک زندہ ایمان کی قوت سے یورپ کے مفکرین اور عوام تک اسلام کو پہنچانا چاہیئے۔

شیخ عمادالدین صاحب کے بعد اخویم مکرم مولینا آفتاب [illegible] صاحب نے "[illegible] بنیادی" کے موضوع پر ایک مدلل اور پر از معلومات تقریر فرمائی، آپ نے فرمایا ہمارے سامنے نظریات اور خیالات نہیں ہیں بلکہ نہایت تلخ حقائق ہیں جن کا ہمیں مقابلہ کرنا ہے اقوام عالم اس وقت ایک خونین جنگ میں الجھی ہوتی ہیں اس جنگ کے بعد یہ ایک نظام عالم کے متعلق بھی سوچ رہی ہیں اور ہم بھی سوچ رہے ہیں کہ اس جنگ کے بعد ہمیں کیا کرنا

(باقی برصفحہ)

پیغامِ صلح

جلد ۳۳ | ۱۹۴۵ | نمبر ۲

مضمون نگار حضرات کی خدمت میں گذارش

موجودہ مسائل کی طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت

موجودہ مقالہ افتتاحیہ میں ہم جماعت کے فکر
نے والے اور لکھنے والے دوستوں کی خدمت
ایک ضروری گذارش کرنا چاہتے ہیں زمانہ
، چکا ہے ۔ زمانہ کے حالات بدل چکے ہیں
زمانہ کے تقاضے بدل چکے ہیں اس لئے
یے مضمون نگار حضرات کو بھی ان بدلے
نے حالات کا نظر غائر سے مطالعہ کرنا چاہیئے
قرآن مجید کی روشنی اور راہنمائی میں موجودہ
ی معاشی روحانی اور اخلاقی پیچیدگیوں
نظر غائر سے مطالعہ کرنا چاہیئے اور ان سوالات
مشکلات کا حل دنیا کے سامنے پیش کرنا
ہیئے جن کا حل دنیا کو نہیں ملتا حضرت امیر
اللہ تعالیٰ نے بلند پایہ تصنیف نیو ورلڈ
لکھ کر جماعت کے مضمون نگار دوستوں
جدید لٹریچر کی راستہ پر ڈالا ہے جس میں
ت ممدوح نے دنیا کے موجودہ عوارض کے
اسلامی نظام حیات کو بطور علاج پیش کیا
ہے اپنے امیر کی رہنمائی میں جماعت کے
رے دوستوں کو بھی غور کرنا چاہیئے اور
ریسرچ کرنا چاہیئے ۔

بیشک قادیانی فتنہ کا علاج اور اس کا
بھی ضروری ہے اور جماعت احمدیہ لاہور
ن کا کافی مقابلہ کیا ہے اور قادیانیوں پر
حجت کر دیا ہے لیکن قادیان کے کم سواد
ن نگار جنہیں صرف اپنے پیر پرستانہ
ہ کی حمایت منظور ہے وہ ہماری جماعت
دوستوں کو ایسے مضامین لکھنے پر مجبور کر دیتے
یں زندگی اور اس کے اہم مسائل سے
ہم کا گریز پایا جاتا ہے لیکن ہم اپنے دوستوں کی
یہ گذارش کرینگے کہ اختلافی مسائل پر کافی
ہو چکی ہے وہ ان مسائل پر بھی حسب ضرورت
لیکن اپنی زیادہ تر توجہ ان مسائل کی طرف
فرمائیں جن کی طرف توجہ کرنے کی اشد
ہے ۔ زندہ جماعتیں اپنے پیغام کو اپنے
کے اسلوب کے مطابق دنیا کے سامنے پیش
یں اور ان کا اپنے گردوپیش کی تحریکات
زندہ تعلق ہوتا ہے اور وہ اپنے ماحول
کو اپنے خیالات عقاید اور کردار سے
رتی ہیں ۔ ہم اپنی جماعت کے دوستوں
دو دفعہ اس طرف توجہ دلا چکے ہیں دوستوں
میں خطوط لکھے زبانی عرض کیا ہے
بار کے ذریعہ بھی توجہ دلائی ہے کہ وہ
ائل پر مضامین لکھیں ان کے مضامین
نہایت شکریہ کے ساتھ اخبار میں درج کئے
جائیں گے حضرت امیر ایدہ اللہ نے اپنے
ایک خطبہ جمعہ میں اور جلسہ سالانہ کے موقعہ
پر بھی جماعت کے دوستوں کو ہدایت فرمائی
تھی کہ وہ ان مسائل پر مضامین لکھیں امید
ہے دوست اس طرف ضرور توجہ مبذول
فرمائیں گے جہاں وہ قادیانیت اور بہائیت
کے متعلق مضامین لکھیں وہاں ان ضروری
مسائل کو بھی نظر انداز نہ کریں . . . . . . اور
عملی صورت میں واضح کریں ۔ کہ جماعت
احمدیہ لاہور ایک زندہ جماعت ہے ، اور
دنیا کی معاشی اخلاقی اور روحانی مشکلات
کا حل اس جماعت کے پاس موجود ہے اور
ایک عظیم الشان پیغام ہے جو یہ جماعت
دنیا کو دینا چاہتی ہے امید ہے سال رواں
میں اس امر کو خاص طور پر مدنظر رکھا جائیگا ۔

چوہدری سر چھوٹو رام کی وفات

مورخہ ۹ جنوری کو آنریبل راؤ بہادر چوہدری
سر چھوٹو رام وزیر مالگذاری پنجاب وفات پا گئے
آپ کچھ عرصہ سے قلب کے عارضہ سے بیمار تھے
لیکن کچھ دنوں سے علالت میں کافی افاقہ تھا
اور بظاہر ایسی علامات نہ تھیں جن سے خیال
کیا جائے کہ چوہدری صاحب اتنی جلدی چل بسیں گے
لیکن خدائی مشیت اور قضا وقدر کے سامنے
انسانی اندازے کچھ حقیقت نہیں رکھتے وہی
کچھ ہوتا ہے جو اس پر جبردست خدا کو منظور ہوتا
ہے چوہدری صاحب کی وفات سے پنجاب
کی سیاسیات میں ایک بہت بڑا خلا پیدا
ہو گیا ہے آپ کی وفات دیہاتی لوگوں کے لئے
ایک بہت بڑا حادثہ ہے آپ نے دیہاتی لوگوں
کی بہتری اور بہبودی کے لئے بیش بہا اور
عظیم الشان خدمات انجام دیں آپ نے بہت
سے ایسے قوانین منظور کرائے جن سے دیہاتی
طبقات کو بہت فائدہ پہنچا چوہدری سر چھوٹو رام
کے خیالات اور مقاصد خواہ کچھ ہوں لیکن
اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اپنے اصول کے
پکے اور ہر قسم کی مشکلات اور مخالفتوں کے
مقابلہ میں ایک کوہ وقار انسان تھے آپ کی
وفات سے جمہور اور پسماندہ طبقات
نے ایک نہایت قابل تجربہ کار اور بہادر
لیڈر کھو دیا ۔ یہ سانحہ عظیم چوہدری صاحب
آنجہانی کے معزز رفقاء اور لواحقین کے لئے
اندوہناک ہے ہمیں اس موقعہ پر چوہدری صاحب
کے دوستوں اور لواحقین سے گہری ہمدردی ہے ۔

پیغامِ صلح اور ایک دور افتادہ معاصر

پیغامِ صلح کے متعلق ہمارے ایک دور افتادہ
معاصر "آزاد نوجوان" نے اپنے نہایت مخلصانہ
جذبات کا اظہار کیا ہے اسے ہم درج ذیل
کرتے ہیں ۔ معاصر عزیز نے یہ بھی لکھا ہے کہ
پیغامِ صلح جیسے پرچے کو روزانہ ہونا چاہیئے
موجودہ حالات میں پیغامِ صلح کی خریداری کے
پیش نظر ہفتہ وار پرچہ کے لئے کاغذ ملنا مشکل
ہے چہ جائیکہ اسے روزانہ کیا جائے ۔ حالات
کی سازگاری پر ایسی تجاویز زیادہ مفید اور موثر
رہیں گی معاصر مذکور لکھتا ہے :۔

" اس کا انکار نہیں ہو سکتا کہ دور قلم میں
مضامین کی روحانی بلندی کے لحاظ سے
پیغامِ صلح کو ایک خاص مقام حاصل ہے
جس اخبار میں سلطان القلم کے حقیقی
وارث ـــــ حضرت مولانا محمد علی
مولانا مولوی صدر الدین صاحب ، حضرت
خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم حضرت ڈاکٹر
مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم جناب مولوی
یعقوب خاں صاحب ، حضرت مولوی
محمد احسن صاحب امروہی مرحوم ۔ ڈاکٹر
بشارت احمد صاحب مرحوم ۔ اور مولوی
دوست محمد صاحب جیسے بزرگوں کے
مضامین نکلتے رہے اور آئے دن نکلتے ہیں
اس اخبار کی خوبی میں کون لب کشائی
کر سکتا ہے ۔ [illegible] جن کے
زور قلم نے [illegible] دھوم مچا دی ۔
جماعت لاہور گنتی کے چند
آدمیوں سے کئی ہزار کی بن گئی اور
روز بروز اس کا حلقہ وسیع ہی ہوتا چلا
جا رہا ہے ۔ جماعت کی ترقی کے ساتھ
ساتھ خدا کے فضل سے مالی ترقی بھی
خوب ہو رہی ہے مگر جس امر کی جانب
[illegible] یہ ہے کہ اخبار
پیغامِ صلح کو جو چند افراد کی موجودگی
[illegible] روزانہ رہا ہے کئی ہزار کے وقت
[illegible] ہو کر رہ گیا ہے ۔ حالانکہ اس
[illegible] روزانہ ہو جانا چاہیئے تھا ۔ پیغامِ صلح
نے جماعت کی توسیع [illegible] جو خدمت
کی ہے اس کا ایک ثبوت [illegible] ہے کہ خود
"نوجوان" نے اس کی [illegible] تحریرات
کا اثر لیا ۔

پیغامِ صلح جماعت کا لال ہے
یہ وہ پرچہ [illegible] علالت کی
[illegible] کو سکون حاصل
ہوتا ہے اس [illegible] آ کے گلزار دماغ
میں جو تخم بہار آ [illegible] اس سے محرومیت
بڑی بدنصیبی ہے [illegible] دور افتادہ
بھائیوں کو پیغامِ صلح کے وصولی ہو
[illegible]
بھائی شاید ہی محسوس کر سکیں ۔ (آزاد نوجوان لدھیانہ)

درخواست دُعا

بیگم صاحبہ محترم جناب ڈاکٹر غلام محمد
صاحب کچھ عرصہ سے بیمار ہیں ان کی شفایابی
کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ جلسہ سالانہ
کے موقعہ پر دعا کی تحریک فرما چکے ہیں جماعت
کے سب دوستوں کی خدمت میں درخواست
ہے کہ وہ محترمہ بیگم صاحبہ موصوفہ کے لئے
اپنی دعاؤں کو جاری رکھیں آپ نہایت
بلند پایہ اور نیک سیرت خاتون ہیں اور
سلسلہ عالیہ احمدیہ سے ایک غیر معمولی عقیدت
رکھتی ہیں آپ کا ایثار اور اخلاص کسی تشریح
اور تفصیل کا محتاج نہیں امید ہے جماعت
کے تمام بزرگ اور دوست نیم شبی دعاؤں
میں انہیں خاص طور پر یاد رکھیں گے کہ اللہ
تعالےٰ انہیں شفا دے اور لمبی عمر عطا
فرمائے ۔ آمین ۔

بقیہ روئیداد جلسہ سالانہ

آج سے پچاس سال پیشتر حضرت مسیح
موعود علیہ السلام نے مغربی اقوام کو یاجوج
ماجوج اور دجال قرار دیا اور یورپ میں اشاعت
اسلام کی بنیاد رکھی اور حضور کی وفات کے
بعد حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم
نے ووکنگ مشن کو قائم کیا اور مغرب کے لئے
حضرت مولینا محمد علی صاحب نے بیش بہا
لٹریچر پیدا کیا لیکن اب ہمیں پھر جائزہ
لینا چاہیئے کہ موجودہ بدلتے ہوئے حالات
کے لئے ہم نے کیا تیاری کی ہے مغربی دنیا
قوانین قدرت کے سامنے جھکی ہوئی ہے لیکن
وہ اس کائنات کے خالق کے سامنے نہیں
جھکتی اور اس جماعت نے خالق کائنات پر
ایک زندہ ایمان پیدا کرنا ہے اور اس کے
لئے ایک عظیم الشان تیاری کی ضرورت ہے
خدا تعالےٰ تاریخ کے ہر نقطہ انقلاب پر
اپنے جلال کو ظاہر فرماتا ہے اور دنیا کی ہدایت
کے لئے اپنے کسی برگزیدہ کو بھیجتا ہے دنیا
کو اس مادی دلدل سے کوئی دنیوی فلسفہ نہیں
نکال سکتا بلکہ صرف خدا تعالےٰ کی ہستی پر ایک
زندہ ایمان نکال سکتا ہے حضرت مرزا غلام احمد
صاحب نے خدا تعالےٰ کی ہستی کے متعلق دنیا
کو خوشخبری دی اور خالص اسلامی پیغام دنیا
کو دیا اس پیغام کی بنیاد روحانیت اور تزکیہ
نفس پر ہے سو آج وہ مشنری جو دنیا میں
اسلام کو پہنچانا چاہتے ہیں انہیں پہلے اپنا
تزکیہ نفس کرنا چاہیئے تاکہ وہ اپنے نمونہ سے
دنیا کی رہنمائی کر سکیں پہلے ہمیں خود اسلامی اقدار
اور خدا تعالےٰ کی ہستی پر ایک زندہ ایمان ہونا
چاہیئے تب ہم دنیا میں کوئی انقلاب پیدا
کر سکتے ہیں ہم دوسروں کو اس رستہ پر نہیں
چلا سکتے جب تک ہم خود اس رستہ پر گامزن نہ
ہوں اس روحانی تیاری کے بغیر ہم اس
عظیم الشان مقصد کو پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچا
سکتے جو ہمارے سامنے ہے ۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما بہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار

پیغام صلح

آرگن

ایڈیٹر ۔ ایس محمد احمد ۔ بی اے ۔ جائنٹ ایڈیٹر ۔ شیخ محمد انعام الحق ۔

جلد ۳۳ ｜ لاہور ۔ یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۴ ر محرم الحرام ۱۳۶۴ھ م ۔ ۱۰ ر جنوری ۱۹۴۵ء ｜ نمبر ۲

حضرت مسیح موعود کی جماعت سب

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مغرب میں تبلیغ اسلام

دجال اور یاجوج ماجوج کون ہیں؟

اس عقدہ لاینحل کو حضرت مرزا صاحب نے حل کیا

حضرت مسیح موعود نے یورپ میں تبلیغ اسلام کی بنیاد رکھی اور تبلیغ کا مکمل پروگرام دیا

تقریر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ ۔ مورخہ ۲۶ ر دسمبر ۱۹۴۴ء

حتی اذا فتحت یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون ۔ واقترب الوعد الحق فاذا ھی شاخصۃ ابصار الذین کفروا یویلنا قد کنا فی غفلۃ من ھذا بل کنا ظلمین ۔ (الانبیاء)

اسلام کا رخ مشرقی ممالک کی طرف رہا ۔ اسلام کی تاریخ کا سرسری نظر سے مطالعہ کرنے سے ایک بڑی واضح اور موٹی بات ہم کو نظر آجاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اسلام کی ترقی کا رخ ابتداء سے اس وقت تک یعنی چودھویں صدی کے شروع تک زیادہ تر مشرقی ممالک کی طرف رہا اور مغرب میں گو کسی زمانہ میں اسلام کا قدم جا بھی اور مغرب کے بعض ملکوں میں اسلام کی سلطنت بھی پہنچی مگر تاریخی رنگ میں مغرب میں اسلام کی ترقی مشرق کے بالمقابل بہت ہی کمزور اور بہت ہی محدود نظر آتی ہے اس وقت بھی اگر ہم دنیا کا نقشہ اپنے سامنے رکھیں تو اسلام مشرق کے وسیع ممالک میں پھیلا ہوا نظر آتا ہے اور مغرب میں جہاں کسی زمانہ میں اسلام کی حکومت تھی اب برائے نام کہیں کہیں کچھ مسلمان جماعتیں رہ گئی ہیں۔

اسلام کو مٹانے کی کوششیں ۔ صرف یہی نہیں کہ مغرب میں اسلام کی ترقی رک گئی بلکہ اس قریب کے زمانہ میں مغرب نے مشرق میں بھی اسلام کو مٹانے کی یا اس کی طاقت کو کمزور کرنے کی زبردست کوشش کی تو گویا نہ صرف یہ ہوا کہ مغرب میں اسلام کی ترقی رک رہی بلکہ مشرق میں بھی یورپ نے کچھ اپنی سیاسی طاقت کے ذریعہ سے اور کچھ مشنری نظام کے ذریعہ سے اسلام کو نابود کرنے کی یا خطرناک ضعف کی حالت میں کر دینے کی کوشش کی۔

یورپ اور امریکہ میں تبلیغ اسلام کی بنیاد رکھنے والا شخص ۔ جس وقت یہ حالات پیدا ہو چکے تھے اور بظاہر ایسا نظر آتا تھا کہ اسلام اب دن بدن کمزور ہوتا چلا جائے گا ایک شخص اٹھا جس نے اسلام کی ترقی کا رخ مغرب کی طرف پھیرا آئندہ کسی زمانہ میں جب یورپ اور امریکہ میں تبلیغ اسلام کی تاریخ لکھی جائے گی تو تاریخ نویس یقیناً اس بات کو تعجب سے دیکھے گا کہ جس شخص نے یورپ اور امریکہ میں تبلیغ اسلام کی بنیاد رکھی اس کو آج مسلمان سب سے زیادہ نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ۔ اس قدر اس شخص کے نام کے ساتھ مسلمانوں کو بغض ہے کہ اس کے صریح کارناموں کو دیکھتے ہوئے بھی ان کے اس بغض میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔

یاجوج ماجوج اور غلبہ اسلام کا وعدہ ۔ یہ جو میں نے قرآن شریف کی آیت پڑھی حتی اذا فتحت یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون ۔ یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج کھول دیے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے تیزی سے نکل پڑیں گے یعنی ان کا غلبہ دنیا میں ہو جائیگا یہ ایک حصہ اس پیشگوئی کا ہے کہ وقت آئے گا کہ یاجوج اور ماجوج تمام بلندیوں پر غالب آجائیں گے اور اس پیشگوئی کا دوسرا حصہ ہے واقترب الوعد الحق اور سچا وعدہ قریب آجائیگا وہ وعدہ جو پورا ہو کر رہنے والا ہے وہ کیا ہے؟ قرآن کریم نے خود اس کے متعلق کوئی شبہ باقی نہیں چھوڑا اس رکوع میں آگے جا کر بیان فرما دیا کہ وہ وعدہ غلبہ اسلام کا ہے ۔ ایک انقلاب کا ذکر کر کے فرمایا وعداً علینا انا کنا فعلین یہ ہم پر وعدہ ہے ہم اسے ضرور پورا کر کے رہیں گے وہ کیا وعدہ ہے؟ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصلحون ۔ وہ وعدہ جو ہمارے ذمہ ہے ہم اسکو پورا کر کے رہیں گے زبور میں بھی ہم اسکو بیان کر چکے ہیں بنی اسرائیل کے انبیاء بھی اسکو بتا چکے ہیں کہ گو اس زمین پر فسق و فجور پھیلیگا اور اٹھے گا لیکن اس زمین کے وارث خدا تعالےٰ کے صالح بندے ہوں گے۔ یہ خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے جس کو دوسری جگہ ان الفاظ میں بیان فرمایا ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے سب دینوں پر غالب کرے ۔ اور پھر ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصلحون کے آگے فرمایا ان فی ھذا لبلغا لقوم عبدین اس میں بڑا بھاری پیغام ہے خدا کی عبادت کرنے والے لوگوں کے لئے ۔ وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین ۔ اے محمد ہم نے تمہیں صرف ایک زمانہ کے لئے نہیں بھیجا ایک قوم کے لئے نہیں بھیجا بلکہ ہم نے تمہیں تمام قوموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے ۔ خوب یاد رکھو وہ وعدہ جس کو یاجوج ماجوج کے غلبہ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے وہ یہی وعدہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کا وجود تمام قوموں کے لئے رحمت ثابت ہوگا اور ہر ایک قوم اس رحمت کے سرچشمہ کی طرف آئے گی۔

یاجوج ماجوج کی حقیقت ۔ یاجوج اور ماجوج کون ہیں؟ ان کا ذکر بہت پرانا چلتا ہے بائبل میں ان کا ذکر ہے قرآن کریم میں بھی ان کا ذکر ہے اور حدیث میں بھی ان کا ذکر ہے مگر مفسرین اور شارحین کسی نتیجہ پر نہیں پہنچے کہ ان سے مراد کیا ہے ۔ بائبل کے شارحین میں اختلافات نظر آتے ہیں کوئی کہتا ہے یہ فلاں قوم ہے اور کوئی کہتا ہے کہ فلاں قوم ہے اسی طرح قرآن کریم کے مفسرین میں بھی اختلاف ہے۔

حضرت مرزا صاحب نے اس پر سے پردہ اٹھا دیا ۔ یہ گویا عقدہ لاینحل تھا جس کو کوئی حل نہیں کر سکا یہاں تک کہ ایک شخص ہماری آنکھوں کے سامنے اٹھا اس نے اس کا پتہ بتایا کہ یاجوج اور ماجوج کون ہیں؟ تمام مسلمان توہمات میں پڑے ہوئے تھے اور ان کو عجیب الخلقت مخلوق سمجھتے تھے ۔ یہاں تک کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اٹھتے ہیں اور ۱۸۹۱ء میں ایک ایسا دعوےٰ کرتے ہیں جس سے دنیا میں ایک شور پڑ جاتا ہے مگر اسی کی یورپ اور امریکہ میں تبلیغ اسلام کی بنیاد رکھی جاتی ہے ہمارے ایک عزیز نے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ ۱۸۹۱ء ہی وہ سال ہے جب ووکنگ مسجد کی بنیاد رکھی گئی ۔ ۱۸۹۱ء میں جب ہندوستان کے سارے لوگ آپ کو مجدد مانتے تھے آپ پر یہ انکشاف ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کے متعلق مسلمانوں کا خیال ہے کہ وہ آسمان پر بیٹھے ہوئے ہیں وہ فوت ہو چکے ہیں اور ان کی آمد کے متعلق جو پیشگوئی پائی جاتی ہے وہ مجھ میں یعنی چودھویں صدی کے مجدد میں پوری ہو گئی ہے ۔ ابن مریم کے نزول کے ساتھ اور بہت سی باتیں وابستہ تھیں یاجوج ماجوج کا غلبہ بھی اسی نزول مسیح کے ذکر سے وابستہ تھا۔ دجال کا ذکر بھی اسی ذیل میں تھا مغرب سے طلوع آفتاب بھی اسی کا نشان تھا۔

ازالہ اوہام میں یاجوج ماجوج کا ذکر ۔ آپ نے ازالہ اوہام کا نام سنا ہوا ہوگا مگر میرا خیال ہے کہ بہت کم لوگوں نے اس کتاب کو اس نظر سے پڑھا ہے کہ اس میں ان تمام امور کا [illegible] کی ترقی کے ساتھ تعلق رکھنے [illegible] کیا گیا ہے چنانچہ آپ اس کتاب میں یاجوج

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شبیر محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

...ی فرماتے ہیں:۔

اور یاجوج ماجوج کی نسبت تو فیصلہ ہو چکا ہے جو یہ دنیا کی دو بلند اقبال قومیں ہیں جن میں سے ایک انگریز اور دوسرے روس ہیں یہ دونوں قومیں بلندی سے نیچے کی طرف حملہ کر رہی ہیں یعنی اپنی خدا داد طاقتوں کے ساتھ فتح یاب ہوتی جاتی ہیں مسلمانوں کی بدچلنیوں نے مسلمانوں کو نیچے گرا دیا اور ان کی تہذیب اور متانت شعاری اور ہمت اور اولوالعزمی اور معاشرت کے اعلیٰ اصولوں نے بحکم و مصلحت قادر مطلق ان کو اقبال دے دیا۔ ان دونوں قوموں کا بائیبل میں بھی ذکر ہے۔

ازالہ اوہام
(صفحہ ۵۰۲)

ان لفظوں پر غور کیجئے یہ نہیں فرماتے کہ میرا خیال ہے یا میری یہ رائے ہے یا مجھے یہ معلوم ہوتا ہے بلکہ فرماتے ہیں کہ یہ فیصلہ ہو چکا ہے جو آپ کو اس بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آپ فرماتے ہیں کہ یاجوج ماجوج کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے اس وقت تک بائیبل اور قرآن کے مفسرین کسی فیصلہ پر نہیں پہنچے تھے مگر آپ فرماتے ہیں کہ فیصلہ ہو چکا ہے گویا یہ اپنی طرف سے نہیں لکھ رہے کوئی شخص اپنی طرف سے نہیں کہتا کہ یہ فیصلہ ہو چکا ہے اگر وہ کہتا اور دنیا نہ مانتی تو اور بات تھی مگر یہ لفظ خدا جانے کس قوت سے آپ کے قلم سے نکلے ہیں کہ ساری دنیا کو تسلیم کرنا پڑا کہ یاجوج ماجوج وہی ہیں جن کا نشان حضرت مرزا صاحب نے دیا چنانچہ جس وقت یہ الفاظ نکلے تو اس وقت آپ کے خلاف ایک شور پیدا ہو گیا اس وقت لوگ آپ کی باتوں پر ہنسی کرتے تھے لیکن کتنے سال گزرتے ہیں کہ تمام مسلمان اس بات کو تسلیم کر لیتے ہیں کہ واقعی یاجوج ماجوج یہی قومیں ہیں اور جو فیصلہ حضرت مسیح موعود نے لکھا تھا ساری اسلامی دنیا اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیتی ہے۔

ڈاکٹر اقبال کے منہ سے بھی یہ بات نکل گئی } ایک شخص جو اس ملک میں مسلمانوں کے خیالات کا ترجمان ہے میں سمجھتا ہوں اقبال کو یہ مقام حاصل ہے۔ نظر ان کی بڑی گہری تھی یہ میں ذاتی طور پر جانتا ہوں آپ کو معلوم ہے کہ حضرت صاحب کی مخالفت بھی انھوں نے کسی وقت کی مگر خدا تعالےٰ نے ان کے منہ سے بھی یہ الفاظ نکلوا دیئے کہ یاجوج ماجوج یہی لوگ ہیں ؎

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشم مسلم دیکھ لے تفسیر حرف ینسلون (اقبال)

واقعات نے بھی اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ جو باتیں حضرت مرزا صاحب نے اس وقت کہی تھیں اس کے آگے ساری دنیا کو سر جھکانا پڑا۔

دجّال کون ہے؟ } یہی حالت "دجّال" کے متعلق بھی ہے سیاسی قوت کے لحاظ سے یورپ کی قوموں کا نام یاجوج اور ماجوج ہے اور مذہبی طور پر لوگوں کو ورغلانے کی وجہ سے ان کا نام دجال ہے۔ دنیا کو گمراہی کی طرف لے جا رہے ہیں اسلام کو مٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔

مغرب سے طلوع آفتاب کے معنی } اب ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے حدیثوں میں مغرب سے طلوع آفتاب کا ذکر ہے یہ کیا چیز ہے؟ مسلمانوں کو اس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے یہ شخص اپنی بڑائی نہیں کرتا بلکہ اس کے دل میں ایک تڑپ لگی ہوئی ہے فرماتے ہیں:۔

"ایسا ہی طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہوگا ہم اس پر بہرحال ایمان لاتے ہیں لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا ہے وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر و ضلالت میں ہیں آفتاب صداقت سے منور کئے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا۔"

حضرت مسیح موعود کا ایک رؤیا } یہ ۱۸۹۱ء کا زمانہ ہے آپ پر کفر کا فتوےٰ لگا ہوا ہے مسلمان آپ کے دشمن ہیں اور آپ کے دل میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ یورپ میں اسلام پھیلے گا اپنی رؤیا کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"میں نے دیکھا میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم تھا سو میں نے اس کی تعبیر یہ کی اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے۔ درحقیقت آج تک مغربی ملکوں کی مناسبت دینی سچائیوں کی نسبت بہت کم رہی ہے گویا خدا تعالےٰ نے دنیا کی عقل تمام یورپ اور امریکہ کو دی نبیوں کا سلسلہ اول سے آخر تک ایشیا کے ہی حصہ میں رہا اور ولایت کے کمالات بھی ان لوگوں کو ملے اب خدا تعالےٰ ان لوگوں پر نظر رحمت ڈالنا چاہتا ہے"

مغرب میں اشاعت اسلام کی بنیاد } یورپ اور امریکہ میں تبلیغ اسلام کی بنیاد رکھنے والے حضرت مرزا صاحب ہیں، لوگوں کا خیال ہے کہ چند انگریزی خواں مرید ہو گئے اور ان کے دل میں مغربی ممالک میں تبلیغ اسلام کا خیال آ گیا یہ غلط ہے مغرب میں تبلیغ اسلام کی بنیاد حضرت مرزا صاحب نے اپنے ہاتھ سے رکھی اور وہ اپنے دعوے کے ساتھ اس کی بنیاد رکھتے ہیں یہ ہونے اور بنیاد لازم و ملزوم طور پر نظر آتے ہیں۔ آپ نے یہ نہیں کیا کہ یاجوج ماجوج کے ساتھ دجال اور مغرب سے طلوع آفتاب کی حقیقت بیان کر دی اور پھر خاموش ہو گئے۔

یہ کام آپ شروع کر دیتے ہیں } اس پر آپ اکتفا نہیں کرتے کہ دجال اور یاجوج ماجوج کا پتہ بتا دیں بلکہ دجال کی ہلاکت کا کام اور یاجوج ماجوج کو مسلمان کرنے کا کام بھی آپ شروع کر دیتے ہیں

"ہر ایک شخص جہاں تک خدا تعالےٰ نے وسعت و طاقت و مقدرت دی ہے اس راہ میں ورلغ نہ کرے اور اللہ اور اللہ کے رسول سے اپنے اموال کو مقدم نہ سمجھے اور پھر میں جہاں تک میرے امکان میں ہے تالیفات کے ذریعہ سے ان علوم اور برکات کو ایشیا اور یورپ کے ملکوں میں پھیلاؤں جو خدا تعالےٰ کی پاک روح نے مجھے دی ہیں۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔ بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ یورپ اور امریکہ نے اسلام پر اعتراضات کرنے کا ایک بڑا ذخیرہ پادریوں سے حاصل کیا ہے اور ان کا فلسفہ اور طبعی بھی ایک الگ ذخیرہ نکتہ چینی کا رکھتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ ان اعتراضات کا کافی جواب دینے کے لئے کسی منتخب آدمی کی ضرورت ہے جو ایک دریا معرفت کا اپنے صدر منشرح میں رکھتا ہو۔۔۔۔۔۔۔ سو میری صلاح یہ ہے کہ بجائے ان واعظوں کے عمدہ عمدہ تالیفیں ان ملکوں میں بھیجی جائیں اگر قوم بدل و جان میری مدد میں مصروف ہو تو میں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر بھی تیار کر کے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر ان کے پاس بھیجی جائے میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے نہیں رہ سکتا کہ یہ میرا کام ہے دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہوگا جیسے مجھ سے یا جیسا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے۔"

اس کام کیلئے آپ کو آدمی مل جاتے ہیں } دیکھئے سب کچھ مکمل کر دیا پروگرام بتا دیا دشمن کا پتہ بتا دیا یاجوج ماجوج اصل دشمن ہیں یہ بھی بتا دیا اور یہ بھی بتا دیا کہ ان لوگوں کے اندر اسلام پھیلانا ہے اور یہ بھی بتایا کہ اسلام پھیلانے کا ذریعہ کیا ہوگا آپ اس کی بنیاد رکھ دی ایک چنگاری انھوں نے ڈال دی خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے اپنے کاروبار کو چھوڑ کر اس طرف رخ کیا کہ بظاہر اس میں کامیابی کا کوئی سامان نہ تھا یہ حضرت صاحب کی روح تھی جو خواجہ صاحب کے اندر کام کر رہی تھی خدا تعالےٰ کی مصلحت اسی طرح پر ہے ایک انسان ختم ہو جاتا ہے اور اس کی روح دوسرے لوگوں کے اندر کام کرتی رہتی ہے۔ دیکھئے یہ انسان کے اختیار کی بات نہیں آپ نے دجال یاجوج ماجوج اور مغرب سے طلوع آفتاب کے متعلق ساری باتیں بیان کر دیں لیکن یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ اس کام کے لئے آپ کو آدمی بھی مل جائیں اور پھر اس قوم سے مل جائیں جو آپ کو دجال قرار دیتی تھی گالیاں دیتی تھی۔

میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا } میں جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی خدمت میں بیٹھتے ہوئے مہینہ دو مہینے چار مہینے گزر گئے آخر ایک دن فرمانے لگے کہ ہمارا ارادہ ہے کہ انگریزی میں ایک رسالہ نکالیں میں ایک معمولی طالب علم ایم۔ اے پاس تھا اور کالج کے زمانہ میں تحریر اور تقریر کی طرف کوئی خاص رجحان بھی نہیں تھا لیکن نظر انتخاب مجھ پر پڑ گئی خدا جانے اس نظر کے اندر کیا قوت تھی کہ خدا تعالےٰ نے یہ کام مجھ سے لیا۔

خواجہ کمال الدین صاحب بے نظیر انسان ہیں } خواجہ کمال الدین صاحب پر نظر پڑ گئی جو کام خواجہ صاحب نے کیا اس کی نظیر نہیں ملتی جو لوگ حضرت مرزا صاحب کی عظمت کو تسلیم نہیں کرتے میں ان سے کہتا ہوں کہ خواجہ صاحب جیسا کوئی آدمی مجھے بتاؤ جب وہ تبلیغ اسلام کے عزم سے انگلستان گئے تو یہاں کے لوگ بھی اور وہاں کے لوگ بھی کہتے تھے کہ یہ پاگل ہے یورپ کو مسلمان کرنا یہ ایک دیوانہ پن ہے لیکن وہ اپنے کام میں لگ جاتے ہیں اور اللہ تعالےٰ انہیں ان ناسازگار حالات میں وہ کامیابی عطا فرماتا ہے جس کی نظیر نہیں ملتی۔

یورپ کے نومسلمین } میرے ہاتھ میں یہ کتاب ہے Charms of Islam. اس میں یورپ کے نومسلموں کے حالات دیئے ہیں اور نام لکھے ہیں جن کے فوٹو موجود ہیں اور جن کے اپنے قلم سے وہ وجوہ موجود ہیں کہ وہ کیوں مسلمان ہوئے میں ان سب کو بیان نہیں پڑھ سکتا۔ میں سمجھتا ہوں بڑا زبردست ایمان تھا حضرت مرزا صاحب کا بظاہر کوئی سامان نہیں جس کی وجہ سے دل میں خیال پیدا ہو کہ یورپ میں اسلام پھیلائیں گے وہ یورپ جو ایشیا پر حکومت کر رہا ہے اس میں اسلام پھیلانے نکلے ہیں فرمایا کرتے تھے کہ میرا اصل مقصد مغربی اقوام میں اسلام پھیلانا ہے۔

یورپ کے مفکرین کی شہادتیں } آج یہ شہادتیں دنیا کے سامنے آتی ہیں کہ یورپ کے لوگ خود اسلام کے متعلق کیا سمجھتے تھے اور آج برنرڈ شا بھی اپنی کتاب Getting Married میں ۱۹۲۹ء میں لکھتا ہے:۔

The whole of the British Empire will adopt a reformed Mohammadanism before the end of the Century.

(باقی برصفحہ ۸)

نہیں ہو سکتی یہ جذبات سرد پڑ گئے ہیں۔ یہ ایک غیر معمولی کیفیت پیدا ہو گئی ہے جس سے آدمی حیوان سے بدتر ہو چکا ہے۔ انسانی فطرت کی اس غیر معمولی کیفیت پر کسی نظریہ کی بنیاد رکھنا ناجائز اور سخت ناروا ہے جس وقت کارل مارکس اس نظریہ کی تیاری میں مصروف تھا تو وہ انسانی دماغ کے ایک عارضہ کو غلطی کے ساتھ ایک صالح کیفیت سمجھ رہا تھا ہم تسلیم کرتے ہیں کہ انسانی دماغ کا یہ عارضہ انسانیت جتنا ہی پرانا ہے انسان وقفوں کے بعد پھر اس میں مبتلا ہو جاتا ہے لیکن یہ کہنا کہ یہ قاعدہ کلیہ ہے یہ انسانی زندگی کے بنیادی اصولوں کو بلا ارادہ مضحکہ طریقہ سے پیش کرنا ہے، اس طرح تو عوارض کی کثرت کو دیکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ انسانی جسم کی صحت کوئی چیز نہیں ہے یا بیماری کی حالت ہی جسمانی زندگی کا قاعدہ کلیہ ہے۔ کارل مارکس چونکہ یہودی عیسائی تھا اس لئے وہ عیسائیت کے فلسفہ گناہ سے مذہبی طور پر متاثر تھا، یہ عیسائی تصور اس عقیدہ سے عبارت ہے کہ انسان فطرتاً گنہگار ہے اور اغلب ہے کہ یہودی قوم کی افسوسناک تاریخ نے اس کے میلانات میں اضافہ کر دیا ہو۔

تاریخ کا معاشی نظریہ درحقیقت وہی فطری معصیت اور گناہ آدم کا عقیدہ ہے جسے عمرانیات کی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ قرآن مجید اپنی ابتدائی مکی سورتوں میں انسانی فطرت کے متعلق اس نقطۂ نگاہ کا رد کرتا ہے۔ یقیناً اس وقت عظیم الشان رسول کے بلند پایہ دماغ میں اس مسئلہ پر بہت ہیجان پیدا ہوا ہو گا۔ انسان کی خوفناک بربریت خود غرضی اور سنگدلی کی موجودگی میں آپ کو تاریخ انسانی کے عمیق پہلوؤں کی بصیرت عطا کی گئی اور آپ کے قلب پر خدا تعالیٰ کی وحی نازل ہوئی۔

والتین والزیتون۔ وطور سینین۔ وھذا البلد الامین لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ ثم رددنٰہ اسفل سٰفلین۔ الا الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت فلھم اجر غیر ممنون

(ترجمہ) انجیر اور زیتون گواہ ہیں اور سینا پہاڑ (یہ تینوں بدھ مت، عیسائیت، اور دستور موسوی کے نشان ہیں) اور یہ امن والا شہر (یعنی حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل کی روایات آنحضرت صلعم کی رسالت میں انکی تجدید کی گئی ہے) یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا ہے۔ پھر ہم اسے ذلیل سے ذلیل حالت کی طرف لوٹا دیتے ہیں۔ سوائے ان کے جو ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے ہیں تو ان کے لئے نہ منقطع ہونے والا اجر ہے۔

انسانی سماج کی تدریجی ترقی کو تشکیل دیتے ہوئے کارل مارکس کی نظروں سے انسان کی حقیقی مذہبی تاریخ اوجھل ہو گئی وہ بھول گیا کہ تاریخ انسانی میں حضرت بدھ، حضرت موسےٰ، حضرت مسیح اور حضرت ابراہیم جیسے عظیم المرتبت انسان گذرے ہیں جن کی پاکیزہ زندگیاں اس نظریئے کی جیتی جاگتی تردید ہیں کہ انسان کے سماجی عمل میں صرف معاشی غرض پنہاں ہے

ان عظیم الشان انسانوں نے لوگوں کو تعلیم دی کہ وہ معاشی زندگی کا زیادہ فکر نہ کریں اور نہ اپنی ساری طاقت کو اس پر صرف کریں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ انھوں نے معاش کے لئے کام کرنے کو ممنوع قرار دیا ہے بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ اس امر پر انسان کی ساری توجہ یا زیادہ توجہ مبذول نہیں ہونی چاہیئے بلکہ زندگی کے مشاغل میں اسکی پوزیشن معمولی ہونی چاہیئے۔ ان کو یہ بصیرت حاصل تھی کہ زندگی کے معاشی نظام پر زیادہ زور دینے سے انسانوں کے ڈگمگا کر گرنے کا خطرہ ہے۔ اس کی بجائے انھوں نے انسانی قوتوں کی تدریجی ترقی کے لئے تجویز پیش کی ہے۔ ان کی پاکیزہ رہنمائی میں مرد اور عورت بجائے اس کے کہ اپنے معاشی حقوق کے لئے دست و گریباں ہوں وہ قربانی اور ایثار کے بلند جذبات سے لطف اندوز ہوئے۔ انہیں علم تھا کہ جب سب لوگ قربانی کے جذبہ سے سرشار ہوں گے تو معمولی معاشی ذرائع میں بھی فراوانی معلوم دے گی۔ انھوں نے اس صداقت کو عملی جامہ پہنایا جسے آجکل نظر انداز کر دیا گیا ہے کہ آدمی کو خدا کے ناقابل فہم تصور سے بڑے بڑے سماجی کاموں کے لئے آمادہ کیا جا سکتا ہے یہ وہ تصور ہے جو معاشی نظریئے کی جڑوں پر کلہاڑا رکھ دیتا ہے اور جس کے سامنے انسان کے معاشی مشاغل بالکل ماند پڑ جاتے ہیں ان کی زندگیوں اور کامیابیوں سے یہ بات بالکل ثابت ہو چکی ہے کہ آدمی گو بظاہر خود غرض معلوم دیتا ہے لیکن درحقیقت وہ خود غرض نہیں۔ اس میں شک نہیں (باقی)

اشتہار

بعدالت جناب چودھری طفیل احمد صاحب بی اے ایل ایل بی ڈسٹرکٹ جج ریاست کلسیہ بہادر

محمود علی خان و ایوب علی خاں پسران یعقوب علی خاں و حبیب اللہ خاں پسر عبداللہ خاں وغیرہ افغان سکنائے ڈیرہ بسی اپیلانٹ

بنام

سناتن دھرم سبھا ڈیرہ بسی بذریعہ پنڈت کشوری لعل شاستری سکرٹری آف سناتن دھرم سبھا بسی

اپیل بنا راضی فیصلہ عدالت سب جج صاحب ڈیرہ بسی ۲۹ جس کی رو سے دعوٰے مدعیان خارج کیا بمراد منسوخی اس کے

مقدمہ ہذا میں پنڈت کشوری لال ریسپانڈنٹ مندرجہ صدر کی تعمیل اطلاعنامہ معمولی طریق سے نہیں ہو سکی۔ وہ پوشیدہ اور عدم پتہ ہے۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مذکور کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ وہ مورخہ ۱۹ ماہ جنوری ۱۹۴۵ء کو اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا بوقت ۱۱ بجے ہو کر پیروی مقدمہ ہذا کرے۔ بصورت عدم حاضری کاروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔

مورخہ ۴ دسمبر ۱۹۴۴ء

(مہر عدالت) دستخط حاکم

(بقیہ صفحہ ۱)

حضرت مرزا صاحب کی وفات سے اکیس سال پہلے کی تحریر ہے۔ مگر حضرت مرزا صاحب کو ۱۸۹۱ء میں یہ نظر آ گیا تھا کہ یورپ اسلام کو قبول کرے گا۔

تالیفات بھی ان ممالک میں پہنچ گئیں ایک شخص

صرف ایک ایمان کی بنیاد پر اس کام کو شروع کرتا ہے اور اس کے شاگرد بھی صرف ایک ایمان کی بنیاد پر اسکو شروع کرتے ہیں اور اس کے نتائج دیکھ لیجئے کہ نو مسلمین کس طرح آپ کو یورپ کے ملکوں میں نظر آتے ہیں اور دوسری طرف جو آپ کا ارادہ تھا کہ کچھ تالیفات کر کے ان ممالک میں بھیجی جائیں وہ کس طرح ہو گئیں اور ان ممالک میں پہنچ گئیں جن کو دیکھ کر ان لوگوں کی گردنیں اسلام کے سامنے جھک گئیں جب پہلے یہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز نکلا ہے تو اس کے چند پرچے میں نے کونٹ ٹالسٹائی کو بھیجے تو اس نے مجھے لکھا یہ باتیں بالکل سچی ہیں اور ان میں موجودہ مشکلات کا حل ہے اور جن مضامین کے متعلق اس نے یہ لکھا وہ حضرت مسیح موعود کی تحریرات کا ترجمہ تھا۔

موجودہ جنگوں کی بھی آپ نے خبر دی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جتنی باتیں بتائیں وہ درست نکلیں چنانچہ موجودہ جنگوں کے متعلق بھی آپ نے خبر دی ہے یہ آپ کی کتاب حقیقۃ الوحی ہے اس میں آپ نے زلزلہ کا لفظ استعمال کیا ہے لیکن براہین احمدیہ حصہ پنجم میں آپ نے اس کی وضاحت فرمائی ہے کہ اس سے مراد کسی قسم کی تباہی ہے وہ ایسی تباہی ہے جو دنیا میں کبھی نہ آئی ہوگی۔ آپ ساری دنیا کی تاریخ کو لے لیجئے میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ جنگ جیسی تباہی دنیا میں کبھی نہیں آئی آپ فرماتے ہیں:۔

"یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ . . . . . بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے اور زمین پر اس قدر تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین و آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی حصہ میں ان کا پتہ نہیں ملیگا تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے"

پھر اس کے آگے لکھتے ہیں:۔

"اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں"

ان سب باتوں کو آپ نے تبلیغ اسلام کے ساتھ وابستہ کیا ہے اتنا تو صاف نظر آ گیا کہ یہ تمام باتیں آپ نے یورپ میں تبلیغ اسلام کی بنیاد رکھنے کے لئے فرمائی تھیں۔

(بقیہ از صفحہ ۶)

نہیں کہ آنکھ دکھنے آ جائے گی اور یوں امراض چشم میں مبتلا ہو جائے گا۔

میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خدا کے حضور اس کی خشیت سے متاثر ہو کر رونا دوزخ کو حرام کر دیتا ہے لیکن یہ گریہ و بکا نصیب نہیں ہوتا جب تک کہ خدا کو خدا اور رسول کو رسول نہ سمجھے اور اس کی سچی کتاب پر اطلاع نہ ہو نہ صرف اطلاع بلکہ ایمان۔

طبیب جیسے ایک [illegible] کا جلاب دیتا ہے اور اس کو ہلکے ہلکے دست آتے ہیں۔ وہ مرض کو ضائع نہیں کرتے جب تک جگری دست نہ آویں، جو اپنے ساتھ تمام مواد ردیہ اور فاسدہ کو لیکر نکلتے ہیں۔ اور ہر قسم کی عفونتیں اور زہریں جنہوں نے مریض کو اندر ہی اندر مضمحل اور مضطرب کر رکھا تھا ان کے ساتھ نکل جاتی ہیں تب اسکو شفا ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ جگری گریہ و بکا کا آستانۂ الوہیت پر ہر ایک قسم کی نفسانی گندگیوں اور مفسد مواد کو لیکر نکل جاتا ہے اور اس کو پاک و صاف بنا دیتا ہے۔ اہل اللہ کا ایک آنسو جو توبۃ النصوح کے وقت نکلتا ہے ہوا و ہوس کے بندے اور ریاکار اور ظلمتوں کے گرفتار کے ایک دریا بہا دینے سے افضل اور اعلےٰ ہے کیونکہ وہ خدا کیلئے ہے اور یہ مخلوق کے لئے یا اپنے نفس کے واسطے اس بات کو کبھی اپنے دل سے محو نہ کرو کہ خدا تعالےٰ کے حضور اخلاص اور راستبازی کی قدر ہے۔ تکلف اور بناوٹ اس کے حضور کچھ کام نہیں دے سکتی۔

پیغام صلح میں

اشتہار دیکر فائدہ اٹھائیں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

پیغام صلح

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

ایڈیٹر ۔ ایس محمد آصف ۔ بی اے ۔ جائنٹ ایڈیٹر ۔ شیخ محمد انعام الحق

لاہور ۔ یوم چہارشنبہ ۔ مورخہ ۲ صفر ۱۳۶۴ھ م ۔ ۱۷ جنوری ۱۹۴۵ء

جلد ۳۳ — نمبر ۳

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱ ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا ۔
۲ ۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں ۔
۳ ۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی ۔
۴ ۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے ۔
۵ ۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا ۔

۲ سال میں دس لاکھ روپیہ جمع کرنے کی تجویز

میاں صاحب نے بحث کیلئے آمادگی کا اظہار کیا ہے

میں ہر وقت ان سے بحث کرنے کو تیار ہوں

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر میاں صاحب نے سوقیانہ بات کی

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ مورخہ ۵ جنوری ۱۹۴۵ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا ۔

دو باتوں کی طرف توجہ — میں نے پچھلے خطبہ میں ذکر کیا تھا کہ دو باتوں کی طرف سالانہ جلسہ پر میں خصوصیت سے توجہ دلانا چاہتا تھا جو نہ کر سکا ۔ اس وقت اسلئے میں ان دو باتوں کو بیان کرنا چاہتا ہوں کہ جو کچھ نظر آرہا ہے وہ ایسی حالت ہے کہ جہاں تک غور کیا جائے کہ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے جو حضرت صاحب نے ہمارے سامنے رکھی تھی یعنی تبلیغ اسلام خدا کے نام کو دنیا میں پہنچانا صرف ایک مختصر سی جماعت نظر آتی ہے جو اس کام کو کر رہی ہے اس لئے بڑا بھاری سوال ہمارے سامنے یہ ہے کہ اس جماعت کی توسیع اور استحکام کے لئے کیا وسائل اختیار کئے جائیں ۔

دو سال میں دس لاکھ روپیہ جمع کرنے کی تجویز — جلسہ سالانہ کے موقعہ پر میں نے تجویز کی تھی جس کی تکمیل پر دو سال ہم نے صرف کرنے ہیں یعنی ایک طرف ہم نے کچھ آدمی تیار کرنے ہیں جو خدا کے دین کو دنیا میں پہنچائیں اور دوسری طرف آئندہ مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے دو سال کے اندر دس لاکھ کی معقول رقم جمع کرنی ہے میرے سامنے اس وقت صرف وہی اخراجات نہ تھے جو ہم بیرونی ممالک کی تبلیغ پر صرف کریں گے بلکہ اس رقم کا ایک حصہ یعنی دو لاکھ تک توسیع و استحکام جماعت پر خرچ کرنا میرے مدنظر تھا اور اسی کے متعلق میں اب دو باتوں کی طرف بالخصوص اپنی جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں مگر قبل اس کے کہ میں اس کے متعلق کچھ بیان کروں ایک بات اور درمیان میں آگئی ہے ۔

بحث کیلئے میاں صاحب کی آمادگی — آپ کو معلوم ہے کہ ہماری مدت سے یہ خواہش چلی آتی ہے کہ جو اختلافی مسائل دو جماعتوں کے درمیان پیدا ہو گئے ہیں ان پر کوئی فیصلہ کن بحث ہو جائے اس بات کو ہم بیشمار دفعہ پیش کر چکے ہیں ایک رنگ میں یہ خوشی کی بات ہے کہ قادیان کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر اس بحث کے لئے میاں صاحب نے اپنی آمادگی ظاہر کی ہے بلکہ یہاں تک آمادگی ظاہر کی ہے کہ انھوں نے ان مسلمانوں اور غیر مسلموں سے جو اس وقت ان کے جلسہ میں موجود تھے ان سے اپیل کی ہے کہ وہ مجھے اس بحث پر آمادہ کریں اور مجھ سے بات چیت کر کے انہیں اطلاع دیں اس بات سے ان کی آمادگی نظر آتی ہے خدا کرے یہ بات سرے چڑھ جائے ۔

میں ہمیشہ بحث کیلئے آمادہ ہوں — میں تو ہمیشہ اس بحث کے لئے آمادہ رہا ہوں اور انہیں دعوت دیتا رہا ہوں کہ وہ اختلافی مسائل پر مجھ سے بحث کر لیں اور وہ ہمیشہ اس بحث سے گریز کرتے رہے ہیں وہ کہتے ہیں کہ وہ بحث اس لئے نہیں کرتے کہ میں کہتا ہوں کہ اس بحث میں کچھ جج مقرر کئے جائیں وہ کہتے ہیں کہ مذہبی امور میں فیصلہ کرنے کے لئے جج مقرر کرنا میں کبھی نہیں مان سکتا میں کہہ چکا ہوں کہ میں ان ثالثوں سے کسی مذہبی عقیدہ کا فیصلہ نہیں چاہتا کہ وہ صحیح ہے یا غلط بلکہ ایک امر واقع کا فیصلہ چاہتا ہوں اس دوسری بات کو انھوں نے تسلیم کیا ہے گویا وہ امر واقع کے فیصلہ کے لئے ثالث مان گئے فیصلہ طلب امر واقع یہ ہے کہ کیا سنہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود نے اور آپ کی جماعت نے عقیدہ تبدیل کیا تھا یا کیا میاں صاحب کے عقاید وہی ہیں جو حضرت مسیح موعود کے تھے لیکن وہ کہتے ہیں کہ میری طرف سے یہ مطالبہ کہ ان کی جماعت میں سے کچھ آدمیوں کا میں انتخاب کروں اور میری جماعت میں سے وہ کچھ آدمیوں کا انتخاب کریں غیر معقول ہے ہر شخص اس کا اہل نہیں ہو سکتا کہ اسے جج بنایا جائے صحیح طریق یہ ہے کہ اپنے نمائندے میں خود مقرر کروں اور وہ اپنے مقرر کریں ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ میاں صاحب ان لوگوں کو انتخاب کریں گے کہ جن لوگوں نے ان کی جماعت میں سے حضرت مسیح موعود کی نبوت کے متعلق قسم کھائی ہوئی ہے اور ادھر میں اپنی جماعت میں بعض لوگ انتخاب کر لوں گا اور فیصلہ کچھ نہ ہو سکے گا بہرحال میں ان کی جماعت کے آدمی ہی منتخب کروں گا اور وہ میری جماعت کے آدمی منتخب کریں گے معقول بات تو یہی ہے یا ہم دونوں غیر احمدیوں میں سے برابر تعداد میں آدمی منتخب کر لیں ۔ تمام انتخاب کے معاملہ میں جو حق میں خود لیتا ہوں وہی میاں صاحب کو بھی دیتا ہوں اور اس بات میں میرے پیش نظر یہ مقصد رکھا کہ میں دکھانا چاہتا تھا کہ میں میاں صاحب کے مریدوں پر اپنے عقاید کا صحیح ہونا ثابت کر سکتا ہوں میاں صاحب چونکہ یہ نہیں کہہ سکتے وہ اپنے مریدوں کو بھی قائل نہیں کر سکتے اس لئے وہ اس بات کو نہیں مانتے ۔

اب وہ کچھ اور بات کہتے ہیں — اب اس کی وجہ وہ یہ بتاتے ہیں کہ سارے آدمی ثالث بننے کے اہل نہیں ہوتے اس سے پیشتر ایک دفعہ انھوں نے لکھا تھا کہ میں ان کی جماعت میں سے منافقوں کو منتخب کر لوں گا جس کا جواب میں نے یہ دیا تھا کہ میں جن آدمیوں کو انتخاب کروں گا ان میں سے آپ جس جس کو منافق کہتے چلے جائیں گے میں اسے چھوڑتا چلا جاؤں گا اور اب وہ یہ کہتے ہیں کہ سارے آدمی فیصلہ کرنے کے اہل نہیں ہوتے گویا میں ایسے آدمیوں کو منتخب کرونگا جو فیصلہ دینے کے اہل نہیں ۔ خوب یاد رکھئے حق اور صداقت اپنے اندر زبردست قوت رکھتے ہیں میں نے پچھلے دنوں چودھری سر ظفر اللہ خاں صاحب کو ان افتراؤں کا فیصلہ کرنے کے لئے جو میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود پر کئے ہیں ثالث بنایا تھا اور ابھی تک ان کے فیصلہ کا منتظر ہوں لیکن وہ خاموش ہیں کیونکہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ انہیں میاں صاحب کے خلاف فیصلہ دینا پڑے گا ۔ کیا چودھری سر ظفر اللہ خاں صاحب بھی فیصلہ دینے کے اہل نہیں ہیں مجھے کیا ضرورت پڑی ہے کہ میں ایسے لوگوں کو انتخاب کروں جو فیصلہ دینے کے اہل نہ ہوں ۔ میں نے ثالثوں کے متعلق یہ کہا تھا کہ میں ان کی جماعت میں سے انتخاب کروں گا اور وہ میری جماعت میں سے انتخاب کریں ان کو یہ حق ہوگا کہ وہ جس شخص کو چاہیں انتخاب کریں وہ صرف ہماری جماعت کا ممبر ہو ، میں جن اشخاص کو منتخب کروں گا اگر وہ یہ کہہ دیں کہ یہ فیصلہ دینے کے اہل نہیں تو میں انہیں چھوڑ دوں گا اور چھوڑتا چلا جاؤں گا یہاں تک کہ وہ اتفاق کریں کہ ہاں یہ لوگ واقعی فیصلہ دینے کے اہل ہیں ۔

بغیر ثالثوں کے بحث — اگر باوجود اس کے بھی وہ ثالثوں کی تجویز کو رد کریں تو یہ ان کی کمزوری کا کھلا نشان ہوگا مگر میں بغیر ثالثوں کے بھی ان سے بحث کرنے کے لئے تیار ہوں ہاں بحث ان تین مسائل پر ہوگی جن کے متعلق وہ آئینہ صداقت کے صفحہ ۳۵ پر تسلیم کر چکے ہیں کہ ہاں یہ واقعی ان کے عقاید ہیں وہ تین مسائل جن پر بحث ہوگی وہ یہ ہیں :-

۱ ۔ حضرت مسیح موعود فی الواقع نبی ہیں ۔
۲ ۔ حضرت مسیح موعود ہی اسمہ احمد والی پیشگوئی کے مصداق ہیں ۔
۳ ۔ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں ۔

میں ان تینوں باتوں پر میاں صاحب سے بحث کرنے کے لئے تیار ہوں ۔ اگر وہ اپنی جماعت میں سے مخلصین (یعنی غیر منافقین) پر اور فیصلہ کے اہل آدمیوں پر بھی اعتماد نہیں کرتے اور نہ کسی غیر احمدی پر ان کو اعتماد ہے تو میں ثالثوں کو چھوڑ دوں گا ۔

میاں صاحب کی ایک سوقیانہ بات — ایک اور بات بھی انھوں نے کہی ہے گو وہ ابھی تک اخبار میں نہیں چھپی لیکن مجھ سے مختلف آدمیوں نے بیان کیا ہے کہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آخری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شبیر محمد اختر پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

[illegible] میاں صاحب نے کی کہ ایک کنجری کو کبھی سچی خواب آسکتی ہے لیکن محمد علی وہ شخص ہے جس کو کوئی سچی خواب نہیں آسکتی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کنجری کا خدا سے تعلق ہو سکتا ہے لیکن محمد علی کا کوئی خدا سے تعلق نہیں ہو سکتا، یعنی یہ بات زنا کاری سے بھی بدتر ہے کہ میاں محمود احمد صاحب کو خلیفہ نہ مانا جائے یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس گناہ کا مرتکب ہو کر ایک شخص کا خدا سے اتنا تعلق بھی نہیں ہو سکتا جتنا ایک کنجری کا ہو سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے مسلک سے دوری } میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ قوم اتنی دور نکل گئی ہے کہ حضرت صاحب کی تعلیم اور مسلک کو علی الاعلان چھوڑا جاتا ہے۔ سچا خواب آنا کوئی خدا سے تعلق کی علامت نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے پہلے ہی باب میں یہ لکھا ہے۔

"ان لوگوں کے بیان میں جن کو بعض سچی خوابیں یا الہام ہوتے ہیں لیکن ان کا خدا تعالےٰ سے کچھ بھی تعلق نہیں"۔

اسی کے نیچے آپ نے لکھا ہے کہ ایک کافر کو ایک فاسق و فاجر کو ایک زانیہ کو بھی سچی خواب آسکتی ہے فرماتے ہیں۔

"ایسی خوابوں اور الہامات میں ہر ایک فاسق و فاجر اور کافر اور ملحد یہاں تک کہ زانیہ عورتیں بھی شریک ہوتی ہیں"۔

اور آپ نے لکھا ہے کہ سچی خواب کا بھی آجانا صرف اس بات کی علامت ہے کہ ایسے شخص کی فطرت صحیح ہے اب میاں صاحب کو یہ تو علم نہیں کہ حضرت صاحب نے کیا لکھا ہے اور یہ فتوے دے دیا کہ کنجری کا تعلق تو خدا سے ہو سکتا ہے مگر محمد علی کا نہیں ہو سکتا۔ میاں صاحب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ خواب آجانا بلکہ سچی خواب آجانا بھی خدا سے تعلق کی کوئی علامت نہیں ہاں ان کے نزدیک میری فطرت بھی صحیح نہیں اس لئے کہ مجھے کبھی سچا خواب نہیں آسکتا مگر میں پوچھتا ہوں کہ میاں صاحب کو کس طرح معلوم ہوا کہ مجھے کوئی خواب نہیں آیا یا الہام نہیں ہوا کیا میں نے کہیں یہ لکھا ہے کہ مجھے کبھی کوئی سچی خواب نہیں آئی یہ علیحدہ بات ہے کہ میں نے کبھی اس بات کو مشتہر نہیں کیا۔

میاں صاحب کا ایک الہام } ابتداء میں جب ہم الگ ہوئے تو میاں صاحب کو ہمارے متعلق الہام ہوا تھا **لیمزقنھم** اور اب میں نے سنا ہے کہ انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ ان کا یہ الہام کس طرح پورا ہوا کہ یہ لوگ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے کسی وقت حضرت سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم کی میرے ساتھ کوئی تلخ گفتگو ہوگئی، حضرت خواجہ صاحب مرحوم سے کسی بات پر کوئی شکایت ہوگیا تو میاں کا الہام پورا ہوگیا لیکن

ان کے مریدان پر گندے سے گندے الزام لگائیں ان کا یہ الہام پورا ہو جائے کہ لیمزقنھم نہیں اور ہم میں آپس میں کبھی بہ تقاضائے بشریت کوئی تلخ گفتگو ہو جائے تو ہم ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے ان کو ہماری دن دگنی رات چوگنی ترقی نظر نہیں آتی جس وقت ہم الگ ہوئے ہیں مجھے بھی الہام ہوا تھا **وللاخرۃ خیر لک من الاولیٰ** اور آج واقعات بتاتے ہیں کہ یہ الہام پورا ہوا خدا تعالےٰ کس طرح اس قوم کو ترقی دیتا چلا گیا اور اس سے اپنے دین کی نصرت کے لئے عظیم الشان کام لیتا چلا گیا جو قادیانی جماعت سے نہیں ہو سکے

کوئی قادیانی میدان میں نکلے } میں نے لکھا تھا کہ یہ حضرت صاحب کی تشریحات ہیں جو آپ نے لفظ نبی کی فرمائیں اور ان پر اللہ سوال کئے تھے کہ اگر کسی قادیانی میں جرأت ہے تو انہیں کاٹ کر کے دکھائے یا دکھائے جس طرح کسی قادیانی کو یہ جرأت نہیں کہ اس بات پر قسم اٹھائے کہ ۱۹۰۱ء میں اس نے اپنا عقیدہ بدل لیا تھا حتیٰ کہ میاں صاحب کو بھی اس کی جرأت نہیں حالانکہ یہاں وقت موجود تھے اسی طرح پر کسی قادیانی کو جرأت نہیں کہ وہ اللہ جابہ جو میں نے لکھے ہیں ان کو کاٹ کر دکھائے وہ مسیح موعود کا مرید بن کر یہ نہیں کر سکتا۔

مسیح موعودؑ کا کام ایسی جماعت سے نہیں ہو سکتا } مجھے نظر نہیں آتا کہ یہ جماعت جو حضرت صاحب کے مذہب سے اتنی دور نکل گئی ہے اور نکلتی چلی جارہی ہے اس سے وہ کام ہو سکے جو حضرت مسیح موعود نے اپنے مریدوں کے سپرد کیا تھا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ان کی جماعتیں ہندوستان اور ہندوستان سے باہر بنتی چلی جارہی ہیں، ایسے جتھے بہتیرے پیروں کے ہیں لیکن وہ کام جس کی بنیاد حضرت صاحب نے رکھی تھی اور جس کا انکشاف اس وقت ہی ہو گیا تھا وہ کہاں ہے؟

بہرحال اگر میاں صاحب نے جو بات جلسہ میں کہی ہے اس پر قائم رہیں تو میں ہر حال میں ان کے ساتھ بحث کرنے کو تیار ہوں۔

میں ہر وقت بحث کرنے کو تیار ہوں } خدا کی شان ہے ایک سال میں دس دس دفعہ بھی میں نے چیلنج کئے اس پر بولے نہیں بالکل خاموش رہے اور ان کے منہ پر بالکل مہر لگ گئی لیکن آج وہ کہتے ہیں کہ غیر احمدی اور غیر مسلم معززین مجھ سے آکر بات چیت کریں اور انہیں اطلاع دیں، ہم تو ہر وقت میاں صاحب سے بحث کرنے کے لئے تیار ہیں کیونکہ خدا تعالےٰ کے فضل سے ہم حق پر ہیں اور ہمارے پاس قوی دلائل ہیں مشکلات تو ان کو نظر آتی ہوں گی جنہوں نے اپنے عقیدوں کو بنانے کے لئے جھوٹ بولے ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کی طرف جھوٹ منسوب کئے ہیں جن کا پردہ بحث میں کھل جائیگا۔ کیونکہ وقت زیادہ ہو گیا ہے اس لئے میں اپنی تجاویز کو آئندہ خطبہ جمعہ پر ملتوی کرتا ہوں۔ ٭٭٭

٭ امید ہے سید امجد علی شاہ صاحب اس پر بھی قلم اٹھائیں گے۔

"اے امیر"

از جناب شاعر لکھنوی

یہ نظم میرے ان تاثرات کا نتیجہ ہے جو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی ملاقات کے بعد پیدا ہوئے (شاعر)

اے پردہ کشائے بزم امکاں — بخشا تو نے بیان قرآن
اے وہ کہ ہے تازہ تیرے دم سے — آزادیٔ روح کا گلستاں
اک پیکر آتشیں ترا دل — اک شعلۂ مضطرب تری جاں
مستانہ خرامیوں سے تیری — شیرازۂ کفر ہے پریشاں
پھر شمع امید تو نے کردی — ویرانۂ یاس میں فروزاں

تو دشت طلب میں گامزن ہے
یا محشر آرزو خراماں

لرزاں تری خاکساریوں سے — بنیاد غرور و فتنہ و شر
ہر موج نفس میں تیری پنہاں — سرمستیٔ موج جام کوثر
کاشانۂ زندگی میں تیرے — قندیل حرم ہے جلوہ گستر
آتشکدۂ حیات تیرا — ہے سوز بلالؓ سے منور
دنیا کو دکھا دیا ہے تو نے — توحید کا پُرجلال منظر

ہے اس میں نہاں حیات مسلم
کل ہے یہی کائنات مسلم

اے جلوہ فضائے بزم ہستی — اے مایۂ نازش زمانہ
سرمایۂ تقویت ہے تیرا — عدل عمری کا تازیانہ
ہر پیرو دین احمدی سے — رشتہ ہے ترا برادرانہ
پھر یاد دلایا ہے تو نے — سلمانؓ و صہیبؓ کا زمانہ

جو جام شراب آگہی ہے
سرچشمۂ کیف معنوی ہے

اے لمحہ فروز برق ایماں — اے آفت خرمن ستمگر
سرمایۂ نازش خرد ہے — تیرا یہ جنون روح پرور
ایمان کی تیرے ٹھوکروں سے — رعنائیٔ کفر ہے نگوں سر
تبلیغ پیام احمدیت — کل سعی و عمل کا تیرے محور

تو تشنۂ ذوق ہے اسی کا
مقصود یہی ہے زندگی کا

اے محرم رازہائے فطرت — اے جلوہ شناس برق ایمن
تیرے اعجاز سادگی سے — شرمندہ فسون و حیلہ و فن
گلہائے ریاض معنوی سے — لبریز ہیں تیرے جیب و دامن
شاعر کیلئے ہے ذات تیری — امید کا اک چراغ روشن

لبریز فروغ جاودانی
آئینہ صبح زندگانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود - ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر: ایس محمد آصف بی اے — جائنٹ ایڈیٹر: شیخ محمد انعام الحق

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴- سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵- اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۳۳ | لاہور - یوم چہارشنبہ - مورخہ ۹ صفر ۱۳۶۴ھ م ۲۴ جنوری ۱۹۴۵ء | نمبر ۴

مال کا صحیح مصرف اصل چیز ہے

جماعت کی تربیت اور توسیع پر دو لاکھ روپیہ خرچ کیا جائیگا

مخلوق خدا کی جتنی کوئی ربوبیت کرتا ہے اسی قدر تعریف کا مستحق ہوتا ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ - لاہور - مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۴۵ء

سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کرنے کے بعد فرمایا۔

مخلوق کی ربوبیت اور تعریف کا حق

الحمد للہ رب العلمین سب تعریف خدا کے لئے ہے اس لئے کہ وہ تمام جہانوں کی ربوبیت فرمانے والا ہے اس آیت سے قرآن کریم اور سورۃ فاتحہ کی ابتدا کرنے میں یہ بھی اشارہ نظر آتا ہے کہ جتنی اس کی مخلوق کی کوئی ربوبیت کرتا ہے اسی قدر تعریف کا مستحق بھی وہ ہے خدا کی حمد اسلئے ہے کہ وہ ربوبیت کا اصل سرچشمہ ہے اور وہ تمام جہانوں کی ربوبیت فرماتا ہے انسان ایک محدود حلقے کے اندر دوسری مخلوق کی ربوبیت کر سکتا ہے اور جس قدر زیادہ مخلوق کی ربوبیت کرے گا اسی قدر زیادہ حمد کا مستحق ہوگا محمد رسول اللہ صلعم نے سب سے بڑھکر مخلوق خدا کی ربوبیت فرمائی اس لئے آپ کا نام محمدؐ یعنی تعریف کیا گیا ہوا تو جس قدر کوئی انسان کوئی جماعت کوئی قوم اپنے آپ کو دنیا میں تعریف کا مستحق بنانا چاہتی ہے اسی قدر زیادہ اس کو خدا کی مخلوق کی صحیح تربیت کی طرف توجہ کرنا چاہیئے

قابل غور باتیں

ہم نے بحیثیت جماعت کہاں تک اس الٰہی منشا کو پورا کیا اور کیا کیا وہ تجاویز ہیں جن کو آئندہ اپنے سامنے رکھ کر خدا کے اس منشا کو پورا کر سکتے ہیں یہ وہ باتیں ہیں جن کو وقتاً فوقتاً ہم کو دیکھتے رہنا چاہیئے۔ اس زمانہ میں اللہ تعالےٰ نے اپنے ایک مجدد کو اس لئے مبعوث فرمایا کہ وہ مخلوق خدا کی روحانی طور پر ربوبیت کا سامان کرے اور ہماری جماعت آپ کے نقش قدم پر چلنے والی جماعت ہے۔ آج اس جماعت کو بنے ہوئے تیس سال کا عرصہ ہوگیا ہے اس تیس سال کے عرصہ میں ہم نے بہت کچھ وہ سامان کیا ہے جو لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بن سکے اور ابھی بہت کچھ کرنے والا کام باقی ہے

جماعت لاہور کا نمایاں کام

کام تو بہت ہیں جو اس جماعت نے کئے لیکن جماعت لاہور کا سب سے زیادہ نمایاں کام اسلامی لٹریچر کا پیدا کرنا ہے جو اس زمانہ میں لوگوں کو ہدایت کا کام دے سکتا ہے یہی وہ تڑپ تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں تھی سب سے پہلا کام جو آپ کو نظر آتا تھا وہ یہی تھا کہ اعلیٰ درجہ کا لٹریچر پیدا کیا جائے جس کو دنیا میں پھیلایا جائے آپ نے جو یہی کام کیا اور بڑا عظیم الشان کام کیا کم لوگ ہوں گے جن کا قلم اس طرح چلا ہو جس طرح آپ کا قلم چلا - ہزارہا صفحات آپ نے لکھے اور پھر وہ صفحات نہایت اعلیٰ درجہ کے معارف سے پر ہیں جن کو پڑھنے سے فی الواقعہ انسان کو سچی روشنی ملتی ہے - لوگوں نے آپ کی شدید مخالفت کی لیکن باوجود اس مخالفت کے لوگوں کا سر آپ کے سامنے جھک گیا جس کا واضح ثبوت آپ کی وفات کے موقعہ پر ملتا ہے جب لوگوں نے اس بات کا اعتراف کیا کہ کس قدر عظیم الشان خدمات آپ نے کیں خدا تعالےٰ نے ہماری جماعت کو توفیق عطا فرمائی کہ وہ حضرت صاحب کے نقش قدم پر چلے اور آج خدا تعالےٰ کے فضل سے ہر رنگ میں ہمارے پاس لٹریچر موجود ہے۔ آج آپ کو یہ افسوس نہیں کرنا پڑتا کہ ہم نے اتنے عرصہ میں کیا کام کیا

قادیان سے افسوس کی آواز

فی الواقعہ قادیان سے کبھی کبھی یہ افسوس کی آواز اٹھتی ہے کہ اس وقت تک انہوں نے کوئی لٹریچر پیدا نہیں کیا یہی نہیں کیا کہ حضرت صاحب کی کتابوں کے تراجم ہی مختلف زبانوں میں کر دیتے چند دن ہوئے مجھے تعجب ہوا میاں صاحب کے بعض خطبات میں نے پڑھے ہیں جو اخبار الفضل میں شائع ہوئے ہیں جن میں اس بات کا اعتراف کیا گیا ہے کہ بغیر لٹریچر کے مبلغین کو باہر بھیجنا ایک بیسود کوشش ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ ایک مبلغ ایک ملک میں جائے اور ایک دو چار سو آدمی سے مل کر واپس آجائے اس کو تبلیغ نہیں کہا جا سکتا یہاں تک لکھا ہے کہ ہمارا وہ مبلغ جو لندن میں بیٹھا ہوا ہے کیا کر رہا ہے بیٹھا روٹیاں کھاتا ہے۔

ہمارے پاس تبلیغ کا سامان موجود ہے

خدا کے فضل سے آپ نے وہ سامان پیدا کیا ہے جو تبلیغ کے لئے ضروری ہے حضرت مسیح موعود نے یہ کام کیا آپ کے بعد یہ کام کرنے کی ضرورت تھی اور جب ہم گذر جائیں گے تو اس کے بعد بھی یہ کام کرنے کی ضرورت رہے گی خدا کے فضل سے آپ کے پاس اتنا لٹریچر موجود ہے جس ملک میں آپ چلے جائیں آپ کو تکلیف نہیں ہوگی کہ آپ کے پاس سامان نہیں قرآن مجید کے تراجم آپ کے پاس ہیں احادیث آپ کے پاس ہے سیرت آپ کے پاس ہے ساری چیزیں جن کو ایک مبلغ کے پاس ہونا چاہیئے جس سے وہ کفر کا مقابلہ کر کے اس کو ختم کر سکتا ہے وہ چیز آپ کے پاس موجود ہے۔

جلسہ سالانہ پر بھاری تجویز

جیسا کہ میں نے کہا اس کا ایک حصہ ہم نے کیا اور بہت سا کام باقی ہے اس کے لئے میں نے گذشتہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر ایک بھاری تجویز کی تھی شاید بہت لوگوں کو خیال ہو کہ یہ ہماری طاقت سے باہر ہے۔ میں نے دس لاکھ روپیہ دو سال میں جمع کرنے کی تحریک کی ہے مجھے کبھی یہ مایوسی نہیں ہوئی کہ ہم یہ کام نہ کر سکیں گے میرا دل اس یقین سے بھرا ہوا ہے کہ یہ کام ہو کر رہے گا ظاہر طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ قادیانی جماعت جو پہلے دس لاکھ کی بتائی جاتی تھی اب اسے پانچ لاکھ کہا جاتا ہے میں نہیں جانتا کہ اس کی وجوہ کیا ہیں؟ اس جماعت میں ایک تحریک جدید جاری کی گئی وہ دس سال کی تحریک تھی اور اس کے اعداد و شمار بھی شائع ہو چکے ہیں کہ اس تحریک جدید کے ذریعہ سے اس جماعت نے دس سال میں چودہ لاکھ روپیہ جمع کیا اس کو سامنے رکھکر پانچ لاکھ کے مقابلہ میں پانچ ہزار کی جماعت سے دو سال کے عرصہ میں دس لاکھ روپیہ جمع ہو جانا شاید بہت لوگوں کو بعید از قیاس بات نظر آتی ہوگی لیکن خدا کے آگے یہ بات ان ہونی نہیں آپ کے دل میں یہ تڑپ پیدا ہو جائے کہ ہم نے خدا کے نام کو دنیا میں پہنچانا ہے تو یہ بات ہو کر رہے گی۔

یہ غلط بات ہے — کثرت کوئی چیز نہیں

غلط خیال ہے میں اب بھی حیران ہوتا ہوں جب میں پڑھتا ہوں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اکثریت کے ساتھ رہنا چاہیئے تاکہ جماعت کی قوت بڑی ہو اور پھر اس رنگ میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دونوں جماعتوں میں کوئی اختلاف نہیں وہی بات وہ مانتے ہیں اور وہی بات یہ مانتے ہیں یہ بالکل غلط ہے قادیانی جماعت حضرت صاحب کی تعلیم سے الگ ہو چکی ہے تیس سال تک ہماری جماعت حضرت مسیح موعود کی تعلیم کے تحفظ کے لئے کوشش کرتی رہی تاکہ حضرت صاحب کی حقیقی تعلیم مٹ نہ جائے اور آج تیس سال بعد یہ لوگ کہتے ہیں کہ دونوں جماعتوں میں کوئی اختلاف نہیں ---- خوب یاد رکھیئے کثرت کوئی چیز نہیں تھوڑوں کے پاس اگر صداقت ہو تو تھوڑے بہتوں پر غالب آجایا کرتے ہیں اور قلت کے ساتھ جب خدا تعالےٰ کا فضل ہو تو اس کا قدم آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔

حقیقی دولت کونسی ہے؟

آپ یہ نہ کہیں کہ آپ کی انجمن کو روپیہ سے محبت ہے یہ ہیچ چیز ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ خدا کے نام کو پھیلانے کے لئے کوئی سامان ہونا چاہیئے آجکل بہت لوگوں کا جو مال کے متعلق خیال ہے وہ غلط ہے مال جو مخلوق خدا کی ربوبیت پر لگ جائے وہی اصل مال ہے ورنہ روپیہ ایک بت کا کام دیتا ہے جس کو دیکھ کر انسان خوش ہوتا ہے کہ میرے پاس اتنا روپیہ ہے

دولت کے متعلق قرآن مجید کا ارشاد

قرآن مجید اس حکمت کو اعلیٰ درجہ کے الفاظ میں بیان کیا ہے

الشیطٰن یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء واللہ یعدکم مغفرۃ منہ وفضلاً واللہ واسع علیم

شیطان تم کو تنگدستی سے ڈراتا ہے اور تم کو بخل کا حکم دیتا ہے اور اللہ تمہیں اپنی طرف سے مغفرت اور فضل کا وعدہ دیتا ہے اور اللہ بہت دینے والا جاننے والا ہے۔ یؤتی

الحکمۃ من یشاء ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً وما یذکر الا اولوا الالباب۔ وہ جسے حکمت عطا کرتا ہے اور جس کو حکمت عطا کی جائے بیشک اسے بہت بھلائی دی گئی اور کوئی نصیحت قبول نہیں کرتا مگر جو پاکیزہ عقل والے ہیں۔

مال کا خرچ کرنا اصل چیز ہے

وہ حکمت کیا ہے؟ خوب یاد رکھو وہ حکمت یہ ہے کہ مال کوئی چیز نہیں مال کا خرچ کرنا اصل چیز ہے جو اس کا صحیح مصرف کرتا ہے اس کو خیر کثیر مل جاتی ہے یعنی سب دولت کا مالک وہی ہے جو اس کو صحیح طریق پر خرچ کرتا چلا جاتا ہے۔ مال لوگوں کے گھروں میں بڑی مقدار میں موجود ہے لیکن یہ مال ایک بے مصرف چیز ہے جب تک وہ یونہی پڑا ہے وہ ایک مٹی کا ڈھیر ہے اس کا فائدہ اسی وقت ہوتا ہے جب وہ کام پر لگ جائے اور دیکھا جائے کہ اس کا کونسا حصہ مخلوق خدا کی بہتری اور بہبودی پر لگتا ہے۔

بالشوزم نے اسلام کی خدمت کی ہے

یہ ایک ایسی بات ہے کہ آہستہ آہستہ دنیا اس طرف آ رہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ایک رنگ میں بالشوزم نے اسلام کی خدمت کی ہے کہ اس نے مال کے متعلق انسانوں کا نقطۂ نگاہ بدل دیا ہے۔

جماعت کی تربیت اور توسیع پر روپیہ خرچ کیا جائیگا

میں نے دو سال میں ۱۰ لاکھ روپیہ جمع کرنے کی تحریک کی ہے میرا ارادہ ہے کہ اس سے بیرونی ممالک میں مشن قائم کئے جائیں اور ان کے واسطے پانچ سال کے لئے سامان جمع ہو جائے اس روپیہ میں سے ایک حصہ یعنی دو لاکھ روپیہ جماعت کی توسیع اور تربیت پر صرف کیا جائے گا جماعت کی تربیت سے میری مراد یہ ہے کہ ہمارے بچے جب جوان ہوں تو جو نقوش ان کے دماغوں پر ہوں وہ ایسے ہوں کہ خدا کا خوف اور کچھ مخلوق خدا کے لئے ہمدردی اور اعلیٰ جذبات ان کے دلوں میں پیدا ہو جائیں جو نقوش بچپن میں دلوں پر قائم ہوتے ہیں وہ پائیدار ہوتے ہیں اور کبھی ضائع نہیں جاتے۔

قادیان میں انگریزی سکول کا اجراء

حضرت مسیح موعود نے ایک انگریزی سکول قادیان میں جاری کیا اس سے کیا غرض تھی یہ کہ ہمارے بچے جنہوں نے لازماً مروجہ تعلیم حاصل کرنی ہے وہ ایسے ماحول میں تعلیم حاصل کریں کہ ان کے دماغوں پر اچھے نقوش پیدا ہو جائیں ان کے دلوں میں اسلام، خدا اور مخلوق خدا کے لئے محبت پیدا ہو جائے۔

تربیت کے متعلق دو تجاویز

جماعت کی تربیت کے متعلق میں دو باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جن میں سے ایک بات کی طرف لائل پور کی جماعت نے توجہ دلائی اور دوسری بات کی طرف ڈاکٹر وزیر احمد صاحب قریشی نے توجہ دلائی لائل پور کی جماعت نے یہ توجہ دلائی کہ ہمارے سکول کے اندر ہماری اپنی جماعت کے بچوں کی تربیت ہونی چاہیئے اور جو بچے اپنا خرچ نہ دے سکیں ان کا خرچ انجمن برداشت کرے بظاہر یہ ایک بھاری خرچ نظر آتا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کی تربیت کے سامنے یہ کوئی بھاری خرچ نہیں۔

ہم ایک لاکھ روپیہ جماعت کی تربیت پر خرچ کرینگے

ہم کو ایسی جماعت چاہیئے کہ اس کے جس فرد پر بھی ہم ہاتھ ڈالیں وہی باہر نکلنے کے لئے تیار ہو لیکن یہ کس طرح ہو سکتا ہے جب تک ہمارے بچوں کی اس طرز پر تربیت نہ ہو کہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ان کے دلوں پر مستقل نقوش ہوں اور یہ نقوش تبھی پیدا ہو سکتے ہیں اگر بچوں کی تربیت کا خاص انتظام کیا جائے ہم ایک لاکھ روپیہ جماعت کی تربیت پر خرچ کریں گے خدا تعالےٰ اس روپیہ کا انتظام کر دیگا۔

ہماری موجودہ مشکلات

پہلی بات یہ ہے کہ ہم ساری جماعت کے بچوں کے لئے چاہتے ہیں کہ وہ یہاں آ کر تعلیم حاصل کریں ان بچوں میں سے کچھ ایسے ہوں گے جو اپنا سارا خرچ دیں گے بعض آدھا خرچ دیں گے اور بعض کا انجمن خرچ دے گی۔ اس وقت جو ہمارے سامنے مشکلات ہیں ان میں سے بڑی مشکل یہ ہے کہ اس وقت جو بورڈنگ ہاؤس ہمارے پاس ہے وہ چھوٹا ہے اور اس کو ہم بڑھا نہیں سکتے اور موجودہ حالات میں کوئی مکان کرایہ پر بھی نہیں مل سکتا اس لئے سردست اس کی ابتدا چھوٹے پیمانہ پر ہوگی جتنا کہ حالات اجازت دیتے ہیں شاید بمشکل اس وقت پانچ چھ طالب علم لئے جا سکیں۔

دارالاقامہ کا قیام

دوسری تجویز ہے جو ڈاکٹر وزیر احمد صاحب نے پیش کی انھوں نے کہا کہ دارالیتامیٰ الگ نہ بنایا جائے اس سے بچوں میں احساس کمتری پیدا ہو جاتا ہے اور اسکا نقش ایسا جمتا ہے کہ وہ کبھی دور نہیں ہو سکتا ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ دارالیتامیٰ کی بجائے دارالاقامہ بنایا جائے۔ واقعی یہ اصل چیز ہے سکول سے بھی بڑھکر اس کی ضرورت ہے سکول کی تعلیم کوئی چیز نہیں جب تک اس کے ساتھ دارالاقامہ نہ ہو اور اس کے دو حصے ہوں، ایک حصہ میں تو سکول کے طلباء رہیں اور دوسرے حصہ میں وہ طلباء رہیں جو میٹرک کے بعد دوسرے اداروں میں تعلیم پاتے ہیں اس طرح ہمیں ایک پانچ چھ سال مل جائیں۔ اور اس دوران میں ہم ان کے دل پر ایسا نقش قائم کر دیں کہ وہ باہر نکل کر دین کی خدمت کر سکیں اب تک ہم نے دارالاقامہ کے لئے کوئی مستقل انتظام نہیں کیا ایک دو دفعہ انتظام ہوا لیکن ہم اسکو چلا نہیں سکے لیکن ضروری ہے کہ اب جب ہم اس طرف قدم اٹھائیں تو مضبوط قدم اٹھائیں۔

ساری جماعت اس رنگ میں رنگین ہو

یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے کہ اس جماعت میں ایسے لوگ موجود ہیں جو مبلغ ہیں یا مبلغ بننے کے لئے موزوں ہیں لیکن ہماری جماعت مضبوط نہیں ہو سکتی جب تک سارے آدمی اس رنگ میں رنگین نہ ہوں اور ہمارا خیال ہے کہ پانچ سال تک ہم ایک طالب علم کو اپنے پاس رکھ کر اس رنگ میں رنگین کر سکتے ہیں اور دارالاقامہ کے مہتمم اس رنگ میں جماعت کی بڑی خدمت کر سکتے ہیں اگر وہ جماعت کے بچوں کی اس طرح تربیت کریں کہ وہ جماعت کے بہترین اور مفید رکن بن سکیں۔ یہ ضروری نہیں ہوگا کہ ہم ان سب کو باہر مبلغ بنا کر بھیجدیں بلکہ شاید بہت تھوڑے حصہ کو اس کام کے لئے لینا پڑے مگر وہ جہاں بھی ہوں گے جماعت اور اسلام کے لئے ان کا وجود مفید رہے گا۔

مال کے متعلق اپنے نقطۂ نگاہ کو درست کریں

میں نے یہ تجویز آپ کے سامنے رکھی ہے کہ ہم نے دو سال کیلئے سخت جد وجہد کرنی ہے ان دو سالوں کے بعد ہمیں طرح طرح کے اخراجات کا مقابلہ کرنا ہوگا اس کیلئے ہمیں ابھی سے مضبوطی سے قدم اٹھانا چاہیئے خوب یاد رکھو یہ مال سب سے بڑا بت ہے جو انسان کے قلب پر قبضہ جما لیتا ہے جب تک آپ اس بت کو نہیں توڑتے اس وقت تک آپ توحید کے صحیح مقام کو حاصل نہیں کر سکتے اسکی طرف بالخصوص ہماری جماعت کو توجہ کرنی چاہیئے کہ مال کے متعلق اپنے نقطۂ نگاہ کو درست کریں یہ اموال خدا کی امانت ہیں جب تک ہم ان کو خدا کے کاموں پر اور خدا کی مخلوق کی بہتری کے لئے صرف نہیں کرتے یہ دولت مٹی سے بھی بدتر چیز ہے یہ بڑا خطرناک بت ہے یہ انسان کے دل سے بہت ہی مشکل سے نکلتا ہے اور جب یہ نکل جائے تو اس وقت انسان خدا کا سچا بندہ بنتا ہے۔

مہمانوں کا استقبال

از جناب محمد اعظم علوی

حریم شوق میں صحرائیوں کی آمد آمد ہے
چمن میں آج پھر رعنائیوں کی آمد آمد ہے

ہزاروں میل سے یہ نورِ عرفاں لینے آئے ہیں
سلام اے نصرتِ دینِ محمدؐ کے طلبگارو

سلام اے آسمانِ عشق میں ڈوبے ہوئے تارو
مسیحا کے مدینہ میں تمہیں آنا مبارک ہو

تمہارے دل میں پوشیدہ محبت کے شرارے ہیں
تمہیں ہم اپنی آنکھوں پر بصد عزت بٹھائیں گے

تمہیں فرطِ محبت میں گلے سے ہم لگا لینگے
جہانِ خشک تر میں اک بہارِ جاوداں تم ہو

تمہاری کوششوں کی دھوم ہے اقصائے عالم میں
تمہاری سمت اٹھی ہیں نگاہیں اک زمانے کی

اٹھو کچھ فکر کر لو اپنے اپنے آب و دانے کی
زمانہ منتظر ہے اب طلوعِ مہرِ ایماں کا

شہِ لولاک کے سودائیوں کی آمد آمد ہے
مسیحِ وقت کے شیدائیوں کی آمد آمد ہے

کچھ اپنی روح کی تسکین کا سامان لینے آئے ہیں
سلام اے دشتِ ظلمت میں صدائے حق کے پرستارو

سلام اے حسنِ قرآں کے نگہبانوں نگہدارو
مبارک ہو تمہیں صد بار یاں آنا مبارک ہو

ادائیں کیسی دلکش ہیں چلن کیسے پیارے ہیں
تمہاری راہ میں ہم دیدہ و دل کو بچھائیں گے

ہیں بچھڑے سال بھر کے اپنے ارماں اب نکالینگے
بہشتِ خاکیاں تم ہو بہشتِ نوریاں تم ہو

عیاں ہے نصرتِ باری تمہاری سعیِ پیہم میں
تمہیں وہ شاخ ہو بنیاد ہے جو آشیانے کی

گھڑی پھر آن پہنچی ہے تمہارے آزمانے کی
جنازہ اٹھ چکا ہے مادیت کے ساز و ساماں کا

اٹھو دامانِ گیتی کو بہشتِ جاوداں کر دیں
بہاراں رنگ گلشن ... کو باعث رشک جناں کر دیں

پیغام صلح

جلد ۳۲ | ... بدھ چہارشنبہ ۹ صفر ۱۳۶۴ھ ... | نمبر ...

اختلاف سلسلہ کے متعلق

چودھری سر ظفر اللہ خان صاحب کا مضمون

جماعت قادیان کی طرف سے جھوٹا پروپیگنڈا کرنیوالوں کیلئے لمحہ فکریہ

حال ہی میں چودھری سر ظفر اللہ خان صاحب نے رسالہ فرقان میں ایک مضمون "اکابرین غیر مبایعین کے مرکز سلسلہ سے اختلاف کے اسباب" کے عنوان سے لکھا ہے اس مضمون کی "شان نزول" یہ ہے۔ کچھ عرصہ ہوا مکرم چودھری صاحب موصوف نے جناب خلیفہ صاحب قادیان کی سوانح کے طور پر انگریزی میں ایک مضمون لکھا اس پر معاصر "دی لائٹ" نے تبصرہ کیا۔ معلوم ہوتا ہے اس تبصرہ میں حقائق کے ایسے نشتر تھے جن سے قادیان کا چھالا چھد کر پھوٹ نکلا جو چودھری صاحب کے طویل مضمون کی صورت میں رونما ہوا۔ یہ مضمون "فرقان" کے قریباً ۱۷ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ مضمون میں وہی فرسودہ اور پامال خیالات ہیں جو قادیانی مناظر قریباً تیس سال سے پیش کرتے چلے آئے ہیں اس مضمون میں چودھری صاحب موصوف نے وکیلانہ ہوشیاری کے ساتھ واقعات اختلاف کو مسخ کر کے پیش کیا ہے جس سے حقیقت دب گئی ہے۔ ہمیں تعجب ہے کہ جناب چودھری صاحب موصوف کو یہ توفیق تو نہ ملی کہ وہ جناب میاں صاحب کے ان جھوٹوں کے متعلق جو انھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب کئے ہیں چند سطور لکھتے جن کے متعلق فیصلہ دینے کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے انہیں ثالث ٹھہرایا تھا لیکن انہیں اتنی فرصت مل گئی کہ وہ "فلسفۂ اختلاف" پر اتنا لمبا مضمون لکھیں جناب چودھری صاحب کے ثالث بننے سے گریز اور ایک دوسری بحث کو شروع کر دینے میں بصیرت رکھنے والے لوگوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے چودھری صاحب جیسے پایہ کے انسان سے توقع تھی کہ وہ ایسا قدم اٹھاتے جس سے دونوں جماعتوں میں کوئی فیصلہ کی صورت نکل آتی اور یا وہ موجودہ زمانہ کے مسائل کے متعلق کچھ لکھتے جس کی آج زمانہ کو ضرورت ہے مگر افسوس ہے کہ انھوں نے اپنے ذہنی افلاس کو سلسلہ کے اندرونی اختلافات میں چھپانے کی کوشش کی ہے ان پرانے اختلافات نے کچھ ایسا جادو کر دیا ہے کہ ان کی قوت فکر بالکل سلب ہو گئی ہے اور وہ بجائے اس کے اپنی جماعت کے علماء کی رہنمائی کرتے وہ ان کے غلام ہو کر رہ گئے ہیں اگر ان کا دماغ تخلیقی ہوتا تو وہ یہ غلامی قبول نہ کرتے ؎

بندۂ آزاد را آید گراں — زیستن اندر جہان دیگراں

ان کے اس مضمون کا جواب ان کی غلامانہ ذہنیت کی تشفی کے لئے دیا جائیگا لیکن اس مقالہ میں ہم صرف ایک بات کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ قادیانی احباب اس اختلاف کو ذاتیات پر محمول کیا کرتے ہیں اور دنیا میں پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ یہ اختلاف کسی اصول کی بنا پر نہیں ہوا بلکہ یہ محض "عداوت محمود" کی وجہ سے ہے اور ذاتی اختلاف ہے چودھری صاحب کے مضمون کے ایک اقتباس سے اس قسم کے شامیانہ پروپیگنڈا کا خاتمہ ہو جاتا ہے چودھری صاحب فرماتے ہیں:-

"بیشک کفر و اسلام کے متعلق بھی جماعت میں اختلاف شروع ہو چکا تھا لیکن یہ اختلاف جماعت کی تفریق کا موجب نہیں ہوا۔ اصل موجب یہی تھا کہ ایک گروہ اس بات پر اڑ گیا تھا کہ خلیفہ کی ضرورت نہیں اور خلافت کے نظام کو توڑ دینا چاہیئے۔ اور جماعت کی کثرت اس امر پر قائم تھی کہ خلافت کا قیام اور استحکام جماعت کی ہستی اور سلسلہ کے قیام اور ترقی کے لئے لازم اور لابدی ہے ورنہ کیا وجہ تھی کہ مولوی محمد علی صاحب نے حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی اس تجویز کو جو حضرت خلیفہ اولؓ کی وفات کے فوراً بعد آپ نے مولوی صاحب کے سامنے پیش کی۔ منظور نہ فرمایا کہ خلافت کو برقرار رکھا جائے۔ اور اس امر کا فیصلہ کہ خلیفہ کون ہو۔ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقا کی مرضی کے مطابق کر لیا جائے اگر مولوی محمد علی صاحب خلیفہ بننا چاہیں تو صاحبزادہ صاحب ان کی بیعت کر لیں گے۔ اور خاندان نبوت کے افراد اور اپنے خاص احباب کو بھی یہی مشورہ دیں گے کہ وہ ان کی بیعت کر لیں۔ اور اگر مولوی صاحب خود خلافت کا بوجھ اٹھانے کے لئے تیار نہ ہوں تو جماعت میں سے جسے وہ پسند کریں اسے انتخاب کر لیا جائے اگر مولوی صاحب اس تجویز کو منظور فرما لیتے تو ان مفاسد کا جو صاحب تنقید کے زعم میں خلافت ثانیہ کی موجودہ صورت میں پیدا ہوئے ہیں سد باب ہو جاتا۔"

(فرقان ۔ ۱۱ ... ۱۹۴۴ء)

امید ہے اس اقتباس کو پڑھ کر جماعت قادیان کی طرف سے شامیانہ پروپیگنڈا کرنے والے کچھ تو شرمائیں گے اور لوگوں کے سامنے یہ بات کہنے کی جرأت نہیں کریں گے کہ یہ سب کچھ ذاتی اختلاف کی بنا پر ہے اور اس اختلاف کے نیچے کوئی اصولی کارفرما نہیں ہے

ستیارتھ پرکاش کے متعلق پریزیڈنٹ آل ورلڈ تھیوسوفیکل سوسائٹی کا بیان

"ایک معاصر لکھتا ہے کہ مولانا فضل احمد غزنوی حیدر آباد سندھ سے اطلاع دیتے ہیں کہ ڈاکٹر ارنڈیل پریزیڈنٹ آل انڈیا تھیوسافیکل سوسائٹی کے اعزاز میں حیدر آباد سندھ کے سیٹھ پرتاب دیال کی طرف سے ایک پارٹی دی گئی۔ جس میں بہت سے ہندو اور مسلم معززین شریک تھے ڈاکٹر ارنڈیل نے اس پارٹی میں ستیارتھ پرکاش کے متعلق حسب ذیل ریمارکس دیئے۔ میں نے اس کتاب کو پڑھا ہے اس کی عبارت ظاہر کرتی ہے کہ یہ ایک ناشائستہ کتاب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اس کی اشاعت روک دی جائے۔ میں اس کے خلاف جسمانی طاقت استعمال کر کے اس کے منہ پر مکا رسید کرنا نہیں چاہتا ہوں۔ لیکن میں آریہ سماجیوں کو مشورہ دینا چاہتا ہوں کہ اس کی اشاعت بند کر دیں۔ اگر آریہ سماجی اس پر آمادہ ہو جائیں۔ تو میں دنیا بھر سے اس کتاب کی کاپیاں چن چن کر خریدنے کو تیار ہوں۔ اس کے لئے میں چندہ بھی جمع کر دوں گا۔ میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی قدر عزت کرتا ہوں جس قدر کہ کرشن اور دوسرے پیغمبروں کی عزت میرے دل میں ہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت ممتاز درجے کے مالک ہیں جس وقت میں ان کی شان کے خلاف کچھ سنتا ہوں میرا خون کھولنے لگتا ہے۔ یہ انہی کا کام تھا کہ ایسے تیرہ و تاریک زمانے میں اور ایسے خطرناک حالات میں انھوں نے بنی نوع انسان کی گری ہوئی حالت کو بہت بلندی پر پہنچا دیا۔ حقیقتاً آپ کی شائستگی بے حد قابل تعریف ہے اس کام کو دنیا میں صرف وہی انجام دے سکتے تھے میں یہ الفاظ صرف ذاتی حیثیت سے ہی نہیں بلکہ ان الفاظ کو آل ورلڈ تھیوسافیکل سوسائٹی کے پریزیڈنٹ کی حیثیت سے بھی استعمال کرنے کو تیار ہوں"

(نور ۱۷ ار جنوری)

اس بیان کی روشنی میں آریہ سماج کے سنجیدہ طبقہ کو ڈاکٹر ارنڈیل کے مشورہ پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے اور اس کتاب کی اشاعت پر اتنا اصرار نہیں کرنا چاہیئے جس سے مصلحین عظام کی توہین ہوتی ہے اور آپس میں بجائے رفق و ملائمت کے جذبات پیدا ہوتے کے بغض اور عداوت کی آگ بھڑکتی ہے یہ بزرگ ہستیاں سب انسانوں کے لئے قابل عزت ہیں . . . . اور سب کی ساجھی ہیں۔

چودھری اسد اللہ خان صاحب ایڈووکیٹ کی جناب خلیفہ صاحب کے عقیدہ کیخلاف شہادت

محمودیوں اور احراریوں میں نومبر ۱۹۴۴ء کو وائی۔ ایم۔ سی۔ اے ہال میں جو ہنگامہ ہوا تھا ۲۰ر جنوری کو مسٹر بہاری لال مجسٹریٹ کی عدالت میں اس ہنگامہ سے متعلق مقدمے کی سماعت ہوئی جس کے دوران میں چودھری اسد اللہ صاحب ایڈووکیٹ نے گواہی دیتے ہوئے کہا کہ کسی قادیانی کا یہ عقیدہ نہیں کہ ایک عام آدمی عبادت اور عمل کے زور سے ایک نبی سے بھی بڑھ سکتا ہے لیکن ان کے مرشد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان صاف الفاظ میں فرما چکے ہیں :-

"بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اگر ہم بعض صحابہ سے بھی بڑا درجہ حاصل کرنا چاہیں تو حاصل کر سکتے ہیں جب ہم رسول کریم صلعم کے بروز بن جائیں بلکہ اگر کوئی شخص مجھ سے پوچھے کہ کیا محمد رسول اللہ صلعم سے بھی کوئی شخص بڑا درجہ حاصل کر سکتا ہے تو میں کہا کرتا ہوں کہ خدا نے اس مقام کا دروازہ بند نہیں کیا . . . . ہم یہ کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلعم سے کوئی شخص بڑھنا چاہے تو بڑھ سکتا ہے خدا نے اس دروازے کو بند نہیں کیا"

(الفضل مورخہ ۱۷ ار جون ۱۹۴۴ء)

خلیفہ صاحب کے اس بیان کے ہوتے ہوئے چودھری اسد اللہ خان صاحب کا یہ گواہی دینا کہ کسی قادیانی کا یہ عقیدہ نہیں کہ عام آدمی عبادت اور عمل کے زور سے ایک نبی سے بھی بڑھ سکتا ہے ایک افسوسناک غلط بیانی ہے خلیفہ صاحب تو یہاں تک کہہ چکے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلعم سے بھی کوئی شخص بڑا درجہ حاصل کر سکتا ہے جو کہ سب نبیوں کے سردار اور خاتم الانبیاء ہیں اور چودھری اسد اللہ خان کہتے ہیں کہ کسی قادیانی کا یہ عقیدہ نہیں۔ کیا خلیفہ صاحب نے اپنے اس فاسد عقیدہ کو واپس لے لیا ہے یا خلیفہ صاحب حلقۂ قادیانیت سے خارج ہو گئے ہیں؟ جناب خلیفہ صاحب کے مذکورہ بالا اقتباس کی روشنی میں صاف معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے عدالت میں شہادت دیتے ہوئے سچی گواہی کو چھپایا ہے اور اس گواہی کو چھپا کر اس عقیدہ کے باطل ہونے پر مہر ثبت کر دی ہے وہ عقاید جو صداقت پر مبنی ہوتے ہیں وہ انسان میں اخلاقی جرأت پیدا کرتے ہیں اور باطل عقاید بزدلی پیدا کرتے ہیں۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بمبئی تشریف لے گئے

مورخہ ۲۲ر جنوری کو شام کی گاڑی سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ ۲ ہفتہ کے لئے بمبئی تشریف لے گئے ہیں حضرت ممدوح فروری کے پہلے ہفتہ میں واپس لاہور تشریف لائیں گے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

عقلی قوے اور کشفی قوت (۶)

فرمایا: "اصل بات یہ ہے کہ جو کچھ ارواح کے تعلق قبور کے متعلق احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آیا ہے وہ بالکل سچ اور درست ہے ہاں یہ دوسرا امر ہے کہ اس کے تعلق کی کیفیت اور کنہ کیا ہے؟ جس کے معلوم کرنے کی ہم کو ضرورت نہیں۔ البتہ یہ ہمارا فرض ہو سکتا ہے کہ ہم یہ ثابت کر دیں کہ اس قسم کا تعلق قبور کے ساتھ ارواح کا ہوتا ہے اور اس میں کوئی محال عقلی لازم نہیں آتا۔ اور اس کے لئے ہم اللہ تعالیٰ کے قانون قدرت میں ایک نظیر پاتے ہیں۔ درحقیقت یہ امر اسی قسم کا ہے جیسے ہم دیکھتے ہیں کہ بعض امور کی سچائی درحقیقت صرف زبان ہی سے معلوم ہوتی ہے اور اس کو ذرا وسیع کر کے ہم یوں کہتے ہیں کہ حقائق الاشیاء کے معلوم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مختلف طریقے رکھے ہیں۔ بعض خواص آنکھ کے ذریعے معلوم ہوتے ہیں اور بعض صداقتوں کا پتہ صرف کان لگاتا ہے اور بعض ایسی ہیں کہ حس مشترک سے ان کا سراغ چلتا ہے۔ اور کتنی ہی سچائیاں ہیں کہ وہ مرکز قوے یعنی دل سے معلوم ہوتی ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ نے صداقت کے معلوم کرنے کے لئے مختلف طریق اور ذریعے رکھے ہیں۔ مثلاً مصری کی ایک ڈلی کو اگر کان پر رکھیں تو وہ اس کا مزہ معلوم نہ کر سکیں گے اور نہ اس کے رنگ کو بتلا سکیں گے۔ ایسا ہی اگر آنکھ کے سامنے کریں گے تو وہ اس کے ذائقہ کے متعلق کچھ نہ کہہ سکے گی۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حقائق الاشیاء کے معلوم کرنے کے لئے مختلف قوے اور طاقتیں ہیں۔ اب آنکھ کے متعلق اگر کسی چیز کا ذائقہ معلوم کرنا ہو اور وہ آنکھ کے سامنے پیش ہو تو کیا ہم یہ کہیں کہ اس چیز میں کوئی ذائقہ ہی نہیں۔ یا آواز نکلتی ہو اور کان بند کر کے زبان سے وہ کام لینا چاہیں تو کب ممکن ہے۔ آجکل کے فلسفی مزاج لوگوں کو یہ بڑا دھوکہ لگا ہوا ہے کہ وہ اپنے عدم علم کی وجہ سے صداقت کا انکار کر بیٹھتے ہیں۔ روزمرہ کے کاموں میں دیکھا جاتا ہے کہ سب کام ایک شخص نہیں کرتا بلکہ جداگانہ خدمتیں مقرر ہیں سقہ پانی لاتا ہے۔ دھوبی کپڑے صاف کرتا ہے باورچی کھانا پکاتا ہے۔ غرضیکہ تقسیم محنت کا سلسلہ ہم انسان کے خود ساختہ نظام میں بھی پاتے ہیں بس اس اصل کو یاد رکھو کہ مختلف قوتوں کے مختلف کام ہیں۔ انسان بڑے قوے لیکر آیا ہے۔ اور طرح طرح کی خدمتیں اس کی تکمیل کے لئے ہر ایک قوت کے سپرد ہیں۔ نادان فلسفی ہر بات کا فیصلہ اپنی عقل خام سے چاہتا ہے۔ حالانکہ یہ بات غلط محض ہے تاریخی امور تو تاریخ ہی سے ثابت ہوں گے اور خواص الاشیاء کا پتہ بدوں تجربہ صحیحہ کے کیونکر لگ سکے گا۔ امور غیبیہ کا پتہ عقل [illegible] گی۔ اسی طرح پر متفرق طور پر الگ الگ ذرائع ہیں۔ انسان دھوکہ میں مبتلا ہو کر حقائق الاشیاء کے معلوم کرنے سے تب ہی محروم ہو جاتا ہے جبکہ وہ ایک ہی چیز کو مختلف امور کی تکمیل کا ذریعہ قرار دے لیتا ہے میں اس اصول کی صداقت پر زیادہ کہنا ضروری نہیں سمجھتا۔ کیونکہ ذرا سے فکر سے یہ بات خوب سمجھ میں آجاتی ہے اور روزمرہ ہم ان باتوں کی سچائی کو دیکھتے ہیں۔ پس جب روح جسم سے مفارقت کرتی ہے یا تعلق پکڑتی ہے تو ان باتوں کا فیصلہ عقل سے نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو فلسفی اور حکماء ضلالت میں مبتلا نہ ہوتے۔ اسی طرح پر قبور کے ساتھ جو تعلق ارواح کا ہوتا ہے یہ ایک صداقت تو ہے مگر اس کا پتہ دینا اس آنکھ کا کام نہیں یہ کشفی آنکھ کا کام ہے کہ وہ دکھلاتی ہے اگر محض عقل سے اس کا پتہ لگانا چاہو تو کوئی عقل کا پتلا اتنا ہی بتلائے کہ روح کا وجود بھی ہے یا نہیں؟ ہزار اختلاف اس مسئلہ پر موجود ہیں۔ اور ہزارہا فلاسفر دہریہ مزاج موجود ہیں جو منکر ہیں۔ اگر نری عقل کا یہ کام تھا۔ تو پھر اختلاف کا کیا کام؟ کیونکہ جب آنکھ کا کام دیکھنا ہے تو میں نہیں کہہ سکتا کہ زید کی آنکھ تو سفید چیز کو دیکھے اور بکر کی ویسی ہی آنکھ اس سفید چیز کا ذائقہ بتلائے میرا مطلب یہ ہے کہ نری عقل روح کا وجود بھی یقینی طور پر نہیں بتلا سکتی چہ جائیکہ اس کی کیفیت اور تعلقات کا علم پیدا کر سکے۔ فلاسفر تو روح کو ایک سبز لکڑی کی طرح مانتے ہیں اور روح فی الخارج ان کے نزدیک کوئی چیز ہی نہیں۔ یہ تفاسیر روح کے وجود اور اس کے تعلق وغیرہ کی چشمہ نبوت سے ملی ہیں۔ اور نرے عقل والے تو دعوے ہی نہیں کر سکتے۔ اگر کہو کہ بعض فلاسفروں نے کچھ لکھا ہے تو یاد رکھو کہ انہوں نے منقولی طور پر چشمہ نبوت سے کچھ لیکر کہا ہے۔ پس جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ روح کے متعلق علوم چشمہ نبوت سے ملتے ہیں۔ تو یہ امر کہ ارواح کا قبور کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اسی چشمہ سے دیکھنا چاہیے۔ اور کشفی آنکھ نے بتلایا ہے کہ اس تودہ خاک سے روح کا ایک تعلق ہوتا ہے اور السلام علیکم یا اھل القبور کہنے سے جواب ملتا ہے۔ پس جو آدمی ان قوے سے کام لے جن سے کشف قبور ہو سکتا ہے۔ وہ ان تعلقات کو دیکھ سکتا ہے۔

ہم ایک بات مثال کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ ایک نمک کی ڈلی اور ایک مصری کی ڈلی رکھی ہو۔ اب عقل محض ان پر کیا فتویٰ دے سکے گی۔ ہاں اگر ان کو چکھیں گے تو جداگانہ مزوں سے معلوم ہو جاوے گا کہ یہ نمک ہے اور وہ مصری ہے لیکن اگر حس لسان ہی نہیں تو نمکین اور شیریں کا فیصلہ کوئی کیا کرے گا؟ پس ہمارا کام صرف دلائل سے سمجھا دینا ہے۔ آفتاب کے چڑھنے میں جیسے ایک اندھے کے انکار سے فرق نہیں آسکتا اور ایک مسلوب القوت کے طریق استدلال سے فائدہ نہ اٹھانے سے اس کا ابطال نہیں ہو سکتا اسی طرح پر اگر کوئی شخص کشفی آنکھ نہیں رکھتا تو وہ اس تعلق ارواح کو کیونکر دیکھ سکتا ہے پس اس کے انکار سے محض اس لئے کہ وہ دیکھ نہیں سکتا اس کا انکار جائز نہیں۔ ایسی باتوں کا پتہ نری عقل اور قیاس سے کچھ نہیں لگتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی لئے انسان کو مختلف قوے دیئے ہیں اگر ایک ہی سے کام دیتا تو پھر اس قدر قوے کے عطا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ بعض کا تعلق آنکھ سے ہے اور بعض کا کان سے۔ بعض زبان سے متعلق ہیں اور بعض ناک سے مختلف قسم کی حسیں انسان رکھتا ہے۔ قبور کے ساتھ تعلق ارواح کے دیکھنے کے لئے کشفی قوت اور حس کی ضرورت ہے اگر کوئی کہے کہ یہ ٹھیک نہیں ہے تو وہ غلط کہتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی ایک کثیر تعداد کروڑہا اولیاء و صلحاء کا سلسلہ دنیا میں گذرا ہے اور مجاہدات کرنے والے بیشمار لوگ ہو گذرے ہیں اور وہ سب اس امر کی زندہ شہادت ہیں۔ گو اس کی اصلیت اور تعلقات کی وجہ عقلی طور پر ہم معلوم کر سکیں یا نہ۔ مگر نفس تعلق سے انکار نہیں ہو سکتا۔ غرض کشفی دلائل ان ساری باتوں کا فیصلہ کئے دیتے ہیں۔ کان اگر نہ دیکھ سکیں تو ان کا کیا قصور؟ وہ اور قوت کا کام ہے۔ ہم اپنے ذاتی تجربہ سے گواہ ہیں کہ روح کا تعلق قبر کے ساتھ ضرور ہوتا ہے۔ انسان میت سے کلام کر سکتا ہے۔ روح کا تعلق آسمان سے بھی ہوتا ہے جہاں اس کے لئے ایک مقام ملتا ہے میں پھر کہتا ہوں کہ یہ ایک ثابت شدہ صداقت ہے۔ ہندوؤں کی کتابوں میں بھی اس کی گواہی موجود ہے یہ مسئلہ عام طور پر مسلم مسئلہ ہے۔ بجز اس فرقہ کے جو نفی بقائے روح کرتا ہے اور یہ امر کہ کس جگہ تعلق ہے کشفی قوت خود ہی بتلا دے گی۔ جیالوجسٹ (عالم علم طبقات الارض) بتلا دیتے ہیں کہ یہاں فلاں دھات ہے اور وہاں فلاں کان ہے۔ دیکھو ان میں یہ ایک قوت ہوتی ہے جو فی الفور بتلا دیتی ہے پس یہ بات ایک سچی بات ہے کہ ارواح کا تعلق قبور سے ضرور ہوتا ہے یہاں تک کہ اہل کشف توجہ سے میت کے ساتھ کلام بھی کر سکتے ہیں اور اوہام اور اعتراضوں کا سلسلہ تو ایسا لمبا ہے کہ ختم ہی نہیں ہوتا۔"

الحکم جلد ۳ نمبر ۳ صفحہ ۲ و ۳ پرچہ ۲۳ جنوری ۱۸۹۹ء

انجمن کے مرکزی دفاتر میں کارکنوں کی ضرورت

انجمن کو اپنے مرکزی دفاتر کے لئے مستعد نیک، مخلص اور قابل کارکنوں کی ضرورت ہے صرف وہی احباب درخواستیں دیں جو مستقل طور پر اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے وقف کرنے کو تیار ہوں

لیاقت۔ کم از کم میٹرک پاس ہو۔

تنخواہ۔ انجمن کے دو گریڈ منظور شدہ ہیں پہلا گریڈ ۶۰-۲-۱۰۰ اور دوسرا گریڈ ۱۰۰-۴-۱۶۰ قحط الاونس ۱۲½ سے لیکر بیس روپے تک حسب تنخواہ دیا جائیگا۔

مستقل ہونے کی صورت میں پراویڈنٹ فنڈ رخصت رعایتی و دیگر حقوق سے فائدہ اٹھایا جا سکیگا۔

قابل اور تجربہ کار آدمی کے لئے ابتدائی تنخواہ تیس روپے سے اوپر مقرر ہو سکے گی۔

اول تقرر چھ ماہ کے لئے امتحاناً ہوگا جس کے بعد کام تسلی بخش ہونے کی صورت میں کارکن کو مستقل کیا جا سکیگا۔ درخواست کے ہمراہ مندرجہ ذیل کوائف کا آنا ضروری ہے۔

(۱) عمر۔

(۲) مجرد یا شادی شدہ۔ شادی شدہ کی صورت میں بچوں کی تعداد

(۳) قابلیت معہ مصدقہ نقول اسناد۔

(۴) کیا ٹائپ جانتے ہیں۔ کتنا تجربہ ہے۔

(۵) پہلے کوئی ملازمت کی؟ کب کتنا عرصہ اور کہاں اور کیوں ترک کر دی۔ مع سرٹیفکیٹ وغیرہ

(۶) احمدی یا غیر احمدی۔ احمدی ہونے کی صورت میں کب داخل سلسلہ ہوئے۔

(۷) مقامی جماعت کے سیکرٹری یا صدر یا کسی ممبر جنرل کونسل کی سفارش۔

(۸) کم از کم کس تنخواہ پر آنے کو تیار ہوں گے۔

(۹) کیا مستقل طور پر انجمن کی ملازمت میں آنے کو تیار ہوں گے۔

(۱۰) اور کوئی ضروری امر جس کو آپ قابل ذکر سمجھیں۔

درخواستیں جلد از جلد بنام جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں

عبد اللہ

جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ارشاد امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

۱۔ بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالو۔

۲۔ بچوں کو سات سال کی عمر سے تبلیغ اسلام کیلئے کچھ خرچ کرنے کی عادت ڈالو۔

۳۔ بچوں کو سات سال کی عمر سے قرآن کریم کا ترجمہ سکھانا شروع کرو۔

محمد علی

اپنے قومی آرگن

پیغام صلح

کی توسیع اشاعت کے لئے کوشش کریں

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

عقلی قوے اور کشفی قوت (۴)

فرمایا: "اصل بات یہ ہے کہ جو کچھ ارواح کے تعلق قبور کے متعلق احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آیا ہے وہ بالکل سچ اور درست ہے ہاں یہ دوسرا امر ہے کہ اس کے تعلق کی کیفیت اور کنہ کیا ہے؟ جس کے معلوم کرنے کی ہم کو ضرورت نہیں۔ البتہ یہ ہمارا فرض ہو سکتا ہے کہ ہم یہ ثابت کر دیں کہ اس قسم کا تعلق قبور کے ساتھ ارواح کا ہوتا ہے اور اس میں کوئی محال عقلی لازم نہیں آتا۔ اور اس کے لئے ہم اللہ تعالےٰ کے قانون قدرت میں ایک نظیر پاتے ہیں۔ درحقیقت یہ امر اسی قسم کا ہے جیسے ہم دیکھتے ہیں کہ بعض امور کی سچائی درحقیقت صرف زبان ہی سے معلوم ہوتی ہے اور اس کو ذرا وسیع کر کے ہم یوں کہتے ہیں کہ حقائق الاشیاء کے معلوم کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے مختلف طریقے رکھے ہیں۔ بعض خواص آنکھ کے ذریعے معلوم ہوتے ہیں اور بعض صداقتوں کا پتہ صرف کان لگاتا ہے اور بعض ایسی ہیں کہ حس مشترک سے ان کا سراغ چلتا ہے۔ اور کتنی ہی سچائیاں ہیں کہ وہ مرکز قوے یعنی دل سے معلوم ہوتی ہیں۔ غرض اللہ تعالےٰ نے صداقت کے معلوم کرنے کے لئے مختلف طریق اور ذریعے رکھے ہیں۔ مثلاً مصری کی ایک ڈلی کو اگر کان پر رکھیں تو وہ اس کا مزہ معلوم نہ کر سکیں گے اور نہ اس کے رنگ کو بتلا سکیں گے۔ ایسا ہی اگر آنکھ کے سامنے کریں گے تو وہ اس کے ذائقہ کے متعلق کچھ نہ کہہ سکے گی۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حقائق الاشیاء کے معلوم کرنے کے لئے مختلف قوے اور طاقتیں ہیں۔ اب آنکھ کے متعلق اگر کسی چیز کا ذائقہ معلوم کرنا ہو اور وہ آنکھ کے سامنے پیش ہو تو کیا ہم یہ کہیں کہ اس چیز میں کوئی ذائقہ ہی نہیں۔ یا آواز نکلتی ہو اور کان بند کر کے زبان سے وہ کام لینا چاہیں تو کب ممکن ہے۔ آجکل کے فلسفی مزاج لوگوں کو یہ بڑا دھوکہ لگا ہوا ہے کہ وہ اپنے عدم علم کی وجہ سے صداقت کا انکار کر بیٹھتے ہیں۔ روزمرہ کے کاموں میں دیکھا جاتا ہے کہ سب کام ایک شخص نہیں کرتا بلکہ جداگانہ خدمتیں مقرر ہیں سقہ پانی لاتا ہے۔ دھوبی کپڑے صاف کرتا ہے باورچی کھانا پکاتا ہے۔ غرضیکہ تقسیم محنت کا سلسلہ ہم انسان کے خود ساختہ نظام میں بھی پاتے ہیں پس اس اصل کو یاد رکھو کہ مختلف قوتوں کے مختلف کام ہیں۔ انسان بڑے قوے لیکر آیا ہے۔ اور طرح طرح کی خدمتیں اس کی تکمیل کے لئے ہر ایک قوت کے سپرد ہیں۔ نادان فلسفی ہر بات کا فیصلہ اپنی عقل خام سے چاہتا ہے۔ حالانکہ یہ بات غلط محض ہے تاریخی امور تو تاریخ ہی سے ثابت ہوں گے اور خواص الاشیاء تجربہ [illegible] تجربہ صحیح کے کیونکر لگ سکے گا۔ امور غیبیہ کا پتہ عقل دے گی۔ اسی طرح پر متفرق طور پر الگ الگ ذرائع ہیں۔ انسان دھوکہ میں مبتلا ہو کر حقائق الاشیاء کے معلوم کرنے سے تب ہی محروم ہو جاتا ہے جبکہ وہ ایک ہی چیز کو مختلف امور کی تکمیل کا ذریعہ قرار دے لیتا ہے میں اس اصول کی صداقت پر زیادہ بحث ضروری نہیں سمجھتا۔ کیونکہ ذرا سے فکر سے یہ بات خوب سمجھ میں آجاتی ہے اور روزمرہ ہم ان باتوں کی سچائی کو دیکھتے ہیں۔ پس جب روح جسم سے مفارقت کرتی ہے یا تعلق پکڑتی ہے تو ان باتوں کا فیصلہ عقل سے نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو فلسفی اور حکماء ضلالت میں مبتلا نہ ہوتے۔ اسی طرح پر قبور کے ساتھ جو تعلق ارواح کا ہوتا ہے یہ ایک صداقت تو ہے مگر اس کا پتہ دینا اس آنکھ کا کام نہیں یہ کشفی آنکھ کا کام ہے کہ وہ دکھلاتی ہے اگر محض عقل سے اس کا پتہ لگانا چاہو تو کوئی عقل کا پتلا اتنا ہی بتلائے کہ روح کا وجود بھی ہے یا نہیں؟ ہزار اختلاف اس مسئلہ پر موجود ہیں۔ اور ہزارہا فلاسفر دہریہ مزاج موجود ہیں جو منکر ہیں۔ اگر نری عقل کا یہ کام تھا۔ تو پھر اختلاف کا کیا کام؟ کیونکہ جب آنکھ کا کام دیکھنا ہے تو میں نہیں کہہ سکتا کہ زید کی آنکھ تو سفید چیز کو دیکھے اور بکر کی ویسی ہی آنکھ اس سفید چیز کا ذائقہ بتلائے میرا مطلب یہ ہے کہ نری عقل روح کا وجود بھی یقینی طور پر نہیں بتلا سکتی چہ جائیکہ اس کی کیفیت اور تعلقات کا علم پیدا کر سکے۔ فلاسفر تو روح کو ایک سبز لکڑی کی طرح مانتے ہیں اور روح فی الخارج ان کے نزدیک کوئی چیز ہی نہیں۔ یہ تفاسیر روح کے وجود اور اس کے تعلق وغیرہ کی چشمہ نبوت سے لی ہیں۔ اور نرے عقل والے تو دعوے ہی نہیں کر سکتے۔ اگر کسی نے بعض فلاسفروں نے کچھ لکھا ہے تو یاد رکھو کہ انھوں نے منقولی طور پر چشمہ نبوت سے کچھ لیا ہے۔ پس جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ روح کے متعلق علوم چشمہ نبوت سے ملتے ہیں۔ تو یہ امر کہ ارواح کا قبور کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اسی چشمہ سے دیکھنا چاہیئے۔ اور کشفی آنکھ نے بتلایا ہے کہ اس تودہ خاک سے روح کا ایک تعلق ہوتا ہے اور السلام علیکم یا اہل القبور کہنے سے جواب ملتا ہے۔ پس جو آدمی ان قوے سے کام لے جن سے کشف قبور ہو سکتا ہے۔ وہ ان تعلقات کو دیکھ سکتا ہے۔

ہم ایک بار پھر مثال کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ ایک نمک کی ڈلی اور ایک مصری کی ڈلی رکھی ہو۔ اب عقل محض ان پر کیا فتوے دے سکے گی۔ ہاں اگر ان کو چکھیں گے تو تو ہ [illegible] سے معلوم ہو جاوے گا کہ یہ نمک ہے اور وہ مصری ہے لیکن اگر حس لسان ہی نہیں تو نمکین اور شیریں کا فیصلہ کوئی کیا کرے گا؟ پس ہمارا کام صرف دلائل سے سمجھا دینا ہے۔ آفتاب کے چڑھنے میں جیسے ایک اندھے کے انکار سے فرق نہیں آسکتا اور ایک مسلوب القوت کے طریق استدلال سے فائدہ نہ اٹھانے سے اس کا ابطال نہیں ہو سکتا اسی طرح پر اگر کوئی شخص کشفی آنکھ نہیں رکھتا تو وہ اس تعلق ارواح کو کیونکر دیکھ سکتا ہے نہیں اس کے انکار سے فقط اس لئے کہ وہ دیکھ نہیں سکتا اس کا انکار جائز نہیں۔ ان باتوں کا پتہ نری عقل اور قیاس سے کچھ نہیں لگتا۔ اللہ تعالےٰ نے انسان کو مختلف قوے دیئے ہیں اگر ایک ہی سے سب کام ہو سکتا تو پھر اس قدر قوے کے عطا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ بعض کا تعلق آنکھ سے ہے اور بعض کا کان سے بعض زبان سے متعلق ہیں اور بعض ناک سے مختلف قسم کی حسیں انسان رکھتا ہے۔ قبور کے ساتھ تعلق ارواح کے دیکھنے کے لئے کشفی قوت اور حس کی ضرورت ہے اگر کوئی کہے کہ یہ ٹھیک نہیں ہے تو وہ غلط کہتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی ایک کثیر تعداد کروڑہا اولیاء و صلحاء کا سلسلہ دنیا میں گزرا ہے اور مجاہدات کرنے والے بیشمار لوگ ہو گزرے ہیں اور وہ سب اس امر کی زندہ شہادت ہیں۔ گو اس کی اصلیت اور تعلقات کی وجہ عقلی طور پر نہ معلوم کر سکیں یا نہ مگر نفس تعلق سے انکار نہیں ہو سکتا۔ غرض کشفی دلائل ان ساری باتوں کا فیصلہ کئے دیتے ہیں۔ کان اگر نہ دیکھ سکیں تو ان کا کیا قصور؟ وہ اور قوت کا کام ہے۔ ہم اپنے ذاتی تجربہ سے گواہ ہیں کہ روح کا تعلق قبر کے ساتھ ضرور ہوتا ہے۔ انسان میت سے کلام کر سکتا ہے۔ روح کا تعلق آسمان سے بھی ہوتا ہے جہاں اس کے لئے ایک مقام ملتا ہے میں پھر کہتا ہوں کہ یہ ایک ثابت شدہ صداقت ہے۔ ہندوؤں کی کتابوں میں بھی اس کی گواہی موجود ہے یہ مسئلہ عام طور پر مسلم مسئلہ ہے بجز اس فرقہ کے جو نفی بقائے روح کرتا ہے اور یہ امر کہ کس جگہ تعلق ہے کشفی قوت خود ہی بتلا دے گی۔ جیالوجسٹ (عالم علم طبقات الارض) بتلا دیتے ہیں کہ یہاں فلاں دھات ہے اور وہ (ں فلاں کان ہے۔ دیکھو ان میں یہ ایک قوت ہوتی ہے جو فی الفور بتلا دیتی ہے پس یہ بات ایک سچی بات ہے کہ ارواح کا تعلق قبور سے ضرور ہوتا ہے یہاں تک کہ اہل کشف توجہ سے میت کے ساتھ کلام بھی کر سکتے ہیں اور یہ وہم اور اعتراضوں کا سلسلہ تو ایسا لمبا ہے کہ ختم ہی نہیں ہوتا۔

الحکم جلد ۳ ۔ نمبر ۲ صفحہ ۲۰ و ۲۱ پرچہ ۲۲ جنوری ۱۸۹۹ء

ارشاد امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

۱۔ بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالو۔

۲۔ بچوں کو سات سال کی عمر سے تبلیغ اسلام کیلئے کچھ خرچ کرنے کی عادت ڈالو۔

۳۔ بچوں کو سات سال کی عمر سے قرآن کریم کا ترجمہ سکھانا شروع کرو۔

محمد علی

انجمن کے مرکزی دفاتر میں کارکنوں کی ضرورت

انجمن کو اپنے مرکزی دفاتر کے لئے مستعد نیک، مخلص اور قابل کارکنوں کی ضرورت ہے صرف وہی احباب درخواستیں دیں جو مستقل طور پر اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے وقف کرنے کو تیار ہوں

لیاقت۔ کم از کم میٹرک پاس ہو۔

تنخواہ۔ انجمن کے دو گریڈ منظور شدہ ہیں پہلا گریڈ ۶۰۔۲۔۴۰ اور دوسرا گریڈ ۱۰۰۔۴۔۶۰ مہنگائی الاونس ۱۲½ سے [illegible] روپے تک حسب تنخواہ دیا جائیگا۔ مستقل ہونے کی صورت میں پراویڈنٹ فنڈ رخصت رعایتی و دیگر حقوق سے فائدہ اٹھایا جا سکیگا۔

قابل اور تجربہ کار آدمی کے لئے ابتدائی تنخواہ تیس روپے سے اوپر مقرر ہو سکے گی۔

اول تقرر چھ ماہ کے لئے امتحاناً ہوگا جس کے بعد کام تسلی بخش ہونے کی صورت میں کارکن کو مستقل کیا جا سکیگا۔ درخواست کے ہمراہ مندرجہ ذیل کوائف کا آنا ضروری ہے۔

(۱) عمر۔

(۲) مجرد یا شادی شدہ۔ شادی شدہ کی صورت میں بچوں کی تعداد

(۳) قابلیت معہ مصدقہ نقول اسناد۔

(۴) کیا ٹائپ جانتے ہیں۔ کتنا تجربہ ہے۔

(۵) پہلے کوئی ملازمت کی ہے؟ کب کتنا عرصہ اور کہاں اور کیوں ترک کر دی۔ مع سرٹیفکیٹ وغیرہ

(۶) احمدی یا غیر احمدی۔ احمدی ہونے کی صورت میں کب داخل سلسلہ ہوئے۔

(۷) مقامی جماعت کے سیکرٹری یا صدر یا کسی ممبر جنرل کونسل کی سفارش۔

(۸) کم از کم کس تنخواہ پر آنے کو تیار ہوں گے۔

(۹) کیا مستقل طور پر انجمن کی ملازمت میں آنے کو تیار ہوں گے۔

(۱۰) اور کوئی ضروری امر جس کو آپ قابل ذکر سمجھیں۔

درخواستیں جلد از جلد بنام جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں

عبد اللہ
جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

سلسلہ میں شمولیت

(۵)

مندرجہ ذیل دوستوں نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کے دست مبارک پر بیعت کی ہے اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

(۱) محمد عطاء الرحمان صاحب ۔ ۔ آسام
(۲) بی عبدالکریم صاحب ۔ ۔ جنوبی ہند
(۳) شیخ عمر شیخ عبدالکریم ۔ ۔ گوا
(۴) شیخ عبدالعلیم صاحب ۔ ۔ ”
(۵) آدم خاں علی خاں ۔ ۔ ”
(۶) شیخ عبدالرحیم صاحب ۔ ۔ ”
(۷) حافظ شوکت علی صاحب ۔ رامپور
(۸) گلزار بیگم صاحبہ ۔ ۔ سیالکوٹ
(۹) محمد یعقوب صاحب ۔ ۔ ۔ رامپور
(۱۰) محمد یحییٰ صاحب شاعر لکھنوی لکھنؤ
(۱۱) عبدالرحمان صاحب ۔ ۔ ۔ بمبئی
(۱۲) محمد یوسف صاحب ۔ ۔ ۔ ”
(۱۳) غوث صاحب ۔ ۔ ۔ ”
(۱۴) Malik Sab Nabi
(۱۵) غلام حسین صاحب ۔ ۔ ۔ ”
(۱۶) شیخ محبوب صاحب ۔ ۔ ۔ ”
(۱۷) سید عبدالحافظ صاحب ”
(۱۸) محمد سعید صاحب ضلع راولپنڈی
(۱۹) ۔۔ خلیل اللہ صاحب ۔ ۔ ”
(۲۰) راجہ سلیم اللہ صاحب ۔ ۔ ”
(۲۱) عبدالحافظ عبدالقادر بلوگی ۔ ۔ ۔ بمبئی
(۲۲) صحبت اللہ خاں ضلع لائل پور
(۲۳) محمد یعقوب خاں صاحب ۔ ۔ ”
(۲۴) عزیز احمد صاحب ۔ ۔ کشمیر
(۲۵) عبدالحمید صاحب ۔ ۔ جہلم
(۲۶) بلقیس زمانی صاحبہ ”
(۲۷) الطاف الرحمان صاحب مالیر کوٹلہ
(۲۸) اختر النساء صاحبہ ۔ ۔ جہلم
(۲۹) محمد شفیق صاحب بون ”
(۳۰) محمد رفیق صاحب بون ”
(۳۱) محمد صدیق صاحب بی اے ”
(۳۲) مبارک احمد صاحب ”
(۳۳) نصیر احمد صاحب ”
(۳۴) منظور احمد صاحب ”
(۳۵) عبدالباری صاحب غنیم کلہ جدید
(۳۶) محمد فرید صاحب ۔ ۔ ضلع ہزارہ
(۳۷) میاں عبدالعلی صاحب ”
(۳۸) عبداللہ خاں صاحب لائل پور
(۳۹) جناب بشارت سلطان صاحب ”
(۴۰) بیگم صاحبہ ضیاء الرحمان صاحب گورداسپور
(۴۱) ہمشیرہ صاحبہ فضل الرحمان صاحب ”
(۴۲) چوہدری کبیڑا خاں صاحب ضلع سیالکوٹ
(۴۳) میرزا جمشید علی صاحب راولپنڈی
(۴۴) فضل مجید صاحب ۔ ۔ پشاور
(۴۵) فیض علی صاحب سرگودھا
(۴۶) حبیب الرحمان صاحب ضلع شیخوپورہ
(۴۷) خدا بخش صاحب ۔ ۔ جموں
(۴۸) ایس اے رشید صاحب بی کام لاہور
(۴۹) ایس اے قیوم صاحب ۔ ۔ سیالکوٹ
(۵۰) عبداللہ خاں صاحب پشاور
(۵۱) محمد طفیل صاحب چکوالہ
(۵۲) فرر شید صاحب ملتان
(۵۳) احمد الہیٰ صاحب ۔ ۔ ”
(۵۴) عبدالکریم صاحب ۔ ۔ اوکاڑہ
(۵۵) عزیز بخش صاحب ضلع جالندھر
(۵۶) سید امتیاز حسین صاحب ۔ ۔ لاہور
(۵۷) سید فاضل صاحب قصور
(۵۸) شہر زمان صاحب ضلع ہزارہ
(۵۹) عبدالوحید صاحب ۔ ۔ پشاور
(۶۰) محمد علی صاحب ۔ ۔ ”
(۶۱) ملک خدا بخش صاحب ڈیرہ اسمٰعیل خاں
(۶۲) محمد اشرف علی صاحب ۔ ۔ لاہور
(۶۳) محمد حسین صاحب ۔ ۔ بمبئی
(۶۴) مدار صاحب ضلع دھارواڑ
(۶۵) محترمہ فاطمہ بی بی صاحبہ ۔ ۔ پونچھ

* مرزا صاحب کی عمر تو اس کوشش میں گزری کہ ثابت کریں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے دوبارہ باعتبار نبوت، یا بغیر نبوت نزول کا خیال نصوص قرآن و سنت کے خلاف ہے مگر اب جناب مرزا محمود احمد صاحب تسلسل نبوت کی بنیاد قائم کر رہے ہیں، مخالفین کے ان فتاوے کو صحیح سمجھ کر شائع کیا جا رہا ہے کہ نزول مسیح باعتبار نبوت ہوگا۔ اس سے ظاہر ہے کہ ان کے مقاصد حضرت مسیح موعود کے مقاصد سے کس قدر مختلف ہیں ہمیں خوشی ہوگی اگر مولوی محمد شفیع صاحب دیوبندی یا ان کے ہمنوا علماء اپنے خیالات کی اصلاح فرمائیں گے یا حدیث لا نبی بعد کا کوئی جواب تحریر فرمائیں گے اس امر پر اور دیگر امور متعلقہ ختم نبوت پر مفصل کتاب کا انتظار فرمایئے جو زیر تالیف ہے۔

تبلیغ اسلام کیلئے

دس جواں ہمت اشخاص

کچھ عرصہ ہوا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا تھا کہ دس جواں ہمت اشخاص اپنے آپ کو تبلیغ اسلام کے لئے پیش کریں اور وہ ایسے اشخاص ہونے چاہئیں جن کے قلوب میں اعلائے کلمۃ الحق کی حقیقی تڑپ موجود ہو۔ اس ارشاد کے متعلق جماعت کے دوستوں کو متعدد دفعہ توجہ دلائی جا چکی ہے اب پھر گزارش کی جاتی ہے کہ وہ دوست جو اپنے آپ کو اس کام کا اہل سمجھیں وہ اپنے نام حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کریں۔

مفتیانِ دیوبند کی کوتہ فہمی

حدیث لا نبی بعدی، نزول مسیح باعتبار نبوت، یا بغیر نبوت کے خلاف نص قطعی ہے

{از جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی۔ بی اے مولوی فاضل}

مفتیان دور حاضر کا اکثر وقت محض اہل اسلام کے کفر و اسلام کا فیصلہ کرنے میں صرف ہوتا ہے اسی ضمن میں مولوی محمد شفیع صاحب مفتی جامعہ اسلامیہ دیوبند کا ایک فتوے اخبار الفضل میں شائع کیا گیا ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ:۔

”حضرت عیسٰے علیہ السلام بعد نزول کے بھی رسول اور نبی ہوں گے اور ان کی نبوت کا اعتقاد جو قدیم سے جاری ہے اس وقت بھی جاری رہیگا۔“
(الفضل ۱۱ر جنوری ۵۴ء)

اس بناء پر انھوں نے منکرین مسیح موعود کو خارج از اسلام قرار دیا ہے۔

اس موضوع پر جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے کافی لٹریچر شائع ہو چکا ہے جس کا جواب نہ قدیم نبی اتارنے والوں کے پاس ہے نہ جدید نبوت تراشنے والوں کے پاس ہے۔ مگر میں اس موقع پر مولوی محمد شفیع صاحب اور ان کے ہمخیال علماء کو اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ تمام امت کا اجماع ہے کہ مسیح علیہ السلام بوقت نزول نبی نہ ہوں گے، محض امام ہوں گے، علامہ سید محمود آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں آیۃ ”خاتم النبیین“ کے تحت ان کے وصف نبوت و رسالت سے انسلاخ کا ذکر کیا ہے اور علامہ محمد طاہر الہندی نے مجمع البحار میں انہیں نبی نہیں بلکہ محض حاکم شریعت محمدیہ قرار دیا ہے (مجمع البحار جلد ۱ صفحہ ۲۸۶) یہی خیال علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری جزو ۱۴ صفحہ ۲۸۲ پر اور علامہ ابو ذکریا النووی نے شرح مسلم جزو ثانی صفحہ ۳۰۰ وغیرہ میں ظاہر کیا ہے اور اسی پر اس وقت تک تمام امت محمدیہ مشرق و مغرب میں قائم ہے۔ آیہ خاتم النبیین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری قائم بالرسالت نبی قرار دیتی ہے اور حدیث لا نبی بعدی نہ صرف جدید نبی کی نبوت کو ممتنع قرار دیتی ہے بلکہ اصول نحو کے اعتبار سے بھی قدیم نبی کی آمد کو بھی ممتنع قرار دیتی ہے مفتی صاحب موصوف اور دیگر اہل تحقیق کی غرض سے اس موضوع پر سر دست صرف ذیل کا حوالہ درج کیا جاتا ہے علامہ رضی شرح کافیہ میں فرماتے ہیں۔

وتقول لا مصلیاً فی الجامع اذا نفیت فی الوجود من یوقع صلوتہ فی الجامع ای لیس فی الوجود من یصلی فی الجامع ویجوز ان یکون مستقراً فی الجامع من یصلی فی غیرہ واذا قلت لا مصلیَّ فی الجامع فالمعنی لیس فی الجامع مصلٍ سواء صلی فی الجامع او فی غیرہ۔
(رضی شرح کافیہ صفحہ ۱۸۸)

ترجمہ:۔ لا مصلیاً فی الجامع تو اس وقت کہنے گا جب تو اس شخص کے وجود کی نفی کرے جو مسجد میں نماز پڑھتا ہو مطلب یہ ہوگا کہ کوئی ایسا شخص موجود نہیں جو مسجد میں نماز پڑھ رہا ہو یا پڑھتا ہو لیکن ایسا شخص ہو سکتا ہے جو اس مسجد میں موجود ہو اور اس نے نماز کسی اور مسجد میں پڑھی ہو، اور جب تو یہ کہے کہ لا مصلی فی الجامع تو معنی یہ ہوگا کہ مسجد میں کوئی بھی نمازی نہیں خواہ اس نے اس مسجد میں نماز پڑھی ہو یا کسی اور مسجد میں۔

اس اصول کے مطابق اگر حدیث نبوی میں لا نبیاً بعدی کے الفاظ آتے تو گنجائش تھی کہ کوئی ایسا نبی آجائے جس نے کسی اور جگہ نبوت کی ہو مگر حدیث میں لا نبیَّ بعدی کے الفاظ آتے ہیں اور نفی جنس میں استغراق اس حد تک ہے کہ یہ الفاظ نہ صرف جدید نبی کی آمد یا وجود کو ممتنع قرار دیتے ہیں بلکہ کسی ایسے نبی کی آمد یا وجود کو بھی ممتنع قرار دیتے ہیں جس نے کسی اور جگہ نبوت کی ہو۔ بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ لا نبی بعدی کے الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ کوئی شخص بھی نہیں آ سکتا جس نے نبوت تو اور کسی جگہ کی ہو، لیکن امت محمدیہ میں بغیر نبوت کے کھڑا ہو۔ جیسے کہ لا مصلیَّ فی الجامع کے الفاظ ایسے شخص کے بھی مسجد میں ہونے کو ممتنع قرار دیتے ہیں جس نے نماز تو کسی اور مسجد میں پڑھی ہو اور اس مسجد میں محض کھڑا ہو یہ حدیث نص قطعی ہے کہ نہ تو کوئی جدید نبی آسکتا ہے اور نہ قدیم، بلکہ کوئی قدیم نبی باعتبار امامت بھی دوبارہ نہیں آسکتا۔ اسی نکتہ کو ہمارے امام حضرت مرزا صاحب مسیح موعود نے سمجھا تھا جب یہ فرمایا کہ:۔

”قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں ذکر نہیں لیکن ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے، نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے۔ اور حدیث لا نبی بعدی میں نفی عام ہے پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے“
(ایام الصلح صفحہ ۱۴۶)

”آپ نے لا نبی بعدی کہہ کر کسی [illegible] آنے والے نبی کا دروازہ بند کر دیا“ (ایام الصلح صفحہ [illegible])

سلسلہ عالیہ احمدیہ پر بعض اعتراضات کا ازالہ

نوٹ:- ایک معترض نے سلسلہ عالیہ احمدیہ پر بعض اعتراضات حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لکھ کر بھیجے ہیں ان کا نہایت مدلل جواب جناب مولینا مرتضیٰ خاں صاحب نے دیا ہے جو درج ذیل ہے:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۱۸ / جنوری ۱۹۴۵ء

از مسلم ٹاؤن اچھرہ

برادر مکرم -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت بابرکت میں شرف صدور لایا آپ کا پہلا اعتراض یہ ہے کہ حضرت میرزا صاحب اور آپ کی تحریک طاغوتی نظام کا آلہ کار ہے - یہ ایک سخت غلط فہمی ہے جس میں آپ مبتلا ہیں آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس زمانہ میں صرف حضرت میرزا صاحب علیہ الرحمۃ ہی وہ بزرگ ہیں جنہوں نے حدیث نبوی کی بنا پر ان مغربی اقوام کو علی الاعلان دجال اور یاجوج ماجوج ظاہر کیا - اور اس کے ساتھ ہی اپنی بعثت کی ایک بڑی غرض یہ بتائی کہ آپ حسب وعدہ ان اقوام کے فتن کو فرو کرنے اور ان کے شر سے مسلمانوں کو محفوظ کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں - یہ وہ زمانہ تھا جب مغربی اقوام کا جاہ وجلال اور ان کی تہذیب وتمدن تمام دنیا کو مسحور کئے ہوئے تھا اور بڑے بڑے مسلمان حتیٰ کہ سر سید علیہ الرحمۃ جیسے سید الحرو اور بہی خواہ اسلام مسلمانوں کی فلاح وبہبود انہی دجالی اقوام کی تہذیب تمدن اختیار کرنے میں سمجھے ہوئے تھے - ایسے وقت میں حضرت میرزا صاحب نے ان اقوام کو دجال قرار دیا - اور ان کے فتنہ وشر سے قوم کو آگاہ کیا - ایسا محسن ایسا بہی خواہ اسلام جس نے دشمن کا پتہ دیا اور اس کی ریشہ دوانیوں سے جو وہ اسلام کو برباد کرنے میں عمل میں لا رہا تھا خبردار کیا بلکہ اس کے سدباب کے لئے خود تکدر پڑا ہو گیا اس کو آپ طاغوتی نظام کا آلہ کار بتاتے ہیں - العجب ثم العجب -

اس امر میں تو اختلاف ہو سکتا ہے کہ کسی طاغوتی نظام کو مٹانے کے لئے کونسا طریق اختیار کیا جائے زید کے نزدیک ایک طریق موثر ہو سکتا ہے اور بکر کے نزدیک دوسرا - لیکن جب تک دونوں شخص ایک نظام کو طاغوتی سمجھتے ہیں تو ان دونوں کو اس معاملہ میں متحد اور متفق سمجھا جائے گا اس لئے آپ میں اور ہم میں یہ اختلاف نہیں کہ آپ اس نظام کو طاغوتی سمجھتے ہیں فرق صرف اس نظام کو توڑنے کے طریق میں ہے - ہمارے نزدیک بہترین طریق یہ ہے کہ ان اقوام میں ایک ذہنی اور قلبی انقلاب پیدا کیا جائے اس کے لئے جو رستہ حضرت امام وقت نے تجویز کیا ہے وہی ہمارے نزدیک انسب اور اولیٰ ہے - حضرت میرزا صاحب نے اس معاملہ میں کوئی مداہنت اختیار نہیں کی بلکہ بڑے واضح اور کھلے الفاظ میں مغربی اقوام کے عقاید باطلہ کا قلع قمع کیا ہے اور ایسے کاری حربے چلائے ہیں کہ دجالی تہذیب واعتقادات کی بیخ وبنیاد اکھڑ گئی ہے اور وہ وقت اگر نزدیک نہیں تو زیادہ دور بھی نہیں کہ عیسائیت کو اسلام کے سامنے ہتھیار رکھنے پڑیں گے -

اس سے آپ بھی انکار نہیں کر سکتے کہ جب تک ایک قوم صفائی قلب کے ساتھ اسلام کی صداقت پر یقین نہ لائے - اور جب تک اسلام کے ہر حکم کو وہ اپنے لئے باعث رحمت نہ سمجھے اس وقت تک ان سے یہ مطالبہ یا توقع کہ وہ اسلامی قوانین کا اجرا کرے بے محل اور بے سود ہے ضرورت تو اس امر کی ہے کہ پہلے ان گمراہ اقوام کو اسلام کی حقیقت سے آگاہ کیا جائے ان کو مسلمان بنایا جائے - نہ یہ کہ ان سے مطالبہ شروع کر دیا جائے کہ کیوں وہ اسلامی قوانین کا نفوذ نہیں کرتے اور مجرموں کے لئے حدود شرعی جاری نہیں کرتے اس قسم کا جہاد تو بیہودہ محض اور تضیع اوقات اور اپنی طاقت کا بے محل استعمال ہے سب سے پہلے ان کو اسلام کی خوبیوں قرآن مجید کے محاسن حضرت نبی کریم کی تعلیمات کی طرف دعوت دینی چاہیئے ان کے قلوب میں تغیر پیدا کرنا چاہیئے ان کے اذہان کو بدلنا چاہیئے جب یہ اقوام اسلام کی تعلیمات اور اس کے محاسن سے واقف ہو جائیں گی تو وہ اس وقت خود بخود اسلام کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں گی اور پھر اسلامی قانون کا نفوذ بھی عمل میں آ جائے گا -

کیا موجودہ حالات کے اندر اس سے بہتر طریق ان مغربی اقوام کے سحر کو توڑنے کا ہو سکتا ہے ہرگز نہیں - یہی وہ طریق ہے جس پر حضرت مرزا صاحب نے اپنی جماعت کو چلایا - اور یہی طریق انشاء اللہ تعالیٰ موثر ہوگا اور ہو رہا ہے -

ان اقوام کی دجالیت کا پردہ تو مسلمانوں پر تھوڑے دنوں سے چاک ہوا - ورنہ حضرت مرزا صاحب نے تو گذشتہ صدی میں ہی اپنی بعثت کے دن ہی فرما دیا تھا کہ یہی اقوام وہ دجال موعود ہیں جن کی خبر حضرت نبی کریم صلعم نے دی تھی جس کے شر سے اس قدر حضور صلعم نے ڈرایا تھا اس وقت تو حضرت میرزا صاحب کی بات پر کان نہ دھرا گیا بالآخر ڈاکٹر اقبال جیسے مفکر نے بھی تسلیم کر لیا کہ یہی اقوام یاجوج ماجوج ہیں جیسا کہ انھوں نے اپنے ایک شعر میں فرمایا ہے ؎

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشم مسلم دیکھ لے تفسیر حرف ینسلون

یہ امر آپ کے لئے قابل غور ہے کہ تحریک احمدیت کا مذہب کی طرف جو اس قدر رجحان اور توجہ ہے وہ خود کس امر کا ثبوت ہے - کیا وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ جماعت احمدیہ اس طاغوتی نظام کو [illegible] ہے یا اس بات کا کہ جماعت احمدیہ [illegible] نظام کو پاش پاش کرنا چاہتی ہے آپ ذرا سوچیں کہ اگر یہ اقوام اسلام کا پیغام قبول کر لیں تو کیا طاغوتی نظام بدل نہیں جائے گا اور اس کی جگہ روحانی اور اسلامی نظام قائم نہ ہوگا ؟ یقیناً ہوگا -

اور یہی ہماری کوشش ہے -

آپ نے فرمایا ہے کہ ہمارے افراد اپنی سیاسی معاشی معاملات میں قرآن کو حکم نہیں ٹھہراتے - معاف فرمائیں یہ بھی جناب کی غلط فہمی ہے حضرت مرزا صاحب نے جو جماعت بنائی ہے اس کا بنیادی پتھر قرآن وسنت کو ہی حکم بنانا ہے - یہ بات محض زبانی ہی نہ تھی بلکہ آپ نے اپنی زندگی میں وہ جماعت بنا کر دکھائی جس کا نمونہ ٹھیٹھ اسلامی نمونہ تھا میں آپ کی توجہ ڈاکٹر اقبال مرحوم کے اس مشہور خطبہ کی طرف منعطف کرتا ہوں جو آپ نے علیگڈھ میں ۱۹۱۲ء میں دیا اور جس میں آپ نے فرمایا کہ اگر ٹھیٹھ اسلامی سیرت کا نمونہ اس زمانہ میں دیکھنا چاہو تو وہ جماعت احمدیہ پیش کر رہی ہے یہ گواہی ایک مسلم لیڈر کی ہے جو احمدی نہ تھا - یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت میرزا صاحب نے ہزاروں انسانوں کی زندگیوں میں ایک خالص اور سچا مذہبی اور اسلامی انقلاب پیدا کیا جس کے نشانات اب تک نمایاں ہیں اور احمدی بہ نسبت دوسرے مسلمانوں کے اسلام اور قرآن کو اپنا حکم بنانے میں اب بھی پیش پیش ہیں اور خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کے موجودہ پیشوا کی کوشش بھی یہی ہے کہ جماعت کا ہر فرد قرآن کے نظام کے ماتحت زندگی بسر کرنے والا ہو -

مذہب اور سیاست کے بارہ میں جو رائے آپ نے جماعت احمدیہ کے متعلق قائم کی وہ بھی صحیح نہیں - اس میں شک نہیں کہ ہم اشاعت دین کے لئے جب تک کہ اس کو تلوار سے نہ روکا جائے، تلوار اٹھانا ضروری نہیں سمجھتے لیکن یہ بات بھی غلط ہے کہ ہمارے نزدیک دین ودنیا کا آپس میں کوئی تعلق یا رابطہ نہیں اور وہ بالکل ایک دوسرے سے الگ تھلگ ہیں ہم مانتے ہیں کہ انسان کی جسمانی ذہنی اور روحانی حالتوں کا آپس میں گہرا تعلق ہے لیکن یہ بات غلط ہے کہ جب تک سیاسی اقتدار حاصل نہ ہو اس وقت تک انسان اسلام کا پابند نہیں ہو سکتا - اور اشاعت اسلام نہیں کر سکتا، حضرت رسول کریم صلعم کی زندگی سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ سب سے مقدم چیز تو تبلیغ واشاعت ہے نہ کہ سیاست - سیاسی اقتدار آپ کو بعد میں حاصل ہوا - آپ کی مکی زندگی محکومیت میں گذری اور اسی حالت میں آپ اعلائے کلمۃ اللہ میں مصروف رہے کیا کہا جائے گا کہ اس وقت جو لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے تھے وہ مسلمان نہیں تھے اور کیا ان کی زندگیاں اسلام کی تعلیم کے خلاف تھیں ہرگز نہیں احمدیت کا مطلب یہی ہے کہ آنحضرت صلعم کی مکی زندگی کے نمونہ پر عمل کر اعلائے کلمۃ اللہ کیا جائے ہاں خدا کو جب منظور رہا تو سیاسی اقتدار بھی عطا فرما سکے اور اس میں شک نہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے بعض الہامات سے ایسا مترشح ہے کہ ایسا اقتداری دور بھی آئیگا مثلاً آپ کا الہام ہے کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے -

اس وقت بحالات موجودہ جس چیز کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ ہم رسول اللہ صلعم کی مکی زندگی کے نمونہ پر دنیا میں اسلام کا پیغام پہنچائیں اور اس میں پوری کوشش عمل میں لائیں اگر تمام مسلمان جو کروڑوں کی تعداد میں ہیں اتفاق کے ساتھ اس کام میں لگ جائیں تو کیا یہ ممکن نہیں کہ چند سالوں کے اندر اندر ہی اسلام کو وہ طاقت اور شوکت حاصل ہو جائے کہ کفر کو منہ چھپانے کی جگہ نہ ملے - اور ہر طرف قرآن کی حکومت اور اسلام کے قوانین کی حکومت نظر آنے لگ جائے -

---

احمدیہ کیلنڈر ۱۹۴۵ء

تبلیغ کا بہترین ذریعہ ہے

احمدیہ کیلنڈر ۱۹۴۵ء جیسا کہ قبل ازیں اعلان ہو چکا ہے، جلسہ سالانہ سے پہلے شائع ہو چکا تھا، جلسہ پر بہت سے احباب اس کی متعدد کاپیاں خرید کر اپنے ساتھ لے گئے ،

یہ کیلنڈر اپنی خصوصیات کے اعتبار سے بہت ہی مفید اور تبلیغ کا بہترین ذریعہ ہے جلسہ کے بعد ایک خطبہ جمعہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے احباب کو اس کی کثیر اشاعت کی تحریک کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ ہر چیز جو ہماری جماعت کی خصوصیات سے تعلق رکھتی ہے اور تبلیغ کے لئے مفید ہے اس کیلنڈر میں موجود ہے - اگر احباب اس کو کثیر تعداد میں خرید کر اپنے دوستوں اور عزیزوں کو بطور تحفہ دیں تو بہت مفید ثابت ہوگا یہ بیٹھنے کی جگہوں پر ہر وقت دیوار پر آویزاں ہوگا، ہر وقت نظریں اس پر پڑیں گی اور سلسلہ کے حالات اور خصوصیات کا علم ہوتا رہے گا اور بہت سی غلط فہمیاں دور ہو کر ان کی طرف توجہ پیدا ہوگی اور انشاء اللہ بہت سی سعید روحوں کی کشش کا موجب ہوگا -

اس کیلنڈر کی کچھ کاپیاں ابھی باقی ہیں جن احباب نے خرید کرنا ہو یا اپنے اعزا واحباب کو بطور تحفہ دینے کے لئے اس کی ضرورت ہو وہ بہت جلد حسب ضرورت منگوا لیں -

قیمت فی کاپی چار آنہ - محصولڈاک پانچ پیسہ فی کیلنڈر الگ ہوگا - قیمت بھیج کر منگوائیں

والسلام

خاکسار - عبید اللہ - افسر پبلشی

مذہب اور تحت شعور

از جناب مولوی آفتاب الدین احمد صاحب

وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوه یحاسبکم به الله
(البقرہ ع ۲۸)

اور اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے یا اسے چھپاؤ اللہ اس کے مطابق تم سے حساب لیگا۔

ڈاکٹر سگمنڈ فرائڈ کے اس نظریہ کی وجہ سے دنیا اس کی رہین احسان ہے کہ انسان کے پوشیدہ اور اندرونی احساسات اس کی زندگی اور اس کے ذریعہ معاش پر غیر معمولی اثر ڈالتے ہیں یہ زندگی کی خالص مادی تفہیم میں بلاشبہ کافی ترقی ہے جب میں انسان کو صرف یہ ضرورت ہوتی ہے کہ وہ جن حالات میں رہتا ہے ان کی بیرونی حالت کو مد نظر رکھے اس جدید نظریہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس سے زیادہ نہیں تو اتنے ہی قوی الاثر انسان کے احساسات ہیں جو اسے بناتے ہیں اور بگاڑتے ہیں ہمیں بتایا جاتا ہے کہ انسان کے دبے ہوئے جذبات انسان کی ساری زندگی کو پریشان کر دیتے ہیں اس ماہر نفسیات کے نزدیک ان دبے ہوئے احساسات کو اگر وقت پر سنبھالا نہ جائے انہیں خارج نہ کیا جائے یا انہیں بلند نہ کیا جائے تو ان سے الجھاؤ پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس میں عجیب بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ الجھاؤ صرف جنسی جذبہ میں ہی پیدا ہوتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ انسان کو زندگی کے مختلف شعبوں میں ان دبے ہوئے جذبات کی طرف ہی رجوع کرنا پڑتا ہے، انسان کی خواہشات ستاروں اور ریت کے ذروں کی طرح بیشمار ہیں۔ آدمی اپنی سماجی ہستی کو شعوری یا تحت الشعوری عمل سے ہی برقرار رکھتا ہے حتیٰ کہ ایک سرکش مجرم کو بھی زندگی میں ہر قدم پر ان دبے ہوئے جذبات کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے صرف ایک مایوس کن پاگل ہی ہو سکتا ہے جو ان دبے ہوئے جذبات کو نہ جانتا ہو جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ انسان کی خواہشات میں تنوع ہے وہ لباس سے محبت کرتا ہے، فرنیچر سے محبت کرتا ہے، عزت سے محبت کرتا ہے طاقت سے محبت کرتا ہے علم سے محبت کرتا ہے اور ان کے علاوہ بیشمار چیزیں ہیں جو اس کے جسم اور دماغ کو بھاتی ہیں جنسی جذبہ کے علاوہ اسے بیشمار چیزوں سے محبت ہے اور ان خواہشات اور جذبات میں اسے لاکھوں دوسرے انسانوں سے جو اس زمین پر بستے ہیں کشمکش کرنی پڑتی ہے وہ سب سے جنگ تو کر نہیں سکتا وہ سب کے ساتھ ایک طرح کی صلح کر لیتا ہے تاکہ اس کے لئے زندگی کا امکان پیدا ہو سکے یہ ایک قسم کا ان لکھا معاہدہ ہے جس پر سوسائٹی کا انحصار ہے یہودی کتب مقدسہ کے دس احکامات بلکہ تمام مذہبی احکامات کا مہذب انسانوں کی عام عقل میں تکمیلی جزو ہے، ان احکامات کی بنیاد پر چھوٹے بڑے قوانین کا دنیا کے ہر مہذب ملک میں ایک جال بچھا ہوا ہے۔ مہذب زندگی ان لامتناہی دبے ہوئے جذبات اور خواہشات کے مترادف ہے اگر ہم یہ

کرتے ہیں تو سب مہذب انسانوں کو ان نفسیاتی الجھاؤ کا شکار تصور کرنا پڑے گا دوسرے الفاظ میں سب انسانوں کو اعتدال پر رکھنے کے لئے انہیں جنگل میں بھیجنا پڑے گا جہاں وہ ہر قسم کی اخلاقی قیود سے آزاد ہو جائیں جنہیں دوسرے الفاظ میں جذبات کا دباؤ کہنا چاہیئے اور یہ بات نمایاں طور پر خلاف عقل ہے۔

ہمیں اس امر کا بھی اعتراف کرنا چاہیئے کہ اس نظریہ میں صداقت بھی ہے آدمیوں کو صرف غیر شعوری دباؤ سے ہی خلل اعصاب نہیں ہو جاتا بلکہ طبعی جذبات کو طبعی طور پر دبانے سے بھی خلل اعصاب ہو جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب ڈاکٹر فرائڈ نے موجودہ سماجی زندگی کا امتحان کیا تو اس امتحان میں یقیناً اس کے سامنے ایسے حقائق آئے ہوں گے جنہیں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

مہذب لوگوں میں خلل اعصاب کے مریض ہوتے ہیں اور یہ مریض فرائڈ جیسے فاضل انسان کی نظر سے بچ نہیں سکتے تھے۔ اس کی کئی وجوہ ہو سکتی ہیں لیکن اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ فرائڈ کا نظریہ بہت حد تک اس کا ذمہ دار ہے۔ ہم اس کا اعادہ کرتے ہیں کہ موجودہ خلل اعصاب کے مریضوں میں صرف جنسی دباؤ کی وجہ سے یہ عارضہ پیدا نہیں ہوتا بلکہ ہر قسم کا دباؤ اس میں شامل ہے اور اس کی وجہ اگر ہمارے ماہران جنسیات سننے کو تیار ہوں دماغ کے لئے مذہبی تربیت کا فقدان ہے ہم اسے واضح کرتے ہیں خواہ اسے ہمارے دوست پسند کریں یا نہ کریں کہ عبادت انسانی جذبات کے مخرج کو متاثر کرتی ہے، اور انسان کے دماغ پر خوشگوار اثر ڈالتی ہے اور دماغ کے ذریعہ سے اعصاب پر بھی اچھا اثر ڈالتی ہے یہی وجہ ہے کہ بعض بہت اچھے اچھے اعصاب کے ڈاکٹر بھی ایسے عوارض کے لئے مذہبی سوچ بچار کو تجویز کرتے ہیں۔

ایسی روحانی مشقوں کا ایک فرد کی صحت پر جو اثر پڑ سکتا ہے اور اس کی انفرادی زندگی جہاں تک اس سے متاثر ہو سکتی ہے اس سے قطع نظر کرتے ہوئے روحانی مشقیں بالواسطہ طور پر ہماری حیات اجتماعی پر نہایت قوت کے ساتھ اثر انداز ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی تہذیب میں پائیداری نہیں پیدا ہو سکتی اگر اس کی پشت پر دماغ کی ایسی مشقیں نہ ہوں یہ معلوم کرنے کے لئے زیادہ تخیل کی ضرورت نہیں کہ جتنا بلند تہذیب کا معیار ہوگا اور سماجی تعلقات کا دائرہ جتنا وسیع ہوگا اتنا ہی زیادہ ضبط نفس یا جیسے ماہران فن نفسیات Suppression یا Repression کہتے ہیں کی ضرورت ہوگی۔ یہ حقیقت سب کو معلوم ہے کہ ثقافت اپنے عام مفہوم میں ہمارے حواس اور خواہشات

اور تیز کرنے کے لئے نئے نئے سامان مہیا کرتی رہتی ہے۔

ایک مہذب سوسائٹی کے پیدا کردہ اشتعال پذیر حالات میں اجتماعی زندگی بسر کرنا ایک شخص کے اعصاب پر بہت زیادہ اثر ڈالتا ہے بہ نسبت اس کے کہ ایک گاؤں میں نہایت سادہ سی زندگی بسر کی جائے جہاں کہ دماغ میں زیادہ تخیل نہیں ہوتا اور جہاں خواہشات اور تعلقات بالکل محدود ہوتے ہیں ہمارے زمانہ کا متوسط درجہ کا آدمی اس دماغی بوجھ سے آزادی حاصل کرنا چاہتا ہے جو مہذب زندگی کا پیدا کردہ ہے جہاں کہ ساری کشمکش دماغی ہوتی ہے لمبا تجربہ بتاتا ہے کہ جسمانی طور پر اس سے خلل اعصاب ہو جاتا ہے اور دماغی لحاظ سے اس سے نفسیاتی الجھاؤ پیدا ہو جاتے ہیں۔

انسان کو ان جسمانی اور دماغی عوارض سے نجات دلانے کے لئے ہمیں انسانی ہستی کی گہرائیوں میں داخل ہونا پڑتا ہے اور یہی وہ بات ہے جو کہ بانیان مذاہب تمام زمانوں میں کرتے رہے ہیں۔ ان سب کا متحدہ زور روحانی سوچ بچار پر ہوتا ہے جس سے تہذیب کا مفاد متعلق ہے قطع نظر اس کے کہ اس سے فرد کو روحانی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں موجودہ عالمگیر مہذب زندگی کی غیر معتدل الجھنوں نے ایک مذہب کی ضرورت کو بہت نمایاں کر دیا ہے جو کہ عام حالات میں استدلال کا کوئی موثر ذریعہ نہ پیدا کر سکیں۔

صرف خدا کی یاد ہمیں اس باؤ کو جذب اور ہضم کرنے میں تریاق کا کام دیتی ہے حقیقت یہ ہے کہ انہی کشمکشوں سے ہمارے کردار کی تعمیر ہوتی ہے اور زندگی کے حقائق کو سمجھنے کی ہم میں صلاحیت پیدا ہوتی ہے خواہشات اور دماغی تقاضوں پر مسلسل ضبط سے شعور کی تہیں کھلتی ہیں بشرطیکہ ہم انہیں خدا کی یاد کے تریاق سے ہضم اور جذب کریں اسی لئے قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے الا بذکر الله تطمئن القلوب سن رکھو کہ اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان ملتا ہے ―― قرآن مجید کا یہ بیان ایک روحانی حقیقت کا اظہار ہے اور ہماری سماجی زندگی کے لئے بھی نہایت مفید ہدایت ہے۔ ایک ان دیکھے خدا کی عبادت سے ہی وہ زخم مندمل ہوتے ہیں جو جذباتی کشمکش سے پیدا ہوتے ہیں۔ کوئی دوسرا عمل ان میں اضافہ کر دے گا یا انہیں تحت الشعور کی گہرائیوں میں چھپا دے گا اسے تحت الشعور کہو یا جو تمہارا دل چاہے کہہ لو اس سے دماغ کے معتدل عمل میں گڑبڑ پیدا ہو جاتی ہے اور اس اضطراری عمل سے اعصاب میں اختلال پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر ہم لوگوں کو اسی حالت میں رہنے دیں تو دنیا غیر معتدل لوگوں سے بھر جائے گی جو ایک تہذیب کو باقی نہیں رکھ سکیں گے۔ ایسی علامات کا فقدان نہیں ہے جس سے ہم یہ اندازہ کر سکیں کہ ہم اس دور کے لوگ ایک خطرناک حالت کی طرف نہایت تیزی کے ساتھ جا رہے ہیں۔ تاریخ انسانی پر ایک سرسری نظر اس بات کو بالکل واضح کر دے گی کہ ہر ایک تہذیب کسی نہ کسی مذہبی نظام سے شروع ہوئی ہے

عقائد پر مبنی نہ ہو بلکہ محض اخلاقیات پر ہونی چاہیئے تہذیبوں کے عروج و زوال کا یہ قانون اگر اس نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے تو بہت عجیب معلوم ہوتا ہے وہ لوگ جنہوں نے تاریخ کو بنایا ہے وہ دماغ کی ان روحانی مشقوں کو نہیں اس وقت چھوڑ دیتے ہیں جبکہ ان کی اشد ضرورت ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ متعدد دفعہ تہذیبیں فوراً زوال پذیر ہو گئیں۔ روحانی تعمیر کا فقدان غیر معتدل دماغ پیدا کرتا ہے اور غیر معتدل دماغ تہذیب کو قائم نہیں رکھ سکتے۔ ہمارے استدلال کا خلاصہ یہ ہے۔

احساسات خواہشات اور تقاضوں کا دباؤ مہذب زندگی کا ضروری پہلو ہے، لیکن احساسات کا یہ دباؤ ضروری نہیں کہ ماہر نفسیات کے نفسیاتی الجھاؤ میں ہی نتیجۃً ظاہر ہو اس دباؤ کو ہماری جسمانی اور دماغی صحت کے لئے عبادت کے عمل سے جو مذہب نے بتایا ہے جذب کیا جا سکتا ہے یہ نفسیاتی دباؤ تحت الشعور میں داخل ہو کر اس وقت Repression بنتے ہیں جبکہ عبادت کے تریاق کا فقدان ہو۔ اس جذب اور ہضم کے قانون کو توڑنے سے صرف جسمانی اور دماغی بیماریاں ہی پیدا نہیں ہوتیں بلکہ اس سے تہذیب کی موت بھی واقع ہو جاتی ہے یہی وہ چیز ہے جس کی طرف مندرجہ بالا آیت اشارہ کر رہی ہے۔ مذہبی نقطہ نگاہ سے ضبط نفس ایسی چیز ہے جس پر اخلاقی زندگی کا انحصار ہے۔ اگر ہمارے جذبات ہمارے کنٹرول اور ضبط سے باہر ہو جائیں تو ہم جرائم میں ملوث ہو جاتے ہیں اور سماجی قانون شکنیوں اور بدعنوانیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس کی صرف خدا تعالےٰ نے ہی شہادت نہیں دی بلکہ مخلوق بھی اس کی شہادت دیتی ہے انسان بھی اس کی شہادت دیتے ہیں اور اس کی ہمیں سزا بھی ملتی ہے لیکن اگر ہم انہیں سزا کے خوف اور دنیا کے سب وشتم کے ڈر سے اپنے قلوب میں چھپائیں اور ان خواہشات اور تقاضوں کو روحانی لحاظ سے خلاف قانون اور غلط نہ سمجھیں جسے اسلامی اصطلاح میں توبہ اور استغفار کہتے ہیں اور دوسرے مذاہب میں پشیمانی کے نام سے اسے موسوم کیا جاتا ہے بالفاظ دیگر اگر ہم ان خواہشات کو جڑ سے اکھاڑ کر نہ پھینک دیں جو خدائی محاسبہ کی وجہ سے ہم پر عاید ہوتا ہے تو یہ نفسیاتی دباؤ شعوری دماغ کی سطح سے نیچے اتر جاتے ہیں اور ہماری زندگی کو اس طرح اجیرن کر دیتے ہیں کہ ہم اس پریشانی کی وجوہ معلوم نہیں کر سکتے یہ خدا تعالےٰ کی براہ راست سزا ہے جو انسانی آنکھوں سے پوشیدہ ہے لیکن اپنے نتائج میں بہت بھیانک ہے۔ پشیمانی اور خدا تعالےٰ کے حضور میں اپنی ساری ہستی کو ڈال دینا اور سراپا ایثار و سپردگی بن جانا اور انتہائی عاجزی کا اظہار کرنا ان عوارض سے محفوظ رہنے کا صرف یہی ایک ذریعہ ہے۔

بلندیٔ جذبات کے تمام طریقوں میں سے صرف یہی ہے جو کہ موثر ہے اور عارضہ کی جڑ تک پہنچتا ہے۔ انسانوں کو اس کا تجربہ کرنا چاہیئے اگر وہ موجودہ عذاب اور تباہی سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

ایک دوست کا مکتوب

قادیانی عقاید سے بیزاری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم جناب جائنٹ سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بعد تسلیم مسنون واداکے آداب عقیدتمندانہ ملتمس ہوں۔ کہ آپ کی نوازش سے اخبار پیغام صلح بندہ کے نام جاری ہوگیا ہے۔ چند عدد ٹریکٹ بھی موصول ہوئے۔ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور اور اظہار دلی بدیں الفاظ تحریر خدمت کرتا ہوں بندہ کا عرصہ دس سال سے قادیانیت سے تعلق رہا ہے۔ اگرچہ ان گذشتہ دس سال کے عرصہ میں مجھے زندگی کے دن بہت مشکلات کے اندر مبتلا ہوکر گزارنے پڑے ہیں مگر تاہم حضرت مسیح موعود کے لٹریچر کا مطالعہ میرا حرز جان رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود کے لٹریچر میں سے صرف دو تین کتابیں میرے پاس موجود تھیں جن میں ایک ملفوظات حصہ اول قادیان کی چھپی ہوئی اور دوسری کشتی نوح وغیرہ۔ سوائے ان کے میرے پاس نہ کوئی میاں صاحب کی تصنیف تھی اور نہ ہی حضرت امیر کی گو مجھے ہر وقت یہ خیال رہتا تھا کہ میاں صاحب کی تصانیف میں سے مجھے اگر کوئی تصنیف ملے تو شاید ترقی ایمان کا موجب ہو۔ اور حضرت امیر کے متعلق تو میرے خیالات ہی برعکس تھے مگر اب جبکہ میاں صاحب نے رسول کریم صلعم کی توہین کا ارتکاب کیا ہے اور یہ بات مجھے پیغام صلح نے بتائی ہے۔ میاں صاحب کے تمام عقاید سے مجھے نفرت پیدا ہوگئی ہے۔ اور دربارہ نبوت مسیح موعود تو پہلے سے ہی مجھے کچھ حسن ظن نہ تھا۔ اس عقیدہ سے میرے دل میں ہمیشہ خلجان ہی رہتا تھا۔ سو اس عقیدہ کی غلاظت سے حضرت امیر کے تحریر فرمائے ہوئے ٹریکٹ (کھلی چٹھی وغیرہ) نے مجھے بچا لیا ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں، کہ اطمینان قلب کے لئے اگر حضرت امیر کے فرمائے ہوئے ٹریکٹ دربارہ نبوت مسیح موعود اگر اور بھی ہوں۔ تو بندہ کو ارسال فرمائے جائیں۔ نیز حضور کا ٹریکٹ دعوت عمل کا مطالعہ کرنے سے حضور کی تمام تصنیفات کا مطالعہ کرنے کے لئے مجبور کر رہا ہے۔ مگر بوجہ مفلسی قابل خریدنے کے نہیں ہوں۔ اگر اللہ نے مجھے وسعت دی تو جب تک زندگی ہوئی حضرت امیر کی کتب کا ضرور مطالعہ کرتا رہونگا۔ کیونکہ ان کے تحریر کے اندر میں نے ایک روشنی محسوس کی ہے جو ختم کرنے کے بعد معلوم ہوا تھا کہ ایک تاریک دل کے اندر چمک سی پیدا ہوگئی ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ حضرت امیر کی تمام تر تصنیفات واقعی حضرت مسیح موعود کی مانند تیرہ و تاریک جہان کے اندر مشعل کا کام دے رہی ہوں گی۔ اور یہ بات بھی کہ اگر خدا تعالےٰ نے توفیق عطا فرمائی تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں گا۔

دیگر مسئلہ نبوت مسیح موعود سے آج میں بالکل دستبردار ہو رہا ہوں۔ اور مزید اطمینان قلب کے لئے کچھ ٹریکٹ یا حضرت امیر کی کوئی تصنیف پڑھنے کے لئے گذارش کرتا ہوں قبل اس کے جو ٹریکٹ آپ نے ارسال فرمائے تھے ان میں دو عدد ٹریکٹ (زمانہ کے امام کو پہچانو) بھی تھے۔ وہ میں نے اپنے غیراحمدی دوستوں کو دکھائے اور انھوں نے بہت پسند کئے حالانکہ وہ پہلے احمدیت کے نام سے بھی ناآشنا محض تھے۔ کیونکہ ہمارے اس دیہاتی حلقہ میں تقریباً یکصد گاؤں کے اندر کوئی احمدی نہیں۔ اور یہ سب لوگ احمدیت کے نام سے ناآشنا ہیں، میرا اصلی وطن گجرات کے ضلع میں ہے اور مجبوریوں کی وجہ سے یہاں آکر آباد ہو چکا ہوں۔ لہٰذا میری ہر قسم کی کمزوریوں کے لئے آپ بھی دعا فرمادیں، اور میرے لئے حضرت امیر سے بھی دعا منگوائیں تا مجھے اللہ تعالےٰ جلد از جلد جماعت کیساتھ محکم تعلق پیدا کرا دیوے۔ اور فلاح دارین عطا فرمائے۔ والسلام

(ماسٹر برکت علی ریاست جموں)

ایک مفید مشورہ

جناب سیف الرحیم خاں صاحب المعروف مشعل خاں صاحب پرانے کاروباری آدمی ہیں۔ کاروباری معاملات میں بڑا تجربہ رکھتے ہیں اب انھوں نے مندرجہ ذیل پتہ پر کمشن ایجنسی پشاور میں قائم کی ہے امید ہے دوست ان کے کاروباری تجربہ سے فائدہ اٹھائیں گے اور کاروباری معاملات میں ان کی طرف رجوع کریں گے۔

پتہ

حاجی سیف الرحیم اینڈ سنز جنرل مرچنٹس اینڈ کمیشن ایجنٹس۔ غلہ منڈی پشاور شہر۔

ضروری تصحیح

گذشتہ پرچہ میں صفحہ ۸ پر جو نوٹ "قابل تقلید نمونہ" کے عنوان سے شائع ہوا ہے اس میں چودھری رحیم بخش صاحب کی جگہ مرزا عزیز بیگ صاحب کا نام شائع ہوگیا۔ چودھری صاحب نے ہی مبلغ -/۲۰۰ روپیہ کی رقم تراجم قرآن فنڈ میں دی ہے۔ خریداران پیغام صلح تصحیح فرمالیں:

خط و کتابت
کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

ہندوؤں اور مسلمانوں کی تعداد

دو صدیوں تک ہندوستان میں برابر ہوگی

مسٹر جی ایل بنسال کا ایک بہت ضروری مضمون اخبارات میں آیا ہے۔ مضمون نگار نے اپنے اس مضمون میں ۱۸۸۰ء سے ۱۹۴۱ء تک کی مردم شماریوں پر محققانہ نظر ڈال کر دو چیزیں ثابت کردی ہیں۔

(۱) ہندوستان کے اندر دو صدیوں سے بہت پہلے ہندوؤں اور مسلمانوں کی تعداد برابر ہو جائے گی۔

(۲) ہندو اس منزل پر پہنچ چکے ہیں جہاں ان کی آبادی ترقی پذیر نہیں۔ مگر اس کے خلاف تمام ہندوستان میں مسلمانوں کی پوزیشن بڑی سازگار ہے۔

مسٹر بنسال لکھتے ہیں:۔

۱۸۸۰ء میں	۱۹۴۱ء میں
ہندو ۷۴۳۳ - فی دس ہزار تھے	۶۵۹۳ فی دس ہزار تھے
مسلمان ۱۹۷۴ - فی دس ہزار تھے	۲۳۱۱ فی دس ہزار تھے

ہر دس ہزار آبادی پر ہندوؤں اور مسلمانوں کی آبادی گذشتہ ساٹھ سالوں میں یہ رہی۔

	مسلمان ۱۸۸۱ء	مسلمان ۱۹۴۱ء	ہندو ۱۸۸۱ء	ہندو ۱۹۴۱ء
بنگال	۵۰۰۹	۵۴۷۳	۴۸۵۵	۴۱۵۵
پنجاب	۵۵۳۳	۵۴۷۳	۳۰۸۴	۲۶۵۷
یوپی	۱۳۴۳	۱۵۳۰	۸۶۷۷	۸۳۲۶
بہار	۱۰۸۹	۱۲۸۹	۹۱۴۱	۸۶۷۴

اب آپ یہ دیکھئے، کہ گذشتہ ۶۰ سالوں میں دونوں قوموں کی مجموعی آبادی میں کتنا فرق پڑا۔

	۱۸۸۱ء میں	۱۹۴۱ء میں	۶۰ سال میں اضافہ
مسلمان	۵ کروڑ ۱۱۵ ہزار	۹ کروڑ ۲۰ لاکھ ۹۸ ہزار	۴۲۰ لاکھ
ہندو	۱۸ کروڑ ۷۸ لاکھ ۷۳ ہزار	۲۵ کروڑ ۴۸ لاکھ ۷۳ ہزار	۶۶۱ لاکھ

یعنی گذشتہ ساٹھ سالوں میں مسلمان ۸۴ فیصدی کے حساب سے بڑھے ہیں اور ہندو ۳۵ فیصدی کے حساب سے۔

۱۸۸۱ء سے ۱۹۳۷ء تک ہندوؤں اور مسلمانوں میں فی صدی اضافہ یہ ہوا تھا۔

صوبہ	ہندوؤں میں فی صدی اضافہ	مسلمانوں میں فی صدی اضافہ
پنجاب	۶ فی صدی	۵۱ فی صدی
یو۔پی	۷ فی صدی	۲۱ فی صدی
شمالی بہار	۷ فی صدی	۱۲ فی صدی
جنوبی بہار	۱۲ فی صدی	۲۰ فی صدی
مغربی بنگال	۲۳ فی صدی	۵۱ فی صدی
مشرقی بنگال	۳۹ فی صدی	۸۷ فی صدی

۱۸۸۱ء سے ۱۹۳۷ء تک پنجاب اور بنگال کی مسلم آبادی میں ہندوؤں کی نسبت ڈیڑھ گنا زیادہ ترقی ہوئی ہے اور ہندو بنگال میں ۶ فی صدی گھٹے ہیں۔

مضمون نگار نے ۱۵ تا ۴۰ سال کی شادی شدہ ہندو اور مسلمان عورتوں کی دس سالہ عمر کی اولاد کا مقابلہ کیا ہے نتیجہ یہ تھا:۔ ہندو ۱٫۶۴ مسلمان ۱٫۷۸

مسلمانوں میں ۱۴ سے ۴۰ سال کی عمر کے والدین کے بچے ۴۷ فی صدی ہیں۔ اور ہندو کے ۶۷ فی صدی۔ ۱۵ تا ۴۰ سال کی عمر کی ۱۰۰ مسلم عورتوں کے بچے گنے گئے تو وہ ۱۷۸ تھے، مگر ۱۰۰ ہندو عورتوں کے ۱۶۴۔

"پرودا" یہ روسی اخبار دنیا کا سب سے کثیرالاشاعت اخبار ہے۔ اس کی اشاعت ۳۲ لاکھ ہے۔ اس کے دفاتر کئی میل کے رقبے میں پھیلے ہوتے ہیں یہ اخبار ۲۱ دوڑی پریسوں میں دس لاکھ فی گھنٹہ کے حساب سے چھپ کر دوپہر کے وقت مارکٹ میں آجاتا ہے اور نصف گھنٹہ کے اندر اندر اس کی ایک کاپی بھی باقی نہیں رہتی اس اخبار کے پاس کئی ہوائی جہاز اور بیشمار موٹر لاریاں ہیں جو اسے جلد از جلد بیرون ملک میں پہنچا دیتی ہیں اگر اخبار کا خاص نمبر نکالا جائے تو اس کی روانگی کے لئے سپیشل ٹرینوں کا انتظام کیا جاتا ہے اس کے ایڈیٹوریل سٹاف میں ڈیڑھ سو آدمی کام کرتے ہیں ہر محاذ جنگ پر اس کے نامہ نگار ہیں۔ اب تک "پرودا" کے پچاس ساٹھ نامہ نگار میدان جنگ میں کام آچکے ہیں روس میں کوئی ایسا ممتاز لیڈر یا انشاپرداز نہیں جس کے مضامین پرودا میں شائع نہ ہوتے ہوں پرودا کے بعد ڈیلی ایکسپریس کا نمبر ہے جس کی اشاعت ۲۹ لاکھ ہے۔ امریکہ کا سب سے کثیرالاشاعت اخبار ڈیلی نیوز ہے اس کی اشاعت ۲۱ لاکھ کے قریب ہے۔

(ایمان)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ضرورت الہام ہر ایک آدمی چونکہ عقل سے مدارج یقین پر نہیں پہنچ سکتا اس لئے الہام کی ضرورت پڑتی ہے جو تاریکی میں عقل کے لئے ایک روشن چراغ ہو کر مدد دیتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے فلاسفر بھی محض عقل پر بھروسہ کر کے حقیقی خدا کو نہ پا سکے۔ چنانچہ افلاطون جیسا فلاسفر بھی مرتے وقت کہنے لگا کہ میں ڈرتا ہوں۔ ایک بت پر میرے لئے مرغا ذبح کرو۔ اس سے بڑھکر اور کیا بات ہوگی۔ افلاطون کی فلاسفی، اس کی دانائی اور دانشمندی اس کو وہ سچی سکینت اور اطمینان نہیں دے سکے جو مومنوں کو حاصل ہے۔ یہ خوب یاد رکھو کہ الہام کی ضرورت قلبی اطمینان اور دلی استقامت کے لئے اشد ضروری ہے میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ سب سے پہلے عقل سے کام لو اور یہ یاد رکھو کہ جو عقل سے کام لے گا اسلام کا خدا اسے ضرور ہی نظر آجائے گا۔ کیونکہ درختوں کے پتے پتے پر اور آسمان کے اجرام پر اس کا نام بڑے جلی حرفوں میں لکھا ہوا ہے۔ لیکن بالکل عقل ہی کے تابع نہ بن جاؤ۔ تاکہ الہام الٰہی کی وقعت کو کھو بیٹھو۔ جس کے بغیر نہ حقیقی تسلی اور نہ اخلاق فاضلہ نصیب ہو سکتے ہیں۔ برہمو لوگ بھی شانتی اور سچی نور نجات کا حاصل نہیں کر سکتے اس لئے کہ وہ الہام کی ضرورت کے قائل نہیں۔ ایسے لوگ جو عقل کے بندے ہو کر الہام کو فضول قرار دیتے ہیں۔ میں بالکل ٹھیک کہتا ہوں کہ عقل سے بھی کام نہیں لیتے۔ قرآن کریم میں ان لوگوں کو جو عقل سے کام لیتے ہیں اولوا لالباب فرمایا ہے۔ پھر اس کے آگے فرمایا ہے الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلیٰ جنوبھم (الایۃ س ۴ آل عمران) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دوسرا پہلو بیان کیا ہے کہ اولوالالباب اور عقل سلیم بھی وہی رکھتے ہیں جو اللہ جلشانہ کا ذکر اٹھتے بیٹھتے کرتے ہیں۔ یہ گمان نہ کرنا چاہیئے کہ عقل و دانش ایسی چیزیں ہیں جو یونہی حاصل ہو سکتی ہیں۔ نہیں۔ . . . . . .

سچی فراست اور سچی دانش اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کئے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتی بلکہ سچی فراست اور سچی دانش اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کئے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔ اسی واسطے تو کہا گیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ نور الٰہی سے دیکھتا ہے۔ صحیح فراست اور حقیقی دانش جیسا میں نے ابھی کہا کبھی نصیب نہیں ہو سکتی، جب تک تقویٰ میسر نہ ہو۔

اگر تم کامیاب ہونا چاہتے ہو تو عقل سے کام لو۔ فکر کرو۔ سوچو۔ تدبر اور فکر کے لئے قرآن کریم میں بار بار تاکیدیں موجود ہیں۔ کتاب مکنون اور قرآن کریم میں فکر کرو۔ اور پارسا طبع ہو جاؤ۔ جب تمہارے دل پاک ہو جائیں گے۔ اور ادھر عقل سلیم سے کام لوگے۔ اور تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ پھر ان دونوں کے جوڑ سے وہ حالت پیدا ہو جائے گی۔ کہ ربنا ما خلقت ھذا باطلا سبحانک فقنا عذاب النار (آل عمران) تمہارے دل سے نکلے گا۔ اس وقت سمجھ میں آجائے گا کہ یہ مخلوق عبث نہیں۔ بلکہ صانع حقیقی کی حقانیت اور اثبات پر دلالت کرتی ہے۔ تاکہ طرح طرح کے علوم و فنون جو دین کو مدد دیتے ہیں ظاہر ہوں۔

خدا نے مسلمانوں کو عقل کیساتھ الہام کی روشنی اور نور بھی مرحمت فرمایا خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو صرف عقل ہی کے عطیہ سے مشرف نہیں فرمایا۔ بلکہ الہام کی روشنی اور نور بھی اس کے ساتھ مرحمت فرمایا ہے ان کو ان راہوں پر نہیں چلنا چاہیئے جن پر خشک منطقی اور فلاسفر چلانا چاہتے ہیں ایسے لوگوں پر لسانی قوت غالب ہوتی ہے۔ اور روحانی قویٰ بہت ضعیف ہوتے ہیں دیکھو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کی تعریف میں اولی الایدی والابصار فرماتا ہے کہیں اولی الالسنہ نہیں فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ خدا تعالیٰ کو وہی لوگ پسند ہیں۔ جو لصارہ او بصیرت سے خدا کے کام دیکھو

کلام کو دیکھتے ہیں اور پھر اس پر عمل کرتے ہیں اور یہ ساری باتیں بجز تزکیہ نفس اور تطہیر قوائے باطنیہ کے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتیں۔

فلاح دارین کے حصول کا طریق اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاح دارین حاصل ہو اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو۔ عقل سے کام لو۔ اور کلام الٰہی کی ہدایات پر چلو۔ خود اپنے تئیں سنوارو اور دوسروں کو اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ تب البتہ کامیاب ہو جاؤ گے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے ع

سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل

پس پہلے دل پیدا کرو۔ اگر دلوں پر اثر اندازی چاہتے ہو تو عملی طاقت پیدا کرو۔ کیونکہ عمل کے بغیر قولی طاقت اور انسانی قوت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ زبان سے قیل وقال کرنے والے تو لاکھوں ہیں۔ بہت سے مولوی اور علماء کہلا کر منبروں پر چڑھ کر اپنے تئیں نائب رسول اور وارث الانبیاء قرار دے کر وعظ کرتے پھرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ تکبر، غرور، بدکاریوں سے بچو۔ مگر جو ان کے اپنے اعمال ہیں۔ اور جو کرتوتیں وہ خود کرتے ہیں ان کا اندازہ اس سے کر لو کہ ان باتوں کا اثر تمہارے دل پر کہاں تک

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا بمبئی میں استقبال

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز خدا تعالیٰ کے فضل سے خیریت کیساتھ آج بروز بدھ مورخہ ۱۷ جنوری سنہ ۱۹۴۵ء کو ساڑھے گیارہ بجے فرنٹیر میل سے بمبئی تشریف فرما ہوئے۔ اسٹیشن پر گورنمنٹ آفیسرز۔ تجار اور دیگر احباب کثیر تعداد میں پھولوں کے ہار اور گلدستے لیکر بمبئی سینٹرل اسٹیشن پر موجود تھے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کے گلے میں کثیر تعداد میں پھولوں کے ہار ڈالے گئے۔ حضور نے ہر ایک سے ملاقات فرمائی۔ اور پھر بمعہ چوہدری فضل حق صاحب کے جناب فاروقی صاحب کلکٹر بمبئی کے ہاں مالابار ہل پر تشریف لے گئے۔ جناب فاروقی صاحب کے مکان تک خانصاحب جناب عبد العزیز خانصاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس اور جناب حبیب الرحمن صاحب صادق بھی تشریف لے گئے۔ جیسا کہ پروگرام ہے۔ حضور بمبئی کے قیام میں ازحد مصروف رہیں گے۔" (نامہ نگار)

جناب سر رحمت اللہ چنائی کیطرف سے حضرت امیر ایدہ اللہ کے اعزاز میں چائے کی دعوت

بمبئی کے ایک تازہ مکتوب سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے اعزاز میں سر رحمت اللہ چنائی نے ٹی پارٹی دی جس میں پچاس کے قریب بمبئی کے معززین شامل تھے اس پارٹی میں سر فضل بھائی کریم بھائی بھی شامل تھے جو ابھی ولایت سے واپس آئے ہیں اور مسٹر انعام رحیم کمشنر برار صوبجات متوسط بھی موجود تھے جو بمبئی کسی کانفرنس میں شمولیت کے لئے آئے ہوئے تھے اس پارٹی میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ لاہور کے کام اور اس کے اعتقادات کے متعلق ایک گھنٹہ تک تقریر فرمائی جس کا اثر سامعین پر بہت اچھا ہوا۔ حضرت ممدوح کی تقریر کے بعد سر فضل بھائی کریم بھائی اور مسٹر انعام رحیم صاحب نے بڑی پر زور تائید کی اور سر فضل بھائی کریم بھائی نے فرمایا کہ ولایت میں جو حالت میں دیکھ کر آیا ہوں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کو خدا کی تلاش ہے۔ انھوں نے سنایا کہ میرے پاس دو قرآن شریف کے انگریزی ترجمے تھے جن میں سے ایک میں نے ایک سکاچ کو دیا جسے پڑھ کر وہ مسلمان ہو گیا اور یہ بھی بتایا کہ مسجدوں میں انگریز نومسلم بھی آتے ہیں اور اسلام کے لئے ایک خاص فضا نظر آتی ہے۔

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیر محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

انسانی تاریخ طبقاتی نزاع کی تاریخ نہیں ہے

از مولوی محمد حسین صاحب مولوی فاضل مبلغ اسلام مرہزارہ

اشتراکی دنیا نے لوگوں کی بداعمالیوں، بدکرداریوں کو جب دیکھا، انسانوں کو اپنے ہم جنس انسانوں کا غلام پایا، غریبوں کا امیروں کو خون چوستے ملاحظہ کیا، تو اشتراکی حکیم سے نہ رہا گیا اس نے اس مرض کا علاج تجویز کیا اور دنیا کے امن کا اعلان ان الفاظ میں کیا

"دنیا سے جب طبقاتی نزاع ختم ہو جائے گا تو نوع انسان امن کی زندگی بسر کرے گا"

اس علاج کے تجویز کرنے سے قبل جو تشخیص کی گئی تو اس نتیجہ پر پہنچے کہ

"انسان نے اس وقت تک جتنے معاشرے قائم کئے ہیں ان سب کی تاریخ طبقاتی نزاع کی تاریخ ہے غلام اور آقا، سرمایہ دار اور مزدور، امراء اور جمہور غرضیکہ ظالم اور مظلوم ہمیشہ برسرپیکار رہے ہیں"

(اشتراکی منشور)

اشتراکیت کے تشخیص کا نتیجہ اور علاج یہ ہے جو اوپر ذکر ہوگیا۔ اشتراکیت کے علاج پر تحقیقی نظر ڈالنے سے قبل ہمیں نتیجہ تشخیص پر ایک غائر نظر ڈالنی چاہیئے ہم دیکھیں کہ کیا اشتراکی مصلح کی تشخیص ٹھیک ہے یا غلط۔

یہ کہنا کہ طبقاتی نزاع ہی انسانی تاریخ ہے شاید صحیح ہو لیکن جب ہم تاریخ پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں اس کے انکار پر مجبور ہونا پڑتا ہے جب ہم سکندر کے حملہ اور لڑائی کے واقعات پڑھتے ہیں۔ اس کے واقعات اور لڑائی کے محرکات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم معاشی مسئلہ کو محرک نہیں پاتے اور نہ یہ کہ سکندر کی لڑائی طبقاتی نزاع کا نتیجہ تھی ہلاکو اور چنگیز کے حملے بھی اسی منطق سے خالی ہیں صلاح الدین ایوبی نے جتنی لڑائیاں لڑیں، طبقاتی نہیں تھیں یہ بتا رہی ہیں کہ یہ جنگ و جدل طبقاتی نزاع کے نتیجہ کے طور پر نہیں تھا۔ صلاح الدین ایوبی نے نہ کوئی معاشی نظام جدید اور نہ کوئی سابقہ نظام میں اصلاح کی اس سے آگے اگر آپ غیر متعصبانہ طریق تحقیق سے تمام صلیبی لڑائیوں کا مطالعہ کریں گے تو نہ صرف آپ کے اس دعوے کے خلاف دلیلیں ملیں گی کہ "طبقاتی نزاع ہی انسانی تاریخ ہے" بلکہ آپ پر یہ بات بھی روشن ہو جائے گی کہ ان لڑائیوں نے معاشی مرفہ الحالی کی معاشی مشکلات کو پیدا کیا۔

اگر منصف مزاج تاریخ دان نتیجہ نکالنے بیٹھے تو وہ ان لڑائیوں کے محرکات یہ قرار دے کہ یہ جنگیں طبقاتی نہیں تھیں بلکہ بعض قومی اور بعض مذہبی لڑائیاں تھیں جن کی تہ میں معاشی افکار و خیالات قطعاً نہیں تھے۔

اور اگر آپ انبیاء کی تاریخ کو اٹھا کر دیکھیں تو آپ کو سوائے اس کے اور کچھ بھی نہ دکھائی دے گا کہ انبیاء کا مشن معاشیات اور تحقیقاتی نزاع سے بالکل علیحدہ رہا ہے۔

یسوع مسیح نے ایک جملہ بھی ظالم سلطنت روما کے خلاف اپنی زبان مبارک سے نہیں نکالا۔ حالانکہ اشتراکی نظریہ کے ماتحت وہ وقت ایک عظیم الشان معاشی انقلاب کا تھا۔

حضرت موسیٰ نے کونسی معاشی اصلاح کی اس کا جواب یہ ہوگا کہ انہوں نے فرعون جیسے جابر بادشاہ سے بنی اسرائیل کو نجات دلائی لیکن معاف کیجئے یہ جواب دینے سے قبل آپ کو اس پر بھی نظر کرنی ہوگی کہ فرعونی طریق حکومت میں طبقاتی نزاع کیا تھا اور اس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مٹا کر کونسا نظام قائم کیا۔ حضرت موسیٰ کی اصلاح بغیر اخلاقی اصلاح اور خدائی نظام کے آپ کو اور کوئی نہیں دکھائی دے گی اور سب سے نمایاں تاریخی انقلاب جس کو آج بھی دنیا حیرت کی نگاہوں سے دیکھتی ہے وہ عظیم الشان انقلاب ہے جو صحرا کے رہنے والوں نے پیغمبر کی زیر قیادت برپا کیا تھا اور بدوی عربوں نے قیصر و کسریٰ کی مہذب سلطنتوں کے تختے الٹ دیئے۔

جس نے عرب کے جاہل رہنے والوں کو نہ صرف مہذب بنا دیا بلکہ آج کی تمام متمدن اقوام ان کی شاگردی پر فخر نہ کریں تو کفران نعمت ہوگا۔

ہاں ایک اشتراکی یہ جواب دے سکتا ہے کہ عرب نے یہ جنگ اس لئے لڑی کہ عرب کو معاشی ضروریات نے مجبور کیا۔ لیکن یا اشتراکی دنیا یہ نہیں بتائے گی کہ پیغمبر اسلام کے ظہور کے وقت عرب میں کیا تغیرات معاشی واقع ہوئے تھے۔ طریق پیداوار کی وہ کونسی تبدیلیاں تھیں جنہوں نے اس خالص مذہبی اور اخلاقی انقلاب کی صورت اختیار کی۔ اور یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ اس اسلامی تحریک کونسے معاشی طبقے کو میدان میں لائی اور کونسے طبقے کو مٹایا۔

ان کا جواب تسلی بخش نہ ملنے کے باوجود بھی اگر کوئی اشتراکی فلسفی یہ کہے کہ پیغمبر اسلام کا انقلاب معاشی انقلاب تھا یا آپ نے بھی طبقاتی نزاع سے متاثر ہو کر مذہب کی ڈھال اور تلوار کو استعمال کیا تو ہمیں یہ کہنا پڑے گا کہ آپ کی مثال اس شخص جیسی ہے جس نے شدت بھوک کے عالم میں عیسیٰ ابن ہشام کے اس سوال کے جواب میں کہ "۱۰×۱۰ کتنے ہوتے ہیں"۔ یہ کہا تھا کہ

(بیس روٹیاں)

ایک یرقانی دنیا اور دنیا کی تمام اشیاء کو زرد دیکھتا ہے لیکن یہ اس کی آنکھوں کا قصور ہے نہ کہ اشیاء عالم کا۔

مذکورہ بالا انقلابات کے علاوہ بیسیوں انقلابات اور لڑائیاں ہیں جن کے پس پردہ طبقاتی نزاع نہیں تھا کیا پیغمبر اسلام کے عہد سے پہلے عرب کی لڑائیاں بھی طبقاتی نزاع کے زیر اثر تھیں لہٰذا اگر کوئی اشتراکیت کا حامی یہ دعوے کرے کہ "طبقاتی نزاع ہی تاریخ انسانی ہے" تو ہمیں واقعات مذکورۃ الصدر کو پیش نظر اس رائے سے اختلاف ہوگا۔ اشتراکی طبقاتی نزاع کا ایک اثر یہ بھی بتاتے ہیں کہ قوموں میں سے جب تک طبقاتی نزاع کا خاتمہ نہ ہو تو وہ بہ درجہ نقطہ انتہا پر نہیں پہنچ سکتی

(باقی بر صفحہ ۵)

احمدی نوجوانوں کی خدمت میں گذارش

{از جناب سعد اختر صاحب ایم۔ اے}

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بار بار اخبار پیغام صلح میں دس نوجوانوں کو کلمۃ الحق پھیلانے کی غرض سے آگے بڑھنے کے لئے اپیل کر رہے ہیں آپ اس آواز کو آسمانی آواز سمجھ کر اس پر بدل و جان قربان ہو جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسے مواقع تاریخ انسانی میں بہت دیر کے بعد آتے ہیں۔ ویسے تو چاہیے ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے نام کو لیکر دنیا میں نکل جائے اور اس کو پھیلائے اس کا اس کو اجر ملے گا۔ لیکن یہ زمانہ ایسا آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ و تبارک نے خود چاہا ہے کہ کفرستانوں میں اسلام پھیلے کیا آپ کو اس کام میں گھاٹے کا اندیشہ ہو سکتا ہے جس کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورۃ الصف رکوع ۲ میں ارشاد فرمایا ہے:- یا ایھا الذین آمنوا ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم ٥ ——— نصر من اللہ و فتح قریب و بشر المؤمنین ٥

آپ ان آیات کو ذرا غور سے پڑھیں اور بار بار پڑھیں تاکہ آپ کے ایمان کی ان کے پڑھنے سے پوری طرح سے آبیاری ہو سکے اور ایمانی قوت حاصل کر سکیں۔ ان میں بہت بڑی قوت ہے اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں ایک دردناک عذاب سے بچائے۔ وہ تجارت کیا ہے۔ کہ تم کیا کرو پہلی بات تو یہ کرو کہ اللہ اور اس کے رسول مقبول پر ایمان کو قوی کرو اور پھر اس عظیم الشان بنیاد کے اوپر جہاد کی عمارت تیار کرو۔ وہ جہاد کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرو اپنے مالوں کیساتھ اور نفسوں کیساتھ مالی جہاد میں تو آپ دیکھتے ہیں کہ ہماری پوزیشن سب سے نمایاں ہے۔ اس کے بعد ایک اور سیڑھی ہے کہ آپ نفسی جہاد کریں۔ یعنی اپنے نفسوں کے ساتھ جہاد کریں اور اپنی تمام نفسانی اور سفلی خواہشات کو قربان کر دیں۔ اور اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں دے ڈالیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس میں تمہارے لئے خیر ہے اگر تمہیں اسبات کا علم ہو یا اگر تم ان باتوں کو جان لو یا ذہن نشین کر لو۔ یا یہ گر سیکھ لو۔

جب تم یہ گر سیکھ لوگے تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ نصر من اللہ و فتح قریب۔ کہ ہر امر میں نصرت الٰہی ہوگی اور فتح ادیان باطلہ پر قریب ہوگی۔ اور پھر فرمایا۔ و بشر المؤمنین مومنوں کو بشارت دے دو کہ واقعی ایسا ہو کر رہے گا۔

بھائیو! اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ اس نے ہمیں ایسا عظیم الشان موقعہ عطا کیا کہ ہم ہر قسم کی قربانیاں محض للہ دے سکیں۔ خداوند کریم کی مشیت ہے کہ باطل پوری قوت کے ساتھ نکل چکا ہے ہمیں اسکو صفحہ ہستی سے مٹانا ہے۔ گو ہم تعداد میں تھوڑے ہیں لیکن ہمارے ساتھ فرشتے کام کرتے ہیں۔ میں آپ سے پر درد اور نہایت محبت سے التجا کرتا ہوں کہ آپ اس دعوت تنظیم پر لبیک کہیں اور میدان عمل میں کود پڑیں اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک۔

مکتوب بغداد

بخدمت شریف قبلہ مولانا عزیز بخش صاحب سلمہ الرحمان۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

اکتوبر و نومبر کے مہینہ میں بفضل میں جناب ... میاں محمد صادق صاحب نے حضرت سیدنا امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر اخلاق و تہذیب سے گرے ہوئے جو مضامین شائع کئے وہ میری نظر سے گذرے ان مضامین کو پڑھکر مجھے بڑی خوشی ہوئی کیونکہ اس جانشین مسیح موعود پر یہ ویسے ہی اعتراضات ہیں جیسے مخالفین سلسلہ نے حضرت امام وقت کی مقدس شخصیت پر کئے تھے آج میاں صاحب موصوف کی مماثلت مخالفین سلسلہ اور ہمارے محبوب امیر کی مماثلت مسیح محمدی کیساتھ خود میاں صاحب قائم کر رہے ہیں اس ہفتہ افریقہ کے قادیانی مبلغ مولوی نذیر احمد صاحب بغداد آئے ہوئے تھے آپ پرسوں یہاں سے بصرہ روانہ ہو گئے۔ مولوی صاحب سے دو دن اڑھائی اڑھائی گھنٹہ اختلاف سلسلہ کے مسائل پر تبادلہ خیال ہوتا رہا ان کا مبلغ علم چند رٹے ہوئے سبق جن کا بار ہا بزرگان سلسلہ جواب دے چکے ہیں کے سوا کچھ نہ تھا۔ اللہ کے فضل اور آپ بزرگوں کی دعا سے انہیں ساکت کر دیا گیا یہ حضرت نہ صرف مبلغ ہی ہیں بلکہ بارہ مبلغین کے انچارج بھی ہیں۔ گو ہمیں مکتوب نہیں ملا۔ کار طفلاں تمام خواہد شد۔ آخر پر مولوی صاحب کی خدمت میں ٹریکٹ نبی کا نام پانے کی خصوصیت بدیۃً پیش کرتے ہوئے گذارش کی کہ ضرور اسے ایک مرتبہ بغور ملاحظہ فرما دیں۔

(۲) ان دنوں کتاب مجدد اعظم جلد سوم کا مطالعہ کر رہا ہوں کتاب کے متعلق کیا عرض کروں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ علوم معرفت کا ایک سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ یہ گلدستہ معرفت انگریزی میں ترجمہ ہو کر شیدائیان فلسفہ مغرب کے ہاتھ تک پہنچایا جائے تا انہیں شمع عرفان الٰہی کا پتہ لگے اور پروانہ وار اس پر آگریں اور سلسلہ حقہ کی تقویت کا باعث ہوں۔

باقی ہر وجہ خیریت ہے۔ ہم تمام کی جانب سے حضرت سیدنا امیر ایدہ اللہ تعالیٰ و دیگر بزرگوں کو اور دوستوں کو سلام علیکم و درخواست دعا۔

خاکسار
سید تصدق حسین قادری۔ بغداد

پیغام صلح

جلد ۳۳ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۶ صفر ۱۳۶۴ھ | نمبر ۵

"معاصر زمزم اور اغیار تیز گام"

مسلمان علماء کی بے حسی

"اغیار تیز گام" کے عنوان سے زمزم ۱۵ جنوری ۱۹۴۵ء میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں خلیفہ صاحب قادیان کی تحریکات کا ذکر کرنے کے بعد جماعت احمدیہ لاہور کی تحریکات کا ذکر کیا گیا ہے اور اخبار پیغام صلح کے بعض اقتباسات درج کئے ہیں جن میں ذکر ہے کہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ایک تحریک ہوئی، دوسری ہوئی، تیسری ہوئی، چوتھی ہوئی اور جماعت ایک کمیٹی بن گئی اور ہر تحریک میں جماعت نے دل کھول کر حصہ لیا۔

ان اقتباسات کو درج کرنے کے بعد لکھا ہے:-

"نئے سال کے پہلے ہفتہ کی یہ ہوشربا خبریں پڑھیے اور اندازہ کیجئے کہ دنیا کس سرعت اور برق رفتاری کے ساتھ مسلمانوں کو ہڑپ کرنے کے لئے دوڑ رہی ہے ...... مسلمان بھائیو اب بھی جاگو اٹھو اور غارتگران ایمان کا ڈٹ کر مقابلہ کرو .... خدا وہ دن ہمیں دکھلائے کہ ہم حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ صاحب یا حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی یا حضرت سید سلیمان صاحب ندوی یا حضرت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری یا اس پایہ کے کسی دوسرے بزرگ کو مرکز تنظیم اہل سنت کے دفتر میں بیٹھ کر محمود اور محمد علی کے مقابلہ پر تمام دنیا میں کام کرتا دیکھیں —— ہمارے بزرگ ہمیں اس تلخ نوائی پر معاف فرمائیں گے ..... برانڈرتھ روڈ پر بیٹھ کر (مولانا) محمد علی تو یورپ تک کو سنبھال سکتا ہے مگر شیرانوالہ میں بیٹھ کر مولانا احمد علی صاحب جو علم اور تقویٰ اور روحانیت میں اس سے ہزار درجہ بلند و بالاتر ہیں شیرانوالہ دروازہ کے مسلمانوں کی بھی تنظیم نہیں کر سکتے۔ اسے ہم مسلمانوں کی بدقسمتی سے تعبیر نہ کریں تو اور کیا کہیں ہم میں افراد و رجال ہیں استعداد و قابلیت ہے تقویٰ ہے روحانیت ہے اثر و رسوخ ہے سب کچھ ہے اگر نہیں تو جرأت و ہمت، بلندی و علو اور نظر میں وسعت اور عالمگیری نہیں۔ ہم اپنے محدود حلقہ اور تنگ دائرہ سے باہر دیکھنا اور جانا نہیں چاہتے اگر دشمن ڈاکو ہے مگر بہادر! چور ہے مگر دلیر وہ اپنی استعداد اور صلاحیت سے بڑھ بڑھ کر چھلانگیں مارتا چلا جا رہا ہے ...."

(مہتمم مرکز تنظیم)

اس اقتباس کو درج کر کے ہمیں بڑے افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ معاصر زمزم نے جماعت احمدیہ کی تبلیغی خدمات اور حضرت امیر کا ذکر نہایت خاطبانہ انداز میں کیا ہے اور اس تنقید و تبصرہ میں تمام صحافتی اخلاق کو بھی پس پشت ڈال دیا ہے کیا اس اخلاقی دریدہ دہنی کے بل بوتے پر معاصر مذکور اور مہتمم مرکز تنظیم اہل سنت مسلمانوں کی تنظیم کرنا چاہتے ہیں اور مسلمانوں کو منظم کر کے ایک با اخلاق اور فعال قوم بنانا چاہتے ہیں وہ لوگ جو خود معمولی اخلاق سے بھی عاری ہیں ان کے ادعائے تنظیم کی حقیقت معلوم؟ اصلاح اور تنظیم کرنے والوں کے تیور کچھ اور ہوتے ہیں کسی جماعت کی فرد عمل کو ٹٹولنا اور اس کے جوش عمل اور تیز گامی سے اپنے لوگوں میں غیرت اور حرکت پیدا کرنا کوئی بری چیز نہیں لیکن ایسا کرتے ہوئے دوسری جماعتوں کے قائدین پر سوقیانہ حملے کرنا یقیناً اخلاق سے گری ہوئی بات ہے دوسروں کو چور اور ڈاکو کے خطابات دے دینا حقیقت کے آئینہ میں خود اپنا چہرہ دیکھنا ہے۔

حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں معاصر مذکور نے بعض علماء کے تقویٰ اور روحانیت کا ڈھنڈورا پیٹا ہے لیکن ہم استفسار کرتے ہیں کہ کیا حقیقی تقویٰ اور روحانیت رکھنے والے لوگ جمود کے پیکر اور کم سواد ہوتے ہیں کیا صحابہ کرام اور وہ علماء کرام جن کے ذریعہ سے دنیا میں اسلام پھیلا وہ آج کے مسلمان علماء کی مانند پست ہمت اور جمود کے پیکر تھے اور وقت کے تقاضوں سے غافل تھے ہمیں اس امر کے اظہار میں مطلق باک نہیں ہے کہ موجودہ مسلمان علماء موجودہ زمانہ کے تقاضوں سے مجرمانہ طور پر غافل ہیں اور اعلائے کلمۃ الحق کرنے کے لئے اور تبلیغ اسلام کرنے کے لئے ان کے دلوں میں حقیقی احساس بالکل مفقود ہے اور معاصر مذکور کی تلخ نوائیاں انکو تبلیغ اور تنظیم کے لئے آمادہ نہیں کر سکتیں اور مرکز تنظیم اہل سنت کے دفتر میں ان لوگوں کی کارفرمائیوں سے رونق پیدا نہیں ہو سکتی ان لوگوں کے سینے خود نور ایمان سے خالی ہیں اس لئے وہ دوسروں کو راستہ نہیں دکھا سکتے ورنہ اگر ان علماء کے سینہ میں زندہ ایمان موجود ہوتو وہ بغیر اپنے ماحول کو متاثر کئے رہ نہیں سکتے حقیقی تقویٰ اور روحانیت قوت عمل پیدا کرتے ہیں۔ ہمارے معاصر کو تعجب ہے کہ ان علماء میں استعداد اور قابلیت ہے۔ تقویٰ ہے روحانیت ہے اثر و رسوخ ہے سب کچھ ہے اگر نہیں تو جرأت و ہمت، بلندی و علو اور نظر میں وسعت و عالمگیری نہیں اس میں حیرت اور تعجب کی کونسی [illegible] لوگوں میں یہ خوبیاں [illegible] ہو ہی کیونکر ان میں حقیقی تقویٰ اور روحانیت مفقود ہے انہیں خود تبلیغ اسلام کے بلند نصب العین پر ایمان نہیں رہا اور انہیں یہ احساس نہیں رہا کہ مسلمان متحد اور منظم ہو کر ایک زندہ اور فعال قوم بن سکتے ہیں جماعت احمدیہ لاہور اپنے بلند مرتبت قائد کی رہنمائی میں اس لئے تیز گام اور مصروف عمل ہے کیونکہ حضرت امام عصر حاضر حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ان کے دلوں میں ایک زندہ ایمان پیدا کیا ہے اس جماعت کو اسلام کی تبلیغی فتوحات پر ایک زندہ ایمان ہے اسلئے اس کا امیر برانڈرتھ روڈ پر بیٹھ کر یورپ کو سنبھالے ہوئے ہے اور اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کے نام نہاد علماء ایک معمولی محلہ کی تنظیم سے قاصر ہیں اور ان کی روحانیت اور تقویٰ ان کی بے عملی سے ظاہر ہیں اور دوسرے لوگوں کے پروپیگنڈا کے [illegible] ہیں۔ یہ مسلمانوں کی بدبختی ہے کہ ان کی باگ ڈور ایسے علماء کے ہاتھ میں ہے کہ جن کی غفلت اور جمود پر ان کی اپنی قوم ماتم کر رہی ہے —— ہم اپنے معاصر کو نہایت اخلاص کے ساتھ مشورہ دیتے ہیں کہ وہ بجائے ان علماء کی طرف رجوع کرنے کے حضرت امام عصر حاضر کی طرف رجوع کرے جو اس دور میں امت محمدیہ کے امام ہیں اور حضرت نبی کریم صلعم کے خلیفہ ہیں اور اس دور کے مفاسد کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں مبعوث فرمایا کیونکہ آج اس امام سے تعلق پیدا کرنے سے خدا اور رسول پر زندہ ایمان پیدا ہوتا ہے اور اشاعت اسلام اور تبلیغ قرآن کے لئے سچا جوش پیدا ہوتا ہے اور وہ قوت عمل پیدا ہوتی ہے جس کے بغیر تبلیغ اور تنظیم کا بلند نصب العین بروئے کار نہیں آ سکتا اور آج خواہ مخالفانہ رنگ میں ہی سہی مسلمانوں کو اپنے جمود کو توڑنے کے لئے امام عصر حاضر کے متبعین کے نمونہ کو پیش کرنے [illegible] پڑتا ہے اور اس عمل کے لئے آمادہ کرنا پڑتا ہے یہ لفظی قیل و قال نہیں [illegible] واقعات ہیں کہ گذشتہ پچاس سال کے عرصہ میں مسلمانوں نے متعدد دفعہ تبلیغی اور تنظیمی مراکز قائم کرنے کی کوشش کی لیکن وہ اس کام میں کامیاب نہیں ہوئے۔ صرف حضرت مرزا صاحب کی جماعت ہی اس کام کو اخلاص، جوش اور کامیابی کے ساتھ کر رہی ہے اور صرف جماعت احمدیہ لاہور نے ہی ایسا لٹریچر پیدا کیا ہے جو تبلیغ اسلام اور اشاعت اسلام کے لئے مفید ہے ابھی چند دن ہوئے جناب مولانا عبدالماجد صاحب دریا بادی نے حضرت مولینا محمد علی صاحب کی کتاب "مینول آف حدیث" پر ریویو کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

"امیر جماعت احمدیہ لاہور اپنی بعض خدمات اسلامی سے مشہور ہیں خصوصاً انگریزی خوانوں کے لئے ان کے دینی افادات ہم اہل سنت کے لئے باعث رشک ہیں"

(صدق ۱۰ دسمبر ۱۹۴۴ء)

حضرت مولینا محمد علی صاحب کی تحقیق [illegible] مسلمان علماء کے لئے صحیح راہ ہے اور ان کے دینی افادات اہل سنت کے لئے باعث رشک ہیں تو پھر ہمیں معلوم نہیں کہ معاصر زمزم نے یہ کیسے لکھ دیا کہ مسلمان علماء علم، تقویٰ اور روحانیت میں ان سے ہزار درجہ بلند و بالاتر ہیں یہ محض حد سے بڑھی ہوئی خوش فہمی اور خود فریبی ہے یا محض غلط بیانی۔ آج صحیح معنوں میں تقویٰ اور روحانیت اسی بلند مرتبہ انسان کے اندر ہے جس کی راتیں خدا کے حضور میں گذرتی ہیں اور دن اعلائے کلمۃ الحق کے لئے ایک عظیم الشان جہاد کرنے میں گذرتے ہیں اور اس کی روحانی عظمت کے واقعات شہادت دے رہے ہیں۔

پنجاب حج کمیٹی اور روزنامہ زمیندار

۲۰ جنوری کے زمیندار میں پنجاب حج کمیٹی کے عنوان سے ایک نوٹ لکھا گیا ہے جو درج ذیل ہے۔

"پنجاب حج کمیٹی کے نئے ارکان کی جو فہرست شائع ہوئی ہے ان میں شیخ محمد الدین اور خانصاحب فرزند علی کے نام بھی نظر آتے ہیں یہ حضرات انجمن مرزائیہ لاہور اور انجمن مرزائیہ قادیان کی طرف سے بطور نمائندہ شامل کئے گئے ہیں۔ حکومت پنجاب کی غلط بخشی کا اس سے زیادہ افسوسناک کرشمہ کیا ہوگا کہ اس نے مرزائیوں کو بھی حج کمیٹی میں شامل کر لیا ہے مرزائیوں کو حج بیت اللہ سے واسطہ؟ خلیفہ قادیان تو اپنے سالانہ جلسے ہی کو حج سے تشبیہہ دیتے رہتے ہیں اور مرزائی ہیں بھی غیر مسلم اور کوئی غیر مسلم سرزمین حجاز میں داخل نہیں ہو سکتا۔ ایسے لوگوں کو حج کمیٹی میں داخل کرنا شعائر اسلامی کی صریح تضحیک ہے۔ حکومت پنجاب کو اس غلطی کا ازالہ کرنا چاہیئے ورنہ مسلمان مضطرب ہونے میں حق بجانب ہوں گے"

جماعت احمدیہ لاہور اور جماعت قادیان کے نمائندوں [illegible] روزنامہ زمیندار کو بہت [illegible] ہے خلیفہ صاحب قادیان اگر سالانہ جلسے کو حج سے تشبیہہ دیتے رہتے ہیں تو اس کی ذمہ داری ان پر عاید ہوتی ہے لیکن جماعت احمدیہ لاہور ان کے اس غلو، مسئلہ نبوت اور مسئلہ تکفیر کے متعلق قریباً تیس سال سے ان کے خلاف جہاد کرتی چلی آ رہی ہے اور دوسرے مسلمان بھی جو آنحضرت صلعم کے بعد ایک پرانے نبی کی آمد کے قائل ہیں اسے بھی ختم نبوت کے منافی سمجھتی ہے اور حج کو وہ اسلامی ارکان میں ایک رکن یقین کرتی ہے اور ہمیشہ اس جماعت کے افراد حج کرنے جاتے ہیں۔ حج کمیٹی میں ایسی جماعت کے نمائندہ کی شمولیت سے معلوم نہیں زمیندار کو کیوں تکلیف ہوئی اس مذکورہ نوٹ میں اس اضطراب اور بے چینی کی کوئی وجہ بیان نہیں کی گئی اس کی وجہ سوائے حد سے بڑھے ہوئے تعصب اور فتنہ پردازی کے اور کیا ہو سکتی ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

جناب عرشی صاحب کا مکتوب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں

نوٹ:- جناب عرشی صاحب . . . . نے ایک مکتوب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لکھا ہے جس میں اپنے بعض شکوک پیش کئے ہیں۔ اس مکتوب کا مدلل جواب جناب مولانا مرتضیٰ خانصاحب نے دیا ہے۔ مکتوب اور جواب درج ذیل ہیں:۔

مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

۵ اپریل ۴۴ء - اتوار کا دن

میری زندگی کا ایک بابرکت دن تھا، جب کہ میں میاں محمد امین الدین صاحب کی معیت میں آپ کی کوٹھی واقع مسلم ٹاؤن حاضر ہو کر آپ کی صحبت و مکالمہ سے مستفید ہوا، میں اس شرف کو اپنی عمر میں ایک متبرک اضافہ سمجھتا ہوں آپ کے سادہ اور حقیقی اسلامی اخلاق نے مجھے جرات دلائی ہے کہ میں آپ سے اپنے بعض شکوک کو رفع کرنے کے لئے آپ کو تکلیف دوں۔

(۱) ایک مجدد کو یہ حق کہاں تک حاصل ہے کہ وہ اپنے ہم خیالوں کی جماعت کو اپنے نام کی طرف منسوب کرے، جب کہ کسی نبی نے بھی آج تک ایسی جرات نہیں کی، اول سے آخر تک تمام قرآنی انبیاء مسلم ہی کہلائے اور اپنے متبعین کو مسلم ہی کی تلقین دی (سمّٰکم المسلمین - من احسن قولا ممن دعا الی اللہ وقال اننی من المسلمین وغیرہ ذالک من الآیات الکثیرۃ)

(۲) کیا کسی مجدد نے مرزا صاحب سے پہلے اپنے نام سے منسوب کر کے کوئی جماعت بنائی ہے؟

(۳) کیا آپ اپنی جماعت کو یہ وصیت فرما جائیں گے کہ موجودہ صدی کے بعد احمدی کہلانا ترک کر کے اپنے آپ کو نئے مجدد سے منسوب کریں، یا کیا مرزا صاحب نے کوئی ایسی وصیت فرمائی ہے؟ اگر نہیں فرمائی تو کیا یہ انصاف و عدل کا اقتضا ہے؟

(۴) سنت اللہ یہ رہی ہے کہ آنے والے بزرگوں سے متعلق پیشگوئیاں منزل من اللہ کتابوں میں درج کی جاتی تھیں۔ ایسا اہم امر کبھی زبانی روایتوں پر نہیں چھوڑا گیا، لیکن اسلام جیسے محفوظ و دائمی مذہب کی ہر صدی کے آغاز میں پیش آنے والی پیشگوئی کو اسلام کے محفوظ صحیفہ (قرآن) میں کیوں نہیں درج کیا گیا؟

(۵) کیا گذشتہ تمام مجددوں نے اپنے آپ کو قوم کے سامنے ایسی ہی تحدی کے ساتھ پیش کیا اور اپنے آپ کو حدیث مجدد کا مصداق ظاہر کیا ہے، جس طرح جناب مرزا صاحب نے؟

(۶) کیا مجدد کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے اصل منصب (مجددیت) سے عبور کر کے مسیح، مہدی، کرشن وغیرہ قسم قسم کے دعاوی کرے، کیا پہلے بھی کوئی اس قسم کا مرکب مجدد گذرا ہے؟

جواب

برادر مکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

گرامی نامہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت بابرکت میں شرف صدور لایا۔ حضرت ممدوح بھی فرماتے ہیں کہ آپ کی ملاقات سے بہت محظوظ ہوئے اور جن خیالات کا اظہار آپ نے اپنے گرامی نامہ میں فرمایا ہے اس کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

آپ نے چند ایک سوالات کے جوابات طلب فرمائے ہیں۔ ذیل میں ان کے جوابات عرض ہیں، سردست مختصر جوابات عرض کئے جاتے ہیں اگر ضرورت ہوئی تو زیادہ وضاحت سے عرض کئے جا سکتے ہیں۔

جناب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت میرزا صاحب نے جماعت احمدیہ کا نام اپنے نام پر نہیں رکھا بلکہ جیسا کہ حضرت اقدس نے تحریر فرمایا ہے حضرت نبی کریم صلعم کے دو نام ہیں ایک احمد دوسرا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اسم احمد جمالی نام ہے اور اسم محمد جلالی۔ اسم احمد کی صفت کا ظہور حضور صلعم کی مکی زندگی میں ہوا ہے اور اسم محمد کا ظہور مدنی زندگی میں۔ مکی زندگی کمال بے کسی اور عجز کے ساتھ تبلیغ و اشاعت کلمۃ الحق میں صرف ہوتی ہے اور مدنی زندگی میں فتوحات کا دروازہ کھلتا ہے اور ظاہر طور پر اسلام کی شوکت قائم ہوتی ہے۔ مکی زندگی میں حضور صلعم پر طرح طرح کے ظلم و ستم ڈھائے جاتے ہیں آپ نہایت صبر و سکون سے ان تمام مصائب کو برداشت کرتے ہیں یہ احمدیت کا زمانہ ہے اس جماعت کو جو احمدیت کا نام دیا گیا ہے اس کا یہی مطلب ہے کہ محکومیت کی زندگی بسر کرتے ہوئے عجز و انکسار سے اعلائے کلمۃ اللہ کیا جائے۔ اس کے علاوہ حاشا وکلا کوئی اور مطلب نہیں ایسی ہی تشریح حضرت مرزا صاحب نے جماعت کا نام رکھتے ہوئے فرمائی ہے۔ یہ غلط خیال ہے کہ انھوں نے اپنے نام پر جماعت کا نام رکھا۔ یہ اعتراض کہ جب ہم مسلمان ہیں تو کوئی اور نام کیوں ہو اس کا جواب یہ ہے کہ مذہب تو ہمارا اسلام ہی ہے اور ہمارا نام بھی مسلمان ہی ہے۔ احمدی کسی مذہب کا نام نہیں۔ آخر جب ایک جماعت اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کھڑی ہوئی ہے تو اس کا کچھ نام تو ہونا چاہیئے۔ اگر مرزا صاحب رح خود کوئی نام تجویز نہ کرتے تو مخالفین ہی اس جماعت کا کوئی نام تجویز کر بیٹھتے جیسا کہ اب بھی مرزائی کے نام سے پکارا جاتا ہے اور سید مرحوم کے ہم خیال لوگوں کو نیچری کہا جاتا ہے۔ احمدی نام ایک تمیز اور پہچان کے لئے ہے۔ یہ کوئی مذہب نہیں بلکہ ایک تحریک ہے جو اسلام کے اندر خدمت اسلام کے لئے قائم کی گئی ہے۔ حضرت نبی کریم کی زندگی میں جو مہاجرین اور انصار دو گروہ مسلمانوں کے پائے جاتے تھے تو کیا وہ اسلام سے الگ گروہ تھے ہرگز نہیں محض امتیاز کے لئے یہ دو نام ان کو دیئے گئے۔ اسی طرح احمدیت کوئی الگ مذہب نہیں بلکہ تعارف اور امتیاز کے لئے ایک جماعت کے لئے یہ نام تجویز کیا گیا اور اگر یہ اعتراض ہے کہ احمد جو آنحضرت صلعم کا اسم گرامی ہے اس سے بھی نسبت دینا درست نہیں تو یہ اعتراض بھی صحیح نہیں۔ آخر قرآن مجید میں متعدد بار عیسائیوں کے لئے نصاریٰ نصاریٰ آتا ہے اور یہ نام ان کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش ناصرہ کی نسبت سے دیا گیا ہے غرضیکہ جماعت کا احمدی نام حضرت مرزا صاحب نے اپنے نام پر نہیں رکھا بلکہ آنحضرت کے نام پر رکھا ہے اور یہ ایک امتیازی نام ہے یعنی ایسی جماعت جو مجدد وقت کی آواز پر لبیک کہہ کر صلح اور امن کے ساتھ اشاعت اسلام کے لئے اٹھی ہے۔ احمدیت کسی مذہب کا نام نہیں ہمارا مذہب اسلام ہی ہے اور ہمارا نام مسلمان ہی ہے۔

(۲)

آپ کا دوسرا سوال یہ ہے کہ کسی مجدد نے حضرت مرزا صاحب سے پہلے اپنے نام سے منسوب کر کے کوئی جماعت بنائی ہے؟۔ حضرت مرزا صاحب کا اپنے نام سے منسوب کر کے جماعت بنانے کا جواب اوپر گزر چکا۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنے نام سے منسوب کر کے جماعت نہیں بنائی البتہ جماعت ضرور بنائی ہے اور ضرورت حقہ کے ماتحت بنائی ہے بھلا تبلیغ اسلام کا کام بجز جماعت کے کیونکر ہو سکتا تھا۔ یہ تو حضرت مرزا صاحب کا بہت بڑا کارنامہ ہے کہ آپ نے ایک مستقل جماعت خدمت اسلام کے لئے کھڑی کر دی، اس سے بڑھکر اور کیا احسان ایک شخص کا ہو سکتا ہے کہ وہ ساری عمر اعلائے کلمۃ اللہ میں گذار دے اور اپنے بعد ایسے لوگوں کی ایک جماعت قائم کر جائے جو خدمت اسلام کے لئے وقف ہو۔ یہ تو عین قرآن مجید کے حکم کے ماتحت ہے جس میں ارشاد ہوتا ہے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف الخ یہ تو خدا خود حکم دیتا ہے کہ مسلمانوں کے اندر ایک ایسا گروہ ہونا چاہیئے جس کا کام دعوت الی الخیر اور نہی عن المنکر ہو۔ اس حکم کے ماتحت حضرت مرزا صاحب نے جماعت بنائی پھر اس پر اعتراض کیسا، اگر پہلے مجددین نے اس نہج پر اپنی جماعت نہیں بنائی اور حضرت مرزا صاحب نے ہی بنائی تو اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر زمانہ کی الگ الگ ضروریات ہوتی ہیں اس زمانہ کی مقتضیات یہ تھیں کہ خدمت اسلام کے لئے ایک باقاعدہ جماعت ہونی چاہیئے کیونکہ فتن انتہا کو پہنچ گئے ہوئے تھے اور ان کا فرو کرنا ایک عزلہ اور ایک مستقل اور لگاتار سعی چاہتا ہے پھر جو رسل و رسائل کے ذرائع اب پیدا ہو گئے ہیں پہلے وہ کہاں تھے اور اس بات سے انکار بھی نہیں کیا جا سکتا کہ سابق مجددین اپنی اپنی جماعتیں رکھتے تھے آخر ان کا سلسلہ ارادت قائم تھا جو لوگ ان کے حلقہ ارادت میں شامل ہوتے تھے وہ ان کی جماعت تھے اور ان کے بعد بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے خلفاء کا سلسلہ چلتا ہے اگرچہ جس غرض کے لئے یہ بزرگ آئے وہ روح ان کے متبعین میں سے نکل گئی، غرضیکہ حضرت مرزا صاحب کا جماعت بنانا منشائے قرآن کے مطابق ہے اور خود زمانہ کا اقتضاء یہ تھا کہ جب فتن حد سے زیادہ ہو گئے۔ اور خدا نے اشاعت دین کے رستے بھی کھول دیئے تو ایک جماعت ضرور ایسی ہونی چاہیئے تھی جو مستقل طور پر تبلیغ دین کے فریضہ کے لئے مخصوص ہو اور یہ خدا کے اس حکم کے مطابق تھا جو میں اوپر لکھ آیا ہوں یعنی ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر الخ

(۳)

جناب کا تیسرا سوال یہ ہے کہ کیا آپ اپنی جماعت کو وصیت فرما جائیں گے کہ موجودہ صدی کے بعد احمدی کہلانا ترک کر کے اپنے آپ کو نئے مجدد سے منسوب کریں یا کیا مرزا صاحب نے کوئی ایسی وصیت فرمائی ہے اگر نہیں فرمائی تو کیا یہ انصاف و عدل کا اقتضا ہے؟

اس حقیقت کے معلوم ہو جانے کے بعد کہ حضرت مرزا صاحب نے جماعت کا نام اپنے نام پر نہیں رکھا بلکہ آنحضرت صلعم کے نام پر رکھا ہے یہ سوال پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔

(۴)

چوتھے سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ مجددین کے آنے کا وعدہ قرآن مجید میں کیوں نہیں؟ اس میں شک نہیں کہ قرآن مجید میں اس تعیین کے ساتھ تو وعدہ نہیں جس طرح حدیث میں ہے لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ امت محمدیہ میں ایسے افراد پیدا ہوتے رہیں گے جو خدا سے الہام پا کر اصلاح امت اور اشاعت دین کا کام کریں گے، مثلاً آیت یلقی الروح من امرہ علیٰ من یشاء من عبادہ لینذر یوم التلاق کی تفسیر بعض مفسرین نے بعثت مجددین ہی کی ہے۔ اس کے علاوہ آیت استخلاف میں امت محمدیہ کے اندر ظاہری باطنی خلفاء کا وعدہ موجود ہے جن سے دین کی تمکنت کو وابستہ کیا ہے غرضیکہ حدیث مجدد قرآن شریف کے خلاف نہیں بلکہ اس کی مفسر ہے۔ اور اس کی صحت پر حفاظ حدیث کا اتفاق ہے۔

(۵)

پانچویں سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ کیا پہلے مجددین نے بھی اپنے آپ کو اس تحدی کیساتھ پیش کیا ہے اور حدیث مجدد کا مصداق ظاہر کیا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ دور جانے کی ضرورت نہیں خود ہمارے ملک میں دو بڑے مجدد حضرت مرزا صاحب سے پہلے گذر چکے ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو اپنے زمانہ کے

لحاظ سے تحدی سے ہی پیش کیا ہے اور حدیث مجدد کا مصداق کھلے لفظوں میں اپنے آپ کو ظاہر فرمایا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی کا نام زبان زد خلایق ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"و بدانند کہ بر ہر سر مائتہ مجددے گذشتہ است اما مجدد مائتہ دیگر است و مجدد الف دیگر۔ چنانچہ درمیان مائتہ و الف فرق است در مجددین اینہا ہم آں قدر فرق است بلکہ زیادہ ازاں۔ و مجدد آں۔ کہ ہر آنچہ در آں مدت فیوض بامتاں برسد بتوسط او برسد اگرچہ اقطاب و اوتاد وقت بوند و بدلا و نجبا باشند"

حضرت مجدد صاحب کی عبارت آپ خود بخوبی سمجھ سکتے ہیں میری تشریح کی ضرورت نہیں بڑے زوردار الفاظ میں دعوئے مجددیت کیا ہے اور فرمایا کہ مجدد کے ذریعہ ہی امتیوں کو فیض پہنچ سکتا ہے خواہ وہ اپنے زمانہ کے قطب اور ابدال ہوں۔ بہت بڑی تحدی کا دعوئے ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں۔

قد البسنی اللہ سبحانہ خلعۃ المجددیۃ حین انتھت بی دورۃ الحکمۃ۔

(تعلیمات آلہیہ)

یعنے جب مجھ سے حکمت کا دورہ انتہا کو پہنچ گیا تو خدا نے مجھے مجددیت کی خلعت سے سرفراز فرمایا۔

پھر اسی کتاب میں دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ ہم نے تجھے اس طریقہ کا امام مقرر کیا ہے اور اس کی اعلیٰ بلندی تک پہنچایا ہے اور حقیقت قرب تک پہنچنے کے لئے اور طریقے مسدود کر دیئے ہیں سوائے ایک طریق کے اور تیری محبت اور تیری فرمابرداری ہے پس جو شخص تجھ سے عداوت کرے نہ آسمانی برکات اس پر نازل ہونگی اور نہ وہ ارضی برکات کا مورد ہوگا۔ اہل مغرب اور اہل مشرق سب کے سب تیری رعیت ہیں اور تو ان کا بادشاہ ہے خواہ وہ جانیں یا نہ جانیں اگر وہ جان لیں تو کامیاب ہوں گے اور اگر بیخبر رہیں تو خائب وخاسر ہوں گے۔"

حضرت شاہ صاحب نے جن متحدیانہ الفاظ کا استعمال فرمایا ہے مجھے اس پر کسی حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں۔ آپ خود عالم ہیں خود سمجھ سکتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ اگر حضرت مرزا صاحب نے اپنے آپ کو تحدی سے پیش کیا ہے تو بہت اچھا کیا ہے۔ ایک عام جمود جو مذہب کے متعلق طبقوں میں پیدا ہو چکا تھا وہ دور نہیں ہو سکتا تھا جب تک کہ تحدی کے ساتھ خدا کا مامور کھڑا نہ ہوتا۔

ان کو ایک طرف دشمنان اسلام کو للکارنا تھا تو دوسری طرف اپنی قوم کے جمود کو توڑنا تھا اس لئے ضرورت تھی کہ نہایت متحدیانہ طریق اپنے آپ کو پیش کرتے۔ اور یہ امر بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق مجددیت کو کام کرنا پڑا ہے۔ پہلے مجددین کو اس قدر تحدی کی ضرورت نہ تھی جس قدر آجکل ہے۔ یہ ایک لحاظ مادیت کا زمانہ ہے اس کے لئے ایسی ہی تحدی کی ضرورت تھی جس طرح حضرت میرزا صاحب نے کی۔

(۶)

آپ کا چھٹا اور آخری سوال یہ ہے کہ کیا مجدد کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے اصل منصب (مجددیت) سے عبور کرکے مسیح مہدی، کرشن قسم قسم کے دعاوی کرے کیا پہلے بھی اس قسم کا کوئی مرکب مجدد گذرا ہے؟

معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو حضرت مرزا صاحب کی کتب مطالعہ کرنے کا کبھی اتفاق نہیں ہوا ورنہ آپ ایسا سوال ہرگز نہ کرتے۔ حضرت مرزا صاحب نے صاف لفظوں میں تحریر فرمایا ہے کہ مسیح موعود ہونیکا دعوئے مجددیت کے دعوئے سے بڑھکر نہیں۔ اصل دعوئے مجددیت کا ہی ہے ہاں البتہ کام کی نوعیت کے لحاظ سے آپ کو مسیح بھی کہا گیا اور مہدی اور کرشن بھی۔ آپ کی بعثت کا اہم مقصد عیسائی فتنہ کا استیصال تھا اس لئے آپ کو مسیح کا خطاب دیا گیا چنانچہ خود فرماتے ہیں ؎

چوں مرا نور پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

یہ رنگ مجددیت جس کا بڑا کام عیسائی مذہب کا ابطال تھا۔ دوسرے مجددین میں نظر نہیں آتا کیونکہ اس وقت اس کی ضرورت نہ تھی، یہ خصوصیت اس صدی کے مجدد کے لئے ہی تھی جیسا کہ حدیث میں بھی ہے لا مہدی الا عیسیٰ۔ یہی حکمت کرشن کے دعویٰ کے پیچھے ہے آپ ہندو قوم کے لئے بھی ریفارمر ہو کر آئے تھے اس لئے مظہر کرشن کہلائے۔ آپ کا اصل منصب مجددیت کا ہی ہے مسیح وغیرہ آپ کو صفاتی نام باعتبار کام کے دیئے گئے ولا غیر۔

حضرت مرزا صاحب کی "مرکب مجددیت" کی حقیقت تو میں نے عرض کر دی اس کو آپ صحیح سمجھیں یا غلط یہ آپ کے اختیار ہے مگر میں اس ضمن میں آپ کی توجہ مسلمانوں کے مسلمہ بزرگوں کے بعض اقوال کی طرف منعطف کرتا ہوں اور آپ سے پوچھتا ہوں کہ ان بزرگوں کے متعلق آپ کی کیا رائے ہو جنہوں نے بیک وقت ایسے نادر اور متنوع دعاوی اپنے متعلق کئے مثلاً

حضرت عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

انا الواحد الفرد الکبیر بذاتہ
انا الواصف الموصوف علم طریقتی
ملکت بلاد اللہ شرقا و مغربا
وان شئت افنیت الانام بلحظتی
ذ شاھدت ما فوق السماء کلھا
کذا العرش والکرسی فی طی قبضتی
وکل بلاد اللہ ملکی حقیقۃ
فاقطابھا تحت حکمی وطاعتی

(۲)

پھر حضرت ممدوح فرماتے ہیں:۔

انا کنت مع نوح بما علی سفینۃ
بحار او طوفانا علی کف قدرتی
وکنت مع ابراھیم ملقی بنارہ
وما بردا النیران الا بدعوتی
وکنت مع اسمعیل فی الذبح شاھدا
ولیس النزول الکبش الا بقدرتی
وکنت مع یعقوب فی عشو عینہ
وما برات عیناہ الا بلدمتی
وکنت مع موسیٰ فی مناجات الہ
وموسیٰ عصاہ من عصائی استمدتی
وکنت مع ایوب فی امن البلا
وما برات بلواہ الا بدعوتی
وکنت مع عیسیٰ فی المھد ناطقا
واتیت داؤد حلاوۃ دعوتی

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا ارشاد بھی سن لیجئے:۔

بسرم داوند کہ ایں تقریر را برد م برسال کہ ایں حقیر السنہ شتیٰ دارد۔ بیک لسان ولی اللہ بن عبد الرحیم است بدیگرے انسان دیدیگرے ناجی و بدیگرے جسم و بدیگرے جوہر بلسان آخرست و باعتبار انسان ہم مجرم ہم ظلوم ہم حریص ہم قبل ہمہ تعلیم اسماء مر آدم من بودم و آنچہ بر نوح طوفان شدہ ببب لذت او منشد من بودم۔ و آنچہ بر ابراہیم گلزار گشت من بودم۔ والحمد للہ رب العالمین۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

میں اللہ تعالےٰ کا مرید بھی ہوں اور مراد بھی۔ میری ارادۃ کا سلسلہ بغیر کسی واسطہ کے اللہ سے متصل اور میرا ہاتھ اللہ تعالےٰ کا قائم مقام ہے۔ سبحان۔ پس میں محمد رسول اللہ کا مرید بھی ہوں اور اس کا پیر بھائی بھی

(مکتوبات جلد سوم)

حضرت معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

دمبدم روح القدس اندر معینی می دمد
من نمیگویم مگر من عیسیٰ ثانی شدم

سر دست اسی قدر کافی ہوگا اگر آپ سلسلہ خط و کتابت جاری رکھیں گے تو آپ کے شبہات کے ازالہ کی کوشش کی جائے گی یہ اعتراضات کچھ چیز نہیں اصل چیز کام ہے اس کو دیکھنا چاہیئے درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے اگر مرزا صاحب نعوذ باللہ جھوٹے ہوتے تو ان کے متبعین کو اشاعت اسلام جیسے متبرک کام کی توفیق ہرگز نصیب نہ ہوتی کیا بدکاروں سے بھی خدا نبیوں کے سے کام لیا کرتا ہے، یہ جماعت وہ کام کر رہی ہے جو درحقیقت نبیوں اور رسولوں کا ہے، کیا ایسا کام کرنے والی جماعت کسی بدکار انسان کی پیدا کردہ جماعت ہو سکتی ہے نعوذ باللہ۔ اگر آپ پسند فرمائیں گے تو آپ کو سلسلہ کا ضروری لٹریچر بھی بھیجدیا جاوے گا آپ اس کا مطالعہ فرمائیں۔ بہت سی باتیں خط و کتابت سے حل نہیں ہو سکتیں منکشف ہو جائیں گی۔ انشاء اللہ۔ والسلام۔

خاکسار
مرتضیٰ خاں۔
اچھرہ۔ مسلم ٹاؤن۔ لاہور

انجمن کے مرکزی دفاتر میں کارکنوں کی ضرورت

انجمن کو اپنے مرکزی دفاتر کے لئے مستعد نیک، مخلص اور قابل کارکنوں کی ضرورت ہے صرف وہی احباب درخواستیں دیں جو مستقل طور پر اپنے آپ کو خدمت دین کیلئے وقف کرنیکو تیار ہو۔

لیاقت:۔ کم از کم میٹرک پاس ہو۔

تنخواہ:۔ انجمن کے دو گریڈ منظور شدہ ہیں پہلا گریڈ ۶۰ — ۳ — ۳۰۔ دوسرا گریڈ ۱۰۰ — ۴ — ۶۰ اور مہنگائی الاؤنس ۱۲½ سے لیکر بیس روپے تک حسب تنخواہ دیا جاوے گا۔

مستقل ہونے کی صورت میں پراویڈنٹ فنڈ رخصت رعایتی و دیگر حقوق سے فائدہ اٹھایا جا سکے گا۔

قابل اور تجربہ کار آدمی کے لئے ابتدائی تنخواہ تیس روپے سے اوپر مقرر ہو سکے گی۔

اول تقرر چھ ماہ کے لئے امتحانا ہوگا جس کے بعد کام تسلی بخش ہونے کی صورت میں کارکن کو مستقل کیا جا سکے گا۔ درخواست کے ہمراہ مندرجہ ذیل کیفیت کا آنا ضروری ہے

(۱) عمر۔
(۲) مجرد یا شادی شدہ۔ شادی شدہ کی صورت میں بچوں کی تعداد۔
(۳) قابلیت معہ مصدقہ نقول اسناد۔
(۴) کیا ٹائپ جانتے ہیں کتنا تجربہ ہے۔
(۵) پہلے کوئی ملازمت کی؟ کب، کتنا عرصہ اور کہاں اور کیوں ترک کر دی۔ مع سرٹیفکیٹ وغیرہ۔
(۶) احمدی یا غیر احمدی۔ احمدی ہونے کی صورت میں کب داخل سلسلہ ہوئے۔
(۷) مقامی جماعت کے سکرٹری یا صدر یا کسی ممبر جنرل کونسل کی سفارش۔
(۸) کم از کم کس تنخواہ پر آنے کو تیار ہوں گے۔
(۹) کیا مستقل طور پر انجمن کی ملازمت میں آنے کو تیار ہوں گے۔
(۱۰) اور کوئی ضروری امر جس کو آپ قابل ذکر سمجھیں۔

درخواستیں جلد از جلد بنام جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں۔

عبد اللہ
جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

ضروری اعلان: جن احباب نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں خطوط لکھے ہیں ان کو جوابات حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی بمبئی سے واپسی پر دیئے جائیں گے۔ احباب مطلع رہیں۔
[illegible] سکرٹری حضرت [illegible]

قیامت اور بہائی مذہب کا بطلان

(از جناب مولانا عمر الدین صاحب شملوی)

مسلمانوں کا یہ ایک مسلمہ عقیدہ ہے کہ یہ دنیا ایک وقت ختم ہو جائے گی اس کے بعد قیامت ہوگی جس میں تمام مرنے والے اپنی اپنی قبروں سے نکل کر خدا کے حضور حاضر ہوں گے۔ سب کا حساب کتاب ہوگا، اور لوگ اپنے اعمال کے مطابق جزا سزا پائیں گے۔ نیک لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے اور بد عمل لوگ جہنم میں داخل کر دیئے جائیں گے۔

بہائی اور بابی کہتے ہیں کہ قیامت کا نظریہ جو اہل اسلام کا ہے وہ بالکل غلط ہے اور محض وہم ہے۔ دراصل قیامت سے مراد خدا کے کسی رسول یا نبی کا ظہور ہے جس کی آمد خدا کی آمد ہے اور اس کے سامنے نیک و بد کی تمیز ہو جاتی ہے۔ جو اس مظہر اللہ کو مان لیتے ہیں وہ جنت میں داخل ہو جاتے ہیں اور اس مظہر اللہ کا دیدار ہی جنت الٰہی ہے۔ اور اس کا انکار جہنم ہے۔

اگرچہ یہ سچ ہے کہ کسی مامور من اللہ کا زمانہ بھی ایک قسم کی قیامت ہے جس میں مردے زندہ ہوتے ہیں اور اس قسم کی سب سے بڑی قیامت خدا تعالےٰ کے سب سے بڑے اور آخری نبی حضرت محمد صلعم کی آمد سے ہوئی مگر یہ بالکل غلط ہے کہ اصل اور حقیقی قیامت کسی مامور من اللہ (رسول یا نبی) کی آمد ہے۔ اور اگر ہم بابیوں اور بہائیوں کی یہ بات مان بھی لیں تو بھی باب اور بہاء کے لئے تو قدم رکھنے کی بھی جگہ نہیں ہے۔ کیونکہ نبوت و رسالت کا مقام انسان کے سب سے بڑے اور انتہائی ترقی کا مقام ہے۔ جس پر اور ترقی کرنا ناممکن ہے؛ اور نبوت و رسالت کے جملہ کمالات کی انتہا حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہو چکی۔ اسلئے آپ آخری نبی ہیں؛ اور آپ کا دور اب تا قیامت ہے۔

مقام نبوت و رسالت کے متعلق خود بہاء اللہ کو اقرار ہے کہ:۔

(۱) احدے دا ازیں مقام بلند اعلےٰ کہ مقام عرفان و لقاء آں شمس احدیت آفتاب حقیقت است تجاوز وار تقاء ممکن نہ ”۔ (الواح مبارکہ صـ۳۱۲)

یعنی نبوت و رسالت کے سب سے بلند مقام سے کسی کے لئے آگے جانا اور ترقی کرنا ممکن ہی نہیں۔

(۲) ”جمیع مقامات مالا نہایت عرفان منتہی، ثمرہ وجود انسان وصول و بلوغ بایں رتبہ بلند اعلےٰ و مقام ارجمند ابہیٰ بودہ“۔ (الواح مبارکہ صـ۳۱۳)

یعنی عرفان کے تمام مقامات جن کی انتہا نہیں اور وجود انسانی کے پھل کی انتہا اس (نبوت و رسالت کے) سب سے بلند مرتبہ اور سب سے نورانی ارجمند مقام تک پہنچنا ہی ہے۔

(۳) جمیع در سر عالمیکہ بودہ وہستند اختیار لا مقدم بر کل میدانند“ (الواح مبارکہ صـ۱۲۵) م اہل عالم جو ہو چکے ہیں یا بعد جو ہیں نبیوں کو تمام پر افضل جانتے ہیں۔

اسی طرح ایقان کے صفحہ ۲۵۸ پر بہاء اللہ نے بحیثیت ایک بانی مبلغ اعلےٰ ہونے کے مانتے لکھا ہے کہ سب سے بڑا مرتبہ نبی کا ہے۔

اب جبکہ خود بہاء اللہ کو نبوت و رسالت کے متعلق یہ اقرار ہے کہ یہ سب سے پہلے بلند اعلیٰ مقام ہے اس سے آگے ممکن للبشر کوئی دوسرا مقام ہی نہیں۔ اور بہاء اللہ کو یہ بھی اقرار ہے کہ نبوت و رسالت کی انتہا زماناً و مرتبۃً آنحضرت صلعم پر ہو چکی جیسے کہ وہ لکھتے ہیں:۔

(۱) الصلوٰۃ والسلام علی سید العالم و مربی الامم الذی بہ انتھت الرسالۃ والنبوۃ“

(فردوس صـ۲۹۳)

ترجمہ:۔ درود اور سلام اس جہان کے سردار اور تمام امتوں کے مربی پر جس کے ساتھ رسالت اور نبوت انتہا کو پہنچی۔

ایک دوسرے مقام پر آنحضرت صلعم کے وسیلہ سے دعا کرتے ہوئے بہاء اللہ صاحب لکھتے ہیں:۔

(۲) ”زینتہ بطراز الختم و انقطعت بہ نفحات الوحی“

(الواح مبارکہ صـ۲۰۵)

یعنی تو نے اے خدا! اسے (محمد صلعم کو) ختم نبوت کے لباس سے زینت دی ہے اور اس کی ذات کے ساتھ تو نے وحی نبوت و رسالت کو منقطع کر دیا ہے۔

پس جبکہ ختم نبوت ہو چکی اور وحی رسالت و نبوت منقطع ہو چکی تو اب باب یا بہاء اللہ کا دعوے رسالت و نبوت کا ہو نہیں سکتا اور اگر کوئی بہائی اپنی نادانی سے کہے کہ ان کا دعوے رسالت کا ہے یا نبوت کا ہے تو وہ اپنی ہی بہاء کا ثبوت دینے والا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بہائی مذہب کے ایک بہت بڑے فاضل و علامہ ابوالفضائل نے صاف لکھا ہے کہ:۔

(۱) ”ادعاء ایشاں ادعاء نبوت باشد محض وہم گمان جناب شیخ است“۔

(کتاب الفرائد صـ۲۴۵)

یعنی یہ خیال کہ باب و بہاء اللہ کا نبوت کا دعویٰ ہو یہ محض وہم و گمان ہے۔

اور عبد البہاء نے خود مقالۃ السیاح میں لکھا ہے کہ:۔

(۲) ”انھوں نے (باب نے) ان تالیفات (اپنی کتابوں) کو الہامی صحیفوں اور کلام فطری کے نام سے موسوم کیا ہے اور تحقیق سے معلوم ہوا کہ فرشتہ کے ذریعہ سے اپنے اوپر وحی اترنے کا انھوں نے دعوے بالکل نہیں کیا“

(باب الحیات صـ۴)

پھر بہائی مذہب کا ایک دوسرا بڑا مبلغ مصطفیٰ رومی جو مرزا یحیٰ کے الفاظ میں لکھتا ہے کہ:۔

(۳) ”کلام الٰہی اور احادیث نبویہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت اور رسالت کا دورہ نہیں ہے بلکہ ربوبیت اور الوہیت یعنی ولایت کا دورہ ہے“

(المعیار الصحیح صـ۴۷)

خلاصہ یہ ہوا کہ باب اور بہاء اللہ مدعی نبوت و رسالت نہیں ہیں۔ بلکہ وہ ربوبیت اور الوہیت کے مدعی ہیں اور یہ جو کہہ دیا ہے کہ ربوبیت اور الوہیت یعنی ولایت“ یہ بے معنی فقرہ ہے۔ مگر مجھے اس وقت اس پر کچھ نہیں کہنا۔ ورنہ میں دکھا سکتا ہوں کہ بہاء اللہ کی طرح اس کے بھائی مرزا یحیٰ صبح ازل نے بھی دعوے کیا اور اس کے دعوے کو تو بہاء اللہ نے دعوے الوہیت اور ربوبیت قرار دیا ہے بہرحال مجھے اتنا ہی دکھانا تھا کہ باب اور بہاء اللہ کا دعویٰ نبوت و رسالت کا نہیں اور یہ کہ وہ وحی نبوت پانے کے بھی مدعی نہیں بلکہ وحی رسالت کو وہ منقطع تسلیم کرتے ہیں۔ اب ان کا اپنا دعوے خواہ کچھ بھی ہو مجھے اس سے اس وقت بحث نہیں ہے۔ نبوت و رسالت محمد صلعم پر ختم ہو چکی اور نبوت محمدی تا قیامت ہے یہ بہاء اللہ کے کلام سے صاف ظاہر ہے۔

قیامت کیا ہے } لیکن بابی اور بہائی یہ کہتے ہیں کہ یہ تو سچ ہے کہ نبوت محمدی کا دور تا قیامت ہے مگر قیامت سے مراد باب کا آنا ہے اذا قام القائم قامت القیامت یعنی جب امام مہدی قائم آل محمد اپنے منصب پر کھڑا ہوا تو قیامت بھی قائم ہو گئی۔

مگر ہم کہتے ہیں کہ یہ ایک دھوکہ ہے جو بابیوں کو لگا ہوا ہے کیونکہ جبکہ خود باب اور بہاء اللہ قائل ہیں کہ سلسلہ نبوت و رسالت آنحضرت صلعم پر ختم ہو چکا تو اب باب ہو یا بہاء اللہ دونوں مقام رسالت اور نبوت کا دعویٰ نہیں کر سکتے؛ اور نہ ان کا ایسا دعوےٰ ہے تو اب باقی جو کچھ رہ جاتا ہے وہ آفتاب رسالت محمدی سے نور حاصل کر کے منور ہونا اور دوسروں کو منور کرنا؛ اور بغیر استفادہ سراج محمدی کے روحانی روشنی کا ملنا محال ہے۔ اگر باب اور بہاء اللہ اس رنگ میں اپنے آپ کو پیش کرنے والے تھے تو وہ اولیاء امت محمدی میں سے ہو سکتے ہیں لیکن بلکہ وہ سچے پیرو اسلام ہوں لیکن اس صورت میں ان کی آمد سے اسلام کی فتح ان کے ہاتھوں ہوتی نہ یہ کہ جیسا بابی اور بہائی کہتے ہیں اسلام منسوخ قرار دیا جاتا۔ اس نے بہائی عقاید کی رو سے باب اور بہاء اللہ نہ تو نبی؛ اور رسول ثابت ہوتے ہیں اور نہ ولایت محمدی کے حامل۔ اب تیسرا مقام جو باقی رہ جاتا ہے وہ نبوت اور ولایت سے اوپر خدائی کا دعوے ہے۔ جس کا حق کسی مخلوق کو نہیں پہنچتا بلکہ جو شخص انسان ہو کر ربوبیت اور الوہیت کا مدعی ہو یقیناً وہ کافر کذاب بلکہ سب سے بڑا دجال ہے ایسا شخص مسیح الاسلام نہیں ہو سکتا بلکہ وہ

المسیح الدجال

ہے۔ جو مسیحیت کا نظاہر جامہ پہن کر دجالیت سے کام لینے والا تھا۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ حدیث نبوی میں دو دجالوں کی خبر بالصراحت موجود ہے۔ جیسا کہ حدیث کے الفاظ

کن ابان یخرجان من بعدی

کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ یہ بھی حدیث میں ہے کہ دجال خدائی کا دعوے کرے گا۔ پھر عجیب بات ہے کہ باب اور بہاء اللہ دونوں خدائی کے بالصراحت دعویدار ہیں جس سے انکار کرنا بہائیوں کی دھوکہ دہی ہے اور یہ اول درجہ کی دجالیت ہے کہ یہ کہا جائے کہ وہ تو خدا سے دعائیں کرتے تھے اگر وہ خدا ہوتے یا مدعی خدائی ہوتے تو روز روز کر خدا سے دعائیں کیوں کرتے۔ ہم کہتے ہیں کہ پہلے نصاریٰ موجود ہیں جو مسیح کو خدا بھی مانتے ہیں اور کامل انسان بھی اور جب کوئی بات عاجزی اور انکساری کی پیش کر کے الوہیت کا ابطال کیا جائے تو وہ جھٹ کہتے ہیں کہ یہ کلام از راہ انسانیت ہے ٹھیک وہی حال بابیوں اور بہائیوں کے مدعیان الوہیت و ربوبیت کا ہے چنانچہ وہ خود بھی قائل ہیں کہ:۔

”حضرت عیسیٰ ایک وسیلہ تھے اور عیسائیوں نے آپ کے ظہور کو خدا کی آمد قرار دینے میں بالکل صحیح رویہ اختیار کیا آپ کے چہرہ میں انھوں نے خدا کے چہرہ کو دیکھا اور آپ کے لبوں سے انھوں نے خدا کی آواز کو سنا“

(عصر جدید صفحہ ۲۵۳-۲۵۴)

گویا عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا ماننے میں بالکل صحیح راہ اختیار کی (نعوذ باللہ من ذالک الدجل العظیم) اور قرآن پاک کا عیسائیوں کے متعلق یہ کہنا کہ:۔

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح عیسیٰ ابن مریم یعنی وہ لوگ جنہوں نے یہ کہا کہ مسیح بیٹا مریم کا خدا ہے انھوں نے کفر کیا۔ درست نہیں۔ نعوذ باللہ۔

عصر جدید کے نقطۂ نگاہ سے جس طرح عیسائیوں کا عیسیٰ کو خدا جاننا صحیح ہے ویسے ہی بہائیوں کے نزدیک بہاء اللہ کی الوہیت اور ربوبیت ہے۔ وہ جب عیسائیوں سے بات چیت کرتے ہیں تو عموماً صاف صاف طور پر بہاء اللہ کی خدائی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور مسیح کو بیٹا خدا اور بہاء اللہ کو باپ خدا کہتے ہیں۔ مگر یہ سب خدا کے نزدیک ویسے ہی کفر ہے جیسے عیسائیوں کا مسیح کو خدا بنانا۔

الغرض بہاء اللہ مدعی الوہیت ہے اور یہ اس کے دجال ہونے کی نشانی ہے حدیثوں میں یہ بھی آتا ہے کہ دجال نبوت کا دعوے کرے گا اب بظاہر یہ مشکل بات ہے کہ کس طرح ایک شخص ایک طرف اپنے آپ کو خدا کہے پھر اسی منہ سے اپنے آپ کو خدا کا نبی یا رسول کہے مگر بہائیوں نے اس مشکل کا حل کر دیا ہے وہ باب اور بہاء اللہ کو خدا بھی مانتے ہیں اور نبی اور رسول بھی اور ان کی دلیل جس کی بنا پر وہ ایسا کرتے ہیں بہاء اللہ ہی کی تحریریں ہیں جن میں بعثنی اللہ ارسلنی کے الفاظ سے ظاہر یہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے رسول ہونے کے مدعی تھے۔ بہرحال ایک رنگ میں دعوے الوہیت بھی موجود ہے اور دوسرے پہلو سے رسالت کا بھی دعوے موجود ہے جس سے ثابت ہو

ہے کہ باب اور بہاء دونوں بنیکلان کے زندہ اتم ہیں۔ اس لئے ان کا وجود اس مجازی قیامت کا بھی باعث نہیں ہو سکتا جو خدا کے ماموروں کے ذریعہ قائم ہوتی ہے۔

اصل قیامت } قرآن مجید کی رو سے اصل قیامت فناء دنیا کے بعد تمام اولین وآخرین کا اپنی اپنی قبروں سے نکل کر خدا تعالےٰ کے حضور حاضر ہونا اور بعد از حساب وکتاب کامل طور پر جزا یا سزا پانا ہے۔ اب اس بات کا ثبوت ہمارے ذمہ ہے۔ مگر بہائیوں کو بہت سختی سے اس قیامت کا انکار ہے۔ خود بہاء اللہ نے بھی اس قیامت کو امر موہوم قرار دیا ہے۔ لیکن اسلام کی صداقت کے لئے خدا تعالےٰ کے زبردست ہاتھ نے خود بہاء اللہ سے حقیقی قیامت کا اقرار کرا کر ہی چھوڑا۔ چنانچہ بہاء اللہ صاحب نے لوح سلطان میں لکھا کہ:۔

روز آخر

"کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ جا کر پھر واپس بھی آئیں گے۔ قسم ہے مالکوں کے مالک کی وہ روز آخرت سے پہلے ہرگز واپس نہیں آئیں گے اس روز لوگ اپنی قبروں سے اٹھیں گے اور ان کی جمع کی ہوئی دولت کے بارے میں ان سے سوال ہوگا اس دن کہ جب پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائیں گے۔ اور ہر شخص خدا تعالیٰ کے حضور بازپرس کے لئے حاضر کیا جائیگا۔"

(لوح بنام ناصر الدین شاہ ایران جواب الحیات میں درج ہے)

یہ قیامت یوم آخرت ہے جس کا ذکر مالکوں کے مالک کی قسم کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ بہائی اس کا جواب دینے سے قاصر ہیں۔ ایک دفعہ میں نے یہ حوالہ مولوی علی بہائی کے سامنے پیش کیا تو ان سے کوئی جواب تو نہ بن پڑا البتہ انہوں نے یہ کہہ کر پیچھا چھڑا لیا کہ یہ ترجمہ صحیح نہیں ہے حالانکہ ترجمہ بالکل درست ہے اور اصل عربی عبارت موجود ہے جس کا ترجمہ اس ترجمہ کے سوا کچھ نہیں بنتا۔ بہرحال ان کا جواب ہی ان کی عاجزی اور شکست کی کھلی دلیل ہے۔ اگر ترجمہ درست ہے تو ہمارا دعوےٰ ثابت ہے اور اسے غلط کہنے کی ضرورت کیا ہے۔ اور ترجمہ درست ہونے کے لئے یہ کافی ثبوت ہے کہ خود بہائیوں کا اپنا شائع کردہ ترجمہ ہے۔ جسے بار بار وہ شائع کر چکے ہیں۔ اور شوقی آفندی صاحب نے اسے ولی الامر بہائی ہیں ان سے جب یہ عبارت پیش کر کے پوچھا گیا تو انہوں نے ترجمہ کی صحت پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ صرف یہ کہا کہ اس عبارت میں قیامت کا لفظ بطور استعارہ ہوا گیا ہے حالانکہ یہ بھی غلط بات ہے۔ بہرحال یہ عبارت اہل اسلام کے عقیدہ دوبارہ یوم الآخر یا قیامت کی پوری طرح تصدیق کرتی ہے جس کا انکار کرنا حماقت ہے۔

ہم اپنے عقیدہ کے ثبوت کے لئے کسی کی تصدیق کے محتاج نہیں مگر خود بابیوں اور بہائیوں پر اتمام حجت کے لئے میں نے لوح سلطان کا حوالہ پیش کیا ہے ورنہ قرآن مجید تو اس مسئلہ پر بہت واضح ہے۔ قیامت کا نام آخرت اور یوم الآخر بمقابلہ دنیا کے رکھکر بتا دیا کہ قیامت دنیا کے دور کے بعد ہے ہم ہر روز دعا کرتے ہیں کہ

ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة۔

اس قرآنی دعا میں آخرت بمقابلہ دنیا کے رکھکر بتا دیا کہ دنیا اور شئے ہے اور آخرت دوسری شئے۔ لیکن کسی رسول کی بعثت جسے مجازاً قیامت کہ سکتے ہیں وہ تو دنیا میں شامل ہے اسلئے "الآخرة" دنیا کے بعد ہی ہے اور وہی حقیقی قیامت ہے۔ مرنے والوں اور زندوں کے درمیان اس یوم آخرت تک ایک برزخ ہے جیسا کہ فرمایا۔

من ورائهم برزخ الی یوم یبعثون"

اسی آیت کو مدنظر رکھتے ہوئے بہاء اللہ نے خدا کی قسم کھا کر یہ لکھا ہے کہ

" وہ روز آخرت سے پہلے ہرگز واپس نہیں آئیں گے"

بہاء نے ایسا کیوں لکھا۔ اس لئے کہ قرآن مجید میں اس آیت کے اندر ہی یہ سوال موجود ہے کہ مرنے والا سوال کرتا ہے کہ:۔

"رب ارجعون"

اے میرے رب مجھے دنیا میں واپس بھیجدے جواب ملتا ہے کہ ہرگز نہیں۔ مرنے والوں اور زندوں کے درمیان یوم البعث تک برزخ ہے جو پردہ یا روک قیامت کے دن اٹھا دی جائے گی اور سب کے سب لوگ اپنی اپنی قبروں سے زندہ ہو کر خدا کے حضور اپنا اپنا نامہ اعمال لئے ہوئے کھڑے ہوں گے۔

اعمال نامہ } قرآن شریف میں آتا ہے کہ اپنا اپنا اعمال نامہ ہر ایک شخص کو دیا جائیگا جسے وہ دیکھ کر بول اٹھیں گے کہ یہ اعمال نامہ تو نہ ہماری چھوٹی بات کو چھوڑتا ہے نہ بڑی کو۔ مجرم بول اٹھیں گے کہ کاش ہمیں یہ اعمال نامہ دیا ہی نہ جاتا۔ مگر بہائی لوگ اس بات کے بھی منکر ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید میں بڑی وضاحت سے اس کا ذکر ہے۔ کہیں فرمایا کہ جو کچھ انسان اعمال کرتا ہے اسے ہم لکھتے ہیں کہیں فرمایا کہ کوئی لفظ جب انسان منہ سے بولتا ہے تو فوراً اس لفظ کو محفوظ کرنے کے لئے ہمارے ملائکہ تیار رہتے ہیں اور لکھ لیتے ہیں۔ لیکن چونکہ بہائی اس حقیقت کے بھی منکر ہیں اس لئے میں ان پر اتمام حجت کے لئے اس کے متعلق بھی بہائی شہادت پیش کرتا ہوں۔ سنئے:۔

"گمان مبرید کہ آنچہ را مرتکب شدید از نظر محو شدہ۔ قسم بجمالم کہ در الواح زبرجدی از قلم جلی تمام اعمال شما ثبت گشتہ" (الواح صـ ۳۹۲)

ترجمہ:۔ یہ گمان نہ کرو کہ جو کچھ تم کر چکے وہ نظر سے مٹ چکا ہے مجھے اپنے جمال کی قسم تمہارے تمام اعمال الواح زبرجدی میں جلی قلم سے لکھے جا چکے ہیں۔

یہ الواح زبرجدی جن میں اعمال انسانی مندرج ہیں انسانوں کے اعمال نامے ہیں اور روز قیامت ہر شخص کے ہاتھ میں اسکا اعمال نامہ ہوگا جس کے مطابق جزا و سزا کا حکم ہوگا لیکن اگر قیامت ہی کوئی نہیں تو یہ الواح زبرجدی بیکار محض ہیں۔ اور اگر قیامت سے مراد بہاء کی آمد ہی تھی تو اس نے ان اعمال ناموں کا کس دن کے لئے ذکر کیا ہے۔

حقیقی قیامت کے لئے ایک فیصلہ کن دلیل

اب ہم قرآن مجید سے ایک ایسی فیصلہ کن دلیل پیش کرتے ہیں جس سے حقیقی قیامت کا ثبوت دو اور دو چار کی طرح ثابت ہو جاتا ہے اور وہ دلیل مندرجہ ذیل ہے:۔

ایک بڑی پیشگوئی } خدا تعالےٰ فرماتا ہے وان من قرية الا نحن مهلكوها قبل يوم القيامة او معذبوها عذابا شديدا۔ كان ذالك فی الكتاب مسطورا۔ ۱۵/۶

یعنی کوئی بستی نہیں جسے ہم قیامت کے دن سے پہلے ہلاک نہ کریں یا اسے سخت عذاب نہ دیں۔ یہ خدا کی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

اب جب ہم اس زمانہ کے حالات پر نظر کرتے ہیں تو صاف دیکھتے ہیں کہ یہ موعود عذاب الٰہی دنیا پر نازل ہو چکا ہے اور ہو بھی رہا ہے۔ ہزاروں شہر بالکل تباہ و ویران کر دیئے گئے اور بیشمار آبادیاں ویرانے بن گئیں۔ اور اس خوفناک جنگ کی لپیٹ کی تباہی سے چرند پرند تک باہر نہیں رہے۔ اور دنیا کا گوشہ گوشہ اس عذاب الٰہی کا مزہ چکھ رہا ہے۔ اگر کسی حصہ زمین پر جنگ نہیں ہوا تو وہاں بالواسطہ عذاب الٰہی قحط و وباء کے رنگ میں موجود ہے اور ابھی معلوم نہیں کہ اور کس قدر سخت عذاب آنیوالا ہے۔

اس عذاب الیم کی شدت کو تمام بڑی بڑی حکومتیں بھی محسوس کر رہی ہیں کیونکہ کروڑہا روپے روزانہ کا جنگی خرچ بڑی سے بڑی سلطنت کا دیوالہ نکال دینے والا ہے۔ اور اس مالی نقصان کے علاوہ جانی نقصان بھی بہت ہی زیادہ ہو رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک جنگ روئے زمین پر پہلے آنے والی تمام آفات پر سبقت لے گیا ہے اور دل محسوس کر رہے ہیں کہ یہ بہت ہی بڑا عذاب ہے جو اہل عالم پر طاری ہے جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں موجود نہیں ہے۔ احادیث نبویہ میں بھی اس عذاب کی خبر صراحت سے موجود ہے۔ یہ جنگ دجال اہل دنیا کی بد عنوانیوں کے نتیجے میں بطور سزا کے ہے۔ تاکہ لوگ دنیا فانی سے منہ موڑ کر خدا کی طرف امن کے لئے متوجہ ہوں اور جب تک دنیا خوف زدہ ہو کر توجہ نہیں کرتی یہ عذاب کبھی ختم نہ ہوگا۔

(باقی دارد)

دیہات میں کام کرنے والے مبلغین کی ضرورت

جماعت کی توسیع واستحکام کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ حضرت مسیح موعود اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کا پیغام دیہات کے اندر بھی وسیع طور پر پہنچایا جائے، اس غرض سے دیہات میں کام کرنیوالے مبلغین کی ضرورت ہے جو دوست اس کی اہلیت رکھتے ہوں اور اپنے آپ کو دوسرے کاموں سے فارغ کر کے اس دینی خدمت میں لگا سکیں، وہ ذیل کے پتہ پر اطلاع دیں جس میں اپنی تعلیمی قابلیت اور دینی واقفیت کا بھی ذکر ہو، اور یہ بھی بتایا جائے کہ کس قدر مشاہرہ پر اس خدمت دین کو انجام دینے کے لئے تیار ہوں گے۔

اگر کوئی ایسے دوست ہوں جو کام کی اہلیت رکھتے ہوں لیکن واقفیت کما حقہ نہ رکھتے ہوں تو انہیں لاہور میں حسب ضرورت ٹریننگ دینے کا انتظام کر دیا جائے گا اور تمام درخواستیں اس پتہ پر بھیجی جائیں۔

پتہ

انچارج شعبہ تبلیغ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس، لاہور

بیرونی جماعتوں کے جلسے

ہر سال مارچ۔ اپریل میں ہماری بیرونی جماعتیں اپنے اپنے شہروں میں سالانہ جلسے منعقد کیا کرتی ہیں لیکن اس سال مارچ کے بجائے اپریل مئی میں جلسوں کے انعقاد کی تجویز کی گئی ہے، لہذا جو جماعتیں جلسے کرنا چاہتی ہوں وہ مہربانی فرما کر بہت جلد مرکز میں اطلاع بھجوا دیں تاکہ تاریخوں کا تعین اور پروگرام کا فیصلہ کیا جا سکے۔

احباب کو چاہیئے کہ جلسوں کے لئے حتی الوسع ایسے دن مقرر کئے جائیں جو فراغت کے دن ہوں اور لوگ آسانی کے ساتھ شریک ہو سکیں۔ والسلام

خاکسار

شیخ عبدالرحمان مصری

انچارج شعبہ تبلیغ۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

(بقیہ از صفحہ ۲)

بجائے شجاعت کے بزدلی پیدا ہو جاتی ہے اور وہ اپنے اس دشمن کا مقابلہ جو امن میں مخل ہو نہیں کر سکتی اور اس کی مثال وہ موجودہ روس کو پیش کرتے ہیں۔

لیکن اگر یہ کہا جائے کہ چھٹی صدی میں ایران روم کے خلاف لڑنے والے رومی فارسی عرب امیر اور غریب نہیں تھے ان کا مقابلہ داد شجاعت حاصل نہیں کر چکا۔

روما کے وہ کون لوگ تھے جن لوگوں نے لاطینی اقوام کا بے جگری سے مقابلہ کیا۔ قرطاجنہ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فلسفہ کی کمزوریوں کو ظاہر کرنیکی ضرورت

علوم جدیدہ کی ماہیت اور کیفیت سے آگاہی حاصل کرو میں ان مولویوں کو غلطی پر جانتا ہوں جو علوم جدیدہ کی تعلیم کے مخالف ہیں وہ دراصل اپنی غلطی اور کمزوری کو چھپانے کے لئے ایسا کرتے ہیں ان کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ علوم جدیدہ کی تحقیقات اسلام سے بدظن اور گمراہ کر دیتی ہے اور وہ یہ قرار دئیے بیٹھے ہیں کہ گویا عقل اور سائنس اسلام سے بالکل متضاد چیزیں ہیں چونکہ خود فلسفہ کی کمزوریوں کو ظاہر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اسلئے اپنی اس کمزوری کو چھپانے کیلئے یہ بات تراشتے ہیں کہ علوم جدیدہ کا پڑھنا ہی جائز نہیں ان کی روح فلسفہ سے کانپتی ہے اور نئی تحقیقات کے سامنے سجدہ کرتی ہے

سچا فلسفہ قرآن میں ہے مگر وہ سچا فلسفہ ان کو نہیں ملا جو الہام الٰہی سے پیدا ہوتا ہے جو قرآن کریم میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے وہ ان کو اور صرف انہی کو دیا جاتا ہے جو نہایت تذلل اور نیستی سے اپنے تئیں اللہ تعالےٰ کے دروازے پر پھینک دیتے ہیں جن کے دل اور دماغ سے متکبرانہ خیالات کا تعفن نکل جاتا ہے اور جو اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرتے ہوئے گڑگڑا کر سچی عبودیت کا اقرار کرتے ہیں -

علوم جدیدہ کو اسلام کے تابع کرنا چاہیئے - پس ضرورت ہے کہ آج کل دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے علوم جدیدہ حاصل کرو اور بڑے جد و جہد سے حاصل کرو لیکن مجھے یہ بھی تجربہ ہے جو بطور انتباہ میں بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ جو لوگ ان علوم ہی میں یکطرفہ پڑ گئے اور ایسے محو اور منہمک ہوئے کہ کسی اہل دل اور اہل ذکر کے پاس بیٹھنے کا ان کو موقع نہ ملا اور وہ خود اپنے اندر الٰہی نور نہ رکھتے تھے وہ عموماً ٹھوکر کھا گئے اور اسلام سے دور جا پڑے اور بجائے اس کے کہ ان علوم کو اسلام کے تابع کرتے الٹا

اسلام کو علوم کے ماتحت کرنے کی بیہودہ کوشش کر کے اپنے زعم میں دینی اور قومی خدمات کے متکفل بن گئے مگر یاد رکھو کہ یہ کام وہی کر سکتا ہے یعنی دینی خدمت وہی بجا لا سکتا ہے جو آسمانی روشنی اپنے اندر رکھتا ہو، بات یہ ہے کہ ان علوم کی تعلیم یا دہریت اور فلسفیت کے رنگ میں دی جاتی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ ان تعلیمات کا دلدادہ چند روز تو حسن ظن کی وجہ سے جو اس کو فطرتاً حاصل ہوتا ہے رسوم اسلام کا پابند رہتا ہے - لیکن جوں جوں ادھر قدم بڑھاتا چلا جاتا ہے اسلام کو دور چھوڑتا جاتا ہے اور آخر ان رسوم کی پابندی سے بالکل ہی رہ جاتا ہے اور حقیقت سے کچھ تعلق نہیں رہتا۔

یکطرفہ علوم کی تحقیقات اور تعلیم میں منہمک ہونیکا نتیجہ یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے اور ہوا ہے یکطرفہ علوم کی تحقیقات اور تعلیم میں منہمک ہونے کا۔ بہت سے لوگ قومی لیڈر کہلا کر بھی اس رمز کو نہیں سمجھ سکے کہ علوم جدیدہ کی تحصیل جب ہی مفید ہو سکتی ہے جب محض دینی خدمت کی نیت سے ہو اور کسی اہل دل آسمانی عقل اپنے اندر رکھنے والے مرد خدا کی صحبت سے فائدہ اٹھایا جائے -

میرا ایمان یہی کہتا ہے کہ اس دہریت نما نیچریت کے پھیلنے کی یہی وجہ ہے کہ جو شیطانی حملے الحاد کے زہر سے بھرے ہوئے علوم طبعی، فلسفی یا ہیئت والوں کی طرف سے اسلام پر ہوتے ہیں ان کا مقابلہ کرنے کے لئے یا ان کا جواب دینے کے لئے اسلام اور آسمانی نور کو عاجز سمجھ کر عقلی ڈھکوسلوں اور فرضی اور قیاسی دلائل کو کام میں لایا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے عجیب قرآن کریم کے مطالب اور مقاصد سے کہیں دور جا پڑتے ہیں اور الحاد کا ایک چھپا ہوا پردہ اپنے دل پر ڈال لیتے ہیں جو ایک وقت آخر اگر اللہ تعالیٰ اپنا فضل نہ کرے تو دہریت کا جامہ پہن لیتا ہے اور وہی زنگ دل کو دیتا ہے جس سے وہ ہلاک ہو جاتا ہے - (رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء)

بمبئی میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۴ر جنوری کو جماعت کے چند احباب سے مقامی معاملات کے متعلق گفتگو فرمائی - ۲۵ر کو قرآن شریف کا درس بعد نماز مغرب بیان فرمایا جس میں جماعت کے احباب کے علاوہ دیگر احباب بھی موجود تھے - ۲۶ر کو نماز جمعہ پڑھائی اور ایمان باللہ - اعمال صالح - اتفاق و اتحاد اور اشاعت اسلام کے لئے قربانی کے متعلق بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا - جمعہ کی نماز کے بعد ایک صاحب محمد یونس صاحب نے بیعت کی - اسی دن ۵½ بجے اسلام کلب میں آنریبل سر رحمت اللہ چنائی نے حضرت امیر کے اعزاز میں ٹی پارٹی دی جس میں بمبئی کے سربرآوردہ اصحاب کو مدعو کیا گیا - اس پارٹی کی مختصر روئیداد گذشتہ پرچہ میں شائع ہو چکی ہے۔

۲۸ر کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پنجابی مسلمانوں کے ایک وفد نے ملاقات کی اور اسی دن جناب سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب اور ان کے صاحبزادے آدم اسمٰعیل صاحب نے بھی دو گھنٹہ تک ملاقات کی - ۲۹ر کو مغرب کی نماز کے بعد حضرت امیر نے قرآن شریف کا پر از معارف درس بیان فرمایا - جس میں اپنی جماعت کے علاوہ قادیانی اور غیر احمدی احباب بھی موجود تھے - ۹½ بجے جناب سیٹھ منشی فضل حسین صاحب نے کھانے کی دعوت دی جس میں حضرت امیر - جناب فاروقی صاحب - جناب عبد العزیز خاں صاحب پولیس افسر اور بیت سے تاجر اور گورنمنٹ آفیسر اور حبیب الرحمان صاحب صادق موجود تھے ۔

(نامہ نگار)

اخبار احمدیہ

اعلان نکاح ۲۰ر جنوری ۱۹۴۵ء کو بابو عبد القادر صاحب مسلم ٹاؤن کی صاحبزادی رضیہ بیگم بی - اے کا نکاح شیخ عبد العزیز صاحب بی - اے (کلکتہ) کے ساتھ پانچہزار مہر پر ہوا -

خطبہ نکاح حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے پڑھا - اور حقوق زوجین پر ایک عالمانہ تقریر فرمائی - دولہا کی طرف سے مبلغ ۵۰ روپے انجمن میں بطور عطیہ شکریہ کیساتھ وصول ہوئے - دعا ہے اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے - آمین -

مولود مسعود جناب غلام حسین صاحب راجپورہ کے ہاں اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو نیک اور صالح بنائے اور لمبی عمر عطا فرمائے - آمین -

وفات جناب سراج الحق صاحب سیکنڈ ماسٹر فریدآباد ضلع شیخوپورہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ ان کی دائم المریض اہلیہ وفات پا گئیں انا للہ و انا الیہ راجعون - دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے آمین - احباب سلسلہ

نظام جدید کی بنیادیں

مترجمہ شیخ محمد آصف بی۔اے

نوٹ:۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی بلند پایہ کتاب نیو ورلڈ آرڈر کے دو ابواب کا ترجمہ ہم گذشتہ اشاعتوں میں درج کر چکے ہیں پہلے باب کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

نوع انسانی اس وقت حادثہ عظیم اور خطرناک بحران سے دوچار ہے جو اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھا پہلی جنگ عظیم سے جو تباہ کاریاں ہوئیں وہ موجودہ نسل کے دماغوں میں ابھی تازہ نقش ہیں بیس سال کے قلیل عرصہ میں ہم اس دنیا کے ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ تک دوسری عالمگیر جنگ کی صورت میں حقیقی جہنم کو بھڑکتا ہوا دیکھتے ہیں اور اس موجودہ آتشزدگی کے فرو ہونے کی معمولی سی علامت بھی نہیں ہے اور ابھی سے ایک تیسری عالمگیر جنگ کی مدہم سی آواز سنائی دے رہی ہے اور کیا معلوم کہ چوتھی اور پانچویں جنگ بھی ہو جائے اور ان میں سے ہر ایک پہلی سے بڑھکر خوفناک ہو یہ جنگوں کا ذخیرہ ابھی دنیا کے لئے باقی ہے

کیا یہی وہ دروازہ ہے جس سے انسانیت گذر کر ایک اعلیٰ نظام عالم کو جنم دے رہی ہے؟ یہ ہر اس شخص کی آرزو اور امید ہے جسے خدا کی حکمت پر یقین ہے حتیٰ کہ وہ آدمی بھی جسے خدا پر ایمان نہیں وہ ان بھیانک تباہیوں کو ایک زبردست انقلاب کا نقیب سمجھتا ہے اور حقیقت یہی ہے کہ یہ سب کچھ جیسا کہ بعد میں واضح کیا جائے گا ایک آلہٰی حکمت اور مشیت کے مطابق ہو رہا ہے جس کا منشاء یہ ہے کہ بتدریج انسانیت کو اس کے مخصوص اور مقررشدہ کمال تک پہنچایا جائے۔

نئے نظام عالم کے لئے دنیا میں ہر طرف سے یہ آواز زیادہ نمایاں ہے۔ مغربی لوگوں کا پہلے یہ خیال تھا کہ وہ اپنی بے نظیر مادی ترقی اور تسخیر کائنات کی وجہ سے حد عروج اور کمال تک پہنچ چکے ہیں گذشتہ تیس سال کے متعاقب اور تمام واقعات سے مغربی لوگوں کے اس خیال کو سخت صدمہ پہنچا ہے مادی ترقی جس کے متعلق پہلے یہ یقین تھا کہ وہ نسل انسانی کے لئے غیر معمولی خوشی کا باعث ہوگی وہ ناقابل بیان مصیبت اور وسیع تباہی کا باعث بن چکی ہے دنیا میں اس وقت افراتفری مچ رہی ہے ہر ایک ضعیف اور کمزور قوم اپنے قوی اور ترقی یافتہ ہمسایہ کے مظالم کا شکار ہو رہی ہے اور بین الاقوامی تعلقات میں خیر و شر کی حس قومی ترقی اور وسعت کے جذبہ کے سامنے بالکل معدوم ہو چکی ہے اور دنیا کے ایک کنارے سے لیکر دوسرے کنارے تک یہی ذہنیت حکومت کر رہی ہے اور جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا اصول آج اسی طرح درست ہے جیسا کہ انسان کے وحشیانہ دور میں تھا۔ مادی ترقی سے بجائے حد عروج تک پہنچنے کے دنیا قعر ذلت کی انتہائی گہرائی میں گر چکی ہے اور دنیا [illegible] ہے جس

جبکہ وہ آج سے ہزاروں سال پیشتر قتل اور انہدام کی وجہ سے تھی۔

ہر طرف خود غرضی ہے دوسروں کے حقوق کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ اخلاقی ذمہ داری کا احساس مفقود ہے، کمزوروں پر ستم توڑے جاتے ہیں اور یہ باتیں دنیا پر محیط ہو چکی ہیں اور شاید اس تہذیب و تمدن کے زمانہ میں اس سے زیادہ ہیں جتنا کہ وہ انسان کے وحشیانہ دور میں تھیں۔ خود غرضی کو اس وقت تک برا کہا جاتا ہے جبکہ وہ ایک عارضہ کی طرح ایک فرد یا چند افراد پر اثر انداز ہو رہی ہو لیکن جب وہ ایک وباء کی صورت اختیار کر جائے اور ساری قوم کو اس عارضہ میں مبتلا کر دے تو اسے قوم کی ایک نمایاں ترقی سمجھ کر اس کی تعریف کی جاتی ہے۔ افراد شاید بعض ملکی حدود کے اندر عافیت سے ہوں لیکن تمام ممالک غیر محفوظ ہیں اور معلوم نہیں کس وقت کوئی قوم جس کے پاس جنگ کی زیادہ طاقتور مشینری ہو ان کو روندتی ہوئی گذر جائے، ایک ریاست کے حدود میں ظلم و عدوان کی اجازت نہیں لیکن دنیا میں کوئی ایسی طاقت نہیں ہے جو ایک قوم کے دوسری قوم پر مظالم کو روک سکے ایک مخصوص سماجی نظام شاید افراد کی حرص کو مٹانے میں کامیاب ہو جائے مگر قوم کی حرص کو مٹانے کے لئے کوئی ذریعہ نہیں بدی کو نیکی سمجھ لیا جاتا ہے بشرطیکہ اس نے قومیت کا جامہ اوڑھا ہوا ہو۔ انسانیت قوموں اور نسلوں میں بٹ چکی ہے جو ایک دوسرے سے نفرت کرتی ہیں وہ اپنی رفتار ترقی میں اور مادی آسائشوں کے حصول کے جذبہ میں اور دنیوی طاقت کے حصول میں ایک دوسرے کو تباہ کرنے پر تلی ہوئی ہیں اور کوئی اخلاقی ضابطہ نہیں جو انہیں اس اقدام سے باز رکھ سکے۔ یورپ کی مادی تہذیب نے جس نے دولت کے حصول کو زندگی کا سب سے بڑا اہم مقصد قرار دیا ہے وہ اس کیفیت اور توصفیت کی ذمہ دار ہے جو کہ آج کل یورپ میں ساری اور طاری ہے۔

یہ بالکل ظاہر ہے کہ مادیت جو انسانی حرص کی آگ کو ہوا دیتی ہے وہ یقیناً تباہی اور مصیبت کو لائے گی جیسا کہ اس نے دو عالمگیر جنگوں میں کیا ہے اگر کوئی ایسی طاقت نہ پیدا ہو گئی جو نسل انسانی کو متحد کر دے اور ایسی طاقت صرف روحانی طاقت ہی ہو سکتی ہے۔ لیکن مادی طور پر ترقی یافتہ مغربی دنیا میں جو موجودہ ہنگاموں کا بھونچالی مرکز ہے جو تمام دنیا میں کپکپی پیدا کر رہے ہیں ایسی روحانی قوت کا فقدان ہے۔ عیسائیت جس نے صدیوں

تک ایسی قوت پیدا کئے رکھی وہ مادیت کی بڑھتی ہوئی قوتوں کے سامنے شکست کھا گئی حتیٰ کہ اسے بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا گیا روس میں اس کی گرفت بالکل کمزور ہو چکی ہے اور وہ الحاد کی بڑھتی ہوئی رو کا مقابلہ نہیں کر سکتی جرمنی میں بھی نازی ازم عیسائیت کی اطاعت کا دم نہیں بھرتا یورپ کے دوسرے ممالک میں جہاں یہ اب تک زندہ ہے وہاں بھی یہ صرف برائے نام زندہ ہے ایک خیالی قوت کے طور پر زندہ نہیں مذہب صرف فرد کا ایک ذاتی معاملہ ہو کر رہ گیا ہے اور لوگ سوسائٹی میں اس کا اظہار کرتے ہوئے ڈرتے ہیں مونہوں پر خدا کا نام باقی ہے اور سیاستدان بجائے خدا کی خدمت کرنے کے کسی بہت بڑے قومی خطرہ یا جنگ میں فتح کے موقعہ پر خدا کا استعمال کرتے ہیں خدا کی ضرورت صرف مادی مفاد اور سیاسی مقاصد کو بروئے کار لانے کے لئے ہے سکون قلب حاصل کرنے کے لئے نہیں اس کی حیثیت مادیت کے غلام کی ہے نہ کہ ایک روحانی قوت کے طور پر مادیت کی بری قوتوں کو روکنے کے لئے جو کہ دنیا کے لئے تباہ کن ثابت ہو رہی ہیں یورپ نے خدا کو اپنے قلب کی دنیا سے جلاوطن کر دیا جس کے بدلے میں خدا نے یورپ کی سرزمین سے امن اور نظام کو جلاوطن کر دیا۔

یہ کہا جا سکتا ہے کہ یورپ آج بھی دنیا کو عیسائی بنانے پر تلا ہوا ہے وہ اس کام کے لئے بیرونی ممالک میں مشن بھیجتا ہے ایشیا اور افریقہ اور دنیا کے دوسرے حصص کو عیسائی بنانے کے لئے بڑی بڑی رقوم صرف کرتا ہے کیا اس سے یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ یورپ عیسائیت کی روحانی قوت میں یقین رکھتا ہے؟ اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا اگر یورپ کو عیسائیت کی روحانی قدر و قیمت میں یقین ہوتا تو اس نے سب سے پہلے روس کو بچانے کی کوشش کی ہوتی یورپ عیسائیت کی صرف مادی قدر میں یقین رکھتا ہے اسی لئے عیسائیت کا پیغام مشرقی اقوام کے لئے موزوں خیال کیا جاتا ہے جو مادی لحاظ سے پسماندہ ہیں ہندوستان کے اچھوتوں کے لئے وحشی قبائل کے لئے اور چینی پسماندہ عوام کے لئے اسے موزوں خیال کیا جاتا ہے یہ مادیت ہی ہے جو عیسائیت کا جامہ اوڑھ کر مشرق میں چکر کاٹتی نظر آتی ہے مشرق کو اس مذہب کے قبول کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے جو کہ روحانی لحاظ سے مغرب میں بالکل ناکام ہو چکا ہے عیسائیت یورپ کو بچا نہیں سکی جو کہ اس وقت مادیت کی گرفت میں ہے اور ایک کنارے سے لیکر دوسرے کنارے تک جہنم کی طرح شعلہ زن ہے یہ خیال کرنا بالکل فضول ہے کہ عیسائیت مشرق کو جنت بنا دے گی ناکامی عیسائیت کے ماتھے پر جلی حروف سے لکھی ہوئی ہے اس کی شکست خوردہ قوتیں مشرق میں قسمت آزمائی کر رہی ہیں اور ان کے پاس معاشی ترقی کا ایک پیغام ہے جس میں کوئی روحانی فائدہ شامل نہیں۔

اگر عیسائیت میں کوئی روحانی قوت ہے جو مادیت سے شکست کھا کر [illegible]

طور کس کو دوبارہ عیسائیت میں شامل کرنے کی کوشش نہیں کرتی جس کا الحاد تمام دنیا میں زہر پھیلا رہا ہے مشرق میں مشن روانہ کرنے کی بجائے جہاں کہ ابھی خدا کی ہستی پر ایمان یورپ اور امریکہ کی نسبت زیادہ قوت کے ساتھ پایا جاتا ہے یورپ کیوں اپنے آپ کو روسی کمیونزم سے ہی محفوظ کرنے کی کوشش کرتا ہے؟ یہ اس لئے ہے کیونکہ وہ یورپی سرمایہ داری کے لئے ایک خطرہ ہے جو کہ یورپین شہنشاہیت کا بنیادی پتھر ہے اگر بالشویک فرستادے صرف الحاد کی تبلیغ کے لئے بھیجے جاتے اور وہ یورپین سرمایہ داری اور شہنشاہیت کو نہ چھوتے تو یورپ والے ان کے خلاف انگلی کا اشارہ بھی نہ کرتے۔ عیسائیت کی ناکامی کہ وہ انسانی قلب میں ایمان کی حرارت کو قائم نہ رکھ سکی مادیت کی رو کا مقابلہ نہیں کر سکی دو وجوہ ہیں پہلی وجہ تو یہ ہے کہ عیسائی مذہب یسوع مسیح کی سادہ تعلیم نہیں بلکہ وہ مذہب جو اس کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے اس کی بنیاد ایک تحکمانہ اصول پر ہے جس سے انسانی عقل نفرت کرتی ہے جب تک یورپ جہالت میں ڈوبا رہا اس کی چرچ کے تحکمانہ اعلان سے تسلی ہوتی رہی صرف یقین رکھو استفسار نہ کرو کا اصول زندگی کے تمام شعبوں میں جب علم ترقی کر گیا تو ایسی حالت میں اس مذہب کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی جس کے بنیادی عقاید عقل کے خلاف تھے عیسائیت کا پہلا تصادم سائنس سے ہوا سائنس کے حلقہ میں ہر ایک نیا انکشاف چرچ کی طرف سے کفر خیال کیا جاتا رہا کیونکہ اس کی روح علم کی نسبت جہالت سے مناسبت رکھتی تھی عیسائیت کے ذریعہ سے نہیں بلکہ عیسائیت کے بغیر، سائنس کی تحقیق یورپ میں مستحکم اور قائم ہو گئی چرچ نے اپنی پوری قوت کے ساتھ سائنس کے ہر ایک انکشاف کو دبانے کی کوشش کی لیکن ہر دفعہ اسے شکست کا منہ دیکھنا پڑا اور اس کے بعد ایک ایسی حالت آئی کہ عیسائیت کی تمام روایات کے خلاف چرچ کے عقاید کی عقل کے ذریعہ سے توجیہ کی جانے لگی تمام بنیادی عقاید یعنی مسیح کی الوہیت، حضرت مسیح کا صلیب پر چڑھایا جانا، مسئلہ کفارہ، مقدس عشائے ربانی، جب عقل کی روشنی میں ان کی پڑتال ہونے لگی تو وہ محض خرافات اور اساطیر ثابت ہوئے جن کی بنیاد پہلی بت پرست قوموں کی اساطیر پر تھی عیسائیت ہی ایک مذہب تھا اور یسوع مسیح ہی ایک خدا تھا جس کا یورپ کو علم تھا اور جب یہ ترقی یافتہ دماغ کی تشفی نہ کر سکے تو مذہب اور خدا کا رخصت ہونا ضروری تھا۔

باقی آئندہ

خط وکتابت

گرفتہ وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

منیجر

پیغام صلح
جلد ۳۲ | یوم چہارشنبہ ۲۳ صفر ۱۳۶۴ھ | نمبر ۶

موجودہ فلسفہ اور جناب خلیفہ صاحب

خلیفہ صاحب کی یورپ کے مادی فلسفہ سے ناواقفیت

الفضل مورخہ یکم فروری میں خلیفہ صاحب کے صاحبزادہ طاہر احمد صاحب کا ایک سوال اور اس کا جواب خلیفہ صاحب قادیان کی طرف سے جواب شائع ہوا ہے مرزا طاہر احمد صاحب نے سوال کیا کہ موجودہ فلسفہ کی رو سے اسلام پر بعض اعتراضات کئے جاتے ہیں جن کے جوابات کے لئے ہمارے سلسلہ میں کوئی کتاب نہیں نہ مولوی فاضل ان کا جواب دے سکتے ہیں اور نہ ہمارے مدرسوں کے کورس میں کوئی ایسی کتاب ہے جو ان اعتراضات کے جوابات پر مشتمل ہو اسلئے حضور اس کے متعلق کوئی کتاب تحریر فرمائیں تاکہ اسلام پر موجودہ فلسفیوں کی طرف سے جو اعتراضات کئے جاتے ہیں انکا ازالہ ہو —— اس کے جواب میں خلیفہ صاحب نے فرمایا۔ ہمارا تجربہ تو یہی ہے کہ فلسفہ محض بکواس ہے اور بکواس کا جواب دینے کے لئے کسی کتاب کی ضرورت نہیں ہوتی صرف اس بات کی ضرورت ہے کہ لوگوں کی ذہنیت میں تغیر پیدا کیا جا سکے جب یہ تغیر پیدا ہو جاتا ہے تو اعتراضات آپ ہی آپ بے حقیقت نظر آنے لگتے ہیں ....."

اس سوال و جواب کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ صاحب نے میاں طاہر احمد صاحب کے سوال کا تسلی بخش جواب نہیں دیا۔ موجودہ مادی فلسفہ کو صرف بکواس کہہ کر ٹال دینا کوئی معقول جواب نہیں یہ محض تحکم ہے جو والد ہونے کی حیثیت سے تو شاید درست ہو لیکن ایک مذہبی رہنما ہونے کی حیثیت سے قابل تعریف نہیں خلیفہ صاحب کے سارے جواب کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک فلسفہ سے مراد صرف مابعد الطبیعات ہے حالانکہ یہ حقیقت نہیں یورپ کی فلسفیانہ مادیت مابعد طبیعات سے بالکل ایک علیحدہ اور مختلف چیز ہے جو صرف عالم محسوس سے متعلق ہے اور یہی فلسفیانہ مادیت ہی ہے جس پر موجودہ یورپ کی عمارت کھڑی ہے یورپ کے مادیین اور روحانیین کی کشمکش سے قطع نظر کرتے ہوئے اس وقت بھی یورپ کے دو بڑے سیاسی نظام فسطائیت اور بالشوزم ہیگل کے فلسفہ پر قائم ہیں کارل مارکس نے ہیگل کے منطقی اسلوب (Dialectic Method) کو تاریخ انسانی پر منطبق کیا ہے اور اسی منطقی اسلوب سے تاریخ کے مختلف ادوار کا تجزیہ کیا ہے۔ کارل مارکس کا فلسفہ معاشیات خالصتًا مادی اور ملحدانہ ہے ان حقائق کے پیش نظر جناب خلیفہ صاحب کا مغربی فلسفہ کو صرف مابعد طبیعاتی فلسفہ خیال کرنا یا تو تجاہل عارفانہ ہے یا مغربی علوم سے حد درجہ کی بے خبری ہے کیا انہیں اس حقیقت کی خبر نہیں کہ اس سائنس کے زمانہ میں محض نظری مسائل کو زیادہ اہمیت حاصل نہیں بلکہ معاشی فلسفہ کو اہم خیال کیا جاتا ہے اور اس مادی فلسفہ میں عقل اور منطق کو صحیح راہ سمجھا جاتا ہے اور روحانی اقدار کو چونکہ وہ ان مادہ پرستوں کے نزدیک خالص عقلی اور منطقی معیار پر پوری نہیں اترتیں رد کر دیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ عقلیت اور فلسفیانہ مادیت وحی اور الہام کو مافوق الفطرت اور نعوذ باللہ توہمات کا پلندا سمجھتی ہے اس زمانہ میں یہ واضح کرنا از حد ضروری ہے کہ آیا سماجی سیاسی اور معاشی معاملات میں صرف عقل کی رہنمائی کافی ہے یا انسان کو ہمیشہ اور تاریخ کے ہر مرحلہ پر اپنی رہنمائی کے لئے وحی اور الہام کی ضرورت ہے اس لئے لازم ہے کہ ایسا لٹریچر پیدا کیا جائے جس سے عقل اور الہام میں تضاد نہیں بلکہ عقل پر الہام کی برتری ثابت ہو کیونکہ یہی وہ صحیح راستہ ہے جس کی طرف حضرت امام عصر نے رہنمائی فرمائی ہے آج حضرت امام وقت کے علم اور معرفت کی روشنی میں یہ واضح کرنے کی ضرورت ہے کہ بغیر وحی اور الہام کی رہنمائی کے کوئی پختہ اور دیرپا نظام عالم قائم نہیں ہو سکتا۔ آجکل کیونزم کی رو ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اپنے ہاں ملک کا نوجوان طبقہ اشتراکی فلسفہ سے متاثر ہے ۱۹۳۶ء میں ہندوستان کے قومی پلیٹ فارم سے اشتراکیت کا باقاعدہ پرچار شروع ہوا اور آہستہ آہستہ ملک کے طول و عرض میں فلسفیانہ مادیت ایک منظم روپ میں یعنی اشتراکیت کی صورت میں پھیلنے لگی چنانچہ نوجوانوں کے ترقی پسندانہ ادب پر اسکا نمایاں اثر ہے اور طبائع میں عام طور پر تشکک پایا جاتا ہے سو اس مادی فلسفہ کے مقابلہ میں ایچ پیچ منطقی مغالطوں اور موشگافیوں کی بجائے ٹھوس اور حقیقی علم کی ضرورت ہے —— میاں طاہر احمد چونکہ نئے دور کے طالبعلم ہیں اس لئے انھوں نے غیر شعوری طور پر اس فلسفیانہ مادیت کی رو کو محسوس کیا اور خلیفہ صاحب پر یہ سوال کیا مگر افسوس ہے کہ خلیفہ صاحب نے باوجود اپنے دعوئے علم و فضل کے اس کا تسلی بخش جواب نہیں دیا بلکہ اپنی بے خبری اور لاعلمی کو تحکم کے پردہ میں چھپانے کی کوشش کی جناب خلیفہ صاحب کو یہ دعوےٰ ہے کہ وہ ظاہری و باطنی علوم سے پر کئے گئے ہیں ان کے باطنی علوم کا تو شاید انہی لوگوں کو تجربہ ہوگا جن کو ان سے باطنی فیض پہنچا ہے لیکن ظاہری علوم میں ان کی مہارت

شذرات

صوبہ بنگال کی مسلم لیگ کا فیصلہ

صوبہ بنگال کی مسلم لیگ نے فیصلہ کیا ہے کہ تعلیمیافتہ نوجوانوں کی قرآنی تعلیم کی جماعتیں کھولے مسلم لیگ مذکور کے معتمد نے اس اقدام کی توجیہہ کرتے ہوئے کہا:-

"تعلیم یافتہ مسلم نوجوان مذہب سے ناواقفیت کی بنا پر بلا سوچے سمجھے "مارکسزم" کی جانب دوڑے چلے جا رہے ہیں اور ان میں مذہب سے بے نیازی کے آثار پائے جانے لگے ہیں اس کے انسداد کے لئے اس امر کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے کہ انہیں مذہب اسلام اور قرآن مجید کی بصیرت افروز تعلیمات سے واقف کر دیا جائے"

مارکسزم اس زمانہ میں ایک خطرناک مادی اور ملحدانہ تحریک ہے صوبہ بنگال کی مسلم لیگ نے اسکے اثر سے مسلمان نوجوانوں کو بچانے کے لئے جو قدم اٹھایا ہے، وہ موجودہ زمانہ کے تقاضا کے مطابق ہے نوجوان مارکسزم کی طرف اسلئے مائل ہوتے ہیں کیونکہ انہیں اسلام کے بلند اور نہایت اعلیٰ اصولوں سے واقفیت نہیں ہوتی اسلام کو اپنی خوبیوں کی وجہ سے مارکسزم سے کوئی خطرہ نہیں البتہ نوجوانوں کی بے خبری سے ضرور خطرہ ہے کیونکہ اسلام سے عدم واقفیت کی وجہ سے مارکسزم کے شکار ہو جانے کے امکانات بہت زیادہ ہیں اس وقت جماعت احمدیہ کو خصوصًا اور مسلمانوں کو عمومًا اس طرف فوری توجہ مبذول کرنا چاہیئے اور قرآنی تعلیم کو اتنا عام کر دینا چاہیئے کہ کوئی مسلمان نوجوان اسلام کے معاشی نظام اور قرآن مجید کے بصیرت افروز اصولوں سے ناواقف نہ رہے۔

جرمن ترجمۃ القرآن کے متعلق ایک رائے

"احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا جرمن ترجمۃ القرآن مع تفسیر مقام برلن ۱۹۳۸ء میں شائع ہوا یہ جرمن زبان میں پہلا مستند اور صحیح ترجمہ ہے تفسیر یورپ کے مذاق اور ضروریات کو پیش نظر رکھ کر لکھی گئی ہے" (پیام امین از عبداللہ منہاس صفحہ ۱۶۴)

جرمن قوم کی اقوام عالم میں جو پوزیشن ہے اسکے پیش نظر اس قوم تک قرآن مجید کا ترجمہ پہنچانے کی جس قدر ضرورت تھی اس سے کیلئے کسی تشریح کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ لاہور کو اس کام کی توفیق عطا فرمائی اور حضرت مولانا صدرالدین صاحب کو یہ ہمت دی کہ وہ محنت شاقہ سے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچا سکیں۔ تعجب ہے کہ قرآن مجید کو مغربی اقوام تک پہنچانیوالے کافر اور وہ علماء جو خدمت قرآن سے محروم اور اپنی ذمہ داریوں سے غافل ہیں وہ پکے مسلمان اور جمود کے پیکر ہونے کے باوجود روحانیت اور تقوے کے پتلے اور یہ بھی حیرتناک ہو کہ تکفیر بازیوں کی اس مکدر فضا میں بعض ایسی اخلاقی جرأت رکھنے والے بھی ہیں جو کافروں کی خدمت قرآن کا بھی اعتراف کر لیتے ہیں ؛

حضرت مولوی محمد یحیی صاحب وفات پا گئے

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں انتہائی ملال کے ساتھ سنی جائے گی کہ مولوی محمد یحیی صاحب بعارضہ فالج بیمار رہ کر وفات پا گئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مولوی صاحب مرحوم نیکی تقوےٰ اور روحانیت کے مجسمہ تھے اور ان بزرگوں میں سے تھے جو اپنی اخلاقی بلندی کی وجہ سے جماعت کی روح رواں ہیں سب دوستوں کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ مولوی صاحب مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھیں اور دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ مولوی صاحب مرحوم کو غریق رحمت کرے ہمیں اس صدمہ میں مکرم معظم خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب انچارج ڈاڈر سینیٹوریم جو مولوی صاحب مرحوم کے خلف الرشید ہیں سے گہری ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ انہیں اور دیگر افراد خاندان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ؛

سرینگر کی مسجد کیلئے چندہ کی اپیل

از حضرت مولانا صدرالدین صاحب

سری نگر کشمیر کی مسجد مدت سے زیر تعمیر ہے خدا تعالیٰ کے فضل اور احباب سلسلہ کی کوششوں سے سری نگر میں نہایت خوشنما مسجد تعمیر ہوئی ہے۔ چھت پڑ چکی ہے گیلری تیار ہے۔ بجلی کا انتظام بھی ہو گیا ہے مسجد میں نمازیں شروع کی جاتی ہیں نچلی منزل مردوں کا اور گیلری میں خواتین کا اجتماع ہوتا ہے لیکن اس نہایت خوشنما اور شاندار مسجد کی تعمیر کو مکمل کرنے کے لئے چھ ہزار روپیہ کی ضرورت ہے امید ہے جماعت کے مخلص، ایثار پیشہ اور اہل دل ذی مقدرت اس مسجد کی تکمیل کی طرف فوری توجہ مبذول فرمائیں گے اور اپنی شاندار روایات کے مطابق نہایت وسعت قلبی کے ساتھ اس کار خیر میں حصہ لیں گے مندرجہ ذیل اصحاب نے اس مذکورہ مسجد کی تکمیل کے لئے شکریہ جات دئے ہیں دعا ہے اللہ تعالےٰ ان معطیوں کو جزائے خیر عطا فرمائے اور بیش از بیش خدمات دینی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(۱) جناب حاجی مولا بخش صاحب ایک ہزار روپیہ	۱۰۰۰ روپیہ
(۲) خواجہ نذیر احمد صاحب پانصد روپے	۵۰۰ روپیہ
(۳) حاجی محمد ابراہیم صاحب پچاس روپے	50 روپے
(۴) حبیب الرحمن صاحب صادق بمبئی دوسو پچیس روپے	225 روپیہ

مکتوب پنجم

وفات مسیح بروئے قرآن مجید و احادیث

و اقوال آئمہ

از جناب مولانا مرتضیٰ خاں صاحب حسن۔ بی۔ اے

نوٹ :۔ محترم مولانا مرتضےٰ خاں صاحب کے عالمانہ مکتوبات گذشتہ سال پیغام صلح میں شائع ہو چکے ہیں۔ اس سلسلہ کا پانچواں مکتوب درج ذیل ہے۔ (مدیر)

بخدمت جناب مولوی صاحب ....

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

چند دن ہوئے میں نے دو عریضے ارسال خدمت کئے تھے ایک عریضہ میں تو الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام انت منی بمنزلہ اولادی کی تشریح بروئے قرآن مجید عرض کی تھی اور متشابہات کو محکمات سے حل کرنے کا قرآنی اصول نظر قرآنی سے پیش کیا تھا۔ ایک دوسرا مختصر عریضہ دو سوالوں پر مشتمل تھا جس میں خاکسار نے دریافت کیا تھا کہ آپ کے گرامی نامہ میں مکالمہ۔ مخاطبہ۔ وحی۔ الہام کے جو الفاظ آئے ہیں ان کی امتیازی حدود سے مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ بحث میں آسانی رہے پھر دریافت کیا تھا کہ جس صورت میں آپ کے نزدیک سیفی جہاد کا حکم اب بھی جاری و ساری ہے۔ تو کیا آپ کے نزدیک انگریزوں سے یا انگریزی حکومت سے آج کل یہ جہاد سیفی فرض ہے یا نہیں؟ ان ہر دو امور کا جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا۔ پہلا سوال ایک علمی بحث چاہتا تھا شاید اس لئے جناب نے سکوت اختیار فرمایا۔ کیونکہ میں نے آپ کے پہلے خطوط میں بھی یہ امر محسوس کیا ہے کہ آپ علمی بحث سے گریز کرتے ہیں۔ وہی مخالفین کی اتباع کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر رطب و یابس اعتراض کئے جاتے ہیں۔ باقی رہا سوال دوم یعنی انگریزوں سے جہاد سیفی فرض ہے یا نہیں؟ اس کا جواب بھی آپ نے مرحمت نہیں فرمایا اس کے وجوہ بھی آپ خود خوب سمجھتے ہوں گے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ بوجہ خوف آپ جواب نہیں دیتے اور اگر میرا یہ خیال غلط ہے تو اب ہی آپ اس کے متعلق ارشاد فرمائیں کہ انگریزوں سے جہاد [illegible] ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں [illegible] کے لئے تیار کیوں نہیں ہوتے [illegible] گذشتہ بحث پر ایک مختصر تبصرہ کرتے ہوئے آپ کے دوسرے گرامی نامہ کا جواب عرض کرونگا میں نے اپنے سب سے پہلے عریضہ میں یہ عرض کیا تھا کہ آپ نے شعر

کربلا ئے است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

کا مطلب غلط سمجھا ہے حضرت مسیح موعود کا اس شعر میں ہرگز توہین امام حسین علیہ السلام مقصد نہیں بلکہ حضور کا مطلب محض اس قدر ہے کہ حضور کو اپنے میدان عمل میں صعب ترین تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا اور ابتلاؤں اور مصیبتوں میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایک واضح عبارت حضرت مسیح موعود کی پیش کی تھی۔ جس میں آنحضور نے حضرت امام حسینؓ کی بے انتہا تعریف و توصیف لکھی ہے۔ اور آپ کو طاہر مطہر اور سردار ان بہشت میں سے ظاہر کیا ہے۔ پھر میں نے عرض کیا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ تو وہ انسان ہیں جنہوں نے غیر مذاہب کے بزرگوں کی تعظیم و تکریم کی تعلیم ہم کو دی ہے وہ خود بزرگان اسلام کی توہین کیونکر کر سکتے تھے! میری اس تحریر کے جواب میں آپ نے ایک گرامی نامہ ارسال فرمایا جو اعتراضات ذیل پر مشتمل تھا۔

(۱) مرزا صاحب نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے اور ختم نبوت سے انکار کیا ہے۔

(۲) مرزا صاحب نے خدا یا خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

(۳) مرزا صاحب نے حضرت امام حسینؓ پر اپنی فضیلت کا اظہار کیا ہے اور ان کی توہین کی ہے۔

(۴) آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کلمات [illegible] استعمال کئے ہیں۔

(۵) آپ کے کلام میں تضاد ہے۔

خاکسار نے اپنے گذشتہ عریضوں میں انہی پانچ امور پر روشنی ڈالی ہے اور ایک ایک امر کا جواب بفضلہ تسلی بخش دیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی الزامی جواب کا بھی حتی الامکان التزام کیا ہے۔

امر اوّل

کیا حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا؟

امر اول کے متعلق میں اپنے عریضہ [illegible] میں بصراحت لکھ چکا ہوں۔ اور اب بھی عرض ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے حقیقی طور پر دعویٰ نبوت نہیں کیا۔ ہاں لوگوں نے ان کی طرف غلطی سے دعویٰ نبوت منسوب کر دیا۔ جب آپ حضرت مرزا صاحب کی عبارات سے حوالے پیش [illegible] گے انشاء اللہ ہم اس مسئلہ پر پوری پوری روشنی ڈالیں گے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ نہ حضرت مرزا صاحب ختم نبوت کے منکر تھے اور نہ ہم بلکہ ہم صدق دل سے مانتے ہیں کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہو چکی ہے اور بروئے نصوص "انا لخاتم النبیین" "لا نبی بعدی" کوئی نبی نیا یا پرانا بعد آنحضرت صلعم اب دنیا میں نہیں آ سکتا۔ اور جس طرح ہر وہ شخص جو کسی نئے نبی کو بعد از آنحضرت صلعم مانتا ہے مہر ختم نبوت کو توڑتا ہے۔ اسی طرح ہر وہ شخص جو کسی پرانے نبی کے آنے کو مانتا ہے وہ بھی مہر ختم نبوت کو توڑتا ہے اور نص لا نبی بعدی کا انکار کرتا ہے جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آمد کے قائل ہیں وہ ایک رنگ میں ختم نبوت کے منکر ہیں۔ اور اسی فتوے کے ماتحت ہیں جو ان لوگوں کے متعلق دیا جا سکتا ہے جو کسی نئے نبی کو بعد از آں حضرت صلعم تسلیم کرتے ہیں۔

جو اشکال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے میں پیش آتی ہیں ان کا ذکر میں عریضہ سابقہ میں کر چکا ہوں۔ مثلاً

(۱) "یاتی من بعدی اسمہ احمد" کا غلط قرار پانا۔

(۲) "رسولاً الی بنی اسرائیل" کا غلط ثابت ہونا۔

(۳) "اتانی الکتاب وجعلنی نبیا" کا قول باطل ہو جانا۔

(۴) "بل رفعہ اللہ الیہ" کا خلاف واقعات قرار پانا۔ وغیرہ وغیرہ۔

مزید تفصیل کے لئے میرے عریضہ محولا بالا کو ملاحظہ فرمایئے۔ اور یہ وہ امور تھے جن کے متعلق آپ نے باوجود اس دعوے کے کہ آپ ایک ایک حرف کا جواب دیں گے کچھ بھی ارشاد نہ فرمایا۔ مولانا! لم تقولون ما لا تفعلون۔ منکرین ختم نبوت کا وہ گروہ جو حضرت عیسےٰ کی دوبارہ آمد کے قائل ہیں اگر غور کریں گے تو ان پر واضح ہو جائیگا کہ رفع الی السماء اور حیات مسیح کا عقیدہ خلاف نصوص قرآن ہے اس تفصیل کی اسجگہ گنجائش نہیں البتہ بعض آیات اور احادیث اور بعض اقوال آئمہ آپ کی توجہ کے لئے عرض کرتا ہوں۔

وفات مسیح بروئے قرآن مجید (۱) ما قلت لھم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم وکنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علی کل شیء شھید (مائدہ)

اس آیت میں عیسائیوں کے بگڑنے کا زمانہ مسیح کی وفات کے بعد قرار دیا ہے اور چونکہ وہ عقیدہ نزول قرآن مجید سے پہلے بگڑ چکا تھا جیسا کہ قرآن شریف کے متعدد مقامات سے ظاہر ہے۔ اس لئے صاف ثابت ہو گیا کہ مسیح کی وفات نزول قرآن سے پیشتر ہو چکی اس کے ساتھ ہی وہ حدیث نبوی بھی یاد رکھئے جس میں وارد ہے کہ فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت الرقیب علیھم۔ قرآن مجید کی اس صاف اور صریح آیت اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی رو سے ایک ذرہ بھر شبہ اس امر میں باقی نہیں رہ جاتا کہ حضرت عیسیٰ و علی نبینا الصلوٰۃ والسلام مثل دیگر انبیاء علیہم السلام کے وفات پا گئے ہیں اور ہرگز آسمان پر نہیں گئے۔

(۲) اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ ومطھرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ ثم الیّ مرجعکم فاحکم بینکم فیما کنتم فیہ تختلفون (آل عمران)

مجھے آیات کا ترجمہ دینے کی ضرورت نہیں آپ خود عالم ہیں۔

اس آیت میں حضرت عیسیٰ کے متعلق چار وعدوں کا ذکر ہے جو علی الترتیب یہ ہیں۔ اول وفات[1]۔ دوم رفع الی اللہ۔ یعنی تقرب[2]۔ سوم تطہیر چہارم غلبۂ متبعین بر منکرین۔ اب کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ اس پر حکمت ترتیب میں ردوبدل کر کے رافعک کو پہلے سمجھے اور متوفیک کو پیچھے۔ جیسے کہ آج کل کے مولوی صاحبان یحرفون الکلم عن مواضعہ کے مصداق بنتے ہیں۔ اس ترتیب کو بدلنے کے لئے ہمارے پاس کوئی قرائن نہیں ہیں۔ اگر کوئی شخص ایسا کرتا ہے تو گویا قرآنی ترتیب کو صحیح نہیں سمجھتا۔ تو پھر ہمیں بتائے کہ متوفیک کو کہاں رکھنا چاہیئے؟ اگر رافعک کے بعد رکھیں تو معلوم ہوا کہ جب تک حضرت عیسےٰ علیہ السلام بقول مولوی صاحبان آسمان سے واپس آ کر نہ مریں گے اس وقت تک ان کی تطہیر اور متبعین عیسیٰ کی فوقیت نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ یہ بات بالبداہت باطل ہے۔ قرآن شریف خود حضرت عیسیٰ کی تطہیر کر چکا ہے اور ان کے متبعین کو غلبہ بھی حاصل ہو چکا ہے پھر اگر متوفیک کو مطھرک کے بعد رکھا جائے تو بھی صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ اس سے ثابت ہوگا کہ جب تک آپ کی وفات ثابت نہ ہو اس وقت تک فوقیت متبعین کو نہیں ہوگی اور یہ بھی صریحاً باطل ہے۔ اور اگر جاعل الذین ...... الی یوم القیامۃ کے بعد رکھا جائے تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے بعد وفات پائیں گے۔ پس حق یہی ہے کہ قرآنی ترتیب ایسی ارفع اور اعلیٰ واقع ہوئی ہے کہ ایک لفظ ادھر ادھر نہیں کیا جا سکتا اس آیت سے اس عقیدہ کا بھی بطلان ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب پھر آئیں گے تو سب اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے اس آیت سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ منکرین مسیح علیہ السلام کا وجود قیامت

---

[1] متوفیک کے معنی ممیتک ابن عباس سے بخاری میں مروی ہیں۔

[2] "الرفع بمعنی رفع درجہ کے بھی مستعمل ہے اور بمعنی رفع روح جس کا حاصل موت ہے نیز مستعمل ہے" الخطاب الملیح صفحہ ۸ مصنفہ مولانا اشرف علی تھانوی

تک باقی رہے گا۔

(۳) وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔ افان مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم (آل عمران)

اس آیت میں صاف ارشاد ہے کہ آنحضرت سے پہلے سب رسول جن میں حضرت عیسیٰؑ بھی شامل ہیں گزر چکے ہیں۔ یعنی فوت ہو چکے ہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ چونکہ ایک شخص خیال کر سکتا ہے کہ شاید حضرت مسیح علیہ السلام اس آیت ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل ——— کے حکم سے خود باہر رہ جاتے ہیں اس لئے اللہ تعالےٰ نے خاص ان کی صحت کا ذکر فرمانے کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔ یہ وہ آیت ہے جو حضرت ابو بکرؓ نے آنحضرت کی وفات پر بطور دلیل پڑھی تھی جبکہ حضرت عمرؓ نے آنحضرتؐ کی وفات پر یہ کہنا شروع کیا تھا۔ کہ جو شخص آنحضرتؐ کو فوت شدہ کہے گا اس کی گردن اڑا دوں گا۔ حضرت ابو بکرؓ کا اس آیت سے استدلال یہی تھا کہ چونکہ آنحضرت صلعم ایک رسول ہیں اور آپ سے پہلے سب رسول وفات پا چکے ہیں اس لئے آپ کا وفات پانا بھی ایک لازمی امر ہے۔ حضرت ابو بکرؓ کا یہ آیت پڑھنا اور اس پر حضرت عمرؓ جیسے انسان کا خاموش ہو جانا اور تمام صحابہ کا اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا ظاہر کر رہا ہے کہ صحابہ کرام کا پاک گروہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر متفق تھا یہ گویا پہلا اسلامی اجماع ہے جو وفات مسیح کے متعلق ہوا۔ کوئی ہے جو اس دلیل کو توڑ سکے؟

(۴) ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وامہ صدیقۃ کانا یاکلان الطعام۔

یعنی مسیح علیہ السلام سوائے رسول کے کچھ نہیں، اس سے پہلے بھی رسول گزر چکے اور اس کی ماں صدیقہ تھیں وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔ دونوں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم کے ترک طعام کو ایک ہی جگہ بیان فرما کر ظاہر کر دیا کہ دونوں کے یکساں اوقات ہیں۔ اب مریم کی ترک طعام کی وجہ موت مسلم ہے تو پھر ماننا پڑے گا کہ حضرت مسیح کے ترک طعام کی بھی یہی وجہ تھی۔ کیونکہ کانا یاکلان ماضی استمراری ہے گویا کسی گذشتہ وقت کھایا کرتے تھے اب نہیں کھاتے۔ اور دوسری جگہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وما جعلنٰھم جسداً لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین (انبیاء) یعنی ہم نے ان کے ایسے جسم نہیں بنائے تھے کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں اور نہ ان پر کوئی تغیر آتا ہو پس حضرت مسیح کا اس احتیاج سے بری ہونا سوائے وفات کے کیونکر ممکن ہے! نافہم یا اخی ولا تکن من الغافلین۔

(۵) والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً وھم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون (النحل)

یعنی وہ جن کو یہ اللہ کے سوائے پکارتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا شدہ ہیں وہ مردہ ہیں نہ کہ زندہ اور وہ نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

اس آیت سے یہ صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ انسان جن کو لوگ نزول قرآن کے وقت خدا پکارتے تھے وہ سب مر چکے تھے اور زندہ نہیں تھے اور نہ ہی ان کو یہ علم دیا گیا تھا کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ان میں سے ایک ہیں جن کو معبود مانا جاتا ہے۔ وفات مسیح پر کس قدر واضح آیات قرآن مجید میں موجود ہیں مگر ہمارے علماء وہی پرانی لکیر پیٹتے جا رہے ہیں۔

(۶) وما ارسلنا من قبلک من المرسلین الا انھم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق (فرقان)

پھر وما جعلنٰھم جسداً لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین (انبیاء)

آیت اول میں فرمایا کہ ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر وہ یقیناً کھانا کھاتے تھے اور وہ بازاروں میں چلتے پھرتے تھے دوسری آیت میں فرمایا کہ ان کو یعنی رسولوں کا ہم نے ایسا جسم نہیں بنایا جو کھانا نہ کھاتے ہوں یا ہمیشہ رہنے والے ہوں اللہ تعالےٰ نے پہلی آیت میں فرمایا کہ آنحضرت صلعم سے جس قدر پہلے نبی گذرے ہیں ان کو ایک ہی سلک میں منسلک کیا ہے حضرت عیسیٰؑ بھی ان میں سے ایک تھے جو کھانا کھایا کرتے تھے اور بازاروں میں چلا پھرا کرتے تھے پس ثابت ہوا کہ اس آیت کے نزول کے وقت نہ وہ کھانا کھاتے تھے اور نہ بازاروں میں پھرتے تھے۔ گویا اس جہان فانی سے رحلت کر چکے تھے۔ فتدبر

(۷) وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد۔ افان مت فھم الخالدون۔ کل نفس ذائقۃ الموت۔

یعنی اے محمدؐ تجھ سے پہلے ہم نے کسی کے لئے خلود نہیں بنایا تو کیا اگر تو فوت ہو جائے تو کیا وہ زندہ رہ جائیں گے ہر شخص موت کا مزہ چکھنے والا ہے یہ آیت ان تمام لوگوں کی موت پر دلالت کرتی ہے جو آنحضرت صلعم سے پہلے ہو چکے ہیں ان میں ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ہیں۔

اس مضمون کے متعلق دوسری آیات قرآنیہ بھی پیش کی جا سکتی ہیں لیکن سردست بخوف طوالت انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے اور جب آپ اس امر کو زیر بحث لائیں گے تو پھر ہم ان کو انشاءاللہ تعالےٰ اس سے بھی زیادہ وضاحت اور تصریح کے ساتھ بیان کریں گے۔ اب ذرا احادیث بھی غور فرمایئے۔

وفات مسیح بروئے احادیث

(۱) وکان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی بحوالہ ابن کثیر ۲ صفحہ ۲۴۶ الیواقیت الجواہر صفحہ ۲۲ شرح مواہب لدنیہ جلد ۶ صفحہ ۵۴

یہ حدیث صاف ظاہر کر رہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ایسا ہی جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام۔ اس حدیث میں نہ کوئی تاویل کی گنجائش اور نہ الفاظ میں اشکال صاف صاف لفظوں میں رسول اللہ صلعم نے فرما دیا کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے تو انہیں میری اتباع کے بغیر چارہ نہ تھا۔

(۲) ان عیسیٰ ابن مریم عاش عشرین ومائۃ سنۃ بحوالہ حج الکرامہ صفحہ ۴۲۸ تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۲۲ مواہب الدنیہ صفحہ ۴۲ جلد ۱

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ کی ایک سو برس زندہ رہے اور جو دوسری مشہور و معروف حدیث ہے جس میں آنحضرت صلعم فرماتے ہیں کہ میری عمر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے آدھی ہو گی اس سے بھی حدیث بالا کی تصدیق ہوتی ہے۔ یہ دونوں حدیثیں ایسی واضح ہیں کہ وفات مسیح کے مانے بغیر چارہ نہیں۔

اب ذرا اقوال سلف کا بھی مطالعہ فرما لیجئے:۔

اقوال سلف دربارۂ وفات مسیح

(۱) حضرت ابن عباس نے متوفیک کے معنی ممیتک لکھا ہے۔ دیکھو بخاری

(۲) کتاب مجمع بحار الانوار جلد ۱ صفحہ ۲۸۶ پر حضرت امام مالک کا قول درج ہے وقال مالک مات

(۳) جلالین مع کمالین صفحہ ۱۰۹ وتمسک ابن حزم بظاھر الآیۃ وقال بموتہ

(۴) حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی ماثبت بالسنۃ صفحہ ۴۹ وصفحہ ۱۱۸ پر فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک سو برس تک زندہ رہے۔ بحوالہ حج الکرامہ صفحہ ۴۲۸

(۵) ابن جریر جلد ۳ صفحہ ۱۰۹ پر لکھا ہے قد مات عیسیٰ۔

(۶) حضرت محی الدین ابن العربی فرماتے ہیں:۔ وجب نزولہ فی آخر الزمان بتعلقہ ببدن آخر یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں بطور بروز نازل ہوں گے۔ تفسیر محی الدین ابن العربی صفحہ ۸۲۔

حضرت مولانا صاحب! وفات مسیح پر جو حضرت مسیح موعود نے دلائل دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں وہ اس قدر زبردست اور مسکت ہیں کہ ایک دنیا کو سامنے ان کو سر جھکانا پڑا مگر ہمارے علماء ماشاءاللہ اب تک وہی مرغی کی ایک ٹانگ ہی پکارتے جاتے ہیں۔ (باقی)

انجمن کے مرکزی دفاتر میں کارکنوں کی ضرورت

انجمن کو اپنے مرکزی دفاتر کے لئے مستعد نیک، مخلص اور قابل کارکنوں کی ضرورت ہے صرف وہی احباب درخواستیں دیں جو مستقل طور پر اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے وقف کرنے کو تیار ہوں۔

لیاقت۔ کم از کم میٹرک پاس ہو۔

تنخواہ:۔ انجمن کے دو گریڈ منظور شدہ ہیں پہلا گریڈ ۴۰ — ۲ — ۳۰، اور دوسرا گریڈ۔ ۱۰۰ — ۴ — ۶۰۔ قحط الاونس ۱۲½ سے لیکر بیس روپے تک حسب تنخواہ دیا جائے گا۔

مستقل ہونے کی صورت میں پراویڈنٹ فنڈ رخصت رعایتی و دیگر حقوق سے فایدہ اٹھایا جا سکے گا۔

قابل اور تجربہ کار آدمی کے لئے ابتدائی تنخواہ تیس روپے سے اوپر مقرر ہو سکے گی۔

اول تقرر چھ ماہ کے لئے امتحاناً ہو گا جس کے بعد کام تسلی بخش ہونے کی صورت میں کارکن کو مستقل کیا جا سکے گا۔ درخواست کے ہمراہ مندرجہ ذیل کوائف کا آنا ضروری ہے۔

(۱) عمر

(۲) مجرد یا شادی شدہ۔ شادی شدہ کی صورت میں بچوں کی تعداد۔

(۳) قابلیت معہ مصدقہ نقول اسناد

(۴) کیا ٹائپ جانتے ہیں۔ کتنا تجربہ ہے۔

(۵) پہلے کوئی ملازمت کی؟ کب کتنا عرصہ اور کہاں اور کیوں ترک کر دی معہ سرٹیفکیٹ وغیرہ۔

(۶) احمدی یا غیر احمدی۔ احمدی ہونے کی صورت میں کب داخل سلسلہ ہوئے۔

(۷) مقامی جماعت کے سیکرٹری یا صدر یا کسی ممبر جنرل کونسل کی سفارش۔

(۸) کم از کم کس تنخواہ پر آنے کو تیار ہوں گے۔

(۹) کیا مستقل طور پر انجمن کی ملازمت میں آنے کو تیار ہوں گے۔

(۱۰) اور کوئی ضروری امر جس کو آپ قابل ذکر سمجھیں۔

درخواستیں جلد از جلد بنام جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں۔

عبداللہ
جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

خانصاحب ملک فتح شیر صاحب کی وفات

یہ خبر نہایت افسوس سے سنی جائیگی کہ خانصاحب ملک فتح شیر صاحب رئیس اعظم منٹگمری اور سابق پرنسپل کمشنر حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم انجمن کے بڑے معاون ملنسار اور بلند اخلاق کے مالک تھے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ملک صاحب مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ دے آمین اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

حضرت مولوی محمد صدیق صاحب بھیروی کا انتقال

مولوی محمد صدیق صاحب بھیروی ۵ جنوری میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ جماعت احمدیہ بھیرہ کی روح رواں اور نہایت مخلص اور متقی رکن تھے دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

مطالبہ حلف اور جماعت احمدیہ داتہ

جناب شاہ عبد المجید صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ قادیان داتہ کا بیان

نوٹ:- قارئین پیغام صلح کو علم ہوگا کہ داتہ ضلع ہزارہ کی دونوں احمدی جماعتوں نے ایک معاہدہ کی رو سے اپنے اپنے امیر سے ایک حلف کا مطالبہ کیا تھا حضرت امیر نے مطلوبہ حلف اٹھالیا تھا جو اخبار پیغام صلح میں شائع ہو چکا ہے لیکن خلیفہ صاحب اب تک خاموش ہیں ایک غیر معروف شخص سے الفضل مورخہ ۱۱ر جنوری ۱۹۴۵ء میں ایک مضمون شائع کروا کے اس مطالبہ سے گریز کی صورت نکالی گئی ہے لیکن داتہ ضلع ہزارہ کی قادیانی جماعت کے پریذیڈنٹ نے اس مضمون کی دھجیاں اڑا دی ہیں اور انھوں نے الفضل کے مذکورہ مضمون کے جواب میں ایک مضمون پیغام صلح کے لئے ارسال کیا ہے جو درج ذیل ہے قارئین مطالعہ فرما کر خلیفہ صاحب کی خاموشی، بیکسی اور کمزوری پر غور فرمائیں۔ (مدیر)

اخبار الفضل مورخہ ۱۵ر جنوری ۱۹۴۵ء میں مولوی عبد السبوح صاحب ایبٹ آبادی کا ایک مضمون بعنوان "مولوی محمد علی صاحب کا فیصلہ کا صحیح طریق" اور غلط طریق عمل، "جماعت احمدیہ داتہ کے متعلق غلط بیانی" نظر سے گذرا جو کہ چند غلطیوں پر مبنی ہے اس لئے بندہ اظہار حقیقت پر مجبور ہوا، چند ماہ ہوئے کہ جماعت احمدیہ داتہ قادیان اور لاہور کے مابین ایک مباحثہ ہوا جو طویل ہونے کے باعث احاطۂ تحریر میں نہیں لایا جا سکا مختصراً اس کا انجام یہی ہوا کہ جماعت لاہور اس اعتراض پر مصر رہی کہ حضرت خلیفہ صاحب نے اپنے عقیدہ کو حضرت مسیح موعودؑ کے وصال کے بعد تبدیل کر لیا ہے اور ہمارا یہ عقیدہ تھا کہ غلطی جناب مولوی صاحب امیر لاہور سے سرزد ہوئی آخر فیصلہ کا طریق نکالا گیا کہ جماعت کے ہر دو امیران سے اس کا فیصلہ کرایا جائے تاکہ ہمارے آئے دن کے جھگڑوں کا فیصلہ ہو سکے جو کہ ہماری مقامی انجمن تبلیغ کے مفاد کے منافی ہے مگر چونکہ بوجہ سوءظن ہر ایک کو دوسرے کے امیر پر اعتماد نہیں تھا مطالبہ حلف کیا گیا۔

آمدم برسر مطلب مولوی عبد السبوح صاحب کا کہنا کہ یہ مطالبہ جماعت احمدیہ قادیان داتہ کا نہیں تھا کیونکہ اس میں آنجناب شامل نہیں تھے کتنا لچر اور بے بنیاد ہے ان سے کوئی پوچھے کہ جب داتہ میں کوئی بات فیصلہ طلب ظہور پذیر ہو تو آپ سے اجازت طلب کرنا بھی ضروریات سے ہے جبکہ آپ اب داتہ کے رہنے والے ہی نہیں اور ایک مدت سے ایبٹ آباد میں مقیم ہیں آپ کا جماعت احمدیہ قادیان داتہ سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی آپ یہاں کی کوئی بااثر شخصیت متصور کئے جا سکتے ہیں آپ کا یہ کہنا کہ ایک خاندان کے چند نوجوانوں کا فعل ہے کس قدر مضحکہ خیز ہے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ یہی خاندان داتہ میں سربر آوردہ ہے اور اسی خاندان کی تفہیم کا نتیجہ ہے جس کے باعث بفضل خدا احمدیت کو یہاں ترقی ہوئی اور یہی افراد ایسے تھے جن کو کسی علمی مباحثہ میں شریک کیا جا سکتا تھا۔ اور اسی خاندان کے احسانات کے باعث آج مولوی عبد السبوح صاحب بھی "ٹنگری تلے سے عرقی و قدسی نکل چلے" کے مصداق بنے بیٹھے ہیں اور آج اسی خاندان کے افراد کو کسی شمار و قطار میں نہیں لاتے۔

مولوی صاحب موصوف کا یہ کہنا کہ ہم اپنے اس مطالبہ پر نادم ہوئے سراسر افترا ہے۔ نہ انھوں نے ہم سے پوچھا اور نہ ہم نے اظہار ندامت کیا ہم منافق نہیں تھے کہ ہم نے کوئی منافقانہ چال چلی۔ ہمیں کامل یقین تھا اور اب بھی ہے کہ حضرت خلیفہ صاحب نے اپنا عقیدہ تبدیل نہیں کیا اسی بل بوتے پر ہم نے حضرت خلیفہ صاحب سے مطالبہ کیا تھا، ہمیں تو یہ یقین تھا کہ امیر جماعت لاہور کبھی حلف اٹھانے پر تیار نہ ہوں گے۔ حقیقت حال جو بالخصوص ایمانیات سے متعلق ہو کا پوچھنا ہمارے خیال میں کوئی غلطی نہیں۔ مولوی عبد السبوح صاحب "کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا" ناراض ہو سکتے ہیں مگر حضرت خلیفہ صاحب کی شان اقدس سے ہماری یہ توقعات ہیں کہ وہ ہمارے اس مطالبہ پر ناراض نہیں ہوئے ہوں گے کیونکہ یہ سراسر نیک نیتی اور تحقیق حق پر مبنی تھا ہمارا تو اب بھی ایمان ہے کہ ہم اپنے مطالبہ میں سچے ہیں اور اس کا جواب ہماری توقعات کے مطابق ملے گا۔ پست ذہنیت لوگ تو اس مطالبہ پر ناراض ہو سکتے ہیں مگر عقل سلیم کے مالک اور اعلیٰ ذہنیت رکھنے والے اس بات میں لاکھوں انسانوں کی بہتری تصور کر سکتے ہیں۔

شاہ عبد المجید پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ قادیان
داتہ ضلع ہزارہ

اعلان نکاح

حسن بی بی صاحبہ بنت علی محمد صاحب مرحوم۔ جھنڈا پیر صاحب جالندھر شہر جو کہ مکرم مولوی غلام الدین صاحب کی بھانجی ہیں اور بیوہ تھیں ان کا نکاح بابو عبد الرزاق صاحب سپرنٹنڈنٹ دفتر ڈی جی آئی۔ ایم۔ ایس دہلی کے ساتھ، مولانا مولوی اختر حسین صاحب گیلانی نے بروز جمعہ بوقت عصر بتاریخ ۲۶ر جنوری ۱۹۴۵ء دہلی قطب مہرولی میں بابو عبد الحمید صاحب (جو مولوی غلام الدین صاحب کے داماد ہیں) کے مکان پر بعوض مہر ایک ہزار روپیہ پڑھا۔ اللہ تعالیٰ طرفین کے لئے بہت بہت برکات کا موجب بنائے۔

اِقتباسات

جمہوریہ امریکہ کے مسلمان

امریکہ اور فلپائنز میں قریباً ساڑھے چوالیس لاکھ مسلمان موجود ہیں۔ جنہیں تین گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) وہ لوگ جو ایشیا یا افریقہ سے جا کر امریکہ میں آباد ہوئے۔

(۲) فلپائنز کے مستقل باشندے جنہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

(۳) امریکہ کے وہ باشندے جنہوں نے اسلام کی حلقہ بگوشی اختیار کی۔

وہاں پٹھانوں کی بھی خاصی تعداد موجود ہے وہ زمینوں کے مالک ہیں زیادہ تر بحر الکاہل کے ساحلی علاقوں میں ہیں۔ اور ان کی تجارت کا سلسلہ عربوں کیسا تھ قائم ہے۔

شام کے مسلمان بھی تجارتی کاروبار میں مشغول ہیں۔ ہندوستان اور ترکی کے مسلمانوں میں سے بعض امریکن یونیورسٹیوں میں پروفیسر ہیں۔ بعض نے کاروبار میں بڑا روپیہ کمایا ہے ان کی معاشی زندگی بڑے بڑے دولتمند امریکنوں جیسی ہے۔

کیلی فورنیا میں مسلمانوں کی تعداد زیادہ نہیں لیکن جنوب اور شمال کے شہروں میں ان کی کافی آبادی ہے۔ مثلاً شہر پیٹرسن میں دس ہزار نیویارک میں پانچ ہزار۔ کلیولینڈ میں تین ہزار مسلمان ہیں۔ مساچوسٹس کی ریاست میں ان کی تعداد دو ہزار اور جزائر روڈز میں پانچ ہزار ہے۔

بروکلن میں مسلمانوں نے تین منزل کی مسجد بنا رکھی ہے۔ شام فلسطین اور عرب کے مسلمانوں نے نیویارک میں اپنی الگ عبادتگاہیں تعمیر کر لی ہیں۔ نیویارک سے ان کا ایک اخبار بھی نکلتا ہے جس کا نام "البیان" ہے۔

امریکہ میں نومسلموں کی تعداد بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے ۱۹۱۴ء اور ۱۹۳۲ء کے درمیان تبلیغ کے چند نئے مرکز کھولے گئے۔ اب تک قریباً آٹھ ہزار امریکن اسلام کے دائرے میں داخل ہو چکے ہیں۔

حبشی النسل امریکی اپنے آپ کو انسان ہمایہ کی اولاد بتاتے ہیں۔ وہ بھی مسلمان ہو رہے ہیں اور مسلمان ہونے کے بعد انہیں امریکہ میں مساوات کا درجہ مل جاتا ہے۔

روس میں رنگدار کپاس کی کاشت

اس وقت دنیا بھر میں صرف دو رنگ کی کپاس پیدا ہوتی ہے۔ ایک سفید دوسری خاکی لیکن روسی ماہرین زراعت سبز۔ گلابی اور نارنجی رنگوں کی کپاس پیدا کرنے میں بھی کامیاب ہو گئے ہیں اگرچہ یہ کاشت ابھی ابتدائی حالت میں ہے لیکن پچھلے سال ۳۵۰ ٹن رنگین کپاس پیدا ہوئی تھی۔ اور اب کے ۲۰۰ ۷۔ ایکڑ اراضی میں ان رنگوں کی کپاس بوئی گئی ہے۔ اگر یہ کپاس پیدا ہو گئی تو اس سے دس لاکھ گز سے زیادہ کپڑا تیار ہوگا اس سے توقع رکھنی چاہیئے کہ جنگ ختم ہونے کے بعد روس بہت زیادہ بڑے پیمانے پر ایسی کپاس پیدا کرنے میں کامیاب ہوگا۔ اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ قدرتی رنگوں کے کپڑے تیار ہو سکیں گے۔

اگرچہ ہندوستان میں بہتر کپاس پیدا کرنے کے تجربات تو برابر کئے جا رہے ہیں اور ان میں کامیابی بھی ہو رہی ہے لیکن ابھی رنگدار کپاس کی طرف ہمارے ماہرین زراعت کی توجہ مبذول نہیں ہوئی۔ جنگ ختم ہونے کے بعد ہمیں روس سے یہ فن سیکھنا ہوگا۔ کیونکہ ہندوستان کی غریب آبادی کو رنگدار کپڑے کی اشد ضرورت ہے۔

جامعہ ازہر کی ہزار سالہ یادگار

قاہرہ یکم فروری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ قاہرہ کی اکادمی برائے لسان العربیۃ عربی زبان میں نئے الفاظ داخل کرے گی۔ ماہ مارچ میں جامعہ ازہر کی ہزار سالہ یادگار منائی جائے گی۔ ممالک عربیہ کو تقریبات میں حصہ لینے کے لئے مندوبین بھیجنے کے لئے دعوت نامے ارسال کر دئے گئے ہیں۔

(انقلاب)

تبلیغ اسلام کیلئے دس جواں ہمت اشخاص

کچھ عرصہ ہوا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ دس جواں ہمت اشخاص اپنے آپ کو تبلیغ اسلام کے لئے پیش کریں اور وہ ایسے اشخاص ہونے چاہئیں جن کے قلوب میں اعلائے کلمۃ الحق کی حقیقی تڑپ موجود ہو۔ اس ارشاد کے متعلق جماعت کے دوستوں کو متعدد دفعہ توجہ دلائی جا چکی ہے اب پھر گذارش کی جاتی ہے کہ وہ دوست جو اپنے آپ کو اس کام کا اہل سمجھیں وہ اپنے نام حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کریں۔

خادم صاحب گجراتی کے مضمون کی حقیقت

{از جناب چودھری فتح محمد صاحب بی اے۔ ایل ایل۔ بی وکیل گجرات}

آج بہت تردد کے بعد الفضل مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۴۵ء مجھے دستیاب ہوا۔ اس کے صفحہ ۵ پر ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم قادیانی مناظر کا ایک مضمون بعنوان "سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک رؤیا اور پیغام صلح" طبع ہوا ہے۔ یہ مضمون اڑھائی صفحات پر مشتمل ہے اور میرے ایک خط مندرجہ پیغام صلح مورخہ ۱۵-۱۱-۴۴ کے جواب میں ہے۔ ملک صاحب اب بھی میرے بے تکلف دوست ہیں اور ان کی خوش گپیوں کو نہ میں نے نہ کسی اور دوست نے کبھی سنجیدہ معنوں میں لیا ہے۔ انھوں نے کچھ کہنے کے لئے بات کہنی ہوتی ہے اور وسی طرح کچھ لکھنے کی خاطر لکھ جاتے ہیں ورنہ میرا اور ان کا معاملہ کچھ ایسا نہ تھا جو اخبارات کے صفحات پر آتا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ خادم صاحب کو یہ شوق ہے کہ ہم ایسے "رازدان" اور گھر کے بھیدی لوگ ان کی اصلیت کو بے نقاب کر دیں۔ میری شرافت اور خادم صاحب سے حق رفاقت اجازت نہیں دیتے کہ میں وہ کچھ لکھ جاؤں کہ جس کے لکھنے کا یہ نتیجہ ہو کہ خادم صاحب کے جماعتی وقار کو صدمہ پہنچے اور جس طرح اہل گجرات ان کو سمجھتے اور جانتے ہیں وہی نقشہ بیرون گجرات قادیانی احباب کی نظروں میں سما جائے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ خادم صاحب قادیانیوں کے بہترین مناظر ہیں اور مصلح موعود کی تمام عمارت درحقیقت ان ہی کی زندہ دلی اور نکتہ سنجی کی مرہون منت ہے۔ خادم صاحب کو درحقیقت نہ مذہب سے کچھ واسطہ ہے اور نہ خدا سے کچھ تعلق۔ وہ تو نکتہ پیدا کرنے کے لئے ہیں اور اسی میں ان کو لطف آتا ہے گزشتہ سال مقامی حالات کے سلسلہ میں جن مصائب کا خادم صاحب کو سامنا ہوا۔ اور ان سے بچنے کے لئے جس طریق سے انھوں نے جدوجہد کی اور جو حلفی بیان خانۂ خدا میں بیٹھ کر اپنے قلم سے لکھ کر ایک سرکردہ قادیانی آفیسر کے سپرد کیا وہ ان کے مذہبی رجحانات کا آئینہ دار ہے۔ یہ ایک المناک داستان ہے جس کو اشارۃً بیان کرنا بھی میرے لئے تکلیف دہ ہے اور اب بھی تقاضا شرافت مانع ہے کہ میں خادم صاحب کی پردہ دری کروں۔ مگر میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کیوں آپس کی ملاقات کو اس قدر مشکل بنانا چاہتے ہیں کہ ہم ایک دوسرے کے سامنے لب کشائی تک نہ کر سکیں اگر میں دوران گفتگو میں ایک بات ان سے کہوں اور وہ واقعات کے تسلسل کو موڑ توڑ کر اس کا بالکل برعکس اخبارات میں شائع کر دیں تو میرے پاس ان کے اس پیدا کردہ زخم کا کیا اندمال ہے؟

خادم صاحب اپنے مضمون میں فرماتے ہیں کہ گویا میں نے اپنا سابقہ مضمون اس ڈر سے لکھا تھا کہ کہیں میری جماعت کے لوگ مجھ سے بدظن نہ ہو جائیں۔ اور ساتھ ہی وہ میرے منہ سے میرے متعلق یہ الفاظ بھی نقل کرتے ہیں کہ میری جماعت کے لوگ مجھے دہریہ سمجھنے لگے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ ایک دہریہ کو بالخصوص ایسے دہریہ کو جو اپنی جماعت میں بھی مشہور ہو چکا ہے اس جماعت سے کیا ڈر ہو سکتا ہے۔ جس کے پاس نہ تو مسند خلافت ہے۔ اور نہ سرکاری مناصب اور عہدے تقسیم کرنے کا اقتدار۔ مجھے مکرمی جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کی بیان کردہ تشریح سے اختلاف کرنے میں کونسی چیز مانع ہو سکتی تھی۔ ہمارے ہاں نہ تو میرے اختلاف رائے کی بناء پر مولوی فخرالدین ایسا جاں نثار مرید موت کی گھاٹ اتارا جاتا ہے اور نہ ہی ...."

واقعہ یہی ہے کہ میرے دل میں جناب مصری صاحب کی بے حد عزت ہے اور میں انہیں فاضل اجل سمجھتا ہوں۔ قادیانی جماعت میں ہوتے ہوئے بھی انہوں نے جس جرأت ایمانی کا ثبوت دیا وہ بہت ہی قابل قدر ہے۔ باقی رہا جناب میاں صاحب کا رؤیا۔ اس کے متعلق جناب میاں صاحب حلف مؤکد بعذاب اٹھانے کے لئے تیار ہیں کہ واقعی ان کو ایسا رؤیا ہوا ہے ان کی اس قسم کو تو میں ماننے کو تیار ہوں کہ واقعی ان کو ایسا رؤیا ہوا۔ بحث طلب امر تو یہ ہے کہ آیا اس خواب سے واقعی جناب میاں صاحب کو مصلح موعود کا منصب عطا کر دیا گیا ہے۔

خادم صاحب نے اس مضمون میں میرے متعلق یہ لکھا ہے کہ مضمون کے شائع ہونے کے بعد میں نے ان سے کہا۔

"آپ نے غضب کیا کہ میری رائے کو اخبار میں شائع کر دیا۔ میری نسبت تو پہلے ہی ہمارے ہیڈ کوارٹر میں خیال کیا جاتا ہے کہ میں دہریہ ہوں۔ باقی ہوں اب الفضل میں میری رائے کو پڑھ کر نہ معلوم وہ لوگ میری نسبت کیا خیال کریں گے۔"

اس کے متعلق تو میں صرف یہی کہتا ہوں کہ اس ساری عبارت کو واقعہ سے کچھ بھی تعلق نہیں اور یہ محض خادم صاحب کے تخیل کی تخلیق ہے اس عبارت کے الفاظ کی اندرونی شہادت ہی اس الزام کی تردید کے لئے کافی ہے۔ خادم صاحب کے سابقہ مضمون سے مترشح ہوتا ہے کہ جناب مصری صاحب سے اختلاف رائے کرتے ہوئے میں نے جناب میاں صاحب کے رؤیا کی ایک حد تک تصدیق کر دی تھی تو گویا خادم صاحب کی رائے میں مصلح موعود کے متعلق جناب میاں صاحب کی رؤیا کی تصدیق کرنے والا اس خدشہ میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ کہیں اس کے احباب اسے دہریہ نہ قرار دیں۔ یہ خادم صاحب کی اپنی نفسیاتی کیفیت کی ایک جھلک ہے۔

ہاں مجھے اعتراف ہے کہ میں نے اپنے سابقہ مضمون میں لکھا کہ خادم صاحب نے اپنے پہلے مضمون کو کتاب تعبیر الرؤیا سے زینت دی ہے اور قرآن وحدیث سے استدلال نہیں کیا۔ اب اس مضمون میں خادم صاحب یاد کراتے ہیں کہ انھوں نے قرآن شریف کی دو آیات نقل کی تھیں۔ ایک ان ھذا صراطی مستقیماً فاتبعوہ۔ یعنی یہ میرا راستہ سیدھا ہے اس کی تابعداری کرو۔ گویا خادم صاحب کا یہ فرمانا ہے کہ اس آیت کا شان نزول خلیفہ صاحب کا رؤیا دربارہ مصلح موعود ہے۔ یعنی جو راستہ جناب میاں صاحب کو خواب میں دکھایا گیا ہے اس کے متعلق قرآن حکیم کی یہ آیت نبی کریم صلعم پر نازل ہو چکی ہوئی ہے۔ گویا ساڑھے تیرہ سو سال قبل جناب میاں صاحب کی رؤیا کو anticipate پیشگی تصدیق کیا گیا ہے۔ لیکن خادم صاحب کے سابقہ مضمون کو پڑھتے وقت میں اس دلچسپ اور پر معارف استدلال کو نہ سمجھ سکا۔ جس کا مجھے افسوس ہے۔ ایک دوسری آیت خادم صاحب نے لکھی ہے کہ انھوں نے آیت ووجدک ضالاً فھدیٰ سے استدلال کیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ میں اس وقت اس استدلال کو بھی سمجھنے سے قاصر رہا۔ خادم صاحب کا یہ کہنا ہے کہ جناب میاں صاحب ایک بڑی حقیقت کی تلاش میں تھے۔ جس کو خادم صاحب نے سالہا سال قبل دریافت کر لیا تھا۔ اور اس کو کئی دفعہ اپنی تحریروں اور تقریروں میں مشتہر بھی کر دیا تھا۔ یعنی جناب میاں صاحب کے مصلح موعود ہونے کا واقعہ مگر جناب میاں صاحب ایک مدت تک اس تذبذب میں رہے کہ وہ فی الواقعہ مصلح موعود ہیں یا نہیں۔ قدرت کی نیرنگیوں پر قربان جایئے کہ سالہا سال کی جستجو کے بعد بالآخر ان پر یہ حقیقت منکشف ہو گئی کہ درحقیقت وہی مصلح موعود ہیں۔

ووجدک ضالاً فھدیٰ کی اس تفسیر کو سن کر انسان وجد میں آ جاتا ہے نہ معلوم مجھے اس وقت اس استدلال کی کیوں تفہیم نہ ہوئی۔ میں خادم صاحب کی اس نکتہ آفرینی کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ باقی رہا مشکوٰۃ شریف کا حوالہ کہ دائیں راستے پر کھڑا ہو کر بلانے والا شیطان ہوتا ہے اس کے بالمقابل جناب مصری صاحب نے قرآن مجید کے الفاظ اصحاب الیمین (سورہ واقعہ) پیش کئے ہیں جس کا ابھی تک قادیان کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔ اس آیت کی موجودگی میں مشکوٰۃ کے حوالہ کو دہرانا عبث معلوم ہوتا ہے۔ دوسری وجہ خادم صاحب کے اس استدلال کو نظر انداز کرنے کی یہ تھی کہ جناب میاں صاحب نے اپنی خواب میں دائیں جانب بلانے والا اپنا ساتھی بیان کیا ہے۔ میری یہ جرأت نہ تھی کہ خادم صاحب کی بیان کردہ حدیث کے الفاظ۔

"کہ دائیں راستے پر کھڑا ہو کر بلانے والا شیطان ہوتا ہے"

....

ان کے ساتھی پر چسپاں کرتا۔ اگر خادم صاحب کو اصرار ہے کہ حدیث کے الفاظ کا مصداق جناب میاں صاحب کا کوئی ساتھی ہے۔ تو میں اس کے متعلق صرف خاموشی اختیار کرتا ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ الفضل میں ایسے مضامین پڑھ کر ہمیں بہت افسوس ہوتا ہے۔ آہ! وہ جماعت جو سرچشمۂ علوم و فیوض تھی اور وہ مقام جو معارف قرآنی کا مرکز تھا۔ اور وہ قلوب جن میں اشاعت اسلام کے ولولے تھے۔ آج ایک واحد شخص کی قصیدہ خوانی کے لئے وقف ہو رہے ہیں۔ الفضل کے کالم کے کالم اس امر کی وضاحت میں سیاہ ہو رہے ہیں کہ جناب میاں صاحب کی خواب کی تعبیر یہ ہے کہ انہیں مصلح موعود بنا دیا گیا ہے۔

آخر میں میری خادم صاحب سے یہ التجا ہے کہ وہ تلبیس کو چھوڑ دیں۔ اور بعض علماء سوء کی طرح حیلہ فقہی سے کام نہ لیا کریں۔ اور آئندہ اس قسم کی غیر دانشمندانہ تحریروں سے باز آ جائیں۔

رشتوں کی ضرورت

(۱) جہلم میں ہمارے ایک دوست کے تین نوجوان لڑکوں کے لئے رشتوں کی ضرورت ہے تینوں فوجی محکموں میں ملازم ہیں سب سے بڑا لڑکا دی او سی کمشنڈ آفیسر ہے باقی ہر دو کی تنخواہ ۱۲۰/ روپیہ ماہوار ہے۔ نیک چال چلن با اخلاق اور شریف نوجوان ہیں، قومیت راجپوت، لیکن رشتہ کے لئے ذات پات کی کوئی قید نہیں، لڑکیاں نیک و دیندار سلیقہ شعار خواندہ اور امور خانہ داری سے واقف ہونی چاہئیں۔

(۲) ضلع کرنال میں ہمارے ایک نہایت مخلص دوست کی صاحبزادی کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے، لڑکی کے والد ڈاکٹر ہیں اور سرکاری ڈسپنسری کے انچارج ہیں، قومیت قریشی گھرانہ نہایت شریف، دیندار اور خدا پرست ہے، رشتہ کے لئے ذات پات کی کوئی قید نہیں، لڑکا شریف دیندار تعلیمیافتہ اور برسر روزگار ہونا چاہیئے۔

درخواستیں ذیل کے پتہ پر بھیجنی چاہئیں

شیخ عبدالرحمٰن مصری

انچارج شعبہ تبلیغ۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

نوٹ:۔ رشتوں کے بارہ میں تمام خط و کتابت بصیغہ راز رہے گی۔

تبلیغی وفد

جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی اور جناب [illegible] صاحب ساقی ۱۰ فروری کو یو۔ پی اور سی پی اور حیدرآباد کے بڑے بڑے شہروں میں تبلیغی دورہ پر جا رہے ہیں یہ وفد آخر مارچ تک دورہ سے واپس آئیگا۔

قیامت اور بہائی مذہب

از جناب مولانا عمرالدین صاحب شملوی

گذشتہ سے پیوستہ

نوٹ:۔ محترم مولانا عمرالدین صاحب نے اس مضمون کی پہلی قسط کا عنوان تھا "قیامت اور بہائی مذہب کا بطلان" کیونکہ اس عنوان سے غلط فہمی پیدا ہوتی تھی اسلئے اسے بدل کر "قیامت اور بہائی مذہب" کر دیا گیا ہے۔ (مدیر)

قرآنی پیشگوئی جو قیامت سے پہلے عذاب شدید کی تھی وہ تو پوری ہو چکی اور ہو رہی ہے لیکن اب سوال یہ ہے کہ یہ عذاب تو قیامت سے پہلے ہے پھر قیامت کب ہوگی۔ جواب صاف ہے کہ وہ ابھی آنیوالی ہے جیسا کہ قبل یوم القیامۃ کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ اس لئے بابی اور بہائی جو کہتے ہیں کہ قیامت ہو چکی یقیناً جھوٹے ہیں۔

قرآن مجید میں تو یہ قانون بتایا گیا ہے کہ:۔

وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا۔ ۱۵/۲

یعنی ہم کبھی عذاب نازل نہیں کرتے جب تک کہ رسول کو مبعوث نہ کریں۔ اب سوال یہ ہے کہ اس عالمگیر عذاب الٰہی سے پہلے کونسا رسول مبعوث ہوا جس نے اس عذاب شدید کی خبر دی۔

سو یہ بات واضح ہے کہ اب زمانہ نبوت محمدیہ کا ہے اور سب سے پہلے اس عذاب کی خبر تو حضرت خاتم النبیین صلعم نے دی جو قرآن مجید اور احادیث میں بالصراحت موجود ہے۔ پھر عین اس عذاب شدید کے نزول کے قریب حضرت مسیح موعود نے بڑے زور شور سے دنیا کو متنبہ کیا اور کہا کہ اب وہ عذاب جس کا ذکر قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں ہے دروازہ پر ہے۔ توبہ کرو تا خدا تم پر رحم کرے اگر میں نہ آیا ہوتا تو اس عذاب کے آنے میں تاخیر ہوتی مگر اب جبکہ میں آچکا اور اتمام حجت ہو چکی تو اب وہ عذاب شدید دروازہ پر ہے اور وہ اب کسی طرح ٹل نہیں سکتا۔ آپ کے اصل الفاظ درج ذیل ہیں:۔

"یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض ان میں سے قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے چرند پرند بھی باہر نہیں رہیں گے۔ اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی۔ اور اس کیساتھ اور بھی آفات زمین و آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی۔ یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی۔ اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہیں ملیگا تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونیوالا ہے .... وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازہ پر ہیں۔ کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی۔ اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی کچھ آسمان سے کچھ زمین سے۔ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا۔ اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں ان پر رحم کیا جائے گا کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے۔ یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو ہرگز نہیں انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہوگا........

اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا ..... مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں۔.. میں سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶-۲۵۷)

ایک غلط فہمی کا ازالہ چونکہ اس پیشگوئی میں جو تمہاری آنکھوں کے سامنے پوری ہوئی اور ہو رہی ہے حضرت مسیح موعود نے اپنے آنے کو آیت وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا کے ماتحت پیش کیا ہے ممکن ہے کہ کوئی قادیانی اس سے یہ سمجھے کہ رسالت کا دعوےٰ ثابت ہو گیا اس لئے میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود نے خود اس لفظ رسول کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ لفظ عام ہے جو مجددوں اور محدثوں پر بھی بولا جاتا ہے اور اسی آیت کو لکھ کر اپنی کتاب تجلیات الٰہیہ میں لفظ رسول پر نوٹ دے دیا ہے کہ اس سے مراد مامور من اللہ مجدد ہے نہ کہ حقیقی نبی۔

اصل بات یہ ہے کہ اس عظیم الشان عذاب کی خبر جس خدا کے نبی نے دی وہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور وہی اصل مصداق حتیٰ نبعث رسولا کے ہیں لیکن چونکہ آپ کی نبوت و رسالت ظلی طور پر تا قیامت جاری ہے۔ اس لئے اس عالمگیر اور عظیم الشان عذاب الٰہی کے نزول سے پہلے آخری زمانہ میں خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلعم کی دوسری بعثت آپ کے بروز کامل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے کی۔ اسلئے مسیح موعود کی نبوت و رسالت دراصل آنحضرت صلعم کی نبوت و رسالت کا ظل ہے لا غیر۔

پس آیت قرآنی وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا کا اصل اور حقیقی مصداق تو آنحضرت صلعم ہی ہیں اور مسیح موعود آپ کا بروز کامل ہونے کی وجہ سے اور آپ کی بعثت ثانیہ کا مظہر ہونے کی وجہ سے اس آیت کا مصداق یقیناً ہیں یہی وجہ ہے کہ خود حضرت اقدس نے اس آیت کو پیش کر کے اپنی صداقت کا گواہ ٹھہرایا ہے اور بڑے زور سے حقیقۃ الوحی میں اوپر کی پیش کردہ دونوں آیتوں کو ملا کر قرآن مجید میں مسیح موعود کا ثبوت بتایا ہے۔ جس کا انکار کوئی احمدی نہیں کر سکتا۔

اب میں اپنے اصل موضوع کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اور کہتا ہوں کہ قیامت سے پہلے تو "عذاب شدید" ہے اور عذاب شدید سے پہلے ایک رسول کی بعثت لازمی ہے۔ اب اگر رسول کی آمد ہی قیامت قرار دی جائے تو قرآنی آیات کے معنی ہی بگڑ جاتے ہیں کیونکہ اس صورت میں ہر دو آیات قرآنی کا مجموعی نتیجہ یہ ہوگا کہ بہائی قیامت (رسولوں کی بعثت) سے پہلے عذاب شدید۔ اور عذاب شدید سے پہلے ایک رسول کی بعثت یا بہائی قیامت۔ گویا پہلے قیامت پھر عذاب اور پھر قیامت اور یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ پہلے بھی قیامت درمیان میں نمونہ قیامت یا ایک قیامت اور آخر میں بھی ایک قیامت جب تک یہ تسلیم نہ کر لیا جائے کہ قیامت سے پہلے عذاب عالمگیر ہے وہ اصل اور حقیقی قیامت ہے تب تک صحیح بات بنتی ہی نہیں۔ اور کوئی بہائی اس ثبوت قیامت کا جواب بھی نہیں دے سکتا۔

انعام میں نے بہائیوں کو ایک دفعہ پانچ صد روپیہ انعام رکھ کر قیامت کے متعلق بحث کرنے کا ارادہ کیا اور مولوی محفوظ الحق علمی تک وہ تحریر پہنچی تو بحث کے لئے انہوں نے آمادگی ظاہر کی لیکن جب میں نے ان کو بذریعہ تحریر اپنا منشا ظاہر کیا تو وہ خاموش ہو رہے میں نے پھر ایک خط لکھا مگر معلوم ہوا کہ وہ ابھی تک انہیں نہیں ملا۔ بہرحال پوری بحث تو جب وہ کریں گے دیکھا جائے گا۔ وہ میری پیش کردہ اس ایک دلیل کو ہی توڑ کر دکھا دیں تو میں انہیں مبلغ پچاس روپے بطور انعام دونگا فیصلہ کے لئے منصف تین غیر جانبدار اہل علم لوگ ہوں گے۔ کیا کوئی بہائی نیا یا پرانا مولوی علی صاحب بہائی کو ہمارے مقابل بحث کے لئے کھڑا کر سکتا ہے۔

انعام کے مبلغ پچاس روپے بحث سے پہلے ثالثوں کے سپرد کر دیئے جائیں گے۔ اور بحث اور فیصلہ ایک ہی دن میں یا زیادہ سے زیادہ تین دن میں ہوگا۔ میں چونکہ بمبئی میں ہوں اور بہائیوں کا بمبئی مرکز ہے اس لئے اگر یہاں یہ بحث ہو تو بہت اچھا ہے ورنہ میں دہلی میں بھی اس بحث کے لئے حاضر ہو سکتا ہوں۔

کیا مولوی عبداللہ صاحب کشمیری بہائی جو بہت پرانے بہائی ہیں مگر مدتوں وہ تقیہ کرتے ہوئے احمدی جماعت میں رہے۔ وہ اپنے مولانا علی صاحب کو بحث کے لئے آمادہ کر سکتے ہیں؟

پیشگوئی میں یہ اپنے تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ کوئی بہائی اس مقابلہ کے لئے نہ نکلے گا۔

بہاء اللہ نے تو لکھا ہے کہ:۔

"لو یقوم احد علی حب البہاء فی الارض الانشاء ویحارب معہ کل من فی الارض والسماء لیغلبہ اللہ علیہم اظہاراً لقدرتہ و ابراراً لسلطنتہ و کذالک کانت قدرتہ ربک محیطاً علی العالمین"

(الواح مبارکہ صفحہ ۱۸۳)

اگر کسی بہائی کو اپنے معبود کی اس پیشگوئی پر ایمان ہے تو وہ اب میدان میں آ کر اس کی صداقت کا ثبوت دے ورنہ کون نہیں جانتا کہ خود باب جو بہاء اللہ صاحب کا پیشرو تھا سے کس طرح صرف ایران کے شیعہ علماء کے ہاتھوں بار بار شکست ہوئی۔ اور باب نے دو دفعہ توبہ بھی کی مگر اس کی توبہ کو تقیہ پر محمول سمجھا گیا۔ اور اسے نامرادی کی حالت میں قتل کر دیا گیا۔ جو اس کے کاذب مدعی ہونے کی زبردست دلیل ہے۔

پھر خود بہاء اللہ صاحب نے تمام عمر جس طرح قید و بند میں گذاری وہ بھی ان کے مغلوب و مقہور ہونے کا ہی ثبوت ہے۔ بیچارے ان کے ماننے والے سو وہ آج تک تو تقیہ سب کو چھپا کر گذارہ کرتے رہے لیکن اب شوقی صاحب نے حکم دیا ہے کہ تقیہ چھوڑ دیا جائے تو اب بہائی لوگ یہاں کچھ کچھ بولنے لگے ہیں۔ چونکہ بہاء اللہ کی پیشگوئی یہ ہے کہ جو شخص محب بہاء ہوگا اس کے مقابل اگر کل روئے زمین کے لوگ کھڑے ہوں تو وہ محب بہاء ہی غالب ہوگا تاکہ خدا کا اقتدار ظاہر ہو اس لئے میں بہائی لوگوں کو کہتا ہوں کہ وہ سب مل کر بھی اگر احمدیت سے مقابلہ کرنا چاہیں گے تو وہ نامراد رہیں گے اور اگر اس میری دلیل پر بھی وہ مجھ سے بحث کر لیں گے تو یقیناً وہ خائب و خاسر ہوں گے وہ ذرا مقابل پر نکل کر دیکھ لیں۔

اتمام حجت اگر بہائی مولانا علی صاحب چاہیں تو میں پچاس روپے انکو بطور حق الخدمت پہلے ہی دے دیتا ہوں بشرطیکہ وہ بحث کر کے ثالثی فیصلہ پر تیار ہوں۔ اب کیا مولوی صاحب بہائی پیشگوئی کی صداقت دکھانے کو میدان میں آئیں گے۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ اگر وہ میری

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشند

پیغام صلح

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

ایڈیٹر: ایس۔ محمد آصف بی اے

جائنٹ ایڈیٹر: شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۳ ۔ لاہور یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۶ صفر ۱۳۶۴ھ م ۷ فروری ۱۹۴۵ء ۔ نمبر ۷

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔

۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔

۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔

۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آ کے گا۔

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کی ضرورت

آجکل کے تعلیمیافتوں پر ایک اور بڑی آفت

آج کل کے تعلیمیافتہ لوگوں پر ایک اور بڑی آفت جو آکر پڑتی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ان کو دینی علوم سے مطلق مس نہیں ہوتا۔ پھر جب وہ کسی ہیئت دان یا فلسفہ دان کے اعتراض پڑھتے ہیں تو اسلام کی نسبت شکوک اور وساوس ان کو پیدا ہو جاتے ہیں۔ تب وہ عیسائی یا دہریہ بن جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں ان کے والدین بھی ان پر بڑا ظلم کرتے ہیں۔ کہ دینی علوم کی تحصیل کے لئے ذرا سا وقت بھی ان کو نہیں دیتے اور ابتدا ہی سے ایسے دھندوں اور بکھیڑوں میں ڈال دیتے ہیں۔ جو انہیں پاک دین سے محروم کر دیتے ہیں۔

تعلیم و تربیت دینی بچپن میں ہو

یہ بات بھی غور کرنے کے قابل ہے کہ دینی علوم کی تحصیل کے لئے طفولیت کا زمانہ بہت ہی مناسب اور موزوں ہے۔ جب داڑھی نکل آئی تب ضَرَبَ یَضْرِبُ یاد کرنے بیٹھے تو کیا خاک ہوگا۔ طفولیت کا حافظہ تیز ہوتا ہے۔ انسانی عمر کے کسی دوسرے حصہ میں ایسا حافظہ کبھی نہیں ہوتا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ طفولیت کی بعض باتیں تو اب تک یاد ہیں لیکن پندرہ برس پہلے کی اکثر باتیں یاد نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی عمر میں علم کے نقوش ایسے طور پر اپنی جگہ کر لیتے ہیں اور نو نے کے نشو و نما کی عمر ہونے کے باعث ایسے دلنشین ہو جاتے ہیں کہ پھر ضائع نہیں ہو سکتے۔ غرض یہ ایک طویل امر ہے۔

اپنی ہمسایہ قوموں سے سبق حاصل کرو

مختصر یہ کہ تعلیمی طریق میں اس امر کا لحاظ اور خاص توجہ چاہیئے کہ دینی تعلیم ابتدا سے ہی ہو۔ اور میری ابتدا سے ہی خواہش رہی ہے اور اب بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکو پورا کرے۔ دیکھو تمہاری ہمسایہ قوموں یعنی آریوں نے کس قدر جلیت تعلیم کے لئے بنائی۔ کئی لاکھ سے زیادہ روپیہ جمع کر لیا۔ کالج کی عالیشان عمارت اور سامان بھی پیدا کیا۔ اگر مسلمان پورے طور پر اپنے بچوں کی تعلیم کی طرف توجہ نہ کریں گے۔ تو میری بات سن رکھیں کہ ایک وقت ان کے ہاتھ سے بچے بھی جاتے رہیں گے۔

صحبت را اثر

مثل مشہور ہے "تخم تاثیر صحبت را اثر" اس کے اوّل جزو (حصہ) پر کلام ہو تو ہو۔ لیکن دوسرا حصہ "صحبت را اثر" ایسا ثابت شدہ مسئلہ ہے کہ اس پر زیادہ بحث کرنے کی ہمکو ضرورت نہیں۔ ہر ایک شریف قوم کے بچوں کا عیسائیوں کے پھندے میں پھنس جانا اور مسلمانوں حتیٰ کہ غوث و قطب کہلانیوالوں کی اولاد اور سادات کے فرزندوں کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرنا دیکھ چکے ہو۔ ان صحیح النسب سیّدوں کی اولاد جو اپنا سلسلہ حضرت امام حسین رضہ تک پہنچاتے ہیں ہم نے کرسچن (عیسائی) دیکھی ہے۔ اور بانی اسلام کی نسبت قسم قسم کے الزام (نعوذ باللہ) لگاتے ہیں۔ ایسی حالت میں بھی اگر کوئی مسلمان اپنے دین اور اپنے نبی کے لئے غیرت نہیں رکھتا تو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا؟

اگر تم اپنے بچوں کو عیسائیوں آریوں اور دوسروں کی صحبت سے نہیں بچاتے۔ یا کم از کم نہیں بچانا چاہتے۔ تو یاد رکھو کہ نہ صرف اپنے اوپر بلکہ قوم پر اور اسلام پر ظلم کرتے ہو۔ اور بڑا بھاری ظلم کرتے ہو۔

کیا تمہیں اسلام کے لئے کچھ غیرت نہیں

اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ گویا تمہیں اسلام کے لئے کچھ غیرت نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت تمہارے دل میں نہیں۔ ذرا سمجھو اور سوچو خدا کے واسطے عقل سے کام لو۔ اور اس لئے کہ عقل میں جودت اور ذہانت پیدا ہو راستباز اور متقی بنو۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء)

بمبئی میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات

مورخہ ۲۸ جنوری کو جناب خانصاحب عبدالعزیز خانصاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس نے اپنے دولت خانہ پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو شام کے کھانے پر مدعو کیا۔ حضرت امیر کے علاوہ چوہدری فضل حق صاحب۔ جناب فاروقی صاحب آئی۔ سی۔ ایس۔ او۔ بی۔ ای کلکٹر حبیب الرحمٰن صاحب صادق اور دیگر احمدی اور غیر احمدی احباب موجود تھے ۲۹ جنوری کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف کا درس بیان فرمایا۔ جس میں اپنی جماعت کے علاوہ قادیانی جماعت کے دوست اور غیر احمدی اصحاب بھی کثیر تعداد میں تشریف لائے ہوئے تھے۔

۳۱ جنوری کو جناب شیخ محمد حسین و محمد ابراہیم صاحبان ایلوی لیدر ورکس بمبئی نے کھانے پر مدعو کیا۔ حضرت امیر۔ جناب فاروقی صاحب کے علاوہ بہت سے دیگر تجار اور گورنمنٹ ملازمین بھی مدعو تھے۔

یکم فروری کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے درس قرآن بیان فرمایا جس میں ہر فرقے کے مسلمان موجود تھے۔

۲ فروری کو بمبئی کی قادیانی جماعت کے صدر جناب سیٹھ اسماعیل آدم صاحب نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کو کھانے پر مدعو کیا جسمیں مجسٹریٹ۔ بیرسٹر۔ تجار۔ گورنمنٹ آفیسر کثیر تعداد میں موجود تھے۔

۳ فروری کو جناب میاں محمد ...... صاحب ...... پی۔ کونسلر باندرہ نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اعزاز میں دعوت طعام دی۔ شہر کے تجار۔ گورنمنٹ آفیسر کثیر تعداد میں موجود تھے۔ کھانے کے بعد خان بہادر فضل کریم صاحب نے تلاوت قرآن مجید کی۔ حاضرین کی درخواست پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے ان آیات کی نہایت بصیرت افروز طریق سے تفسیر بیان فرمائی جس سے حاضرین پر بہت عمدہ اثر ہوا۔ یہ مجلس گیارہ بجے شب کو ختم ہوئی۔

۴ فروری کو صبح دس بجے مسٹر جلیل اسسٹنٹ ڈائرکٹر جنرل آف سپلائی گورنمنٹ آف انڈیا اور مسٹر فیضی پرنسپل لا کالج بمبئی اور ان کی معیت میں صادق صاحب ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ ہر دو اصحاب نے حضرت امیر اور انجمن کے کام اور آپ کی تصنیفات کو بہت ہی سراہا اور آپ کی تازہ تصنیف "مینول آف حدیث" کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ موجودہ زمانہ کی ایک بہت بلند پایہ تصنیف ہے۔ اسلامی لٹریچر میں جو کمی تھی آپ نے اسے پورا کر دیا۔

اس کے بعد جناب فاروقی صاحب کی طرف سے کھانے کی دعوت پر جماعت کے سب احباب جماعت تشریف لائے۔ جناب فاروقی صاحب نے بہت ہی پر تکلف کھانا کھلایا۔ کھانے کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے جماعت کے نظام کے متعلق بہت سی ہدایات ارشاد فرمائیں اور سال رواں کے لئے جماعت بمبئی کے مندرجہ ذیل عہدیداران کا انتخاب عمل میں آیا۔

صدر: خانصاحب عبدالعزیز خاں صاحب ڈی۔ ایس۔ پی۔ سکرٹری: محمود احمد صاحب بی اے۔ سیکرٹری تبلیغ: جناب مولینا عمرالدین صاحب شملوی۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے اعزاز میں جناب خان بہادر محمد طاہر صاحب کیطرف سے ڈنر

جناب خان بہادر محمد طاہر صاحب ...... پی بمبئی نے حضرت امیر ایدہ اللہ کے اعزاز میں ۴ کو تاج محل ہوٹل میں ڈنر دیا جس میں شہر بمبئی کے چوٹی کے اصحاب موجود تھے کھانے کے بعد حضرت امیر نے قریباً ایک گھنٹہ تقریر فرمائی۔ جس کا حاضرین پر بہت عمدہ اثر ہوا۔ تراجم قرآن فنڈ کے سلسلہ میں حضرت امیر کی خدمت میں بہت معقول رقم پیش کی گئی۔

۵ فروری کو نماز مغرب کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کا درس بیان فرمایا۔ جس میں اپنی جماعت کے علاوہ غیر احمدی اور قادیانی دوست بھی شریک تھے۔

جناب فاروقی صاحب کے مکان پر بھی حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ ہر روز صبح قرآن شریف کا درس بیان فرماتے ہیں۔

چوہدری فضل حق صاحب اور حبیب الرحمٰن صاحب صادق سلسلہ کا لٹریچر عام مسلمانوں اور غیر مسلموں تک پہنچانے میں تن دہی سے مصروف ہیں۔

(نامہ نگار)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام ...... پرنٹر و پبلشر چھپا اور دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

نظامِ جدید کی بنیادیں

نیو ورلڈ آرڈر کے پہلے باب کا ترجمہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

عیسائیت کی ناکامی کی دوسری وجہ یہ تھی کہ یہ صرف [illegible] ایسا مذہب تھا جو دوسری زندگی یعنی نجات سے متعلق تھا یہ کوئی ایسا نظام نہیں تھا جس کا اس دنیا کی زندگی سے تعلق ہو اس کی تمام تر دلچسپی غیر دنیوی امور سے وابستہ تھی لیکن سائنس کی ترقی سے ایک ترقی پسند نظریہ حیات سامنے آگیا، عیسائیت کی روح اس کے خلاف تھی اس زندگی کے دوسرے مسائل مسئلہ دولت اور مسئلہ جنسیات عیسائیوں کی نسلیں جو ان سے متعلق خیال کرتی آئی تھیں وہ ترقی یافتہ دماغ کی تشفی نہیں کر سکتا تھا۔ عیسائیت نے [illegible] کی تہذیب کی ترقی سے پیدا [illegible] اس مضمون میں تمام اصلاحات کی بھی [illegible] کی اس لئے انسانی دماغ عیسائیت سے باہر [illegible] گئے مذہب کی گرفت انسانی دماغ پر ڈھیلی پڑ گئی اور میدان میں صرف مادیت رہ گئی اور اس کی آفاقی تسلیم کی جانے لگی۔

مذہب کی قوت اور اسکا رشتہ اتحاد

کچھ عرصہ کے لئے یورپ سے رخصت ہو گیا اور مغربی تہذیب کی ایک پہلو پر ترقی ہو گئی اور مادیت بغیر کسی قسم کی روک کے نشو و نما پا گئی۔ خود غرضی، رقابت، نفرت، سیاسی لوٹ مار کی طاقتیں کھل گئیں، جن سے انسانیت پر تباہی اور مصیبت آگئی نظام نو کی پہلی لازمی شرط یہ ہے کہ اس کی بنیاد روحانی قوت پر ہو جو صرف مذہب بہم پہنچا سکتا ہے۔ اگر بنیادیں گہری اور مضبوط نہ ہوں تو اوپر جو عمارت بنے گی وہ گر کر پاش پاش ہو جائے گی آج سے بیس سال پیشتر یہی کچھ ہوا تھا گذشتہ جنگ عظیم چار سال تک جاری رہی جس سے آباد شہر اور قصبے تباہ و برباد ہو گئے زرخیز زمینیں بنجر ٹیلے بن گئیں لاکھوں صحت مند نوجوان موت کے گھاٹ اتر گئے اور ان سے کہیں زیادہ تعداد میں لنگڑے اور بیکار ہو گئے۔ لاکھوں گھروں کی خوشی جاتی رہی اور انسانوں کی بڑی بڑی جماعتیں دکھ اور مصیبت کا شکار ہو گئیں اور جنگ کے اختتام نے ان قربانیوں کو حق بجانب قرار دیا ظالم کو شکست ہوئی اور جمہوریتوں کو مکمل فتح حاصل ہوئی تاریخ اقوام کے بہترین دماغ مدعو کئے گئے اور ایک عظیم [illegible] بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی کہ وہ نئے نظام کی بنیاد استوار کرے یورپ کا نقشہ [illegible] دوبارہ تیار کیا گیا اور مفتوحہ ممالک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا تاکہ وہ نئی قوت حاصل [illegible] کر دوبارہ سر اٹھا سکیں لیگ آف نیشنز بنائی گئی تاکہ وہ اس نظام کو اخلاقی سہارا دے سکے یہ نظام تو بنا تھا

وہ نظام نو آج کہاں ہے؟ وہ اپنے [illegible] ہونے کے بعد دس سال کے اندر اندر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور اس کے بعد کے دس سال نے دنیا کو جنگ کی دہکتی ہوئی آگ میں جھونک دیا جو پہلی جنگ سے بھی زیادہ خطرناک ہے اور [illegible] شدید مشکلات جن میں سے انسانوں کو گذرنا پڑا ہے یہ نتیجہ ثابت ہوئی ہیں کیونکہ نظام نو کی بنیاد اخلاق پر نہ تھی وہ [illegible] لوگ جو کانفرنس میں جمع ہوئے انھوں نے انسانوں کے اصل روگ کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔

انھوں نے خیال کیا کہ ایک قوم کا دوسری قوم پر فتح پا لینا [illegible] کا علاج ہے حالانکہ اس کا یہ علاج نہیں تھا [illegible] انھوں نے [illegible] اقوام کی [illegible] قانون اور مقننین نے [illegible] تبدیلی پیدا کرنے کے لئے کوئی سامان مہیا نہ کیا انھوں نے اس حقیقت کی طرف ذرا بھی توجہ مبذول نہیں کی کہ وہ اپنی صلح کی تجاویز سے انسان کے جذبۂ حرص کو مشتعل کر رہے ہیں جس کی وجہ سے یہ سانحۂ عظیم اور مصیبت نازل ہوئی ہے۔ انھوں نے ہر معاملہ کے متعلق تحقیق و تنقید کی سوائے اس امر کے کہ کس طرح ساری نسل انسانی کو متحد کر کے ایک قوم بنا دیا جائے اور کس طرح نظام نو کے ڈھانچہ کے لئے اخلاقی بنیادیں قائم کی جائیں، لیگ آف نیشنز کا مجوزہ اخلاقی معیار محض ایک سوانگ اور ڈھونگ تھا۔ اقبال مرحوم نے اسے صحیح طور پر چوروں کی انجمن کہا تھا ؎

من ازیں بیش ندانم کہ کفن دزدے چند
بہر تقسیم قبور انجمنے ساختہ اند

کیونکہ ان میں سے ہر ایک رکن کی دل کی گہرائیوں میں یہی تمنا تھی کہ کس طرح وہ مادی مفاد کو اپنی قوم کے لئے حاصل کرے۔ اور لیگ آف نیشنز کے ارکان میں سے ایک رکن بھی اس بلند خیال کا حامل نہیں تھا کہ کس طرح سے دنیا کی مختلف اقوام کو متحد کر کے ایک قوم بنا دیا جائے۔

اب ہم پھر ایک نئی عالمگیر جنگ کے درمیان ہیں اور ظلم کرنے والوں کی شکست یقینی ہے اور ہر قسم کے سوالات پر بحث ہو رہی ہے کہ نظام عالم [illegible] کیسا ہونا چاہیئے لیکن ایک سوال اپنی عدم موجودگی کی وجہ سے نمایاں ہے کہ مختلف اقوام کس طرح متحد ہو کر ایک قوم بن سکتی ہیں؟ اگر اس سوال پر سنجیدگی سے بحث نہ کی گئی تو جنگ کے دیوتا کی قربانگاہ پر یہ نئی قربانی جو ناقابل بیان انسانی دکھوں اور مصیبتوں کی صورت میں پیش کی جا رہی ہے اور تہذیب انسانی کی تباہی لئے ہوئے ہے بے فائدہ ثابت ہوگی اور نظام عالم [illegible] کا بھی وہی حشر ہوگا جو نظام عالم [illegible] کا ہوا اور یہ صرف ایک بھیانک اور خطرناک عالمگیر تباہی کے لئے راستہ تیار کر دے گا۔ مادی طاقتوں کی کوئی کانفرنس خواہ وہ قوموں کی کوئی لیگ ہو یا [illegible] نجات نہیں لا سکتی ہزاروں مادی سوالات کا حل دنیا میں امن اور صلح کو پیدا نہیں کر سکتا جب تک کہ مختلف اقوام کو متحد کر کے ایک قوم بنانے کے لئے اخلاقی بنیادیں نہ رکھی جائیں اور حریصانہ ذہنیت کو بدل نہ دیا جائے وہ راستہ جس پر سیاستدان گامزن ہیں وہ خدائی بادشاہت اور امن کا راستہ نہیں۔ دنیا میں امن اسی صورت میں قائم ہوگا جبکہ زمین پر خدائی بادشاہت قائم ہوگی نظام عالم [illegible] کا انحصار بھی اگر مادی بنیادوں پر ہوا اگر کسی طرح سے دل جمعیت کو تقسیم کیا جائے تو اس سے یقیناً تیسری عالمگیر جنگ [illegible] میں آ جائے گی جیسا کہ نظام عالم [illegible] کی وجہ سے ہوا۔

یہ انسانیت کی انتہائی بدقسمتی ہے کہ مذہب جو اخلاقی بنیادیں بہم پہنچا سکتا ہے جن پر حقیقی نظام عالم قائم ہو سکتا ہے [illegible] اور ناجائز قرار دیا گیا ہے اور [illegible] کر لیا گیا ہے۔ ترقی یافتہ لوگوں میں مذہب کی نفرت فیشن بن گئی ہے اور اس طرف دھیان نہیں دیا گیا کہ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ انسانیت کی ترقی میں مذہب ایک نمایاں طاقت رہی ہے اور موجودہ حالت تک مذہب نے ہی انسان کو پہنچایا۔ حقیقت یہ ہے کہ انسانی تہذیب جیسا کہ اسے آج ہم دیکھتے ہیں اس کی بنیاد مذہب ہے مذہب نے تاریخ انسانی میں ایسی حالت پیدا کی ہے جس نے بار بار انسانی سوسائٹی کو ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے بچایا ہے۔ تمام قوموں میں تہذیب انسانی کا تعاقب کیجئے تو معلوم ہو جائے گا کہ جب بھی تہذیب بربادی کے قریب ہوئی تو ایک مذہبی رو نے جلدی پیدا ہو کر اسکو تباہی سے بچا لیا۔ تہذیب اپنے تمام پائیداری کے دعووں کے باوجود اخلاق پر منحصر ہے اور حقیقی بلند اخلاق صرف خدا پر ایمان سے پیدا ہوتے ہیں اور بے آہنگ انسانی عناصر کا اتحاد و اتصال جس کے بغیر تہذیب انسانی ایک دن بھی باقی نہیں رہ سکتی مذہب کی جوڑنے والی قوت سے پیدا ہوتا ہے۔

یہ عموماً کہا جاتا ہے کہ دنیا میں نفرت [illegible] کشت و خون کا باعث مذہب ہے لیکن [illegible] کی تاریخ پر ایک سرسری نظر واضح کر دے گی کہ یہ ایک خطرناک غلطی ہے، محبت میل ملاپ ہمدردی، رفق و ملائمت ہر ایک مذہب کا پیغام ہے اور ہر ایک قوم نے یہ ضروری سبق [illegible] خالص بے غرضانہ خدمت کا جذبہ جو خدا پر ایمان لانے سے پیدا ہوتا ہے اس سے سیکھا ہے۔ اگر مذہبی لوگوں میں خود غرضیاں [illegible] اور خونریزیاں ہوئی ہیں تو وہ مذہب کے بغیر بھی یقیناً ہوتیں لیکن وہ مذہب کے پیغام محبت کے نتیجہ میں نہیں ہوئیں وہ اسلئے پیدا ہوئیں کیونکہ انسانی فطرت کا اس طرف میلان بہت زیادہ ہے اور ان کی موجودگی یہ بتاتی ہے کہ الٰہی اور مذہبی بیداری کی دنیا کو ضرورت ہے۔ خدا پر ایک سچا اور محکم ایمان انسانیت کی سب سے بڑی ضرورت ہے آدمی اگر بعض دفعہ ایسی چیزوں کی طرف جھک جاتے ہیں جو ان کے شایان شان نہیں تو اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ اعلیٰ روحانیات بُرے ہیں اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کی ترقی اور نشو و نما اور بھی ضروری ہو گئی ہے۔

اگر ارتباط تہذیب انسانی کی حقیقی بنیاد ہے جو ایک قوم اور ملک سے متعلق نہیں بلکہ بحیثیت مجموعی انسانیت سے متعلق ہے تو پھر اسلام بغیر کسی شک کے زبردست تہذیبی قوت ہے جو دنیا میں پیدا ہوئی اور پیدا ہو سکتی ہے آج [illegible] سو سال پہلے اسلام نے تہذیب کو بربریت کے گڑھے میں گرنے سے بچایا اس وقت اسلام تہذیب کی مدد کو پہنچا جس کی بنیادیں [illegible] ہل گئی تھیں اور اسلام نے ثقافت اور اخلاق کی بالکل نئی بنیاد قائم کی اور اتحاد نسل انسانی کا بالکل نیا تصور پیش کیا صرف کسی مخصوص قوم کے اتحاد کا تصور نہیں اتنا زبردست تصور پیش کیا جس نے قوموں کو متحد کر دیا جو ابتدائے دنیا سے ایک دوسرے سے نفرت کرتی تھیں اور جنگ آزمائی کرتی تھیں سرزمین عرب میں جہاں [illegible] ایک جزیرہ نما میں قبائل آپس میں برسر پیکار رہتے ایک معجزہ ظہور میں آیا جیسا کہ ایک انگریز مصنف لکھتا ہے یہ ایک عظیم الشان معجزہ تھا جس کے سامنے ہر ایک چیز ماند پڑ گئی:۔

"ایسے منتشر لوگ [illegible] مشکل ہے کہ اچانک ایک معجزہ رونما ہوا۔ ایک آدمی آیا جس نے اپنی شخصیت اور اس دعوے کے ساتھ کہ وہ خدا کی طرف سے ہدایت کے لئے مبعوث ہوا ہے اس ناممکن بات کو ممکن بنا دیا یعنی ان سب برسر پیکار قبائل کو متحد کر دیا۔"

(The [illegible] and [illegible] of Mesopotamia p. 99)

اس نے صرف ایک ملک کے منتشر قبائل کو ہی متحد نہیں کیا بلکہ اس نے دنیا کی تمام اقوام میں ایک اخوت قائم کر دی اور ان لوگوں کو بھی ملا کر ایک کر دیا جن میں سوائے انسانیت کے اور کوئی چیز مشترک نہ تھی اسلام نے رنگ، نسل، زبان، جغرافیائی حدود اور ثقافت کے اختلافات کو مٹا دیا اس نے آدمی کو آدمی سے اس طرح ملا دیا کہ ان لوگوں کے دل جو مشرق بعید میں آباد تھے مغرب بعید کے لوگوں کے قلوب سے ہم آہنگ ہو کر دھڑکنے لگے اور درحقیقت یہ عظیم الشان ہی نہیں بلکہ واحد طاقت ثابت ہوئی جو انسانوں کو متحد کر سکتی تھی کیونکہ دیگر مذاہب صرف ایک قوم یا صرف ایک نسل کے اختلافات مٹانے میں کامیاب ہوئے لیکن اسلام نے مختلف قوموں اور نسلوں کے اختلافات کو مٹا دیا اور ان کے مختلف اور بے آہنگ اختلافات کو متحد کر دیا۔

اسلام نے صرف مختلف انسانی نسلوں

([illegible])

پیغام صلح

جلد ۳۳ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۶ر صفر ۱۳۶۴ھ | نمبر ۷

اخبار کوثر کے شبہات کا ازالہ

مودودی صاحب کے متعلق باطل دعوے کا اندیشہ

اخبار کوثر لاہور میں "اخبار و افکار" کے عنوان سے سوال و جواب کا کالم کھولا گیا ہے جس میں ایک شخص کا سوال شائع ہوا ہے:۔

"میں لوگوں میں اسلامی تحریک کو پھیلانے کی سعی کرتا تھا تو لوگ جواب دیتے تھے کہ ہم مولوی مودودی صاحب کی تحریک پر کیوں ایمان لائیں کیونکہ (حضرت) مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی شروع شروع میں یہی کہا تھا کہ میں صرف اسلام پھیلانا چاہتا ہوں پھر نبوت کا دعوےٰ کر دیا۔ اسی طرح مولوی عبداللہ چکڑالوی کا حال ہوا ایسا نہ ہو کہ مودودی صاحب بھی خدانخواستہ ایک دن اپنی نبوت کا اعلان کر دیں"

خریدار نمبر ۲۵۶۲

مدیر کوثر نے اس سوال کا جواب دیا ہے جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

جماعت اسلامی کی دعوت نہ اپنی طرف ہے اور نہ مودودی صاحب کی طرف بلکہ وہ صرف مسلمانوں کو خدا کے دین کا صحیح مفہوم سمجھانے اور ان پر واضح کرنے کے لئے کہ خدا تعالیٰ ان سے کس بات کا طلبگار ہے کوشاں ہے۔ یہ مذکورہ مدعیان اپنی طرف لوگوں کو دعوت دیتے تھے حالانکہ خدا کا دین مکمل ہو چکا اور جن باتوں پر ایمان لانے کے لئے ضروری ہیں مقرر ہو چکیں جماعت اسلامی کے امیر کا یہ دعوےٰ نہیں کہ اسکو خدا نے الہام اور وحی سے اس منصب پر کھڑا کیا ہے جماعت اسلامی کوئی فرقہ نہیں بنانا چاہتی دعوت جو کچھ ہے اسلام کی طرف ہے مودودی صاحب کی قیادت اس وقت تک ہے جب تک وہ کتاب و سنت کی طرف لے جاتے ہیں...... اس سلسلے میں ایک شبہ یہ بھی ظاہر کیا جاتا ہے کہ چونکہ امیر کی اطاعت کا حکم دیا جاتا ہے اس لئے یہ بھی ایک معنی میں نبوت کے اعلان کی صورت ہے لیکن اس قسم کا شبہ صرف وہ لوگ ظاہر کرتے ہیں جو اسلام کے طریق کار سے واقف نہیں جب کوئی جماعت انبیائے کرام علیہم السلام کے طریق کار پر خدا کے دین کی خدمت کے لئے اٹھتی ہے تو لازماً اس کی تنظیم امارت ہی کے اصولوں پر ہوتی ہے اور جس شخص کو وہ اپنا صاحب امر بناتی ہے اس کی اطاعت ضروری ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ

کوثر کے خریدار نمبر ۲۵۶۲ کا یہ اعتراض ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے دعوےٰ نبوت کیا تھا غلط ہے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنی تصنیفات میں ایک دفعہ نہیں بلکہ متعدد دفعہ اس کی تردید کی ہے بلکہ اس غلط فہمی کو رفع کرنے کے لئے مدعی نبوت پر لعنت بھیجی ہے اور نہایت واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ نبوت کا دعوےٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعوےٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے اور جماعت احمدیہ لاہور اشاعت قرآن اور تبلیغ اسلام کے بلند نصب العین کیساتھ ساتھ (جو حضرت بانئے سلسلہ کا حقیقی مقصد تھا) اس غلط فہمی کو رفع کرنے کے لئے امکانی کوشش کرتی رہی ہے اور انتہائی جد و جہد کیساتھ ان غالیوں کا بھی مقابلہ کرتی رہی ہے جو حضرت مرزا صاحب کی طرف یہ دعوےٰ منسوب کرتے ہیں جماعت احمدیہ لاہور اپنے امام کے ارشاد کے مطابق اس امر کی قائل ہے کہ آنحضرت صلعم پر نبوت ختم ہو گئی اور حضور کے بعد نہ کوئی نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا، ان حقائق اور واقعات کے باوجود اگر یہ غلط فہمی دور نہ ہو تو معلوم نہیں اس غلط فہمی کو دور کرنے کا کیا علاج ہو سکتا ہے۔

تحریک اسلامی اور مودودی صاحب کی پوزیشن کو صاف کرتے ہوئے مدیر کوثر نے تحریر فرمایا ہے کہ مودودی صاحب تو صرف اسلام کی طرف دعوت دیتے ہیں اور حضرت مرزا صاحب صرف اپنی طرف دعوت دیتے تھے یہ درست نہیں حضرت مرزا صاحب نے حدیث مجدد کی بناء پر لوگوں کو دعوت دی اور قرآنی حکم ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر کی بناء پر ایک جماعت بنائی تاکہ سب مسلمان ایک امام کی قیادت میں صحابہ کرام کے خصائص ایمانی کی یاد تازہ کرنیوالی اور عشق الٰہی کی ایک جان سپار جماعت بن کر تمام دنیا کو اسلام اور محمد رسول اللہ کی طرف دعوت دیں اور یہ جماعت انبیائے کرام علیہم السلام کے طریق کار پر خدا کے دین کی خدمت کرے اس لئے اگر انصاف سے کام لیا جائے تو حقیقت یہی ہے کہ جماعت احمدیہ کی دعوت نہ اپنی طرف ہے اور نہ حضرت مرزا صاحب کی طرف حضرت مرزا صاحب کا مقام حضرت نبی کریم صلعم کے جاری فیوض کا نتیجہ ہے حضرت نبی کریم صلعم سے علیحدہ ہو کر حضرت مرزا صاحب کی کوئی ہستی نہیں اس لئے آپ نے فرمایا

> وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

اور جگہ جگہ اپنی تصنیفات میں اس امر کا اظہار پر زور دار الفاظ میں فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے انہیں احیائے دین اسلام اور غلبۂ اسلام کیلئے مبعوث فرمایا۔ باقی رہا الہام اور وحی سے کسی منصب پر کھڑا ہونا تو اس ضمن میں ہماری ایک گذارش ہے کہ وہ مسیح اور مہدی جس کی آمد کے مسلمان قائل ہیں وہ الہام اور وحی سے مخصوص کیا جائیگا یا لوگ اسے منتخب کر کے امیر بنائیں گے اور دوسرے حدیث مجدد کی رو سے مجدد کو اللہ تعالیٰ مبعوث فرماتا ہے یا لوگ اسے بطور راہبر کے منتخب کرتے ہیں اگر لوگ مجدد کا تعین کرتے ہیں تو وہ مجدد جنہوں نے خدا تعالیٰ کے حکم سے اعلائے کلمۃ الحق کے لئے لوگوں کو دعوت دی اور یہ فرمایا کہ یہ لباس خدا نے انہیں پہنایا ہے ان کے متعلق مدیر کوثر کا کیا فتوےٰ ہے؟

ہمارے عقیدہ کی رو سے حضرت مرزا صاحب کی امامت اور آپ کا الہام شریعت محمدیہ کا تابع ہے آپ کی زندگی و بعثت سے وہی غرض نہیں آپ نے شریعت کا ایک شوشہ بھی نہیں بدلا اور نہ اس میں ایک لفظ کا اضافہ کیا ہے اور ایسے واقعات موجود ہیں کہ آپ نے اپنی زندگی میں اپنے الہام کو کتاب اور سنت کے تابع کیا اور صرف اس الہام سے اس مادیت اور الحاد کے دور میں خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایک زندہ ایمان پیدا کیا ہے آپ کی بعثت سے خدا تعالیٰ کی یہی مشیت تھی کہ اس مادی دور میں خدا تعالیٰ حضرت نبی کریم صلعم کے ایک خلیفہ کے ذریعہ سے اپنی ہستی کا دنیا کو ایک زندہ ثبوت دے اور امت محمدیہ کے علمائے ربانی کی صحیح معنوں میں انبیائے بنی اسرائیل سے مشابہت قائم ہو اور وہ حقیقی ایمان جو زمین سے اٹھکر ثریا تک پہنچ چکا تھا وہ پھر زمین پر آ کر لوگوں کے دلوں میں جلوہ گر ہو وہ علماء جو خدا کی ہستی پر صرف نظری دلائل اپنے پاس رکھتے ہیں اور جن کے دل بنجر زمین کی طرح ویران ہیں وہ دوسرے لوگوں کے قلوب کو ایمان سے آباد نہیں کر سکتے اور صاف راستہ کی رہنمائی نہیں کر سکتا اور نہ یہ لوگ کوئی ایسی جماعت بنا سکتے ہیں جو انبیائے علیہم السلام کے طریق کار پر خدا کے دین کی خدمت

شذرات

مسلمانوں کو جبراً ہندو بنا لیا

ایک مقامی روزنامہ میں یہ خبر شائع ہوئی ہے:۔

"ضلع مل گڑھ کی تحصیل کھیر کے تھانہ ٹپل میں ایک سالم موضع مسلمان کھانے راجپوتوں کا آباد ہے جس کا نام گردھرپور ہے اس علاقہ کے چند معتبر ہندو اور سکھ عرصہ سے اس گاؤں کے مسلمانوں کو شدھ کرنے کی کوشش کر رہے تھے مگر ناکامی ہوتی تھی آخرکار محکمہ مال اور پولیس کے ہندو اور سکھ افسران نے اپنے جذبۂ تعصب کے ماتحت اس سازش میں خفیہ طور پر شرکت کی اور اپنے اثر سے کام لیکر پورے موضع کو شدھ کرنے میں کامیاب ہو گئے اور اب وہ دوسرے مواضعات میں بھی مسلمانوں اور اچھوتوں کو شدھ کرنے میں مصروف ہیں"

اگر یہ خبر درست ہے تو یہ انتہائی افسوسناک بات ہے کہ اس تہذیب اور ثقافت کے زمانہ میں لوگوں کو ناجائز دباؤ سے جبراً مذہب تبدیل کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ اس علاقہ کی طرف مسلمانوں کو فوراً توجہ کرنی چاہیئے اور اپنے کمزور اور بے کس بھائیوں کو ارتداد کے گڑھے میں گرنے سے بچانا چاہیئے اور اس علاقہ کے ذمہ دار حکام کو بھی اس امر کی تفتیش کرنی چاہیئے کہ ان کے علاقہ میں یہ اندھیر کیوں مچ رہا ہے اس زمانہ میں جبکہ ملک میں امن اور آشتی کی ضرورت ہے فرقہ وارانہ آگ کو مشتعل کرنے کی کوشش کیوں کی جا رہی ہے اگر یہ خبر واقعی درست ہے تو بعید نہیں کہ اس واقعہ سے تمام ہندوستان کے مسلمانوں میں ایک ہیجان پیدا ہو جائے جو خوفناک نتائج کا موجب ہو۔

ایک ضروری گذارش

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے پیغام صلح کی توسیع اشاعت کے لئے تحریک فرمائی تو جماعت کے متعدد دوستوں نے اس تحریک پر لبیک کہا اور ...... وعدہ فرمایا کہ وہ اپنی طرف سے لوگوں کے نام اخبار جاری کرائیں گے۔ ان سب دوستوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ حسب وعدہ رقوم مرکزی دفتر میں محاسب صاحب انجمن کے نام بھجوا دیں اور ان دوستوں کے پتے بھی ارسال فرمائیں جن کے نام اخبار جاری کرنا ہے یا دفتر کو اجازت دیں کہ جن دوستوں کے نام مناسب سمجھا جائے اخبار جاری کیا جائے امید ہے ہماری اس عرضداشت پر یہ دوست فوراً توجہ مبذول فرمائیں گے۔

حضرت مولانا صدرالدین صاحب کا درس قرآن

حضرت مولانا صدرالدین صاحب نماز فجر کے بعد مرکزی مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں اپنے مخصوص اور عالمانہ انداز میں قرآن مجید کا درس دیتے ہیں مرکزی جماعت کے دوستوں کو چاہیئے کہ اس موقعہ کو غنیمت سمجھیں اور حضرت مولانا کے درس قرآن میں شامل ہو کر مستفیض ہوں امید ہے مرکزی جماعت کے سب دوست اس درس میں شامل ہوں گے۔

اخبار احمدیہ

مولود مسعود مولوی احمد گل صاحب تحریر کرتے ہیں کہ جناب چوہدری غلام باری صاحب انکم ٹیکس آفیسر کے ہاں خدا تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے۔ چوہدری صاحب موصوف نے اس خوشی میں مبلغ ۱۰ روپے انجمن کو بطور عطیہ دیئے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مولود کو نیک اور صالح بنائے اور لمبی عمر دے۔ آمین۔

درخواست دعا

جناب مرزا احمد دین صاحب جاکی ضلع سیالکوٹ کو فالج کے عارضہ سے اللہ تعالیٰ نے کچھ شفا دی تو وہ نمونیہ میں مبتلا ہو گئے۔ نمونیہ میں بھی پہلے سے افاقہ ہے لیکن کمزوری کافی ہو گئی ہے سب احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ جناب مرزا صاحب موصوف کے لئے حضور قلب سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں مکمل شفا عطا فرمائے۔ آمین۔

جماعت کے بعض دوست بیمار ہیں اور بعض مالی مشکلات میں مبتلا ہیں۔ احباب ان دوستوں کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کامل اور آسودگی عطا فرمائے۔

لمحاتِ فکریہ

ذریعہ تعلیم اردو قرار دیا جائے

حیدرآباد دکن کی عثمانیہ یونیورسٹی کی کانووکیشن کے موقعہ پر حکومت ہند کے سپلائی ممبر سر آرکاٹ راماسوامی مدالیار نے عثمانیہ یونیورسٹی کی بلند پایہ خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا:

"اس یونیورسٹی کی اعلیٰ خدمات کا تمام حلقوں نے اعتراف کیا ہے کہ یہاں تمام مضامین اردو میں پڑھائے جاتے ہیں اور اب ملک میں عام رائے یہ ہے کہ نوجوان موجودہ تعلیم سے اس وقت تک مستفید نہیں ہو سکتے جب تک تعلیم کا ذریعہ اردو نہ قرار دیا جائے"

دارالترجمہ کی عظیم الشان خدمات کی تعریف کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

"اس ادارہ کی ترجمہ شدہ کتابوں سے تمام اہل ملک فائدہ اٹھا سکتے ہیں یہ ایک ایسا کام ہے جس کی افادیت حیدرآباد دکن کی حدود سے باہر بھی تا تم ہے اور ہندوستان کی اکثر یونیورسٹیاں وقت آنے پر اس سے فائدہ اٹھائیں گی"

گاندھی جی کا آریہ سماجیوں کو مشورہ

سورت ۷ر فروری گاندھی جی کے سکرٹری نے اخبار گجرات مترکو خط لکھا ہے جس میں اس اہم حقیقت کا انکشاف کیا ہے کہ گاندھی جی کی رائے ہے کہ ترقی پسند آریہ سماجیوں کو چاہیئے کہ وہ ستیارتھ پرکاش میں تبدیلی کر کے قابل اعتراض فقرات حذف کر دیں لیکن اس رائے کے باوجود گاندھی جی کا خیال ہے کہ حکومت سندھ نے ستیارتھ پرکاش پر جو پابندی عاید کی ہے وہ عوام کے مذہبی حقوق میں مداخلت کے مترادف ہے جو ناجائز ہے ضرورت ہے کہ حکومت سندھ نیوٹو اٹھا لے تاکہ ترقی پسند آریہ سماجیوں کی طرف سے تبدیلی کرنے کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہو

و پ

آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس نے آجتک کیا کیا ہے؟

اہلحدیث فرقہ کی طرف سے آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس مدت سے قائم ہے، اب مذکورہ فرقہ کے دوسرے گروہ کی طرف سے حال ہی میں "موتمر اہلحدیث ہند" کے قیام کا اعلان ہوا ہے تو اس پر مولوی ابوسعود قمر بنارسی کی طرف سے بعض اعتراضات کئے گئے ہیں، اس کے جواب میں ناظم نشر و اشاعت موتمر اہلحدیث کی طرف سے انقلاب مورخہ ۴ر فروری ۱۹۴۵ء میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے اہلحدیث کانفرنس کے جمود اور بے حسی کو واشگاف کیا ہے جس میں مسلمانوں کے لئے بھی ایک سبق ہے وہ غور کریں کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں کی انجمنوں اور کانفرنسوں پر جمود طاری ہے ناظم نشر و اشاعت موتمر اہلحدیث رقمطراز ہیں:

"آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس بہ حسب اشتہار ..... کانفرنس کا پیام تقریباً نصف صدی سے قائم ہے۔ اس عرصہ میں اس نے کیا کام کیا۔ کوئی مدرسہ یا کالج یا جامعہ بنایا۔ کوئی یتیم خانہ یا اپاہج خانہ قائم کیا۔ اہلحدیث کی اصلاح ترقی یا تنظیم کے لئے کوئی قدم اٹھایا۔ کوئی شعبہ تصنیف و تالیف قائم کیا۔ کوئی ان امور کو دکھا سکتا ہے۔ سنیئے آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کے سب سے بڑے رکن جو بانیان کانفرنس میں سے بھی ایک ہیں اور اس کانفرنس کے عرصہ دراز سے جنرل سکرٹری بھی ہیں۔ یعنی مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری (کانفرنس کے چوبیسویں سالانہ اجلاس منعقدہ ماہ اپریل ۱۹۴۴ء بمقام دہلی) اپنے مطبوعہ خطبہ صدارت میں حسب ذیل فرماتے ہیں:۔

"اہلحدیث کانفرنس نے باوجود کئی سال عمر پانے کے اپنے مقاصد میں سے ربع یا خمس تو کیا ثمن (آٹھواں حصہ) بھی ہاتھ میں نہیں لیا۔ چاہیئے تھا آج اس کا کام اعلیٰ پیمانہ پر نظر آتا۔ ہندوستان کے کسی صوبہ بلکہ کسی شہر میں تبلیغ کی ضرورت ہوتی تو اس کے مبلغ وہاں پہنچے ہوئے ہوتے۔ بلکہ ہمیشہ ہر صوبہ ہر شہر میں کام کرتے نظر آتے کوئی کتاب اسلام یا مذہب اہلحدیث کے خلاف شائع ہوتی تو اس کا جواب دفتر کانفرنس سے نکلتا مگر واقعہ یہ ہے کہ کچھ نہیں ہوا۔ کیوں نہیں ہوا؟ کارکنوں کی غفلت سے؟ یا افراد اہلحدیث کی سستی سے۔ میں اپنے خطبہ میں اس بحث میں جانا نہیں چاہتا۔"

یہ اس ذمہ دار رکن کانفرنس کا اظہار حقیقت ہے جو بحیثیت جنرل سکرٹری کانفرنس کے حالات سے پوری طرح واقف ہے اور تقریباً نصف صدی کے کاموں کا یہ خاکہ پیش کر رہا ہے ....

.....

کانفرنس نے ابتداء میں کام کیا لیکن جوں جوں دن گذرے جمود طاری ہوتا گیا یہانتک کہ جناب فنانشل سکرٹری صاحب مالک و مختار بن بیٹھے ابتدائی مکتبوں کی سرپرستی ہونے لگی۔ وہ چار روپیہ کے عطیہ دیئے گئے جس کو چاہا دیا گیا جس کو چاہا بند کر دیا۔ مشورے کے جلسہ میں بھی جس کو بلانا ہوا اطلاع دی۔ نہ بلانا ہوا نہ دی۔ احتجاج ہوا مگر بے اثر اخبار اہلحدیث میں بیسیوں تجاویز کانفرنس کا جمود توڑنے کے لئے شائع ہوئیں، مگر بے سود دفتر میں تجاویز آتیں مگر ردی میں تبدیل ہو کر اس دفتر بے معنی غرق ہو نا ب اولاً کا مصداق بن گئیں۔ بہت کوشش سے ایک تنظیم کمیٹی کانفرنس نے بنائی جس کے سکرٹری مولوی محمد صاحب سورتی مرحوم تھے۔ مگر اس کی قوا مندودا لاختیار کیا کہ وہ ایک یا دو ہی مہینے میں ختم ہو گئی۔"

(انقلاب ۴ر فروری ۱۹۴۵ء)

اقتباسات

کتب خانہ برٹش میوزیم

اس کتب خانہ میں اسی لاکھ کتابیں ہیں۔ اس کتب خانہ کی فہرست کتب کی اس قدر جلدیں ہیں، کہ ہندوستان کے بڑے بڑے کتب خانے ان فہرستوں ہی سے بھر جائیں۔ مثال کے طور پر جن مصنفوں کے نام "ایم" سے شروع ہوتے ہیں ان کی تصانیف کے نام ۸۰ لمبی چوڑی ضخیم جلدوں میں آئے ہیں۔ انجیل پر جتنی کتابیں ہیں ان کے ناموں کی فہرست بیس موٹی موٹی جلدوں میں ہے۔ ہزارہا آدمی ہر روز سو سو میل سے چل کر اس کتب خانے میں صبح کے وقت داخل ہوتے ہیں اور رات کی گاڑی سے روزانہ واپس چلے جاتے ہیں۔ کارل مارکس نے اپنی دنیا میں انقلاب پیدا کر دینے والی کتاب "سرمایہ" یہیں بیٹھ کر لکھی تھی۔ یہ شخص ہر روز صبح سویرے کتب خانہ میں داخل ہوتا تھا اور چھ بجے شام کو کتب خانے کے ملازم اسے زبردستی باہر نکالا کرتے تھے۔ مشہور ڈراما نویس برنرڈشا اس لائبریری میں متواتر ۱۰ سال مطالعہ کرتے رہے ہیں۔

سب سے بڑے گول کمرے میں فہرستیں رکھی ہیں اس کے ارد گرد مطالعہ کے لئے بے شمار کمرے ہیں جن میں ½ ۲ گز لمبی اور ½ ۱ فٹ چوڑی ہزاروں میزیں رکھی ہیں۔ ہر میز کا نمبر جدا ہے اور ان پر ہر وقت قلم دوات، کاغذ، جاذب اور ورق تراش وغیرہ رکھا رہتا ہے مطالعہ کرنے والے لوگ ٹکٹ پر مطلوبہ تصانیف، اپنا نام، نمبر میز اور تاریخ وغیرہ لکھتے ہیں اور ٹوکری میں ڈال دیتے ہیں ہر پانچ منٹ کے بعد کتب خانے کے ملازم ان ٹوکریوں میں سے ٹکٹوں کے ڈھیر اٹھا اٹھا کر لے جاتے ہیں اور پھر دس پندرہ منٹ کے بعد پہیہ دار بے آواز چلنے والی گاڑیوں میں کتابیں بھر کر ان کمروں میں لاتے ہیں اور چپ چاپ انہیں میزوں پر رکھ جاتے ہیں۔ پورے کتب خانے میں کسی شخص کو زبان سے بولنے کی اجازت نہیں اگر آپ کی مطلوبہ کتاب دوسرے شخص کے زیر مطالعہ ہو تو آپ کے ٹکٹ کے ساتھ ایک چٹ لگی ہو گی "یہ کتاب استعمال میں ہے"، اگر کتاب دوسرے کمرے میں مل سکتی ہو تو آپ کے ٹکٹ کے ساتھ دوسری چٹ آپ کے پاس آ جائے گی "یہ کتاب فلاں کمرے میں دیکھیں"۔ اگر آپ اپنے ٹکٹ پر نام، میز کا نمبر اور تاریخ لکھنا بھول گئے ہوں تو آپ کا ٹکٹ اس ریمارک کے ساتھ واپس آ جائیگا "نام لکھیئے"، "نمبر لکھیئے"، "تاریخ لکھیئے" وغیرہ شکریہ اور دوسری ضروریات کے اشارے مقرر ہیں، اگرچہ اس کتب خانے میں ہر وقت ہزارہا آدمی اور ملازم موجود رہتے ہیں، پھر بھی اس پوری آبادی میں کہیں کوئی ایک آواز بھی سنائی نہیں دیتی۔

امرتسر میں سناتن دھرمی ہندوؤں کی طرف سے یگیہ

امرتسر میں سناتن دھرمی ہندوؤں کی طرف سے جو یگیہ ہو رہا ہے اس میں گھی چاول۔ زعفران۔ سامگری اور دوسری چیزوں کی کثیر مقدار نذر آتش کی جا رہی ہے۔ ہم اس ضیاع پر کسی گذشتہ پرچے میں اپنے خیالات ظاہر کر چکے ہیں۔ بعض اخبارات نے لکھا ہے کہ ان چیزوں کے جلانے سے ہوا صاف ہوتی ہے اور بیماریوں کے جراثیم ہلاک ہو جاتے ہیں۔ ممکن ہے صحیح ہو۔ لیکن پھر بھی ہم یہی کہیں گے۔ کہ ہوا صاف کرنے کا یہ طریقہ تمام جدید طریقوں کے مقابلہ میں زیادہ مہنگا ہے۔

لیکن ایک بات پر ہمیں بے حد تعجب ہوا اس یگیہ کے سلسلے میں بیان کیا گیا ہے کہ جب اس کے لئے آگ جلانے کی تیاری ہونے لگی تو سردار اور رشی کیش کے بڑے بڑے ودوان پنڈتوں نے فتوے دے دیا کہ یہ آگ دیا سلائی یا چقماق سے نہیں جلائی جائے گی۔ کیونکہ ویدوں میں حکم ہے کہ یگیہ کے لئے پوتر آگ لکڑی سے پیدا کی جائے (دیا سلائی یا چقماق میں کونسی ناپاکی ہے۔ اس کی تصریح نہیں کی گئی)

اس پر ہمارے سناتن دھرمی معاصر "ویر بھارت" نے لکھا کہ ہزارہا نر ناری حیران تھے۔ کہ اب کیا ہو گا۔ اور آگ کیسے جلے گی۔ دفعتہً وید منتروں سے یگیہ کی فضا گونج اٹھی۔ ایک برہمن نے دو لکڑیوں کو رگڑنا شروع کیا۔ لوگوں کے دیکھتے دیکھتے ایک شعلہ بلند ہوا اور "یگیہ بھگوان کی جے" کے نعروں سے آسمان گونج اٹھا"

"ویر بھارت" نے اس آگ کو بہت بڑی کرامات قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ "یہ دیکھ کر بڑے بڑے تعلیم یافتہ اور ناستک (دہریہ) کہلانے والے بھائی بھی دنگ رہ گئے۔ ہندو دھرم کی عظمت اور بھگوان کی شکتی کا ایک عجیب چمتکار (معجزہ) انھوں نے اپنی زندگی میں پہلی بار دیکھا"

گویا ویر بھارت کے نزدیک لکڑیوں کو رگڑنے سے جو آگ پیدا ہوئی۔ وہ رگڑ سے نہیں۔ بلکہ وید منتروں کی کرامات سے پیدا ہوئی تھی۔ خدا جانے وہ کونسے تعلیم یافتہ لوگ تھے۔ جو اس معمولی سی بات پر دنگ رہ گئے۔ رگڑ سے آگ پیدا ہو جانا کونسی عجیب بات ہے۔ جس پر "ویر بھارت" کے پڑھے لکھے ایڈیٹر صاحب جوش عقیدت میں اس قدر آپے سے باہر ہو رہے ہیں۔

جس زمانے میں انسان پتھر اور چقماق کا استعمال نہ جانتا تھا۔ وہ لکڑیاں ہی رگڑ رگڑ کر آگ جلایا کرتا تھا۔ اور ہم بچپن میں نہ صرف یہ پڑھ ہی چکے ہیں بلکہ ایسی تصویریں بھی کتابوں میں دیکھ چکے ہیں جن میں زمانہ قدیم کا وحشی انسان لکڑیوں کو رگڑ رگڑ کر آگ پیدا کرتا ہوا دکھائی دیا گیا ہے۔

جنگل کا ہر باشندہ آپ کو بتا سکتا ہے کہ بعض اوقات جنگل میں بلا وجہ بھی آگ لگ

(باقی بر صفحہ ۸)

مکتوب پنجم

(گذشتہ سے پیوستہ)

مسئلہ ختم نبوت کے متعلق بعض ضروری سوالات

از جناب مولانا مرتضیٰ خانصاحب حسن۔ بی۔ اے

اب گذارش ہے کہ اگر آپ فی الواقع ختم نبوت کے قائل ہیں اور آپ کو اس عقیدہ کا استحکام منظور ہے تو پھر بسم اللہ کیجئے۔ سب سے پہلے اپنے گھر سے اصلاح شروع کیجئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا جو عقیدہ ختم نبوت کے منافی ہے اور مہر ختم نبوت کا توڑنے والا ہے۔ اس کا قلع قمع کیجئے۔ اور اگر آپ یہ عذر پیش کریں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہو کر نہیں آئیں گے تو پھر آپ ثابت کریں گے کہ کیا کوئی نبی ایسا گذرا ہے جس کو عہدہ نبوت سے معزول بھی کیا گیا ہو علاوہ ازیں وہ تمام اشکال پیش کریں گے جن کا کسی قدر ذکر اسی عریضہ میں اوپر کر آیا ہوں اور جن کو میں اپنے سابقہ عریضہ میں تحریر کر چکا ہوں جن کا اب تک آپ سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا باوجود اس دعوے کے کہ آپ میرے حرف حرف کا جواب دیں گے پھر مجھے کہنا پڑتا ہے لم تقولون

ما لا تفعلون۔ کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون۔ پس

ختم نبوت کے لئے ضروری ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور ان کے دوبارہ نزول کے عقیدہ کا قلع قمع کیا جائے اور اگر آپ یہ نہیں کر سکتے تو آپ یاد رکھیں آپ کے متعلق یہ سمجھا جائیگا کہ منہ سے تو آپ ختم نبوت ختم نبوت فرماتے ہیں لیکن حقیقۃً عقیدہ آپ کا اس کے خلاف ہے اور اس پر ہمیں یہ کہنے کا حق ہوگا لم تقولون ما لا تفعلون۔ کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون

اس ضمن میں ایک اور امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ میں اپنے عریضہ نمبر ۳ میں آپ سے دریافت کر چکا ہوں کہ "قرآن بزبان پہلوی" میں جو لکھا ہے کہ:

او نبی وقت خود باشد ایسر

نبیز

تا نبوت یابی اندر امتے

کیا ایسی نبوت جس کا ذکر حضرت "نیست پیغمبر مگر دارد کتاب" نے فرمایا ہے یہ بھی خاتم النبیین یا لا نبی بعدی کے خلاف ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس کا قلع قمع کرنا بھی آپ کا فرض ہے اور جو اس کا قائل ہے اس پر بھی فتوے لگانا چاہئیے۔ خاتم النبیین کے بعد "امت میں نبوت" کیسی؟ ہاں اگر یہ نبوت ختم نبوت کے منافی نہیں تو اس کے دلائل بھی ارشاد فرمائیے:

نیز تفسیر روح المعانی جلد ۷ صفحہ ۱۲۲ میں لکھا ہے

ان النبوۃ عامۃ وخاصۃ والتی لا ذوق لہم فیہا ہی الخاصۃ اعنی نبوۃ التشریع وہی مقام خاصہ فی الولایۃ فاما النبوۃ العامۃ فہی مستمرۃ ساریۃ فی اکابر الرجال غیر منقطعۃ اس عبارت کا ترجمہ دینے

کی ضرورت نہیں آپ خود ہی سمجھ سکتے ہیں۔

اب فرمائیے کہ یہ نبوت جو مستمرۃ ساریۃ فی اکابر الرجال غیر منقطعۃ بیان کی گئی ہے ختم نبوت کے منافی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو پھر اس نبوت کا بھی قلع قمع کرنا چاہئیے اور جو ایسی نبوت مانتے ہیں ان پر کفر کا فتوے ضرور لگانا چاہئیے۔ اور اگر یہ ختم نبوت کی منافی نہیں تو اس کے دلائل ارشاد فرمائیے۔

نیز یا ایہا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا کی تفسیر و تشریح میں امام راغب اصفہانی تحریر فرماتے ہیں:-

وقولہ یا ایہا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا قیل عنی بہ الرسول وصفوۃ اصحابہ فسماہم رسلا لضمہم الیہ

یعنی کہا گیا ہے کہ الرسل سے مراد آنحضرت صلعم اور آپ کے برگزیدہ اصحاب ہیں ان کے پورے تعلق اور ضم ان کی وجہ سے۔

نیز اس آیت کے متعلق تفسیر نیشاپوری برحاشیہ تفسیر ابن جریر جلد ۱۸ صفحہ ۲۰ مطبوعہ مصریہ عبارت لکھی ہے۔

وبالحقیقۃ المراد بہ الامۃ

اب فرمائیے مولوی صاحب! "رسل" میں اصحاب رسول اللہ بھی داخل ہو گئے اور امت بھی داخل ہو گئی تو کیا یہ "رسالت" بھی ختم نبوت کی منافی ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو پھر امام راغب پر فتویٰ کفر کیوں نہیں لگاتے جو صحابہ اور وہ "رسل" میں داخل ہوں امت اور وہ "الرسل" کی مصداق؟

نیز شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:-

فکنت یوماً فی الخلوۃ متوحداً اذکر اللہ تعالیٰ فاخذنی الحق تعالیٰ عن العالم وعن نفسی ثم ردنی وانی اقول لکان موسیٰ بن عمران حیاً ما وسعہ الا اتباعی علی طریق الانشاء لا علی طریق الحکایۃ فعلمت ان ہذہ القول من لقائک الا خذۃ وانی کنت فانیا فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم اکن فی ذالک الوقت خلاقاً وانی کنت محمداً ولا تاصحنی قول ما قلت الا علی وجہ الحکایۃ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(سیف الربانی ملفوظات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی صفحہ ۱۰)

یعنی میں ایک دن خلوت میں اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول تھا پھر کھینچ لیا مجھ کو اللہ تعالیٰ نے عالم سے اور اپنے نفس سے اور پھر مجھے لوٹا دیا اور اس وقت میں کہتا تھا کہ اگر موسیٰ ابن عمران زندہ ہوتا تو اس کو میری تابعداری کے بغیر چارہ نہ تھا بطور انشا کے نہ بطور حکایت کے۔ پس میں نے جان لیا کہ تحقیق یہ بات جو خدا کی طرف سے ہوئی ختم ہے۔ اور تحقیق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں فانی تھا اور اس وقت میں خلاق (عبدالقادر) نہ تھا بلکہ ضرور اس وقت میں محمد تھا۔

اب فرمائیے مولوی صاحب! اس عبارت میں تو حضرت عبدالقادر جیلانی نے حضرت موسیٰ جیسے عظیم الشان نبی پر بھی اپنی فضیلت کا اظہار کر دیا اور فرما دیا کہ "انی کنت محمداً" گویا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا دعویٰ کر دیا۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا کوئی امتی فنا فی الرسول ہو کر خود محمد بن سکتا ہے اور کیا یہ حالت فنائیت میں اس کا ایسا دعویٰ لے ختم نبوت کا منافی ہے تو نہیں؟ اور اگر ہے تو پھر حضرت سید عبدالقادر جیلانی پر بھی انکار ختم نبوت اور ادعائے نبوت کا الزام دے کر کفر کا فتویٰ دیجئے اور اگر آپ کہیں کہ یہ تو ایک کشفی حالت ہے تو اس پر یہ اعتراض ہے کہ جب ایک شخص اپنے آپ کو حالت کشف میں خدا دیکھے یا خالق ارض سما سمجھے تو اسکو آپ لوگ خدائی دعوے کا مدعی قرار دیتے ہو تو پھر حضرت عبدالقادر جیلانی نے اگر کشف میں اپنے آپ کو محمد دیکھا تو بلا ریب آپ کے مسلمات کی رو سے نبوت کا بھی دعوے لازم آیا اور بہذا وہ اسی فتوے کے مستحق ٹھہرے جو آپ لوگ بزعم خود منکران ختم نبوت یا مدعیان نبوت پر لگاتے ہو۔

اب امر اول کے متعلق آپ نے یہ تو فرما کافی لکھدیا ہے اور بالتفصیل عرض کر دیا ہے

(۱) کہ بیشک نبوت اور رسالت ختم ہو چکی ہے۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا نہ نیا نہ پرانا۔

(۲) جو لوگ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پرانے نبی کا آنا مانتے ہیں وہ درحقیقت ختم نبوت کے منکر ہیں

(۳) ان آیات قرآنیہ کے متعلق دیکر خلاف مسلک رکھتے ہیں جن میں حضرت عیسیٰ کی وفات مندرج ہے۔ اور ایسے لوگ

(۴) جہاں ایک طرف نص خاتم النبیین و لا نبی بعدی کو چھوڑتے ہوئے مہر نبوت کو توڑنے والے بنتے ہیں وہاں دوسری طرف ان آیات کی پرواہ بھی نہیں کرتے جن میں لکھا ہے رسولا الی بنی اسرائیل۔ یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ وغیرہ وغیرہ کما مر تفصیلاً

(۵) لفظ "نبی" یا "رسول" بعض امتیوں کے لئے استعمال کئے گئے ہیں کتب صوفیہ میں بھی اور تفاسیر و کتب لغت میں بھی اس کے متعلق میرا استفسار ہے کہ کیا اس قسم کے الفاظ کا استعمال ختم نبوت کے منافی ہے یا نہیں اور اگر ہے تو ایسے اعتقاد رکھنے والوں پر فتوے کفر کیوں نہیں لگایا جاتا؟

باقی آئندہ

انجمن کے مرکزی دفاتر میں کارکنوں کی ضرورت

انجمن کو اپنے مرکزی دفاتر کے لئے مستعد نیک، مخلص اور قابل کارکنوں کی ضرورت ہے صرف وہی احباب درخواستیں دیں جو مستقل طور پر اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے وقف کرنے کو تیار ہوں۔

لیاقت:- کم از کم میٹرک پاس ہو۔

تنخواہ:- انجمن کے دو گریڈ منظور شدہ ہیں

پہلا گریڈ ۷۰ ——— ۳ ——— ۱۳۰ اور

دوسرا گریڈ ۱۰۰ ——— ۴ ——— ۶۰، قحط الاؤنس ۱۲½ سے ایک تیس روپے تک حسب تنخواہ دیا جاوے گی۔

مستقل ہونے کی صورت میں پراویڈنٹ فنڈ رخصت رعایتی و دیگر حقوق سے فائدہ اٹھایا جا سکتا۔

قابل اور تجربہ کار آدمی کے لئے ابتدائی تنخواہ تیس روپے ماہوار سے اوپر مقرر ہو سکیگی اول تقرر چھ ماہ کے لئے امتحانا ہوگا جس کے بعد کام تسلی بخش ہونے کی صورت میں کارکن کو مستقل کیا جا سکے گا۔ درخواست کے ہمراہ مندرجہ ذیل کوائف کا آنا ضروری ہے:

(۱) عمر

(۲) مجرد یا شادی شدہ، شادی شدہ کی صورت میں بچوں کی تعداد

(۳) قابلیت معہ مصدقہ نقول اسناد۔

(۴) کیا ٹائپ جانتے ہیں۔ کتنا تجربہ ہے۔

(۵) پہلے کوئی ملازمت کی ہو کب کتنا عرصہ اور کہاں اور کیوں ترک کر دی۔ مع سرٹیفکیٹ وغیرہ۔

(۶) احمدی یا غیر احمدی۔ احمدی ہونے کی صورت میں کب داخل سلسلہ ہوئے۔

(۷) مقامی جماعت کے سیکرٹری یا صدر یا کسی ممبر جنرل کونسل کی سفارش۔

(۸) کم از کم کس تنخواہ پر آنے کو تیار ہوں گے

(۹) کیا مستقل طور پر انجمن کی ملازمت میں آنے کو تیار ہوں گے۔

(۱۰) اور کوئی ضروری امر جس کو آپ قابل ذکر سمجھیں۔

درخواستیں جلد از جلد بنام جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں

عبداللہ

جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب سے تین سوالات

اور ان کے بیان پر ایک تنقیدی نظر

{از جناب حافظ محمد حسن صاحب بی۔اے ایل ایل بی۔ وکیل گجرات}

نوٹ:۔ مکرم معظم حافظ محمد حسن صاحب نے جناب چوہدری سر محمد ظفر اللہ صاحب کے اس مضمون پر جو رسالہ فرقان میں شائع ہوا ہے تین سوالات کئے ہیں جو درج ذیل ہیں حافظ صاحب مذکور ان دنوں گجرات میں فروکش نہیں بلکہ صوبہ بہار میں مقیم ہیں۔ ان کا پتہ درج ذیل ہے:۔

پتہ:۔ جھمری تلیہ۔ ضلع ہزاری باغ۔ صوبہ بہار۔ معرفت شریف اینڈ کو Mica Mineros

میری سکونت آج کل صوبہ بہار میں ہے۔

مورخہ ۲۲ر جنوری شام کو میں نے گجرات آیا اور دیکھا کہ ایک طاق پر "فرقان رسالہ" کی ایک جلد پڑی ہے۔ کھول کر دیکھا تو اس میں ایک ہی مضمون از قلم آنریبل جسٹس چوہدری سر محمد ظفر اللہ خانصاحب جج فیڈرل کورٹ آف انڈیا درج تھا میں نے اسی وقت سے پڑھنا شروع کیا اور رات کے ایک بجے کے قریب اسے ختم کیا۔ چوہدری صاحب کا مضمون پڑھ کر میں سوچتا رہا کہ آہ! اس زمانے میں مذہب بھی تیزیٔ طبع کی جولان گاہ بن کر رہ گیا ہے۔ چوہدری صاحب کے پایہ کا انسان اس موضوع پر جو تیس برس سے دو ایسی جماعتوں کے مقتدر رہنماؤں اور مسلمہ تصنیفوں کے علماء کا حد درجہ کا پامال شدہ ہے خامہ فرسائی کرتا ہے۔

اس طویل مضمون کا جواب غالباً احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا کوئی عالم مفصل و مبسوط طور پر دے گا اور میرے خیال میں اس مضمون کے جواب کی سب سے زیادہ ذمہ داری خاں محمد یعقوب خاں صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور پر عاید ہوتی ہے۔ یہ مضمون انہیں کی ذات کو سامنے رکھ کر لکھا گیا ہے اور وہی جماعت میں موزوں ترین آدمی ہیں جو اس کا جواب دے سکتے ہیں۔ میں تو اس جج کی طرح جو پیش آمدہ مقدمہ کے ایک فریق کی بحث سن کر اور مسل کے واقعات کو ذہن میں رکھ کر بعض اوقات دوران بحث میں وکیل سے چند سوالات کر بیٹھتا ہے اور ان کے سوالات کے جوابات سے اپنے ترمیم فیصلہ کی سعادت چاہتا ہے۔ اس یکطرفہ بحث کو پڑھ کر اور مقدمہ کی مسل کے چند واقعات ذہن میں رکھتے ہوئے چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب سے چند سوالات کرتا ہوں۔ اور ان سوالات کے جوابات آنے تک اپنے فیصلہ کو محفوظ رکھتا ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ اس مضمون کا ہر قاری خود کو اسی پوزیشن میں رکھ کر ان سوالات کی نوعیت پر غور کرے اور پھر ان جوابات کو پرکھے جو چوہدری صاحب کی طرف سے شائع کئے جائیں گے اور ازاں بعد فریق ثانی کی ... کر اس پرانی مسل کا فیصلہ صادر کرے جو تیس برس سے دونوں جماعتوں کی پبلک کورٹ میں ... ہے۔

یہ سوالات تعداد میں تین ہیں:۔

پہلا سوال۔ چوہدری صاحب صفحہ ۱۴۴ کی آخری سطر سے ایک نہایت مشکل سوال کا جواب شروع کرتے ہیں۔ ان کے الفاظ حسب ذیل ہیں: "پھر یہ سوال کیا جاتا ہے۔ کہ کرۂ ارض کے دور دراز کے علاقوں کے مسلمان جنہوں نے بانیٔ سلسلہ کا نام تک بھی نہیں سنا ہوا وہ کافر کیسے ہو گئے؟ میں یہ اصول بیان کر چکا ہوں۔ کہ جو شخص وحی اور نبوت کو شناخت کرتا ہے وہ مومن ہے سوال یہ ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کا دعوےٰ کرتا ہے۔ اسے یہ خبر تک نہیں پہنچی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظہور ہو گیا ہے۔ وہ شخص آپ کے ظہور سے کافر کیوں ہو گیا؟ اس سوال کا جواب سمجھنے میں آسانی ہو جائے گی۔ اگر پہلے ہم یہ مثال پر غور کر لیں۔ ایک شخص حضرت مسیح کو اللہ تعالیٰ کا رسول مانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بیٹا نہیں مانتا جیسے بعض عیسائی فرقوں مثلاً یونیٹیرین کا عقیدہ ہے۔ اسے رسول اللہ صلعم کی بعثت کا کچھ حال معلوم نہیں۔ اور حضرت کے نام اور حالات سے بالکل ناواقف ہے ایسے شخص کو مومن یا مسلمان تو بہرحال نہیں کہا جائیگا اور اس کے سوا اس کا نام کافر ہی ہوگا بیشک یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ ایسا شخص رسول کریم پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے قابل مواخذہ نہیں۔ لیکن چونکہ اس نے شناخت وحی اور شناخت نور نبوت کا امتحان پاس نہیں کیا اس لئے مومن نہیں۔ مومن تو وہی ہے جس نے یہ امتحان پاس کر لیا جس نے یہ امتحان پاس نہیں کیا۔ خواہ اس طور پر کہ وہ امتحان میں بیٹھا اور فیل ہو گیا اور خواہ اس وجہ سے کہ وہ امتحان میں بیٹھا ہی نہیں یا بیٹھنے کا اسکو موقعہ نہ ملا وہ مومن تو نہیں .... اب مومن ہونے کی یہ شرط ہو گئی کہ اللہ تعالےٰ نے جو کامل نور نبوت نازل فرمایا تھا اسے شناخت اور قبول کیا جائے اس امتحان میں جو پاس ہو گیا وہ مومن جو امتحان میں بیٹھا اور پاس نہ ہو سکا یا امتحان میں بیٹھا ہی نہیں یا امتحان میں اسے بیٹھنے کا موقع ہی نہیں ملا وہ کافر .... یہی صورت یہاں ہے۔ .... اب جو اس بروز وظل میں نور محمدی کو شناخت کرنے اور قبول کرنے کے امتحان میں پاس ہوتا ہے وہ مومن اور جو امتحان میں بیٹھتا اور فیل ہو جاتا ہے۔ یا بیٹھتا ہی نہیں یا بیٹھنے کا موقع ہی نہیں پاتا وہ امتحان میں پاس شدہ نہیں سمجھا جاتا۔ اس لئے مومن شمار نہیں ہو سکتا جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا وہ قابل مواخذہ بھی نہیں لیکن مومن بھی نہیں۔ اور ہر نبی کے متعلق دو ہی گروہ ہو سکتے ہیں مومن اور کافر"

یہ عقیدہ جو چوہدری صاحب نے بیان کیا ہے میاں صاحب کے رسالہ تشحیذ الاذہان اپریل ۱۹۱۱ء کے مضمون "مسلمان وہی ہے جو خدا تعالےٰ کے سب ماموروں کو مانے" میں صادر شدہ عالمگیر فتویٰ کفر کی صدائے بازگشت ہے۔ میاں صاحب نے حسب ذیل الفاظ میں ساٹھ کروڑ مسلمانانِ عالم کو بیک جنبش قلم کافر قرار دیا تھا۔ "تیسری بات۔ یہ معلوم ہوتی ہے کہ جن پر تبلیغ نہیں ہوئی۔ ان کا حساب خدا کے ساتھ ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ تبلیغ ان کو ہوئی ہے یا نہیں۔ کیونکہ کسی کے دلی خیالات پر آگاہ نہیں۔ اسلئے چونکہ شریعت کی بنا ظاہر پر ہے ہم ان کو کافر کہیں گے"

اسی طرح میاں صاحب کتاب آئینہ صداقت کے ۳۵ صفحہ پر اپنے عقاید یوں بیان کرتے ہیں:۔

"یہ تبدیلیٔ عقیدہ مولوی صاحب تین امور کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ اوّل یہ کہ میں نے حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ خیال پھیلایا ہے کہ آپ فی الواقعہ نبی ہیں۔

دوئم یہ کہ آپ ہی آیت اسمہ احمد کی پیشگوئی مذکورہ قرآن کریم (سورۃ صف آیت ۶) کے مصداق ہیں۔

سوئم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقاید ہیں"

چوہدری صاحب نے اپنے موکل کے انہی خیالات کی پرزور ترجمانی کی ہے۔ اور مذکورہ بالا امتحان کی مثال پیش کر کے تکفیر اہل قبلہ کی اس انتہائی شکل کی زوردار الفاظ میں ڈیفینس (defence) پیش کی ہے۔ ادھر ہم جب حضرت صاحب کی کتاب الوصیت کے صفحہ ۱۲ پر نظر ڈالتے ہیں جس کا حوالہ چوہدری صاحب نے ... دیا ہے تو ہمیں حسب ذیل الفاظ نظر آتے ہیں:۔

"جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو۔ اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو۔ وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔ پس یہ ممکن نہ تھا کہ وہ قوم جس کے لئے فرمایا گیا تھا کنتم خیر امۃ اخرجت للناس اور جن کے لئے یہ دعا سکھائی گئی "اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم" اس کے تمام افراد اس مرتبہ عالیہ سے محروم رہتے اور کوئی ایک بھی فرد اس مرتبہ کو نہ پاتا" "خدا تعالےٰ نے مکالمہ مخاطبہ کا مل تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف ایسے بعض افراد کو عطا کیا جو فنا فی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچ گئے اور کوئی حجاب درمیان نہ رہا۔ اور امتی ہونے کا مفہوم اور پیروی کے معنی اتم اور اکمل درجہ پر ان میں پائے گئے ایسے طور پر کہ ان کا وجود اپنا وجود نہ رہا۔ بلکہ ان کی محویت کے آئینہ میں آنحضرت صلعم کا وجود منعکس ہو گیا۔ اور دوسری طرف اتم اور اکمل طور پر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ نبیوں کی طرح ان کو نصیب ہوا پس اس طرح پر بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی ہونے کا خطاب پایا۔ کیونکہ ایسی صورت کی نبوت نبوت محمدیہ سے الگ نہیں بلکہ اگر غور سے دیکھو تو وہ خود نبوت محمدیہ ہی ہے۔ جو ایک پیرایۂ جدید میں جلوہ گر ہوئی"

اب سوال یہ ہے کہ حضرت صاحب کے بیان کردہ الفاظ کی رو سے معلوم ہوتا ہے کہ اس امت میں حضرت صاحب سے قبل بھی بعض افراد کو اتم اور اکمل طور پر مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ نصیب ہوا جنہیں کثرت مکالمہ مکاشفہ کی دولت بھی انہیں ملی۔ اور امتی ہونے کے ساتھ وہ نبی بھی کہلائے۔ اب چوہدری صاحب ہمیں بتلائیں کہ وہ کون انبیاء ہیں جن کا ذکر حضرت صاحب نے بیان کیا ہے۔ کیا چوہدری صاحب اور ان کی جماعت تک ان کے نام پہنچے ہیں یا نہیں۔ اگر پہنچے ہیں تو کیا جماعت نے ان کی تصدیق کر دی ہے اور ان پر اپنے ایمان کا اظہار کر دیا ہے اور اگر ان کے متعلق تبلیغ ان تک نہیں پہنچی تو کیا اس شناخت نور نبوت کے امتحان میں شامل نہ ہونے کی وجہ سے وہ کافر تو نہیں ہو گئے؟ اس سوال کا جواب خود چوہدری صاحب نے اپنے مضمون کے صفحہ ۴۷ پر کسی حد تک دے دیا ہے چوہدری صاحب فرماتے ہیں:۔

"ان تحریروں سے واضح ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلعم نے حضور کا نام نبی رکھا ہے اور اس امت میں صرف حضور ہی کو اس نام سے مخصوص کیا گیا ہے کوئی اور اس نام کا مستحق نہیں"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چوہدری صاحب سوائے حضور کے اس امت میں کسی اور کی نبوت پر ایمان نہیں رکھتے۔ مگر الوصیت کے صفحہ ۱۲ کی مذکورہ بالا عبارت بعض دیگر افراد کو بھی منصب نبوت پر فائز المرام گردانتی ہے اب خود چوہدری صاحب کے بیان کردہ اصول کی رو سے ان کی اور ان کی جماعت کی پوزیشن ان افراد مخصوصہ کے متعلق کیا ہوگی۔ اسی ضمن میں چوہدری صاحب سے مزید یہ دریافت طلب ہے۔ کہ حضرت صاحب کے پیدا کردہ اتنے وسیع لٹریچر سے کیا نہیں کوئی ایک سطر یا اشارہ یا کنایہ ایسا ملتا ہے جس سے یہ مترشح ہو کہ وہ ان لوگوں کو جن تک ان کی تبلیغ بھی نہیں پہنچی۔ دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے تھے۔ اگر کوئی سند بھی ان کے ہاتھ میں نہیں ہے تو کیوں اتنا بڑا فتویٰ لگاتے وقت ان کا دل نہ کانپ اٹھا۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا

اس کے برعکس چوہدری صاحب نے اپنے مضمون میں ۱۹۰۱ سے درج کئے ہیں۔ صفحہ ۸۷ پر وہ یوں لکھتے ہیں:۔

ڈاکٹر عبد الحکیم خاں نے حضور کی خدمت

اور گوان ساری باتوں کا دعویٰ کرتے رہے جن کے پائے جانے سے کوئی شخص نبی ہو جاتا ہے لیکن چونکہ آپ ان شرائط کو نبی کی شرائط نہیں خیال کرتے تھے بلکہ محدث کی شرائط سمجھتے تھے اس لئے اپنے آپ کو محدث کہتے رہے اور نہیں جانتے تھے کہ میں دعوے کی کیفیت تو وہ بیان کرتا ہوں جو نبیوں کے سوا اور کسی میں پائی نہیں جاتی اور نبی ہونے سے انکار کرتا ہوں"۔ کیا یہ سچ ہے کہ حضرت صاحب نے فرمایا کہ میرا دعوےٰ نبوت کا نہیں محدثیت کا ہے جو خدا کے حکم سے کیا گیا ہے اور یہ کہ محدث بالقوہ نبی ہوتا ہے اور وہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی ہوتا ہے اور کیا بارہ سال کے لمبے عرصہ تک اس عقیدہ کی اشاعت حلفی بیانوں کے ساتھ ہوتی رہی اور اس کا اعلان دنیا کے دور دراز کونوں تک پہنچتا رہا۔ کیا عربی فارسی اور اردو کی زبانوں میں بیسیوں کتابیں تصنیف ہوئیں اور ان میں اس عقیدے کو پھیلا دیا گیا؟ اگر آپ اس عقیدہ میں میاں صاحب سے متفق ہیں تو آپ سے میرا یہ مطالبہ ہے کہ آپ مجھے بتائیں کہ وہ کونسا سال کونسا مہینہ اور کونسا دن تھا جب آپ پر یہ حقیقت کھل گئی کہ آپ کو بارہ سال تک اللہ تعالیٰ نے خطرناک غلطی میں مبتلا رکھا اور زندہ خدا کی موجودگی اور اس کے فرشتوں کے قرب میں حضرت صاحب خانہ خدا میں حلفیں اٹھا اٹھا کر اپنی نبوت کا انکار کرتے رہے اور خدا جو ان کو [illegible] قرب سے اس نظارے کو دیکھتا رہا۔ اور اپنے مامور کو ایسی قسمیں کھانے سے نہ روک سکا۔ بلکہ پورے بارہ سال تک اس غلط عقیدہ کی خوب تشہیر کرائی اور ہزاروں کو منکرین نبوت بنا دیا اور بہتوں کو اسی حالت میں دنیا سے لے گیا۔ پھر چوہدری صاحب ہمیں یہ بتائیں کہ جب حضرت صاحب کو عقیدہ صحیح کا علم ہوا ان کے دل کی کیا کیفیت ہوئی۔ ان کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہوں گے۔ ان کی روح تڑپ گئی ہوگی۔ ان کا اضطراب ناقابل بیان ہوگا۔ انھوں نے اسی وقت تمام احمدیوں کو کہا ہوگا۔ اور پرنم آنکھوں سے یہ خبر سنائی ہوگی۔ کہ میری بارہ سالہ تحریریں دربارہ نبوت غلط نکلیں۔ ایک رعشہ انداز اور زلزلہ برپا کر دینے والے اعلان قادیان سے جاری ہو گیا ہوگا۔ کہ ہم کافروں کو بارہ سال تک غلط طور پر مسلمان قرار دیتے رہے بلکہ ہم خود نعوذ باللہ اول الکافرین نکلے۔ خدا کچھ کہتا رہا۔ ہم کچھ سمجھتے رہے۔ پھر اس اعلان کو عربی میں فارسی انگریزی اور اردو میں شائع کر کے تمام دنیا میں پھیلا دیا ہوگا۔ اور جماعت کے اندر ایک غیر معمولی انقلاب اور انتشار پیدا ہو گیا ہوگا۔ ہر ضلع اور ہر مقام پر جماعت کے جلسے منعقد ہوتے ہوں گے اور کئی انسان اس اعلان سے تذبذب میں پڑ کر مرتد ہو گئے ہوں گے۔ خطوط اور کارڈوں کا ایک لا متناہی سلسلہ جاری ہو گیا ہوگا۔ جماعت کے اندر ایک ہلچان اور ہیجان کی کیفیت پیدا ہو گئی ہوگی۔ اب کچھ بھی نہیں ہوا اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہوئی کہ حضرت صاحب نے اپنے عظیم الشان دعوٰی میں غیر معمولی تبدیلی کر لی ہے۔ اور کہ اب تمام دنیا کے مسلمان جو آپ کی بیعت میں شامل نہیں کافر اور ان کے جنازے حرام قرار پا گئے بلکہ ان کے معصوم بچوں کے جنازے بھی ناجائز ہو گئے ہیں۔ تو پھر فرمائیے کہ اس واقعہ کے پندرہ سولہ برس بعد کسی شخص کا چپکے سے یہ اطلاع دینا کہ ۱۹۰۱ء میں حضرت صاحب نے اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا تھا جس کا اس وقت کسی فرد و بشر کو علم نہ ہوا اور جس کو جماعت کے اجتماعی قلب نے محسوس نہ کیا۔ کیونکر قابل قبول ہو سکتا ہے۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب کی یہ تشریح کہ حضرت صاحب کا شروع دعوےٰ مسیح موعود سے تادم مرگ ایک ہی عقیدہ رہا ہے زیادہ قرین قیاس ہے۔ ۱۹۰۱ء سے پہلے بھی حضرت صاحب ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی تھے ۱۹۰۱ء کے بعد بھی ان کی یہی حیثیت رہی۔ جس طرح وہ پہلے ظلی بروزی مستعار نبی تھے اسی طرح وہ بعد میں بھی اپنا مقام ظاہر کرتے رہے۔ پہلے بھی وہ غیر حقیقی اور غیر تشریعی نبی تھے۔ اور بعد میں بھی وہ ویسے ہی رہے۔ پہلے بھی اپنے منکرین کو کافر نہیں کہتے تھے بعد میں بھی کبھی نہیں کہا۔ ان کے الہامات میں شروع سے لیکر اخیر تک نبی اور رسول کے الفاظ آتے رہے اور وہ ان کی ایک ہی تاویل کرتے رہے کہ یہ الفاظ مجاز کے رنگ میں ہیں۔ حقیقت پر مبنی نہیں۔ آپ غور تو فرماویں کہ کس طرح ایک مامور بارہ سال تک اپنے دعوے کی تفہیم میں غلطی خوردہ رہ سکتا ہے۔ اور خدا جس نے اسے اصلاح خلق کے لئے مامور کیا ہے کس طرح اسے اجازت دے سکتا ہے کہ وہ بارہ سال کے عرصہ تک خود بھی گمراہ ہو۔ اور دوسروں کو بھی گمراہ کرے۔ اگر ایسا ہونا ممکن ہو تو کیا یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ آخری چھ سال کے عرصہ میں اس کے سمجھے ہوئے معانی غلط نکل آئیں۔ حیرت کہ سمجھانے والا خدا ہو، سمجھنے والا نبی ہو۔ درمیان میں توسط ملائکہ کا ہو اور پھر بارہ سال تک نبی نہ صرف غلطی میں مبتلا رہے بلکہ اس غلطی کی عام تشہیر کرتا رہے اور نہ اس کے اسلام میں کچھ فرق آئے اور نہ انکار نبوت کی وجہ سے اس پر کوئی تعزیر قائم ہو۔ ایسی حالت میں جب سمجھنے والے غیر نبی اور غیر مامور ہوں اور سمجھانے والا وہ ہو جس کی اپنی سمجھ بارہ سال تک گم گشتہ رہ چکی ہو تو اگر وہ اپنا مافی الضمیر سمجھانے اور اس کے مخاطبین اس کی بات سمجھنے میں کامیاب نہ ہوں تو انہیں بھی معذور سمجھنا چاہیئے۔ اگر آپ اس عقیدہ میں امام جماعت قادیان سے متفق الرائے نہیں تو حضرت صاحب کے ان حوالوں کو جو ۱۹۰۱ء سے پہلے دربارہ نبوت ہیں حل کر کے دکھلا دیجئے۔ جواب دیتے وقت ہمارے دماغوں کی کیفیت سامنے رکھئے کہ ہمارے دلوں میں یہ نقوش شدت سے کندہ کر دیئے گئے ہیں کہ ختم نبوت اسلام کا ایک بنیادی عقیدہ ہے۔ ہم جس طرح شرک فی التوحید کو برداشت نہیں کر سکتے۔ اسی طرح شرک فی النبوت بھی ہمارے لئے ناقابل برداشت ہے۔ ہم تکفیر اہل قبلہ کو دنیا میں سب سے بڑا جرم خیال کرتے ہیں۔ کلمہ سے بھی ہم یہ مراد لیتے ہیں کہ ہمارا خدا ایک ہے۔ اور وقت کا نبی محمد صلعم ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو حضرت آدم علیہ السلام کا کلمہ ہی کافی ہوتا۔ اور اس میں سابقہ اور آیندہ انبیاء کا ایمان لانا بھی شامل متصور ہو سکتا تھا۔ مگر مشیت ایزدی نے یہی چاہا کہ نبی وقت ہی کا کلمہ پڑھا جائے۔ ہر مسجد سے پانچ وقت اذان کی شکل میں جو اعلان ہوتا ہے۔ کہ خدا ایک ہے اور نبی وقت محمد صلعم ہیں۔ اگر نبوت محمدیہ کے بعد کوئی اور نبوت آ گئی ہوتی۔ تو مسجدوں سے اسی نبوت کا اعلان ہوتا۔ اور نبوت محمدیہ بھی اسمیں آ جاتی ہے۔ نماز کے وقت قادیانی مساجد سے بھی محمد رسول اللہ کی رسالت کا اعلان ہوتا ہے اور جب وہ خدا کے حضور صف بستہ ہوتے ہیں تو ان کی زبانوں سے یہی شہادت۔ ہر روز ہر نماز میں متعدد دفعہ دلائی جاتی ہے کہ دنیا کا واحد نجات دہندہ اور نبی الوقت محمد صلعم ہیں۔ یہ ہے اصل حقیقت کلمہ کی۔ اور انہی معنوں سے حضرت مولانا محمد علی صاحب فرمایا کرتے ہیں کہ اجرائے نبوت کے عقیدہ سے کلمہ طیبہ منسوخ ہو جاتا ہے۔ اگرچہ مشیت ایزدی نے اپنی قدرت کاملہ سے اس امت کے کسی فرد کو یہ طاقت نہیں دی کہ وہ نیا کلمہ جاری کرے۔ یہ تو قادر خدا کا کام ہے ؛

اعلان

تمام جماعتوں کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ عبداللہ افریقی طالب علم تبلیغی کلاس کو اسکی بعض حرکات کی وجہ سے تبلیغی کلاس سے خارج کیا گیا ہے۔

عبداللہ۔ جنرل سیکرٹری

خوش خبری

احباب یہ سن کر خوش ہوں گے کہ خدا کے فضل و کرم سے برلن مسجد صحیح سلامت ہے۔ یہ اطلاع ایک پنجابی جنگی قیدی سے حال ہی میں ملی ہے۔ یہ صاحب تین ماہ ہوئے برلن گئے اور انھوں نے مسجد میں نماز ادا کی۔

احباب مسجد کی سلامتی کے لئے مزید دعائیں مانگتے رہیں۔

خاکسار۔ عبداللہ۔ جنرل سیکرٹری

ضروری اعلان

انجمن کی ایک رسید بک نمبری ۱۷ جس میں ۷۵۴۰ سے ۷۶۰۰ تک رسیدات تھیں اور کچھ رسیدات استعمال شدہ تھیں گم ہو گئی ہے کوئی صاحب اس کے مطابق چندہ ادا نہ کرے۔

مرتضیٰ خاں
اسسٹنٹ سیکرٹری

(بقیہ از صفحہ ۲)

کو ہی ایک نہیں بنایا اور مختلف قوموں کو ایک قوم ہی نہیں بنایا بلکہ اس نے اس تباہ ہوتی تہذیب انسانی کی فاعدہ بنیاد سے انسان کی کھوئی ہوئی تہذیب کو قائم کیا۔

مسٹر جے۔ ایچ۔ ڈینسن Emotions as the Basis of Civilization میں رقمطراز ہیں:۔

پانچویں اور چھٹی صدی عیسوی میں مہذب دنیا افراتفری کے گڑھے پر کھڑی تھی اور پرانی ثقافتیں جن کی بنیاد جذبات پر تھی اور جنہوں نے تہذیب کو ممکن بنا دیا تھا اور انھوں نے انسان کے اندر اتحاد کا احساس اور حکمرانوں کا احترام پیدا کر دیا تھا وہ بالکل تباہ ہو چکی تھی اور کوئی ایسی موزوں چیز نہیں تھی جو ان کی جگہ لے سکے۔ ... ... یہ معلوم دے رہا تھا کہ وہ عظیم تہذیب جس کی تعمیر میں چار ہزار سال صرف ہوئے تھے اس میں انتشار پیدا ہونے کو ہے اور انسانیت پھر اسی بربریت کی حالت کی طرف لوٹنے والی ہے جہاں پر ہر فرقہ اور قبیلہ ایک دوسرے کے خلاف تھا قانون اور نظام بالکل ناپید تھے .... قدیم قبائلی قاعدے اپنی طاقت بالکل کھو چکے تھے .... نئی دفعات جو عیسائیت نے پیدا کی تھیں وہ، بجائے اتحاد پیدا کرنے کے اختلاف اور تباہی پیدا کر رہی تھیں .... تہذیب ایک درخت کی مانند جس کی ٹہنیاں اور پتے دنیا پر پھیلے ہوئے تھے .... ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر رہی تھی .... اندر تک کھائی جا چکی تھی کیا کوئی ایسی جذباتی تہذیب تھی جو انسانوں کو ایک دفعہ پھر اکٹھا کر سکے اور انہیں متحد کر کے تہذیب کو بچا سکے"

پھر اس کے بعد عرب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"ان عرب کے لوگوں میں ایک شخص پیدا ہوا جس نے مشرق اور جنوب کی تمام دنیا مے معلوم کو متحد کر کے ایک کر دیا تھا" (باقی آیندہ)

بقیہ اقتباسات

جاتی ہے۔ خصوصاً بانس کے جھنڈ دل میں تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آندھی کی وجہ سے بانس آپس میں ٹکراتے۔ رگڑ سے شعلہ پیدا ہو گیا اور جنگل میں آگ لگ گئی۔ حالانکہ اس وقت کوئی وید منتر پڑھنے والا آس پاس موجود نہیں ہوتا۔

ایڈیٹر صاحب "ویر بھارت" کو چاہیئے کہ کسی دن وید منتر پڑھے بغیر اپنے گھر کی خلوت میں اسی طرح دو لکڑیوں کو رگڑنا شروع کر دیں جس طرح امرتسر کے یگیہ میں برہمن نے رگڑی تھیں۔ اگر آگ پیدا نہ ہو جائے تو ہمارا ذمہ!

ضیائی صاحب! دھرم کا معجزہ لکڑیوں سے آگ پیدا کرنا نہیں۔ انسانوں کے دلوں میں پریم اور یکجہتی کی آگ بھڑکانا ہے۔ اگر شت مکہ کوئی یگیہ نے ہزاروں نرناریوں کے دلوں میں دھرم کرم

جلد ۳۳ | لاہور یوم چہارشنبہ مورخہ ۷ ربیع الاول ۱۳۶۴ھ م ۲۱ فروری ۱۹۴۵ء | نمبر ۸

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مسیح محمدی کا وعظ

بس اے نادانو خوب سمجھو اے غافلو خوب سوچ لو کہ بغیر سچی پاکیزگی ایمانی اور اخلاقی اور اعمالی کے کسی طرح رہائی نہیں اور جو شخص ہر طرح سے گندہ رہ کر اپنے تئیں مسلمان سمجھتا ہے وہ خدا تعالےٰ کو نہیں بلکہ اپنے تئیں دھوکا دیتا ہے اور مجھے ان لوگوں سے کیا کام جو سچے دل سے دینی احکام اپنے سر پر نہیں اٹھا لیتے اور رسول کریم کے پاک جوئے کے نیچے صدق دل سے اپنی گردنیں نہیں دیتے اور راستبازی کو اختیار نہیں کرتے اور فاسقانہ عادتوں سے بیزار ہونا نہیں چاہتے اور ٹھٹھے کی مجالس کو نہیں چھوڑتے اور ناپاکی کے خیالوں کو ترک نہیں کرتے اور انسانیت اور تہذیب اور صبر اور نرمی کا جامہ نہیں پہنتے بلکہ غریبوں کو ستاتے اور عاجزوں کو دھکے دیتے اور اکڑ کر بازاروں میں چلتے اور تکبر سے کرسیوں پر بیٹھتے ہیں اور اپنے تئیں بڑا سمجھتے ہیں اور کوئی بڑا نہیں مگر وہی جو اپنے تئیں چھوٹا خیال کرے مبارک وہ لوگ جو اپنے تئیں سب سے زیادہ ذلیل اور چھوٹا سمجھتے ہیں اور شرم سے بات کرتے ہیں اور غریبوں اور مسکینوں کی عزت کرتے، اور عاجزوں سے تعظیم سے پیش آتے ہیں اور کبھی شرارت اور تکبر کی وجہ سے ٹھٹھا نہیں کرتے اور اپنے رب کریم کو یاد رکھتے ہیں - اور زمین پر غریبی سے چلتے ہیں۔ سو میں بار بار کہتا ہوں کہ ایسے ہی لوگ ہیں جن کے لئے نجات تیار کی گئی ہے، جو شخص شرارت اور تکبر اور خود پسندی اور غرور اور دنیا پرستی اور لالچ اور بدکاری کی دوزخ سے اسی جہان میں باہر نہیں وہ اس جہان میں کبھی باہر نہیں ہوگا میں کیا کروں اور کہاں سے ایسے الفاظ لاؤں جو اس گروہ کے دلوں پر کارگر ہوں خدایا مجھے ایسے لفظ عطا فرما اور ایسی تقریریں الہام کر جو ان دلوں پر اپنا نور ڈالیں اور اپنی تریاقی خاصیت سے ان کی زہر کو دور کر دیں میری جان اس شوق سے تڑپ رہی ہے کہ کبھی وہ بھی دن ہو کہ اپنی جماعت میں بکثرت ایسے لوگ دیکھوں جنہوں نے درحقیقت جھوٹ چھوڑ دیا اور ایک سچا عہد اپنے خدا سے کر لیا کہ وہ ہر ایک شر سے اپنے تئیں بچائیں گے اور تکبر سے جو تمام شرارتوں کی جڑ ہے بالکل دور جا پڑیں گے اور اپنے رب سے ڈرتے رہیں گے مگر ابھی تک بجز خاص چند آدمیوں کے ایسی شکلیں مجھے نظر نہیں آتیں۔ ہاں نماز پڑھتے ہیں مگر نہیں جانتے کہ نماز کیا شئے ہے۔ جب تک دل فروتنی کا سجدہ نہ کرے صرف ظاہری سجدوں پر امید رکھنا طمع خام ہے جیسا کہ قربانیوں کا خون اور گوشت خدا تک نہیں پہنچتا، صرف تقویٰ پہنچتی ہے ایسا ہی جسمانی رکوع سجود بھی ہیچ ہے جب تک دل کا رکوع و سجود و قیام نہ ہو۔ دل کا قیام یہ ہے کہ اس کے حکموں پر قائم رہو اور رکوع یہ کہ اس کی طرف جھکے اور سجود یہ کہ اس کے لئے اپنے وجود سے دست بردار ہو۔ سو افسوس ہزار افسوس کہ ان باتوں کا کچھ بھی اثر میں ان میں نہیں دیکھتا مگر دعا کرتا ہوں اور جب تک مجھ میں دم زندگی ہے کئے جاؤں گا اور دعا یہی ہے کہ خدا تعالیٰ میری اس جماعت کے دلوں کو پاک کرے اور اپنی رحمت کا ہاتھ لمبا کر کے ان کے دل اپنی طرف پھیر دے اور تمام شرارتیں اور کینے ان کے دلوں سے اٹھا دے اور باہمی سچی محبت عطا کر دے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ دعا کسی وقت قبول ہوگی اور خدا میری دعاؤں کو ضائع نہیں کریگا ہاں میں یہ بھی دعا کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص میری جماعت میں خدا تعالیٰ کے علم اور ارادہ میں بدبخت ازلی ہے جس کے لئے یہ مقدر ہی نہیں کہ سچی پاکیزگی اور خدا ترسی اسکو حاصل ہو تو اسکو اے قادر خدا میری طرف سے بھی منحرف کر دے جیسا کہ وہ تیری ذات سے منحرف ہے اور اس کی جگہ کوئی اور لا جس کا دل نرم اور جس کی جان میں تیری طلب ہو۔ اب میری یہ حالت ہے کہ بیعت کرنے والے سے میں ایسا ڈرتا ہوں جیسا کہ کوئی شیر سے۔ اسی وجہ سے کہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی دنیا کا کیڑا ہو کر میرے ساتھ پیوند کرے۔ (شہادت القرآن)

بمبئی میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات

مورخہ ۷ فروری کو شیخ نذیر احمد صاحب تاج کمپنی بمبئی نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے اعزاز میں دعوت طعام دی جس میں ہر طبقہ کے اصحاب موجود تھے۔ کھانے کے بعد شیخ صاحب موصوف نے ایک تحریک کی خود بھی کثیر رقم دی اور ان کی تحریک پر دیگر احباب نے بھی حصہ لیا۔ بہت بڑی رقم جمع ہوئی۔ اللہ تعالیٰ شیخ نذیر احمد صاحب اور اس تحریک میں حصہ لینے والوں کو جزائے خیر دے۔

مورخہ ۸ فروری چھ بجے بمبئی کے مشہور کلب "ریڈیو کلب" میں حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے اعزاز میں جناب جلال الدین صاحب قریشی اسسٹنٹ کنٹرولر آف سپلائی نے ٹی پارٹی دی۔ جس میں آنریبل سر رحمت اللہ چنائی۔ مسٹر یسین نوری بیرسٹر سابق منسٹر بمبئی۔ سپلائی ڈیپارٹمنٹ کے آفیسرز۔ انڈسٹریز اینڈ سول سپلائی کے آفیسرز۔ کنٹرولر جنرل آف سول سپلائی کے آفیسرز۔ خان بہادر محمد طاہر صاحب آنریری مجسٹریٹ جے پی۔ خانصاحب عبد العزیز خان صاحب۔ ڈی ایس پی۔ جناب سیٹھ اسماعیل آدم صاحب اور ان کے صاحبزادے آدم اسماعیل صاحب دیگر مشہور تجار اور جناب نصیر احمد صاحب فاروقی آئی سی ایس۔ او۔ بی۔ ای۔ کلکٹر بمبئی موجود تھے۔

چاء کے بعد میزبان کی درخواست پر حضرت امیر نے قرآن شریف کی صداقت مسلمانوں کی قرآن سے بے توجہی۔ روزانہ قرآن شریف تلاوت کرنے کی نصیحت۔ اشاعت قرآن اور انجمن کے مقاصد اور کام کے متعلق ایک مفصل اور جامع تقریر فرمائی۔ حضور کے بعد جناب جلال الدین قریشی صاحب نے حضور کی تصنیفات اور خصوصاً انگریزی تفسیر کے متعلق بہت ہی بلند خیالات کا اظہار فرمایا۔ صاحب موصوف کئی بار حضور کے درس قرآن میں تشریف لا چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں حضرت مولانا کو اس قدر بلند پایہ بزرگ سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام میں سے کسی بزرگ کو مسلمانوں کی ہدایت اور اشاعت قرآن کے لئے دوبارہ بھیجدیا ہے۔ پونے آٹھ بجے یہ مجلس ختم ہوئی۔ اسی وقت حضور نے نماز مغرب کے بعد قرآن شریف کا درس بیان فرمایا۔ جس میں بہت سے اصحاب موجود تھے۔

بمبئی میں قادیانیوں کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کی وجہ سے اردو پریس میں کافی سے زیادہ مخالفت ہو رہی ہے۔ لیکن ساتھ ہی حضرت امیر کے مضامین بھی ہر ایک اخبار میں شائع ہو رہے ہیں۔ جو بہتوں کی ہدایت کا باعث ہوں گے۔

گورنمنٹ کالج بمبئی میں تقریر

مورخہ ۱۵ فروری کو ایک بجے سے دو بجے تک حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے "مغرب سے طلوع اسلام" پر مجلس ادب کی درخواست پر اسماعیل یوسف گورنمنٹ کالج بمبئی میں تقریر فرمائی تقریر کے بعد سوال و جواب ہوئے۔ بعد میں جناب ڈاکٹر بذل الرحمن صاحب پی۔ ایچ۔ ڈی۔ پرنسپل کالج ہذا کے ہاں کھانے کی دعوت تھی۔ وہاں تشریف لے گئے۔

چھ بجے حبیب الرحمن صاحب صادق کی درخواست پر تاج محل ہوٹل میں ٹی پارٹی پر تشریف لے گئے۔ جناب فاروقی صاحب کلکٹر اور چوہدری فضل حق صاحب بھی موجود تھے۔ جناب جلیل صاحب اسسٹنٹ ڈائریکٹر جنرل آف سول سپلائی گورنمنٹ آف انڈیا کے ساتھ تراجم قرآن شریف اور یورپ میں اشاعت اسلام کے مرکز قائم کرنے کے متعلق گفتگو فرمائی۔

مغرب کی نماز کے بعد قرآن شریف کا درس بیان فرمایا۔ درس میں احمدی اور غیر احمدی اصحاب موجود تھے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بمبئی سے غالباً ۲۰ فروری کو دہلی کے لئے روانہ ہوں گے۔

جناب میاں غلام عباس صاحب۔ او۔ بی۔ ای۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ فنانشل اڈوائیزر ملٹری فائیننس گورنمنٹ آف انڈیا چند دن کے لئے بمبئی تشریف لائے ہیں جناب فاروقی صاحب کے ہاں قیام فرمایا۔

(نامہ نگار)

نظامِ جدید کی بنیادیں

از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

قسط نمبر ۳

(مترجمہ شیخ محمد آصف ۔ بی ۔ اے)

آج تہذیب کو پھر انتشار اور تباہی کا سامنا ہے اور یہ حالت بالکل چھٹی صدی عیسوی کے مشابہ ہے ہر قوم دوسری قوم کے خلاف کھڑی ہے اور اسے تباہ کرنا چاہتی ہے۔ اب بھی کسی قوت کی ضرورت ہے آج یہ انسانیت کی سب سے پہلی ضرورت ہے کہ جس سے مختلف اقوام کو ملا کر ایک انسانیت بنا دیا جائے ایسی طاقت جو ذہنیت میں ایک تبدیلی پیدا کر دے جس سے آپس کی رقابتیں دور ہو جائیں صرف اخلاقی طاقت ہو سکتی ہے اور یہ اخلاقی طاقت صرف مذہب ہی پیدا کر سکتا ہے۔ اسلام نے ساتویں صدی میں یہ اخلاقی طاقت پیدا کی اور اس کا آغاز عرب سے کیا اس زمانہ میں عرب آپس کی قبائلی جنگوں کا منظر پیش کر رہا تھا یہ منظر بالکل یورپ کے موجودہ منظر سے مشابہ ہے۔ مختلف قبیلے جو اس صحرا میں آباد تھے پیہم اور مسلسل پیکار کا شکار ہو چکے تھے معمولی سی بات سے آگ کے شعلے بھڑک اٹھتے تھے جو متواتر کئی سالوں تک جاری رہتی تھی سب قبائل جنگ کی آگ میں غرق تھے اور بعض ایک طرف صف آرا تھے اور بعض دوسری طرف۔ لڑائی پر آمادہ تھے اور بڑے وسیع پیمانہ پر تباہی اور خونریزی کی جاتی تھی جب تھک جاتے تھے تو صلح کر لیتے تھے، ابھی صلحنامہ کی روشنائی خشک نہیں ہوتی تھی کہ پوشیدہ بغض پھوٹ نکلتے تھے اور پھر سارا ملک اپنے آپ کو جنگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں پاتا تھا اور یہ سلسلہ باپ سے بیٹے اور بیٹے سے پوتے تک یعنی نسلوں تک چلتا تھا قریب تھا کہ سب لوگ جنگ کی آگ سے جل کر راکھ ہو جاتے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم و کرم کے ساتھ آسمان سے ٹھنڈا پانی نازل فرمایا جس نے عرصہ دراز کی دشمنیوں کی آگ کو سرد کیا اور ان کی جگہ آپس کی ہمدردی اور محبت پیدا کر دی۔

یہ ایک عجیب بات معلوم ہوگی کہ وہ اخوت جس کی بنیاد ساتویں صدی عیسوی میں رکھی گئی صرف اس جزیرہ نما تک محدود نہ رہی ایک صدی کے اندر بڑے بڑے ممالک جو عرب کے حدود سے پرے واقع تھے ان تک تہذیب اور علم کا نور پہنچا جو ایک غیر معروف جزیرہ نما میں قائم ہوا تھا انسانوں کا اتحاد جو کہ اس نئی ثقافت کی بنیاد تھا انسانوں نے اس کی نظیر پہلے نہ دیکھی تھی کسی مذہبی مصلح نے ایسی اخوت کا خواب اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا وہ اخوت جس میں رنگ، نسل، زبان، ملک اور طبقات کی کوئی قید نہ تھی، نسل انسانی کی ایک ایسی وحدت جس سے پرے انسان سوچ نہیں سکتا یہ صرف انسان کی مساوات کو ہی تسلیم نہیں کرتا بلکہ اس کی [illegible] مساوات کو بھی تسلیم کرتا ہے کیونکہ

الناس امۃ واحدۃ سب لوگ ایک جماعت ہیں (البقرہ ۲۱۳) یہ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اسی لئے اسلام میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ ہر ایک قوم نے وحی الٰہی کی نعمت کو حاصل کیا ہے جس کے متعلق اس وقت تک یہ خیال کیا جاتا تھا کہ وہ خدا کی پسندیدہ قوم سے ہی مخصوص ہے وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر اور کوئی قوم نہیں مگر اس میں ڈرانے والا گذر چکا ہے۔

انسانوں کے متعلق یہ خیال کہ وہ ایک ہی قوم ہیں، رنگوں نسلوں اور زبانوں کے اختلاف اور جغرافیائی حدود سے گذر کر ایک قومی وحدت کا پیدا کرنا اسلام کی طرف سے تہذیب انسانی میں ایک زبردست اضافہ ہے۔ قومی رقابتوں کے زہر کے لئے صرف یہی ایک تریاق ہے جس نے بنی نوع انسان کی تہذیب کو بربادی کے گڑھے میں گرنے سے بچایا عیسائیت بھی اسلام کی مانند ایک بین الاقوامی مذہب ہے اس لحاظ سے کہ اس کے حلقہ میں بہت سی قومیں شامل ہیں لیکن معنوی لحاظ سے جہاں تک سب قوموں کو ایک سطح پر لانے کا سوال ہے اور ان اقوام میں موافقت پیدا کرنے کا تعلق ہے صرف اسلام ہی ایک بین الاقوامی مذہب ہے اس معاملہ میں عیسائیت بالکل ناکام رہی ہے آج بھی سفید رنگ کے عیسائی سیاہ فام عیسائیوں سے نفرت کرتے ہیں خواہ وہ ایک ہی ملک میں رہتے ہوں جیسا کہ امریکہ میں ہے جو کہ بہت ترقی یافتہ عیسائی ملک ہے اور جمہوریت کا گھر ہے جہاں مسٹر روزویلٹ کی نیک خواہشات کے باوجود حبشی اور سفید آدمی ایک چھت کے نیچے جمع نہیں ہو سکتے۔

مغرب کی عیسائی ابھی تک اپنے آپ کو مشرق کے عیسائیوں سے بہتر سمجھتے ہیں جو کہ ایک ہی چرچ میں ان کے ساتھ مل کر عبادت نہیں کر سکتے۔ ہندوستان میں وہ لوگ جو پسماندہ اور اچھوت اقوام میں سے عیسائی ہوتے ہیں وہ ان لوگوں کے نزدیک جو ہندوؤں کی اعلیٰ ذاتوں سے عیسائی ہوئے ہیں اچھوت خیال کئے جاتے ہیں جہاں تک انسانوں کو متحد کرنے کا سوال ہے عیسائیت بہت بری طرح سے ناکام ہوئی ہے اور دوسری طرف اسلام نے ایسے نظام عالم کو جنم دیا ہے جس میں سب انسان برابر ہیں جس میں مغربی اور مشرقی سفید اور سیاہ سامی اور آریہ ہندوستانی اور حبشی ایک سطح پر کھڑے ہیں جس لمحہ ایک حبشی یا ایک اچھوت اسلام قبول کرتا ہے تو ہر لحاظ سے اعلیٰ ذاتوں کے مسلمانوں سے برابر ہو جاتا ہے اور اس اخوت اسلامیہ میں وہ مساوی اور برابر کا درجہ حاصل کر لیتا ہے وہ صرف ایک مسجد میں ہی عبادت نہیں کر سکتا بلکہ اپنے بلند رتبہ بھائیوں کے پہلو بہ پہلو کھڑا ہو سکتا ہے اور ایک ہی میز پر ان کے ساتھ کھانا کھا سکتا ہے اسلام میں جو مساوات اور موافقت پیدا کرنے کی قوت ہے وہ کسی اور مذہب، سوسائٹی اور نظام میں نہیں۔

حقیقی عالمگیر جمہوریت جو سب انسانوں کے درجات میں مساوات کو ظاہر کرتی ہے وہ اسلام سے ہی حاصل ہو سکتی ہے اس کو اتنا زبردست روحانی اثر و نفوذ حاصل ہے کہ جونہی ایک شخص اسلامی نظام میں داخل ہوتا ہے وہ محسوس کرتا ہے کہ اسے بلند کر دیا گیا ہے اور وہ ایسی بلندی پر پہنچ گیا ہے جہاں نسل، رنگ اور ذات کے سب امتیازات ایک جادو کی چھڑی کے اثر کی طرح مٹ جاتے ہیں وہ روحانی طاقت آج بھی اسلام میں موجود ہے اس کا اعتراف دوست اور دشمن دونوں کو ہے مسٹر گب کی تصنیف ودس اسلام کا اختتامی پیرا درج ذیل ہے۔

"اسلام نے ایک اور خدمت انسانیت کی کرنی ہے . . . . . . کسی سوسائٹی کے پاس کامیابی کا ایسا ریکارڈ نہیں جس نے حیثیت اتفاق اور جدوجہد میں مساوات پیدا کرتے ہوئے مختلف اور متعدد نسلوں کو متحد کر دیا ہو۔ افریقہ ہندوستان اور مشرقی جزائر ہند کی بڑی بڑی اسلامی جماعتیں اور چین میں چھوٹی چھوٹی اسلامی جماعتیں اور ان سے بھی چھوٹی جاپان میں اسلام کی جماعت ظاہر کرتی ہیں کہ اسلام میں اب بھی طاقت ہے کہ وہ نسل اور روایات کے بظاہر مختلف عناصر میں موافقت پیدا کر دے۔ اگر کبھی مشرق اور مغرب کی بڑی سوسائٹیوں کی مخالفتوں کی جگہ تعاون کی ضرورت پیش آئی تو اس کے لئے اسلام کو بطور ذریعہ کے استعمال کرنا ایک ناگزیر امر ہے" (صفحہ ۳۷۹)

اسلام کی کامیابی کا راز کیا ہے کہ اس نے ایک عالمگیر اخوت قائم کر دی اور مختلف اقوام کو متحد کر دیا پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اسلام کی بنیادی تعلیم یہ ہے کہ ساری نسل انسانی ایک کنبہ ہے جس کا خالق خدا ہے اور مختلف شاخوں اور قبیلوں میں اس کی تقسیم صرف اس لئے ہے تاکہ لوگ ایک دوسرے کو اچھی طرح سے سمجھ سکیں یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکر و انثی و جعلنکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔ اے لوگو ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہاری شاخیں اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے معزز وہ ہے جو سب سے متقی ہے ــــ جیسا کہ یہ اصول افراد کے لئے ہے ویسا ہی اقوام عالم کے لئے ہے۔ خدا کے نزدیک معزز وہی ہے جو دوسروں کے حقوق کی عزت کرتا ہے اس لئے مسلمان کا نظریہ انسانیت یہ ہے کہ یہ ایک ہی خاندان ہے، رنگ زبان اور ثقافت کے خواہ کیسے ہی اختلافات ہوں اس خاندان کا خدا ایک ہے

یا عیسائی اصطلاح میں، خدا سب کا آسمانی باپ ہے۔ خاندان کے افراد گاہے گاہے ایک دوسرے سے جھگڑتے بھی ہیں لیکن وہ ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے نفرت نہیں کر سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسانیت کا یہ وسیع تصور قومی، نسلی، لونی تعصبات سے بچاؤ کی ایک ہی صورت ہے اور اس زمین پر صرف اسی بنیاد پر صلح قائم ہو سکتی ہے۔

دوسرے انسانوں میں مساوات اور اخوت کا بنیادی خیال مسلمان کی زندگی میں نماز کے ذریعہ سے عملی صورت اختیار کرتا ہے سب مسلمان نماز ادا کرنے کے لئے مسجدوں میں ہر روز اکٹھے ہوتے ہیں جہاں وہ اپنے خالق کے حضور پہلو بہ پہلو کھڑے ہو جاتے ہیں بادشاہ اپنی ایک معمولی رعایا کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے۔ امیر قیمتی لباس پہنے ایک چیتھڑے پہنے گداگر کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے سفید آدمی کالے آدمی کے ساتھ کھڑا ہو جاتا ہے۔ درجات کے اختلافات دولت اور رنگ کے اختلافات مسجد میں پہنچ کر ختم ہو جاتے ہیں اور ایک نیا ماحول اخوت، مساوات اور محبت کا ماحول جو بیرونی دنیا سے بالکل مختلف ہوتا ہے مسجد کی مقدس چار دیواری میں پیدا ہو جاتا ہے۔ اس جدوجہد کی دنیا میں اس قابل ہو جانا کہ انسان پانچ دفعہ دن میں امن اور سکون کا سانس لے سکے اس دنیا میں جس میں عدم مساوات دستور بن چکا ہے اور محبت کا پیدا ہو جانا جہاں چھوٹی چھوٹی دشمنیاں اور رقابتیں پھیلی ہوئی تھیں بڑی برکت کا باعث ہے۔ آدمی کو اپنی روزمرہ زندگی میں ایسے ماحول میں کام کرنا پڑتا ہے جہاں مساوات نہیں جہاں جدوجہد اور کشمکش ہے جہاں نفرت اور دشمنی کے مناظر ہیں ایسے ماحول سے وہ دن میں پانچ دفعہ باہر نکل آتا ہے اور اسکو یہ سمجھنے کا موقع ملتا ہے کہ مساوات، محبت اور اخوت کے جذبات ہی انسانی خوشی کا سرچشمہ ہیں اگر ہم اس فائدہ کا بھی لحاظ کریں جو انسان کو مسجد میں خدا تعالیٰ کے حضور پہنچ کر حاصل ہوتا ہے تو جو وقت نماز میں صرف ہوتا ہے وہ عملی انسانیت کے نقطہ نگاہ سے بھی ضائع نہیں جاتا بلکہ اس کے برعکس یہ وقت ان سبقوں کے حاصل کرنے میں صرف ہوتا ہے جو زندگی کو رہنے کے قابل بناتے ہیں اور یہ محبت اخوت اور مساوات کے سبق جب روزمرہ زندگی میں عملی جامہ پہنتے ہیں تو نسل انسانی کو متحد کرنے میں بنیاد کا کام دیتے ہیں اور تہذیب انسانی کو پائیدار بناتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ روزانہ اجتماعی نمازیں اخوت اور مساوات کے اسلامی نظریہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہیں جس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اسلام آیا ہے اسلام نے لفظوں میں مساوات انسانی اور اخوت اسلامی کی خواہ کتنی ہی تبلیغ کی ہوتی یہ سب کچھ ایک تقویم پارینہ ہی ہوتے اگر وہ آدمی کی روزمرہ زندگی میں پانچ اجتماعی نمازوں کے ذریعہ عملی جامہ نہ پہنتے۔ اس کے علاوہ نمازوں کا ایک اور

پیغام صلح

جلد ۳۳ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۷ ربیع الاول ۱۳۶۴ھ | نمبر ۸

جنگ کس مرحلہ پر ہے؟

اتحادیوں کی فتح قریب ہے

موجودہ عالمگیر جنگ اس وقت اپنے نقطۂ عروج پر پہنچی ہوئی ہے اگر برلین پر روسی جرنیلوں کی یورش اور جاپان پر اتحادی بیڑے کا حملہ اور دیگر حالات کی کیفیت یہی رہی جواب ہے تو پھر جنگ کا فیصلہ ہونے میں زیادہ دیر باقی نہیں ہے روس کے دو مشہور جرنیل مارشل ژوکاف اور مارشل کونیاف برلین پر پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں جرمنوں کی طرف سے مدافعت ہو رہی ہے لیکن یہ مدافعت اتحادیوں کی تدبیر جنگ کے پیش نظر کوئی وقعت نہیں رکھتی مستقبل قریب میں نازی ازم کی تباہی اور ہٹلر کا زوال اپنی انتہائی شکل میں دنیا کے سامنے آ جائیگا۔ جرمنی کی اندرونی حالت ناگفتہ بہ ہے جرمنوں میں ایک افراتفری اور دور وحشت کی ابتدا ہو چکی ہے پناہ گزین انتہائی بدحواسی کی حالت میں اندرونی ملک کے اندر جا رہے ہیں جرمنی کے شہروں پر ہر روز بمباری ہو رہی ہے لوگوں میں خوف اور دہشت انگیزی ایک وبائی صورت اختیار کر چکے ہیں نازی برلین کو قلعہ بند کرنے میں مصروف ہیں لیکن سارے ملک میں ایک مایوسی کی رو پھیلی ہوئی ہے —— ادھر مشرق میں جاپان کی حالت بہت نازک ہے فلپائن میں جاپانیوں کو شکست ہو رہی ہے جزیرہ لیاٹی ان سے خالی ہو چکا ہے۔ چند دنوں سے امریکن طیارے ٹوکیو اور اس کے نواحی علاقوں پر آگ برسا رہے ہیں اور اتحادیوں کا ایک عظیم الشان بیڑا جو نفیس جنگی جہازوں پر مشتمل ہے بالکل جاپان کے قریب پہنچ چکا ہے اور معلوم نہیں کس وقت جاپانی علاقے پر اپنی فوجیں اتار دے اس اتحادی بیڑے کی موجودگی نے جاپانیوں میں ایک بے چینی اور اضطراب پیدا کر دیا ہے۔ غرضیکہ جرمنی اور جاپان کی حالت زار و زبوں ہے اور اتحادیوں کی فتح کے دن بالکل قریب ہیں اور وہ وقت دور نہیں جبکہ دنیا کو اس عالمگیر اور مہیب جنگ سے نجات مل جائے۔ جنگ کے بعد جرمنی کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے اس کے متعلق مسٹر چرچل مسٹر روزویلٹ اور سٹالین نے کریمیا کے مشہور شہر یالٹا میں بیٹھ کر ایک پروگرام تیار کیا ہے جنگ کے بعد جرمنی کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ اس کے موجودہ نظام حکومت نابود کر دیا جائے گا اور جرمنی نے جو نقصان اتحادی ملکوں کو پہنچایا ہے اس کی جنس کے ذریعہ سے تلافی کی جائے گی۔ غرضیکہ اس وقت جنگ اس مقام اور حد تک پہنچی ہوئی ہے جس سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ عنقریب دنیا کو اس خونخوار اور آتشیں دیو کے چنگل سے نجات مل جائے گی اور لوگ ایک دفعہ پھر صلح اور امن کی فضا میں سکھ کا سانس لیں گے۔

جناب نواب محمد علی خاں صاحب آف مالیر کوٹلہ کا انتقال

ہمیں یہ معلوم کر کے سخت افسوس ہوا کہ جناب نواب محمد علی خاں صاحب آف مالیر کوٹلہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے داماد تھے ۱۱ر فروری کو قادیان میں وفات پا گئے نواب صاحب مرحوم ایک باوقار اور اعلیٰ شخصیت کے مالک تھے گو نواب صاحب مرحوم سلسلہ میں اختلاف کے وقت غلو کی طرف مائل ہو گئے لیکن بعد میں جماعت لاہور کی عملی مخالفت سے مجتنب رہے

دعا ہے اللہ تعالےٰ ان کے غلو کو معاف فرمائے اور ان کی مغفرت فرمائے آمین۔ ہمیں اس صدمہ میں نواب صاحب مرحوم کی بیگم صاحبہ اور صاحبزادگان جناب نواب عبداللہ خاں صاحب اور آپ کے فرزند اکبر نواب زادہ عبدالرحمن خاں صاحب، میاں محمد احمد صاحب اور دیگر لواحقین سے گہری ہمدردی ہے۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک مکتوب سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ مورخہ ۲۲ر فروری کو لاہور پہنچ رہے ہیں۔

— جماعت کے تمام حلقوں میں یہ خبر ملال کے ساتھ سنی جائیگی کہ بابو معراج دین صاحب لاہور پچھلے دنوں اچانک وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون بابو صاحب مرحوم نہایت نیک اور صالح انسان تھے اور باوجود مخالفت کے استقامت کے ساتھ سلسلہ سے وابستہ رہے دعا ہے اللہ تعالیٰ بابو صاحب مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ سب احباب سلسلہ سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

شذرات

آل انڈیا ریسرچ انسٹیٹیوٹ

"تازہ خوشخبری یہ ہے کہ کمال یار جنگ تعلیمی تحقیقاتی کمیٹی کی سفارش کے مطابق آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے زیر نگرانی ایک آل انڈیا اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (علی گڑھ) کے قیام کی سکیم منظور ہوئی ہے جو ابتدائی تعمیری مراحل سے گذر رہی ہے یہ انسٹی ٹیوٹ اسلامی علوم و فنون کی خدمت اور اسلامیات سے متعلق تمام شعبوں پر حاوی ہے" (معارف فروری ۴۵ء)

اس علم و سائنس کے زمانہ میں ایسے انسٹی ٹیوٹ کی جس قدر ضرورت ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں ایسے انسٹی ٹیوٹ کے تمدنی اور ثقافتی اور تعلیمی فائدے ہوں گے ان کے علاوہ ایک بہت بڑا فائدہ یہ بھی ہوگا کہ مغرب زدہ مسلمان نوجوانوں کے لئے ایسا بلند پایہ لٹریچر بھی پیدا ہو سکے گا جس سے یہ نوجوان مغرب کی دہریت لادینیت سے بچ جائیں اور انہیں معلوم ہو کہ اسلام کا مزاج علوم کے خلاف نہیں بلکہ اس کی خوبیاں علم و فضل کے زمانہ میں ہی زیادہ اجاگر ہوتی ہیں خدا کرے یہ ادارہ پایۂ تکمیل کو پہنچے اور اس کا وہی حشر نہ ہو جو مسلمانوں کے دوسرے اداروں کا ہوتا ہے۔

حضور نظام اور ہندو قوم

چند دن ہوئے کہ حیدرآباد دکن میں ایک مہایگیہ کا انتظام کیا گیا اس یگیہ کے اختتام پر مہایگیہ کے بانی سوامی وشرتی مہاراج (ناندیڑ) نے اعلیحضرت حضور نظام اور خاندان آصفی کے لئے دعا کی اور کہا۔

"اعلیحضرت کا پرچم آصفی ہی ایسا سایہ ہے جس میں ہندو نہایت شانتی کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں بادشاہ ذی جاہ ہندو مذہب کو بلا شبہ اپنی دوسری آنکھ سمجھتے ہیں اس سلطنت کی مذہبی آزادی پورے ہندوستان کے لئے باعث رشک ہے"۔

(انقلاب ۱۰ر فروری)

آریہ سماجی محض فتنہ پردازی کے لئے دولت آصفیہ کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں ان کے اس بے بنیاد پروپیگنڈا کی جو حقیقت ہے وہ اس مذکورہ بالا اقتباس سے خوب ظاہر ہے اگر سلطنت آصفیہ کی رواداری اور مذہبی آزادی باعث رشک ہے تو آریہ سماجیوں کی ریشہ دوانیاں یقیناً قابل نفرت ہیں۔

مسلم ہائی سکول لاہور کے طلبائے جماعت دہم کو الوداعی پارٹی

مورخہ ۱۷ر فروری کو نماز عصر کے بعد مسلم ہائی سکول کے طلبا جماعت نہم نے میٹریکولیشن کے امتحان میں شامل ہونیوالے طلبا کو الوداعی ٹی پارٹی دی جس میں سکول کے اساتذہ کرام اور طلبا کے علاوہ سلسلہ کے بزرگوں اور دوستوں نے بھی شمولیت فرمائی جن میں حضرت مولانا صدرالدین صاحب محترم جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب جناب ڈاکٹر سید طفیل حسین صاحب جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب، محترم جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری۔ جناب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب جناب خواجہ نذیر احمد صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں چائے نوشی کے بعد طلبا جماعت نہم نے تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد مختصر تقریروں میں اپنے قلبی جذبات کا اظہار کیا جس کا جواب طلبائے جماعت دہم کی طرف سے دیا گیا ان تقریروں کے بعد جناب محمد یعقوب خاں صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور نے ایک مختصر سی تقریر فرمائی اور مسلم ہائی سکول لاہور کی مقبولیت اعلیٰ شہرت اور امتیازی خصوصیات پر روشنی ڈالی آپ نے فرمایا اس سکول کے طلبا میں ایک زندگی ہے یہاں بچوں میں انسانیت کی بنیادی خصوصیات پیدا کی جاتی ہیں اور بچوں کو اس رنگ میں تعلیم دی جاتی ہے کہ جس سے ان کے قلب و دماغ پر گہرا نقش قائم ہو جاتا ہے کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس میں تمام دنیا کی فلاح پوشیدہ ہے اور بالآخر یہ مذہب تمام دنیا پر غالب آئیگا۔ ان خصوصیات کو پیدا کرنے میں سکول کے اساتذہ کا غیر معمولی تعاون اور مساعی شامل ہیں جناب ہیڈ ماسٹر صاحب کے ان ارشادات کے بعد حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے دعا فرمائی اور یہ تقریب ختم ہوئی۔

مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ٹی پارٹی

مورخہ ۱۸ر فروری بروز اتوار ساڑھے چار بجے دن کے مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں دو دوستوں کی طرف سے احمدیہ بلڈنگس کے احمدی دوستوں کو ٹی پارٹی دی گئی جس میں حضرت مولینا صدرالدین صاحب حضرت مولینا عزیز بخش صاحب محترم جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب محترم جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری۔ جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب، جناب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب، مولینا آفتاب الدین احمد صاحب اور جناب خواجہ نذیر احمد صاحب بھی شامل ہوئے چائے نوشی کے بعد حضرت مولینا صدرالدین صاحب نے حاضرین سے خطاب فرمایا کہ اس طرح آپس میں مل کر بیٹھنا اور جمع ہونا اتحاد اور اتفاق کا باعث ہوتا ہے اور استحکام جماعت کے لئے بہت مفید ہے حضرت مولینا کے بعد جناب مولوی دوست محمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات میں سے ایک اقتباس پڑھ کر سنایا جس سے حاضرین بہت مستفیض ہوئے —— مرکزی دوستوں نے یہ انتظام فرمایا ہے کہ ہفتہ میں ایک دن ایسی پارٹی کی جائے جس میں لاہور کے دوسرے احمدی دوستوں کو بھی باری باری مدعو کیا جائے تاکہ ان میں اخوت اور محبت کے اعلیٰ جذبات پیدا ہوں اور ایسے مراسم پیدا ہو جائیں جس سے سماجی قوت پیدا ہو اور یہ اعلیٰ خصوصیات جماعت احمدیہ کے نصب العین پر پہلے سے بھی بڑھکر خوشگوار اثر ڈالیں امید ہے بیرونی جماعتوں کے اصحاب بھی اپنے اپنے حلقوں میں ایسی پارٹیوں اور جلسوں کا انتظام فرمائیں گے جن سے جماعت کے اندر آپس میں اخوت

متفرقات

آہ مولانا محمد یحییٰ صاحب

آپ جماعت کے پاک ممبروں میں سے تھے جہاں تک مجھے علم ہے۔ ہزارہ میں احمدیت کی بنیاد آپ ہی نے رکھی۔ آپ کو قبول احمدیت کے سلسلے میں بڑے بڑے مصائب سے دوچار ہونا پڑا۔ آپ کے دولت خانہ پر ڈاکے ڈالے گئے۔ آپ پر مقدمات چلائے گئے۔ راہ چلتے ہوئے تمسخر اور استہزا تک سے دریغ نہ کیا گیا۔ مگر اس اسلام کے سچے اور ایمان کے پکے انسان کے حوصلے اور ضمیر نے ذرا بھی لغزش نہ کھائی۔ اور آخر کار دشمنوں کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

آپ نے اپنی زندگی میں اپنے مال سے کئی یتیموں کی پرورش کی۔ آپ کے قلب مبارک میں مخلوق خدا کی خدمت کرنے کا لاثانی جذبہ تھا آپ تبلیغ اسلام کے خاموش مبلغ تھے زبانی لیکچر کی بجائے اخلاق فاضلہ، اعمال حسنہ اور عمدہ نمونے سے لوگوں کے دلوں کو مسخر کیا۔ باوجود عمر رسیدہ ہونے کے راستہ پر چلتے ہوئے اپنا سامان آپ اٹھاتے۔ ہمراہ ساتھی کو اپنا بوجھ اٹھانے کو ہرگز نہ دیتے۔ مجھ جیسے غریب انسان کے ساتھ خط و کتابت ہوتی رہتی۔ جب میرے ہاں سے کوئی ماتم یا غم کی خبر پہنچتی تو پاپیادہ میرے غریب خانہ پر تشریف لا کر حوصلہ افزائی فرماتے۔

اسلامی دنیا میں آپ نے اپنی رفاقت کا اعلیٰ ثبوت دیا۔ مجھے آپ کی اچانک رحلت فرمائی سے بحد صدمہ ہوا۔ خداوند کریم مرحوم و مغفور کو جوار رحمت میں جگہ دے اور ہمیں صبر جمیل کی توفیق دے۔ اس سلسلے میں مجھے خان بہادر سعید احمد خاں صاحب کے ساتھ دلی ہمدردی ہے ~

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

(خاکسار غلام ربانی متعلم ایس۔ وی گورنمنٹ ٹریننگ سکول پشاور اسلامیہ کالج پشاور)

مولوی عبد السبوح صاحب قادیانی کا سفید جھوٹ

اخبار الفضل مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۵۶ء میں مولوی عبد السبوح صاحب قادیانی اپیل نویس ایبٹ آباد نے بزعم خود "جماعت احمدیہ قادیان والا کے متعلق غلط بیانی" کے عنوان سے شائع کر کے اس غلط بیانی کو جماعت احمدیہ لاہور والا کی طرف منسوب کرتے ہوئے اپنی جماعت احمدیہ قادیان کے افراد پر بھی ضرب کاری لگائی ہے اور حلف نامہ پر دستخط کرنے والے احباب کو جماعت سے تقریباً علیحدہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور اس کے ساتھ ہی نہ معلوم کس خوش فہمی پر یہ بھی لکھ دیا ہے کہ وہ قادیانی

درست ہے۔ ... ان کی اس خوش فہمی یا غلط بیانی کا دندان شکن جواب پریزیڈنٹ احمدیہ جماعت قادیان والا کی طرف سے ہر دو اخبارات الفضل اور پیغام صلح بذریعہ رجسٹری ارسال ہو چکا ہے۔ امید واثق ہے کہ الفضل میں اس مضمون کے لئے جگہ نہ ہوگی۔

میری گزارش مولوی صاحب مذکور سے یہ ہے کہ آیا آپ نے زمانہ تنقا ونت جبکہ آپ حضرت امیر جماعت احمدیہ لاہور کے سیکرٹری تھے کے بعد حضرت خلیفہ صاحب کے حلقہ مریدی میں داخل ہو کر جس "سعادت" کو حاصل کیا اس میں تحصیل ہونے اور اس کی اشاعت کرنے کی بھی تلقین ہوتی تھی۔ آپ کا یہ کہنا کہ "جماعت احمدیہ والا لاہور کے اتنے ہی افراد جنہوں نے حلف نامہ پر دستخط کر دئے (یعنی تین افراد۔ ناقل) کس تقویٰ اور سعادت کی بنا پر ہے۔ میں آپ پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ والا خدا کے فضل سے پہلے سے زیادہ مضبوط اور تعلیم یافتہ نوجوانوں پر مشتمل ہے اور آپ کی جماعت سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ اگر آنجناب کو ان سب سے واقفیت حاصل کرنے کی خواہش ہو تو میں ان کے نام آپ کی خدمت میں ارسال کر دوں گا یا اخبار میں ہی درج کرا دوں گا۔

امید ہے آپ آیندہ کے لئے خود غلط بیانی کر کے دوسروں کی طرف منسوب کرنے سے گریز کریں گے۔ تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔

راقم محمد دین داتوی۔ حال ڈاڈر سینٹوریم

حضرت مولانا صدر الدین صاحب کا درس قرآن

حضرت مولانا صدر الدین صاحب نماز فجر کے بعد مرکزی مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں اپنے مخصوص اور عالمانہ انداز میں قرآن مجید کا درس دیتے ہیں مرکزی جماعت کے دوستوں کو چاہیئے کہ اس موقعہ کو غنیمت سمجھیں اور حضرت مولانا موصوف کے درس قرآن میں شامل ہو کر مستفیض ہوں امید ہے مرکزی جماعت کے سب دوست اس درس میں شامل ہوں گے۔

ایک ضروری گذارش

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے پیغام صلح کی توسیع اشاعت کے لئے تحریک فرمائی تو جماعت کے متعدد دوستوں نے اس تحریک پر لبیک کہا اور وعدہ فرمایا کہ وہ اپنی طرف سے لوگوں کے نام اخبار جاری کرائیں گے۔ ان سب دوستوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ... اور رقم مرکزی دفتر میں ... انجمن کے نام ...

ان دوستوں کے پتے بھی ارسال فرمائیں جن کے نام اخبار جاری کرنا ہے یا دفتر کو اجازت دیں کہ جن دوستوں کے نام مناسب سمجھا جائے اخبار جاری کیا جائے۔ امید ہے ہمارے دوست اس یاد داشت پر فوری توجہ مبذول فرمائیں گے۔

تبلیغی لٹریچر میں ایک مفید اضافہ

رسالہ اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی کا ترجمہ شائع ہو گیا

بزرگان و احباب سلسلہ کو یہ معلوم کر کے مسرت ہوگی کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا مشہور انگریزی رسالہ اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی Islam the Religion of Humanity کا مرہٹی ترجمہ ہمارے حیدرآباد دکن کے زیر اہتمام چھپ کر شائع ہو گیا ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس رسالہ میں نہایت مدلل و موثر طریق پر تعلیمات اسلامی کو غیر مسلم دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ اختصار کے باوجود یہ رسالہ جامع ہے۔ مشرق و مغرب جہاں کہیں بھی اسے غیر مسلموں یا تعلیمات اسلامی سے بے خبر مسلمانوں تک پہنچایا گیا ہے عظیم الشان تبلیغی نتائج حاصل ہوئے ہیں۔

مرہٹی زبان میں اس کا ترجمہ ایک فاضل صاحب نے جنہیں ترجمہ و تالیف کا بیس سالہ تجربہ ہے کرایا گیا ہے۔ مرہٹی کے ایک مشہور مسلمان ادیب نے اس پر نظر ثانی کی اور نہایت احتیاط کے ساتھ اس کے پروف دیکھے ظاہری لحاظ سے بھی یہ نہایت دیدہ زیب طبع ہوا ہے عمدہ اور جدید ترین خوبصورت ٹائپ، روشن چھپائی۔ اچھا کاغذ سرورق پر خوبصورت و رنگین حاشیہ۔

انشاء اللہ مرہٹی دان حلقوں میں اس رسالہ کی اشاعت بے حد مفید ثابت ہوگی وابستگان سلسلہ اسے اپنے مرہٹی دان دوستوں تک ضرور پہنچائیں۔ غیر مسلم اصحاب کے لئے محصول ڈاک کے ٹکٹ موصول ہونے پر مفت بھیجا جاتا ہے جناب جائنٹ سیکرٹری صاحب مرکزی انجمن یا خاکسار راقم الحروف سے مندرجہ ذیل پتہ پر خط لکھ کر طلب فرمائیں۔

خاکسار
محمد انعام الحق
محلہ اعظم پورہ۔ ملک پیٹھ۔ حیدرآباد دکن

انجمن کے مرکزی دفاتر میں کارکنوں کی ضرورت

انجمن کو اپنے مرکزی دفاتر کے لئے مستعد نیک، مخلص اور قابل کارکنوں کی ضرورت ہے صرف وہی احباب درخواستیں دیں جو مستقل طور پر اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے وقف کرنے کو تیار ہوں۔

لیاقت: کم از کم میٹرک پاس ہو۔

تنخواہ: انجمن کے دو گریڈ منظور شدہ ہیں
پہلا گریڈ ۶۰ ــــ ۳ ــــ ۳۰) اور
دوسرا گریڈ ۱۰۰ ــــ ۴ ــــ ۶۰) نیز
الاونس ۱۲ سے لے کر بیس روپے تک حسب تنخواہ دیا جاوے گا۔

مستقل ہونے کی صورت میں پراویڈنٹ فنڈ رخصت رعائتی و دیگر حقوق سے فائدہ اٹھایا جا سکے گا۔

قابل اور تجربہ کار آدمی کے لئے ابتدائی تنخواہ تیس روپے ماہوار سے اوپر مقرر ہو سکے گی۔

اول تقرر چھ ماہ کے لئے امتحاناً ہوگا جس کے بعد کام تسلی بخش ہونے کی صورت میں کارکن کو مستقل کیا جا سکے گا۔ درخواست کے ہمراہ مندرجہ ذیل کوائف کا آنا ضروری ہے

(۱) عمر
(۲) مجرد یا شادی شدہ۔ شادی شدہ کی صورت میں بچوں کی تعداد۔
(۳) قابلیت معہ مصدقہ نقول اسناد
(۴) کیا ٹائپ جانتے ہیں۔ کتنا تجربہ ہے۔
(۵) پہلے کوئی ملازمت کی؟ کب۔ کتنا عرصہ اور کہاں اور کیوں ترک کر دی۔ مع سرٹیفکیٹ وغیرہ۔
(۶) احمدی یا غیر احمدی۔ احمدی ہونے کی صورت میں کب داخل سلسلہ ہوئے۔
(۷) مقامی جماعت کے سیکرٹری یا صدر یا ممبر جنرل کونسل کی سفارش۔
(۸) کم از کم کس تنخواہ پر آنے کو تیار ہوں گے
(۹) کیا مستقل طور پر انجمن کی ملازمت میں آنے کو تیار ہوں گے۔
(۱۰) اور کوئی ضروری امر جس کو آپ قابل ذکر سمجھیں۔

درخواستیں جلد از جلد بنام جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں۔

عبد اللہ
جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ضرورت رشتہ

ضلع شیخوپورہ کے ایک سکول ماسٹر کے لئے جو چالیس روپیہ تنخواہ لیتے ہیں۔ پراویڈنٹ فنڈ بھی جمع ہے اور گھر بار اور مال و اسباب کافی رکھتے ہیں، نکاح

سید امجد علی شاہ صاحب کے مقالہ پر ایک نظر

از جناب سید تصدق حسین صاحب قادری

ولا یجرمنکم شنآن قوم علیٰ الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ۔

روزنامہ الفضل ۸ رجنوری کی اشاعت میں میرے دیرینہ کرمفرما سید امجد علی شاہ صاحب نے ایک مقالہ تحت عنوان "مسئلہ نبوت کیا جماعت احمدیہ میں وجہ افتراق بن سکتا ہے" سپرد قلم فرمایا ہے۔ کمترین کو بھی آپ کے اس عالمانہ مضمون کو پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ بڑے ہی اشتیاق اور نہایت ہی غور سے پڑھا معلوم ہوتا ہے کہ مضمون نویسی کے موقعہ پر جناب شاہ صاحب اس فرمان الٰہی کو ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون کو دل سے فراموش کئے ہوئے تھے چونکہ آپ نے اپنے اس مضمون میں اپنا سارا زور قلم جماعت احمدیہ لاہور اور اس کے بے لوث مجاہد امیر کے خلاف صرف کرتے ہوئے انہیں مورد الزام ٹھہرانے کی سعی فرمائی ہے اور جماعت قادیان کو عموماً و جناب خلیفہ صاحب محترم کو خصوصاً صاف وپاک بری فرما گئے۔ مجھے جناب شاہ صاحب محترم کی ذات سے ایسی امید ہرگز نہ تھی کہ موصوف حقائق بینہ و واقعات صحیحہ پر اس طرح پردہ ڈالنے کی بے جا کوشش فرماویں گے محترم شاہ صاحب اگر آپ نے اس مضمون کو اپنی اس حلفی شہادت کی روشنی میں جو واللہ علیٰ ما نقول شہید دیہ حلفی شہادت نشر اصحاب حضرت مسیح موعود نے ۱۹۱۴ء کے اختلاف رونما ہونے کے بعد مسئلہ نبوت پیدا ہوگئی تھی جن میں خود شاہ صاحب بھی شامل تھے) لکھتے ہوئے دیانت دیکھیں اور پھر خدا کا خوف دل میں لاکر بتلائیں کہ آپ کا یہ مضمون جماعت احمدیہ لاہور کو نشانہ بنانے میں کہاں تک صداقت پر مبنی ہے۔ اس حلفی شہادت کے آئینہ میں ذرا جناب میاں صاحب محترم کی تصویر پھر ایک بار ملاحظہ فرماویں شاید اپنی فاش غلطی کا احساس پیدا ہو جائے۔

یوں تو جناب شاہ صاحب محترم کا سارے کا سارا مضمون عجائبات کا ایک مجموعہ نظر آتا ہے لیکن ایک جگہ آپ نے نہایت لطیف پیرایہ "مسئلہ نبوت کی مشکل کا حل" الوصیت کی ایک تحریر سے فرمایا ہے جو اس قابل ہے کہ اس پر کچھ عرض کیا جائے میرے خیال میں اس "مشکل کے حل" میں ایک اور "مشکل" پیدا ہو جاتی ہے جس کا "حل" میرے محترم شاہ صاحب فرما کر اپنے اس دیرینہ خادم کو ممنون فرماویں گے۔ آپ لکھتے ہیں کہ "اس تمام معمہ کا حل الوصیت کی کامل عبارت پڑھنے سے ہو جاتا ہے دیکھو صفحہ ۱۱-۱۲" اس نبوت محمدیہ کی پیروی سے خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے مکالمہ مخاطبہ کا اس سے بڑھکر انعام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تھا مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے۔ ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آ سکتے ہیں کیونکہ اس میں نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک نہیں بلکہ اس نبوت کی چمک اس فیضان سے زیادہ تر ظاہر ہوتی ہے" اس پر حاشیہ ہے "باوجود اس کے یہ خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ نبوت تشریعی کا دروازہ آنحضرت صلعم کے بعد بالکل مسدود ہے اور قرآن کریم کے بعد کوئی کتاب نہیں جو نئے احکام سکھائے!!...." بس سیدھی بات ہے کہ آپ نبی کا لفظ جہاں استعمال فرماتے ہیں مراد امتی نبی ہے"" امتی نبی اور نبی متبوع میں امتیاز مدارج قائم رکھنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام لفظ امتی کا استعمال ضروری سمجھتے ہیں کہ امر نبوت مستقلہ مشتبہ نہ ہو جائے اس لئے فرماتے ہیں کہ صرف نبی کے لفظ کے استعمال میں نبوت محمدیہ کی ہتک ہے"

یہاں اس تحریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے متعلق "صرف نبی" کے لفظ کے استعمال کو "نبوت محمدیہ" کی صریح ہتک سمجھتے ہیں، جماعت احمدیہ لاہور حضور کے اس ارشاد کے ماتحت "صرف نبی" کا لفظ استعمال نہیں کرتی اور آپ بھی اس لفظ کا استعمال جائز نہیں سمجھتے لیکن جماعت احمدیہ قادیان اپنے خلیفہ کی اتباع میں رات دن صرف لفظ نبی کا استعمال کر کے نبوت محمدیہ کی ہتک کی مرتکب ہو رہی ہے یہ وہ "مشکل" ہے جس کے حل کے متعلق اوپر عرض کر آیا ہوں۔ اس "مشکل کے حل" پر قلم اٹھانے سے پیشتر جناب میاں صاحب محترم کا وہ تاریخی بیان جو آئینہ صداقت صفحہ ۳۵ پر درج ہے اسے دوبارہ ایک مرتبہ دیکھ لیں وہ بیان یہ ہے:-

" یہ تبدیلی عقیدہ مولوی صاحب تین امور کے متعلق بیان کرتے ہیں اول یہ کہ میں نے حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ خیال پھیلایا کہ آپ فی الواقع نبی ہیں دوم یہ کہ آپ ہی اسمہ احمد کی پیشگوئی مذکورہ قرآن مجید (سورہ صف آیت ۶) کے مصداق ہیں۔ سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقاید ہیں لیکن اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ ۱۹۱۴ء یا اس سے تین چار سال پہلے سے میں نے یہ عقاید اختیار کئے ہیں"

میرے محترم شاہ صاحب اس بیان کو الوصیت کی مذکورہ بالا تحریر کے مقابلہ میں رکھ کر چشم بصیرت سے ملاحظ فرمائیں اور پھر کونوا قوامین بالقسط کے ارشاد الٰہی کے مدنظر یہ فیصلہ دیں کہ جماعت احمدیہ لاہور کو قصور وار ٹھہرانے اور میاں صاحب محترم کو معصوم عن الخطا ثابت کرنے میں اپنے مضمون میں آپ کہاں تک حق بجانب ہیں؟

اور یہ بھی بتلائیں کہ اس نوعیت کے گمراہ کن بیانات کی موجودگی میں امام وقت کی حقیقی جانشین جماعت کیسے اشتراک عمل کر سکتی ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ آپ میاں صاحب محترم کو ان عقاید فاسدہ سے توبہ کرنے کی تلقین فرماتے۔ آج اگر میاں صاحب محترم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صریح ارشادات کی خلاف ورزی سے باز آجائیں اور اپنے گمراہ کن عقاید باطلہ سے تائب ہو جائیں تو ہر دو جماعت میں ملاپ ہو سکتا ہے اور آپ کی یہ خواہش پوری ہو سکتی ہے کہ دونوں جماعتیں مل کر اشاعت اسلام کا کام کریں والا ناممکن مسئلہ نبوت جماعت احمدیہ میں وجہ افتراق جناب میاں صاحب محترم کے یہی عقاید فاسدہ کا رہین منت ہے۔ میاں صاحب محترم کی اصلاح میں آپ کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔ اگر آپ اپنی اس کوشش میں کامیاب ہو جائیں تو پھر آپ کے پرانے رفقاء کو جماعت احمدیہ قادیان کے ساتھ مل کر اشاعت اسلام کا کام کرنے میں نہ صرف کسی قسم کا عذر ہوگا بلکہ بڑی مسرت حاصل ہوگی۔ والسلام

آپ کا دیرینہ خادم

السید تصدق حسین القادری

کلکتہ میں ایک تبلیغی تقریب

دو فروری بروز جمعہ کو جناب شیخ عماد الدین احمد صاحب ایم۔ اے۔ اے۔ ڈی۔ ٹی۔ ایس بنگال اینڈ آسام ریلوے کے ہاں ایک پر تکلف تبلیغی ڈنر ہوا جس میں کلکتہ کے آئی سی۔ ایس حضرات، ریلوے کے اعلیٰ افسر، تجارتی لوگ اور کالجوں کے پروفیسر شامل تھے چیدہ چیدہ ان میں عالیجناب شیخ وزیر علی صاحب آئی سی ایس کنٹرولر پریذیڈینسی بنگال۔ عالیجناب سید اسحٰق صاحب آئی سی۔ ایس کمشنر کلکتہ۔ مسٹر جعفری آئی۔ سی۔ ایس سول سپلائی۔ میجر شیخ نثار علی صاحب ایم۔ بی۔ ای۔ ڈسٹرکٹ لوکو سپرنٹنڈنٹ ای۔ آئی۔ آر۔ میجر عزت علی عباسی ڈی۔ ٹی۔ ایس۔ بنگال اینڈ آسام ریلوے۔ محترمہ سعیدہ کھنڈکر ایم۔ اے پروفیسر بیتھون کالج فار گرلز۔ سید علی امام صاحب۔ مسٹر قمر رضا اور دیگر شرفا جو اصفہانی کمپنی کی طرف سے آئے تھے ان میں شامل تھے۔ ان تمام اصحاب کی بیگمات بھی اس دعوت میں شریک تھیں۔

دعوت تناول کرنے کے بعد شیخ عماد الدین احمد صاحب نے ایک چھوٹی سی تقریر کی جس کا ملخص یہ ہے:-

بہنوں اور بھائیو! السلام علیکم۔ میں نے آپ کو یہ تکلیف محض اس لئے دی تھی کہ ہم مسلمان قوم اور خاص طور پر وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے علم کی روشنی دی ہے مختلف موقعوں پر باہم مل کر اسلام کی ترقی اور مسلم کلچر کے احیاء و ارتقاء پر سوچ بچار کریں۔ میں آپ کے سامنے ایک مختصر اور قطعی بات پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ قرآن مجید رسول مقبول فداہ امی و ابی کی تصنیف نہیں اور نہ ہی نعوذ باللہ آپ نے کسی صحابی یا شاعر سے مل کر یہ کتاب تالیف کی ہے۔ اگر یہ ایسا ہوتا تو آپ انسانی تہذیب اور اخلاق میں یہ ابدی اور حیرت انگیز انقلاب پیدا کر سکتے۔ اس لئے ہمارے واسطے اب ایک ہی راہ ہے کہ ہم یہ اپنی دل کی گہرائی سے محسوس کریں اور اپنی نفسیاتی زندگی کو اسی حقیقت کے مطابق بنائیں کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا زندہ کلام ہے اور اس لحاظ عالم الغیب والشہادۃ کے اس ازلی علم کا نچوڑ ہے جس کے اندر زمان و مکان اور اس طرح کی تمام خلقی حدود وقیود سے آزاد دریائے حقائق موجود ہیں جو ہر زمانہ اور ہر ملک اور ہر حصہ کائنات کے لئے اکمل ضابطہ زندگی ہیں۔ آج سے ہزاروں سالوں کے بعد بھی (جب ہماری زندگی میں ناقابل تصور انقلابات پیدا ہو چکے ہوں گے) محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید انسانیت کی ویسی ہی جانشانی کریں گے جیسے کہ آج اور آج سے چودہ سو سال پہلے ہم نے اس نفسیاتی حقیقت کو اپنے دل و دماغ کے اندر پیدا کرنا ہوگا۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس عظیم الشان صحابہ کے خلاف اس زمانہ کے مختلف اصنام ۴ برس پیکار رہیں۔ ان میں دولت، جنسی تعلقات، مجلسی قدر و منزلت کے "ھل من مزید" نعرے بڑے زوردار ہیں جو کہ ہماری نفسیات اور اخلاقیات میں تباہی و بربادی پیدا کر رہے ہیں یہ خناسی وسواس ہی ہمارے سب سے زیادہ دشمن ہیں ہمیں ہر لحہ ان محسوسات سے اپنے آپکو محفوظ رکھنا چاہیئے ہم دنیا میں ایک ممتاز ترین مذہب کو ماننے والی ملت ہیں۔ ہمیں اپنے اعمال اور خیالات وحسیات کا ہر لحظہ جائزہ لینا چاہیئے کہ کیا ہم نسل انسانیت کی ہدایت و اصلاح کرنے کے قابل بھی ہیں۔ ان مادی بتوں کو تو ساری دنیا آج پوج رہی ہے لیکن اسلام کے اللہ کی ہی ہمیں عبادت کرنی پڑے گی اور اس کے ساتھ وہی توحیدی نفسیات اپنے اندر پیدا کرنی پڑیگی جو کہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی تھی تاکہ ہم انسانی فکر و عمل کی صحیح قیادت کر سکیں۔

آپ کی اس تکلیف کا کہ آپ میرے غریب خانہ پر آئے ہیں میں تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اس تقریر کے بعد بڑی دلچسپ تبادلہ خیالات ہوا۔

مکتوب پنجم

گزشتہ سے پیوستہ

حضرت مسیح موعود کے بعض الہامات کی تشریح

توہین حضرت امام حسینؓ اور توہین مسیح اور الزام تضاد کی تردید

از جناب مولانا مرتضیٰ خان صاحب حسن بی۔اے

امر دوم

اب میں امر دوم کو لیتا ہوں جس میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض الہامات پر اعتراض فرمایا ہے۔ خلاصہ آپ کے اعتراضات کا یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

(۱) خدا کا بیٹا بننے کا دعوےٰ کیا یعنی آپ کو الہام ہوا "انت بمنزلۃ اولادی یا ولدی"

(۲) آپ کو انت بمنزلۃ توحیدی و تفریدی کا الہام ہوا

(۳) آپ نے خالق کائنات و خالق ارض و سما ہونے کا دعوےٰ کیا۔

انت منی بمنزلۃ اولادی یا ولدی کی ایک مفصل تشریح میں اپنے عریضہ گزشتہ نمبر ۴ میں کر چکا ہوں جس کا اب تک جواب جناب نے مرحمت نہیں فرمایا۔ اب میں اس الہام کی تشریح حضرت مسیح موعود کی زبان سے بھی آپ کو سنا دیتا ہوں فرماتے ہیں

"یاد رہے کہ خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے نہ اس کا کوئی شریک ہے اور نہ بیٹا اور نہ یہ کسی کو حق پہنچتا ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں خدا ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں لیکن یہ فقرہ اس جگہ از قبیل مجاز اور استعارہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں آنحضرت صلعم کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا اور فرمایا یداللہ فوق ایدیھم پس خدا کے اس الہام کو ہشیاری سے پڑھو اور یقین رکھو کہ خدا اتخاذ ولد سے پاک ہے اور میری نسبت بیٹا ...... ہیں سے یہ الہام ہے قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی انما الٰھکم الٰہ واحد والخیر کلہ فی القرآن۔" (دافع البلاء صفحہ ۷)

باقی رہا دوسرا الہام { الہام انت بمنزلۃ توحیدی و تفریدی کی تشریح حضرت مسیح موعود کے قلم سے

انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی اس کے معنی بھی حضرت اقدس علیہ السلام نے خود فرما دیئے ہیں :۔

"تو مجھ سے ایسا ہی قرب رکھتا ہے اور ایسا ہی تجھے میں چاہتا ہوں جیسا کہ میں اپنی توحید اور تفرید کو سو جیسا میں اپنی توحید کی شہرت چاہتا ہوں ایسا ہی تجھے دنیا میں مشہور کروں گا۔" (اربعین نمبر ۲ صفحہ ۲۵)

اب رہا وہ کشف جس میں آپ نے زمین و آسمان بنانے کا ذکر کیا ہے اس کا جواب بھی میں اپنے گزشتہ عریضہ میں دے چکا ہوں اور کشف یوسف ہمدانی بطور مثال پیش کر چکا ہوں اب حضرت مسیح موعود کی زبان بھی اس کی تشریح سن لیجئے فرماتے ہیں :۔

ان ھذا الخلق الذی رأیتہ اشارۃ الیٰ تائیدات سماویۃ و ارضیۃ یعنی یہ زمین اور آسمان کو پیدا کرنا جو میں نے دیکھا ہے اس سے سماوی اور ارضی تائیدات کی طرف اشارہ ہے۔ پھر اپنی کتاب چشمۂ مسیحی میں فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کشفی رنگ میں میں نے نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کیا اور پھر میں نے کہا کہ آؤ اب انسان پیدا کریں اس پر نادان مولویوں نے شور مچایا کہ دیکھو اب اس شخص نے خدائی کا دعوےٰ کیا ہے حالانکہ اس کشف سے مطلب یہ تھا کہ خدا میرے ہاتھ پر ایسی تبدیلی پیدا کرے گا کہ گویا آسمان اور زمین نئے ہو جائیں گے اور حقیقی انسان پیدا ہوں گے۔

الغرض آپ کے اعتراضات جو آپ نے درباره الہامات حضرت مسیح موعود کئے ہم نے بعونہٖ تعالیٰ ان کا دفع اور قمع کر کے دکھا دیا ہے اور جو نتائج آپ نے ان الہامات سے بیان کئے تھے ان کی تردید ہم نے کر دی۔ اور حضرت مسیح موعود کی واضح عبارات بطور تشریح کے پیش کر دی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اس بات کو یاد رکھئے کہ توجیہ القول بما لا یرضیٰ قائلہ غلط ہوتی ہے آپ کو کوئی حق حاصل نہیں کہ آپ حضرت مسیح موعود کی کلام کے ایسے معنے کریں جو در حقیقت ان کا منشا نہیں

اب دیدہ باید کہ جناب ان امور کا کیا جواب مرحمت فرماتے ہیں ان کے جواب آنے پر انشاء اللہ العزیز ہم بھی کتب صوفیا و علماء مثلاً نکشف۔ کلید مثنوی مصنفہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی سے مقام فنا، بقاء۔ اتحاد۔ عینیت۔ توحید افعالی توحید صفاتی۔ توحید ذاتی نکال کر دکھائیں گے اور قرب فرائض و قرب نوافل کے اصطلاحات کی تشریح اور ان کا ماخذ وغیرہ آپ دریافت کریں گے۔ آپ بمنزلۃ توحیدی و تفریدی پر ہی اعتراض فرما رہے ہیں آپ ہی کی کتب سے ثابت کر دوں گا کہ کس طرح انسان خدا بن جاتا ہے۔ حالانکہ انسان انسان ہی ہے حقیقتاً خدا نہیں بن سکتا آپ خود ذرا قرب نوافل کی حدیث کا مطالعہ فرمائیے۔ جو حدیث بھی ایسی ہے کہ حدیث قدسی کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کو تو معلوم ہو جائے گا کہ کہاں تک حضرت مرزا صاحب کے الہامات و مکاشفات خلاف شریعت ہیں بالخصوص جبکہ حضور نے نہایت بین الفاظ میں ان الہامات کی تشریح کر دی ہے جس میں اوپر بیان کر آیا ہوں اور جس کو سن کر کوئی صاحب انصاف انسان اعتراض کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ بشرطیکہ اس کو اپنے قول کی تائید اور ضد مقصود نہ ہو اور خوف خدا اس کے دل میں جاگزین ہو۔

امر سوم { اب میں امر سوم کو لیتا ہوں۔ آپ کے اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے حضرت امام حسینؓ پر اپنی فضیلت ظاہر کی ہے اور امام موصوف کی ہتک کی ہے اگر فضیلت ظاہر کرنے سے ہتک لازم آتی ہے تو پھر نعوذ باللہ یہ ہتک تو خود قرآن مجید نے ہی روا رکھی ہے جس میں ارشاد ہے کہ تلک الرسل فضلنا بعضھم علیٰ بعض۔ پھر اولیائے امت نے ہی ایسی ہتک روا رکھی ہے جن کے دعاوی فضیلت کتب میں موجود ہیں جو فتوے آپ قرآن مجید پر یا اولیائے امت پر درباره فضیلت (جس سے آپ کے خیال میں ہتک لازم آتی ہے) لگا سکتے ہیں وہ حضرت مرزا صاحب پر لگا لیں، میں اپنے عریضہ میں ایک بین اور واضح عبارت حضرت مسیح موعود کی حضرت امام حسینؓ کے متعلق پیش کر چکا ہوں اس سے ہر ایک عقلمند خود اندازہ لگا سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود حضرت امام حسین علیہ السلام سے کس قدر محبت کرتے اور کس قدر ان کی عزت و تکریم کرتے ہیں اور کس بلند مقام پر آپ کو فائز سمجھتے ہیں لیکن مخالفین کا منہ کون بند کر سکتا ہے؟ وہ تو یہی کہے جاتے ہیں کہ صد حسین است در گریبانم کہہ کر حضرت مرزا صاحب نے حضرت امام حسینؓ کی ہتک کی ہے اور جو اصل مطلب اس شعر کا ہے اس پر غور نہیں فرماتے۔ میں تو اپنے سب سے پہلے مکتوب میں اس کی کامل تشریح کر چکا ہوں اور خیال تھا کہ اب ضرورت نہ ہوگی مگر افسوس کہ نہ تو میری تشریح کا کوئی مدلل رد کیا گیا اور نہ کوئی اور تشریح اس کے مقابل پیش کی گئی۔ میں پھر کہتا ہوں کہ اس شعر کے الفاظ نہایت واضح ہیں۔ کربلا ایست سیر ہر آنم۔ میں ہر گھڑی تکلیفوں میں سے گذرتا ہوں۔ صد حسین است در گریبانم۔ سینکڑوں بلائیں و مصیبتیں مجھے چمٹی ہوئی ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ بعض وقت بطریق استعارہ کسی چیز یا کسی شخص کا نام لیا جاتا ہے مگر در اصل اس سے مراد وہ چیز یا وہ شخص نہیں ہوتا بلکہ اس چیز یا اس شخص کے اندر جو نمایاں خصوصیت ہوتی ہے وہ مراد ہوتی ہے اور کسی ... [illegible] نظم و نثر میں اور ہماری روزمرہ کی گفتگو میں پائی جاتی ہیں۔ جناب نے مثنوی تو پڑھی ہے اس میں سے ایک شعر پیش کرتا ہوں حضرت مولانا فرماتے ہیں :۔

در تو نمرودی ست آتش در مرو
رفت خواہی اول ابراہیم شو

اس شعر کی تشریح کرتے ہوئے مولانا اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں :۔

"ابراہیم شو" سے مراد ہے قلب سلیم پیدا کر۔ اور دوسرے شارحین نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ اب دیکھا آپ نے کہ ابراہیم شو سے یہ مراد نہیں کہ تم سچ مچ ابراہیم بن جاؤ یہ تو ناممکن ہے مراد اس سے یہ ہے کہ وہ صفت اپنے اندر پیدا کر و جو حضرت ابراہیم میں تھی یعنی قلب سلیم۔ غرضکہ اس اصول کو یاد رکھیئے کہ بعض وقت کسی شخص کا نام لیا جاتا ہے اس سے مراد حقیقتاً وہ شخص نہیں ہوتا بلکہ وہ صفت ہوتی ہے جو اس میں نمایاں ہو یا اس سے مراد وہ حالت ہوتی ہے جو اس شخص پر وارد ہوئی ہو اسی طرح صد حسین است در گریبانم سے یہ مراد نہیں ہے کہ نعوذ باللہ سینکڑوں حسینؓ میرے گریبان میں آویزاں ہیں بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ مجھ پر وہ حالات وارد ہوتے ہیں جو حسینؓ پر وارد ہوئے اور میں صبر و استقلال سے ان کا مقابلہ کرتا ہوں جس طرح کہ حضرت سید الشہداء نے کیا۔ اور لفظ گریبان سے دھوکا نہ کھانا چاہیئے حضرت بایزید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں لیس فی جبتی الا اللہ۔ کسی نے جبہ کہدیا تو کیا اور کسی نے گریبان کہدیا تو کیا بات ایک ہی ہے۔ حضرت مسیح موعود کا یہ شعر بلاغت کی جان ہے فارسی کا ذوق سلیم رکھنے والے ہی سمجھ سکتے ہیں اور پھر میں کہتا ہوں کہ کسی کے کلام پر اعتراض کرنے سے پیشتر کلام کے سیاق و سباق کو دیکھ لینا ضروری ہے یہ ایک لمبی نظم کا شعر ہے اس کے ابتدائی تین شعر آپ پڑھ جائیں کیا نفس مضمون حضرت امام حسینؓ کی ہتک پر دال ہے یا اس مضمون پر مشتمل ہے جو میں نے کسی قدر عبارت بالا میں واضح کیا ہے۔ عاشقان باری کشتگان محبت الٰہی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

کشتہ او نہ یک نہ دو نہ ہزار
ایں قتیلان او بروں ز شمار
ہر زمانے قتیل تازہ بخواست
غازۂ روئے او دم شہید است
ایں سعادت چو بود قسمت ما
رفتہ رفتہ رسید نوبت ما
کربلا ایست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

حضرت امام حسینؓ و مولانا روم { مولانا اس شعر کی تشریح تو میں نے کر دی۔ اب میں آپ کی توجہ حضرت مولانا روم کے ایک شعر کی طرف منعطف کرتا ہوں جس میں حضرت امام حسینؓ کا ذکر ہے۔ مولانا موصوف فرماتے ہیں

کور کورانہ مرو در کربلا
تا نیفتی چوں حسین اندر بلا

گویا دوسرے لفظوں میں یہ جناب امام حسینؓ کی توہین

نہیں ہے - اب آپ کیا فرماتے ہیں، اس سے بڑھکر امام حسینؑ کی ہتک کیا ہوسکتی ہے؟

میں عرض کرتا ہوں کہ جو اعتراض آپ حضرت مسیح موعود پر کریں گے اس سے بڑھکر اعتراض میں آپ کی کتب ہی سے دکھا دوں گا۔ فرمایئے مولانا روم کے اس شعر کی آپ کیا تشریح فرماتے ہیں؟

قربان جائیں ہم اپنے علماء کرام کے حضرت مرزا صاحب تو توہین بھی نہ کریں تو بھی مجرم لیکن دوسروں کے کلام میں اگر اس سے بڑھکر الفاظ آجائیں تو پھر وہاں ہمارے علماء اور دور از کار تاویلیں شروع کر دیتے ہیں۔ شارحین کو اس مذکورہ بالا شعر کی تشریح میں مشکلات پیش آئی ہیں خدا بھلا کرے مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا کہ انھوں نے ایک معقول تشریح کر کے اور حرف "تا" کو انتہائیہ قرار دیکر مولانا روم کا دامن ہتک امام سے پاک کیا۔ فجزاہ اللہ۔

کیوں صاحب! اگر مولانا روم کے شعر کی تاویل ہوسکتی ہے تو کیا حضرت مرزا صاحب کے کسی شعر کی تاویل کیوں ناجائز ہوگئی؟ اور میں نے تو تاویل بھی نہیں کی جس پر آپ چیں بجبیں ہو رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ باب تاویل مفتوح ہے جو چاہو تاویل کر لو۔ اجی حضرت! میں نے تاویل نہیں کی بلکہ تشریح کی ہے۔ افسوس آپ تاویل اور تشریح میں بھی فرق نہیں سمجھتے۔ مولانا! پھر کہتا ہوں کہ اس اصول کو یاد رکھئے کہ توجیہ القول بما لا یرضی قائلہ غلط ہوتی ہے۔ حضرت مرزا صاحب کا مقصد اس شعر سے ہرگز توہین امامؑ نہیں ہے بلکہ آپ نظر غور سے دیکھیں اور سیاق و سباق ملاحظہ فرمائیں، اس میں جناب حسینؑ کی مدح مذکور ہے انکو کشتگان محبت الٰہی میں سے ظاہر فرمایا ہے، لیکن اس کے سمجھنے کے لئے ذوق سلیم اور علم ادب سے واقفیت ہونی چاہیئے۔

امر چہارم } امر چہارم یہ ہے کہ آپ کے نزدیک حضرت میرزا صاحب کی تصانیف میں تضاد ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ اعتراض آپ کے مسلمات کی رو سے کیا اہمیت رکھتا ہے۔ جب آپ کے مسلمات کی رو سے خود قرآن مجید میں اختلاف موجود ہے۔ پھر احادیث میں اختلاف موجود ہے۔ اور باوجود اس اختلاف کے قرآن مجید اور احادیث پر کوئی زد نہیں پڑسکتی تو پھر اگر حضرت مرزا صاحب کی تحریروں میں تضاد ہے تو ان پر کیا زد پڑسکتی ہے؟ اور یہ کیونکر ان کے کذب کی دلیل ٹھہر سکتی ہے اگر قرآن مجید میں باوجود ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً۔ ناسخ و منسوخ یعنی اختلاف ہے۔ پھر بھی قرآن مجید کو سچا کلام الٰہی آپ مانتے ہیں تو دوسروں کے کلام میں اختلاف پر اعتراض کیسا؟ اس اعتراض سے کیا آپ میری تردید فرماتے ہیں یا اپنے معتقدات کی؟ حضرت مسیح موعود کے کلام میں تضاد اگر قابل الزام امر ہے تو پھر یہی اعتراض آپ پر پڑتا ہے کہ آپ کلام الٰہی میں تضاد و اختلاف مانتے ہیں۔ کہ جس سے قرآن قرآن ہی نہیں رہتا۔

حملہ بر خود میکنی اے سادہ مرد:
ہمچو آں شیرے کہ بر خود حملہ کرد

ظاہر ہے کہ جب ایک شخص خود ایک امر کو صحیح سمجھتا ہو اور وہ امر اس کے اعتقادات میں داخل ہو تو اگر اسی امر کے متعلق وہ دوسرے پر اعتراض کرے تو نتیجہ کیا ہوگا یہی کہ وہ اپنے عقیدہ کو آپ ہی عیبناک بتا رہا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب کے کلام میں تضاد نہیں ہے اور جو عبارات آپ نے حضرت مرزا صاحب کی اپنے گرامی نامہ بسلسلہ میں بہ ثبوت تضاد تحریر فرمائی ہیں ان کا جواب اور ان میں تطبیق انشاء اللہ آئندہ مکتوب میں تفصیل کے ساتھ عرض کروں گا اور ثابت کروں گا کہ درحقیقت مرزا صاحب کے کلام میں تضاد نہیں بلکہ معترضین کے فہم میں ہی قصور ہے لیکن میں نہیں سمجھ سکتا کہ اگر تضاد بھی ہو تو کیا الزام مرزا صاحب پر آسکتا ہے جب خود کلام الٰہی میں تضاد موجود ہے اور اس طرح سے تضاد کا ہونا کوئی دلیل کذب کی نہ ہوئی۔

امر پنجم } اب رہا توہین حضرت مسیحؑ کا الزام میں نے اپنے سب سے پہلے عریضہ میں لکھا تھا کہ حضرت مرزا صاحب نے دیگر مذاہب کے بزرگوں کی تعظیم و تکریم سکھائی اس میں کلام ہی کیا ہے۔ آپ، آپ کی تصنیف کردہ کتب کا مطالعہ فرمایئے۔ وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر کے ماتحت آپ نے ایسے لوگ جو مختلف ممالک میں اور مختلف زمانوں میں خلق خدا کی ہدایت کے لئے آتے رہے ان کے متعلق جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے واضح ہوسکتا ہے پھر کیا وجہ تھی کہ آپ نے مسیح علیہ السلام کے متعلق ایسے کلمات تحریر فرمائے اس کا کسی قدر مفصل جواب میں اپنے گذشتہ عریضہ ۳ میں دے چکا ہوں اور پھر کہتا ہوں کہ اصل حقیقت یہ ہے کہ عیسائیوں نے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ازواج مطہرات پر نہایت گندے حملے کئے اور رسول خدا سید المطہرین پر زنا جیسا اتہام لگایا تب بوجہ اس غیرت اور حمیت کے جو آپ کو اپنے آقا حضور سرور کائنات (صلعم) سے تھی عیسائیوں کی ہی کتب سے بطور الزام یہ جوابات دئے کہ دیکھو تم سید المطہرین پر ایسے ایسے اتہامات لگاتے ہو جبکہ جسے تم خدا مانتے ہو اس کی نسبت تمہاری ہی کتاب میں ایسا اور ایسا لکھا ہے یہ تو ایک قابل تعریف امر تھا۔ کہ آپ نے حضرت محمد رسول اللہ کا دامن تمام اتہامات سے پاک کیا اور ان کے مفروضہ خدا یسوع کا انہی کی کتب سے خاکہ کھینچکر ان کو ملزم قرار دے دیا۔ یہ تو ایک بڑی خدمت تھی جو آپ نے سرانجام دی لیکن ع

بین کہ چشم عداوت بزرگتر عیبے است

میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ اس قسم کی طرز جناب مولانا رحمت اللہ صاحب نے بھی عیسائیوں کے مقابلہ میں اختیار کی تھی پھر ان پر توہین انبیاء کا الزام کیوں نہیں لگایا جاتا؟ اور ان کو کافر کیوں نہیں قرار دیا جاتا؟ ع

ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

اس امر کے متعلق میں اپنے گذشتہ عریضہ میں بھی عرض کر چکا ہوں لیکن افسوس کہ آپ نے کچھ جواب نہ دیا باوجود اس کے دعوے یہ ہے کہ ایک ایک حرف کا جواب دوں گا۔ پھر مجھے کہنا پڑتا ہے کہ لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون۔ ہم خوب سمجھتے ہیں کہ حضرت میرزا صاحب پر الزام توہین انبیاء محض بوجہ عناد اور بغض کے ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ جب ان علماء پر خود ایسے مواقع آکر پڑتے ہیں یعنی جب عیسائیوں کی طرف سے ان پر اعتراضات وارد ہوتے ہیں تو وہی راہ اختیار کرتے ہیں جو حضرت مرزا صاحبؑ نے کی (معلوم ہوتا ہے کہ بجز اس کے چارہ نہیں) اور توہین انبیاء کا سوال بالکل مفقود ہو جاتا ہے، گذشتہ دنوں میں جب اکرام الحق کی طرف سے دربارہ فضیلت مسیح کچھ سوالات کئے گئے تو مولوی صاحبان بول اٹھے کہ قرآنی مسیح اور ہے اور انجیلی مسیح اور ہے یہی بات جب حضرت مرزا صاحبؑ نے کہی تو قابل الزام قرار دیا۔ کہ قرآن اور انجیل کا مسیح الگ الگ ہستیاں نہیں لہذا تم نے اگر انجیلی مسیح کی توہین کی ہے تو درحقیقت قرآنی مسیح ہی کی توہین کی ہے۔ ع ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا۔ غرضیکہ توہین انبیاء کا الزام جو آپ لوگ ہم پر لگاتے ہیں وہ قطعی ناواجب ہے۔ اگر میں پوچھتا ہوں کہ آپ تو توہین انبیاء نہیں کرتے پھر آپکے مخالفین آپ پر کیوں الزام لگاتے ہیں؟ جیساکہ ذیل کے فتوے سے ظاہر ہوگا:۔

"دیوبندی مولوی (مرتد منافق) ہے اس کی صحبت ہزار (کافر) کی صحبت سے زیادہ مضر ہے کہ مسلمان بن کر (کفر) سکھاتا ہے اس کا نکاح کسی مسلم (کافر مرتد) غرض انسان (حیوان) کسی سے نہیں ہوسکتا جس سے ہوگا محض نعوذ باللہ من ذالک (زنا) ہوگا دیوبندی کا ذبیحہ نجس (مردار) اور (حرام قطعی) ہے اگرچہ لاکھ بار نام الٰہی لے۔ دیوبندی کتب فقہ کے ماننے میں شرکت کرتا ہے بلکہ چشتی، نقشبندی وغیرہ بن کر پیری مریدی کرتا ہے۔ اور علماء و مشائخ کی نقل اتارتا ہے مگر با ایں ہمہ آنحضرت صلعم کی توہین کرتا ہے۔ اور ضروریات دین سے کسی نہ کسی شئے کا انکار کرتا ہے۔ اس کی اس کلمہ گوئی اور ادعائے اسلام) در اقوال و افعال میں مسلمانوں کی نقل اتارنے نے اسکو (اخبث و اخسر و اضر کافر اصلی یہودی و نصرانی بت پرست مجوسی سے بدتر کر دیا)

(احکام شریعت مولوی احمد رضا بریلوی صفحہ ۱۳۳، ۱۴۴، ۱۵۴)

مولانا صاحب! اگر کوئی [illegible] خواجہ تاشہ ہیم

جس کشتی میں آپ ہمیں سوار کر رہے ہیں آپکے مخالف اسی کشتی میں آپ کو بٹھا رہے ہیں ع

بدنہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

آج تک تو ہم یہی سمجھتے تھے کہ ایک ہم ہی اس قصور کے مجرم اور ملزم ہیں معلوم نہیں تھا کہ آنجناب بھی اس گناہ کے اندر مبتلا ہیں ع ادھر لا ہاتھ مٹھی کھول یہ چوری یہیں نکلی۔ مگر آپ یہ خیال نہ فرمائیں مجھے خدانخواستہ اس فتوے سے اتفاق ہو ہرگز نہیں بلکہ میں نے ایسے سخت الفاظ چھوڑ کر نقاط لگا دئے ہیں ہاں جہاں تک توہین انبیاء کا سوال ہے اس میں بریلیوں کو حق بجانب سمجھتا ہوں اس وقت مجھے ان کے اعتقادات سے سروکار نہیں اور نہ مجھے معلوم ہے کہ وہ کس وجہ کی بنا پر آپ کو توہین و ہتک حضرت رسول عربی صلعم کے مرتکب سمجھتے ہیں البتہ آپ کے اعتقادات جو میرے سامنے ہیں ان سے فی الواقع حضرت خیر البشر کی توہین ہی لازم آتی ہے، نہ صرف حضرت خیر البشر کی بلکہ حضرت ابراہیم اور دیگر جمیع انبیاء کی توہین لازم آتی ہے نہ صرف انبیاء کی بلکہ خود خدائے بزرگ و برتر کی سخت توہین لازم آتی ہے اس کی تفصیل ذیل میں عرض کرتا ہوں:۔

(۱) عقیدہ امکان کذب باری۔ اگر ان اللہ علی کل شیء قدیر کے یہی معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر بھی قادر ہے تو پھر جیسا جھوٹ بولنے پر قادر ہے دوسرے جرائم مثل چوری، زنا وغیرہ کرنے پر بھی کیوں قادر نہیں؟ لیکن کیا خدائے تعالیٰ کے لئے یہ امور کبھی ممکن ہوسکتے ہیں؟ جو جھوٹ بولے گا وہ کبھی خدا نہیں ہوسکتا۔ ومن اصدق من اللہ قیلاً۔ یا جو چوری کرے گا کبھی خدا نہیں ہوسکتا علی ہذا اس عقیدہ کذب باری سے تو تمام صفات الٰہیہ پر پانی پھر جاتا ہے اور خدا خدا ہی نہیں رہ سکتا غور کرو یہ کس قدر افترا اور کذب ہے باری تعالیٰ پر۔ اور کس قدر ہتک ہے اس کی صفات حسنہ کی!!!

(۲) علیٰ ہذا آپ لوگوں کا یہ عقیدہ کہ خدا نے ایک دوسرے شخص کو حضرت مسیحؑ کا ہمشکل بنا دیا تھا یہ بھی بڑی زد ذات خداوندی پر ہے اس سے تو نعوذ باللہ یہ لازم آتا ہے کہ خدا لوگوں کو دھوکا بھی دیتا ہے اس واقعہ سے ایک طرف یہودیوں کو دھوکا دیا کہ انھوں نے مسیح کو ہی مصلوب کیا ہے اور اس طرح سے وہ مسیح کو کاذب سمجھکر گمراہ ہوگئے دوسری طرف مریمؑ اور حواریوں کو یہ دھوکا لگا کہ انھوں نے مسیح کو ہی مصلوب سمجھ لیا جس کا نتیجہ کفارہ تھا اور یہ دونوں قومیں یوں گمراہ ہوگئیں۔ محض خدا کے دھوکہ دینے سے (نعوذ باللہ) اور پھر لطف یہ ہے کہ خود ہی نعوذ باللہ خدا نے دھوکہ دیا اور خود ہی ناراض ہوگیا اور ان کو مغضوب اور ضالین قرار دیا۔ غرضیکہ آپ کے اس عقیدہ سے بھی خدا کی صفات پر [illegible]

ایسی نہ رہ کہ خدا خدا ہی نہیں رہتا۔

(۳) علیٰ ہذا اللہ تعالےٰ کو محض آسمان میں محدود کر دینا اور اس کے لئے ایک مکان تجویز کرنا یہ بھی ذات خداوندی کی سخت توہین ہے اور اس کی صفات کے خلاف ہے اگر آپ اعتراض کریں کہ آپ ایسا نہیں مانتے تو بل رفعہ اللہ الیہ کیا معنی آپ کرتے ہیں کیا آپ کے اس عقیدہ کے رو سے خداوند تعالےٰ لامحدود لامکان ثابت نہیں ہوتے۔

(۴) علیٰ ہذا القیاس حضرت مسیح کا خالق طیور ماننا بھی "بے مثل کی مثل بنانا ہے" اللہ خالق کل شیئ قدیر وغیرہ آیات بینات موجود ہیں۔ سوائے ذات باری کے کسی دوسرے کو خالق ماننا صریح ہتک توہین خداوندی کی ہے اور شرک ہے۔

(۵) علیٰ ہذا حضرت مسیح کے مردے زندہ کرنا سخت توہین خدا کی ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ تو فرماتا ہے کہ حرام علی قریۃ اہلکنٰہا انہم لا یرجعون۔ لیکن مسیح کے دم کے اندر اس قدر طاقت تھی کہ وہ مردوں کو فی الفور زندہ کر دیتے تھے۔

پھر بخاری میں جو بیان کیا گیا ہے۔ کہ خدا اپنا پاؤں دوزخ پر ڈالے گا یہ بھی کس قدر توہین ذات باری ہے۔ اور آپ ان کو بجز کسی تاویل کے مانتے ہیں۔

(۷) پھر خدا کا ازار بند یا آزار بند کی جگہ ماننا یہ بھی سخت توہین حضرت احدیت کی ہے۔
(بخاری کتاب التفسیر سورہ محمدؐ)

توہین کلام الٰہی

اب ذرا توہین کلام الٰہی کی بھی مختصر کیفیت سن لیجئے۔ جو آپ کے معتقدات سے لازم آتی ہے اور جو میں کئی دفعہ آگے بھی بیان کر چکا ہوں۔

آپ کا عقیدہ ہے کہ قرآن میں ناسخ و منسوخ ہے اس عقیدہ کی رو سے حسب اصول قرآن مجید لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً قرآن مجید کلام الٰہی رہتا ہی نہیں جس طرح امکان کذب باری تعالیٰ کے عقیدہ سے خدا خدا نہیں رہتا اسی طرح اختلاف فی القرآن مان کر قرآن قرآن نہیں رہتا اب اس سے بڑھ کر کیا فساد ہوگا کہ خدا خدا نہ رہے اور قرآن قرآن نہ رہے بایں ہمہ طعنہ دوسروں کو دیتے ہو کہ یہ انبیاء کی توہین کرتے ہیں، اجی ا حضرات توہین تو درکنار آپ کے معتقدات کی رو سے خدا خدا ہی نہیں رہتا قرآن قرآن ہی نہیں رہتا اس پر بھی استکبار کا یہ عالم ہے کہ ہم سچے اور دوسرے جھوٹے اور کذاب

گر گنی تف سوئے روئے خود کنی
ور زنی بر آئینہ بر خود زنی
ور بہ بینی روئے زشت آنہم توئی
ور بہ بینی عیسیٰ مریم توئی
(مولانا روم)

(۸) پھر اسی پر بس نہیں کی یعنی محض ناسخ و منسوخ تک ہی دم نہیں کیا بلکہ برخلاف وعدہ ربانی انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ ایک اور حربہ قرآن پر یہ چلا دیا کہ اس کی آیات کچھ باہر بھی ہیں۔ اور کچھ ضائع بھی ہو گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون یہ کس قدر بہتان اور کذب ہے اور کس قدر ابطال ہے وعدہ انا نحن نزلنا الخ کا کیا اب بھی کاملیت اور محفوظیت قرآن کی ان عقائد فاسدہ اور دعاوی باطلہ کی موجودگی میں کچھ باقی رہ گئی؟ بایں ہمہ استکبار کا یہ عالم ہے کہ ہم سچے اور ہمارے اعتقادات سچے اور دوسرے جھوٹے اور کذاب ہے

گر گنی تف سوئے روئے خود کنی
ور زنی بر آئینہ بر خود زنی
ور بہ بینی روئے زشت آنہم توئی
ور بہ بینی عیسیٰ مریم توئی

توہین انبیاء علیہم السلام

(۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف تین بار جھوٹ بولنے کی تہمت منسوب کرنا۔

(۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق بات کہ وہ ننگے نہاتے تھے اور پتھر ان کے کپڑے اٹھا کر لے بھاگا۔ وغیرہ وغیرہ۔

(۳) حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق یہ کہ وہ سو بیویوں کے پاس ایک رات میں جاتے تھے۔

(۴) حضرت مسیح اور ان کی والدہ کے متعلق یہ اعتقاد رکھنا کہ محض وہی دو مس شیطانی سے پاک تھے باقی نہیں اس سے تمام انبیاء صلحا کی ہتک لازم آتا ہے تو وہ امور ہیں جو بخاری میں درج ہیں اور بقول تحفۃ الاحیاء صفحہ ۳ مسلم اور بخاری میں سوائے صحیح حدیث کے حسن حدیث بھی نہیں ضعیف کا تو کیا ذکر۔ اب ذرا تفاسیر کی بھی سیر کر لیجئے۔

(۱) حضرت یحییٰ کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کان ذکرہ مثل ہدبۃ الثوب (درمنثور)

(۲) حضرت سلیمان نے غیر محرم عورت کی پنڈلیاں دیکھیں (خازن مصری)

(۳) حضرت یوسف کے متعلق ارشاد ہوتا ہے وجلس بین رجلیھا یحل تبانہ (درمنثور)

(۴) سید المطہرین زینب پر عاشق ہوئے وقع فی نفسہ وقال سبحان اللہ مقلب القلوب۔ (بیضاوی)

(۵) حضرت داؤد کے متعلق مولانا اشرف علی صاحب تحریر فرماتے ہیں ان کے گھر میں ننانوے عورتیں تھیں ایک ہمسایہ کی عورت پر نظر پڑ گئی چاہا اسکو بھی گھر میں رکھیں اس کا خاوند موجود تھا لشکر میں اس کو تعین کیا۔ تابوت سکینہ میں جہاں بڑے بڑے لوگ آگے بڑھتے ہیں وہ شہید ہوا۔ پیچھے اس عورت کو نکاح کیا۔

اب فرمائیے حضرت! اس قسم کے ناپاک خیالات اس قسم کے عقائد فاسدہ دربارہ ذات با مع جمیع کمالات و محاسن۔ اور اس قسم کے الزامات قبیحہ وشنیعہ دربارۂ حضرات ۴

بقیہ از صفحہ ۲

بھی فائدہ ہے مذہب کا مقصد صرف یہی نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا عقیدہ بطور نظریہ کے ہی پیش کر دے اسلام اس سے آگے بھی جاتا ہے اسلام اس یقین کو محکم کرنا چاہتا ہے کہ انسان کی زندگی میں خدا ایک زندہ طاقت ہے اور نماز کے ذریعہ سے وہ اس مقصد کو حاصل کرتا ہے حقیقی ایمان صرف اس عقیدہ سے حاصل نہیں ہوتا کہ خدا ہے بلکہ اپنے قلب میں اس عقیدہ کو عملی جامہ پہنانے سے ہوتا ہے اور یہ ایمان صرف نماز سے ہی بروئے کار آسکتا ہے انسانیت کا عالمگیر تجربہ اس صداقت کی تصدیق کرتا ہے۔ ہر زمانہ میں اور ہر قوم میں ایسے آدمی ہوتے رہے ہیں جنہوں نے نماز کے ذریعہ سے اس بڑی صداقت کو حاصل کیا ہے کہ خدا ہے اپنے قلوب کے اندر انھوں نے اسکا تجربہ کیا اور انسانوں کی بہتری کے لئے انھوں نے اپنی زندگیاں وقف کر دیں ان لوگوں کے نزدیک خدا تعالےٰ پر یقین ایک اخلاقی قوت تھا جس نے ان کی زندگیوں میں ہی ایک تغیر عظیم پیدا نہیں کیا بلکہ انہیں اس قابل بنایا کہ وہ قوموں کی زندگیوں کو صدیوں تک بدل دیں اور انسانوں اور ملکوں کی تاریخ کا رخ بدل دیں۔ ان کے اخلاص بے غرضی اور صداقت میں کسی قسم کا شبہ نہیں اور ان کی شہادت جو سب قوموں کی سب زمانوں میں شہادت ہے اس ایک حقیقت کو قائم کر دیتی ہے کہ خدا کی ہستی پر یقین ایک اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت بن جاتا ہے جب خدا کے حضور نماز کے ذریعہ سے یہ انسانی قلب میں بروئے کار آتا ہے اور یہ اتنی زبردست اخلاقی قوت ہے کہ اس کے سامنے بڑی بڑی مادی طاقتیں ہتھیار ڈال دیتی ہیں کیا ان عظیم المرتبت انسانوں کے تجربات دوسرے انسانوں کے لئے شمع راہ نہیں ہیں اور ان پر اس امر کو واضح نہیں کرتے کہ وہ بھی اس عقیدہ کو اپنی زندگیوں میں اخلاقی قوت بنا سکتے ہیں وہ طاقت اور قوتیں جو ایک انسان کو دیئے گئے ہیں۔ وہ دوسرے انسان کو بھی دیئے گئے ہیں اور ان کے صحیح استعمال سے ایک آدمی وہی کچھ کر سکتا ہے جو اس سے پہلے دوسرے آدمی نے کیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ تہذیب کا انحصار مادی آسائشوں پر نہیں ہے جو انسان نے تسخیر کائنات سے حاصل کئے ہیں۔ اس کی حقیقی بنیادیں وہ اعلےٰ جذبات ہیں جو خدا تعالےٰ کی ہستی پر ایک زندہ ایمان سے پیدا ہوتے ہیں۔ تہذیب انسانی پر ایک سرسری نظر اس حقیقت کو واضح کر دے گی کہ خدا کی ہستی پر ایمان انسان کی ترقی اور اسے موجودہ حالت تک پہنچانے کے لئے ایک زبردست طاقت رہا ہے انسان میں جو کچھ بہتر اور اعلیٰ ہے وہ انسان کی تسخیر فطرت کی وجہ سے نہیں بلکہ تسخیر نفس اور تزکیہ نفس کی وجہ سے ہے جو خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان سے پیدا ہوتا ہے اور یہ ایک ایسی صداقت ہے جس کا کوئی انسان انکار نہیں کر سکتا۔ حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسےٰؑ، حضرت عیسےٰؑ، حضرت بدھ، حضرت کرشن، حضرت زرتشت کنفوشس، اور حضرت محمد صلعم جیسے انسان کامل جنہوں نے نسل انسانی کی تاریخ کو بدلا ہے اور اسے ذلت کی گہرائیوں سے اٹھا کر اخلاقی بلندیوں تک پہنچایا ہے کسی نہ کسی پیغمبر کی تعلیم کی وجہ سے انسان اس قابل ہوا ہے کہ اپنی اسفل فطرت پر فتح حاصل کر سکے اور اپنے سامنے بے غرضی اور خدمت خلق کا بلند نصب العین رکھ سکے آج وہ اعلیٰ جذبات جو انسان میں ایک جوش پیدا کرتے ہیں ان کا مطالعہ کرو تو تم ان کی اصل کو کسی نہ کسی پیغمبر کی عملی زندگی اور تعلیم میں پاؤ گے جس کا خدا تعالےٰ کی ہستی پر زبردست ایمان تھا اور جس کے ذریعہ سے دوسرے انسانی قلوب میں ایمان کا بیج بویا گیا۔ انسان کی موجودہ حالت تک اخلاقی ترقی جسے معنوی لحاظ سے تہذیب انسانی کہا جا سکتا ہے وہ جذبۂ ایمان سے حاصل ہوتی ہے مادی مفاد تو ثانوی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ ایک بدیہی امر ہے کہ مادیت کی حکمرانی سے خود غرضی کے جذبات پیدا ہوں گے دولت کی مساوی تقسیم کی کوئی جچی تلی تجویز اعلیٰ جذبات پیدا نہیں کر سکے گی وہ جذبات جن پر آج انسانوں کو ناز ہے۔ الحاد آہستہ آہستہ انسانوں کو بربریت کی طرف لوٹا دے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ ایک پائیدار انسانی تہذیب صرف دو ستونوں پہ کھڑی ہو سکتی ہے ایک خدا پر ایمان اور دوسرے وحدت نسل انسانی۔ مادیت جو آج یورپ میں ساری اور طاری ہے اس نے ان دونوں ستونوں کو گرا دیا ہے اور جب تک ان دونوں کو دوبارہ قائم نہ کیا جائے گا یورپ اپنی تمام مادی آسائشوں کے باوجود دل کی حقیقی خوشی اور اقوام میں صلح کو حاصل نہیں کر سکتا اسلام ایک ایسا نظام ہے جو آج دنیا کو معلوم ہے جو عالمگیر اخوت کو قائم کرنے میں کامیاب ہوا ہے اور مختلف قوموں کو ایک قوم بنا چکا ہے صرف یہی ایک مذہب ہے جس نے مادیت کا مقابلہ کرتے ہوئے انسان کا خدا تعالیٰ سے ایک رشتہ جوڑا ہے۔

(باقی آئندہ)

---

۴ انبیاء علیہم السلام کیا ان کی صریح توہین اور ہتک نہیں؟ اور کیا جو لوگ ان کو ایسا مانتے ہیں وہ کسی توہین کے مرتکب نہیں ہوتے اور کیا ایسی صریح توہین کے مرتکب اسبات کا منہ رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جو کہ عیسائیوں کو انہی کے مسلمات کی رو سے الزامی جواب دے رہے ہیں توہین مسیح کا الزام لگائیں العجب ثم العجب۔ یہ جواب ہے جناب کے الزام کا کہ حضرت مسیح موعود نے توہین انبیاء کی ہے۔ گر گنی تف سوئے روئے خود کنی

بمبئی کے سفر کے متعلق چند باتیں

بمبئی مادی تہذیب کا نمونہ ہے

ہماری جماعت کی مخالفت ایک حد تک ہماری غفلت کا نتیجہ ہے

ہر ایک احمدی کا فرض ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود کے متعلق پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کو دور کرے

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ لاہور۔ مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۴۵ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

ہندوستان میں موجودہ تہذیب کا نمونہ میں اس وقت دو چار باتیں اپنے اس سفر کے متعلق بیان کرونگا جس سے میں ابھی واپس آیا ہوں یہ مقام جہاں میں گیا اگر ہندوستان میں مادی تہذیب کا کوئی نمونہ تلاش کرنا ہو تو میرا خیال ہے اس سے بہتر کوئی نمونہ نہ مل سکے گا بالکل وہی کیفیت نظر آتی ہے جو آج یورپین تہذیب کی کیفیت مغربی ممالک میں ہے۔ تجارت میں انہماک دولت کی فراوانی کھیل اور تماشے ہوا اور جو اس کے لوازمات ہوں گے یہی چیزیں عام طور پر بمبئی میں لوگوں کے مشاغل ہیں۔ دولت کی فراوانی کا بمبئی ایک نمونہ ہے شاید ہزاروں ہی لکھ پتی اور کروڑ پتی وہاں موجود ہوں گے۔

ایک شخص کا واقعہ جس مکان میں میں ٹھہرا ہوا تھا اس کے قریب ہی ایک عالیشان مکان تھا جس کے متعلق مجھے بعض لوگوں نے بتایا کہ جس شخص نے یہ مکان بنوایا اس شخص کو پہلے لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہ گاڑی کھینچا کرتا تھا اور بالکل معمولی شخص تھا اور پھر اسی شخص کو دیکھا کہ وہ کروڑوں روپیہ کا مالک بن گیا اور اس نے اپنی وفات پر ایک بیٹے کیلئے ۱۴ کروڑ اور دوسرے بیٹے کے لئے ۱۰ کروڑ روپیہ چھوڑا اور باقی جائداد اس نقد روپیہ کے علاوہ تھی لیکن اس کے چھوٹے بیٹے نے صرف اس غم میں خودکشی کر لی کہ اس کے باپ نے اس کے لئے صرف دس کروڑ روپیہ چھوڑا ہے کہتے ہیں کہ جب وہ شخص اس مکان میں آیا تو آتے ہی اس میں ایک موت واقع ہو گئی تو اس نے برہمنوں کو بلایا اور دریافت کیا کہ اس موت کی کیا وجہ ہے تو ان برہمنوں نے کہا کہ اس سڑک پر جو مکان کا دروازہ ہے یہ نحوست اس دروازہ کی وجہ سے آئی ہے تو اس شخص نے چار لاکھ روپیہ اس مکان کے دوسری طرف مکانات وغیرہ خرید کر دروازہ کھلوانے پر صرف کر دیا۔

دولت کی فراوانی اور خدا کی محبت کا فقدان بہت لوگ ہیں جن کی اس شہر میں یہی حالت ہے اور ان کا اس حالت کی وجہ سے روحانیت اور مذہب کی طرف توجہ کرنا بہت بعید بات نظر آتی ہے دولت کی فراوانی خدا سے غافل کرنیوالی چیزوں میں سب سے بڑھکر ہے جب مال کی محبت انسان کے دل پر قبضہ کر لیتی ہے تو اس میں خدا کی محبت کے لئے جگہ نہیں رہتی۔ یہی حالت ہر ایک تہذیب کے مرکز کی ہے۔ لوگ جانتے ہیں کہ ایسی طرز زندگی میں ان کا کوئی روحانی اور اخلاقی فائدہ نہیں لیکن پھر بھی اس میں ان کا انہماک ہے۔ ہفتہ کا دن بمبئی میں ایسا دن ہوتا ہے جن لوگوں کے پاس کچھ پیسہ ہوتا ہے وہ گھوڑ دوڑ کے میدان میں پہنچتے ہیں اور روپیہ لگاتے ہیں۔ یہ ایک حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ کوئی چیز انسان کے دل کو خدا سے اتنا دور نہیں کرتی جتنا کہ کثرت مال۔

روس میں اسلام کے پھیلنے کی توقع اسی لئے میں سمجھتا ہوں کہ باوجود اس کے کہ خدا کا نام سرمایہ دار ملکوں میں ہونٹوں اور زبانوں پر ہے روس کا ملک جس نے خدا کے نام کو ویسے ہی مٹانا چاہا تھا شاید پھر بھی خدا سے زیادہ قریب ملک ہے اور میرا خیال ہے کہ اس ملک میں اسلام کے جلدی پھیلنے کی زیادہ توقع ہے اس لئے کہ دنیا کے مال کی محبت ان لوگوں کے دلوں سے نکل چکی ہے شاید بالآخر ان کو اس معاشی نظام کی طرف جو اسلام نے پیش کیا ہے اور جو نہایت اعتدال کا رستہ ہے اس طرف آنا پڑے لیکن اس میں شبہ نہیں کہ ایک بڑا بھاری قدم جو اس ملک میں اُٹھا ہے وہ دلوں کے اندر سے مال کی محبت کو کم کرنے کے لئے بڑا مفید ہے یہ لوگ ان لوگوں کی نسبت بہتر ہیں اور اسلام کے زیادہ قریب ہیں جو ابھی تک مال کی محبت میں پھنسے ہوئے ہیں اور اس مال کی محبت میں وہ کمزور قوموں کو پاؤں تلے روندنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

ایسے مقام پر ہمارے پیغام کی قبولیت سو ایسے شہر کے اندر جو مادی تہذیب کے بلند سے بلند مقام پر پہنچا ہوا ہے روحانیت کی طرف توجہ دلانا مشکل ترین کام ہے بلکہ ان دونوں باتوں میں بعد المشرقین نظر آتا ہے یعنی ایک طرف دنیا اور اس کی دولت اور اس کے حصول میں انہماک اور دوسری طرف خدا اور رسول اور ان کا پیغام اور اس پیغام کو دنیا میں پہنچانے کا کام۔ انسان توقع نہیں رکھ سکتا کہ ان باتوں کا ان لوگوں پر کوئی اثر ہو لیکن اللہ تعالےٰ کا احسان کہئے یا اس کا ارادہ اب یہی ہے کہ لوگ ان باتوں کی طرف رجوع کریں میں نے دیکھا کہ ایسے مقام پر بھی اللہ تعالےٰ نے ہمارے اس پیغام کو کہ خدا کا کلام دنیا میں پہنچانا چاہیئے وہ قبولیت بخشی جو میرے وہم وگمان سے بڑھکر تھی میرا مطلب یہ نہیں کہ کوئی بہت سا مال فراہم ہو گیا مگر میں یقین رکھتا ہوں کہ رستے کھل رہے ہیں اور جس چیز کی طرف ہم قدم اُٹھا رہے ہیں اس کے لئے کوئی سامان ہوتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔

بمبئی میں ہماری مخالفت آپ کو معلوم ہے اور آپ نے اخبار میں پڑھا ہوگا کہ مخالفت بھی یہاں حد درجہ کی ہوئی یہاں تک ہوئی کہ وہ دن یاد آگئے کہ جب لاہور کے اخبارات ہر روز احمدیت کی مخالفت سے بھرے ہوئے ہوتے تھے۔ بمبئی میں جتنا اردو پریس ہے جو قریبًا سارے مسلمانوں کے پرچے ہیں ان سب کا محبوب ترین شغل یہی بن گیا کہ بغیر سوچے سمجھے احمدیت اور حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں تبلیغ اسلام کے اس عظیم الشان کام کی بھی مخالفت کریں جو اس وقت یہ جماعت کر رہی ہے اور جس کی طرف سے سب مسلمان غافل ہیں۔

ہم مخالفت سے گھبراتے نہیں لیکن یہ مخالفت کوئی ایسی چیز نہیں جس سے ہم گھبرا جائیں ہم اسکو دن رات دیکھنے کے عادی ہیں اس میں شبہ نہیں کہ اس مخالفت کی وجہ سے دو پبلک لیکچر جن کا اعلان مجھ سے پوچھے بغیر ہو چکا تھا وہ ہونے سے رہ گئے لیکن ان لوگوں تک جنہوں نے ان لیکچروں میں آنا تھا یہ تمام باتیں پہنچ گئیں میں نے دیکھا کہ ان لوگوں کو اس کام کے ساتھ محبت پیدا ہو گئی جنہوں نے اس کے متعلق بہت کم سنا ہوا تھا بلکہ کچھ بھی نہیں سنا تھا۔

ہماری غفلت کا نتیجہ ایک واقعہ آپ کو سناتا ہوں میرے قیام کے آخری ایام میں ایک دعوت کے موقعہ پر میں نے ذکر کیا کہ ان لوگوں نے بغیر سوچے سمجھے مخالفت کی ہے ان لوگوں میں سے جو اس دعوت میں مدعو تھے ایک شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ یہ مخالفت آپ لوگوں کی غفلت کا نتیجہ ہے ہمیں آپ اور آپ کے کام کے متعلق کچھ بھی علم نہیں تھا ہم نے صرف اتنا سنا ہوا تھا کہ لاہور میں کوئی چھوٹی سی پارٹی ہے مگر آپ کے یہاں آنے سے ہم کو پتہ لگا کہ آپ کتنا عظیم الشان کام کر رہے ہیں اور اس کام کے ساتھ کس کو اختلاف ہو سکتا ہے۔

بمبئی سے رخصت ہونے کا منظر واقعی میں خود محسوس کرتا ہوں کہ غفلت ہماری طرف سے ہے ہم نے اس طرف زیادہ توجہ نہیں کی جب میں وہاں سے رخصت ہوا ہوں تو اپنی جماعت سے دو چند آدمی دوسرے تھے جو سٹیشن پر چھوڑنے کے لئے آئے ان کے چہرے اس وقت ان کے دلوں کا آئینہ بنے ہوئے تھے اور جو محبت ان کے دلوں میں ہمارے کام کے ساتھ اور ہمارے ساتھ پیدا ہو چکی تھی وہ ان کے چہروں سے پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی تھی۔

میرا پہلا لیکچر میں پہلے لیکچر میں بالکل ناواقف لوگوں کے اندر تھا جب میں نے اس کام کو کھول کر دکھایا یا جو جماعت احمدیہ لاہور کر رہی ہے اور اب اس جماعت کا ارادہ ہے کہ اس کام کو وسیع پیمانے پر کیا جائے تو اس سارے مجمع پر یہ اثر تھا کہ واقعی یہ کام اس قابل ہے کہ اس کی ترقی کے لئے ہر ممکن کوشش کی جائے۔ خوب یاد رکھو قرآن مجید کی کوئی خدمت کر کے دیکھ لے یہ خدمت کبھی ضائع نہیں جاتی اس جماعت کی خدمت جن لوگوں کے سامنے آتی ہے ان کے دلوں میں اس جماعت کی محبت پیدا ہو جاتی ہے ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں سامان میسر نہیں آئے جو ہم نے اس جماعت کے عقائد اور کام کا لوگوں کو علم نہیں دیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ لوگوں تک یہ علم نہ پہنچانے کی کچھ وجہ ہماری غفلت بھی ہے۔

ہماری مخالفت کی اصل وجہ میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہماری مخالفت کی اصل بنیاد وہ دعوےٰ نبوت ہے جو قادیانی جماعت کی طرف سے حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کیا جاتا ہے مجھے بمبئی میں بہت لوگ ملے جنہوں نے کہا کہ اگر حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تو مسلمان علماء نے ان پر کیوں کفر کا فتوےٰ لگایا خیر یہ کہا جا سکتا ہے کہ انھوں نے محض عناد کی وجہ سے یہ فتوےٰ لگایا لیکن ان کی اپنی اتنی بڑی جماعت انہیں کیوں نبی مانتی ہے؟ واقعی ان لوگوں کے راستے میں یہ بہت بڑی مشکل ہے آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کی جگہ پر رکھ کر دیکھ لیں تو آپ کو ان لوگوں کی مشکلات کا اندازہ ہو جائیگا۔

ان غلط فہمیوں کو دور کرنیکی ہم نے بہت کم کوشش کی ہم نے ان لوگوں کی مشکلات اور غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کیا کوشش کی ہے؟ کچھ کی ہے تو وہ بہت ہی کم ہے میں امید کرتا ہوں کہ جب حضرت مرزا صاحب کے متعلق یہ غلط فہمیاں دور ہوں گی تو ان لوگوں کے خیالات پلٹا کھائیں گے۔ لاہور کے اندر تو لوگوں کو کم وبیش علم ہو جاتا ہے گو میں جانتا ہوں کہ یہاں بھی ہماری کوشش بالکل ناکافی ہے لیکن دور افتادہ مقامات پر لوگوں کو ہمارے متعلق کچھ بھی صحیح علم نہیں

ناواقفیت کا عالم ہمارے متعلق لوگوں کی ناواقفیت کا یہ عالم ہے کہ چار پانچ سال ہوئے مجھے سیالکوٹ جانے کا اتفاق ہوا تو مجھے وہاں ایک شخص نے کہا کہ ہمارے شہر میں (وہ لکھنؤ کے ایک بیرسٹر تھے) کوئی نہیں جانتا کہ لاہور میں حضرت مرزا صاحب کی جماعت کا کوئی اور فریق بھی ہے ہم سب کو ایک فریق سمجھتے ہیں۔

شکریہ مجھے اس موقعہ پر بمبئی کی جماعت قادیان کے بعض سرکردگان کا شکریہ بھی ادا کرنا ہے کہ جب ان سے ان کی جماعت کے لوگوں نے کہا کہ بمبئی میں جو مخالفت جماعت لاہور کی ہو رہی ہے اس میں ہمیں بھی حصہ لینا چاہیئے تو انہوں نے اس طریق عمل کو نا پسند کیا۔ اور فی الحقیقت اگر وہ ہماری مخالفت کرتے بھی تو اس کا نتیجہ کیا ہوتا سوائے اس کے کہ وہ ان لوگوں کے معاون بن جاتے جو حضرت مرزا صاحب کو دشمن اسلام ثابت کرنا چاہتے تھے مخالف تو یہی کہہ رہے تھے کہ مرزا صاحب مدعی نبوت ہیں اور خارج از اسلام قادیانی جماعت بھی اگر اس میدان میں نکلتی تو ان مخالفوں کے ہمنوا ہی ہوتی

مخالفت سے گھبرانا نہیں چاہیئے یہ جو حضرت مرزا صاحب کی طرف دعوئے نبوت منسوب کیا جاتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایسی چیز ہے جو قابل علاج ہے ہماری جماعت کے بڑے لوگ ہوں یا مبلغ ہوں یا معمولی افراد ہوں سب کا فرض ہے کہ اس کام کی طرف متوجہ ہوں مخالفت ایسی چیز نہیں جس سے طبائع میں گھبراہٹ پیدا ہو بلکہ مخالفت ہی سے وہ حالت پیدا ہو سکتی ہے جب ہم ان غلط فہمیوں کو دور کر سکتے ہیں اگر بمبئی میں مخالفت نہ ہوتی تو ان لوگوں تک ہمارے خیالات نہ پہنچتے بمبئی کے اخبارات نے ہمارے خلاف جو پراپیگنڈا کیا اس میں ایک بات یہی کہ یہ لوگ وفات مسیح کے قائل ہیں اور حضرت عیسیٰ کی قبر کشمیر میں بتاتے ہیں میں نے ایک مجلس میں کہا کہ مسلمانوں کو مسیح کی وفات کا کیا غم مسلمانوں کے ایک لاکھ چوبیس ہزار نو سو ننانوے پیغمبر فوت ہو گئے ان کے ساتھ ہی اگر ایک حضرت مسیح وفات پا گئے تو کیا ہوا غم تو ان لوگوں کو ہونا چاہیئے کہ مسیح کے فوت ہونے سے جن کا خدا مر گیا۔

بمبئی کے اخبارات کا وطیرہ بہرحال باوجود اس مخالفت کے مجھے بمبئی کے اخبارات کا شکریہ بھی ادا کرنا ہے کہ انھوں نے میرے مضامین چھاپ دیئے گو ان کا وطیرہ وہی تھا جو مخالف علماء نے حضرت مسیح موعود کے متعلق اختیار کیا تھا کہ یہ شخص انکار نبوت میں تقیہ سے کام لیتا ہے اس نے اوپر دجل و تلبیس کا عنوان بھی دے دیتے تھے مگر آخر سوچنے والے بھی ہوتے ہیں کہ میں ہو کر کس کو دے رہا ہوں؟ کیا اپنی جماعت کو بھی دھوکہ نہیں دے رہا؟ اور یہ ناممکن ہے۔

بمبئی میں ایک مشن کی ضرورت بمبئی کے حالات کو مطالعہ کرکے ایک چیز میرے قلب میں جم گئی اور وہ یہ ہے کہ بمبئی میں ہمارا ایک مشن ضرور ہونا چاہیئے جب تک ان بڑے بڑے شہروں میں ہمارے مرکز قائم نہیں ہوتے اس وقت تک لوگوں کو قادیانی جماعت کے خیالات سے دھوکا لگتا رہے گا اور وہ یہ سمجھتے رہیں گے کہ حضرت صاحب کی جماعت صرف یہی ہے۔

اعتراضات کا جواب جب یہ لوگ حضرت صاحب کی طرف منسوب شدہ دعوئے نبوت کے متعلق اعتراض کرتے تھے تو اس کے جواب میں میں صرف وہ شہادتیں پیش کر دیتا تھا کہ جب حضرت صاحب کی زندگی میں ان پر دعوئے نبوت کا الزام لگا تو انہوں نے کیا جواب دیا اس جواب کو سن کر یہ لوگ خاموش ہو جاتے تھے۔ باقی رہا ۱۹۰۱ء کا قصہ یعنی حضرت مسیح موعود کا ۱۹۰۱ء میں اپنے عقیدہ کو تبدیل کر لینا اور پہلی کتابوں کو منسوخ کر دینا یہ بات بھی بہت دنوں تک نہیں چل سکتی اور اس کا علاج بھی نہایت آسانی سے کیا جا سکتا ہے اور انشاء اللہ یہ بھی ہو جائیگا۔

ہماری جماعت کیلئے شبہات کو دور کرنے کا موقعہ میں نے جو ان حالات کو دیکھا ہے میری یہی رائے ہے کہ ہماری جماعت کے لئے موقعہ ہے کہ ہم لوگوں کے دلوں کو شبہات سے دور کر دیں میں نے دیکھا ہے کہ مسلمانوں کا دل اس بات کے سامنے جھک جاتا ہے اور وہ سمجھنے لگتے ہیں کہ خدا کے کلام کو دنیا میں پہنچانا ہمارا فرض ہے اور آج یہ کام صرف جماعت احمدیہ لاہور کر رہی ہے اور باقی سب مسلمان اس کام سے غافل ہیں۔ جب اس بات کو ان کے سامنے لایا جاتا ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے بیشک تم نے اسے بلند مقام دیا لیکن اس کا بلند مقام یہی تھا کہ اسے دنیا میں پہنچایا جائے تو ان کے دلوں میں اس کام کے لئے ایک تڑپ پیدا ہو جاتی ہے۔

دوستوں سے اپیل میں اپنے دوستوں کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں کہ اگر وہ واقعی اس نور کو دنیا میں پہنچانا چاہتے ہیں تو اس غفلت کو دور کریں ہر ایک شخص تم میں سے اس جماعت کی توسیع کے لئے کوشش کرے جس قدر یہ جماعت مضبوط ہوگی اسی قدر یہ کام ترقی کرے گا اور اس قادیانی فتنہ کا علاج کرنے سے حضرت مرزا صاحب کی اس قدر تعریف ہوگی اور آپ کی صحیح پوزیشن دنیا کے سامنے آ جائے گی کہ اس سے لوگوں کے اندر ایک انقلاب پیدا ہو جائیگا سو میں کہوں گا کہ ہم میں سے جہاں کہیں بھی کوئی شخص ہے وہ لوگوں کو حضرت مرزا صاحب کی پوزیشن سے واقف کرے خوب یاد رکھو مسیح موعود کے سمجھنے میں لوگوں کو دشواری نہیں اور نہ مسئلہ وفات مسیح کو سمجھنے میں کوئی دشواری ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں اور اب کون اس کا انکار کر سکتا تو مسیح موعود لازماً اس امت میں سے ہی کوئی ہوگا۔ صرف دشواری ہے تو یہ ہے کہ جو یہ دعوئے نبوت آپ کی طرف منسوب ہو گیا۔

حضرت صاحب کی صحیح تصویر پیش کرنے کی ضرورت اب اس پردہ کو اٹھانے کی ضرورت ہے۔ تاکہ لوگوں کے سامنے حضرت صاحب کی حقیقی تصویر آ جائے یورپ میں آنحضرت صلعم کی غلط تصویر کھینچی گئی تو حضرت مرزا صاحب کے دل میں خدا نے یہ بات ڈالی کہ جب تک یہ غلط تصویر دور نہ ہوا اور آنحضرت صلعم کی حقیقی تصویر ان لوگوں کے سامنے پیش نہ کی جائے اس وقت تک یہ لوگ اسلام کی طرف توجہ نہیں کریں گے اسی طرح ان لوگوں کے سامنے حضرت مرزا صاحب کی غلط تصویر کھینچی گئی ہے جب تک یہ تصویر دور نہ ہوگی اور حضرت صاحب کی صحیح پوزیشن ان پر واضح نہ ہوگی اس وقت تک یہ لوگ اشاعت قرآن اور تبلیغ اسلام کے بلند نصب العین کی طرف توجہ نہیں کریں گے اور حضرت صاحب کی اس صحیح تصویر کو پیش کرنا ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے۔

ایک بوڑھے بزرگ کا قابلِ رشک نمونہ

اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہماری جماعت میں ایسے قابل قدر لوگ پیدا کئے ہیں جن کے دلوں میں دین کے لئے ایک مخلصانہ جوش اور تڑپ پائی جاتی ہے اور اس راہ میں کام کرتے ہوئے نہ ان کا بڑھاپا انہیں روکتا ہے نہ گھر کا آرام و آسائش اور سفر کی صعوبتیں سد راہ ہوتی ہیں، نہ دین کے لئے باہر جاتے ہوئے گھر والوں کی تنہائی کا خیال ہوتا ہے اور نہ اس سلسلہ میں ایک مزدور کی طرح بوجھ اٹھاتے ہوئے ان کی عزت وجاہ انہیں روکتی ہے۔

ایسے ہی پاکباز، جان نثار اور دین کے لئے ہر قسم کی صعوبتیں برداشت کرنے اور قربانیاں کرنے والے لوگوں میں سے ایک ہمارے معزز دوست ملک خدا بخش صاحب پنشنر سپرنٹنڈنٹ محکمہ انہار ہیں جو کچھ عرصہ سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی کتاب "نیو ورلڈ آرڈر" کو لئے ہوئے جگہ بہ جگہ تقسیم کرتے پھر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں وہ امریکن اور انگریزی افواج میں خود جا کر اور دوسرے مناسب مقامات پر پہنچکر نہ صرف کتابیں پیش کرتے بلکہ مناسب گفتگو بھی ان سے کرتے ہیں۔ اور باوجود بڑھاپے کے محض حصول ثواب کی خاطر لگاتار کئی ماہ سے یہ کام کر رہے ہیں۔

آجکل آپ دہلی میں ہیں وہاں کا ایک واقعہ آپ نے لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا یہ کام [illegible] فہمیدہ طبقہ کے دلوں میں ہماری جماعت کے متعلق نہایت عمدہ خیالات پیدا کرنے کا موجب ہو رہا ہے آپ لکھتے ہیں:۔

"یہاں جلسہ عید میلاد النبی منانے کے لئے مسلمانوں کی دو پارٹیاں بن گئی ہیں اور ان میں دربارہ جلوس وغیرہ سخت اختلاف پیدا ہو گیا ہے جس سے سر کھٹول تک نوبت پہنچنے کا اندیشہ ہو گیا ہے اس پر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس اور انسپکٹر پولیس نے تمام عمائدین شہر اور منتظمین جلسہ کو کوتوالی میں بلایا اور ان سے کہا کہ تمہیں سوائے لڑائی فساد اور دنگا کے کچھ نہیں آتا تمہیں شرم سے ڈوب مرنا چاہیئے کہ جن کو تم کافر دجال وغیرہ کہتے ہو وہ کل ہمارے پاس آئے (میرا نام لیا اور مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کا کہ وہ بھی میرے ہمراہ تھے) اور اشاعت اسلام پر لاکھوں روپیہ خرچ کر کے اس کتاب کو مفت پبلک میں تقسیم کر رہے ہیں اور تم ہو کہ آپس میں دنگا فساد کرتے ہو۔ اور وہ بھی نا کارہ باتوں پر۔ شرم کرو، ہمیں ان کافروں کی حالت دیکھ کر رشک آتا ہے ان میں سے ایک بوڑھا پنشنر کتابیں کندھوں پر اٹھائے پھرتے ہیں اور دربدر کی ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں یہ ہے ان کا جوش تبلیغ اسلام! تف ہے تمہاری اس ذہنیت پر غرضیکہ ان کو خوب لتاڑا۔ الحمدللہ ہماری محنت اللہ تعالےٰ نے قبول کی اور ہمیں عزت دی الحمدللہ ثم الحمدللہ میں سنٹرل اسمبلی کا اجلاس ۲۱ فروری کو دیکھنا چاہتا ہوں جس کے واسطے پاس حاصل کر لیا ہے اور وہاں جا کر بھی انشاءاللہ کتابیں تقسیم کروں گا"۔

اللہ تعالےٰ ملک صاحب مکرم کو جزائے خیر دے اور ان کی محنت و سعی کو اس سے بھی بڑھکر قبولیت عطا فرمائے کہ نہ صرف ان کے کام کی داد دینے والے ہی پیدا ہوں بلکہ ان کتابوں کو پڑھکر اور اس محنت و جد و جہد کو دیکھ کر اسلام کی طرف لوگوں کا رجوع ہو اور ہمارے مسلمان بھائی دنگا و فساد کے کاموں کو چھوڑ کر امام وقت کا دامن پکڑ لیں اور جماعت احمدیہ میں شامل ہو کر تبلیغ اسلام کے مقدس فریضہ کی ادائیگی میں منہمک ہو جائیں۔

مولوی دوست محمد صاحب

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اولئے مابنہ ہر سعید خواہد بود نوائے فتح نمایاں بنام ما باشد

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

ایڈیٹر ۔ ایس محمد آصف بی اے ۔ جائنٹ ایڈیٹر ۔ شیخ محمد انعام الحق

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

جلد ۳۳ | لاہور ۔ یوم چہارشنبہ ۔ مورخہ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۶۴ھ ۔ ۷ مارچ ۱۹۴۵ء | نمبر ۱۰

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بدظنی بہت بُری بلا ہے یہ خوب یاد رکھو۔ کہ ساری خرابیاں اور برائیاں بدظنی سے پیدا ہوتی ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس سے بہت منع فرمایا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ ان بعض الظن اثم اگر مولوی لوگ ہم سے بدظنی نہ کرتے اور صدق اور استقلال کے ساتھ ہماری باتیں سنتے۔ ہماری کتابیں پڑھتے اور ہمارے پاس رہ کر ہمارے حالات کا مشاہدہ کرتے۔ تو ان الزامات کو جو وہ ہم پر لگاتے ہیں ہرگز نہ لگاتے۔ لیکن جب انھوں نے خدا تعالیٰ کے اس ارشاد کی عظمت نہ کی اور اس پر کاربند نہ ہوئے، تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجھ پر بدظنی کی۔ اور میری جماعت پر بھی بدظنی کی۔ اور جھوٹے الزامات اور اتہامات لگانے شروع کر دیئے یہاں تک کہ بعض نے بڑی بیباکی سے یہ لکھدیا کہ یہ تو دہریوں کا گروہ ہے اور یہ لوگ نمازیں نہیں پڑھتے۔ روزے نہیں رکھتے وغیرہ وغیرہ اب اگر وہ اس بدظنی سے بچتے تو ان کو جھوٹ کی لعنت کے نیچے نہ آنا پڑتا۔ اور وہ اس سے بچ جاتے۔ میں سچ کہتا ہوں۔ کہ بدظنی بہت ہی بُری بلا ہے۔ جو انسان کے ایمان کو تباہ کر دیتی ہے اور صدق اور راستی سے دور پھینک دیتی ہے۔ اور دوستوں کو دشمن بنا دیتی ہے۔ صدیقوں کے کمال حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان بدظنی سے بہت ہی بچے اور اگر کسی کی نسبت کوئی سوءظن پیدا ہو تو کثرت کیساتھ استغفار کرے اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کرے تاکہ اس معصیت اور اس کے برے نتیجہ سے بچ جاوے جو اس بدظنی کے پیچھے آنے والا ہے اور اس کو کبھی معمولی چیز نہیں سمجھنا چاہیئے یہ بہت ہی خطرناک بیماری ہے جس سے انسان بہت جلد ہلاک ہو جاتا ہے۔

بدظنی کا انجام جہنم ہے غرض بدظنی انسان کو تباہ کر دیتی ہے یہاں تک لکھا ہے کہ جس وقت دوزخی لوگ جہنم میں ڈالے جائینگے تو اللہ تعالیٰ ان سے یہی فرمائیگا۔ کہ تم نے اللہ تعالیٰ پر بدظنی کی۔ بعض لوگ اس خیال کے بھی ہیں۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خطاکاروں کو معاف کر دیگا۔ اور نیکوکاروں کو عذاب دیگا۔ ایسا خیال بھی اللہ تعالیٰ پر بدظنی ہے اس لئے کہ اس کی صفت عدل کے سراسر خلاف ہے۔ گویا نیکی اور اس کے نتائج کو جو قرآن شریف میں اس نے مقرر فرمائے ہیں بالکل ضائع کر دینا اور بےسود ٹھہرانا ہے۔ پس خوب یاد رکھو کہ بدظنی کا انجام جہنم ہے اس کو معمولی مرض نہ سمجھو۔ بدظنی سے ناامیدی اور ناامیدی سے جرائم۔ اور جرائم سے جہنم ملتا ہے۔ بدظنی صدق کی جڑ کاٹنے والی چیز ہے۔ اس لئے تم اس سے بچو۔ اور صدیقوں کے کمالات حاصل کرنے کے لئے دعائیں کرو۔

حضرت ابوبکرؓ نے جو صدق دکھایا۔ اس کی نظیر ملنی مشکل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کا خطاب دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ آپ میں کیا کیا کمالات تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اس چیز کی وجہ سے ہے جو اس کے دل کے اندر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو حقیقت میں حضرت ابوبکرؓ نے جو صدق دکھایا اس کی نظیر ملنی مشکل ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ہر زمانہ میں جو شخص صدیق کے کمالات حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ ابوبکری خصلت اور فطرت کو اپنے اندر پیدا کرنے کے لئے جہاں تک ممکن ہو مجاہدہ کرے۔ اور پھر حتی المقدور دعا سے کام لے جب تک ابوبکری فطرت کا سایہ اپنے اوپر ڈال نہیں لیتا اور اسی رنگ میں رنگین نہیں ہو جاتا، صدیقی کمالات حاصل نہیں ہو سکتے۔

تقریر ۔ نومبر ۱۸۹۹ء

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

"زیورِ نسوانیت"

ازدل ۔ بیگم صاحب ۔ بنت مصطفےٰ حسین صاحب لکھنؤ

ہو نقش دل پہ جاوداں | اسکو بنالو حرز جاں
ہو جو رفیق زندگی | اور ہمطریق زندگی
لازم اُسی کی ہے رضا | بعد از رضائے خدا
کہتے ہیں ہم خدمت جسے | ہمدردی و اُلفت جسے
ہے حاصلِ انسانیت | ہے زیورِ نسوانیت
اس کا ہمیشہ پاس ہو | اس فرض کا احساس ہو
مد نظر ہو روز و شب | حسن عمل حسن ادب
اس پر بھی ہو ہر دم نظر | سیکھے ہیں جو علم و ہنر
طاعت میں سرگرمی رہے | اخلاق میں نرمی رہے
ہو شکوۂ غم ناروا | سیرت میں ہو صبر و رضا
شیریں نوائی کی ہو خُو | ہو نرم طرزِ گفتگو
پیش نظر ہو جاوداں | خوشنودیٔ خورد و کلاں
ہر لحظہ ہر دم ہے یہی | پیش نظر مذہب رہے
ہے زیست کا حاصل یہی | ہے فخر کے قابل یہی

اسلام کی عزت ہو تم
اک پیکرِ عصمت ہو تم

احمدیہ بلڈنگس میں جلسہ اور ٹی پارٹی

مورخہ ۴ مارچ بروز اتوار کو مرکزی مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں حضرت مولانا صدرالدین صاحب حضرت مولانا عزیز بخش صاحب محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری۔ جناب ڈاکٹر [illegible] حسین صاحب مولانا آفتاب الدین احمد صاحب ۔ مرزا مسعود بیگ صاحب اور جماعت کے دیگر دوستوں نے شمولیت فرمائی اس جلسہ میں محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے محمدی بیگم کی [illegible] کے ساتھ پیش کیا آپ نے [illegible] پیشگوئی پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ جلسہ کے بعد حاضرین کو چائے پیش کی گئی جماعت [illegible] ایک دوسرے سے تعارف اور ملاقات کی۔ مرکزی مسجد میں یہ ہفتہ وار جلسوں کا سلسلہ احباب جماعت میں محبت اور اخوت کے جذبات بڑھانے کے لئے جاری کیا گیا ہے بیرونی جماعتوں کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنے ہاں اس طرز کے جلسوں کا سلسلہ شروع کریں

مکتوب ششم

اتمامِ حجّتہ

جملہ اعتراضات کے مسکت جوابات

{ از جناب مولانا مرتضیٰ خانصاحب حسن - بی - اے }

صادقم و زطرف مولیٰ بانشانہا آمدم ❊ صد درِ علم و ہُدیٰ بر روئے من بکشادہ اند
می درخشم چوں قمر تابم چوں قرصِ آفتاب ❊ کور چشم آنانکہ در انکار ہا افتادہ اند
(حضرت مسیح موعودؑ)

مکرم محترم مولوی صاحب! السلام علیکم۔
گرامی نامہ صادر ہوا میں حیران ہوں کہ کس بات سے میری تحریر میں آپ کو شقاق نظر آیا۔ میں نے بھی صرف بعض بزرگوں اور اولیاء اللہ کا کلام اور خود آپ کے معتقدات ہی نقل کئے تھے آپ اس کو مباحثہ دیرینہ قرار دیتے ہیں۔ یہی تو میں کہتا ہوں کہ جو بات آپ کے یہاں مباحثِ دیرینہ میں سے ہے اور کروڑ در کروڑ مسلمان حتیٰ کہ آپ جیسے فاضل حضرات کے بھی معتقدات میں داخل ہے وہ تو آپ کے نزدیک کسی طرح قابل الزام نہیں، لیکن اگر حضرت میرزا صاحب اس سے کمتر بھی کوئی بات کہیں تو لائق تعزیر ہیں آپ اور آپ کے ہم مشرب بزرگ امکانِ کذب باری تعالےٰ کے قائل ہوں۔ قرآن میں ناسخ و منسوخ مانتے ہوں۔ انبیاء کرام پر طرح طرح کے گندے اور ناپاک الزامات لگاتے ہوں۔ خاتم النبیین صلعم کے بعد ایک بنی اسرائیلی نبی کے دوبارہ آنے پر ایمان رکھتے ہوں لاالٰہ الا انا فاعبدون اور سُبحانی (نیست اندر جبہ ام الا خدا) چند جوئی در زمین و در سما یزدانک منم (اقوال بایزید بسطامی) مثنوی دفتر چہارم لوائی اعظم من لواء محمد صلعم قدمی علےٰ رقبۃ کل ولی اللہ۔ کے الفاظ منہ سے نکالنے والوں کو اولیاء اللہ مانتے ہوں لیکن پھر بھی مسلمان کے مسلمان ہی رہیں اور حضرت میرزا صاحب امکان کذب باری کی لعنت سے اللہ تعالےٰ کو منزہ ماننے۔ قرآن کو بائے بسم اللہ سے والناس کے سین تک غیر منسوخ اور واجب العمل یقین کرنے۔ آنحضرت صلعم کے بعد کسی پرانے یا نئے نبی کا آنا ممنوع ٹھہرانے، اور اولیاء اللہ کے مندرجہ بالا کلام کے مقابل چند رؤیا و مکاشفات کے ظاہر پر کافر قرار پا جائیں یہ عجیب انصاف اور حق پرستی ہے۔ آپ فرماتے ہیں سابقہ بزرگوں کے کوئی دعاوی

پانچ ضروری استفسارات

سوال یہ ہے کہ آپ انہیں کیا سمجھتے ہیں آیا مسلمان راستباز اور نیکوکار مانتے ہیں یا نہیں آیا قرآن شریف کے ناسخ و منسوخ کے قائل آپ کے نزدیک اسلام میں داخل ہیں یا نہیں؟ انبیاء کرام پر جو الزامات تفاسیر میں لگائے گئے ہیں انہیں صحیح ماننے والے آیا اسلام سے خارج ہیں یا نہیں ختم نبوت کے بعد امت محمدیہ میں ایک بنی اسرائیلی نبی کا انتظار کرنے والے آپ کے نزدیک کیا ہیں۔ اور یزدانک منم (قول بایزید بسطامی) مثنوی دفتر چہارم کے قائل کو آپ کیا سمجھتے ہیں۔ اگر یہ لوگ آپ کے نزدیک مسلمان ہیں اگر آپ خود بھی ان باتوں کے قائل ہو کر اپنے آپ کو دائرہ اسلام کے اندر سمجھتے ہیں تو انصاف کیجئے کہ حضرت میرزا صاحب کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کے لئے آپ کے پاس کونسی وجہ موجود ہے؟ کیا علماء و صوفیا اور مفسرین و محدثین کے لئے جائز ہے کہ وہ جو چاہیں عقیدہ رکھیں اور جو لفظ چاہیں زبان سے نکالیں ان کے اسلام میں فرق نہیں آسکتا۔ اور حضرت میرزا صاحب محض اس وجہ سے کہ مامور ہونے کے مدعی ہیں صحیح اسلامی معتقدات رکھنے کے باوجود کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں؟ کاش کچھ تو آپ نے بتایا ہوتا کہ آپ لوگوں کے معتقدات اسلام کے کہاں تک مطابق اور کیوں بھی الزامات جو آپ حضرت میرزا صاحب پر لگاتے ہیں خود آپ پر عائد نہیں ہوتے۔ یہ کہنا کہ تفاسیر اور شروح میں ان کے جوابات موجود ہیں راہ گریز اختیار کرنا ہے۔ اس طرح تو میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ جو اعتراضات آپ نے حضرت میرزا صاحب پر کئے ہیں ان کے جواب ہماری کتابوں میں دئے جا چکے ہیں۔ بندہ پرور! تفاسیر اور شروح کی بحثیں اگر میرے لئے قابل تسلی و اطمینان ہوتیں تو آپ سے یہ سوال ہی نہ کرتا آپ مہربانی کر کے اتنا بتا دیجئے کہ محال امکان کذب باری تعالیٰ کا عقیدہ کیوں

اللہ تعالیٰ کی توہین نہیں ہے انبیاء کرام پر جھوٹ اور فسق و فجور کے الزامات کیوں ان کی توہین نہیں۔ ہے ناسخ و منسوخ کا عقیدہ کیا قرآن کو من عند غیر اللہ ثابت کرنے والا نہیں؟ ہے حضرت عیسیٰ کا دوبارہ دنیا میں آنا کیا ختم نبوت کے منافی نہیں ہے لاالٰہ الا انا فاعبدون نیست اندر جبہ ام الا خدا اور "یزدانک منم" کہنے والوں کو کیا آپ اولیاء اللہ نہیں سمجھتے؟ ان باتوں کا جواب مہربانی فرما کر دیں تو آپ پر خود اپنے اعتراضات کی حقیقت منکشف ہو جائے گی

آپ نے حضرت میرزا صاحب کے چند اشعار نقل کئے ہیں۔

آنچہ من بشنوم ز وحی خدا
بخدا پاک دانمش ز خطا

میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کیا قباحت ہے۔ ایک ملہم اگر اپنے الہام کو خطا سے پاک سمجھے اس پر ایسے ہی یقین رکھے۔ جیسا کہ انبیاء علیہم السلام کو اپنی وحی پر ہوتا ہے تو اس میں کفر کی کونسی بات ہے؟ کیا ملہمین کو اپنے الہام پر یقین نہیں ہونا چاہیئے؟ کیا یہ ضروری ہے کہ وہ بھی وحی کو مشکوک اور پُر خطا سمجھا کریں۔ مولینا! ذرا سوچ کر جواب دیجئے کہ کیا سچا ملہم ہے جو اپنے الہام کو پُر از خطا سمجھتا ہے اور جو ایسا سمجھتا ہے تو اس کو ملہم الٰہی کیسے کہا جا سکتا ہے۔

حضرت میرزا صاحب نے یہ نہیں فرمایا کہ میری وحی وحی نبوت ہے۔ یہ بھی نہیں کہا کہ اس کا درجہ وہی ہے جو انبیاء کرام کی وحی کا درجہ ہے ان اشعار میں صرف وحی کے یقینی اور بے خطا ہونے کا ذکر ہے۔ وحی نبوت یا قرآن کے ساتھ برابری کا کوئی دعویٰ نہیں اس کو خود حضرت میرزا صاحب نے ذیل کی عبارت میں صاف کر دیا ہے۔

وھذا شھد بالرب العظیم واحلف باللّٰہ الکریم علےٰ انّی مؤمن مسلم موحد متبع لاحکام اللّٰہ وسنن رسولہ وآمنت بان نبینا محمد صلعم خاتم الانبیاء وان کتابنا القرآن کریم وسیلۃ الاھتداء لا نبی لنا نقتدی بہ الا المصطفٰی ولا کتاب لنا نتبعہ الا القرآن المھیمن علےٰ صحف الاولیٰ۔ وآمنت بان رسولنا سید ولد آدم وسید المرسلین۔ وبان اللّٰہ ختم بہ النبیین - و بان القرآن المجید بعد رسول اللّٰہ محفوظ من تحریف المحرفین وخطاء المخطئین - ولا ینسخ ولا یزید ولا ینقص بعد رسول اللّٰہ صلعم - ولا یخالفہ الہام الملھمین الصادقین وکل ما فھمت من تصریحات القرآن او الھمت من اللّٰہ الرحمٰن فقلبتہ فی شریطۃ الصحۃ والصواب والسمت وقس کشف علی انہ صحیح خالص یوافق الشریعۃ لا ریب فیہ ولا لبس ولا شک ولا شبھۃ وان کان الامر خلاف ذالک علی فرض المحالۃ فنبذنا کلہ من ایدینا کالمتاع الردی ومادۃ السعال

(آئینہ کمالات اسلام صہ۲۱)

آخری خط کشیدہ الفاظ قابل غور ہیں اگر اپنی وحی کو قرآن کے برابر سمجھتے تو اس کے متعلق موافقت کی شرط لگانے اور غیر موافق ہونے کی صورت میں ردی مادہ کی طرح پھینکنے کی ضرورت نہ تھی۔ کیا جو شخص اپنی وحی کا درجہ قرآن کے برابر سمجھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ اگر اس میں کوئی بات قرآن کے خلاف ہو تو میں اسے بلغم کے مادے کی طرح پھینک دوں گا۔

پھر آپ اور جگہ فرماتے ہیں "سو خدا کی لعنت ان پر جو دعوے کریں کہ وہ قرآن کی مثل لا سکتے ہیں .... وہ ایسی وحی ہے کہ اس کی مثل کوئی اور وحی بھی نہیں"

فرمائیے اب ہمسری کا خیال کہاں تک باقی رہ جاتا ہے ہاں اس کی صحت پر یقین قرآن کی طرح رکھنا الگ بات ہے اور یہ ہر ایک ملہم من اللہ کے لئے ضروری ہے ورنہ جس الہام کی صحت میں شک ہو اور اسے قرآن کی طرح خطا سے پاک نہ سمجھا جائے وہ خدا کی طرف سے کیسے ہو سکتا ہے اور ایسے ملہم کو ملہم من اللہ کیسے کہہ سکتے ہیں؟ مثال کے طور پر ام موسیٰ کا ذکر قرآن کریم میں پڑھ لیجئے۔ وہ نبیہ نہ تھیں لیکن اپنی وحی پر اس قدر یقین و ایمان رکھتی تھیں اور اسے ایسا منزہ از خطا سمجھتی تھیں کہ محض وحی کی بنا پر حضرت موسیٰ کو دریا میں ڈال دیا۔ اگر یقین و اطمینان نہ ہوتا تو کس طرح اپنے جگر گوشہ کو دریا میں ڈال سکتی تھیں؟

ایک یہ شعر بھی آپ نے پیش کیا ہے۔
میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں الخ
اس کی بعض مثالیں میں اپنے سابقہ خطوط میں پیش کر چکا ہوں۔ مثلاً حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ نے فرمایا:

دمبدم روح القدس اندر معینے می دمد
من نمیگویم مگر من عیسیٔ ثانی شدم

حضرت خواجہ فرید الدین عطار فرماتے ہیں:

نے تواں موسےٰ کلیم اللہ شد
از ریاضت مینتوان اللہ شد

اور بھی سن لیجئے حضرت بایزید بسطامی رح فرماتے ہیں:
ایک نے آپ سے سوال کیا........
ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور محمدؐ کے بدل میں خدا بزرگ و بلند کے بندے کون ہیں۔ اس کے جواب میں فرمایا وہ سب میں ہی ہوں۔
(تذکرۃ الاولیا)

اب ان کھلی مثالوں کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے آپ کو آدم وغیرہ قرار دے کر انبیاء سے برتری ظاہر کی

بی ہے کس قدر سینہ زوری ہے۔ اگر آپ حضرت خواجہ معین الدین چشتی۔ حضرت خواجہ فریدالدین عطار۔ حضرت بایزید بسطامی رحمہم اللہ علیہم کے متعلق بھی یہی خیال رکھتے اور انہیں ایسے کلمات کی وجہ سے کافر سمجھتے ہیں تو خیر ورنہ انصاف فرمایئے کہ ان کو اولیاء اللہ ماننے ہوئے حضرت میرزا صاحب کو ویسے ہی کلمات کی وجہ سے کافر کہنا کہاں تک جائز ہے۔ اس کی حقیقت کو حضرت میرزا صاحب نے خود وضاحت فرمایا ہے فرماتے ہیں:۔

وخدارا مکالمات و مخاطبات بہت
باولیاء خود درین امت و ایشاں را رنگ
انبیاء دادہ می شود و درحقیقت انبیاء
نیستند۔ زیراکہ قرآن حاجت شریعت
رابکمال رسانیدہ است۔

(مواہب الرحمٰن صفحہ ۶۶)

رنگ نبوت و مقام فنا {پس یہ رنگ انبیاء ہے

جس نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی کو عیسٰے ثانی بنایا۔ حضرت خواجہ فریدالدین عطار کو موسیٰ کلیم اللہ بنادیا۔ بلکہ وہ تو فرماتے ہیں:۔

ازریاضت مے تواں اللہ شد

اور یہ فنا فی اللہ کا مقام اولیاء اللہ کی زندگیوں میں عام ہے۔ ہاں یہی رنگ انبیاء ہے جس کو حاصل کرکے حضرت بایزید بسطامی نے اپنے آپ کو ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور محمدؐ قرار دیا ہے۔ اور یہی رنگ انبیاء ہے جس نے حضرت میرزا صاحب کے منہ سے بھی

منم مسیح زماں ومنم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد

کے کلمات نکلوائے، فرمایئے اس میں کفر کی کونسی بات ہے اور کیا چیز آپ کو کھٹکتی ہے

آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آن جام را مرا بتمام

اس میں بھی کوئی خلاف اسلام بات نہیں جام سے یہاں جام معرفت ہی مراد ہے جس کا آگے ذکر آتا ہے۔

من بعرفاں نہ کمترم زکسے

آپ اس بات کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ عرفان الٰہی ہی ایک چیز ہے جو انبیاء اور اولیاء کو خدا تک پہنچاتا ہے۔ اور اسی عرفان الٰہی کی وجہ سے نبیوں کی کو ان کی نبوت سے بڑھکر قرار دیا گیا ہے۔

اگر اولیاء اللہ کو انبیاء کی طرح کامل عرفان نہ عطا کیا جائے تو وہ کس طرح ولیت کے مرتبہ کو پا سکتے ہیں۔ اور مخلوق الٰہی کی ہدایت کے لئے مامور ہو سکتے ہیں بلکہ میں تو کہتا ہوں آپ جیسا ادنےٰ مومن کے لئے بھی عرفان الٰہی کا ہونا ضروری ہے بغیر اس کے اس سے اعمال صالح صادر نہیں ہو سکتے۔ کیا آپ نے حدیث نبوی میں نہیں پڑھا کہ جب جبرائیل امین نے وحیہ کلبی کی شکل میں ظاہر ہو کر نبی کریم صلعم سے یہ سوال کیا کہ ما الاحسان یا رسول اللہ تو آپ نے جواب دیا ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک۔ آپ خود ہی فرمایئے کانک تراہ کا مرتبہ بغیر اس عرفان کے کیسے حاصل ہو سکتا ہے جو انبیاء کو حاصل تھا۔ کیا ایمان کے اس مرتبہ کو حاصل کرنا اولیاء امت کے لئے حرام ہے؟

پھر اگر حضرت میرزا صاحب نے اس مرتبہ پر پہنچکر یہ کہدیا۔ من بعرفاں نہ کمترم زکسے۔ کونسی خلاف ایمان بات کہدی یہ بھی کسی جلیل القدر انسان کا قول ہے جو غالباً آپ کو بھی معلوم ہوگا لو کشف الغطاء لما ازددت یقیناً۔ کیا اس بزرگ کا عرفان انبیاء کے عرفان سے کم تھا؟

زندہ شد ہر نبی بآمدنم۔ میں بھی یہی رنگ نبوت کا ذکر ہے جس کو میں اوپر بیان کرآیا ہوں اس پر تعوذ باللہ پڑھنا اگر آپ ضروری سمجھتے ہیں تو ان بزرگان امت اور اولیاء اللہ پر بھی لاحول پڑھیئے جنہوں نے ہر نبی کے نام سے اپنے آپ کو موسوم کرکے زندہ شد ہر نبی بآمدنم کا عملی نعرہ لگایا۔

لولاک لما خلقت الافلاک

کی تشریح حضرت میرزا صاحب نے خود بھی حقیقۃ الوحی میں فرمادی ہے کہ

ہر ایک عظیم الشان مصلح کے وقت میں روحانی طور پر نیا آسمان اور نئی زمین بنائی جاتی ہے یعنی ملائک کو اس کے مقاصد کی خدمت میں لگایا جاتا ہے اور مستعد طبیعتیں پیدا کی جاتی ہیں پس یہ اسی کی طرف اشارہ ہے

(حاشیہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۹)

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے لولاک لما خلقت الافلاک میں ہر ایک عظیم الشان مصلح کو شامل کیا ہے اور افلاک سے روحانی آسمان و زمین کی تخلیق مراد لی ہے۔

سید عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ اولیاء کی تعریف یوں فرماتے ہیں بھم تنبت الارض والسماء وقرار المدنے والاحیا۔ نزیہ ترجمہ از فتوح الغیب۔ اب فرمایئے ان پر آپ کیا فتویٰ دینا چاہتے ہیں؟

انما امرک اذا اردت شیئاً ان یقول لہ کن فیکون

اس الہام پر کیا اعتراض ہے آپ نے الہامات تو نقل کردیئے مگر اپنا ما فی الضمیر ظاہر نہ فرمایا کہ ان پر کیا اعتراض پڑتے ہیں اگر یہ اعتراض ہو کہ خدا تعالےٰ نے یہ بات میرزا صاحب کو کہی ہے کہ تو جس چیز کو کن کہے وہ ہو جاتی ہے تو یہ سوء فہم ہے حقیقت یہ ہے کہ یہاں قل محذوف ہے جیسے ایاک نعبد کے پہلے قل محذوف ہے پنڈت دیانند نے اس پر اعتراض کیا تھا کہ دیکھو مسلمانوں کا خدا محمد صاحب کی عبادت کرتا ہے حالانکہ اس احمق کو یہ معلوم نہیں کہ یہ دعا خدا تعالےٰ نے بندہ کی زبان سے نکلوائی ہے یہی حال یہاں ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ مندرجہ اعتراض پر جو جواب آپ پنڈت دیانند کو دیں گے وہی ہماری طرف سے سمجھ لیں۔

۳ انانی ما لم یوت احداً

۴ من العالمین

اس پر آپ کا کیا اعتراض ہے کیا ماموریں کو اپنے زمانہ کے لوگوں پر علم معرفت اور نشانات اور تائیدات سماویہ میں فضیلت حاصل نہیں ہوتی۔ اگر یہ نہ ہو تو ماموری کیا ہوا جس کو اللہ تعالیٰ اصلاح خلق کے لئے کھڑا کرے۔ ضروری ہے کہ اسے خاص عطایا اور انعامات سے سرفراز کرے ورنہ اس میں اور دوسرے عوام میں کیا فرق ہوا۔ ہر نبی ہر مامور ہر مجدد جس کو اللہ تعالےٰ جب مبعوث کرتا ہے تو ایسے خاص انعامات دیتا ہے کہ ان کے زمانہ میں دوسرے لوگوں کو حاصل نہیں ہوتے حضرت نبی کریم صلعم چونکہ تمام زمانوں کے لئے مبعوث ہوکر آئے تھے اس لئے آپ کو جو کچھ دیا گیا وہ تو اولین اور آخرین میں سے کسی کو بھی عطا نہیں ہوا۔ لیکن باقی ماموریں کو صرف اپنے ہی زمانہ کے لوگوں پر ممیز کیا جاتا ہے چنانچہ اس الہام کا ترجمہ حضرت میرزا صاحب نے خود ہی کیا ہے

"اور مجھ کو وہ چیز دی جو اس زمانہ کے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دی۔

حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۱

(باقی آئندہ)

جماعت احمدیہ پشاور کا ماہوار جلسہ

۲۰ فروری کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام پشاور کا ماہوار جلسہ منعقد ہوا جس میں زائد ممبران شامل جلسہ ہوئے۔ جن میں بازید خیل۔ ... ... شیخ محمدی کے چیدہ ممبران بحیثیت نمائندگان جماعت شامل تھے۔ کارروائی نماز ظہر سے شروع ہوئی۔ بعد ازاں جناب سیکرٹری صاحب بابو ولاور خان صاحب نے جلسہ کے غرض و غایت پر روشنی ڈال کر ... تنظیم و تبلیغ جماعت و قیام لائبریری کو اشاعت اسلام کے ہتھیار قرار دیتے ہوئے فرمایا جماعت کو حالات حاضرہ کے مقابلہ میں کمربستہ اور بیدار کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ ان افتتاحی کلمات کے بعد صدر جلسہ کے لئے تجویز پیش ہوئی اور متفقہ طور سے جناب عبداللہ جان صاحب فرزند اکبر جناب مرحوم و مغفور مولوی غلام حسن خانصاحب صدر چنے گئے جناب شیخ الٰہی بخش صاحب وکیل، صدر جلسہ کی اجازت سے سامعین کے سامنے تشریف لائے۔ جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کتاب "موج کوثر" سے کچھ اقتباسات آپ کے گوش گذار کرتا ہوں۔ یہ کتاب جناب شیخ محمد اکرام صاحب ایم۔ اے۔ آئی۔ سی۔ ایس کی تصنیف ہے۔ اس کا بیشتر حصہ آپ کے تراشے قابل مصنف نے جملہ فرقہ ہائے اسلام کے برگزیدہ حضرات اور جماعتوں کے کارناموں پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ جناب شیخ صاحب محترم نے کتاب کھول کر جماعت احمدیہ کے متعلق اقتباس پڑھنا شروع کیا۔ صحیفہ نگار نے احمدیہ جماعت کی تاریخ مختصر لیکن جامع رنگ میں پیش کرتے ہوئے اپنے کئی مشاہدات پیش کئے ہیں اور زیادہ زور اس پر دیا کہ جماعت احمدیہ کی انگلستان میں تبلیغ اسلام کا کارنامہ اس وقت اہم معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب ایک مسلمان طالب علم دہریت اور عیسائیت کے ماحول میں پھنس جاتا ہے اور بحر بیکراں میں پھنسی ہوئی کشتی کی طرح ڈوبنے لگتا ہے تو دست غیب سے طوفان کے تھمنے یا ناخدا کی غیر معمولی ہمت اور استقامت سے کشتی کے بچنے کا جو سامان ہوتا ہے۔ اور اس کے لئے جو غیر معمولی مسرت حاصل ہوتی ہے۔ وہی مسرت ایک مسلمان طالب علم کو انگلستان میں ووکنگ مشن کی موجودگی سے حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں جناب خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور کے حالات کو بیان کرتے ہوئے معزز مصنف عیسائیت اور دہریت کا سر کچلنے کے لئے خواجہ صاحب کو فولاد سرشکن کا مقام دیتا ہے، اور خواجہ صاحب کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے بہت دور نکل جاتا ہے۔ کتاب مذکورہ کا اقتباس ختم کرنے کے بعد جناب شیخ صاحب نے بطور ریویو چند منٹ کے لئے تقریر کی اور تنظیم جماعت کی مثال ایک گھڑی سے دی جس کا ہر چھوٹا اور بڑا پرزہ بجائے خود ایک دوسرے سے بڑھکر اہم ہے۔ جب تک تنظیم کے سلسلہ میں بچے سے لیکر بزرگ تک سب اپنا فرض محسوس نہ کریں تنظیم جماعت ناممکن ہے۔

جناب شیخ الٰہی بخش صاحب جس انداز سے بول رہے تھے۔ ان کے ایک ایک جملہ سے اخلاص اور روحانیت ٹپک رہی تھی معلوم ہو رہا تھا کہ دل کے اندر درد و عشق اشاعت اسلام جوش مار رہا ہے اور دلی گہرائیوں سے جماعت میں اخوت و تنظیم کے خواہاں ہیں چنانچہ اگلے جلسہ کے لئے سب جماعت کو دعوت دی کہ انجمن میں دوستوں کی چائے کا تمام خرچ میں ادا کروں گا۔ واضح رہے کہ جلسہ ہر ماہ کے آخری اتوار کو ہوا کرے گا۔

محمود احمد ملنگ۔ از پشاور

حضرت موسیٰ کی قوم کا ارضِ مقدس میں داخل ہونے سے انکار (۱۲)

آج مسلمانوں پر بھی بنی اسرائیل کی سی حالت طاری ہے

دس مشنوں کے قیام کی تحریک کی طرف فوری توجہ کرنے کی ضرورت

دس لاکھ روپیہ ایک سال میں بھی جمع ہو سکتا ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت ایدہ اللہ تعالیٰ - لاہور - مورخہ ۲ مارچ ۱۹۸۵ء

یٰقوم ادخلوا الارض المقدسۃ التی کتب اللہ لکم ولا ترتدوا علیٰ ادبارکم فتنقلبوا خٰسرین ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قالوا یٰموسیٰ انا لن ندخلھا ابداً ما داموا فیھا فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قٰعدون ۔ (سورۃ المائدہ ۲۱-۲۴)

حضرت موسیٰ کی قوم کا واقعہ حضرت موسیٰ کی قوم کے ایک واقعہ کا سورۃ مائدہ کے اس رکوع میں ذکر کیا ہے حضرت موسےٰ کو حکم ہوا تھا کہ تم اپنی قوم کو لیکر ارض مقدس میں داخل ہو جاؤ - جب قریب پہنچے تو ساتھی رہ گئے یعنی ان کے دل اس کام کے لئے تیار نہ ہوئے - حضرت موسیٰ نے کہا اے میری قوم ارض مقدس میں داخل ہو جاؤ جسے اللہ نے تمہارے لئے لکھ رکھا ہے اور پیٹھ پھیرتے ہوئے واپس نہ ہونا ورنہ نقصان اٹھاؤ گے - قالوا یٰموسیٰ ان فیھا قوماً جبارین وانا لن ندخلھا حتیٰ یخرجوا منھا فان یخرجوا منھا فانا داخلون انھوں نے کہا اے موسےٰ اس میں تو بیکل لوگ ہیں بڑی طاقتور قوم ہے اور ہم کمزور لوگ ہیں اور ہم ہرگز اس میں داخل نہیں ہوں گے جب تک وہ اس میں سے نکل نہ جائیں ہاں اگر وہ اس میں سے نکل جائیں تو ہم ضرور داخل ہو جائیں گے۔ قال رجلان من الذین یخافون انعم اللہ علیھما ادخلوا علیھم الباب فاذا دخلتموہ فانکم غٰلبون دو آدمیوں نے جو اللہ سے ڈرتے تھے اور اللہ تعالےٰ نے ان پر انعام کیا ان کو سمجھایا دیکھو خدا کا یہ وعدہ ہے یہ ہو کر رہے گا تم ہمت کر کے اندر داخل ہو جاؤ جب تم ایک دفعہ داخل ہو جاؤ گے تو یقیناً تم غالب ہو گے تو انھوں نے پھر یہی جواب دیا قالوا یٰموسیٰ انا لن ندخلھا ابداً ما داموا فیھا فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قٰعدون - انھوں نے کہا اے موسےٰ ہم ہرگز اس میں داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ اس میں ہیں پس تو اور تیرا رب جا اور جنگ کرو ہم تو یہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہاں بیٹھے ہیں۔

اس واقعہ میں امت محمدیہ کے لئے سبق اس واقعہ کے بیان سے ما بنی اسرائیل کی مذمت مقصود تھی یا امت محمدیہ کے لئے اس میں سبق ہے - قرآن مجید میں بنی اسرائیل کی تاریخ جس قدر دہرائی گئی ہے کوئی شخص غور سے اسے پڑھے تو اسے معلوم ہو گا کہ بنی اسرائیل کے تمام واقعات امت محمدیہ پر صادق آتے ہیں -

صحابہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ حضرت نبی کریم کے سامنے تو ایک دفعہ ایسا واقعہ پیش آیا جب دشمن کی بڑی کثرت تھی اور مسلمان کمزور تھے تو صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ہم موسےٰ کے پیروؤں کی طرح نہیں کہیں گے فاذھب انت وربک فقاتلا۔ بلکہ ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے بائیں بھی لڑیں گے آگے بھی لڑیں گے پیچھے بھی لڑیں گے اسی لئے خدا کے تمام وعدے ان کے حق میں پورے ہوئے اور پورے ہوتے چلے گئے سب کچھ کرنے والا تو درحقیقت خدا ہی ہوتا ہے عرب کی جنگجو قوم کے مقابلہ میں مسلمانوں کی کیا طاقت تھی - عرب کے جنگ آزما قبائل تھے بالراد یہودی تھے اور عیسائی تھے یہ سب لوگ اور ان کی طاقت ایک طرف اور مٹھی بھر مسلمانوں کی جماعت ایک طرف لیکن ایسی حالت میں مسلمانوں نے وہ لفظ نہیں کہے جو حضرت موسےٰ کے پیروؤں نے کہے تھے وہ لوگ آگے بڑھے جہاں قدم رکھنے کی جگہ تھی وہاں قدم رکھا اور جہاں سر دینے کی ضرورت تھی وہاں سر دیا سب کچھ خدا کی راہ میں حاضر کر دیا اس لئے خدا کے وعدے ان کے ساتھ پورے ہوئے لیکن اس آیت میں اشارہ ہے اس زمانہ کی طرف جب مسلمانوں پر بھی ایسی زمانہ آ جائیگا جب وہ اس آیت کے مصداق ہوں گے فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قٰعدون -

مسلمانوں کی غفلت محمد رسول اللہ کا دین خطرہ میں ہو محمد رسول اللہ صلعم کی ذات پر حملے ہو رہے ہوں اسلام کی عمارت کو گرانے کے منصوبے مکمل ہو چکے ہوں لیکن چالیس کروڑ مسلمان خاموش بیٹھے رہیں اور ان کے کانوں پر جوں تک نہ رینگے - مسلمانوں کو اس بات کا احساس نہیں ہوتا کہ جب محمد رسول اللہ صلعم کا دین خطرہ میں ہے اور آپ کے دین کو مٹانے کی زبردست کوشش کی جا رہی ہے تو ہمارا بھی کوئی فرض ہے مسلمان زبان سے محمد رسول اللہ صلعم پر فدا ہیں لیکن ان کی آنکھوں کے سامنے محمد رسول اللہ صلعم کو گرایا جا رہا ہے اور قرآن مجید کو پاؤں تلے روندا جا رہا ہے ان کے اندر غیرت پیدا نہیں ہوتی ان کے اندر ہمت پیدا نہیں ہوتی -

اس بات پر تمام مسلمان متفق ہیں تمام مسلمان اس بات پر متفق ہوں گے ایک تو وہ لوگ تھے جو آنحضرت صلعم کی زندگی میں جب ضرورت پیش آتی تو آپ کے دین کی حفاظت کے لئے جنگ بھی کرتے تھے اور ایک وہ تھے جنہوں نے اس وقت جنگ میں شمولیت اختیار نہیں کی اور دین کی حفاظت کی پروا نہیں کی ان کا نام قرآن شریف نے قاعدون رکھا ہے نامرد بزدل جن میں اٹھنے کی ہمت نہیں - اس بات پر مسلمانوں کا اتفاق ہے -

آج مسلمانوں پر بھی یہی حالت طاری ہے

لیکن میں پوچھتا ہوں کہ آج کسی بھی اختلاف کرنے کی کوئی وجہ ہے کہ آج محمد رسول اللہ صلعم کو ضرورت ہے کہ آپ کے دین کی حفاظت کی جائے اور اسلام کو دنیا میں پہنچایا جائے کیا یہ جہاد نہیں جس کی دین کو ضرورت ہے تو جو لوگ دین کے اس جہاد میں شامل نہیں ہوتے وہ وہی قاعدون ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں آتا ہے ان کو قاعدون بھی کہا ہے اور منافق بھی کہا ہے - خواہ وہ اسلام اور محمد رسول اللہ کے لئے اتنے نعرے بلند کریں کہ ان نعروں کی آواز سے آسمان کو پھاڑ ڈالیں لیکن خوب یاد رکھیں کہ جب تک وہ اس جہاد میں شامل نہیں ہوتے اس وقت تک ان کے یہ نعرے بے معنی ہیں - آج بالکل امت محمدیہ پر وہی حالت طاری ہے جو حضرت موسےٰ کے ماننے والوں پر طاری تھی حضرت موسےٰ کے ساتھ اگر وعدہ تھا کہ ارض مقدس بنی اسرائیل کے لئے ہے مگر وہ قدم آگے نہ اٹھاتے تھے تو خدا تعالےٰ کا وعدہ امت محمدیہ کے لئے یوں موجود ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے کل دینوں پر غالب کرے - پھر محمد رسول اللہ صلعم کی رؤیا موجود ہے کہ مجھے مشرقی زمینیں دکھائی گئیں اور مجھے مغربی زمینیں بھی دکھائی گئیں اور مجھے خدا نے یہ فرمایا کہ تیری امت کی حکومت ان سب زمینوں تک پہنچے گی یعنی مشرقی ممالک میں بھی اسلام پھیلے گا اور مغربی ممالک میں بھی اسلام پھیلے گا لیکن مسلمانوں کا رویہ اس وعدہ کے متعلق بالکل وہی ہے جو بنی اسرائیل کا رویہ ان کو ارض مقدس ملنے کے متعلق تھا - ان کے اندر ہمت نہ رہی کہ اس کے اندر داخل ہوتے بعینہٖ یہی حالت مسلمانوں کی ہے ان کے اندر بھی ہمت نہیں کہ جو وعدے ان کے ساتھ خدا نے کئے ہیں ان کو پورا کرنے کے لئے میدان میں نکلیں - مسلمان دوسری قوموں کے دیکھا دیکھی اپنی جسمانی ضروریات کی طرف تو کچھ متوجہ ہونے لگے ہیں لیکن خدا کے وعدے پر ایمان لاکر روحانی ضروریات کی طرف متوجہ نہیں ہوتے محمد رسول اللہ صلعم کے جسم کو بچانے کی ضرورت کے تو وہ قائل ہیں لیکن آپ کی روح کو بچانے کے لئے ان کا قدم نہیں اٹھتا پس جو مسلمان اس وقت وعدہ الٰہی کو پورا کرنے کے لئے قدم نہیں اٹھاتے ان پر وہی الفاظ صادق آتے ہیں جو حضرت موسےٰ کے پیروؤں نے کہے تھے فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قٰعدون قال خواہ کچھ ہو حال یہی ہے

ایک امام نے ان باتوں کی طرف توجہ دلائی اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں اپنی اس امت کے لئے ایک امام کو کھڑا کیا جس نے ان باتوں کی طرف توجہ دلائی اور اس وقت سے دلانی شروع کی جبکہ وہ جوان تھا اس وقت اس کے اندر کوئی ولولہ نہیں تھا کہ میں اپنے باپ کی جائداد کو بڑھاؤں وہ باپ کی جائداد کی پروا بھی نہیں کرتا تھا اور جو لوگ اسلام کو مٹانے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں ان کے مقابل پر کھڑا ہوتا ہے - عیسائیت کے مقابلہ میں وہ مرد میدان بن کر کھڑا ہے آریہ سماج نکلی ہے تو وہ اس کے مقابلہ کے لئے تیار ہے دہریت اور فلسفے کا مقابلہ وہ کرتا ہے اور یہ ہماری جماعت اسی کی روحانی قوت کا ایک کرشمہ ہے۔

آج دنیا قرآن کریم کی رہنمائی کے بغیر نہیں رہ سکتی آج وہ واقعات پیدا ہو چکے ہیں جو مسلمانوں کو بلند آواز سے پکار رہے ہیں کہ آج دنیا قرآن اور اسلام کی رہنمائی کے بغیر باقی نہیں رہ سکتی - آپ لوگوں نے اس امام کی آواز پر لبیک کہا سوچ لیجئے کہ آیا یہ واقعہ آپ کے دلوں میں وہ دیوانگی پیدا ہو گئی ہے جس کے بغیر دین کو کامیابی نہیں ہو سکتی سوچو کہ آیا تم دین کے دیوانے ہو یا دنیا کے دیوانے ہو تنہائی میں بیٹھ کر سوچو آیا تمہاری اپنی پریشانیوں کی جگہ دین کی پریشانیوں نے لے لی ہے - اگر یہ صحیح ہے تو بیشک تم ایک جماعت ہو اور ان لوگوں سے الگ ہو کر جماعت بننے کا حق رکھتے ہو جو اپنے آپ کو سواد اعظم کہتے ہیں میں تو ان کو سواد اعظم نہیں کہتا میں تو سب امت محمدیہ کو جب سے وہ شروع ہوئی سواد اعظم کہتا ہوں اور اس لئے سواد اعظم کے ساتھ ہم ہیں وہ نہیں وہ سواد اعظم کے رستے سے الگ ہو گئے ہیں لیکن آپ میں وہ طاقت پیدا ہو گئی ہے کہ آپ خود لکھ

وعدے پورے کرنے کے لئے اپنی پوری توجہ جہاد کریں اور سردھڑ کی بازی اس جہاد کے لئے لگا دیں۔

رفتار کو تیز کرنیکی ضرورت

یہ سچ ہے کہ کچھ اشاعت اسلام کا کام ہو رہا ہے کسی کسی جگہ اس جماعت نے کفرستانوں میں اسلام کے تبلیغی مرکز بھی بنا دئیے ہیں بڑی ہمت کی بات ہے لیکن خوب یاد رکھو کہ اب وہ وقت باقی نہیں رہا کہ ہم اس رفتار سے چلیں جس رفتار سے اس وقت چل رہے ہیں اس رفتار سے ہم منزل مقصود کو حاصل نہیں کر سکتے۔

قلت کوئی عذر نہیں

قلت کا رونا بالکل اپنے نفس کو دھوکا دینا ہے "ہم تھوڑے ہیں ہم تھوڑے ہیں" تھوڑے کہاں ہو اگر ان تھوڑوں میں ابھی ہمت پیدا ہو جائے تو یہ اپنی ہمت سے ہر کفرستان میں اسلام کا جھنڈا گاڑ سکتے ہیں کوئی کام جب تک اسے وسیع پیمانہ پر نہ کیا جائے گا اس کے نتائج کھلے طور نہیں آ سکتے مثال دیکھ لیجئے ایک پسنہاری آٹا پیستی ہے تو شاید اسے سارے دن میں ۱۰ سیر آٹا پیسنے مل جاتے ہونگے لیکن ایک مل اور ہزاروں من آٹا پیستی ہے تو لاکھوں کا مالک بن جاتا ہے۔ یہ بالکل درست ہے کہ اب سست رفتاری سے چلنے کا وقت نہیں رہا اب اپنے قدم کو تیز کرو اور اپنی قوت کو اور خرچ کرو۔

دس مشنوں کے قیام کی تحریک

ہم نے اس لئے سالانہ جلسہ پر آپ لوگوں کے سامنے ایک خیال رکھا تھا کہ اس جنگ کے اختتام پر ہم کم از کم دس مشن قائم کر دیں تاکہ ہر بڑے ملک کے اندر تخم ریزی ہو جائے یہ جن ملکوں کے اندر تم کروڑوں کی تعداد میں مسلمان دیکھتے ہو۔ چاہے ہندوستان ہو چاہے چین ہو۔ چاہے جاوا سماٹرا ہو ایک وقت وہ تھا وہاں اسی طرح تخم ریزی کے لئے لوگ گئے اور ہر جگہ کچھ مسلمان ہو گئے

تخم ریزی کرنیوالوں کے کام کو خدا تعالیٰ بڑھاتا ہے

اور پھر خدا کا وعدہ کام کرتا رہا کزرع اخرج شطأہ فاٰزرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بھم الکفار کھیتی کی طرح جو اپنی سوئی نکالتی ہے پھر اسے مضبوط کرتی ہے پھر وہ موٹی ہوتی ہے پھر اپنی نالوں پر سیدھی کھڑی ہوتی ہے کھیتی کرنے والوں کو خوش کرتی ہے کہ ان کی وجہ کافروں کو غضب میں لائے ــــ سو خدا تخم ریزی کرنیوالوں کے کام کو بڑھاتا ہے اور وہ لوگ جنہوں نے یہ تخم ریزی کی ہوتی ہے وہ دیکھ کر حیران ہو جاتے ہیں جن لوگوں نے ان ممالک میں اسلام کی تخم ریزی کی ہو گی آج وہ اس دنیا میں آ جائیں تو مسلمانوں کی تعداد دیکھ کر حیرت میں پڑ جائیں کہ ہماری حقیر سی کوشش کو اللہ تعالیٰ نے کس قدر پھل لگایا اور وہ جو ایک دن ایک چھوٹا سا بیج تھا ایک ایک چھوٹی سی سوئی تھی آج وہ کس قدر شاندار درخت ہے۔

اس وقت خدا نے تخم ریزی کے لئے زمین تیار کر دی

سو تم بھی تخم ریزی کرو جب زمین تیار ہو جاتی ہے تو جو کسان اس زمین کے اندر بیج نہیں ڈالتا وہ بڑا احمق ہے۔ اس وقت خدا نے زمین تیار کر دی ہے یہ یورپ کو کیوں کھنڈر بنایا گیا امریکی وادیوں کو کیوں ویران کر دیا گیا یہ اسلئے کیا گیا تاکہ اسلام کی تخم ریزی کے لئے زمین تیار ہو جائے اگر تم آج ہمت نہیں کرتے اور تخم ریزی نہیں کرتے تو تم اس موقعہ کو ہاتھ سے کھو دو گے اٹھو اور اسلام کا بیج ان ملکوں میں ڈال دو قرآن کریم کو بذریعہ تراجم ان ملکوں میں پہنچا دو تبلیغی مرکز وہاں قائم کر دو۔ اس کام کو عظیم الشان بنانا خدا کا کام ہے وہ پہلے کرتا رہا ہے وہ اب بھی کرے گا۔

دس لاکھ روپیہ جمع کرنا ہے

میں نے جو دس مشن قائم کرنے کی تجویز کی ہے یاد رکھئے یہ ایک چھوٹا سا حصہ ہے اس تجویز کا جو میرے دماغ میں موجود ہے اس کے لئے آپ نے دس لاکھ روپیہ جمع کرنا ہے تاکہ پانچ سال تک اس کام کو جاری رکھنے کا سامان ہمارے ہاتھ میں ہو جائے اور آپ بے فکری سے کام کرتے چلے جائیں میں نے دو باتیں کہی تھیں ۵ لاکھ روپیہ چندوں سے کیا جائے اور پانچ لاکھ روپیہ وصایا سے پورا کیا جائے اس جلسہ سالانہ کے موقعہ پر میں نے وصیتوں کے لئے ہی تحریک کی تھی جو ابھی تک تکمیل کو نہیں پہنچی ہم نے اس کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے پوری کوشش نہیں کی۔

جماعت کو عملی طور پر کام پر لگاؤ

اب عمل اور کوشش کی ضرورت ہے آپ کی اگر ساری عمر انہی باتوں میں گذر جائے گی کہ یہ ثابت کریں کہ حضرت مرزا صاحب نبی نہیں تھے اور حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے تو یہ بے فائدہ ہے وعظ و نصیحت کرتے چلے جاؤ جماعت کا پیٹ نہیں بھرتا اب نکلو اور جماعت کو عملی طور پر کام پر لگاؤ اگر آپ نے اس جماعت میں شمولیت کی ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے دلوں میں ہمت پیدا نہ ہو اور ہم دین کو دنیا پر مقدم نہ کریں۔

یہ مال فنا ہو جائیں گے

یہ مال جو میں یاد رکھئے کہ کسی کے پاس کروڑوں ہو کسی کے پاس لاکھوں ہو کسی کے پاس ہزاروں ہو یہ مکان اور زمینیں کسی کے پاس دس پندرہ ہوں اور کسی کے پاس ایک ہو یہ کیا ہیں پیٹ بھرنے اور تن ڈھانکنے کا سامان ہیں اور کچھ نہیں میرا اتنا مال ہو، میری اتنی زمینیں ہوں میرے اتنے کارخانے ہوں یہ صرف وہمی ہے یہ ھل من مزید کا مصداق ہے۔ فنا ہونیوالی چیز ہے اگر آپ یہ روپیہ اور جائدادیں خدا کے جلال کے لئے خرچ کر دیں کلمۃ اللہ کو بلند کرنے کے لئے خرچ کر دیں تو یہ مال اور جائدادیں ابدی اور لافانی ہو جائیں گے باقی سارے مال پر فنا آ جائے گی جتنی محفوظ جگہ پر چاہو اسکو رکھ لو یہ سب فنا ہو جائیں گے۔

آپ لوگوں کے لئے مال خرچ کرنیکا موقعہ

اس وقت آپ لوگوں کے سامنے ایک موقعہ ہے کہ آپ اپنے مال خدا کے دین کی خدمت پر صرف کر دیں۔ ہر ایک شخص اپنے مال میں سے ایک حصہ کی وصیت کرے اور پھر اس وصیت کے حصہ کو اپنی زندگی میں ادا کرے اگر ضرورت ہو تو اپنی جائداد کا کوئی حصہ فروخت کر کے ادا کرے سو اس کام کے لئے اگر ضرورت ہے تو اپنی جائدادوں کو بیچ دو کوئی مال جمع ہے تو اس سے دیدو۔ لوگ فضول خرچیوں کے لئے اپنی جائدادوں کو بیچ دیتے ہیں وہ لوگ موجود ہیں جو ایک بچے کی شادی کے لئے مکان بیچ دیتے ہیں ختنہ کے لئے اپنے مکان بیچ دیتے ہیں ان فضول خرچیوں کے لئے مسلمانوں کے مکان بک سکتے ہیں لیکن جب اعلائے کلمۃ اللہ کا ذکر کرو تو تم کہتے ہو کیا ہم اپنی جائداد بیچ دیں میں کہتا ہوں بیچو اس سودے سے اور کوئی سودا بہتر نہیں۔ میں نے یہ بات یونہی نہیں کہی جو کام آپ سے چاہتا ہوں وہ خود بھی خدا چاہے تو کروں گا میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ اپنی وصیت کی رقم کو پورا کرنے کے لئے اتنی جائداد جتنی بیچ سکتا ہوں بیچوں اور خدا کے راستہ میں اسی وقت دیدوں

آج تمہارے ہاتھ میں سامان ہونا چاہیئے

اس میں کچھ شک نہیں کہ وصیت کے معنی یہی ہیں کہ انسان کی وفات کے بعد اس کی جائداد کا کچھ حصہ لیا جائے مگر یہ وقت ہماری جماعت کے لئے اب ایسا وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنی وصیتوں کی ادائیگی کو اپنے ورثاء پر نہ چھوڑیں۔ اب وقت سر پر آ پہنچا ہے۔ اب ہم اپنے ہاتھ سے وہ کام کریں جو ہمارے ورثا نے ہمارے بعد کرنا ہے۔ کام کرنے کا آج موقعہ ہے آج ہمارے ہاتھ میں سامان ہونا چاہیئے جس سے ہم اسلام کی تخم ریزی کا کام ایک وسیع پیمانہ پر شروع کر دیں اور اس بات کے انتظار میں نہ رہیں کہ جب کوئی دوست فوت ہو تو تب یہ کام شروع ہو۔ میں کبھی دوست کی وفات کا متمنی نہیں میری دعا یہ ہر روز ہو گی کہ اللہ تعالیٰ آپ کی لمبی عمریں کرے لیکن میں اشاعت اسلام کے کام کو ملتوی کرنے کے لئے تیار نہیں میں نے کہا تھا کہ ہم پانچ لاکھ روپیہ بذریعہ چندوں کے اور پانچ لاکھ روپیہ بذریعہ وصیتوں کے پورا کریں گے سو جہاں تک چندوں کے پانچ لاکھ کا سوال ہے اس کی جو بنیاد پڑی ہے وہ میرے وہم و گمان ... [illegible] پر یہ امید ہے کہ وہ اس دوسرے حصہ کو وصایا کے روپے سے پانچ لاکھ روپے سے پہلے پورا کر دے گی۔

یہ روپیہ جمع کرنا کوئی بڑی بات نہیں

جب میں نے تحریک کرنے کا ارادہ کیا تو میرا خیال تھا کہ یہ بہت بڑی رقم ہے شاید روپیہ نہ ہو تو جماعت اس میں اپنی ذلت محسوس کرے گی اور اس کا اثر اچھا نہ ہوگا بالآخر اللہ تعالیٰ نے میرے اندر یہ طاقت پیدا کر دی کہ میں یہ تحریک کروں جماعت کے لئے پانچ لاکھ روپیہ بذریعہ وصایا کے جمع کرنا کوئی بڑی بات نہیں اگر پچاس آدمی بھی دس دس ہزار روپیہ دیں تو پانچ لاکھ روپیہ جمع ہو سکتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہت زیادہ بھی دینے والے جماعت میں موجود ہیں لاکھ لاکھ بھی خدا چاہے تو ایک آدمی سے ہمیں مل سکتا ہے سو اس کام کو پیچھے مت چھوڑو کہ ہمارے مرنے کے بعد ہماری اولادوں سے۔ اس مال کو وصول کر لیا جائے اپنی زندگیوں میں ان مالوں کو دیدو۔

یہ کام ایک سال میں بھی ہو سکتا ہے

میں نے اس کے لئے دو سال کی میعاد رکھی تھی لیکن اب میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اگر ہم کوشش کریں تو ایک سال میں بھی یہ کام ہو سکتا ہے اگر ہم میں واقعی وہ تڑپ پیدا ہو جائے جو ہونی چاہیئے تو یہ کام مشکل نہیں بہت لوگ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کر کے اس جماعت میں شامل ہوئے لیکن مقدم کرنا زبان سے نہیں مقدم کرنا عمل سے ہے عملی طور پر مقدم کر کے دکھاؤ کہ اب جو دین کی ضرورت کا وقت آ گیا ہے ہم اپنی دنیا کو گنوا کر بھی اس ضرورت کو پورا کریں گے۔

مالوں کو برباد ہونے سے پہلے ابدی بنا دو

میں پھر کہتا ہوں یہ مال برباد ہو جائے گا جب ہم دنیا سے چلے گئے تو یہ مال ہمارے لئے کیا حقیقت رکھتا ہے اور یوں بھی مال ہاتھ بدلتا رہتا ہے عربی زبان میں اس کا نام مال اس لئے ہے کہ یہ ایک جگہ سے دوسری جگہ چلتا رہتا ہے۔ سو قبل اس کے کہ ہمارے مال برباد ہو جائیں ہم خود ان مالوں سے الگ ہو جائیں یہ عظیم الشان کام کرو کہ ان مالوں کو ابدی بنا دو تاکہ جب تم اپنے خدا کے سامنے حاضر ہو تو تمہیں خوشی ہو کہ ہم خدا کے ہاں خالی ہاتھ نہیں آئے اور اپنے مالوں کو پیچھے دنیا میں نہ چھوڑ آئے بلکہ ان کو اپنے ساتھ لے آئے ہیں۔ خدا ہم سب کو توفیق دے کہ ہم اپنے منصب کو سمجھ لیں اور دین کو دنیا پر مقدم کریں کیونکہ یہی وہ راستہ ہے جو ہمیں منزل مقصود پر پہنچا سکتا ہے۔

(13)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

پیغام صلح

ایڈیٹر۔ ایس۔ محمد آصف۔ بی اے جائنٹ ایڈیٹر۔ شیخ محمد انعام الحق۔

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۳۲ — لاہور۔ یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۸ ربیع الاول ۱۳۶۴ھ م۔ ۱۴ مارچ ۱۹۴۵ء — نمبر ۱۱

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اس زمانہ میں بڑی عبادت کیا ہے

ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اس زمانہ کے درمیان جو فتنہ اسلام پر پڑا ہوا ہے اس کے دور کرنے میں کچھ حصہ لے۔ بڑی عبادت یہی ہے کہ اس فتنہ کے دور کرنے میں ہر ایک مسلمان کچھ نہ کچھ حصہ لے۔ اس وقت جو بدیاں اور گستاخیاں پھیلی ہوئی ہیں چاہئے کہ اپنی تقریر اور علم کے ذریعہ سے اور ہر ایک قوت کے ساتھ جو اس کو دی گئی ہے۔ مخلصانہ کوشش کیساتھ ان باتوں کو دنیا سے اٹھاوے۔ اگر اسی دنیا میں کسی کو آرام اور لذت مل گئی تو کیا فائدہ۔ اگر دنیا میں ہی درجہ پا لیا۔ تو کیا حاصل۔ عقبیٰ کا ثواب لو۔ جس کی انتہا نہیں۔ ہر ایک مسلمان کو خدا تعالیٰ کی توحید و تفرید کے لئے ایسا جوش ہونا چاہیئے جیسا کہ خود اللہ کو اپنی توحید کا جوش ہے۔ غور کرو کہ دنیا میں اس کی طرح کا مظلوم کہاں ملے گا۔ جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کوئی گند اور گالی اور دشنام نہیں جو آپ کی طرف نہ پھینکی گئی ہو۔ کیا یہ وقت ہے کہ مسلمان خاموش ہو کر بیٹھ رہیں؟ اگر اس وقت کوئی شخص کھڑا نہیں ہوتا اور حق کی گواہی دیکر جھوٹے کے منہ کو بند نہیں کرتا اور جائز رکھتا ہے۔ کہ کافر لوگ بے حیائی سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اتہام لگاتے جائیں اور لوگوں کو گمراہ کرتے جائیں تو یاد رکھو کہ وہ بیشک بڑی باز پرس کے نیچے ہے۔ چاہیئے کہ جو کچھ علم اور واقفیت تمہیں حاصل ہے۔ وہ اس راہ میں خرچ کرو۔ اور لوگوں کو اس مصیبت سے بچاؤ۔ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ اگر تم دجال کو نہ مارو۔ تب بھی وہ مر جائیگا مثل مشہور ہے ہر کمالے را زوالے۔ تیرھویں صدی سے یہ آفتیں شروع ہوئیں۔ اور اب وقت قریب ہے کہ اس کا خاتمہ ہو جائے۔ اس لئے ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ کہ جہاں تک ہو سکے پوری کوشش کرے۔ نور اور روشنی لوگوں کو دکھائے۔

نماز میں تسبیح کہنے کی وجہ

اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ اہل ... صاحب برکات وہی شخص ہے جس کو یہ جوش حاصل ہو جائے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کا جلال ظاہر ہو۔ نماز میں جو سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ کہا جاتا ہے وہ بھی خدا تعالیٰ کے جلال کے ظاہر ہونے کی تمنا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ایسی عظمت ہو جس کی نظیر نہ ہو۔ نماز میں تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے یہی حالت ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ترغیب دی ہے کہ طبعاً جوش کیساتھ اپنے کاموں سے اور اپنی کوششوں سے دکھا دے کہ اس کی عظمت کے برخلاف کوئی شے مجید پر غالب نہیں آسکتی یہ بڑی عبادت ہے۔ جو لوگ اس کی مرضی کے مطابق جوش رکھتے ہیں۔ وہی مؤید کہلاتے ہیں اور وہی برکتیں پاتے ہیں۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال اور تقدیس کے لئے جوش نہیں رکھتے ان کی نمازیں جھوٹی ہیں اور ان کے سجدے بیکار ہیں جب تک خدا تعالیٰ کے لئے جوش نہ ہو۔ یہ سجدے صرف منتر جنتر ٹھہریں گے جن کے ذریعہ سے یہ بہشت کو لینا چاہتا ہے یاد رکھو کوئی جسمانی بات جس کیساتھ کیفیت نہ ہو فائدہ مند نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کو قربانی کے گوشت نہیں پہنچتے۔ ایسا ہی تمہارے رکوع اور سجود بھی نہیں پہنچتے جب تک ان کے ساتھ کیفیت نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کیفیت کو چاہتا ہے۔ اور ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی عزت اور عظمت کے لئے جوش رکھتے ہیں جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ ایک باریک راہ سے گذرتے ہیں اور کوئی دوسرا شخص ان کیساتھ نہیں جا سکتا۔ جب تک کیفیت نہ ہو۔ انسان ترقی نہیں کر سکتا۔ گویا خدا تعالیٰ نے قسم کھائی ہے کہ جب تک اس کے لئے کوئی جوش نہ ہو کوئی لذت نہیں دے گا۔

۸ مارچ ۱۹۰۸ء

خط و کتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں (مینجر)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ مؤرخہ ۹ مارچ کو چند یوم کے لئے دہلی تشریف لے گئے۔

احمدیہ بلڈنگس میں جلسہ اور ٹی پارٹی — مؤرخہ ۱۱ مارچ کو احمدیہ بلڈنگس کی مسجد میں چائے کی دعوت دی گئی جس میں جماعت کے بعض بزرگوں اور دوستوں نے شمولیت فرمائی۔ مرکز میں آج کل ہفتہ وار جلسوں کا سلسلہ شروع ہے۔ جن کی غرض آپس میں اخوت اور محبت کے جذبات کو فروغ دینا ہے یہ اس سلسلہ کا تیسرا جلسہ تھا الحمد للہ یہ جلسہ بھی بہت کامیاب رہا چائے نوشی کے بعد محترم جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری نے محمدی بیگم والی پیشگوئی کے موضوع پر عالمانہ تقریر کی اور اس کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی جس سے حاضرین بہت متاثر ہوئے۔

جناب بیگم صاحبہ محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب کے لئے دعا کی تحریک — گزشتہ اشاعت میں ہم بیگم صاحبہ جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب کے لئے احباب سلسلہ کی خدمت میں دعا کی تحریک کر چکے ہیں سب دوست بیگم صاحبہ موصوفہ کے لئے دعاؤں کو جاری رکھیں آپ رو بصحت ہیں اللہ تعالیٰ ان کو مکمل شفا عطا فرمائے آمین۔

تراجم قرآن فنڈ میں دو سو روپیہ دیا — میسرز جناب فضل احمد صاحب غلام احمد صاحبان سیالکوٹ نے مبلغ ۲۰۰/ روپیہ کی رقم تراجم قرآن فنڈ میں عنایت فرمائی ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اس کا اجر دے اور بیش از بیش خدمات دینی کی توفیق عطا فرمائے۔

سانحۂ ارتحال — یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں انتہائی حزن و ملال کیساتھ سنی جائے گی کہ اخویم مولوی عبد الرشید صاحب مبلغ اسلام سندھ کی رفیقہ حیات فوت پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہمیں اس صدمہ میں مولوی صاحب سے ... صبر جمیل کی توفیق دے اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

سب احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ مرحومہ کا جنازہ غائبانہ پڑھیں۔

درخواست دعا — اخویم شیخ محمد انعام الحق صاحب انچارج حیدرآباد سندھ تحریر فرماتے ہیں کہ ان کی بچی دوبارہ شدید علیل ہو گئی ہے جماعت کے سب دوستوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ شیخ صاحب موصوف کی بچی کے لئے حضور قلب سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ بچی کو مکمل شفا عطا فرمائے۔ آمین۔

مرکز میں درس کا سلسلہ

(ا) حضرت مولانا صدر الدین صاحب ہر روز نماز فجر کے بعد مرکزی مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں قرآن مجید کا درس دیتے ہیں مقامی دوستوں کو چاہیئے کہ اس درس میں شامل ہو کر استفادہ کریں۔

(ب) محترم جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری، حضرت مولانا صدر الدین صاحب کے درس کے بعد کالج کے طلباء میں قرآن مجید کا درس دیتے ہیں، وہ نوجوان دوست جو مقامی کالجوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں انہیں چاہیئے کہ اس درس میں شامل ہو کر دینی علم حاصل کریں۔

(ج) محترم جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب

پیغام صلح کے حجم کے متعلق ضروری اعلان

پیغام صلح کے لئے تین ماہ کے واسطے جو کاغذ کا کوٹا گورنمنٹ کی طرف سے ملتا ہے اس میں اتنی گنجائش نہیں کہ ہر ہفتہ ۸ صفحات کا اخبار شائع کیا جائے اس لئے آئندہ سے ایک پرچہ چار صفحات کا اور ایک پرچہ آٹھ صفحات کا شائع ہوا کرے گا۔ کاغذ کا کوٹا بڑھانے کے لئے دفتر کی طرف سے کوشش کی جا رہی ہے انشاء اللہ جلد کوئی انتظام ہو جائیگا۔ جب تک کوٹا میں اضافہ نہیں ہوتا اس وقت تک پیغام صلح اسی طرح شائع ہوگا۔

پیغام صلح

جلد ۳۳ | لاہور - یوم چہارشنبہ ۲۸ ربیع الاول ۱۳۶۴ھ | نمبر ۱۱

روزنامہ زمیندار کے اضطراب کی حقیقت

مہتمم صاحب مرکز تنظیم امرتسر کو مخلصانہ مشورہ

{۳}

گذشتہ مقالہ افتتاحیہ میں ہم نے روزنامہ زمیندار کے اضطراب کی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے بتایا تھا کہ مہتمم مرکز تنظیم اہل سنت کی ان مضامین سے صرف ایک ہی غرض ہے کہ وہ جماعت احمدیہ لاہور کی مخالفت سے اپنے مرکز تنظیم امرتسر کو فروغ دیں اور ہم نے انہیں مخلصانہ مشورہ دیا تھا کہ وہ اپنے اس ادارہ کی بنیاد جذبہ نفرت اور مخالفت پر نہ رکھیں کیونکہ وہ ادارہ جس کی بنیاد نفرت جیسے آتشیں جذبہ پر ہو وہ اپنے ہی سراج کی گرمی سے جل کر بھسم ہو جاتا ہے جس ادارہ کی ابتدا نفرت سے ہوتی ہے اس کی انتہا معلوم۔ انھوں نے اسلامی معیار انصاف سے قطع نظر کرتے ہوئے صرف مسلمانوں کے جذبات کو مشتعل کرنے کے لئے پیغام صلح کے اقتباسات کی درمیانی عبارتوں کو حذف کر کے پیش کیا اور ان ادھورے اقتباسات سے غلط نتائج نکالے اور اس صحافتی خیانت اور حق پوشی سے دوسروں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہم گذشتہ اشاعت میں اقتباسات کے مقابلہ سے ان کے اس صحافتی جرم کو بے نقاب کر چکے ہیں۔ ہم پوچھتے ہیں انہیں جماعت احمدیہ کی مساعی جمیلہ کا محاسبہ کرنے کا حق کیا ہے جبکہ ان کے اپنے صحافتی اخلاق کے خانہ میں صفر ہے اور اگر وہ ان غلط بیانیوں سے مسلمانوں کے جذبہ حقارت میں اشتعال پیدا بھی کر دیں تو کونسا تیر ماریں گے اس مخالفت کی صداقت کے سامنے حقیقت ہی کیا ہے یہ تو محض شعلۂ خس ہے، یہ شعلے کئی دفعہ بلند ہوتے اور کئی دفعہ بجھے اور ان مخالفتوں کے باوجود جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے اسی طرح رواں اور دواں ہے اور باوجود ان مخالفتوں کے اشاعت قرآن اور تبلیغ اسلام کے بلند نصب العین کے لئے شب و روز کوشاں ہے۔ ہم مہتمم صاحب مرکز تنظیم امرتسر کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ اگر ان کے پہلو میں ایک حق پرست دل ہے تو وہ سارے اسلامی سواد پر نگاہ دوڑا کر دیکھ لیں کیا انہیں سوائے جماعت احمدیہ لاہور کے کوئی ایسی جمعیت اسلامیہ نظر آتی ہے جو اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت کے لئے دن رات کوشاں ہو اور جو کام دین کی نصرت اور خدمت کا خدا نے اس جماعت سے لیا ہے وہ کسی اور جماعت نے لیا ہو اگر ہے تو اسے پیش کیا جائے گذشتہ پچاس سالوں میں مسلمانوں کا جو تبلیغی ادارہ بھی قائم ہوا وہ جماعت احمدیہ کی تقلید میں اور اس جماعت کے اصولوں پر اس نے کام کرنے کی کوشش کی اور یہ تمام تبلیغی ادارے ناکام ہوئے کیونکہ یہ سب تقلیدی تھے اور ان کے اندر زندہ ایمان اور جوش عمل کا فقدان تھا یہ اوقات ہیں محض فرضی اور مناظرانہ باتیں تھیں۔

تبلیغی میدان میں جماعت احمدیہ کے کارہائے نمایاں کا انصاف پسند مسلمان اکابر کو اعتراف ہے اگر ضرورت پیش آئی تو وہ سب اعترافات شائع کر دئے جائیں گے باقی رہا مہتمم صاحب کا مسلمانوں کے ایمان کی نگہداشت کا فکر کیونکہ انہوں نے لکھا ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور مسلمانوں کے متاع ایمان کی غارتگر ہے اس کے لئے انہیں چاہیئے کہ پہلے مخالفت کی عینک کو آنکھوں سے اتاریں اور ٹھنڈے دل کے ساتھ جماعت احمدیہ لاہور کے معتقدات پر غور کریں اور اگر انہیں کوئی اعتراض ہو تو قرآن و حدیث کی روشنی میں معقولیت سے اپنے اعتراضات کو پیش کریں اور نفرت و حقارت کی تاریکیوں میں ٹامک ٹوئیے نہ ماریں ہمارے معتقدات درج ذیل ہیں:-

(۱) ہم اللہ تعالےٰ کی توحید اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاتے ہیں

(۲) ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں اور بہ الفاظ بانیٔ سلسلہ

"اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئیگا نیا ہو یا پرانا" (نشان آسمانی صفحہ ۲۸)

"جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں" (مجموعہ اشتہارات حصہ چہارم صفحہ ۲۳۳)

"میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب محمد مصطفےٰ صلعم پر ختم ہو گئی" (مجموعہ اشتہارات صفحہ ۳۲۳)

"ہم نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں"

(۳) ہم قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتاب مانتے ہیں جس کا کوئی حکم منسوخ نہیں نہ قیامت تک منسوخ ہوگا۔

(۴) ہم بالفاظ بانیٔ سلسلہ ایمان لاتے ہیں کہ "ملائک حق اور حشر اجساد حق اور روز حساب حق اور جنت اور جہنم حق ہے"۔ (ایام الصلح صفحہ ۸۶)

(۵) ہم کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کو اسلام کے ارکان میں سے مانتے ہیں جن پر دین کی بنا رکھی گئی ہے۔

(۶) ہم تمام انبیاء اور تمام کتابوں پر جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ایمان لاتے ہیں۔

(۷) ہم تمام صحابہ کرام تمام آئمہ دین کی عزت کرتے ہیں، خواہ وہ اہل سنت کے مسلمہ بزرگ ہوں یا اہل تشیع کے۔ اور کسی صحابی یا امام یا محدث یا مجدد کی تکفیر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

(۸) ہم ہر اس شخص کو جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتا ہے مسلمان سمجھتے ہیں خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو اور مسلمانوں کی تکفیر کو سب سے بڑا گناہ سمجھتے ہیں،،

آخر ان معتقدات میں کونسی بات ہے جو شریعت اسلامیہ کے خلاف ہے اور اگر کوئی ہے تو مہتمم صاحب کو ہر ایک حق پہنچتا ہے کہ وہ ہماری مخالفت کریں اور مسلمانوں کو بھی ان معتقدات سے بچائیں اور اگر انہیں ان معتقدات پر کوئی اعتراض نہیں تو انہیں اس اندھی مخالفت سے باز آ جانا چاہیئے باقی رہا ان کا دلائل سے عاجز آ کر کسی مغضوب الغضب مولوی کے فتویٰ تکفیر میں پناہ لینا تو ان پر روشن ہونا چاہیئے کہ کسی مولوی کا فتویٰ کفر حجت نہیں آخر گذشتہ آئمہ سے لیکر موجودہ دور کے مصلحین میں سے کوئی شخص ہے جو ان شقی القلب مولویوں کی تکفیر کے تیروں سے بچا ہو وہ کسی ایک عظیم المرتبت شخص کا نام لیں اس کے متعلق فتاوٰی کفر ہم پیش کر دیں گے۔

شذرات

لکھنؤ کے سنیوں کی افسوسناک حالت۔

لکھنؤ میں یوم النبی کے موقعہ پر مقامی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا جو فرمان نافذ ہوا اس کا خلاصہ معاصر صدق مورخہ ۹ مارچ ۱۹۴۵ء میں شائع ہوا ہے جو درج ذیل ہے:۔

"کوئی مسلمان کسی مسلک یا فرقہ کا ہو سنی، شیعہ، حنفی، اہلحدیث، قادیانی، لکھنؤ میونسپلٹی کے حدود کے اندر کسی قسم کا مقتدا یا جلوس نہ نکال سکے گا۔ اور نہ پانچ مسلمانوں سے زائد کا مجمع کسی سڑک یا پبلک مقام پر ہو سکیگا۔ مسلمان نہ اپنی کسی قسم کا جلوس، قدیم یا جدید نہ نکال سکیں گے اور نہ اپنا کوئی جلسہ کر سکیں گے تاوقتیکہ پولیس کپتان سے اس کا خصوصی اجازت نامہ حاصل کر لیں۔

کوئی ایسے نعرے لگانا جس سے دوسروں کی دلآزاری ہو، یا جھنڈے جھنڈیاں، نشانات لیکر نکلنا، یا اس مفہوم کی تحریریں شائع کرنا یہ سب قطعاً ممنوع ہے۔ کوئی شخص اگر اپنے گھر کے اندر سے بھی ایسے نعرے لگائے گا، گرفتار کرایا جائیگا۔ پولیس کو اختیار دیا جاتا ہے کہ ایسی گرفتاریوں کے لئے گھروں کے اندر دروازے توڑ کر گھس جائے۔

لکھنؤ کی قدیم مسلمان آبادی کے محلے قاضی چوک، تھانہ وزیر گنج اور تھانہ سعادت گنج میں واقع ہیں۔ ان تینوں علاقوں کے مسلمانوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ تین ۱۲- ربیع الاول (۲۶- فروری) کو کوئی شخص بھی ۷ بجے صبح تڑکے سے اسی رات کے ۱۰ بجے تک کسی سڑک پر یا کسی پبلک مقام پر نظر آنے پائے، ورنہ گرفتار کر لیا جائیگا۔

اخبارات کے ایڈیٹروں، ناشروں، انجمنوں اور عام اشخاص کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ وہ اس بندش میں کوئی بھی ایسی خبر یا ایسا مضمون شائع نہ کریں جس سے اہل سنت اور شیعوں کے درمیان منافرت، بیزاری پیدا ہوتے یا نقص امن کے واقع ہونے کا کوئی بھی امکان ہو"

انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ لکھنؤ کے مسلمان آپس کے جھگڑوں کی وجہ سے اس حالت کو پہنچ چکے ہیں کہ وہ اپنی بدبختی کی وجہ سے یوم النبی کے موقعہ پر سرور کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو بیان کرنے اور اس یوم مبارک کو منانے سے محروم ہو گئے کیا یہ بات ان کے لئے باعث شرم نہیں کہ تمام اسلامی دنیا میں یوم النبی منایا جا رہا ہو اور وہ اپنی شامت اعمال کی وجہ سے اس مبارک تقریب میں شمولیت کرنے سے محروم ہو جائیں۔ انہیں چاہیئے کہ وہ اب بھی اصلاح کریں اور غور کریں کہ حالات کا تقاضا کیا ہے اور وہ کیا کر رہے ہیں۔

دفتر تحصیل کی اپیل

محترم جناب مولانا مرتضےٰ خان صاحب اسسٹنٹ سکریٹری تحصیل جماعت کے دوستوں کو پیغام صلح کی گذشتہ اشاعتوں میں اپیل کر چکے ہیں کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی تحریک پر جن لوگوں نے وصیت کا وعدہ فرمایا تھا وہ جلد وصیت کریں۔ دوسری تحریکات مثلاً ستیارتھ پرکاش تراجم قرآن فنڈ نیز عطیہ جات سالانہ جلسہ کے متعلق بھی دفتر سے یاددہانی کرائی گئی ہے ارفنڈ اور بجٹ فنڈ کی طرف بھی توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

امید ہے جماعت کے سب دوست ان تحریکات کو کامیاب بنانے کی ممکن ترین کوشش کریں گے اور وہ احباب جنہوں نے ان فنڈوں میں ابھی تک موعودہ رقم ارسال نہیں فرمائی وہ بھی جلد توجہ فرمائیں گے۔

ضروری اطلاع

پیغام صلح کی کاپی ابھی تیار ہو چکی تھی کہ خبر موصول ہوئی کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ دہلی سے خیریت کیساتھ واپس تشریف لے آئے ہیں۔

احمدیوں کی مخالفت

نوٹ:۔ بمبئی کے اردو پریس نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے بمبئی میں وارد ہونے پر احمدیت کی شدید مخالفت کی لیکن مخالفت کے اس شدید طوفان میں جناب ذاکر حسین صاحب فاروقی بی اے مدیر ہفت روزہ آئینہ بمبئی نے اخلاقی جرأت کا ثبوت دیتے ہوئے اس مخالفت کے خلاف آواز بلند کی جو قابل تعریف ہے۔ چنانچہ اس موقعہ پر جو انہوں نے مضمون لکھا وہ درج ذیل ہے۔ اس مضمون میں مسلمانوں کیلئے لمحہ فکریہ ہے۔

آجکل بمبئی کے اخبارات میں احمدیوں کی مخالفت میں زور شور کے مضامین شائع ہو رہے ہیں۔ جن میں ان کے مذہب کی سخت تنقید کی جارہی ہے اور کفریات کا ایک سیلاب ہے جو پوری قوت کے ساتھ امنڈ رہا ہے۔

واقعہ صرف یہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری ایم۔ اے جو احمدی فرقہ کے سب سے بڑے عالم اور مبلغ ہیں اور بمبئی آئے ہوئے ہیں۔ تراجم قرآن پاک کی اشاعت کے لئے چندہ فراہم کر رہے ہیں!

میں نہ قادیانی ہوں اور نہ احمدی ——— اور نہ ان کے عقائد کا ذرا بھی طرفدار۔ مگر مجھے پھر بھی اس سیلاب سے نفرت ہے اور میں نے مسلمانوں کے مجموعی مفاد کیلئے نقصان رساں تصور کرتے ہوئے اپنے آپ کو اس پر مجبور پاتا ہوں کہ تمام مراسلات اور اداریۂ مقالات کے خلاف صدائے مخالفت بلند کروں جو آجکل بمبئی کے اخبارات میں شائع ہو رہے ہیں اور جن کی وجہ سے مسلمانوں میں باہمی نفاق اور دشمنی کی تخم پاشی ہو رہی ہے۔!

میں جانتا ہوں کہ مشتعل جذبات اور ہیجانی کیفیات میں کوئی صلح پسندانہ تحریر اثرانداز نہیں ہوتی، ایک مسلمان کی حیثیت سے میں مسلمانوں کی اس نفسیاتی کیفیت سے بھی واقف ہوں کہ وہ مذہب کا نام آ جانے کے بعد اپنے قلب و دماغ پر قابو کھو بیٹھتے ہیں اور میں اس کا بھی علم رکھتا ہوں کہ متعصب طبقہ میری صلح جویانہ پالیسی پر مجھے نفرین کرنے، قادیانی قرار دیدینے حتیٰ کہ کافر تک بناڈالنے سے احتراز نہیں کرے گا پھر بھی میں حق گوئی کی عادت ترک نہیں کر سکتا اور محض طوفان اختلاف سے متاثر ہو کر اپنے جذبات و احساسات کو نہیں کچل سکتا!

میں جانتا ہوں ——— اور دنیا جانتی ہے کہ مسلمانوں کو جس چیز نے سب سے شدید نقصان پہنچایا وہ فتنۂ تکفیر ہے۔ ہمارے علماء نے کفر سازی کو اپنا مشغلہ بنا لیا۔ شیعوں نے سنیوں کو کافر بنایا، سنیوں نے شیعوں کو کافر جانا۔ وہابیوں نے حنفیوں پر فتوائے کفر صادر کیا اور حنفیوں نے وہابیوں کو کافر بنا ڈالا۔ نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ صرف یہ ہوا کہ تعصب بڑھا۔ رواداری مٹی۔ اور اخوت اسلامی، اتحاد بین المسلمین اور جمہور اسلام کی قوت اجتماعی کا خاتمہ ہو گیا۔

اسلام کا اصول تھا۔ اتحاد محبت اور رواداری ——— مسلمانوں نے اس کی جگہ اپنے اصول بنائے تعصب نفرت اور اختلاف نتیجہ جو ہونا چاہیئے تھا وہی ہوا۔ مسلمانوں کی قوت، ان کی سطوت، ان کی ہیبت، ان کا جلال، ان کی طاقت، ان کی تنظیم اور ان کا قابل فخر اتحاد سب کچھ مٹی میں مل گیا، وہ کمزور ہو گئے۔ آپس کے افتراق کی وجہ سے دوسروں کا شکار بن گئے اور وہی قوم جو کبھی امام الاقوام تھی، دنیا کی سردار تھی، معمورۂ خاکی پر حکمران تھی۔ غلام بن گئی تباہ ہو گئی۔ مٹ کر رہ گئی۔

ہم مٹنے کو مٹ گئے تباہ ہونے کو تباہ ہو گئے مگر مرنے کے بعد بھی ہمارا مرض دور نہیں ہوا۔ فنا ہونے کے بعد بھی ہمیں وہی گھن لگا رہا جس نے ہمیں لب گور پہنچایا تھا ——— یعنی افتراق، باہمی کشمکش، منافرت، برادرکشی اور تکفیر کے فتنے آج بھی زندہ ہیں اور قوم جب بھی ابھرنے کی کوشش کرتی ہے تو اسے پھر سے دبا دیتے ہیں۔!

افسوس کہ ہم نے تکفیر کے مہلک ترین اثرات کا مشاہدہ کرنے کے بعد بھی اپنی یہ عادت نہیں چھوڑی چنانچہ آج احمدیوں کے خلاف اسی "عادت" کا مظاہرہ کیا جارہا ہے۔

مانا کہ احمدیوں اور مسلمانوں کے بعض عقاید میں اختلاف ہے کیا کوئی مسلمان اس سے انکار کر سکتا ہے کہ وہابیوں اور حنفیوں کے عقاید میں اختلاف ہے سنیوں اور شیعوں کے عقاید میں اختلاف ہے معتزلہ اور اشاعرہ کے عقاید میں اختلاف ہے غرضیکہ مسلمانوں کے ہر فرقہ کے عقاید دوسرے فرقہ کے عقاید سے مختلف ہیں اب اگر اس اختلاف عقاید کی بنا پر ہر فرقہ دوسرے تمام فرقوں کو دائرۂ اسلام سے خارج سمجھ لے تو پھر دنیا میں کتنے مسلمان باقی رہ جائیں گے؟

بلکہ سوال یہ ہے کہ کیا پھر ایک بھی متنفس ایسا رہ جائے گا جسے تمام مسلمان "مسلمان" ہونے کی سند دے سکیں ——— ؟

خدا کا شکر ہے کہ مسلمانوں کا سنجیدہ طبقہ اب فروعی اختلافات کو نظرانداز کرنے لگا ہے۔ اور اس کا قرآن کی اس آیت پر ایمان ہو گیا ہے کہ "جو شخص تم سے آ کر یہ کہے کہ میں مسلمان ہوں اسے تم کافر نہ ٹھہراؤ" مگر افسوس کہ عامۃ المسلمین اور رؤسائے دینی ابھی تک اس تنگ نظری اور تعصب کی تنگنائے سے باہر نہیں نکل سکے جن کی نے ان کو افتراق و انتشار کا شکار بنا کے مسلمانوں کی ساری حیات قومی کا خاتمہ کر دیا ہے:

اگر وہابیوں کو حق ہے کہ وہ حنفیوں سے اختلاف عقاید کے باوجود اپنی مذہبی سرگرمیاں جاری رکھیں، اگر شیعوں کو حق ہے کہ وہ سنیوں کے اختلاف کی پروا نہ کرتے ہوئے اپنے عقاید پر قائم رہیں اگر سنیوں کو حق ہے کہ وہ خوارجیوں کی مخالفت کے باوجود اپنے دین پر باقی رہیں اگر اسمٰعیلیوں کو حق ہے کہ وہ اثنا عشریوں سے اختلاف کے باوجود اپنے مذہبی مراسم بجا لاتے رہیں تو پھر احمدیوں کو یہ حق کیوں نہ دیا جائے کہ وہ اپنے عقاید پر قائم رہیں اور ان کی پرامن طریقہ پر اشاعت کریں؟

اپنے طریقۂ فکر، اپنے عقاید، اور اپنے اصول دین کی ترویج و اشاعت کا حق دنیا کے ہر فرقہ کو حاصل ہے، تنگ نظر مسلمان طبقہ اس حق سے کسی کو محروم نہیں کر سکتا۔ اس لئے قادیانیوں یا احمدیوں کے خلاف بھی ہم انصافاً کوئی مورچہ قائم کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔

جب آریہ اور عیسائی اپنی کتابیں شائع کرتے ہیں تو ہمیں اعتراض نہیں ہوتا۔ احمدی قرآن شائع کر کے مفت تقسیم کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں تو ہم طوفان برپا کر دیتے ہیں۔ کیا یہی وہ انصاف اور رواداری ہے۔ جس کی تاریخ پر ہمیں ناز ہے، کیا یہی وہ اعلیٰ مدنیت ہے جس پر ہم مفتخر ہو سکتے ہیں ——— ؟

مانا کہ احمدیوں کا ترجمۂ قرآن ان کے اپنے عقاید کے مطابق ہے مگر شیعوں، سنیوں، وہابیوں، معتزلیوں اور دوسرے فرقوں کی تفاسیر ان کے اپنے عقاید کی آئینہ دار نہیں؟ پھر جب ہم ان فرقوں کی تفاسیر شائع ہونے پر اعتراض نہیں کرتے تو احمدیوں کی اشاعت قرآن پر کیوں چراغ پا ہوں؟

کاش کہ مسلمان اس مسئلہ پر انصاف اور رواداری سے نگاہ ڈال سکتے اور یہ سوچ سکتے کہ ان کے تنگ نظرانہ رویہ سے اسلام اور مسلمانوں کی نگاہ اغیار میں کس قدر سبکی ہو رہی ہے اور خود ان کو اس کی بدولت کتنے شدید نقصان سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے۔!

گورو گوبند سنگھ صاحب کے بچوں کا قتل

(از جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی)

سکھ صاحبان ہر ایک تاریخی رسالہ میں اور ہر ایک دیوان میں جہاں مسلمانوں کے خلاف سکھوں کو بھڑکانا ہو گورو گوبند سنگھ صاحب کے بچوں کا سرہند میں دیواروں میں چنوائے جانے کا واقعہ بڑے دردناک پیرایوں میں بیان کرتے ہیں جس سے سکھوں اور مسلمانوں میں فساد ہو جاتا ہے۔ گیانی واحد حسین صاحب نے مذکورہ عنوان پر ایک کتاب لکھی ہے جس میں متعدد تاریخی حوالہ جات سے یہ ثابت کیا ہے کہ گورو گوبند سنگھ صاحب کے بچوں کو سرہند میں دیواروں میں چنوائے جانے کا قصہ بالکل بے سر و پا ہے گیانی صاحب نے یہ کتاب لکھ کر سکھ مسلم اتحاد میں ایک بڑی روک کو دور کر دیا ہے۔ کتاب واقعی قابل قدر ہے۔ ملنے کا پتہ:۔

واحد حسین گیانی۔ قادیان

کسولی میں
عید میلاد النبیؐ کی تقریب

مورخہ ۲۶ر فروری لیڈی لنلتھگو سینی ٹوریم کسولی کے مسلمان مریضوں نے عید میلاد النبیؐ کی تقریب باسعید پر جلسہ منعقد کیا۔ جلسہ میں کلکتہ کے ایک بہت بڑے سیٹھ محمد عثمان لیڈی ڈاکٹر سینی ٹوریم اور چند ایک فوجی مسلمان افسران نے بھی شمولیت فرمائی۔

تلاوت قرآن کے بعد بندہ نے نہایت موثر انداز میں آنحضرت صلعم کی حیات طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور جو جو مظالم قریش مکہ نے آنحضور صلعم اور آنحضرت کے پیروؤں پر توڑے۔ وہ کچھ اس پیرایہ میں بیان کئے۔ کہ حاضرین میں سے اکثر آبدیدہ ہو گئے اور سب پر رقت طاری ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی اکثر الزام جو مخالفین اسلام حضورؐ کی ذات مبارک پر کیا کرتے ہیں انہیں بھی صاف کیا۔ اور یہ بھی ثابت کیا کہ جس طرح قرآن حکیم کل کتب سابقہ کی تعلیمات کا حامل ہے اور اب دنیا کو کسی کتاب کی ضرورت نہیں اسی طرح سرور عالم صلعم کے بعد کسی نئے یا پرانے نبی کے آنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں اس امت میں مجدد آتے رہیں گے۔ جو دین کی تجدید فرمایا کریں گے۔ اس کے بعد تمام دوستوں کی چائے، مٹھائی اور پھلوں سے تواضع کی گئی اور جلسہ دعا پر برخواست ہوا۔

بندہ نے یہاں بھی سلسلہ کی تبلیغ کا سلسلہ شروع کر دیا ہے لیکن لوگ قادیانیوں کے عقاید ہمارے اور حضرت مسیح موعودؑ کے عقاید سب کو ایک سا سمجھے ہوئے ہیں۔ انہیں مجدد والی حدیث پڑھ کر سنائی گئی۔ سابقہ مجددین جو آئے ان کے نام و مختصر حالات بتائے۔ اور چودھویں صدی کے مجدد کی اسی حدیث کی بناء پر آنے کی اہمیت بتائی گئی۔

خاکسار
ماسٹر محمد یعقوب آف جہلم
لیڈی لنلتھگو سینی ٹوریم۔
کسولی

حضرت امیر کے پتہ کے متعلق
ضروری اعلان

بعض احباب خطوط پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا پتہ صحیح نہیں لکھتے جس سے خطوط تعویق سے حضرت ممدوح کی خدمت میں پہنچتے ہیں۔ سب احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ مندرجہ ذیل پتہ پر حضرت ممدوح سے خط و کتابت فرمائیں:۔

پتہ:۔ مسلم ٹاؤن اچھرہ۔ لاہور

فکر و وجدان کا تاریخی جائزہ

لاہور کے مشہور ادبی رسالہ "ادبی دنیا" کے فروری نمبر میں سید علی عباس صاحب کا ایک طویل مضمون عنوان بالا سے شائع ہوا ہے۔ اس مضمون میں یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ بنی نوع انسان کی فکر اور اس کے وجدان نے ابتدائے آفرینش سے اب تک کیا کیا مراحل طے کئے ہیں۔ موضوع اس قدر وسیع اور خیال انگیز ہے۔ کہ تیس صفحوں میں اسکو بیان کرنے کی جسارت بے حد تعجب کا مقام ہے۔ بہرحال سید عباس علی نے حتی الوسع کوشش کی ہے کہ تہذیب، اخلاق، مذہب، اور آرٹ کے بدلتے ہوئے رجحانات پر ایک سرسری فلسفیانہ نظر ڈالیں۔ اور اس کوشش میں وہ علی قدر ضخامت کامیاب بھی ہوئے ہیں لیکن مذہب کے ارتقاء پر نقد و تبصرہ کرتے ہوئے انھوں نے اسلام کے متعلق بعض مقامات پر نہایت افسوسناک بے خبری کا ثبوت دیا ہے اور ہمیں یہ دیکھ کر بے حد رنج ہوا کہ ایک تعلیم یافتہ نقاد اور مبصر نے اسلام کی روحیت اصلی تک پہنچنے کے بجائے مختلف عجمی اوہام و روایات ہی کو اسلام قرار دے کر اس پر تنقید کر دی . . . .

. . . .

. . . . پھر اسلام کے ابتدائی زمانے کا ذکر کرنے کے بعد یہ لکھا کہ جس مذہب کے اصولوں پر، اجتماعی حیثیت سے پندرہ برس کی قلیل مدت کے بعد عمل نہ ہو سکا۔ وہ پندرہ صدیوں بعد کے تبدیل شدہ سیاسی، عمرانی، اور اخلاقی ماحول میں کس طرح عامل و منظم حیات ثابت ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اسلام کے اصول، سیاسی آج بھی عالمگیر حیثیت رکھتے ہیں۔ جن سے بہتر اصول یورپ اور ایشیا کے بڑے بڑے مفکرین اب تک پیش نہیں کر سکے۔ اگر سید عباس علی توحید باری تعالیٰ، حسن اخلاق و اعمال۔ سیاسی معاشرتی اور اقتصادی مساوات، ور قدر حریت، اور شرف انسانیت کے اصول اسلامی کا ذرا غائر نظر سے مطالعہ کرتے۔ تو ان جیسے پڑھے لکھے انسان کو نہایت آسانی سے معلوم ہو جاتا کہ موجودہ تہذیب کی رو ان سے بہتر نصب العین مہیا نہیں کر سکی۔ بلکہ اب تک ان کی بلندی تک بھی نہیں پہنچ سکی۔

اس مضمون میں جابجا مذہب اور تاریخ مذہب کے متعلق بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ جس کو علم راسخ اور مطالعہ صحیح سے دور کا تعلق بھی نہیں، ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ سید علی عباس صاحب نے ان مسائل کو محض مغرب کے بعض فلسفیوں کے اتباع میں اندھا دھند لکھ ڈالا کسی ایسے شخص سے مشورے کی ضرورت بھی محسوس نہ کی۔ جو انہیں مذہب اور خصوصاً دین اسلام کے متعلق ضروری حقائق بتا دیتا۔ انھوں نے خدا جانے کیوں نیاز فتحپوری بننے کی کوشش کی ہے۔ جو نگار میں ہمیشہ اسلام پر ناروا حملے کرکے داد تحقیق دیا کرتے ہیں۔

مولوی صلاح الدین احمد صاحب ایڈیٹر ادبی دنیا کی خدمت میں گذارش ہے کہ آیا وہ اپنے ادبی رسالے کو مذہبی بحث و مناظرہ کا اکھاڑہ بنانے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ اور آیا وہ مذہب اسلام کو فلسفیانہ نقطۂ نظر سے صحیح اور ضروری سمجھنے والوں کے مضامین بھی شائع کرنے پر آمادہ ہیں؟ یا ان کے رسالے کے اوراق صرف نقص مذہب اور دین اسلام پر تخفیفانہ خیالات ظاہر کرنے والوں ہی کے لئے وقف رہیں گے؟ اگر آپ اپنے کسی مضمون نگار کو کسی مذہب پر حملہ کرنے کی اجازت دیں گے تو دوسروں کو اس کی مدافعت کا موقعہ بھی دینا پڑے گا۔ نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ "ادبی دنیا" "مذہبی دنیا" بن جائے گا۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اگر اس مضمون کے قابل اعتراض فقروں کی اشاعت میں آپ احتیاط نہیں کر سکے تو کم از کم آئندہ ہی احتیاط فرمایئے اور "ادبی دنیا" کو ادبی دنیا ہی رہنے دیجئے۔

سید علی عباس تو خدا۔ رسول۔ امام۔ نبوت۔ ہدایت کے قائل نہیں معلوم ہوتے یہ ہم جانتے ہیں کہ ایڈیٹر کا مضمون نگاروں کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں، لیکن مولوی صلاح الدین احمد صاحب کو (اگر وہ مسلمان ہیں) ایسے شغلوں سے دامن بچانا ہی چاہیئے۔ (انقلاب)

اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی کا تلیگو زبان میں ترجمہ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کے بلند پایہ ٹریکٹ "اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی" کا ترجمہ اخویم شیخ محمد انعام الحق صاحب انچارج حیدرآباد مشن نے شائع کیا ہے۔ ترجمہ سلیس اور شستہ ہے۔ ٹائپ اور چھپائی دیدہ زیب ہے۔ یہ ٹریکٹ تبلیغی لحاظ سے نہایت مفید ہے۔ وہ دوست جو اس ٹریکٹ کو تلیگو بولنے اور جاننے والے لوگوں میں تبلیغی نقطۂ نگاہ سے تقسیم کرنا چاہیں وہ جائنٹ سیکرٹری صاحب، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور سے طلب کریں۔ مندرجہ ذیل پتہ سے بھی یہ ٹریکٹ مفت مل سکتا ہے۔

پتہ

شیخ محمد انعام الحق صاحب
محلہ اعظم پورہ۔ ملک پیٹھ
حیدرآباد دکن

خلیفہ صاحب کی خدمت میں کھلی چٹھی

حسب خلیفہ نما دانہ ضلع ہزارہ کے قادیانی دوستوں کے مطالبہ حلف سے کیوں گریز کرتے ہیں؟

جناب خلیفہ مسیح الرحمٰن۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ غرض خدمت ہے۔ آپ کا اور جماعت لاہور کا آپس میں اختلاف حضرت مولانا نورالدین صاحب کی وفات پر بظاہر شروع ہو گیا تھا ہر دو فریق کی طرف سے بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ جس سے کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا۔ سچ تو یہ ہے کہ جن احمدیوں کے دل میں سلسلہ کے لئے تڑپ ہے وہ ضرور محسوس کرتے ہیں۔ کہ کسی نہ کسی طرح سے ہر دو فریق کا اختلاف دور ہو۔ اور جماعت پھر ایک ہو کر دنیا کی اصلاح کرنے کے لئے قدم اٹھائے۔ اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں رہتی۔ اگر ہر دو فریق کے درمیان سے اختلاف مٹ جائے۔ تو پھر احمدیوں کے لئے دنیا پر غلبہ حاصل کرنا کچھ مشکل امر ہے۔ گو میں ایک غریب آدمی ہوں۔ مگر یہ ضرور چاہتا ہوں کہ جماعت ایک ہو جائے اور کام کو بڑھایا جائے۔ پچھلے دنوں میں نے پیغام صلح میں دیکھا کہ جماعت احمدیہ دانہ نے آپ کو قسم کھانے کے لئے کہا ہے جو جناب کو بخوبی معلوم ہے۔ اور آپ کو ضرور کسی نے سنایا ہوگا یا جناب نے خود پیغام صلح میں پڑھا ہوگا۔ جناب والا۔ اس سے آسان طریق فیصلہ کا اور کیا ہو سکتا ہے۔ میرے ناچیز خیال میں جب فیصلہ آپ کی قسم پر قرار دیا گیا ہے۔ اور جناب واقعی مضبوط بنیاد پر قائم ہیں۔ تو پھر قسم اٹھانے میں کیا حرج ہے۔ ہاں اگر جناب ان امور میں حق بجانب نہیں ہیں۔ تو پھر جھوٹ کا قسم اٹھانا اچھا فعل نہ ہوگا۔ نہ خدا کے نزدیک اور نہ جماعت کے نزدیک میں نے پہلے اس خط میں عرض کیا ہے۔ کہ میں ایک غریب آدمی ہوں۔ مگر میں جرأت کرکے ضرور آپ کو عرض کرتا ہوں۔ کہ آپ ضرور قسم اٹھائیں۔ تاکہ یہ تنازعات ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں۔ میں نے اخبار پیغام صلح میں پڑھا ہے۔ اور ان پر حضرت مولانا محمد علی صاحب نے جماعت ہزارہ کے کہنے پر قسم اٹھائی ہے اور کہا ہے۔ کہ جناب میاں صاحب ان باتوں میں غلطی پر ہیں۔ لیکن آپ کی طرف سے ابھی تک کوئی جواب نہیں نکلا۔ ہاں آپ جناب کے مریدوں کی طرف سے بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ جو ایک منصف مزاج کے دل پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ پیراں نے پرند مریداں مے پرانند۔ جناب سر ظفر اللہ خاں صاحب کو ثالث مقرر کیا گیا تھا۔ انھوں نے بھی پہلوتہی کرکے دوسری باتوں کو سراہا ہے۔ ہاں جو لوگ مثل انعام ہوتے ہیں۔ اور جن کے گلے میں رسہ ڈالا ہوا ہے ان کے فعل پر کوئی اعتبار نہیں۔

محمد زمان میاں از قاضی خیل چارسدہ۔

کتاب نیو ورلڈ آرڈر کی مقبولیت

ہمارے محترم دوست ملک خدا بخش صاحب لودھیانہ جس خلوص اور کوشش کے ساتھ تبلیغ اور تقسیم لٹریچر کا کام کر رہے ہیں وہ پیغام صلح کی کسی گذشتہ اشاعت سے دوستوں کو معلوم ہو چکا ہوگا۔ انبالہ چھاؤنی سے انہیں ایک دوست کا خط کتاب نیو ورلڈ آرڈر کی مقبولیت کے متعلق موصول ہوا ہے جس کا اقتباس درج ذیل ہے قارئین ملاحظہ فرمائیں۔ (مدیر)

"امید ہے۔ آپ بخیریت ہوں گے۔ خدا تعالےٰ آپ کے ارادہ میں برکت دے آپ نے ایک بلند مقصد اپنی نگاہوں کے سامنے رکھا ہے۔ خدا تعالےٰ آپ کو اسکا اجر عظیم دے گا۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ بعض آفیسر ایسے گرویدہ ہو جاتے ہیں کہ حضرت مولانا (محمد علی) کی تعظیم اور عظمت کا اظہار نہایت شریفانہ الفاظ میں کرتے ہیں۔ یہ کتاب بذات خود ایک انقلاب آفریں ہے اور پھر مفت تقسیم اس پر سونے پر سہاگہ کا کام دیتی ہے۔ نہایت اچھا اثر ہو رہا ہے، یہ سب آپ بزرگوں کی برکت کا سبب ہے"

ضرورت رشتہ

ضلع جہلم کے ایک احمدی زمیندار عمر چالیس سال کے لئے جو آجکل ایک فوجی محکمہ میں ملازم ہیں رشتہ کی ضرورت ہے۔ پہلی بیوی دو سال ہوئے فوت ہو چکی ہے اور اس سے ایک لڑکا جو جماعت سوم میں پڑھتا ہے اور ایک لڑکی بعمر چھ سات سال ہے۔ دیہاتی یا زمیندار رشتہ کو ترجیح دی جائے گی، ذیل کے پتہ پر خط و کتابت کی جائے۔

شیخ عبدالرحمان مصری
انچارج شعبہ تبلیغ۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

سورۃ الفاتحہ ایک خزانہ ہے

مسلمانوں نے اس خزانہ کے ساتھ کیا سلوک کیا

وہ وقت قریب آرہا ہے جب ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے

ہماری جماعت دلیل سے زندہ ہے اور قادیانی مذہب موت اور ہو چکی ہے

خلیفہ صاحب قادیان کو مباہلہ کا چیلنج

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت ایدہ اللہ تعالیٰ - لاہور - مورخہ ۹ مارچ ۱۹۴۵ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

قرآن مجید کا خلاصہ اس سورت کا نام خود حضرت نبی کریم صلعم کی زبان سے ام الکتاب مروی ہے یعنی یہ قرآن کا خلاصہ اور اس کی تعلیم کا نچوڑ ہے۔ بڑی قابل غور بات ہے کہ اتنی مختصر سورت کو جس میں سات آیات آئی ہیں قرآن کریم کی تعلیم کا نچوڑ قرار دیا گیا ہے گویا جو اس سورۃ پر عامل ہو گیا وہ درحقیقت سارے قرآن پر عامل ہو گیا اور پھر کمال یہ ہے کہ اس خلاصۂ قرآن کو مسلمان کی زندگی میں اس قدر اہمیت دی کہ پانچ وقت ہر نماز میں ہر مسلمان کئی کئی بار اس کو دہراتا ہے یعنی ہر مسلمان چاہے وہ خواندہ ہو اور چاہے ناخواندہ ہو بیس مرتبہ چالیس مرتبہ اسکو دھراتا ہے کوئی دوسری مذہبی کتاب اس کتاب کا مقابلہ کیا کر سکتی ہے کہ جس کتاب کا ایسا نچوڑ بنا دیا گیا ہو جو متعدد مرتبہ ہر ایک مسلمان کے سامنے آتا رہتا ہے۔

اس سورۃ کے دوسرے نام اس سورۃ کا دوسرا نام فاتحہ بھی ہے اور یہ نام مشہور ہے فاتحہ کے معنی ابتدا کے بھی ہیں یعنی اس سے کلام پاک کی ابتدا ہوتی ہے اور فتح مشکلات کے حل کو بھی کہتے ہیں گویا فاتحہ کے معنی مشکلات کا حل کرنے والی بھی ہے جس سے معلوم ہوا جو مشکلات ایک مسلمان کو پیش آتی ہیں ان کا حل اس سورۃ میں موجود ہے۔ ایک اور نام اس کا الکنز بھی ہے کنز کے معنی ہیں خزانہ ایک حدیث قدسی میں آتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے متعلق بھی کنز کا لفظ استعمال فرمایا ہے کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف تو گویا عظیم الشان دولت کو بھی کنز کہہ دیا جاتا ہے۔ سورۃ فاتحہ کا نام الکنز رکھ کر یہ بھی بتا دیا کہ یہ مسلمان کے ہاتھ میں ایک خزانہ ہے جس سے وہ طرح طرح کے کام لے سکتا ہے۔ کاش مسلمان کم از کم ایک اس سورۃ کے معانی کو اچھی طرح ذہن نشین کر کے اس پر عامل ہو جاتے بڑا مختصر کام ہے لوگ کہتے ہیں مذہب مشکل ہے خود دیکھئے قرآن سات آیات میں مذہب کا خلاصہ ہے تو یہ بہت آسان ہے جسے ہر ایک انسان سمجھ سکتا ہے ان آیات کا مفہوم سمجھ کر انسان ان پر پورے طور پر عامل ہو گیا تو گویا وہ قرآن پر عامل ہو گیا۔

اس خزانہ سے مسلمانوں نے کیا سلوک کیا یہ خزانہ اس رنگ کا ہے جو دنیا کے خزانے کیا کام دیتے ہیں لوگوں کے پاس خزانے ہوتے ہیں وہ ان کے کسی کام نہیں آتے اس وقت ہندوستان میں جو دولت کے لحاظ سے امیر شخص ہے وہ ایک مسلمان ہے مگر اس کا خزانہ بالکل اسی طرح پڑا ہے جیسا کہ مٹی کا ڈھیر ہو بہت لوگ ہیں جن کے پاس مال کے ڈھیر ہیں مگر وہ ان سے کام نہیں لیتے وہ ان کے لئے ویسے ہی ہیں جیسے مٹی کا انبار ہو اور وہ اسی طرح پڑے رہتے ہیں حتیٰ کہ یہ انسان خود مٹی میں مل جاتا ہے اور اس کے لئے وہ ختم ہو جاتے ہیں۔ سورۃ فاتحہ کے رنگ میں جو خزانہ مسلمانوں کو دیا گیا تھا اس کے ساتھ انہوں نے وہی سلوک کیا جیسے ایک احمق مالدار اپنے چاندی سونے کے خزانوں سے کرتا ہے وہ اپنے خزانہ سے وہ کام نہیں لیتے جس غرض کے لئے اسے وہ خزانہ دیا گیا ہے۔

موجودہ مشکلات کا حل مسلمانوں کے گھروں میں ہے میں اس وقت اس سورۃ کی تفسیر بیان نہیں کروں گا صرف ایک آیت کی طرف توجہ دلاتا ہوں کتنی بڑی دولت ہے جو اس سورت کی درمیان کی آیت میں ہے ایاک نعبد وایاک نستعین ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ آج جو تکلیفیں اور مشکلات دوسرے لوگوں کو پیش آتی ہیں ان مشکلات کا حل مسلمانوں کے گھروں میں موجود ہے ان مشکلات کو وہ شخص سمجھ سکتا ہے جس کی نظر دنیا پر وسیع ہے۔ اس سورۃ کی آیت اھدنا الصراط المستقیم تو ہم کو سیدھے رستے پر چلا اگر انسان کے ہاتھ لگ جائے تو یہ بھی ایک بہت بڑی دولت ہے ہر قدم پر اس کے دل سے یہ آواز اٹھے کہ اے خدا میں کمزور ہوں مجھے علم نہیں کہ اس وقت مجھے کیا قدم اٹھانا چاہیئے تو مجھے سیدھا رستہ دکھا

انگلستان کی ایک سوسائٹی کا اصول آج اسلام کے دماغ زیادہ خوابیدہ ہیں بہ نسبت ان قوموں کے جنہیں ہم مذہب سے بیگانہ سمجھتے ہیں آج ان میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ کسی طرح خدا ہماری رہنمائی کرے انگلستان میں ایک سوسائٹی بنی ہوئی ہے مارل آرمیمنٹ کے نام سے اس سوسائٹی کا اصول یہ ہے کہ ہر کام کی ابتدا پر خدا سے مدد طلب کی جائے انسان کا علم محدود ہے اسے بعض وقت محسوس ہوتا ہے کہ اسے رستہ نظر نہیں آتا کس قدر خوش قسمت ہے وہ انسان جسے خدا کی رہنمائی حاصل ہو جائے اور بار بار اس کے دل سے یہ خواہش اٹھے کہ اے خدا یہ مشکلات میرے بس کی نہیں تو مجھے سیدھا رستہ دکھا میں نہیں جانتا کہ یہ قدم جو میں اٹھا رہا ہوں اس میں میرا نقصان ہے یا نفع ہے عواقب امور کو تو ہی جانتا ہے تو مجھے صحیح رستے پر چلا۔

یہ آیت بڑی دولت ہے اسی طرح آیت ایاک نعبد وایاک نستعین بھی بڑی دولت ہے ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے مدد مانگتے ہیں خدا کی عبادت کو اور خدا سے مدد مانگنے کو اکٹھا کر دیا گیا ہے گویا ان دونوں کو لازم و ملزوم کر دیا گیا ہے خدا کی عبادت پر مدار ہے خدا کی مدد کا جیسے کوئی خدا کی عبادت کرتا ہے ویسے ہی وہ خدا کی مدد کو پا لیتا ہے۔ بعض لوگ اس غرض سے خدا کی عبادت کرتے ہیں کہ دنیا ان کو مل جائے ایسے تنگ خیال لوگ بھی دنیا میں موجود ہیں خدا ان کو دنیا دے بھی دیتا ہے اس سے اوپر چل کر ایک وہ لوگ ہیں کہ وہ اپنی ہی دنیا کی بھلائی نہیں چاہتے وہ دوسرے لوگوں کی جسمانی بھلائی بھی چاہتے ہیں ان کو بھی خدا مدد دیتا ہے ایک وہ انسان ہے جس کا اس سے بھی وسیع دل ہے جو خدا سے اپنا تعلق پیدا کرنا چاہتا ہے وہ صرف جسمانی بھلائی نہیں چاہتا بلکہ اپنی روح کی بھلائی بھی چاہتا ہے جو غیر فانی ہے وہ اتنی غرض کو لیکر خدا کے سامنے جاتا ہے وہ اس کو بھی پا لیتا ہے جس قدر کسی کی عبادت کا مفہوم ہوتا ہے اس کے مطابق وہ خدا کی مدد بھی پا لیتا ہے کلا نمد ھؤلاء وھؤلاء من عطاء ربک وما کان عطاء ربک محظورا ہم سب کو مدد دیتے ہیں ان کو بھی جو دنیا کے طالب ہیں اور ان کو بھی جو دین کے طالب ہیں تیرے رب کی عطا سے یہ ہوتا ہے اور تیرے رب کی یہ عطا کبھی رکتی نہیں ایک انسان دنیا میں وہ بھی ہیں جن کا قلب اس سے بھی وسیع تر ہے وہ خدا کی عبادت کرتے ہیں تو صرف اس لئے نہیں کہ ان کا اپنا تعلق خدا سے ہو جائے بلکہ اس لئے بھی ہوتی ہے کہ کل دنیا کا خدا سے تعلق پیدا ہو جائے خدا کی ساری مخلوق اس کے دروازے پر جھک جائے ان کی خدا سے تعلق کی خواہش اپنے نفس تک محدود نہیں۔ اپنے کنبے تک محدود نہیں اپنی قوم تک محدود نہیں بلکہ ان لفظوں سے شروع کر کے الحمد للہ رب العالمین بتا دیا کہ وہ جو تعلق خدا کے ساتھ چاہتا ہے وہ تمام انسانوں کا تعلق خدا سے چاہتا ہے اس کی غرض قوم اور ملک کی حدود کو توڑ دیتا ہے۔

سب سے بڑا خزانہ تو جو شخص آیت ایاک نعبد وایاک نستعین سے پورا فائدہ اٹھانا چاہتا ہے اسے یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ خدا کی مدد سب سے بڑا خزانہ ہے جو انسان کو دیا گیا ہے ہمارے پاس سارے سامان ہوں اگر خدا ہم کو ان سے فائدہ اٹھانے سے محروم کر دے تو وہ ساری چیزیں بے کار ہو جاتی ہیں خدا کی مدد بڑا بھاری خزانہ ہے اس کو حاصل کرنے کے لئے دو باتوں کو سمجھ لینا چاہیئے جتنا عبادت میں ہمارا مقصد بلند ہوگا اسی نسبت سے مدد ملے گی اور وہ بلند مقصد کیا ہے کہ تمام انسانوں کا تعلق خدا کے ساتھ پیدا ہو اور یہ خدا کے دروازے پر جھکنے والے ہوں جتنا یہ مقصد بلند ہوتا چلا جائیگا اسی قدر وسیع پیمانہ پر مدد ملتی جائے گی۔

محمد رسول اللہ کو بہت بڑی نصرت ملی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہ تڑپ پیدا ہوئی کہ یہ عرب و عجم سب کے سب خدا کے دروازے پر جھک جائیں کتنی بڑی نصرت آپ کو ملی جس کی دنیا کی تاریخ میں نظیر نہیں ملتی اور ابھی یہ نصرت اور آنیوالی ہے جس کو ہم بھی اچھی طرح نہیں سمجھ سکے آنحضرت صلعم کے دل میں بہت بڑی تڑپ تھی معلوم نہیں آپ کے دل کی کیا حالت ہوگی جس کا قرآن مجید میں ذکر ہے لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین شاید تو اپنے آپ کو ہلاک کر دے گا کہ یہ ایمان نہیں لاتے۔ آپ کی اسی تڑپ کی وجہ سے ملکوں کے ملک خطرناک فسق و فجور سے نکلے اور بڑے بڑے بلند مقامات پر پہنچے۔

دعا کس وقت قبول ہوتی ہے خدا کی مدد ضرور ملتی ہے اگر تم حاصل کرنا چاہتے ہو تو اپنے مقصد کو اس قدر وسیع کرو کہ ساری نسل انسانی خدا کے آگے جھکے انسان انسانوں کے ساتھ محبت سے رہنا سیکھیں لیکن ایک دوسری بات یہ بتانا چاہتا ہوں کہ لوگوں کا خیال بعض وقت یہ ہوتا ہے کہ ہم نے دعا کی تھی قبول نہیں ہوئی ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایک دفعہ خدا کے سامنے ہاتھ اٹھائیں اور جو وہ چاہتے ہیں تراً ہو جائے ان لوگوں نے خدا کی عظمت کو نہیں پہچانا وہ خدا کو اپنے ماتحت سمجھتے ہیں کہ انھوں نے کسی خواہش اظہار کیا تو وہ فوراً اسے پورا کر دے حالانکہ دعا اس وقت قبول ہوتی ہے جب انسان بالکل خدا کے آگے اپنے آپ کو ڈال دیتا ہے اور تھکتا نہیں۔

خدا کی مدد ایک سمندر کی طرح ہے ایاک نعبد وایاک نستعین۔ یہ ایک فقرہ ہے لیکن خوب یاد رکھو خدا کی مدد ایک سمندر کی طرح ہے جس کی گہرائی کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ آپ ایک میخ دیوار میں ٹھونکنا چاہیں تو ایک چوٹ سے اسے نہیں ٹھوک سکتے بلکہ چوٹیں لگاتے چلے جاتے ہیں ایک سمندر کے متعلق آپ کو یقین ہو کہ اس میں موتی پڑے ہوئے ہیں تو اس میں ایک دفعہ غوطہ زنی سے وہ موتی نہیں مل سکتے بلکہ اس کے لئے بار بار کوشش کرنی پڑتی ہے تو کیا آپ سمجھتے

ہیں کہ انسانوں کے آہنی دل جو دنیا کی محبت سے پتھر ہو چکے ہیں حق کی تیغ کو ایک ہی چوٹ سے آپ اس میں داخل کر دیں گے۔ یا کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ ایک انسان کا سر ابھی سمندر کی سطح سے نیچا بھی نہیں ہوا تو اس کی تہ میں جو موتی ہیں وہ اس کے ہاتھ میں آ جائیں گے

نصرت ضرور ملیگی

خدا کے ساتھ تعلقات کو رات کے ساتھ وابستہ کیا گیا ہے کیونکہ رات کو فراغت ہوتی ہے سو اس وقت تمہارے دل سے یہ تڑپ بار بار اٹھے پہلی مرتبہ اگر یہ فقرہ تمہارے دل سے نکلا اور اس کا کوئی اثر نہیں ہوا تو اسے بار بار دھراؤ اور قوت کے ساتھ دہراتے چلے جاؤ یہاں تک کہ تم اس کی انتہا تک پہنچ جاؤ خدا کی نصرت ضرور آتی ہے اگر کمی ہوتی ہے تو انسان کی جدوجہد میں کمی ہوتی ہے اس کے مانگنے میں کمی ہوتی ہے اگر آپ اپنے دلوں کو اسی طرح وسیع کر لیں جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل وسیع تھا تو خدا کی نصرت کا بھی وہ رنگ آ جائیگا جو آپ کو نصرت ملی تھی تبلیغ کے درد سے ناآشنا لوگ کہتے ہیں کہ پہلے مسلمانوں کی تو فکر کرو ان کی دنیا تو اچھی ہو جائے پھر حق دوسروں کو پہنچانے کی فکر کرو۔ یہ سب بہانے ہیں یا یہ دل کی تنگی ہے اپنے دلوں کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کی طرح وسیع کرنے کی کوشش کرو

ایک بزرگ کا واقعہ

ہمارے ایک بزرگ تھے حضرت مولینا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے قرآن کے سمجھنے میں میری رہنمائی کی ... میں نے ان سے بڑا فائدہ اٹھایا وہ ایک واقعہ فرمانے لگے کہ ایک بزرگ نے لکھا ہے کہ ایک دعا میں تیس سال تک کرتا رہا اور تیس سال کے بعد وہ دعا قبول ہوئی ذرا اس حوصلے کو دیکھو عمر کا ایک لمبا حصہ گذر گیا تیس سال کے بعد خدا نے اس دعا کو قبول کیا میرے دل میں یہ بات اس طرح گڑی کہ جس وقت یہ اختلاف ہوا تو میرے دل میں یہ بات گڑی ہوئی تھی کہ شاید یہ کام لمبی دعا کو چاہتا ہے آج اس اختلاف کو تیس سال ہو گئے میں سمجھتا ہوں وہ دعا جو اس جماعت کے بزرگوں نے جن میں سے کچھ گذر گئے اور کچھ باقی ہیں اس وقت سے شروع کی آج ہم اسکا اثر دیکھتے ہیں آج جماعت کے دل میں یہ تڑپ اٹھتی ہے کہ تمام دنیا کے اندر اسلام کا بیج بو یا جائے اور حق ساری دنیا تک پہنچا دیا جائے۔

سب اکٹھے ہو کر خدا کے حضور گریں

وہ وقت قریب آ رہا ہے جب ساری دنیا تک اسلام کا پیغام پہنچ جائے اس لئے میں آپ لوگوں کی خدمت میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس وقت خدا کے آگے گر کر اس کی مدد اس کام کے لئے مانگیں۔ آپ اگر اپنے سونے اور چاندی کے خزانوں کو نہیں دینا چاہتے تو نہ دیں میں آپ سے صرف ایک خزانہ مانگتا ہوں اور وہ ایاک نعبد و ایاک نستعین کا خزانہ ہے ہم سب اکٹھے ہو کر خدا کے حضور گریں جماعت کے اندر جب تڑپ پیدا ہوتی ہے تو خدا اسکا بہت بڑا نتیجہ پیدا کرتا ہے اس تڑپ کو زبردست قوت کیساتھ

اپنے دل میں پیدا کر کے خدا کے حضور گر جائیے اگر خدا چاہے گا تو آپ میں سے بہت سے لوگ دیکھیں گے کہ کس طرح اسلام کی تخم ریزی تمام ممالک میں ہوتی ہے۔

مغرب میں اسلام کیلئے ایک مانگ ہے

میں ان لوگوں سے ملا ہوں جو ان دنوں یورپ سے آئے ہیں ان سے میں نے سنا ہے کہ مغربی دنیا میں اسلام کے لئے ایک مانگ پیدا ہو گئی ہے یہ لوگ تڑپتے ہیں کہ ان کو ہدایت ملے مگر یہ ہدایت اور روشنی مسلمانوں کے گھروں میں ایک طاقچہ کے اندر پڑی ہے۔ وہ دنیادار لوگ ہیں دین سے ان کو کوئی غرض نہیں مگر وہ یہ کہتے ہیں کہ آج یورپ میں آسمانی روشنی کے لئے زبردست مانگ پیدا ہو چکی ہے اس کام میں قوت پیدا کرنے کے لئے آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ

ایاک نعبد و ایاک نستعین

کی دعا پر زور دیجئے خدا کی مدد تمہیں مل کر رہیگی

ہماری جماعت دلیل سے زندہ ہے

مگر اس کے ساتھ میں آپ کو یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ خدا کی مدد جو آپ کی جماعت کے ساتھ ہوئی ہے یہ بھی کوئی چھوٹی سی چیز نہیں تاریخ میں آپ کو بہت کم ایسے واقعات نظر آئیں گے۔ ہمارا اور قادیان کا اختلاف ہوا کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا ہم چند نفوس تھے قادیان کے اخبار اس وقت کہتے تھے کہ یہ چار پانچ آدمی ہیں خود ہی ہمارے ساتھ آ ملیں گے۔ مگر آج ان عقائد میں جن میں اختلاف کی وجہ سے ہم الگ ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے ہمیں کھلی فتح عطا فرمائی ہے یہ خدا کی نصرت ہے اگر کسی کو قرآن پر ایمان ہے تو اس آیت پر غور کرے لیھلک من ھلک عن بینۃ و یحیی من حی عن بینۃ تاکہ جو ہلاک ہوتا ہے وہ کھلی دلیل سے ہلاک ہو اور جو زندہ ہوتا ہے وہ کھلی دلیل سے زندہ ہو ——— آج خدا کے فضل سے کھلی دلیل نے آپ کی جماعت کو زندہ کر دیا ہے اور قادیان کی جماعت کو ہلاک کر دیا ہے

قادیانی جماعت کیلئے لمحہ فکریہ

بات سیدھی سی تھی کہ حضرت مرزا صاحب پر مخالف علماء نے بعض الفاظ کے استعمال کی وجہ سے الزام لگایا کہ آپ دعوٰے نبوت کرتے ہیں آپ نے اس کا جواب دیا اور سینکڑوں مرتبہ دعوٰے نبوت سے انکار کیا اور فرمایا کہ تم کو غلطی لگی ہے تم نے نبی اور محدث کے فرق کو نہیں سمجھا میں نبوت کو آنحضرت صلعم پر ختم سمجھتا ہوں اور ان کے بعد مدعی نبوت پر لعنت بھیجتا ہوں تمہارا میری طرف دعوٰے نبوت منسوب کرنا مجھ پر افتراء ہے اگر ساری جماعت قادیان بھی حوالے تلاش کرنے بیٹھ جائے تو کیا وہ حضرت مرزا صاحب کے ان الفاظ کو رد کر دے گی یاد رہے بات ہے کہ بعض وقت کسی چیز کی محبت لوگوں کو اندھا کر دیتی ہے مرزا صاحب کے بیٹے کی محبت نے ان لوگوں کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی ہے جب حضرت مسیح موعود نے دعوٰے نبوت سے انکار کیا تو مخالف علماء نے کہا کہ یہ شخص تقیہ

اور نفاق سے کام لے رہا ہے اس کے دل میں کچھ اور ہے اور کہتا کچھ اور ہے خدا ان قادیانیوں کو سمجھ دے کہ وہ حضرت مرزا صاحب کی طرف دعوٰی نبوت منسوب کر کے آپ کی وہ ذلت کرتے ہیں جو دوسروں نے بھی نہیں کی اور ان کو ایسا کرتے ہوئے شرم بھی نہیں آتی۔

میاں صاحب کے حضرت مسیح موعود پر افترا

میاں صاحب کہتے ہیں حضرت صاحب نے ۱۹۰۱ء میں عقیدہ تبدیل کر لیا تھا کئی دفعہ ان کے قلم سے یہ الفاظ نکلے ہیں گویا ۱۹۰۱ء سے پہلے تو علماء جھوٹے تھے اور حضرت صاحب سچ پر تھے اور ۱۹۰۱ء کے بعد معلوم ہوا کہ تکفیر علماء سچے تھے اور حضرت صاحب نعوذ باللہ جھوٹ پر تھے اور خدا کی شان ہے کہ جس بات کو انہوں نے اپنی برتری کا موجب سمجھا تھا وہی ان کی ذلت کا موجب ہو گئی ہے وہ ان کے نزدیک برتری کا موجب کیا تھا وہ مصلح موعود ہونیکا دعوٰے تھا لیکن خدا تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ ادھر یہ مصلح موعود ہونیکا دعوٰے کرتے ہیں اور ادھر ان کے منہ سے ایسی باتیں نکل جاتی ہیں کہ جن سے ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ سب کچھ افتراء ہے میاں صاحب نے مصلح موعود کا دعوٰے کرنے کے بعد ہی ایک تقریر کی جس میں اس بات کا جواب دیا کہ حضرت مسیح موعود اپنے آپ کو ۱۹۰۱ء سے پہلے نبی سمجھتے تھے یا نہیں اس کے جواب میں کہا کہ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے میں لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا یہ ایک کھلا افتراء تھا۔ اور پھر دوسرا افتراء یہ کیا کہ ۱۹۰۱ء کے بعد حضرت مسیح موعود کی مجالس میں یہ چرچا رہتا تھا کہ حضرت صاحب کا سابقہ اجتہاد دربارہ نبوت درست نہیں نکلا۔ یعنی مسیح موعود جو کچھ کہتے رہے وہ غلط نکلا اور جو مخالف علماء کہتے تھے وہ سچ نکلا آخر ۱۹۰۱ء کے زمانہ کے اتنے مرید تھے جن کی تعداد ہزاروں ہوگی کیوں نہ ایک شخص نے بھی یہ حلف اٹھائی کہ میں نے حضرت صاحب کے منہ سے یہ لفظ سنے ہیں کہ میں پہلے لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا یا یہ کہ فلاں موقعہ پر حضرت صاحب کے مرید آپس میں یہ باتیں کر رہے تھے کہ آپ کا اجتہاد دربارہ نبوت درست نہیں نکلا یا یہ کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ کو مجدد سمجھتا تھا ۱۹۰۱ء کے بعد میں آپ کو نبی سمجھنے لگا اور آپ کی پہلی کتابوں کو منسوخ سمجھتا تھا۔

میاں صاحب مفتری ہیں

ہمارے پاس یہ بات لیکر آ جاتے ہیں کہ میاں صاحب کو خواب آ گئی ہے کہ وہ مصلح موعود ہیں لیکن ہم ان کی خواب کو کیا کریں جبکہ وہ صریح جھوٹ بولتے ہیں اور اپنے امام اور پیشوا پر افترا کرتے ہیں کیا یہ بات سمجھ میں آ سکتی ہے کہ جو شخص اتنا کھلا افترا کرتا ہے وہ مصلح موعود ہو۔

سر ظفراللہ خاں کا فیصلہ سے گریز

میں نے کہا تھا کہ کسی بحث کی ضرورت نہیں سر ظفراللہ خاں صاحب صرف ایک دو سطری فیصلہ لکھ دیں اور میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے پوچھیں

کہ حضرت صاحب کی وہ تحریر دکھا دیں جس میں یہ لکھا ہو کہ میں ۱۹۰۱ء سے پہلے لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا اور کسی واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صاحب کی مجالس میں یہ چرچا رہتا تھا کہ حضرت صاحب کا اجتہاد دربارہ نبوت درست نہیں نکلا سر ظفراللہ خاں صاحب نے اختلاف سلسلہ کے متعلق اتنی بڑی کتاب لکھ ماری جس میں وہی رطب و یابس بھرا ہے جو پہلے بھی لوگ لکھتے رہے ہیں اس میں اگر یہ دو سطریں بھی لکھ دیتے تو فیصلہ ہو جاتا یاد رکھو قادیانی مذہب دلائل کی رو سے بالکل مر چکا ہے میں کہتا ہوں کہ سب بحثوں کو چھوڑیے ان سے صرف یہ مطالبہ کیجئے کہ سر ظفراللہ خاں صاحب جس دن یہ فیصلہ کر دیں گے اس دن ہم بحث بھی کریں گے۔

میاں صاحب ان امور پر مجھ سے مباہلہ کر لیں

میں نے تو میاں صاحب کو بحث کے لئے بھی بار بار بلایا اور ساری شرطوں کو چھوڑ دیا مگر وہ نہ نکلے مگر اب میں ان کو ایک اور چیلنج دیتا ہوں میں ان امور پر ان سے مباہلہ کرنے کے لئے بھی تیار ہوں کہ حضرت مرزا صاحب نے یہ کبھی نہیں کہا کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے میں لفظ نبی کی غلط تشریح کر لیا کرتا تھا اور نہ حضرت صاحب کے مریدوں میں بھی یہ چرچا ہوا کہ حضرت صاحب کا اجتہاد دربارہ نبوت درست نہیں نکلا وہ نکلیں اور میرے ساتھ مباہلہ کریں

مباہلہ سے قبل مباحثہ

مباہلہ سے پہلے مباحثہ بھی خود ہو جائیگا کیونکہ وہ پہلے اس بات کا ثبوت پیش کریں گے کہ حضرت صاحب نے فلاں فلاں جگہ یہ فرمایا ہے کہ میں لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا اور حضرت صاحب کے مریدوں نے فلاں وقت اکٹھے ہو کر یہ کہا کہ حضرت صاحب کا اجتہاد دربارہ نبوت درست نہیں نکلا اور بعد میں حلف اٹھائیں کہ

(۱) حضرت صاحب نے ۱۹۰۱ء میں اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا تھا اور اپنی سابقہ تحریروں کو منسوخ قرار دے دیا تھا۔

(۲) حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے جو میں لفظ نبی کی تشریح کیا کرتا تھا وہ غلط تھی

(۳) حضرت صاحب کے مرید آپس میں باتیں کیا کرتے تھے کہ حضرت صاحب کا اجتہاد دربارہ نبوت درست نہیں نکلا۔

اور میں حلف اٹھاؤں گا کہ

(۱) حضرت صاحب نے ۱۹۰۱ء میں اپنا عقیدہ تبدیل نہیں کیا نہ اپنی پہلی کتابوں کو منسوخ قرار دیا

(۲) حضرت صاحب نے کہیں نہیں فرمایا کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے میں لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا۔

(۳) حضرت صاحب کے مریدوں میں آپ کی زندگی میں کبھی یہ چرچا نہیں ہوا کہ حضرت صاحب کا اجتہاد دربارہ نبوت درست نہیں نکلا۔

یقیناً یا میاں صاحب ان باتوں میں جھوٹے ہیں یا میں جھوٹا ہوں یہ واقعات ہیں جن میں ایک فریق ضرور جھوٹ بول رہا ہے اس لئے اگر وہ صرف مباحثہ سے ان باتوں کو ثابت کرنا چاہیں تو میں اس کے لئے بھی تیار ہوں اور اگر وہ ان میں مباہلہ کرنا چاہیں تو میں اس کے لئے بھی تیار ہوں۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ (16)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

پیغام صلح

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

ایڈیٹر۔ ایس محمد آصف بی اے

جائنٹ ایڈیٹر۔ شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۳ | لاہور یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ - ۲۸ مارچ ۱۹۴۵ء | نمبر ۱۳

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

زندگی کے بلند مقاصد کیطرف توجہ کرو

بیرونی جماعتوں کے سالانہ جلسوں کو مفید بناؤ

یہ زمانہ ایک نقطۂ انقلاب ہے

جماعت احمدیہ کا ہر ایک فرد تبلیغ کرے

(16)

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ - مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۴۵ء

یاایہا الذین اٰمنوا ما لکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض ط ارضیتم بالحیوۃ الدنیا من الاٰخرۃ فما متاع الحیٰوۃ الدنیا فی الاٰخرۃ الا قلیل - (التوبہ ۳۸)

بوجھل ہو کر زمین سے لگ جانیوالے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو یعنی ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہو اور کہتے ہو کہ ہم خدا کو اپنا خالق اور مالک مانتے ہیں اور خدا کے حکموں کے آگے اپنے سروں کو جھکا دیں گے اور جس رستہ پر وہ فرمائیگا چلیں گے یہ صرف تمہارے دعوے ہیں۔ لیکن جب تم کو کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں نکل پڑو تو تم بوجھل ہو کر زمین کی طرف جھک جاتے ہو۔ انفروا۔ نفر قرار پکڑنے کی ضد ہے یعنی قرار کی حالت میں نہ رہنا جنگ میں نکلنے پر بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ علم دین کے حصول کے لئے اور لوگوں کے انذار کے لئے وعظ و نصیحت کے لئے بھی یہ لفظ قرآن شریف میں استعمال ہوا ہے فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم۔ تو ایسا کیوں نہ ہو کہ ان کی ہر ایک

ان الفاظ کا غلط مفہوم یہاں تو فرماتا ہے دعوے تمہارے اتنے بڑے ہیں لیکن جب تم کو خدا کی طرف سے حکم آتا ہے تو تم بوجھل ہو کر زمین کے ساتھ لگ جاتے ہو مطلب یہ کہ پستی کی طرف چلے جاتے ہو زمین پستی کی مظہر ہے اور آسمان بلندی کا مظہر ہے۔ لوگ بعض وقت ان الفاظ کا غلط مفہوم لے لیتے ہیں صرف جسمانیات کی طرف ان کی توجہ ہوتی ہے قرآن مجید میں ایک دوسری جگہ آتا ہے ولو شئنا لرفعنٰہ بھا ولکنہ اخلد

الی الارض واتبع ھوٰیہ اگر ہم چاہتے تو اس کے ذریعہ سے اس کا رفع کر دیتے لیکن وہ زمین کیساتھ لگ گیا اور اپنی گری ہوئی خواہش کی پیروی کی یعنی بلند مقاصد زندگی اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

زندگی کے بلند مقاصد ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس اصول کو پختہ طور پر لے یعنی بلند مقاصد کو اپنے سامنے رکھے اور دنیا کے مال کی خواہش کو اس قدر اپنے اوپر غالب نہ آنے دے کہ وہ زمینی مقاصد سے اوپر نہ اٹھ سکے۔ یہاں عام حالت بیان کی گئی ہے کہ ایمان لانے کے بعد بھی لوگ نیچی چیزوں کی طرف زیادہ گرتے ہیں اور زندگی کے بلند مقاصد اور بلند اقدار کی طرف ان کی توجہ نہیں ہوتی اور ہر وقت انہیں پست خواہشات اور دنیا کی فکر رہتی ہے۔

احمدیوں کی حالت دوسروں کا تو کیا ذکر کیا جائے میں دیکھتا ہوں کہ باوجود اس کے کہ ہماری جماعت نے اس زمانہ میں لوگوں سے کافر کہلوا کر اپنی دنیا کو خراب کیا مسیح موعود کا ہاتھ پکڑا اور امام وقت کو پہچانا اور دنیا میں بڑے بڑے نگران میں بھی بہت لوگ ایسے ہیں کہ پہچاننے کے بعد بھی وہ اثاقلتم الی الارض کی جو حالت تھی وہ اس پر غالب نہیں آئے اگر ہم اپنی جماعت کا مقابلہ عام مسلمانوں کے ساتھ کریں تو مسلمانوں کے مقابلہ میں بہت سی خوبیاں ہمیں اس جماعت میں نظر آتی ہیں

ہماری جماعت کے لوگ اپنے مالوں کو خدا کے راستہ میں قربان کرتے ہیں اور جماعت کا کثیر حصہ نماز روزہ کا بھی پابند ہے زکوٰۃ بھی دیتے ہیں اور جملہ ارکان اسلام کی تعمیل کی کوشش بھی کرتے ہیں مگر ایک نقص اس جماعت کے بھی بہت افراد میں نظر آتا ہے کہ وہ جو حکم ہے انفروا فی سبیل اللہ اس معاملہ میں میں نے محسوس کیا ہے کہ ان میں حرکت نہیں ایک سکون کی حالت ہے خوب یاد رکھو جو قوم سکون پر مطمئن ہو گئی وہ ترقی سے رہ گئی ہماری جماعت کے لوگ اگر اتنی بات پر خوش ہو گئے ہیں کہ ان کے مالوں سے کچھ حصہ خدا کے رستہ میں نکل جاتا ہے تو وہ غلطی پر ہیں وہ حرکت جو قوم کے لئے ترقی کا موجب ہوتی ہے وہ اپنے اندر پیدا کرنی چاہیئے۔

پچھلے دنوں مجھے دہلی جانے کا اتفاق ہوا گزشتہ دنوں مجھے دہلی جانے کا اتفاق ہوا میں نے جماعت کے دوستوں کو بلایا میں نے ان سے پوچھا کہ تمہاری روزانہ زندگی میں کوئی ایسا وقت بھی ہے جب تم خدا کے کام میں لگ جاتے ہو یا دفتر سے آئے اور آرام کیا اور اگلے دن پھر وہی سلسلہ شروع ہو گیا خدا کے کام کے لئے بھی کوئی حصہ اپنی زندگیوں میں رکھنا چاہیئے اگر تم زمین سے اوپر اٹھ کر زندگی کے بلند مقاصد کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو کچھ کام خدا کی راہ میں بھی کرو پھر میں نے ایک ایک دوست سے اقرار لیا کہ وہ اس کام کو کریں گے اور اپنے وقت کا کچھ نہ کچھ حصہ خدا کے راستہ میں دیں گے۔ دہلی میں دو جگہ جمعہ کا اجتماع ہوتا ہے میں نے ان سے کہا کہ اس کے علاوہ بھی ساری جماعت کو ہفتہ میں ایک دفعہ کسی جگہ جمع ہونا چاہیئے اور اس وقت کوئی شخص خدا کا کلام سناوے اور قرآن شریف کا درس دیوے اور اس کے بعد ہر ایک دوست اپنی ہفتہ کی تبلیغی رپورٹ پیش کرے۔

لیکچروں پر عمل کو ترجیح دو عام طور پر جلسوں میں لیکچر ہوتے ہیں لوگ ان سے وقتی لطف اٹھاتے ہیں اور ان میں کوئی عملی تحریک پیدا نہیں ہوتی میں کہتا ہوں ان لیکچروں کو بند کرو اور اس وقت وہ لوگ جنہوں نے خدا کے لئے کام کرنے کا اقرار کیا ہے وہ اپنے اپنے کام کو اس مجمع میں پیش کریں کہ انہوں نے سارا ہفتہ کیا کام کیا اور وہ کہاں کہاں پہنچے اور کتنے لوگوں تک یہ پیغام

پہنچایا۔ حضرت مسیح موعود صرف اس لئے نہیں آئے تھے کہ ہمارے ایمان میں صرف اس بات کا اضافہ ہو جائے کہ لوگوں نے اتنے مجدد مانے ہیں اور ہم نے اتنے مانے ہیں اصل چیز تو عمل ہے جس کے لئے حضرت مسیح موعود آئے تھے

جماعتیں اور مبلغ ہر ایک بیرونی جماعت یہ چاہتی ہے کہ ہمارے پاس مبلغ آئے لیکن میں پوچھتا ہوں تم کیا ہو تم مبلغ نہیں تم حرکت کیوں نہیں کرتے حضرت صاحب کے زمانہ میں کتنے مبلغ تھے یہی لوگ تھے کہ یہی حکومت کی ملازمتیں بھی کرتے تھے اور کاروبار بھی کرتے تھے اور ان میں سے ہر ایک شخص ایک مبلغ بھی تھا جو صداقت اس میں بھر گئی تھی وہ جوش مار کر نکلتی تھی اور اب جماعتیں مبلغ مانگتی ہیں اور جب کسی جماعت میں مبلغ بھیجدیا جاتا ہے تو وہ اس کا جزو لاینفک بن جاتا ہے کہ اگر ہم انہیں اس جگہ سے ہلانا چاہیں تو جماعت تڑپ اٹھتی ہے اور یہی حالت مبلغین کی ہو گئی ہے وہ اپنی جگہ سے حرکت کرنا نہیں چاہتے جہاں جماعتیں یہ چاہتی ہیں کہ ان کا کام مبلغ کریں وہاں مبلغ یہ چاہتے ہیں کہ دوسرے لوگ ان کے پاس آئیں وہ خود باہر نہ نکلیں لیکن میں کہتا ہوں تم میں سے ہر ایک شخص مبلغ ہے تم میں سے ہر ایک پر تبلیغ کا فرض عاید ہوتا ہے۔

بیرونی جماعتوں کے سالانہ جلسے میں اس بات کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جماعت کے سالانہ جلسے آ گئے ہیں اگر ان جلسوں سے جماعت میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے تو پھر واقعی ان جلسوں کا ہونا ضروری ہے ورنہ ان کا کوئی فائدہ نہیں خوب یاد رکھو اگر تم نے ایک تقریر سنی اور اس سے تمہارے اندر ایک قوت عمل پیدا نہیں ہوئی تو وہ خواہ کتنی فصیح اور بلیغ تقریر ہو وہ کسی کام کی نہیں اگر اس تقریر سے تمہارے اندر زمین سے اوپر اٹھنے کی حرکت پیدا ہو گئی تو وہ تقریر بڑی اچھی ہے۔ جلسے ہوں گے جماعتیں خرچ کریں گی اور ہو گا کیا چند لیکچر ہو جائیں گے اور بس اگر تم لیکچر اس لئے کرواتے ہو کہ ہم اس کام کو تقویت دینا چاہتے ہیں تو بلا شبہ ان جلسوں کا کوئی فائدہ ہے اگر یہ نہیں اور ان جلسوں سے جماعت میں کوئی حرکت پیدا نہیں ہوتی تو سمجھئے ہم جماعت کا روپیہ ضائع کرتے ہیں اور اپنا قیمتی وقت بھی ضائع کرتے ہیں میں ان جلسوں کے خلاف نہیں ہوں میں یہ کہتا

چاہتا ہوں کہ ان جلسوں کی غرض یہ ہونی چاہیئے کہ جماعت میں حرکت پیدا ہو جائے اور ساری جماعت کام پر لگ جائے خوب یاد رکھو صرف لیکچروں سے کچھ نہیں بنے گا جب تک ان لیکچروں سے جماعت میں قوت عمل پیدا نہ ہو۔

نقطۂ انقلاب } خدا کے فضل سے ہمارے سامنے ایک وسیع میدان ہے ہمیں اپنی پوری قوت اور طاقت کے ساتھ اس میدان میں کام کرنا چاہیئے خدا کی نصرت کام کے بغیر نہیں آتی جتنا زبردست کام ہوگا اتنی زبردست نصرت آئے گی۔ جب تک تمہارے اندر ایک زبردست تبدیلی پیدا نہیں ہوگی اس وقت تک تمہارے لئے نصرت نہیں آئے گی۔ اب کام کرنے کا وقت آ گیا ہے یہ ایسا وقت ہے جسے نقطۂ انقلاب کہنا چاہیئے خدا کا وعدہ ہے کہ وہ اس وقت اسلام کو فتح اور غلبہ عطا کرے گا۔

بنی اسرائیل کا نقطۂ انقلاب } بنی اسرائیل سے بھی خدا نے وعدہ کیا تھا کہ اگر تم ارض مقدس میں داخل ہو جاؤ گے تو یقیناً تم غالب ہو گے۔ بنی اسرائیل میں حضرت موسےٰ اور حضرت ہارونؑ موجود تھے اور ان لوگوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے خدا کا نشان بھی پورا ہوتے ہوئے دیکھا ان کے سامنے فرعون مع اپنے لشکروں کے ہلاک ہو گیا لیکن جب حضرت موسےٰ نے ان سے کہا یٰقوم ادخلوا الارض المقدسۃ التی کتب اللّٰہ لکم ولا ترتدوا علیٰ ادبارکم فتنقلبوا خسرین۔ اے میری قوم ارض مقدس میں داخل ہو جاؤ جسے اللہ نے تمہارے لئے لکھ رکھا ہے اور پیٹھ پھیرتے ہوئے واپس نہ ہونا ورنہ تم نقصان اٹھانے والے ہو جاؤ گے انھوں نے جواب دیا ان فیھا قوما جبارین وانا لن ندخلھا حتیٰ یخرجوا منھا فان یخرجوا منھا فانا داخلون۔ انھوں نے کہا موسےٰ اس میں قوی ہیکل لوگ ہیں اور ہم ہرگز اس میں داخل نہ ہوں گے جب تک وہ اس میں سے نکل جائیں ہاں وہ اس میں سے نکل جائیں تو ہم ضرور داخل ہو جائیں ـــــ یہ بنی اسرائیل کا نقطۂ انقلاب تھا اگر وہ ارض مقدس میں داخل ہو جاتے تو وہ یقیناً کامیاب ہوتے لیکن انھوں نے داخل ہونے سے انکار کر دیا اور نتیجہ کیا نکلا قال فانھا محرمۃ علیھم اربعین سنۃ یتیھون فی الارض فلا تاس علی القوم الفسقین اللہ نے کہا اب وہ زمین ان پر چالیس سال کے لئے حرام کر دی گئی ہے اور اس زمین پر سرگرداں پھرتے رہیں گے سو تو ان نافرمان لوگوں پر افسوس نہ کر۔

مسیح اور مہدی نے تمہیں رستہ دکھایا } خوب یاد رکھیئے آپ کے سامنے اسی طرح کا خدا کا حکم موجود ہے مسلمانوں کو اس حکم کی سمجھ نہیں آئی کہ یہ کام ان کے کرنے کا ہے وہ سمجھتے ہیں مہدی زمین سے اور حضرت عیسےٰ آسمان سے اتریں گے اور دونوں مل کر اس کام کو کریں گے لیکن آپ نے تو اس بات کو سمجھ لیا ہے کہ وہ آنے والا مہدی اور مسیح اسی امت کا ایک مجدد ہے اور اس کا کام رستہ دکھانا ہے وہ مسیح اور مہدی آیا اور اس نے رستہ دکھایا اور ایسا اچھا رستہ دکھایا جس سے بہتر کوئی راستہ نہیں۔ جب حضرت مسیح موعود نے کتاب ازالہ اوہام لکھی اس وقت آپ کے خلاف ایک طوفان برپا تھا اپنے اور غیر سب مخالف تھے لیکن اس مخالفت کے زمانہ میں آپ کے دل میں یہ ولولہ اٹھتا ہے کہ قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر کر کے دنیا میں پہنچاؤں اس دجال اور یاجوج ماجوج کو جو اپنی پوری قوت میں ہے اس کے متعلق اس وقت آپ کے دل میں ایمان تھا کہ میں اسکو شکست دوں گا۔

جماعت احمدیہ نے بھی نشان دیکھا } آپ نے اس کام کے لئے ایک جماعت کی بنیاد رکھی جو آپ کے بعد اس کام کو کرے اور اس جماعت نے بھی موسےٰ کی قوم کی طرح ایک نشان دیکھا کہ وہ لوگ جو اسلام کو دنیا سے مٹانا چاہتے تھے کس طرح خدا کا عذاب الیم ان پر وارد ہو رہا ہے جو انہیں ہلاکت کی طرف لئے جا رہا ہے ہم نے قرآن میں پڑھا کہ ایسا ہوگا ہم نے حدیث میں پڑھا کہ ایسا ہوگا ہم نے حضرت مسیح موعود کی کتب میں پڑھا کہ ایسا ہوگا لیکن اس نشان کے دیکھنے کے باوجود اگر کہا جاتا ہے کہ خدا کا کلام ان لوگوں تک پہنچاؤ تو ہمتیں پست ہو جاتی ہیں اور دنیا کے فکر نہیں چھوڑتے غور کرو کیا تم اخلد الی الارض کا مصداق بننا چاہتے ہو یا رفع چاہتے ہو اس دنیا کی آرائشوں پر جتنا چاہو فریفتہ ہو جاؤ لیکن جب موت آئے گی اس وقت یہ ساری چیزیں ہیچ ہو جائیں گی اور تمہیں خیال ہوگا کہ کاش ہم نے خدا کے راستہ میں کچھ کام کیا ہوتا۔

جماعت کے سب لوگ تبلیغ کا کام کریں } چاہیئے کہ تم میں سے ہر ایک شخص کام پر لگ جائے اور مبلغین بھی سرگرمی سے کام کریں بہتر ہو کہ ہر ایک شخص اپنی ڈائری لکھے کہ آج میں نے تبلیغ کا یہ کام کیا ہے مبلغین کے علاوہ تم میں سے ہر ایک شخص اس کام کو کرے میں تمہاری نمازوں اور روزوں کے متعلق نہیں پوچھتا وہ تمہارا اور خدا کا معاملہ ہے میں اس جہاد کے متعلق تم سے پوچھتا ہوں ہر روز جو کام تم کرو اسکو لکھ لو اور اگر تم نے کچھ نہیں کیا اور تمہیں قلم اٹھاتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے تو ندامت محسوس کرو کہ اے خدا آج مجھے معاف کر کل میں اس کام کو کروں گا اور دوسرے دن اس کام پر پوری تندہی سے لگ جاؤ۔

جوش عمل کی ضرورت } میں اس بات کو جانتا ہوں کہ خواہش تو ہم سب لوگوں کے دلوں میں ہے کہ احمدیت پھیلے لیکن اس کے لئے ایک جوش عمل کی ضرورت ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم کس جوش اور ولولہ سے اشاعت دین کرتے تھے اپنے اندر عمل کی شان پیدا کرو حضرت نبی کریم صلعم کے اندر صرف کام کی شان تھی رات کو خدا کے حضور گرو اور دن کو کام میں لگ جاؤ بیشک دنیا کے کام کرو لیکن اتنا خیال رکھو کہ اگر تم دنیا کے کاموں میں ہی غرق ہو اور خدا کے دین کا کچھ کام نہیں کرتے تو یہ اثاقلتم الی الارض ہے تم اپنے اندر مقصد کی بلندی پیدا کرو اور خدا کے کام میں لگ جاؤ تم میں سے ہر ایک شخص یہ سمجھے کہ میں نے خدا کے دین کو دنیا میں پہنچانا ہے اگر تمہاری پوری توجہ اس طرف ہوگی تو خدا اس کے لئے رستے بھی کھول دے گا۔

جماعت کو مضبوط کرو } مجھے ابھی اس کے لئے کئی تحریکات کرنا پڑیں گی ہم نے بہت بڑا کام کرنا ہے خدا کے کلام کو ساری دنیا میں پہنچانا ہے ہم یہ کام نہیں کر سکتے جب تک ہم اپنی جماعت کو مضبوط نہ کریں جس قدر تم جماعت کو ترقی دو گے اسی قدر تمہارا یہ کام ترقی کرے گا اس کے لئے ہمیں آنریری مبلغ بھی درکار ہیں۔ لوگ پنشن لیکر اپنا وقت ضائع کر دیتے ہیں اور اتنا خیال نہیں کرتے کہ ان کی زندگیوں کا اتنا بڑا حصہ دنیوی کاموں پر صرف ہوا اب یہ آخری چند دن خدا کے کام پر صرف ہو جائیں بلکہ پنشن لیکر پھر بھی اس دنیا کے پیچھے پڑے پھرتے ہیں کہ کچھ اور مل جائے میں تم سب سے درخواست کرتا ہوں کہ دنیا کے کاموں پر خدا کے کام کو مقدم کرو اور دیوانہ وار اس کام میں لگ جاؤ اور پھر تم دیکھو گے کہ کس طرح خدا تعالیٰ اس کام میں برکت ڈالتا ہے اور کس طرح تمہاری نصرت فرماتا ہے۔

جماعت احمدیہ بدوملہی کا نہایت کامیاب جلسہ

۶۳ اشخاص حضرت مولینا صدر الدین صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ میں شامل ہوئے

جماعت احمدیہ بدوملہی کا سالانہ جلسہ مورخہ ۸ و ۹ مارچ ۱۹۴۵ء بروز جمعرات منعقد ہوا جس میں حضرت مولینا صدر الدین صاحب محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری مکرم جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی مولینا احمد یار صاحب ایم اے اور خواجہ نذیر احمد صاحب نے بھی شمولیت فرمائی۔ جلسہ بارونق رہا جس میں بڑی کامیاب اور موثر تقریریں ہوئیں دوسرے دن جمعہ تھا جلسہ کا پہلا اجلاس ایک بجے تک رہا اس اجلاس میں اعلان کیا گیا کہ اس جلسہ گاہ میں دو بجے جمعہ کی نماز ہوگی اور حضرت مولینا صدر الدین صاحب خطبہ جمعہ ارشاد فرمائیں گے جمعہ کے وقت اپنی جماعت کے اور غیر از جماعت احباب توقع سے زیادہ تعداد میں جمع ہوئے۔ خواتین کی تعداد بھی کافی تھی خطبہ جمعہ میں علاوہ دوسرے امور کے حضرت مولانا صاحب نے تلقین فرمائی کہ حضرت مجدد زمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہونا ازبس ضروری ہے اس تلقین کا ایسا اثر ہوا کہ نماز جمعہ کے اختتام پر حضرت مولینا کے ہاتھ پر فوراً بیعت شروع ہو گئی اور قریباً ۶۳ اشخاص جن میں مرد عورتیں اور لڑکے بھی شامل تھے۔ بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے بدوملہی کے قریب کے گاؤں کے رئیس چوہدری محمد ثناء اللہ صاحب جو اعلیٰ شخصیت کے مالک ہیں اور جن کی زبان میں اللہ تعالیٰ نے بہت تاثیر رکھی ہے وہ بھی سلسلہ میں شامل ہوئے انشاء اللہ ان کا وجود سلسلہ کے لئے بہت مفید ثابت ہوگا چوہدری صاحب کے علاوہ ایک کامیاب طبیب حکیم محمد حنیف صاحب بھی سلسلہ میں داخل ہوئے دعا ہے اللہ تعالیٰ ان سب دوستوں کو استقامت عطا فرمائے اور سلسلہ کی خالص اسلامی تعلیمات کو سمجھ کر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی توفیق دے۔ آمین

بدوملہی کے علاقہ میں اللہ تعالےٰ نے جماعت احمدیہ لاہور کو غیر معمولی کامیابی اور فتح عطا فرمائی ہے اور قادیانی فتنہ کا سر اس علاقہ میں اس بری طرح سے کچلا جا چکا ہے کہ جو دنیا کے لئے مقام عبرت ہے اور قادیانی مبلغین کے حوصلے اس قدر پست ہو چکے ہیں کہ انہیں اس دفعہ ہماری جماعت کے مقابلہ میں آنے کی بھی جرأت نہیں ہوئی ہے اللہ تعالےٰ اس کامیابی کو سلسلہ کے لئے موجب برکت بنائے اور جماعت کے دوستوں کو بیش از پیش خدمات دینی کی توفیق دے۔ آمین

افواج میں قرآن کریم پہنچانیکی تحریک

پیغام صلح کی گذشتہ اشاعتوں میں افواج میں ایک ہزار حمائل شریف مترجم پہنچانیکی تحریک حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کی جا چکی ہے اس تحریک کے ضمن میں قریباً دو سو حمائل شریف کی قیمت احباب سلسلہ کی طرف سے محاسب صاحب انجمن کو موصول ہو چکی ہے۔ احباب سلسلہ کو چاہیئے کہ اس کار خیر کی طرف فوری توجہ مبذول فرمائیں تاکہ یہ تحریک پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

لوائے ما پناہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

پیغام صلح

ایڈیٹر ۔ ایس ۔ محمد آصف بی اے ۔ جائنٹ ایڈیٹر ۔ شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۳ | لاہور ۔ یوم چہارشنبہ ۔ مورخہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ ۔ م ۴ اپریل ۱۹۴۵ء | نمبر ۱۴

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے

تمہیں دوا اور تدبیر سے ممانعت نہیں ہے۔ مگر ان پر بھروسہ کرنے سے ممانعت ہے اور آخر وہی ہوگا جو خدا کا ارادہ ہوگا۔ اگر کوئی طاقت رکھے تو توکل کا مقام ہر ایک مقام سے بڑھکر ہے۔ اور تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کیلئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے کہ خدا سچ ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخرکار اس کی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کے لئے ضروری تھا کیونکہ ضرور تھا کہ یہ دنیا ختم نہ ہو جب تک کہ محمدی سلسلہ کے لئے ایک مسیح روحانی رنگ کا نہ دیا جاتا۔ جیسا کہ موسوی سلسلہ کے لئے دیا گیا تھا۔ (کشتی نوح)

خدمت اسلام کیلئے احسن تدابیر اختیار کرنا بدعت و معصیت نہیں ہے

بر طبق حدیث نبوی کہ انما الاعمال بالنیات کوئی احسن انتظام اسلام کی خدمت کیلئے سوچنا بدعت اور ضلالت میں داخل نہیں ہے۔ جیسے جیسے بوجہ تبدیل زمانہ کے اسلام کو نئی نئی مشکلات پیش آتی ہیں یا نئے نئے طور پر ہم لوگوں پر مخالفوں کے حملے ہوتے ہیں ویسی ہی ہمیں نئی تدبیریں کرنی پڑتی ہیں۔ پس اگر حالت موجودہ کے موافق ان حملوں کے روکنے کی کوئی تدبیر اور تدارک سوچیں تو وہ ایک تدبیر ہے جس کو مدعات سے کچھ تعلق نہیں اور ممکن ہے کہ بباعث انقلاب زمانہ کے ہمیں بعض ایسی نئی مشکلات پیش آجائیں جو ہمارے سید و مولا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی اس رنگ اور طرز کی مشکلات پیش نہ آئی ہوں۔ مثلاً ہم اس وقت کی لڑائیوں میں پہلی طرز کو جو مسنون ہے اختیار نہیں کر سکتے کیونکہ اس زمانہ میں طریق جنگ و جدل بالکل بدل گیا ہے اور پہلے ہتھیار بیکار ہو گئے اور نئے ہتھیار لڑائیوں کے پیدا ہوئے اب اگر ان ہتھیاروں کو پکڑنا اور اٹھانا اور ان سے کام لینا ملوک اسلام بدعت سمجھیں اور مولوی کی بات پر کان دھر کے ان اسلحہ جدیدہ کا استعمال ضلالت اور معصیت خیال کریں اور یہ کہیں کہ یہ وہ طریق جنگ ہے کہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا نہ صحابہ و تابعین نے تو فرمائیے کہ بجز اس کے کہ ایک ذلت کے ساتھ اپنی قوی سلطنتوں سے الگ کئے جائیں اور دشمن فتحیاب ہو جائے کوئی اور بھی اسکا نتیجہ ہوگا؟ پس ایسے مقامات تدبیر اور انتظام میں خواہ وہ مشابہ جنگ ظاہری ہو یا باطنی اور خواہ تلوار کی لڑائی ہو یا قلم کی ہماری ہدایت پانے کے لئے یہ آیت کریمہ موصوفہ بالا کافی ہے یعنی یہ کہ اعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ۔ اللہ جلشانہ اس آیت میں ہمیں عام اختیار دیتا ہے کہ دشمن کے مقابل پر جو احسن تدبیر تمہیں معلوم ہو اور جو طرز تمہیں مؤثر اور بہتر دکھائی دے وہی طریق اختیار کرو پس اب ظاہر ہے کہ اس احسن انتظام کا نام بدعت اور معصیت رکھنا اور انصار دین کو جو دن رات اعلاء کلمہ اسلام کے فکر میں ہیں جن کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حب الانصار من الایمان ان کو مردود ٹھہرانا نیک طینت انسانوں کا کام نہیں ہے بلکہ درحقیقت یہ ان لوگوں کا کام ہے جن کی روحانی صورتیں مسخ شدہ ہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور دیگر بزرگان ملت بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں اور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— شیخ محمد آصف صاحب ایڈیٹر پیغام صلح کے ہاں ہسپتال میں اپریشن کے ذریعہ لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ زچہ و بچہ بفضل خدا بخیر و عافیت ہیں الحمد للہ۔

— برادرم ملک کرم الٰہی صاحب کی جوان اور صاحب اولاد لڑکی خطرناک مرض میں مبتلا ہے اس کی صحت کے لئے احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے۔

— گذشتہ اتوار یکم اپریل کو مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں حسب معمول احباب کرام کو چائے کی دعوت دی گئی، جس کے بعد اخوئم ماسٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ٹیچر مسلم ہائی سکول لاہور نے حضرت مسیح موعود کے نشانات اور کارناموں کے تذکرہ کی ضرورت پر ایک بسیط لیکچر دیا۔

— ۳۰ مارچ کو سناتن دھرم سبھا لاہور کے اجلاس منعقدہ سیتلا مندر میں ایک مذہبی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مختلف مذاہب کے نمائندوں نے اس مضمون پر تقاریر کیں کہ "میرے مذہب میں عورت کو کیا درجہ اور مقام دیا گیا ہے"

جماعت احمدیہ کی طرف حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے پندرہ منٹ تقریر کی جس میں نہ صرف عورت کے اس درجہ اور مقام کو بیان کیا جو اسلام نے اسے دیا ہے بلکہ دوسرے مذاہب نے عورت کے مقام کو جس درجہ گرایا اس کی طرف بھی ضمناً اشارات کئے۔

جماعت کے بعض احباب بیمار اور بعض مالی مشکلات میں مبتلا ہیں ان کے لئے درد دل سے دعا کی جائے۔

بیرونی جماعتوں کے جلسوں کا پروگرام

بیرونی جماعتوں کے جلسوں کا پروگرام بن چکا ہے اور ہر جماعت کو تاریخہائے جلسہ کی اطلاع بھی بھیجی جا چکی ہے، مزید اطلاع کے لئے ذیل میں پورا پروگرام درج کیا جاتا ہے، تمام جماعتوں سے استدعا ہے کہ ان تاریخوں کی تبدیلی کی کوشش نہ کریں ورنہ تمام پروگرام درہم برہم ہو جائیگا، یہ بھی عرض ہے کہ لیکچرار صاحبان جو ان جلسوں میں شریک ہوں گے ان کے اسمائے گرامی اور مضامین لیکچروں کی اطلاع مرکز سے تمام جماعتوں کو بھیجی جا رہی ہے۔ پروگرام حسب ذیل ہے:۔

۶-۷-۸ اپریل ... جموں
۱۰-۱۱ اپریل ... لائل پور
۱۲-۱۳ اپریل ... جھنگ

اس کے بعد ۱۴ اپریل کو لاہور میں مبلغین کی کانفرنس اور ۱۵ اپریل کو انجمن کی جنرل کونسل کا اجلاس ہوگا۔

۱۶-۱۷ اپریل ... راجپورہ
۱۹-۲۰ " ... سامانہ
۲۲ اپریل ... امرتسر
۲۴-۲۵ اپریل ... جہلم
۲۷-۲۸-۲۹ اپریل ... راولپنڈی
یکم و ۲ مئی ... مانسہرہ
۴-۵-۶ مئی ... پشاور

خاکسار
شیخ عبد الرحمٰن مصری، انچارج
شعبہ تبلیغ

کیا ہر مبشر لڑکے کا صالح ہونا ضروری ہے

"فرقان" کے تازہ پرچہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فقرہ کو کہ ان اللہ لا یبشر الانبیاء والاولیاء بذریۃ الا اذا قدر تولید الصالحین پھر پیش کرکے اس سے میاں محمود احمد صاحب کے صالح ہونے پر استدلال کیا گیا ہے اس فقرہ کا صحیح مفہوم مکرم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری اپنی کتاب ذریت مبشرہ میں نہایت شرح وبسط سے بیان کر چکے ہوئے ہیں چونکہ اس سوال کو اب پھر اُٹھایا گیا ہے اور ناواقف لوگوں کو اس سے غلط فہمی کا اندیشہ ہے اس لئے شیخ صاحب ممدوح کی اجازت سے ان کے مضمون کا ایک حصہ ہدیہ قارئین کرام ہے۔

حضرت اقدس کی عبارت کا سیاق وسباق حضرت اقدس کے فقرہ ان اللہ لا یبشر الخ کے صحیح مفہوم کے سمجھنے سے قبل اس کے سیاق وسباق کو سمجھ لینا ضروری ہے کیونکہ اس کا سیاق وسباق ہی ہے جو اس کے مفہوم کی ٹھیک ٹھیک تعیین کرتا ہے جو اس کو چھوڑے گا وہ ضرور غلطیوں کے لق ودق صحراؤں میں سرگرداں پھرتا رہے گا۔ اور کبھی بھی حقیقت کے چشمۂ صافی کی طرف راہ نہیں پا سکے گا۔ میرے بھائیوں کی غلطی کی یہی وجہ ہے کہ انھوں نے سیاق وسباق کو نظرانداز کر دیا ہے۔ اگر یہ اپنا خیالی قانون وضع کرنے سے قبل حضرت اقدس کے بیان کردہ قانون کی عبارت کے ماقبل اور مابعد پر اچھی طرح غور کر لیتے تو کبھی بھی یہ اس غلط قانون کو وضع کرنے کی جرأت نہ کرتے بہرحال انھوں نے اس عبارت کو اس کے سیاق وسباق سے الگ کرکے پیش کیا ہے۔

اصل عبارت اصل عبارت یوں ہے:۔ والسر فی ذالک ان اللہ لا یبشر الانبیاء والاولیاء بذریۃ الا اذا قدر تولید الصالحین وھذہ ھی البشارۃ التی قد بشرت بھا من سنین ومن قبل ھذہ الدعوے۔

اس عبارت سے قبل ایک دعویٰ اس عبارت کا شروع ہی بتا رہا ہے کہ اس سے پہلے کوئی ایسا امر بیان کیا گیا ہے جو اس عبارت میں بیان کردہ کلیہ قاعدے کا ایک جزو ہے جس پر یہ کلیہ قاعدہ منطبق ہوتا ہے یعنی اس کلیہ قاعدے سے ہی اس بیان کردہ امر کی صداقت ثابت ہوتی ہے کیونکہ یہ عبارت والسر فی ذالک کے الفاظ سے شروع ہوتی ہے جس کے معنی ہیں کہ "اس بات میں راز ہے" اور یہ الفاظ صاف دلالت کر رہے ہیں کہ اس سے قبل کوئی امر موجود ہے جس کی طرف فی ذالک یعنی "اس میں" کے الفاظ سے اشارہ کیا گیا ہے اور اسی امر کی حکمت بیان کرنے کے لئے ہی اس کلیہ قاعدے کے ذکر کی ضرورت پیش آئی ہے۔ اب دیکھنے والی بات یہ ہے کہ وہ کونسا امر ہے جو اس عبارت سے قبل بیان کیا گیا ہے یہی وہ امر ہے جس کی تعیین ہو جانے سے اس کلیہ قاعدہ کے مفہوم کی بھی تعیین ہو جائے گی اور جس حقیقت کی طرف وہ امر رہنمائی کر رہا ہوگا اسی حقیقت پر ہی وہ کلیہ قاعدہ دلالت کرنیوالا ہوگا۔ کیونکہ یہ ہو نہیں سکتا کہ قاعدہ تو کسی اور مفہوم پر دلالت کرتا ہو اور جس امر کے ثابت کرنے کے لئے اُسے پیش کیا گیا ہے وہ کسی اور مفہوم پر دلالت کرتا ہو۔ اگر ایسا ہو تو اس قاعدے کو پیش کرنا ہی ایک لغو اور عبث فعل کا ارتکاب ہوگا۔ اور یہ بات کسی معمولی انسان کی طرف بھی منسوب کرنی مشکل ہے چہ جائیکہ اسے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب کیا جائے۔

قانون سے قبل کا امر وہ امر کیا ہے جو اس عبارت سے قبل بیان کیا گیا ہے؟ آیئے میں آپ کو بتائے دیتا ہوں۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام میں اپنی بعض پیشگوئیوں کا ذکر فرماتے ہوئے اس کے صفحہ ۵۷۷ و ۵۷۸ پر اس پیشگوئی کا عربی میں ذکر فرمایا ہے جو مصلح موعود سے متعلق ہے۔ جس کا ذکر پہلے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں اردو میں کیا گیا تھا۔ اس پیشگوئی کو بالتفصیل بیان کرتے ہوئے جہاں حضورؑ اسے ختم کرتے ہیں وہاں حضورؑ ایک حاشیہ تحریر فرماتے ہیں اس حاشیہ کی عبارت یہ ہے:۔

قد اخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المسیح الموعود یتزوج ویولد لہ ففی ھذا اشارۃ الی ان اللہ یوتیہ ولدا صالحاً یشبہ اباہ ولا یاباہ ویکون من عباد اللہ المکرمین والسر فی ذالک ان اللہ لا یبشر الانبیاء والاولیاء بذریۃ الا اذا قدر تولید الصالحین وھذہ ھی البشارۃ التی قد بشرت بھا من سنین ومن قبل ھذہ الدعوے

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلعم نے خبر دی ہے کہ مسیح موعود شادی کرے گا اور اس کے اولاد ہوگی پس رسول کریم صلعم کی اس پیشگوئی میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالےٰ مسیح موعود کو ایک ایسا صالح ولد عطا کرے گا جو اپنے باپ کے مشابہ ہوگا اور اس کا پورا پورا برو ہوگا اور اللہ تعالےٰ کے مکرم ومعظم بندوں میں سے ہوگا اور اس میں راز یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے نبیوں اور ولیوں کو اولاد کی بشارت نہیں دیتا مگر اس وقت جبکہ اس نے الصالحین کے پیدا کرنیکا فیصلہ کر لیا ہو اور یہی وہ بشارت ہے جو کئی سال ہوئے مجھے دی گئی تھی اور اس دعوے سے بھی قبل دی گئی تھی"

قانون بیان کرنے سے قبل حضرت اقدس کیا فرماتے ہیں اس ساری عبارت کے پڑھنے سے احباب کو معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ حضرت اقدس اس جگہ اپنے ان الہامات کا ذکر فرماتے ہیں جو حضورؑ کو مصلح موعود کے متعلق ہوئے۔ پھر اپنی اس پیشگوئی دربارہ مصلح موعود کی تصدیق کا استنباط حضرت رسول کریم صلعم کی ایک حدیث کے الفاظ سے فرماتے ہیں اور اس حدیث کے الفاظ حضور نے خود نقل فرما دیئے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ ان المسیح الموعود یتزوج ویولد لہ یعنی مسیح موعود شادی کرے گا اور اس کے اولاد ہوگی۔ گویا حضرت اقدسؑ اس جگہ دو باتیں بیان فرما رہے ہیں ایک تو یہ کہ ایک عظیم الشان مصلح کی میری ذریت میں سے آنے کی پیشگوئی اللہ تعالےٰ نے ایک مفصل الہام میں مجھ پر کھول دی ہے اور اس میں اس مصلح عظیم کی شان اور عظمت کو بالتفصیل بیان کیا ہے اور دوسری بات یہ کہ اسی عظیم الشان مصلح کی پیشگوئی رسول کریم صلعم کے الفاظ یتزوج ویولد لہ میں بھی موجود ہے۔

گویا اسجگہ حضرت اقدس یہ بیان فرماتے ہیں کہ آپ کی ذریت میں سے ایک عظیم الشان مصلح کے آنے کی بشارت میرے الہامات میں بھی موجود ہے اور رسول کریم صلعم کے الفاظ یولد لہ میں بھی موجود ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ میرے الہامات میں اس عظیم الشان مصلح کی تمام صفات حمیدہ اور کمالات عالیہ بالتفصیل بیان کئے گئے ہیں۔ لیکن آنحضرت صلعم کے الفاظ میں اس کا ذکر اجمالاً آیا ہے رسول کریم صلعم کے الفاظ صرف یہ ہیں یتزوج ویولد لہ یعنی مسیح موعود شادی کرے گا اور اس کے اولاد ہوگی بظاہر ان الفاظ میں قطعاً اس بات کا ذکر نہیں کہ مسیح کو کوئی ایسا صالح لڑکا عطا کیا جائے گا جو مسیح موعود کا کامل بروز ہوگا اور اللہ تعالےٰ کے مقرب بندوں میں سے ہوگا اور اس بات کا انکار میرے بھائی بھی نہیں کر سکتے کیونکہ ان کے اصول کے مطابق بھی اگر کوئی بات ان الفاظ سے نکل سکتی ہے تو وہ زیادہ سے زیادہ یہی ہو سکتی ہے کہ مسیح موعودؑ کی اولاد صالح ہوگی کیونکہ ان کا اصول یہی ہے کہ جس اولاد کی بشارت مل جائے وہ صالح ہوتی ہے اور یہ تو وہ بھی مانتے ہیں کہ اولاد کی بشارت سے یہ بھی لازم آجاتا ہے کہ وہ مصلح موعود کی صفات رکھنے والی بھی ہو کیونکہ وہ حضرت اقدس کی تمام اولاد کو مبشر مانتے ہیں لیکن مصلح موعود صرف ایک ہی کو مانتے ہیں۔ پس یہ بات ہم دونوں کو مسلم ہے۔ کہ حضرت رسول کریم صلعم کے الفاظ میں بظاہر یہ بات ہرگز مذکور نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کو مصلح موعود والی صفات کا حامل لڑکا دیا جائے گا۔ لیکن حضرت اقدسؑ نے خدا تعالےٰ کے عطا کردہ خاص علم کی بناء پر اس بات کو ان الفاظ سے مستنبط کر لیا ہے اور اس استنباط میں حضور کی نظر قرآن شریف کے بطون میں اتنی گہری گئی ہے کہ جس کی گہرائی تک کسی اور کی نظر پہنچ ہی نہ سکتی تھی۔ جس کو دیکھ کر دل حضورؑ کی محبت سے لبریز ہو جاتا ہے اور حضور کی صداقت پر ایمان ترقی کر جاتا ہے اور بے اختیار روح بول اُٹھتی ہے کہ ارشاد الٰہی لا یمسہ الا المطھرون کے ماتحت اس زمانہ میں حضور ہی ایک حقیقی مطہر تھے جن پر قرآن شریف کے معارف کھولے جاتے تھے۔

قانون کس غرض کیلئے بنایا گیا ہے اب یہ ظاہر ہے کہ حضرت اقدس نے حضرت نبی کریم صلعم کے الفاظ یتزوج ویولد لہ سے مصلح موعود جیسی عظیم الشان ہستی کے عطا کئے جانے کا جو اشارہ نکالا ہے اسی اشارہ کے نکالنے کی دلیل اور وجہ آپ نے آگے بیان کرنی تھی اور اسی قانون کا ذکر کرنا تھا جس سے یہ اشارہ نکل سکتا ہے نہ کہ مجرد پیشگوئی کے ماتحت پیدا ہونے والے لڑکوں کے صالح ہونے کی دلیل۔ کیونکہ دلیل تو اسی دعوے کی دی جاتی ہے جس دعوے کا ذکر کیا گیا ہو نہ کہ اس دعوے کی جس کا ذکر بھی موجود نہ ہو اور یہ ظاہر ہے کہ عبارت محولہ بالا میں اولاد کے صالح ہونے کا کوئی دعوے موجود نہیں بلکہ نبی کریم صلعم کے الفاظ یولد لہ میں صرف مصلح موعود کے مذکور ہونے کا دعوے کیا گیا ہے یہ تو کسی معمولی عقل کے انسان سے بھی امید نہیں کی جا سکتی کہ وہ دعوے تو کچھ اور کرے اور دلیل وہ دے جس کا تعلق کسی اور دعوے سے ہو۔ چہ جائیکہ حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق جن کو خدا تعالےٰ نے سلطان القلم قرار دیا ہے ایسا گمان کیا جائے جو معنی حضرت اقدس کی عبارت کے ہمارے بھائی کرتے ہیں اس سے تو حضرت اقدسؑ کی سخت توہین لازم آتی ہے اور حضور کی علمی قابلیت پر ناقابل تردید اعتراض وارد ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ حضور نعوذ باللہ دعوے اور دلیل میں بھی تمیز نہ کر سکتے تھے۔ اب یہ امر میں اپنے ان بھائیوں کے فیصلہ پر چھوڑتا ہوں کہ آیا وہ اپنے بیان کردہ معنی کی غلطی کا اعلان کرتے ہیں یا حضرت اقدس کی ذات مبارک کو نشانۂ اعتراضات بنانے پر راضی رہتے ہیں۔ (باقی)

پیغام صلح
جلد ۳۳ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ | نمبر ۱۴

حضرت مسیح موعود اور آپ کے مخالفین کامیاب کون ہے؟

کسی شخص کی کامیابی کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ جس مقصد کو لے کر وہ دنیا میں آئے اس میں ہر قسم کی مخالفت کے باوجود اسے پوری کامیابی حاصل ہو اسی سے اس تحریک کے بانی کی کامیابی یا ناکامی کو پرکھا جاسکتا ہے کہ آیا وہ اپنے مقصد و مراد میں کامیاب ہوا یا نہیں، اس کے بہترین نظائر ہمارے سامنے ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک تحریک لیکر اپنے اور اپنے ماحول کے اندر کھڑے ہوئے جہاں آپ کے مرید اور ساتھی بہت کم اور مخالفین بہت زیادہ تھے، جو آپ کو ہر طرح کی ایذائیں پہنچاکر گالیوں اور دشنام طرازیوں تہمتوں اور افترا پردازیوں، مقدمات اور فتوے بازیوں کے ذریعہ سے آپ کو ناکام اور ذلیل اور ہلاک کرنے کے درپے تھے۔ کوئی پہلو انھوں نے مخالفت کا نہ چھوڑا اور کوئی دقیقہ اس تحریک کو مٹانے کے لئے اٹھا نہ رکھا، مولوی محمد حسین بٹالوی کی فتوے بازی نے تمام طول و عرض ہند بلکہ دوسرے مسلمان ملکوں میں بھی ایک آگ لگادی ایک ہیجان پیدا کردیا جس سے ہلاکت خیز نتائج سے حضرت مسیح موعود اور آپ کے ساتھیوں کا بچ نکلنا بظاہر ناممکن نظر آتا تھا، لیکن وہ قادر خدا جس نے اپنے مامور کو دنیا کی ہدایت و رہنمائی کے لئے بھیجا تھا، اس فتنہ و فساد کی آگ کو بجھانے اور اپنے پاک بندوں کو صحیح سلامت باہر نکالنے کا موجب ہوا۔ یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراھیم کا نظارہ پھر ایک دفعہ دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اس کے ساتھ ہی وہ جو اس آگ کو مشتعل کرنیکا موجب ہوئے تھے خود اس کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کی نذر ہوگئے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کی جس نے کہا تھا کہ میں نے مرزا کو اٹھایا اور میں ہی اسکو گراؤں گا، ذلت و خواری کا عبرتناک نظارہ دیکھنے والے اب تک موجود ہیں، نذیر حسین دہلوی، عبدالحق غزنوی، چراغ الدین جمونی الٰہی بخش لاہوری، مہر علی شاہ گولڑوی اور اسی قسم کے سینکڑوں مخالفین کے نام آج کون جانتا ہے سوائے اس کے کہ حضرت مسیح موعود کی کتابوں میں ان کی افسوسناک کرتوتیں اور عبرتانگیز انجام کا ذکر ہے کون ان کے ناموں سے واقف ہے بالمقابل خدا کا وہ مامور جس کی مخالفت میں ان لوگوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا آج بھی زندہ ہے، اس کے شاندار کارنامے آج بھی لوگوں کی زبان پر ہیں اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہے کیونکہ جس غرض کو لیکر وہ کھڑا ہوا تھا یعنی اعلائے کلمۂ اسلام وہ غرض بفضلہ تعالیٰ نہایت عمدگی سے پوری ہورہی ہے اور ہوتی رہے گی اور اس کی جماعت کے شاندار کارنامے جو آج زبان خلائق ہیں رہتی دنیا تک اس کے نام پر لکھے جائیں گے۔

ہاں ایک مخالف مولوی ثناء اللہ امرتسری ابتک زندہ ہے اور اپنی زندگی سے آپ کی صداقت کو ثابت کررہا ہے اس نے خود کہا تھا اور مسیح موعود کی دعوت مباہلہ کا یہ جواب دیا تھا کہ

"بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے۔ . . . . خداتعالیٰ جھوٹے۔ دغاباز۔ اور نافرمان لوگوں کو بھی لمبی عمریں دیا کرتا ہے"

پس اس نے اپنی زندگی اور لمبی عمر پاکر یہ ثابت کردیا کہ اسکو خدا کی طرف سے جو مہلت ملی ہے وہ اسکو جھوٹے، دغاباز، مفسد اور نافرمان لوگوں میں شامل کرنے کے لئے ملی ہے۔

لیکن صرف یہی نہیں ہے کہ محض اس کا لمبی عمر پانا ہی اس کے جھوٹا ہونے کی دلیل ہے بلکہ دیکھنا چاہیئے کہ اس نے اس زندگی اور لمبی عمر سے کیا فائدہ اٹھایا اور کونسے ایسے کام سرانجام دیئے جو اس کی پاکیزگی اور نیکی پر دال ہیں، کیا اسکو کوئی خدمت اسلام کی توفیق ملی؟ کیا اس نے اعلائے کلمہ اسلام کے سلسلہ میں کوئی ایسا کام کیا جو خدا اور رسول کی خوشنودی کا موجب ہو، کیا "الہامات مرزا" وغیرہ کتابیں اسلامی کارناموں میں شمار ہوسکتی ہیں؟ مرزا اور اس کے الہامات تو دنیا میں کامیاب ہیں اسکا نام تو دنیا کے چاروں کونوں میں پھیل چکا ہے، اس کے ذریعہ تو قرآن کریم کے تراجم کئی زبانوں میں ہوچکے اور ہو رہے ہیں کفرستانوں میں مسجدیں بن چکی ہیں اور یورپ کا مزاج اس کے انفاس قدسیہ کی برکت سے اسلام کی طرف مائل ہوچکا ہے اور وہ دن آنیوالا ہے جب ليظهره على الدين كله کی قرآنی پیشگوئی کھلے اور ظاہر طور پر اسی مرزا کے نام پر پوری ہوگی جس کی تکذیب و تردید کو آج اسلام کا سب سے بڑا کارنامہ قرار دیا جاتا ہے۔

اس کے بالمقابل خود مولوی ثناء اللہ امرتسری کی زبان سے ان کارناموں کو سن لیجئے جو انھوں نے اور ان کی سب سے بڑی انجمن اہلحدیث کانفرنس نے ان کے زیر قیادت سرانجام دیئے کانفرنس کے چوبیسویں سالانہ اجلاس منعقدہ ۱۰ اپریل ۱۹۴۵ء بمقام [illegible] صاحب مذکور نے بحیثیت صدر جو خطبہ دیا اس میں فرماتے ہیں:-

"اہلحدیث کانفرنس نے باوجود کئی سال عمر پانے کے اپنے مقاصد میں ربع یا خمس تو کیا ثمن (آٹھواں حصہ) بھی حاصل نہیں کیا، چاہیئے تھا کہ آج اس کا کام اعلیٰ پیمانہ پر نظر آتا ہندوستان کے کسی صوبہ بلکہ کسی شہر میں تبلیغ کی ضرورت ہوتی تو اس کے مبلغ وہاں پہنچے ہوئے [illegible] ہمیشہ ہر صوبہ ہر شہر میں کام کرتے نظر آتے کوئی کتاب اسلام یا مذہب اہلحدیث کے خلاف شائع ہوتی تو اس کا جواب دفتر کانفرنس سے نکلتا مگر واقعہ یہ ہے کہ کچھ نہیں ہوا۔ کیوں نہیں ہوا؟ کارکنوں کی غفلت سے یا افراد اہلحدیث کی سستی سے؟ میں اس خطبہ میں اس بحث میں نہیں جانا چاہتا"

آپ اس بحث میں نہیں جانا چاہتے تو ہم سے سن لیجئے۔ اس کی وجہ نہ کارکنوں کی غفلت ہے نہ افراد کی سستی، حقیقی وجہ وہ ہے جو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں بیان کی ہے "مجدد آن باشد کہ ہر چہ درآں مدت از فیوض با امتاں رسد بتوسط او رسد اگرچہ ابدال و اقطاب وقت باشند و نجبا باشند" مجدد وہ ہے کہ اس کے وقت میں قوموں کو جو فیوض پہنچتے ہیں وہ اسی کے توسط سے پہنچتے ہیں اگرچہ وہ ابدال اور اقطاب ہوں یا بدلا و نجبا، اس زمانہ میں مجدد کا فیض یہی ہے کہ اس کے ذریعہ سے اشاعت اسلام کی توفیق ملتی ہے، اس کے توسط کے بغیر اعلائے کلمۂ اسلام کی توفیق نہیں مل سکتی، خواہ گروہ اہلحدیث کے بڑے بڑے علماء و فضلاء ہوں یا مولوی ثناء اللہ اور ان کی اہلحدیث کانفرنس کے کارکن، آج اشاعت اسلام کی توفیق کن کو میسر ہے، کس کے مبلغ آج ہندوستان کے ہر صوبہ اور شہر میں ہی نہیں دنیا کے ہر ملک میں پہنچ چکے ہیں؟ وہی جن کی تکذیب و تردید تمہارا دن رات کا شغل رہے تمہارا اپنا اعتراف ہے کہ تم سے اشاعت اسلام کی توفیق چھین لی گئی ہے مرزا کی صداقت کا ایک کھلا اور روشن ثبوت ہے کیا اب بھی اس کی تکذیب سے باز نہ آؤ گے؟

مکفر علما اور قادیانی ایک کشتی میں

قادیانی رسالہ "فرقان" نے ماہ مارچ ۱۹۴۵ء کی اشاعت میں ایک نہایت دلچسپ سوال شائع کیا ہے جو اس کا بیان ہے کہ بمبئی میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ پر کیا گیا۔

"اگر حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا تو مسلمان علماء نے ان پر کیوں کفر کا فتوےٰ لگایا؟"

اس سوال کی تائید میں "فرقان" رقمطراز ہے کہ:-

"غیر احمدی احباب کی طرف سے ایسا سوال پیش ہونا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نبوت کا ہی دعوےٰ فرمایا جس پر غیر احمدی علماء آتش زیرپا ہوئے اور انہوں نے حضور کی مخالفت میں ہر حربہ کو استعمال کیا، یہاں تک کہ کفر کے فتوے بھی لگائے ورنہ اگر نبوت کا دعوےٰ نہ ہوتا، تو کفر کے فتوے کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی"

اس سے ظاہر ہے کہ غیر احمدی علماء نے فتوےٰ کفر کی جو وجہ بیان کی تھی کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے وہ قادیانی جماعت کے نزدیک صحیح وجہ تھی اور حضرت مسیح موعود کا اس فتوےٰ کفر کے جواب میں یہ لکھنا صحیح نہ تھا کہ

"مکفرین کے اعتراضوں میں سے ایک اعتراض یہ تھا کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے اور کہتا ہے کہ میں نبی ہوں سو اس کا جواب یہ ہے کہ اے بھائی میں نے نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا اور نہ میں نے انہیں کہا ہے کہ میں نبی ہوں لیکن ان لوگوں نے جلدی کی اور میرے قول کے سمجھنے میں غلطی کی"

(ترجمہ عربی حمامۃ البشریٰ صفحہ ۷۹)

حضرت مسیح موعود کے اس کھلے ارشاد کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ مکفرین کی وجہ تکفیر صحیح تھی کسقدر شرمناک غلط بیانی ہے، بالفاظ دیگر قادیانیوں کے نزدیک غیر احمدی علماء یہ کہنے میں حق بجانب تھے کہ حضرت مرزا صاحب نے گو دعویٰ نبوت سے انکار کیا ہے مگر یہ ظاہری انکار ہے دراصل دعوےٰ نبی ہونے کا ہی ہے فرمائیے قادیانیوں اور مکفر علماء کے اس اتحاد خیالات کو کیا کہا جائیگا؟ کیا ہم پر تفریط کے الزام لگانیوالے نبی بنانے والوں کی اس تکفیر نوازی پر غور کریں گے؟

یونیورسٹی کے امتحانات میں شامل ہونیوالے طلبار

احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ ان کے وہ بچے جو یونیورسٹی کے امتحانات میں بیٹھے ہیں نتائج نکلنے پر احباب ان کی کامیابی کے متعلق دفتر اخبار پیغام صلح میں ضرور اطلاع دیں۔ (مدیر)

اسلام اور عیسائیت

فتوحاتِ اسلامی کا ایک شاندار نظارہ

کسرِ صلیب اور مسیح موعود

(از جناب مولوی دوست محمد صاحب)

اسلام اور مسیحیت کے مابین جو کشمکش سالہا سال سے جاری ہے معلوم ہوتا ہے اس کے فیصلے اور انجام کا وقت آ پہنچا ہے۔ یورپ اور امریکہ کے مہذب ترین ممالک کے فضلاء ایک طرف اور افریقہ کے جنگلات کے رہنے والے اور سادہ دل و دماغ رکھنے والے دوسری طرف آج ایک ہی رجحان طبیعت کو ظاہر کر رہے ہیں۔ جس طرف نظر اٹھا کر دیکھا جائے عیسائیت کی طرف سے ایک عام بیزاری اور اسلام کی طرف عام رجحان نظر آتا ہے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ یورپ اور امریکہ کا ایک ایک متنفس اسلام کو ایک وحشیانہ مذہب سمجھتا اور اس کے خلاف زور لگانا اپنا ایک ضروری ذمہ خیال کرتا تھا۔ ابھی کل کی بات ہے۔ کہ اسلام کے خلاف غلط بیانیوں کا ایک طومار کھڑا کر کے لوگوں کو اس سے متنفر کرنے کی کوشش کی جاتی تھی اور اسلامی سلطنتوں کے زوال اور مسیحی طاقتوں کی وسعت کو اسلام کے کذب اور مسیحیت کی صداقت کی ایک بہت بڑی وجہ قرار دیا جاتا تھا لیکن آج اسی یورپ اور امریکہ کے فضلاء جب اسلام پر تقریر کرنے کے لئے آ کھڑے ہوتے ہیں تو انہیں سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں نظر آتا کہ اسلام کو ایک "عالمگیر مذہب" اور عیسائیوں کے لئے شمع ہدایت قرار دیں۔ اس کی پاک کتاب کے زندہ اور حیات بخش ہونے کا اعتراف کریں۔ اور اس بات کا اعلان کریں کہ "اگر اسلامی سلطنتیں صفحہ ہستی سے نابود بھی ہو جائیں تو اسلام اور مسلمان فنا نہیں ہو سکتے"۔ آج خود مسیحیت کے بڑے بڑے فضلاء اور کلیسائے انگلستان کے رہنما مسیحی معتقدات کو کیا سمجھتے ہیں؟ غلطیوں اور انسانی توہمات کا مجموعہ۔ شرک و بت پرستی کا نچوڑ! جو کسی حالت میں علم و عقل کی کسوٹی پر پورے نہیں اتر سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ انگلستان، جرمنی، فرانس اور یورپ و امریکہ کے دیگر ممالک میں کئی ایک فضلاء اسلام کی آغوش میں علی الاعلان آ چکے ہیں اور بیشمار ایسے لوگ موجود ہیں جو عیسائیت کو ترک کر بیٹھے ہیں اور اسلام کی روشنی ان تک پہنچنے کی دیر ہے کہ اس پاک مذہب کو اپنا دین ایمان قرار دینے میں انہیں کوئی عذر نہ ہوگا۔ یہ تو عیسائیت کے گھر کی حالت ہے لیکن بیرونی ممالک میں اس کا کیا حال ہے جہاں جگہ جگہ اس کے شاندار مشن موجود ہیں، ہسپتالوں، کالجوں اور سکولوں اور بہت سے دیگر امدادی اور اصلاحی کاموں کے ذریعے سے عوام الناس کو مرعوب و مرہون منت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ انا جیل اور دیگر لٹریچر کی اشاعت اور اسلام کے خلاف ہر قسم کے پروپیگنڈا سے کام لیا جاتا ہے مال و زر اور ہر طرح کے ساز و سامان استعمال ہوتے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا کہ جنوبی افریقہ کے ایک ذاتمل ڈاکٹر دیو پر نے اعلان کیا کہ:۔

"یونین اور اس کے ملحقہ علاقوں میں مقید لوگوں کا مذہب خطرے میں مبتلا ہے۔ لکھو کھہا سیاہ رنگ کے لوگ ہیں جن میں اسلام سرعت کے ساتھ پھیلتا جا رہا ہے اور ہم ذات پات کی تفریقات میں اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں، اور تو اور ہمارا کلیسا بھی اس طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے کہ اس کی اصلاح اور اتحاد کی کوئی صورت نظر نہیں آتی"۔

صرف یہی نہیں کیپ ٹاؤن کے "پنچ" نامی کلیسائی آرگن نے ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں اس بات پر بحث کی گئی ہے کہ مسیحی عورتیں اسلام میں کیوں جا رہی ہیں۔ وہ لکھتا ہے:۔

"بہت کم لوگ اس بات سے واقف ہیں کہ کس قدر مسیحی مرد اور عورتیں اسلام میں داخل ہوتے جا رہے ہیں۔ کام کرنیوالوں نے ایک ہفتہ میں کچھ ایسی عورتوں کا پتہ لگایا جن کے متعلق علم نہ تھا کہ وہ اسلام میں چلی گئیں۔ اور کوئی ہفتہ نہیں گذرتا کہ دوسری اس قسم کی عورتوں کا پتہ نہ چلتا ہو"۔

گذشتہ دس ماہ میں ایک گرجا کے دو آدمی جو کنفرم ہو چکے تھے مسلمان لڑکیوں سے شادی کرنے کے لئے ملائی بن گئے اور ایک گرجا کی کنفرمیشن جماعت کی چالیس لڑکیوں سے جب یہ کہا گیا کہ اگر وہ ایسی مسیحی لڑکیوں کو جانتی ہیں جو اسلام میں چلی گئی ہوں تو اپنے ہاتھ کھڑے کریں تو عملاً ہر ایک ہاتھ بلند ہو گیا"۔

پھر لکھا ہے:۔

"دو آدمی حال ہی میں مسلمان ہونیکا ارادہ کرتے ہوئے پائے گئے۔ حالانکہ وہ کنفرم ہو چکے ہیں۔ اور بظاہر بہت اچھے کلیسائی ہیں۔ ایک خادم کی بہن جو کلیسائی خاندان کی ممبر ہیں حال ہی میں مسلمان ہو گئی ہے اور ایک ملائی سے اس نے شادی کر لی ہے"۔

اسلام کی طرف مسیحیوں کے اس عام رجحان کی وجوہ و اسباب تلاش کرتے ہوئے اخبار مذکور لکھتا ہے:۔

"ایک مسلمان اسلام کے لئے اس سے بڑھکر پختہ کیوں ہے۔ جس قدر ایک مسیحی کے اندر مسیح کے لئے پختگی اور اخلاص پایا جاتا ہے؟ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ رنگدار اقوام میں مسیحیت کی تعلیم ناکافی ہے۔

رنگدار عیسائیوں کی تبدیلی مذہب کی ایک اور وجہ یہ احساس بھی ہے۔ کہ سفید رنگ مسیحی زیادہ تر مسلمانوں کو کلیسا میں جمع کرنے سے لاپرواہ ہیں۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہر مذہب اپنی جگہ پر اچھا ہے"۔

ان دونوں وجوہ کی تردید مسٹر ایم۔ اے گامیٹ نامی ایک مسیحی نے کی اور لکھا کہ:۔

"اس ملک میں اسلام کا سب سے زبردست مبلغ وہ تفاوتِ الوان ہے جو یورپین کلیساؤں میں پایا جاتا ہے"۔

آگے چل کر لکھا ہے کہ:۔

"اسلامی مساجد میں سچی اور خالص جمہوریت پائی جاتی ہے۔ جہاں سیاہ، بھورے، سفید اور زرد رنگ کے لوگ، امیر اور غریب خدا تعالیٰ کے سامنے پوری مساوات کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں"۔

مسیحیت کے متعلق مسٹر گامیٹ رقمطراز ہیں:۔

"مسیحیت بالخصوص اس ملک میں اپنے پیروؤں کو اختلاف الوان کی بناء پر تقسیم کرنے میں کامیاب ہو چکی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم میں سفید گرجے، رنگدار گرجے اور دیسی گرجے الگ الگ پائے جاتے ہیں۔ اسلام میں ایسی کوئی تفریق نہیں پائی جاتی"۔

"اسلام رنگدار اقوام کے لئے اور منصف مزاج سفید رنگ لوگوں کے لئے بھی ایک ہی جائے امید ہے"۔

"ملائی یا محمدی ہو جانے کی اصطلاح بالکل احمقانہ اور بے معنی ہے۔ ایک انگریز مسلمان ہو سکتا ہے، لیکن ملائی نہیں بن سکتا"۔

مسٹر گامیٹ نے آخر میں صاف لکھا ہے کہ اختلاف الوان کی بناء پر مسیحیوں میں جو انشقاق پیدا ہوا ہے۔ یہ مسیحیت کی ناکامی کی دلیل ہے اور اسے اپنی کمزوری کا الزام دوسروں کے سر پر نہ رکھنا چاہیئے۔

یہ وہ مسیحیت ہے جسے کل تک دنیا کی نجات دہندہ اور تہذیب و شائستگی کی واحد علمبردار قرار دیا جاتا تھا۔ اور اسلام کی کوئی حقیقت اس کے سامنے نہ سمجھی جاتی تھی۔ خود مسلمانوں کے بعض بڑے بڑے تعلیم یافتہ اصحاب اسلام کی زندگی ہی سے مایوس ہو بیٹھے تھے لیکن آج ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ وہی اسلام اپنے صحیح اور فطری اصولوں کی وجہ سے ایک طرف یورپ اور امریکہ کے فضلاء کے دلوں پر قبضہ جما رہا ہے اور دوسری طرف افریقہ کے جاہل اور علم سے نابلد لوگوں میں پھیلتا چلا جا رہا ہے۔ حالانکہ اس کے پاس نہ سلطنت ہے نہ مال و دولت اور نہ مبلغین اتنے موجود ہیں کہ ان تمام ممالک میں پھر سکیں۔ اس کے بالمقابل عیسائیت اپنے گھر میں بھی ناکام ہے اور باہر بھی اس کے اصول ہر جگہ فیل ہو رہے ہیں اور جوق در جوق لوگ اس سے بیزار ہو کر الگ ہوتے جا رہے ہیں بحالیکہ اس کے پاس مال و دولت بھی ہے حکومت اور سلطنت بھی ہے اور تعلیمی اور تبلیغی اداروں اور ساز و سامان کی اس قدر فراوانی ہے کہ صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا۔

کیا یہ لیظھرہ علی الدین کلہ کا کھلا نظارہ نہیں؟ کیا مسیح موعود کی صداقت کا اس سے بڑھکر کوئی اور نشان درکار ہے؟ اسلام اور عیسائیت کی عظیم الشان جنگ میں کسرِ صلیب کرنیوالا آج کون ہے؟ اور کس کے ہاتھ سے اسلام دنیا میں آج غالب ہو رہا ہے؟ امید ہے سلسلہ احمدیہ کی مخالفت پر ادھار کھانے والے ان سوالات پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی کوشش کریں گے۔

بنگر اے قوم نشانہائے خداوند قدیر
چشم بکشا کہ بر چشم نشانیست کبیر

افواج میں قرآن کریم پہنچانے کی ضرورت

پیغام صلح کی گذشتہ اشاعتوں میں افواج میں ایک ہزار حمائل شریف مترجم پہنچانے کی تحریک حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کی جا چکی ہے اس تحریک کے ضمن میں قریباً دو سو حمائل شریف کی قیمت احباب سلسلہ کی طرف سے محاسب صاحب انجمن کو موصول ہو چکی ہے احباب سلسلہ کو چاہیئے کہ اس کار خیر کی طرف فوری توجہ مبذول فرمائیں تا کہ یہ تحریک پایہ تکمیل کو پہنچ جائے۔

ارشاد امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

۱۔ بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالو۔

۲۔ بچوں کو سات سال کی عمر سے تبلیغ اسلام کے لئے کچھ خرچ کرنے کی عادت ڈالو۔

۳۔ بچوں کو سات سال کی عمر سے قرآن کریم کا ترجمہ سکھانا شروع کرو۔

محمد علی

ہماری تبلیغی سرگرمیاں

ہبلی (دھارواڑ) شیخ بشیر احمد صاحب ایم اے مبلغ ہبلی اپنی رپورٹ یوں لکھتے ہیں:۔

مولوی عبدالحق صاحب بدستور سابق نہایت خاموشی سے بغیر اطلاع دیئے مورخہ ۲۲ر فروری ۱۹۴۵ء بروز جمعرات بوقت ساڑھے بارہ بجے دوپہر نزول فرمائے ہبلی ہوئے۔ مولوی احمد گل صاحب ان کے ساتھ تھے۔ ہم لوگ پونہ میل سے ان کا انتظار کر رہے تھے مگر وہ شولاپور سے ہوتے ہوئے آئے۔ محمدیہ انجمن کے ۲۳، ۲۴، ۲۵، کے جلسوں میں انھوں نے شرکت کی۔ ۲۶ر کو مولوی احمد گل صاحب کے ساتھ انجمن اسلام دھارواڑ کی دعوت پر میلاد النبی کے جلسہ میں شریک ہوا۔ میری بھی ایک تقریر ہوئی۔ جملہ معترضہ کے طور پر یہاں یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ مولوی عبدالحق صاحب کی صحت اس بات کی مقتضی ہے کہ انہیں تھکا دینے والے دور دراز سفروں پر نہ بھیجا جائے۔ ان کا وجود ہمارے لئے غنیمت ہے اور اس کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے۔

محمدیہ انجمن کے جلسوں میں میری تین تقریریں ہوئیں اور عارفہ صاحبہ کی ایک۔

۲۵ فروری ۴۵ء بروز اتوار کرناٹک گزٹ کے دفتر میں چھ بجے شام کو جلسہ ہوا معززین ہندو مدعو تھے۔ میں نے انہیں اسلام کا پیام امن سنایا میری تقریر پسند کی گئی اور آیندہ بھی ایسے جلسے منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

یکم مارچ کو مولوی عبدالحق صاحب بنگلور میل سے ۲ بجکر بیس منٹ پر مدراس روانہ ہوئے اور مولوی احمد گل صاحب مولوی بڈھن صاحب کے ہاں پانچ بجے کی گاڑی سے گدگ چلے گئے ــــ شب کو محمد اکبر صاحب، بی۔ اے فارسٹ کنزرویٹر اور ابراہیم صاحب، ٹیلیفون انسپکٹر تشریف لائے۔ مل کر کھانا تناول کیا اور انہیں "دعوت عمل" اور "ہمارے عقاید" پڑھنے کو دیں زبانی گفتگو بھی ہوتی رہی۔

۲ مارچ ۴۵ء۔ باوا محمد یوسف صاحب سمپسن نامی ایک کرسچین کو لے کر آئے رات کے ایک بجے تک اس سے بحث کا سلسلہ جاری رہا۔ ۳ مارچ ۴۵ء کو آر۔ ایس رسید صاحب سب انسپکٹر پولیس کے مکان پر عورتوں کا جلسہ ہوا۔ عارفہ صاحبہ نے حقوق زوجین پر بحث کی۔ عورتوں نے خواہش ظاہر کی کہ آیندہ بھی یہ جلسے ہوتے رہیں۔

مورخہ ۴ مارچ ۱۹۴۵ء کو صبح حسب دستور درس قرآن مجید ہوا۔ ایک ہندو گریجویٹ مسٹر لنگ ناسا

. . . .

. . . .

. . . . میثاق النبیین (انگریزی) انہیں پڑھنے کو دی گئی۔ عصر کے وقت ایک چوک میں جلسہ ہوا۔

ناصر اور باوا محمد یوسف صاحب نے نظمیں پڑھیں اور بعد میں باوا محمد یوسف صاحب نے ایک مختصر سی تقریر کی حکیم عبدالرحمان صاحب بھی چند منٹ کے لئے بولے۔

مخالفت بدستور ہو رہی ہے۔ ہمارا ارادہ ہے کہ جلد ہی ایک ٹریکٹ اپنے کام اور عقاید وغیرہ کے متعلق شائع کر دیا جائے اس کے علاوہ ایک چھوٹی سی مسجد کا تعمیر کرنا بھی زیر تجویز ہے۔ ایک ہزار روپے کے قریب خرچ ہوگا۔

مدراس مولنا عبدالحق صاحب اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں:۔

ہبلی اور دھارواڑ سے فارغ ہو کر میں بنگلور کے راستہ سے مدراس پہنچا بنگلور میں کوئی تقریر کا انتظام نہیں ہو سکا انشاء اللہ تعالیٰ کسی وقت زیادہ فرصت نکال کر کوشش کی جائے گی۔ احمد بادشاہ صاحب مدراس میں نہیں تھے انتظار کرنے پر بھی ان سے ملاقات نہ ہو سکی البتہ عزیز اللہ صاحب اور ان کے جوان ہمت اور پرجوش فرزند (ایڈیٹر آزاد نوجوان) سے آیندہ کام کے متعلق تجاویز طے کی گئیں واپسی پر ان کے متعلق گفتگو ہوگی۔ شام کے بعد ان کے مکان میں ایک مختصر سے مجمع میں تقریر کی گئی مدراس میں ہمارے ایک اور جوان ہمت بزرگ اسمٰعیل صاحب پنجابی سے ملاقات ہوئی۔ آپ نہایت متقی اور درد رکھنے والے پرانے احمدی ہیں آپ ہر اتوار کو عزیز اللہ صاحب کے مکان پر ملاقات کے لئے پہنچتے ہیں اور کئی ایک لوگوں سے گفتگو احمدیت کے متعلق ہوتی رہتی ہے۔

شولاپور اپنے اسی خط میں مولانا رقمطراز ہیں:۔

مدراس سے میں واپس شولاپور آ گیا ہوں مولانا احمد گل صاحب کو یہاں سے حیدرآباد بھیجدیا ہے۔ کیونکہ یہاں تقریروں کا انتظام ہو رہا ہے ایک تقریر آج اینگلو اردو ہائی سکول میں ہو چکی ہے ہیڈ ماسٹر صاحب اور چند اور اصحاب سے کل رات مختلف مسائل پر گفتگو ہوتی رہی آج ایک ہوٹل میں بھی مختصر سے مجمع میں چند علماء کے ساتھ تبادلۂ خیالات کیا گیا اتوار کو ایک پبلک تقریر کا اعلان ہو رہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کی ترقی کی صورت پیدا ہو رہی ہے۔ باقاعدہ انجمن کی بنیاد رکھ دی جائے گی یہاں مخالفت بھی زوروں پر ہے اللہ تعالیٰ اسے مفید بنائے۔ والسلام

عبدالحق از شولاپور

بیجاپور مولنا احمد گل صاحب جو مولنا عبدالحق صاحب دیار دکھنی کی معیت میں سی پی اور جنوبی ہند کا دورہ کر رہے ہیں اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں:۔

خاکسار یکم مارچ کو ہبلی سے روانہ ہو کر گدگ پہنچا۔ مولوی بڈھن شاہ صاحب نے جو کہ جماعت کے مبلغ ہیں چند ایک دوستوں سے تعارف کرایا، تبادلہ خیالات کے علاوہ موزوں جگہ پر ٹریکٹ تقسیم کئے۔ تین دن تک یہاں رہا بعد ازاں بیجاپور پہنچا۔ ایک نوجوان دستگیر نامی ٹیچر سکول نے اکابر شہر سے (جو کہ مذہب میں دلچسپی رکھنے والے تھے) ملاقاتیں کروائیں اس شہر میں جن سے ملاقات ہوئی قریباً سات آٹھ آدمی ایسے ہیں جن کے پاس انگریزی ترجمۃ القرآن یا تفسیر بیان القرآن و دیگر جماعت کا انگریزی لٹریچر ہے۔ مسلم لائبریریوں میں اخبار لائٹ جاری ہے۔ ایک ڈاکٹر صاحب جو کہ اخبار لائٹ کے خریدار رہ چکے ہیں۔ انھوں نے انگریزی ترجمۃ القرآن منگوانے کا وعدہ کیا ہے۔ ایک دوست نے چند ایک انگریزی کتابیں دفتر سے ارسال کرنے کا مجھے آرڈر دیا ہے نیز انھوں نے اپنی بچی کے نام اخبار لائٹ جاری کروانے کو کہا ہے۔ یہاں قریباً چار یوم قیام رہا لوگ کافی دلچسپی سے گفتگو سنتے رہے یہاں کے لوگ جناب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ اور خواجہ کمال الدین صاحب کے نام سے اور ان کے کام سے اچھی طرح واقف ہیں مگر تاہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سب لوگ قادیانی ہیں۔ ان چار دنوں کے اندر خاکسار نے لٹریچر اور گفتگو کے ذریعہ سے جماعت کا خوب پروپیگنڈا کیا ہے یہاں مخالفت قطعاً نہیں۔ گفتگو اچھی طرح سنتے ہیں۔ اگر اس علاقہ میں جماعت کا انگریزی لٹریچر ہو تو کافی کھپت ہو سکتی ہے۔ اور لوگ خوشی سے خرید لیتے ہیں یہاں کے اہل حدیث اور اہل قرآن دوستوں سے بھی ملاقات ہوئی۔ یہاں کی اہل قرآن جماعت میں میں نے ایک نئی بات دیکھی جو کہ پنجاب کے اہل قرآن میں نہیں ہے وہ یہ کہ یہاں کے اہل قرآن آٹھ نمازیں قرآن کریم سے ثابت کرتے ہیں ایک سجدہ اور ہاتھ چھوڑ کر نماز ادا کرتے ہیں وغیرہ یہاں کے لوگوں نے ایک پبلک جلسہ کرنے کے لئے کہا مگر اس وقت خاکسار اکیلا تھا مولانا عبدالحق صاحب مدراس چلے گئے تھے۔ اور ایک دو دن میں جلسہ کا خاص انتظام نہیں ہو سکتا تھا اس لئے ان کو کہا گیا کہ خواجہ بشیر احمد صاحب کو ہبلی سے منگوا کر اطمینان سے جلسہ کروائیں۔

حیدرآباد دکن مولانا عبدالحق صاحب حیدرآباد دکن سے رقمطراز ہیں:۔

شولاپور سے میں حیدرآباد پہنچ چکا ہوں آپ کا خط بھی مل گیا ہے اللہ تعالےٰ کے فضل سے شولاپور میں بہت کامیابی ہوئی ہے اور ایک جماعت کی صورت بھی پیدا ہو گئی ہے چند احباب کو میں نے فارم بیعت بھی آپ کو بھیجنے کے لئے کہدیا ہے یہاں آیندہ کام کے متعلق بھی ایک پروگرام تجویز کر لیا ہے۔ اس علاقہ میں کئی ایک جگہ زیادہ دن ٹھہر کر کام کرنے کی ضرورت ہے بیجاپور اور شولاپور دونوں مقام امید افزا ہیں ان کے علاوہ کچھ اور مقام بھی ہیں۔ شولاپور کے جلسہ کی روئیداد وہاں سے پہنچ جائے گی۔ چونکہ یہاں مخالفت زیادہ تھی اس لئے کامیابی بھی زیادہ ہوئی ہے۔ حیدرآباد میں مولانا احمد گل صاحب کو میں نے پہلے ہی بھیجدیا تھا۔ یہاں لوگوں سے ملاقاتیں ہوتی ہیں اب ایک دو دن میں ناگپور اور امراوتی کی طرف روانگی کا ارادہ ہے آج جمعہ کے خطبہ میں کچھ احباب جمع ہو گئے تھے تبلیغ اور تبلیغ کے گر ان پر تقریر کی گئی۔ بعد میں دیر تک مختلف اسلامی مسائل پر گفتگو ہوتی رہی مولانا عبدالباسط صاحب مولانا عبداللطیف صاحب اور مولانا عبدالرزاق صاحب اور بہت سے دوستوں سے ملاقات ہوئی:۔

امراوتی (برار) مولوی احمد گل صاحب ایک اور خط میں لکھتے ہیں:۔ خاکسار ۱۱ مارچ ۱۹۴۵ء کو شولاپور سے روانہ ہو کر حیدرآباد دکن میں آ گیا تھا۔ مولانا عبدالحق صاحب جلسہ کے لئے وہاں ٹھہرے رہے مگر انتظامی صورت میں کچھ تاخیر ہو گئی اس لئے آپ جلسہ تک ٹھہر نہ سکے ان کی موجودگی میں ہی شیخ بشیر احمد صاحب اور آپ کی بیوی جلسہ کے لئے پہنچ گئے تھے مولانا قریباً ۱۸ مارچ ان کو وہاں چھوڑ کر حیدرآباد پہنچ گئے۔ امید ہے کہ ان کے بعد شولاپور میں جلسہ ہو چکا ہوگا۔ ایک جمعہ خاکسار نے حیدرآباد میں پڑھایا اور دوسرا مولانا نے پڑھایا۔ حیدرآباد سے مولانا نے مجھے اپنی روانگی سے پہلے دو دن ۲۲ مارچ کو امراوتی بھیجدیا تھا چنانچہ خاکسار وہاں پہنچا دو دن وہاں رہا مرزا مرتضیٰ بیگ صاحب نے دوستوں سے تعارف کرایا۔ لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ نماز جمعہ کے بعد مسجد میں خاکسار کی ایک تقریر بھی ہوئی۔ یہاں دو ایسے دوستوں سے ملاقاتیں ہوئیں۔ جو احمدیت کے نزدیک تر ہیں۔ . . . . . . پہلے دوست کے پاس سلسلہ کی کچھ کتابیں ہیں اور مجھ سے انگریزی ترجمۃ القرآن لیکر کالج کی لائبریریوں میں داخل کرایا ہے۔ دوسرے دوست پشاور کے رہنے والے ہیں۔ مدت سے تحصیل علم سے فارغ ہو کر یہاں ہی مقیم ہیں پشاور کے باشندے ہیں۔ عربی ادب اور علم احادیث سے اس قدر ماہر ہیں کہ متنبی اور حماسہ کے اشعار نوک بزبان اور احادیث کی عبارتیں یاد ہیں۔ پچھلے سال انھوں نے مولانا عبدالحق صاحب اور سید اختر حسین صاحب کی تقریریں تو بہت خوش ہوئے تھے۔ ان کا کام رات دن تبلیغ کا ہے۔ امراء کے بچوں کو عربی اور فارسی پڑھاتے ہیں قرآن کریم کا باقاعدہ درس دیتے ہیں شہر میں مانے ہوئے متقی اور عالم ہیں۔ تفسیر بیان القرآن کے شیدائی ہیں:۔

ناگپور مولنا عبدالحق صاحب اپنے دوسرے خط میں رقمطراز ہیں:۔

مولانا احمد گل صاحب امراوتی ہو کر آئے میں حیدرآباد سے ناگپور پہنچ چکا ہوں۔ ناگپور سے پرانے دوست ادھر ادھر تبدیل ہو چکے ہیں انعام الرحیم صاحب امراوتی اور محمد اقبال صاحب پونہ اور ایم اے قدیر صاحب بھی باہر چلے گئے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالغفار صاحب سے یہاں ملاقات ہوئی ٹریکٹ اور اشتہارات انکو پہنچا دئے گئے انجمن اسلامیہ کے

کے سکول اور مڈل سکول کے اساتذہ میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ مسلم لائبریری حبیب الحق اردو لائبریری اور ہائی سکول کی لائبریری میں نیو ورلڈ آرڈر کی کاپیاں داخل کر دی گئیں۔ بازاروں میں چل پھر کر بھی جو شخص لکھا پڑھا ملا اسے مختلف ٹریکٹ دیئے گئے۔ کئی ایک لوگوں سے تبادلۂ خیالات بھی ہوا۔ اب کل بھوپال روانگی کا ارادہ ہے مولانا احمد گل صاحب کی طبیعت متواتر سفر سے ناساز ہو گئی ہے۔ امراوتی (صوبہ برار) میں مولانا احمد گل صاحب نے جمعہ کے بعد مسجد میں وعظ کیا وہیں ایک نہایت عالم ہستی سے ان کی ملاقات ہوئی جن کو تبلیغ کا شوق ہے ان کے متعلق انشاء اللہ تعالیٰ زبانی عرض کروں گا۔ ہمارے دوست مرزا مرتضیٰ بیگ صاحب نے کئی معززین سے مولوی صاحب کو ملایا اور سلسلہ کا لٹریچر ان میں تقسیم کیا گیا۔

بمبئی ایک نامہ نگار بمبئی سے رقمطراز ہیں:-

۲۰ر مارچ ۱۹۴۵ء کو حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بمبئی سے تشریف لے گئے حضرت ممدوح کی روانگی کے بعد جناب میرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مسلم مشنری نے تبلیغی کام شروع کیا۔ مرزا صاحب نے صادق صاحب کی معیت میں اکثر احباب کیساتھ ملاقاتیں کیں۔ کئی حضرات مرزا صاحب کی ملاقات کے لئے ان کی قیام گاہ پر بھی تشریف لاتے رہے۔ اور بہت دلچسپ تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔ ان حضرات میں قادیانی اور غیر احمدی ہر دو طبقات کے معززین تھے بمبئی کے مشہور اخبار آئینہ کے ایڈیٹر صاحب کی فرمائش پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ جناب نصیر احمد صاحب فاروقی کے علاوہ مرزا صاحب نے بھی ایک مضمون "رحمۃ اللعٰلمین" کے عنوان سے تحریر فرمایا۔

بمبئی میں آل انڈیا اردو کانفرنس کے موقعہ پر تقسیم لٹریچر کا انتظام کیا گیا جو ۱½ ہزار تعلیمیافتہ اور معزز حضرات کے ہاتھوں تک پہنچا۔ لٹریچر کی اس تقسیم میں ہمارے پرجوش نوجوان محمد افضل خاں کی کارگزاری قابل صد آفرین ہے۔ حضرت امیر کے حکم اور جماعت بمبئی کے پروگرام کے مطابق ہفتہ میں ایک بار بروز پیر بعد نماز مغرب درس قرآن شریف کا باقاعدہ سلسلہ جاری رہا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ کے تشریف لے جانے کے بعد مرزا صاحب موصوف درس قرآن بیان فرماتے رہے۔ درس کے علاوہ خطبات جمعہ میں بھی مرزا صاحب اپنے قیمتی خیالات کا اظہار فرماتے رہے۔

یکم مارچ کو جناب محمد افضل خانصاحب نے اپنے دولت کدہ پر شہر کے چند معزز تعلیمیافتہ احباب کو چاء کی دعوت دی جس میں مرزا صاحب کا تعارف اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق تبادلۂ خیالات کا پروگرام تھا۔ یہ مجلس اڑھائی گھنٹہ تک جاری رہی جس میں بہت سے اختلافی مسائل پر دلچسپ بحث ہوئی۔ اس گفتگو کا یہ اثر ہوا۔ کہ حاضرین میں سے ہر ایک نے یہ خواہش ظاہر کی۔ کہ ان کے لئے اس قسم کے تبادلۂ خیالات کے لئے آیندہ بھی مواقعہ بہم پہنچائیں۔

اِندور کے آریہ رسالہ "پرچارک" نامی میں خدا۔ رسولؐ۔ بہشت اور شیطان کے زیر عنوان اسلام کا مذاق اڑایا گیا۔ اور ناپاک حملے کئے گئے۔ بمبئی کے آپس میں لڑنے والے علماء میں سے کسی ایک کو بھی توفیق نہیں ہے کہ وہ خدا اور اس کے رسولؐ کی عزت اور ناموس کی حفاظت کے لئے آگے بڑھے اور آریہ سماج کو للکارے۔ مولانا نجمت الدین صاحب صدر جمعیتہ العلماء بمبئی جو دوسرے مسلمانوں پر فتوے کفر لگانے میں تو پیش پیش رہتے ہی ہیں کہ ایک مسلمانوں کے ایک دوسرے گروہ نے قد آدم پوسٹروں کے ذریعہ مولانا نذیر احمد خجندی صاحب کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دینے کا اعلان کیا۔

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

ان افسوسناک حالات کے پیش نظر میرزا صاحب موصوف نے آریہ سماج کے نام بمبئی کے اردو اخبارات کے ذریعہ کھلا چیلنج دیا جس میں آریہ سماج کو للکارا کہ وہ ان تمام مضامین پر جن کا آریہ سماج نے مذاق اڑایا ہے مرزا صاحب سے پبلک مناظرہ کرے۔ مرزا صاحب کے اس چیلنج پر اسلام کا درد رکھنے والے مسلمانوں کے دل پر خوشگوار اثر پڑا۔ مسلمانوں کو اس بات کا بخوبی اندازہ ہوا۔ کہ جب اسلام اور بانیٔ اسلامؐ کی عزت کا سوال پیدا ہوتا ہے تو تکفیر باز اور تکفیر نواز مولوی صاحبان انکے کوئی کام نہیں آتے۔ اگر غیر مذاہب کے مقابلہ پر کوئی میدان میں اترتا ہے۔ تو وہ صرف اور صرف احمدی ہی ہوتا ہے"

اُندلس کا دماغی ترکہ

قرون وسطیٰ میں جب کہ یورپ پر وحشت و جہالت کی گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ عربوں کا تمدن اسپین میں دنیا کو مطلع انوار بنا رہا تھا اور اندلس میں دماغی سلطنت قائم تھی، اور قرطبہ کے علمی مراکز شمال و مغرب کے دور دراز مقامات پر اپنی روشنی ڈال رہے تھے، اور وہاں اسلامی خیالات انتہائی درجہ کمال تک پہنچ گئے تھے لیکن سیاسی آندھیوں، جنگی مصروفیتوں اور زمانہ کی گردشوں نے خود اسلامی سلطنت کے قیام ہی کے زمانہ میں اس بلند مینارہ کو بار بار گرایا اور اس کے خزانوں کو منتشر کیا، اس کے بعد اسپین میں اسلام کے اقبال کا ورق اُلٹ گیا، اندلس میں جدید اسپین کی حکومت قائم ہوئی لیکن اس جدید حکومت کو اسپین کا یہ قدیم دماغی ترکہ نہیں ملا۔ اور تعصب اور جہالت نے عربی کتابوں کے ایک بہت ہی چھوٹے حصہ کو باقی رکھا، جو اسکوریال کے تاریک کمروں اور بعض پبلک کتب خانوں میں دفن کر دیا گیا۔ لیکن اس کے باوجود بھی سترھویں صدی عیسوی تک کے وسط میں عربی کی قلمی کتابوں کی تعداد دس ہزار تھی، جو اپنی نوعیت میں بہترین حیثیت رکھتی تھیں لیکن ۱۶۷۱ء میں اسکوریال میں ایک ایسی آتشزدگی ہوئی جس نے اس خزانے کے تین حصہ کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا، اس وقت تک اسپین کی حکومت عربی کتابوں کو ہر مطالعہ کرنے والے کی نگاہ سے چھپانا چاہتی تھی اور اسپینی مصنف بھی دینی اور قومی اثر سے متاثر تھے اس لئے ان ماخذوں پر جن سے اسلامی سلطنت کے زمانہ کی تاریخ اور تہذیب و تمدن پر روشنی پڑتی تھی بحث کرنے سے اجتناب کرتے تھے، اور اپنے ملک کے اس تاریخی حصہ کے متعلق صرف قومی ماخذوں سے کام لیتے تھے۔ اس لئے ان کی تحریریں تعصب اور فرقہ پرستی کے جذبات سے لبریز ہوتی تھیں لیکن ۱۶۷۱ء کے حادثہ آتشزدگی کے بعد اسپینی حکومت کی آنکھیں کھلیں اور مستشرق کازیری نے عربی کی قلمی کتابوں کے بچے کھچے حصہ کی جن کی تعداد ایک ہزار آٹھ سو پچاس تھی ایک فہرست مرتب کرنی چاہی اور کئی سال کی محنت کے بعد اس نے ایک فہرست مرتب کی جس کا نام "اسپینی عربی کتب خانہ اسکوریال میں" ہے اس نے اس فہرست میں عربی مجموعہ کے مضامین کو تفصیل کے ساتھ پیش کیا ہے اور ہر کتاب کے مباحث کا خلاصہ لکھا ہے۔ اس پر حواشی چڑھائے ہیں، اور مشکل مقامات کی شرح کی ہے۔ یہ فہرست ۱۷۶۰ء اور ۱۷۷۰ء کے درمیانی زمانہ میں شائع ہوئی اور متاخرین مستشرقین میں بعض نے اس پر یہ تنقید کی، کہ اس میں وقت نظری اور عمق نہیں پایا جاتا لیکن عام رائے یہ ہے کہ اسکوریال میں عربی مجموعۂ کتب کا یہ بہترین ذخیرہ ہے اور عربی خیالات کے نتائج کی بہترین نمائش گاہ ہے۔

کازیری کی فہرست کے شائع ہونے کے بعد سب سے اہم مسئلہ جس کی طرف لوگ متوجہ ہوئے یہ تھا کہ اسکوریال کے اس ذخیرہ سے ان عربی روایتوں پر بحث کی جائے جو اسپین میں عربوں کی تاریخ، اسلامی حکومت کی سیاست اور اسلامی سوسائٹی کی خصوصیات سے تعلق رکھتی ہیں، چنانچہ ایک جماعت نے جس میں ایدریس اور ماسدیو شامل ہیں عربی علوم و آداب کی تاریخ پر بحث کی اور ماسدیو نے ایک بڑی کتاب شائع کی جس کا نام "اسپین اور اسپین کے تمدن کی تنقیدی تاریخ" ہے۔ یہ کتاب ۱۷۷۳ء اور ۱۸۰۵ء کے درمیانی زمانہ میں شائع ہوئی، اور وہ اندلس کے تمدن کی تاریخ کا بہت بڑا ماخذ ہے۔ اور اس میں اسپین میں مسلمانوں کی سوسائٹی کی خصوصیات اور اسلامی خیالات کے مختلف گوشوں سے متعلق عمدہ روایتیں جمع کی گئی ہیں لیکن عربی ماخذوں کے مطابق عربوں کی سیاسی تاریخ اب بھی ایک خواب فراموش تھی لیکن اس کے بعد مستشرق یوسف کونڈی امین کتب خانہ اکادمی میڈرڈ نے سیاسی حیثیت سے عربی ماخذوں کا وسیع مطالعہ کیا اور کئی سال اسکوریال کی قلمی کتابوں کی تحقیقات میں صرف کئے، اور اس کے بعد اپنی مشہور کتاب "اسپین میں عربوں کی سلطنت کی تاریخ" شائع کی اس تاریخ کا پہلا حصہ ۱۸۲۰ء میں شائع ہوا لیکن اسی سال کونڈی نے وفات پائی اس کے مسودوں کے دو بقیہ حصے دوسرے سال شائع ہوئے لیکن ان میں وہ خصوصیات نہ تھیں جو اس کی تاریخ کے پہلے حصہ میں نمایاں طور پر نظر آتی ہیں بہرحال پہلے حصہ میں فتح کے زمانہ سے لے کر حکم مستنصر کے زمانہ یعنی ۳۶۶ھ (۹۷۶ء) تک کی تاریخ درج کی گئی ہے، دوسرا حصہ حکومت عامریہ، ملوک طوائف کی تاریخ پر سلطنت غرناطہ کے پیدا ہونے تک شامل ہے، تیسرے حصہ میں سلطنت غرناطہ کی تاریخ ۱۴۹۲ء میں اس کے زوال تک مذکور ہے، لیکن ان دونوں حصوں میں بعض ایسی غلطیاں موجود ہیں جو مولف کی نظرثانی کے نہ کرنے سے پیدا ہوئی ہیں، تاہم ان میں بھی کونڈی کی تنقید و نظریات کا کافی حصہ موجود ہے کونڈی نے خاص طور پر اپنے خیالات کو نہایت صراحت کے ساتھ ظاہر کیا ہے یہاں تک کہ اپنی قوم اور اپنے ہم وطنوں پر بالخصوص ان واقعات کے متعلق جو زوال غرناطہ، عربوں پر اسپینیوں کے مظالم ان کے عیسائی بنانے، پھر ان کے آبائی وطن سے خون کے سیلاب میں نکالنے سے تعلق رکھتے ہیں نہایت سخت الزامات لگائے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ عربی ماخذوں اور ان کی روح سے متاثر ہوا ہے یہاں تک کہ وہ خود اپنی کتاب کے مقدمہ میں لکھتا ہے کہ اس نے عربی ماخذوں اور عربی روایتوں کی اس قدر تقلید ص۴۴

ص۴۴ کی ہے کہ ایک یورپین جب اس کی کتاب کو پڑھے گا، تو یہ سمجھے گا کہ وہ ایک عربی مورخ کی کتاب پڑھ رہا ہے، یہی اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ لیکن ہالینڈ کے مستشرق رینہارٹ ڈوزی جس نے اندلس کی تاریخ کے مطالعہ میں اپنی زندگی کا بڑا حصہ صرف کیا ہے اس کتاب پر سخت حملہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ کونڈی عربی زبان سے بہت کم واقف ہے۔ اس نے ہزاروں واقعات غلط نقل کئے ہیں لیکن اس کی یہ رائے صحیح نہیں ہے، کونڈی عربی روایتوں کو نہایت خوبی سے نقل کرتا ہے، اس کی کتاب میں جو غلطیاں ہیں ان کا سبب یہ ہے کہ وہ نظرثانی کرنے سے پہلے مرچکا تھا اور اس نے عربی کے ان ماخذوں سے جو باہم مخالف تھے بغیر بحث و ترجیح کے بہت سی روایتیں نقل کی ہیں۔ لیکن غلطیوں کے باوجود اس کی کتاب اندلس کی تاریخ کا بہترین ماخذ ہے۔

کارڈون نے بھی اپنی کتاب "تاریخ افریقہ و اسپین" میں کونڈی کی طرح ان عربی کتابوں سے روایتیں نقل کی ہیں جو پیرس کے کتب خانہ میں موجود تھیں، لیکن اس نے اسپینی مصنفوں سے بھی روایتیں نقل کی ہیں اور صرف اخیر فصلوں میں جو زوال غرناطہ سے تعلق رکھتی ہیں، عربی

امتِ محمدیہ میں نبوت کا انعام

مولانا عمر الدین صاحب شملوی کے قلم سے

الفضل مجریہ ۱۰ مارچ ۱۹۴۵ء (جلد ۳۳ نمبر ۵۹) میں مذکورہ بالا سرخی کے ماتحت جو مضمون چھپا ہے وہ بتا رہا ہے کہ مضمون کے لکھنے والے صاحب بہت حد تک بالکل صحیح لکھنے والے ہیں اور ان کے خیالات احمدیہ جماعت لاہور کیساتھ ملتے ہیں۔ اور قادیانی عقیدہ و نبوت مسیح موعود کو وہ غالباً یا تو صحیح نہیں سمجھتے اور یا وہ میاں صاحب کے پیش کردہ عقیدہ نبوت کو جو اگرچہ غلط ہے اپنے خیال کے مطابق تاویلاً صحیح سمجھتے ہیں۔ بہرحال میرے نزدیک جس طرح مرحوم و مغفور نواب محمد علی خان کے خط سے میں نے دکھایا ہے کہ وہ مسئلہ کفر و اسلام میں احمدی جماعت لاہور کے ہمخیال تھے اسی طرح "امت محمدیہ میں انعام نبوت" کے لکھنے والے صاحب بھی مسئلہ نبوت میں ہماری تائید کرتے ہیں۔

لغوی نبی } ابتدائے مضمون میں لکھا ہے کہ "نبی لغت عرب میں امور غیبیہ پر کثرت سے اطلاع پانے والے کو کہتے ہیں"۔

ہم کہتے ہیں کہ اس اعتبار سے امت محمدیہ میں نبوت کا انعام برابر جاری ہے صدہا اولیاء اللہ گذرے ہیں جن سے خدا کا مکالمہ مخاطبہ ہوا اور کثرت سے ہوا۔ اور لغوی معنوں کے لحاظ سے وہ بھی نبی کہلا سکتے ہیں مگر اہل اسلام میں ایسے لوگوں کو "اولیاء الانبیاء" کہا جاتا رہا ہے۔ جیسا کہ الانسان الکامل کے قابل مصنف حضرت شیخ عبدالکریم گیلانی نے بالتصریح ایسے کاملین کو "اولیاء الانبیاء" لکھا ہے۔ جس کے معنے یہ ہوئے ایسے کاملین انبیاء کے وارث ہیں نہ کہ نبی۔ البتہ استعارہ یا مجاز کے رنگ میں ان کو نبی بھی کہا جاتا ہے۔ چنانچہ مولانا روم فرماتے ہیں:۔

اونبی وقت خویش است اے مرید
تا ازو نور نبی آید پدید

اب یہاں مولانا روم مرشد کامل یا وقت کے شیخ کو اپنے زمانہ کا نبی کہتے ہیں کیونکہ اس سے نور نبوت محمدی کا ظہور ہوتا ہے۔ اس سے "اولیاء الانبیاء" کے معنے واضح ہو جاتے ہیں۔ پس لغوی نبوت درحقیقت اصطلاحی نبوت نہیں ہے بلکہ مجازاً اسے نبوت کہا جاتا ہے۔ اور یہ نبوت تمام اولیاء کاملین کو حسب مراتب حاصل ہے اور ان کو محدث ملہم، مکلم۔ بھی کہا جاتا ہے۔

اولیاء کاملین کی شہادت } الفضل کے لائق نامہ نگار نے خود لغوی نبوت کو جاری مان کر بطور شہادت لکھا ہے کہ:۔

"بزرگان سلف ابن عربی۔ مولانا روم ملاں علی قاری، شیخ احمد سرہندی شاہ ولی اللہ دہلوی۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی وغیرہ وغیرہ رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے اقوال سب اسی عقیدے کے مؤید ہیں کہ امت محمدیہ میں نبوت بطور انعام جاری ہے۔"

اب جن بزرگان دین کو بطور گواہ پیش کیا ہے ان سب کی شہادت یہی ہے کہ نبوت حقیقی یا نبوت مستقلہ جسے دوسرے لفظوں میں نبوت تشریعی بھی کہتے ہیں اس کا دروازہ تا قیامت بند ہے۔ صرف ظلی نبوت جس کے معنے فیض محمدی سے وحی پانا ہے وہ تا قیامت جاری ہے۔ اسی ظلی نبوت کو غیر تشریعی نبوت بھی کہہ دیتے ہیں جس کے یہ معنے ہیں کہ یہ لوگ دراصل انبیاء کے اولیاء ہوتے ہیں نہ کہ نبی۔ البتہ مجازاً ان کو نبی کہہ دیتے ہیں۔

(۱) محی الدین ابن عربی کی گواہی

"الولایۃ نبوۃ عامۃ والنبوۃ التی بہا التشریع نبوۃ خاصۃ" فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۔

یعنی ولایت نبوت عامہ ہے اور نبوت تشریعی نبوت خاصہ ہے۔

(۲) مولانا روم کی شہادت

مکرکن در راہ نیکو خدمتے
تا نبوت یابی اندر امتے

یعنی نیکی کے راستہ میں تدبیر کرنا کہ تو امتی ہوتے ہوئے نبوت کو پائے۔

امتی ہوتے ہوئے نبوت پانے کے معنے بجز ولایت کے کچھ اور معنے نہیں اس لئے مولانا دوسری جگہ امتی کامل کو۔

"او نبی وقت خویش است اے مرید"

وقت کا نبی بھی کہتے ہیں۔

(۳) ملاں علی قاری کی شہادت

ملاں علی قاری نے موضوعات میں صاف لکھا ہے کہ اگر حضرت عمر رضی نبی ہو جاتے اور حضرت ابراہیم فرزند رسول اللہ صلعم زندہ رہتے اور نبی ہو جاتے تو وہ دونوں آنحضرت صلعم کے کامل متبعین اتباع میں سے ہوتے اور ان کا ایسی حالت میں نبی ہونا حدیث لا نبی بعدی اور آیت خاتم النبیین کے منافی نہ ہوتا جبکہ خاتم النبیین کے منافی نہ ہوتا جبکہ خاتم النبیین کے معنے یہ ہیں کہ لا نبی بعدہ یاتی بنسخ شرعہ ولم یکن من امتہ۔ یعنی آنحضرت صلعم کے بعد ایسا کوئی نبی نہیں جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے اور آپ کا امتی نہ ہو۔

ملاں علی قاری صاحب ختم نبوت کے اسی طرح قائل ہیں جیسے تمام امت محمدیہ قائل ہے اور ان کا یہ کہنا کہ ایسا نبی نہیں ہوسکتا جو آپ کا امتی نہ ہو اس کے یہی معنے ہیں کہ وہ آپ کا ولی ہو اور اسے نبوت کا کمال جو مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہے آنحضرت صلعم کے فیض سے حاصل ہو۔ امتی ہونے کی شرط اسکی کافی شہادت ہے کہ ایسے نبی دراصل "اولیاء الانبیاء" میں سے ہوتے ہیں۔

(۴) شیخ احمد سرہندی کی شہادت

شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ صاف فرماتے ہیں:۔

"اے دوست تمہیں معلوم ہو کہ اللہ جلشانہ کا بشر کے ساتھ کلام کرنا کبھی روبرو اور ہمکلامی کے رنگ میں ہوتا ہے اور ایسے افراد جو خدا تعالیٰ کے ہمکلام ہوتے ہیں وہ خواص انبیاء میں سے ہیں کبھی یہ ہمکلامی کا مرتبہ بعض ایسے کامل لوگوں کو ملتا ہے کہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کے متبع ہیں اور جو شخص کثرت سے ہمکلامی کا شرف پاتا ہے اسکو محدث کہتے ہیں"

مجدد صاحب کی مذکورہ بالا شہادت کو حضرت مسیح موعود نے متعدد مرتبہ پیش کر کے اپنے محدث اور مجازی نبی ہونے پر معترضین کو ساکت کر دیا ہے اور اسی عبارت سے محدث کی بجائے نبی کا لفظ بھی استعمال کیا جس کے صاف یہ معنے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کی تحریروں میں محدث اور نبی کا لفظ مترادف المعنی ہے یہی وجہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر لفظ نبی سے دھوکا لگتا ہے تو اسے کاٹ کر محدث لکھو کیونکہ میری مراد نبوت سے مراد محدثیت ہی ہے نہ کچھ اور۔

قادیانیوں سے مطالبہ } اگر قادیانی حضرات ہم سے اوپر کے نتیجے میں متفق نہیں ہیں تو وہ ثابت کر کے دکھائیں کہ حضرت مجدد الف ثانی صاحب سرہندی نے کثرت مکالمہ و مخاطبہ پانے والے امتیوں کو کہیں نبی کہا ہو مگر وہ ورق گردانی کرتے ہوئے مر جائیں انہیں ایسا ایک بھی حوالہ نہیں ملے گا۔ پس یا تو یہ تسلیم کرنا کہ نعوذ باللہ حضرت اقدس نے محض مطلب برآری کے لئے "سمی محدثاً" کی بجائے "سمی نبیاً" لکھدیا اور یوں دوسرے کے کلام میں تحریف کے مرتکب ہوئے اور یا یہ تسلیم کر لیا جائے کہ جس طرح پہلے کاملین امت محمدیہ نے بھی محدث کو مجازاً نبی تسلیم کیا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود کے کلام میں بھی محدث کی بجائے مجازاً نبی لکھا گیا ہے اور یہ کوئی قابل اعتراض امر نہیں ہے۔

انعام } جو قادیانی مجدد صاحب سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات میں سے ایسا حوالہ نکال دے کہ جہاں امتی کو بوجہ کثرت مکالمہ و مخاطبہ کے نبی کہا گیا ہو اسے مبلغ ایک صد روپیہ بطور حق الخدمت دیا جائیگا مگر قیامت آجائے گی کوئی قادیانی ادھر توجہ بھی نہ کرے گا کیونکہ وہ اس مطالبہ کے پورا کرنے سے عاجز آچکے ہیں مگر ایک سعید انسان کی طرح اپنی غلطی کا اعتراف نہیں کرتے۔

کیا مولوی اللہ دتہ صاحب یا مولوی نذیر احمد صاحب لائلپوری اس مطالبہ کو پورا کرنے کی جرأت کریں گے؟

میرا یقین ہے کہ یہ دونوں کبھی اس مطالبہ کی طرف دھیان نہ دیں گے کیونکہ وہ اصل حقیقت سے واقف ہیں۔

(۵) شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کی شہادت

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی بھی ختم نبوت کے انہی معنوں میں قائل ہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا وہ حدیث لا نبی بعدی کو انہی معنوں میں لیتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب کے نزدیک نبی کی تعریف یہ ہے:۔

النبی رجل بعث اللہ تعالیٰ الی الخلق مبلغاً لہم احکام الشرع وملزماً علیہم طاعتہ والاقرار بنبوتہ،

(تفہیمات الٰہیہ صفحہ ۱۴۰)

یعنی نبی وہ ہے جو خدا کی طرف سے لوگوں کو احکام شریعت پہنچائے اور لوگوں پر اس کی اطاعت اور اس کی نبوت کا اقرار کرنا لازمی ہو۔

اب ان معنوں کی رو سے آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور اسی وجہ سے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"ختم بہ النبیون ای لا یوجد من یامرہ اللہ سبحانہ بالتشریع علی الناس"

(تفہیمات الٰہیہ تفہیم ۵۳ ص ۷۶)

یعنی آنحضرت صلعم کے ساتھ نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا جس کے یہ معنی ہیں کہ اب آپ کے بعد کوئی ایسا شخص نہ پایا جائے گا جسے خدا تعالیٰ لوگوں کی طرف شریعت کے ساتھ مامور فرمائے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب کے نزدیک ایسا شخص جو نہ شریعت لائے (نئی ہو یا پرانی) اور نہ اپنی نبوت کا اقرار لے وہ ہرگز نبی نہیں ہوسکتا۔

اس جگہ یہ بحث کرنا کہ حضرت مسیح موعود کے نزدیک نبی کے لئے شریعت کا لانا ضروری نہیں اور شاہ صاحب شریعت کا لانا ضروری قرار دیتے ہیں۔ بے فائدہ ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود بھی ایک معنی سے تمام انبیاء کو صاحب شریعت اور کتاب مانتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کے نزدیک وحی نبوت ہی کتاب اللہ کے برابر ہے۔ اس لحاظ سے ہر نبی صاحب کتاب و شریعت ہے۔ اور اسی وجہ سے میاں صاحب فرماتے ہیں:۔

"ایسے انسان شرعی ہوں یا غیر شرعی ایک ہی مقام پر ہوتے ہیں اگر کسی کو غیر شرعی کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی نیا حکم نہیں لایا۔ ورنہ کوئی نبی نہیں ہوسکتا جو شریعت نہ لائے ہاں بعض نئی شریعت لاتے ہیں اور بعض پہلی شریعت دوبارہ لاتے ہیں"

خطبہ جناب میاں صاحب مندرجہ اخبار الفضل مجریہ ۴ جولائی ۱۹۲۴ء۔

کوئی نبی نہیں جو شریعت نہ لائے یہ جناب میاں صاحب کا قول ہے۔ ادھر مسیح موعود کا قول ہے کہ نبی کے لئے شریعت کا لانا شرط نہیں۔ جس طرح ان دو قولوں میں قادیانی حضرات

مطابقت باہمی کرسکتے ہیں اسی طرح شاہ ولی اللہ صاحب کے قول کے ساتھ بھی مطابقت ہوسکتی ہے۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی کی شہادت

مولانا محمد قاسم صاحب نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلعم سب سے آخری نبی ہیں۔ اور آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں مگر وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ تاخر زمانی بالذات کوئی تفضیلت نہیں ہے۔ اس لئے تاخر زمانی کے ساتھ تاخر مرتبی بھی آنحضرت صلعم کو حاصل ہے اور وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ جس طرح معلول کا سلسلہ علت پر ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح نبوت کا سلسلہ آنحضرت صلعم پر ختم ہو جاتا ہے آنحضرت صلعم باعث خلق عالم ہیں اور آپ ہی باعث نبوت ہیں۔ ہر نبی آپؐ کی وجہ سے نبی ہوا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ اگر فرض کرلیا جائے کہ آپ کے بعد بھی کوئی نبی ہوگا تو آپ کے خاتم النبیین ہونے میں فرق نہ آئیگا کیونکہ اس کی نبوت بھی آنحضرت صلعم کی ذات سے ہی ہوگی جو اپنی علت (نبوت محمدیہ) پر ختم ہوجائے گی۔

مولانا ہرگز اس بات کے قائل نہیں کہ نبوت ختم نہیں ہوئی بلکہ وہ ایسی طرح ختم نبوت کے قائل ہیں کہ اگر فرض کرلیا جائے کہ آپ بعد بھی کوئی نبی آگیا ہے تو بھی ختم نبوت نہ ٹوٹے گی۔ مولانا کے بیان مندرجہ تحذیر الناس پر لوگوں نے مولانا کو منکر ختم نبوت بتایا تو آپ نے جواب دیا کہ میں تو ہر طرح ختم نبوت کا قائل ہوں میں آنحضرت صلعم کو زمانًا بھی تمام انبیاء کے آخر پر مانتا ہوں۔ پس مولانا کے طرز کلام سے یہ تو ثابت ہے کہ اگر آنحضرت صلعم کے بعد نبوت محمدی کسی وجود میں عکسی طور پر آجاوے تو یہ ختم نبوت کے منافی نہیں۔ اور یہ سچ ہے۔ مگر اصل نبوت ختم ہوچکی۔

(۷) مسیح موعودؑ کی شہادت

نامہ نگار الفضل کی پیش کردہ جن چند شہادتوں کا اوپر ذکر ہو چکا ہے ان کے علاوہ بعض اور بزرگ بھی ہیں جنہوں نے ظلی بروزی نبوت کے تاقیامت جاری رہنے کا لکھا ہے مگر ان سب کی شہادتوں کی بجائے میں خود حضرت مسیح موعود خاتم الاولیاء کی شہادت جو سب سے زبردست ہے پیش کرتا ہوں تاکہ وغیرہ وغیرہ کی بجائے ایک ہی شہادت سے بحث ختم ہو جائے۔ سنئے حضرت اقدس فرماتے ہیں:-

ختم نبوت کے الہامی معنے

"اوحی الیّ ان الدین هو الاسلام والرسول هو المصطفیٰ سید الانام فکما ان ربنا واحد یستحق العبادت وحده فکذالک رسولنا المطاع واحد لا نبی بعده ولا شریک معه وانه خاتم النبیین"

(منن الرحمان صفحہ ۲۰)

ترجمہ:- مجھ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی کی گئی ہے کہ اصل دین صرف اسلام ہے اور رسول صرف محمد مصطفیٰ تمام مخلوق کا سردار ہے۔ ہمارا رب ایک ہی ہے جو مستحق عبادت ہے۔ اسی طرح ہمارا رسول محمد صلعم اکیلا ہی مطاع کل ہے آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور نہ آپ کے مانند کوئی نبوت میں شریک ہے اور یقینًا وہ نبیوں کو ختم کرنے والا ہے۔

اب ان الہامی معنوں کے سامنے تمام ایچا پیچی تو تاویلاں ختم نبوت کے معنوں میں کیا کرتے ہیں بیکار ہے۔ اور یہ آخری شہادت ہے جس کا انکار کرنا کسی سچے احمدی کا تو کام نہیں۔

یقینًا نامہ نگار الفضل اپنے پیش کردہ گواہوں کی شہادت کو پڑھ کر اقرار کرے گا کہ ختم نبوت کے صحیح معنے یہی ہیں کہ اصلی نبوت و رسالت ختم ہوچکی ہے اب صرف نبوت محمدیہ جاری ہے جو امت کے کامل افراد کے ذریعہ ہمیشہ بروزی رنگ میں ظاہر ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہے گی یہ نبوت کسی خاص فرد امت تک محدود نہیں بلکہ لاکھوں کروڑوں اولیاء امت اس ظلی نبوت کے نور سے منور ہوئے اور ہوتے رہیں گے اور حق تھا کہ ان کو نبی کا نام دیا جاتا مگر ختم نبوت کے پاس کی وجہ سے انکو نبی کا خطاب نہیں دیا گیا بلکہ ان کو کانبیاء بنی اسرائیل کی مانند قرار دیا گیا۔ اور انہیں میں سے حضرت مسیح موعود ایک فرد ہیں جن کو ظلی طور پر سب سے بڑھکر کمالات محمدیہ عطا کیئے گئے اور سلسلہ موسوی سے مشابہت کی تکمیل کے لئے مجازی طور پر نبی اللہ کا خطاب دیا گیا۔ خلاصہ مطلب یہ کہ دوسرے تمام کاملین امت کو تشبیہ کے طور پر نبی کہا گیا جیسا کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کی حدیث سے ظاہر ہے اور مسیح موعود کو جو امت محمدیہ کا فرد اکمل ہے استعارہ کے طور پر نبی اللہ کا خطاب دیا گیا ہے۔ ورنہ یہ سب کاملین امت حسب مراتب حامل نبوت محمدی ہیں۔ جس طرح آفتاب ایک ہی ہے اور شیشے بیشمار ہیں جن میں آفتاب کا چہرہ منعکس ہو رہا ہے اسی طرح "سراج منیر" آفتاب روحانی بھی قمر کی طرح اپنی پیروی کرنیوالوں کے ذریعہ اپنا چہرہ دکھاتا رہا ہے اور دکھاتا رہے گا۔ ہاں یہ سچ ہے کہ مسیح موعود بدر کامل ہے۔ اور الفضل کے نامہ نگار نے ٹھیک لکھا ہے کہ:-

" پھر بالواسطہ کے لئے نبوت کی تیسری قسم (یعنی ظلی نبوت) ظاہر ہوئی یعنی جس طرح چاند سورج سے نور حاصل کرتا ہوا ترقی کی منازل طے کرتا ہوا چودھویں رات کو اپنے مطاع کے پورا ہمشکل ہو جاتا ہے اسی طرح محمدی نور نبوت بھی آئمہ مجددین کے ذریعہ ہر صدی کے سر پر نور فشاں ہوتا ہوا چودھویں صدی ہجری میں آکر اپنے کمال کو پہنچا اور (مجدد صدی چہاردہم) اپنے مطاع سے مشابہت تامہ پیدا کر کے آنحضرت صلعم سے مقام صدیقیت پر ہو کر "من ہانم، من ہانم، من ہماں" کا نعرہ زن ہوا۔

ظلی نبوت کا کمال اور حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ۔

یہی غیر تشریعی نبوت ہے جو دلائل قاطع سے واضح ہے کہ محمدی نبوت کا انعکاس ہے اور امت محمدیہ میں بطور انعام جاری ہے۔ اسی کو رویا الصالحات کہتے ہیں"

نامہ نگار الفضل کے مضمون میں صراحتًا یہ اقرار ہے کہ ظلی نبوت ہر صدی میں آئمہ دین کو ملی اور ملتی رہے گی اور یہ نبوت تا قیامت جاری رہے گی۔ اور اسی کو غیر تشریعی نبوت کہتے ہیں اور یہ کہ مسیح موعود مجدد صدی چہاردہم بھی قمر ہی ہیں مگر قمر کی منزل بدر کامل میں ہونے کی وجہ سے امتی نبی کہلائے۔ لیکن بایں ہمہ وہ دائرہ قمر سے باہر نہیں گئے یعنی وہ ولایت کے دائرہ کے اندر ہیں اور اس دائرے میں خاتم ہیں۔

نامہ نگار الفضل نے صدیقًا نبیا کا ترجمہ امتی نبی کیا ہے۔ لغت کے اعتبار سے تو یہ درست نہیں ہے مگر اصطلاحًا ایسا کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ صدیقیت کا مقام محدثیت کا مقام ہے اور محدث ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی ہوتا ہے اس لئے اگر حدیث میں حضرت نبی کریم صلعم کے صاحبزادہ ابراہیم علیہ السلام کے لئے آئے ہوئے الفاظ "صدیقا نبیا" کا ترجمہ امتی نبی کر لیا جائے تو کوئی اعتراض کی بات نہیں مگر چونکہ قرآن مجید میں یہی الفاظ "صدیقا نبیا" حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں وارد ہیں اس لئے کوئی قادیانی بزرگ کل یہ کہنا شروع نہ کردیں کہ حضرت ابراہیمؑ بھی امتی نبی ہی تھے۔ جس طرح پہلے مفتی محمد صادق صاحب نے ہر سلئے کے بعد آنیوالے انبیاء کو بھی امتی نبی قرار دے کر حضرت اقدس مسیح موعود کی نبوت ثابت کی تھی نعوذ باللہ من ذالک۔ خدا بھلا کرے جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کا جنہوں نے انہیں ایام میں مفتی صاحب کے بیان کی تردید کر کے سچائی کا اظہار کیا۔

اعزازی نبوت

نامہ نگار الفضل نے اپنے مضمون میں بعض جگہ احمدی جماعت لاہور پر کچھ کچھ نوازش بھی کی ہے مگر شرافت کے ساتھ۔ مثلًا وہ کہتے ہیں کہ جو لوگ حضرت مرزا صاحب کی نبوت کو اعزازی خطاب کہتے ہیں وہ سطحی خیال کے لوگ ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ نامہ نگار الفضل خود اصلی اور اعزازی مرتبہ میں تمیز نہ کرسکنے کی وجہ سے غلطی پر ہیں۔ ہم یہ تو نہیں کہتے کہ خدا تعالےٰ بے حقیقت خطاب دیا کرتا ہے۔ اس کا خطاب دیا ہوا کبھی بے معنی نہیں ہوسکتا۔ خدا تعالےٰ نے محمد صلعم کو قرآن مجید میں محمد رسول اللہ کہا ہے یہ حقیقی امر ہے واقعی آپؐ کا اسم گرامی محمدؐ ہے اور آپ خدا کے حقیقی رسول ہیں جس پر تمام رسالتیں ختم ہوگئیں۔ اور پھر اپنے کلام میں جو حضرت مسیح موعود کے ساتھ خدا نے کیا۔ حضرت مسیح موعود کو بھی "محمد رسول اللہ" کہا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ یہ خطاب مجازی رنگ میں ہے اور بلاشبہ بہت ہی بڑی عزت کا خطاب ہے اور یقینًا یہ اعزازی خطاب ہے۔ اور یہ بھی ظاہر کہ قرآنی خطاب "محمد رسول اللہ" کا صاحب مطاع کل ہے جس کا کلمہ نہ پڑھنا کفر ہے وہ آقا ہے اور اپنے الہام میں محمد رسول اللہ کا خطاب پانے والا محمد رسول اللہ کا ایک "غلام" ہے۔ اتنے بڑے فرق کو اگر ایک قادیانی بزرگ نہیں سمجھتا اور الٹا ہمیں سطحی نظر والے قرار دیتا ہے تو اس کی خوش فہمی قابل داد ہے ہم تو اعزازی خطاب کو قابل عزت جانتے ہیں مگر یہ تسلیم کرنا مشکل ہے کہ اصل خطاب اور اعزازی خطاب پانے والے کبھی برابر ہوں۔

سورج کی اور چاند کی روشنی

نامہ نگار مذکور فرماتے ہیں:-

"چاند کی روشنی بے شک اسکی اپنی نہیں مگر اس کے حقیقی ہونے میں کیا شبہ ہے وہ حقیقی روشنی ہے اور یقینًا حقیقی ہے وہ آفتاب سے آتی ہے اور آفتاب کی روشنی کے ہی جملہ خواص اس میں ہوتے ہیں۔ ...... بواسطہ قمر آنے سے اس کی نوعیت میں فرق نہیں آجاتا۔ ہاں اتنا ہوتا ہے کہ غلامی کی شق کے نیچے آکر اس کی حرارت مفقود ہو جاتی ہے"

غالبًا قرآن مجید کی آیت کے الفاظ

جعل الشمس ضیاء والقمر نورا۔

الفضل کے نامہ نگار کی نگاہ میں نہیں ہیں۔ اسلئے وہ لفظ روشنی سے جو دھوپ اور چاندنی دونوں پر بولا جاتا ہے۔ دھوکہ کھا رہے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے آفتاب کی براہ راست روشنی کو "ضیاء" قرار دیا ہے اور وہی ضیاء جب بواسطہ قمر ہو تو اسے "نور" قرار دیا ہے۔ ٹھیک اسی طرح جب خدا کا مکالمہ مخاطبہ کسی سے براہ راست ہو تو اسے نبوت کہتے ہیں اور جب وہ مکالمہ مخاطبہ بالواسطہ ہو تو اسے ولایت کہتے ہیں۔ نبوت شمسی کیفیت ہے اور ولایت قمری حقیقت ہے قرآن مجید نے "والقمر اذا تلاها" کے الفاظ میں بتا دیا ہے کہ چاند کا کمال سورج کی پیروی میں ہے۔ اسی طرح ولایت کا کمال بھی اتباع نبوت میں ہے۔ اور تابع متبوع کا فرق ظاہر ہے۔ تابع اپنی تابعداری سے متبوع کے رنگ میں رنگین ہوسکتا ہے مگر وہ متبوع کی جگہ نہیں لے سکتا بہرحال تابع ہی رہے گا۔ اسی وجہ سے حضرت مرزا صاحب

قرآن بلافرق زیر و زبر میرے پاس بھی ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا

ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر ۔ ایس محمد احمد ۔ بی اے ۔ جائنٹ ایڈیٹر ۔ شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۳ | لاہور ۔ یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ ۔ ۱۱ اپریل ۱۹۴۵ء | نمبر ۱۵

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ و ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

اسلام کیلئے قربانیوں کی ضرورت

صحابہ کرامؓ کی قربانیاں اور غلبۂ اسلام

آج بھی قربانیوں سے وہی نظارہ دیکھا جاسکتا ہے

چالیس سال سے قریب عمر کے دوست خدا کے دین کیلئے نکل پڑیں

جماعت کے احباب وصیت کریں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ لاہور مورخہ ۳۰ مارچ ۱۹۴۵ء

ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ

زندگی کی بنیاد اور قربانیاں اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان قربانیوں کا ذکر کیا ہے جن کی ضرورت اسلام کو وقتاً فوقتاً پیش آتی رہے گی، اور جن قربانیوں کے ساتھ اسلام کی زندگی وابستہ ہے، قربانی کے بغیر نہ کوئی قوم زندہ رہ سکتی ہے نہ کوئی ملک زندہ رہ سکتا ہے ایک کنبہ بھی قربانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا، چہ جائیکہ ایک قوم یا ایک ملک زندہ رہ سکے، اور حق بھی دنیا میں اسی صورت میں قائم رہ سکتا ہے کہ اس کے لئے قربانیاں ہوں، بنیاد زندگی کی قربانیاں ہیں، اور اس مختصر سے جملہ میں کہ ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ اسی بنیاد کی طرف توجہ دلائی ہے۔

مومن کیلئے دو جنتیں فی الحقیقت اس آیت میں ان قربانیوں کا بھی ذکر کر دیا ہے جو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کر کے دکھائیں کیونکہ فرمایا ان اللہ اشتریٰ خرید لیا ہے اللہ نے، مومن بیچ چکے ہیں اپنی جانوں اور مالوں کو جنت کے عوض، انھوں نے اپنا حق ادا کر دیا، اپنا مال اور اپنی جانیں، خوشی سے دیں، اللہ نے بھی ان کے ساتھ اپنا وعدہ پورا فرمایا ان لھم الجنۃ ان کو جنت ملے گی، شاید اسی زمانہ میں جب یہ چیزیں لوگوں کی نگاہوں میں حقیقت کم رکھتی نظر آتی ہیں یہ سوال ہو کہ جانیں اور مال تو دے چکے اور جنت ابھی مرنے کے بعد ملے گی پتہ نہیں ملتی ہے یا نہیں ملتی قرآن کریم نے اسی لئے مومنوں کے ساتھ دو جنتوں کا وعدہ کیا ہے ولمن خاف مقام ربہ جنتان جو شخص اپنے رب کے مقام سے ڈرتا ہے اس کے لئے دو جنتیں ہیں، مخالفت اور تکذیب کرنے والوں کے لئے بھی دو عذابوں کا وعدہ ہے کھلے لفظوں میں فرمایا ولنذیقنھم من العذاب الادنیٰ دون العذاب الاکبر ہم ان کو بڑے عذاب سے پہلے ایک چھوٹے عذاب کا بھی مزہ چکھائیں گے۔

مسلمان کی جنت تو جب مسلمانوں نے حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی میں یہ جانوں اور مالوں کی قربانی کر دی تو خدا نے ان کو اس دنیا میں بھی ایک جنت عطا فرما دی، وہ دنیا کی جنت کیا تھی؟ کیا یہ کہ انھوں نے ملکوں کے ملک فتح کر لئے؟ دولت بادشاہت ان کے ہاتھ میں آگئی، حاکم اور بادشاہ بن گئے بیشک دنیا کی نظروں میں یہی جنت ہے، اسی کو لوگ جنت سمجھتے ہیں کہ کوئی شخص دولت اور حکومت کا مالک بن جائے اور عیش و آرام کی زندگی بسر کرے اگر یہ جنت ہے تو یہ بھی انہیں ہاتھ آگئی، لیکن ایک مسلمان کی جنت اس سے بالاتر ایک اور راحت ہے جو دنیا کی نعمتوں میں پائی نہیں جاتی۔

آنحضرت صلعم اور صحابہؓ نے جنت کو پالیا محمد رسول اللہ صلعم کو اپنی زندگی میں سب سے بڑی راحت حاصل ہوگئی کہ اپنی آنکھوں کے سامنے اس کامیابی کو دیکھ لیا جس کی آپ کو خواہش اور آرزو تھی، کیا تڑپ اور آرزو محمد رسول اللہ صلعم کے دل میں تھی، آپ کے ساتھیوں کے قلوب میں کیا تڑپ اور آرزو پائی جاتی تھی، وہ تڑپ یہ تھی کہ شرک مٹ جائے، ظلم و تعدی باقی نہ رہے، فسق و فجور نابود ہو جائے، عداوتیں دور ہو جائیں، اور ان کی جگہ انصاف اور حق پرستی کا دور دورہ ہو، نیکی اور راستبازی پھیل جائے سچائی اور عدالت قائم ہو جائے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خدائے واحد کے آگے لوگ جھکیں لفظ اللہ کا مرتبہ انہیں حاصل ہو، تو جب انسان کی جو سب سے بڑی تڑپ اور آرزو ہو وہ مل جائے تو اسے فی الواقعہ جنت مل گئی، ایک عظیم انقلاب ان کی آنکھوں کے سامنے آیا اس قدر قلیل عرصہ میں کہ ایک بچہ جوان ہو جائے عرب کے ملک سے بت پرستی مٹ گئی، فسق و فجور نابود ہو گیا، زنا، چوری، ڈاکہ زنی، قتل و غارت مٹ کر ان کی جگہ راستبازی اور نیکی کا دور دورہ ہو گیا، اور خدا کے آگے سر جھک گئے، تو انھوں نے اتنا عظیم الشان انقلاب اور اپنی آرزوؤں کو اس طرح پورا ہوتے ہوئے دیکھ کر اپنی زندگی کے مقصد کو پا لیا، یہ وہ جنت تھی جو محمد رسول اللہ صلعم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگیوں میں ان قربانیوں کے عوض انہیں ملی جو ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ میں بیان کی گئی ہے۔

یہ نتیجہ خدا کے وعدہ کے ماتحت تھا کتنا مال ان کا خرچ ہوا ہوگا سارا ملا کر شاید چند لاکھ روپیہ سے زیادہ نہ ہوگا، کتنی جانیں خرچ ہوئی ہوں گی، شاید دو ہزار سے بڑھ کر نہیں مگر اس سے کتنا بڑا فائدہ انہیں پہنچا، انھوں نے جنت کو پا لیا اور جہاں گئے اس جنت کا دائرہ وسیع ہوتا گیا، وہ ملکوں کے بادشاہ بنے لیکن انھوں نے بادشاہت نہیں کی بلکہ اخلاق سکھائے، لوگوں کو خدا پرست بنایا، بت پرستی مٹائی، فساد مٹایا اس وقت چاروں طرف فساد ہی فساد تھا ظھر الفساد فی البر والبحر، اس کو مٹا کر امن قائم کر دیا، یہاں تھوڑی سی قربانیوں کا اتنا عظیم الشان نتیجہ ہے، یہ نتیجہ خدا کے وعدہ کے ماتحت تھا ورنہ عام طور پر آپ نہیں دیکھیں گے کہ اتنے تھوڑے خرچ سے اتنے عظیم الشان نتائج پیدا ہوں، لوگ دنیا کے لئے سب کچھ خرچ کرتے ہیں لیکن ضروری نہیں کہ کامیابی حاصل ہو، آج ہمارے سامنے کروڑوں جانیں تباہ ہو گئیں، کروڑ در کروڑ روپیہ برباد ہو گیا لیکن نہیں کہہ سکتے کہ اس سے کیا نتیجہ پیدا ہوگا، ایک نظیر ہمارے سامنے پہلے گذر چکی ہے، ایک اسی قسم کی جنگ ہماری آنکھوں کے سامنے ہوئی لیکن نتیجہ کوئی نہ نکلا، انسان اپنی عقل اور تدبیروں سے بہت کچھ کرنا چاہتا ہے، لیکن اگر خدا کا ارادہ نہ ہو تو تمام دنیا کی عقل اور تدبیریں رکھی رہ جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا قانون آج بھی وہی ہے لیکن میں جس بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ کا قانون آج بھی وہی ہے ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ آج اگر اس پر عمل پیرا ہو تو اللہ تعالیٰ اسی قسم کی جنت اب بھی دکھانے کو تیار ہے اس کا وعدہ ہے کہ دنیا میں پھر انقلاب عظیم پیدا کرے گا اگر ہم چاہیں کہ یونہی وہ انقلاب آ جائے تو ایسا نہیں ہو سکتا قرآن ہمیشہ کے لئے ہے اس کا قانون ہمیشہ کام کرتا ہے کوئی قوم تجربہ کر کے دیکھ لے آج بھی قربانی ہی سے انقلاب پیدا ہو سکتا ہے، آج بھی اسلام کو ضرورت ہے جانوں اور مالوں کی قربانیوں کی خدا نے اس آیت میں جانوں کو مقدم کیا ہے، ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم واموالھم خدا نے مومنوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو خرید لیا ہے پہلے جانوں کو رکھا صحیح بھی یونہی ہے پہلے وہ لوگ نکلنے چاہئیں جو اپنی زندگیاں وقف کر دیں، ان کا مقصد اس سے بلند تر ہو کہ ہم نے اچھا کھا لینا ہے اور اچھا پہن لینا ہے۔

آج بھی وہ نظارہ دیکھا جاسکتا ہے وہ بلند تر مقصد کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ ہم نے خدا کے کلام کو دنیا میں پہنچانا ہے، ہم نے خدا کی مخلوق کو خدا کے سامنے جھکانا ہے اس کے لئے اگر جانوں کی

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

ضرورت پیش آئے تو وہ بھی دینے سے دریغ نہیں اور مالوں کی ضرورت پیش آئے تو وہ بھی حاضر ہیں ایسے لوگ اگر پیدا ہو جائیں تو خدا کا وعدہ ہے کہ آج بھی وہ نظارہ دکھائے گا جو ابتدائے اسلام میں دیکھنے میں آیا، اگر محمد رسول اللہ صلعم کے ساتھیوں نے وہ نظارہ دیکھا اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا تو خوب یاد رکھو کہ آج بھی خدا تعالیٰ وہی نظارہ دکھا سکتا ہے بشرطیکہ ہم بھی ان لوگوں کی طرح اپنی جانوں اور مالوں کو خدا کی راہ میں دے دیں۔

ہم نے ایمان کا ثبوت نہیں دیا مومن کے معنے ہیں ایمان لانیوالا، جب ہم نے ایمان کا کوئی ثبوت نہیں دیا جب جانوں اور مالوں کو خدا کے رستہ میں دینے کی شرط بھی ہم نے پوری نہیں کی تو وہ جنت کیونکر ملے جو محمد رسول اللہ صلعم کے ساتھیوں کو ملی، ایمان اس بات پر لانا ہے کہ ایسا ہو کر رہے گا۔ محمد رسول اللہ صلعم کے ساتھی اس پر ایمان لائے کہ جنت مل کر رہے گی اور انھوں نے جان اور مال دے دیئے پھر ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے مال دیئے،

چھوٹی باتیں اور بڑے سبق کبھی اس شخص کا مال بھی ختم نہیں ہوا جس کی چوری ہو جائے اور مال اللہ دے دیتا ہے، بعض ایسی چھوٹی چھوٹی ہوتی ہیں لیکن ان کے اندر بڑے سبق ہوتے ہیں، ایک ہمارے مبلغ ہیں محمد حسین نام، پٹیالہ کے رہنے والے ہیں کہیں ریل میں سوار ہوتے ہوئے ان کی جیب سے بائیس روپے چوری ہو گئے، جب انہیں معلوم ہوا، تو پہلا کام انھوں نے یہ کیا کہ اور بائیس روپیہ کی رقم انجمن کو بھیجدی اور لکھا کہ جب میرا مال چوری ہو جائے تو میں گذارہ کر سکتا ہوں تو خدا کے راہ میں دیکر کیوں گذارہ نہیں ہو سکتا بڑا ایمان ہے بعض غربا کے اندر اس قسم کا ایمان ہوتا ہے کہ بڑے بڑے امرا میں نہیں پایا جاتا۔

خدا کے دین کو آج بھی ضرورت ہے تو صحابہؓ دیتے جاتے تھے اور ان کا مال ختم نہیں ہوتا تھا، ایک مہم، دوسری مہم، تیسری مہم اسی طرح لگاتار مہموں پر مہمیں پیش آتی تھیں اور وہ ان پر خرچ کرتے ہوئے نہ تھکتے تھے، اسی قسم کا مطالبہ آج بھی ہے خدا کے دین کو آج بھی ضرورت ہے کہ اس کے لئے جانیں دی جائیں، مال دیئے جائیں۔

بعض دوستوں کا مشورہ میں نے کہا کہ خدا کے دین کیلئے جانوں کی ضرورت ہے مجھے بہت دفعہ دوستوں نے کہا ہے کہ چاہیئے کہ باپ اپنے بیٹوں کو خدا کے دین کے لئے وقف کرتے جائیں، میرا خیال یہ ہے کہ باپ کے وقف کرنے سے کچھ نہیں بنتا جب تک خود بیٹا اپنے آپ کو وقف نہ کرے بہتیرے باپ ہیں جو یہ چاہتے ہیں کہ اپنے بیٹوں کو خدا کے دین کے لئے وقف کریں لیکن اگر بیٹوں کا رجحان نہ ہو، خود ان کے اندر اگر ایسا جذبہ پیدا نہ ہو تو وہ کیا کر سکتے ہیں، اس لئے خود ہی وہ اپنی خوشی سے اپنے آپ کو وقف کریں تو بات ٹھیک بنتی ہے، میرے باپ نے تو مجھے وقف نہیں کیا تھا۔

چالیس سال سی قریب عمر کے دوست بات یہی ہے کہ جب تک انسان کے اندر جوش اور تڑپ نہیں ہوتی وہ قدم آگے نہیں بڑھا سکتا، میں ان لوگوں کو جو اس وقت میرے مخاطب ہیں خواہ وہ یہاں مسجد میں ہوں یا باہر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ اپنی زندگیوں میں وہ نظارہ دیکھنا چاہتے ہیں جو صحابہ رضی اللہ عنہم نے دیکھا تو انہیں چاہیئے کہ خود نکل پڑیں، میرا دل چاہتا ہے کہ چالیس سال سے قریب قریب عمر کے دوست خدا کے دین کی خدمت کے لئے نکل پڑیں میں تو چالیس سے پہلے ہی چاہتا ہوں کہ ہمارے دوست دین کے لئے اپنے آپ کو وقف کریں لیکن وہ جو زندگیوں کا بڑا حصہ دنیا کمانے پر خرچ کر چکے ہیں انہیں ضرور نکلنا چاہیئے۔

دین کی خدمت کرنیوالوں کو خدا ضائع نہیں کرتا بیشک غور کر کے دیکھ لو جو خدا کے لئے نکلتا ہے خدا اسے ضائع نہیں ہونے دیتا، خدا کے دین کی خدمت کرنے والا کبھی ضائع نہیں ہوتا، یہ ہمارے سامنے خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کیا تھے، ایک معمولی وکیل تھے، اگر وہ بہت زیادہ ترقی کرتے تو بڑی بات یہ ہوتی کہ ہائیکورٹ کے جج ہو جاتے لیکن ذرا غور کرو جو آج عزت خواجہ صاحب کو حاصل ہے کیا وہ آج کسی ہائیکورٹ کے جج کو حاصل ہے؟ میری ابتدائی زندگی کو دیکھئے بالکل خاموش، کسی سے میل ملاپ نہیں، تنہائی میں رہنا جس شخص کا یہ حال ہو اس کے متعلق کوئی کہہ سکتا ہے کہ دنیا میں کیا بنیگا لیکن دیکھئے میرے جیسا معمولی استعداد کا آدمی کس قدر اسکو شرف عطا کیا ایک قرآن شریف ہی کو لے لیجئے اس کی خدمت کا کتنا موقعہ دیا آپ سمجھتے ہیں یہ کوئی معمولی چیز ہے؟ اسکو وہ شرف عطا کیا ہے جس کی نظیر ملنی مشکل ہے، جس وقت میں قرآن شریف حضرت مولانا نورالدین صاحب کو سنا رہا تھا انھوں نے ایک دن فرمایا مجھے بشارت ہوئی، الہام ہوا ہے کہ یہ ترجمہ قبول ہو گیا، آج دیکھ لیجئے اگرچہ اس کے بعد بہت سے ترجمے ہوئے لیکن اسکو جو شرف قبولیت حاصل ہے وہ کسی کو حاصل نہیں پھر خدا نے آج بنیاد رکھدی ہے کہ اس ترجمہ سے اور زبانوں میں ترجمے ہوں۔

محمد دی پرافٹ کا عربی ترجمہ ابھی کل میرے پاس ایک کتاب آئی، اس کے بھیجنے والے کوئی دوست عبدالغنی نام ہیں کتاب عربی میں ہے اس کا نام ہے محمد رسول اللہ اور مصنف کا نام لکھا ہے مولانا محمد علی۔ ترجمہ کرنیوالے کوئی مصری ہیں مصطفیٰ فہمی۔ میں یہ دیکھ کر حیران ہوا، کتاب کو جو کھول کر دیکھا تو وہ محمد دی پرافٹ کا ترجمہ ہے، اب غور فرمایئے یہ خدائی سامان ہیں یا نہیں کہ نہ علم نہ وہم وگمان وہ اپنے آپ کام کر رہا ہے۔

یہ جماعت نہایت اعلیٰ اصولوں پر کام کر رہی ہے تو میں کہتا ہوں خوب یاد رکھو جو خدا کے لئے نکلے گا خدا اس کے لئے سارے سامان کر دے گا اور اس کے لئے بڑے بڑے قبولیت کے دروازے کھول دے گا۔ تو اب وقت آ پہنچا ہے کہ دنیا میں اسلام کی تخم ریزی کر دی جائے اس کام کو کرنے والی یہی تمہاری جماعت ہے فرداً فرداً کوئی اور آدمی بھی یہ کام کرتے ہوں تو انکار نہیں لیکن یہ جماعت ہی ہے جو نہایت اعلیٰ اصول پر کام کر رہی ہے اور جماعت ہی کا کام زیادہ مفید اور پائدار اور نتیجہ خیز ہو سکتا ہے۔

تمہیں دیکھکر قادیانیوں میں بھی جوش پیدا ہوا دیکھئے آپ نے دسمبر ۱۹۶۳ء میں قرآن کریم کے تراجم مختلف زبانوں میں کرنیکا فیصلہ کیا، تمہیں دیکھکر قادیان والے جہاں سے ایک ترجمہ انگریزی ابتک نکل نہ سکا تھا ان کے اندر بھی جوش پیدا ہوا انہوں نے بھی تحریک کی اور اعلان کیا کہ دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمے شائع کریں گے۔ ہمیں خوشی ہے قرآن کی اگر خدمت ہو تو خوب یاد رکھو کہ سب سے پہلے آپ کو خوش ہونا چاہیئے کیوں؟ من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا تو ان کا یہ کام بھی تمہارے اجور میں داخل ہے تمہارے ہی کاموں میں شامل ہے کیونکہ جب آپ لوگوں نے اس کی بنیاد رکھی تو اللہ تعالیٰ نے اور لوگوں کو بھی اس کی توفیق دی۔

سر فیروز خان نون کی ایک سکیم میں دلی میں گیا وہاں سر فیروز خان نون بھی ایک ایسی ہی سکیم لئے بیٹھے تھے، انھوں نے مجھے کہا کہ جس طرح برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی ہے اسی طرز پر ایک انڈین قرآن سوسائٹی میں بنانا چاہتا ہوں اس کے لئے جو سکیم انھوں نے تیار کی تھی وہ تمام کاغذات میرے حوالہ کر دیئے کہ میں ان کے لئے یہ کام کر دوں یعنی ایسی سوسائٹی کے لئے قواعد وغیرہ مرتب کر دوں قرآن کی خدمت کہیں ہو میں اسے اپنا کام سمجھتا ہوں میں نے خوشی سے اس بات کو قبول کیا۔ دلی کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے انھوں نے اس کا ذکر بھی کر دیا لیکن لوگوں کے بخل کی یہ حالت ہے کہ اخبار ڈان نے اس جلسہ کی ساری روئداد چھاپی، سر فیروز خان نون کی تقریر ساری شائع کی سوائے اس بات کے جو انھوں نے کہی تھی کہ اس سکیم کے کاغذات میں نے محمد علی کو دے دیئے ہیں، فرمایئے جس قوم میں اتنی تنگدلی ہو وہ کیا ترقی کر سکتی ہے۔

میں آپ سے جانوں اور مالوں کی قربانی مانگتا ہوں تو میں اس وقت آپ سے قربانیاں مانگتا ہوں جانوں کی بھی اور مالوں کی بھی، جن لوگوں نے دس دس، بارہ بارہ، پندرہ پندرہ برس بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصہ کام کر لیا ہے اگر ان کی باقی زندگی دین کے کام آ سکے تو اس سے بڑھکر کیا خوش قسمتی ہو سکتی ہے، ہمیں لوگوں کی ضرورت ہے جن پر اعتماد کر سکیں، جو اپنے اندر مضبوط ایمان رکھتے ہیں علم کی اتنی ضرورت نہیں، ایمان کی ضرورت ہے، علم سے بھرا ہوا ہو یا نہ ہو ایمان سے بھرا ہوا ہو میں تو ان لوگوں کو بھی دیکھنا چاہتا ہوں جن کو نوکریاں کرتے ہوئے عمریں گذر گئی ہیں، میں چاہتا ہوں کہ وہ خود بخود نوکریاں چھوڑ کر نکلیں تاکہ دنیا دیکھ لے کہ یہ قوم کس قدر جوش ایمان اپنے اندر رکھتی ہے بہتر ہے کہ خود ہی اپنے آپ کو آفر کریں، ورنہ بالآخر جب ضرورت پیش آئے گی تو ہمیں خود بعض آدمیوں کو کہنا پڑے گا کہ آپ خدا کے دین کی خدمت کے لئے نکلیں۔

مجھے کم از کم سو آدمیوں کی ضرورت ہے انجمن نے گذشتہ سالانہ جلسہ پر دس مشن قائم کرنے کی تجویز کی تھی، اس کے لئے تو دس آدمیوں کی ضرورت تھی، لیکن ایسی تحریکات ہمیشہ جاری رہتی ہیں اور برابر کام کرتی رہتی ہیں، ممکن ہے اس کے بعد اور جگہوں پر مشن کھولنے پڑیں، اس لئے مجھے کم از کم سو آدمیوں کی بلکہ اس سے زیادہ کی ضرورت ہے مجھے ان لوگوں کی ضرورت ہے جن کے دلوں میں ایمان ہے شاید اگر ضرورت ہو تو ہمارے نظام کو یہ بھی کرنا پڑے کہ نام لے کر بلانا پڑے کہ فلاں شخص نکلے اور فلاں شخص نکلے، لیکن اس سے پہلے اگر خود ہی اپنے آپ کو پیش کر دیں تو وہ بہت بڑی قربانی ہوگی۔

جماعت کے دوست وصیت کریں تو ایک تو یہ جانوں کی قربانی کی ضرورت ہے، اور دوسرے جب یہ لوگ نکلیں گے تو پھر اموال بھی درکار ہوں گے، سارا مال خدا کے رستہ میں دے دینا مشکل یہ بھی نہیں لیکن میں نے آپ کے سامنے ایک بات رکھی تھی کہ آپ وصیت کریں خواہ مکانوں کی وصیت کریں، جائیدادوں اور زمینوں کی وصیت کریں یا ہماری بہنوں کے پاس جو زیورات ہیں وہ خدا کے رستہ میں دیں، حضرت صاحب نے دسواں حصہ جائداد کا وصیت کرنے کے لئے لکھا ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تہائی مال سے زیادہ وصیت کرنے کی اجازت نہیں دی، تو دیکھئے جو شخص آج ایک تہائی مال کی وصیت کر دے اس نے گویا سارا مال وصیت کر دیا کیونکہ شریعت نے اس سے زیادہ کی اجازت نہیں دی میں نے کہا تھا کہ دو سال میں دس لاکھ روپیہ جمع کرنا ہے، یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں صرف ہمت کی ضرورت ہے، صرف لاہور کی جماعت پانچ لاکھ دے سکتی ہے، وزیرآباد اور سیالکوٹ کی جماعت پانچ لاکھ دے سکتی ہے۔ (باقی صفحہ ۳)

ایک لاکھ روپیہ نقد کی ضرورت

از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ جو سامان اپنے دین کی نصرت کے جماعت احمدیہ لاہور کے لئے پیدا کر رہا ہے ان کے سامنے انسان کا سر بے اختیار جھک جاتا ہے، جماعت پر وہ زمانہ سخت مشکلات کا زمانہ تھا جب اس کے سامنے انگریزی ترجمہ قرآن کی طبع کا کام تھا جس کے خرچ کا اندازہ پچاس ہزار تھا۔ مگر جماعت اپنی قلت اور ابتدائی حالت کی وجہ سے اس قدر کمزور تھی کہ اس کے لئے پانچ ہزار کا انتظام کرنا بھی مشکل نظر آتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا کس قدر احسان ہے کہ اس نے اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ روپے کے نہ ہونے کی وجہ سے ایک دن بھی یہ کام نہ رکا اور ایک سال کے اندر اندر یہ ترجمہ انگلستان میں طبع ہو کر ہندوستان پہنچ گیا اور اس قدر ظاہری خوبصورتی کیساتھ چھپا کہ اس کا مقابلہ آج تک کوئی دوسرا ترجمہ اس لحاظ سے بھی نہیں کر سکا حالانکہ قادیان جیسی کثیر۔ مالدار۔ قربانیاں کرنے والی جماعت کے انگریزی ترجمہ کا کام سالہا سال روپے کے نہ ہونے کی وجہ سے رکتا چلا آیا ہے، پھر ۱۹۲۸ء سے لیکر ۱۹۴۲ء تک ایک اور ایسا مشکلات کا زمانہ انجمن پر آیا کہ قرضے لیکر کام چلایا جاتا تھا اور ایک لاکھ سے اوپر انجمن کے ذمہ قرضہ ہو گیا مگر انہی ایام میں دو ترجمے قرآن کریم کے بھی انجمن کے ذریعہ سے اور طبع ہو گئے اور یہ بھی محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے سامان ہوا کہ ۱۹۳۵ء میں ڈچ ترجمہ قرآن طبع ہو گیا اور ۱۹۳۹ء میں جرمن ترجمہ قرآن ہو گیا۔

اس کے بعد ۱۹۴۳ء میں تراجم قرآن فنڈ کی بنیاد رکھی گئی جسے اللہ تعالےٰ نے اس قدر کامیاب کیا کہ چار ترجموں کا کام شروع ہے اور ایک سال کے اندر اندر چھ اور ترجموں کا کام شروع ہو جائیگا اور اس طرح تین چار سال کے عرصہ میں مزید دس ترجمے قرآن شریف کے ہو جائیں گے، ایک چھوٹی سی جماعت کے لئے اس قدر سامان کا پیدا ہو جانا نصرت الٰہی کا ایک ایسا زبردست نظارہ ہے کہ جس کی مثال دوسری جگہ نہیں مل سکتی، پھر قرآن کریم کے تراجم کا یہ کام ایک ایسی مستقل بنیاد پر شروع ہوا ہے کہ خدا نے چاہا تو اب یہ برابر ہوتا چلا جائیگا اور جب تین چار سال بعد پہلے دس ترجمے شائع ہو جائیں گے اور دس ہاتھ میں لے لئے جائیں گے اور پھر یہ کام انجمن کے دوسرے کاموں میں رکاوٹ کا موجب نہیں ہوا، بلکہ تراجم کے اس عظیم الشان کام کے ساتھ ہی اگلے سال یعنی ۱۹۴۴ء میں دس مزید تبلیغی مرکز اس جماعت نے قائم کرنیکا تہیہ کر لیا اور اس کے لئے دو سال میں دس لاکھ روپیہ جمع کرنے کی تجویز بڑی کامیابی کے ساتھ عمل میں آ رہی ہے جس کی غرض یہ تھی کہ پانچ سال تک ہم بیفکری کے ساتھ یہ کام کرتے چلے جائیں مگر یہاں بھی اللہ تعالیٰ کی نصرت کے ہاتھ نے ایک ایسا نظارہ دکھایا ہے کہ اس کے لئے جس قدر سجدات شکر کئے جائیں کم ہیں یعنی ایک ایسی صورت سامنے آ گئی ہے کہ اس وقت صرف تین لاکھ روپیہ صرف کر کے انشاء اللہ چار پانچ سال کے اندر اندر ان دس مشنوں کے مستقل طور پر چلنے کا سامان ہو جائے گا یعنی فی مشن پندرہ یا بیس ہزار روپیہ سالانہ خرچ کے لئے ڈیڑھ دو لاکھ کی سالانہ آمد پیدا ہو جائے گی فالحمد للہ رب العالمین۔

اسی غرض کی تکمیل کے لئے میں یہ ایک لاکھ روپے کی اپیل کر رہا ہوں، اس وقت دو لاکھ روپیہ انجمن کے خزانہ میں موجود ہے جسکو اس تجویز کی تکمیل کے لئے دوسرے مقاصد کو نقصان پہنچائے بغیر خرچ کیا جا سکتا ہے اور ایک لاکھ کی مزید ضرورت اسی اپریل کے اندر اندر ہے۔ اس کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے میرے دل میں یہ ڈالا ہے کہ وصایا کی تجویز کے سلسلہ میں اپنے دوستوں سے ایک اپیل کروں کیا بعید ہے کہ جس طرح وہ سب کام محض اپنے فضل سے کر رہا ہے یہ تجویز بھی تکمیل کو پہنچ جائے۔ میں نے سالانہ جلسہ پر احباب سے یہ اپیل کی تھی کہ وہ نہ صرف وصیتیں کریں بلکہ ان وصایا کی رقوم کو اپنی زندگی میں ہی ادا کرنے کی بھی کوشش کریں اور اس طرح دو سال میں پانچ لاکھ روپیہ پورا کر دیں۔ اس پانچ لاکھ میں سے ایک لاکھ کی اب فوری ضرورت پیش آ گئی ہے اسلئے جہاں باقی چار لاکھ آہستہ آہستہ دو سال میں جمع ہو جائے یا اس کی جگہ جائدادیں انجمن کے ہاتھ میں آ جائیں ہر وصیت کرنے والا اپنی وصیت کی رقم کا پانچواں حصہ جس طرح بھی ہو نقد ادا کرے خواہ یہ کام اسے قرض لے کر ہی کرنا پڑے یہ کم سے کم مطالبہ ہے اگر کسی کے پاس سامان ہیں تو وہ سارا بھی ادا کرنے سے دریغ نہ کرے مگر پانچواں حصہ آخر اپریل سے پہلے پہلے ضرور خزانہ انجمن میں داخل ہو جائے اس کے لئے میں اب انجمن کو قرضہ کے بوجھ کے نیچے نہیں لانا چاہتا ہاں ضرورت ہو تو افراد اپنی اپنی جگہ قرضہ لے لیں اور بہتیرے ایسے ہوں گے کہ وہ بغیر قرضہ لئے بھی اس مطالبہ کو پورا کر سکتے ہیں۔ میں اس وقت وہی قرض مانگتا ہوں جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے خود ہی توجہ دلائی ہے۔

من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا فیضٰعفہ لہ ولہ اجر کریم

لوگ جائدادیں بنانے کے لئے بھی قرضے لے لیتے ہیں، شادیوں اور بیاہوں میں اسراف کے لئے بھی قرضے لے لیتے ہیں مقدموں کے لئے بھی قرضے لے لیتے ہیں کسی اور مصیبت کے آنے پر بھی قرضے لے لیتے ہیں اگر بغیر قرضہ آپ اس پانچویں حصہ کے مطالبہ کو پورا نہیں کر سکتے تو قرضہ لیکر پورا کریں اس سے نہ صرف آپ کی جائداد آخرت میں بن جائیگی بلکہ اس دنیا میں بھی آپ کی جماعت کی وہ جائداد بنے گی کہ آنے والی نسلیں اس کام کے کرنے والوں پر رحمتیں بھیجتی رہیں گی۔

پھر تاکیداً تمام احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ جس وقت یہ اپیل ان کے ہاتھوں میں پہنچے گی اپریل کے قریباً پندرہ سولہ دن باقی رہ گئے ہوں گے اسلئے یاددہانی کا بھی کوئی فائدہ نہیں اس اپیل کو پڑھتے ہی پہلی فکر یہ کریں کہ اپنی وصیت کا کم سے کم پانچواں حصہ نقد فوراً انجمن میں بھیجدیں۔ چونکہ بعض احباب واقعی معذور ہوں گے اس لئے میری یہ درخواست ہے کہ جو دوست پانچویں حصہ سے زیادہ دینے کی توفیق پاتے ہیں تہائی نصف یا سارا وہ زیادہ دے کر عند اللہ ماجور ہوں اس وقت جماعت کی صرف ایک لاکھ کی قربانی سے دس مشنوں کے خرچ کا مستقل انتظام ہونا ہے جو کہ ڈیڑھ لاکھ روپے سالانہ ہے۔ اگر امرا توجہ فرمائیں تو دو تین آدمی ہی یہ رقم پوری کر سکتے ہیں مگر توفیق اللہ کے ہاتھ میں ہے جماعت کے سامنے یہ ایک زرین موقعہ ہے اے خدا تو اس جماعت کے سینوں کو کھول دے۔ ایسے احباب کے نام میں اس غرض کے لئے شائع کر دوں گا کہ ان کے لئے دعا کرنے میں وہ سب احباب شامل ہو جائیں جو خدا کے دین کی نصرت کے لئے راتوں کو روتے ہیں۔

اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم۔

خاکسار
محمد علی
امیر جماعت احمدیہ۔ لاہور
۸ اپریل ۱۹۴۵ء

ایک نہایت ضروری اعلان

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

جن احباب کے دل میں یہ تڑپ ہو کہ وہ کلیتہً اپنے آپ خدمت دین کے کام میں لگا دیں خواہ فوراً انہیں ایسا کرنے میں کچھ رکاوٹ بھی نظر آتی ہو وہ اپنے ناموں سے مجھے اطلاع دیں میں ایسے احباب کی ایک فہرست اپنے پاس صرف اس غرض کے لئے رکھوں گا کہ ان کے لئے جب اللہ تعالیٰ موقعہ دے دعا کرتا رہوں کہ ان کے رستے سے روکیں دور ہوں اور ان کے اندر اس کام کے لئے وہ صلاحیت پیدا کر دے۔

محمد علی

بقیہ خطبہ از صفحہ ۲

ایک ایک ممبر کی جماعت پانچ لاکھ دے سکتی ہے ایک ایک جماعت کئی کئی لاکھ دے سکتی ہے اور یہ آج ہی نہیں ان کی اولادیں آئندہ چل کر پندرہ پندرہ بیس بیس لاکھ دے سکتی ہیں، اس کو کر کے دکھاؤ ہمت کرو، ہمیشہ ایسے موقعے نہیں آتے، اب موقعہ آ گیا ہے اس سے فائدہ اٹھاؤ۔

زندگیاں وقف کرو اور خدا کے رستہ میں مال دو

یہ دو مطالبے ہیں ایک تو اپنی زندگیاں خدا کے رستہ میں وقف کرو، دوسرے اس کے رستہ میں مال دو وصیتیں کرو، میں جانتا ہوں کہ اس جماعت میں ایسے لوگ ہیں جن کے دل میں ایمان کی دولت موجود ہے اور جو علم کی دولت سے بھی خالی نہیں ان کو چاہیئے کہ چھوٹے چھوٹے مقاصد کو چھوڑ کر بڑے مقصد کی طرف آئیں، اس مقصد کو اپنے سامنے رکھیں کہ ہم دنیا کے معلم بن جائیں ہم خدا کے دین کو پھیلانے والے بن جائیں، اے خدا تو ہماری جماعت کو اس مقصد کو پورا کرنے والی بنا دے۔ آمین۔

افواج میں قرآن کریم پہنچانے کی تحریک

افواج میں قرآن کریم بھجوانے کی تحریک از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اکثر احباب کے ملاحظہ سے گزر چکی ہو گی۔ اس کار خیر میں بعض احباب جماعت نے دل کھول کر حصہ لیا ہے لیکن اکثر دوستوں نے اس طرف قطعاً کوئی توجہ نہیں کی۔ ذی مقدرت اور صاحب مال و دل احباب سے عرض ہے کہ یہ ایک صدقہ جاریہ کا کام ہے لہذا اس کار خیر میں دل کھول کر حصہ لیں۔ اس وقت تک تقریباً اڑھائی سو حمائل شریف کی قیمت موصول ہو چکی ہے۔ قیمت فی نسخہ ۱/۲/- روپے مقرر ہوئی ہے لہذا جو دوست جس قدر نسخے بھجوانا چاہیں وہ فوراً رقم بھجوا دیں تاکہ یہ کام جلدی پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے۔ والسلام

خاکسار۔ عبداللہ
جنرل سکرٹری

ہندو ویکلی جلسہ میں سید اختر حسین صاحب گیلانی کی تقریر

بروز بدھ مورخہ ۱۳ مارچ دیوان ہال اقوچاندنی چوک دہلی میں ایک جلسہ زیر اہتمام سناتنی صاحبان منعقد ہوا مضمون "اتحاد مذاہب" تھا۔ ہندو سکھ اور عیسائی صاحبان نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اسلام کی طرف سے مکرم سید اختر حسین صاحب گیلانی مبلغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے بہت شاندار لیکچر دیا جو حاضرین جلسہ نے بہت پسند کیا اور ان پر بہت اچھا اثر ہوا

(نامہ نگار)

نعمت کی قدردانی حقیقی شکر ہے

مسلمانوں کیلئے سب سے بڑی نعمت قرآن مجید ہے

حضرت مرزا صاحب کی تعلیم کا نچوڑ قرآن کریم پر عمل کرنا ہے

ایک لاکھ روپیہ اپریل ۱۹۴۵ء میں پورا کردیں

جو لوگ تجارتوں اور ملازمتوں سے فارغ ہو چکے ہیں وہ اپنی زندگیوں کو دین کے لئے وقف کردیں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ - لاہور - مورخہ ۶ اپریل ۱۹۴۵ء

واذ تاذن ربکم لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید

قرآن کریم اور اصول زندگی

[illegible] قرآن کریم میں بہت سے اعلیٰ درجے کے اصول زندگی بیان ہوئے ہیں، عامہ اصول زندگی بھی بیان فرمائے ہیں کیونکہ قرآن یہی نہیں سکھاتا کہ انسانوں کا خدا کے ساتھ تعلق کس طرح قائم ہو سکتا ہے بلکہ یہ بھی سکھاتا ہے کہ اس دنیا میں انسان کیونکر اچھی زندگی بسر کر سکتا ہے اس آیت میں فرماتا ہے واذ تاذن ربکم لئن شکرتم لازیدنکم تمہارے رب نے ایک عام اعلان کر دیا، اطلاع دے دی اگر تم اپنے رب کی نعمتوں کا شکر کرو گے تو ہم اور زیادہ تمہیں دیں گے۔ ولئن کفرتم ان عذابی لشدید - اور اگر کفران نعمت کرو گے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔

حقیقی شکر کیا ہے؟

مسلمانوں نے بہت کچھ لفظ پرستی سیکھ لی ہے، بات کی حقیقت کو نہیں سمجھتے۔ خدا کا شکر کرنا اتنا ہی سمجھا جاتا ہے کہ اپنی زبان سے کہہ دیا کہ اے خدا تیرا شکر ہے، شکر اصل میں یہ نہیں، نعمت کی قدردانی کا نام شکر ہے قدردانی زبان سے نہیں عمل سے ہوتی ہے لغت میں بھی شکر کے معنے لکھے ہیں نعمت کا تصور اور اس کا اظہار، نعمت کا تصور یہ ہے کہ انسان کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ خدا نے اسے نعمت دی ہے اور اس کا اظہار یہ ہے کہ جس غرض کے لئے نعمت دی گئی اس غرض کو پورا کرے، مثلاً ایک زمیندار ہے اس کی زمین ہے اور بیج بھی اس کے پاس موجود ہے اگر وہ زبان سے یہ کہتا ہے کہ اے خدا تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے زمین بھی دی اور بیج بھی دیا تو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور اگر وہ اس بیج کو زمین میں ڈال دے اور اس پر محنت کرے تو ایک بیج سے کئی کئی سو دانے پیدا ہوں گے۔ یہ شکر ہے اور جس پر خدا کس قدر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ایک نام شاکر ہے

شکر انسان کی طرف ہی منسوب نہیں ہوا، بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف بھی منسوب ہے، اللہ تعالیٰ کا ایک نام شاکر ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا نام شاکر آیا ہے، خدا کس طرح شکر کرتا ہے جو اچھا کام کرے اس کے کام کی قدر کرتا ہے۔

سعی اور اجر

فرماتا ہے وکان سعیکم مشکورا - خدا تمہاری کوشش کی قدر کرتا ہے بالفاظ دیگر خدا کی طرف سے محنت و کوشش کا اجر ملتا ہے اپنی طرف سے سعی ہونی چاہیئے پھر خدا اس کا اجر دے گا۔ جس طرح اخروی نعمتوں کے متعلق فرمایا کان سعیکم مشکورا اسی طرح دنیوی نعمتیں جو انسان کو دی گئی ہیں، ان کی قدر کرنے سے وہ نعمتیں بڑھتی ہیں، ترقی کرتی ہیں، مثلاً ہاتھ کے اندر طاقت رکھی گئی ہے کام کرنے کی، اگر انسان اسکو کام میں نہیں لاتا تو اس کی طاقت ضائع ہو جائے گی اور وہ کسی کام کے قابل نہیں رہے گا اور اگر اس سے کام لیتا ہے تو وہ طاقت بڑھے گی حتیٰ کہ جو لوگ ورزش کرتے ہیں ان کا جسم بہت مضبوط ہو جاتا اور طاقت بڑھ جاتی ہے۔ شکر کا نتیجہ نعمت کا اور زیادہ ملنا ہے

طاقت سے فائدہ اٹھانا شکرگذاری ہے

تو وہ طاقتیں جو انسان کے اندر ہیں یا جو زمین و آسمان میں رکھی گئی ہیں ان سے کام لینا اور فائدہ اٹھانا اصل شکرگذاری ہے، انسان کو جو نعمتیں خدا نے دی ہیں جب تک ان سے کام نہیں لیتا جب تک انسان عملی طور پر شکر نہیں کرتا اس وقت تک زبانی شکر کام نہیں دیتا خدا نے انسان کے اندر ایسی طاقت رکھی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا لقا حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن یہ طاقت بھی اسی کو کام دے گی جو اس سے کام لے گا فی الحقیقت یہی عذاب شدید بھی ہے کہ جب نعمت کی ناقدری کی تو اس کے فائدے سے محروم رہ گیا، خدا سے دور جا پڑا۔

روحانی نعمتوں کی قدر

قرآن شریف میں ہے کہ جو شخص روحانی نعمتوں کی قدر کرتا ہے خدا اس کو جسمانی نعمتوں سے بھی محروم نہیں کرتا۔ بلکہ اور زیادہ دیتا ہے۔ جیسے ایک جگہ فرمایا فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا ویمددکم باموال وبنین ویجعل لکم جنت ویجعل لکم انہرا - یعنے حضرت نوح فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ اللہ سے مغفرت طلب کرو وہ بخشنے والا ہے وہ تم پر مینہ برساتا ہوا بادل بھیجے گا اور اموال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لئے باغات اور نہریں بنا دے گا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روحانی ترقی کو نصب العین بنانے سے جسمانی نعمتیں بھی حاصل ہو جاتی ہیں، جو شخص صرف جسمانیات میں پڑ جاتا ہے اس کو تھوڑا ان نعماء میں سے مل تو جاتا ہے لیکن روحانی نعمتوں سے وہ محروم رہ جاتا ہے مگر روحانی نعمتوں کے ساتھ جسمانی نعمتیں بھی حاصل ہو جاتی ہیں۔

صحابہ کرامؓ کی روحانی ترقیات

غور کیجئے صحابہ رضی اللہ عنہم نے روحانی ترقیات کو اپنا نصب العین بنایا ان کو جسمانی نعمتیں کس درجہ پر حاصل ہوئیں کوئی نعمت نہیں جس کی انسان آرزو کر سکتا ہو اور وہ ان کو نہ ملی ہو، بادشاہت دولت حکومت، باغات، سب کچھ خدا نے دیئے لیکن کیا کبھی محمد رسول اللہ صلعم نے اس بات کی آرزو کی کہ آپ کو دولت اور حکومت مل جائے؟

کفار کا وفد

اس وقت جب آپ نے بت پرستی کے خلاف وعظ شروع کیا اور اس پر آپ کی مخالفت نہایت زوروں پر پہنچ گئی، کفار کا ایک وفد آپ کے پاس آیا اور آپ سے کہا کہ اگر آپ کو مال کی خواہش ہے تو جتنا آپ چاہیں ہم مال جمع کر کے آپ کو دے سکتے ہیں، اگر حکومت اور بادشاہت کی خواہش ہے تو ہم آپ کو اپنا بادشاہ بنانے کو تیار ہیں، اگر عورت کی خواہش ہے تو خوبصورت سے خوبصورت عورت پیش کر سکتے ہیں لیکن بتوں کی تردید چھوڑ دیں۔ اگر فی الواقعہ رسول خدا صلعم کے دل میں یہ آرزو ہوتی کہ آپ کو بادشاہت اور حکومت مل جائے تو مفت میں اس وقت ملتی تھی، لیکن آپ نے اس پیشکش کو ٹھکرا دیا جس سے معلوم ہوا کہ ان چیزوں کی آرزو کبھی آپ کے دل میں نہ تھی، آپ کے دل میں تڑپ صرف اتنی تھی کہ لوگ فسق و فجور کو چھوڑ دیں، بت پرستی کو چھوڑ کر خدا کے آگے سر جھکائیں اور اسی کو اپنا ملجا و ماویٰ بنائیں اس کے لئے آپ نے ہر قسم کے دکھ اٹھائے آپ کے ساتھیوں نے اسی کے لئے تکلیفیں برداشت کیں جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ نہ صرف روحانی نعمتوں سے خدا نے ان کو متمتع فرمایا بلکہ . . . . . . جسمانی نعمتیں بھی دیں۔

مسلمانوں کے ہاتھ میں سب سے بڑی نعمت

تو یہ ایک پختہ اصول ہے کہ جو شخص روحانی نعمتوں کی قدر کرتا ہے اسکو جسمانی نعمتیں بھی دی جاتی ہیں، اور جو شخص صرف جسمانی نعمتوں کے پیچھے پڑ جاتا ہے اسکو روحانی نعمتیں نہیں ملتیں، مسلمانوں کے ہاتھ میں سب سے بڑی روحانی نعمت قرآن شریف ہے، سب سے بڑی اسلئے کہ نہ صرف خدا تعالیٰ کے ساتھ وہ تعلق پیدا کرنے کا موجب ہے بلکہ بہتر سے بہتر زندگی بسر کرنے کے رستے بھی وہ بتاتا ہے تو یہ خدا کی سب سے بڑی نعمت ہے جو مسلمانوں کے ہاتھ میں تھی یا اب بھی ہے اگر وہ اسے لینا چاہیں، یہ خدا کی نعمت انہیں اسلئے دی گئی تھی کہ خود اس پر عمل کیا جائے اور دنیا میں اسے پہنچایا جائے لیکن آج مسلمانوں کے اندر نہ تو یہ جذبہ رہا کہ خود اس پر عمل کریں اور نہ یہ خیال ہے کہ اسے دنیا میں پہنچائیں اگر غور کریں تو مسلمانوں کی ذلت اور پستی کی بڑی وجہ یہی قرآن کی ناقدری ہے یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی کے پاس جواہرات اور ہیرے ہوں اور وہ ان کو پتھر سمجھتے ہوئے ان کی قدر نہ کرے، قرآن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے شفاء للناس دنیا جہان کے لوگوں کی شفا اس کے اندر ہے کیا کسی کو یہ خیال ہے کہ اس سے فائدہ اٹھایا جائے اور دنیا کی بیماریوں کا علاج اس کے ذریعہ سے کیا جائے؟

حضرت مرزا صاحب کی تعلیم کا نچوڑ

اس گر کو اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب نے سمجھا اور نہ صرف اس پر خود عمل پیرا ہوئے بلکہ دوسروں کو بھی اس نعمت سے متمتع کرنے کا سامان کیا اگر آپ حضرت مرزا صاحب کی تعلیم کا سارا نچوڑ معلوم کرنا چاہیں تو اس ایک بات کے اندر آ جاتا ہے کہ قرآن پر عمل کیا جائے اور دنیا میں اسے پہنچایا جائے، دنیا میں اسے پہنچانا کس طرح ہوتا ہے، ایک تو یہ پہنچانا ہے کہ قرآن عربی میں چھپا ہوا موجود ہے اسکو اسی صورت میں دنیا کے مختلف ملکوں میں پہنچایا جائے تو اگر عربی میں ہم اسے دوسرے ملکوں میں بھیج دیں گے جہاں عربی زبان کوئی جانتا بھی نہیں تو اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا اس لئے حضرت مسیح موعودؑ کے دل میں یہ تڑپ تھی کہ قرآن کا ترجمہ کر کے اسے دنیا میں پہنچایا جائے اس تڑپ اور آرزو کا ذکر آپ نے دعویٰ کے ساتھ ہی کیا، آپ کا تمام لٹریچر، تمام علم، تمام کتابیں قرآن کو ہی پہنچانے کا سامان ہے اس زمانہ میں جس قدر اعتراضات اسلام اور مذہب پر کئے جاتے ہیں ان سب کو آپ نے قرآن ہی سے حل کیا۔

حضرت مرزا صاحب کی مخالفت بے بنیاد چیز ہے

اگر ایک منٹ کے لئے اس بات کو سوچا جائے تو حضرت مرزا صاحب کی مخالفت ایک بے بنیاد چیز نظر آتی ہے۔ جس شخص نے قرآن کو دنیا میں پہنچانے کی بنیاد رکھی، اور اس کے علوم کو پھیلانے کا سامان پیدا کیا

اس کے ساتھ بغض اور کینہ رکھنا پرلے درجہ کی حق ناشناسی اور کفران نعمت ہے۔ آپ نے اس اصول کو سمجھ لیا کہ قرآن میں ہی دنیا کی بیماریوں کا علاج ہے یہاں تک کہ اس مشہور مباحثہ میں جو عبداللہ آتھم کے ساتھ ہوا آپ نے اس اصول پر زور دیا کہ جو دعوے ہم کریں گے قرآن سے کریں گے اور اس کی دلیل بھی قرآن ہی سے دیں گے، اور بالمقابل چیلنج کیا کہ اگر تم کو بائیبل پر اعتماد ہے تو تم بھی اسی کا دعوے اور اسی میں سے دلائل پیش کرو، خوب یاد رکھو کہ یہ ایسی چیز ہے کہ کوئی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی، یہ قرآن کی بلند سے بلند خصوصیت ہے کہ اس کے اندر جو دعوے ہے اس کے دلائل بھی موجود ہیں اور کوئی دعوے ایسا نہیں جو غیر معقول ہو۔

حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں اعتراضات کا جواب

تو یہ چیز تھی جو حضرت مرزا صاحب نے سکھائی کہ قرآن میں تمام بیماریوں کا علاج ہے آپ نے اسی کے لئے تمام لٹریچر پیدا کیا شروع براہین سے آخری کتابوں تک سب میں تمام اعتراضات جو اس زمانہ میں اسلام اور مذہب پر کئے جاتے ہیں جواب دیا ہمارے بڑے بڑے مبلغین کا تجربہ ہے کہ جہاں کہیں کوئی اعتراض اسلام پر ہوتا ہے اس کا جواب حضرت مسیح موعودؑ کی کتابوں میں موجود ہے خواجہ کمال الدین صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ایک دہریوں کے بڑے مجمع میں انھوں نے لیکچر دیا وہاں جب سوالات ان پر کئے گئے تو کوئی ایسا سوال نہ تھا جس کا جواب حضرت صاحب کی کتابوں میں موجود نہیں، کتنی بڑی بات ہے وہ شخص جو کبھی یورپ گیا نہیں وہاں کا لٹریچر اس نے پڑھا نہیں وہ جب لکھنے بیٹھتا ہے تو وہیں کے خیالات کو صاف کرتا چلا جاتا ہے۔

خداتعالیٰ نے ہمیں اس رستہ پر ڈالا

یہی کام آپ کی جماعت کا ہے اللہ تعالےٰ نے اس جماعت کو اس لئے کھڑا کیا ہے کہ وہ قرآن کو دنیا میں پہنچائے، خدا کی نعمت کی کوئی اور قدر دانی سوائے اس کے نہیں کہ قرآن کو دنیا میں پہنچایا جائے، فی الواقعہ اگر غور کر کے دیکھا جائے تو یہ کوئی ہماری سوچی سمجھی ہوئی تجویز نہ تھی، خداتعالےٰ ہی نے ایک رستہ پر ہمیں ڈالدیا اور اس تیس سال کے عرصہ میں جو ہمیں کام کرتے ہوئے گذرا ہے ایک ایسا نہ بر وسعت لٹریچر قرآن کی خدمت کا پیدا ہوگیا کہ آج جہاں چلے جائیں اس کے ذریعہ سے قرآن کی خدمت کر سکتے ہیں دیکھئے اگر کوئی سوچی سمجھی ہوئی بات ہوتی تو ہم بھی اسی رستہ پر چلتے جس پر قادیان کی جماعت چل رہی ہے، کچھ نہ کچھ انھوں نے بھی خدمت کی ہے اپنے آدمیوں اور مبلغین کو انھوں نے باہر بھیجا ہے لیکن یہ مبلغین وہاں کیا کرتے ہیں، لندن کے مبلغ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ مسجد میں بیٹھا ہوا دہ نیاں کھاتا ہے اس لئے کہ اس کے پاس لٹریچر کوئی نہیں۔

شکر نعمت

تو یہ بڑے شکر کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں صحیح رستہ پر قائم کر دیا اور قرآن کی خدمت کے لئے سب سے پہلے لٹریچر پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی، اور اب جب ایسا لٹریچر پیدا ہوگیا ہے تو کس طرح اسکو پہنچانے کے رستے بھی کھل گئے ہیں؟ میں شکر نعمت کے طور پر بتاتا ہوں کہ کس طرح سے قرآن کی خدمت کا سامان اللہ تعالےٰ پیدا کرتا چلا جا رہا ہے اور اس کے لئے رستے کھل رہے ہیں، قادیان کا نظام تو بیشک بہت بڑا نظام ہے، ان کی جماعت بھی بہت بڑی ہے، اور روپیہ بھی بہت آتا ہے اس کے بالمقابل یہ ایک چھوٹی سی جماعت ہے اور غرباء کی جماعت ہے لیکن ان تمام باتوں کے باوجود کس قدر احسان ہے اللہ تعالےٰ کا کہ اس چھوٹی سی جماعت کے اندر جو قوت پیدا کی ہے وہ بہت بڑھکر اس سے ہے جو قادیانی جماعت کے اندر قوت نظر آتی ہے وہاں دس سال کے عرصہ میں تحریک جدید میں صرف چودہ لاکھ روپیہ جمع ہوا، لیکن جب ہم نے ارادہ کیا کہ اس لٹریچر کو دوسری زبانوں میں ترجمہ کر کے پہنچائیں تو خدا نے اپنے فضل و کرم سے وہ سامان کئے اور وہ رستے کھولے ہیں کہ اس کے فضلوں پر انسان حیران رہ جاتا ہے۔

برہما سے ایک خط

ابھی کل ہی کی بات ہے ہمارے پاس برہما سے ایک خط آیا ہے اس کے لکھنے والے ہیں مسٹر این۔ اے خان، وہ ہماری جماعت میں سے ہیں، کچھ مدت سے خاموش تھے کیونکہ برہما کے حالات ایسے تھے کہ وہاں سے خط و کتابت ممکن نہ تھی اب وہ لکھتے ہیں کہ مدت سے مرکز سے کٹ جانے کی وجہ سے نہ کوئی اخبار ملی اور نہ کتابیں، میرے پاس تین چار کتابیں تھیں ان کو پڑھکر اس قدر دل پاک ہو گیا کہ جس کی انتہا نہیں اب میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ پنشن کی جمع شدہ رقم جو چھتیس سو روپیہ ہے سب کی سب انجمن کو دے دوں گا، اس کے علاوہ اب میرا کوئی زیادہ خرچ نہیں کیونکہ سب بیٹے اور بیٹیاں اپنے کاروبار میں لگ گئے اور میں ان سے فارغ البال ہو گیا ہوں اس لئے میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اپنی موجودہ تنخواہ میں سے راشن اور ایک سو روپیہ رکھکر باقی کل تنخواہ انجمن میں بھیجدیا کروں گا یہ ہے وہ قوت جو دلوں کے اندر خدا نے پیدا کی ہے اور کرتا جا رہا ہے۔

پنشن یافتہ لوگ دین کے لئے زندگیاں وقف کریں

لیکن یاد رکھئے کہ ایک دو یا چار پانچ سے کام نہیں بنتا میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ وہ دوست جو اپنے دنیوی فرائض سے فارغ ہو چکے ہیں، اور بیٹوں اور بیٹیوں کا کوئی بوجھ ان پر باقی نہیں وہ اگر دنیا کی ہوس ختم کر کے خدا کی طرف آجائیں تو جماعت باوجود اپنی قلت کے جگہ جگہ پہنچ سکتی ہے، ملازمت پیشہ لوگ جو پنشنوں پر آچکے ہیں اگر وہ اب خدا کی ملازمت کر لیں تو کتنا بڑا فائدہ پہنچ سکتا ہے اور ان کی عاقبت کا کیا اچھا سامان اس سے بن جائیگا۔

خدا کی راہ میں تجارت کرو

بعض وہ بھی ہیں جو پنشن نہیں لیتے مثلاً تاجر ہیں وہ اگر اپنے خانگی کاموں سے فارغ ہو چکے ہیں تو کیوں خدا کی راہ میں تجارت نہیں کرتے، دیکھئے کتنے سکھ میں وہ شخص ہوگا جس کے دل میں دنیا کی ہوس باقی نہ رہے اور خدا اور خدا کے دین کی محبت باقی رہ جائے جس شخص کے دل میں دنیا کی ہوس آخر تک رہتی ہے وہ جہنم کو یہاں سے اپنے ساتھ لیکر جاتا ہے فرماتا ہے یوم نقول لجھنم ھل امتلئت و تقول ھل من مزید یہی حالت اس دنیا کی ہوس کی ہے اور لاؤ اور لاتے چلے جاؤ کہیں بس نہیں یہ دنیا کی جہنم تو ہل من مزید ہی کہتی چلی جائے گی اور اس کا ختم ہونا مشکل ہے جب تک اس سے کنارہ کش ہو کر خدا کے دین کی خدمت میں نہ لگ جائے آخر اس کا نتیجہ کیا یہی کہ ہمارے پیٹ قبر میں مٹی سے بھریں کیوں یہ نہ ہو کہ یہیں سے ہمارے دل خدا کی محبت سے بھر جائیں اگر انسان یہ سمجھ لے کہ میں نے اپنی اولاد کو جس جگہ پہنچانا ہے پہنچا دیا ہے ان کے متعلق اپنا فرض ادا کر دیا ہے انہیں دنیا میں کام کاج کے قابل بنا دیا ہے تو پھر چاہیئے کہ اس ہوس کو ختم کر دے اور میں اپنے دوستوں سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ کسی نہ کسی مقام پر آکر اس ہوس کو ختم کر دیں اور پھر خالصتہً خدا کے دین کی خدمت میں لگ جائیں۔

ایک لاکھ روپیہ کی فوری ضرورت

تو میں نے دوستوں سے یہ کہہ رہا تھا کہ اس چھوٹی سی جماعت پر افضال الٰہی کس قدر ہیں ہمارے دل میں یہ خواہش تھی کہ اس لٹریچر کو جو ہم نے پیدا کیا ہے پھیلانے کے لئے دس مرکز اور قائم ہو جائیں اور اس کے لئے اندازہ یہ کیا تھا کہ دس لاکھ روپیہ دو سال میں جمع ہو جائے اب میں خدا کا احسان آپ کو بتاتا ہوں کہ ایک ایسا رستہ خدا نے کھولا ہے کہ اگر تین لاکھ روپیہ ہم اس وقت خرچ کر دیں تو قریباً ایک لاکھ سے دو لاکھ سالانہ تک کی آمد ہمیں مل سکتی ہے، یہ تین لاکھ ایک مہینہ کے اندر ہمیں دینا ہے اس وقت دو لاکھ روپیہ انجمن دے سکتی ہے، ایک لاکھ روپیہ کی ضرورت ہے اس کے لئے میں آپ سے بھی اور بیرونی دوستوں سے بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ماہ اپریل کے ختم ہونے سے پہلے ہمیں اس کی ضرورت ہے لئن شکرتم لازیدنکم خدا نے جو نعمت ہم کو دی ہے اس کا شکر یہی ہے کہ اس کے رستے میں دیا جائے وہ اس نعمت کو اور بڑھائے گا اس لئے ہمت کرو اور اس ایک لاکھ روپیہ کو اپنی وصیتوں میں سے نقد روپیہ دے کر پورا کر دو، تا کہ تین لاکھ دے کر ہم خدا کے فضلوں کے وارث ہو جائیں۔

جماعت لاہور پہلے قدم اُٹھائے

تو اسی غرض کے لئے میں نے یہ آیت پڑھی ہے کیونکہ خدا کی نعمتوں کی حقیقی قدر دانی اس کی راہ میں خرچ کرنے کے سے ہی ہو سکتی ہے، ہر شخص کے پاس کچھ بچت کا روپیہ ہوتا ہے کچھ پراویڈنٹ فنڈ ہوتا ہے وہ اس میں سے دے سکتا ہے میں جماعت لاہور سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس میں سب سے پہلے قدم اٹھائے اور ان سے بھی جو باہر جلسوں پر جائیں گے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ اس بات کو جماعت کے سامنے لائیں اور اس تحریک کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں خوب یاد رکھو کہ یہ آپ کے چودہ مشن ہو جائیں گے۔

مضبوطی کیساتھ قدم اٹھانے کی ضرورت

اس وسیع دنیا اور سینکڑوں ممالک کے اندر یہ کوئی بڑی چیز نہیں، کیا ہے اگر ایک مشن امریکہ میں قائم ہو جائیگا اتنا بڑا ملک جو شمال سے لیکر جنوب تک بہت بڑی وسعت رکھتا ہے، انگلستان میں ایک مشن سے کیا بنتا ہے تو خدا جانے یہ آپ کو کتنا بڑھانا پڑے، اس لئے بڑی مضبوطی کے ساتھ قدم اٹھانے کی ضرورت ہے خدا کی نعمتوں کو دیکھئے اس کے افضال سے فائدہ اٹھائیں اور ابھی اسکو آزمائیں لیکن قدم آگے بڑھانے سے، اس رقم کو ایک مہینہ کے اندر پورا کرنا ایک لازمی فرض ہے

جلدی قدم اُٹھاؤ

خدا کے فضل کو اس کی نعمتوں کو اگر لینا چاہتے ہو تو اسکو پورا کرنے میں دیر نہ کرو۔ دو باتوں کی میں نے آپ سے درخواست کی ہے ایک تو یہ کہ ایک لاکھ روپیہ ایک مہینہ میں پورا کر دیں دوسری یہ کہ جو لوگ جماعت میں سے تجارتوں اور ملازمتوں سے فارغ ہو چکے ہیں وہ اپنی زندگیوں کو اب خدا کے لئے دے دیں، خوب یاد رکھو وہی درحقیقت انسان کے کام آئے گا جو وہ خدا کے دین کے لئے قدم اٹھائیگا۔ کام آنیوالی چیز وہی ہے جو انسان کے ساتھ آگے جاتی ہے والبٰقیٰت الصّٰلحٰت خیر عند ربک ثوابًا و خیر املا۔

خط و کتابت

کرتے وقت

چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (مینیجر)

جلد ۳۳ | لاہور یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۱ جمادی الاول ۱۳۶۴ھ م ۲۵ اپریل ۱۹۴۵ء | نمبر ۱۷

امتحان کے ذریعہ حضرت ابراہیمؑ کی ربوبیت

آنحضرت صلعم اور آپ کے ساتھیوں کا بھی امتحان لیا گیا

جہاد بالقرآن ہر مسلمان پر ہر زمانہ میں فرض ہے

جہاد بالقرآن کیلئے مالی اور جانی قربانیوں کی ضرورت

حضرت مسیح موعودؑ نے وصیت کے حکم کی طرف توجہ دلائی

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ لاہور۔ مورخہ ۱۳ اپریل ۴۵ء

واذابتلیٰ ابراھیم ربہ بکلمت فاتمھن ؕ قال انی جاعلک للناس اماما ؕ (سورۃ البقرہ)

حضرت ابراہیمؑ کا امتحان قرآن کریم کے الفاظ اس قدر معانی سے پر ہوتے ہیں کہ کسی انسانی کلام میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ یہ دو چھوٹے چھوٹے فقرے ہیں مگر ایک عظیم الشان حقیقت کو اپنے اندر لئے ہوئے ہیں۔ واذابتلیٰ ابراھیم ربہ بکلمت فاتمھن جب امتحان لیا ابراہیمؑ کا اس کے رب نے چند احکام سے تو اس نے ان کو پورا کیا۔ ابتلا آزمانے اور امتحان لینے کو کہتے ہیں۔ امتحان لیا گیا اس شخص کا جس کو آج دنیا کی بیشتر قومیں راستباز انسان تصور کرتی ہیں۔

لفظ ابتلیٰ کے دو مفہوم ابتلیٰ کا لفظ عربی زبان میں دو مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے۔ ایک مفہوم ہے علم حاصل کرنا کسی کے متعلق جیسا کہ آجکل عام طور پر یونیورسٹیاں امتحان لیتی ہیں ان لوگوں کے متعلق علم حاصل کرتی ہیں۔ جو سکولوں اور کالجوں میں پڑھتے ہیں کہ وہ کس قابل ہوتے ہیں اور انہوں نے کس قدر ترقی کی ہے یا ترقی نہیں کی۔ دوسرا مفہوم جو ابتلا کے لفظ میں ہے وہ ہے کسی خوبی یا نقص کو ظاہر کر دینا گویا جب کسی شخص کے متعلق یہ کہا جائے کہ اس میں فلاں خوبی ہے یا فلاں نقص ہے اسے ظاہر کرنا دنیا کبھی ابتلا ہے۔

امتحان سے غرض ربوبیت تھی امتحان لینے والا کون ہے؟ ربہ ابراہیمؑ کی ربوبیت کرنے والا یہاں اللہ کا لفظ استعمال نہیں کیا گویا اس امتحان کی غرض ابراہیمؑ کی ربوبیت تھی کس طرح امتحان لیا بکلمت عربی زبان میں جب نکرہ کا ذکر لاتے ہیں تو اس سے مراد عظمت کا اظہار ہوتا ہے یعنی عظیم الشان احکامات سے امتحان لیا شریعت کے سب احکام یکساں نہیں بعض احکام بلند درجہ رکھتے ہیں اور بعض چھوٹے درجہ کے ہوتے ہیں یہاں وہی احکام کا ذکر ہے جو بلند درجہ کے ہیں جن سے انسان کی خوبیاں یا نقص ظاہر ہو جاتے ہیں۔ فاتمھن ابراہیمؑ نے ان کو اتمام کو پہنچایا ابراہیمؑ نے ان احکام کو ایسے کمال درجہ کو پہنچایا جس سے آگے بڑھ کر کوئی کمال نہیں ہو سکتا۔

امام کے اصل معنی دوسرا فقرہ ہے قال انی جاعلک للناس اماما اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تم کو لوگوں کیلئے امام بنانے والا ہوں امام کس کو کہتے ہیں زبان عربی میں اَمَّ کے معنی ہیں قصد کرنا اور امام اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کی پیروی کی جائے تو امام کے اصل معنی ہیں وہ شخص جو اس قابل ہو جائے کہ لوگ اس کی پیروی کریں گو یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہے لیکن ایک اصولی بات بھی بیان فرما دی ہے کہ جو شخص لوگوں کے لئے نمونہ بننا چاہتا ہے اسے پہلے خود اپنی تکمیل نفس کرنا چاہیئے پہلے وہ خود اپنی جگہ خدا کے احکام کو کمال تک پہنچاتا تب وہ اس قابل ہوتا ہے کہ لوگ اس کی پیروی کریں یہ بات یاد رکھیں کہ اگر کسی شخص یا جماعت نے اپنے نفس کی تکمیل نہیں کی تو وہ اس قابل نہیں ہوتے کہ لوگوں کے امام بن سکیں۔

آنحضرت صلعم اور آپ کے ساتھیوں کا امتحان مگر اس ذکر کا اصل منشا ان لوگوں کا ذکر ہے جو اب لوگوں کے پیشرو بننے والے تھے۔ اس زمانہ کا ابراہیم جو لوگوں کا امام بننے والا تھا وہ آنحضرت صلعم تھے آپ کا اور آپ کے ساتھیوں کا امتحان تھا اس لئے اس سلسلہ کلام میں تھوڑی دور چل کر یہ فرمایا وکذٰلک جعلنٰکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا۔ اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک اعلیٰ درجہ کا گروہ بنایا تاکہ تم لوگوں کے پیشرو ہو اور رسول تمہارا پیشرو ہو۔ تو فی الحقیقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذکر میں ذکر محمد رسول اللہ اور آپ کے ساتھیوں کا ہے اور فی الواقعہ آنحضرت صلعم کے صحابہ نے احکام الٰہی کی تعمیل میں کمال کر کے دکھایا ہے دنیا کی کسی قوم کی تاریخ کو اٹھا کر دیکھ لیں آپ کو وہ کمال کسی قوم کی تاریخ میں نظر نہیں آئیگا جو آنحضرت صلعم کے صحابہ میں نظر آتا ہے کس طرح ایک ایک حکم نازل ہوتا گیا اور کس طرح صدیوں کے رواج اور بدعادتیں اس ایک ایک حکم کے سامنے ٹوٹتی چلی گئیں گویا ان کا وجود ہی نہیں تھا بڑا مشکل کام ہے بلکہ ناممکن نظر آتا ہے کہ ایک قوم ایک آن کی آن میں اپنے صدیوں کے رواج کو ترک کر دے آنحضرت صلعم کے صحابہؓ کے سامنے کوئی ایسا حکم نہیں آیا جس میں انہیں اپنے صدیوں کے رسم و رواج کو ترک کرنا پڑا ہو کہ ان کو لمحہ کے لئے بھی انہیں سوچنا پڑا ہو کہ وہ یہ کریں یا نہ کریں۔ ادھر حکم نازل ہوا ادھر صدیوں کے رسم و رواج کی زنجیریں اس طرح ٹوٹیں کہ گویا ان کے اندر جان ہی کوئی نہ تھی واقعی محمد رسول اللہ صلعم کے صحابہ نے قرآن کے احکام کی تعمیل میں کمال کر کے دکھا دیا۔

جہاد کا حکم سب سے بڑا ہے سب سے بڑا حکم خدا تعالیٰ کے احکام میں جہاد کا حکم ہے یہ پتہ کس طرح چلتا ہے کہ یہ سب سے بڑا حکم ہے یوں تو نماز روزہ اور زکوٰۃ پر بھی زور ہے لیکن یہ موازنہ کس طرح ہو کہ جہاد کا حکم بلند تر ہے اس کا پتہ تب چلتا ہے جب دونوں احکام کا کسی رنگ میں مقابلہ ہو جائے ہم دیکھتے ہیں کہ جہاد کے وقت آنحضرت صلعم نے نماز بھی چھوڑ دی یعنی ایک ایسا موقعہ آگیا تھا کہ ادھر جنگ ہو رہی تھی ادھر نماز عصر کا وقت ہو گیا تو آپ نے نماز نہیں پڑھی جب تک کہ جنگ ختم نہیں کر لی تو اس سے معلوم ہوا کہ جہاد کا حکم بلند تر ہے اس کے لئے مسلمانوں نے اپنے مال اور جانیں پیش کر دیں ایک سال کے اندر دو دو چار چار چھ چھ مواقع پیش آئے اور صحابہ قربانیاں کرتے چلے گئے۔

صحابہؓ کی قربانیاں آنحضرت صلعم کی زندگی کے چند سال ہیں جن کے اندر کئی غزوات ہوئے ضرورت پڑتی تھی کہ ان کے لئے مسلمانوں کو اپیل کی جائے قرض لینے کی کوئی صورت نہ تھی جس طرح آج قومیں جنگ کو جاری رکھنے کے لئے قرضے لیتی چلی جاتی ہیں اگر قرض کی کوئی صورت تھی تو وہ یہ تھی من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا فیضٰعفہ لہ اجر کبیر۔ کبھی غور کیجئے کہ ان جنگوں کے اندر کس قدر اموال خرچ ہوئے ہونگے یہ سب مسلمانوں کی غریب قوم تھی جو لا کر دیتی تھی مال بھی دیتی تھی اور اس کیساتھ جانیں بھی دیتی تھی دونوں چیزیں دیتی تھی۔

میں اس بات کو بطور امر واقعہ کے آپکے سامنے لانا چاہتا ہوں میں اس بات کو صرف قصہ کے رنگ میں پیش نہیں کر رہا بلکہ میں اسکو امر واقعہ کے طور پر آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں اس زمانہ میں ایک شخص اٹھا اور اس نے خدا کے ان احکام کی طرف توجہ دلائی جن کی طرف سے مسلمان بالکل غافل ہو چکے تھے اسلام کے عام احکام پر رسمی طور پر اب بھی عمل ہوتا ہے مسجدوں میں نمازیں بھی ہوتی ہیں۔ وہ قسطنطنیہ جس کے متعلق خیال کیا جاتا تھا کہ وہ مذہب زدہ ہے اس کے متعلق لکھا ہے کہ ماہ رمضان میں

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیر محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح ۔۔۔ لنگس ہوکر شائع ہوا۔

اس کی مسجدوں میں ایک ایک لاکھ نمازی ہوتا ہے لوگ روزے بھی رکھتے ہیں کسی حد تک زکوٰۃ کے حکم پر بھی عمل ہوتا ہے مگر ایک حکم ایسا تھا جس کی طرف مسلمانوں کی توجہ بالکل نہ تھی اور وہ تھا جہاد بالقرآن۔

جہاد بالقرآن ہر مسلمان پر واجب ہے

لوگوں کو یہ غلطی لگتی ہے کہ جہاد وہی ہوتا ہے جو تلوار سے کیا جائے حالانکہ قرآن مجید اس سے بھرا ہوا ہے کہ جہاد بالقرآن ایک الگ چیز ہے جو ہر ایک مسلمان پر ہر زمانہ میں واجب ہے اور جہاد بالسیف خاص شرائط سے مشروط ہے

امام وقت کے ذریعہ نجات کا مفہوم

اس حکم کی طرف حضرت مرزا صاحب نے توجہ دلائی۔ جب ہم بعض اوقات کہہ دیتے ہیں کہ بغیر امام وقت کو ماننے کے کوئی نجات نہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے، کہ مسلمانوں کے لئے اس کے بغیر نجات نہیں کہ وہ امام وقت کیساتھ ہو کر جہاد بالقرآن کو اختیار کریں۔ حضرت امام وقت نے جہاد بالقرآن کو بیعت کے چھوٹے سے فقرے میں ظاہر کیا یعنی میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا یعنی جب دین اور دنیا کا تصادم ہوگا تو اس وقت میں دین کو ترجیح دوں گا۔ یہ ایک اقرار ہے جو بیعت کے وقت لیا جاتا ہے یہ خدا کا حکم ہے اور اس زمانہ میں اس حکم کے ذریعہ سے مسلمان قوم کا امتحان لیا جا رہا ہے اور جماعت احمدیہ کا بھی امتحان لیا جا رہا ہے۔

اس امتحان کی طرف سے لوگوں کا تغافل

آپ تعجب کریں گے کہ کس طرح پر ہم لوگ اس امتحان کی طرف سے لاپرواہی اختیار کرتے ہیں اور سوچتے نہیں غور نہیں کرتے کہ ایک ہمارا بچہ ایک چھوٹے سے امتحان میں بیٹھتا ہے کوئی میٹرک کا امتحان دیتا ہے کوئی ایف اے کے امتحان میں بیٹھتا ہے اور کوئی بی اے میں بیٹھتا ہے اور ہم کو کس قدر فکر ہوتی ہے کہ وہ اس امتحان میں کامیاب ہو جائے اور جب امتحان قریب آتا ہے تو وہ بھی تمام فکروں کو چھوڑ کر صرف امتحان کی فکر کرتا ہے اور تمام چیزوں کی فکر پیچھے رہ جاتی ہے اور جب وہ اس امتحان میں کامیاب ہوتا ہے تو لوگ مبارکبادی کی تاریں دیتے ہیں اور جب فیل ہوتا ہے تو کس قدر افسوس ہوتا ہے اس کے سب لواحقین افسوس کرتے ہیں اور بعض نوجوانوں کو تو یہاں تک صدمہ پہنچتا ہے کہ وہ خودکشی کر لیتے ہیں خودکشی کرنا بالکل غلط رستہ ہے حالانکہ چاہئے کہ کسی ناکامی پر پہلے سے بھی بڑھ کر کوشش کی جائے یہ کامیابی کا گر ہے۔ یہ دن کا نظارہ ہے جو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں لیکن زندگی کے اصل امتحان سے ہم اس قدر غافل ہیں کہ اس میں فیل ہونے پر خوش ہوتے ہیں یہ میں غلط نہیں کہتا۔

اس امتحان میں ناکامی پر بعض لوگوں کو خوشی

خوب یاد رکھئے کہ جانوں اور مالوں کی قربانی سے بڑھ کر خدا کا کوئی حکم نہیں۔ جانوں کی قربانی اس وقت بھی بکار ہے ضرورت ہے کہ لوگ جہاد بالقرآن کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں لیکن آپ خوب جانتے ہیں کہ کتنے لوگ ہیں جو دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کرنے کو تیار ہوں حالانکہ جنھوں نے اپنی زندگیاں وقف کر دیں وہ پاس ہو گئے اور جنھوں نے نہیں کیں وہ ناکام ہو گئے۔ جب دین کے لئے ایک آدمی کی ضرورت ہے اور اس میں وہ قابلیت موجود ہے کہ وہ دین کی اس ضرورت کو پورا کر سکتا ہے تو اس کا باہر نکلنا واقعی اس کی ناکامی ہے مگر تعجب یہ ہے کہ ناکام ہونے کے باوجود ہم خوش ہوتے ہیں اور شاید دوسرے لوگ بھی ناکام ہونیوالوں پر زیادہ خوش ہیں بہ نسبت ان لوگوں کے جنھوں نے اپنی زندگیاں خدا کے دین کے لئے وقف کیں اور کامیاب ہو گئے۔

جہاد بالقرآن کیلئے مال کی ضرورت

اسی طرح پر جہاد بالقرآن کے لئے مال کی ضرورت ہے مگر ہم میں سے کتنے ہیں جو اس امتحان کے وقت فیل ہو جاتے ہیں اور پھر اس ناکامی پر خوش ہوتے ہیں امام وقت کی جانشین انجمن کی طرف سے ایک شرح مقرر ہے کہ اتنا مال اس جہاد کے لئے دو جو خدا تعالےٰ کا سب سے بڑا حکم ہے اور جس کے ساتھ مسلمان قوم کی زندگی اور ترقی وابستہ ہے اس جہاد کے لئے کچھ تھوڑا سا ان کے مالوں سے حصہ لیا جاتا ہے کہ کچھ لوگ دسواں حصہ دیتے ہیں اور بعض ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے دیتے ہیں

دولت مند لوگوں کا مالی قربانی سے گریز

ایک عجیب نظارہ دیکھنے میں آتا ہے کہ جتنا انسان کے پاس مال بڑھتا چلا جاتا ہے اتنا ہی وہ اس امتحان میں فیل ہوتا چلا جاتا ہے جب سو دو سو تک کسی شخص کو تنخواہ ملتی ہو تو وہ خدا کے رستہ میں مقررہ شرح پر دو کر اتنا مال خدا کے رستے میں دو دو! بعض تجارت پیشہ لوگ اس سے بھی ترقی کر جائیں اور ان کی آمدنی تیس چالیس ہزار سالانہ تک پہنچ جائے اگر ان کی آمد کا ۹۳ فی صدی تو حکومت لے جاتی ہے لیکن ۱/۲ ۶ فیصدی خدا کے لئے مانگا جائے تو ان کو فکر پڑ جاتی ہے کیونکہ حکومت کے ہاتھ میں ڈنڈا ہے اور سامنے نظر آتی ہے اور خدا کو کس نے دیکھا ہے۔ ہماری جماعت میں جو بڑی بڑی تنخواہیں پانے والے بڑی بڑی آمدنیوں کے مالک ہیں مگر خدا کے راستہ میں شرح مقررہ پر دینے کا نام نہیں لیتے میں یہ نہیں کہتا کہ اکثر حصہ جماعت کا ایسا ہے مگر کچھ لوگ ایسے ضرور ہیں جو خدا کے لئے دینے سے گریز کرتے ہیں ایسے لوگ جماعت کی بدنامی کا باعث ہیں اور وہ خوش ہوتے ہیں کہ انھوں نے اتنا مال بچا لیا مجھے ایک بھی ایسے شخص کا علم نہیں جس نے خدا کے رستہ میں نہ دیا ہو اور اپنا مال بچا لیا ہو بلکہ میں نے تو ہمیشہ ایسے لوگوں کو روتے ہی دیکھا ہے۔

ایسے لوگوں کی زندگی ناکامی کی زندگی ہے۔

خوب یاد رکھو یہ وہ چیز ہے جو ہماری زندگیوں کو برباد کر رہی ہے تو سب سوچ لو اگر کوئی خدا ہے اور اس کے احکام قرآن مجید میں ہیں اور اس قرآن کو دنیا میں پہنچانے کے لئے اس نے امام وقت کو کھڑا کیا اور انھوں نے اس امام کو مانا اور پھر وہ اس جہاد میں حصہ نہیں لیتے جو خدا کا سب سے بڑا حکم ہے تو ایسے لوگوں کی زندگی ناکامی کی زندگی ہے۔ خدا نے ان کا امتحان لیا اور وہ فیل ہو گئے

قرآن مجید میں وصیت کا حکم

ایک اور حکم ہے جو میں نے آپ کے سامنے رکھا ہے کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ان ترک خیران الوصیۃ للوالدین والاقربین بالمعروف حقا علی المتقین۔ تم پر جب تم میں سے کسی کے لئے موت آ موجود ہو تمہارے لئے کیا کہ وصیت کرنا ضروری ٹھیرایا گیا ہے اگر وہ بہت سا مال ماں باپ کے لئے اور قریبیوں کے لئے چھوڑے یہ متقیوں پر لازم ہے ——— بعض لوگوں نے یہ غلطی کی جنھوں نے یہ سمجھ لیا کہ یہ حکم منسوخ ہو گیا ہے کیونکہ قرآن مجید میں جائداد کے متعلق ورثاء کے حصے موجود ہیں لیکن اگر وہ حضرت نبی کریم صلعم کے حالات پڑھ لیتے تو انہیں یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ بالکل صاف بات تھی حدیث سے اس کا غیر منسوخ ہونا قطعی طور پر ثابت ہے۔

آنحضرت صلعم کی ایک حدیث

سعد بن ابی وقاص سے متفق علیہ حدیث ہے کہ میں فتح مکہ کے سال بیمار ہو گیا" یعنی آیت وراثت کے نزول کے بعد" رسول اللہ صلعم میری عیادت کے لئے تشریف لاتے تو میں نے کہا یا رسول اللہ میرے پاس بہت سا مال ہے اور ایک ہی بیٹی میری وارث ہے میں سب مال کی وصیت کر دوں آپ نے فرمایا نہ پھر میں نے دو تہائی کے لئے عرض کی پھر نصف کے لئے آپ نے انکار ہی کیا پھر میں نے ایک تہائی کے لئے عرض کیا تو آپ نے ایک تہائی کی وصیت کرنے کو قبول کیا اور فرمایا اگر تم اپنے وارثوں کو غنی چھوڑ دو تو اس سے بہتر ہے کہ تم ان کو غریب چھوڑ دو" کس قدر آنحضرت صلعم کا دل و دماغ روشن ہے کہ یہ نہیں چاہیئے کہ خدا کے لئے جب تم نے کام شروع کیا ہے تو دنیا کے حقوق کو بھول جاؤ ———

حضرت مسیح موعود نے وصیت کے حکم کی طرف توجہ دلائی

حضرت صاحب کو جب یہ الہام ہوئے کہ آپ کی وفات کا وقت قریب ہے تو آپ نے اس وقت ایک بہشتی مقبرہ کی بنیاد رکھی فی الحقیقت وہ بنیاد تھی اس بات کی کہ تم لوگ بہشت میں کس طرح داخل ہو سکتے ہو بہشت کا تعلق زمین کے ٹکڑوں سے نہیں ہوتا وہ دل کی حالت سے ہوتا ہے۔ اس بنیاد کے ساتھ آپ نے اپنی جماعت کو وصیت کے حکم کی طرف توجہ دلائی جو قرآن مجید کے عظیم الشان احکامات میں سے ایک حکم ہے۔ جس کی تعمیل کی اس زمانہ میں اشد ضرورت ہے تاکہ غلبۂ اسلام کے پروگرام کو بروئے کار لایا جا سکے۔ دنیا اسلام کی تخم ریزی کے لئے تیار ہو چکی ہے۔

ہماری ذمہ داریاں

اور ہم لوگوں کا جنھوں نے امام وقت کو شناخت کیا یہ امتحان ہو رہا ہے کہ اس وقت کون اپنے مال کو خدا کی راہ میں خرچ کرتا اور اس خدائی امتحان میں کامیاب ہوتا ہے۔ آج بڑا وہی ہے خوشی اسی کے لئے ہے جو اس امتحان میں کامیاب ہوتا ہے اور جو یہاں آ کر فیل ہو جاتا ہے خواہ کتنا بھی اس کے پاس مال اور دولت ہو اس کی زندگی ناکامی اور نامرادی کی زندگی ہے خواہ کتنا بھی بڑا کوئی نظر آتا ہے جو اس امتحان میں فیل ہو گیا وہ خدا کی نگاہ میں چھوٹا ہو گیا۔ خوب یاد رکھو یہ سلسلہ کشت و خون کا کبھی ختم نہ ہوگا جب تک اسلام کی روحانیت اس مغربی تہذیب پر اثر انداز نہ ہوگی۔

دنیا میں روحانی قحط اور مسلمانوں کی سنگدلی

یہ انسانی فطرت ہے کہ بعض دفعہ انسانوں کو دوسرے انسانوں کی حالت زار پر رحم آ جاتا ہے بنگال کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ بھوکوں مر رہے ہیں تو لوگوں نے ان کی مدد کے لئے اپنے اموال دیئے لیکن اس وقت دنیا پر روحانی قحط آ گیا ہے جس کی وجہ سے قومیں مر رہی ہیں اس روحانی قحط کو دور کرنے کے لئے تمہارے ہاتھ میں یہ روحانی نسخہ ہے یہ تمہارے رب کا رزق ہے ورزق ربک خیر وابقیٰ۔ دنیا مر رہی ہو اور اس کے لئے تمہارے پاس رزق ہو اور تم اس کی خبر نہ لو تو میں سمجھتا ہوں اس حالت میں تم ان لوگوں سے زیادہ سنگدل ہو گے جو جسمانی طور پر مرتے ہوئے لوگوں کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج مسلمان قوم کا دل پتھر ہو چکا ہے جو اس طرف توجہ نہیں کرتی۔

انسانی زندگی بے ثبات ہے

آخر انسانی زندگی کیا چیز ہے آج کا ہی واقعہ ہے کل شام کو حضرت سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم کی بیگم صاحبہ کل اچھی بھلی تھیں کام کرتی پھرتی تھیں اور صبح کو وہ قبل اس کے کہ دوسروں کو ان کی بیماری کی خبر ہو اپنے مالک حقیقی سے جا ملیں، یہ تو ہمارے گھر کا واقعہ ہے آج ہی دنیا کے ایک عظیم الشان انسان روزویلٹ کے متعلق خبر ہے کہ وہ اس سے پہلے مر گیا کہ دنیا کو اس کی بیماری کی خبر بھی ملے جب خدا کی طرف سے وقت مقرر آ جاتا ہے تو چھوٹے بڑے خدا کے حکم کے سامنے یکساں ہو جاتے ہیں۔ . . . .

. . . .

تمہاری حقیقی کامیابی { خوب یاد رکھو یہ زندگی کچھ نہیں

اگر تم نے واقعی خدا کے حضور حاضر ہونا ہے جو خدا کے احکام کی تعمیل میں ناکام ہو گیا اگر یہاں کی زندگی کے لحاظ سے وہ ناکام ہے تو اس کی ناکامی کچھ شئے نہیں اس امر کو ذہن نشین کر لو کہ تمہاری زندگی اس زندگی سے ماوریٰ ہے اور اس زندگی کے لئے آج تمہاری کامیابی اس بات میں ہے کہ اس روحانی رزق کو دنیا میں پہنچاؤ تا کہ دنیا کا روحانی قحط دور ہو کر دنیا میں حقیقی امن قائم ہو جائے۔

خطبۂ ثانی کا ملخص

خطبۂ ثانی میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے دوستوں کو بیگم صاحبہ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم کے جنازہ میں شمولیت کی تاکید فرمائی اور فرمایا کہ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب جماعت کے ذوالی بزرگوں میں سے تھے۔ آپ نے اشاعت اسلام کے بلند نصب العین کے لئے عظیم الشان قربانیاں کیں اور بیگم صاحبہ مرحومہ اس کار خیر میں ہمیشہ ان کے ساتھ شرکت اور تعاون کرتی رہیں آپ کا وجود جماعت کے لئے بڑی تقویت کا باعث تھا دوست نماز جنازہ میں شامل ہو کر ان کے لئے دعائے مغفرت کریں اس کے علاوہ حضرت ممدوح نے تلقین فرمائی کہ ایسے واقع پر جماعت کے دوستوں کو ایک دوسرے کے غم میں ضرور شرکت کرنا چاہئیے۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— جناب سید تصدق حسین صاحب قادری بغداد سے تحریر فرماتے ہیں:۔

"خدا کے فضل و کرم سے اور آپ جیسے بزرگوں کی دعا سے آج تین روز ہوئے کہ اس قابل ہوا ہوں کہ دوکان پر آ سکوں۔ بیماری کا خطرہ تو جاتا رہا لیکن ابھی ضعف و نقاہت ہے دماغ بہت کمزور ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل اور بزرگان سلسلہ کی دعاؤں سے امید ہے کہ یہ ضعف و کمزوری بھی جاتی رہے گی جو اللہ تعالیٰ نے نئی زندگی بخشی ہے۔ دعا کریں کہ بقایا زندگی اس کے دین متین کی خدمت میں صرف ہو۔"

— جناب محمد شیر گل صاحب بغدادی نے اپنے فرزند کالاں کے ہاں فرزند نرینہ کی ولادت کی خوشی میں مبلغ دو سو روپیہ اشاعت قرآن فنڈ میں عطا فرمایا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو نیک اور صالح بنائے اور لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

— ایم محمد یوسف تاثیر طالب علم کشمیر سے لکھتے ہیں کہ انہوں نے جماعت نہم کا امتحان دیا ہے ان کی کامیابی کے لئے دعا کی جائے۔

حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب علیہ الرحمۃ

از محترمہ بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

پورے دو سال ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۷۳ء کے دن جماعت احمدیہ کا مایہ ناز فرزند اور علم قرآن کا بلند پایہ عالم ڈاکٹر بشارت احمد ہم سے بچھڑ کر اپنے مولا سے جا ملا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ کی ہزاروں رحمتیں اور سلام ہوں اس برگزیدہ رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جس کے اتباع کامل نے اس کے غلاموں میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام جیسا راہبر و مرشد کامل پیدا کیا کہ جس نے حکمت و معرفت کے دریا بہا دیئے اور جس کے فیض صحبت نے پیاسی روحوں کو اس چشمۂ شیریں سے اس قدر سیراب کیا کہ وہ خود علوم و حکمت کا منبع بن گئیں اور ان کے فیض نے لاکھوں متلاشی حق روحوں نے ہدایت پائی۔

اس دنیائے فانی میں خداوند کریم کی مشیت ہر آن جاری و ساری ہے۔ موت کا فرشتہ ہر دم اپنا کام کر رہا ہے۔ کتنی بے نظیر ہستیاں آئیں اور اپنا فرض بجا لا کر چلی گئیں اگلے دن ایک تعلیمیافتہ خاتون سے گفتگو کے دوران میں کہ جن سے حیات و وفات مسیح پر بات چیت ہو رہی تھی۔ میں نے کہا کہ اگر کوئی انسان اس قابل تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کو زندہ رکھ چھوڑتا تو وہ محمد رسول اللہ صلعم کا وجود مبارک تھا۔ مگر آپ کو وفات دیکر خدا نے بتا دیا کہ ہر چیز فانی ہے اور بقائے دوام صرف اللہ کی ذات کو ہے۔

ماں اور باپ کتنی پیاری اور محبوب ہستیاں ہیں کہ جن کے ذریعہ انسان اس دنیا میں آتا اور نیک و بد کی تمیز کرتا ہے۔ جن کی آغوش محبت میں وہ میٹھی نیند کے مزے لیتا ہے اور جن کا سایۂ شفقت اسکو سینکڑوں حوادث سے محفوظ رکھتا ہے۔ مگر کتنے والدین ہیں جو اپنی اولاد کے جسموں کے ساتھ ان کی روح کی پرورش اور تربیت کا بھی خیال رکھتے ہیں۔ جو اپنی محبت میں خدا کی محبت کو شامل کر کے اپنے دنیاوی فرائض کو بھی خدا کی رضا کے لئے بجا لاتے ہیں اور عملی نمونے اور قوت ایمانی سے اپنے بچوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔

ہم بہن بھائیوں میں سے صرف میں نے حضرت مسیح موعود کا زمانہ کسی قدر ہوش و سمجھ کی عمر میں دیکھا۔ بچپن کے واقعات خواب کی طرح یاد ہیں۔ مگر وہ سین اس قدر جلد نظروں سے اوجھل ہوا کہ بخوبی سوچنے اور سمجھنے کی عمر آنے سے قبل ہی وقت گذر گیا ہوش سنبھالی تو یہ دیکھا کہ احمدیت کی مخالفت ایک طوفان کی طرح اُمڈی چلی آ رہی ہے۔ دنیا کی زندگی کو جس زاویۂ سے ہم دیکھتے ہیں وہ اوروں کے لئے عجیب اور انوکھا ہے بچے کا معصوم دل دنیا کے معاملات و تفکرات کو کیا سمجھے۔ یہی تعجب تھا کہ ہم میں کیا عیب ہے کہ ہم سے ایک خاص سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ دور کیوں جائیں اپنے خاندان کے متمول اور ذی وجاہت افراد والد مرحوم کی درویشانہ اور سادہ طرز زندگی مذہبی شغف اور تن من دھن کو راہ خدا میں لٹا دینے کے جذبے کو حقارت اور تمسخر کی نظر سے دیکھتے تھے۔ وہ اسکو حماقت سمجھتے تھے کہ والد مرحوم باوجود ایک گزیٹڈ افسر ہونے کے شہر کے حکام سے وہ مراسم نہیں رکھتے تھے جو ان کو رکھنے چاہیئے تھے اور جو ان کی آئندہ ترقی کے لئے ضروری تھے۔ برعکس اس کے غربا و مساکین سے میل جول اور ہمدردی رکھتے تھے۔ احمدی (جو اس وقت تمام تر غرباء کی جماعت تھی) باوجود دنیاوی حیثیت میں بے حد کم ہونے کے آپ کے پاس آتے۔ بیٹھتے اور ہم نوالہ و ہم پیالہ تھے۔ اور بزم دوستاں سجاتے۔ افسری کے وقار کو ٹھیس پہنچتی تھی بجائے اعلیٰ حکام کی بارگاہ میں جبیں سائی کے وہ نماز با جماعت میں مصروف رہتے تھے۔ شام کو کلب میں جانے کی بجائے جہاں اعلیٰ سوسائٹی سے میل جول کا موقعہ میسر آتا وہ درس قرآن دیتے تھے جس میں ادنیٰ و اعلیٰ لوگ آتے اور معمولی قدامت، درزی، چپڑاسی اور ان بھی کم تر حیثیت و درجہ کے اشخاص آپ کے گھٹنے سے گھٹنا ملا کر بیٹھتے۔ اور بے تکلف بات چیت کرتے تھے۔ روپے پیسے سے بے نیازی کا یہ عالم تھا اور اپنی کمائی میں حلال و حرام کی تمیز اس شدت سے تھی کہ اگر کسی کا مقدمہ عدالت میں ہوتا جس میں بطور میڈیکل گواہ کے آپ نے پیش ہونا ہے تو اس کا ادنیٰ سے ادنیٰ تحفہ بھی قبول نہ فرماتے۔ اور یہیں تک نہیں بلکہ اپنی پاکیزہ و طیب کمائی کا ایک معقول حصہ ہر ماہ فی سبیل اللہ دیدیتے تھے۔ سلسلے کی تحریکات میں دل کھول کر حصہ لیتے۔ بعد از مرگ تیسرے حصے کی وصیت کی کہ اس سے زیادہ کر نہ سکتے تھے کوئی کہتا کہ ہم قسم کی باتیں دنیاداروں کے نزدیک ان کی ترقی و خوشحالی کے منافی تھیں مال دنیا سے بے رغبتی اور امیری میں فقیرانہ زندگی بسر کرتے دیکھکر یہ کوتاہ نظر آپ کو ایک مذہبی دیوانہ سمجھتے تھے کہ جو اپنی اور اپنے متعلقین کی بہتری و بہبودی سے غافل ہو کر ایک حقیر و موہوم چیز کے پیچھے پڑا ہوا ہو اور یہ احساس کچھ اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ ہم ... حقارت آمیز طنز کی جھلک نظر آتی تھی۔ مگر آہ! کس قدر بلند و پاکیزہ تھا وہ کیرکٹر کہ جس کو ایک لمحے کے لئے بھی احساس کمتری نہ ہوا۔ جس کا پائے استقامت کبھی متزلزل نہ ہوا۔ وہ مشکلات میں ایک بہادر سپاہی کی طرح اپنی ڈیوٹی پر جما رہا۔ بسا اوقات ہم و غم کے بادل چھائے اور پھٹ گئے۔ مصائب خس و خاشاک کی طرح اڑ گئے اور وہ مسکراتا ہوا چہرہ چاند کی طرح چمکتا ہوا نکل آیا۔ انھوں نے دنیا کو ٹھکرایا اور دنیا ہاتھ باندھ کر قدموں میں گری۔ حضرت والد مرحوم کا ہی مضبوط ایمان اور بلند شخصیت تھی جس نے یہ یقین اور ایمان ہمارے دلوں میں ایک لوہے کی میخ کی طرح گاڑ دیا تھا کہ صحیح راستہ پر ہم ہی ہیں۔ ہم نے اسلام کی سچائی اور احمدیت کی حقیقت و اہمیت کو صرف آپ کی ذات والاصفات سے ہی پہچانا۔ آپ کی پاکیزہ نفسی کی وجہ سے ہی ہمارے دلوں کو سکون و راحت ملی۔ خدا اور اس کے رسول سے آپ کا عشق دیکھ کر ہمیں یہ خیال بھی نہ آ سکتا تھا کہ یہ شخص غلط راہ پر چل رہا ہے۔ کسی شخص کی اصلیت معلوم کرنی ہو تو گھر والوں سے پوچھئے۔ اس مرحلے پر بڑے بڑے لیڈر، ریفارمر اور گدی نشین رہ جاتے ہیں۔ خلوت و جلوت میں خوف خدا اور فکر عقبیٰ صرف انہیں برگزیدہ ہستیوں کو نصیب ہوتی ہے جن کو خداوند کریم ایمان کی پختگی اور راسخ بندگی عطا کرتا ہے۔ اور اسی حقیقت سے آگاہ ہو کر جوں جوں ہم نے ہوش سنبھالا ہمارا یقین اور یہ عقیدت بڑھتی ہی گئی کہ والد مرحوم کا وجود خدا کی برگزیدہ ہستیوں میں سے ہے اور آپ کی زندگی ہمارے لئے بطور نمونہ ہے۔ والدین کے لئے لمحۂ فکریہ ہے کہ ان میں کتنے ہیں جنھوں نے اپنے مضبوط ایمان و عمل سے اپنی اولاد کے دل میں یہ قوت ایمانی پیدا کی۔ مبارک ہیں وہ ہستیاں جو اپنی نیکی کو اپنی اولاد میں بطور صدقہ جاریہ کے چھوڑ جائیں۔

اے خدا تو اپنے بندے بشارت احمد پر اپنی مغفرت اور رحمت کی بارش نازل فرما کہ اس کے قدموں میں ہم نے جنت کو پایا ہے۔

جلد ۳۳ | لاہور۔ یوم چہارشنبہ۔ مورخہ ۱۸ جمادی الاول ۱۳۶۴ھ م ۲ مئی ۱۹۴۵ء | نمبر ۱۸

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سورۃ القدر کی تفسیر

اللہ جلشانہ فرماتا ہے انا انزلنٰہ فی لیلۃ القدر وما ادراک ما لیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شھر تنزل الملائکۃ والروح فیھا باذن ربھم من کل امر سلٰم ھی حتٰی مطلع الفجر۔ یعنی ہم نے اس کتاب اور اس نبی کو لیلۃ القدر میں اتارا ہے اور تو جانتا ہے کہ لیلۃ القدر ہزار مہینہ سے بہتر ہے۔ اس میں فرشتے اور روح القدس اپنے رب کے اذن سے اترتے ہیں اور وہ ہر یک امر میں سلامتی کا وقت ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ فجر ہو۔ اب اگرچہ مسلمانوں کے ظاہری عقیدہ کے موافق لیلۃ القدر ایک متبرک رات کا نام ہے مگر جس حقیقت پر خدا تعالےٰ نے مجھ کو مطلع کیا ہے وہ یہ ہے کہ علاوہ ان معنوں کے جو مسلم قوم ہیں۔ لیلۃ القدر وہ زمانہ بھی ہے جب دنیا میں ظلمت پھیل جاتی ہے اور ہر طرف تاریکی ہی تاریکی ہوتی ہے تب وہ تاریکی بالطبع تقاضا کرتی ہے کہ آسمان سے کوئی نور نازل ہو سو خدا تعالےٰ اس وقت اپنے نورانی ملائکہ اور روح القدس کو زمین پر نازل کرتا ہے۔ اسی طرز کے نزول کے ساتھ جو فرشتوں کی شان کے ساتھ مناسب حال ہے تب روح القدس تو اس مجدد اور مصلح سے تعلق پکڑتا ہے جو اجتبا اور اصطفا کی خلعت سے مشرف ہو کر دعوت حق کیلئے مامور ہوتا ہے اور فرشتے ان تمام لوگوں سے تعلق پکڑتے ہیں جو سعید اور رشید اور مستعد ہیں اور ان کو نیکی کی طرف کھینچتے ہیں اور نیک توفیقیں ان کے سامنے رکھتے ہیں تب دنیا میں سلامتی اور سعادت کی راہیں پھیلتی ہیں اور ایسا ہی ہوتا رہتا ہے جب تک دین اپنے کمال کو پہنچ جائے جو اس کے لئے مقدر کیا گیا ہے۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے اس سورہ مبارکہ میں صاف اور صریح لفظوں میں فرما دیا کہ جب کوئی مصلح خدا تعالےٰ کی طرف سے آتا ہے تو ضرور دلوں کو حرکت دینے والے ملائکہ زمین پر نازل ہوتے ہیں تب ان کے نزول سے ایک حرکت اور تموج دلوں میں نیکی اور راہ حق کی طرف پیدا ہو جاتا ہے۔ پس ایسا خیال کرنا کہ یہ حرکت اور یہ تموج بغیر ظہور مصلح کے خودبخود پیدا ہو جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ کی پاک کلام اور اس کے قدیم قانون قدرت کے مخالف ہے اور ایسے اقوال صرف ان لوگوں کے منہ سے نکلتے ہیں جو الٰہی اسرار سے بےخبر محض اور صرف اپنی بے بنیاد اوہام کے تابع ہیں۔ بلکہ یہ تو آسمانی مصلح کے پیدا ہونے کے علامات خاصہ ہیں اور اس آفتاب کے گرد ذرات کی مانند ہیں۔ ہاں اس حقیقت کو دریافت کرنا ہر ایک کا کام نہیں ایک دنیادار کی دود آمیز نظر اس نور کو دریافت نہیں کر سکتی دینی صداقتیں اس کی نظر میں ایک ہنسی کی بات ہے اور معارف الٰہی اس کے خیال میں بیوقوفیاں ہیں۔

(شہادت القرآن)

از دفتر تحصیل

وصیت کرنے والے احباب کی خدمت میں

(۱) جماعت کے اکثر احباب کی خدمت میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی اپیل اور اس کے ساتھ وصیت کے فارم پہنچ چکے ہیں اور مقام شکر ہے کہ بعض احباب نے حضرت امیر ایدہ اللہ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے فوراً وصیتیں کر دیں اور اس کے ساتھ ہی زر وصیت یا اس کا ایک حصہ دفتر میں بھیج دیا اور بقایا رقم بالاقساط یا یکمشت ادا کرنے کا وعدہ فرمایا جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ دوسرے احباب کی طرف سے بھی وصایا وصول ہو رہی ہیں۔ اور جن احباب نے اب تک اس ضروری تحریک کی طرف توجہ نہیں فرمائی ان کی خدمت میں التماس ہے کہ براہ کرم اس کام کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس طرف توجہ فرمائیں

(۲) ممکن ہے کہ بعض احباب کی خدمت میں اپیل نہ پہنچی ہو ایسے احباب کو وصیت سے مستثنیٰ نہیں سمجھنا چاہیئے ان کو خود ہی وصیت کی اہمیت کا خیال کر کے اس ضروری فریضہ سے سبکدوش ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے اپیل اخبار پیغام صلح میں بھی شائع کر دی گئی تھی اور بعض نیک دل احباب نے محض اخبار سے ہی اپیل کا مضمون پڑھ کر وصیت کی ہے بلکہ زر وصیت کا پانچواں حصہ حسب ارشاد حضرت امیر ایدہ اللہ بھیج دیا ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

(۳) بعض احباب وصیت کے لئے انجمن کا مطبوعہ فارم استعمال نہیں فرماتے۔ بلکہ معمولی کاغذ پر وصیت لکھ دیتے ہیں۔ تمام احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ وصیت کے لئے انجمن کے مطبوعہ فارم استعمال کرنا ہی مناسب ہے۔ اگر یہ فارم موجود نہ ہو تو طلب کرنے پر دفتر سے بھیجا جا سکتا ہے۔ اور بالآخر مجھے یہ کہنا ہے کہ امراء طبقہ کے علاوہ جماعت کے غربا کا طبقہ جس ایثار اور قربانی کا مظاہرہ کر رہا ہے وہ احمدی قوم کا ہی امتیازی خصوصیت ہے۔ ان سب کے لئے دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے اور دینی اور دنیوی حسنات سے متمتع فرمائے۔

گر بیاد آرم تن ہر کسے کہ ما ہر زبان است

مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ لاہور

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— حبیب الرحمن صاحب صادق کی شادی مورخہ ۱۰ اپریل کو [illegible] میں ہوئی اس تقریب کی خوشی میں صادق صاحب نے مبلغ [illegible] روپیہ انجمن کو بطور عطیہ عنایت فرمائے دعا ہے اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو فریقین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے آمین۔

— مکرم خواجہ عبدالغنی صاحب کی صاحبزادی بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار ہے احباب سلسلہ حضور قلب سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ صاحبزادی مذکورہ کو شفا عطا فرمائے۔ آمین

— جماعت کے بعض احباب بیمار ہیں اور بعض مالی مشکلات میں مبتلا ہیں ان کی صحت اور آسودگی کے لئے دردِ دل سے دعا کی جائے۔

— جماعت کے بعض نوجوان دوستوں نے یونیورسٹی کے امتحان دیئے ہیں ان کی کامیابی کے لئے خاص طور پر دعا کی جائے۔

معذرت

پیغام صلح کو جو کاغذ کا کوٹا گورنمنٹ کی طرف سے ملتا ہے اس کی وجہ سے اخبار کا حجم بہت کم ہو گیا ہے اس لئے بعض دوستوں کے مضامین شائع ہونے سے رہ جاتے ہیں امید ہے مضمون نگار حضرات ہماری اس مجبوری کے پیش نظر ہماری اس معذرت کو قبول فرمائیں گے جو دوست یہ چاہتے ہیں کہ ان کے مضامین وقت پر شائع ہوں وہ مختصر جامع اور موجودہ تحریکات کے متعلق مضامین ارسال فرمائیں۔

(مدیر)

مکتوب ششم

گذشتہ سے پیوستہ

تطبیق و تشریح عبارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

{از جناب مولانا مرتضیٰ خان صاحب حسن بی۔ اے}

کیا حضرت مجدد الف ثانی کا یہ بیان کہ "بدانکہ ہرچند دراں مدت از فیوض اقتباس برسد بتوسط او برسد صحیح نہیں۔ مجدد تشریعی کا سوال یہاں نہیں ہے۔ ہم بھی حضرت مرزا صاحب کے الہامات کو شریعت کا مرتبہ نہیں دیتے۔ سوال صرف اس قدر ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور حضرت مجدد الف ثانی کا مندرجہ بالا کلام آیا صحیح ہے یا غلط؟ اگر غلط ہے تو کیا انھوں نے خدا پر افترا کیا ہے اور اگر کیا ہے تو آپ انہیں کافر کیوں نہیں کہتے اور کیوں حضرت مرزا صاحب کو ویسے ہی اقوال پر کافر قرار دیتے ہیں۔ ان سوالات کا ذرا سوچ سمجھ کر جواب دیجئے مفسرین، محدثین اور علماء و صوفیا کے اقوال کو آپ حجتِ قطعی نہیں مانتے تو انہیں آپ کافر بھی تو قرار نہیں دیتے اور نہ برا سمجھتے ہیں بلکہ عموماً اولیاء اللہ میں سے مانتے ہیں۔ میں نے جناب سے تضاد کی تعریف پوچھی آپ نے اس کے جواب میں حضرت مرزا صاحب کی چند عبارات لکھکر بھیج دیں میں نہیں سمجھ سکا کہ اس سے غرض آپ کی کیا ہے؟ اگر محض امثلہ ہی تضاد کی آپ نے دینی تھیں اور اس کی تعریف بیان کرنے سے پہلو تہی منظور تھی تو دو لفظی جواب دے دیتے کہ تضاد ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ ہم لوگ قرآن میں مانتے ہیں وبس۔ حضرت صاحب کی کتب میں اگر تضاد ہے تو آپ کے مسلمات کی رو سے یہ امر کوئی قابل اعتراض نہیں بلکہ جس صورت میں قرآن و حدیث میں نسخ ہے تو یہ کتاب و سنت کی اتباع ہوگی اور یہ تو امر مستحسن ثابت ہوگا نہ کہ قابل اعتراض۔ اب میں ذیل میں ان عبارات کو لیتا ہوں اور ان پر ایک نظر تنقید ڈالتا ہوں تاکہ معلوم ہو سکے کہ آیا فی الواقع ان میں تضاد ہے یا محض مخالفین کی سوء فہمی یا افترا ہے؟

(۱) یہ امر تاریخ سے تعلق رکھتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کہاں فوت ہوئے۔ ابتدا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خیال یہی تھا کہ مسیح علیہ السلام گلیل میں فوت ہوئے۔ بعد میں بعض نئے انکشافات نے ثابت کر دیا کہ گلیل میں نہیں بلکہ کشمیر میں فوت ہوئے اس میں کیا استبعاد؟ گلیل میں فوت ہوں یا کشمیر میں نتیجہ ایک ہے کہ حضرت مسیح فوت ہو چکے ہیں۔ پس اس نتیجہ کو آپ دیکھئے باقی تاریخی تحقیقات سے اگر کل کو کشمیر کے بجائے کوئی اور جگہ بھی مقام وفات ثابت ہو تو بھی حضرت مرزا صاحب پر کوئی الزام نہیں کیونکہ تحقیق امور تاریخ میں غلطی بھی لگ سکتی ہے اور تاریخی تحقیقات کا دروازہ ہمیشہ کے لئے کھلا ہے۔

(۲) "وہابی کہنا غلط نہ تھا" اور "ہمارا مذہب وہابیوں کے خلاف ہے"

ان دونوں باتوں میں کوئی تضاد نہیں جس اعتبار سے حضرت مرزا صاحب کو وہابی کہنا غلط نہ تھا اس کو خود ہی بیان کر دیا کہ قرآن شریف کے بعد صحیح احادیث پر عمل کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں" اور وہابیوں کے خلاف مذہب اسلئے ہے کہ وہابی حضرت عیسےٰ کو آسمان پر زندہ سمجھتے اور خاتم النبیین کے بعد ان کی دوبارہ آمد کے قائل ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کا مذہب اس کے خلاف تھا۔

(۳) "حنفی شافعی وغیرہ نام بدعت ہیں" اور "ہمارے یہاں جو آتا ہے اسے حقیقت کا رنگ چڑھانا پڑتا ہے" اور "یہ چاروں مذہب دین کے لئے چار دیواری ہیں" ان دونوں باتوں میں کیا تضاد ہے۔ حنفی شافعی وغیرہ نام واقعی بدعتی ہیں۔ باقی ان مذاہب کا رنگ چڑھانا اور اسلام کے لئے ان کا چار دیواری ہونا امر دیگر ہے۔ بہ لحاظ مذہب وہ چار دیواری ہیں لیکن بہ سبب الگ الگ فرقوں کے نام ہونے کے وہ بدعت ہیں ایسے بدعت حسنہ کہہ لیجئے لیکن بہرحال بدعت ہیں

(۴) حضرت مسیح کی چڑیوں کے پرواز اور عدم پرواز کے متعلق اپنے آئینہ کمالات اسلام اور ازالہ اوہام کے جو دو حوالجات پیش کئے ہیں ان میں بھی کوئی تضاد نہیں۔ اول الذکر میں جو یہ لکھا ہے کہ قرآن کریم سے پرواز ثابت ہے مگر پھر بھی مٹی کی مٹی ہی تھیں اس میں غیر دائمی پرواز کا ذکر ہے اور مؤخر الذکر میں جو یہ لکھا ہے کہ قرآن کریم سے پرواز ثابت نہیں تو اس سے دائمی پرواز مراد ہے۔ یعنے دائمی پرواز قرآن کریم سے ثابت نہیں۔ چنانچہ آگے جاکر صاف لکھا ہے۔

اب ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے کہ یہ صورت ہرگز معجزہ کی صورت نہیں کہ خدا تعالےٰ نے دائمی طور پر ایک شخص کو اجازت دے دی کہ تو مٹی کے پرندے بنا کر پھونک مار کر وہ حقیقت میں جانور بن جائیں گے اور ان میں گوشت اور ہڈی اور خون اور تمام اعضاء جانوروں کے بن جائیں گے"

ان دونوں حوالوں میں جن کو آپ متضاد بتلاتے ہیں حضرت مسیح موعود کا منشاء درحقیقت اس بات کو ثابت کرنا ہے کہ

(ا) حضرت مسیح جن مٹی کے پرندوں میں پھونک مارا کرتے تھے وہ درحقیقت ایسے پرندے نہ بن جاتے تھے جن میں خون اور گوشت اور ہڈی ہو اور نہ ہی حقیقی حیات ان میں پیدا ہوتی تھی۔

(ب) ان کی جنبش یا پرواز عارضی ہوتی تھی اور وہ بھی حیات حقیقی کے بغیر جیسے آج بھی مسمریزم کے ذریعہ ایک غیر جاندار چیز حرکت کرتی نظر آتی ہے۔

انہیں دونوں باتوں کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے یہ بھی فرمایا کہ قرآن شریف سے پرواز ثابت نہیں یعنے دائمی پرواز جو حیات حقیقی اپنے اندر رکھتا ہو اور یہ بھی کہا کہ قرآن شریف سے پرواز ثابت ہے لیکن پھر بھی مٹی کی مٹی ہی تھی یعنے غیر دائمی طور پر جو حیات حقیقی کے بغیر عمل الترب کے ذریعہ سے ہوتا تھا اس میں کونسا تضاد ہے؟

(۵) وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى أَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ الخ

کے ماضی اور مضارع ہونے کے متعلق جو اختلافی عبارات آپ نے پیش کی ہیں اگر ذرہ حسن ظن سے کام لیتے تو انہیں بھی سمجھنا اور تطبیق دینا مشکل نہ تھا۔ حقیقت میں تو اِذْ قَالَ اللَّهُ ماضی ہی کا صیغہ ہے لیکن عام مفسرین نے چونکہ اس کو مضارع کے معنوں میں لیا ہے اس لئے حضرت مسیح موعود نے براہین احمدیہ حصہ پنجم میں اس عام خیال کو سامنے رکھ اور ماضی کے مضارع کے معنوں میں استعمال کا ذکر کرتے ہوئے اُسے بطور مثال پیش کر دیا۔ حقیقت میں ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں اور دونوں صورتوں میں مسیح کی موت ہی ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر قیامت کے دن سوال ہوگا جیسا کہ عام طور پر مانا جاتا ہے تو حضرت عیسیٰ کا یہ فرمانا کہ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ثابت کرتا ہے کہ وہ عیسائیوں کے بگڑنے سے پہلے فوت ہو چکے ہیں ورنہ دوبارہ آکر اور انہیں بگڑے ہوئے دیکھکر وہ قیامت کے دن ایسا نہیں کہہ سکتے اور اگر یہ سوال آنحضرت صلعم سے پہلے اُن سے ہو چکا جیسا کہ ازالہ اوہام میں حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے تب تو ان کی وفات بدرجہ اولےٰ ثابت ہے۔

(۶) دعوئے مہدویت کے اقرار و انکار کی جو مثالیں آپ نے پیش کی ہیں وہ بھی عدم تدبر اور سوء ظن کا نتیجہ ہیں۔ مہدی کی جن احادیث کو حضرت مسیح موعود نے مجروح قرار دیا ہے اور جس دعوے مہدویت سے انکار کیا وہ اور ہے اور جس دعوے کا اقرار ہے وہ اور احادیث پر مبنی ہے۔ آپ نے براہین احمدیہ کی یہ عبارت نقل کی ہے۔

مہدی موعود کے بارہ میں جس قدر حدیثیں ہیں تمام مجروح اور مخدوش ہیں اور ایک بھی ان میں صحیح نہیں اور جس قدر افترا ان حدیثوں میں ہوا ہے کسی اور حدیث میں ایسا افترا نہیں۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۵)

اگر آپ کے سامنے مخالفین مسیح موعود کی کتابوں کے بجائے اصل براہین احمدیہ ہوتی تو اس میں ایک سو پچاسی صفحہ پر اس کے آگے آپ کو یہ الفاظ ملتے:۔

اور ان حدیثوں کے مقابل پر یہ حدیث بہت صحیح ہے جو ابن ماجہ نے لکھی ہے اور وہ یہ ہے لَا مَهْدِيَّ إِلَّا عِيسَىٰ یعنی اور کوئی مہدی نہیں صرف عیسیٰ ہی مہدی ہے جو آنیوالا ہے۔

غور کیجئے اس میں کیا تضاد باقی رہ گیا؟ اور جن مخالفین کی کتابوں سے آپ نے اول الذکر حوالہ نقل کیا ہے ان کی یہ کس قدر دیانتداری ہے کہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ پر عمل پیرا ہوتے اور وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ کو چھوڑ جاتے ہیں۔ ایک صفحہ پر ایک ہی عبارت کا ایک ٹکڑا اپنے مفید مطلب نقل کر کے اعتراضات جڑ دینا اور باقی عبارت کو جس سے ان اعتراضات کا ازالہ ہوتا ہے رد کر دینا کس قدر دیانتداری اور حق پرستی ہے۔ اسی پر آپ پر تمام اعتراضات کی حقیقت منکشف ہو سکتی ہے۔ مکرم مولانا صاحب آپ کے مصنفین کی یہ امانت بااستغراست ایہا المخوان جو آپ نے دوسرے گرامی نامہ میں تحریر فرمایا ہے اسی موقعہ پر بولا جاتا ہے۔

(۷) مسیح موعود کا دعوے حضرت میرزا صاحب نے ضرور کیا لیکن اس دعوے سے انکار کبھی نہیں کیا آپ نے جو عبارت نقل کی ہے وہ بھی لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ کا ہی نمونہ ہے۔ کاش آپ کے سامنے اصل کتاب ازالہ اوہام ہوتی تو سیاق و سباق کے مطالعہ سے آپ پر منکشف ہو جاتا کہ میرزا صاحب کا وہ مطلب ہرگز نہیں جو ان کی طرف منسوب کیا گیا۔ جہاں انھوں نے یہ لکھا ہے کہ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونیکا دعوے کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں وہیں آگے چل کر صاف طور پر لکھا ہے۔

میں نے یہ دعوے ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں جو شخص یہ الزام مجھ پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔

اس سے واضح ہے کہ کم فہم لوگوں سے وہی لوگ مراد ہیں جو مسیح موعود کے دعوے مسیح ابن مریم ہونیکا دعوے مراد لیتے ہیں یعنے وہ سمجھتے ہیں کہ حضرت میرزا صاحب اپنے آپ کو مسیح ناصری یا عیسیٰ ابن مریم کہتے ہیں۔ اسی سے انکار حضرت مسیح موعود نے کیا ایسا مسیح موعود ہونے سے انکار نہیں کیا، جیسے مثیل مسیح کہا جا سکتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ان کھلی عبارات اور واضح بیانات کے ہوتے ہوئے دم بریدہ فقرات کو لے کر اسلئے پیش کر لئے جاتے ہیں جو کسی حق پرست انسان کے شایان شان نہیں۔ دیکھا مولانا آپ نے اپنے مصنفین کی خیانت کو کہ عبارت بالا میں یہ دعوے ہرگز نہیں کہ میں مسیح ابن مریم ہوں الخ کو بالکل چھوڑ دیا اور ایک دم بریدہ

(باقی برصفحہ ۱)

یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک

حضرت مسیح موعود نے بلغ ما انزل الیک کے حکم کی تعمیل کیلئے جماعت بنائی

جماعت کی مضبوطی کیلئے تین چیزوں کی ضرورت

مخالفت کے بغیر قوت مقابلہ نہیں پیدا ہو سکتی

تبلیغ کیلئے سب بیرونی جماعتیں اپنے آپ کو منظم کریں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ لاہور مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۴۵ء

یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک .... (سورۃ المائدہ)

آنحضرت صلعم کے ہر ایک پیرو کو حکم آیت جو میں نے ابھی پڑھی ہے سورۃ المائدہ میں اس ذکر میں آتی ہے جہاں عیسائیت کے غلبہ کا ذکر آتا ہے یہ حکم رسول خدا صلعم کو دیا گیا یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک اے رسول پہنچا دے اس کو جو تیرے رب کی طرف سے تیری طرف اتارا گیا بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم رسول کو ہی نہیں بلکہ آپ کے ہر ایک پیرو کو ہے کیونکہ حکم یہ دیا گیا ہے پہنچا دو اس کو جو تیرے رب کی طرف سے تیری طرف اتارا گیا یعنی قرآن کو پہنچا دو کس کو پہنچا دو اس کا نام نہیں لیا ہے عرب کو پہنچا دو عجم کو پہنچا دو آج پہنچا دو کل پہنچا دو یعنی یہ حکم زمان و مکان پر پھیلا ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر یہ حکم صرف رسول خدا صلعم تک محدود ہو تو یہ حکم صرف اس وقت تک ہوگا جب تک آنحضرت صلعم زندہ تھے حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ قرآن کو پہنچانے کا حکم ہر اس شخص کو ہے جو اپنے آپ کو آنحضرت صلعم کا پیرو کہتا ہے جو حکم قائد کو ہوگا وہی پیرو کو بھی ہوگا جو شخص رسول پر ایمان لاتا ہے اس کے پیغام کو خدا کی طرف سے مانتا ہے اس کو ہدایت کا موجب جانتا ہے ظاہر ہے کہ وہ اپنے آپ کو رسول کے پیغام کا پابند سمجھے گا اور یہ یقین رکھیگا کہ جو حکم رسول کو ہے وہ مجھ کو بھی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ وہ چیز جس کو ہم تبلیغ کہتے ہیں یہ تبلیغ کسی خاص انسان یا کسی خاص گروہ تک محدود نہیں بلکہ یہ ایک عام حکم ہے ہر ایک اس شخص کے لئے جو اپنے آپ کو رسول خدا صلعم کا متبع کہتا ہے۔

روکاٹیں دور کرنیکے لئے جنگ اصل حکم صرف ایک ہے قرآن کو دنیا میں پہنچا دینا اس کے ذرائع ایسے بھی ہیں جو ایک ہی رہتے ہیں اور ایسے بھی ذرائع ہیں جو زمانہ اور حالات کے مطابق بدلتے رہتے ہیں مثلاً ایک وقت تھا کہ اس کو پہنچانے کے لئے آنحضرت صلعم کو جنگ کرنا پڑا۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس زمانہ کے لوگ تبلیغ کے رستہ میں روک بن گئے تھے اور اس روک کو دور کرنا ضروری تھا ایک وقت ایسا تھا کہ تلوار اٹھانا بھی تبلیغ کا ذریعہ بن گیا ایسے نہیں کہ تلوار کوئی ذریعہ تبلیغ تھا بلکہ اس لئے کہ تلوار کے ذریعہ سے تبلیغ کو روکا گیا تو اس کے بالمقابل تلوار اٹھانا ضروری ہوگیا۔ خوب یاد رکھئے کہ قرآن مجید نے وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے کہ یہ جو روکیں پیدا ہوتی ہیں ان کو دور کرنے کے لئے جنگ ہے وقاتلوھم حتی لاتکون فتنۃ ویکون الدین للہ فان انتھوا فلا عدوان الا علی الظلمین۔ اور ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین صرف اللہ کے لئے ہو پھر اگر وہ رک جائیں تو سزا ظالموں کے سوا اور کسی کے لئے نہیں ——— تو اس زمانہ میں جنگ بھی بلغ ما انزل الیک کا ایک ذریعہ بن گیا تھا۔

حضرت مرزا صاحب نے جماعت کیوں بنائی ہر زمانہ کے حالات الگ ہوتے ہیں۔ آج اس زمانہ میں اس زمانہ کے امام نے بلغ ما انزل الیک کے حکم کی طرف ہی توجہ دلائی اور اس حکم کی تعمیل کے لئے ایک جماعت قائم کی تو معلوم ہوا کہ یہ جماعت کا بنانا بھی بلغ ما انزل الیک کے حکم کی تعمیل ہے یہ الگ چیز نہیں۔ دنیا میں جماعتیں مختلف اغراض کے لئے بنتی رہتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اس جماعت کو تبلیغ کا ایک ذریعہ بنانے کے لئے قائم کیا۔ قرآن مجید کو دنیا میں پہنچانا تھا اس کے لئے ایک جماعت کی ضرورت تھی۔ بہت لوگ یہ ٹھوکر کھا جاتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے جماعت کیوں بنائی؟ یہ ایک بہت بڑا اعتراض ہے جو کیا جاتا ہے۔ خدا کے لئے کوئی سوچے کیا جماعت کے بغیر اس حکم بلغ ما انزل الیک کی تعمیل ہو سکتی تھی اگر قرآن کو پہنچانا ہے تو اس کے لئے ایک جماعت کی ضرورت ہے کوئی جماعت دنیا میں خواہ کسی غرض کے لئے بنی ہو مگر حضرت مرزا صاحب نے بلغ ما انزل الیک کی تعمیل کے لئے جماعت بنائی۔

بغیر جماعت کے یہ کام نہیں ہو سکتا اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ اس کو واضح کر دیا ہے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر اور چاہیئے کہ تم میں سے ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں خوب یاد رکھو یدعون الی الخیر فرد واحد کا کام نہیں یہ جماعت کا کام ہے بغیر جماعت کے یہ کام نہیں ہو سکتا۔ اگر کسی شخص کو یہ خیال ہو کہ میں عالم ہوں یا دولت مند ہوں میں اکیلا اس کام کو کر سکتا ہوں وہ غلطی پر ہے بغیر جماعت کے یہ کام نہیں ہو سکتا اور نہ اس حکم کی تعمیل ہو سکتی ہے۔

جماعت کو وسیع اور مستحکم کرنا بھی اس حکم کی تعمیل ہے تو یہ جماعت بلغ ما انزل الیک کے حکم کی تعمیل کا ایک ذریعہ ہے اس لئے اس جماعت کا بنانا اس حکم کی تعمیل ہے اس جماعت کو وسعت دینا اور بڑھانا بھی اس حکم کی تعمیل ہے۔ جماعت کوئی ایسی چیز نہیں کہ دو آدمی ہو گئے یا چار آدمی ہو گئے۔ گو تین چار پر بھی جماعت کا لفظ استعمال ہو جاتا ہے لیکن جو کام تھوڑے آدمی کریں گے اس کے نتائج محدود ہوں گے اور جو کام زیادہ آدمی کریں گے اور اس کے نتائج وسیع ہوں گے اس لئے جماعت کی توسیع اور جماعت میں اور لوگوں کو شامل کرنا یہ بھی فی الحقیقت بلغ ما انزل الیک کی تعمیل ہے اور پھر اس جماعت کو مستحکم اور مضبوط کرنا بھی اسی حکم کی تعمیل ہے کیونکہ جس قدر کام کرنے والے قوی اور مضبوط ہوں گے اسی قدر اس کام کے اندر قوت ہوگی اور جس قدر کام کرنے والے کمزور ہوں گے اسی قدر اس کام کے نتائج بھی کمزور ہوں گے۔

جماعت کی مضبوطی کے لئے تین باتیں جماعت کی مضبوطی کا انحصار کن باتوں پر ہے وہ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں فی الحقیقت تین باتیں ہیں جو اس جماعت کو جو اعلائے کلمۃ الحق کے لئے کھڑی ہوئی ہے، مضبوط بناتی ہیں، ایک یہ کہ وہ جماعت ایمانی رنگ میں مضبوط ہو دوسرے یہ کہ علمی رنگ میں مضبوط ہو تیسرے یہ کہ مالی رنگ میں مضبوط ہو جو جماعت دین کو پھیلانے کے لئے کھڑی ہوئی ہے اس کے لئے ان تینوں چیزوں کی ضرورت ہے اور ان میں سے مقدم مرتبہ ایمان کا ہے سب سے پہلے جس بات کی ضرورت ہے وہ خدا اور اس کے وعدوں پر ایک قوی ایمان ہے حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں جماعت کا پھیلنا صرف ایمانی قوت کی وجہ سے تھا علمی رنگ میں اس جماعت کو مضبوطی کی ضرورت ہے کیونکہ آج علم کے ذریعہ سے خدا کے کلام کو دنیا میں پہنچایا جا سکتا ہے مالی رنگ میں بھی جماعت کو مضبوطی کی ضرورت ہے۔

تبلیغی مقاصد کے لئے روپیہ کی ضرورت لیکن اس ضمن میں بعض ایسی باتیں ہیں جن کے متعلق لوگوں کا خیال ہے کہ ان کی کیا ضرورت ہے میں پچھلے دنوں دہلی گیا تھا وہاں میں نے کئی ایک دوستوں پر یہ اثر دیکھا کہ اب جبکہ انجمن کے پاس کافی روپیہ ہے اب اس کو چندہ لینے کی کیا ضرورت ہے ان میں سے دو ایسے شخص تھے جنہوں نے اس بناء پر چندہ دینا بند کر دیا حالانکہ جماعت کی مالی مضبوطی کوئی ایسی چیز نہیں جو ایک جگہ پر ختم ہو جاتی ہے اب آپ کے پاس جو روپیہ ہے اس کے ساتھ کوئی معمولی کام بھی کر کے دیکھیں یہ روپیہ ختم ہو جائیگا تبلیغی مقاصد کو بروئے کار لانے کے لئے روپیہ کی بہت ضرورت ہے اس لئے جماعت کو مالی لحاظ سے مضبوط کرنا بلغ ما انزل الیک کے حکم کی تعمیل ہے۔ اس سے خدا کے کام کو تقویت پہنچتی ہے۔

ضرورت کی حد اور مال کی ہوس ایک شخص مال کماتا ہے اس کی ضرورت ایک حد تک ہوتی ہے باقی ہوس ہوتی ہے وہ شخص جو کروڑوں کا مالک ہے اور وہ شخص جو لاکھوں کا مالک ہے اور وہ شخص جو ہزاروں کا مالک ہے ان سب کی ضروریات ایک حد تک پہنچکر ختم ہو جاتی ہیں اور اس کے بعد یہ جو خیال پیدا ہوتا ہے کہ اتنی دولت جمع ہو جائے اور اتنا روپیہ آ جائے یہ محض ہوس ہے لیکن ایک تبلیغی جماعت کے پاس جتنا روپیہ جمع ہوتا چلا جائیگا اتنا ہی حق پھیلے گا اور اس جماعت کے تبلیغی مقاصد کو اس روپیہ سے تقویت ملے گی۔

امام وقت کو ماننا بھی خدا کا حکم ہے اس وقت میں بلغ ما انزل الیک کی تعمیل کے لئے دو تین باتیں سنانا چاہتا ہوں ان میں سے پہلی بات یہ ہے کہ وہ حق و صداقت جس کی طرف امام وقت نے توجہ دلائی ہے اس کو لوگوں تک پہنچایا جائے یہ بلغ ما انزل الیک کی تعمیل ہی ہے یہ الگ چیز نہیں آپ کو ضرورت ہے کہ اس جماعت میں جس قدر لوگوں کو شامل کر سکتے ہیں کریں تاکہ اس کام کو تقویت پہنچے امام وقت کو ماننا یہ بھی خدا کا حکم ہے مگر میں اس وقت اسی حکم بلغ ما انزل

الیک کی طرف ہی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آپ نے قرآن مجید کو دنیا میں پہنچانا ہے۔

مسلمانوں کی ناکام تبلیغی تحریکیں

غور کریں کہ آج پچاس سال کا عرصہ گذر گیا بہتیرے لوگوں نے کوشش کی مگر سوائے جماعت احمدیہ کے کسی کو اس کی توفیق نہیں ملی۔ ہماری آنکھوں کے سامنے کتنی ایسی تحریکات اٹھیں کتنا جوش ظاہر کیا گیا، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ یہ معاملہ اخباروں میں ہی اٹھ کر ختم ہو جاتا ہے اور عام مسلمانوں کو اس تبلیغی پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کی توفیق نہیں ملتی تبلیغی میدان میں صرف وہی جماعت کامیاب ہے جو امام وقت کے دامن سے وابستہ ہے یہ ایک امر واقعہ ہے جس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا اس لئے اس جماعت کو بڑھانا بلغ ما انزل الیک کی تعمیل ہی ہے۔

مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلانے کی ضرورت

ہماری جماعت میں تبلیغ کی روح چلتی ہے مگر وہ بہت کمزور ہے اور یہ اس لئے ہے کہ جماعت کے بہت سے لوگ اس بات کو اپنا فرض نہیں سمجھتے۔ اور دوسری چیز یہ ہے کہ ہماری طاقت کا بیشتر حصہ صرف ایک ہی جماعت پر خرچ ہوتا ہے یہ میں نہیں کہتا کہ ہم کو اس جماعت کو چھوڑ دینا چاہیئے اور اس طرف توجہ نہیں کرنا چاہیئے مگر میں یہ ضرور کہوں گا کہ ہماری طاقت کا اگر ایک حصہ جماعت قادیان پر صرف ہو ہماری طاقت کے تین حصے دوسرے لوگوں پر خرچ ہونے چاہئیں خدا کی بڑی مخلوق ہے جس کو یہ علم نہیں کہ یہ جماعت کیا کام کر رہی ہے یا ان کے دلوں میں چھوٹے چھوٹے اعتراضات پیدا ہو چکے ہیں جو ان کے راستے میں حائل ہیں اور ان کی آنکھیں ان حقائق سے بند ہیں جو حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ اس دنیا میں آئے ہیں وہ لوگ ان حقائق کو نہیں دیکھتے کہ کس قدر صداقتیں ہیں جو اس جماعت کے ذریعہ سے ظاہر ہوئی ہیں ضرورت ہے کہ ان کو اس طرف توجہ دلائی جائے۔

آج اس کام کو آسانی سے کیا جا سکتا ہے۔

ہم میں سے ہر ایک شخص کی وہی حالت ہونی چاہیئے جو حضرت صاحب کے زمانہ میں تھی جہاں کوئی شخص چلا گیا وہاں ایک جماعت بن گئی اور اس نے باوجود مخالفت کے ایک جماعت بنا لی جماعت احمدیہ کی آج وہ مخالفت نہیں جو حضرت صاحب کے زمانہ میں تھی آج اس کام کو آسانی کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔

تبلیغی کلاس کے طلباء عملی رنگ میں تبلیغ کریں

میری خواہش ہے کہ تبلیغی جماعت کے کورس میں عملی رنگ میں بھی یہ بات داخل ہو کہ وہ تبلیغ کریں کہ کچھ دن سیکھنے میں وہ پڑھتے ہیں تو ایک دن ایسا بھی ہونا چاہیئے کہ ان میں عمل کی قوت پیدا ہو عمل کی قوت کام کرنے سے پیدا ہوتی ہے صرف پڑھنے سے نہیں ہوتی آپ اس وقت تک کوئی کام نہیں ہو گا جب تک آپ اس کو کریں گے نہیں اور نہ اس وقت تک تمہارے اندر اس کام کو کرنے کی قوت پیدا ہو گی۔ یہ لاہور ایک وسیع شہر ہے اس میں ہمارے متعلق لوگوں کا علم بہت محدود ہے تبلیغی کلاس کے طلباء اور دوسرے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ ہفتہ میں ایک دن اس شہر میں مختلف جگہوں پر جائیں اور ان صداقتوں کو پھیلائیں اور امام وقت اور جماعت احمدیہ کے متعلق پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کو دور کریں۔

جماعت احمدیہ کا ہر ایک شخص اس کام کو کرے

اور اسی طرح میری یہ خواہش ہے کہ ان جہاں جہاں ہماری جماعت ہے اس سلسلہ کو جاری کیا جائے چاہیئے کہ ہفتہ میں ایک دن جماعت کے مختلف دوست مختلف مقامات پر پہنچکر اس امر حق کو پہنچائیں خواہ وہ کام کا وقت ایک گھنٹہ ہی کیوں نہ ہو اور یہ خیال نہ کیجئے کہ ایک گھنٹہ کام کرنے سے کیا ہو جائیگا میں کہتا ہوں کہ آپ ایک دفعہ اس کام کو کر کے دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ جماعت کے ہزاروں آدمی تبلیغی میدان میں بطور مبلغ کے نکل آئیں گے جن کی کوششوں کے نتائج نہایت شاندار ہوں گے جماعت احمدیہ کا ہر ایک شخص اس کام کو کرے وہ شخص بھی اس کام کو کرے جو اپنے آپ کو معمولی علم کا مالک سمجھتا ہے اس پہ روشن ہونا چاہیئے کہ اس کا علم ایک عام مسلمان مولوی سے بھی زیادہ ہے وہ اپنا علم قرآن مجید سے حاصل کر سکتا ہے۔

مسلمانوں سے پوچھو اس صدی کا مجدد کہاں ہے؟

لوگوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں مگر ان کے بالمقابل ان لوگوں سے پوچھئے کہ اس صدی کا مجدد کہاں گیا یہ ایک ہی بات اتنی مضبوط ہے کہ اس کے مقابلہ میں اس تمام انبار کی کوئی وقعت نہیں رہتی۔ ان سے پوچھو اس شخص کا نام بتاؤ جس نے مجدد ہونے کا دعوےٰ کیا ہو اور اس کام کا دسواں حصہ کر کے دکھایا ہو جو حضرت مرزا صاحب نے کر کے دکھایا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ان باتوں کو چھوڑیئے کہ فلاں جگہ حضرت مرزا صاحب نے یہ لکھا ہے اور فلاں جگہ وہ لکھا ہے ان لوگوں سے پوچھئے جو آپ وفات مسیح کے قائل ہوئے جاتے ہیں کہ ان کتابوں کے انباروں کو کیا کرو گے جن کے اندر ایک مسیح کی آمد کا ذکر ہے؟ یہ حضرت مرزا صاحب نے ہی بتایا کہ اس امت کا مسیح اس امت کا ایک مجدد ہے اور آپ نے وہ کام کر کے دکھایا جس کے سامنے اعتراضات بے حقیقت ہو کر رہ جاتے ہیں قرآن مجید کو دنیا میں پہنچانے کا کام جو اس جماعت نے کیا ہے اس کا دسواں یا سواں حصہ بھی کہیں نظر نہیں آتا کام کرنے کی جو قوت اس جماعت کے اندر ہے وہ اور کہیں نظر نہیں آتی۔

مخالفت اور قوت مقابلہ

ہاں ہماری جماعت میں بھی بعض طبائع کے اندر یہ رنگ پیدا ہو گیا ہے کہ مقابلہ اور مخالفت نہ ہو لیکن آپ کو خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر آپ تبلیغ کریں گے تو مخالفت ضرور ہو گی بہت لوگوں کا خیال ہے کہ مخالفت پیدا کرنا اچھا نہیں لیکن یہ صحیح نہیں اس مخالفت میں آپ کی اور لوگوں کی بہتری ہے جو شخص مخالفت سے ڈرتا ہے دراصل اس کے اندر مقابلہ کی قوت نہیں ہوتی وہ بہت کمزور ہوتا ہے جس شخص کے جسم میں قوت مقابلہ نہ ہو اس کو دوائی بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتی اور دوائی خواہ نہ ہو لیکن اگر ایک شخص کے اندر قوت مقابلہ موجود ہے تو وہ بچ جائیگا بعینہ یہی حالت روحانی رنگ میں بھی ہے جس جماعت کے اندر قوت مقابلہ موجود ہو وہ مخالفت سے خوف زدہ نہیں ہوتی آنحضرت صلعم نے اپنے صحابہ کے اندر وہ قوت مقابلہ پیدا کر دی کہ ان کے سامنے دنیا کی کسی طاقت کی کوئی حقیقت نہ رہی اور آج تمہارے اندر بھی قوت مقابلہ صرف تبلیغ سے پیدا ہو سکتی ہے اور جب ہمارے اندر یہ قوت مقابلہ پیدا ہو گی اس وقت ہی ہم کامیاب بھی ہوں گے۔

تبلیغ اور ہر ایک جماعت کی تنظیم

تبلیغ کے لئے چند باتیں درکار ہیں جن کے بغیر یہ کام نہیں ہو سکتا پہلی بات یہ ہے کہ سب جماعتیں اس کام کے لئے اپنے آپ کو منظم کریں اور سوچیں کہ کونسا وقت ہمارے اس کام کے لئے موزوں ہے اس کے بعد وہ اس کام کو پوری توجہ سے کریں اور ہر جگہ اس کام کی پڑتال کریں دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تبلیغ اس چیز کا نام نہیں جیسا کہ باہر سے رپورٹیں آتی ہیں کہ آج ہم فلاں شخص سے ملے اور آج فلاں سے ملے بیشک ملنا بھی اچھا ہے لیکن جس شخص سے آپ ملیں تو اس کے پیچھے لگ جائیں فرض کیجئے کہ آپ نے ایک ہزار آدمی سے ملاقات کی لیکن اس ملاقات کا تبلیغی نقطۂ نگاہ سے کوئی فائدہ نہیں اگر آپ نے صرف ملاقات کر کے ان کو چھوڑ دیا اور اس کے بالمقابل اگر آپ دس آدمیوں سے ملیں اور ان کے پیچھے لگ جائیں تو اس کے نتائج زیادہ شاندار ہوں گے سو اپنی قوت کو مجتمع طور پر ایک انتظام اور قاعدے کے مطابق استعمال کریں اور ایک درد اور تڑپ کے ساتھ اس کام کو کریں ایک شخص تک اس پیغام کو اس طرح پہنچائیں کہ اس پر اپنی پوری طاقت کو صرف کر دیں اور اس امر پر غور کریں کہ آپ کی طاقت کا کتنا حصہ بلغ ما انزل الیک کے حکم کی تعمیل پر خرچ ہوتا ہے یعنی قرآن مجید کی تبلیغ پر خرچ ہوتا ہے۔

یہ کام آپ کا ہے

اس بات کو اپنی جگہ پر سوچئے کہ آپ کی زندگی کے کتنے لمحے ہوتے ہیں جو اس کام پر صرف ہوتے ہیں کیا آپ کے دل میں کبھی خواہش پیدا ہوتی ہے کہ بلغ ما انزل الیک کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے کلام الٰہی کو دنیا میں پہنچائیں میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ کام آپ کا ہے جنہوں نے امام وقت کو پہچانا ہے اور اس کام کا بیڑا اٹھایا ہے آپ اس کام کو کریں جس طرح یہ ضروری ہے کہ آپ اس پیغام کو لیکر غیر احمدیوں تک پہنچیں اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ احمدی بھائیوں کو بھی توجہ دلائیں کہ وہ بھی اس کام کو پوری قوت کے ساتھ کریں نیکی کے کام کی طرف توجہ دلانا کوئی ہتک کی بات نہیں۔

تراجم قرآن کی عظیم الشان بنیاد

تراجم قرآن کا عظیم الشان کام جس کی بنیاد پہلی دفعہ رکھی گئی ہے اور اس سے پہلے کبھی نہیں رکھی گئی یعنی قرآن مجید کو دنیا میں تراجم کے ذریعہ سے پہنچانا مسلمانوں کو بھی اس تحریک میں شامل کریں اگر یہ لوگ نیکی کی طرف یہ قدم اٹھائیں گے تو ان کی توجہ یقیناً اس طرف بھی جائے گی کہ اس شخص کو یہ نصرت کہاں سے ملی جس نے اس کام کی بنیاد رکھی کسی صورت میں بھی اس کام کو فراموش نہ کیجئے بلکہ سوچتے رہئے کہ کونسا کام ہے کہ جس کو ہم کر کے بلغ ما انزل الیک کی تعمیل کر سکتے ہیں اور خدا کے کلام کو دنیا تک پہنچا سکتے ہیں آپ اس کام کو پوری قوت کے ساتھ کریں پھر دیکھیں اللہ تعالےٰ آپ کی کس طرح نصرت فرماتا ہے:

احمدیہ بلڈنگس لاہور میں چائے کی دعوت

مورخہ ۲۲ اپریل بروز اتوار کو مقبول الٰہی صاحب سٹوڈنٹ بی۔ ڈی۔ ایس آئی ہیرا کانے عارضہ ٹائیفائڈ سے شفایابی کی خوشی میں چائے کی دعوت دی جس میں حضرت مولینا صدر الدین صاحب محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب محترم شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری اور حضرت مولانا عزیز بخش صاحب جناب مولوی آفتاب الدین احمد صاحب اور احمدیہ بلڈنگس کے متعدد دوستوں نے شمولیت فرمائی چائے سے پہلے جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری نے آیت استخلاف کی پر از معارف تفسیر فرمائی۔ اور چائے نوشی کے بعد دعا پر مجلس برخاست ہوئی مقبول الٰہی صاحب نے اس شفایابی کی خوشی میں مبلغ ۱۵/-/- روپیہ بطور عطیہ انجمن کو دیئے مقبول الٰہی صاحب ایک ہونہار نوجوان ہیں دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں صحت کامل عطا فرمائے اور خدمات دینی کی بھی توفیق دے آمین

متفرقات

تبلیغی ٹریننگ کیلئے لیکچروں کا سلسلہ

ان احباب کے لئے جن کو تبلیغ کا شوق ہے اور وہ اپنے کاروبار میں رہ کر آنریری طور پر دوسروں کو تبلیغ کرنا چاہتے ہیں اور علم دین کی کمی کی وجہ سے اس سے معذور ہیں، یہ انتظام کیا گیا ہے کہ مرکز میں لیکچروں کا ایک سلسلہ شروع کیا جائے جس میں غیر احمدی معترضین قادیانی جماعت اور دیگر مذاہب کے بارہ میں مختلف عنوانات کے ماتحت لیکچر دیئے جائیں گے، اور سننے والے ضروری باتیں نوٹ کرتے جائیں گے، تاکہ انہیں یاد رہ سکیں اس کے ساتھ ہی انکو تقریر کی بھی مشق کرائی جائے گی۔

[illegible]ں سے فائدہ اٹھانے کے لئے [illegible] اگر اپنے کاروبار یا ملازمتوں سے ایک ایک دو دو ماہ کے لئے یا جس قدر ممکن ہو چھٹیاں لیکر لاہور آجائیں تو یہ ان کے لئے بہت مفید ہوگا۔ علم دین اس قدر بیش قیمت چیز ہے کہ اس کے لئے جس قدر بھی قربانی کی جاسکے ضروری اور مفید ہے، بالخصوص جب وہ علم دوسروں کی ہدایت کے لئے حاصل کیا جائے۔ دنیوی علوم یا دنیوی فوائد کے لئے انسان کس قدر عمر خرچ کر دیتا اور کتنی مشقتیں اٹھاتا ہے حالانکہ یہ وہ متاع قلیل ہے جس کا فائدہ اسی دنیا تک محدود ہے اور علم دین وہ چیز ہے جس کے فوائد دائمی اور دنیا و آخرت پر محیط ہیں، اور ساری جماعت پر تو وہ سرا فرض ہے کہ وہ علم دین سیکھیں کیونکہ مجدد وقت نے تبلیغ دین کے فریضہ کو پھر زندہ کر کے ہمارے ذمہ اسے لگا دیا ہے، امید ہے کہ ہمارے احباب اس کی طرف خاص طور پر توجہ دیں گے اور ان لیکچروں سے فائدہ اٹھانے کے لئے مرکز میں پہنچنے کا انتظام کریں گے،

یہ ضروری نہیں کہ سب دوست ایک ہی وقت میں آئیں، لیکچروں کا سلسلہ انشاءاللہ مستقل طور پر جاری رہے گا، اس لئے جو دوست جس وقت بھی فراغت حاصل کر سکیں تشریف لے آئیں لیکن اس کے لئے فراغت حاصل کرنا اپنا ضروری فرض سمجھیں اور ابھی سے سوچ کر کہ کب وہ آسکتے ہیں، یہاں اطلاع بھجوا دیں، تاکہ ان کی رہائش و خوراک کا مناسب انتظام ہو سکے۔ اگر کوئی دوست چند دن کے لئے بھی آسکیں تو وہ بھی اس سکیم سے مستفید ہو سکتے ہیں لیکچروں کے علاوہ قرآن شریف، حدیث و کتب حضرت مسیح موعودؑ کے درسوں سے آنے والے دوست فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ والسلام

خاکسار
شیخ عبدالرحمٰن مصری
انچارج شعبہ تبلیغ۔

کالجوں کے طلباء کیلئے درس قرآن

کچھ عرصہ سے ہمارے محترم و مکرم بزرگ جناب مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے طلبائے کالج کے لئے درس قرآن کی ایک کلاس کھول رکھی ہے۔ جو چند ماہ ہوئے امتحانات کی وجہ سے ملتوی کر دی گئی تھی، اب جبکہ امتحانات ختم ہو چکے ہیں یا ہونے والے ہیں اس کلاس کو پھر جاری کرنے کا ارادہ ہے تاکہ طلبا گھروں میں جا کر فضول وقت ضائع کرنے کے بجائے اس پاک تعلیم میں اپنے وقت کو لگائیں۔

اس لئے ان احباب سے جن کے بچے کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں یہ درخواست کی جاتی ہے کہ وہ ان کو اس نادر موقعہ سے فائدہ اٹھانے کے لئے ترغیب اور تحریص دلائیں اور لاہور میں انہیں رہنے اور قرآن سیکھنے کی خاص طور پر ہدایت کریں، صرف اسی فارغ وقت ہی میں نہیں بلکہ اس کے بعد دوران تعلیم میں بھی کچھ نہ کچھ وقت نکال کر انہیں اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے، امید ہے ہمارے احباب اپنے بچوں کی دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ اس دینی اور قرآنی علوم سے بھی انہیں بہرہ ور کرنے اور کالجوں کی مسموم ہوا سے انہیں محفوظ رکھنے کے لئے اس موقعہ کو ضائع نہ ہونے دیں گے کہ اسی پہ ہماری آئندہ نسلوں کی بہبودی اور جماعت کے استحکام کا دارومدار ہے۔ والسلام۔

خاکسار۔ دوست محمد

جماعت احمدیہ جموں کے سالانہ جلسہ کی مختصر روئیداد

۶ اپریل کو رات کے ۹½ بجے جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ نعت خوانی و تلاوت قرآن کریم کے بعد مستری یعقوب علی صاحب پریذیڈنٹ احمدیہ جماعت جموں نے اپنی افتتاحیہ تقریر میں جلسہ کی غرض وغایت جماعت احمدیہ لاہور کے نصب العین اور اس کے کام کے متعلق مختصر طور پر حاضرین کو محظوظ فرمایا اور ازاں بعد مولوی احمدیار صاحب نے تقریباً دو گھنٹے مجدد صدی چہاردہم کے متعلق بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ مولانا موصوف نے انبیاء علیہ السلام کی آمد کی غرض و غایت کی تمہید باندھ کر نہایت خوش اسلوبی سے مجدد اعظم کو پیش کیا اور [illegible] کی کارکردگی کا ذکر کیا اس سے حاضرین پر گہرا اثر ہوا۔

دوسرے روز پہلے دو اجلاس بوجہ شدید بارش و آندھی منعقد نہ ہو سکے لیکن شام کے قریب مطلع صاف ہو گیا اور ٹھیک نو بجے رات جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔

اس اجلاس میں شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی نے "صداقت رسول کریم صلعم از کتب مقدسہ" پر پُر از معلومات اور عالمانہ تقریر فرمائی۔ حاضرین پر گرنتھی صاحب کی ریسرچ کا گہرا اثر ہوا۔ انہیں یقین کامل ہو گیا کہ جماعت احمدیہ لاہور حقیقی معنوں میں خدمت اسلام کر رہی ہے۔ ان کے بعد مولانا احمدیار صاحب نے ختم نبوت پر ایک گھنٹہ تقریر فرمائی۔

تیسرے روز صبح کے اجلاس میں حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے اپنی صدارت میں سیرت نبی کریم صلعم پر ایک عالمانہ تقریر فرمائی۔ حالات کی روشنی میں احمدیہ جماعت کا کام اور اصول بھی بیان فرمائے جس سے حاضرین پر گہرا اثر ہوا۔ دوسرے اجلاس میں ایک ایسی کانفرنس منعقد ہوئی۔ متفرق فرقوں کے نمائندوں نے "اتحاد عالم" پر تقاریر کیں، رات کے وقت تیسرا اجلاس ہوا۔ حاضرین کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ تل دھرنے کو جگہ باقی نہیں رہی تھی اس موقع پر گرنتھی صاحب نے اپنی تقریر میں حضرت باوا گورو نانک علیہ الرحمۃ کے صحیح عقائد۔ گرنتھ صاحب کی تعلیم و اسلامی تعلیم میں مطابقت و دیگر امور پر روشنی ڈالی حاضرین بے حد متاثر ہوئے۔

دعائے خیر کے بعد جلسہ ختم ہوا۔ مرکز سے منگوائے ہوئے ٹریکٹ بھی حاضرین میں تقسیم کئے گئے۔ غیر از جماعت لوگوں پر جلسہ کا بڑا اثر ہوا۔ خاصکر خدمت دین کا جذبہ اور دین اسلام کی واقفیت جو ایک احمدی کو ہوتی ہے سب سے زیادہ متاثر ہوئے۔ ساتھ ہی ان کے بیشتر شکوک بھی رفع ہو گئے جو وہ جماعت احمدیہ کے متعلق رکھتے تھے۔ جماعت جموں کا ارادہ ہے کہ وہ ماہوار ایک جلسہ منعقد کیا کرے تاکہ لوگ جو اثر سالانہ جلسہ سے لیکر گئے ہیں ان کے دلوں میں ترو تازہ رہے اور وہ دن دور نہ ہوگا جبکہ جماعت میں دن دگنی رات چوگنی ترقی ہو۔

خاکسار
خدابخش، سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ جموں۔

جماعت احمدیہ جموں کا سالانہ انتخاب

۱۴۔ اپریل ۱۹۴۵ء کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جموں کا سالانہ انتخاب عمل میں آیا تیس ممبر حاضر تھے۔ باتفاق رائے مندرجہ ذیل عہدیدار چنے گئے۔

(۱) میاں یعقوب علی صاحب۔ پریذیڈنٹ
(۲) چوہدری اللہ دتہ صاحب وائس پریذیڈنٹ
(۳) چوہدری خدابخش بی اے۔ بی۔ ٹی۔ } سیکرٹری
(۴) حکیم محمد شریف صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری۔
(۵) مفتی فضل احمد صاحب فنانشل سیکرٹری۔

خدابخش
سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جموں۔

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لائلپور کا اجلاس

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لائلپور کی تیسری میٹنگ مورخہ ۲۲۔ اپریل ۱۹۴۵ء بروز اتوار شام کے ساڑھے پانچ بجے مسجد احمدیہ میں جناب محمد ظفر صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ میاں رشید احمد صاحب فیاض نے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی۔ جناب حمید احمد احمدی کی نعت کے بعد خاکسار نے پچھلی میٹنگ کی رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد حضرت اقدس کے ملفوظات میں سے نماز کی حقیقت پر ان کے ارشادات پڑھ کر سنائے گئے۔

احمدی نوجوانوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات سے واقفیت اور دلچسپی پیدا کرنے کے لئے یہ سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ اور ان کے ملفوظات میں سے کچھ حصہ ہر میٹنگ میں پڑھ کر سنایا جائیگا ازاں بعد احمد حسن صاحب رونق نے شاہنامہ اسلام میں سے چند اشعار پڑھے۔ پھر مولوی محمد علی صاحب نے سورۃ البقرہ میں سے چند ایک آیات کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کا نام اور اسکا جلال ظاہر کرنے کے لئے کمربستہ ہوتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر ایک قسم کی قربانی دینی پڑتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے جلال کو دنیا میں ظاہر کرنے کے لئے جانوں مالوں اور اولادوں کی قربانیاں کیں تو اللہ تعالےٰ نے ان پر اپنی رحمتوں کی بارشیں کیں اور ان کو اتنی بزرگی اور شرف بخشا کہ ان کے نام آج ستاروں کی طرح چمکتے ہیں اور ان کی زندگیاں ہمارے لئے ہدایت کا باعث بنتی ہیں۔ لیکن یہ سب چیزیں اور انعامات ان کو تب ہی ملے جب اللہ تعالےٰ کی راہ میں انھوں نے نہ صرف بھوک، خوف اور مالوں کی پرواہ کی بلکہ انھوں نے اپنی عزیز ترین زندگی کو بھی قربان کرنے میں کوئی دریغ نہ کیا۔ اس کے بعد مولوی صاحب نے احمدیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ہم جو تبلیغ اسلام کے دعویدار ہیں ہمیں اگر ان تمام امتحانات میں پرکھا جائے تو ہمیں چاہیئے کہ ہم ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار رہیں اور صبر و الصلوٰۃ سے مدد لیتے ہوئے اللہ کی رضا کی راہوں پہ چلیں۔

یہ مولوی صاحب کی پہلی تقریر تھی لیکن نہایت کامیاب تھی۔ میں ان کی خدمت میں درخواست کروں گا کہ وہ اس کو جاری رکھیں اور بسا اوقات میٹنگز میں حصہ لیتے رہیں اور ان کو چاہیئے کہ ایسوسی ایشن کے ممبر بن کر تقویت کا باعث ہوں۔

اس کے بعد خاکسار کی تقریر تھی لیکن وقت کی کمی کیوجہ سے تقریر کو اگلی میٹنگ پر ملتوی کر دیا گیا اور کارروائی کو دعا پر ختم کیا گیا۔

(سیکرٹری)

اقتباسات

مغربی لوگوں کی عیش پرستی

پچھلے دنوں خبر آئی۔ کہ لندن کے ہوٹل اور تناول خانے جشن فتح کے لئے شراب بچا بچا کر ذخیرہ کر رہے ہیں۔ تاکہ جب فتح کی خبر آئے تو مشکوں کے منہ کھول دیئے جائیں۔ اور دن بھر اور رات بھر اتنی لنڈھائی جائے۔ کہ ساری برطانوی قوم انشا غفیل ہو کر رہ جائے۔ کیونکہ عیش ہمبنت کے لئے یوم فتح سے زیادہ موزوں موقع اور کونسا ہو سکتا ہے۔

شاباش مغرب کے رہنے والو! اللہ تعالیٰ تو بڑا ہی منتقم ہے اور اس کی جبر و قہرمانی کی آگ نے مغرب کی آبادیاں کی آبادیاں جلا کر خاکستر کر دی ہیں۔ لیکن تم بھی اتنے شقی اور چکنے گھڑے واقع ہوئے ہو کہ تمہارے قلوب کے اندر اس عذاب عظیم سے جس کو جنگ کہتے ہیں عبرت کا ایک ذرہ بھی پیدا نہیں ہوا۔ شہروں کے شہر ڈھنڈار ہو گئے لاکھوں کروڑوں انسانوں کا خون ندی نالوں کی طرح بہ گیا۔ جبار و قہار خدا کے غیظ کی آگ نے سارے یورپ کو اپنے شعلوں کی لپیٹ میں لے لیا۔ کروڑوں انسان بے خانماں ہو کر اپنے ماں باپ بہن بھائی۔ شوہر بیوی۔ بیٹے۔ بیٹی جیسے عزیزوں سے بچھڑ گئے۔ لیکن کیا مجال۔ کہ یورپ کی آبادی جام سے اور لب معشوق سے ایک لمحے کے لئے بھی اجتناب کر سکے۔ ع

ما ہمانیم کہ بودیم و ہماں خواہد بود

چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ تم غضب الٰہی کی اس آگ کے فرو ہو جانے کے بعد اپنی جبین نیاز کو اللہ کے حضور میں جھکا دیتے۔ فاتحین کا بچہ بچہ شکر و سپاس الٰہی کے جذبے سے سرشار ہو جاتا۔ گرجاؤں کی وسعت شاکرین کے ہجوم پر تنگ ہو جاتی۔ سارا یورپ حمداً للہ و شکراً للہ کے نغموں سے گونج اٹھتا۔ تم اپنی زندگیوں پر نظرثانی کرتے۔ اور شراب و کباب اور سیاہ کاری اور ظلم و استبداد سے توبہ کرتے تاکہ خدا تم پر رحم و شفقت کی نظر ڈالتا۔ لیکن تمہارے قلوب اور تمہارے دماغ آج بھی وہی ہیں جو ۱۹۳۹ء میں تھے۔ یہ عالمگیر آگ بھی تمہیں گناہوں کی آلودگی سے پاک نہ کر سکی۔ اور تم اپنی عیش پسندی سے اللہ کے مزید قہر و غضب کو دعوت دے رہے ہو۔

فرانس کے زوال پر مارشل پتیاں نے اس بدقسمت اور غمزدہ بڈھے نے جو اپنے برگشتہ بخت وطن کے زوال کے راز کو سمجھ چکا تھا ایک تقریر کی جو یکسر نالہ و فریاد تھی۔ اس نے کہا کہ جانتے ہو کہ تمہارے اس شرمناک تنزل کا راز کیا ہے؟ جب دوسرے اپنے حالات کو درست کر رہے تھے ہم مے و معشوق میں مستغرق تھے، اور ہمارے کارخانے توپوں کے بجائے پوڈر سرخی اور لپ سٹک بنا رہے تھے ہمارے مرد عیاشی اور عورتیں اوباش ہو رہی تھیں۔ اس کا لازمی نتیجہ یہی تھا۔ جو نظر آ گیا۔

ایک لندن پر کیا موقوف ہے سارے یورپ کی یہی کیفیت ہے۔ "تعمیر بعد جنگ" کا پروگرام تو بعد میں دیکھا جائے گا۔ فی الحال تو ہر ایک ملک کے باشندے اس فکر میں سرگرداں ہیں کہ شرابوں اور عورتوں کا اتنا بڑا ذخیرہ جمع کر لیں کہ فتح کا اعلان ہونے کے بعد ہر شخص کا چہرہ فروغ مے سے گلستان نظر آئے۔ اور ہر شخص کی آغوش آباد ہو جائے کیونکہ یونان کے "ایپی کورس" ایران کے "خیام" اور ہندوستان کے "بلبھر سوامی" کے نزدیک شکر نعمت کا یہی طریقہ ہے کہ جی بھر کے علیشر کیا جائے۔ انسان بھی عجیب شئے ہے۔ اذا مسہ الشر جزوعاً و اذا مسہ الخیر منوعاً۔ (انقلاب ۱۸ اپریل ۱۹۴۴ء)

انگلستان میں نئی عالیشان مسجد کی تعمیر کا پروگرام

لندن ۲۶-اپریل۔ مسٹر سلیمان جیفا صدر لندن جمعیتہ المسلمین۔ مسٹر امیر شاہ اور مسٹر ایس خاں نے رائٹر کے نمایندے کو بتلایا کہ لندن میں اسلامی ثقافت کا مرکز تعمیر کرنے کے لئے زمین خریدنے کے لئے ہمارے پاس ۲ ہزار سٹرلنگ ہے اور جمعیت کے ایک خاص اجلاس میں مستقبل کا پروگرام بنایا گیا ہے کہ ہم مزید ۸۵۰۰ سٹرلنگ اکٹھا کریں گے ہم یہ درخواست مجلس عاملہ کے پاس پیش کریں گے گو ہمارا کام بہت کٹھن ہے تاہم اس سے قبل جمعیت نے ۷۰۰ سٹرلنگ ایک گھنٹے میں اکٹھا کر لیا۔ اس وقت ہم نے چندہ صرف جمعیت کے ارکان سے لیا تھا مگر نئی مسجد کی تعمیر میں تمام مسلمانوں سے چندہ فراہم کیا جائیگا۔ (رائٹر)

ارشاد امیر

(۱) بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالو۔

(۲) بچوں کو سات سال کی عمر سے اشاعت اسلام کے لئے کچھ خرچ کرنے کی عادت ڈالو۔

(۳) بچوں کو سات سال کی عمر سے قرآن کریم کا ترجمہ سکھانا شروع کر دو۔

(بقیہ صفحہ ۲)

محدث یہ مت ایماالحوان ایسے ہی موقعہ پر بولا جاتا ہے۔

(۸) حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۹ پر حضرت مسیح موعود نے تحریر فرمایا ہے:-

جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ چلتا ہے اس میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی بھی ہوگا اور امتی بھی۔

اس میں نبی اور امتی کے الفاظ سے آپ نے دعوے نبوت مراد لیا ہے اور اس کے خلاف ازالہ اوہام صفحہ ۳۱ کا حوالہ انکار دعوی نبوت کے ثبوت میں آپ نے پیش کیا ہے۔ حالانکہ اسی ازالہ اوہام میں صفحہ ۵۳۲-۵۳۳ پر صاف لکھا ہے:-

"ہاں یہ سچ ہے کہ آنے والے مسیح کو نبی کر کے بیان کیا گیا ہے مگر اسکو امتی کر کے بھی تو بیان کیا گیا ہے .... سو یہ بات کہ اسکو امتی بھی کہا اور نبی بھی اس بات کیطرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے۔"

اس سے ظاہر ہے کہ

(ا) نبی اور امتی کے الفاظ حضرت مرزا صاحب نے حقیقۃ الوحی اور ازالہ اوہام دونوں جگہ استعمال کئے بلکہ آپ کی قریباً ہر کتاب میں یہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

(ب) نبی اور امتی سے دعوے نبوت ہرگز مراد نہیں بلکہ جیسا کہ فرمایا محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے اس سے محدثیت مراد ہے۔

(۹) امامکم منکم۔ کے معنوں کے متعلق ازالہ اوہام اور اربعین میں جو اختلاف آپ نے بیان کیا ہے میں حیران ہوں کہ آپ کو اس کے متعلق کیا کہوں۔ اربعین کی جو عبارت آپ نے نقل کی ہے تو اس میں صاف طور پر لکھا ہے اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے

حیرت ہے کہ ایک پہلو میں اشارہ کے الفاظ کو آپ نے کیوں نظر انداز کر دیا اور ان الفاظ کے ہوتے ہوئے ازالہ اوہام کے معنوں سے اختلاف کیونکر پیدا ہو گیا۔ کاش وہ وسیع النظری اور غور سے کام لیتے اور صرف مخالفین کے اعتراضات کو نقل کرنے پر ہی اکتفا نہ کرتے تو خود بھی ان اعتراضات کی وقعت آپ کو نظر آ جاتی۔

(۱۰) اگر حضرت مسیح موعود نے حضرت عیسیٰ کو بغیر باپ کے مانا ہے تو اس کے ساتھ ہی ان کے خالق طیور محی الموتیٰ اور آسمان پر الآن کما کان مثل حی و قیوم نہیں مانا۔ مگر آپ تو صرف بغیر باپ کے نہیں مانتے بلکہ کئی باتوں میں حضرت مسیح کو رسول اللہ صلعم سے افضل مانتے ہیں ان کا مردوں کو زندہ کرنا پرندے بنانا بجسدہ العنصری آسمان پر چڑھ جانا اور وہاں دو ہزار سال سے الآن کما کان موجود ہونا اور آخری زمانہ میں رسول اللہ صلعم کی امت کی اصلاح کے لئے آنا۔ کیا یہ باتیں حضرت مسیح کو آنحضرت صلعم سے کچھ کم افضل ثابت کرتی ہیں جو حضرت مرزا صاحب نے تسلیم فرمایا۔

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ می فہمند
مگر مدفون یثرب را ندادند ایں فضیلت را

کیوں جناب حضرت مسیح کو افضل آپ مانتے ہیں یا ہم بدنام ہوئے ..... حیرو!

میں نے لکھا تھا کہ حضرت ابراہیم کو قرآن کریم میں صدیقاً نبیاً کہا گیا ہے لیکن بخاری کتاب الانبیاء میں ایک روایت ہے لم یکذب ابراھیم الا ثلاثاً۔ کیا یہ حضرت ابراہیمؑ کی توہین نہیں اور اسی طرح حضرت سلیمانؑ حضرت داؤدؑ حضرت یوسفؑ کے متعلق تحریر کیا تھا آپ نے اس کا کیسا عجیب جواب دیا ہے کہ ان حضرات نے ایسے دعاوی نہیں کئے جیسے کہ مرزا صاحب نے کئے ہیں؟

کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ جس شخص کا کوئی دعویٰ نہ ہو تو وہ انبیاء علیہم السلام کی توہین کر سکتا ہے کیا ان حضرات کا دعوے مسلمان ہونے کا نہیں تھا۔ کیا کوئی شخص مسلمان ہو کر یہ کہے کہ حضرت ابراہیم نے تین جھوٹ بولے حضرت داؤد نے اوریا کی بیوی کو دبو کر گھر میں ڈال لیا جس پر ایک منہ دمصنف نے یوں پھبتی اڑائی ہے:-

قدم در عشق چوں بنہاد داؤد
عجب حرص و ہوا را کار فرمود
بقتل اوریا شد مدعا جو
گرفت از مکر و حیلہ زوجۂ او
(خوبی اسلام صفحہ ۱۲۵)

حضرت یوسف نے بھائی کے بورے میں پیالہ رکھ کر اس پر چوری کا الزام دیا اور زلیخا کے متعلق برا ارادہ کیا۔ تو یہ سب باتیں اس کے لئے جائز ہیں اصح الکتب بعد کتاب اللہ کے جو حوالے میں نے نقل کئے تھے آپ نے ان کے متعلق کچھ نہ لکھا کہ کہاں تک صحیح ہیں اور ان اعتقادات کے رکھنے والوں کے متعلق آپ کا کیا فتوےٰ ہے آپ لکھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب بھی بخاری اور مسلم کو صحاح تسلیم کرتے ہیں لیکن باوجود اس کے آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ایسی روایات اور اقوال تفاسیر کو حضرت مرزا صاحب نے کہیں تسلیم نہیں کیا جن میں انبیاء کرام کی ادنےٰ سی بھی توہین ہوتی ہو۔ بلکہ عصمت انبیاء پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے جس میں ایسی تمام باتوں کا رد کیا ہے۔

(باقی آئندہ)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۳۳ ۔ لاہور ۔ یوم چہارشنبہ ۔ مورخہ ۲۶ جمادی الاول ۱۳۶۴ھ م ۹ مئی ۱۹۴۵ء ۔ نمبر ۱۸

اسلامی حکومت کے بنیادی اصول

اللہ تعالیٰ کی اطاعت تمام اطاعتوں پر مقدم ہے

مسلمان قرآن کی حکومت کے خلاف بغاوت کرتے ہیں

وصیت کے حکم کی تعمیل کرو

کہانے بنانا خدائی احکام سے بغاوت کرنا ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ لاہور مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۴۵ء

یاایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ...... (النساء ۵۹)

حکومت کے ضروری اصول ﴿ قرآن مجید ایک ایسی کامل کتاب ہے کہ جس میں انسانوں کی تمام ضروریات کے متعلق اصولی طور پر قوانین جمع کر دئے گئے ہیں۔ حکومت یا ریاست یہ بھی بڑی بھاری انسانی ضرورتوں میں سے ایک ضرورت ہے اور اس کے تمام ضروری اصول کو تین آیات میں جمع کر دیا گیا ہے۔

حکومت کی بنیاد ﴿ ان میں سے پہلی آیت تو وہ ہے جو حضرت نبی کریم صلعم پر مکہ معظمہ میں نازل ہوئی جبکہ ابھی اسلامی حکومت کا نام ونشان بھی نہیں تھا سورۃ شوریٰ میں اس کو بیان کر دیا ہے۔ وامرھم شوریٰ بینھم۔ اور اسی کے نام پر سورۃ کا نام شوریٰ رکھا گیا گویا حکومت کی بنیاد شوریٰ ہے۔

حکومت کے اہل ﴿ اور اس کے بعد دو آیتیں اور ہیں ایک تو ابھی میں نے پڑھی ہے اور ایک اس سے پہلی آیت ہے ان میں حکومت یا ریاست کے دو تین اصول نہایت اعلیٰ درجہ کے بیان کر دیئے ہیں اس پہلی آیت میں آتا ہے ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامٰنٰت الیٰ اھلھا۔ اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل کو ادا کرو یعنی حکومت کا انتظام ان لوگوں کے ہاتھ میں دو جو اس کے اہل ہوں۔ یہ جو موجودہ حکومت پارٹی بازی پر مبنی ہے اس میں اپنے جتھے کی خاطر کسی اصول کی پروا نہیں کی جاتی اسلام اس کا حامی نہیں۔ دوسرا حصہ اس آیت کا ہے واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل۔ ان لوگوں کو حکم ہے جن کو حکومت کا کام سپرد کیا گیا کہ جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کیا کرو۔

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو مقدم کرو ﴿ اس بارے میں تیسری آیت ہے یاایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ اے مسلمانو تمہاری حکومت اور دنیوی حکومتوں میں کچھ فرق ہونا چاہیئے۔ دنیا میں لوگ اپنی ضرورت کے لئے حکومت بناتے ہیں تو ان کی حکومت میں جو اولی الامر کہلاتے ہیں جن کے سپرد حکومت کا کام ہوتا ہے وہ قوم کے سیاہ سفید کے مالک ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ بیشک اولی الامر کی اطاعت کرو مگر اس پر اللہ کی اطاعت کو مقدم کرو۔ اور یہ اطاعت یہاں تک مقدم ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک بنیادی اصول بیان فرمایا ہے السمع والطاعۃ حق مالم یؤمر بالمعصیۃ فاذا امر بمعصیۃ فلا سمع ولا طاعۃ۔ سنو اور اطاعت کرو یہ واجب ہے ایک مسلمان پر مگر کب تک جب تک خدا کی نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے۔ اور اگر خدا کی نافرمانی کا حکم ہے تو پھر حکام کی کوئی اطاعت نہیں۔ اللہ کی اطاعت کو تمام اطاعتوں پر مقدم کیا ہے۔

انسانی قوانین سے بلند قانون ﴿ بات تیسری یہ ہے کہ گو حکومت یا ریاست ضروریات انسانی میں سے ایک ضرورت ہے لیکن اس حکومت یا ریاست کی وجہ سے جہاں انسانوں کو کچھ فوائد پہنچتے ہیں تکلیفیں بھی بہت پہنچتی ہیں۔ وہ حکومت جس کی بنیاد اللہ کی اطاعت پر نہیں وہ انسانوں پر بڑی زیادتیاں کر گزرتی ہے۔ لوگ کمیونزم یا بالشوزم کو دنیا کی مشکلات کا حل سمجھتے ہیں اس لئے کہ اس نے دولت کو چند ہاتھوں میں جمع ہونے سے روک دیا۔ مال جب چند لوگوں کے ہاتھوں میں آ جاتا ہے تو لوگوں کے فائدہ کا موجب ہونے کی بجائے الٹا نقصان کا موجب ہوتا ہے مگر اس سے زیادہ خطرہ کی چیز حکومت ہے طاقت بھی چند لوگوں کے ہاتھوں میں آ جاتی ہے تو وہ بہت قتل وغارت کا موجب ہوتی ہے اس وقت جو دنیا میں قتل وغارت ہو رہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت حکومت کی باگ ڈور ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں ہے جن کے دلوں میں خدا کا خوف نہیں اسلام نے اس بات کو مدنظر رکھا ہے کہ حکومت جب انسانوں کے ہاتھ میں دی جائے تو ان کو یہ علم ہونا چاہیئے کہ ان کے قانون سے بلند ایک قانون ہے اور وہ ایک اعلیٰ حکومت کے ماتحت ہیں۔

کسی قوم نے حکومت کی بنیاد اس اصول پر نہیں رکھی ﴿ خدا کی فرمانبرداری کو سب سے مقدم کرو یہ اسلامی ریاست کی بنیاد ہے آپ دنیا میں اور کسی قوم کو نہ پائیں گے کہ انہوں نے اپنی حکومت کی بنیاد اللہ کی اطاعت پر رکھی ہو۔ دنیا کی قومیں کسی نہ کسی الہامی کتاب کو مانتی ہیں مگر کسی قوم نے اس اصول پر اپنی حکومت کی بنیاد نہیں رکھی اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ کسی کتاب کے اندر وہ اصول اور قوانین جمع نہیں کئے گئے جن کی انسانوں کو ضرورت ہے وید میں اصول حکومت نہیں ملیں گے۔ بائیبل میں نہیں ملیں گے۔

بنیادی بات ﴿ مگر قرآن مجید کامل کتاب ہے اس کے اندر سب قوانین کو جمع کر دیا گیا ہے اس میں فرمایا اطیعوا اللہ میں صرف اس فقرے کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں ......

اور اس کے دوسرے اجزا کو میں سردست چھوڑتا ہوں اطیعوا اللہ خدا کی فرمانبرداری کرو یہ بنیادی بات ہے یہ نہ صرف حکومت اور ریاست پر حاوی ہے بلکہ انسانوں کے ہر نظام پر حاوی ہے خواہ وہ حکومت کا رنگ رکھتا ہو یعنی جبری ہو یا نہ رکھتا ہو یعنی ارادی یا اختیاری ہو۔ کوئی نظام جس میں خدا کی فرمانبرداری پر زور نہیں دیا جائے گا اس کا انجام کبھی اچھا نہیں ہو سکتا۔ اس آیت کے آخر پر فرمایا ذالک خیر واحسن تاویلا یہی بہتر اور انجام کار اچھا ہے کہ تمام اطاعتوں پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو مقدم کرو۔

قرآن مجید کی حکومت کو تسلیم کرنا چاہیئے ﴿ وہ لوگ جو اس اصول پر عمل نہیں کرتے اور حکومتیں لوگوں کے سپرد کرتے ہیں بالآخر ان کا انجام برا ہوتا ہے ہمارے سامنے آج سینکڑوں واقعات تاریخ نے دھرائے ہیں جن میں دنیوی حکومتوں کا انجام بہت ہی برا ہوا ہے اس لئے میں نے بتایا کہ ہر نظام کی بنیاد اطیعوا اللہ خدا کی فرمانبرداری پر ہونی چاہیئے اور خدا کی فرمانبرداری کیا ہے وہ ہے خدا کے کلام یعنی قرآن مجید پر عمل کرنا تو معلوم ہوا سب سے پہلے جس کی حکومت کے سامنے ہمیں سر جھکانا چاہیئے وہ قرآن مجید ہے ہماری کوئی سوسائٹی ہو یا نظام ہو اس کی بنیاد قرآن کی حکومت پر ہونی چاہیئے اور پھر ہم میں سے ہر ایک شخص کو فرداً فرداً قرآن کی حکومت کا جوا اپنی گردن پر رکھنا چاہیئے اور اجتماعی رنگ میں بھی قرآن کی حکومت کو تسلیم کرنا چاہیئے۔

کیا ہم قرآن کی حکومت کے ماتحت ہیں؟ ﴿ قابل غور بات یہ ہے کہ ہم لوگ جو یہاں جمع ہیں اپنی سوسائٹی اور نظام کو یوں سمجھتے ہیں کہ اس کی غرض دنیا میں قرآن کریم کو پہنچانا

27/B

اور قرآن کی حکومت قائم کرنا ہے۔ اگر ہماری یہ غرض ہے تو خوب یاد رکھئے جب تک ہمارے دلوں پر قرآن کی حکومت نہیں ہوگی اس وقت تک ہم اس بات کے اہل نہیں ہیں کہ قرآن کی حکومت کو دنیا میں قائم کریں۔ سب سے پہلے ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ کیا ہم اطیعوا اللّٰہ کے حکم کے مطابق قرآن کی حکومت کے ماتحت ہیں۔

قربانیاں اور ترقی

اسی اطیعوا اللّٰہ کے ماتحت اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے ولو انا کتبنا علیھم ان اقتلوا انفسکم او اخرجوا من دیارکم ما فعلوہ الا قلیل منھم اور اگر ہم ان پر فرض کر دیتے کہ اپنے آپ کو قتل کر دو یا اپنے گھروں سے نکل جاؤ تو ان میں سے سوائے تھوڑے لوگوں کے یہ نہ کرتے۔ لیکن اس کے ساتھ فرماتا ہے ولو انھم فعلوا ما یوعظون بہ لکان خیرا لھم واشد تثبیتا۔ واذا لاتینٰھم من لدنا اجرا عظیما۔ اگر لوگ اس بات کے لئے تیار ہو جائیں کہ اپنی جانوں اور مالوں کو پیش کر دیں تو یقیناً ان کے لئے بہتر اور بہت زیادہ ثابت قدمی کا موجب ہوتا اور یقیناً ہم ان کو اپنی جناب سے بڑا اجر دیتے ولھدینٰھم صراطا مستقیما اور یقیناً ان کو سیدھے راستے پر چلاتے۔ جس قوم نے یہ کام کر لیا اور اتنی قربانیوں کے لئے آمادہ ہو گئی وہ ترقی کے [illegible] مقام پر پہنچ گئی۔

ہمارے نظام کی بنیادی اینٹ

قرآن کی حکومت کے جوئے کو اپنی گردن پر رکھ لینے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی [illegible] خواہش اس کے سامنے غالب نہ آسکے بلکہ سب خواہشات اس کے سامنے ہیچ اور پست ہو جائیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ جب ہمارا کوئی عزیز اس دنیا سے گذرتا ہے تو اس وقت ہمارے دلوں پر کچھ وقتوں کے لئے دنیا کی بے ثباتی کا اثر رہتا ہے۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہم مسافر ہیں اور ہماری حقیقی منزل کوئی اور ہے لیکن چند دن گذر جاتے ہیں تو ہم یہ بھول جاتے ہیں ہاں جب رحلت کا وقت آتا ہے تو اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ فانی اور بے ثبات ہے سو اس دنیا کی خواہشات کچھ حقیقت نہیں رکھتیں قرآن مجید کا جوا اپنی گردن پر رکھنا یہ ہمارے نظام کی بنیادی اینٹ ہونی چاہیئے۔

مسلمانوں کا عمل سے گریز

آپ دیکھیں گے کہ سب مسلمان یہ رونا روتے ہیں کہ مسلمانوں نے قرآن کو چھوڑ دیا۔ ہم اور قرآن کی حکومت کے جوئے کو اپنی گردن پر نہیں رکھا اس لئے وہ اس ذلیل حالت کو پہنچ گئے یہ سب منہ کی باتیں ہیں عمل کے رنگ میں کچھ نہیں کرتے بلکہ جب عمل کا وقت آتا ہے تو اس وقت گریز کر جاتے ہیں جیسا کہ فرماتا ہے الم تر الی الذین یزعمون انھم اٰمنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلک یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت۔ کیا تو نے ان لوگوں کی حالت پر غور نہیں کیا جو گھمنڈ یا دعوے کرتے ہیں کہ وہ اس پر ایمان لاتے ہیں جو تیری طرف اتارا گیا اور جو تجھ سے پہلے اتارا گیا وہ چاہتے ہیں کہ شیطان سے فیصلہ کرائیں۔ یہی مسلمانوں کی آج کل عام حالت ہے۔

مسلمان قرآن مجید کے احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہیں

میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم میں سے ہر ایک شخص کو پختہ طور پر یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ جو قرآن کا حکم ہوگا ہم اس پر عمل کریں گے۔ ہمیں اس کے لئے ایک جتھا تیار کرنا چاہیئے جس کا یہ اصول ہو کہ جو چیز قرآن میں آئے گی ہم اس کے سامنے چون و چرا نہیں کریں گے۔ آپ تعجب کریں گے کہ قرآن کے سامنے کون چون و چرا کرتا ہے لیکن کیا آج مسلمانوں کی تہذیب تمدن اور معاشرت پر قرآن کی حکومت غالب ہے؟ اگر آپ غور کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ قرآن مجید کے صریح احکامات کی پرواہ نہیں کی جاتی بلکہ مسلمانوں کو صرف اپنی خواہشات کی پرواہ ہوتی ہے باوجود یہ کہنے کے کہ قرآن ہمارا ہادی ہے قرآن مجید کی پیروی نہیں کی جاتی۔

وصیت کے حکم پر عمل نہیں ہوتا

مثال کے طور پر میں ایک بات پیش کرتا ہوں میں اس بات کو پہلے کسی خطبہ میں بیان کر چکا ہوں۔ قرآن مجید میں ہمیں یہ ہدایت ملی ہے کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ان ترک خیرا الوصیۃ للوالدین والاقربین بالمعروف حقا علی المتقین۔ تم پر جب تم میں سے کسی کے لئے موت آموجود ہو عمدگی کے ساتھ وصیت کرنا ضروری ٹھہرایا گیا ہے اگر وہ بہت سا مال ماں باپ کے لئے اور قریبیوں کے لئے چھوڑے یہ متقیوں پر لازم ہے۔ یہ وصیت کرنا مسلمانوں پر فرض کیا گیا ہے اب مجھے بتایئے اسلامی دنیا میں مسلمان خواہ چالیس کروڑ ہوں یا ساٹھ کروڑ ہوں اس حکم پر عمل کرنے والے کتنے ہیں؟ اس حکم پر کہیں بھی عمل نہیں ہوتا۔

دین کیلئے وصیت کرنا فرض ہے

کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ ان الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ جب موت کا غرارہ شروع ہوگا تو اس وقت وصیت کریں گے مگر یہ میسر نہیں آیا کرتا اسی لئے صحابہ رضؓ اپنی وصیتیں لکھ کر اپنے سرہانے رکھتے تھے انسان کو مرتے دیر نہیں لگتی اسے ہر وقت اس کے لئے تیار رہنا چاہیئے میں اس وقت اپنی جماعت کو مخاطب کرتا ہوں میں سمجھتا ہوں کہ اس حکم کے ماتحت وہ لوگ تو ضرور آجاتے ہیں جو اپنی نصف عمر کھا چکے ہیں دیکھو اس دھوکا میں نہیں رہنا چاہیئے کہ ہم موت کے وقت یہ کام کریں گے موت اچانک آجاتی ہے اور انسان کو کسی بات کی مہلت بھی نہیں ملتی قرآن ہم سے یہ چاہتا ہے کہ جب ہم اپنے قریبیوں کے لئے مال چھوڑتے ہیں تو تم پر فرض کر دیا گیا ہے کہ تم دین کے لئے وصیت کرو۔

اس حکم کی تعمیل کرو

یہ بائیبل دنیا میں عیسائیوں کی وصایا کی وجہ سے ہی پھیلی ہے عیسائیوں کا اس حکم پر عمل ہے، یہودیوں کا اس حکم پر عمل ہے مگر مسلمان اس حکم کو پورا نہیں کرتے۔ میں اپنی جماعت سے کہتا ہوں کہ یہ خدا کا حکم ہے اس کی تعمیل کرو اگر تمہیں انجمن پر کوئی اعتراض ہے تو اپنی اس انجمن کے لئے وصیت نہ کرو لیکن خدا کے دین کے لئے تو کرو خدا کے حکم کے آگے تو سر جھکاؤ۔ مگر موجودہ حالت میں آپ کو وصیت کرنے کے لئے انجمن سے زیادہ بہتر جگہ نہیں ملے گی اسلامی دنیا میں یہ صرف ایک جماعت ہے جو اپنے مالوں کو اعلائے کلمۃ الحق کے لئے صرف کرتی ہے۔

مسلمانوں کو توجہ دلاؤ

آپ لوگ مسلمانوں کو بھی توجہ دلائیں کہ وہ وصیت کریں اور خدا کے اس حکم کی تعمیل کریں اور قرآن کی حکومت کو اپنی عملی زندگی میں تسلیم کریں وصیت ضرور کر چھوڑو اور وصیت کے مال کو نفس کے چاہ پر سپرد کرو یہ وصیت قومی کامیابی کا ایک بڑا بھاری ذریعہ ہے ہمیں چاہیئے کہ اپنی خواہشات کے خلاف اس حکم کی طرف رجوع کریں صرف اس لئے کہ یہ ہمارے مالک کا حکم ہے اس کے حکم سے انحراف کر کے ہم کہاں جائیں گے یاد رکھئے کہ جس قدر مسلمان اس حکم کو جیسوں بہانوں سے ٹالتے ہیں سمجھ لیجئے کہ وہ اس حکم سے انحراف کرتے ہیں بلکہ قرآن سے بغاوت کرتے ہیں۔

بغاوت کرنیوالے ذلیل کئے جاتے ہیں

اگر کسی حکومت کے قانون کو نہ مانا جائے تو وہ حکومت اپنے باغیوں کے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے، حکومت کے خلاف بغاوت کرنے والے ذلیل کئے جاتے ہیں مسلمان قرآن کی حکومت کے خلاف بغاوت کرتے ہیں اس لئے وہ بھی ذلیل ہو گئے ہیں مسلمان یہ سمجھتے تھے کہ اگر ہم لڑکیوں کو حصہ دیں گے تو جائیدادیں تباہ ہو جائیں گی لیکن آج قرآنی احکام کی خلاف ورزی کا یہ نتیجہ ہے کہ لڑکیوں کو حصہ نہ دینے کے باوجود وہ جائیدادیں تباہ ہو گئیں۔

امام وقت نے اس حکم کی طرف توجہ دلائی

سو قرآن کے احکام کے سامنے سر جھکاتے چلے جاؤ اسی میں تمہاری بہتری ہے میں نے جو وصیت کے متعلق قرآن مجید کا حکم پیش کیا ہے اس کے متعلق آپ عجیب بات دیکھیں گے کہ مسلمانوں نے اسے منسوخ قرار دیا مگر اس زمانہ میں خدا تعالےٰ نے جس شخص کو امام بنا کر بھیجا اس نے اس حکم کی طرف توجہ دلائی کہ یہ قابل عمل حکم ہے دوسرے لوگوں کا تو شاید عذر ہوگا کہ ان کے بزرگ اسے منسوخ قرار دے گئے ہیں مگر ہمارے پاس کوئی عذر نہیں ہمارے امام نے حکم دیا کہ وصیتیں کرو اشاعت اسلام کے لئے وصیتیں کرو۔

بہانے بنانا خدا کے حکم سے بغاوت ہے

کسی زمانے میں خدا کے احکام سے بچنے کے لئے لوگوں نے بڑے بڑے حیلے بہانے بنائے تھے کسی شخص کے مال پر اگر ایک سال گذر جاتا اور اس پر زکوٰۃ ادا کرنی واجب ہو جاتی تو ایک دن پہلے میاں اس مال کو بیوی کی ملک بنا دیتا اور جب ایک سال پھر گذرنے کو آتا تو بیوی پھر اسے میاں کی ملک کر دیتی کیونکہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے ایک سال کا گذرنا ضروری ہے۔ سو یہ حیلے اور بہانے بنانا خدا کے احکام سے بغاوت ہے مردوں اور عورتوں دونوں کو وصیت کرنا چاہیئے اسلام نے عورتوں کو مالوں اور جائدادوں کا مالک بننے کا حق دیا ہے آپ بیشک مرد ان کو ان کے اموال اور جائدادیں دیں لیکن تم میں سے ہر ایک شوہر اپنی بیوی تک اس بات کو بھی پہنچائے کہ خدا تعالےٰ نے تمہیں حقوق دیئے ہیں تو چند فرائض بھی اس پر عائد کئے ہیں اگر اس کے پاس مال ہے تو اس پر وصیت بھی واجب ہے سو وہ وصیت کرے ہر ایک شخص جس پر وصیت واجب ہے مرد ہو یا عورت وہ وصیت کرے۔ اس حکم پر عمل کرو اور پھر دیکھو کہ کامیابی کس طرح تمہارے قدم چومتی ہے۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— پرچہ کی کتابت مکمل ہو چکی تھی پرچہ سے تار کے ذریعہ اطلاع موصول ہوئی کہ مخالف علماء سید اختر حسین صاحب گیلانی کے مقابلہ میں مناظرہ سے گریز کر گئے [illegible] بالآخر منحرف ہو گئے سات اشخاص جماعت میں داخل ہو چکے ہیں اور پبلک پر جماعت احمدیہ کی نمایاں فتح کا غیر معمولی اثر ہے۔

—— یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں انتہائی ملال کے ساتھ سنی جائیگی کہ ہماری جماعت کے ایک مخلص نوجوان دوست میاں فضل کریم صاحب بعارضہ ٹی۔بی۔ بیمار رہ کر مسلم ٹاؤن لاہور میں [illegible] انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

درخواست دُعا

مکرم خواجہ عبدالغنی صاحب کی صاحبزادی ابھی تک بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار ہیں آپکی شفا یابی کے لئے احباب سلسلہ اپنی دعاؤں کو جاری رکھیں۔

27/B

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

پیغامِ صلح

الصلح خیر ۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

ایڈیٹر ۔ ایس۔ محمد آصف ۔ بی اے ۔ جائنٹ ایڈیٹر ۔ شیخ محمد انعام الحق۔

جلد نمبر ۳۳ ۔ لاہور ۔ یوم چہارشنبہ ۔ مورخہ ۴ جمادی الثانی سنہ ۱۳۶۴ھ ۔ ۱۶ مئی سنہ ۱۹۴۵ء ۔ نمبر ۲۰

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہؓ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نزول مسیح کیلئے نبوت شرط نہیں

مسیح کا مثیل نبی نہیں اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثیل بھی نبی چاہیئے کیونکہ مسیح نبی تھا تو اس کا اول جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولا نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہوگا۔ اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرے گا۔ میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام ہوں۔ ماسوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز اس امت کے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے محدث ہو کر آیا ہے۔ اور محدث بھی ایک معنے سے نبی ہی ہوتا ہے۔ گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالےٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے اور امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے۔ اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے، اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے۔“

دعویٰ نبوت کے الزام (ا) جھوٹے الزام مجھ پر مت لگاؤ۔ کہ حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کیا گیا۔ تم نے نہیں پڑھا کہ محدث بھی ایک مرسل ہوتا ہے۔ کیا قرأت و لا محدث کی یاد نہیں رہی پھر کیسی بیہودہ نکتہ چینی ہے کہ مرسل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اے نادانوں بتلاؤ کہ جو بھیجا گیا اسکو عربی میں مرسل یا رسول ہی کہیں گے یا اور کچھ کہیں گے مگر یاد رکھو کہ خدا کے الہام میں اس جگہ حقیقی معنے مراد نہیں۔ جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ بلکہ جو مامور کیا جاتا ہے وہ مرسل ہی ہوتا ہے یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اپنے اس بندہ پر نازل فرمایا اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں ولکل ان یصطلح سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو اس نے ایسے الفاظ استعمال کئے“ (سراج منیر)

(ب) بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے بے شک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں اور جیسے یہ محمول نہیں ایسے ہی وہ نبی کر کے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔ یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے“

(سراج منیر)

اولیاء اور مکالمہ الٰہی

وللہ مکالمات و مخاطبات مع اولیائہ فی ھذہ الامۃ وانھم یعطون صبغۃ الانبیاء ولیسوا نبیین فی الحقیقۃ فان القرآن اکمل وطر الشریعۃ ولا یعطون الا فھم القرآن ولا یزیدون علیہ ولا ینقصون منہ۔

یعنی اولیاء اللہ کے ساتھ اس امت میں سلسلہ مکالمہ و مخاطبہ آئی تو جاری ہے اور ان کو انبیاء کے رنگ میں رنگین بھی کیا جاتا ہے مگر وہ درحقیقت نبی نہیں کیونکہ قرآن نے حاجت شریعت کو کمال تک پہنچا دیا اور ان کو کچھ نہیں دیا جاتا سوائے فہم قرآن کے اور وہ نہ اس پر بڑھاتے ہیں نہ اس سے گھٹاتے ہیں“ (مواہب الرحمٰن)

ایک سوال کا جواب
جن کی جائیداد کوئی نہیں

از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

ایک دوست نے سوال کیا ہے کہ میری جائداد کوئی نہیں۔ مگر میرے دل میں یہ تڑپ ہے کہ اس تحریک میں میں بھی حصہ لوں۔

وصیت کے جس قدر اموال آتے ہیں ہماری انجمن کا ان کے متعلق یہ فیصلہ ہے کہ انہیں کسی جائداد پر لگا کر صرف ان کی آمدنی اشاعت اسلام کے لئے خرچ کی جائے اور اصل وصیت کردہ مال محفوظ رہے اس طرح ہر وصیت کا مال ایک صدقہ جاریہ [illegible] کے لئے جن کے پاس جائداد کوئی نہیں ایک صورت جو حضرت مسیح موعود کے زمانہ سے چلی آتی ہے یہ ہے کہ ایسے اصحاب اپنی آمدنی کا دسواں حصہ دیتے رہیں اس طرح ان کے چندہ میں سے سوا چھ روپے سینکڑہ معمولی چندہ میں آجائے گا اور پونے چار روپے سینکڑہ اس خاص غرض کے لئے مخصوص ہو جائیگا۔

چونکہ انجمن نے مزید دس مشنوں کے قیام کے مدنظر ایک علیحدہ صیغہ بنام فارن مشن فنڈ یا تبلیغ بلاد غیر کھول دیا ہے۔ اسلئے جہاں ایک طرف اس صیغہ کے اخراجات کا ایک حصہ مستقل جائدادوں کی آمدنی سے ہوگا دوسرا حصہ اس کا ماہوار چندوں اور عطیہ جات سے پورا ہوتا رہے گا۔ اسلئے ایسے اصحاب جن کے پاس جائداد نہیں جس کی وہ وصیت کر سکیں اصل غرض کو اس طرح بھی پورا کر سکتے ہیں کہ اپنی آمدنی کا ایک حصہ اس فنڈ میں بطور چندہ ماہوار دیتے رہیں ہاں مالی وصیت کو یہ فضیلت ضرور حاصل ہے کہ وہ صدقہ جاریہ کا کام ہوگا اور ایک شخص کی موت کے بعد بھی اس کی طرف سے تبلیغ دین کے لئے اسکا مال خرچ ہوتا رہے گا۔

محمد علی ۹/۵/۴۵

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

اعلان نکاح بتاریخ ۹ ۔ ۱ بروز ... حضرات مولانا سراج الحق صاحب سکنڈ ماسٹر فرید آباد ضلع شیخوپورہ کا نکاح مسمات نواب بی بی بنت چوہدری احمد خان صاحب مرحوم دختر کہ چوہدری محمد سعید بخش کی حقیقی بہن ہیں کے ساتھ حق مہر شرعی پر ہوا۔ خطبہ نکاح چوہدری محمد سعید صاحب مبلغ اسلام نے پڑھا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ [illegible]

سانحۂ ارتحال

بنائے۔ آمین۔ اس موقعہ پر ملک صاحب موصوف نے مبلغ تین روپیہ بطور عطیہ انجمن کو دئیے۔

(۱) جناب شیخ انعام الحق صاحب حیدرآباد دکن سے اطلاع دیتے ہیں کہ جناب شیخ عبدالعزیز صاحب قریشی (جن کا انتقال حال ہی میں ہوا ہے) کے بڑے صاحبزادے ڈاکٹر عبدالحی صاحب قریشی گذشتہ رات یکایک حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نہایت تندرست و توانا تھے۔ ہسپتال میں جہاں کہ تعینات تھے [illegible]

ہیں کہ انکے بڑے صاحبزادے کا خوردسالی بچہ وفات پا گیا انا للہ وانا الیہ راجعون دعا ہے اللہ تعالیٰ والدین کو صبر جمیل کی توفیق دے [illegible]

اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

(ب) احباب منشی عبدالمجید صاحب فاجوالی اطلاع دیتے [illegible]

مکتوب ششم — گذشتہ سے پیوستہ

مفروضہ کذب ابراہیمی کی تردید

پیش کردہ ناسخ و منسوخ آیات میں تطبیق

نسخ جہاد کا تحقیقی و الزامی جواب

{ازجناب مولانا مرتضیٰ خانصاحب حسن بی اے}

لیکن آپ لوگ نام کو تو توہین انبیاء کے لفظ سے کانوں پر ہاتھ دھرتے ہیں مگر عقیدہ یہی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے تین جھوٹ بولے کہ انی سقیم اور قال بل فعلہ کی آیات قرآنیہ لکھکر آپ نے بتانا چاہا ہے کہ بخاری کی روایت لم یکذب ابراھیم الا ثلاثا قرآن کے مطابق ہے مہربانِ! اگر یہ صحیح ہے تو کان صدیقا نبیا کی نص صریح کو کہاں لے جائیں گے کیوں نہ اس کو محکمات میں سے قرار دے کر انی سقیم اور بل فعلہ کے ایسے معنے کئے جائیں جو اس نص صریح کے مطابق ہوں۔

انی سقیم کے متعلق یہ خیال کرنا کہ حضرت ابراہیمؑ کا یہ جھوٹ تھا بالکل غلط ہے ضرور ہے کہ حضرت ابراہیم بیمار ہوں اور زیادہ نہ جاگ سکتے ہوں انھوں نے ستاروں کی طرف دیکھ کر کہا کہ رات زیادہ چلی گئی ہے اور میں بیمار ہوں اس لئے زیادہ نہیں جاگ سکتا آپ کے پاس اس کا کیا ثبوت ہے کہ یہ جھوٹ تھا۔

ویسے بھی لغت میں سقیم کے معنے سقیم القلب کے لکھے ہیں ملاحظہ ہو تاج العروس اس لئے یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ تمہارے ان معتقدات سے کہ تم ستارہ پرست ہو میرا دل بیزار ہے۔

بل فعلہ پر بھی اگر آپ غور کریں تو بات صاف ہے بل فعلہ پر وقف ہے اور کبیرھم ھذا اس سے الگ ہے یعنے حضرت ابراہیم نے فرمایا بل فعل من فعل۔ جس نے کیا کیا تم اس کی تحقیقات کے درپے کیوں ہو کہ کس نے کیا ان کا بڑا موجود ہے اور خود انہیں سے پوچھ لو جن کو مار پڑی ہے اگر وہ بول سکتے ہیں۔

ایسے معنے کرنے کہ وہ جھوٹ بن جائے اور کان صدیقا نبیا کی نص صریح کی تکذیب ہو اور ایک معصوم نبی اللہ پر حرف آئے ہرگز جایز نہیں۔

ناسخ منسوخ کے متعلق بھی آپ نے فرمادیا کہ "یہ علماء کی اپنی اپنی تحقیقات ہے" لیکن کیا آپ کو معلوم نہیں کہ قرآن شریف نے یہی معیار قائم کیا ہے کہ لوکان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا اگر یہ کتاب غیر اللہ کی طرف سے ہوتی [illegible] اختلاف ہوتا اس کھلے ارشاد کے باوجود جو شخص یہ کہے کہ قرآن شریف میں سخت اختلاف پایا جاتا ہے کیا وہ اس کو من عند غیر اللہ قرار نہیں دیتا اس میں تحقیق اور عدم تحقیق کی کیا بات ہے۔ ایک کھلا اصول قرآن نے بیان کیا ہے کہ غیر اللہ کے کلام میں اختلاف ہوتا ہے کلام الٰہی میں اختلاف نہیں ہو سکتا۔ اس فرمان الٰہی کے خلاف جو شخص یہ کہے کہ اس میں اختلاف پایا جاتا ہے اور اس کا ایک حصہ دوسرے سے منسوخ ہے اس کا یہ قول دیوار پر مارنا چاہیئے لیکن بجائے اس کے بھی آپ نے بھی قرآن کریم میں اختلاف ثابت کرنے اور اس کی آیات کو منسوخ قرار دینے کے لئے دو آیات پیش کردیں۔ حالانکہ آپ ذرا غور سے کام لیتے تو ان دونوں آیات میں ذرہ اختلاف نہ تھا سورہ بقرہ رکوع ۳۰ میں بیوہ کی جو عدت اربعۃ اشھر و عشرا قرار دی ہے۔ رکوع ۳۱ میں اسکو منسوخ نہیں کیا بلکہ صاف فرمایا کہ اگر مرد وصیت کر دے کہ ایک سال تک اس کی بیوی کو گھر سے نہ نکالا جائے اور اسے نان و نفقہ دیا جائے۔ یہ کوئی عدت نہیں بلکہ عورت کے ساتھ ایک حسن سلوک ہے اس لئے اس کے ساتھ ہی فرمایا فان خرجن فلا جناح علیکم فیما فعلن فی انفسھن بالمعروف اگر وہ سال کے اندر ہی چار ماہ دس دن کی عدت پوری کرکے چلی جائیں تو جو معروف کام اپنے کام کریں یعنے نکاح کرلیں تو اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں فرمائیے اس میں کیا اختلاف ہے اور ناسخ منسوخ کا اس میں کہاں سوال پیدا ہوتا ہے اور اگر یہ صحیح ہے کہ کلام الٰہی میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے تو پھر مرزا صاحب کا کیا قصور کہ آپ ان کے کلام میں اختلاف ثابت کرنے کے درپے ہیں اگر خدا بھی عالم الغیب ہونے کے باوجود متضاد باتیں کہہ سکتا ہے تو میرزا صاحب تو آخر انسان ہیں ان کے کلام میں اگر آپ کو اختلاف نظر آئے تو کونسی اچنبا بات ہے فذلکم یا اخی۔ علیٰ ہذا صدقہ والی آیات میں بھی اختلاف نہیں۔ دوسری آیت پہلی کے مطلب کو ہی واضح کرتی ہے پہلی آیت میں صدقہ دینے کے حکم کے ساتھ ہی فرمایا فان لم تجدوا اگر نہ پاؤ تو اللہ غفور الرحیم ہے۔ اور دوسری آیت میں بھی یہی بتایا ہے کہ اگر تم ایسا نہ کرو تو اللہ تعالےٰ اس پر گرفت نہیں کرتا چنانچہ فان لم تفعلوا کے بعد ہے وتاب اللہ علیکم۔ تو دونوں کا ماحصل ایک ہے جو دینا چاہے دینا افضل ہے لیکن اگر کوئی شخص نہ دے تو اس پر مواخذہ نہیں۔ اب فرمائیے ان معنوں سے کہاں ناسخ منسوخ پیدا ہوتا ہے۔

مولانا! مجھے افسوس ہے کہ آپ جیسے فاضل بھی قرآن پر تدبر کرکے اس کی آیات کو تطبیق دینے کے بجائے اس کی تنسیخ کے درپے ہوگئے یہ اس نور اور روشنی سے محرومی کا نتیجہ ہے جو مجدد وقت لیکر آیا اگر آپ اس کا ساتھ دیتے تو اتنا فائدہ آپ کو حاصل ہوتا کہ قرآن کو سمجھنے اس کی آیات کو تطبیق دینے اور بائے بسم اللہ سے لیکر والناس کے س تک اس کے ایک ایک حرف اور حرکات و سکنات کو غیر منسوخ یقین کرنے کا آپ کو ملکہ حاصل ہو جاتا اور جس کو قرآن شریف کے سمجھنے کا ملکہ حاصل ہو گیا جو شخص قرآن شریف کو واجب العمل والتلاوۃ یقین کرکے اس کی آیات کو تطبیق دینے کے قابل ہو گیا۔ فقد فاز فوزا عظیما۔

اس سے بڑھکر اور کیا نعمت ہو سکتی ہے جس کو وہ حاصل کرنا چاہتا ہے، یہ وہ دولت ہے جو مجدد وقت نے ہم کو دی ہے۔ لیکن وہ جو حدیث میں آیا ہے یفیض المال فلا یقبلہ احد۔ وہ آج سچا ثابت ہوا مسیح موعود نے قرآن شریف کی دولت کو لٹایا علم کو دنیا میں پھیلایا اور علمی جواہر ریزوں کو اسلام اور محمد رسول اللہ صلعم کے مقدس سر اس طرح نچھاور کیا کہ بقول مولوی محمد حسین بٹالوی تیرہ سو سال میں اس کی نظیر نہیں ملتی"۔ مگر افسوس آپ ایسے اصحاب نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا اور اس بے بہا نعمت سے اعراض کیا۔ اس سے بڑھکر محسن کشی اور احسان فراموشی کیا ہوگی؟ آپ خود غور فرمائیں کہ ایک طرف آپ لوگ ہیں کہ کہہ رہے ہیں کہ قرآن شریف کی آیات میں اختلاف ہے اور اس کی بعض آیات منسوخ ہیں جس سے قرآن اپنے ہی اصول کے مطابق کلام الٰہی نہیں رہ سکتا۔ دوسری طرف ایک شخص ہے جو ڈٹکر کہتا ہے کہ ہرگز قرآن میں کوئی اختلاف نہیں اور نہ اسکی کوئی آیت منسوخ ہے جس سے مخالفین کا منہ بند ہو جاتا ہے آپ خود ہی انصاف کیجئے اور فرمائیے کہ دونوں میں سے کون بہتر ہے انصاف سے اپنے دل کو ٹٹول لیجئے کہ وہاں سے کیا فتویٰ صادر ہوتا ہے اور پھر غور کیجئے کہ مجدد وقت نے اس بارہ میں اسلام اور قرآن کریم کی کتنی بڑی خدمت کی ہے قرآن شریف کے متعلق اس کا علم کتنا وسیع ہے کہ بڑے بڑے محدث اور مفسر جن آیات کو تطبیق نہ دے سکے اس نے تطبیق دے کر ثابت کر دیا کہ قرآن شریف میں کوئی اختلاف نہیں اور اس کا ایک ایک شوشہ غیر منسوخ ہے پھر خدا تو فرماتا ہے کہ لا یمسہ الا المطھرون اس قرآن شریف سے وہی لوگ مس رکھتے ہیں وہی اس کے علم کو پا سکتے ہیں جو مطہروں میں سے ہوں اگر میرزا صاحب قرآن شریف کا اتنا وسیع علم رکھتے ہوئے مطہروں میں سے نہیں تو اور کون ہوگا کیا آپ جو قرآن شریف میں اختلاف ثابت کرنے والے اور اسے من عند غیر اللہ ٹھہرانے کے درپے ہیں۔

گر مسلمانی ہمیں است کہ واعظ دارد
وائے گر پس امروز بود فردائے

اس کے بعد آپ نے لکھا ہے کہ میرزا صاحب نے جہاد کو منسوخ کر دیا کیا خوب! قریبًا ایک ثلث قرآن پاک منسوخ ہو گیا"

یہ اعتراض بھی آپ کی عدم تحقیق اور دوسرے مخالفین کی نقالی کا نتیجہ ہے میرزا صاحب نے اس جہاد کو جس کا قرآن شریف نے حکم دیا ہے کبھی منسوخ قرار نہیں دیا بلکہ مولویوں کے اس نام نہاد جہاد کو منسوخ کیا ہے جو کلمہ بگو کافر کہکر نہتے انسانوں کو تہ تیغ کر دیتا ہے قرآن شریف نے جہاد بالسیف کو مشروط قرار دیا ہے قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا چونکہ آج اس ملک میں یقاتلونکم کی شرط باقی نہیں اس لئے جہاد بالسیف بھی کوئی نہیں یہی بات حضرت میرزا صاحب نے لکھی ہے وجوہ الجہاد معدومۃ فی ھذا الزمن وھذہ البلاد۔ وجاھدھم بہ جھادا کبیرا کے حکم قرآنی کے مطابق حضرت میرزا صاحب نے ہمیں جہاد بالقرآن کا حکم دیا جس میں ان کی جماعت دن رات مصروف ہے کاش آپ بھی اس مجدد وقت کے ساتھ ہو کر اس فریضہ قرآنی کو ادا کریں لیکن اگر آپ کو یہ منظور نہیں اور جہاد بالسیف کو ہی ضروری سمجھتے ہیں تو اٹھئے ہمت کیجئے کم از کم دیوبندی مولویوں کی ہی ایک فوج مرتب کرکے جہاد بالسیف کا نمونہ دنیا کو دکھائیے جب آپ موجودہ زمانہ میں جہاد بالسیف کے قائل ہیں تو اس پر عامل کیوں نہیں ہوتے کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون۔

اس کے بعد آپ نے میرزا محمود احمد صاحب کے عقاید بیان کرنے شروع کر دیئے ہیں مجھے ان کے عقاید سے غرض نہیں کیونکہ حضرت میرزا صاحب کا دعوےٰ نبوت ہے ہی نہیں تو پھر میاں محمود کے عقاید میرے لئے کس طرح حجت ہیں مرزا صاحب کا دعوےٰ جب نبوت کا ہے ہی نہیں تو کذابون دجالون کی حدیث ان پر وارد نہیں ہو سکتی اور نہ آپ کو اور نہ آپ کے پیش کردہ مدعیان نبوت سے ان کو کوئی مناسبت ہے تعجب ہے کذابوں پر آپ کی نظر بہت جلد پڑتی ہے صادقوں پر نظر نہیں پڑتی۔ میں تو بار بار صادقوں کی طرف آپ کو توجہ دلاتا ہوں اور آپ کذابوں کی طرف چلے جاتے ہیں آخر اس کی وجہ کیا ہے۔ اچھا آپ کی قسمت

میں نے لکھا تھا کہ براہین احمدیہ کی مولوی محمد حسین بٹالوی اور دیگر علماء نے اس قدر تعریف کی جس کی انتہا نہیں یہاں تک لکھا کہ تیرہ سو سال میں اس پایہ کی کتاب نہیں لکھی گئی آپ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے سیٹھ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کی تفسیر القرآن کی تعریف کی اور بعد

اتحادیوں کی فتح اور ہندوستان

مہذب قوموں کی تباہ کن جنگ

موجودہ بربادیوں کو دیکھکر بھی مغربی قوموں میں خدا کی ہستی کا احساس پیدا نہیں ہوا

یہ اسلام کی تخم ریزی کا وقت ہے

قادیانی جماعت غیر احمدی علماء کے نقش قدم پر چل رہی ہے

میں آپ کی زندگی کے مقصد کو بلند کرنا چاہتا ہوں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ مورخہ ۴ مئی ۱۹۴۵ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

جنگ ختم ہونیکے نشانات اس وقت میں نے ان الفاظ الحمد للّٰہ سے ابتداء اس خطبہ کی کی ہے۔ ان حالات کو سامنے رکھ کر جو اس وقت ظاہر ہو رہے ہیں اور وہ جنگ جس کو شروع ہوئے یہ چھٹا سال جا رہا ہے اس کے خاتمہ کے قریب ہونے کے نشانات ظاہر ہو رہے ہیں بلکہ ایک ملک میں یعنی روس میں انھوں نے فتح کی خوشیاں منا بھی لی ہیں اور دوسرے اتحادی ممالک میں اس فتح کے منانے کی خوشیوں کیلئے تیاری ہو رہی ہے۔

ہندوستان اور فتح اس فتح کا تعلق بحیثیت ہندوستان کے رہنے والے کے ہونے کے ہمارے ساتھ بھی ہے نہ صرف اس طرح پر کہ جنگ کے ختم ہونے کی کچھ امید ہونے لگی ہے بلکہ اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس جنگ میں ہندوستان کو ایک بھاری مصیبت سے بچایا ہے۔ ایک وقت تھا کہ اس کے مشرقی دروازے پر دشمن آپہنچا تھا اور دوسری طرف اس کے مغربی دروازے پر پہنچنے کی تیاریاں ہو رہی تھیں اگر اس وقت حالات ایسے ہو جاتے کہ یہ دونوں قومیں جو دو طرف سے ہندوستان کا رخ کئے ہوئے تھیں کامیاب ہو جاتیں تو ہمارا ملک جو اب بھی جنگ کی مصیبت کو بہت کچھ محسوس کر رہا ہے خدا جانے اس کی حالت کیا ہوتی جو کچھ اس جنگ کا نقشہ یورپ میں ہے اس پر قیاس کیا جائے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر یہ مصیبت ہندوستان پر آجاتی تو کون کہہ سکتا ہے کہ ان بڑے بڑے شہروں میں سے کتنے کھنڈر بن گئے ہوتے اور کتنے لنڈ ر ہو چکے ہوتے۔ جن لوگوں نے برما سے بھاگنے والوں کے حالات سنے ہیں ان کو معلوم ہوگا کہ ایک حشر تھا انسانوں کا جو ان دنوں برپا ہوا۔ اپنی جان بچانے کے لئے بھاگتے تھے اور راستہ میں بھوک اور پیاس اور بیماریوں سے مرجاتے تھے۔

مہذب قوموں کی جنگ کی تباہکاریاں ان تباہکاریوں کو دیکھ کر بے اختیار ہمارے مونہوں سے الحمد للّٰہ کے الفاظ نکلتے ہیں ہم نہیں کہہ سکتے کہ اگر یہ مصیبت یہاں آجاتی تو ہماری جماعت کی کیا حالت ہوتی یہ جنگ جو مہذب قوموں کی جنگ کہلاتی ہے اس کی بربادیاں اتنی وسیع ہیں کہ اگر اس سے پیشتر اٹھارہ صدیوں کو بھی وحشیانہ پن کا زمانہ کہہ لیا جائے اور ان اٹھارہ صدیوں کے اندر جس قدر بربادیاں آئی ہیں ان سب کو اکٹھا کیا جائے تو اس جنگ کی بربادی کے برابر نہیں پہنچتیں دنیا میں زلزلہ آتا ہے اس سے ایک دو شہر برباد ہو جاتے ہیں ہمارے ملک میں بھی ایسے واقعات ہوئے مگر ان زلزلوں کی بربادی محدود تھی سارے سارے دنیا کی تاریخ جن زلزلوں کا پتہ دیتی ہے ان سے اتنے مکانوں کی بربادی نہیں ہوئی جتنی اس جنگ سے ہوئی ہے۔ کشت و خون کے لحاظ سے یہی حالت ہے ویرانے بن جانے کے لحاظ سے بھی یہی حالت ہے اور سب سے بڑھ کر اخلاق کی بربادی اس جنگ کی وجہ سے جتنی ہوئی ہے اس کی حد نہیں۔ آج دنیا میں ایک خطرناک زہریلی ہوا چل گئی ہے اچھے اچھے لوگوں کی نگاہیں بھی دنیا سے آگے نہیں اٹھتیں دولت کی محبت اس طرح عام ہوگئی ہے کہ بُرے تو ایک طرف رہے نیکوں پر بھی اس کا اثر ہو گیا ہے۔

مغربی قوموں کا وحشیانہ پن تو ایسی ہولناک اور تباہ کن جنگ کی فتح کے آثار ظاہر ہونے پر آپ نے ایک عجیب بات سنی ہوگی کہ جہاں یہ خوشیاں منانے کی تیاری ہے وہاں ان خوشیوں کے منانے کے لئے کیا ہو رہا ہے کہتے ہیں لوگ اپنے گھروں میں شراب جمع کر رہے ہیں تاکہ جس دن فتح کا اعلان ہو اس دن خوشی منائی جائے گویا وحشیانہ پن کا جو اظہار اس جنگ کی صورت میں ہوا اس کا تکملہ اس فتح کی خوشی سے ہوگا۔ یہ عجیب بات نہیں ہے کیونکہ فتح کے وقت خدا کے آگے جھکنا اور الحمد للّٰہ کا منہ سے نکلنا یہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کے دلوں میں یہ احساس ہو کہ خدا نے اس جنگ میں ہماری کوئی مدد کی ہے۔

صحابہؓ کے منہ سے بے اختیار الحمد للّٰہ کے الفاظ نکلتے تھے محمد رسول اللہ صلعم اور آپ کے صحابہؓ کے قلوب میں فتوحات حاصل کر کے کیا احساس پیدا ہوتا تھا۔ ان کا چھوٹا سا جتھا تھا نظام کوئی نہیں اور ان کے بالمقابل دشمن ایران اور روما کی قدیم سلطنتیں جن میں صدیوں سے مال و دولت جمع ہو رہا تھا فوائدان فوجیں ان کے پاس تھیں اور ادھر بالمقابل تھوڑے سے آدمی جو ہتھیاروں سے مسلح نہیں رفقائے صحابہؓ کو فتح حاصل ہوتی تھی لیکن ان کے مونہوں سے بے اختیار الحمد للّٰہ کے الفاظ نکلتے تھے کہ ہمارا خدا ہے جس نے ہماری مدد کی ورنہ طاقت اور جتھے اور سامان کے لحاظ سے دشمن کے سامنے ہماری کوئی حیثیت نہ تھی۔

حضرت عمرؓ کا ایک واقعہ جب ایران کی دولت زر و جواہر اور بیشمار خزانے مدائن کے فتح ہونے پر حضرت عمرؓ کے زمانہ میں مدینہ میں لائے گئے اور ان کی نمائش کی گئی تو حضرت عمرؓ بھی دیکھنے کے لئے تشریف لائے اور ان چیزوں کو دیکھ کر رو پڑے لوگوں نے پوچھا یہ رونے کا وقت کونسا ہے یہ مال و دولت جو دشمن نے ہماری بربادی کے لئے جمع کیا تھا وہ ہمارے کام آگیا۔ فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ اس مال و دولت نے ان قوموں کو تباہ کیا اور آج یہ مال و دولت میری قوم میں آرہا ہے میں نہیں جانتا کہ میری قوم کا کیا حشر ہوگا۔ یہ تھا اسلام اور قرون اولیٰ کے مسلمانوں کا بلند اخلاق۔

اتنی تباہی پر بھی ان قوموں میں خدا کی ہستی کا احساس نہیں مگر آج کس چیز کی جنگ ہے سامانوں کی جنگ ہے جب تک وہ سامان اور جتھا جرمنی کے پاس زیادہ تھے تو اس کو فتح ہوتی جاتی تھی لیکن جب وہی مال اور جتھا اتحادیوں کے پاس بڑھ گیا تو وہی جرمن قوم جس کی بہادری کے اتنے افسانے تھے پیچھے ہٹتی چلی گئی اور آج اس کا دارالخلافہ کھنڈروں کا ڈھیر ہے اور یہ ایک کھنڈر نہیں یورپ کا ایک ایک شہر کھنڈر بن چکا ہے لندن کا بھی بہت بڑا حصہ کھنڈر بن چکا ہے حالانکہ جنگ وہاں سے بہت دور رہی اور جہاں سے فوجیں گذر گئیں وہاں کچھ باقی نہیں رہا مگر ان واقعات اور کھنڈرات کو دیکھ کر بھی ان قوموں کے دلوں میں ابھی تک خدا تعالےٰ کی ہستی کا احساس پیدا نہیں ہوا۔ ابھی تک خدا کے آگے جھکنا ان کی سمجھ میں نہیں آیا کیونکہ وہ سمجھتے ہیں انھوں نے یہ فتح قوت بازو سے حاصل کی ہے گرجوں میں رسم کے طور پر شکرانے کی گھنٹیاں بج جائیں گی مگر وہ صرف رسم کے طور پر ہوگا اور دل پہلے سے بھی زیادہ سخت ہو رہے ہیں۔

سفلی زندگی ان کا منتہائے مقصد ہے اس کی وجہ کیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے ایک سفلی زندگی کو صرف کھانے پینے کی زندگی کو منتہائے مقصد سمجھا ہوا ہے۔ بلند مقصد ان کے نزدیک یہی ہے اور زندگی کی بلند منزل یعنی اخلاق فاضلہ کا حصول اور خدا کے آگے جھکنا یہ چیز ان کے سامنے نہیں ہے۔ یہ جنگ صرف دنیا کے فوائد کے لئے ہو رہی ہے دنیا کے مال کے لئے ہو رہی ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جب ہم جرمنی کی شکست کو دیکھتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ظلم اور تعدی کو شکست ہوگئی وہ لوگ جنھوں نے اس جنگ کی ابتداء کی تھی وہ اپنے انجام کو پہنچ گئے مگر جو کچھ صلح میں طے ہوگا اس سے معلوم ہوگا کہ حق اور انصاف کی فتح ہوتی ہے یا نہیں ہوتی۔

خدا پر ایمان رکھنے والوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے میں نے کہا کہ یورپ ایک سرے سے دوسرے سرے تک کھنڈر بن گیا ہے اس کو دیکھ کر اگر ان یورپ کے لوگوں کے دلوں میں عبرت پیدا نہیں ہوتی تو کم از کم ان لوگوں کے دلوں میں ضرور عبرت پیدا ہونی چاہیئے جن کا خدا پر ایمان ہے اور جو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جنگ خدا تعالےٰ کی مصلحت سے ہوئی ہے۔

اس جنگ میں خدا کی مصلحت مصلحت فی الحقیقت کیا ہے ہمیں خدا تعالےٰ نے اپنے قانون کے طور پر بتا دیا ہے کہ ہم جب کبھی انسانوں پر دکھ اور تکلیفیں بھیجتے ہیں تو اس لئے بھیجتے ہیں کہ ان کی نگاہ دنیا کے مال و دولت سے کچھ اوپر ہو جائے اور وہ خدا کی طرف رجوع کریں۔ فرماتا ہے ولنذیقنھم من العذاب الادنیٰ دون العذاب الاکبر لعلھم یرجعون اور یقیناً ہم انہیں نزدیک کا عذاب بڑے عذاب سے پہلے چکھائیں گے تاکہ وہ رجوع کریں۔ مگر اس رجوع کے لئے ضروری ہے کہ ان لوگوں کو خدا کا پیغام پہنچایا جائے اور ان کو بتایا جائے کہ آج جو واقعات ہوتے ہیں وہ آج سے تیرہ سو سال پہلے ظاہر کر دیئے گئے تھے اور اس زمانہ کے مجدد پر بھی ان کو ظاہر کر دیا گیا اور ان لوگوں کو بتایا جائے کہ خدا ہے اور یہ سب کچھ اس کی منشاء کے مطابق ہو رہا ہے اور خدا کے آگے جھکنا انسان کی زندگی کا اصل مقصد ہے، اصل مقصد یہ نہیں کہ لوگوں کے پاس مال و دولت جمع ہو جائے

خدا تعالیٰ ۔ یہ پیغام ان تک پہنچانا ضروری ہے اور یہ پیغام وہی قوم پہنچا سکتی ہے جو پہلے خود اس بلند مقصد کو اپنے سامنے رکھ لے ۔

روٹی کا مسئلہ ادنیٰ مقصد ہے آج مسلمانوں پر بھی یورپ کا اثر ہو گیا ہے ۔ جب وہ مسلمانوں کے زوال اور موجودہ ادبار کو دیکھتے ہیں تو ان کے خیالات اس سے اوپر نہیں اٹھتے کہ موجودہ مشکلات کا حل بالشوزم میں ہے کیونکہ بالشوزم نے روٹی کی تقسیم کا مسئلہ حل کر دیا ہے میں سمجھتا ہوں یہ زندگی کا ادنےٰ مقصد ہے جس میں یورپ کی قومیں مبتلا ہیں صرف دنیا کی زندگی کو ہی مقصد سمجھنے کی وجہ سے انجام کبھی اچھا نہیں ہوگا ۔

قرآن مجید میں ان حقائق کا بیان یہ حقائق قرآن مجید میں کھول کر بیان کر دئے ہیں فرماتا ہے اعلموا انما الحیٰوۃ الدنیا لعب و لھو و زینۃ و تفاخر بینکم و تکاثر فی الاموال و الاولاد جان لو کہ دنیا کی زندگی کھیل اور تماشا اور آپس میں فخر کرنا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر کثرت چاہنا ہے کمثل غیث اعجب الکفار نباتہ ثم یھیج فتراہ مصفرا ثم یکون حطاما ۔ بارش کی مثال کی طرح جس کا کھیتی کو اُگانا کسانوں کو خوش لگتا ہے پھر وہ خشک ہو جاتی ہے تو اسے زرد پڑی ہوئی دیکھتا ہے پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہے ۔ یہ ہے دنیا کی زندگی کی مثال ایک چیز کمال کو پہنچتی ہے اور اس کے بعد وہ ختم ہو جاتی ہے وفی الاخرۃ عذاب شدید و مغفرۃ من اللہ و رضوان وما الحیٰوۃ الدنیا الا متاع الغرور اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ کی طرف سے مغفرت اور رضا کی راہیں تو کھلی ہیں اور دنیا کی زندگی صرف دھوکے کا سامان ہے ۔

مذہب کی اصل غرض خدا تعالےٰ نے اس دنیا کی زندگی کو ایک اور رنگ بھی دیا ہے مغفرۃ اور رضوان اصل چیز ہیں اس کو اصل مقصد بنانا چاہیئے قرآن کریم اس ذکر سے بھرا پڑا ہے اور مذہب کی غرض یہ ہے کہ انسان کو ادنےٰ زندگی سے اعلیٰ زندگی کی طرف اٹھائے فرماتا ہے بل تؤثرون الحیٰوۃ الدنیا ۔ والاخرۃ خیر و ابقیٰ ۔ ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم و موسیٰ بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو اور آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے یقیناً یہ پہلے صحیفوں میں ہے ابراہیم اور موسےٰ کے صحیفوں میں بھی یہی تعلیم ہے ۔ شروع سے خدا تعالےٰ کا یہ قانون ہے کہ وہ دنیا میں ۔ رسل بھیجتا رہا ہے کہ وہ انسان کو ادنےٰ مقام سے اٹھا کر بلند مقام پر پہنچائے وہ اس زندگی کو مقصد نہ بنائے حقیقی مقصد خدا کیساتھ تعلق پیدا کرنا ہے ۔

اسلام کی تخم ریزی کا وقت یورپ کی ہوا مسلمانوں کو بھی چھو گئی ہے اور آج وہ بلند مقصد مسلمانوں کے سامنے نہیں رہا اور وہ اس قدر زبردست ہوا ہے کہ شاید ہم لوگ جنہوں نے امام وقت کے ہاتھ پر بیعت کر کے عہد کی تجدید کی تھی ہم پر بھی وہ ہوا اثر کر رہی ہے ۔ دیکھیئے یورپ میں اسلام کی تخم ریزی کا وقت سر پر آپہنچا جتنی خبریں یورپ سے اس وقت آتی ہیں ان کو پڑھ کر یہ احساس ہونا چاہیئے کہ ہماری ذمہ داری بہت بڑھ گئی ہے کہ اس وقت ہم تمام قوموں میں تخم ریزی کر دیں اگر یہ چھوٹی سی جماعت اس بات کا عزم کر لے کہ یہ کام کرنا ہے تو خدا کا ہاتھ اس جماعت کی پیٹھ پر ہو گا بشرطیکہ تم عہد کر لو کہ یہ ہمارا اصل مقصد ہے اور یہ دنیا کی زندگی کوئی حقیقت نہیں رکھتی اور بالکل بے ثبات ہے ۔

اس جماعت میں قربانی کے نمونے میں نے ایک چھوٹی سی تجویز آپ کے سامنے رکھی جو کچھ میں نے اس جماعت میں قربانی کے نمونے دیکھے ہیں اس کی نظیر نہیں ملتی جب ہم نے یہ ارادہ کیا کہ ہم دس تبلیغی مراکز قائم کریں اور اس کے لئے دس لاکھ روپیہ کی ضرورت ہے خدا نے اس کے لئے ایسی جگہ سے سامان پیدا کر دیئے جہاں سے بظاہر کوئی توقع نہیں تھی ۔ پھر ابھی مجھے مولانا عزیز بخش صاحب سنا رہے تھے کہ قادری صاحب کا خط آیا ہے کہ اس ... انھوں نے دس ہزار روپیہ ... جمع کر لیا ہے دعا کیجئے کہ قادری صاحب کے لئے کہ اللہ تعالےٰ انہیں صحت کامل عطا فرمائے ابھی میں نے وصایا کی اپیل کی اور میں دیکھتا ہوں کہ جماعت کے غربا کا طبقہ کس طرح اپنی پونجی کو خدا کے رستے میں پھینک رہا ہے یہ خدا کی نصرت کے آثار ہیں یہ چھوٹی سی جماعت جب اس نے اپنی توجہ کو ایک مقصد پر لگا دیا تو کس طرح خدا اس کی نصرت فرما رہا ہے ۔

میں جماعت قادیان سے مایوس نہیں میں تو حتی الامکان جماعت قادیان کا ذکر کم کرنا چاہتا ہوں اس لئے نہیں کہ میں ان سے مایوس ہوں بعض لوگوں کا ذکر قرآن کریم میں ان سخت الفاظ میں بھی آتا ہے ختم اللہ علیٰ قلوبھم و علیٰ سمعھم و علیٰ ابصارھم غشاوۃ ۔ ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر اللہ نے مہر کر دی اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے ۔ ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں مگر خدا نے یہ بشارت بھی دی ہے کہ ان کی مہریں ٹوٹ جائیں گی اور ان کے پردے بھی اٹھ جائیں گے ۔ چنانچہ ہمارے نبی کریم صلعم کی زندگی میں یہ نظارہ بھی نظر آگیا مگر افسوس آتا ہے کہ امام وقت کی جماعت ہو کر وہی چیز جماعت قادیان میں نمایاں طور پر پیدا ہو گئی جو دوسرے لوگوں میں تھی اور یہ لوگ بھی دنیا کی طرف جھک گئے اور ان کی دین کی آنکھ بند ہو گئی ۔

دجال کی ایک آنکھ حدیثوں میں آتا ہے کہ دجال کی ایک آنکھ ستارے کی طرح روشن ہو گی یعنی دنیا کی آنکھ اور دین کی آنکھ بالکل بند ہو گی ۔ جہاں دنیا کی آنکھ روشن ہوتی چلی جائے وہاں دین کی آنکھ بند ہوتی چلی جاتی ہے ۔

قادیانی غیر احمدی علماء کے نقش قدم پر میں نے کسی خطبہ جمعہ میں کہا تھا کہ بمبئی کے قیام کے دوران میں چند لوگوں نے سوال کیا کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا تو مسلمان علماء نے ان پر کیوں کفر کا فتوےٰ لگایا اب فرقان مارچ ۱۹۴۵ء نے اس کے متعلق لکھا ہے ۔

" ایسا سوال پیش ہونا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نبوت کا ہی دعوےٰ فرمایا جس پر غیر احمدی علماء آتش زیر پا ہوئے اور انھوں نے حضور کی مخالفت میں ہر حربہ استعمال کیا یہاں تک کہ کفر کے فتوے بھی لگائے اگر نبوت کا دعوےٰ نہ ہوتا تو کفر کے فتوےٰ کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی "۔

انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ ان لوگوں نے غیر احمدی علماء کو حق بجانب قرار دیا اور حضرت مرزا صاحب کو نعوذ باللہ جھوٹا قرار دیا جو یہ فرماتے ہیں کہ نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعوےٰ ہے جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا اور علماء مجھ پر جھوٹ باندھتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے ۔ اب قادیانی جماعت کہہ رہی ہے کہ علماء کا کفر کا فتوےٰ لگانا حضرت مسیح موعود کے نبوت کے دعوے کی دلیل ہے گویا ان کے نزدیک علماء نبوت کے دعوےٰ کا الزام دینے میں حق پر تھے اور حضرت صاحب دعوےٰ نبوت کا انکار کرنے میں جھوٹ پر تھے نہ صرف یہ بلکہ انکار نبوت کو اور دعوےٰ محدثیت کو خدا کا حکم قرار دینے میں خدا پر جھوٹ بول رہے تھے نعوذ باللہ من ذالک ۔

قادیانی جماعت کی دینی آنکھ بند ہو گئی ابھی تیئس ۲۳ اپریل کے الفضل میں یہ چھپا ہے کہ اگر حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ نہ کیا ہوتا تو یہ علماء کیوں کفر کے فتوے لگاتے "عقیدہ اجرائے نبوت کی بناء پر فتوےٰ تکفیر لگایا گیا" غور کیجئے یہ جماعت کہاں تک جا پہنچی ہے جس کو یہ شرم بھی نہیں آتی کہ وہ حضرت مرزا صاحب کو نعوذ باللہ جھوٹا قرار دے رہی ہے اس جماعت کی دینی آنکھ بند ہو گئی اللہ تعالےٰ ان کی حالت پر رحم فرمائے اس جماعت کی اخلاقی حالت بھی روز بروز بگڑتی چلی جا رہی ہے جو جھوٹ سے بھی پرہیز نہیں کرتی ۔

قادیانی اخلاق کا شرمناک مظاہرہ ان کے اخلاق کے متعلق ایک تازہ واقعہ کل صبح کا سناتا ہوں میں سیر کو جا رہا تھا کہ میرے پیچھے سے ایک سائیکل والا قادیانی گذرا اور بلند آواز سے کہا " لاہور میں ایک بے شرم " کیا یہ اخلاق ہیں دنیا کے ذلیل لوگ بھی تو ایسا نہیں کرتے !

میاں صاحب نے جھوٹ بولے جھوٹ بولنے کی یہ حالت ہے کہ خود میاں صاحب نے یہ جھوٹ بولے اور حضرت مسیح موعود پر افترا کیا کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدہ میں یہ تبدیلی کی کہ انکار نبوت کرتے کرتے اور مدعی نبوت پر لعنتیں بھیجتے بھیجتے خود دعوےٰ نبوت کر دیا اور اپنی سالہا سال کی سابقہ انکار نبوت کی تحریروں کو منسوخ کر دیا (۲) میاں محمود احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود پر افترا کیا کہ آپ خود فرمایا کرتے تھے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے میں نعوذ باللہ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا ۔ (۳) میاں صاحب نے یہ بھی جھوٹ بولا اور حضرت مسیح موعود پر افترا کیا کہ ۱۹۰۱ء کے قریب حضرت مسیح موعود کی مجالس میں یہ چرچا رہتا تھا کہ حضرت صاحب کا سابقہ اجتہاد درباره نبوت درست نہیں نکلا ۔ یہ صریح جھوٹ اس شخص نے بنائے جس نے مصلح موعود کا مقام اپنے لئے تجویز کیا جب پیر کی یہ حالت ہے تو مریدوں کی یہ اخلاقی حالت کیوں نہ ہو ۔

حضرت مسیح موعود کا کشف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک کشف ہے ۔ " کشفی حالت میں اس عاجز نے دیکھا کہ انسان کی صورت پر دو شخص ایک مکان میں بیٹھے ہیں ایک زمین پر اور ایک چھت کے قریب بیٹھا ہے ۔ تب میں نے اس شخص کو جو زمین پر تھا مخاطب کر کے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے مگر وہ چپ رہا اور اس نے کچھ بھی جواب نہ دیا تب میں نے اس دوسرے کی طرف رُخ کیا جو چھت کے قریب اور آسمان کی طرف تھا اور اسے میں نے مخاطب کر کے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے وہ میری اس بات کو سن کر بولا کہ ایک لاکھ نہیں ملے گی مگر پانچ ہزار سپاہی دیا جائے گا تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگرچہ پانچ ہزار تھوڑے سے آدمی ہیں پر اگر خدا تعالےٰ چاہے تو تھوڑے بہتوں پر فتح پا سکتے ہیں اس وقت میں نے یہ آیت پڑھی کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ " (ازالہ اوہام)

اس کشف کے متعلق غلط پروپیگنڈا اب اس کشف کے متعلق یہ پراپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ حضرت مولانا نورالدین صاحب علیہ الرحمۃ کی وفات کے وقت جماعت کی

بیرونی جماعتوں کے سالانہ جلسوں کی روئیدادیں

مانسہرہ میں ہمارا پہلا کامیاب جلسہ اور احراریوں کا دلآزار رویہ

امسال پہلی مرتبہ جماعت مانسہرہ نے اپنا سالانہ جلسہ یکم و ۲ مئی کو مانسہرہ کے کھلے اور پر فضا میدان میں منعقد کیا جلسہ شروع ہونے سے پہلے جلسہ کی تشہیر ہوتے ہی احراری جماعت کے جسم میں بجلی سی دوڑ پڑی۔ اور اس مجلس نے ہماری مخالفت میں اسی حربہ سے کام لیا جس سے ہر ایک ربانی مصلح کے وقت اس کے پیغام کو نہ ماننے والے کام لیتے ہیں بصد افسوس کہنا پڑتا ہے کہ مانسہرہ وغیرہ کے احراریوں نے جن اخلاق کا ثبوت دیا یہ ایک ایسا نمونہ تھا کہ ہندو اور سکھ حضرات ہنسی اڑاتے تھے اور وہ ہم سے یہ پوچھتے تھے کہ کیا وجہ ہے کہ ایک مسلمان فریق کے جلسہ کو ایک دوسرا مسلمان فریق برداشت نہیں کرتا اور اس کی مخالفت میں انسانیت کے بیش بہا خزانہ کو لٹا ڈالتا ہے

احرار نے ہمارے خلاف ایک کیمپ لگایا۔ اور ہمارے جلسہ کے پنڈال کی نقل اتاری۔ لوگوں میں منادی کرا دی گئی کہ انکا یہ جلسہ محض مرزائی جماعت کی مخالفت میں منعقد ہو رہا ہے اس لئے مسلمان و غیر احمدی بھائیوں کو چاہیئے کہ وہ اسلامی جلسہ میں شریک ہوں اور مرزائیوں کے جلسہ میں کوئی بھی شریک نہ ہونے پائے۔ یہ منادی وہ مسلسل دو دن تک جلسہ شروع ہونے سے پہلے کرتے رہے لیکن اس مخالفت نے ہماری تبلیغ اپنے موثر انداز میں کی کہ اگر ہم سال بھر محنت کرتے تو احمدیت کے نام کو اتنے وسیع پیمانے پر لوگوں تک نہ پہنچا سکتے تھے جتنا کہ ہمارے مخالفین نے دو دن میں پہنچا دیا۔ ہر گھر میں مستورات ہمارا ذکر خیر کرتیں بعض گھروں میں ہم کو اچھا کہا جاتا اور بعض میں ہم کو برا۔ اور ہر فرد بشر کے دل میں شوق اٹھتا تھا کہ مرزائی ہوتے کیا ہیں ان کے خیالات سننے چاہیئے جبلا و جو ہمیں اپنے وہم میں انسان بھی نہیں سمجھتے وہ مزید ہمیں دیکھنے کے شائق ہوتے

ہمارا جلسہ شروع ہوا۔ معزز طبقہ باوجود مخالفت کے کھلے بندوں ہمارے جلسہ میں شریک ہوا۔ جلسہ کی پہلے دن کی کاروائی خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب کی صدارت میں شروع ہوئی۔ نظم عزیز عبدالحئی نے اور تلاوت خود صاحب صدر نے فرمائی۔ الحاج ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب ایم۔ ایس۔ سی پی۔ ایچ۔ ڈی کی تقریر شروع ہوئی موضوع تھا "یورپ میں اسلام کا مستقبل" ڈاکٹر صاحب نے نہایت ہی فصیح اور بلیغ تقریر میں اس موضوع پہ فرمائی کہ یورپ میں اسلام کو پیش کرنے سے ہمارا خدا پر زندہ ایمان ہونا چاہیئے۔ ہم خدا کو ایک متکلم، رازق، فعال غرضیکہ ہر صفت سے موصوف سمجھیں، نہ صرف سمجھیں بلکہ ہمارا یقین ہو اور یہی یقین ہم یورپ کو سکھلائیں ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنی تقریر میں یہ بات اہل مانسہرہ کو بتائی کہ یہ کام جماعت احمدیہ لاہور نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے اور ان کو خدا کی ذات پر زندہ اور کامل ایمان ہے۔ اس لئے یورپ میں تبلیغ اسلام کامیابی کیساتھ جماعت احمدیہ لاہور کے ذریعہ سے ہو سکتی ہے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف کے بعد حضرت مولانا صدرالدین صاحب کی تقریر شروع ہوئی آپ کی تقریر سے لوگوں پر ایک قسم کا سکتہ طاری ہو گیا۔ آپ نے اپنے مخصوص انداز میں اس موضوع کہ "موجودہ مصائب کا حل صرف اسلام ہے" پر روشنی ڈالی آپ کی تقریر سنی جا سکتی ہے لکھی نہیں جا سکتی۔ آپ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ اگر حاضرین کو وہ بات منوانا چاہیں جو حاضرین سننا بھی گوارا نہ کریں تو مولانا منوا کے چھوڑیں گے اور حاضرین بخوشی تسلیم کریں گے۔

چنانچہ یہی اثر ہم آپ کی تقریر کا مانسہرہ کی پبلک میں نمایاں پاتے ہیں۔ آپ کی تقریر شروع تھی کہ احراریوں نے کلہاڑیاں چمکانی شروع کیں اور ہمارے پنڈال کے قریب اچھا خاصہ جتھا لے کر یہ نعرے لگاتے رہے اسلام زندہ باد۔ احرار زندہ باد۔ مولانا نے فرمایا کہ یہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ احمدی لوگ "کفر زندہ باد" کے نعرے لگا رہے ہیں۔ احراری پولیس نے واپس کر دیے لیکن تمام پبلک جو بازاروں میں گشت لگا کے ہوئے ساتھ ہوئی تھی وہ ہمارے جلسہ میں شریک ہو گئی۔ مولانا کی تقریر کے بعد جلسہ دعا پر ختم ہوا۔ یہ نشست ہر لحاظ سے کامیاب ہوئی حاضرین کے لحاظ سے مقررین کے لحاظ سے اور پھر مزید برآں یہ کہ ہماری حاضری احراریوں سے زیادہ اور تعلیم یافتہ طبقہ۔ لیکن مخالفین کے اجلاس میں بالکل برعکس۔

دوسرے دن جلسہ ۱۰ بجے زیر صدارت خان بہادر غلام ربانی خاں صاحب منعقد ہوا جلسہ میں پہلی تقریر مولانا احمد یار خاں صاحب کی اس موضوع پر ہوئی "مجدد اور نبی میں فرق اور مجدد کا کام" آپ کی تقریر تقریباً دو گھنٹے تک رہی۔ آپ کی تقریر عالمانہ تھی۔ آپ نے سلسلہ کے بہت سے مسائل کو لیا۔ مثلاً نبی اور مجدد انبیاء اور ان کے مخالفین کا انجام۔ مجددین کے منکرین کا انجام وغیرہ۔

دوسری تقریر شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی کی ہوئی جو بہت پسند کی گئی۔ گرنتھی صاحب کی تقریر میں بعض لوگ روتے تھے اور خوشی کے مارے ہنستے تھے اور بعض گرنتھی صاحب کی ریسرچ کی داد دیتے۔ گرنتھی صاحب نے گرنتھ میں سے یہ ثابت کیا کہ باوا نانک صاحب جہ نہ صرف مسلمان بلکہ پکے مسلمان تھے اور باوا صاحب نے گرنتھ صاحب میں نہ صرف اسلام کے عقاید کی تعریف کی ہے بلکہ ہندو عقاید کی زور شور سے تردید کی ہے۔

باوا صاحب کی عملی زندگی گرنتھی صاحب نے لوگوں کے سامنے رکھی۔ تقریر کی کامیابی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ غیر احمدی حضرات بلا خوف یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ اگر اسلام کی خدمت کوئی جماعت کر رہی ہے تو وہ فقط یہ لوگ ہیں۔

گرنتھی صاحب کی تقریر کے بعد خان بہادر صاحب کے صدارتی کلمات بھی خاص شان رکھتے تھے خان بہادر صاحب نے ہمارے نوجوان دوست شیخ محمد طفیل ایم اے کو سٹیج پر لا کر کھڑا کیا اور کہا کہ ہمارا کام یہ ہے کہ یہ نوجوان ایم اے پاس کرتا اس کے باپ نے اس کو اس لئے تعلیم دی کہ یہ بڑی بڑی تنخواہیں لے اور دنیاوی جاہ و جلال سے زندگی بسر کرے لیکن یہ نوجوان تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنے آپ کو خدا کی راہ میں وقف کرتا ہے۔ اندازہ لگاؤ اس نوجوان کی قربانی اور اس کے باپ کا ایثار کیا درجہ رکھتے ہیں یہ احمدیت ہے جس نے ہم کو دنیا سے ہٹا کر خدمت اسلام پر لگا دیا۔

خان بہادر صاحب کے یہ صدارتی کلمات اس درد سے نکلے کہ حاضرین آیندہ سالانہ جلسہ تک الفاظ کو نہیں بھولیں گے۔ ۲ تاریخ کی رات کو قاضی عبدالرشید صاحب نے مولانا صدرالدین صاحب اور ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب کے اعزاز میں پر تکلف ڈنر پنڈال میں دیا جس میں ہماری جماعت کے افراد کے علاوہ معززین شہر بھی شامل تھے۔ خان بہادر غلام صمدانی خاں صاحب بھی ہمارے ان دونوں جلسوں میں اور ڈنروں میں باقاعدہ حصہ لیتے رہے۔ خان بہادر غلام صمدانی خاں صاحب باوجود بیمار ہونے کے سارا جلسہ سنتے اور پھر پارٹی میں رات دس بجے تک پنڈال میں بیٹھے رہتے۔ یہ خان بہادر صاحب کے اس خلوص کا نتیجہ ہے جو ان کی صورت سے ظاہر ہوتا ہے۔ قاضی عبدالرشید صاحب نے جس پر تکلف دعوت کا انتظام کیا اور تکلیف اٹھائی وہ میری طرف سے شکریہ کی مستحق ہے۔ خوشنویس مبلغ جماعت مانسہرہ

جماعت احمدیہ پشاور کا سالانہ جلسہ

جماعت احمدیہ پشاور کا سالانہ جلسہ از ۴ تا ۶ مئی ۱۹۴۵ء منعقد ہوا۔ ۳ رمئی کو مبلغین و مقررین حضرات بوقت عصر تشریف لائے۔ ۴ رمئی بروز جمعہ حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے خطبہ جمعہ بیان فرمایا۔ خطبہ اخلاقیات کا جیتا جاگتا نقشہ تھا۔ غیراز جماعت دوست بھی خطبہ جمعہ میں شامل تھے خطبہ سن کر مبہوت ہو گئے۔ کیونکہ ان کی زندگی میں ایسا موقعہ کبھی نہیں آیا تھا۔ کہ خطبہ جمعہ ایسی روحانی غذا مہیا کر سکتا ہے۔ اسی دن چھ بجے شام جلسے کا افتتاح حضرت مولانا نے کیا، اور پبلک کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے کارناموں سے روشناس کرا کر احمدیہ جماعت کو بحیثیت ایک مشنری جماعت کے پیش کیا۔ چونکہ جمعہ بھی کاروباری دن تھا اسلئے لوگ دنیاوی مصروفیتوں کی وجہ سے زیادہ شامل نہ ہو سکے حالانکہ اشتہارات، پمفلٹ اور منادی کے ذریعہ خوب اعلانات کئے گئے تھے۔ مگر آج کل ویسے بھی دنیاوی تحریکات کا اثر مذہبی تحریکات کی نسبت زیادہ ہو رہا ہے۔ کیونکہ ہماری طرف سے صرف روحانی اور آلہی حکومت کا پرچار ہے اور دیگر تحریکات دنیا والوں کو ان کی ذہنیتوں کے مطابق اپیل کرتی ہیں۔

۶ رمئی کو تینوں اجلاس نہایت کامیاب رہے بالخصوص صبح کے وقت حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے پبلک کو نہایت موثر رنگ میں دعوت دی کہ احمدیہ جماعت ایک تبلیغی جماعت ہے۔ فرقہ پرستی سے بالکل بالاتر ہے۔ یہ جماعت ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھتی ہے۔ الہامی وقت کو قبول کرنا درحقیقت حضرت نبی کریم صلعم کی عزت ہے۔ کیونکہ ان کا حکم ہے کہ صدی کے سر پر جب مجدد آئے تو اس کا ساتھ دو کیونکہ اسی میں برکت ہے۔ چنانچہ یہ برکت آج اظہر من الشمس ہے کہ احمدیہ جماعت صرف قرآن کریم کی خدمت مشرق و مغرب میں کر رہی ہے۔ حالانکہ دنیا کی باقی تمام جماعتیں دنیاوی برتری کے لئے کبھی قوم اور کبھی حکومت کے ساتھ برسرپیکار ہیں۔ مولانا احمد یار صاحب کی واپسی اور جناب مرزا مظفر بیگ صاحب کی غیر حاضری کی کمی جناب میر مدثر شاہ صاحب نے پوری کی اور متعدد واقعات پر انھوں نے ملفوظات اولیائے امت کے تحت حضرت مسیح زمان کی پوزیشن ایسی دلنشین پیرایہ میں پیش کی، کہ پبلک کے لئے یہ بالکل ایک نیا علم الکلام تھا۔ اللہ تعالے ایسی قابل اور سعید روح کو تادیر سلامت رکھے اور ازاں کے ساتھ ساتھ جناب بابو فلاد خاں صاحب کو بھی عمر دراز نصیب ہو۔ کیونکہ یہی دو بزرگ مستقل مزاج ہستیاں ہیں۔ جن کی بدولت آج کل کی فضا میں انجمن پشاور زندگی کا ثبوت دے رہی ہے۔ جماعتہائے ملحقہ جماعت کے بزرگ اور والنٹیرز زیادہ تعریف و توصیف کے مستحق ہیں۔ جنھوں نے انتظام جلسہ و فرائض مہمان نوازی کو خوش اسلوبی کیساتھ نبھایا۔ حضرت مولانا مولوی غلام حسن خاں صاحب مرحوم کے صاحبزادگان نے اپنے فرائض کو نہایت خوبی سے سرانجام دیا۔ اور جناب فضل الدین صاحب کلاتھ مرچنٹ نے مہمانوں کو دعوت چائے دی۔

بقیہ از صفحہ ۲

بت۔ کیا اس سے یہ سمجھنا چاہیئے کہ علماء کی اسی کشتی میں سوار ہیں جس میں آپ حضرت میرزا صاحب کو بٹھانا چاہتے ہیں اس کے ساتھ ہی مہربانی فرما کر حضرت میرزا صاحب کی اس کتاب کا بھی حوالہ دے دیجئے جس میں انھوں نے ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب کی تفسیر کی تعریف کی۔

میں نے آپ سے سوال کیا تھا کہ "اولیاء کے کیا معنے ہیں اور کیا کلام نبوی یا کلام اولیاء و مشائخ میں کہیں تاویل کی گنجائش ہو سکتی ہے یا ہر کلام کو اس کے ظاہر پر حمل کرنا چاہیئے اس کے جواب میں آپ نے تسلیم کیا ہے کہ "نصوص ظاہری معنے پر ہی محمول ہوں گے"۔ . . . . البتہ اگر کوئی عقلی یا نقلی صارف ہو تو بضرورت غیر ظاہر محمول کر لیا جاوے گا"

جزاک اللہ ہم بھی اس بات کو مانتے ہیں اور جہاں تک نصوص کا تعلق ہے انہیں ظاہری معنے پر ہی محمول کرتے ہیں مثلاً جہاں تک عقائد کا سوال ہے ہم میں سے کوئی شخص اس بات کا قائل نہیں کہ حضرت میرزا صاحب خدا یا خدا کے مشابہ ہیں قل ھو اللہ احد پر ہمارا دلی ایمان ہے کوئی اس بات کو نہیں مانتا کہ وہ منصب نبوت پر فائز ہیں (میں لاہوری جماعت کا ذکر کر رہا ہوں) بلکہ ہم آنحضرت صلعم کو سچے معنوں میں خاتم النبیین یقین کرتے اور قرآن شریف کو آخری ہدایت نامہ مانتے ہیں اس کو سب کتابوں پر مقدم مانتے ہیں اس کے بعد سنت و حدیث پر جو قرآن کے مطابق ہے عمل رکھتے ہیں۔ مگر اس کو کیا کیا جائے کہ امت محمدیہ میں بعض ایسے بزرگ بھی ہوئے ہیں جنہوں نے فرمایا

اولیا اطفال حق اند اے پسر

جنہوں نے اپنے پیر کے متعلق کہا

او نبی وقت خود است اے مرید
زانکہ زو نور نبی آید پدید

جن کے منہ سے لا الٰہ الا انا فاعبدون نیست اندر جبہ ام الا خدا اور سبحانی ما اعظم شانی اور انت منی و انا منک۔ امام مولانا عبداللہ غزنوی (سوانح عمری مولانا موصوف صفحہ ۱۰۸) کے الفاظ نکلے فرمایئے ان کو ظاہر پر محمول کیا جائے یا ان کی تاویل کی ضرورت ہے۔ ظاہر پر محمول کر کے تو اسلام کا کچھ بھی باقی نہیں رہ جاتا اس لئے دو ہی صورتیں ہیں یا تو آپ کو ان کی تاویل کرنی پڑے گی یا ایسے لوگوں کو دائرہ اسلام سے خارج کرنا پڑے گا بعینہ یہی حال حضرت مرزا صاحب کے ان اقوال اور کشوف و الہامات کا ہے جن کو آپ موجب کفر قرار دیتے اور ان کی تکذیب کرتے ہیں اگر آپ اولیاء اللہ کے مندرجہ بالا کلام کی تاویل کر سکتے ہیں تو پھر حضرت میرزا صاحب کے کشوف و الہامات کی تاویل کیوں ناجائز ہے۔ ان کے الہامات میں اگر انت منی بمنزلۃ اولادی۔ انت منی و انا منک کے الفاظ آ گئے جن کو آپ نے اپنے آخری مکتوب میں نقل کیا ہے کونسا اندھیر آ گیا جب انھوں نے ان الفاظ کی بنا پر اپنے آپ کو خدا کا بیٹا قرار نہ دیا تو یہ کیونکر روا ہے کہ زبردستی ان کی طرف یہ دعوےٰ منسوب کر کے کشتنی و گردن زدنی قرار دیا جائے۔ اور جن اولیاء اللہ نے سبحانی ما اعظم شانی تک کہدیا ان کے اقوال کی تاویل کر لی جائے۔ مولوی صاحب! غور کیجئے آپ کا قدم کدھر جا رہا ہے۔ حضرت میرزا صاحب کی تکذیب کر کے آپ اولیاء اللہ کو کفر کی گردان سے نکال نہیں سکتے اس لئے بضرورت ان اقوال کی تاویل ہی کرنا پڑے گی اور یہ النصوص تحمل علی ظاہرھا ما لم تتعذر کے خلاف نہیں۔

ہاں میں نے آپ کو محسن کا احسان ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی آپ نے اس کے جواب میں حکومت برطانیہ کے ساتھ حضرت میرزا صاحب کی وفاداری و خیر خواہی کو بطور اعتراض پیش کیا ہے مہربان من! اگر حکومت برطانیہ کی اطاعت آپ کے نزدیک ناجائز ہے تو کیوں مقابلہ کے لئے نہیں اٹھتے۔ مجھے تعجب ہے آپ کا اپنا عمل جس چیز پر نہیں اس کا طعنہ دوسروں کو کیوں دیتے ہیں۔ حضرت میرزا صاحب نے اگر اس عدل و انصاف اور آزادی مذہب کے لحاظ سے جو حکومت انگریزی میں پائی جاتی ہے (اور جو اس سے پیشتر ہندوستان کی طوائف الملوکی اور پنجاب کے اندر سکھوں کے عہد حکومت میں مفقود تھی) اس حکومت کی اطاعت کو ضروری قرار دیا ہے تو اس کے ساتھ ہی انگریزوں کے مذہب کے وہ پرخچے اڑائے ہیں کہ جس کی انتہا نہیں۔ کاش آپ لوگ اس کا عشر عشیر بھی عیسائیت کی تردید کر سکتے جو حضرت میرزا صاحب نے کی ہے۔ لیکن یکسر الصلیب کا کام تو انہیں کے لئے مقدر تھا آپ کو توفیق کیسے ملتی جن کو تکفیر و تکذیب کے سوائے اور کوئی کام ہی نہیں حکومت انگریزی کی اطاعت کی تعلیم صرف حضرت میرزا صاحب نے ہی نہیں دی آپ کے طبقہ علماء میں بہت سے جلیل القدر بزرگ اسی جرم کے مرتکب ہوئے ہیں ملاحظہ فرمایئے نواب صدیق حسن خانصاحب اپنی کتاب ترجمان وہابیہ میں کیا فرماتے ہیں:-

اگر کوئی بدخواہ و بد اندیش سلطنت برٹش کا ہوگا تو وہی شخص ہوگا جو آزادگی مذہب کو ناپسند کرتا ہے صفحہ ۵
پس ذکر کرنا ان لوگوں کا جو اپنے حکم مذہبی سے جاہل ہیں اس امر میں کہ حکومت برٹش مٹ جائے اور یہ امن و امان جو آج حاصل ہے فساد کے پردہ میں جہاد کا نام لے کر اٹھا دیا جائے سخت نادانی اور بے وقوفی کی بات ہے۔ صفحہ (باقی آئندہ)

اشتہار مشعر حکم حاضری مدعا علیہ زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب خان محمد سرفراز خاں ایم۔ ایس۔ سی۔ ایل۔ ایل۔ بی سب جج کوئٹہ

نمبر مقدمہ ۱۴۱ بابت سنہ ۱۹۴۵ء

لالہ سکندر لعل دوکاندار سکنہ بروس روڈ کوئٹہ مدعی۔

بنام لفٹنٹ محمد شفیق انڈین میڈیکل ہسپتال سکنہ کوئٹہ۔ مدعا علیہ۔

دعویٰ ۶-۱۱-۷۹ روپے بنام لفٹنٹ محمد شفیق انڈین میڈیکل ہسپتال کوئٹہ۔

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہ مسمی محمد شفیق مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور عام طریقہ سے اس کی تعمیل ممکن نہیں۔ اسلئے اشتہار ہذا بنام محمد شفیق مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مذکور بتاریخ ۲۵-۵ ماہ مئی سنہ ۱۹۴۵ء کو بمقام کوئٹہ حاضر عدالت ہذا نہیں ہوگا تو اس کی نسبت کارروائی یک طرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۴ رمئی سنہ ۴۵ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

مہر عدالت دستخط حاکم

بقیہ کیبل پر

زمان و مکان پر پھیلی ہوئی ہیں اور ہر زمانہ کے انسانی عوارض کا علاج اسلام میں موجود ہے آج یورپ کی وہی حالت ہے جو عیسائیت قبول کرنے سے پہلے سلطنت روما کی تھی اس وقت سلطنت روما میں عیسائیت کے لئے میدان تیار ہو چکا تھا اور آج یورپ میں تبلیغ اسلام کے لئے حالات مساعد ہیں۔ مغربی اقوام آج خون اور آگ کا بپتسمہ لیکر بھی پاک نہیں ہوئیں مسیح محمدی کے شاگردوں کو چاہیئے کہ وہ ان تک پہنچیں اور قرآن سے ان کو پاک کریں کیونکہ صرف یہی کتاب ہے جو ان کا صحیح معنوں میں تزکیہ کر سکتی ہے اور ان اقوام کے لئے ایک نئی ثقافتی قوت ثابت ہو سکتی ہے اور ان کو مسلسل جنگوں کی تباہیوں سے بچا سکتی ہے۔

ارشاد امیر

(۱) بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالو۔
(۲) بچوں کو سات سال کی عمر سے اشاعت اسلام کے لئے کچھ خرچ کرنے کی عادت ڈالو۔
(۳) بچوں کو سات سال کی عمر سے قرآن مجید کا ترجمہ سکھانا شروع کرو۔ (ایڈیٹر)

از دفتر تحصیل

ماہوار چندوں کے متعلق ضروری گذارشات

(۱) مقام شکر ہے کہ باوجود دوسری تحریکات کے احباب نے ماہوار چندوں کی طرف نسبتاً زیادہ توجہ فرمائی ہے۔ چنانچہ اپریل کے مہینہ میں اس مد میں بجٹ سے تقریباً تیرہ سو کی بیشی رہی ہے جو سال ائے گذشتہ کے اسی ماہ کی آمد سے کہیں زیادہ ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک باوجود ہماری کوتاہیوں کے اللہ تعالیٰ کا اس قدر کرم محض اس کی ذرہ نوازی ہے۔

(۲) مگر اس ذیل میں ابھی بہت توجہ بکار ہے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ بعض احباب ماہوار چندوں کی ادائیگی میں تساہل سے کام لیتے ہیں اور بعض جماعتیں بھی اس معاملہ میں غیر منتظم ہیں۔ اور باوجود یاد دہانی کے توجہ نہیں کرتیں ایسی تمام جماعتوں اور ایسے تمام احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنے فرض کو پہچانیں اور جلد از جلد ماہوار چندوں کی ادائیگی میں باقاعدگی اختیار کر کے خدا کے حضور سرخرو ہوں۔

(۳) دفتر سے عموماً مطالبات ہوتے رہتے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ بعض صورتوں میں مطالبات نہ بھی ہوئے ہوں مگر ہمارے احباب کو کسی مطالبہ کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے بلکہ بغیر کسی مطالبہ کے اپنا چندہ ماہوار باقاعدہ بھیجنے کا اہتمام کرنا چاہیئے۔ یاد دہانی بے شک دفتر کا فرض ہے مگر انسب یہی ہے کہ احباب بغیر یاد دہانی کے اپنے فرض کا احساس فرمائیں۔ مطالبات میں کافی روپیہ ہر ماہ خرچ ہو جاتا ہے ہمارے احباب کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ اس طرح سے ان کے قومی بیت المال پر بوجھ پڑتا ہے حالانکہ ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم اپنے بیت المال کی پائی پائی کا خیال رکھیں اور جہاں تک ہو سکے غیر ضروری اخراجات کو کم کریں۔

(۴) جن احباب نے دفتر کی گذارشات پر توجہ فرما کر اپنی اپنی جماعتوں کے نظام کو بہتر بنایا ہے ان کے اسمائے گرامی شکریہ کے ساتھ ذیل میں دئے جاتے ہیں:-

احباب مسلم ٹاؤن۔ خواجہ محمد عبداللہ صاحب راولپنڈی۔ مرزا عزیز بیگ صاحب سامانہ۔ ڈاکٹر شمس الدین صاحب شاہ آباد۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب و ڈاکٹر محمود علی صاحب دہلی۔ فضل علی صاحب سکرٹری بازید خیل مولوی بڈھن صاحب جبلی۔ مسٹر عبدالرحیم اسکوڈا گاما۔

مرتضیٰ خان۔ اسسٹنٹ سیکرٹری

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

لوائے ما پنہہ ہر سعید خواہد بود ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

ایڈیٹر۔ ایس محمد آصف بی۔ اے جائنٹ ایڈیٹر۔ شیخ محمد انعام الحق

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام دست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

جلد ۳۳ لاہور۔ یوم چہار شنبہ۔ مؤرخہ ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۶۴ھ م۔ ۲۳ مئی ۱۹۴۵ء نمبر ۲۱

آنحضرت صلعم کو اللہ تعالیٰ نے اقوام عالم کیلئے رحمت بنا کر بھیجا

مصائب کے وقت خدا تعالیٰ کی رحمت جوش میں آتی ہے

محمد رسول اللہ صلعم نے تہذیب انسانی کو تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچایا

آج دنیا میں انقلاب پیدا کرنے کیلئے ایک جماعت کی ضرورت ہے

غلبۂ اسلام کے مقصد کو بروئے کار لانے کیلئے اپنی پوری قوت کو صرف کریں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ لاہور۔ مورخہ ۱۱ مئی ۱۹۴۵ء

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین۔ (الانبیاء)

آنحضرت صلعم تمام اقوام عالم کے لئے رحمت ہیں

اس آیت میں جو سورۃ الانبیاء کے آخری رکوع میں آتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے آپ کو تمام قوموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے یعنی ساری نسل انسانی کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے گویا اگر ہر نبی اپنی اپنی قوم اور اپنے اپنے ملک کے لئے رحمت ہو کر آیا تو محمد رسول اللہ صلعم ساری دنیا کے لئے رحمت ہو کر آئے۔

رحمت کا مفہوم

رحمت کس چیز کو کہتے ہیں؟ اس میں دو اجزاء شامل ہیں ایک رقت قلب یعنی دل کے اندر ایک خاص کیفیت کا پیدا ہونا اور دوسرا اس کے نتیجہ کے طور پر احسان اور انعام۔ زبان عربی میں جس جس لفظ کے اندر دو مفہوم شامل ہیں تو وہ لفظ کبھی ایک مفہوم کے لئے استعمال ہوتا ہے اور کبھی دوسرے کے لئے اور کبھی دونوں مفہوموں کے لئے تینوں طرح وہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔

مسیح ناصری کا رحمت ہونا فرضی چیز ہے

یہ جو فرمایا کہ ہم نے آپ کو نسل انسانی کے لئے رحمت بنا کر بھیجا یوں کہنے کو ایک عیسائی کے نزدیک حضرت عیسیٰ ساری نسل انسانیت کے لئے رحمت بن کر آئے ہیں اس لئے کہ مسیح کے صلیب پر چڑھ جانے پر ایمان لے آنے سے اور اس کی صلیبی موت کو مان لینے سے گناہوں سے چھٹکارا ہو جاتا ہے ایک عیسائی کہے گا کہ اس سے بڑھ کر رحمت کیا ہے لیکن یہ سب کچھ فرضی طور پر ہے محض دعوے ہے جس کی دلیل کوئی نہیں دیکھنے والی بات یہ ہے کہ واقعات کے رنگ میں یہ الفاظ رحمۃ للعٰلمین کس پر صادق آتے ہیں۔

مصائب کے وقت خدا کی رحمت جوش میں آتی ہے

جو میں نے رحمت کا ایک مفہوم رقت قلب بتایا ہے اللہ تعالیٰ کی صفات ایسی کیفیات سے بلند تر ہیں کہ وہاں اس قسم کی انسانی کیفیت کا مفہوم بعینہٖ لے سکیں مگر اس میں شک نہیں کہ دکھوں کے وقت خدا کی رحمتوں کا خاص ذکر آتا ہے اور اس میں شک نہیں کہ ایسے وقت خدا کی رحمت خاص جوش میں آتی ہے جیسا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا ہے۔ وایوب اذ نادیٰ ربہ انی مسنی الضر وانت ارحم الرٰحمین اور ایوب کو جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ میں دکھوں میں مبتلا ہوں اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنیوالا ہے۔ اے خدا میں تکلیف میں ہوں میرے دکھوں اور تکلیفوں پر تیری رحمت جوش میں آئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اور بالخصوص کے خاص بندوں کو دکھ پہنچے تو خدا کی رحمت جوش میں آتی ہے

اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلعم کے ذریعہ نسل انسانی کو بچا لیا

اس مفہوم کو سامنے رکھ کر اب ان الفاظ پر غور کیجئے۔ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین نسل انسانی دکھوں میں مبتلا تھی اور وہ تباہ ہونے کو تھی کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور اس نے محمد رسول اللہ صلعم کے ذریعہ نسل انسانی کو بچا لیا۔ قرآن کو آپ پڑھیں گے تو معلوم ہوگا کہ یہی بات دوسری جگہ بھی موجود ہے ظہر الفساد فی البر والبحر یعنی خشکی اور تری میں فساد پیدا ہو گیا یہ نہیں کہا کہ ظہر الفساد فی العرب کہ عرب میں فساد پیدا ہو گیا کسی تاریخ کو اٹھا کر دیکھ لیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آنحضرت صلعم کی آمد سے پیشتر تمام قوموں کی حالت اس قدر بگڑ چکی تھی کہ وہ بالکل تباہ ہو گئی ہوتیں اگر اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلعم کو اپنی رحمت کے رنگ میں بھیج کر انہیں بچا نہ لیا ہوتا۔

ایک مشہور عیسائی مصنف کی تصنیف

ایک مشہور عیسائی مصنف جو غالباً امریکن ہے جس کا نام ڈینسن ہے اس نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "جذبات عالیہ بہ تہذیب کی بنیاد" اس نے لکھا ہے:۔ "پانچویں صدی اور چھٹی صدی عیسوی میں نسل انسانی کی تہذیب ابتری کے گڑھے کے کنارے پر پہنچ چکی تھی" اس کے یہ الفاظ قرآن مجید کے ان الفاظ سے بالکل ملتے جلتے ہیں وکنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے تو اس نے تم کو اس سے بچا لیا یہ کوئی مبالغہ نہیں

ایک طرف اگر قرآن حکیم فرماتا ہے کہ ساری نسل انسانی آنحضرت صلعم کی آمد سے پیشتر بگڑ چکی تھی تو دوسری طرف آج عیسائی مورخ بھی واقعات پر غور کر کے اسی نتیجہ پر پہنچتا ہے۔ یہ لوگ محمد رسول اللہ صلعم کو تسلیم نہیں کرتے مگر یہ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ الفاظ حقیقت پر مبنی ہیں اور پھر وہ مصنف لکھتا ہے کہ چار ہزار سال سے جو تہذیب بنتی چلی آئی تھی وہ بالکل تباہ ہونے کو تھی" پھر لکھتا ہے کہ اس تہذیب کی مثال اس درخت کی طرح تھی کہ جس کی شاخیں اور پتے تمام دنیا پر پہنچ گئے ہوں اور اس کا تنا کھایا جا چکا ہو گویا یہ تہذیب کا درخت بالکل ایک جھونکے کا منتظر تھا کہ گر جائے۔ پھر لکھتا ہے کہ انہی حالات کے اندر ملک عرب کے اندر وہ انسان پیدا ہوتا ہے کہ جس نے ساری تہذیب کے اندر زندگی کی لہر دوڑا کر اس تہذیب کو تباہ ہونے اور گرنے سے بچا لیا۔ اس آیت وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین کے پڑھنے کا لطف اس وقت آتا ہے جب حالات اور واقعات کے پس منظر کو سامنے رکھ کر اسے پڑھا جائے۔ صرف یہ مصنف ہی نہیں بلکہ یورپ کے متعصب مصنفین کو اس کا اعتراف ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کے آنے سے پہلے انسانیت کی حالت انتہائی خرابی کو پہنچ چکی تھی۔ اگر کسی شخص کے پہلو میں ایک حق پرست دل ہے تو اسے چاہیئے کہ ایک طرف ان الفاظ کو رکھے اور دوسری طرف واقعات کو دیکھے تو اسے یقین آ جائے گا کہ واقعی یہ خدا کا کلام ہے۔

آج بھی محمد رسول اللہ صلعم دنیا کے لئے رحمت ہیں

مگر یہ ایک پہلو ہے خدا فرماتا ہے وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین ہم نے تمہیں ساری نسل انسانی کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اگر اس وقت محمد رسول اللہ صلعم کا وجود نسل انسانی کے لئے رحمت ثابت ہوا اور اس کی تہذیب کو تباہ ہونے سے بچا لیا تو خوب یاد رکھو کہ اگر آج بھی ایک ایسا فساد ظاہر ہو چکا

پیغام صلح
جلد ۳۳ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۷ جمادی الثانی ۱۳۶۴ھ | نمبر ۲۲

مولانا سید سلیمان ندوی کا خطبۂ صدارت
باطل خیالات کا مقابلہ کرنے کیلئے زندہ ایمان کی ضرورت ہے

مئی ۱۹۴۵ء کے معارف (؟) میں مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کا ایک خطبۂ صدارت شائع ہوا ہے جو آپ نے جمعیتہ العلماء صوبہ بمبئی کے اجلاس منعقدہ ... ۱۹۴۵ء میں ارشاد فرمایا خطبہ پر از معارف اور بصیرت افروز ہے اور اس میں مسلمانوں ... کیلئے لمحۂ فکریہ ہے۔ خطبہ کا ملخص یہ ہے۔

شہر بمبئی ملک ہندوستان کا خلاصہ ہے اس لئے بمبئی کی اصلاح سارے ہندوستان کی اصلاح ہے دنیا کے کسی حصہ میں بھی جو اچھے یا برے خیالات پیدا ہوتے ہیں ہندوستان میں ان کا داخلہ اسی شہر کے ذریعہ ہوتا ہے یورپ کے اسباب جہالت لدلد کر بمبئی سے ہی ہندوستان میں داخل ہوتے ہیں اور ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیل جاتے ہیں ضرورت ہے کہ اس بندرگاہ کی حفاظت کے لئے ایک مضبوط اور محفوظ چھاؤنی قائم کی جائے جو دشمنوں کا مقابلہ کرے اور باطل خیالات کی فوج کو شکست دے سکے اس کے بعد آپ نے قرآن مجید کی رو سے واضح کیا ہے کہ یہودیت اور نصرانیت تاریخ انسانی کے سب سے بڑے دو فتنے ہیں اور اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو بتایا تھا کہ تم ہر حال میں انبیاء علیہم السلام کے راستہ پر قائم رہنا اور مغضوب اور ضال قوموں کے راستوں سے بچے رہنا لیکن آج زندگی کے ہر شعبہ میں مسلمانوں کا رخ مغضوب و ضال قوموں کی طرف ہے اور ان کی نظریں بجائے کعبہ شریف کے لندن، پیرس، ماسکو، برلن اور نیویارک پر جمی ہوئی ہیں . . . . . . لیکن موجودہ عہد عہد انقلاب ہے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنے مقصد کو درست کریں اللہ کے محکوم اور اس کی شریعت کے حامل بنیں ان کو پہلے اللہ کے قانون کو اپنے اوپر اور پھر اس کے بعد دوسروں کے اوپر نافذ کرنا چاہیئے ــــ

مولانا کے خیالات بڑے بلند پایہ اور مسلمانوں کے لئے قابل عمل ہیں شہر بمبئی ہندوستان کا خلاصہ ہے اسلئے اس کی اصلاح سارے ہندوستان کی اصلاح ہے واقعی ضرورت ہے کہ یہاں ایک مضبوط تبلیغی چھاؤنی قائم کی جائے جو باطل خیالات کی فوج کو شکست دے سکے لیکن صرف بمبئی میں چھاؤنی قائم کرنے سے ان خیالات کو شکست نہیں دی جا سکتی ضرورت ہے کہ اس جگہ تبلیغی چھاؤنیاں قائم کی جائیں جہاں سے یہ باطل خیالات پیدا ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو اس مغربی فتنہ کی اصلاح کیلئے مامور فرمایا اس نے یورپ میں چھاؤنیاں قائم کرنے کی بنیاد رکھی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ تبلیغی چھاؤنیاں یورپ میں قائم ہیں اور باطل خیالات کا نہایت کامیابی کیساتھ مقابلہ کر رہی ہیں ضرورت ہے کہ ان چھاؤنیوں کو اور مضبوط کیا جائے حتیٰ کہ یورپ کے ہر بڑے شہر میں ایک تبلیغی مرکز قائم ہو جائے اور باطل خیالات کو ان کی سرزمین پر ہی شکست دی جا سکے تاکہ یہ خیالات دنیا میں نہ پھیل سکیں بلکہ خود یورپ کی اصلاح ہو جائے کیونکہ یورپ کی اصلاح ساری دنیا کی اصلاح ہے لیکن یہ کام غیر معمولی عزم اور زبردست قوت عمل کو چاہتا ہے . . .

. . . . . . عزم اور قوت عمل ایک زندہ ایمان سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ یہودیت اور نصرانیت کے فتنہ کو مٹانے کے لئے عظیم الشان ایمان کی ضرورت ہے بغیر اس ایمان کے نہ تو مسلمان ان بڑے فتنوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور نہ خدا کی شہنشاہی کے نمایندے بن سکتے ہیں۔ گذشتہ پچاس سال میں مسلمانوں کے اندر کئی تبلیغی انجمنیں قائم ہوئیں لیکن کوئی تبلیغی انجمن کامیاب نہ ہو سکی کیونکہ خود مسلمانوں کا ایمان کمزور ہو چکا ہے اور انہیں غلبۂ اسلام پر ایک زندہ ایمان نہیں رہا وہ باطل کے غلبہ سے اس قدر متاثر ہیں بلکہ انکی نگاہیں بجائے کعبہ شریف کے لندن پیرس ماسکو اور برلین کی طرف اٹھتی ہیں اور وہ اپنی ترقی کا راز یورپ اور امریکہ کی پیروی میں سمجھتے ہیں اس لئے سب سے پہلے مسلمانوں کے قلوب میں ایک زندہ ایمان پیدا کرنے کی ضرورت ہے وہ محکم ایمان قیل و قال اور علم کلام سے پیدا نہیں ہو سکتا بلکہ حضرت امام عصر حاضر کے ساتھ وابستہ ہونے سے پیدا ہو سکتا ہے جس کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر پہنچ چکا ہوگا تو وہ اسے وہاں سے واپس لے آئیگا چنانچہ امر واقعہ ہے کہ غلبۂ اسلام پر جو ایمان آپ کے متبعین میں پایا جاتا ہے وہ عام مسلمانوں میں مفقود ہے یہی وجہ ہے کہ جماعت احمدیہ تبلیغ اسلام کے فریضہ کو ایک قوت کیساتھ سرانجام دے رہی ہے اور باقی مسلمان یہ کام کرنے سے قاصر ہیں۔ مولانا موصوف تو صرف بمبئی میں ایک چھاؤنی قائم کرنے کی

شذرات

مولانا حسرت موہانی اور کمیونزم

اخبار کوثر مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۴۵ء میں ایک اسلام کا درد رکھنے والے مسلمان نے مولانا حسرت موہانی کی ایک تقریر کا خلاصہ درج کیا ہے جس سے مولینا مذکور کے کمیونزم کے متعلق خیالات کی وضاحت ہوتی ہے خلاصہ درج ذیل ہے:۔

(۱) کمیونزم صرف ایک سیاسی نظریہ ہے اسے مذہب سے کوئی مخالفانہ یا مدافعانہ تعلق نہیں ہے۔

(۲) مولانا کا پکا کمیونسٹ اور پکا مسلمان ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ کمیونزم اور الحاد میں کوئی لزوم نہیں۔

(۳) مزدور کو صرف ایک ہی مسلک اختیار کرنا چاہیئے اور وہ کمیونزم ہے“

ہمیں تعجب ہے کہ واضح حقائق کے ہوتے ہوئے مولانا نے یہ نتائج کس طرح اخذ کئے کمیونزم صرف سیاسی نظریہ نہیں بلکہ ایک مادی فلسفۂ حیات ہے اور اس کے قائدین سب ملحد ہیں اور وہ مذہب کو قرون وسطیٰ کی خرافات سے بڑھ کر حیثیت نہیں دیتے کمیونزم کی بنیاد صرف عقل پر ہے جس کا نتیجہ جدلیاتی مادیت ہے جو اپنے مزاج میں تمام الہامی مذاہب سے مختلف ہے کمیونزم کی موجودگی میں کوئی الہامی مذہب نہیں پنپ سکتا اور نہ کسی الہامی شریعت کا نفاذ ہو سکتا ہے کمیونزم نے مذہب سے جو سلوک روا رکھا ہے وہ واقعات کی صورت میں موجود ہے کوئی مذہبی خیالات رکھنے والا شخص کمیونسٹ حکومت میں برسر اقتدار نہیں آ سکتا چنانچہ اس کی مثالیں موجود ہیں کہ محض مذہبی خیالات رکھنے کی وجہ سے بعض بلند پایہ لوگوں کو [illegible] کر دیا گیا بیک وقت پکا مسلمان اور کمیونسٹ ہونا دو متضاد مذاہب کا متبع ہونا ہے جو عملی صورت میں ناممکن ہے کیونکہ روحانیت اور مادیت ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں مولانا کا یہ کہنا کہ وہ پکے کمیونسٹ ہیں اور پکے مسلمان بھی ہیں محض ستم ظریفی ہے اور مسلمان مزدور کو اسلام کے بلند پایہ معاشی اور سیاسی نظام کے ہوتے ہوئے کمیونزم کی تلقین کرنا اس سے بڑھکر ستم ظریفی ہے ؟

تلقین کر رہے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ لاہور یورپ میں دس چھاؤنیاں قائم کرنے کا انتظام کر رہی ہے جو عنقریب پایۂ تکمیل کو پہنچ جائیگا چھاؤنیاں قائم کرنے سے پہلے سپاہیوں کے دلوں میں ایمان اور یقین پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ یقیناً فتح حاصل کریں گے اور یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اس عہد انقلاب میں آخری غلبہ اسلام کا ہوگا لیکن یہ ایمان بغیر حضرت امام عصر حاضر کی قیادت کو تسلیم کرنے کے پیدا نہیں ہو سکتا اللہ تعالیٰ سب مسلمان بھائیوں کو اس امر کے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے ؟

انگلستان کے ارباب حل و عقد خدا کے حضور میں

لندن ۔ ۸ مئی ۔ آج شام کو جنگ کے خاتمہ پر خدا تعالےٰ کے حضور میں عاجزانہ کی تجویز، وزیر اعظم مسٹر چرچل نے پارلیمنٹ میں پیش کرتے وقت الفاظ ذیل کہے:۔

”مجھے خوب یاد ہے کہ آج سے ۲۵ سال قبل جب جرمنوں کے ہتھیار رکھ دینے کی اطلاع اس ایوان کو موصول ہوئی تھی، تو ایوان نے بجائے تقریروں کے خدائے بزرگ و برتر کا شکریہ ادا کرنا ہی مناسب سمجھا تھا جو افراد و اقوام سب کا تقدیر ساز اور حکیم مطلق ہے۔ چنانچہ میں آج بھی تجویز پیش کرتا ہوں کہ ہم سب لوگ ویسٹ منسٹر کے چرچ سینٹ مارگیرٹ کو روانہ ہوں ۔ اور وہاں خدا کے حضور میں جھکیں ۔ اور دعا کریں اس کے بعد ایوان کے سب لوگ ایک جلوس مرتب کر کے چرچ کے لئے روانہ ہوئے (رائٹر)“

اتنی ہولناک اور خونین جنگ میں فتح حاصل کرنے کے بعد انگلستان کے ارباب حل و عقد کا خدا کے حضور میں گر جانا اس امر کی دلیل ہے کہ اس قوم میں خدا کی طرف میلان موجود ہے اور یہ قوم باوجود اتنی مادہ پرستی کے مذہب کی روحانی اقدار کی طرف متوجہ ہو سکتی ہے اور غالباً یہی وجہ ہے کہ حضرت امام زمانہ نے ایک کشف میں اس قوم کو مخاطب کیا ہے چنانچہ اس کشف کی بنا پر حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے سرزمین انگلستان پر ووکنگ مسلم مشن قائم کیا اور اللہ تعالےٰ نے اس مشن کو غیر معمولی کامیابی عطا فرمائی اور اب حال ہی میں لندن میں اسلامی ثقافتی مرکز بھی قائم ہو چکا ہے ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم کے اندر اسلام کی طرف مائل ہونے کی غیر معمولی صلاحیتیں موجود ہیں جماعت احمدیہ کو اس قوم کے مزاج اور فطرت کو پیش نظر رکھتے ہوئے وسیع . . .

فصلانہ دینے والی جماعتیں

امید ہے کہ فصل ربیع اکثر جگہ اب تک اٹھائی جا چکی ہوگی اس لئے تمام ایسے احباب اور تمام جماعتیں جو فصلوں پر اپنا اپنا چندہ دیتی ہیں وہ اب اس طرف بہت جلد توجہ فرمائیں اور خدا کے حق کو الگ کر کے رقم انجمن میں ارسال فرما دیں ۔ وقت . . . ایسے احباب اور ایسی جماعتوں کے نام . . . کرائی گئی ہے امید ہے کہ . . . احباب موعودہ رقم بھیجکر . . . ہوں گے ۔ اور مزید یاد دہانی کی ضرورت . . . [illegible]

احمدی نام رکھنے پر مفصل بحث

معترضین کے اعتراضات کے جوابات

{از جناب مولانا مرتضیٰ خاں صاحب۔ حسن بی اے}

ش۔ مکرم مولوی محمد یٰسین صاحب عرشی ایڈیٹر رسالہ البیان امرتسر کے ایک مکتوب کا جواب محترم مولانا مرتضیٰ خاں صاحب نے دیا ہے جس میں آپ نے احمدی نام رکھنے پر مفصل اور نہایت عالمانہ رنگ میں بحث فرمائی ہے۔ قارئین پیغام صلح کے استفادہ کے لئے مذکورہ جواب اخبار میں درج کیا جاتا ہے۔ (مدیر)

احمدی نام رکھنے میں حضرت مرزا صاحب کی بے نفسی اور حضرت نبی کریم صلعم سے اظہار عشق

مکرم معظم جناب مولانا صاحب زاد عنایتکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میرے عریضہ کے جواب میں جناب کا گرامی نامہ عز صدور لایا۔ جناب کے تبصرہ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے ذیل میں اپنی معروضات عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ الحمد للہ جناب کا یہ شبہ کہ حضرت میرزا صاحب نے اپنی جماعت کا نام اپنے نام پر رکھا ہے رفع ہو۔ یہ آپ پر ہی موقوف نہیں بلکہ ہمارے اکثر معترضین اسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ احمدی نام حضرت مرزا صاحب نے اپنے نام پر رکھا ہے اور اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ دراصل احمدی نام حضرت ممدوح نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک احمدؐ پر رکھا ہے۔ ایک عقلمند انسان اس سے ہی اندازہ لگا سکتا ہے کہ اگر حضرت میرزا صاحب کو اپنا ایک الگ پنتھ چلانا مقصود ہوتا اور وہ دنیا کے بندے اور دنیوی عزت اور شہرت کے دلدادہ ہوتے تو جس طرح لوگوں نے آپ کی جماعت کا نام "میرزائی" رکھ لیا تھا یہی نام آپ رہنے دیتے۔ کیونکہ میرزائی کا مطلب تو یہی ہے کہ وہ جماعت جو میرزا کی متبع یا میرزا سے منسوب ہے۔ مگر حضرت میرزا صاحب کی بے نفسی دیکھئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا عشق ملاحظہ فرمایئے کہ آپ نے یہ گوارا نہ فرمایا کہ کوئی جماعت آپ کے نام سے منسوب ہو بلکہ آپ نے اسے اپنے نبیٔ متبوع صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے منسوب فرمایا۔

دوسرے اسلامی فرقوں کے ناموں میں اور احمدی نام رکھنے میں ایک بین فرق

دوسرے فرقے جو اسلام میں پائے جاتے ہیں، مثلاً حنفی۔ مالکی۔ شافعی وغیرہ۔ یہ سب نام انہوں نے اپنے اپنے آئمہ کے نام پر تجویز کئے۔ حضرات صوفیائے کرام کے سلسلوں کو بھی دیکھ لیجئے مثلاً قادریہ۔ چشتیہ۔ نقشبندیہ۔ ان اصحاب نے اپنے اپنے نام اپنے اپنے بزرگوں کے نام پر رکھے اور کسی نے اپنے سلسلہ کی آخری علی کرم اللہ وجہہ کو قرار دیا مگر حضرت میرزا صاحب کا کمال دیکھئے کہ آپ نے اپنی جماعت کا نام حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر رکھا گویا اپنے نام کو مٹایا اور اپنے محبوب مطاع صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو بلند کیا یہ ایک فرق بین ہے حضرت میرزا صاحب کے نام رکھنے میں اور دوسرے فرقوں یا سلسلوں کے ناموں میں۔

نام رکھنے کی ضرورت

یہ کہہ دینا کہ نام رکھنے کی ضرورت نہیں محض تخیل پرستی ہے۔ جس شخص کو عملی دنیا کا ذرا بھی تجربہ ہے وہ خوب سمجھتا ہے کہ جب دنیا میں کوئی چیز یا فرد یا جماعت معرض وجود میں آتی ہے تو اس کا نام بھی اس کے ساتھ ہی معرض وجود میں آجاتا ہے۔ دنیا میں کوئی انسان پیدا نہیں ہوا کہ اس کا نام نہ رکھا گیا ہو۔ اگر وہ خود اپنا نام نہیں رکھے گا تو لوگ اس کا ایک نہ ایک نام ضرور رکھ لیں گے۔ اسی طرح جب کوئی جماعت کسی خصوصیت کو لے کر کھڑی ہوگی تو اس کا نام بھی ضرور تجویز کیا جائیگا۔ اگر وہ خود اپنا کوئی نام تجویز نہ کرے گی تو دنیا اس کا ایک نہ ایک نام تجویز کرے گی۔ ہماری آنکھوں کے سامنے سرسید مرحوم کے ہم خیال لوگوں کی ایک جماعت تھی۔ انھوں نے خود کوئی نام اپنا تجویز نہ کیا مگر لوگوں نے ان کا نام نیچری رکھ ہی دیا۔ اسی طرح جن اصحاب نے مسلمانوں میں سے تقلید آئمہ کو غیر ضروری قرار دیا اور براہ راست حدیث نبویؐ کو مقدم رکھا انھوں نے بھی اپنے لئے کوئی نام تجویز نہ کیا مگر لوگوں نے ان کا نام وہابی رکھ ہی دیا۔ جس پر ان کو خود اپنا نام اہل حدیث رکھنا پڑا علیٰ ہذا القیاس مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی کے ہم خیال لوگوں کی ایک جماعت تھی۔ ان کو لوگوں نے چکڑالوی چکڑالوی کہنا شروع کر دیا۔ جس پر پہلے ان کو اہل قرآن اور پھر اہل الذکر اور بالآخر امت مسلمہ اپنا نام رکھنا پڑا۔ مگر یہ لوگ عام طور پر چکڑالوی یا اہل قرآن کے نام سے ہی مشہور ہو گئے۔ غرضیکہ یہ ایک حقیقت ہے اور ہمارا تجربہ ظاہر کرتا ہے کہ جو جماعت کسی خصوصیت کو لے کر کھڑی ہوگی اس کا ایک نہ ایک نام ضرور تجویز کرنا پڑے گا۔ اگر وہ خود اپنا تجویز نہ کرے گی تو دنیا کے لوگ [illegible]

پہلے مسلمان اور پھر احمدی

حضرت میرزا صاحب ایسے زیرک انسان اس حقیقت اس تجربہ کو کیونکر نظر انداز فرما سکتے تھے۔ وہ خوب جانتے تھے کہ اگر وہ خود اپنی جماعت کا نام نہیں رکھیں گے تو لوگ کوئی نہ کوئی نام رکھ لیں گے بلکہ ان کی زندگی میں ہی لوگوں نے ان کی جماعت کا نام میرزائی رکھ لیا تھا۔ ایسی حالت میں کسی موزوں اور مناسب نام کا رکھنا ازبس ضروری تھا۔ اگر آپ ایسا نہ کرتے تو یہی میرزائی نام کا غذات سرکاری میں بھی آجاتا اور آج لوگ احمدی نام پر اعتراض کر رہے ہیں یہی لوگ پھر یہ کہتے کہ میرزا صاحب نے جماعت کا نام اپنے نام پر رہنے دیا اور کوئی ایسا نام تجویز نہ کیا جس سے فرقہ بندی کی بو نہ آتی۔ حضرت مرزا صاحب کو احمدی نام رکھنے کی ضرورت بالخصوص اس وقت پیش آئی جبکہ ۱۹۰۱ء میں ہندوستان میں مردم شماری ہونے والی تھی۔ اس وقت مذہب کے نام کے ساتھ فرقہ کا اندراج بھی ہوتا تھا اور مردم شماری کے کاغذات میں اس کے لئے ایک مخصوص خانہ تھا اس موقعہ پر حضرت میرزا صاحب نے بذریعہ ایک اشتہار کے اعلان فرمایا کہ آپ کی جماعت کا نام مسلمان فرقہ [illegible] ہے۔ چنانچہ حضرت ممدوح کے الفاظ یہ ہیں۔

"اور وہ نام جو اس سلسلہ کے لئے موزوں اور جس کو ہم اپنے لئے اور اپنی جماعت کے لئے پسند کرتے ہیں وہ مسلمان فرقہ احمدیہ ہے"

ان معترضین کے لئے جو یہ کہتے ہیں کہ میرزا صاحب نے مسلمان کا لفظ چھوڑ کر احمدی کا لفظ اختیار کیا حضرت اقدس کے مندرجہ بالا الفاظ قابل غور ہیں آپ نے اپنا اور اپنی جماعت کا نام محض احمدی یا احمدیہ نہیں رکھا۔ بلکہ اس سے پہلے مسلمان کا لفظ تحریر فرمایا۔ ہاں اگر حضرت میرزا صاحب نے مسلمان کا لفظ ترک کر دیا ہوتا اور محض احمدی کا نام تحریر فرمایا ہوتا تو کچھ اشتباہ کی گنجائش ہو سکتی تھی لیکن ایسا ہرگز نہیں۔ آپ نے پہلے مسلمان کا لفظ رکھا اور پھر اس کے ساتھ احمدیہ کا لفظ تحریر فرمایا گویا آپ نے یہ ظاہر فرمایا کہ اسلام آپ کا مذہب ہے اور آپ مسلمان ہیں اور احمدی یا احمدیہ کا لفظ آپ محض دوسرے اسلامی فرقوں سے تمیز کے لئے تجویز فرماتے ہیں۔ قابل اعتراض بات تو تب تھی کہ آپ نے اسلام سے انکار کیا ہوتا۔ یا مسلمان ہونے سے انکار کیا ہوتا جیسا کہ بہائیوں نے علانیہ اسلام کا نام چھوڑ کر اپنا مذہب بہائیت اور اپنا نام بہائی رکھا لیکن ہمارے حضرت میرزا صاحب تو ساری عمر مخالفین کو الزام دیتے رہے کہ جس صورت میں میں مسلمان ہوں اور اسلام میرا مذہب اور تمام احکام شریعت کو بدل و جان مانتا اور ان پر عمل پیرا ہوں تو تم مجھے کس بنا پر کافر کہتے ہو دیکھئے کس زور اور صفائی سے اپنے مذہب کا اعلان فرماتے ہیں ؎

حضرت مسیح موعود کا اعلان اسلام

ما مسلمان از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
مست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت برو شد اختتام
اندریں دیں آمدہ از مادریم
ہم بریں از دار دنیا بگذریم
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است خسران و تباب

اس قسم کے بیانات اور اعلانات سے حضور کی کتب بھری پڑی ہیں۔ ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین
دل سے ہیں خدام ختم المرسلین
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاک راہ احمد مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ میں قربان ہے

ان تصریحات کے ہوتے ہوئے یہ کہہ دینا کہ حضرت مرزا صاحب نے اسلام یا مسلمان نام ترک کر کے احمدی نام رکھا کس قدر غلط بیانی یا غلط فہمی ہے۔

احمدی نام رکھنے میں حکمت

اور آپ کا احمدی نام رکھنا بڑی حکمت پر مبنی تھا۔ اسی سنہ ۱۹۰۱ء والے اشتہار میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے ایک احمد دوسرا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ احمد حضور کا جمالی نام ہے اور محمد جلالی۔ حضور کے اسم مبارک احمد کی صفات کا ظہور حضور کی مکی زندگی میں ہوتا ہے اور اسم محمد کی صفات کا ظہور مدنی زندگی میں ہوتا ہے حضور کی مکی زندگی نہایت مظلومیت کی حالت میں بسر ہوتی ہے اور اس زندگی میں حضور سے صبر و تقویٰ درگذر، حلم، رفق، عجز و فروتنی کے خصائل محمودہ جو درحقیقت جمالی صفات ہیں ظاہر ہوتی ہیں۔ مگر مدنی زندگی میں حضور صلعم مخالفوں کی سرکوبی کے لئے شمشیر بکف کھڑے ہو جاتے ہیں اور تلوار کے بالمقابل تلوار اٹھاتے ہیں اور ظالموں کو تلوار سے سزا دیتے ہیں یہ حضور کی جلالی زندگی کا دور ہے آج اسلام پر پھر وہی عجز و بیکسی کا زمانہ آگیا ہے اور ضرورت ہے کہ اس بے کسی کے زمانہ میں حضرت نبی کریم صلعم کی مکی زندگی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دنیا میں اعلائے کلمۃ اللہ کیا جائے اور صبر و سکون کے ساتھ دین حقہ کی اشاعت کی جائے اور ظاہر ہے کہ جو شخص یا جو جماعت اس کام کو سرانجام دے اس کا نام احمدی نہایت حسب حال اور موزوں ہے۔ دیکھئے کس قدر خوبصورت اور دلکش وجہ ہے احمدی نام رکھنے کی اور کیسا پر حکمت نام ہے جو

بقیہ خطبہ

میں اسلام غالب ہو جائے گا اور یا کمیونزم غالب ہو جائے گا خوب یاد رکھئے کہ یہ مال و دولت یا اس رنگ میں رہ سکیں گے جو اسلام نے پیدا کیا تھا یا اس رنگ میں رہ سکیں گے جو کمیونزم نے پیدا کیا ہے یہ پیشگوئی نہیں یہ حالات ہیں جو صاف نظر آ رہے ہیں مادی خیالات کے لوگوں کا رجحان کمیونزم کی طرف ہے اور صرف ایک جماعت ہے جس کو خدا تعالیٰ نے روحانی نعمتوں سے حصہ دیا ہے اور ان کا ایمان ہے کہ اسلام ہی دنیا میں غالب آئیگا۔ سرمایہ داری کی لعنت جو یورپ میں پیدا ہوئی وہی آج ہندوستان میں بھی پیدا ہو چکی ہے یہ ٹاٹے اور برے کیا ہیں؟ یہ اس سرمایہ داری کے مظہر ہیں سارا روپیہ سمٹ کر ان کی طرف جا رہا ہے اگر حالات کی انتہا یہی رہی تو دنیا کا رجحان بالشوزم کی طرف ہو جائے گا اگر یہ روپے جیبوں سے آج اس طرح نہیں نکالتے تو کل کو دوسری طرح نکالیں گے خدا کے لئے ان مالوں کو نکالیں اگر آپ خدا کے دین کے لئے ان کو نکالیں گے تو خدا کی نصرت بھی آپ کے ساتھ ہو گی جب انسان اپنی ساری قوت خدا کے دین کے لئے صرف کرتا ہے تو خدا بھی اپنی نصرت نازل فرماتا ہے۔

جماعت کو نصیحت

اسلام کی تاریخ کو دیکھیے آپ کو یہی کیفیت وہاں نظر آئے گی ہماری جماعت کو چاہیے کہ اپنی آنکھ کو کھولے اور اس ایمان کو مضبوط رکھے جس پر اس کی بنیاد ہے کہ اسلام اپنی روحانی قوت سے دنیا میں غالب آئے گا اور یہ ایمان اسی وقت مضبوط رہ سکتا ہے جب اس کے لئے زبردست عملی قدم اٹھایا جائے میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ اس خیال کو آپ اس وقت مضبوطی سے پکڑ لیں ورنہ خوب یاد رکھیں کہ کوئی جماعت جب خدا کے رستہ سے پھرتی ہے تو خدا بھی اس کی پرواہ نہیں کرتا اور ان کی جگہ کوئی اور جماعت لے آتا ہے اور یہ خدا کا قانون ہے ان تتولوا یستبدل قوماً غیرکم۔

اپنے مقام کو سمجھئے

اسلام تو بہرحال دنیا میں غالب آ کر رہے گا اگر ہم نے اس وقت یہ فرض ادا نہ کیا تو خدا ہماری جگہ اور جماعت لے آئیگا مگر ہم کو اس زمانہ کے امام نے ایک مقام پر کھڑا کیا ہے اس مقام کے تقاضوں کو سمجھنا چاہیئے ہم سے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد لیا گیا ہے خوب سوچئے کیا دین کی محبت ہم کو کھینچتی ہے یا دنیا کی محبت ہمیں اپنی طرف کھینچتی ہے۔ خدا سے دعا کیجئے کہ اے خدا ہم کو توفیق عطا فرما کہ ہم اس مال کو تیرا مال سمجھیں اور تیرے راستہ میں صرف کریں۔

۳۶

اگر روس کا نظام غالب آ گیا تو دنیا تباہ ہو جائے گی

میں اس بات کو کھول کر بتا رہا ہوں کہ اگر آپ نے اپنے مالوں اور طاقت کو خدا کے راستہ میں صرف نہ کیا اور اسلام کو اس وقت دنیا میں پوری قوت سے پیش نہ کیا تو پھر روس کا نظام غالب آ جائے گا اور اگر یہ نظام غالب آ گیا تو دنیا تباہ ہو جائے گی دنیا صرف اس صورت میں قائم رہ سکتی ہے کہ روحانیت پر اس کی بنیاد ہو اور خدا پر اس کا ایمان ہو۔

اس آیت کا ورد کریں

اس آیت کا بار بار ورد کرو تاکہ تمہارے دلوں کا بخل دور ہو ھا انتم ھؤلاء تدعون لتنفقوا فی سبیل اللہ فمنکم من یبخل ومن یبخل فانما یبخل عن نفسہ واللہ الغنی وانتم الفقراء وان تتولوا یستبدل قوماً غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم۔

ترجمہ:۔ دیکھو تم وہ لوگ ہو جو بلائے جاتے ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو پس تم میں سے وہ ہے جو بخل کرتا ہے اور جو کوئی بخل کرتا ہے تو وہ صرف اپنی جان سے بخل کرتا ہے اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو اور اگر تم پھر جاؤ تو وہ تمہارے سوائے کسی اور قوم کو بدل کر لے آئے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں۔

ایک ضروری گذارش

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت جملہ احباب جماعت و دیگر کرمفرما ازراہ کرم مندرجہ ذیل امور کا خاص طور پر خیال ملحوظ رکھیں۔

(۱) ہر خط پر اپنا مکمل اور خوشخط پتہ درج فرمایا کریں۔

(۲) مختلف شعبہ جات کے متعلق جو امور ہوں انکو الگ الگ سلپ پر علیحدہ علیحدہ درج فرمایا کریں تاکہ تعمیل میں تاخیر نہ ہو یہ از بس ضروری ہے اور ہر سلپ پر مکمل پتہ درج فرمایا کریں۔

نوٹ:۔ اس وقت مندرجہ ذیل شعبہ جات ہیں:۔

(۱) دفتر تحصیل جس میں تمام قسم کے چندے شامل ہیں اور جملہ امور جن کا تعلق روپیہ، زیورات، تمسکات وغیرہ سے ہو البتہ ہر قسم کا روپیہ بنام محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور آنا چاہیئے۔

(۲) شعبہ تبلیغ۔ تبلیغ کے متعلق جملہ امور

(۳) مفت اشاعت۔ مفت یا رعایتی قیمت پر ہر لٹریچر جو مطلوب ہو۔

(۴) شعبہ بکڈپو۔ کتب جو قیمتاً منگوانی ہوں۔

(۵) شعبہ اخبارات۔ اس وقت دو اخبارات جاری ہیں۔ لائٹ اور پیغام صلح۔ ان کے چندہ، تبدیلی پتہ و دیگر جملہ امور کی اطلاع۔

(۶) تراجم قرآن فنڈ کا صیغہ۔

امید ہے احباب ان ضروری امور کی طرف توجہ فرما کر مشکور فرمائیں گے۔

عبداللہ
جنرل سیکرٹری

اخبار احمدیہ

مرزا ولی احمد بیگ صاحب خیریت سے ہیں

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ مرزا ولی احمد بیگ صاحب انچارج ہالینڈ مشن خیریت سے ہیں۔ ایک دوست انگلستان سے اطلاع دیتے ہیں "خاکسار عرصہ تین سال جرمن قیدی کی حیثیت سے رہا ہے جب وہاں سے آزاد ہو کر جہاز پر سوار ہونے کا انتظام کر رہا تھا تو آپ کے ہالینڈ والے مبلغ مرزا ولی احمد بیگ صاحب جو برلن سے بھاگ کر جرمنی کے چھوٹے سے گاؤں میں پناہ گزین تھے ملاقات ہو گئی مرزا صاحب موصوف خدا کے فضل سے خیریت سے تھے اور اپنی فوجوں کے کمانڈر کی حفاظت میں تھے ... مرزا صاحب سے میری ملاقات ۳ مئی ۱۹۴۵ء کو ہوئی تھی اور انھوں نے خاکسار کو بتایا تھا کہ وہ امریکن کمانڈر کو مل چکے ہیں جس نے ان کو بتا دیا تھا کہ وہ ان کو انگلستان پہنچانے کا انتظام کر دے گا"۔ احباب سلسلہ مرزا صاحب موصوف کے لئے حضور قلب سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی انہیں اپنی حفاظت میں رکھے اور خیریت سے انگلستان پہنچائے۔

برلن مسجد

احباب سلسلہ کو برلن مسجد کے متعلق بھی یقیناً تشویش ہوگی ...

لئے ان کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ دفتر کی طرف سے تار کے ذریعہ دریافت کیا جا رہا ہے اطلاع موصول ہونے پر اخبار میں اعلان کر دیا جائے گا احباب سلسلہ خاص دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے گھر کو آفات سے محفوظ رکھے۔

مولود مسعود

عبدالرحمن خاں صاحب آف کھی ہزارہ تر چناپلی سے ایک مکتوب کے ذریعہ اطلاع دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے برادر اصغر کے ہاں فرزند عطا فرمایا ہے اس خوشی میں انہوں نے تراجم قرآن فنڈ میں مبلغ پانچ روپیہ بطور عطیہ دیئے ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ بچے کو نیک اور صالح بنائے اور لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

سانحۂ ارتحال

عبدالکریم صاحب علی پور سے تحریر فرماتے ہیں کہ ان کی والدہ صاحبہ ۶ مئی کو اس جہان فانی سے رحلت فرما گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے احباب سلسلہ سے جنازہ غائبانہ پڑھنے کی درخواست ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

اشتہار مشتہر حکم حاضری مدعا علیہ

زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب خان محمد سرفراز خان صاحب ایم ایس سی ایل ایل بی سب جج کوئٹہ

نمبر مقدمہ ۱۵۹ بابت ۱۹۴۵ء

کرتار سنگھ کوہلی سکنہ سنڈیمن روڈ کوئٹہ مدعی

بنام

(۱) سروپ سنگھ (۲) سفر اداس (۳) خان محمد نابالغ (۴) سفر نابالغ سکنہ کوئٹہ مدعا علیہ

دعویٰ ۷۷۰/-/-

بنام سفر و خان محمد نابالغان پسران مبارک کلی گل محمد کوئٹہ۔

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہ مسمی سفر و خان محمد مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام سفر و خان محمد مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مذکور بتاریخ ۱۱ ماہ جون ۱۹۴۵ء کو بمقام کوئٹہ حاضر عدالت ہذا نہیں ہوگا تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۷ ماہ مئی ۱۹۴۵ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم

اشتہار مشتہر حکم حاضری مدعا علیہ

زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب خان محمد سرفراز خان صاحب ایم ایس سی ایل ایل بی سب جج کوئٹہ

نمبر مقدمہ ۱۵۹ بابت ۱۹۴۵ء

کرتار سنگھ کوہلی سکنہ سنڈیمن روڈ کوئٹہ مدعی

بنام

(۱) سروپ سنگھ (۲) سفر اداس (۳) خان محمد (۴) سفر نابالغ سکنہ کوئٹہ مدعا علیہ۔

دعویٰ ۷۷۰/-/-

بنام مسز مبارک والدہ حقیقی خان محمد و سفر نابالغان کلی گل محمد کوئٹہ۔

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہ مسمی مسز مبارک مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتی ہے اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام مسز مبارک مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مذکور بتاریخ ۱۱ جون ۱۹۴۵ء کو بمقام کوئٹہ حاضر عدالت ہذا نہیں ہوگی تو اس کی نسبت یکطرفہ کارروائی عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۷ ماہ مئی ۱۹۴۵ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم

بھری"! اس میں کر گئے تھے، اگر بالفرض وہ غیر ذمہ دار تھے تو بھی مضمون مناظرہ کفر و اسلام احمدیان تو غیر اہم مضمون نہ تھا، جس پر گفتگو کرنا ہے سو وہ یہی مضمون تھا جس پر مولوی صاحبان دو ہفتے سے لیکچر بازی کر رہے تھے۔

شام کو جب ہم سیر کے لئے جا رہے تھے تو یہی بابو فیروز الدین صاحب جو پہلے سلام بھی نہ کہتے تھے السلام علیکم کہکر بڑی خوشی سے ملے، اور بتایا کہ وہ جمعیت العلماء کی میٹنگ سے "واک آؤٹ" کر آئے ہیں، اور مولوی مقابلہ کے لئے تیار نہیں ہوتے، بابو فیروز الدین صاحب کی حق گوئی نے عوام میں اور زیادہ مکفر مولویوں کے خلاف نفرت پیدا کر دی، اب ان مولویوں نے یہ سوچا کہ احمدی مبلغ تو جیسا کہ لاری وغیرہ کے انتظام اور پبلک اعلان سے ظاہر ہے اگلے دن جا رہا ہے، اس آخری وقت اسے چیلنج مناظرہ دے دو، تاکہ کچھ تو پبلک میں وقار رہ جائے اس بنا پر ۵ رکی شب کو جمعیت کی طرف سے ایک خط پہنچا جس میں ذکر تھا کہ چونکہ آپ لوگوں کو مناظرہ کا شوق ہے لہذا ہمارے ساتھ شرطیں طے کر لو۔

مکفرین کا مناظرہ سے تیسرا گریز

ہمارے ذمہ دار عہدیداروں نے پیغام رساں کو کہا کہ اب چونکہ سید صاحب واپس جا رہے ہیں یہ خط و کتابت فضول ہے، یہ خط و کتابت نہیں شرارت ہے ہم خط و صول نہیں کرتے، نہ ہی "جمعیت" کو کوئی ذمہ دار انجمن تسلیم کرتے ہیں، پیغام رساں چلا گیا، ایک گھنٹہ بعد ایک اور پیغام رساں وہی خط لیکر پہنچا، اسکو بھی جواب دیا گیا اس وقت ہمارے ہاں کثیر تعداد اہل شہر کی موجود تھی، جو حالات پر تبصرہ کر رہی تھی، جناب مولوی کرم الدین صاحب بھی موجود تھے اور ہمیں مبارکباد دے رہے تھے پیغام رساں نے جواب دیا کہ "ابھی تو ہمارے مولوی صاحبان اُٹھنے لگے ہیں، اور آپ جا رہے ہیں" اس پر میں نے اس سے پوچھا کہ کون مولوی صاحب مناظرہ کے لئے اُٹھے ہیں اس نے کہا کہ "مولوی عبدالرحمان صاحب" میں نے جواباً کہا کہ اس چٹھی پر لکھوا کر لاؤ کہ مناظرہ مولوی عبدالرحمان صاحب کریں گے اگر وہ مناظرہ کے لئے نکلے تو میں ایک دن اور ٹھہر جاؤں گا اور ان کے گھر بھی پہنچکر مناظرہ کروں گا، پیغام رساں نے کہا کہ ابھی لکھوا کر لاتا ہوں مگر رات بارہ بجے تک واپس نہ آیا، جناب مولوی کرم الدین صاحب نے ازراہ ظرافت مجھے کہا کہ اگر آپ کو عبدالرحمان سے ہی مباحثہ کرنا ہے تو یہ عبدالرحمان تو سامنے آئے گا نہیں البتہ اب کوئی بچہ پیدا ہو اس کا نام عبدالرحمان رکھا جائے۔ بیس سال دیوبند کی روٹیاں کھا کر واپس پہنچے تو شاید وہ مناظرہ کے لئے تیار ہو سکے لیکن میں ایک آخری اتمام حجت کرتا ہوں، جناب مولوی کرم الدین صاحب نے ویر(؟) مولوی عبدالرحمان

ایک دن اور ٹھہر نے کا وعدہ کرتے ہیں اگر آپ تیار ہوں تو کل میرے مکان پر آجائیں ڈیڑھ سو آدمیوں کیلئے چائے بسکٹ کا انتظام میں کر دوں گا، یہ خط ایک احمدی ایک خاکسار اور ایک اہل حدیث کے حوالہ کیا گیا جنہوں نے رات ۱۲ بجے مولوی عبدالرحمان کو جگایا، مولوی صاحب نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا اور کمرے میں بند ہو کر یا ہری سے خط پڑھا کر سنا مگر نہ اس کا کوئی جواب دیا نہ ہی اسے وصول کیا معلوم نہیں بقیہ رات انھوں نے کیونکر کاٹی، ایک بجے تینوں پیغام رساں واپس آئے۔

۶ مئی کو علی الصباح ہماری جماعت نے مولوی عبدالرحمان کو خط لکھا کہ اب ہم کسی اور شخص یا جمعیت سے بات کرنے کو تیار نہیں چونکہ تکفیر اور بائیکاٹ کی ابتدا آپ نے کی ہے آپ خود ہی اپنا فتویٰ کفر قرآن و حدیث سے صحیح ثابت کریں۔ سید صاحب صرف اس لئے ٹھہرے ہیں کہ اگر آپ مقابل پر آئیں تو اس مسئلہ کا فیصلہ ہو جائے، اگر آپ مقابل پر نہ آئے اور سید صاحب کے جانے کے بعد اشتعال انگیزی کی تو عنداللہ اور عندالناس آپ جھوٹے ثابت ہوں گے اسی مضمون کی منادی پبلک میں بھی کرا دی گئی۔ مولوی عبدالرحمان صاحب نے جواب میں لکھا کہ مسئلہ کفر و اسلام احمدیاں پر بحث نہیں ہوتی بلکہ مرزا صاحب کے صدق و کذب پر ہوگی، انہیں لکھا گیا کہ جس مضمون پر آپ اتنے عرصہ سے تقریریں کرتے رہے ہیں اس سے اب کیوں گریز کرتے ہیں، آپ کو حق ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے کذب کی جتنی دلیلیں ممکن ہوں پیش کریں لیکن یہ ضرور ثابت کرنا پڑے گا کہ آپ کے دلائل از روئے قرآن وحدیث حضرت مرزا صاحب اور ان کی جماعت کو کافر ثابت کرتے ہیں۔ کسی کا کذب ثابت ہونے سے لازماً اس کا کافر ہونا ثابت نہیں ہوتا گنہگار یا مخطی ہونا ثابت ہوتا ہے اور شہر میں جو فتنہ ڈالا گیا ہے وہ احمدیوں کے گنہگار ہونے کی بناء پر نہیں بلکہ کفر کی بناء پر ڈالا گیا ہے لہذا آپ چاہیں تو مسئلہ کفر و اسلام پر مناظرہ کے بعد صدق و کذب پر الگ مباحثہ رکھ دیں چاہیں تو اسی مباحثہ میں حضرت مرزا صاحب کے نعوذ باللہ کاذب اور مفتری ہونے کے تمام دلائل پیش کر کے انہیں کافر ثابت کریں مگر بنائے فساد آپ کا حربہ تکفیر ہے اسلئے اس پہ ضرور بحث ہوگی تا معلوم ہو کہ کون کاذب اور کون مومن ہے ہماری طرف سے اختیار دیا گیا کہ جو جگہ آپ پسند کریں ہم مباحثہ کے لئے پہنچ جائیں گے مولوی عبدالرحمان صاحب نے اس خط کا کوئی جواب نہ دیا اور صرف یہ لکھ بھیجا کہ آکر شرطیں طے کر لو ہمارے اصحاب ان کے پاس پہنچے اور ان کو کہا کہ سب شرطیں منظور ہیں مگر مسئلہ کفر و اسلام پر مباحثہ سے ہم آپ کو ہٹنے

آپ کا فتویٰ غلط تھا اور احمدی مسلمان ہیں۔ اب مولوی صاحب کے تمام عذرات ٹوٹ چکے تھے، ایک معزز پیر صاحب نے جو احمدی نہیں ہیں یہاں تک مولوی عبدالرحمان سے کہا اس امر پر مباحثہ کر لو کہ کیا "مرزا صاحب کاذب اور کافر ہیں" مگر اسے بھی مولوی عبدالرحمٰن نے منظور نہ کیا اور ہمیشہ کی بدنامی کا داغ پیشانی پر لے لیا، رات میری ایک تقریر زیر صدارت جناب غلام احمد صاحب بٹ سالار اعظم مسلم کانفرنس ہوئی اور قبلہ ا... صاحب نے وجد آفریں نظم پڑھی۔ بڑی کثرت سے لوگ جمع ہوئے۔ اور جماعت کے متعلق نہایت خوشگوار اثر لے کر گئے۔

مولوی عبدالرحمٰن کی عربی دانی

مولوی عبدالرحمٰن کا دعویٰ ہے کہ میں عربی کا باپ ہوں، مگر اس نے اپنے خط میں جو سیکرٹری صاحب جماعت پونچھ کے پاس ہے اپنی جہالت کا کافی ثبوت دیا، لکھا کہ مناظرہ صدق کذب مرزا صاحب پر ہوگی لیس الا شرائط مناظرہ طے کر لیں"، نہ تو صدق اور کذب کے درمیان کوئی حرف عطف لکھا اور نہ ہی اس کو یہ معلوم ہے کہ لیس الا کا مطلب کیا ہے اور ان کے استعمال کا یہ موقع بھی ہے یا نہیں۔ اس خط پر پبلک میں اسے کافی ذلت اٹھانی پڑی۔

مولوی عبدالرحمان نے اپنی خفت مٹانے کے لئے شہر کے باہر دو راپنے شاگردوں کو لے جا کر ایک تقریر سنائی کہ مرزا صاحب دعویٰ خدائی و نبوت وغیرہ کے باعث کافر ہیں عوام کو جب معلوم ہوا تو انھوں نے کہا کہ یہی وجوہ کفر احمدی مبلغ کے سامنے پیش کرتے میں کیا رکاوٹ تھی۔

نتائج اللہ تعالےٰ نے اس فتنہ کو جماعت کے لئے برکت کا موجب ثابت کیا، مکفر مولویوں کے دلوں پر رعب طاری ہو گیا پونچھ کے ذرے ذرے نے حضرت مسیح موعود کے اس شعر کا نقشہ پھر آنکھوں کے سامنے دیکھا کہ

چہ ہیبت ہا بداد نداین جواں را
کہ ناید کس بمیدان محمد

رخصت ہونے سے قبل متعدد معززین کی زبانی اطلاع ملی کہ مکفر مولوی عبدالرحمان کو مسجد کی امامت سے الگ کر دیا گیا ہے اس نے اپنے اہل و عیال کو باہر بھیج دیا ہے سات افراد نے جماعت میں شمولیت اختیار کی جن کے اسماء حسب ذیل ہیں:۔

(۱) بابو غلام محمد صاحب سب انسپکٹر۔
(۲) مرزا عبدالحمید صاحب۔
(۳) ملک محمد صادق صاحب کنٹریکٹر
(۴) غلام قادر جنگ صاحب ٹیلر ماسٹر
(۵) شیخ منیع خنیر رضا صاحب۔
(۶) ماسٹر عبدالاحد صاحب ہیڈ ماسٹر
بقیہ

معززین شہر و حکام نے دعوتوں اور پارٹیوں میں تبادلۂ خیالات کیا اور اچھا اثر لیا۔ جب پونچھ میں قیام مسجد کی اپیل کی گئی تو غریب جماعت نے حیثیت سے بڑھکر ایثار کا نمونہ دکھایا، جناب منشی احمد دین صاحب نے فوراً ایک سو روپیہ نکال کر دیا۔ جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب اور جناب منشی غلام احمد صاحب نے بھی ایک ایک سو روپیہ دیا، جناب بابو غلام محمد صاحب سب انسپکٹر نے ایک ماہ کی تنخواہ اداء الاؤنس پیش کیا ابھی یہ سلسلہ جاری ہے، اور قابل رقم جمع ہو جائے گی، اور انشاء اللہ جماعت کے آئندہ اجتماعات اپنے جلسہ گاہ میں ہوں گے۔

یاد احباب ممکن ہے اس وقت کئی دلچسپ واقعات تحریر میں نہ آسکے ہوں مگر روئداد ختم ہونے سے پہلے میں اپنی جماعت کے ہر فرد، مسلم کانفرنس کے معزز ارکان۔ اور خاکسار و اہل حدیث اصحاب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس موقعہ پر انتہائی خلوص کا ثبوت دیا یہ رپورٹ لکھتے ہوئے ان میں سے ہر ایک مخلص وجود کی تصویر میری آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہے، ان سب کا ذکر نام بنام کرنا مشکل ہے، مگر ان میں سے ہر ایک کے اخلاص اور اسلامی غیرت کا میرے دل پر نہ مٹنے والا نقش موجود ہے۔ ان سب کو میرا مخلصانہ سلام پہنچے۔ مجھے ان کے حالات سے ہمیشہ دلچسپی رہے گی اور اس دن کا انتظار رہے گا جب ان کی کوششوں سے ملت کی قسمت بدل جائے گی۔

یومِ وصال
حضرت مسیح موعود کا جلسہ

بعض مجبوریوں کے پیش نظر اس دفعہ مورخہ ۲۶ رمئی کو یوم وصال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جلسہ منعقد نہیں ہو سکا اس لئے اب جلسہ کی تاریخ ۲ رجون مقرر کی گئی ہے جلسہ مسلم ہائی سکول لاہور میں شام ساڑھے دس بجے زیر صدارت حضرت مولانا صدرالدین صاحب منعقد ہوگا جس میں محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری اور جناب مرزا مسعود بیگ صاحب تقاریر فرمائیں گے احباب لاہور کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اس جلسہ کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اس جلسہ میں ضرور شریک ہوں اور اپنے ہمراہ غیر احمدی دوستوں کو بھی لائیں ایسے مواقع جماعتوں کی زندگی کے آئینہ دار ہوتے ہیں ایسا جلسہ میں شرکت کر کے ہمارے دوستوں کو اپنی زندگی و اخلاص کا ثبوت دینا چاہیئے جماعت لاہور کے دوستوں کا اس جلسہ میں شریک ہونا از بس ضروری ہے

اُن صاحبان کی فہرست جنہوں نے حمائل شریف کی تقسیم میں حصہ لیا

نوٹ:- حضرت امیرایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک تقسیم حمائل شریف میں جن احباب نے حصہ لیا ان کے نام شکریہ کیساتھ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بیش از بیش خدمات دینی کی توفیق عطا فرمائے۔

نمبر	نام و پتہ	مقام	پائی	آنے	روپے
۱	بابو عبدالحق صاحب و فرزندان محلہ مستریاں	جہلم	۰	۸	۶
۲	خان محمد صادق خانصاحب سب انسپکٹر پولیس پتوکی ضلع لاہور	پتوکی	۰	۰	۴۹
۳	خواجہ محمد اکبر و محمد اصغر صاحبان	لاہور	۰	۸	۳۲
۴	جناب سید الف شاہ صاحب مقام گورالی ضلع گجرات	گورالی	۰	۱۲	۳
۵	جناب شیخ نثار احمد صاحب	وزیرآباد	۰	۸	۳۲
۶	خانصاحب قاضی سمیع اللہ صاحب	ملتان	۰	۰	۲۶
۷	منجانب جماعت وزیرآباد بذریعہ شیخ حفیظ اللہ صاحب	وزیرآباد	۰	۴	۴۲
۸	منجانب جماعت لدھیانہ بذریعہ ملک خدا بخش صاحب	لدھیانہ	۰	۴	۳
۹	محترمہ والدہ محمد اقبال صاحب موچی دروازہ	لاہور	۰	۴	۳
۱۰	جناب شیخ عظمت اللہ صاحب ونٹ ویو ہوسٹل	سیالکوٹ چھاؤنی	۰	-	۲۶
۱۱	جناب ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب ہ و ٹرمال	لاہور	۰	-	۳۲۵
۱۲	جناب ڈاکٹر ایم شریف صاحب کینفیل ہسپتال	کلکتہ	۰	۸	۳۲
۱۳	جناب میاں لال دین احمد صاحب ملٹری ڈیری فارم	ملتان چھاؤنی	۰	۰	۱۰
۱۴	میاں چراغ الدین صاحب بزاز بذریعہ شیخ محمد حسین صاحب پنشنر	گوجرانوالہ	۰	۸	۶
۱۵	جناب ملک عبدالکریم صاحب کنگریال کبیروالا ضلع ملتان	کبیروالا	۰	۴	۳
۱۶	جناب عطاالٰہی خانصاحب سیکنڈ ماسٹر برنالہ تحصیل بھمبر	برنالہ	۰	۴	۳
۱۷	جناب مولانا عبدالباری صاحب عظیم کلہ ضلع بنوں	عظیم کلہ	۰	۴	۱۶
۱۸	جناب شیخ فیروزالدین و فضل حق صاحبان غلہ منڈی	لائل پور	۰	-	۳۰
۱۹	جناب خلیل احمد صاحب ٹکٹ کلکٹر	لاہور	۰	۸	۲
۲۰	جناب میاں نصیر احمد صاحب فاروقی آئی سی ایس	بمبئی	-	۸	۳۲
۲۱	جناب شیخ یزد بخش صاحب	پشاور	۰	۴	۱۶
۲۲	جناب محمد زبیر صاحب کمپونڈر صدہ کورم ضلع کوہاٹ	صدہ کورم	۰	۱۲	۹
۲۳	بذریعہ چوہدری فضل داد صاحب محصل از لمبوڑ ضلع گجرات	لمبوڑ	-	۸	۳۲
۲۴	جناب ملک غلام سرور صاحب منڈی بہاؤالدین	منڈی بہاؤالدین	۰	-	۱۳
۲۵	منجانب جماعت لاہور بذریعہ غلام محمد محصل	لاہور	-	-	۳
۲۶	جناب احمد حسین خانصاحب دفتر آب و ہوا	لاہور	۰	۲	۳
۲۷	جناب محمد امین صاحب بذریعہ ڈاکٹر حسن غنی صاحب	گوجرانوالہ	-	۴	۳
۲۸	زبیدہ بیگم صاحبہ بنت میاں عبدالعزیز صاحب	راولپنڈی	۰	۸	۶
۲۹	محترمہ اہلیہ حکیم شاہنواز خاں صاحب مرحوم راولپنڈی	راولپنڈی	-	۴	۳
۳۰	منجانب جماعت راولپنڈی بذریعہ فخرالدین احمد صاحب	راولپنڈی	۰	۸	۶
۳۱	جناب شیخ میاں مولا بخش صاحب	لائل پور	۰	-	۳۰
۳۲	جناب شیخ انعام اللہ صاحب سندھ ہوٹل	لاہور	۰	۸	۶
۳۳	جناب میاں نظام الدین صاحب ماڈل	سرینگر	۰	۸	۳
۳۴	منجانب جماعت فاجیوال بذریعہ چوہدری سلطان احمد صاحب		۰	-	۱۳
۳۵	خان بہادر مرزا غلام صمدانی خاں صاحب	پشاور	۰	-	۱۰
۳۶	منجانب جماعت جموں بذریعہ مفتی فضل احمد صاحب	جموں	۰	۲	۳
۳۷	عطاالٰہی صاحب سیکنڈ ماسٹر	برنالہ	۰	۸	۶
۳۸	بذریعہ چوہدری فضل داد صاحب محصل	لمبوڑ	۰	۶	۳
۳۹	بذریعہ جی بشیر احمد صاحب کاٹن فیکٹری	سانگلہ	۰	-	۱۳
۴۰	جناب محمد خلیل احمد صاحب ٹکٹ کلکٹر	لاہور	۰	۰	۱۰
۴۱	بذریعہ آفتاب صاحب معرفت امرجیت سنگھ اینڈ کو نوکنڈل بلوچستان	نوکنڈی	۰	-	۳۵
۴۲	منجانب جماعت لاہور بذریعہ غلام محمد محصل	لاہور		۴	۳
۴۳	منجانب جماعت وزیرآباد بذریعہ جناب شیخ محمد عبداللہ صاحب	وزیرآباد	۰	۰	۷
۴۴	Captain T. A. H. Khan بذریعہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ		۰	-	۱۰۰
	میزان		۰	۱۲	۱۰۱۸

قادیانی جماعت کا اصل عقیدہ ظاہر ہو گیا

مخالف علماء حضرت مسیح موعود پر دعویٰ نبوت کا الزام دینے میں سچے تھے

اور

حضرت مسیح موعود انکارِ نبوت میں نعوذباللہ جھوٹے تھے

قادیانی پریس اپنے غلط عقاید کا پروپیگنڈا کرنے میں منطقی مغالطوں، لیچا پیچیوں اور موشگافیوں سے کام لیتا تھا لیکن اس جنگ میں ڈاکٹر گوئبلز کے پروپیگنڈا کے فن سے قادیانیوں نے خوب استفادہ کیا ہے یعنی انتہائی دلیری کے ساتھ واقعات کے متعلق جھوٹ بولنا شروع کر دیا ہے۔ اس جھوٹ کی ابتداء خلیفہ صاحب نے اپنے ان تاریخی جھوٹوں سے کی جنہیں ہم گذشتہ سال پیغام صلح میں متعدد دفعہ شائع کر چکے ہیں، اب حال ہی میں فرقان اور الفضل نے یہ شگوفہ چھوڑ دیا کہ مخالف علماء نے دعویٰ نبوت کی وجہ سے حضرت مسیح موعود پر کفر کے فتوے لگائے جس سے اس جماعت کا اصل عقیدہ ظاہر ہو گیا ہے لیکن ان گوئبلز کے شاگردوں سے کوئی پوچھے کہ جب مخالف علماء حضرت مسیح موعود پر دعوے نبوت کا الزام دینے میں سچے تھے تو حضرت مسیح موعود انکار نبوت میں نعوذباللہ کیا تھے؟ حضرت مسیح موعود کے انکار نبوت کے امر واقعہ اور مذکورہ قادیانی جھوٹ کے تقابل سے جو منطقی نتیجہ نکلتا ہے اسے مندرجہ ذیل حوالوں کا موازنہ کر کے ملاحظہ فرمائیں۔ فرقان مارچ ۱۹۴۵ء لکھتا ہے:۔

"بمبئی میں قیام کے دوران میں مولوی محمد علی صاحب سے چند لوگوں نے یہ سوال کیا:۔
"اگر حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا، تو مسلمان علماء نے ان پر کیوں کفر کا فتوےٰ لگایا"

(پیغام صلح ۲۸ر فروری ۱۹۴۵ء)

نہ معلوم مولوی صاحب نے اس سوال پر خاموشی ہی مصلحت سمجھی ہوگی۔ وگرنہ غیر احمدی احباب کی طرف سے ایسا سوال پیش ہونا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نبوت کا ہی دعوےٰ فرمایا جس پر غیر احمدی علماء آتش زیر پا ہوئے اور انھوں نے حضور کی مخالفت میں ہر حربہ کو استعمال کیا یہاں تک کہ کفر کے فتوے بھی لگائے وگرنہ اگر نبوت کا دعویٰ نہ ہوتا تو کفر کے فتوےٰ کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی"

الفضل مورخہ ۳۰۔ اپریل ۱۹۴۵ء رقمطراز ہے:۔

"عقیدہ اجرائے نبوت کی بناء پر (حضرت مسیح موعود پر۔ ناقل) فتویٰ تکفیر لگایا گیا اور آج تک اس پر زور شور سے بحث کی جاتی ہے"

لیکن حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"نبوت کا دعوےٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے جس حالت میں رؤیاء صالحہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے تو محدثیت جو قرآن شریف میں نبوت کیساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے جس کے لئے صحیح بخاری میں حدیث بھی موجود ہے۔ اسکو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے تو کیا اس سے نبوت کا دعوےٰ لازم آگیا" (ازالہ اوہام صفحہ ۴۲۱، ۴۲۲)

قادیانی پریس کو حضرت مسیح موعود پر اتنی افتراء پردازی کرتے ہوئے کچھ شرم محسوس ہونی چاہیئے۔

جھنگ میں ایک جلسہ

جناب بابو دین محمد صاحب ہیڈ کلرک سنٹرل جیل جھنگ اور چند دیگر احباب کی کوشش سے ۱۵ر مئی کو بعد نماز عشاء جھنگ میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسہ کا اعلان شہر اور ریلوے کی حدود میں بذریعہ منادی کر دیا گیا تھا، خاکسار نے "اسوہ حسنہ" پر تقریر کی جسے سامعین نے نہایت جذب و شوق سے سنا۔ بعد از جلسہ مختلف احباب نے ملاقاتیں کیں، اور اعتراف کیا کہ جھنگ میں پہلی مرتبہ ایسی ایمان افروز تقریر ہوئی ہے اللہ تعالیٰ جناب بابو دین محمد صاحب کو ان کی کوششوں کے لئے جزائے خیر دے۔

خاکسار سید اختر حسین گیلانی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار ارگن

پیغام صلح

ایڈیٹر:- ایس محمد آصف بی - اے - جائنٹ ایڈیٹر:- شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۳ لاہور - یوم چہارشنبہ - مؤرخہ ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۶۴ھ ۶ جون ۱۹۴۵ء نمبر ۲۳

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
۴- سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵- اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فتویٰ کفر کن حالات کے ماتحت لگانا چاہیئے

متدین اور پرہیزگار علماء کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ جب تک ان کے ہاتھ میں کسی کے کافر ٹھیرانے کے لئے ایسی صحیحہ یقینیہ قطعیہ وجوہ نہ ہوں کہ جن اقوال کی بناء پر کفر کا الزام لگایا جاتا ہے ان اقوال مستلزم کا وہ اپنے منہ سے صاف اقرار کرے انکار نہ کرے تب تک ایسے شخص کو کافر بنانے میں جلدی نہ کریں لیکن دیکھنا چاہیئے کہ میاں نذیر حسین اسی تقویٰ کے طریق پر چلے ہیں یا اور طرف قدم مارا سو واضح ہو کہ میاں نذیر حسین نے تقویٰ اور دیانت کے طریق کو بکلی چھوڑ دیا۔ میں نے دہلی میں تین اشتہار جاری کئے اور اپنے اشتہارات میں بار بار ظاہر کیا کہ میں مسلمان ہوں اور عقیدہ اسلام رکھتا ہوں بلکہ میں نے اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر پیغام پہنچایا کہ میری کسی تحریر یا تقریر میں کوئی ایسا امر نہیں ہے جو نعوذ باللہ عقیدہ اسلام کے مخالف ہو صرف معترضین کی اپنی ہی غلط فہمی ہے ورنہ میں تمام عقاید اسلام پر بدل وجان ایمان رکھتا ہوں اور مخالف عقیدہ اسلام سے بیزار ہوں لیکن حضرت میاں صاحب نے میری باتوں کی طرف کچھ بھی التفات نہ کی اور بغیر اس کے کہ کچھ تحقیق وتفتیش کرتے مجھے کافر ٹھیرا دیا بلکہ میری طرف سے انا مومن انا مومن کے صاف اقرارات بھی سنکر بھی لست مومنا کہہ دیا اور جابجا اپنی تحریروں اور تقریروں اور اپنے شاگردوں کے اشتہارات میں اس عاجز کا نام کافر و بے دین اور دجال رکھا اور تمام طور پر مشتہر کر دیا کہ یہ شخص کافر اور بے ایمان اور خدا اور رسول سے روگرداں ہے۔ سو میاں صاحب کی اس پھونک سے عوام الناس میں ایک سخت آندھی پیدا ہوگئی اور ہندوستان اور پنجاب کے لوگ ایک سخت فتنہ میں پڑ گئے۔ خاص کر دہلی والے تو میاں صاحب کی اس انگر اندازی سے آگ بگولا بن گئے شاید دہلی میں ساٹھ یا ستر ہزار کے قریب مسلمان ہوگا لیکن ان میں سے واللہ اعلم شاذونادر کوئی ایسا فرد ہوگا جو اس عاجز کی نسبت گالیوں اور لعنتوں اور ٹھٹھوں کے کرنے یا سننے میں شریک نہ ہوا ہو۔ یہ تمام ذخیرہ میاں صاحب کے ہی اعمال نامہ سے متعلق ہے جس کو انھوں نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں اپنی عاقبت کے لئے اکٹھا کیا انھوں نے سچی گواہی پوشیدہ کرکے لاکھوں دلوں میں جما دیا کہ درحقیقت یہ شخص کافر اور لعنت کے لایق اور دین اسلام سے خارج ہے اور میں نے انہیں دنوں میں جبکہ میں دہلی میں مقیم تھا شہر میں تکفیر کا عام غوغا دیکھکر ایک خاص اشتہار انہیں میاں صاحب کو مخاطب کرکے شائع کیا۔ اور چند خط بھی لکھے۔ اور نہایت انکسار اور فروتنی سے ظاہر کیا کہ میں کافر نہیں ہوں اور خدائے تعالیٰ جانتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور ان سب عقاید پر ایمان رکھتا ہوں جو اہل سنت والجماعت مانتے ہیں اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہوں اور قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہوں۔ اور میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں اور یہ بھی لکھا کہ میں ملائک کا منکر بھی نہیں بخدا میں اسی طرح ملائک کو مانتا ہوں جیسا کہ شرع میں مانا گیا اور یہ بھی بیان کیا کہ میں لیلۃ القدر کا بھی انکاری نہیں۔ بلکہ میں اس لیلۃ القدر پر بھی ایمان رکھتا ہوں جس کی تصریح قرآن اور حدیثوں میں وارد ہو چکی ہے اور یہ بھی ظاہر کر دیا کہ میں وجود جبرائیل اور وحی رسالت پر ایمان رکھتا ہوں انکاری نہیں اور نہ حشر ونشر اور یوم البعث سے منکر ہوں اور نہ خام خیال نیچریوں کی طرح اپنے مولا کی کامل عظمتوں اور کامل قدرتوں اور اس کے نشانوں میں شک رکھتا ہوں اور نہ کسی استبعاد عقلی کی وجہ سے معجزات کے ماننے سے منہ پھیرنے والا ہوں اور کئی دفعہ میں نے تمام جلسوں میں ظاہر کیا کہ خدا تعالیٰ کی غیر محدود قدرتوں پر میرا یقین ہے بلکہ میرے نزدیک قدرت کی غیر محدودیت الوہیت کا ایک ضروری لازمہ ہے۔

(آسمانی فیصلہ صفحہ ۵)

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ سے خط وکتابت کا پتہ

پیغام صلح کی کسی گزشتہ اشاعت میں یہ خبر درج ہو چکی ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی تشریف لے گئے ہیں احباب سلسلہ کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ حضرت ممدوح سے مندرجہ ذیل پتہ پر خط وکتابت کریں۔

دارالسلام - ڈلہوزی
ضلع گورداسپور

جناب میاں غلام عباس صاحب کو الوداعی ٹی پارٹی

دہلی ۲۷ مئی ۱۹۴۵ء

جماعت دہلی کے صدر مکرم جناب میاں غلام عباس صاحب او - بی - ای ڈپٹی فائنل ایڈوائزر کا تبادلہ دہلی سے بحیثیت کنٹرولر ملٹری اکاونٹس میرٹھ ہو گیا ہے۔ اس موقعہ پر جماعت دہلی کی طرف سے مکرم میاں صاحب کو ایک الوداعی ٹی پارٹی ۲۶ مئی کی شام کو دی گئی جس میں حاضرین کی تواضع نہایت اعلیٰ پیمانہ پر مشروبات، شیرینی اور چائے سے کی گئی۔ اختتام پر موقعہ کی مناسبت سے جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی اور جناب شیخ عبدالحق صاحب نے مختصر تقاریر کیں، جن میں جناب میاں صاحب کی خدمات اور ان سے جماعت کی توقعات کا ذکر کیا محترم میاں صاحب نے اخلاص سے بھرے ہوئے مختصر الفاظ میں جواب دیا — اسی موقعہ پر جناب میاں صاحب کی تحریک پر جناب حاجی اکرام اللہ خاں صاحب کو باتفاق آراء صدر اور جناب خواجہ صلاح الدین احمد صاحب بن حضرت خواجہ کمال الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو نائب صدر منتخب کیا گیا۔

اس مجلس کی کامیابی اور حسن انتظام کے لئے جناب مولانا عبدالرحمان صاحب اور خان اکرام اللہ خاں صاحب خصوصیت سے شکریہ کے مستحق ہیں۔

میر مدثر شاہ صاحب کے لئے دعا کی تحریک

میر مدثر شاہ صاحب پشاور سے اپنے ایک گرامی نامہ میں اطلاع دیتے ہیں کہ

"مجھے قریب ایک ہفتہ سے دردسر کا عارضہ ہو گیا ہے بلڈ پریشر معلوم ہوتا ہے کبھی ایسا شدید دورہ پڑتا ہے کہ نماز کی رکعات کا بھی پتہ نہیں لگتا آخر نماز توڑ دیتا ہوں اگر ایک طرف منہ پھیروں تو معلوم ہوتا ہے میرا سر بڑی دور چلا گیا ہے اور ایک چکر معلوم ہوتا ہے"

میر صاحب مکرم کا وجود ہماری جماعت کے لئے بہت بڑے فوائد کا موجب ہے، اس پیرانہ سالی میں بھی آپ وعظ وتبلیغ میں رات دن منہمک رہتے ہیں احباب کرام سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

احمدیہ بلڈنگس میں یوم وصال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جلسہ

مورخہ ۲۷ مئی شام کے دس بجے مسلم ہائی سکول احمدیہ بلڈنگس لاہور میں زیر صدارت حضرت مولانا صدر الدین صاحب یوم وصال حضرت مسیح موعود کا جلسہ منعقد ہوا جس میں احباب سلسلہ اور غیر از جماعت دوستوں نے شمولیت فرمائی۔ تلاوت قرآن مجید، نعت خوانی کے بعد حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے جلسہ کی کارروائی شروع فرمائی۔ جناب مرزا مسعود بیگ صاحب ایم۔ اے نے حضرت مرزا صاحب کے عشق رسول اور عشق قرآن پر تقریر فرمائی آپ نے جذبۂ عشق کا تجزیہ کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود کے کلام سے متعدد اشعار پڑھکر سنائے جنکو سن کر محسوس ہوتا تھا کہ حضرت امام عصر حاضر کو قرآن اور رسولؐ سے ایک بے پایاں عشق تھا اور ان دونوں کے متعلق حضرت کے دل میں ایسے گہرے اور قوی جذبات تھے کہ الفاظ اور بندشیں ان کی متحمل نہیں ہو سکتیں مرزا مسعود بیگ صاحب کے بعد محترم جناب شیخ عبدالرحمان صاحب مصری نے حضرت مرزا صاحب کی اسلامی خدمات کے موضوع پر بصیرت افروز تقریر کی آپ نے فرمایا کہ حضرت مرزا صاحب کی اسلامی خدمات کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا جبتک انکے دعویٰ کو اچھی طرح نہ سمجھ لیا جائے حضور کا دعویٰ اور یہ خدمات لازم وملزوم ہیں۔ اس تمہید کے بعد شیخ صاحب مکرم نے حضرت صاحب کے دعویٰ پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت صاحب کی بے نظیر خدمات...

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

پیغام صلح

جلد ۳۳ | مورخہ ۲۴ رجمادی الثانی ۱۳۶۴ھ | نمبر ۲۳

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اختلافات میں نبی کریم صلعم کا فیصلہ جماعت لاہور کے حق میں

احادیث نبویہ میں جناب میاں صاحب کی صحیح تصویر

حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر ایک اور دلیل

{از محترم جناب شیخ عبد الرحمان صاحب مصری}

احادیث میں مسیح و مہدی کی وفات کے بعد ان کی جماعت کے متعلق تین اہم پیشگوئیاں ہیں جن کو میں احباب کی آگاہی کے لئے ذیل میں درج کرتا ہوں:۔

پہلی پیشگوئی} حج الکرامۃ مصنفہ نواب صدیق حسن خان صاحب کے صفحہ ۴۲۸ پر مندرجہ ذیل حدیث درج ہے:۔ ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت درج ہے کہ

ینزل عیسی ابن مریم فیقتل الدجال و یمکث اربعین عاما یعمل فیھم بکتاب اللہ وسنتی و یموت فیستخلفون بامر عیسی رجلا من بنی تمیم یقال لہ المقعد فاذا مات المقعد لم یات علی الناس ثلث سنین حتی یرفع القرآن من صدور الرجال۔ ترجمہ اس کا یہ ہے کہ نبی کریم صلعم فرماتے ہیں کہ عیسی بن مریم نازل ہونگے دجال کو قتل کریں گے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میری سنت پر عمل کرتے ہوئے چالیس سال رہیں گے پھر فوت ہو جائیں گے لوگ عیسیٰ کے حکم سے بنی تمیم کے ایک آدمی کو خلیفہ بنائیں گے اس کا نام مقعد ہوگا جب مقعد فوت ہو جائیگا تو لوگوں پر تین سال نہیں گذریں گے کہ قرآن بعض لوگوں کے سینوں سے اٹھا لیا جائیگا۔ پھر اس کے بعد ایک اور حدیث نقل کی ہے جس میں اس خلیفہ کو قحطانی کے نام سے پکارا گیا ہے اور اس کے متعلق نبی کریم صلعم فرماتے ہیں فوالذی بعثنی بالحق ماھو دونہ یعنی مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ یہ شخص جس کو مسیح و مہدی کے بعد لوگ خلیفہ بنائیں گے مہدی سے کم نہیں ہے اس پر شارح حدیث لکھتے ہیں یعنی صلاح سیرت و سیرت میں مہدی سے کم نہیں ہوگا پھر صفحہ ۴۴۲ پر تمام احادیث پر مجموعی نظر ڈالتے ہوئے اس مقعد کو قریشی سے قرار دیا ہے۔

مصداق پیشگوئی} اس حدیث کا ایک ایک لفظ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اس پیشگوئی کے مصداق حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضؓ تھے آپ حضرت مسیح موعودؑ کے اس حکم کے ماتحت خلیفہ بنائے گئے تھے جو حضورؑ نے رسالہ الوصیت میں تحریر فرمایا تھا کہ چالیس مومن جس شخص پر اتفاق کریں وہ میرے بعد میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے۔ ویسے بھی حضورؑ نے مولانا کی شان میں جو یہ الفاظ فرمائے ہوئے تھے چہ خوش بودی گر ہر یک ز امت نورالدین بودے سے صاف اشارہ فرما رہے تھے کہ وہ آپ کے بعد آپ کے نام پر بیعت لینے کے اولین مستحق تھے۔

پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ مولانا قریش میں سے تھے پھر حدیث میں جو دو نام مقعد اور قحطانی آپ کے بتائے گئے ہیں وہ بھی آپ پر پوری طرح چسپاں ہوتے ہیں یاد رہے کہ یہ دونوں نام علم نہیں بلکہ آپ کے صفاتی نام ہیں۔

مقعد کے معنی لغت میں کھڑا کرنے والا بٹھلا دینے والا۔ خدمت کرنے والا اور کسب کی تکلیف سے اپنے باپ کو رہائی دینے والا لکھے ہیں۔

اس میں کیا شک ہے کہ یہ تمام صفات آپ کے اندر بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں آپ نے گرتی ہوئی جماعت کو کھڑا کر دیا ان کے اندر قرآن کی محبت پیدا کر کے اس کا علم دے کر اس کی اشاعت کے لئے انہیں کھڑا کر دیا۔ آپ میں تمام ان لوگوں کو جو حق کی مخالفت کے لئے اٹھتے تھے بٹھا دینے کی پوری قوت موجود تھی آپ تمام عمر اسلام اور جماعت کی خدمت میں لگے رہے ان کی موجودگی کی وجہ سے حضرت اقدس کو جو آپ کے روحانی باپ تھے جماعت کی تربیت کی فکر سے رہائی رہتی تھی۔ پھر دوسرا صفاتی نام آپ کا قحطانی آیا ہے جس کے اندر شدت ضرب کا مفہوم پایا جاتا ہے گویا آپ شیطانی لشکروں پر ضرب شدید لگانے والے تھے۔

پھر تیسری بات حدیث میں آپ کے متعلق یہ لکھی ہے کہ وہ مہدی سے کمتر نہیں حضرت مولانا رضؓ کے حالات کو جاننے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ کی یہ وصف بھی آپ پر پوری طرح منطبق ہوتی ہے

دوسری پیشگوئی} پھر اسی کتاب کے صفحہ ۴۲۸ پر ایک دوسری حدیث نقل کی گئی ہے جو کعبؓ سے مروی ہے وہ روایت کرتے ہیں کہ مہدی فوت ہوگا اور لوگ اس کے بعد مہدی کے اہل بیت میں سے ایک شخص کو والی بنائیں گے اس میں خیر و شر ہر دو ہونگے اور اس کا شر اسکے خیر سے زیادہ ہے وہ لوگوں کے ساتھ سخت غصہ سے پیش آئیگا اور ان کو جماعت کے بعد فرقت کی طرف لے جائے گا اس کے بعد حدیث میں اس شخص کے انجام کا ذکر ہے جس کا یہاں درج کرنا سر دست مناسب نہیں۔ اس کیساتھ ہی زہری سے ایک روایت درج ہے کہ لوگ مہدی کی وفات کے بعد فتنہ میں پڑ جائیں گے۔ پھر صفحہ ۴۴۳ پر لکھا ہے . . . . . کہ جب پہلا خلیفہ مقعد فوت ہوگا تو ایک ایسا شخص والی ہوگا جس کی سیرت نیک نہ ہوگی اس دوسرے والی کے خلاف خروج کرے گا ایک ایسا شخص جس کا نام مخزومی ہوگا اور یہ مخزومی شخص پہلے خلیفہ قحطانی کی سیرت کا ہوگا اور اس کا لقب منصور ہوگا اور حارث والی حدیث میں بھی مہدی کے مقدمۃ الجیش کے افسر کو منصور قرار دیا گیا ہے اور پھر حضرت اقدس کو بھی ایک کشف میں وہ منصور دکھلایا گیا تھا اور مولانا محمد علی صاحب ہی مقدمۃ الجیش کے سردار ہیں اور وہی حضورؑ کو کشف میں بار بار دکھلائے جاتے ہیں۔ یہ احادیث زوال بالکل واضح ہیں ان کے متعلق مجھے کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں ان میں یہ صاف پیشگوئی ہے کہ دوسرا خلیفہ مہدی کا مہدی کے اہل بیت میں سے ہوگا اس کی سیرت نیک نہ ہوگی اس میں خیر و شر دونوں پائے جائیں گے خیر کے مقابلہ میں شر زیادہ ہوگا وہ سخت گیر ہوگا یہ الفاظ صریح طور پر اس دہشت زدگی اور بائیکاٹوں اور دیگر قسم کی ناجائز سزاؤں کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جو قادیان میں عام رائج ہیں اور جن سے واقف کار دوست ناواقف نہیں۔ پھر اس کی نمایاں صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ جماعت میں تفرقہ ڈلوا دیگا اور لوگ فتنہ میں پڑ جائیں گے۔

تیسری پیشگوئی} پھر ان اقوال میں ایک تیسری پیشگوئی بھی درج ہے اور وہ یہ کہ اس دوسرے خلیفہ کے خلاف ایک اور شخص کھڑا ہوگا اس کی صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ پہلے خلیفہ جیسی سیرت رکھتا ہوگا اور اس کا صفاتی نام مخزومی ہوگا جس کے معنی لغت کی رو سے یہ ہیں کہ اس کی ناک میں مسیح و مہدی کی اطاعت کا حلقہ ہوگا اور وہ قرآن کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے والا ہوگا کیونکہ مخزوم وہ شخص ہے جس کی ناک میں خزامہ ہو اور خزامہ کی جمع خزائم ہے اور زبان عربی کا محاورہ ہے اعطوا القرآن خزائمھم ای انقادوا لہ یعنی قرآن کے فرمانبردار ہوگئے پس مخزومی کا مفہوم یہ ہوا کہ وہ شخص مسیح موعود کی تعلیم کے پیچھے پیچھے چلنے والا اور قرآن کی فرمانبرداری کرنے والا ہوگا اور اس وجہ سے حدیث میں اس کی سیرت کو پہلے خلیفہ کی سیرت کے مشابہ قرار دیا گیا ہے یہ امر ان احباب پر مخفی نہیں جنہوں نے حضرت مولانا نورالدین رضؓ کو دیکھا ہے کہ وہ بھی مسیح موعودؑ کی تعلیم کی پیروی کرنے والے اور قرآن کے عاشق تھے۔ اب احباب خود ہی فیصلہ کر لیں کہ کیا یہ تمام صفات حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور میں من وعن پائی جاتی ہیں یا نہیں آپ میاں صاحب کے خلاف کھڑے ہوئے یا نہیں کیا آپ مولانا مولوی نورالدین صاحب رضؓ کی طرح قرآن کے عاشق اور قرآن کی خدمت میں ہی اپنی زندگی لگانے والے ثابت ہوئے ہیں یا نہیں پس یہ واقعات بتلاتے ہیں کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا خروج بر میاں صاحب بالکل پیشگوئی کے مطابق ہے اور اس میں حضرت امیر حق بجانب ہیں اور یہ کہ جماعت میں فتنہ و تفرقہ ڈلوانے کی تمام تر ذمہ داری میاں صاحب پر آتی ہے نہ کہ حضرت امیر پر جیسا کہ رفقاء میاں صاحب پراپیگنڈا کرتے رہتے ہیں اور یہ کہ جماعت لاہور حق پر ہے اور میاں صاحب اور ان کے رفقاء باطل پر ہیں ان میں خیر کم اور شر زیادہ ہے۔ پھر ایک پیشگوئی اور ہے وہ یہ کہ پہلے خلیفہ کی موت کے بعد تین سال تک قرآن سینوں سے نکل جائیگا قرآن نکل جانے کے دو ہی مطلب ہو سکتے ہیں یا انہیں قرآن کی خدمت کی توفیق نہیں ملے گی اور یا قرآن پر عمل نہیں رہے گا اور یہ دونوں باتیں میاں صاحب اور ان کی وجہ سے ان کی جماعت میں پائی جاتی ہیں اگر اس وقت تک احباب قادیان پر حق مخفی یا مشتبہ رہا ہے تو احادیث مندرجہ بالا تو ان کی آنکھیں کھولنے کے لئے اپنے اندر کافی مواد رکھتی ہیں غیر از جماعت دوست بھی اگر غور کریں تو احادیث مندرجہ بالا ان کے لئے بھی مشعل ہدایت ثابت ہو سکتی ہیں۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

اطاعت امیر کا قابل تقلید نمونہ

مولوی عبد الرؤف صاحب منڈی بہاؤالدین حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں:۔

حضور کی ملاقات اور دعا کے بعد دل نے فیصلہ کیا کہ دو صد کے نیشنل ڈیفنس سرٹیفکیٹ محاسب صاحب کے نام ٹرانسفر کر دئے جائیں۔ مگر یہ سرٹیفکیٹ دیکھنے پر معلوم ہوا کہ یہ تین برس سے پہلے ٹرانسفر نہیں ہو سکتے اور انہیں خریدے ہوئے ابھی چھ ماہ ہوئے ہیں اپنا نقد روپیہ پاس نہیں اور اس تحریک میں شمولیت بھی ضروری ہے اور وہ بھی اپریل کے اندر اندر۔ حضور آج ۲۹ اپریل ہے کل انشاء اللہ بذریعہ تار یکصد روپیہ بصیغہ وصیت محاسب صاحب کے نام بھیجدونگا۔ بذریعہ ٹیلیگرام اس لئے کہ میں نہیں چاہتا کہ اپنے امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے کسی ایک پہلو سے بھی سرمو انحراف کروں۔ اس لئے چاہتا ہوں کہ ۳۰ اپریل کی شام سے پہلے ہی یہ روپیہ بیت المال میں پہنچ جائے۔ وما توفیقی الا باللہ نظام سلسلہ سے وفاداری اور اطاعت امیر کے مقابلہ میں ہم ہر چیز سے دستبردار ہونے کو تیار رہیں۔ یہ روپیہ قبلہ والد صاحب کی طرف سے وصیت ہوگا"
مولوی صاحب موصوف کا یہ نمونہ قابل تعریف ہے۔

گذشتہ سے پیوستہ

احمدی نام رکھنے پر مفصّل بحث

معترضین کے اعتراضات کے جوابات

(از جناب مولانا مرتضیٰ خان صاحب حسن بی۔ اے)

اس نام کے اندر جماعت کے مقاصد اور اس کی علت غائی اور جو اس کا مشن تھا اس کو بھی واضح کر دیا اور بتا دیا کہ دراصل اس جماعت کے قیام کی اصل غرض صلح و آشتی سے دنیا کے اندر اسلام پھیلانا ہے اور تکلیفیں اور مصیبتیں اٹھا کر خدمت دین کرنا ہے۔ ایسے پرحکمت اور پرمعنی نام پر اعتراض کرنا کس قدر بے انصافی کی بات ہے۔ ہم خدا کے فضل سے خوب جانتے ہیں اور ہمارے پاس خدا کے فضل سے زبردست دلائل ہیں کہ حضرت میرزا صاحب نے احمدی نام رکھنے میں شریعت اسلامیہ کا سرمو تخلف نہیں فرمایا با ایں ہمہ بطور تنزل اور بفرض محال میں کہتا ہوں کہ اگر نام رکھنے میں حضرت میرزا صاحب سے کوئی اجتہادی غلطی بھی ہو گئی ہو تو کیا اندھیر آ گیا؟ اس شخص کی نیت کو دیکھنا چاہیئے الاعمال بالنیات۔ اس شخص کی دل کی تڑپ کو دیکھنا چاہیئے۔ اس کے دل کی گہرائیوں پر نظر ڈالنی چاہیئے۔ اور غور کرنا چاہیئے کہ وہ احمدی نام کس غرض اور نیت سے رکھ رہا ہے۔ کیا اپنا نام دنیا میں بلند کرنے کے لئے۔ ہرگز نہیں؛ بلکہ وہ ایک گروہ دنیا میں پیدا کرنا چاہتا ہے جو اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چل تبلیغ دین کرے۔ اور اس کی نیت یہ ہے کہ ایک ایسی جماعت اسلام کے اندر قائم ہو جائے جو حضرت نبی کریم صلعم کے عشق میں سرشار ہو کر حضور کی مکی زندگی کے نمونہ پر خدا کی راہ میں خدا کے لئے خدا کے دین کے لئے تکالیف اٹھائے اور صبر و استقلال سے مصائب کا جو اللہ کے دین کی اشاعت میں پیش آئیں مقابلہ کرے اور پوری ہمت و جوانمردی سے تبلیغ دین علی صاحبہا التحیۃ والسلام کا فریضہ بجا لائے۔ سبحان اللہ کیا پاک اور اعلیٰ نیت تھی حضرت میرزا صاحب کی احمدی نام رکھنے میں مگر افسوس اس نیک نفس انسان کو دنیا کی آنکھ نے نہ دیکھا۔ اس کی نیت کو نہ پرکھا اور یہ نہ دیکھا کہ اس کے دل کے اندر کس ہستی کا عشق موجزن ہے وہ کس درد سے بے تاب اور کس غم میں گھل رہا ہے۔ اس نے اس مادیت کے زمانہ میں خدمت اسلام کے لئے ایک زبردست جماعت بنائی۔ خادمان اسلام کی ایک زبردست جمعیت پیدا کر دی۔ اس کی اس عدیم النظیر خدمت اور اس عظیم الشان کارنامہ پر تو دنیا کے لوگوں کی نظر نہیں پڑتی اگر پڑتی ہے تو اس بات پر کہ احمدی نام کیوں رکھا؟

کیا کہنے ہیں اس بالغ نظری اور حقیقت شناسی کے۔

احمدی جماعت اور امت مسلمہ یہ تو ظاہر ہے کہ حضرت میرزا صاحب نے دین میں کوئی کمی بیشی نہیں کی۔ وہی اسلام جو آج سے تیرہ چودہ سو سال قبل تھا اسی پر آپ خود عمل پیرا تھے اور اسی کی آپ نے تعلیم دی۔ وہی پانچ نمازیں۔ وہی تیس دن کے روزے وہی حج وہی زکوٰۃ۔ ارکان اسلام میں ایک ذرہ بھی آپ نے تبدیلی نہیں کی بار بار آپ نے اعلان فرمایا کہ:

"ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اور اسی پر مریں۔ اور تمام انبیاء اللہ اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لائیں۔ اور صوم و صلوٰۃ اور حج و زکوٰۃ اور خدا تعالےٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں وہ تمام امور جن پر سلف صالح کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے"

(ایام الصلح)

غرضکہ حضرت مرزا صاحب نے دین کے اندر ایک سرمو کمی بیشی نہیں کی۔ لیکن ہماری "امت مسلمہ" کے بزرگ اصحاب غور فرمائیں کہ ان کے ہاں بجائے پانچ نمازوں کے تین نمازیں اور بجائے تیس روزوں کے چھ یا نو روزے رہ گئے اور اسی طرح دیگر امور کے اندر جن پر تیرہ سو برس سے امت محمدیہ کا اجماع تھا اور جن پر صدیوں سے تعمل چلا آتا تھا وہ یک قلم آج غلط در غلط قرار پا گئے۔ ان کے اعتقادات کی رو سے نہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی تعلیم کو سمجھ سکے نہ صحابہ کبار نہ تابعین نہ تبع تابعین قرآن اور اسلام کو آج تیرہ سو برس بعد اگر سمجھا تو مولوی عبد اللہ صاحب چکڑالوی اور ان کے چند مریدوں نے اور پھر کیا عمدہ سمجھا کہ سارے اسلام کا تختہ ہی الٹ کر رکھ دیا۔ پانچ نمازیں جن پر ساری اسلامی جماعت کا اجماع ابتدائے عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آ رہا ہے وہ بھی غلط۔ تیس روزے بھی غلط اور اسی طرح دوسرے امور میں بھی خدا جانے کیا کیا تغیر و تبدل عمل میں لائے گئے۔ اسلام کے اندر اس قدر فتنہ و فساد اور مسلمانوں کے اندر اس قدر افتراق و تشتت کے پیدا کرنے والے اصحاب بھی حضرت مرزا صاحب پر الزام لگاتے ہیں کہ انھوں نے احمدی نام رکھ کر ایک الگ فرقہ بنایا ہے۔ گستاخی معاف۔ فرقہ اگر بنایا ہے تو مولوی عبد اللہ صاحب چکڑالوی یا ان کے متبعین نے جنھوں نے تیرہ سو برس کے اسلام کو غلط قرار دیکر فرائض کے اندر ایسی ایسی تبدیلیاں پیدا کیں کہ خدا کی پناہ۔ باایں ہمہ بزرگ ہم پر معترض ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے ایک نیا فرقہ کھڑا کر دیا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ ایک فرقہ جو اسلام کے اصول میں ہی رد و بدل کرتا ہے وہ تو کسی صورت میں قابل الزام نہیں شاید اس لئے کہ اپنا نام امت مسلمہ رکھ لیتا ہے مگر ایک دوسرا گروہ جو اسی اسلام کا پابند اور معتقد ہے جو شروع سے چلا آتا ہے وہ اس وجہ سے قابل الزام ہے اور اس پر فرقہ بندی کی فرد جرم اس وجہ سے لگ جاتی ہے کہ اس نے اپنا نام احمدی رکھا ہے تلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ اور پھر لطف یہ ہے کہ چند اصحاب امت مسلمہ کے علمبردار ہیں ان کے اندر اس قدر اختلاف در اختلاف موجود ہے کہ جس کی نظیر شاید ہی کسی دوسرے فرقہ اسلامی میں پائی جاتی ہو۔ یوں تو یہ جماعت خدمت قرآن کے لئے کھڑی ہوئی اور حدیث کو چھوڑ کر قرآن کو ہی انھوں نے آگے رکھا مگر اب تک تو ہم نے کچھ نہیں دیکھا کہ ان حاملین قرآن نے کہاں تک قرآن کی خدمت کا کام سرانجام دیا ہے۔ اس سے تو یہ فرقہ ساز احمدی ہی اچھے رہے جنھوں نے قرآن مجید کو اور اسلامی تعلیم کو اطراف و اکناف عالم میں پہنچا کر اشاعت اسلام کا حق ادا کر دیا اور یوماً فیوماً یہ کام ترقی کر رہا ہے۔ اور تراجم قرآن کا کام اب تک بڑی سرگرمی سے شروع ہے مگر ہماری امت مسلمہ کے بزرگوں کی نظر کام پر نہیں پڑتی نام پر پڑتی ہے حقیقت اور مغز سے غرض نہیں، نمود اور قشر سے غرض ہے۔

اعتراضات کے جوابات اب ہم اپنے محترم اور فاضل دوست کے اعتراضات کو نمبروار لیتے ہیں اور ان کے جوابات بسند قرآن و حدیث عرض کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ "احمد اور محمد کی لفظی جلالیت و جمالیت کی بحث پیدا کرنا کوئی دینی چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر ہمیں دماغ آرائی کی تکلیف نہیں دی"

جواباً گذارش ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ و آیات کی تفسیر یا تشریح کو کبھی کسی نے آج تک غیر دینی قرار نہیں دیا۔ اور نہ کبھی یہ کہا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں ان کی تشریح کی تکلیف نہیں دی۔ قرآن مجید کی سینکڑوں تفاسیر معرض وجود میں آئیں اور آیندہ بھی آتی رہیں گی تو کیا ان کی نسبت یہ کہا جائے گا کہ یہ ایک غیر دینی کام ہے اور اس پر دماغ آرائی کی تکلیف اللہ تعالےٰ نے نہیں دی۔ کیا قرآن مجید کے کسی لفظ کی تشریح کرنا یا اس کے معنی یا حقیقت کو جو اس کے اندر مرکوز ہے کھولنا کوئی غیر دینی چیز ہے۔ آخر احمد اور محمد دونوں اسمائے مبارکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن مجید میں وارد ہیں کیا ان اسمائے مبارکہ کے معانی بیان کرنا اور ان ۔۔۔ جو فلسفہ ہے اسکو کھولنا اور ان کی حقیقت کو واشگاف کرنا ایسا امر ہے کہ جس کو دین سے کوئی تعلق نہیں؟ میرے محترم بزرگ آنحضرت صلعم کے نام کوئی ایسے نہیں ہیں جو جامد ہوں۔ ان کے اندر معانی ہیں یہ مبرد نام ان اوصاف و کمالات کے حامل ہیں جو ذات پاک ختمی پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جلوہ گر تھے۔ ہاں عام لوگوں کے ناموں کی یہ کیفیت نہیں ہوتی ماں باپ اپنے بچوں کے نام بڑے بڑے عالیشان رکھ لیتے ہیں جو برعکس نہند نام زنگی کافور کا مصداق ہوتے ہیں مثلاً کسی شخص کا نام محمد فاضل ہے مگر وہ حقیقتاً جاہل مطلق ہوتا ہے۔ لیکن یہ کیفیت ہمارے سردار دوجہاں حضرت نبی کریم صلعم کے اسمائے مبارکہ کی نہیں ہے بلکہ آپ کا ہر ایک نام ان کمالات عالیہ ان اوصاف حمیدہ اور ان محاسن محمودہ پر دلالت کرتا ہے جو حضور کی ذات والاصفات میں موجود تھیں۔ آپ احمد تھے آپ سے بڑھ کر کسی نے حمد نہیں کی آپ محمد تھے آپ سے بڑھ کر کسی کی تعریف نہیں ہوئی۔ اب اس حقیقت کو واقعات سے ثابت کرنا۔ کہ کس طرح آپ احمد تھے اور کس طرح محمد اور کس طرح یہ دونوں نام حضور کی جمالی جلالی صفات کے مظہر تھے اور کن زمانوں میں یہ صفات معرض ظہور میں آئیں کیا ان امور پر روشنی ڈالنا ایک غیر دینی فعل اور محض دماغ آرائی ہے؟ ہمارے امام ہمام علیہ السلام نے جن کو قرآن مجید کا بلیغ علم دیا گیا تھا کئی مقامات پر آنحضرت صلعم کے ان اسمائے مبارکہ کی تشریح فرمائی ہے اور جن جمالی اور جلالی اوصاف پر یہ نام دال ہیں ان کو واضح فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ اسی موضوع پر آپ فرماتے ہیں:۔

"محمد کے معنے میں شان محبوبیت ہے صلی اللہ علیہ وسلم جو کبریائی اور جلال کو چاہتی ہے کیونکہ محمد کے معنے ہیں تعریف کیا گیا پس یہ معشوقانہ صفت ہے اور جلال اس کے لازم حال ہے اور احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام میں شان عاشقیت کا اظہار نمایاں ہے کیونکہ اس کے معنے ہیں نہایت تعریف کرنے والا اور یہ عاشقانہ صفت ہے جو فروتنی عجز صبر اور عفو اور درگذر کو چاہتی ہے جو جمالی صفات ہیں۔ الغرض محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اپنے مفہوم میں جلال کی کیفیت رکھتا ہے کیونکہ جامع محامد ہونے کو جلال اور استغنا لازم ہے اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اپنے اندر عاشقانہ صفت رکھنے کی وجہ سے جمالی رنگ کا بروز ہے"

(الحکم ۲۴۔ اگست ۱۹۰۱ء)

اب دیکھیے کس قدر خوبصورت اور کیسی دلکش تفسیر ہے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے مبارکہ کی اور کس عمدگی سے حضرت

مکتوبات

امام علیہ السلام نے حضورؐ کی جمالی اور جلالی صفات کی تشریح فرما کر آنحضرت صلعم کو ایک کامل جامع جمیع کمالات انسانی ظاہر فرمایا ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے مطہرہ مقدسہ کی ایسی تفسیر جس سے آپ کے کمالات عالیہ کا پتہ لگتا ہو ایک غیر دینی کام بتانا ہرگز قابل تعریف نہیں ۔ اور یہ تو بھی مختصر طور پر بیان کیا گیا ہے ورنہ ہمارے امام علیہ الرحمۃ نے بڑی بسط سے تحریر فرمایا ہے کہ درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ دونوں نام اللہ تعالیٰ کی صفات الرحمٰن والرحیم سے مستنبط ہیں یہ ایک طویل تشریح ہے جس کے اعادہ کا یہ موقعہ نہیں . . . . .

کیا احمدی نام رکھنا خلاف حکم خدا اور رسول ہے!

اس کے بعد ہمارے محترم دوست صاحب فرماتے ہیں "جب آپ نے (یعنے رسول اللہ صلعم نے) اپنے نام سے کوئی جماعت برپا نہیں کی تو کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ آپ کے نام کو آپ کی روش (سنت) کے خلاف استعمال کرے" گذارش ہے کہ اگر آنحضرت صلعم نے اپنے نام سے کوئی جماعت برپا نہیں کی تو حضرت مرزا صاحب نے بھی اپنے نام سے کوئی جماعت برپا نہیں کی اور اگر اپنے مذہب کو اپنے پیشرو کے نام سے نسبت دینا جائز نہیں تو خود خدا نے قرآن مجید میں اسلام کو "ملت ابراھیم" فرما کر کیوں ایک نبی کے نام سے نسبت دی ۔ اسی طرح اسلام مذہب رکھتے ہوئے اور مسلمان اپنا نام رکھتے ہوئے اگر حضرت مرزا صاحب نے اپنی جماعت کا نام اپنے پیشرو کے نام پر احمدی رکھدیا تو کیا کفر لازم آگیا؟ آپ کے اعتراض کا جواب تو ہو چکا لیکن اس کے ساتھ ہی یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کا یہ اعتراض قطعاً غیر متعلق ہے کیا نبی کریم صلعم کا زمانہ اور یہ زمانہ ایک ہی حیثیت کے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ایسی ضرورت نہ تھی ۔ یہ ضرورت اس وقت پیش آئی جبکہ اسلام مختلف فرقوں میں تقسیم ہو چکا تھا ان حالات کے اندر جب ایک جماعت ایک خصوصیت کے ساتھ کھڑی ہوئی تو اس کو دوسرے فرقوں سے امتیاز دینے کے لئے اور تعارف کے لئے ایک خصوصی نام کی ضرورت پیش آئی ۔ ہر فعل کسی ضرورت کے ماتحت ہوتا ہے ۔

قرآن مجید میں مسلمانوں کے دو گروہ مہاجر اور انصار

ہاں جب آنحضرت صلعم کے وقت میں بعض خصوصیات کی وجہ سے مسلمانوں کے دو گروہ قائم ہوئے تو ایک کا نام مہاجر اور دوسرے کا نام انصار رکھا گیا ۔ کیا یہ نام رکھنے سے لازم آگیا کہ یہ گروہ اسلام سے الگ ہو گئے ہیں، ہرگز نہیں ۔ خود آپ نے اپنے گرامی نامہ میں اس امر کو تسلیم فرمایا ہے کہ "مہاجر اور انصار بیشک امتیازی نام تھے ۔ مگر یہ تو ایسے ہی ہیں جیسے مسافر اور متوطن ۔ ان میں کوئی دینی دنیوی مسلک و عقیدہ کا اختلاف نہ تھا" الحمد للہ آپ کو بھی مسلم ہے کہ مہاجر اور انصار امتیازی نام ہیں تو پھر بحث کس بات کی رہی ۔ آپ نے مہاجر اور انصار کو امتیازی نام مان کر خود تسلیم کر لیا ہے کہ اسلام کے اندر رہتے ہوئے اور مسلمان نام رکھتے ہوئے کسی امتیازی نام کا رکھنا خلاف شریعت نہیں ۔ ساری بحث تو یہاں ہی ختم ہو جاتی ہے ۔ ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ احمدی ایک امتیازی نام ہے ورنہ ہمارا مذہب اسلام ہی ہے اور ہم مسلمان ہی ہیں لیکن آپ کے مزید اطمینان کے لئے کہتا ہوں کہ جناب نے تحریر تو فرمایا ہے کہ مہاجر اور انصار کے الفاظ ایسے ہی ہیں جیسے مسافر اور متوطن یہ جناب کا خیال صحیح نہیں بیشک ہر ایک مہاجر کو سفر کرنا پڑا مگر ہر ایک سفر کرنے والا مہاجر نہیں کہلا سکتا ۔ ہر ایک شخص جو وطن میں جاگزین ہے متوطن ہے مگر تمام ایسے اشخاص جو وطن میں جاگزین ہوں انصار نہیں کہلا سکتے ۔ . . . . . پھر مہاجر اور انصار اصطلاحی نام ہیں اور بطور علم کے استعمال ہوتے ہیں مسافر اور متوطن نہ تو اصطلاحی نام ہیں اور نہ علم ہیں ۔ یہ فرق ہے مہاجر اور انصار اور مسافر اور متوطن میں آپ فرماتے ہیں کہ ان میں (یعنے مہاجر اور انصار میں) دینی دنیوی مسلک عقیدہ کا اختلاف نہ تھا ۔ مگر آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر کوئی دینی دنیوی مسلک یا عقیدہ میں اختلاف نہ ہو تو کیا کوئی امتیازی نام نہیں رکھنا چاہیئے اور اگر نہ ہو تو امتیازی نام رکھنا جائز ہے ۔ یہ کیا عجیب بات ہے؟ مکرم بندہ! جس بنا پر ان کو یہ امتیازی نام دئے گئے تھے وہ ان کے خدمت اسلام کی نوعیت تھی ۔ دونوں گروہ فدائے اسلام تھے ۔ دونوں اسلام کے خدمتگذار تھے ۔ لیکن دونوں کے طریق عمل میں اختلاف تھا اس لئے ان کو الگ الگ نام دئے گئے ۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہاں بھی دوسرے مسلمانوں سے خدمت اسلام کے طریق میں اختلاف ہے ۔ اس لئے امتیازی نام کی ضرورت پڑی ۔ فروعی اختلافات مہاجر اور انصار میں پائے جاتے تھے خواہ وہ کسی قبیل سے ہوں ۔ ہمارے بھی دوسرے مسلمانوں سے کوئی اصولی اختلافات نہیں ہیں فروعی ہی ہیں اور یہ فروعی اختلافات بھی اس لئے کہ اشاعت اسلام کی تحریک ان کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتی ۔

باقی دارد

خدمتِ دین کا مخلصانہ جذبہ

ایک دوست حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں ۔

میں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ بیوی بچوں کو بھی خدمت دین پر لگاؤں بڑا بچہ چوتھی جماعت میں اور منجھلا اعلیٰ ذہین جماعت اول میں پڑھتے ہیں ۔ سب سے چھوٹا ڈیڑھ سال کا ہے ۔ بیوی کو عنقریب یہاں بلاؤں گا، بڑا اور منجھلا لڑکا گھر پر رہیں گے ۔ تاکہ ان کی تعلیم میں حرج نہ ہو ۔ بیوی کو اردو اور تفسیر قرآن سکھاؤں گا ۔ دعا فرمائیں کہ خدا مجھے اپنے مقاصد میں کامیاب فرمائے ۔ مجھے معلوم ہے کہ والدین اور دیگر رشتہ دار اس بات سے خفا ہونگے اور شاید بیوی بھی رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے پر رضامند نہ ہو ۔ اور جائیداد سے بھی ہاتھ دھونا پڑے گا ۔ مگر مجھے کسی بات کی پروا نہیں جملہ آداب والدین اور رشتہ داروں کے ملحوظ رکھکر انہیں سمجھاؤں گا اگر نہ مانے تو ان کا راستہ جدا اور میرا جدا ۔

خدا کرے لڑائی جلد ختم ہو ۔ میرا ارادہ ہے کہ لڑائی کے بعد ڈسچارج ہو کر ایک مہینہ گھر رہ کر لاہور میں ٹریننگ کے لئے حاضر ہو جاؤں مجھ میں بہت کمی ہے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ مجھے اپنے مقاصد میں کامیاب فرمائے ۔

احمدیہ بلڈنگس کی پاک فضا

عزیز مکرم عبد السلام صاحب فرزند جناب مولوی عبد الرزاق صاحب مکرم شیخ محمد عبد اللہ صاحب جنرل سیکرٹری انجمن کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں :-

جناب ڈاکٹر صاحب ۔

السلام علیکم

بعد آداب کے واضح ہو کہ ہم کل آپ سے رخصت ہو کر ایک بجے کی گاڑی سے چل کر شام کے ساڑھے پانچ بجے جالندھر شہر پہنچ گئے ۔ راستے میں کوئی تکلیف نہیں ہوئی آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے ہم کو ہر قسم کا آرام پہنچایا آپ سے مل کر دل کو بہت ہی خوشی ہوئی ۔ خدا کرے کہ ہم آپ لوگوں سے ملتے رہا کریں اور اس طرح سے ہمارے دین و ایمان میں تقویت ہو ۔ احمدیہ بلڈنگس کی فضا اس قدر زیادہ پاک ہے کہ اس میں ہر شخص رہ کر اپنے آپ کو پاک محسوس کرتا ہے ۔ خدا کا بہت بہت شکر ہے کہ اس نے مجھے اس فضا میں کچھ روز رہنے کا موقع عطا فرمایا ۔ دعا کریں کہ خدا تعالےٰ مجھ کو اپنی زندگی میں کامیاب و کامران کرے اور میرا ایمان دن بدن زیادہ کرے اور مجھے اس بات کی توفیق دے کہ میں مذہب اسلام کی کچھ خدمت کر سکوں ۔ آپ بزرگوں کی دعاؤں میں بہت اثر ہے ۔ اگر آپ سب احباب میرے لئے دعا فرمائیں، تو خدا تعالےٰ ضرور مجھے ہر دو جہان میں کامیاب و کامران کرے گا ۔ آپ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ کل مجھے حیدرآباد سے تار آیا ہے جس میں لکھا ہے کہ میں خدا کے فضل سے پاس ہو گیا ہوں ۔ یہ خدا کا بہت بڑا فضل ہے کہ اس نے اس پڑھائی کے فکر کو میرے سر سے دور کر دیا ۔ ورنہ میں اس قابل ہرگز نہ تھا ۔ اس معاملے میں باری تعالیٰ کا جس قدر بھی شکر ادا کروں کم ہے کیونکہ مجھے اپنی محنت سے بڑھکر صلہ ملا ہے ۔ خدا کرے کہ وہ ہمیشہ ایسا ہی کرے ۔ اور اس طرح مجھ پر اپنا فضل اور رحم کرے ۔ آپ صاحبان میرے لئے دعا فرماویں، خدا ضرور سنے گا ۔ باقی سب خیریت ہے آپ لوگوں سے مل کر بہت خوشی ہوئی ۔ ہمشیرگان آپ کی بیگم صاحبہ کو سلام کہنے کے لئے کہہ رہی ہیں ۔ والد صاحب قبلہ بھی آپ کو سلام کہہ رہے ہیں ۔ فقط

آپ کا تابعدار ۔ عبد السلام

. . . . . .

جماعت سامانہ کا اصلاحی قدم

جماعت سامانہ بفضلہ اب خوب سرگرم عمل ہے ۔ روزانہ مجدد اعظم کا درس ہوتا ہے ۔ جس میں جملہ ممبران شامل ہوتے ہیں ہفتہ میں دو مرتبہ کسی نہ کسی محلہ میں محفل میلاد کے سلسلہ میں تقریریں کی جاتی ہیں ۔ گھروں میں چکی آٹے کا بھی انتظام کیا ہے ۔ اس سب کوشش کے روح رواں مولوی فضل الرحمٰن صاحب ہیں ۔ جماعت میں باہمی اتحاد و ربط و تنظیم کا پہلو نہایت محکم صورت اختیار کرتا جا رہا ہے ۔ جماعت کی اس اصلاحی منزل کو دیکھ کر قادیانیوں کے دلوں پر سانپ لوٹ رہے ہیں ۔ کیونکہ انھوں نے مولوی فضل الرحمٰن صاحب کو متزلزل کرنیکے جائز و ناجائز سب طریقے استعمال کر لئے مگر اللہ کے فضل و کرم سے مولوی صاحب موصوف کے قدم میں لغزش نہیں آئی ۔

نامہ نگار

ارشاد امیر

(۱) بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالو ۔

(۲) بچوں کو سات سال کی عمر سے اشاعت اسلام کے لئے کچھ خرچ کرنے کی عادت ڈالو ۔

(۳) بچوں کو سات سال کی عمر سے قرآن مجید کا ترجمہ سکھانا شروع کرو ۔

(محمد علی)

ایک امریکن مصنف کی شہادت تاریخ عالم میں یہ امر کہ قرآن نے عربا کو بلند ترین مقام پر پہنچایا ایسا نمایاں ہے کہ ایک مشہور امریکن مصنف سٹاڈرڈ اپنی کتاب نیو ورلڈ آف اسلام میں لکھتا ہے کہ ہر بڑے مذہب کا غلبہ دنیا میں اس وقت ہوا جب کوئی بڑا بادشاہ اس کے اندر شامل ہوا۔ اسی طرح بدھ مذہب اس وقت غلبہ حاصل کرتا ہے جب اشوک اس کے اندر شامل ہوتا ہے۔ لیکن اس کے برخلاف اسلام کسی بادشاہ کی قوت کا رہین منت نہیں ہوا۔ بلکہ اس نے اپنے پیروؤں کو بادشاہت کے بلند مقام پر پہنچا دیا یہ وہ حقیقت ہے جس کا اعتراف ایک عیسائی کرتا ہے۔

اسلام نے ساری عرب قوم کو بلند مقام پر پہنچا دیا اب دیکھئے سب سے پہلے خود محمد رسول اللہ صلعم بادشاہ بنے انہ لذکر لک آپ کو بھی اس سے شرف ملتا ہے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رض بادشاہ بنے جو سب سے پہلے اس قرآن پر ایمان لائے پھر حضرت عمر رض حضرت عثمان رض حضرت علی رض کو اسی قرآن نے بادشاہت کے مقام پر پہنچایا بلکہ ساری قوم عرب کو اس بلند مقام پر پہنچایا کہ اس نے جس طرف رخ کیا دنیا کو فتح کرتی چلی گئی انہ لذکر لک ولقومک اس قرآن سے محمد رسول اللہ صلعم کو بھی بلند مقام ہی ملے گا آپ کی قوم کو بھی بلند مقام ملے گا۔ سو انہا تذکرۃ فمن شاء ذکرہ صرف قرآن کریم کے صفحات پر ہی لکھا ہوا موجود نہیں بلکہ تاریخ عالم میں بھی لکھا ہوا موجود ہے۔

مسلمان قرآن پر عمل پیرا ہو کر ترقی کر سکتے ہیں لیکن اگر افسوس آتا ہے تو اس بات پر کہ آج مسلمانوں کے عمل نے اس بین حقیقت پر ایک ایسا تاریکی کا پردہ ڈال دیا ہے کہ جو چیز دوسرے لوگوں کو نظر آتی ہے اسے خود مسلمان نہیں دیکھ سکتے کہ دنیا میں ان کی بزرگی اور بلندی حاصل کرنے دنیا کے پیشرو اور رہنما بننے کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے کہ وہ حامل قرآن بن جائیں خود قرآن پر عمل کریں اور دوسروں تک اسے پہنچائیں اور انہیں بتائیں کہ ان کی بیماریوں کا علاج اس میں ہے۔ یہی وہ بات تھی جو مجدد وقت نے کہی کہ مسلمان اگر دنیا میں آگے ہونا چاہتے ہیں تو وہ قرآن کو آگے کریں۔

ہم بھی قرآن کو ہاتھ میں لیکر سب قوموں سے آگے نکل سکتے ہیں اسی غرض کیلئے ہماری جماعت کو کھڑا کیا گیا تھا۔ مگر اس جماعت کا بڑا حصہ بھی قرآن کو آگے کرنے کے بجائے دنیا کو آگے کر رہا ہے، اس کی توجہ صنعت و حرفت پر ہے اس کی توجہ ریاست بنانے پر ہے اس کی توجہ جتھا بنانے پر ہے۔ پھر دوسرا حصہ جس نے عملاً قرآن کو آگے رکھا ہے اور قرآن کی اشاعت پر اس کی ساری قوت خرچ ہوتی ہے اس میں بھی ابھی بہت لوگ ہیں جو اس حقیقت سے غافل ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہم دنیا میں آگے بڑھ کر۔ دنیا کا مال و دولت حاصل کر کے بلند مقام پر پہنچ جائیں گے۔ یہ نہ ہوگا۔ دنیا میں بہت آج بھی ہم سے بہت آگے ہیں اگر ہم ان سے آگے نکلنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے صرف ایک ہی رستہ ہے کہ قرآن کو ہاتھ میں لیکر قدم اٹھائیں اور پھر خدا کے اس وعدہ کو پورا ہوتا ہوا دیکھیں کہ اس قرآن نے صرف محمد رسول اللہ اور آپ کے ساتھیوں کو ہی شرف اور بلندی کا مقام نہیں دیا بلکہ آج بھی اگر ہم اس قرآن کو تمام چیزوں سے آگے کریں تو دنیا کی قوموں سے آگے نکل سکتے ہیں اور دنیا کے رہنما بن سکتے ہیں

تعلیم یافتہ نوجوانوں سے خطاب اس وقت میں بالخصوص جماعت کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو مخاطب کرتا ہوں قرآن تو ایسی کتاب ہے کہ ایک ناخواندہ بھی فمن شاء ذکرہ کا مصداق ہو سکتا ہے۔ قرآن شریف دنیا کی اکیلی مذہبی کتاب ہے جو پہلے دن سے عوام الناس کی کتاب رہی ہے یہ کسی خاص مقدس گروہ کی کتاب نہ تھی جیسے بائیبل جو علماء عیسویت کی کتاب تھی یا وید جو برہمنوں اور پنڈتوں کی کتاب تھی۔ قرآن پہلے دن سے ہر ایک مسلمان کی کتاب تھی یہ خواندہ انسان کی کتاب بھی تھی ناخواندہ کی کتاب بھی تھی یہ آقا کی کتاب بھی تھی اور غلام کی کتاب بھی تھی یہ مرد کی کتاب بھی تھی اور عورت کی کتاب بھی تھی یہ بڑے کی کتاب بھی تھی اور چھوٹے کی کتاب بھی تھی ہر مسلمان براہ راست اسے لیتا اسے اپنے سینے میں محفوظ کرتا اس پر عمل کرتا دوسروں کو اس پر عمل کی طرف بلاتا، آئیے آج ہم بھی قرآن کریم کی اس حیثیت کو زندہ کریں یہ علماء اور مفسرین کی کتاب نہ ہو بلکہ میری اور آپ کی ہم میں سے ہر ایک کی کتاب ہو یہ ہر ایک کے پاس ہو ہر ایک اسے پڑھے ہر ایک اسے سمجھنے کی کوشش کرے ہر ایک اسے پڑھانے اور سمجھانے کی کوشش کرے۔ کوئی نہیں جانتا کہ ہم میں سے کون ہے جو کل کو اس بات کا اہل ہوگا کہ اس قرآن سے دنیا کی مشکلات کو حل کرے مگر اس کام کے لئے ہم میں سے تیار ہر ایک کو ہونا چاہیئے پھر خدا تعالیٰ جس کو ان میں سے چاہے اپنے کام کے لئے چن لے اس تیاری کے لئے میں بہت وقت نہیں مانگتا۔

تعطیلات میں نوجوان قرآن مجید سیکھیں اس وقت میں ان احمدی نوجوانوں کو بلاتا ہوں جو ہائی سکول کی دو آخری کلاسوں میں یا کالجوں میں کسی کلاس میں تعلیم پاتے ہوں۔ ہر سکول اور کالج گرمیوں کے موسم میں دو اڑھائی تین ماہ کے لئے بند ہوتا ہے۔ اس وقت ہمارے نوجوان بالکل فارغ ہوں گے میں چاہتا ہوں صرف ان تعطیلات کے ایام کا ایک قلیل حصہ جماعت کے نوجوان قرآن شریف کو سیکھنے کے لئے وقف کریں ایک گھنٹہ روزانہ کوئی بڑا وقت نہیں۔ باقی وہ جو چاہیں کریں اور ایک گھنٹہ روزانہ دے کر ایک شخص آسانی سے ایک رکوع سیکھ سکتا ہے سورۃ بقرہ کے کل چالیس رکوع ہیں اور سورہ آل عمران کے بیس رکوع ہیں یہ کل ساٹھ رکوع ہوئے اور ایک رکوع روزانہ پڑھکر ساٹھ دن یعنی دو ماہ میں جو ایام تعطیل کی قلیل ترین مقدار ہے قریباً چار پارے قرآن شریف کے ایک طالب علم آسانی سے سیکھ سکتا ہے اور اس طرح سات آٹھ سال میں سارا قرآن شریف ختم کرلے گا بلکہ آگے چل کر سورتیں بھی آسان آجائیں گی اور بہت سے مضامین بھی حل ہو چکے ہوں گے اور بہت سے مضامین کا تکرار بھی ہوگا۔ اس لئے یہ رفتار تیز ہو کر پانچ سال میں بھی قرآن شریف ختم ہو سکتا ہے۔

ہر ایک جماعت اس کام کیلئے مضبوط قدم اٹھائے ہم ان باتوں کو کسی قدر سہل انگاری سے لیتے ہیں اور ہمارے بچوں کی عمریں ضائع ہو رہی ہیں کہ وہ اس خزانہ سے محروم رہتے ہیں۔ آج کل کے کالجوں میں تو تعلیم قرآن کا نام لینا ہی بے معنی ہے ہمارے دینی مدرسوں کی یہ حالت ہے کہ وہاں سب علم پڑھائے جاتے ہیں۔ صرف ہے۔ نحو ہے۔ منطق ہے۔ فلسفہ ہے۔ فقہ ہے۔ بعض وقت حدیث بھی ہے لیکن ایک چیز جو نہیں وہ قرآن ہے، آئیے آج اس سستی کو دور کر کے ایک مضبوط قدم اٹھائیں ہر ایک بڑی جماعت فوراً ان طالب علموں کی ایک فہرست تیار کرے جو سکول کی دو آخری کلاسوں میں یا کالج میں پڑھتے ہیں یا انٹرنس کے بعد اور کسی قسم کی تعلیم حاصل کرتے ہیں اور ان سب کے مشورہ سے ایک وقت مقرر کرے جہاں وہ سب اکٹھے ہو کر روزانہ ایک گھنٹہ قرآن کریم کی تعلیم حاصل کریں۔ بہت زیادہ مسائل میں نہ الجھیں نہ نکات اور باریکیوں میں جائیں بلکہ موٹا موٹا مفہوم قرآن کریم کا سیکھیں جو عمل سے تعلق رکھتا ہے موٹے موٹے تاریخی واقعات کا علم حاصل کریں قرآن کے ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کرنا سیکھیں ہر جماعت اپنے میں سے ایک موزوں آدمی کو منتخب کرے جو صرف ان کو قرآن شریف کے معنے بتا دے کسی قدر الفاظ کی ترکیب بتا کر ان میں قرآن شریف کو خود سمجھنے کا مادہ پیدا کرے قرآن شریف کے بہت سے الفاظ ایسے ہیں جو ہماری روزمرہ کی بول چال میں آتے ہیں ان کے ذہن کو اس طرف منتقل کرے۔ رکوع کا بہت بڑا حصہ بیان القرآن میں حل شدہ موجود ہے پڑھانے والا اگر صرف اس رکوع کو پہلے خود بیان القرآن سے دیکھ لے تو اس کی تعلیم زیادہ مفید ہوگی اور خود بھی اسے سہولت رہے گی۔

بیان القرآن سے استفادہ کریں میرا یہ خیال ہے کہ ہماری سب بڑی جماعتوں میں خدا کے فضل سے ایسے آدمی موجود ہیں جو نوجوانوں کو قرآن شریف کا ترجمہ سکھا سکتے ہیں لیکن اگر بالفرض کہیں ایسا آدمی نہ ملتا ہو تو اس کے متعلق مرکز میں سکرٹری صاحب کو لکھا جائے ممکن ہے وہ دو ماہ کے لئے ایسا انتظام کر دیں اور اگر وہ بھی نہ کر سکیں تو پھر یہ نوجوان خود بیان القرآن کو ایک گھنٹہ روزانہ پڑھکر یہ ساٹھ رکوع یعنی سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران دو ماہ میں خود پڑھ لیں۔ آج تو ایک نوجوان کے لئے یہ سامان بھی موجود ہے کہ وہ دنیا کی کسی زبان کو سیکھنا چاہے تو تھوڑی سی کوشش سے اسے گھر بیٹھا سیکھ سکتا ہے تو کیا بیان القرآن کے ہوتے ہوئے قرآن شریف کو گھر بیٹھا نہیں سیکھ سکتا؟ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان لوگوں نے اس بیان القرآن سے بہت فائدہ اٹھایا ہے لیکن ابھی ہماری جماعت نے اس سے پورا فائدہ نہیں اٹھایا پورا فائدہ اس دن اس سے اٹھایا جائے گا جس دن ہر لکھا پڑھا نوجوان بیان القرآن کو پڑھتا ہوگا۔ یہ صرف تساہل اور سستی ہے جس نے ہمیں خدا کے پاک کلام کے سیکھنے سے محروم رکھا ہوا ہے ورنہ سامان ہر جگہ موجود ہے اور اگر کسی جماعت میں بالفرض بیان القرآن نہ ملتی ہو تو جماعت کی درخواست پر مرکز بیان القرآن کی ایک کاپی مہیا کر دے گا۔

میں اس کام کو ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب کے ہاتھ میں دیتا ہوں علم قرآن کو حاصل کرنے کے اس انتظام کو میں خصوصیت سے ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب کے ہاتھ میں دیتا ہوں۔ وہ فوراً لاہور میں بھی اور لاہور سے باہر بھی جماعتوں سے خط و کتابت کر کے ایسے نوجوانوں کے ناموں کی فہرستیں تیار کرائیں اور ان کی تعلیم کے لئے بھی جن باتوں کی ضرورت ہے اس کا انتظام کریں۔ یہی ہمارا اصل کام ہے۔ اگر جماعت میں ہم قرآن کریم کے سیکھنے کی وہ روح پیدا کر دیں جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں تھی تو ہم نے اپنی قوم کو ایک بہت بلند مقام پر پہنچا دیا۔ سیکرٹری صاحب اس بارے میں مبلغین سے مدد حاصل کریں اور ہر ایک علاقہ کے مبلغ کو اس بات کا ذمہ دار ٹھہرائیں کہ وہ اس تجویز کو عملدرآمد میں لائے۔ اور جہاں تک ممکن ہو وہ خود ان کی تعلیم کا انتظام کرے۔ یہ انتظام اس وقت صرف دو ماہ کے لئے ہے اور اگر پہلے شروع نہ ہو سکے تو یکم جولائی سے بہرحال شروع ہو جانے اور جولائی اور اگست دو ماہ یہ انتظام رہے۔ اس کے بعد دو ماہ تھوڑا سا وقت دے کر یہ نوجوان اس حصہ قرآن کریم کو اپنے طور پر دہراتے رہیں۔ یعنی ستمبر اور اکتوبر۔ اور نومبر کے مہینہ میں ان دونوں سورتوں کا ایک امتحان لیا جائے گا۔ اس امتحان میں کوئی باریک مسائل

پیغام صلح
جلد ۳۳ | مورخہ ۲ر رجب المرجب سنہ ۱۳۶۴ھ | نمبر ۲۴

خلیفہ صاحب قادیان کی ایک نئی تعلّی

حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے عظیم الشان پیغمبر کی عظمت پر حملہ

ملفوظات کے عنوان سے خلیفہ صاحب قادیان کی ایک نئی تعلّی الفضل مورخہ ۸ر جون میں شائع ہوئی ہے جس میں فیہ آیات بینات مقام ابراھیم (آل عمران ع-۱۰) کی ایک طویل تشریح فرمائی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آیات بینات سے مراد درجہ ابراہیمی ہے کئی ابراہیم امت محمدیہ میں پیدا ہوں گے اور درجہ ابراہیمی تواتر و تکرار سے ظاہر ہوتا رہیگا۔ امت محمدیہ میں ابراہیم کثرت سے پیدا ہو کر حفاظت اسلام کا فرض سرانجام دیتے رہیں گے یعنی بار بار امت محمدیہ میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو ابراہیمی نمونہ پر آئیں گے اور ان کے ذریعہ بار بار خانہ کعبہ کی تعمیر ہوتی رہے گی گویا جب بھی اسلام پر کوئی مصیبت کا وقت آئیگا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ابراہیم کھڑا کیا جائیگا جو اسلام کے احیاء کا باعث ہوگا اور لوگوں کے دلوں میں جو شکوک و شبہات پیدا ہو چکے ہوں گے ان کو دور کرے گا۔ اس کے علاوہ خلیفہ صاحب نے اپنا ایک رویا بیان کیا ہے جس میں انہیں بتایا گیا کہ ایک ابراہیم وہ خود ہیں آپ فرماتے ہیں چونکہ مجھے بھی ابراہیم قرار دیا گیا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھ سے شہر سے باہر کی نئی آبادی کی بنیاد رکھوا دی ....

"جب میری خلافت کا زمانہ آیا۔ تو ابتدائی سال میں ہی قرآن کریم کے پہلے پارہ کا ترجمہ شائع کرنے کا سوال سامنے آگیا۔ اس وقت ہماری جماعت کی حالت اتنی کمزور تھی۔ کہ پہلے پارہ کی اشاعت کے اخراجات کا اندازہ تین ہزار روپیہ لگایا گیا مگر اس روپیہ کا اکٹھا ہونا بھی بالکل ناممکن دکھائی دیتا تھا۔ آخر میں نے تجویز کی کہ ہم اپنی زمین کا کچھ ٹکڑا فروخت کر دیں۔ شاید اسی طرح کچھ آمد ہو جائے اور وہ ترجمۃ القرآن کے کام آسکے۔ مگر اس تجویز کے متعلق بھی یہ خیال تھا۔ کہ لوگوں کے پاس روپیہ نہیں۔ شاید یہ تجویز کامیاب ہو یا نہ ہو مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے زمین کا ایک ٹکڑا جہاں آجکل محلہ دار الفضل آباد ہے میں نے اس غرض کے لئے فروخت کرنے کا اعلان کیا اور بعض دوسرے دوستوں کے سپرد یہ کام کر دیا۔ شام کے وقت مجھے اطلاع ملی کہ جتنی زمین تھی سب فروخت ہو چکی ہے۔ اور ابھی اور کئی گاہک باقی رہتے ہیں۔ غرض ایک دن کے اندر اندر جتنی رقم کی ضرورت تھی۔ اس سے زیادہ روپیہ جمع ہو گیا۔

پھر میرے دل میں خیال آیا۔ کہ کیوں نہ ہم اسی طرح اپنی زمینیں فروخت کرتے جائیں اس کا فائدہ یہ ہوگا۔ کہ قادیان کی آبادی ترقی کر جائے گی"۔ ......

(قادیان کی آبادی کے سب محلے میرے زمانہ میں آباد ہوئے یہی وجہ ہے کہ فرشتہ نے مجھے کہا کہ ایک ابراہیم تم بھی ہو وغیرہ وغیرہ)

احیائے اسلام اور تجدید دین کے لئے مجددین کی آمد اور بعثت کا وعدہ ضرور کیا گیا ہے جو حدیث مجدد سے عیاں ہے اور اسی وعدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت امام عصر حاضر کو چودھویں صدی کے مجدد کے طور پر مبعوث فرمایا اور آپ نے اس حیثیت کے زمانہ میں اسلام کی وہ عظیم الشان خدمات سرانجام دی ہیں جو کسی تشریح کی منت کش نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے کسی جگہ نہیں فرمایا۔ کہ احیائے اسلام کے لئے ابراہیم امت محمدیہ میں پیدا ہوتے رہیں گے یہ محض خلیفہ صاحب نے اپنی ایک تعلّی کیلئے قرآن مجید کی اس آیت کے متعلق ایجاد پیچیاں کی ہیں خلیفہ صاحب اپنی مغالطہ آمیز منطق سے قرآن مجید کی آیات سے کھیلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ انھوں نے دین کو بازیچۂ اطفال بنا کر رکھ دیا ہے جو منہ میں آتا ہے کہتے چلے جاتے ہیں ان کی یہ دیرینہ عادت ہے کہ گذشتہ انبیاء کے مقام عظمت اور اثر و نفوذ پر حملے کرتے ہیں یہاں تک کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی علانیہ توہین سے بھی نہیں چوکتے چنانچہ انھوں نے گذشتہ سال یہ کہا کہ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شخص بڑھنا چاہے تو بڑھ سکتا ہے خدا نے اس دروازے کو بند نہیں کیا" ساری اسلامی دنیا میں ایک آگ لگا دی اور شاید ابھی تک فضا میں اس آگ کے شرارے موجود ہیں اس واقعہ پر ایک سال نہیں گزرتے پایا تھا کہ آپ نے حضرت ابراہیم جیسے عظیم الشان پیغمبر کی عظمت پر حملہ کر دیا اور ان کی شان کو کم کرنے کے لئے مقام ابراہیم کو عام کر دیا اور یہ صرف اس لئے کیا تاکہ یہ تعلّی کرنے کی گنجائش پیدا ہو جائے کہ درجہ ابراہیمی کے تسلسل کی ایک کڑی خلیفہ صاحب خود ہیں — لیکن ہم سوال کرتے ہیں کہ اگر درجہ ابراہیمی کے تواتر سے احیائے اسلام مراد ہے تو میاں صاحب نے کونسا احیائے اسلام کا کام کیا ہے؟

کیا قرآن و حدیث کی صریح تعلیم کیخلاف اجرائے نبوت کا عقیدہ تراشنا احیائے اسلام ہے یا دنیا کے ساٹھ کروڑ مسلمانوں کو دائرۂ اسلام سے خارج کرنا تجدید دین ہے یا حضرت نبی کریمؐ کی علانیہ توہین کرنا اسلام کی حفاظت ہے۔ آخر ہمیں بتایا جائے کہ خلیفہ صاحب نے کونسے کارہائے نمایاں کئے ہیں؟ ان کی فرد عمل کے ہر خانہ میں صفر لکھا ہوا ہے ان کی دور قیادت ایک ترقی معکوس ہے وہ تحریک احمدیت جیسی ثقافتی اور ترقی کی راستہ میں سنگ گراں ہیں احمدیت کو جتنا نقصان ان کی وجہ سے پہنچا ہے شاید معاندین سلسلہ کی وجہ سے نہیں پہنچا اس نقصان کی تفصیلات میں جاتے ہوئے انگلیاں فگار اور خامہ خونچکاں ہے خلیفہ صاحب اگر خود اپنے کارہائے نمایاں کا اندازہ کرنا چاہتے ہیں تو اپنے مخصوص مرکز و اور حلقہ سے باہر نکل کر نظر غائر سے مطالعہ کریں کہ ان کی روش کے نتائج کیسے ہولناک اور مہیب ہیں ایسے نامساعد حالات اور کوائف میں ان کے لئے مقام ابراہیم کا مدعی ہونا بہت بڑی جسارت ہے ان کا یہ اقدام سینکڑوں انسانوں کے لئے ٹھوکر کا موجب ہوگا کیا مذہب کے لئے پہلے تشکیک کے کم سامان ہیں کہ ان میں اس تضحیک کا مزید اضافہ کر دیا جائے خلیفہ صاحب فرماتے ہیں کیونکہ قادیان کے بیرونی محلے ان کے زمانہ میں آباد ہوئے ہیں اس لئے فرشتہ نے انہیں کہا کہ وہ ابراہیم ہیں — وہ فرشتہ نہیں بلکہ ان کا نفس ہے جس نے یہ ترغیب دی کہ وہ ابراہیم ہیں قادیان کی آبادی اس رجوع کی وجہ سے بڑھی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عقیدت کی وجہ سے لوگوں کا قادیان کی طرف ہے۔ البتہ خلیفہ صاحب نے اس رجوع سے فائدہ خوب اٹھایا ہے اور اپنے مخصوص مقاصد کو بروئے کار لانے کے لئے مذہبی جذبات کو منفعت کا ذریعہ بنایا ہے اس سے ظاہر ہے کہ جس غرض کے لئے انہوں نے زمین کو فروخت کرنا شروع کیا تھا وہ کام تو نہ ہو سکا یعنی قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ آج تک تشنۂ تکمیل ہے لیکن زمینوں کی تجارت کا سلسلہ ابتک جاری ہے اگر درجہ ابراہیمی کے حصول کا یہی ذریعہ ہے تو زمینوں کا ہر تاجر درجہ ابراہیمی کا مدعی ہو سکتا ہے قادیان کی بڑھتی ہوئی آبادی کے محرک تو حضرت مرزا صاحب ہیں خلیفہ صاحب تو محض ان کے پیدا کردہ تحریک سے فائدہ اٹھانے والے ہیں۔ خلیفہ صاحب نے آجتک کوئی تخلیقی اور تعمیری کام نہیں کیا اسلئے ان کے گرد ایک عملی خلا پیدا ہو گیا ہے جس کو پر کرنے کے لئے وہ یہ تعلیاں کرتے ہیں اور اپنے مریدوں کو خوابوں کی افیون کھلا کر بینک میں رکھتے ہیں وہ اپنی بعض مصالح کے پیش نظر جو چاہیں کریں لیکن انہیں گذشتہ انبیا کے منہ آنے سے گریز کرنا چاہیئے کیونکہ اس کے نتائج کبھی بہتر نہیں ہو سکتے بلکہ خطرناک یقیناً ہو سکتے ہیں۔

شیخ میاں نصیر محمد صاحب امریکہ جا رہے ہیں

شیخ میاں نصیر احمد صاحب خلف الرشید جناب الحاج شیخ محمد اسمعیل صاحب لائلپور اپنے کاروبار کے سلسلہ میں عنقریب امریکہ تشریف لے جا رہے ہیں احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ میاں نصیر احمد صاحب کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس سفر میں ان کا حامی و ناصر ہو۔ انہیں کاروباری مقاصد میں کامیاب کرے اور اس کامیابی کو خدمت دین کا ذریعہ بنائے اور زندگی کے ہر گام پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی توفیق اور سعادت عطا فرمائے۔ آمین۔

بقیہ خطبہ

دریافت نہ کئے جائیں گے بلکہ صرف یہ معلوم کرنے کی کوشش کی جائے گی کہ کہاں تک ہمارے نوجوانوں نے قرآن کریم کے مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کی ہے کہاں تک ان موٹے موٹے واقعات کا ان کو علم ہے جن کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔ کہاں تک انہیں پتہ ہے کہ قرآن شریف میں ایک مضمون اگر ایک جگہ بیان کیا ہے تو دوسری جگہ اس پر کیا روشنی ڈالی ہے

دفاتر میں کام کرنیوالے نوجوان بھی اس میں شامل ہو سکتے ہیں

انتظام صرف طالب علموں کو مدنظر رکھ کر کیا ہے مگر بیت سے نوجوان جو دفاتر میں ملازم ہیں وہ بھی اس میں شامل ہو سکتے ہیں۔ چاہیں وہ دوسروں کے ساتھ مل کر جماعت کے رنگ میں یہ تعلیم حاصل کریں چاہیں گھر پر روزانہ ایک گھنٹہ وقت دے کر اپنے طور پر تعلیم حاصل کریں ابتداء میں بعض نقص بھی اس انتظام میں رہیں گے جن کو سکرٹری صاحب نوٹ کر لیں گے اور آیندہ یہ نقص دور ہوتے جائیں گے مگر میری کوشش یہ ہوگی کہ امتحان کا پرچہ ان سب احباب کے پاس پہنچایا جائے جو ۱۵ سے ۴۵ سال تک کی عمر کے ہیں اور جن کی تعلیم کم سے کم انٹرنس تک ہے۔ جو نوجوان اس طرف توجہ نہ کریں گے اور پرچہ کا جواب نہ دیں گے ان کے نمبر اس پرچہ میں صفر ہوں گے اور اسی طرح شائع ہو جائیگا سوائے ان کے جو خاص وجوہات دے کر امتحان دینے سے مستثنیٰ کی اجازت حاصل کر لیں۔

اسلام اور جنسیاتی مسئلہ

کتاب نیو ورلڈ آرڈر کا ایک باب

از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

(مترجمہ شیخ محمد آصف بی۔ اے)

جنسیاتی مسئلہ کا حل ایک مضبوط نظام حیات کے لئے اتنا ہی ضروری ہے جیسا کہ معاشی مسئلہ کا حل اس کیلئے ضروری ہے۔ انسانی سماج کے لئے گھر بطور ایک واحدہ کے ہے عام حالات میں انسانی خوشی کا انحصار مجموعی طور پر اس خوشی میں ہے جو گھر سے حاصل ہوتی ہے اور گھر کی پائیداری کے لئے بطور دلیل راہ کے ہے مرد اور عورت دونوں مل کر ایک گھر بساتے ہیں ان کی حیثیت اور تعلقات کی صحیح تفہیم پر گھر کی خوشی اور اس کی پائیداری کا انحصار ہے۔

انسانیت کو عورت کا مقام اور اس کی صحیح حیثیت سمجھنے میں بہت دیر لگی ہے عرصہ ہائے دراز تک وہ محض ایک لونڈی خیال کی جاتی رہی اور اپنے خاوند کی جائداد کا ایک حصہ شمار ہوتی رہی اور اس کو خاوند کے برابر درجہ حاصل نہیں تھا۔ شخص وہ ہے جسے جائداد کی ملکیت حاصل ہو عورت کسی جائیداد پر اپنا حق نہیں جتا سکتی اور اپنے نام پر کوئی کاروبار بھی نہیں کر سکتی تھی اس لئے وہ اس لفظ کے صحیح مفہوم کے لحاظ سے شخص نہیں ہے بحیثیت بیٹی، بیوی اور ماں کے اس کے حقوق بہت کم تھے بحیثیت بیٹی کے وہ اپنے باپ کی ملکیت تھی اور بحیثیت بیوی کے وہ اپنے خاوند کی جائداد۔ اس لحاظ سے انسانی نسل کا آدھا حصہ وہ حصہ جس نے نسل انسانی کی تربیت اور پرورش کی ہے اس کو غلامی کی حد تک گرا دیا گیا اگر اس طریقہ سے عورت کو مادی فوائد سے بھی محروم کر دیا گیا تو اسے روحانی فوائد کے لئے موزوں کیسے خیال کیا جا سکتا تھا۔ عیسائیت میں ازدواجی زندگی کو روحانیت کے راستہ میں سنگ گراں خیال کیا جاتا رہا ہے۔

عیسائیت کی گرفت کمزور ہو جانے کے بعد مادی تہذیب کی ترقی سے عورت نے اپنے حقوق کے لئے جد و جہد کرنا شروع کیا اور اس کشمکش میں وہ ایک حد تک کامیاب رہی لیکن دنیوی میدان میں اس فائدہ کے ساتھ ساتھ جہاں تک گھریلو زندگی کی خوشی اور پائیداری کا تعلق ہے ایک نقصان بھی پہنچا مادیت نے مذہب کے اثر و نفوذ کو کمزور کر دیا اور جنسی تعلقات کے متعلق جو خیالات تھے ان میں ایک قسم کا ڈھیلا پن پیدا کر دیا نتیجہ یہ ہے کہ یورپ "آزاد محبت" کی طرف دن بدن زیادہ جھکتا چلا جا رہا ہے اور ازدواجی زندگی کو رد کیا جاتا ہے اور یہ اس لئے نہیں ہوتا کہ ازدواجی زندگی میں کوئی بنیادی نقص ہے بلکہ اس لئے کہ شادی شدہ زندگی بسر کرنے سے بعض ذمہ داریاں فریقین پر عائد ہوتی ہیں کیونکہ وہ مل کر ایک گھر بساتے ہیں زندگی کے متعلق مادی نقطہ نگاہ انسان کو خود غرض بنا دیتا ہے وہ عیش و نشاط کے پیچھے بھاگتا ہے اور زندگی کی ذمہ داریوں سے گریز کرتا ہے تاکہ وہ ایک آزادانہ زندگی بسر کر سکے ممکن حیات انسانی میں جہاں خوشیاں ہیں وہاں افسردگیاں اور تفکرات بھی ہیں شادی جہاں مرد اور عورت کے تعلقات محبت کو محکم کرتی ہے اور ان کی خوشی کو بڑھاتی ہے وہاں وہ یہ بھی تقاضا کرتی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے تفکرات اور دکھوں میں اشتراک پیدا کریں "آزاد محبت" فریقین کو حد درجہ کا خود غرض بنا دیتی ہے وہ ایک دوسرے کی خوشی میں تو شریک ہوتے ہیں لیکن ان پر چونکہ کوئی پابندی نہیں ہوتی اس لئے ہر ایک آزاد ہوتا ہے کہ دوسرے کو اس کے دکھ اور تکلیف میں بغیر نگہداشت کے چھوڑ دے۔

اسلام نے سوشل نظام میں مرد اور عورت کے تعلقات میں استحکام پیدا کرنے میں ایک انقلاب پیدا کیا ہے اس نظام نے یہ تسلیم کر کے کہ عورت آزاد شخصیت رکھتی ہے بنیادوں کو مضبوط کیا ہے اسلامی شریعت کے مطابق عورت کو یہ قانونی حق حاصل ہے کہ وہ جائداد کی مالک بن سکے اور جس طرح چاہے اس کی خرید و فروخت کر سکے۔ اس لحاظ سے وہ تمام پہلوؤں میں مرد کے برابر ہے۔ وہ اب مرد کی جائداد نہیں رہی بلکہ اس کی رفیقۂ حیات اور اس کے مساوی ہے اس کو مرد کی مانند حقوق حاصل ہیں۔ وہ جائیداد پیدا کر سکتی ہے اور اس کی مالک بن سکتی ہے اس طرح سے یہ بنیاد رکھ دی گئی کہ نسل انسانی کا آدھا حصہ غلامی سے آزاد ہو جائے جائداد سے بلند ہو کر عورت ایک شخصیت بن گئی جس کا سماجی معیار کسی لحاظ سے بھی مرد سے کم نہیں وہ روپیہ پیدا کر سکتی ہے وہ جو چاہے کام کر سکتی ہے اور اس کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنی محنت کا پھل حاصل کرے عورت کی پوزیشن کے متعلق یہ انقلاب آج سے تیرہ سو سال پہلے مندرجہ ذیل الفاظ میں رونما ہوا للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن ؕ مردوں کے لئے اس سے بہرہ ور ہونا ہے جو کمائیں اور عورتوں کے لئے اس سے بہرہ ور ہونا ہے وہ جو کمائیں ـــ عورت مرد کی طرح جائیداد پیدا کر سکتی ہے اور اس کی مالک بن سکتی ہے اس لحاظ سے اسلام کا سماجی نظام عورت اور مرد میں کوئی امتیاز روا نہیں رکھتا عورت مرد کی طرح خرید و فروخت کر سکتی ہے اور وہ جسے چاہے بطور عطیہ کے اپنی جائداد دے سکتی ہے۔

فان طبن لکم عن شئ منہ نفسا فکلوہ ھنیأ مریٔا پھر اگر وہ خوشی سے اس میں سے کچھ تمہارے لئے خود دیں تو اسے مزے سے خوشگواری سے کھاؤ۔

اسلام صرف اسی اصطلاح پر ہی اکتفا نہیں کرتا جو بجائے خود ایک اعجاز ہے عورت شریعت اسلامیہ کی رو سے مرد کی طرح جائداد میں سے ورثہ کا حصہ حاصل کر سکتی ہے عربوں میں ایک زبردست روایت چلی آتی تھی کہ صرف وہی شخص ورثہ حاصل کر سکتا ہے جو فن حرب کا ماہر ہو اور دشمن کے حملوں کے وقت قبیلہ کی حفاظت کر سکتا ہو اس کام کی نوعیت ایسی ہے کہ عورت اس کو طبعی طور پر بروئے کار نہیں لا سکتی اسلام نے جس اصول کے ساتھ ابتداء کی وہ یہ ہے کہ معیار اور پوزیشن کے لحاظ سے عورت اور مرد دونوں برابر ہیں اور زندگی کی تمام تفصیلات میں اس اصول کو قائم رکھا اگر عورت جائداد پیدا کر سکتی ہے اور جائداد کی مالک قرار دی جا سکتی ہے اگر وہ اپنی مرضی کے مطابق اس کی خرید و فروخت کر سکتی ہے تو وہ جائداد کے ورثہ سے محروم نہیں کی جا سکتی اس لئے قرآن مجید میں عام اصول یوں بیان ہوا ہے:۔

للرجال نصیب مما ترک الوالدان والاقربون وللنساء نصیب مما ترک الوالدان والاقربون مما قل منہ او کثر

مردوں کے لئے اس سے ایک حصہ ہے جو ان کے والدین اور قریبی چھوڑیں اور عورتوں کے لئے اس سے ایک حصہ ہے جو ان کے والدین اور قریبی چھوڑیں خواہ وہ تھوڑا ہو یا بہت۔

یہ وہ تغیر ہے جو اسلامی سوشل نظام کے ذریعہ سے عورت کی دنیوی حیثیت میں رونما ہوا اور یہی اصول روحانی میدان پر بھی حاوی ہے روحانی لحاظ سے بھی عورت مرد کے برابر ہے:۔

انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثیٰ بعضکم من بعض

(۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں (خدا) تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں کروں گا مرد ہو یا عورت تم سب ایک دوسرے سے ہو

من عمل سیئۃ فلا یجزیٰ الا مثلہا ومن عمل صالحاً من ذکر او انثیٰ وھو مومن فاولئک یدخلون الجنۃ (المومن ۴۰)

جو برائی کرتا ہے اسے اس کی مثل ہی بدلہ دیا جاتا ہے اور جو نیکی کرتا ہے مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو تو یہی لوگ بہشت میں داخل ہوں گے۔

من عمل صالحاً من ذکر او انثیٰ وھو مومن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ (النحل ۹۷)

جو کوئی اچھا عمل کرتا ہے مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہے ہم یقیناً اسے پاک زندگی میں رکھیں گے۔

قرآن پاک میں تو یہاں تک ارشاد ہوا کہ عورت پر نزول وحی بھی ہوا ہے جو خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا انعام ہے (۷ : ۲۸ و ۱م ۲:) اس لئے شریعت اسلامیہ کے مطابق شادی آدمی کی روحانی ترقی میں روک نہیں ہے بلکہ یہ ممد ہوتی ہے اور انسان کے روحانی قویٰ اس سے نشو و نما حاصل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ایسے جوڑوں کو پیدا کیا تاکہ انہیں ایک دوسرے میں سکون قلب حاصل ہو۔ (۳۰ : ۲۱) ھن لباس لکم وانتم لباس لھن (البقرہ ۱۸۷) عورتیں تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو۔

خاوند اور بیوی کی دو طرفہ محبت ہے۔ اس محبت کا انحصار حصول دولت کے جذبہ پر نہیں ہے بلکہ یہ ساری عمر کی رفاقت اور تعلق ہے جو بالآخر اولاد کے لئے شفقت اور مامتا بن جاتا ہے اور اس سے بھی بلند ہو کر اخوت اسلامی کے اعلیٰ احساس میں بدل جاتا ہے اور انسانیت کی بے غرضانہ اور بے لوث خدمت کا جذبہ بن کر رونما ہوتا ہے مرد کے عورت کے متعلق اور عورت کے مرد کے متعلق طبعی جذبات کو شادی کے ذریعہ اظہار کا موقعہ ملتا ہے پہلے یہ جذبات ترقی یافتہ صورت اختیار کر کے بچوں کی محبت کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں پھر عزیز و اقربا کی محبت میں نمایاں ہوتے ہیں اور اس کے بعد ہیئت اجتماعیہ انسانیہ کے ایک شاندار جذبۂ محبت میں بدل جاتے ہیں گھر درحقیقت محبت اور خدمت خلق کی سب سے پہلی تربیت گاہ ہے یہاں انسان سب سے پہلے دوسروں کے لئے ایثار کرنے کا سبق حاصل کرتا ہے اور رفتہ رفتہ خدمت خلق کا جذبہ ترقی کرتا اور وسیع ہوتا چلا جاتا ہے۔

اسلام میں شادی کو اخلاقی ترقی کا ایک ذریعہ خیال کیا جاتا ہے جس سے وہ جذبات محبت و اخوت نشو و نما حاصل کرتے ہیں جو آج انسانیت کے لئے سرمایۂ فخر ہیں اپنے اسلام کے سماجی قانون کے مطابق شادی ایک عام معتدل حالت ہے جس کے مطابق ہر مرد اور عورت کو زندگی بسر کرنا چاہیئے قرآن مجید اپنے تمام متبعین کو حکم دیتا ہے کہ وہ شادی شدہ زندگی بسر کریں وانکحوا الایامیٰ منکم اور جو تم میں سے مجرد ہیں ان کے نکاح کر دو۔ آنحضرت صلعم کی ایک حدیث بیان کی جاتی ہے کہ آنحضرت صلعم نے بعض نوجوانوں سے کہا جن میں رہبانیت کے آثار پائے جاتے تھے "میں نے شادی کی ہے اور جو کوئی بھی ایسے طریقہ کی طرف مائل ہوتا ہے جو میرے طریقہ سے مختلف ہے وہ مجھ میں سے نہیں ہے" (بخاری ۱ : ۶۷) اور آنحضرت صلعم نے ایک دوسرے موقعہ پر فرمایا "اے نوجوانوں کے گروہ جو تم میں سے ایک بیوی کے اخراجات کو برداشت کرنے کی طاقت رکھتا ہے اسے شادی کرنا چاہیئے کیونکہ یہ آنکھیں نیچی رکھنے اور عصمت اور پاکیزگی کا بہترین طریقہ ہے" (بخاری ۱ : ۶۷)

"آپ کا ایک اور ارشاد ہے" وہ آدمی جو کہ شادی کرتا ہے وہ اپنے آدھے مذہب کو درست کر لیتا ہے" . . . . اسلام کے سوشل نظام کے مطابق شادی ایک معاہدہ ہے (قرآن ۴ : ۲۱) جو طرفین کی رضامندی سے بروئے کار آتا ہے مرد اور عورت دونوں گواہوں کی موجودگی میں اپنی رضامندی

(باقی)

علہ سلسلہ کے لئے دیکھو پیغام صلح مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۴۵ء

حضرت اقدسؑ کی صحبت میں

میری سنو جو گوشِ نصیحت نیوش ہے

{از جناب مولانا مصطفےٰ خاں صاحب}

(۱)

احباب کرام جانتے ہیں کہ میں کبھی کبھی پیغام صلح کے ذریعہ سے ان کو حضرت اقدس کی صحبت میں لے جایا کرتا ہوں۔ یعنی وہ باتیں سنایا کرتا ہوں جو میں نے خود یا میری طرح دوسرے احباب نے حضرت کی صحبت میں بلاواسطہ دیکھیں یا سنیں۔ یہ باتیں سعید روحوں کے لئے موجب ازدیاد ایمان و عرفان ہوتی ہیں آج میں اسی غرض سے احباب کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں، اور اس کے لئے یہ تقریب بھی حسن اتفاق سے میسر آگئی ہے کہ ۲۶ رمئی کا دن آرہا ہے۔ یہ دن حضرت کا یوم وصال ہے اس دن طبعاً آپ کی صحبت کی یاد تازہ ہوجاتی ہے، اس لئے اس موقعہ پر حضور کا ذکر خیر موجب تسکین قلب بھی ہوگا

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

لیکن اس دفعہ میں روایات و حکایات کی بجائے حضرت اقدس کا کلام منظوم سناؤں گا کہ اس میں بھی مردہ دلوں کے لئے روح حیات ہے اور طائفہ متشککین کے لئے آب حیات کہتے ہیں کہ کسی شخص کا کلام اس کے دل و دماغ کا آئینہ ہوتا ہے جو جذبات و خیالات کسی کے دل میں موجزن ہوتے ہیں وہی الفاظ کا جامہ پہن کر جیتی جاگتی تصویر کی طرح ہمارے سامنے کھڑے ہوتے ہیں اب ہمیں دیکھنا ہے کہ حضرت اقدس کے کلام میں کس قسم کے خیالات احساسات جلوہ نما ہیں۔

(۲)

سب سے پہلی بات جو ہر ایک شخص آپ کے کلام کو پڑھ کر محسوس کرے گا یہ ہے کہ حضرت کو خدا کی ذات کے متعلق نہ صرف کامل ایمان نہ صرف کامل عرفان بلکہ ایک والہانہ عشق ہے، جس سے آپ کے الفاظ میں ایک خاص قسم کا سوز و گداز پیدا ہوگیا ہے۔ جہاں خدا کا ذکر آتا ہے آپ اس کے عشق و محبت میں سرشار نظر آتے ہیں ۱۸۷۲ء کا واقعہ ہے کہ ایک دوست آپ کو خط لکھتا ہے یہ خط نظم و نثر میں ہے اس کا جواب آپ منظوم خط میں دیتے ہیں۔ اس وقت آپ کی عمر چالیس سال سے کم ہے۔ لیکن اس جوانی کے عالم میں بھی عشق ربانی کا جو عالم ہے وہ اس خط کے ابتدائی اشعار سے ظاہر ہے :-

سپاس آں خداوند یکتائے را
بمہر و مہ عالم آرائے را
بہر لحظہ امید یاری ازوست
بہر حالتے دوستداری ازوست
. . . .

جہاں جملہ یک صنعت آبادِ دوست
خنک نیک بختے کہ دریادِ دوست

یہ خط پرائیویٹ ہے، اور حضرت اقدس کو یہ خیال تک نہ ہو سکتا تھا کہ یہ کبھی شائع بھی ہوگا اس لئے یہ آپ کے دل کی گہرائیوں کی آواز ہے جس کو تصنع و تکلف سے دور کا بھی تعلق نہیں دیکھئے اس عمر میں بھی کس طرح خدا سے لو لگائے بیٹھے ہیں

بہر لحظہ امید یاری ازوست
بہر حالتے دوستداری ازوست

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس زمانہ میں یاد خدا میں محو تھے۔

خنک نیک بختے کہ دریادِ دوست

دوست نے لڑکوں کی تعلیم کے متعلق بھی آپ سے دریافت کیا ہوگا۔ اس کے جواب میں پہلے یہ ذکر کیا ہے کہ کم مشاہرہ پر قناعت کریں استاد کم ملتے ہیں اور پھر فرماتے ہیں۔

بکوشیم و انجام کار آں بود
کہ آں خواہش و رائے یزداں بود

یہاں پھر باوجود اپنی کوشش کے کام کا انجام خدا کے سپرد کیا ہے اور افوض امری الی اللہ کی شان دکھائی ہے اور یہی آپ کی عادت تھی۔ مجھے اس موقعہ پر ایک واقعہ یاد آگیا ہے وہ احباب کی نذر ہے۔

(۳)

والد مرحوم حسب معمول ایک دفعہ قادیان تشریف لے گئے، واپس ہوتے وقت حضرت کی خدمت میں رخصت کے لئے حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا گاڑی کا وقت کیا ہے والد نے عام محاورہ کے مطابق عرض کی کہ بارہ بجکر آٹھ منٹ پر گاڑی چھوٹتی ہے اب دس بجے ہیں تانگہ لیلیں، دو گھڑی پہلے پہنچا دے گا، حضرت فوراً بولے تانگہ کیا پہنچائے گا خدا پہنچائے گا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی ذات آپ کے دل و دماغ میں بسی ہوئی تھی۔ یہی حالت آپ کے آقا و سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی کہ آپ کے حالات کو دیکھ کر کفار مکہ نے باوجود مخالفت کے یہ شہادت دی عشق محمد علیٰ ربہ یا محمد اپنے رب پر عاشق ہوگیا ہے

(۴)

۱۸۷۲ء کے بعد بھی آپ کے کلام میں وہی والہانہ عشق کا جذبہ کارفرما نظر آتا ہے۔ براہین احمدیہ کے شروع ہی میں آپ نے ایک مناجات لکھی ہے جس میں خدا کی تحمید و تقدیس ایسے موثر اور دل آویز الفاظ میں کی ہے کہ پڑھنے والا جھوم جاتا ہے اس مناجات کا آخری شعر ہے

در دو عالم مرا عزیز توئی
وآنچہ مے خواہم از تو نیز توئی

یہ عشق الٰہی کا انتہائی مقام ہے کہ خدا سے دولت نہیں مانگتے، جاہ و منصب نہیں مانگتے، اولاد نہیں مانگتے بلکہ مانگتے ہیں تو یہ مانگتے ہیں کہ خود خدا مل جائے۔

وآنچہ مے خواہم از تو نیز توئی

اس مصرع میں ایک جہان معنی پنہاں ہے، اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ اے خدا تو میرا ہو جا۔ چنانچہ اس مضمون کو آپ نے اپنے ایک اردو مصرع میں یوں بھی ادا کیا ہے

آج ہم دلبر کے اور دلبر ہمارا ہوگیا

اسی طرح سرمہ چشم آریہ میں بھی جو ابتدائی کتاب ہے، ایک مناجات لکھی ہے۔ اس کی ابتدا یوں کرتے ہیں :-

اے دلبر و دلستان و دلدار
واے جان جہان و نور انوار
اے مونس جان چہ دلستانی
کز خود بربودیم بیک بار
چشم و سرما فدائے رویت
جان و دل ما بتو گرفتار
عشق تو بنقد جاں خریدیم
تا دم نہ زند دگر خریدار
غیر از تو کہ سر زدے زجیبم
در برج دلم نماند دیار

اللہ اکبر کس قدر والہانہ عشق ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہنے والے کے جسم و جان پر عشق الٰہی مسلط ہے۔ اور وہ ایک کیف و بے خودی کے عالم میں کہہ رہا ہے کہ

اے مونس جاں چہ دلستانی
کز خود بربودیم بیک بار

ان اشعار کے لفظ لفظ سے محبت الٰہی کا چشمہ ابل رہا ہے اور یہ قال ہو بہو حال کی تصویر ہے۔

(۵)

حضرت اقدس ایک رئیس خاندان کے فرد تھے ریاست کی وہ شان تو مٹ چکی تھی، مگر پھر بھی کچھ آن ابھی باقی تھی، آپ کے چچیرے بھائی بھی تھے، وہ اپنی کھوئی ہوئی عظمت کی یاد میں فرعون بنے ہوئے تھے قاعدہ ہے کہ جب کسی خاندان پر نکبت و فلاکت آتی ہے تو نخوت و تکبر ساتھ آتے ہیں۔ حضرت کی برادری کے لوگ بگڑے ہوئے رہتے تھے، خدا سے بھی منکر ہوگئے اور دہریت اختیار کی، ادھر حضرت اقدس یاد خدا میں مستغرق رہتے تھے اس لئے آپ کو برادری کے لوگ نعوذ باللہ ننگ خاندان اور ایک بیکار ملاّ سمجھتے ہونگے حضرت کی غیرت یہ کب گوارا کرسکتی تھی کہ ایسے لوگوں سے تعلق رکھیں۔ چنانچہ متذکرہ بالا نظم کے آخری شعر میں بھائی بندوں سے قطع تعلق کا ذکر بھی ہے۔

عمریست کہ ترک خویش و پیوند
کردیم و دمے جز از تو دشوار

جاننے والے جانتے ہیں کہ حضرت اقدس خدا کے لئے اپنے قریبی سے قریبی رشتہ دار سے قطع تعلق کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بعض سے تو آپ نے عملی طور پر ہمیشہ کے لئے قطع تعلق کر لیا تھا لیکن خدا سے آپ کو اس قدر پیوند تھا کہ ایک دم کے لئے بھی اس سے جدا ہونا چاہتے تھے۔

(۶)

براہین احمدیہ لکھنے سے پہلے وہ زمانہ تھا جس میں صوفیاء کرام کی اصطلاح کے مطابق حضرت اقدس منازل سلوک طے کر رہے تھے، یعنی عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے، روزے رکھتے تھے، خدا سے لو لگائے ہوئے تھے خلوت گزین تھے اور فنا کی تند و تیز آندھیاں آپ پر چل رہی تھیں اس عالم کا نقشہ حضرت نے اپنی ایک مثنوی میں جو براہین احمدیہ میں ہے کھینچا ہے۔ میں اس کے جستہ جستہ شعر یہاں لکھتا ہوں :-

خوئے عشاق عجز ہست و نیاز
نشنیدیم عشق و کبر و ناز
گر بجوئی سوار این رہ راست
اندراں آنجا بجو کہ گرد بپاست
اندر آنجا بجو کہ زور نماند
خود نمائی و کبر و شور نماند
فانیاں را جہانیاں نہ رسند
جانیاں را زبانیاں نہ رسند
تا نہ کار دلت بجاں برسد
چوں پیامت ز دلستان برسد
تا نہ خاکت شود بساں غبار
تا نہ گردد غبار تو خوں بار
تا نہ خونت چکد برائے کسے
تا نہ جانت شود فدائے کسے

یہ عام الفاظ میں اپنی ہی سرگذشت بیان فرما رہے ہیں،

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگراں

یہاں بھی عشق الٰہی کا ماجرا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عشاق خدا کی راہ میں عجز و نیاز کا سر جھکاتے ہیں، اپنی گرد اڑاتے ہیں، خون بہاتے ہیں اور راہ محبت میں فنا ہو جاتے ہیں اس کے بعد ان کو کہیں خدا کا پیام ملتا ہے اور اس فنا کے بعد وہ بقا کی نعمت سے متمتع ہوتے ہیں

تا نہ کار دلت بجاں برسد
چوں پیامت ز دلستاں برسد

(۷)

ایک دوسری جگہ اسی مقام فنا کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

میوہ از روضۂ فنا خوردند
خود بخود آرزوئے خود مردند
دست یغمائے کشید دامن دل
پا بر آورد جذب یار زگل
دور شد ہر حجاب ظلمانی
شد سراسر وجود نورانی
خاطر شاں بجذب پنہانی
کرد مائل بعشق ربانی
آنچناں عشق تیز مرکب اند
کہ ازاں مشت خاک ہیچ نماند
عاشقانِ جلالِ روئے خدا
طالبانِ زلال جوئے خدا
پر ز عشق و تہی ز ہر آز سے
کشت وز یشاں نخاست آوازے

پھر اس فنا کے بعد بقا کا ذکر فرماتے ہیں

(باقی ہے)

احمدی نام رکھنے پر مفصل بحث

معترضین کے اعتراضات کے جوابات

(از جناب مولانا مرتضیٰ خانصاحب حسن - بی۔ اے)

گذشتہ سے پیوستہ

مسلمانوں کے اندر شعوب اور قبائل

محض مہاجر اور انصار پر ہی حصر نہیں بلکہ قرآن مجید میں ایسے امتیازی نام بکثرت ہیں۔ لیکن سب سے پہلے میں اس آیت کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں وجعلنکم شعوباً وقبائل لتعارفوا بینکم ۵ یعنی ہم نے تمہارے شعوب اور قبائل بنائے۔ تاکہ تم آپس میں پہچانے جاؤ اس بحث میں یہ آیت قابل غور ہے باوجود اسلام مذہب اور مسلمان نام رکھنے کے اللہ تعالے نے مسلمانوں کے اندر بھی شعوب اور قبائل بنائے اور اس کے ساتھ اس کی وجہ بیان کر دی کہ تاکہ تم آپس میں پہچانے جاؤ۔ احمدی نام رکھنے پر اعتراض کرنے والے اصحاب کیا اس پر بھی اعتراض کریں گے کہ جس صورت میں خدا تعالے نے مسلمان نام رکھا ہے تو پھر کیوں مسلمان قوم کو مختلف قبیلوں اور خاندانوں میں منقسم کرکے ان کے اندر تفریق پیدا کر دی بالخصوص ایسی صورت میں کہ بوجہ قومیت اور اختلاف خاندان کے ان کے اندر اختلافات ہی پیدا ہو جاتے تھے، اور ایسے اختلافات پر ایک دوسرے کے خلاف تلوار اٹھانے کے لئے طیار ہو جاتے تھے۔ آنحضرت صلعم کی وفات پر سقیفہ بنی ساعدہ میں مہاجر اور انصار کا جھگڑا ایک طرف اور حضرت علی رضؓ کے گھر میں بنو ہاشم کا مجمع دوسری طرف کیا زیادہ تر قومی اور خاندانی امتیازات کی بناء پر نہیں تھا۔

قرآن مجید میں امتیازی نام

میں نے عرض کیا کہ قرآن مجید میں بکثرت امتیازی نام پائے جاتے ہیں مذہب اسلام (وہ مکمل صورت میں ہو یا غیر مکمل صورت میں) شروع سے چلا آتا ہے۔ اور مسلم بھی تو گویا ہر زمانہ میں پائے جاتے تھے مگر انہی مسلمانوں کو قرآن مجید میں کسی نہ کسی خصوصیت یا مناسبت سے کہیں کچھ نام دیا گیا اور کہیں کچھ۔ چنانچہ قرآن مجید میں بار بار بنی اسرائیل بنی اسرائیل وارد ہے کیا وہ کبھی بھی مسلم نہیں تھے؟ پھر مسلم کا نام چھوڑ کر ان کو بنی اسرائیل بنی اسرائیل کے خصوصی نام سے کیوں مخاطب فرمایا۔ اس سے آپ کا یہ خیال غلط ثابت ہوا کہ کسی قوم یا جماعت کو اس کے نبی کے نام سے نسبت دینا ناجائز ہے۔ علی ہذا اور امتیازی نام بھی قرآن مجید میں ملتے ہیں مثلاً مومنین، مسلمین کی وہ جماعت جو حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئی ان کو اللہ تعالے نے اصحاب السفینہ کے امتیازی نام سے موسوم فرمایا۔ کیا معترضین اس پر بھی اعتراض کریں گے کہ جس صورت میں یہ مسلمین کی جماعت تھی تو ان کو کسی دوسرے نام سے کیوں موسوم کیا گیا؟۔

پھر آپ غور فرمائیں کہ باوجود اس کے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متبعین کا اقرار موجود ہے واشھد بانا مسلمون جسے آپ نے بھی پیش کیا ہے انہی "بانا مسلمون" کو خدا تعالے نے حواری کے نام سے موسوم فرمایا فلما احس عیسیٰ منھم الکفر۔ قال من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ آمنا باللہ واشھد بانا مسلمون"۔ دیکھئے ان مومنین کو اللہ تعالیٰ نے حواری فرمایا یعنی ایک خصوصی نام دیا بوجہ ان کے سفید پوش ہونے کے یا بوجہ ان کے مخلص مددگار ہونے کے جیسا کہ لسان العرب میں ہے الحواریون خلصان الانبیاء وصفوتھم یعنے نبیوں کے خالص اور برگزیدہ دوست حواری کہلاتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے اپنی امت کو اپنے نام سے نامزد نہیں فرمایا۔ مگر حدیث میں صاف لفظوں میں اپنی امت کو آل محمدؐ کے نام سے موسوم فرمایا ہے۔ وعن جعفر الباقر علیہ السلام قال ینادی من السماء الحق فی آل محمد وینادی من الارض لان الحق فی آل عیسیٰ الخ (اقربت الساعۃ) ہمارے نزدیک حدیث صحیح بھی شریعت ہی ہے۔ اگر آپ حدیث کا انکار فرمائیں تو یہ ہمارے لئے حجت نہیں۔ مگر کم از کم حدیث کی تاریخی حیثیت سے آپ بھی انکار نہیں فرما سکتے۔ اور نمازوں میں دن رات ہم پڑھتے ہیں اللھم صل علی محمد وآل محمد۔ آل محمد سے مراد متبعین محمدؐ ہے۔ احمدی سے بھی مراد آل احمد یا متبعین احمدؐ ہی ہے۔ والا غیر۔ غرضکہ کسی مسلمان جماعت کا کسی خصوصیت کے ماتحت اپنا کوئی نام تجویز کرنا ہرگز خلاف قرآن وحدیث نہیں آپ کو چاہیئے کہ آپ صریح نص قرآن مجید سے یہ دکھائیں کہ کسی مسلمان کا یا کسی اسلامی جماعت کا اسلام مذہب رکھتے ہوئے کسی خصوصیت کے ماتحت اپنا کوئی نام تجویز کرنا کیا ناجائز یا حرام ہے؟ جب تک آپ اپنے دعوے کے ثبوت میں کوئی نص صریح قرآن مجید کی پیش نہ کریں اس وقت تک آپ کا دعوے متحقق نہیں ہو سکتا پھر آپ فرماتے ہیں کہ ایسے امتیازی نام رکھنے کے نتائج اچھے نہیں ہوتے ایک مومن کے لئے لازم ہے کہ وہ فتنہ مظنہ سے بچے۔ آپ کے اعتراض کی زد تو دور تک پہنچتی ہے اللہ تعالے نے مسلمان قوم سے خلافت کا وعدہ فرمایا اور اس خلافت سے تمکنت دین اور استحکام ملت کو وابستہ فرمایا مگر بایں ہمہ خلافت قوم کے لئے کس قدر ابتلاؤں کا موجب ہوئی اور اس خلافت کی وجہ سے کسقدر تفرقہ مسلمان قوم کے اندر پیدا ہو گئی کہ اب تک مٹ نہ سکی اور نہ امید ہے کہ قیامت تک مٹ سکے کیا آپ اللہ تعالیٰ پر بھی اعتراض کریں گے کہ کیوں اس نے خلافت قائم کرکے قوم کے اندر تشتت و افتراق کا دروازہ کھول دیا۔ اس طرح سے اور امثلہ بھی دی جا سکتی ہیں۔

احمدی نام فتنہ مظنہ سے بچنے کے لئے ہی رکھا گیا

مگر میں کہتا ہوں کہ فتنہ مظنہ سے بچنے کے لئے ہی حضرت مسیح موعود نے احمدی نام تجویز فرمایا ہے اور اگر آپ یہ نام تجویز نہ کرتے تو لوگوں نے "مرزائی" نام رکھ لیا تھا اور اس طرح سے آپ کے نام سے ایک فرقہ منسوب کر دیا تھا حضرت مرزا صاحب نے اپنی جماعت کو عام فرقہ بندی کے رنگ سے آزاد رکھنے کے لئے ایسا نام تجویز کیا جو درحقیقت تمام امت محمدیہ پر صادق آتا ہے۔ کیا ہر ایک شخص جو مسلمان ہے وہ احمدی یعنی متبع احمدؐ نہیں فرد ہے تو احمدیت میں آکر تمام فرقوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ احمدی کا کیا مطلب ہے؟ یہی کہ وہ امت احمدیہ کا ایک فرد ہے۔ احمدی یا امت احمدیہ کا فرد کہلانے سے کیا کوئی مسلمان انکار کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ پس احمدی ایک جامع لفظ ہے جس کے اندر تمام فرقے مدغم ہو جاتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہمارے ہاں فقہی مسائل کا اختلاف چنداں وقعت نہیں رکھتا۔ اگرچہ ہم لوگ فقہ حنفی کو ہی ترجیح دیتے ہیں اور زیادہ تر اسی پر عامل ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ہمارے نزدیک اگر کوئی رفع یدین کرے تو اور اگر نہ کرے تو کچھ بھی قابل اعتراض نہیں اگر کوئی آمین اونچی کہے تو اور اگر نیچی کہے تو اس سے کچھ فرق نہیں آتا۔ ہم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ احمدی لوگ ایک ہی صف میں ایک ہی امام کے پیچھے کھڑے ہیں بعض رفع یدین کر رہے ہیں اور بعض نہیں کرتے بعض آمین اونچی آواز سے کہتے ہیں اور بعض نیچی آواز سے۔ کسی کو ایک دوسرے سے کوئی تعرض نہیں۔ جس کی مرضی ہے رفع یدین کرے جس کی مرضی ہے نہ کرے۔ جس کی مرضی ہے آمین اونچی کہے جس کی مرضی ہے نیچی۔ جس کی مرضی ہے ہاتھ سینے پر باندھے جس کی مرضی ہے ناف پر باندھے۔ اس سے کوئی حرج نہیں ہوتا فی الجملہ کیا بلحاظ نام کے اور کیا بلحاظ طریق عمل کے احمدیت جامع ہے۔ احمد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک ہے۔ اسکو اختیار کرنے سے اور اپنے آپ کو اس سے نسبت دینے سے کسی مسلمان کو عار نہیں اس سے فرقہ کی بو نہیں آنی چاہیئے۔ بلکہ یہ تمام فرقوں کو مٹا کر امت محمدیہ میں وحدت پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور احمدی کہلانے سے محض یہ مطلب ہے کہ امت محمدیہ کا ایک فرد جو خدمت دین کے لئے اس زمانہ میں کھڑا ہوا ہے۔ ولا غیر۔

باقی رہا دوسرا مسئلہ کہ آیا قرآن مجید سے بعثت مجددین ثابت ہے یا نہیں اس پر انشاء اللہ پھر کبھی عرض کروں گا۔ وما توفیقی الا باللہ۔ والسلام

بقیہ از صفحہ ۶

بقیہ از صفحہ ۶

لاجرم یافتند نور خدا
چوں خودی رفت شد ظہور خدا
تن چو فرسود دلستان آمد
دل چو از دست رفت جاں آمد

ہست ایں قوم پاک را جاہے
کہ ندارد جہاں بدو راہے
دست بہر دعا چو بردارند
مورد فیض ہائے دادارند
کشف رازے گر از خدا خواہند
ملہم از حضرت شہنشہ اند

یہ وہ زمانہ ہے کہ جب آپ صاحب الہام اور مستجاب الدعوات ہو چکے تھے، چنانچہ اس کے متعلق ایک واقعہ بھی آپ نے بطور نشان لکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ ابتدائی زمانہ میں آپ کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر سخت بیمار ہو گئے بچنے کی امید نہ رہی۔ حضرت نے ان کی صحت کے لئے دعا کی تو آثار قبولیت نمودار نہ ہوئے بلکہ کچھ ایسا معلوم ہوا کہ شاید پندرہ روز تک موت واقعہ ہو جائے۔ حضرت اقدس نے پھر درد دل سے دعا کی اور دل میں یہ خیال بھی آیا کہ دیکھیں مجھے بارگاہ الٰہی میں اس قدر عزت حاصل ہے یا نہیں کہ میری دعا سے ان کو صحت ہو جائے چنانچہ بالآخر آپ کی دعا سنی گئی اور آپ کے بھائی صاحب اس کے بعد پندرہ سال تک زندہ رہے، چنانچہ اس قسم کے واقعات کی طرف یہ دو شعر اشارہ کر رہے ہیں:-

ہست ایں قوم پاک را جاہے
کہ ندارد جہاں بدو راہے
دست بہر دعا چو بردارند
مورد فیض ہائے دادارند

یہ بھی اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اولیاء اللہ کا تعلق خدا سے دوستانہ ہوتا ہے۔ کبھی وہ ان سے اپنی بات منوا لیتا ہے۔ اور کبھی یہ منوا لیتے ہیں۔

(باقی دارد)

بقیہ از صفحہ ۵

کا اقرار کرتے ہیں۔ یہ بات بھی اس امر کو واضح کرتی ہے کہ اسلامی گھر میں مرد اور عورت ایک دوسرے کے رفیق ہیں جو ایک ہی سطح پر کھڑے ہیں اور دونوں کے کچھ حقوق اور فرائض ہیں۔ شادی چونکہ انسانی سوسائٹی کی بنیاد ہے اسلئے نکاح کا معاہدہ کوئی معمولی معاہدہ نہیں ہے ضروری ہے کہ اسے مشتہر کیا جائے وہ بات جو شادی کو زنا سے متمیز کرتی ہے وہ اس کا اعلان ہے (۵:۵، ۴:۲۴) بیرنکاح کے معاہدہ کا اعلان ہونا چاہیئے بلکہ نقارے کی چوٹ سے اعلان ہونا چاہیئے اور یہ کسی عام پبلک جگہ پر ہونا چاہیئے " نکاح کا اعلان کرو اور اسے مسجد میں ادا کرو اور نقارے کی ضرب سے اعلان کرو" (مشکوٰۃ ۱۳:۱۴)

اس اعلان کے علاوہ معاہدہ نکاح کو ایک پاکیزہ اور مقدس رنگ دیا جاتا ہے یعنی اعلان نکاح سے پہلے ایک خطبہ دیا جاتا ہے اور اس خطبہ میں قرآن مجید کی بعض آیات (۴:۱، ۳۳:۷۰ و ۴:۱ و ۱۱:۳) تلاوت کی جاتی ہیں یہ آیات زندگی کی ایک بہت بڑی ضرورت پر روشنی ڈالتی ہیں یعنی زندگی کی بنیادی حقیقت پر کہ ایک خدا ہے جس کے سامنے مرد اور عورت دونوں اپنے اعمال کے جواب دہ ہیں اس لئے اس معاہدہ کو معمولی نہیں خیال کیا جا سکتا ہر ایک حق اور فرض جو فریقین پر عاید ہوتا ہے وہ ایک ایسا فرض ہے جو خدا تعالےٰ نے ان پر عائد کیا ہے۔ جس کا قانون سب قوانین سے بلند اور برتر ہے۔ شادی کے موقعہ پر عورت کے لئے مہر بھی مقرر کیا جاتا ہے۔ مہر کا مقرر کرنا عورت کو ایک جائداد کی مالکہ بنا دینا ہے یہ امر ظاہر کرتا ہے کہ بطور زوجہ کے اس کی حیثیت کو تسلیم کرتے ہوئے عورت کے حقوق کا بحیثیت ایک شخص کے کوئی نقصان نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک رتبہ حاصل کر لیتی ہے۔

بیوی کی شخصیت اس کے خاوند میں جذب نہیں ہو جاتی بلکہ اسلام کے سوشل نظام کی رو سے اس کی انفرادیت قائم رہتی ہے بحیثیت سوسائٹی کے ایک منفرد رکن کے عورت کو جو حقوق حاصل ہوتے ہیں ان میں کمی نہیں ہوتی بلکہ اس کی نئی زندگی اس پر نئے فرائض عائد کر دیتی ہے جن کیساتھ اس سے مزید حقوق پیدا ہو جاتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ بیویوں پہ عاید شدہ فرائض کے ساتھ ان کے حقوق بھی ہیں اس وسیع اصول کو حدیث میں یوں بیان کیا گیا ہے:۔

" تم میں سے ہر ایک حکمران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق سوال کیا جائے گا بادشاہ حکمران ہے اور آدمی اپنے گھر کے لوگوں پر حکمران ہے اور عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کے بچوں پر حکمران ہے۔"

(بخاری ۱۱:۹، ۶۷)

وسیع قومی نظام کے اندر گھر ایک واحدہ ہے جیسا کہ قوم کے وسیع نظام کے اندر یہ ضروری ہے کہ کوئی ایسی ہستی ہو جس کے ہاتھ میں حکومت کی باگ ڈور ہو اسی طرح گھر کے مختصر نظام کے لئے ایک ایسے ہی انتظام کی ضرورت ہے خاوند کو پہلے اپنے گھر کے لوگوں پر حکمران تصور کیا گیا ہے اور اس کے بعد بیوی کو خاوند کے گھر اور اس کے بچوں پر حکمران بیان کیا گیا ہے۔ گھر بھی چھوٹے پیمانے پر ایک ریاست ہے جس کے اندر خاوند اور بیوی دونوں مقتدر ہیں لیکن ان [illegible] جب تک ایک کو مقتدر اعلیٰ نہ بنایا جائے اس وقت تک اس مملکت میں قرار [illegible] کی خاوند کو زیادہ اقتدار [illegible] قرآن مجید میں یوں بیان کی گئی ہے۔

الرجال قوامون على النساء بما فضل الله بعضهم على بعض وبما انفقوا من اموالهم۔

مرد عورتوں کے ذمہ دار ہیں اسلئے کہ اللہ تعالےٰ نے بعض میں سے بعض کو فضیلت دی ہے اور اس لئے کہ انھوں نے اپنے مالوں سے کچھ خرچ کیا۔

خاوند چونکہ بیوی کے لئے سامان زیست مہیا کرتا ہے اس لئے گھریلو امور اس کے ماتحت ہونے چاہئیں تاکہ جب ضرورت پڑے وہ اپنی بیوی پر اپنے اختیارات کو استعمال کر سکے خاندان کے لئے ضروریات زندگی مہیا کرنا چونکہ مرد کو تفویض کیا گیا ہے اس لئے مقتدر اعلےٰ وہی ہونا چاہیئے۔

خاوند اور بیوی کا کام اور فرائض بالکل جداگانہ ہیں ہر ایک کو وہ کام تفویض کئے گئے ہیں جن سے اس کی فطرت مطابقت رکھتی ہے۔ مرد چونکہ جسمانی ساخت کے لحاظ سے عورت سے برتر ہے اسلئے وہ زیادہ مصائب اور خطرات کا مقابلہ کر سکتا ہے اور دوسری طرف محبت اور ہمدردی کے جذبات میں عورت کو فوقیت حاصل ہے اس لئے نیچر نے اپنے تخلیقی مقاصد کو بروئے کار لانے کے لئے مادہ کو خواہ وہ حیوان ہو یا انسان ہو نر سے بڑھ کر جذبات محبت عطا کئے ہیں اس لئے انسانیت کی بہتری اور بہبودی کے لئے مرد اور عورت کے کام میں ایک قدرتی تقسیم کر دی گئی ہے مرد اپنے جسم کی سختی کی وجہ سے زندگی کی کشمکش کا مقابلہ کر سکتا ہے، عورت جذبہ محبت کی فراوانی کی وجہ سے بچوں کی پرورش کے لئے بالکل موزوں ہے اس لئے خاندان کے لئے نان و نفقہ مہیا کرنے کے فرائض مرد کو تفویض کئے گئے ہیں اور بچوں کی پرورش عورت کے ذمہ لگائی گئی ہے۔ اور ہر ایک کو اپنے اپنے حلقہ عمل میں اختیارات دیئے گئے ہیں۔

(اشاعت اسلام)

(باقی حاسد)

اقتباسات

فرعون وقت کا حشر

ڈیلی ایکسپرس (لندن) کے وقائع نگار اٹلی کا چشم دید بیان:۔

" میں نے بینی ٹو مسولینی کے خوفناک انجام کا مشاہدہ کیا۔ مسولینی ۲۳ سال اٹلی کا ڈکٹیٹر رہا۔ میلان کے پیازالو ریٹو میں وہ اپنے آخری [illegible] ساتھیوں کے درمیان تو سب کے [illegible] تھا۔ اور ۵ ہزار آدمی سخت جوش و خروش کے عالم میں اسے ٹھوکریں مارنے یا اس پر تھوکنے کی غرض سے جانوروں کی طرح آپس میں لڑ رہے تھے۔ یہ جو دو نعشیں ایک لاری [illegible] سے زمین کے ایک قطعہ پر پھینک دی گئیں جہاں گھاس اُگی ہوئی تھی اور وہ نعشیں نہایت بد حالتوں میں پڑی ہوئی تھیں اس ذلت کے وقت مسولینی کی ٹانگوں پر اس کی داشتہ کلیر پٹاچی کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ یہاں اس سابق ڈکٹیٹر کی نعش کو مرنے والوں کی خدمت میں ایک ہدیہ کے طور پر پیش کیا گیا۔ میلان کے ہزاروں مصیبت زدہ شہریوں نے اس کی تذلیل پر اظہار مسرت کیا اور اس کی سخت توہینیں کیں "

عبرت کی آنکھیں اس سے کچھ زیادہ دیکھنے کو اور عبرت کے کان اس سے کچھ زیادہ سننے کو تیار رہیں؟ (صدق)

ہٹلر کی لاش

ہٹلر کے متعلق تازہ ترین اطلاع زیادہ مستند ہے۔ برلین کے کھنڈروں سے ایک نعش دستیاب ہوئی ہے جو ظاہر ہٹلر کی معلوم ہوتی تھی اور جب پیمائش اور تحقیق سے کام لیا گیا۔ اور ہٹلر کی جسمانی خصوصیات کے ریکارڈ کے پیش نظر نعش کا معاینہ کیا گیا تو مبصرین کے نزدیک اس امر میں کوئی شبہ نہ رہا کہ وہ ہٹلر ہی کی نعش ہے۔ جتنی شہادت اس وقت تک مہیا ہو چکی ہے اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ موت زہر سے ہوئی۔ جو ہٹلر کے ڈاکٹر نے اسکو دیا تھا۔ اس کے بعد نعش جل گئی۔ یا جلا دی گئی۔ ممکن ہے چانسلری پر آتش ریز بموں کے گرنے سے عمارت کو جو آگ لگی تھی اس میں نعش جل گئی ہو یا ہٹلر کے دوستوں نے اس کی نعش کو خود ہی سپرد آتش کر دیا ہو۔ بہر حال اب یورپ کے تمام حلقوں میں یہی یقین کیا جاتا ہے کہ ہٹلر مر چکا ہے۔ چنانچہ اتحادیوں نے ہٹلر کی نعش کے متعلق تحقیقات کرنے کے لئے جو ادارہ مقرر کر رکھا تھا۔ وہ ختم کر دیا گیا اور مزید تحقیقات کی کوئی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔

امرت دھارا بلڈنگ میں آتشزدگی

۸ جون کی شام کو امرت دھارا بلڈنگ (لاہور) میں جو ہولناک آگ لگی اس کے واقعات بیحد حیرت انگیز ہیں۔ ایک عمارت میں جو شہر کے آباد ترین حصہ میں واقع ہے۔ دن دھاڑے آگ لگی اور چشم زدن میں ایسی پھیل گئی کہ فائر برگیڈ بھی تین گھنٹوں میں کہیں جاکر اس پر قابو پا سکا . . . . لوگوں نے اس کو بجھانے کی کوشش کی لیکن اس پر قابو نہ پا سکے اور فائر برگیڈ کے آنے میں بھی دیر لگ گئی۔ اس دوران میں اس عظیم الشان عمارت کا بایاں حصہ بالکل خاکستر کا ڈھیر بن گیا۔

صرف پنڈت ٹھاکر دت جی کے نقصان کا اندازہ تین لاکھ روپے کے قریب لگایا جاتا ہے اور ان کے کرایہ دار تو بیچارے مر مٹے اس لئے کہ ان کا تمام ترا ثاث البیت تلف ہو گیا اور تن کے کپڑے باقی تک نہ رہے لاہور جیسے شہر میں جہاں آگ بجھانے کی تمام سہولتیں میسر ہیں دو گھنٹوں کے اندر اندر اس قدر ہولناک نقصان ہو جانا بے حد دردناک ہے (انقلاب)

اخبارات اور اشتہارات

حکومت پنجاب نے بھی حکومت بنگال کی تقلید میں بالآخر اخباروں میں فحش اشتہاروں کی اشاعت کو روکنے کیلئے ایک قانون بنانے کا ارادہ کر لیا۔ یہ اشتہارات نہ صرف تجارت کے اعتبار سے نوجوانوں کے اخلاق کو تباہ کرنے کا باعث ہو رہے ہیں بلکہ حقیقت کے اعتبار سے بھی وہ ۹۰ فیصدی ایسے لوگوں کی طرف سے ہوتے ہیں جو دھوکے باز اور ٹھگ ہیں اور محض فحش نگاری کے زور بیان سے لوگوں کو لوٹتے ہیں۔ اخبارات اس حقیقت سے واقف ہیں پھر بھی صرف آمدنی کے لالچ میں اس فریب دہی اور غارت گری میں معاون ہو رہے ہیں پچھلے دنوں معاصر ریاست نے اشتہارات کے سلسلہ میں بالکل صحیح کہا تھا کہ ان کو شائع کرنے والے مالکان اخبار اور عصمت فروش زنان بازاری میں کوئی فرق نہیں بجز اس کے کہ موخر الذکر جسم فروخت کرتی ہیں اور اخبار والے ضمیر و ایمان کو۔ طوائف کی بدعملی کا نقصان محدود و معلوم ہوتا ہے اور اشتہارات کا نقصان غیر محدود اور غیر معلوم۔

حکومت پنجاب کے اس اقدام پر بعض "نیک دل" اخباروں نے تحسین کے پھول برسائے ہیں۔ لیکن ہم ان اخبارات سے نہیں جو فحش اشتہارات کی ممانعت اشاعت کی خبر سن کر افسردہ و دلگیر ہو گئے ہوں گے۔ بلکہ ان معاصرین سے جو فحش اشتہارات کی اشاعت کو معیوب تصور کرتے ہیں۔ اتنا پوچھنا چاہتے ہیں، کہ فحش اشتہارات میں اور سینما کے اعلانات میں کیا فرق ہے کیا صرف اتنا کہ اول الذکر کی عبارت فحش ہوتی ہے اور کیا اس کے اثر کے اعتبار سے موخر الذکر اشتہارات زیادہ تباہ کن۔ مخرب اخلاق اور سوسائٹی کو نقصان پہنچانے والے نہیں ہیں اور کیا یہ واقعہ نہیں

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فتویٰ کفر کن حالات کے ماتحت لگانا چاہیئے

متدین اور پرہیزگار علماء کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ جب تک ان کے ہاتھ میں کسی کے کافر ٹھہرانے کے لئے ایسی صحیحہ یقینیہ قطعیہ وجوہ نہ ہوں کہ جن اقوال کی بناء پر کفر کا الزام لگایا جاتا ہے ان اقوال مستلزم کا وہ اپنے منہ سے صاف اقرار کرے انکار نہ کرے تب تک ایسے شخص کو کافر بنانے میں جلدی نہ کریں لیکن دیکھنا چاہیئے کہ میاں نذیر حسین اسی تقویٰ کے طریق پر چلے ہیں یا اور طرف قدم مارا سو واضح ہو کہ میاں نذیر حسین نے تقویٰ اور دیانت کے طریق کو بکلی چھوڑ دیا۔ میں نے دہلی میں تین اشتہار جاری کئے اور اپنے اشتہارات میں بار بار ظاہر کیا کہ میں مسلمان ہوں اور عقیدہ اسلام رکھتا ہوں بلکہ میں نے اللہ جلشانہٗ کی قسم کھا کر پیغام پہنچایا کہ میری کسی تحریر یا تقریر میں کوئی ایسا امر نہیں ہے جو نعوذ باللہ عقیدہ اسلام کے مخالف ہو صرف معترضین کی اپنی اپنی ہی غلط فہمی ہے ورنہ میں تمام عقاید اسلام پر بدل و جان ایمان رکھتا ہوں اور مخالف عقیدۂ اسلام سے بیزار ہوں لیکن حضرت میاں صاحب نے میری باتوں کی طرف کچھ بھی التفات نہ کی اور بغیر اس کے کہ کچھ تحقیق و تفتیش کرتے مجھ کا ذ ٹھہرایا بلکہ میری طرف سے انا مومن انا مومن کے صاف اقرارات بھی سنکر بھی لست مومنا کہہ دیا اور جا بجا اپنی تحریروں اور تقریروں اور اپنے شاگردوں کے اشتہارات میں اس عاجز کا نام کافر و بے دین اور دجال رکھا اور عام طور پر مشتہر کر دیا کہ یہ شخص کافر اور بے ایمان اور خدا اور رسول سے روگرداں ہے۔ سو میاں صاحب کی اس پھونک سے عوام الناس میں ایک سخت آندھی پیدا ہوگئی اور ہندوستان اور پنجاب کے لوگ ایک سخت فتنہ میں پڑ گئے۔ خاص کر دہلی والے تو میاں صاحب کی اس اشتعال انگیزی سے آگ بگولا بن گئے شاید دہلی میں ساٹھ یا ستر ہزار کے قریب مسلمان ہوگا لیکن ان میں سے واللہ اعلم شاذ و نادر کوئی ایسا فرد ہوگا جو اس عاجز کی نسبت گالیوں اور لعنتوں اور ٹھٹھوں کے کرنے یا سننے میں شریک نہ ہوا ہو۔ یہ تمام ذخیرہ میاں صاحب کے ہی اعمال نامہ سے متعلق ہے جس کو انھوں نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں اپنی عاقبت کے لئے اکٹھا کیا انھوں نے سچی گواہی پوشیدہ کرکے لاکھوں دلوں میں جما دیا کہ درحقیقت، یہ شخص کافر اور لعنت کے لائق اور دین اسلام سے خارج ہے اور میں نے انہیں دنوں میں جبکہ میں دہلی میں مقیم تھا شہر میں تکفیر کا عام غوغا دیکھکر ایک خاص اشتہار انہیں میاں صاحب کو مخاطب کرکے شائع کیا۔ اور چند خط بھی لکھے۔ اور نہایت انکسار اور فروتنی سے ظاہر کیا کہ میں کافر نہیں ہوں اور خدائے تعالیٰ جانتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور ان سب عقاید پر ایمان رکھتا ہوں جو اہل سنت والجماعت مانتے ہیں اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہوں اور قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہوں۔ اور میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں اور یہ بھی لکھا کہ میں ملائک کا منکر بھی نہیں بخدا میں اسی طرح ملائک کو مانتا ہوں جیسا کہ شرع میں مانا گیا اور یہ بھی بیان کیا کہ میں لیلۃ القدر کا بھی انکاری نہیں۔ بلکہ میں اس لیلۃ القدر پر بھی ایمان رکھتا ہوں جس کی تصریح قرآن اور حدیثوں میں وارد ہو چکی ہے اور یہ بھی ظاہر کر دیا کہ میں وجود جبرائیل اور وحی رسالت پر ایمان رکھتا ہوں انکاری نہیں اور نہ حشر و نشر اور یوم البعث سے منکر ہوں اور نہ خام خیال نیچریوں کی طرح اپنے مولا کی کامل عظمتوں اور کامل قدرتوں اور اس کے نشانوں میں شک رکھتا ہوں اور نہ کسی استبعاد عقلی کی وجہ سے معجزات کے ماننے سے منہ پھیرنے والا ہوں اور کئی دفعہ میں نے تمام جلسوں میں ظاہر کیا کہ خدا تعالیٰ کی غیر محدود قدرتوں پر میرا یقین ہے بلکہ میرے نزدیک قدرت کی غیر محدودیت الوہیت کا ایک ضروری لازمہ ہے۔

(آسمانی فیصلہ صفحہ ۵)

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ سے خط و کتابت کا پتہ

گزشتہ اشاعت میں یہ خبر درج ہو چکی ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی تشریف لے گئے ہیں احباب سلسلہ کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ حضرت ممدوح سے مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔

دار السلام ۔ ڈلہوزی
ضلع گورداسپور

جناب میاں غلام عباس صاحب کو الوداعی ٹی پارٹی

دہلی ۲۷ مئی ۱۹۴۵ء جماعت دہلی کے صدر مکرم جناب میاں غلام عباس صاحب او۔بی۔ای ڈپٹی فنانشل ایڈوائزر کا تبادلہ دہلی سے بحیثیت کنٹرولر ملٹری اکاؤنٹس میرٹھ ہو گیا ہے۔ اس موقعہ پر جماعت دہلی کی طرف سے مکرم میاں صاحب کو ایک الوداعی ٹی پارٹی ۲۶ مئی کی شام کو دی گئی جس میں حاضرین کی تواضع نہایت اعلیٰ پیمانہ پر مشروبات، شیرینی اور چائے سے کی گئی۔ اختتام پر موقعہ کی مناسبت سے جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی اور جناب شیخ عبد الحق صاحب نے مختصر تقاریر کیں، جن میں جناب میاں صاحب کی خدمات اور ان سے جماعت کی توقعات کا ذکر کیا محترم میاں صاحب نے اخلاص سے بھرے ہوئے مختصر الفاظ میں جواب دیا۔ اسی موقعہ پر جناب میاں صاحب کی تحریک پر جناب حاجی اکرام اللہ خاں صاحب کو باتفاق آراء صدر اور جناب خواجہ صلاح الدین احمد صاحب بن حضرت خواجہ کمال الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو نائب صدر منتخب کیا گیا۔

اس مجلس کی کامیابی اور حسن انتظام کے لئے جناب مولانا عبد الرحمان صاحب اور خان اکرام اللہ خاں صاحب خصوصیت سے شکریہ کے مستحق ہیں۔

میر مدثر شاہ صاحب کے لئے دعا کی تحریک

میر مدثر شاہ صاحب پشاور سے اپنے ایک گرامی نامہ میں اطلاع دیتے ہیں کہ مجھے قریب ایک ہفتہ سے دردسر کا عارضہ ہو گیا ہے بلڈ پریشر معلوم ہوتا ہے کبھی ایسا شدید دورہ پڑتا ہے کہ نماز کی رکعات کا بھی پتہ نہیں لگتا آخر نماز توڑ دیتا ہوں اگر ایک طرف منہ پھیروں تو معلوم ہوتا ہے میرا سر بڑی دور چلا گیا ہے اور ایک چکر معلوم ہوتا ہے۔"

میر صاحب مکرم کا وجود ہماری جماعت کے لئے بہت بڑے فوائد کا موجب ہے، اس پیرانہ سالی میں بھی آپ وعظ و تبلیغ میں رات دن منہمک رہتے ہیں احباب کرام سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

احمدیہ بلڈنگس میں یوم وصال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جلسہ

مورخہ ۲ جون شام کے دس بجے مسلم ہائی سکول احمدیہ بلڈنگس لاہور میں زیر صدارت حضرت مولانا صدر الدین صاحب یوم وصال حضرت مسیح موعود کا جلسہ منعقد ہوا جس میں احباب سلسلہ اور غیر از جماعت دوستوں نے شمولیت فرمائی۔ تلاوت قرآن مجید، نعت خوانی کے بعد حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے جلسہ کی کارروائی شروع فرمائی۔ جناب مرزا مسعود بیگ صاحب ایم۔ اے نے حضرت مرزا صاحب کے عشق رسول اور عشق قرآن پر تقریر فرمائی آپ نے جذبۂ عشق کا تجزیہ کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود کے کلام سے متعدد اشعار پڑھکر سنائے جنکو سن کر محسوس ہوتا تھا کہ حضرت امام عصر حاضر کو قرآن اور رسول سے ایک بے پایاں عشق تھا اور ان دونوں کے متعلق حضرت کے دل میں ایسے گہرے اور قوی جذبات تھے کہ الفاظ اور بندشیں ان کی متحمل نہیں ہو سکتیں مرزا مسعود بیگ صاحب کے بعد محترم جناب شیخ عبد الرحمان صاحب مصری نے حضرت مرزا صاحب کی اسلامی خدمات کے موضوع پر بصیرت افروز تقریر کی آپ نے فرمایا کہ حضرت مرزا صاحب کی اسلامی خدمات کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا جب تک انکے دعویٰ کو اچھی طرح نہ سمجھ لیا جائے حضور کا دعویٰ اور یہ خدمات لازم و ملزوم ہیں۔ اس تمہید کے بعد شیخ صاحب مکرم نے حضرت صاحب کے دعویٰ پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت صاحب کی بیشتر خدمات

پیغام صلح

جلد ۳۳ | مورخہ ۲۴ رجمادی الثانی ۱۳۶۴ھ | نمبر ۲۳

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اختلافات میں نبی کریم صلعم کا فیصلہ جماعت لاہور کے حق میں

احادیث نبویہ میں جناب میاں صاحب کی صحیح تصویر حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر ایک اور دلیل

(از محترم جناب شیخ عبد الرحمان صاحب مصری)

احادیث میں مسیح و مہدی کی وفات کے بعد ان کی جماعت کے متعلق تین اہم پیشگوئیاں ہیں جن کو میں احباب کی آگاہی کے لئے ذیل میں درج کرتا ہوں۔

پہلی پیشگوئی } حجج الکرامہ مصنفہ نواب صدیق حسن خان صاحب کے صفحہ ۴۲۴ پر مندرجہ ذیل حدیث درج ہے:۔ ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت درج ہے کہ

ینزل عیسیٰ ابن مریم فیقتل الدجال و یمکث اربعین عاما یعمل فیھم بکتاب اللہ وسنتی و یموت فیستخلفون بامر عیسیٰ رجلا من بنی تمیم یقال لہ المقعد فاذا مات المقعد لم یات علی الناس ثلث سنین حتی یرفع القرآن من صدور الرجال۔

ترجمہ اس کا یہ ہے کہ نبی کریم صلعم فرماتے ہیں کہ عیسیٰ بن مریم نازل ہونگے دجال کو قتل کریں گے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میری سنت پر عمل کرتے ہوئے چالیس سال رہیں گے پھر فوت ہو جائیں گے لوگ عیسیٰ کے حکم سے بنی تمیم کے ایک آدمی کو خلیفہ بنائیں گے جس کا نام مقعد ہوگا جب مقعد فوت ہو جائیگا تو لوگوں پر تین سال نہیں گذریں گے کہ قرآن بعض لوگوں کے سینوں سے اٹھا لیا جائیگا۔ پھر اس کے بعد ایک اور حدیث نقل کی ہے جس میں اس خلیفہ کو قحطانی کے نام سے پکارا گیا ہے اور اس کے متعلق نبی کریم صلعم فرماتے ہیں فوالذی بعثنی بالحق ما ھو دونہ یعنی مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ یہ شخص جس کو مسیح و مہدی کے بعد لوگ خلیفہ بنائیں گے مہدی سے کم نہیں ہے اسی طرح حدیث لکھتے ہیں یعنی صلاح سیرت میں مہدی سے کم نہیں ہوگا پھر صفحہ ۴۲۴ پر تمام احادیث پر مجموعی نظر ڈالتے ہوئے اس مقعد کو قریش سے قرار دیا ہے۔

مصداق پیشگوئی } اس حدیث کا ایک ایک لفظ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اس پیشگوئی کے مصداق حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضؓ تھے آپ حضرت مسیح موعودؑ کے اس حکم کے ماتحت خلیفہ بنائے گئے تھے جو حضورؑ نے رسالہ الوصیت میں تحریر فرمایا تھا کہ چالیس مومن جس شخص پر اتفاق کریں وہ میرے بعد میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے۔ ایسے ہی حضورؑ نے مولانا کی شان میں جو یہ الفاظ فرمائے ہوئے تھے چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نورالدین بودے ۔۔ صاف اشارہ فرما رہے تھے کہ وہ آپ کے بعد آپ کے نام پر بیعت لینے کے اولین مستحق تھے۔

پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ مولانا قریش میں سے تھے پھر حدیث میں جو دو نام مقعد اور قحطانی آپ کے بتائے گئے ہیں وہ بھی آپ پر پوری طرح چسپاں ہوتے ہیں یاد رہے کہ یہ دونوں نام علم نہیں بلکہ آپ کے صفاتی نام ہیں۔ مقعد کے معنی لغت میں کھڑا کرنے والا بٹھلا دینے والا۔ خدمت کرنے والا اور کسب کی تکلیف سے اپنے باپ کو رہائی دینے والا لکھے ہیں۔

اس میں کیا شک ہے کہ یہ تمام صفات آپ کے اندر بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں آپ نے گرتی ہوئی جماعت کو کھڑا کر دیا ان کے اندر قرآن کی محبت پیدا کر کے اس کا علم دے کر اس کی اشاعت کے لئے انہیں کھڑا کر دیا۔ آپ میں تمام ان لوگوں کو جو حق کی مخالفت کے لئے اٹھتے تھے بٹھا دینے کی پوری قوت موجود تھی آپ تمام عمر اسلام اور جماعت کی خدمت میں لگے رہے ان کی موجودگی کی وجہ سے حضرت اقدس کو جو آپ کے روحانی باپ تھے جماعت کی تربیت کی فکر سے رہائی رہتی تھی۔ پھر دوسرا صفاتی نام آپ کا قحطانی آیا ہے جس کے اندر شدت ضرب کا مفہوم پایا جاتا ہے گویا آپ شیطانی لشکروں پر ضرب شدید لگانے والے تھے۔

پھر تیسری بات حدیث میں آپ کے متعلق یہ لکھی ہے کہ وہ مہدی سے کمتر نہیں حضرت مولانا رضؓ کے حالات کو جاننے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ کی یہ وصف بھی آپ پر پوری طرح منطبق ہوتی ہے

دوسری پیشگوئی } پھر اسی کتاب کے صفحہ ۴۲۴ پر ایک دوسری حدیث نقل کی گئی ہے جو کعب سے مروی ہے وہ روایت کرتے ہیں کہ مہدی فوت ہوگا اور لوگ اس کے بعد مہدی کے اہل بیت میں سے ایک شخص کو والی بنائیں گے اس میں خیر و شر ہر دو ہونگے اور اس کا شر اسکے خیر سے زیادہ ہے وہ لوگوں کے ساتھ سخت غصہ سے پیش آئیگا اور ان کو جماعت کے بعد فرقت کی طرف لے جائے گا اس کے بعد حدیث میں اس شخص کے انجام کا ذکر ہے جس کا یہاں درج کرنا سر دست مناسب نہیں۔ اس کیساتھ ہی زہری سے ایک روایت درج ہے کہ لوگ مہدی کی وفات کے بعد فتنہ میں پڑ جائیں گے۔ پھر صفحہ ۴۲۴ پر لکھا ہے ۔۔۔۔۔۔ کہ جب پہلا خلیفہ مقعد فوت ہوگا تو ایک ایسا شخص والی ہوگا جس کی سیرت نیک نہ ہوگی اس دوسرے والی کے خلاف خروج کرے گا ایک ایسا شخص جس کا نام مخزومی ہوگا اور یہ مخزومی شخص پہلے خلیفہ قحطانی کی سیرت کا ہوگا اور اس کا لقب منصور ہوگا اور حارث والی حدیثیں بھی مہدی کے مقدمۃ الجیش کے افسر کو منصور قرار دیا گیا ہے اور پھر حضرت اقدس کو بھی ایک کشف میں وہ منصور دکھلایا گیا تھا اور مولانا محمد علی صاحب ہی مقدمۃ الجیش کے سردار ہیں اور وہی حضورؑ کو کشف میں بار بار دکھلائے جاتے ہیں۔ یہ احادیث اور اقوال بالکل واضح ہیں ان کے متعلق مجھے کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں ان میں یہ صاف پیشگوئی ہے کہ دوسرا خلیفہ مہدی کا مہدی کے اہل بیت میں سے ہوگا اس کی سیرت نیک نہ ہوگی اس میں خیر و شر دونوں پائے جائیں گے خیر کے مقابلہ میں شر زیادہ ہوگا وہ سخت گیر ہوگا یہ الفاظ صریح طور پر اس دہشت زدگی اور بائیکاٹوں اور دیگر قسم کی ناجائز سزاؤں کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جو قادیان میں عام رائج ہیں اور جن سے واقف کار دوست ناواقف نہیں۔ پھر اس کی نمایاں صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ جماعت میں تفرقہ ڈلوا دیگا اور لوگ فتنہ میں پڑ جائیں گے۔

تیسری پیشگوئی } پھر ان اقوال میں ایک تیسری پیشگوئی بھی درج ہے اور وہ یہ کہ اس دوسرے خلیفہ کے خلاف ایک اور شخص کھڑا ہوگا اس کی صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ پہلے خلیفہ جیسی سیرت رکھتا ہوگا اور اس کا صفاتی نام مخزومی ہوگا جس کے معنی لغت کی رو سے یہ ہیں کہ اس کی ناک میں مسیح و مہدی کی اطاعت کا حلقہ ہوگا اور وہ قرآن کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے والا ہوگا کیونکہ مخزوم وہ شخص ہے جس کی ناک میں خزامہ ہو اور خزامہ کی جمع خزائم ہے اور زبان عربی کا محاورہ ہے اعطوا القرآن خزائمھم ای انقادوا لہ یعنی قرآن کے فرمانبردار ہو گئے پس مخزومی کا مفہوم یہ ہوا کہ وہ شخص مسیح موعود کی تعلیم کے پیچھے پیچھے چلنے والا اور قرآن کی فرمانبرداری کرنیوالا ہوگا اور اس وجہ سے حدیث میں اسکی سیرت کو پہلے خلیفہ کی سیرت کے مشابہ قرار دیا گیا ہے۔ اور ان احباب پر مخفی نہیں جنہوں نے حضرت مولانا نورالدین رضؓ کو دیکھا ہے کہ وہ بھی مسیح موعودؑ کی تعلیم کی پیروی کرنے والے اور قرآن کے عاشق تھے۔ اب احباب خود ہی فیصلہ کر لیں کہ کیا یہ تمام صفات حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور میں من وعن پائی جاتی ہیں یا نہیں آپ میاں صاحب کے خلاف کھڑے ہوئے یا نہیں کیا آپ مولانا مولوی نورالدین صاحب رضؓ کی طرح قرآن کے عاشق اور قرآن کی خدمت میں ہی اپنی زندگی لگانے والے ثابت ہوئے ہیں یا نہیں پس یہ واقعات بتلاتے ہیں کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا خروج بر میاں صاحب بالکل پیشگوئی کے مطابق ہے اور اس میں حضرت امیر حق بجانب ہیں اور یہ کہ جماعت میں فتنہ و تفرقہ ڈلوانے کی تمام تر ذمہ داری میاں صاحب پر آتی ہے نہ کہ حضرت امیر پر جیسا کہ رفقاء میاں صاحب پراپیگنڈا کرتے رہتے ہیں اور یہ کہ جماعت لاہور حق پر ہے اور میاں صاحب اور ان کے رفقاء باطل پر ہیں ان میں خیر کم اور شر زیادہ ہے۔ پھر ایک پیشگوئی اور ہے وہ یہ کہ پہلے خلیفہ کی موت کے بعد تین سال تک قرآن سینوں سے نکل جائیگا قرآن نکل جانے کے دو ہی مطلب ہو سکتے ہیں یا انہیں قرآن کی خدمت کی توفیق نہیں ملے گی اور یا قرآن پر عمل نہیں رہے گا اور یہ دونوں باتیں میاں صاحب اور ان کی وجہ سے ان کی جماعت میں پائی جاتی ہیں اگر اس وقت تک احباب قادیان پر حق مخفی یا مشتبہ رہا ہے تو احادیث مندرجہ بالا تو ان کی آنکھیں کھولنے کے لئے اپنے اندر کافی مواد رکھتی ہیں غیر از جماعت دوست بھی اگر غور کریں تو احادیث مندرجہ بالا ان کے لئے بھی مشعل ہدایت ثابت ہو سکتی ہیں۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

اطاعت امیر کا قابل تقلید نمونہ

مولوی عبدالرؤف صاحب منڈی بہاؤالدین حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں:۔

حضور کی ملاقات اور دعا کے بعد دل نے فیصلہ کیا کہ دو صد کے نیشنل ڈیفنس سرٹیفکیٹ محاسب صاحب کے نام ٹرانسفر کرائے جائیں۔ مگر یہ سرٹیفکیٹ دیکھنے پر معلوم ہوا کہ یہ تین برس سے پہلے ٹرانسفر نہیں ہو سکتے اور انہیں خریدے ہوئے ابھی چھ ماہ ہوئے ہیں اپنا نقد روپیہ پاس نہیں اور اس تحریک میں شمولیت بھی ضروری ہے اور وہ بھی اپریل کے اندر اندر۔ حضور آج ۲۹ اپریل ہے کل انشاء اللہ بذریعہ تار یکصد روپیہ بصیغہ وصیت محاسب صاحب کے نام بھیجدونگا۔ بذریعہ ٹیلیگرام اس لئے کہ میں نہیں چاہتا کہ اپنے امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے کسی ایک پہلو سے بھی سرمو انحراف کروں۔ اس لئے چاہتا ہوں کہ ۳۰ اپریل کی شام سے پہلے ہی یہ روپیہ بیت المال میں پہنچ جائے۔ وما توفیقی الا باللہ نظام سلسلہ سے وفاداری اور اطاعت امیر کے مقابلہ میں ہم ہر چیز سے دستبردار ہونے کو تیار ہیں۔ یہ روپیہ قبلہ والد صاحب کی طرف سے وصیت ہوگا۔

مولوی صاحب موصوف کا یہ نمونہ قابل تعریف ہے۔

گذشتہ سے پیوستہ

احمدی نام رکھنے پر مفصل بحث

معترضین کے اعتراضات کے جوابات

(از جناب مولانا مرتضیٰ خانصاحب حسن بی۔ اے)

اس نام کے اندر جماعت کے مقاصد اور اس کی علت غائی اور جو اس کا مشن تھا اس کو بھی واضح کر دیا اور بتا دیا کہ دراصل اس جماعت کے قیام کی اصل غرض صلح و آشتی سے دنیا کے اندر اسلام پھیلانا ہے اور تکلیفیں اور مصیبتیں اٹھا کر خدمت دین کرنا ہے۔ ایسے پرحکمت اور پرمعنی نام پر اعتراض کرنا کس قدر بے انصافی کی بات ہے۔ ہم خدا کے فضل سے خوب جانتے ہیں اور ہمارے پاس خدا کے فضل سے زبردست دلائل ہیں کہ حضرت میرزا صاحب نے احمدی نام رکھنے میں شریعت اسلامیہ کا سرمو تخالف نہیں فرمایا با ایں ہمہ بطور تنزل اور بفرض محال میں کہتا ہوں کہ اگر نام رکھنے میں حضرت میرزا صاحب سے کوئی اجتہادی غلطی بھی ہو گئی ہو تو کیا اندھیر آ گیا؟ اس شخص کی نیت کو دیکھنا چاہیئے الاعمال بالنیات۔ اس شخص کی دل کی تڑپ کو دیکھنا چاہیئے۔ اس کے دل کی گہرائیوں پر نظر ڈالنی چاہیئے۔ اور غور کرنا چاہیئے کہ وہ احمدی نام کس غرض اور نیت سے رکھ رہا ہے۔ کیا اپنا نام دنیا میں بلند کرنے کے لئے؟ ہرگز نہیں؟ بلکہ وہ ایک گروہ دنیا میں پیدا کرنا چاہتا ہے جو اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چل تبلیغ دین کرے۔ اور اس کی نیت یہ ہے کہ ایک ایسی جماعت اسلام کے اندر قائم ہو جائے جو حضرت نبی کریم صلعم کے عشق میں سرشار ہو کر حضور کی مکی زندگی کے نمونہ پر خدا کی راہ میں خدا کے لئے خدا کے دین کے لئے تکالیف اٹھائے اور صبر و استقلال سے مصائب کا جو اللہ کے دین کی اشاعت میں پیش آئیں مقابلہ کرے اور پوری ہمت و جوانمردی سے تبلیغ دین محمدی علی صاحبہا التحیۃ والسلام کا فریضہ بجا لائے۔ سبحان اللہ کیا پاک اور اعلیٰ نیت تھی حضرت میرزا صاحب کی احمدی نام رکھنے میں مگر افسوس اس نیک نفس انسان کو دنیا کی آنکھ نے نہ دیکھا اس کی نیت کو نہ پرکھا اور یہ نہ دیکھا کہ اس کے دل کے اندر کس ہستی کا عشق موجزن ہے وہ کس درد سے بے تاب اور کس غم میں گھل رہا ہے۔ اس نے اس مادیت کے زمانہ میں خدمت اسلام کے لئے ایک زبردست جماعت بنائی۔ خادمان اسلام کی ایک زبردست جمعیت پیدا کر دی۔ اس کی اس عدیم النظیر خدمت اور اس عظیم الشان کارنامہ پر تو دنیا کے لوگوں کی نظر نہیں پڑتی اگر پڑتی ہے تو اس بات پر کہ احمدی نام کیوں رکھا؟

کیا کہنے ہیں اس بالغ نظری اور حقیقت شناسی کے۔

احمدی جماعت اور امت مسلمہ یہ تو ظاہر ہے کہ حضرت میرزا صاحب نے دین میں کوئی کمی بیشی نہیں کی نہ ہی اسلام جو آج سے تیرہ چودہ سو سال قبل تھا اسی پر آپ خود عمل پیرا تھے اور اسی کی آپ نے تعلیم دی۔ وہی پانچ نمازیں۔ وہی تیس دن کے روزے وہی حج وہی زکوٰۃ۔ ارکان اسلام میں ایک ذرہ بھی آپ نے تبدیلی نہیں کی بار بار آپ نے اعلان فرمایا کہ:

"ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اور اسی پر مریں۔ اور تمام انبیاء اللہ اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لائیں۔ اور صوم و صلوٰۃ اور حج و زکوٰۃ اور خدا تعالےٰ اور اس کے تمام مقرر کردہ فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں وہ تمام امور جن پر سلف صالح کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے"
(ایام الصلح)

غرضیکہ حضرت مرزا صاحب نے دین کے اندر ایک سرمو کمی بیشی نہیں کی۔ لیکن ہماری "امت مسلمہ" کے بزرگ اصحاب غور فرمائیں کہ ان کے ہاں بجائے پانچ نمازوں کے تین نمازیں اور بجائے تیس روزوں کے چھ یا نو روزے رہ گئے اور اسی طرح دیگر امور کے اندر جن پر تیرہ سو برس سے امت محمدیہ کا اجماع تھا اور جن پر صدیوں سے عمل چلا آتا تھا وہ یک قلم آج غلط در غلط قرار پا گئے۔ ان کے اعتقادات کی رو سے نہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی تعلیم کو سمجھ سکے نہ صحابہ کبار نہ تابعین نہ تبع تابعین قرآن اور اسلام کو آج تیرہ سو برس بعد اگر سمجھا تو مولوی عبد اللہ صاحب چکڑالوی اور ان کے چند مریدوں نے اور پھر کیا خوب سمجھا کہ سارے اسلام کا تختہ ہی الٹ کر رکھ دیا۔ پانچ نمازیں جن پر ساری اسلامی جماعت کا اجماع ابتدائے عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آ رہا ہے وہ بھی غلط۔ تیس روزے بھی غلط اور اسی طرح دوسرے امور میں بھی خدا جانے کیا کیا تغیر و تبدل عمل میں لائے گئے۔ اسلام کے اندر اس قدر فتنہ و فساد اور مسلمانوں کے اندر اس قدر افتراق و تشتت کے پیدا کرنے والے اصحاب بھی حضرت مرزا صاحب پر الزام لگاتے ہیں کہ انھوں نے احمدی نام رکھکر ایک الگ فرقہ بنایا ہے۔ گستاخی معاف فرقہ اگر بنایا ہے تو مولوی عبد اللہ صاحب چکڑالوی یا ان کے متبعین نے جنہوں نے تیرہ سو برس کے اسلام کو غلط قرار دیکر فرائض کے اندر ایسی ایسی تبدیلیاں پیدا کیں کہ خدا کی پناہ یا یہ بزرگ ہم پر معترض ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے ایک نیا فرقہ کھڑا کر دیا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ ایک فرقہ جو اسلام کے اصول میں ہی رد و بدل کرتا ہے وہ تو کسی صورت میں قابل الزام نہیں شاید اس لئے کہ اپنا نام امت مسلمہ رکھ لیتا ہے مگر ایک دوسرا اگر وہ جو اسی اسلام کا پابند اور معتقد ہے جو شروع سے چلا آتا ہے وہ اس وجہ سے قابل الزام ہے اور اس پر فرقہ بندی کی فرد جرم اس وجہ سے لگ جاتی ہے کہ اس نے اپنا نام احمدی رکھا ہے تلك اذا قسمة ضيزى اور پھر لطف یہ ہے کہ چند اصحاب امت مسلمہ کے علمبردار ہیں ان کے اندر اس قدر اختلاف در اختلاف موجود ہے کہ جس کی نظیر شاید ہی کسی دوسرے فرقہ اسلامی میں پائی جاتی ہو۔ یوں تو یہ جماعت خدمت قرآن کے لئے کھڑی ہوئی اور حدیث کو چھوڑ کر قرآن کو ہی انھوں نے آگے رکھا مگر اب تک تو ہم نے کچھ نہیں دیکھا کہ ان حالات قرآن نے کہاں تک قرآن کی خدمت کا کام سرانجام دیا ہے۔ ان سے تو یہ فرقہ ساز "احمدی" ہی اچھے رہے جنہوں نے قرآن مجید کو اور اسلامی تعلیم کو اطراف و اکناف عالم میں پہنچا کر اشاعت اسلام کا حق ادا کر دیا اور یوماً فیوماً یہ کام ترقی کر رہا ہے اور تراجم قرآن کا کام اب تک بڑی سرگرمی سے شروع ہے مگر ہماری امت مسلمہ کے بزرگوں کی نظر کام پر نہیں پڑتی نام پر پڑتی ہے حقیقت اور مغز سے غرض نہیں۔ نام اور قشر سے غرض ہے۔

اعتراضات کے جوابات اب ہم اپنے محترم اور فاضل دوست کے اعتراضات کو نمبروار لیتے ہیں اور ان کے جوابات بسند قرآن و حدیث عرض کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ "احمد اور محمد کی لفظی جلالیت و جمالیت کی بحث پیدا کرنا کوئی دینی چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر ہمیں دماغ آرائی کی تکلیف نہیں دی۔"

جواباً گذارش ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ و آیات کی تفسیر یا تشریح کو کبھی کسی نے آج تک غیر دینی قرار نہیں دیا۔ اور نہ کبھی یہ کہا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں ان کی تشریح کی تکلیف نہیں دی۔ قرآن مجید کی سینکڑوں تفاسیر معرض وجود میں آئیں اور آیندہ بھی آتی رہیں گی تو کیا ان کی نسبت یہ کہا جائے گا کہ یہ ایک غیر دینی کام ہے اور اس پر دماغ آرائی کی تکلیف اللہ تعالےٰ نے نہیں دی۔ کیا قرآن مجید کے کسی لفظ کی تشریح کرنا یا اس کے معنی یا حقیقت کو جو اس کے اندر مرکوز ہے کھولنا کوئی غیر دینی چیز ہے۔ آخر احمد اور محمد دونوں اسماء مبارکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن مجید میں وارد ہیں کیا ان اسمائے مبارکہ کے معانی بیان کرنا اور ان [illegible] جو فلسفہ ہے اسکو کھولنا اور ان کی حقیقت کو واشگاف کرنا ایسا امر ہے کہ جس کو دین سے کوئی تعلق نہیں؟ میرے محترم بزرگ آنحضرت صلعم کے نام کوئی ایسے نہیں ہیں جو جامد ہوں۔ ان کے اندر معانی ہیں یہ مبارک نام ان اوصاف و کمالات کے حامل ہیں جو ذات پاک حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میں جلوہ گر تھے۔ ہاں عام لوگوں کے ناموں کی یہ کیفیت نہیں ہوتی ماں باپ اپنے بچوں کے نام بڑے بڑے عالیشان رکھ لیتے ہیں جو برعکس نہند نام زنگی کافور کا مصداق ہوتے ہیں مثلاً کسی شخص کا نام محمد فاضل ہے مگر وہ حقیقتاً جاہل مطلق ہوتا ہے۔ لیکن یہ کیفیت ہمارے سردار دو جہاں حضرت نبی کریم صلعم کے اسمائے مبارکہ کی نہیں ہے بلکہ آپ کا ہر ایک نام ان کمالات عالیہ ان اوصاف حمیدہ اور ان محاسن محمودہ پر دلالت کرتا ہے جو حضور کی ذات والاصفات میں موجود تھیں۔ آپ احمد تھے آپ سے بڑھ کر کسی نے حمد نہیں کی آپ محمد تھے آپ سے بڑھ کر کسی کی تعریف نہیں ہوئی۔ اب اس حقیقت کو واقعات سے ثابت کرنا کہ کس طرح آپ احمد تھے اور کس طرح محمد اور کس طرح یہ دونوں نام حضور کی جمالی جلالی صفات کے مظہر تھے اور کن زمانوں میں یہ صفات معرض ظہور میں آئیں کیا ان امور پر روشنی ڈالنا ایک غیر دینی فعل اور محض دماغ آرائی ہے! ہمارے امام ہمام علیہ السلام نے جن کو قرآن مجید کا بلیغ علم دیا گیا تھا کئی مقامات پر آنحضرت صلعم کے ان اسمائے مبارکہ کی تشریح فرمائی ہے اور جن جمالی اور جلالی اوصاف پر یہ نام دال ہیں ان کو واضح فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ اسی موضوع پر آپ فرماتے ہیں:-

"محمد کے معنے میں شان محبوبیت ہے صلی اللہ علیہ وسلم جو کبریائی اور جلال کو چاہتی ہے کیونکہ محمد کے معنے ہیں تعریف کیا گیا پس یہ معشوقانہ صفت ہے اور جلال اس کے لازم حال ہے اور احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام میں شان عاشقیت کا اظہار نمایاں ہے کیونکہ اس کے معنے ہیں نہایت تعریف کرنے والا اور یہ عاشقانہ صفت ہے جو فروتنی عجز صبر اور عفو اور درگذر کو چاہتی ہے جو جمالی صفات ہیں۔ الغرض محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اپنے مفہوم میں جلال کی کیفیت رکھتا ہے کیونکہ جامع محامد ہونے کو جلال اور استغنا لازم ہے اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اپنے اندر عاشقانہ صفت رکھنے کی وجہ سے جمالی رنگ کا بروز ہے!"
(الحکم ۲۴۔ اگست ۱۹۰۱ء)

اب دیکھئے کس قدر خوبصورت اور کیسی دلکش تفسیر ہے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے مبارکہ کی اور کس عمدگی سے حضرت

امام علیہ السلام نے حضورؐ کی جمالی اور جلالی صفات کی تشریح فرما کر آنحضرت صلعم کو ایک کامل جامع جمیع کمالات انسانی ظاہر فرمایا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے مبارک مقدسہ کی ایسی تفسیر جس سے آپ کے کمالات عالیہ کا پتہ لگتا ہو ایک غیر دینی کام بتانا ہرگز قابل تعریف نہیں۔ اور یہ تو بھی مختصر طور پر بیان کیا گیا ہے ورنہ ہمارے امام علیہ الرحمۃ نے بڑی بسط سے تحریر فرمایا ہے کہ درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ دونوں نام اللہ تعالیٰ کی صفات الرحمٰن والرحیم سے مستنبط ہیں یہ ایک طویل تشریح ہے جس کے اعادہ کا یہ موقعہ نہیں . . . . .

کیا احمدی نام رکھنا خلاف حکم خدا و رسول ہے!

اس کے بعد ہمارے محترم دوست صاحب فرماتے ہیں "جب آپ نے (یعنی رسول اللہ صلعم نے) اپنے نام سے کوئی جماعت برپا نہیں کی تو کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ آپ کے نام کو آپ کی روش (سنت) کے خلاف استعمال کرے" گذارش ہے کہ اگر آنحضرت صلعم نے اپنے نام سے کوئی جماعت برپا نہیں کی تو حضرت مرزا صاحب نے بھی اپنے نام سے کوئی جماعت برپا نہیں کی اور اگر اپنے مذہب کو اپنے پیشرو کے نام سے نسبت دینا جائز نہیں تو خود خدا نے قرآن مجید میں اسلام کو "ملت ابراہیم" فرما کر کیوں ایک نبی کے نام سے نسبت دی۔ اسی طرح اسلام مذہب رکھتے ہوئے اور مسلمان اپنا نام رکھتے ہوئے اگر حضرت مرزا صاحب نے اپنی جماعت کا نام اپنے پیشرو کے نام پر احمدی رکھ دیا تو کیا کفر لازم آگیا؟ آپ کے اعتراض کا جواب تو ہو چکا مگر میں اس کے ساتھ ہی یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کا یہ اعتراض قطعاً غیر متعلق ہے کیا نبی کریم صلعم کا زمانہ اور یہ زمانہ ایک ہی حیثیت رکھتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ایسی ضرورت نہ تھی۔ یہ ضرورت اس وقت پیش آئی جبکہ اسلام مختلف فرقوں میں تقسیم ہو چکا تھا ان حالات کے اندر جب ایک جماعت ایک خصوصیت کے ساتھ کھڑی ہوتی تو اس کو دوسرے فرقوں سے امتیاز دینے کے لئے اور تعارف کے لئے ایک خصوصی نام کی ضرورت پیش آئی۔ ہر نعل کسی ضرورت کے ماتحت ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں مسلمانوں کے دو گروہ مہاجر و انصار

ہاں جب آنحضرت صلعم کے وقت میں بعض خصوصیات کی وجہ سے مسلمانوں کے دو گروہ قائم ہوئے تو ایک کا نام مہاجر اور دوسرے کا نام انصار رکھا گیا۔ کیا یہ نام رکھنے سے لازم آگیا کہ یہ گروہ اسلام سے الگ ہو گئے ہیں، ہرگز نہیں۔ خود آپ نے اپنے گرامی نامہ میں اس امر کو تسلیم فرمایا ہے کہ "مہاجر اور انصار بیشک امتیازی نام تھے۔ مگر یہ تو ایسے ہی ہیں جیسے مسافر اور متوطن۔ ان میں کوئی دینی و دنیوی مسلک و عقیدہ کا اختلاف نہ تھا" الحمدللہ آپ کو

نام ہیں تو پھر بحث کس بات کی ہے۔ آپ نے مہاجر اور انصار کو امتیازی نام مان کر خود تسلیم کر لیا ہے کہ اسلام کے اندر رہتے ہوئے اور مسلمان نام رکھتے ہوئے کسی امتیازی نام کا رکھنا خلاف شریعت نہیں۔ ساری بحث تو یہاں ہی ختم ہو جاتی ہے۔ ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ احمدی ایک امتیازی نام ہے ورنہ ہمارا مذہب اسلام ہی ہے اور ہم مسلمان ہی ہیں لیکن آپ کے مزید اطمینان کے لئے کہتا ہوں کہ جناب نے جو یہ تحریر فرمایا ہے کہ مہاجر اور انصار کے الفاظ ایسے ہی ہیں جیسے مسافر اور متوطن یہ جناب کا خیال صحیح نہیں بیشک ہر ایک مہاجر کو سفر کرنا پڑا مگر ہر ایک سفر کرنے والا مہاجر نہیں کہلا سکتا۔ ہر ایک شخص جو وطن میں جاگزین ہے متوطن ہے مگر تمام ایسے اشخاص جو وطن میں جاگزین ہوں انصار نہیں کہلا سکتے . . . . . پھر مہاجر اور انصار اصطلاحی نام ہیں اور بطور علم کے استعمال ہوتے ہیں مسافر اور متوطن نہ تو اصطلاحی نام ہیں اور نہ علم ہیں۔ یہ فرق ہے مہاجر اور انصار اور مسافر اور متوطن میں آپ فرماتے ہیں کہ ان میں (یعنی مہاجر اور انصار میں) دینی دنیوی مسلک عقیدہ کا اختلاف نہ تھا۔ مگر آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر کوئی دینی دنیوی مسلک یا عقیدہ میں اختلاف ہو تو پھر کوئی امتیازی نام نہیں رکھنا چاہیئے اور اگر نہ ہو تو امتیازی نام رکھنا جائز ہے۔ یہ کیا عجیب بات ہے؟ مکرم بندہ! جس بنا پر ان کو یہ امتیازی نام دیئے گئے تھے وہ ان کے خدمت اسلام کی نوعیت تھی۔ وہ دونوں گروہ فدائے اسلام تھے۔ دونوں اسلام کے خدمتگذار تھے۔ لیکن دونوں کے طریق عمل میں اختلاف تھا اس لئے ان کو الگ الگ نام دیئے گئے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہاں بھی دوسرے مسلمانوں سے خدمت اسلام کے طریق میں اختلاف ہے۔ اس لئے امتیازی نام کی ضرورت پڑی۔ فروعی اختلافات مہاجر اور انصار میں پائے جاتے تھے خواہ وہ کسی قبیل سے ہوں۔ ہمارے بھی دوسرے مسلمانوں سے کوئی اصولی اختلافات نہیں ہیں فروعی ہی ہیں اور یہ فروعی اختلافات بھی اس لئے کہ اشاعت اسلام کی تحریک ان کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتی۔

باقی دارد

مکتوبات

خدمت دین کا مخلصانہ جذبہ

ایک دوست حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں:

میں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ بیوی بچوں کو بھی خدمت دین پر لگاؤں۔ بڑا بچہ جو کہ جماعت میں [illegible] اعلیٰ ذہین جماعت اوّل میں پڑھتے ہیں۔ سب سے چھوٹا ڈیڑھ سال کا ہے۔ بیوی کو عنقریب یہاں بلاؤں گا، بڑا اور منجھلا لڑکا گھر پر رہیں گے۔ تاکہ ان کی تعلیم میں حرج نہ ہو۔ بیوی کو اردو اور تفسیر قرآن سکھاؤں گا۔ دعا فرمائیں کہ خدا مجھے اپنے مقاصد میں کامیاب فرمائے۔ مجھے معلوم ہے کہ والدین اور دیگر رشتہ دار اس بات سے خفا ہوں گے اور شاید بیوی بھی رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے پر رضامند نہ ہو۔ اور جائیداد سے بھی ہاتھ دھونا پڑے گا۔ مگر مجھے کسی بات کی پرواہ نہیں جملہ آداب والدین اور رشتہ داروں کے ملحوظ رکھ کر انہیں سمجھاؤں گا اگر نہ مانے تو ان کا راستہ جدا اور میرا جدا۔

خدا کرے لڑائی جلد ختم ہو۔ میرا ارادہ ہے کہ لڑائی کے بعد ڈسچارج ہو کر ایک مہینہ گھر رہ کر لاہور میں ٹریننگ کے لئے حاضر ہو جاؤں مجھ میں بہت کمی ہے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے مقاصد میں کامیاب فرمائے۔

احمدیہ بلڈنگس کی پاک فضا

عزیز مکرم عبدالسلام صاحب فرزند جناب مولوی عبدالرزاق صاحب مکرم شیخ محمد عبداللہ صاحب جنرل سیکرٹری انجمن کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں:

جناب ڈاکٹر صاحب
السلام علیکم

بعد آداب کے واضح ہو کہ ہم کل آپ سے رخصت ہو کر ایک بجے کی گاڑی سے چل کر شام کے ساڑھے پانچ بجے جالندھر شہر پہنچ گئے۔ راستے میں کوئی تکلیف نہیں ہوئی آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے ہم کو ہر قسم کا آرام پہنچایا آپ سے مل کر دل کو بہت ہی خوشی ہوئی۔ خدا کرے کہ ہم آپ لوگوں سے ملتے رہا کریں اور اس طرح سے ہمارے دین و ایمان میں تقویت ہو۔ احمدیہ بلڈنگس کی فضا اس قدر زیادہ پاک ہے کہ اس میں ہر شخص رہ کر اپنے آپ کو پاک محسوس کرتا ہے۔ خدا کا بہت بہت شکر ہے کہ اس نے مجھے اس فضا میں کچھ روز رہنے کا موقع عطا فرمایا۔ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مجھ کو اپنی زندگی میں کامیاب و کامران کرے اور میرا ایمان دن بدن زیادہ کرے اور مجھے اس بات کی توفیق دے کہ میں مذہب اسلام کی کچھ خدمت کر سکوں۔ آپ [illegible] بہت اثر ہے۔ اگر آپ

سب احباب میرے لئے دعا فرمائیں، تو خدا تعالیٰ ضرور مجھے ہر دو جہان میں کامیاب و کامران کرے گا۔ آپ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ کل مجھے حیدرآباد سے تار آیا ہے جس میں لکھا ہے کہ میں خدا کے فضل سے پاس ہو گیا ہوں۔ یہ خدا کا بہت بڑا فضل ہے کہ اس نے اس پڑھائی کے فکر کو میرے سر سے دور کر دیا۔ ورنہ میں اس قابل ہرگز نہ تھا۔ اس معاملے میں باری تعالیٰ کا جس قدر بھی شکر ادا کروں کم ہے کیونکہ مجھے اپنی محنت سے بڑھ کر صلہ ملا ہے۔ خدا کرے کہ وہ ہمیشہ ایسا ہی کرے۔ اور اسی طرح مجھ پر اپنا فضل اور رحم کرے۔ آپ صاحبان میرے لئے دعا فرماویں خدا ضرور سنے گا۔ باقی سب خیریت ہے آپ لوگوں سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔ ہمشیرگان آپ کی بیگم صاحبہ کو سلام کہنے کے لئے کہہ رہی ہیں۔ والد صاحب قبلہ بھی آپ کو سلام کہہ رہے ہیں۔ فقط

آپ کا تابعدار۔ عبدالسلام

. . . . . .

جماعت سامانہ کا اصلاحی قدم

جماعت سامانہ بفضلہ اب خوب سرگرم عمل ہے۔ روزانہ مجدد اعظم کا درس ہوتا ہے۔ جس میں جملہ ممبران شامل ہوتے ہیں ہفتہ میں دو مرتبہ کسی نہ کسی محلہ میں محفل میلاد کے سلسلہ میں تقریریں کی جاتی ہیں۔ گھروں میں چکی آنے کا بھی انتظام کر لیا ہے۔ اس سب کوشش کے روح رواں مولوی فضل الرحمٰن صاحب ہیں۔ جماعت میں باہمی اتحاد و ربط و تنظیم کا پہلو نہایت محکم صورت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ جماعت کی اس اصلاحی منزل کو دیکھ کر قادیانیوں کے دلوں پر سانپ لوٹ رہے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے مولوی فضل الرحمٰن صاحب کو متزلزل کرنے کے جائز و ناجائز سب طریقے استعمال کر لئے مگر اللہ کے فضل و کرم سے مولوی صاحب موصوف کے قدم میں لغزش نہیں آئی۔

نامہ نگار

ارشاد امیر

(۱) بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالو۔

(۲) بچوں کو سات سال کی عمر سے اشاعت اسلام کے لئے کچھ خرچ کرنے کی عادت ڈالو۔

(۳) بچوں کو سات سال کی عمر سے قرآن مجید کا ترجمہ سکھانا شروع کرو۔

(محمد علی)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وقت آں است کہ ماتم زدہ... فتح نمایاں بنام ما باشد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا

ہفتہ وار آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر۔ ایس محمد آصف بی اے

جائنٹ ایڈیٹر۔ شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۳ | لاہور۔ یوم چہارشنبہ۔ مورخہ ۸ رجب المرجب سنہ ۱۳۶۴ھ م ۲۰ جون سنہ ۱۹۴۵ء | نمبر ۲۵

عقائد حضرت مسیح موعود کی جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں۔ سب مجدد وقت کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

عقیدہ حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
... او خیر الرسل خیر الانام
... را بر وشد ختم تمام
... حق کہ قرآن نام اوست
عرفان ما از جام اوست
... دوری ازاں روشن کتاب
... الفراست بخسران و تباب

عمل کی ۲ راہیں

آجکل مسلمان مغربی تہذیب کی اندھا دھند تقلید کر رہے ہیں

بالآخر اسلام سب مذاہب پر غالب آئے گا

مسلمان صرف تبلیغ اسلام سے ہی عروج حاصل کر سکتے ہیں

حضرت امام عصر حاضر کی پیروی سے مسلمان آج دس ہزار تبلیغی مشن دنیا میں قائم کر سکتے ہیں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ ڈلہوزی۔ یکم جون ۱۹۴۵ء

قل یقوم اعملوا علیٰ مکانتکم انی عامل

عمل کے دو راستے جہاں ایک طرف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عقاید اور خیالات کی اصلاح کے لئے مامور تھے، دوسری طرف آپ کو یہ بھی حکم ہوتا ہے کہ اپنی قوم کو کہدیں کہ تم اپنی استطاعت کے مطابق عمل کرتے چلے جاؤ میں بھی اپنی جگہ پر عمل کرتا ہوں۔ اس کے بعد فرمایا کہ اس کا نتیجہ دیکھ لوگے کہ اس گھر کا اچھا انجام کس کے لئے ہے۔ یعنی غلط راہ پر چل کر عمل کرنے والے بالآخر نقصان اٹھاتے ہیں اور صحیح راہ پر عمل کرنیوالوں کو اسی دنیا میں اچھے نتائج مل جاتے ہیں اس میں آج بھی مسلمانوں کے لئے ایک سبق ہے۔

مسلمانوں کی افسوسناک حالت مسلمان جس حالت میں اس وقت ہیں خواہ وہ کسی ملک کے رہنے والے ہوں ان کی عام حالت ایسی ہے کہ وہ روز بروز دوسری قوموں کے مقابل پر گرتے چلے جا رہے ہیں ان کی قوت عمل کمزور ہو گئی ہے اس لئے کہ ان کی ساری قوت فضول جھگڑوں اور بے فائدہ بحثوں پر ضائع ہو رہی ہے۔ اگر وہ اسی حالت پر رہیں تو اس کا نتیجہ یقیناً بربادی اور ہلاکت کے سوا اور کچھ نہیں کام کرنا ان کو موت کی طرح نظر آتا ہے، اور وہ اپنی عملی قوتوں کو بیکار کر کے فی الحقیقت موت کی حالت کی طرف جا رہے ہیں لیکن اگر وہ اس حالت سے باہر بھی نکلیں اور بہت ہیں جن میں اس حالت سے باہر نکلنے کا احساس پیدا ہو رہا ہے تو ان کے سامنے عمل کی راہ کونسی ہے جس پر چل کر وہ دنیا میں کامیاب ہو سکیں۔

مغربی تہذیب کے دو پہلو عام طور پر جن لوگوں میں یہ احساس پیدا ہوا ہے ان کے سامنے یورپ کی تہذیب ہے جس کی ظاہری چمک نے ان کی آنکھوں کو چکا چوند کر رکھا ہے اور کسی نہ کسی رنگ میں اسی کا تتبع وہ کرتے ہیں اس تہذیب کا ایک پہلو تو علمی ترقیات ہیں۔ پانیوں کی تسخیر ہواؤں کی تسخیر، بجلی کی تسخیر اور قدرت کی دوسری طاقتوں کا تسخیر کرنا۔ ان چیزوں کو اپنے کام میں لانا۔ ان سے زمینوں کو آباد کرنا، صنعتوں کا قائم کرنا اور انسان کی آسائش کے کئی قسم کے سامان مہیا کرنا۔ یہ اس تہذیب کا اچھا پہلو ہے الحکمۃ ضالۃ المومن کے ارشاد کے مطابق ان حکمت کی باتوں کو لینا مسلمان کا کام ہے لیکن یہ مشکل کام ہے، اس تہذیب کا دوسرا پہلو تاریک ہے اور وہ ہے اخلاقی پہلو۔ دنیا میں انہماک مال و دولت کے حصول پر ساری قوت لگا دینا خود غرضی فسق و فجور، شراب خوری کھیل کود تماشے اور ناچ اسی دنیا کی زندگی کو اپنا انتہائی مقصد بنا لینا یہ ہے اس کا آسان اور زیادہ دلکش پہلو اور عام طبائع اس سے جلد متاثر ہو جاتی ہیں، اس لئے یورپ کی تہذیب کے تتبع نے ہماری حالت کو اور زیادہ خراب کر دیا ہے۔

مغربی تہذیب کی اندھا دھند تقلید مسلمان اس وقت اندھا دھند یورپ کی تہذیب کے پیچھے چل رہے ہیں اور یہ بھی نہیں دیکھتے کہ اس تہذیب کا انجام ان کی آنکھوں کے سامنے کیا ہو رہا ہے کہ جنہوں نے اس تہذیب سے بنایا تھا وہ خود اسی تہذیب کے ہاتھوں برباد ہو رہا ہے۔ مگر پھر بھی مسلمان کیا ترک اور کیا مصری اور کیا ہندوستانی یا ایرانی سب اسی تہذیب کے پیچھے آنکھیں بند کر کے جا رہے ہیں اس کے روشن پہلو کو لینے کے لئے تو ان کے اندر طاقت نہیں اس کے تاریک پہلو پر گر کر اپنی اخلاقی حالت کو بھی برباد کرتے جا رہے ہیں۔ اور اگر بالفرض اس کے علمی پہلو کو بھی وہ حاصل کر لیں تو بھی وہ دنیا کی قوموں میں پیچھے ہی رہیں گے اس لئے کہ علمی پہلو کے لحاظ سے یورپ کی اقوام بہت آگے نکل گئی ہیں اور ان کے اس رنگ میں ان سے برابر ہونا یا ان سے بڑھنا بظاہر ناممکنات میں سے ہے۔

مسلمان مغربی قوموں سے آگے نہیں بڑھ سکتے مسلمان کیوں یورپ کی تہذیب کو اپنا امام اور مقتدا بنا رہے ہیں اس لئے کہ ان کے سامنے مسلمانوں کی دنیوی حالت کی اصلاح کے سوائے اور کچھ نہیں اور دنیوی ترقی میں وہ یورپ کو عروج پر دیکھتے ہیں اس لئے اپنی قوم کو دنیوی ترقیات کی راہ پر چلانے کے لئے یورپ کی طرف ہی ان کی نظر اٹھتی ہے لیکن بالفرض اگر مسلمان یورپ کی تہذیب کے پیچھے چل کر کچھ دنیوی ترقی حاصل کر بھی لیں تو پھر بھی وہ دنیا میں پیچھے ہی رہیں گے اس میدان میں یعنی دنیا کے میدان میں یورپ فی الواقع بازی لے گیا اور مسلمان اب ہزار یورپ کو نمونہ بنا کر دنیا میں بڑھنا چاہیں وہ پھر بھی پیچھے ہی رہیں گے کیونکہ اس میدان میں یورپ اس تیزی سے ترقی کر رہا ہے کہ مسلمانوں کی خوابیدہ قوم، اپنے چھوٹے چھوٹے جھگڑوں میں الجھی ہوئی قوم اسے پکڑ بھی نہیں سکتی آگے نکلنا ایک طرف رہا

اسلام بالآخر غالب آئیگا مقدر بھی یوں ہی تھا آج سے تیرہ سو سال پہلے ارشاد ہو چکا تھا ھم من کل حدب ینسلون یاجوج ماجوج تمام دنیوی بلندیوں پر قابض ہو جائیں گے اور یہ بھی ارشاد ہو چکا تھا کہ یدان لاحد لقتالہما ان کے ساتھ جنگ کرنے کی بھی طاقت مسلمانوں میں نہ ہوگی اور یہ بھی بتایا جا چکا تھا کہ دجال کی بائیں آنکھ یعنی دنیا کی آنکھ اس قدر روشن ہوگی کہ گویا وہ چمکتا ہوا ستارہ ہے یعنی دنیا میں وہ بے حد ترقی کر جائے گا۔ مگر ان سب باتوں کے باوجود مسلمانوں کو اس بات سے مایوس نہیں کیا گیا کہ وہ بھی دنیا میں آگے بڑھ سکتے ہیں بلکہ ان کے پیدا کرنے کی غرض ہی یہ بتائی گئی ہے کہ مسلمان دوسری قوموں کے رہنما بنیں۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس اور انہیں یہ بھی خبر دی گئی ہے کہ اسلام بالآخر سب مذاہب پر غالب آجائے گا خواہ وہ یہودی، عیسائی آتش پرست، بت پرست ہوں اور خواہ وہ مارکس ازم، فاشزم یا بولشویک مذہب ہوں مگر سب پر غالب اسلام ہوگا اور جب اسلام دنیا میں غالب مذہب ہوا تو مسلمان خود دنیا کے پیشرو اور رہنما بن گئے۔

مسلمانوں کو عروج خدمت دین سے حاصل ہوگا مگر اس غلبہ کے لئے وہ راہ نہ تھی جس پر مسلمانوں کے دنیوی رہنما جھکے ہوئے ہیں۔ جہاں مسلمانوں کے سب رہنما ایک ترقی یافتہ قوم۔ یورپ کی مذہب قوم کو اپنا رہنما بناتے ہوئے مسلمانوں کی دنیوی ترقی کی فکر میں لگے ہوئے تھے، ایک گاؤں سے آج سے پچپن سال پیشتر ایک آواز اٹھی اور وہ آواز یہ تھی کہ اب مسلمانوں کی ترقی دنیا کی فکر سے نہیں ہوگی دین کے ذکر سے ہوگی اور کھلے الفاظ میں یہ پیغام دیا گیا۔

> از رہ دین میدوری آمد عروج اندر نخست
> چوں بیاید باز آید از ہمیں رہ این یقین

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بوئے یابند بر سعید خواہد بود ... نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا

ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر ۔ ایس محمد آصف بی اے ۔ جائنٹ ایڈیٹر ۔ شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۳ | لاہور ۔ یوم چہارشنبہ ۔ مورخہ ۸ رجب المرجب سنہ ۱۳۶۴ھ ۔ م ۲۰ جون سنہ ۱۹۴۵ء | نمبر ۲۵

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا ۔
۲۔ کسی کلمہ گو کافر نہیں ۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی ۔
۴۔ سب صحابہ و ائمہ قابل احترام ہیں ۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے ۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا ۔

مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفے ما را امام و پیشوا
آن رسول و خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
ہر قدم دوری از آن روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

عمل کی دو راہیں

آجکل مسلمان مغربی تہذیب کی اندھا دھند تقلید کرتے ہیں

بالآخر اسلام سب مذاہب پر غالب آئے گا

مسلمان صرف تبلیغ اسلام سے ہی عروج حاصل کر سکتے ہیں

حضرت امام عصر حاضر کی پیروی سے مسلمان آج دس ہزار تبلیغی مشن دنیا میں قائم کر سکتے ہیں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ۔ ڈلہوزی ۔ یکم جون ۱۹۴۵ء

قل یقوم اعملوا علیٰ مکانتکم انی عامل

عمل کے دو راستے جہاں ایک طرف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عقاید اور خیالات کی اصلاح کے لئے مامور تھے، دوسری طرف آپ کو یہ بھی حکم ہوتا ہے کہ اپنی قوم کو کہہ دیں کہ تم اپنی استطاعت کے مطابق عمل کرتے چلے جاؤ میں بھی اپنی جگہ پر عمل کرتا ہوں۔ اس کے بعد فرمایا کہ اس کا نتیجہ دیکھ لوگے کہ اس گھر کا اچھا انجام کس کے لئے ہے ۔ یعنی غلط راہ پر چل کر عمل کرنے والے بالآخر نقصان اٹھاتے ہیں اور صحیح راہ پر عمل کرنیوالوں کو اسی دنیا میں اچھے نتائج مل جاتے ہیں اس میں آج بھی مسلمانوں کے لئے ایک سبق ہے ۔

مسلمانوں کی افسوسناک حالت مسلمان جس حالت میں اس وقت ہیں خواہ وہ کسی ملک کے رہنے والے ہوں ان کی عام حالت ایسی ہے کہ وہ روز بروز دوسری قوموں کے مقابل پر گرتے چلے جا رہے ہیں ان کی قوت عمل کمزور ہو گئی ہے اس لئے کہ ان کی ساری قوت فضول جھگڑوں اور بے فائدہ بحثوں پر ضائع ہو رہی ہے اگر وہ اسی حالت پر رہیں تو اس کا نتیجہ یقیناً بربادی اور ہلاکت کے سوا اور کچھ نہیں کام کرتا ان کو موت کی طرح نظر آتا ہے، اور وہ اپنی عملی قوتوں کو بیکار کر کے فی الحقیقت موت کی حالت کی طرف جا رہے ہیں لیکن اگر وہ اس حالت سے باہر بھی نکلیں اور بہت ہیں جن میں اس حالت سے باہر نکلنے کا احساس پیدا ہو رہا ہے تو ان کے سامنے عمل کی راہ کونسی ہے جس پر چل کر وہ دنیا میں کامیاب ہو سکیں ۔

مغربی تہذیب کے دو پہلو عام طور پر جن لوگوں میں یہ احساس پیدا ہوا ہے ان کے سامنے یورپ کی تہذیب ہے جس کی ظاہری چمک نے ان کی آنکھوں کو چکا چوند کر رکھا ہے اور کسی نہ کسی رنگ میں اسی کا تتبع وہ کرتے ہیں اس تہذیب کا ایک پہلو تو علمی ترقیات ہیں ۔ پانیوں کی تسخیر، ہواؤں کی تسخیر، بجلی کی تسخیر اور قدرت کی دوسری طاقتوں کا تسخیر کرنا ۔ ان چیزوں کو اپنے کام میں لانا ۔ ان سے زمینوں کو آباد کرنا، صنعتوں کا قائم کرنا اور انسان کی آسائش کے کئی قسم کے سامان مہیا کرنا ۔ یہ اس تہذیب کا اچھا پہلو ہے الحکمۃ ضالۃ المومن کے ارشاد کے مطابق ان حکمت کی باتوں کو لینا مسلمان کا کام ہے لیکن یہ مشکل کام نہیں، اس تہذیب کا دوسرا پہلو تاریک ہے اور وہ ہے اخلاقی پہلو ۔ دنیا میں انہماک مال و دولت کے حصول پر ساری قوت لگا دینا خود غرضی فسق و فجور، قمار بازی کھیل کود تماشے اور ناچ اسی دنیا کی زندگی کو اپنا انتہائی مقصد بنا لینا یہ ہے اس کا آسان اور زیادہ دلکش پہلو اور عام طبائع اس سے جلد متاثر ہو جاتی ہیں، اس لئے یورپ کی تہذیب کے تتبع نے ہماری حالت کو اور زیادہ خراب کر دیا ہے ۔

مغربی تہذیب کی اندھا دھند تقلید مسلمان اس وقت اندھا دھند یورپ کی تہذیب کے پیچھے چل رہے ہیں اور یہ بھی نہیں دیکھتے کہ اس تہذیب کا انجام ان کی آنکھوں کے سامنے کیا ہو رہا ہے کہ جو اس تہذیب نے بنایا تھا وہ خود اسی تہذیب کے ہاتھوں برباد ہو رہا ہے مگر پھر بھی مسلمان کیا ترک اور کیا مصری اور کیا ہندوستانی یا ایرانی سب اسی تہذیب کے پیچھے آنکھیں بند کر کے جا رہے ہیں اس کے روشن پہلو کو لینے کے لئے تو ان کے اندر طاقت نہیں اس کے تاریک پہلو پر گر کر اپنی اخلاقی حالت کو بھی برباد کرتے جا رہے ہیں ۔ اور اگر بالفرض اس کے علمی پہلو کو بھی وہ حاصل کر لیں تو بھی وہ دنیا کی قوموں میں پیچھے ہی رہیں گے اس لئے کہ علمی پہلو کے لحاظ سے یورپ کی اقوام بہت آگے نکل گئی ہیں اور ان کے اس رنگ میں ان سے برابر ہونا یا ان سے بڑھنا بظاہر ناممکنات میں سے ہے ۔

مسلمان مغربی قوموں سے آگے نہیں بڑھ سکتے مسلمان کیوں یورپ کی تہذیب کو اپنا امام اور مقتدا بنا رہے ہیں اس لئے کہ ان کے سامنے مسلمانوں کی دنیوی حالت کی اصلاح کے سوائے اور کچھ نہیں اور دنیوی ترقی میں وہ یورپ کو عروج پر دیکھتے ہیں اس لئے اپنی قوم کو دنیوی ترقیات کی راہ پر چلانے کے لئے یورپ کی طرف ہی ان کی نظر اٹھتی ہے لیکن بالفرض اگر مسلمان یورپ کی تہذیب کے پیچھے چل کر کچھ دنیوی ترقی حاصل کر بھی لیں تو پھر بھی وہ دنیا میں پیچھے ہی رہیں گے اس میدان میں یعنی دنیا کے میدان میں یورپ فی الواقع بازی لے گیا اور مسلمان اب ہزار یورپ کو نمونہ بنا کر دنیا میں بڑھنا چاہیں وہ پھر بھی پیچھے ہی رہیں گے کیونکہ اس میدان میں یورپ اس تیزی سے ترقی کر رہا ہے کہ مسلمانوں کی خوابیدہ قوم، اپنے چھوٹے چھوٹے جھگڑوں میں الجھی ہوئی قوم اسے پکڑ بھی نہیں سکتی آگے نکلنا ایک طرف رہا ۔

اسلام بالآخر غالب آئیگا مقدر بھی یوں ہی تھا آج سے تیرہ سو سال پہلے ارشاد ہو چکا تھا ھم من کل حدب ینسلون یاجوج ماجوج تمام دنیوی بلندیوں پر قابض ہو جائیں گے اور یہ بھی ارشاد ہو چکا تھا لا یدان لاحد لقتالھما ان کے ساتھ جنگ کرنے کی بھی طاقت مسلمانوں میں نہ ہوگی اور یہ بھی بتایا جا چکا تھا کہ دجال کی بائیں آنکھ جو دنیا کی آنکھ ہے اس قدر روشن ہوگی کہ گویا وہ چمکتا ہوا ستارہ ہے یعنی دنیا میں وہ بہت ترقی کر جائے گا ۔ مگر ان سب باتوں کے باوجود مسلمانوں کو اس بات سے مایوس نہیں کیا گیا کہ وہ بھی دنیا میں آگے بڑھ سکتے ہیں بلکہ ان کے پیدا کرنے کی غرض ہی یہ بتائی گئی ہے کہ مسلمان دوسری قوموں کے رہنما بنیں، لتکونوا شھداء علی الناس اور انہیں یہ بھی خبر دی گئی ہے کہ اسلام بالآخر سب مذاہب پر غالب آ جائے گا خواہ وہ یہودی، عیسائی آتش پرست، بت پرست ہوں اور خواہ وہ مارکس ازم، فاشزم یا بولشویک مذہب ہوں مگر سب پر غالب اسلام ہوگا اور جب اسلام دنیا میں غالب مذہب ہوا تو مسلمان خود دنیا کے پیشرو اور رہنما بن گئے ۔

مسلمانوں کو عروج خدمت دین سے حاصل ہوگا مگر اس غلبہ کے لئے وہ راہ نہ تھی جس پر مسلمانوں کے دنیوی رہنما چلے ہوئے ہیں، جہاں مسلمانوں کے سب رہنما ایک ترقی یافتہ قوم ۔ یورپ کی تہذیب قوم کو اپنا رہنما بنائے ہوئے مسلمانوں کی دنیوی ترقی کی فکر میں لگے ہوئے تھے ایک گاؤں سے آج سے پچپن سال پیشتر ایک اور آواز اٹھی اور وہ آواز یہ تھی کہ اب مسلمانوں کی ترقی دنیا کی فکر سے نہیں ہوگی دین کے فکر سے ہوگی اور کھلے الفاظ میں یہ پیغام دیا گیا ۔

ازرہ دین پروری آمد عروج اندر نخست
چون بیاید بار آید از ہمیں رہ بالیقین

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیر محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

مسلمانوں کی ترقی پہلے بھی دنیا کے پیچھے پڑنے سے نہیں ہوئی تھی دین کی خدمت سے ہوئی تھی اب بھی ان کی ترقی ضرور ہوگی انکا عروج ہوگا مگر اس راہ سے نہیں ہوگا جس راہ پر دنیوی رہنما اسے تلاش کر رہے ہیں بلکہ وہ رستہ وہی خدمت دین کا رستہ ہے جس پر چل کر پہلے مسلمانوں نے عروج حاصل کیا۔

حضرت مرزا صاحب کی مخالفت } یہ اس شخص کی آواز تھی جس کے کفر کے گیت گا گا کر تنگدل علماء نے جو خود کسی کام کے قابل نہ تھے مسلمان قوم کے دل میں اس کی طرف سے نفرت بھر دی یہاں تک کہ کوئی مسلمان لیڈر لیکچرار ہو خواہ وہ کسی پارٹی سے تعلق رکھتا ہو خواہ وہ مسلم لیگی ہو جو تمام مسلمانوں کی حمایت کا دم بھرتا ہے کوئی مسلمان اخبار نویس ہو۔ کوئی پیر ہو۔ وہ اس شخص کے حق میں یا اس کے پیرووں کے حق میں ایک کلمۂ حق نہیں کہہ سکتا ان کی کسی خوبی کا اعتراف نہیں کرسکتا ان کے نمایاں کاموں کا جنہیں دشمن بھی تسلیم کرتا ہے ذکر نہیں کرسکتا اسلئے کہ اسے یہ فکر ہے کہ اسے مرزائیت نواز کا خطاب مل جائے گا اور اس کی دنیا برباد ہو جائے گی اس کی تقریر پر آوازے کسے جائیں گے اس کے اخبار کی بکری بند ہو جائے گی اس کے مرید اس سے برگشتہ ہو جائیں گے - یہ آواز تھی اس صدی کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی اس امت کے اس مسیح کی جس کے لئے مقدر تھا کہ وہ مسلمانوں کی نیم مردہ قوم میں جو دنیا کے مردار کی تلاش میں دنیا کے کتوں کے پیچھے لگ گئی تھی۔ زندگی کی روح پھونکے اور انہیں اس راہ پر چلائے جس راہ پر چل کر وہ پیچھے چلنے والوں کی ذلیل حیثیت سے نکل کر دنیا کے ہادی اور رہنما بن جائیں۔

مسلمانوں کیلئے لمحہ فکریہ } مسلمان خوب یاد رکھیں کہ وہ جتنا چاہیں اس شخص کی مخالفت کرتے چلے جائیں جتنا چاہیں اپنے سینوں کو اس کے بغض سے بھرتے چلے جائیں مگر ان کے لئے عروج کا رستہ - ان کے لئے ذلیل غلامی سے نکل کر پیشرو بننے کا رستہ صرف ایک ہے اور وہ ہے دین حق کو دنیا میں پہنچانے کا رستہ جس کی طرف اس زمانہ کے امام نے ان کی رہنمائی کی ہے، اگر وہ اپنے لئے یورپ کو رہنما بناتے ہیں اور اپنی دنیوی ترقی پر سارا زور دے کر اس میدان میں کچھ ترقی بھی حاصل کر لیتے ہیں تو اسکا انجام وہی ہوگا جو یورپ کا انجام ہوا۔ وہ بھی دنیا کے ان کتوں میں شامل ہو جائیں گے جو مردار دنیا کے پیچھے لڑ لڑ کر اپنے آپ کو برباد کر رہے ہیں۔ جن کے اخلاق بھی برباد ہوگئے اور بالآخر جن کی دنیا کی کھیتی بھی برباد ہوگئی جن کے محلات کھنڈر بن گئے سوروں کی طرح ایک دوسرے کو کھانے کو دوڑتے ہیں [illegible] مسلمان بھائی اچھی طرح سوچ لیں

کہ وہ اس راہ عمل پر چلیں گے جو ان کے خدا نے ان کے رسول نے ان کے لئے تجویز کیا تھا۔ اور جسے آج صرف ایک شخص پر ظاہر کیا گیا جو اس صدی کا مجدد تھا۔

دین کی خدمت کرنیوالوں کی دنیا برباد نہیں ہوتی } یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ دین کی فکر سے دنیا برباد ہو جائے گی۔ نہیں۔ دین کی فکر کرنے والوں کی دنیا خود بن جاتی ہے۔ اس کے بنانے کا ذمہ خدا لیتا ہے اسے تجربہ کرکے دیکھو صحابہ رضی اللہ عنہم نے صرف دین کی فکر کی اور دین کی ذکر میں بظاہر اگر انہیں اپنی دنیا برباد بھی کرنی پڑی تو اسے برباد کر دیا مگر خدا نے ان کی دنیا کو برباد نہیں ہونے دیا۔ بلکہ ان کے دین کی فکر کی وجہ سے ان کی دنیا کو ایسا بنا دیا کہ اس پر بھی آج دنیا حیران ہے۔

صحابہؓ کی طرح دین کی فکر کرو } اگر آپ بھی کل کے تاریخ نویسوں کو حیران کرنا چاہتے ہیں تو آج دین کی فکر اسی طرح کرو جس طرح صحابہؓ نے کی۔ خدا کی ذات بخل سے پاک ہے۔ تم دین کی فکر کرو وہ تمہاری دنیا کو بھی سنوار دے گا۔ دین کی ذکر کو مقدم کرو۔ دنیا کو اس کے پیچھے پیچھے رکھو۔ آؤ اور آج اپنی ساری طاقت دین کی خدمت کے لئے لگا دو قرآن کو دنیا میں پہنچانے کے لئے لگا دو۔ دین کو دنیا میں پھیلانے کے لئے لگا دو تم دنیا کی قوموں کو مسلمان کرکے دنیا کے رہنما اور پیشرو بن سکتے ہو، اگر مسلمان قوم نیم مردہ بھی ہے تو تم نئی قوموں کو اسلام میں داخل کرکے ان کے اندر بھی زندگی کا خون پہنچا دو۔ یہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں ناممکن نہیں ہم نے اسے خود تجربہ کرکے دیکھا ہے

ایک قلیل جماعت کا عظیم الشان کام } آج ایک چھوٹی سی قوم کی ہمت سے یورپ میں اسلام کے جھنڈے کئی ملکوں میں گاڑے جا چکے ہیں ہزاروں آدمی داخل اسلام ہو چکے ہیں اور لاکھوں اسلام کے دروازے تک پہنچ چکے ہیں۔ آج یہ چھوٹی سی قوم جو صرف پانچ ہزار افراد کی قوم ہے تین تبلیغی مرکز یورپ میں قائم کر چکی ہے تین یورپ کی زبانوں میں قرآن شریف کے تراجم کرکے شائع کر چکی ہے اور پانچ سال کے اندر دس نئے مرکز قائم کرکے دس نئی زبانوں میں قرآن کریم کے ترجموں کی بنیاد رکھ چکی ہے۔

اگر سب مسلمان مجدد کیساتھ ہو جائیں تو یورپ مسلمان ہو سکتا ہے } اگر ایک پانچ ہزار کی جماعت تیرہ مرکز تبلیغ اسلام کے قائم کرسکتی ہے تیرہ زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کرسکتی ہے تو مسلمان جنہیں چالیس کروڑ یا پچاس کروڑ ہونے کا دعوےٰ ہے اس جماعت سے ایک لاکھ گنا ہونے کا دعوےٰ ہے اگر اس مجدد کے ساتھ ہو جائیں اس کی بتائی ہوئی راہ پر چل پڑیں اس جماعت کے برابر نہیں اس کا دسواں حصہ بھی کام کریں دسواں نہ سہی سواں حصہ ہی کام کریں تو آج دس ہزار تبلیغی مرکز دنیا کا دنیا میں قائم کر دینا کچھ بھی مشکل نہیں اور دنیا کی کوئی زبان باقی نہ رہ جائے گی جس میں قرآن شریف کا ترجمہ نہ ہو جائے اور اگر ایک تبلیغی مرکز کے ذریعہ سے دس سال کے عرصہ میں ایک سو مسلمان بھی ہو جائیں (اور انشاء اللہ اگر داعی ایسے ہوں جو خدا سے تعلق رکھتے ہیں تو دس سال کے عرصہ میں ایک ہزار بھی مسلمان کر لینا مشکل نہیں) تو دس سال میں اس یورپ میں دس لاکھ مسلمانوں کا اضافہ ہو جائے گا اور مسلمانوں کو دنیا میں اس سے بہت زیادہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جائے گا جس سے انہیں آج دیکھا جا رہا ہے اور پچاس سال کے عرصہ میں یورپ میں جماعتوں کی جماعتیں ہر ملک کے اندر کھڑی ہو جائیں گی۔ جن کی وجہ سے دین اسلام بھی دنیا پر محیط ہو جائے گا۔ بہت چھوٹی قربانی ہے اور بہت بڑے نتائج ہیں مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ مسلمانوں کی کامیابی اسی راہ پر چل کر ہو سکتی ہے جس راہ کی طرف اس صدی کے مجدد نے انہیں بلایا ہے اگر مسلمان دنیا کے پیچھے لگے رہے تو وہ ہمیشہ پیچھے ہی رہ جائیں گے اگر وہ دین کے پیچھے لگ جائیں گے تو وہ قرآن پر چل

سپاس تعزیت

حضرت مولانا عزیز بخش صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ انکے برادر مکرم میاں امیر الدین صاحب مرحوم کی وفات کے متعلق بعض احباب نے انہیں تعزیت کے خطوط لکھے ہیں۔ ان دوستوں کا حضرت مولینا شکریہ ادا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سب دوستوں کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔ جناب میاں امیر الدین صاحب مرحوم نے انجمن کے حق میں وصیت کی ہوئی تھی چنانچہ کل رقم -/۲۹۰ روپیہ داخل خزانہ انجمن ہو چکی ہے احباب سلسلہ میاں صاحب مرحوم کی مغفرت کے لئے حضور قلب سے دعا فرمائیں۔

ایک ضروری اعلان } آجکل یونیورسٹی کے امتحانات کے نتائج نکل رہے ہیں احمدی نوجوان دوستوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنے نتائج کی اطلاع دفتر اخبار پیغام صلح میں دیں تاکہ اخبار میں انکی کامیابی کا اعلان ہو سکے۔

میٹرک کے امتحان میں کامیابی } عبد الغنی صاحب مدرس ڈوڈہ ریاست کشمیر سے تحریر فرماتے ہیں کہ وہ میٹریکولیشن کے امتحان میں فسٹ ڈویژن میں کامیاب ہوئے ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کامیابی کو دین کی خدمت کا ذریعہ بنائے۔ آمین

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

زکوٰۃ کے متعلق حضرت مسیح موعود کے فتاوے

معلق مال کی زکوٰۃ } ایک صاحب نے دریافت کیا کہ تجارت کا مال جو ہے جس میں بہت سا حصہ خریداروں کی طرف ہوتا ہے اور اگراہی میں پڑا ہوتا ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔ جو مال معلق ہے اس پر زکوٰۃ نہیں۔ جب تک کہ اپنے قبضہ میں نہ آجائے لیکن تاجر کو چاہیئے کہ حیلہ بہانہ سے زکوٰۃ کو نہ ٹال دے آخر اپنی حیثیت کے مطابق اخراجات بھی اسی مال میں سے برداشت کرتا ہے تقوےٰ کے ساتھ اپنے مال موجودہ اور معلق پر نگاہ ڈالے اور مناسب دیکر اپنے خدا تعالیٰ کو خوش کرتا رہے۔ بعض لوگ خدا کے ساتھ بھی حیلے بہانے کرتے ہیں۔ یہ درست نہیں۔ (الحکم ۱۷ر جولائی ۱۹۰۷ء۔ البدر ۱۱ر جولائی ۱۹۰۷ء صفحہ ۳)

زیور کی زکوٰۃ } بعض عورتیں زکوٰۃ دینے کے لائق ہوتی ہیں اور بہت سا زیور ان کے پاس ہوتا ہے مگر وہ زکوٰۃ نہیں دیتی ہیں۔ جو زیور استعمال میں آتا ہے اسکی زکوٰۃ نہیں ہے اور جو رکھا رہتا ہے اور کبھی پہنا جاوے اس کی زکوٰۃ دینی چاہیئے جو زیور پہنا جاوے اور کبھی کبھی غریب عورتوں کو استعمال کے لئے دیا جاوے۔ بعض کا اس کی نسبت یہ فتوےٰ ہے کہ اس کی زکوٰۃ نہیں اور جو زیور پہنا جاوے اور دوسروں کو استعمال کے لئے نہ دیا جاوے اسمیں زکوٰۃ دینا بہتر ہے کہ وہ اپنے نفس کے لئے مستعمل ہوتا ہے اس پر ہمارے گھر میں عمل کرتے ہیں اور ہر سال کے بعد اپنے موجودہ زیور کی زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور جو زیور روپیہ کی طرح رکھا جائے اس کی زکوٰۃ میں کسی کو اختلاف نہیں (الحکم ۱۷ر نومبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۱)

مکانات و جواہرات پر زکوٰۃ } کسی شخص کا خط سے سوال پیش ہوا کہ میرا پانچسو روپیہ کا حصہ ایک مکان میں ہے کیا اس حصہ میں مجھ پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا جواہرات و مکانات پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ (بدر ۱۴ر فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۴)

مکان اور تجارتی مال پر زکوٰۃ } ایک شخص کے سوال کے جواب میں حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ مکان خواہ کتنے ہزار روپیہ کا ہو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اگر کرایہ پر چلتا ہو تو آمد پر زکوٰۃ ہے ایسا ہی تجارتی مال پر جو مکان میں رکھا ہے زکوٰۃ نہیں۔ حضرت عمرؓ چھ ماہ کے بعد حساب لیا کرتے تھے اور روپیہ پر زکوٰۃ لی جاتی تھی (البدر ۱۴ر فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۴)

قرض پر زکوٰۃ } ایک شخص کا سوال حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہوا کہ جو روپیہ کسی شخص نے کسی کو قرض دیا ہوا ہے، کیا اس کو زکوٰۃ دینی لازم ہے فرمایا نہیں۔ (البدر ۲۱ر فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۵)

الوصیت اور خلافت

ایک دوست کے ایک سوال کا جواب

از محترم جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

نوٹ:۔ چودھری سر ظفر اللہ خاں صاحب کا مضمون رسالہ فرقان میں پڑھ کر ایک نوجوان دوست نے مندرجہ ذیل سوال کیا ہے جس کا جواب محترم شیخ عبدالرحمن صاحب مصری نے دیا ہے اور اس کے تمام پہلوؤں پر نہایت عالمانہ انداز میں روشنی ڈالی ہے قارئین پیغام صلح کے استفادہ کے لئے اس جواب کو اخبار میں درج کیا جاتا ہے:

(مدیر)

سوال اوّل جب جماعت نے حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر حضرت مولانا نورالدین صاحب کو خلیفہ بنانے کے لئے درخواست دی تو آپ نے اس وقت حضرت مسیح موعودؑ کی وصیت کو پس پشت ڈالکر کیوں اس درخواست پر دستخط کر دیئے۔ اور مولانا کو حضرت مسیح موعودؑ کا خلیفہ اور جانشین تسلیم کر لیا۔

جواب پیشتر اس کے کہ اس سوال کا جواب دیا جائے۔ یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خلافت کے متعلق دونوں جماعتوں کے نظریہ میں جو اختلاف ہے اسے واضح کر دیا جائے سو یاد رہے۔ کہ دونوں جماعتوں میں اختلاف محض لفظ خلیفہ یا امیر کے استعمال پر نہیں۔ بلکہ ان اصول میں ہے۔ جو خلیفہ کے مفہوم اور اس کے اختیارات اور اس کی بیعت نہ کرنے کے نتائج پر اثر انداز ہو رہے ہیں لفظی بحثوں میں اُلجھنا تو اہل علم و اہل حق کی شان سے ہی بعید ہے۔ وہ امور جو اصولی طور پر متنازعہ فیہ ہیں حسب ذیل ہیں:۔

(۱) جناب میاں صاحب اور ان کے رفقا کا مذہب یہ ہے کہ خلافت نبوت کی ہی ہوتی ہے۔ چونکہ حضرت مسیح موعودؑ کے بعد خلافت قائم ہوئی اس لئے حضرت مسیح موعود نبی تھے یہی استدلال چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے بھی اپنے مضمون میں کیا ہے۔ اس کے بالمقابل جماعت لاہور کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ خلافت صرف نبوت کی ہی نہیں ہوتی۔ بلکہ مشائخ کے خلفاء بھی ہوتے ہیں۔ اور یہ کہ حضرت اقدسؑ کے بعد جو خلیفہ بنایا گیا تھا وہ حضرت اقدسؑ کے نبی ہونے کی حیثیت سے نہیں تھا بلکہ شیخ ہونے کی حیثیت سے تھا۔

(۲) جناب میاں صاحب کا مذہب یہ ہے۔ کہ ان کی بیعت نہ کرنے والا خواہ اس نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کیوں نہ کی ہوئی ہو۔ اور خواہ اس نے حضورؑ کے ساتھ ہو کر کس قدر بھی خدمات دینیہ کیوں نہ بجا لائی ہوں فاسق ہے۔ اسکے بالمقابل حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ وہ اشخاص جن کو جماعت بیعت لینے کی خاطر حضرت مسیح موعودؑ کے خلیفہ یا جانشین کے طور پر منتخب کرے گی وہ صرف غیر از جماعت دوستوں کو جماعت احمدیہ میں داخل کرنے کے لئے حضورؑ کے نام پر ان سے بیعت لینے کا مجاز ہوگا۔ ان لوگوں کو جنہوں نے حضرت مسیح موعود کے نام پر بیعت کی ہوئی ہے انہیں وہ اپنی بیعت پر مجبور نہیں کر سکتا۔ یہ ان کی مرضی پر موقوف ہے کہ وہ اس کی بیعت کریں یا نہ کریں۔ نیز یہ کہ ایسے لوگ اگر اس کی بیعت نہ کریں۔ تو وہ فاسق نہیں کہلا سکتے۔

(۳) جناب میاں صاحب کا مذہب یہ ہے۔ کہ انہیں بحیثیت خلیفہ ہونے کے انجمن کے فیصلوں میں دخل دینے کا حق ہے۔ وہ انجمن کے متفقہ یا کثرت رائے سے کئے ہوئے فیصلوں کو رد کر سکتے ہیں۔ اس کے برخلاف جماعت لاہور کا مذہب یہ ہے۔ کہ خلیفہ یا امیر انجمن کے فیصلوں میں دخل دینے کا قطعاً حق نہیں رکھتا اور نہ ہی اسے جماعت کے متفقہ یا کثرت رائے سے کئے ہوئے فیصلہ کو رد کرنے کا اختیار ہے وہ بھی انجمن کے فیصلوں کا ایسا ہی پابند ہے جیسا کہ جماعت کا کوئی اور فرد، یہ الگ بات ہے انجمن خود اس کی کسی بات کو مان کر اپنا فیصلہ بھی اس کے مطابق کر لے۔ محض بطور حق اسے انجمن کے فیصلہ کو توڑنے کا قطعاً کوئی اختیار نہیں۔

بعض اور امور بھی ہیں۔ جن میں دونوں جماعتوں کا اصولی اختلاف ہے۔ مگر چونکہ موجودہ سوال کے ساتھ ان کا براہ راست تعلق نہیں اس لئے میں سردست ان کو نظرانداز کرتا ہوں۔

سب سے پہلے میں اختلاف اوّل کو لیتا ہوں اور اس کے متعلق حضرت مسیح موعود کا مذہب آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ حضور فرماتے ہیں "صوفیا نے لکھا ہے جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے۔ تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں یہ حق ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں۔ تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔ آنحضرتؐ نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا۔ اس میں بھی یہی بھید تھا۔ کہ آپ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود خلیفہ مقرر فرما دے گا۔ کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں ہوتا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا۔ اور سب سے اوّل حق انہی کے دل میں ڈالا۔

سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے حضرت اقدس نے فرمایا "ایک الہام میں اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام بھی شیخ رکھا ہے **الشیخ المسیح الذی لا یضاع وقتہ** اور ایک الہام میں یوں آیا ہے **کمثلک دُرٌّ لا یضاع** ان الہامات سے ہماری کا بیّن ثبوت ملتا ہے"

(الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء)

حوالہ مندرجہ بالا میں دو باتیں حضور کی طرف سے ایسی صاف کر دی گئی ہیں۔ کہ ان کے متعلق کسی قسم کا شبہ باقی نہیں رہ سکتا۔ ایک تو یہ کہ خلیفہ صرف نبی کا ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ نبی اور شیخ دونوں کا ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ حضور اپنے آپ کو مشائخ میں داخل کرتے ہیں اور اپنے بعد جس خلافت کے جاری رہنے کا ذکر کر رہے ہیں۔ وہ وہی خلافت ہے جو مشائخ کے سلسلوں میں ہوتی ہے۔ نہ وہ جو انبیاء کے سلسلوں میں ہوتی ہے یہ دونوں باتیں اس صفائی سے بیان کی گئی ہیں جن سے بڑھکر صفائی تصور میں نہیں آسکتی کیا اپنے آپ کو زمرۂ انبیاء سے نکال کر زمرۂ اولیا اور مشائخ میں داخل کرنے کے بارہ میں اس سے بڑھکر بھی واضح بیان ہو سکتا ہے کہ پہلے یہ ذکر کرکے کہ انبیاء اور مشائخ دونوں کے خلفا ہوتے ہیں۔ اپنے متعلق صاف بتا دیا۔ کہ میرا نام بھی خدا نے الہام میں شیخ رکھا ہے۔ جس کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتے۔ کہ میرے بعد جو خلیفہ ہوگا۔ وہ میرے بحیثیت شیخ ہونے کے ہوگا۔ نہ بحیثیت نبی ہونے کے اس دلیل کی قوت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ حضور کے الہامات میں لفظ نبی کثرت سے آیا ہے۔ اور لفظ شیخ ایک یا دو دفعہ ہی آیا ہے۔ آپ نے کثرت سے وارد شدہ لفظ کو چھوڑ کر اس لفظ کو اپنے لئے اختیار کیا ہے جو بہت ہی قلت سے آپ کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضورؑ اپنے الہامات میں لفظ نبی کو ولی کے مترادف ہی یقین کیا کرتے تھے۔ اور باوجود اس لفظ کی موجودگی کے اپنے آپ کو زمرۂ اولیا کا فرد ہی یقین کرتے تھے حضورؑ کے یہ الفاظ ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء کے ہیں گویا وفات سے تقریباً ۱½ ماہ قبل اب ان کو منسوخ بھی کہنا محال ہے۔

اس عبارت میں جو خلیفہ بنانے کو خدا کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اس کا مفہوم میں آگے چل کر بیان کروں گا۔ اس جگہ میں صرف یہ بات آپ کے ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں۔ کہ اس مسئلہ میں جماعت لاہور کا مسلک بالکل حضرت اقدسؑ کے مسلک کے مطابق ہے۔ اور حضرت اقدس کی زندگی میں جماعت حضورؑ کو زمرۂ اولیاء کا فرد ہی یقین کرتی رہی ہے اور اسی کا اظہار کرتی رہی ہے۔ اس کے متعلق میں نے غالباً دو سال کا عرصہ ہوا ہے پیغام صلح میں ایک مضمون کئی قسطوں میں شائع کیا تھا۔ کہ جماعت حضورؑ کی نبوت کو ہمیشہ مجددین و محدثین والی نبوت ہی تسلیم کرتی رہی ہے۔ اور ساتھ ہی جماعت قادیان کو چیلنج کیا تھا۔ کہ وہ ان حوالوں کے بالمقابل ایک حوالہ ہی پیش کر دیں جس میں جماعت کی طرف سے حضورؑ کو نبیوں والی نبوت کا حامل قرار دیا گیا ہو۔ اس مضمون پر قادیان کی جماعت اب تک خاموش ہے۔ اور انشاء اللہ ہمیشہ کے لئے خاموش رہے گی کیونکہ ایک بھی حوالہ ان کے خلاف نہیں مل سکتا باقی رہا مولوی محمد علی صاحب کے حوالے سو ان کے متعلق آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ ان کا مفہوم بھی یہ نہیں کہ حضرت امیر حضرت اقدس کو زمرۂ انبیاء کا فرد سمجھتے تھے ہرگز نہیں۔ انشاء اللہ جب ان کی وضاحت ہوگی تو آپ پر روشن ہو جائیگا۔ کہ انھوں نے کبھی بھی حضور کو زمرۂ اولیاء سے باہر زمرۂ انبیاء کا فرد نہیں سمجھا۔ اور جس نبوت کو انہوں نے حضورؑ کی طرف منسوب کیا ہے۔ وہ وہی نبوت ہے جو تمام مجددین و محدثین و اولیاء اللہ میں پائی جاتی تھی۔ نہ کہ وہ جو نبیوں میں پائی جاتی تھی۔

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ جو درمیان میں آگیا۔ اب میں پھر اصل مضمون کی طرف رجوع کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں۔ کہ گزشتہ مشائخ کے سلسلوں کو اگر دیکھا جائے تو وہاں ہمیں یہی نظر آتا ہے کہ ان کے خلفاء ان کے بعد ان کے سلسلہ میں داخل کرنے کے لئے ان کے نام پر لوگوں سے بیعت لیا کرتے تھے اور یہی طریق تمام مشائخ کے سلسلوں میں جاری رہا۔ چنانچہ انہی مشائخ کی اتباع کرتے ہوئے حضرت اقدس نے بھی اپنی جماعت میں اسی طریق کو جاری رکھنے کی ہدایت فرمائی چنانچہ حضورؑ اپنے رسالہ الوصیت کے صفحہ ۶ پر فرماتے ہیں "اور چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ پھر اسی صفحہ کے حاشیہ پر فرماتے ہیں " ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے سے ہوگا۔ پس جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کریں گے۔ کہ وہ اس بات کے لائق ہے، کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا۔ اور چاہیئے کہ وہ اپنے تئیں دوسروں کے لئے نمونہ بنا دے"

حضورؑ کے الفاظ کہ ایسا شخص میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لے۔ صاف دلالت کرتے ہیں، کہ وہ لوگ جو حضرت اقدسؑ کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں۔ اس شخص کی بیعت کے لئے مکلف نہیں ہونگے جو شخص حضرت اقدسؑ کے ہاتھ پر براہ راست بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو چکا ہے اس کا کسی دوسرے کے ہاتھ پر حضرت اقدسؑ کے نام پر بیعت کرنا بالکل بے معنی بات ہے۔ حضرت اقدس کی ۸۰ کے قریب کتب ہیں اسکے علاوہ اشتہارات بھی کافی تعداد میں ہیں پھر حضورؑ کے ملفوظات ہیں۔ اور پھر حضورؑ کے دوستوں اور مخالفوں کے نام خطوط ہیں اُن سب کو آپ پڑھ جائیں ان میں کہیں بھی آپ کو اس بیعت کے علاوہ کوئی اور بیعت نہیں ملے گی [illegible] نے اپنی جماعت میں جاری کرنے کی ہدایت دی ہو۔

متفرقات

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد
تعلیمیافتہ نوجوانوں کو

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کا خطبہ جمعہ جو پیغام صلح کی گذشتہ اشاعت میں شائع ہوا ہے، احباب کرام کی نظروں سے گذر چکا ہے اس خطبہ میں حضرت ممدوح نے نوجوانانِ جماعت کو جس ضروری امر کی طرف توجہ دلائی ہے وہ آپ ہی کے الفاظ میں حسب ذیل ہے:۔

تعطیلات میں نوجوان قرآن مجید سیکھیں

"اس وقت میں ان احمدی نوجوانوں کو بلاتا ہوں جو ہائی سکول کی دو آخری کلاسوں میں کالجوں میں کسی کلاس میں تعلیم پاتے ہوں ہر سکول اور کالج گرمیوں کے موسم میں دو اڑھائی تین ماہ کے لئے بند ہوتا ہے اس وقت ہمارے نوجوان بالکل فارغ ہوں گے میں چاہتا ہوں صرف ان تعطیلات کے ایام کا ایک قلیل حصہ جماعت کے نوجوان قرآن شریف کو سیکھنے کے لئے وقف کردیں ایک گھنٹہ روزانہ کوئی بڑا وقت نہیں۔ باقی وہ جو چاہیں کریں اور ایک گھنٹہ روزانہ دے کر ایک شخص آسانی سے ایک رکوع سیکھ سکتا ہے۔

سورہ بقرہ کے کل چالیس رکوع ہیں اور سورہ آل عمران کے بیس رکوع ہیں یہ کل ساٹھ رکوع ہوئے اور ایک رکوع روزانہ پڑھ کر ساٹھ دن یعنی دو ماہ میں جو ایام تعطیل کی قلیل ترین تعداد ہے قریباً چار پارے قرآن شریف کے ایک طالب علم آسانی سے سیکھ سکتا ہے اور اس طرح سات آٹھ سال میں سارا قرآن شریف ختم کرلیگا بلکہ آگے چل کر سورتیں بھی آسان آجائیں گی اور بہت سے مضامین بھی حل ہوچکے ہونگے اور بہت سے مضامین کا تکرار بھی ہوگا۔ اس لئے یہ رفتار تیز ہو کر پانچ سال میں بھی قرآن شریف ختم ہوسکتا ہے۔"

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد اس قابل ہے کہ اس کی طرف فوری توجہ کی جائے چونکہ حضرت ممدوح نے اس کام کو ایک خاص تنظیم کے ماتحت سرانجام دینے کی ذمہ داری خاکسار کے سپرد کی ہے اس لئے تمام جماعتوں کے سکرٹری صاحبان سے میری یہ درخواست ہے کہ وہ مہربانی فرماکر اپنی اپنی جماعتوں کے ان نوجوانوں کی ایک فہرست مرتب فرمائیں جو ہائی سکولوں کی آخری دو کلاسوں یا کالجوں میں تعلیم حاصل کررہے ہیں، ان کے علاوہ اگر کوئی اور دوست بھی اس میں شامل ہونا چاہیں تو ان کے بھی نام لکھ کر مکمل فہرستیں خاکسار کو بھجوادیں، اور ان سب دوستوں سے یہ بھی طے کرکے مجھے اطلاع دیں کہ وہ موسمی تعطیلات میں روزانہ کونسا وقت قرآن کریم پڑھنے کے لئے دیں گے اور کون صاحب ان کو پڑھانے کی تکلیف گوارا فرمائیں گے۔

کالجوں اور ہائی سکولوں میں تعلیم پانے والے نوجوانوں سے بھی میری یہ درخواست ہے کہ وہ خود بھی اس طرف توجہ فرمائیں، اور اپنے ناموں سے مجھے اطلاع دیں اور یہ بھی لکھیں کہ وہ تعطیلات کس جگہ گذارنا چاہتے ہیں، تاکہ وہاں کی جماعتوں کے ساتھ انہیں ملحق کردیا جائے۔ ان کے والدین سے بھی میری درخواست ہے کہ وہ بھی مہربانی فرماکر اس طرف توجہ فرمائیں، ممکن ہے ان کے صاحبزادگان کی نظروں سے یہ اعلان نہ گذرے یا سہل انگاری سے وہ جواب نہ دیں یا سیکرٹری صاحبان سے فروگذاشت ہوجائے۔ اس لئے نوجوانوں کے والدین کی طرف سے بھی اگر اس بارہ میں اطلاع آجائے تو بہتر ہوگا، لیکن سب سے بڑھکر ذمہ داری سیکرٹری صاحبان پر ہے، وہ جس قدر جلد ممکن ہو پوری توجہ اور کوشش کے ساتھ اس کام کو سرانجام دے کر ممنون فرمائیں۔ والسلام

خاکسار۔ عبداللہ
جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

پشاور میں درس قرآن

خدا کا شکر ہے کہ جناب شیخ اللہ بخش صاحب وکیل پشاور کی کوششیں درگاہ الٰہی میں مقبول ہوئیں۔ اور ۲/۶/۴۵ کو درس قرآن کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ عربی کلاس کو بھی ساتھ ہی جاری کیا گیا۔ دو دن درس قرآن، دو دن درس حدیث ایک دن کتب حضرت مسیح موعود اور ایک دن تاریخ اسلام کے لئے تجویز کیا گیا۔ عربی کا سبق روزانہ پڑھایا جائے گا۔ اللہ تعالےٰ کے خاص فضل وکرم سے اب شام سے عشاء تک کافی رونق ہوتی ہے۔ جناب شیخ صاحب چھاؤنی سے پہنچتے ہیں اور بعد از عشاء تشریف لیجاتے ہیں۔ پہلے درس کا وقت پونے ۸ مقرر تھا کیونکہ میر صاحب صدر انجمن بوجہ معذوری بینائی اندھیرے میں تشریف نہ لاسکتے تھے۔ مگر پہلے ہی دن وہ روک دور ہوگئی۔ یعنی جناب مولوی عبداللہ جان صاحب کی خدمت میں درخواست کی گئی کہ درس قرآن مجید آپ دیا کریں چنانچہ انھوں نے قبول کیا اور اس طرح جناب خان بہادر مولوی غلام حسن خاں صاحب مرحوم کی روح کی تسکین اور اطمینان کا باعث ہوا۔ تمام بزرگان سلسلہ سے درخواست ہے۔ کہ ہمیں اپنی نیم شبی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ والسلام

(محمود احمد ملنگ پشاور)

شبان الاحمدیہ کا سالانہ انتخاب

شبان الاحمدیہ لاہور کا ایک جلسہ بروز اتوار مسجد میں منعقد ہوا۔ ابتدائی کارروائی کے بعد مندرجہ ذیل انتخاب ہوا۔

پریذیڈنٹ:۔ سعد اختر صاحب ایم۔ اے
وایس پریذیڈنٹ:۔ غلام ربانی صاحب
اسسٹنٹ سیکرٹری:۔ چوہدری غفور احمد صاحب
خزانچی:۔ شیخ محمد حسین صاحب۔

انتخاب کے بعد حضرت شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے ایک مختصر مگر جامع تقریر میں نوجوانوں سے فرمایا کہ سلسلہ احمدیہ کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالےٰ کے حکم سے رکھی۔ لہذا ہمارا فرض ہے کہ اشاعت وتبلیغ دین حقہ کے لئے علوم قرآن سیکھیں۔ اور علم کلام پر پوری طرح عبور حاصل کریں جو اس زمانہ کے لئے مقدر ہے کیونکہ نوجوان اسی صورت میں بزرگان سلسلہ کے صحیح جانشین بن سکتے ہیں۔ بزرگان سلسلہ کی یہ دلی خواہش ہے کہ جو نوجوان میدان میں آئیں اپنی علمی اور عملی طاقتوں کا مظاہرہ کریں اور ثابت کردیں۔ کہ وہ اس امانت کے جائز وارث ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام والصلوٰۃ نے چھوڑی۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی اپنے خطبہ میں نوجوانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ آیندہ چھٹیوں میں قرآن کریم پڑھیں۔ اسلئے نوجوانوں کو حضرت امیر کے ارشاد پر لبیک کہنا چاہیئے۔ اور دو مہینے میں جس قدر بھی قرآن شریف پڑھا جا سکتا ہو اسکو پڑھنے کی پرخلوص کوشش کرنی چاہیئے فی الحال یہ انتظام کیا گیا ہے کہ نوجوان ہر اتوار کو صبح آٹھ بجے سے دس بجے تک مسجد میں آئیں تاکہ ان کو اعتراضات کے جوابات سکھائے جائیں جو غیر احمدی احباب کی طرف سے ہوتے ہیں۔ تاکہ وہ اپنی اپنی جگہ پر سلسلہ کی تبلیغ کرسکیں اور توسیع سلسلہ میں ممد ومعاون بن سکیں۔

جلسہ دعا پر ختم ہوا۔

والسلام۔ خاکسار محمد یعقوب بیگ سیکرٹری

اشتہار مشعر حکم حاضری مدعا علیہ
(زیر آرڈر ۹ - قاعدہ ۲۰ - مجموعہ ضابطہ دیوانی)

بعدالت جناب خان محمد سرفراز خان صاحب
ایم ایس سی ایل ایل بی سب جج کوئٹہ

نمبر مقدمہ ۱۹۱ - بابت ۱۹۴۴ء
میر حسن خاں ولد حاجی یونس گورنمنٹ کنٹریکٹر۔ میکاگی روڈ کوئٹہ مدعی

بنام

جمعدار حسین علی ولد پناہ علی سکنہ سیدآباد کوئٹہ مدعا علیہ۔

دعویٰ ۔/۔/۴۷

بنام جمعدار حسین علی ولد پناہ علی سکنہ سیدآباد کوئٹہ

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہ مسمی جمعدار حسین علی مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوشں ہے اس لئے اشتہار ہذا بنام جمعدار حسین علی مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مذکور بتاریخ ۲۹ ماہ جون ۱۹۴۵ء کو بمقام کوئٹہ حاضر عدالت ہذا نہیں ہوگا تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۳۰ ماہ مئی ۱۹۴۵ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

مہر عدالت　　　　دستخط حاکم

مکتوب بغداد

جناب سید تصدق حسین صاحب قادری بغداد سے مورخہ ۵/۵/۴۵ کے خط میں تحریر فرماتے ہیں، کہ مبلغ دو ہزار روپیہ کی اپیل میں اس وقت جو رقم ملی ہے۔ وہ بصورت چیک ارسال ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے۔ ۔/۔/۱۶۰۰ کا چیک خزانہ انجمن میں رسید نمبر ۱۶۳۴ مؤرخہ ۱۵/۶/۴۵ پر جمع ہوچکا ہے۔

(۱) جناب فیض محمد واللہ بخش صاحبان بغداد — ۵۰۰
(۲) تصدق حسین القادری واسماعیل محمود بغداد (باقی ۵۰۰) قسط اول — ۵۰۰
(۳) جناب موسیٰ ابراہیم کھتیانی بغداد — [illegible]
(۴) میاں محمد یعقوب صاحب پراچہ — [illegible]
(۵) لفٹنٹ سید امجد حسین شاہ صاحب — [illegible]
(۶) عباس ابراہیم صاحب بصرہ — [illegible]
(۷) جناب لال شاہ صاحب بصرہ — [illegible]
(۸) عمر قاسم صاحب ناموری بصرہ — [illegible]
(۹) احمد الیاس صاحب بصرہ — [illegible]
(۱۰) عبدالرحمان صاحب انصاری بغداد (باقی ۲۸۷) — [illegible]

میزان — ۱۶۰۰

چندہ کی فہرست کھلی ہوئی ہے۔ اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ جیسے جیسے چندہ وصول ہوتا جائے گا۔ لاہور ارسال ہوتا رہے گا۔

(عزیز بخش - ۱۶/۶/۴۵)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفت روزہ ارگن

پیغام صلح

ایڈیٹر: ایس محمد آصف بی اے ÷ جائنٹ ایڈیٹر: شیخ محمد انعام الحق

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آ کے گا۔

جلد ۳۳ | لاہور ۔ یوم چہارشنبہ ۔ مورخہ ۱۵ رجب المرجب ۱۳۶۴ھ م ۔ ۲۷ جون ۱۹۴۵ء | نمبر ۲۶

دو طرح کا رزق
روحانی رزق کی فکر کرو
خدا سے تعلق پیدا کرنے کی خواہش ہر انسان کے اندر پیدا ہوتی ہے
نماز بقائے روح کا ذریعہ ہے
نماز سے عمل صالح کی قوت پیدا ہوتی ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ۔ ڈلہوزی ۔ مورخہ ۱۵ جون ۱۹۴۵ء

وأمر اھلک بالصلوۃ واصطبر علیھا
لانسئلک رزقا نحن نرزقک

خدا دو طرح کا رزق دیتا ہے اللہ تعالیٰ کا رزق جو وہ انسانوں کو دیتا ہے دو طرح کا ہے۔ ایک وہ جو اس کی جسمانی ضروریات سے تعلق رکھتا ہے دوسرا وہ جو اس کی روحانی ضروریات سے تعلق رکھتا ہے ایک اگر جسم کے بقا کا موجب ہے تو دوسرا روح کی بقا کا موجب ہے ایک جسمانی رزق ہے تو دوسرا روحانی رزق ہے۔

نماز روحانی رزق ہے اس آیت میں جو میں نے پڑھی ہے اللہ تعالیٰ نے نماز کو اپنا رزق قرار دیا ہے تو یہ اس کا رزق روحانی ہے یہ حکم دے کر کہ اپنے اہل کو نماز کا حکم دو اور خود بھی نماز پر مضبوطی سے قائم رہو فرمایا ہم اے انسان تجھ سے رزق نہیں مانگتے بلکہ ہم تجھے یہ ایک رزق عطا کر رہے ہیں۔ یعنی نماز پڑھنے یا نہ پڑھنے سے خدا تعالیٰ کا کچھ بڑھتا گھٹتا نہیں وہ اس قدر پاک اور بلند ہے کہ اگر ساری دنیا اس کے سامنے ہر وقت سجدہ میں گری رہے تو اس سے اس کی قدوسیت اور علو میں ترقی نہیں ہوتی اور اگر ایک انسان بھی اس کی عبادت کرنے والا نہ ہو تو اس سے اس کی قدوسیت اور علو میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ نماز خدا کے لئے رزق کا حکم نہیں رکھتی کہ وہ اس کا محتاج ہو بلکہ یہ انسان کے لئے رزق کا حکم رکھتی ہے جو خدا نے اس کی روح کی بقا کے لئے اسے دیا ہے۔

نماز سے تسکین ملتی ہے یہ آیت سورہ طٰہٰ کے آخری رکوع میں آتی ہے اور اس سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ نماز کا ہی ذکر کرتا ہے فرماتا ہے فاصبر علیٰ ما یقولون وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبھا ومن آناء اللیل فسبح واطراف النھار لعلک ترضیٰ جو کچھ تکلیف لوگوں کی طرف سے پہنچے اس پر صبر کرو اور اپنے رب کی تسبیح کرو اور اس کی حمد کرو سورج کے نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے بھی رات کے وقتوں میں بھی اس کی تسبیح کرو اور دن کے حصوں میں بھی تاکہ تم خوش رہو۔ یعنی نماز سے دل کو وہ تسکین ملتی ہے کہ ظاہری دکھوں اور تکلیفوں میں بھی یہ انسان کے لئے راحت کا موجب بن جاتی ہے۔

روحانی رزق جسمانی رزق سے بہتر ہے پھر اس سے اگلی آیت میں جسمانی نعمتوں کا ذکر آتا ہے ولا تمدن عینیک الیٰ ما متعنا بہ ازواجا منھم زھرۃ الحیوۃ الدنیا لنفتنھم فیہ ورزق ربک خیر وابقیٰ ○ اور جو ہم نے قسم قسم کا لوگوں کو دنیا کی آرائش کی زندگی کا سامان دیا ہے یعنی ہم نے جسمانی نعمتیں لوگوں کو دی ہیں تاکہ ہم ان کو اس کے ذریعہ سے آزمائیں تو تم اس آرزو کو لیکر ان کی طرف اپنی نگاہ کو لمبا نہ کرو کہ یہ جسمانی نعمتیں ہمیں کیوں نہیں ملیں تیرے رب کا رزق جو اس نے تمہیں تمہاری دل کی تسکین اور تمہاری روح کی بقا کے لئے دیا ہے جس کا ذکر اس سے پہلی آیت میں ہو چکا ہے وہ جسمانی رزق سے بہتر اور اس کی نسبت باقی رہنے والا ہے یہ رزق خیر بہتر اس لئے ہے کہ اس سے دل کو تسکین ملتی ہے اسی میں تمہاری حقیقی راحت کا سامان ہے اور ابقیٰ زیادہ باقی رہنے والا اس لئے ہے کہ جسم فنا ہوا تو اس کے ساتھ جسمانی رزق بھی فنا ہوا لیکن روح باقی رہنے والی چیز ہے اور جو چیز روح کی بقا کا موجب ہے وہ بھی باقی رہے گی تو اس طرح پر ان پہلی دو آیتوں میں بھی نماز کی صراحت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنا رزق روحانی قرار دیا ہے اور رزق جسمانی کے مقابلہ میں اس کا ذکر کر کے بتایا ہے کہ انسان جسمانی رزق کی طرف دوڑتا ہے حالانکہ جانتا ہے کہ اس سے دل کی تسکین نہیں ملتی بلکہ بسا اوقات جسمانی لذت میں قلبی دکھ پنہاں ہوتا ہے لیکن رزق روحانی کی طرف توجہ نہیں کرتا۔

رزق روحانی کے متعلق دو حکم یہاں اس رزق روحانی کے متعلق دو حکم دیئے ہیں اول یہ کہ اپنے اہل کو بھی نماز کا حکم دو یعنی جس طرح تم اپنے اہل و عیال کے لئے جسمانی رزق کا فکر کرتے ہو اسی طرح ان کے روحانی رزق کا بھی فکر کرو ہر انسان جسمانی رزق صرف اپنے لئے نہیں چاہتا بلکہ اپنے اہل و عیال کے لئے بھی چاہتا ہے پھر اگر اسے اس بات پر ایمان ہے کہ نماز اللہ تعالیٰ کا روحانی رزق ہے تو اس رزق روحانی کو اپنے اہل و عیال کو کیوں نہیں پہنچاتا۔ اور دوسرا حکم دیا ہے واصطبر علیھا خود اپنے اندر صبر کا رنگ پیدا کر کے اس پر قائم رہو کیونکہ بہت چیزیں ہیں جو انسان کو نماز سے روکتی ہیں۔ اکثر اوقات تو یہ بعض سستی ہوتی ہے جو انسان کو نماز سے روکتی ہے مثلاً انسان اپنی نیند کو نہیں چھوڑنا چاہتا یا اپنے آرام کو نہیں چھوڑنا چاہتا اور بعض اوقات اشغال نماز میں روک ہو جاتے ہیں اور یہ شغل بھی مختلف قسموں کے ہوتے ہیں۔ بعض وقت انسان واقعی کام میں مصروف ہوتا ہے بعض اوقات خود نماز کے اوقات میں دوسرے شغل اختیار کر لیتا ہے کسی نے اپنی سیر کا وہ وقت بنا لیا کسی نے کسی دوست سے ملاقات کا وقت بنا لیا اصطبار کا لفظ اختیار کر کے یہ بتایا کہ اس رزق روحانی کو حاصل کرنے کے لئے اپنے نفس کو روکنے کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔

اپنے اہل کے روحانی رزق کا فکر کرو وأمر اھلک بالصلوٰۃ کا حکم آنحضرت صلعم سے مخصوص نہیں۔ اور آپ کے اہل میں تو آپ کی ساری امت آ جاتی ہے کیونکہ انبیاء کے اہل جسمانی رنگ میں ہی نہیں روحانی رنگ میں بھی ہوتے ہیں بلکہ اس آیت میں خطاب ہر انسان کو ہے گویا حکم دیا ہے کہ جس طرح جسمانی طور پر اپنے اہل کی فکر کرتے ہو اسی طرح ان کے روحانی رزق کی بھی فکر کرو۔ بہت سے ماں باپ ہیں جو اپنی اولاد کے لئے جسمانی رزق کی تو فکر کرتے ہیں مگر ان کے روحانی رزق کی فکر نہیں کرتے اپنی روٹی کمانے کے قابل بنانے کے لئے ان پر بہت روپیہ خرچ کرتے ہیں مگر روحانی رزق سے فائدہ اٹھانے کے لئے ان پر ایک پیسہ خرچ کرنا بھی مشکل سمجھتے ہیں۔ دنیوی تعلیم پر سارا زور خرچ کر دیتے ہیں دینی تعلیم کی پروا تک نہیں کرتے۔ کبھی ان کو کہتے تک نہیں کہ تم نماز بھی پڑھا کرو کہہ دیتے ہیں کہ ہم مذہب کے معاملہ میں مجبور کرنا نہیں چاہتے۔ مگر دنیا کے معاملہ میں تو مجبور کر لیتے ہیں اگر ایک لڑکا دنیوی تعلیم حاصل کرنے کے لئے جس سے اس کی معاش جسمانی کا تعلق ہے مدرسہ نہیں جاتا تو اس پر بیشتر اجبر کر لیتے ہیں لیکن نماز نہ پڑھے تو منہ سے کہیں گے نہیں کہ نماز پڑھا کرو۔ اسی لئے حدیث میں حکم ہے کہ سات سال کی عمر سے بچوں کو نماز کی عادت ڈالو یعنی جس طرح پانچ سات سال کی عمر میں ایک بچہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ اس کی معاش جسمانی کے سامانوں کی فکر کی جائے وہ اس قابل بھی ہو جاتا ہے کہ اس کی بقائے روحانی کے سامانوں کے لئے بھی فکر کی جائے حالانکہ موٹی بات ہے کہ جو

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد اختر پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

شخص روپیہ بہت کمائیگا مگر اس کے اخلاق اچھے نہیں ہوں گے اس کی زندگی سکھ اور کامیابی کی زندگی نہیں کہلا سکتی بلکہ دکھ اور ناکامی کی زندگی ہے۔

اس حکم خداوندی کی تعمیل ہر ایک احمدی کرے

ہم احمدیوں کے لئے یہ اور بھی زیادہ ضروری ہے کہ نہ صرف خود نماز پر اصطبار کی حالت پیدا کریں بلکہ اپنے اہل وعیال کو بھی نماز کی طرف توجہ دلاتے رہیں۔ کیونکہ ہماری جماعت کی بنیاد اس بات پر ہے کہ ہم خدا کے رزق روحانی کو اس کے قرآن کو دنیا میں پہنچائیں گے تو جب اپنے اہل وعیال کو بھی اس رزق روحانی کی طرف توجہ نہیں دلاتے تو دوسروں کو اس کے پہنچانے کے کیا معنے ہوئے اگر ہمارے دلوں میں یہ یقین ہو کہ یہ خدا کا حکم ہے کہ جس طرح ہم اپنے اہل وعیال کے جسمانی رزق کی فکر کرتے ہیں ان کے روحانی رزق کی بھی فکر کریں اور اس بات پر ایمان ہو کہ رزق روحانی کے بغیر انسان کی تربیت ناقص ہے تو ہم اس قدر اس حکم سے لاپروائی نہ برتیں آج بھی اگر ہر ایک احمدی اس حکم خداوندی کی تعمیل کا عزم کرلے وامر اھلک بالصلوٰۃ تو کس قدر نیکی دو دنیا میں پھیلانے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ سو میں اپنے احباب کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اگر اس سے پیشتر ہم نے اس حکم کی تعمیل میں غفلت ہی برتی ہے تو اب اس غفلت کو چھوڑ کر آج سے اس فکر میں لگ جائیں کہ ہماری اولاد کی تربیت رزق جسمانی کے لئے ہی نہ ہو رزق روحانی کے لئے بھی ہو۔

غذائے روحانی کیلئے بھی اشتہا پیدا ہوتی ہے

نماز کو رزق یا غذائے روحانی قرار دینے میں ایک اور اشارہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ جس طرح جسمانی غذا کے لئے انسان کے اندر اشتہا پیدا ہوتی ہے اسے بھوک اور پیاس لگتی ہے اسی طرح صحیح فطرت انسانی کے اندر غذائے روحانی کے لئے بھی اشتہا پیدا ہوتی ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ وہ تمام راستباز جو معلم روحانیت گذرے ہیں خواہ وہ کسی ملک یا کسی قوم کے اندر پیدا ہوتے ہوں ان کی فطرت میں خدا کے آگے جھکنے کی خدا سے تعلق پیدا کرنے کی زبردست تڑپ موجود رہی ہے۔ فی الحقیقت خدا کے آگے جھکنے کی خواہش، اس سے تعلق پیدا کرنے کی خواہش ایک فطری خواہش ہے جس طرح وہ انسان جس کا مزاج صحیح ہے بھوک اور پیاس محسوس کرتا ہے اسی طرح وہ انسان جس کی فطرت صحیح ہے خدا سے تعلق پیدا کرنے کی خواہش محسوس کرتا ہے اور قرآن کریم نے یہ فرما کر کہ انسان کے اندر خدا کی روح پھونکی گئی ہے اس طرف اشارہ بھی کیا ہے اسی روح کا تقاضا ہے جو انسان کے اندر اپنے مالک حقیقی سے ملنے کی اصل سے تعلق پیدا کرنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے پھر جس قدر کسی کی فطرت زیادہ روحانی اور صحیح حالت میں ہو اسی قدر زبردست اس کے اندر یہ تڑپ بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اور جس قدر فطرت انسانی پر تاریکی کے پردے پڑتے جائیں یہ خواہش بھی کم محسوس ہوتی ہے۔ جس طرح بھوک کا یا پیاس کا نہ لگنا بیماری کی علامت ہے اسی طرح جس انسان کے اندر خدا سے تعلق پیدا کرنے کی خواہش پیدا نہیں ہوتی وہ روحانی طور پر بیمار ہے اور جس طرح جسمانی بیماریوں کے لئے دوا و علاج کی ضرورت ہے اسی طرح اس روحانی بیماری کے بھی علاج کی ضرورت ہے اور وہ انسان دھوکہ خوردہ ہے جو اس بیماری کو بیماری نہیں سمجھتا۔

بقائے روح کا ذریعہ

دوسرا اشارہ نماز کو غذائے روحانی قرار دینے میں یہ ہے کہ جس طرح غذائے جسمانی صرف ایک ذریعہ ہے بقائے جسمانی کا فی نفسہ کوئی اصل غرض نہیں، اسی طرح نماز بھی ایک ذریعہ ہے بقائے روح کا اور روح کی کامل تربیت کا جس طرح غذائے جسمانی سے جسمانی قوت ملتی ہے اسی طرح غذائے روحانی سے روحانی قوت ملتی ہے۔ بعض نااہل یہ بھی کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہمارا تعلق تو ہر وقت ہی خدا سے ہے اور ہم ہر دم خدا کو یاد کرتے ہیں ہمیں نماز کی ضرورت نہیں وہ بھی اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی کہے کہ مجھے غذائے جسمانی کی ضرورت نہیں جو چیزیں قدرت نے فطرت کے اندر رکھی ہیں ان کو کوئی باطل نہیں کرسکتا۔ جسم کے بقا کے لئے غذائے جسمانی کی ہمیشہ ضرورت رہے گی روح کی بقا کے لئے غذائے روحانی کی ہمیشہ ضرورت رہے گی۔

نماز کا تعلق قلب سے ہے

مگر اس کا لازمی نتیجہ یہ نہیں ہے کہ جس نماز سے انسان کے اندر روحانی قوت پیدا نہیں ہوتی اس نماز نے غذا کا کام نہیں دیا۔ روحانی امور کا تعلق قلب انسانی سے ہے جسم انسانی سے نہیں۔ اگر جسم انسانی کے اندر بعض حرکتیں پیدا ہوں وہ کبھی دست بستہ کھڑا ہو کبھی جھکے کبھی زمین پر سر رکھدے لیکن اس کے قلب پر ان حرکات کا کوئی اثر نہ ہو تو نماز بھی انسان کو کوئی فائدہ نہ دے گی بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ نماز پڑھ لینا خدا کا ایک فرض ہے جب ہم نے ظاہر طور پر اسے پورا کر دیا تو اصل غرض حاصل ہوگئی اور ہمیں ثواب مل گیا۔ اگر یہ درست ہوتا تو اللہ تعالے یہ نہ فرماتا فویل للمصلین الذین ھم عن صلوٰتھم ساھون الذین ھم یراؤن و یمنعون الماعون ان نماز پڑھنے والوں پر افسوس ہے جو اپنی نماز کی حقیقت سے بے خبر ہیں ان کی حرکات صرف دکھاوے کی ہوتی ہیں ان کا کوئی اثر ان کے قلب پر نہیں ہوتا وہ خیرات کے کاموں کو روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں کے ساتھ چھوٹی چھوٹی نیکی بھی نہیں کرسکتے

نماز کب فائدہ پہنچاتی ہے؟

ایک شخص پانچ وقت مسجد میں نماز کے لئے دوڑتا ہے مگر باہر جاتا ہے تو رشوت کھاتا ہے جھوٹ بولتا ہے اپنے بھائیوں کی حق تلفی کرتا ہے۔ ان پر ظلم کرتا ہے تو اس کی نماز نے اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔ اسے کوئی ثواب نہیں ملا۔ ثواب اسی کو ملتا ہے جس کے اندر نماز سے یہ قوت پیدا ہوتی ہے کہ وہ بدی سے رک جائے دوسروں کی حق تلفی سے رک جائے خود قرآن کریم میں نماز کی غرض بیان فرمائی ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر۔ یہ ہے نماز کی روح۔ انسان کے دل پر اللہ تعالیٰ کا ایسا خوف پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے بھائی کی حق تلفی سے ڈر جائے۔ اگر کسی شخص نے نماز کی روح کو اپنے اندر نہیں لیا تو نماز کا جسم اسے کوئی فائدہ نہیں دے گا پس اپنے اعمال کو ٹٹولو۔ اگر فی الواقع کوئی کام کرتے وقت تمہارے دل میں یہ خوف ہوتا ہے کہ میں اپنے مالک کے سامنے اس کا جوابدہ ہوں مجھ سے اپنے بھائی سے کوئی ناانصافی نہ ہو میں اس کے کسی حق کو تلف کرنے والا نہ ہوں۔ خدا کے کسی حکم سے سرتابی نہ کروں تو نماز نے تمہیں غذائے روحانی کا کام دیا تم نے خدا کے دئے ہوئے رزق روحانی سے فائدہ اٹھایا۔ اور اگر یہ نہیں ہوتا بلکہ بعض وقت تم اپنے مال کی زیادتی کی وجہ سے اور بعض اوقات اپنے مرتبہ کی وجہ سے یا حکومت کا کوئی حصہ حاصل ہونے کی وجہ سے دوسرے پر زیادتی کر لیتے ہو تو تم خدا کے رزق روحانی کی ناشکری کرنے والے ہوتے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں ایک دوست کا مکتوب

سید اللہ دتہ شاہ صاحب موضع چوہان ضلع جہلم سے تحریر فرماتے ہیں:۔

بخدمت مکرم حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مبلغ یک صد روپیہ برائے تراجم فنڈ ارسال خدمت ہے۔ یہ حقیر سی رقم قبول ہو۔ دعا کریں کہ رازق حقیقی کی راہ میں اس کے دیئے ہوئے رزق سے آپ کے ارشاد پر ایثار کی توفیق ملتی رہے میں یہاں اکیلا ہونے کی وجہ سے جماعت کی برکات سے محروم ہوں۔ اللہ تعالے جماعت کے قیام کی صورت پیدا کردے تا اس موجودہ گندے ماحول سے محفوظ ایام زیست گزار سکوں۔ خادم وصیت بھیج چکا ہوا ہے انشاء اللہ وصیت تو مکمل کر ہی دوں گا مگر آرزو یہ ہے کہ حصہ وصیت اراضی کی رقم کو نقد ادا کرکے سبکدوش ہو کر مطمئن ہو جاؤں جس کا انتظام کر رہا ہوں اگر میرے مولے کو منظور ہوا تو رقم حصہ وصیت جو پانچ ہزار بنتی ہے انشاء اللہ اس چند روزہ قیام میں ادا کردوں گا میں اپنے وارثان پر یہ نہیں چھوڑنا چاہتا۔ بعارضہ درد گردہ مبتلا رہتا ہوں احکم الحاکمین کی بارگاہ میں دعا کی استدعا ہے

احمدی طلباء کی کامیابی

مندرجہ ذیل احمدی طلباء یونیورسٹی کے مختلف امتحانوں میں کامیاب ہوئے ہیں ہم اس کامیابی پر ان طلبا اور ان کے والدین کو مبارکباد دیتے ہیں اور بزرگان سلسلہ کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالے اس کامیابی کو ان طلباء کے لئے دین کی خدمت کا ذریعہ بنائے آمین۔

(مدیر)

(ا) میٹرکولیشن:۔

(۱) اقبال الدین احمد صاحب خلف مولانا آفتاب الدین احمد صاحب۔

(۲) محمد اقبال آتش خلف اکبر علی صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور

(۳) رشید احمد صاحب خلف جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

(۴) شیخ عزیز الرحمان صاحب خلف شیخ عبدالرحمن صاحب مرحوم وزیر آباد۔

(۵) شیخ ممتاز احمد صاحب خلف شیخ محمد جان صاحب مرحوم وزیر آباد

(۶) ثریا خانم بنت مولانا مرتضےٰ خان صاحب

(۷) عبدالمجید صاحب ولد بابو عبدالقادر صاحب مرحوم مسلم ٹاؤن۔

(۸) مظہر حسین صاحب ولد سید دلاور حسین صاحب مسلم ٹاؤن فسٹ ڈویژن میں پاس ہوئے۔

(۹) سید محمد افضل صاحب ولد سید ڈاکٹر بشیر حسین صاحب

(۱۰) رشیدہ خانم بنت مولانا مصطفےٰ خاں صاحب

(ب) ایف اے، اور ایف ۔ ایس سی۔

(۱) وحید احمد صاحب خلف ڈاکٹر غلام محمد صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور (ایف ۔ ایس ۔ سی)

(۲) چودہری احسان الحق صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور۔ (ایف ۔ ایس ۔ سی)

(۳) حامد فاروق صاحب خلف حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ (ایف ۔ ایس ۔ سی)

(ج) بی ۔ ایس سی (آنرز سکول کیمسٹری)

(۱) شیخ یوسف احمد صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور

(د) محمد اکبر صاحب خلف مخدوم محمد اشرف صاحب نے علیگڑھ سے بی ۔ اے آنرز کا امتحان پاس کیا ہے

زکوٰۃ کے متعلق ضروری اعلان

دفتر کی طرف سے زکوٰۃ سے متعلق اپیل احباب جماعت سیکرٹری صاحبان کو ارسال کی جاچکی ہے سیکرٹریان جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ زکوٰۃ فراہم کرکے جلد از جلد مرکزی بیت المال میں بھجوا کر عنداللہ ماجور ہوں۔ دوسری انجمنوں کے محصل بڑی سرگرمی سے زکوٰۃ وصول کر رہے ہیں ہمارے احباب کو بھی اس طرف خاص توجہ مبذول فرمانا چاہیئے۔

سیکرٹری تحصیل

(قسط نمبر ۲)

الوصیت اور خلافت

ایک دوست کے ایک سوال کا جواب

از محترم جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

جماعت احمدیہ میں سے ایسے شخص کے انتخاب کے متعلق جس کو اس طریق پر بیعت لینے کی اجازت ہوگی ۔حضورؑ فرماتے ہیں ۔کہ اسکا انتخاب اول تو مومنوں کی اتفاق رائے سے ہو لیکن اگر تمام کا اتفاق نہ ہوسکے ۔تو کم از کم چالیس مومن جس شخص پر اتفاق کرلیں وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا اب حضرت اقدسؑ کی وفات کے بعد بجز دو چار آدمیوں کے تمام جماعت نے اتفاق رائے سے حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضؓ کو اس بات کا اہل سمجھا ۔کہ وہ حضرت اقدسؑ کے ارشاد مندرجہ رسالہ الوصیت صـ؁ کی رو سے لوگوں سے حضور کے نام پر بیعت لیں ۔جماعت آپ پر کیوں اتفاق نہ کرتی ۔جبکہ حضرت اقدسؑ ان کی شان میں یہ لفظ فرماتے ہوئے تھے چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نورالدین بودے ۔چونکہ حضرت مولانا سے بڑھ کر کوئی شخص جماعت میں اس بات کا اہل نہیں تھا ۔اسلئے ممبران صدر انجمن احمدیہ نے جن میں حضرت امیر ایدہ اللہ بھی شامل تھے ۔خود بھی حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد مندرجہ بالا کی بنا پر اس کام کے لئے آپکو انتخاب کیا اور جماعت کے دوسرے دوستوں کو بھی انتخاب کرنیکا مشورہ دیا ۔اس انتخاب میں تو حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد مندرجہ الوصیت کی تعمیل کی گئی ہے ۔نہ کہ حضور کی وصیت کو پس پشت ڈالا گیا ۔حضورؑ کی وصیت کو پس پشت ڈالنے کا الزام تو اس صورت میں آتا تھا ۔جبکہ حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں کسی قسم کی کوتاہی کی جاتی تعمیل کی صورت میں پس پشت ڈالنے کا الزام کس طرح آسکتا ہے ۔اب رسالہ الوصیت میں حضور کا ایک تو یہ ارشاد ہے ۔جو پہلے مشائخ کے تتبع میں دیا گیا ۔ . . . . .

. . . . اور جس کی تعمیل جماعت کا فرض تھا ۔کہ کرتے اور اس نے کی ۔اس بات کا ثبوت کہ ممبران صدر انجمن احمدیہ اور جماعت نے رسالہ الوصیت کی اسی عبارت کو مدنظر رکھتے ہوئے جس کا ذکر میں اوپر کر آیا ہوں ۔حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رح کا انتخاب کیا ۔اس سے بھی ملتا ہے کہ جو درخواست مولانا کی خدمت میں اس وقت دی گئی ۔اس میں یہی الفاظ ہیں ۔کہ "مولوی نورالدین صاحب کے ہاتھ پر احمد کے نام پر" کیونکہ میرے نام پر بیعت لینے کے الفاظ اسی عبارت میں وارد ہوئے ہیں جو میں پیش کرچکا ہوں دوسری کسی جگہ یہ الفاظ نہیں آتے پس ثابت ہوا کہ اسی عبارت کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کا انتخاب وقوع میں آیا ۔نہ کہ کسی اور عبارت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ۔اور اس عبارت سے واضح ہے ۔کہ اس کے ماتحت منتخب شدہ خلیفہ صرف غیر از جماعت لوگوں کو سلسلہ میں داخل کرنے کیلئے بیعت لینے کا مجاز ہے ۔دوسروں کو مجبور نہیں کرسکتا اور نہ ہی بیعت نہ کرنے والوں کو فاسق قرار دے سکتا ہے ۔اب ایک سوال باقی رہ جاتا ہے ۔کہ اس صورت میں صدر انجمن کے ممبروں نے مولانا کی کیوں بیعت کی اور دوسروں کو کیوں بیعت کے لئے کہا ۔اس سوال پر بحث انشاء اللہ آخر میں کی جائیگی اس وقت میں صرف مزید دو باتوں کی طرف آپ کی توجہ پھیرنا چاہتا ہوں پہلی بات تو یہ ہے کہ حضرت اقدس کی عبارت میں جو یہ درج ہے کہ جس شخص پر چالیس مومن اتفاق کریں ۔وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا ۔کیا یہ اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ ایک وقت میں ایک سے زیادہ خلیفوں کا امکان بھی حضورؑ جائز قرار دے رہے ہیں ۔یہ صورت اگر وقوع میں آجائے کہ ایک سے زائد خلیفے منتخب ہوجائیں ۔تو جماعت کو متحد رکھنے کے لئے اس وقت کیا صورت ہوگی بڑا زور ان لوگوں کا اسی بات پر ہے ۔کہ جماعت کو متحد رکھنے کے لئے خلیفہ کی ضرورت ہے لیکن حضرت اقدسؑ کی ہدایت کے ماتحت تو ایک سے زیادہ خلیفے ایک وقت میں ہوسکتے ہیں ۔پھر خلیفہ کس طرح جماعت کو متحد رکھنے کا ذریعہ بن سکے گا ۔بلکہ اس کے برعکس متعدد خلفاء کا وجود جماعت کے افتراق کا باعث ہوگا ۔نہ کہ اتحاد کا آپ خود ہی غور فرمائیں ۔کہ کیا جماعت کو ہمیشہ کے لئے ایسے اشخاص میسر آسکتے ہیں ۔جن کی شخصیت میں اس قدر جذب اور کشش ہو ۔کہ تمام جماعت کے دل اس کی طرف جھک جائیں ۔حضرت نبی کریم صلعم کے بعد بھی اول تو صرف حضرت ابوبکر رضؓ اور زیادہ سے زیادہ حضرت عمر رضؓ دو شخصیتیں ایسی مسلمانوں کو مل سکیں جن پر سب کے دل متفق ہوگئے ۔بعد میں گروہ بندی ہوگئی کوئی کسی طرف مائل ہوگیا اور کوئی کسی طرف تو حضرت مسیح موعود کے بعد ایسا ہونا کس طرح ممکن ہے اس صورت میں جماعت کے لئے بجز اس کے اور کیا چارہ کار ہوسکتا ہے ۔کہ مختلف لوگوں کو اس غرض کے لئے انتخاب کریں اس صورت میں جماعت کا ٹکڑے ٹکڑے ہوجانا کیا یقینی امر نہیں جب حالت یہ ہو تو کیا یہ عقل میں آسکتا ہے ۔کہ حضرت مسیح موعود جیسا عظیم الشان مصلح اپنے پیچھے جماعت کے لئے ایسی ہدایت چھوڑ جائے ۔جس کے ذریعے جماعت ٹکڑے ٹکڑے تو ہوجائے لیکن اسے متحد رکھنے کا کوئی ذریعہ نہ بتائے حضرت اقدس نے جماعت کو متحد رکھنے کا ذریعہ یقیناً بتلایا ہے اور وہ وہی ذریعہ ہے جو حضورؑ کے دوسرے ارشاد مندرجہ الوصیت میں درج ہے ۔اور پھر یہی وہ دوسرا امر ہے جس کی طرف میں آپ کی توجہ کو مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔حضرت اقدس بے شک زمرہ اولیاء یا زمرہ مشائخ کے ہی فرد تھے ۔لیکن آپکا کام پہلے اولیاء کی طرح اس حد تک محدود نہ تھا ۔کہ اپنے سلسلہ میں لوگوں کو داخل کرکے ذاتی طور پر ان کی روحانی اصلاح کی جائے بلکہ ان کے سپرد جو کام خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا گیا تھا ۔وہ اس سے بہت بڑھکر تھا ۔اور وہ کام تمام مخالفین اسلام کے حملوں کو دور کرنا اور خصوصیت کے ساتھ دجالی فتنہ کو پاش پاش کرنا اور تمام دنیا پر اسلام کی صداقت ثابت کرکے ان پر اتمام حجت کرنا اور ان تک اسلام کا پیغام پہنچانا اور سب کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلقہ بگوش بنانے کی کوشش کرنا تھا ۔اس لئے آپ کے لئے دیگر مشائخ کی طرح صرف یہی کافی نہ تھا ۔کہ آپ اسی ہدایت پر اکتفا کرتے کہ لوگوں کو سلسلہ میں داخل کرنے کے لئے چند متقی احمدیوں کا انتخاب کرلیا جائے ۔بلکہ اس سے بھی بڑھ کر آپکے لئے یہ ضروری تھا کہ دوسرے کام کے لئے جو پہلے سے بہت اہم تھا ۔کوئی مستقل نظام کی بنیاد ڈال جاتے ۔اور اس کے لئے بڑی واضح اور مفصل ہدایات چھوڑ جاتے چنانچہ اگر ایک طرف آپ نے سلسلہ میں لوگوں کو داخل کرنے کے لئے ایک نظام کی بنیاد ڈالی تو دوسری طرف دوسرے کام کو جو آپ کی زندگی کا حقیقی مشن تھا ۔اپنے بعد بھی مستقل طور پر جاری رکھنے کے لئے نہایت ہی مستحکم نظام کی بنیاد ڈال دی ۔اور اس کے متعلق نہ صرف غیر مبہم بلکہ نہایت ہی واضح ہدایات قلمبند کردیں ۔تا جماعت ہر ایک قسم کی ٹھوکر سے محفوظ رہے ۔لیکن کیا کیا جائے ۔صاحب غرض انسان واضح بات کو بھی مبہم بنا دیتے ہیں ۔بہرحال حضرت اقدس نے اپنی جماعت کی بہبودی اور اپنے مشن کو جاری رکھنے کے لئے اپنی جماعت میں دو نظام قائم کردیئے ۔ایک نظام سلسلہ میں لوگوں کو داخل کرنے کے لئے اور دوسرا حفاظت و اشاعت اسلام کے کام کو جاری رکھنے کے لئے پہلے نظام میں افراد جماعت کو آزادی دی ۔کہ وہ اگر چاہیں ۔تو جماعت میں سے صرف ایک ہی آدمی کو سب مل کر انتخاب کریں ۔اور اگر چاہیں تو دو آدمیوں کو انتخاب کرلیں ۔اور اگر چاہیں تو اس سے بھی زیادہ آدمیوں کو انتخاب کرلیں لیکن انتخاب کرنے والے کم از کم چالیس مومن ضرور ہوں پھر اس امر میں بھی آزادی ہے ۔کہ اگر اپنی روحانی تربیت میں وہ اپنے آپ کو اس منتخب شدہ بزرگ کا محتاج پاتے ہیں ۔تو خود بھی اس کی بیعت میں داخل ہوجائیں ۔اور اس سے روحانی فیض حاصل کریں اور اگر وہ اس کی ضرورت نہیں سمجھتے تو اس کی بیعت میں داخل نہ ہوں لیکن دوسرے نظام میں اس قسم کی قطعاً کوئی آزادی نہیں عطا کی ۔بلکہ جماعت کے ہر فرد پر اس نظام کی اطاعت لازم و فرض قرار دی ہے ۔اور کسی کو بھی اس کی اطاعت سے مستثنیٰ قرار نہیں دیا ۔اور یہ دوسرا نظام بھی رسالہ الوصیت میں مفصل درج ہے تفصیل اس کی یہ ہے ۔کہ حضورؑ نے اپنی زندگی میں اپنے سامنے ایک انجمن کی بنیاد ڈالی ۔اس کے چودہ ممبر مقرر کئے ۔اور اس کے لئے قواعد بنائے اس کے اختیارات مقرر کئے ۔اور حفاظت و اشاعت اسلام کا تمام کام ان کے سپرد کیا اور جماعت پر اس انجمن کے فیصلوں کی اطاعت اس زمانہ تک لازم قرار دی جس زمانہ تک کوئی دوسرا مامور نہ آجائے یا دوسرے الفاظ میں جب تک حضرت اقدس کی ماموریت کا زمانہ ختم نہ ہوجائے ۔پس یہ دو نظام ہوئے ایک روحانی تربیت و روحانی اصلاح کے لئے اور دوسرا سلسلہ کے کاموں کو چلانے اور حضورؑ کے مشن کو انجام تک پہنچانے کے لئے ۔پہلے نظام میں انجمن کا ممبر بھی منتخب ہوسکتا ہے ۔اگر روحانی تربیت و روحانی اصلاح کا وہی سب سے زیادہ اہل سمجھا جائے ۔لیکن یہ ضروری نہیں اب میں دوسرے نظام کے لئے جو ہدایات حضرت اقدس نے دی ہیں ۔وہ ذیل میں درج کرتا ہوں فرماتے ہیں ۔

(۱) "اور چاہئے کہ کوئی خدا سے روح القدس پاکر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو"۔ رسالہ الوصیت صـ؁

(۲) مل کر کام کرنے والوں کا طریق بتلایا کہ ایک انجمن ہو جو باہم مشورہ سے کام کرے اس کے کام یہ فرمائے (الف) "اس صورت میں ایک انجمن چاہیئے کہ اس کی آمدنی کا روپیہ جو وقتاً فوقتاً جمع ہوتا رہے گا ۔اعلاء کلمہ اسلام اور اشاعت توحید میں جس طرح مناسب سمجھیں خرچ کریں (ب) "یہ مالی آمدنی ایک بادیانت اور اہل علم انجمن کے سپرد رہے گی ۔اور وہ باہمی مشورہ سے ترقی اسلام اور اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کے لئے حسب ہدایات مذکورہ بالا خرچ کریں گے . . . . اور جب ایک گروہ جو متکفل اس کام کا ہے ۔فوت ہوجائے گا ۔تو وہ لوگ جو ان کے جانشین ہوں گے ۔ان کا بھی یہی فرض ہوگا ۔کہ ان تمام خدمات کو حسب ہدایات سلسلہ احمدیہ بجالائیں گے ۔

عبارت مندرجہ بالا میں ہر قسم کے چندے اور وصیت کے اموال وصول کرنے کا حق انجمن کو ہی دیا ہے کسی خلیفہ کو یہ حق نہیں دیا گیا ۔آپ ضمیمہ رسالہ الوصیت کا صـ۲ و صـ۲۲ ضرور سے پڑھیں ۔اور دیکھیں کہ کس طرح حضرت اقدسؑ نے تمام وصایا اور اس کے اموال انجمن کے سپرد کرنے کی ہدایات دی ہیں ۔اور قبرستان میں دفن کرنے یا [illegible] کرنے کا اختیار بھی انجمن کو ہی دیا ہے ۔شرط ۹ میں انجمن پر بھی قیود لگائی ہیں ۔فرماتے ہیں "انجمن جس کے ہاتھ میں ایسا روپیہ ہوگا اس کو اختیار نہیں ہوگا کہ بجز اغراض سلسلہ کے کسی اور جگہ وہ روپیہ خرچ کرے [illegible] اغراض میں سے سب سے مقدم اشاعت اسلام ہوگی"۔ مندرجہ بالا عبارات [illegible] پڑھیں اور دیکھیں کہ کس صفائی [illegible] کے ساتھ حضورؑ فرماتے ہیں کہ اموال [illegible]

کرے گی۔ مگر صرف اغراض سلسلہ کے لئے پھر ان میں اشاعت اسلام کا کام سب سے مقدم ہر کیا ہے ۔ خلیفہ کے سپرد یہ کام نہیں کئے۔ نہ روپیہ وصول کرنے کا نہ اپنے پاس رکھنے کا۔ نہ اغراض سلسلہ میں عموماً و اشاعت اسلام میں خصوصاً خرچ کرنے کا اب ظاہر ہے کہ جب اشاعت اسلام کا کام انجمن نے ہی کرنا ہے۔ نہ کہ کسی خلیفہ نے تو اشاعت اسلام کی پالیسی اور اس کا طریق کار بھی اس نے ہی تجویز کرنا ہے۔ خلفاء کے ہاتھ میں ان امور میں سے کوئی امر بھی نہیں جناب میاں صاحب اور ان کے رفقا کی طرف سے ایک بات یہ بھی کہی جاتی ہے۔ کہ سب کام تو بے شک انجمن ہی کرے گی لیکن خلیفہ کے حکم اور اس کی پالیسی کے ماتحت جس طرح حضرت اقدس کی زندگی میں حضرت اقدس ؑ کے ماتحت یہ انجمن کام کرتی تھی میاں صاحب کی پوزیشن وہ تو ہے نہیں جو حضرت اقدس کی تھی اور نہ ہی حضور ؑ نے اپنے بعد کسی کو یہ پوزیشن دی ہے کہ وہ انجمن کی پالیسی کی رہنمائی کرے اور نہ ہی اس کے فیصلوں کو کسی کے ماتحت رکھا ہے اس لئے ماننا پڑے گا کہ ان کے نزدیک انجمن کے ممبروں کی حیثیت درحقیقت خلیفہ کے دست نگروں کی ہے۔ جس ممبر کو چاہے خلیفہ ممبری سے ہٹا سکتا ہے اور جس کو چاہے رکھ سکتا ہے۔ لیکن حضرت اقدس ؑ کی مندرجہ ذیل عبارت اس خیال کی تغلیط پکار پکار کر کہہ رہی ہے۔ حضور فرماتے ہیں "انجمن کے تمام ممبر ایسے ہوں گے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں اور پارسا طبع اور دیانتدار ہوں۔ اور اگر آئندہ کسی کی نسبت یہ محسوس ہوگا۔ کہ وہ پارسا طبع نہیں ہے یا یہ کہ وہ دیانتدار نہیں یا یہ کہ وہ ایک چالباز ہے۔ اور دنیا کی ملونی اپنے اندر رکھتا ہے۔ تو انجمن کا فرض ہو گا کہ بلا توقف ایسے شخص کو اپنی انجمن سے خارج کرے۔ اور اس کی جگہ اور مقرر کرے" اب دیکھ لیں کس صفائی سے ممبروں کا عزل اور ان کا مقرر کرنا حصوراً انجمن کے سپرد فرما دیا ہے۔ یہ حق بھی خلفا کو نہیں دیا۔ پھر فرمایا "جائز ہوگا کہ اس انجمن کی تائید اور نصرت کے لئے دور دراز ملکوں میں اور انجمنیں ہوں۔ جو اس کی ہدایت کے تابع ہوں" اس عبارت میں اس امر کو بھی صاف کر دیا۔ کہ دیگر ممالک کی انجمنیں جس کے ماتحت ہوں گی وہ بھی ہدایات انجمن سے لیں گی نہ کہ خلیفہ سے پھر قاعدہ نمبر ۱۸ اس معاملہ کو صاف ہی کر دیا ہے فرمایا "اگر کوئی کچھ بھی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہ رکھتا ہو۔ اور با این ہمہ ثابت ہو کہ وہ ایک صالح درویش ہے۔ متقی اور خالص مومن ہے۔ اور کوئی حصہ نفاق یا دنیا پرستی یا قصور اطاعت کا اس کے اندر نہ ہو تو وہ بھی میری اجازت سے یا میرے بعد انجمن کی اتفاق رائے سے اس مقبرہ میں دفن ہو سکتا ہے" اس احمدی کے متعلق جس نے وصیت نہیں کی ہوئی مقبرہ بہشتی میں دفن کرنے کا فیصلہ حضرت اقدس ؑ نے اول اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ اور اپنے بعد کسی خلیفہ کے سپرد اس فیصلہ کو نہیں کیا۔ بلکہ صاف

فرما دیا کہ "وہ بھی میری اجازت سے یا میرے بعد انجمن کی اتفاق رائے سے اس مقبرہ میں دفن ہو سکتا ہے" پھر رسالہ الوصیت کے آخر میں فرماتے ہیں "میں یہ نہیں چاہتا کہ تم میں سے کوئی مال لوں۔ بلکہ تم اشاعت دین کے لئے ایک انجمن کے حوالہ اپنا مال کرو گے۔ اور بہشتی زندگی پاؤ گے بہتیرے ہیں کہ وہ دنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو ٹال دیں گے" عبارت مندرجہ بالا کو غور سے پڑھیں۔ اور دیکھیں کہ کس صفائی سے حضور جماعت کو ہدایت دے رہے ہیں۔ کہ اپنے اموال صرف انجمن کے سپرد کرو۔ حضور خود بھی ان اموال کو لینا نہیں چاہتے بلکہ ان سے علیحدہ رہنے کا اعلان کرتے ہیں۔ لیکن کیا قادیان میں اس ہدایت یا ان ہدایات پر عمل ہو رہا ہے۔ باقی رہا یہ امر کہ اموال تو آئیں انجمن کے پاس لیکن خلیفہ ان پر جس طرح چاہے تصرف کرے یہ تو حضرت اقدس کے الفاظ کی سپرٹ کے بالکل منافی ہے۔ بلکہ نعوذ باللہ یہ تو چالبازی ہے۔ کہ بظاہر انجمن کا نام رکھا جائے۔ پھر انجمن کے واسطہ سے اس روپیہ کو اپنی من بھاتی کارروائیوں پر خرچ کیا جائے حضرت اقدس کا دامن خدا شاہد ہے ان چالبازیوں سے بالکل پاک تھا حضور نے اپنی تمام زندگی میں ان اموال میں قطعاً کوئی دخل نہیں دیا جس طرح حضور نے لکھا اسی طرح عمل ہوتا رہا۔ یعنی انجمن ہی اپنے مشورہ سے جس طرح چاہتی رہی ان اموال کو سلسلہ کی اغراض پر خرچ کرتی رہی رسالہ الوصیت کے بعد حضور نے ایک اور تحریر لکھ کر انجمن کو دی جس میں دینی و دیگر امور میں انجمن کے فیصلہ کو قطعی قرار دیا وہ تحریر حسب ذیل ہے۔

"میری رائے تو یہی ہے کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے۔ کہ ایسا ہونا چاہیئے۔ اور کثرت رائے اس میں ہو جائے۔ تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہیئے اور وہی قطعی ہونا چاہیئے۔ لیکن اس قدر میں زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں کہ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں مجھ کو محض اطلاع دی جائے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ انجمن خلاف منشا میری ہرگز نہ کرے گی۔ لیکن صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے۔ کہ شاید وہ ایسا امر ہو کہ خدا تعالےٰ کا اس میں کوئی خاص ارادہ ہو اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے۔ اور بعد میں ہر ایک امر میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا" والسلام خاکسار مرزا غلام احمد ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۷ء۔ اس تحریر میں باوجود اس کے کہ حضور نے اس خیال کا اظہار کیا ہے۔ کہ بعض دینی امور کے متعلق فیصلے حضور کو دکھلائے جائیں۔ اس لئے کہ شاید اللہ تعالےٰ وحی سے کوئی ہدایت ان کے متعلق دے لیکن عملی طور پر ایسا کبھی نہیں ہوا کہ انجمن کے کسی فیصلہ کو خود حضرت اقدس نے یا اللہ تعالےٰ نے روکا ہو۔ اس تحریر میں حضور کے مندرجہ ذیل الفاظ خاص طور پر قابل غور ہیں" اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک امر میں صرف انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا" ہر ایک امر سے مراد دینی و انتظامی اور سب ہی ہیں۔ کیونکہ یہ ارشاد کہ فیصلے مجھے

دکھلا لئے جائیں صرف دینی امور کے لئے ہی ہے۔ اور ان دینی امور کے متعلق ہی حضور فرماتے ہیں کہ شاید اللہ تعالیٰ کا کوئی خاص منشا ہو۔ اور انہی کے متعلق فرماتے ہیں کہ بعد میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا۔ اب آپ نے دیکھ لیا کہ سلسلہ کا ہر قسم کا نظام خواہ اس کا تعلق انتظامی امور کے ساتھ ہو یا دینی امور کے ساتھ کس صفائی سے حضرت اقدس ؑ نے انجمن کے سپرد کیا ہے۔ اور اسے اس بارے میں کلی اختیارات دئے ہیں۔ اسی کی کثرت رائے یا اتفاق رائے کا جماعت کو پابند بنایا ہے اور یہی وجہ ہے کہ حضور ؑ نے انجمن کو اپنا جانشین قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں "چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے۔ اس لئے اس کو دنیاداری کے رنگوں سے بکلی پاک رہنا ہوگا۔ اور اس کے تمام معاملات نہایت صاف اور انصاف پر مبنی ہونے چاہئیں"

کیا ان تمام مندرجہ بالا عبارتوں سے واضح نہیں ہوتا۔ کہ حضور ؑ نے اپنی جماعت کے نظام کو دو حصوں میں منقسم کر دیا ہے۔ ایک حصہ تو لوگوں کو سلسلہ میں داخل کرنے کے متعلق ہے۔ جس میں روحانی تربیت و روحانی اصلاح داخل ہے۔ اور ایک حصہ حفاظت و اشاعت اسلام کے کام کو چلانے کے متعلق ہے پہلا حصہ سلسلہ کے نیک دل لوگوں کے سپرد ہے جن سے لوگ چاہیں تو روحانی فیض حاصل کریں خواہ وہ لوگ انجمن کے ممبروں میں سے ہوں یا باہر سے ہوں۔ اور دوسرا حصہ خالصتہً انجمن کے سپرد ہے جس کے احکام کی فرمانبرداری جماعت پر فرض قرار دی ہے۔ اس کے فیصلے قطعی ہیں ان کو کوئی توڑ نہیں سکتا۔ اپنے فیصلوں میں انجمن کو اختیار ہے۔ کہ کسی سے مشورہ لے لے یا کسی کے مشورہ کو قبول کر لے۔ ورنہ بطور حق کے ان کے اندر کسی کو دخل دینے کا اختیار نہیں۔ الوصیت کو پڑھ کر حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رض کی رائے بھی یہی تھی۔ جیسا کہ ان کے ذیل کے ارشاد گرامی سے واضح ہے۔ وہ فرماتے ہیں "حضرت صاحب کی تصنیف میں معرفت کا ایک نکتہ ہے۔ وہ میں تمہیں کھول کر سناتا ہوں جس کو خلیفہ بنانا تھا۔ اس کا معاملہ تو خدا کے سپرد کر دیا۔ اور ادھر چودہ اشخاص کو فرمایا۔ کہ تم بحیثیت مجموعی خلیفۃ المسیح ہو۔ تمہارا فیصلہ قطعی فیصلہ ہے۔ اور گورنمنٹ کے نزدیک بھی وہی قطعی ہے۔ پھر ان چودہ کے چودہ کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرا دی۔ کہ اسے اپنا خلیفہ مانو اور اس طرح تمہیں اکٹھا کر دیا۔ پھر نہ صرف چودہ کا بلکہ تمام قوم کا میری خلافت پر اجماع ہو گیا۔ اب جو اجماع کا خلاف کرنیوالا ہے۔ وہ خدا کا مخالف ہے چنانچہ فرماتا ہے ومن یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا" اور میں نے الوصیت کو خوب پڑھا ہے۔ واقعی چودہ آدمیوں کو خلیفۃ المسیح قرار دیا ہے اور ان کی کثرت رائے کے فیصلہ کو قطعی فرمایا۔ اب دیکھو کہ انہی مقبولوں نے (جن کو حضرت صاحب نے اپنی خلافت

کے لئے منتخب فرمایا) اپنے تقویٰ کی روح سے اجماعی رائے سے ایک شخص کو اپنا خلیفہ و امیر مقرر کیا۔ پھر نہ صرف خود بلکہ ہزارہا لوگوں کو اسی کشتی پر چڑھایا جس پر خود سوار ہوئے تو کیا خدا تعالےٰ نے ساری قوم کا بیڑا غرق کر دیگا۔ . . . . یہ گمان نہ کرو۔ کہ تم مجھ بڈھے کو آیت یا حدیث یا مرزا صاحب کے کسی قول کے معنی سمجھا لوگے" اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب رح نے الوصیت کو خوب پڑھا ہے۔ اور پڑھنے کے بعد جن نتائج پر پہنچے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) انجمن بحیثیت مجموعی خلیفۃ المسیح ہے۔ حضرت صاحب نے ان ممبروں کو اپنی خلافت کے لئے منتخب فرمایا۔ اور انہی کو خلیفۃ المسیح قرار دیا۔

(۲) انجمن کی کثرت رائے یا اتفاق رائے کا فیصلہ قطعی ہے۔

(۳) گورنمنٹ کے ہاں بھی جماعت کی نمایندگی کرنیوالی انجمن ہی ہے۔ اور اسی کا فیصلہ گورنمنٹ کے ہاں بھی قطعی سمجھا جائیگا۔

(۴) الوصیت کے اندر کسی شخصی خلافت کا ذکر نہیں۔

(۵) حضرت مولانا صاحب نے الوصیت کا جو مفہوم سمجھا ہوا ہے اس کے درست ہونے پر انہیں اس قدر یقین ہے کہ وہ فرماتے ہیں یہ گمان نہ کرو۔ کہ تم مجھ بڈھے کو آیت حدیث یا مرزا صاحب کے کسی قول کے معنی سمجھا لوگے۔

(۶) ساری قوم کا اجماع قابل اتباع ہے۔

(۷) جس شخص کے خلیفہ یا امیر بنانے پر ساری قوم کا اجماع ہو جائے اس کی خلافت و امارت کے متعلق یہ یقین رکھنا چاہیئے کہ اس میں آلہٰی ہاتھ کام کر رہا ہے۔ اور جس میں ساری قوم کا اجماع نہ ہو وہ خلافت و امارت اس قابل نہیں کہ اسکو آلہٰی تصرف کے ماتحت تسلیم کیا جائے۔ اور یہ بالکل صحیح بات ہے۔ ایک غیر مامور کی خلافت امارت کی طرف قوم کے تمام افراد کے دلوں کا مائل ہو جانا بجز آلہٰی تصرف کے نہیں ہو سکتا حضرت اقدس نے بھی اپنی کتاب سر الخلافہ میں یہی اصل بیان کیا ہے۔ اور حضور ؑ کے یہ الفاظ بھی کہ ایسے شخص کا انتخاب مومنوں کی اتفاق رائے سے ہو۔ اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب رض کے ان الفاظ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ کہ جب وہ کہتے ہیں کہ خلیفہ خدا بناتا ہے یا آئندہ بھی خدا ہی بنائے گا۔ تو اس سے مراد ان کی وہی خلافت ہوتی ہے جس پر ساری قوم کا اجماع ہو جائے مطلق خلافت آپ کے مدنظر نہیں ہوا کرتی تھی اس قسم کی خلافت کے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس نے اس کے معاملہ کو خدا کے سپرد کر دیا بہرحال حضرت مولوی صاحب کا مذہب عبارت مندرجہ بالا سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ الوصیت کے ارشادات کے ماتحت انجمن ہی خلیفۃ المسیح ہے اور اس کے فیصلے قطعی ہیں جن کا ماننا قوم پر لازمی ہے اور انجمن ہی حضور اور جماعت کی حقیقی نمایندہ ہے۔ (باقی دارد)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار ارگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر ۔ ایس محمد آصف ۔ بی ۔ اے ؛ جائنٹ ایڈیٹر ۔ شیخ محمد انعام الحق ۔

جلد ۳۳ | لاہور ۔ یوم چہارشنبہ ۔ مورخہ ۲۲ رجب المرجب ۱۳۶۴ھ ۔ م ۔ ۴ جولائی ۱۹۴۵ء | نمبر ۲۷

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا ۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں ۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی ۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابلِ احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے ۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا ۔

اسلامی تہذیب اور مادی تہذیب میں اصولی فرق

زکوٰۃ کے ذریعہ سے ہمارا امتحان

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۔ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا

کامیاب وہ انسان ہے جس نے کمالات نفسِ انسانی کو ترقی دی ۔ اور ناکام وہ ہے جس نے کمالات نفسِ انسانی کو دبا دیا ۔

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی ۔ مورخہ ۲۲ جون ۱۹۴۵ء

قرآن مجید کے دو مختصر جملے

قرآن کریم کے آخری پارہ میں والشمس ایک چھوٹی سی سورت ہے جس میں پہلے ان کمالات کا ذکر کیا ہے جو انسان کامل کے اندر پائے جاتے ہیں یا جنہیں انسان حاصل کرسکتا ہے اور اس کے بعد ایک عظیم الشان اصول بیان فرمایا کہ کامیاب کون ہے گا یہ دو مختصر سے جملے ہیں [illegible] لفظ استعمال ہوئے ہیں ۔ افلح کے معنے ہیں دینی اور دنیوی کامیابی حاصل کرنا اور خاب جس کے معنے ہیں ناکام اور نامراد ہو یعنی مقصد زندگی کو حاصل نہ کر سکا ذکی ہے تزکیہ سے ہے جس کے معنے ہیں خیرات اور خوبیوں سے نشوونما کرنا اور دسّی دس سے ہے جس کے معنے ہیں دبا دینا دفن کردینا ۔ جاہلیت میں جو عرب میں لڑکی کو زندہ درگور کرنے کی رسم تھی اس پر بھی یہی لفظ بولا گیا ہے ۔ ایمسکہ علی ھون ام یدسّہ فی التراب ۔

کامیابی اور ناکامی کے دو معیار

عام طور پر دنیا میں کامیاب اسے کہا جاتا ہے جو بہت روپیہ کما لے یا کسی بلند مرتبہ کو حاصل کرے اور جس کے پاس مال کم ہو یا کوئی بلند مرتبہ اسے حاصل ہو اسے ناکام سمجھا جاتا ہے ۔ یہی آج کل کی مادی تہذیب کی بنیاد ہے مادی تہذیب میں کامیابی اور ناکامی کا معیار دولت کا کمانا ہے ۔ یا اس کے کمانے میں پیچھے رہ جانا ہے ۔ مگر اسلام نے کامیابی اور ناکامی کا معیار تزکیہ نفس کو رکھا ہے ۔ جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کرلیا وہ کامیاب ہوگیا جس نے ان کمالات کو جو نفس انسانی حاصل کرسکتا ہے دبا دیا وہ ناکام رہا ۔ دولت اور مرتبہ خارجی اشیاء ہیں جو انسان سے چھینی جاسکتی ہیں جن کو دوسرا اس سے لے سکتا ہے مگر تزکیہ نفس اندرونی وصف ہے جس کو کوئی دوسرا اس سے چھین نہیں سکتا تو یہ ایک اصولی فرق ہے اسلامی تہذیب اور مادی تہذیب میں ۔

کسی چیز کے نتائج کو اس کے کمال پر دیکھا جاسکتا ہے

یہ کامیابی اور ناکامی کھلی کھلی بھی نظر آسکتی ہے لیکن جس چیز کے نتائج کو کھلے طور پر دیکھنا ہو اسے کمال تک پہنچا کر ہی دیکھا جاسکتا ہے ورزش کے فوائد کے کھلے نتائج کو دیکھنا ہو تو ان لوگوں کو دیکھو جنہوں نے ورزش کو کمال کو پہنچایا تزکیہ نفس کے کھلے نتائج کو دیکھنا ہو تو ابراہیمؑ، موسٰیؑ، عیسٰیؑ، محمدؐ رسول اللہ، کرشن، رامچندر، بدھ، کنفیوشس کی زندگیوں کو دیکھو ۔ مال و دولت تو کچھ نہ رکھتے تھے لیکن ان کے دلوں میں حقیقی راحت موجود تھی گویا وہ اس دنیوی زندگی میں ایک جنت میں رہتے تھے ۔ مال و دولت کے حصول کو زندگی کی غرض بنانے کے نتائج کو دیکھنا ہو تو یورپ کو دیکھو جو اوپر سے اپنے مال و دولت کی وجہ سے خوشنما نظر آتا ہے مگر جو اندر سے ٹھیک جہنم کا نقشہ ہے ۔ ایک جگہ کامیابی کھلی نظر آتی ہے اور دوسری جگہ ناکامی کھلی نظر آتی ہے ۔

اسلامی تہذیب اور مادی تہذیب میں فرق

مادی تہذیب کا سارا زور اس بات پر ہے کہ انسان کی دنیا کس طرح بن سکتی ہے اور اسلامی تہذیب کا سارا زور اس بات پر ہے کہ انسان کا دین اور اس کا اخلاق کس طرح بن سکتے ہیں دونوں کا دعوٰے شاید ایک ہی ہو کہ انسان کس طرح بہتر انسان بن سکتا ہے ۔ مگر مادی تہذیب نے سارا زور اس بات پر صرف کر دیا کہ انسان کی روٹی کا سامان کس طرح ہو اور اسلامی تہذیب کا بنیادی اصول یہ ہے کہ انسان کی روح کا سامان کس طرح ہو ایک کے نزدیک اچھی روٹی کھانے سے اچھا کپڑا پہننے سے اچھے مکان میں رہنے سے انسان بہتر انسان بنتا ہے اور دوسرے کے نزدیک بدیوں کو دبانے سے نیکیوں کو ترقی دینے سے اخلاق فاضلہ سے بہتر انسان بنتا ہے ۔ مادی تہذیب گویا صرف یہاں آکر ختم ہوجاتی ہے کہ انسان اچھا حیوان کس طرح بن سکتا ہے اور اسے اچھا انسان بنانے کا کام اسلامی تہذیب شروع کرتی ہے ۔

انسانی روح کی ترقی

کیا اس تہذیب کی دنیا کو ضرورت نہیں ؟ کیا انسان کی ترقیات کی خواہش یہاں آکر ختم ہوجائے گی کہ وہ اچھا حیوان کس طرح بن سکتا ہے ؟ یا یہ تڑپ بھی اس کے اندر موجود ہے کہ وہ اچھا انسان کس طرح بن سکتا ہے ۔ سرمایہ داری ہو یا بالشوزم ہو دونوں میں یہ نقطۂ نگاہ مشترک ہے کہ انسان کی روٹی کا بہترین انتظام کس طرح ہوسکتا ہے ۔ اسلام اس سے اوپر اٹھاتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ انسان کی روح کی ترقی کا بہترین انتظام کس طرح ہوسکتا ہے ۔

قرآن مجید کی خوبی اور کمال

قرآن کریم کا یہ کمال ہے کہ اگر ایک اصول کو قائم کیا ہے تو وہ ذرائع بھی بتا دیئے ہیں جن کے اختیار کرنے سے اس اصول تک انسان پہنچ سکتا ہے ۔ تزکیہ نفس بہت سی باتوں پر مشتمل ہے مگر قرآن کریم نے ان تمام باتوں میں دو باتوں کو بہت بڑی اہمیت دی ہے اور کھلے الفاظ میں یہ فرمایا ہے کہ ان باتوں کو اختیار کرنے سے تمہارا تزکیہ نفس ہوسکتا ہے ۔

تزکیہ نفس کا پہلا ذریعہ نماز ہے

ان میں سے پہلی چیز خدا تعالےٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے تزکیہ نفس حاصل نہیں ہوسکتا جب تک انسان خدا تعالےٰ سے تعلق پیدا نہیں کرتا ۔ اس لئے فرمایا قد افلح من تزکّٰی و ذکر اسم ربہ فصلّٰی وہ شخص کامیاب ہے جس نے تزکیہ نفس کیا اور اپنے رب کے نام کو یاد رکھا اور نماز ادا کی پس نماز تزکیہ نفس کا پہلا ذریعہ ہے جس کی طرف قرآن کریم اپنے پیروؤں کی رہنمائی فرماتا ہے اور فی الحقیقت جس دل پر اللہ تعالےٰ کی ہستی کا احساس پیدا نہیں ہوا اس کا تزکیہ کبھی نہیں ہوسکتا ۔

خدا کو یاد رکھنا نماز ہے

نماز کیا ہے ؟ خدا کو یاد رکھنا انسان ہر قسم کے کاروبار کرتا ہے ۔ روٹی کماتا ہے محنت کرتا ہے آرام کرتا ہے سوتا ہے بیوی بچوں میں مشغول ہوتا ہے ۔ دوستوں کی مجلس میں بیٹھتا ہے مگر خدا اسے ہر حال میں یاد رہتا ہے ۔ جب خدا کے آگے جھکنے کا وقت آتا ہے تو وہ ہر قسم کے کاروبار کو چھوڑ کر آرام کو چھوڑ کر نیند کو چھوڑ کر بیوی بچوں کو چھوڑ کر خدا کے آگے جھکنے کے لئے دوڑتا ہے انسان اپنے آرام کو اپنی آسائش کو اسی چیز کے لئے چھوڑتا ہے جس سے اسے ان چیزوں سے بڑھ کر محبت ہو گویا نماز خدا کی محبت کا ایک نشان ہے اور خدا کی محبت نماز سے ترقی کرتی ہے ۔

تزکیہ نفس کا دوسرا ذریعہ

دوسرا ذریعہ تزکیہ نفس کا مال کی محبت کو کم کرنا ہے ۔ اور مال کی محبت مال کو خدا کے رستے میں خرچ کرنے سے کم ہوتی ہے وسیجنّبھا الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکّٰی ۔ (مال کی محبت انسان کو آگ کی طرف لے جاتی ہے) اور اس آگ سے وہی بڑا متقی انسان بچ سکتا ہے جو اپنا مال (خدا کی راہ میں) دیتا ہے اور اس طرح تزکیہ نفس حاصل کرتا ہے یعنی

[illegible] الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا ۔

اپنے نفس کو مال کی محبت سے پاک کرتا ہے۔ دوسری جگہ فرمایا خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا۔ لوگوں کے مالوں میں سے صدقہ لو اس طرح تو ان کو پاک کر دے گا۔ اور ان کے نفسوں کا تزکیہ کر دے گا اور جب پیغمبر کی بیویوں کے دلوں میں کچھ مال دنیا کی خواہش پیدا ہوئی تو حکم ہوا کہ اگر مال دنیا چاہتی ہیں تو پھر پیغمبر کا گھران کے لئے موزوں نہیں اور پھر فرمایا کہ مال کی اس محبت کو خدا تعالےٰ تمہارے دلوں سے کیوں کم کرتا ہے یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا اے پیغمبر کے گھر والو خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہارے دلوں سے ناپاکی کو دور کرے (جو مال کی محبت سے پیدا ہوتی ہے) اور تمہیں کامل طور پر ہر قسم کی آلائش سے پاک کر دے۔

مال کی محبت اور خدا کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتیں

قرآن کریم کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی محبت اور مال کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتی جو خدا کی محبت کے مقام پر پہنچنا چاہتا ہے اسے مال کی محبت دل سے نکالنی چاہیئے اور جتنی جتنی مال کی محبت کم ہوگی خدا کی محبت بڑھتی جائے گی اور جس کے دل میں مال کی محبت ہے وہاں خدا کی محبت نہیں آسکتی پس تزکیہ نفس دو اصولوں پر مبنی ہے نماز کے ذریعہ سے خدا کی محبت کو پیدا کرنا اور مال کو خدا کی راہ میں خرچ کرکے مال کی محبت کو کم کرنا دنیا کا سب سے بڑا معبود مال ہے یہی سب سے بڑا بت ہے جب تک اس بت کو نہ گرایا جائے دل خدا کی محبت کا مقام نہیں بن سکتا۔ اس لئے تزکیہ نفس کے دو اصول بیان فرمائے نماز کے ذریعہ سے خدا کی محبت کو بڑھاؤ اور مال کو خدا کے رستے میں دے کر مال کی محبت کو کم کرو۔ اس اصول کو اسلام نے اس کمال تک پہنچایا ہے جہاں تک دوسرا کوئی مذہب اسے نہیں پہنچا سکا۔

خدا کی راہ میں مال خرچ کرنیکا ایک طریق زکوٰۃ ہے

عام طور پر انسان اپنا مال خدا کی راہ میں اس وقت خرچ کرتا ہے جب دوسرے انسان کو مصیبت میں دیکھتا ہے اس طرح کی خیرات کے احکام سے بھی قرآن کریم بھرا پڑا ہے مگر اس نے مال کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا ایک اور طریق بھی قائم کیا ہے جسے زکوٰۃ کہا جاتا ہے۔ زکوٰۃ عام معنے میں خیرات نہیں خواہ کوئی ضرورت محسوس ہو یا نہ ہو خواہ کوئی غریب سامنے نظر آئے یا نہ آئے ہر سال اپنے مال کا چالیسواں حصہ ایک بیت المال میں دیتے جاؤ۔ اگر مسلمانوں کی حکومت ہے تو وہ بیت المال حکومت کا ہوگا اور اگر حکومت نہیں تو وہ بیت المال قوم یا جماعت کا ہوگا۔ خیرات اس طرح ادا ہوتی ہے کہ ہم کسی کو تکلیف میں دیکھ کر ظاہرا یا مخفی طور پر اس کی مدد کر دیں لیکن زکوٰۃ اس طرح ادا نہیں ہوتی وہ ایک فریضہ ہے جو ادا کرنا ہے یعنی مال کو بہرحال اپنے پاس سے نکالنا ہے اور اسے دنیا میں کسی غریب کے ہاتھ میں نہیں بلکہ حکومت یا جماعت یا قوم کے ہاتھ میں دینا ہے۔

زکوٰۃ تزکیہ نفس کا بڑا بھاری ذریعہ ہے

اس کا نام بھی زکوٰۃ رکھا یعنی پاک کرنے والی چیز یا تزکیہ کا ذریعہ۔ کیونکہ جس طرح انسان انسانی ہمدردی کے جذبہ سے نہیں دیتا بلکہ خالصاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے دیتا ہے تو جہاں خیرات تزکیہ نفس کا ایک ذریعہ ہے زکوٰۃ اس سے بھی بلند ذریعہ تزکیہ نفس کا ہے۔ وہاں انسان کا فطری ہمدردی انسانی کا جذبہ جوش میں نہیں آتا بلکہ خالصاً اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کا جذبہ جوش میں آتا ہے۔ صرف خدا کے حکم کی تعمیل میں انسان اپنے مال کو اپنے آپ سے جدا کرتا ہے۔ اس لئے زکوٰۃ کو معمولی خیرات سے زیادہ بلند مقام اسلام نے دیا ہے اور تزکیہ نفس کے دو بڑے بھاری ذرائع نماز اور زکوٰۃ ہیں۔

جماعت کے احباب سے اپیل

عام طور پر مسلمانوں میں جب زکوٰۃ کا مہینہ سمجھا جاتا ہے کیونکہ بہرحال سال میں ایک دفعہ مال کا حساب کرکے اس کا چالیسواں حصہ ادا کرنا ہوتا ہے اس لئے میں اپنے تمام احباب سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنی اپنی جگہ پر اپنے اموال کا حساب کرکے اپنی زکوٰۃ انجمن کے بیت المال میں ادا کریں۔ بیشک یہ ایک ناگوار فعل معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ انسان کو اپنا مال جدا کرنا پڑتا ہے لیکن اگر ہم اپنی زندگی کو اصطلاح اسلام میں ایک کامیاب زندگی بنانا چاہتے ہیں تو اس وقت ہم میں سے ہر ایک کو مرد ہو یا عورت اپنے مال میں سے یہ حصہ نکال دینا چاہیئے، فی الحقیقت یہ ہمارا امتحان کا وقت ہے۔

خواتین کی طرف سے سوال اور اسکا جواب

مجھ سے بعض خواتین نے یہ سوال کیا ہے کہ اگر ایک عورت اسی طرح اپنے زیور یا مال کا چالیسواں حصہ ہر سال نکالتی چلی جائے تو اس کے پاس کیا رہ جائے گا چالیس سال میں یہ سارا مال ختم ہو جائے گا۔ گو یہ درست نہیں۔ خدا کی راہ میں دینے سے مال بڑھتا ہے یہ خدا اور اس کے رسول کا ارشاد ہے۔ لیکن اگر بالفرض یہ درست بھی مان لیا جائے اور یہ مان لیا جائے کہ چالیس سال میں اس کا سارا زیور یا مال ختم ہو جائے گا تو چالیس سال میں وہ خود بھی خاتمہ کے قریب پہنچ چکی ہوگی اور میں تو سمجھتا ہوں کہ وہ خاتون بڑی خوش قسمت ہے جس نے چالیس سال میں تھوڑا تھوڑا کرکے اپنا سارا مال آگے بھیجدیا فی الحقیقت یہی اس کا اپنا مال ہوگا جو موت کے بعد اس کے کام آئے گا اور جو مال وہ یہاں چھوڑ جائے گی وہ دوسروں کا ہوگا۔ خود نبی کریم صلعم کی بیویوں کو یہ حکم ہوا تھا واقمن الصلوٰۃ واٰتین الزکوٰۃ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔ حالانکہ ان کے پاس کوئی بہت بڑا مال نہ تھا یہی پہننے کا تھوڑا بہت زیور ہوگا مگر اس میں سے بھی زکوٰۃ دینے کا حکم تھا تو اور کون عورت اس حکم سے مستثنےٰ ہوسکتی ہے۔ اسی طرح مرد بھی اپنی اپنی جگہ اپنے مال کو دیکھیں اور جس مال پر سال گزر گیا ہے اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ ادا کریں۔ تاکہ ان کا باقی ماندہ مال بھی پاک ہو جائے اور ان کے دل بھی پاک ہو جائیں۔

زکوٰۃ بیت المال کے سوائے ادا نہیں ہوسکتی

میں پھر اس بات کو دہرانا چاہتا ہوں کہ زکوٰۃ بیت المال کے سوائے ادا نہیں ہوسکتی اور اگر مسلمانوں کا نظام بیت المال کا نہیں رہا تو ہماری جماعت کا نظام تو موجود ہے اور یہ زکوٰۃ نہ صرف جماعت کے بنانے پر اس کے محتاجوں کی امداد پر خرچ ہوتی ہے بلکہ اگر سب احباب اپنی زکوٰۃ حساب کرکے ادا کریں اور اپنے گھروں سے بھی زکوٰۃ نکلوائیں تو اشاعت اسلام کا کام بھی اس سے بہت ترقی حاصل کرسکتا ہے اللہ تعالےٰ ہمارے احباب کو توفیق دے کہ وہ خدا اور اس کے رسول کے احکام کے سامنے اپنے سروں کو جھکا دیں۔ جس نے اس موقعہ پر اڑھائی فی صدی کی چھوٹی سی رقم خدا کے رستے میں دیدی اس نے ایک رنگ میں اپنا سارا مال ہی خدا کے سامنے پیش کر دیا کیونکہ جس قدر دینے کا حکم اسے ہوا تھا اس قدر اس نے دے دیا۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ ڈلہوزی میں خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— حضرت مولنا صدر الدین صاحب کچھ عرصہ کے لئے سری نگر کشمیر تشریف لے گئے ہیں احباب سری نگر حضرت مولانا کی موجودگی کو زریں موقعہ سمجھتے ہوئے ان سے دینی استفادہ کریں۔

—— ہمارے دوست آفتاب عالم صاحب کوئٹہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ خداوند کریم نے ان کو فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے جس کا نام خالد مبشر رکھا گیا ہے صاحب موصوف نے اس خوشی میں انجمن کو مبلغ -/6 روپیہ بطور عطیہ دئے ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو نیک اور صالح بنائے اور لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

سانحۂ ارتحال

(الف) یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں ملال کے ساتھ سنی جائے گی کہ اخویم مولوی ابوبکر صاحب مولوی فاضل۔ ایم اے ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور کی ہمشیر کلاں کچھ عرصہ بعارضہ ٹی۔ بی بیمار رہ کر وفات پاگئیں انا للہ وانا الیہ راجعون: دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے ہمیں اس صدمہ میں مولوی صاحب موصوف اور دیگر لواحقین سے گہری ہمدردی ہے

—— (ب) جناب عبد الصمد صاحب۔ صدر اعلیٰ بہار شریف گیا سے اطلاع دیتے ہیں کہ ان کی بھانجی جن کی عمر تقریباً چودہ سال تھی اور جن کو اس غرض سے تعلیم دی جا رہی تھی کہ وہ خواتین میں احمدیت کی تبلیغ کرسکیں وہ بعارضہ ٹائیفائڈ اور نمونیہ بیمار رہ کر ۲۱ جون ۱۹۴۵ء کو وفات پاگئیں انا للہ وانا الیہ راجعون دعا ہے اللہ تعالیٰ اس نیک بچی کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ مرحومہ کا جنازہ غائبانہ پڑھیں۔

حالات بغداد

سید تصدق حسین صاحب قادری بغداد سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی دس لاکھ کی اپیل میں -/1600 روپے پہلے بھیج چکے ہیں جس کی تفصیل اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۰ جون ۱۹۴۵ء کے اخیر پر درج ہے۔ اس کے بعد انھوں نے ایک ہزار روپیہ کا چیک اسی مد میں منجانب اخویم ابراہیم آدم صاحب سچوانی بصرہ بھیجا ہے جو رسید $\frac{1685}{22|6|45}$ پر داخل خزانہ انجمن ہو چکا ہے اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے اور ان کی صحت جلد بحال کرے۔ انھوں نے ۵ جون کے خط میں لکھا تھا کہ میری صحت مکمل طور پر اب تک درست نہیں ہوئی ضعف و نقاہت باقی ہے علاج بھی جاری ہے بزرگان سلسلہ کی دعاؤں کا محتاج ہوں"۔

چنانچہ مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ۱۵ جون کو جمعہ کے بعد دعا کی گئی اس کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھی دعا کے لئے لکھا گیا جس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ قادری صاحب کو میری طرف سے بہت بہت السلام علیکم لکھیں۔ ان کے واسطے دعا بھی انشاء اللہ بہت کروں گا۔ میں انہیں اپنا ایک مضبوط بازو سمجھتا ہوں اللہ تعالےٰ ہم پر رحم فرمادے اور انہیں اپنے دین کی خدمت کے لئے صحت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے

سید صاحب نے اپنے اسی خط میں یہ بھی تحریر فرمایا تھا کہ پیغام صلح میں حضرت سیدنا امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کے خطبات جلیلہ کو کتابی صورت میں شائع کرنے کی ایک دوست کی جانب سے جو تجویز ہوئی ہے وہ حالات زمانہ حاضرہ کو دیکھتے ہوئے نہ صرف ضروری بلکہ اشد ترین ضروری ہے یہ قیمتی خطبات اکثر دہشتزگم کردہ راہ بھائیوں کی ہدایت کا باعث ہوں گے"۔

خاکسار عزیز بخش

حضرت مسیح موعودؑ پر ایک اور افتراء

جھوٹے کشف بنانے کی ایک اور ناکام اور نازیبا کوشش

از محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

خودساختہ کشف الفرقان جون ۱۹۴۵ء کے صفحہ ۲۲ پر "غیر مبائعین کا انحراف" کی سرخی کے تحت حضرت اقدسؑ کی طرف ایک کشف منسوب کیا گیا ہے۔ جو درج ذیل ہے۔

"ایک دفعہ قادیان میں بہت سے دوست بیرونجات سے آئے ہوئے حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر تھے۔ اور منجملہ ان کے حضرت خلیفہ اولؓ اور مولوی عبدالکریم صاحبؓ اور مولوی محمد احسن صاحبؓ اور منشی ظفر احمدؓ صاحب اور محمدؐ خاں صاحب اور منشی محمدؐ اروڑہ صاحب اور مولوی عبدالقادر صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب۔ اور مولوی محمد علی صاحب اور شیخ غلام احمد صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ وغیرہم بھی تھے۔ مجلس میں اس بات کا سلسلہ شروع ہوا۔ کہ اولیا کو مکاشفات میں بہت کچھ حالات منکشف ہو جاتے ہیں۔ اس پر حضرت اقدس تقریر فرما رہے تھے۔ اور پھر فرمایا کہ آج ہمیں دکھایا گیا ہے۔ کہ ان حاضر الوقت لوگوں میں سے بعض ہم سے پیٹھ دیتے ہوئے بیٹھے ہیں اور ہم سے روگرداں ہیں یہ بات سن کر سب لوگ ڈر گئے اور استغفار کرنے لگ گئے اور جب حضرت صاحب اندر تشریف لے گئے تو سید فضل شاہ صاحب بہت گھبرائے ہوئے آئے۔ اور ان کا چہرہ فق تھا۔ اور انہوں نے جلدی سے آپؑ کے دروازہ کی زنجیر ہلائی۔ حضرت صاحب واپس تشریف لے آئے۔ اور دروازہ کھول کر مسکراتے ہوئے پوچھا۔ شاہ صاحب کیا بات ہے۔ شاہ صاحب نے عرض کیا۔ کہ میں حضور کو حلف تو نہیں دے سکتا۔ کہ ادب کی جگہ ہے۔ اور نہ میں اوروں کا حال دریافت کرتا ہوں صرف مجھے میرا حال بتا دیجئے۔ کہ میں تو روگرداں لوگوں میں سے نہیں ہوں۔ حضرت صاحب بہت ہنسے اور فرمایا۔ نہیں شاہ صاحب آپ ان میں سے نہیں ہیں۔ اور پھر ہنستے ہنستے دروازہ بند کر لیا۔ اور شاہ صاحب کی جان میں جان آئی۔"

اس کشف کو نقل کر کے نتیجہ یہ نکالا گیا ہے کہ چونکہ سید فضل شاہ صاحب جناب میاں صاحب کے مرید رہے ہیں۔ اس لئے وہ فریق حق پر ہے جس کے ساتھ سید فضل شاہ صاحب تھے۔ اور اس کے بالمقابل دوسرا فریق یعنی جماعت لاہور ہی وہ جماعت ہے جو کشف میں نعوذ باللہ حضرت اقدسؑ سے روگرداں دکھلائی گئی ہے اکر

کشف مذکور کے افترا ہونے پر اندرونی شہادت اس کشف کے راوی پیر سراج الحق صاحب ہیں۔ مجھے افسوس ہے۔ جبکہ ایک دفعہ میں واقعات کی رو سے یہ ثابت کر چکا ہوں۔ کہ پیر سراج الحق صاحب میاں صاحب اور ان کے بھائیوں کو خوش کرنے کی خاطر جس کی انہیں شدید ضرورت تھی۔ جیسا کہ حالات سے واقف لوگ جانتے ہیں۔ اپنی طرف سے جھوٹے کشف بنا کر حضرت اقدسؑ کی طرف منسوب کر دیا کرتے ہیں۔ تو پھر ایسے آدمی کی روایت پر کس طرح اعتماد کر لیا گیا۔ اور کیوں انکی روایت کو دونوں جماعتوں کے عقائد کے درمیان فیصلہ کن دلیل کے طور پر پیش کرنے کی جرأت کی گئی۔ اگر جلد بازی کی بجائے ادنےٰ سے غور و فکر کو بھی کام میں لایا جاتا۔ تو اس کشف کا افترا ہونا ہمارے ان جلد باز دوستوں پر واضح ہو جاتا۔ اس کشف کے وقت جن لوگوں کی موجودگی بتائی گئی ہے۔ ان میں سے مولوی محمد احسن صاحب منشی ظفر احمد صاحب محمد خاں صاحب منشی محمد اروڑہ صاحب شیخ غلام احمد صاحب اور سید فضل شاہ صاحب کے اسماء بھی درج ہیں۔ اور یہ تمام دوست وہ ہیں۔ جنہوں نے میاں صاحب کی بیعت ابتدا میں ہی کر لی تھی۔ گو ان میں سے مولوی سید محمد احسن صاحب رضہ بعد میں جناب میاں صاحب سے بیزار ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے خلافت سے ان کی معزولی کا اعلان بھی کر دیا تھا۔ لیکن ابتدا میں آپ ان کے ساتھ ہی تھے۔ اب کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ جناب میاں صاحب کے چھ مرید اس کشف کے وقت موجود ہوں۔ لیکن ان میں سے ایک بھی اس کشف کو بیان نہیں کرتا۔ حتیٰ کہ وہ شخص یعنی سید فضل شاہ صاحب بھی جن کو ذریعہ فرق و امتیاز ٹھہرایا گیا ہے اس کشف کے متعلق ایک لفظ نہیں بولتا۔ اور ساری عمر اس کے لئے پر بھی خاموشی کی مہر لگی رہتی ہے حالانکہ وہ اختلاف کے بعد لمبے عرصہ تک زندہ رہتا ہے۔ کیا یہ کشف ان سب حاضر الوقت دوستوں کو بھول گیا تھا اور ... پیر سراج الحق صاحب کو ہی یاد رہا اور پھر کیا یہ بھی تعجب کی بات نہیں کہ خود پیر سراج الحق صاحب کو بھی جو اس کشف کے واحد راوی ہیں۔ ان کی موت کے قریب جا کر یہ کشف یاد آیا ہے۔ کیونکہ تذکرۃ المہدی انھوں نے موت کے قریب ہی تصنیف کی ہے۔ اختلاف کے بعد وہ کافی عرصہ تک زندہ رہے۔ لیکن اس تمام عرصہ میں نہ انھوں نے اس کشف کو کبھی بیان کیا۔ اور نہ ہی ان حاضر الوقت لوگوں سے اس کشف کی تصدیق ہی کرائی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس کشف کا کوئی وجود ہوتا تو ضرور دوسرے حاضر الوقت لوگوں میں سے بھی کوئی اس کا ذکر کرتا۔ اور اگر بفرض محال مان بھی لیں کہ یہ لوگ اس کشف کو بھول چکے تھے۔ تب بھی اس پراپیگنڈا کے ذریعہ جو جناب میاں صاحب جماعت لاہور کے بزرگوں کے خلاف ساری عمر کرتے رہے ہیں۔ انہیں یہ کشف تو ضرور فوراً یاد آجاتا۔ کیا اس حقیقت کا انکار کیا جا سکتا ہے۔ کہ جناب میاں صاحب ہماری طرح تمام عمر جماعت کو یہ سبق نہ صرف پڑھاتے رہے بلکہ رٹواتے رہے ہیں۔ کہ جماعت لاہور کے بزرگ نعوذ باللہ حضرت اقدس سے روگرداں ہو گئے ہیں۔ اور انہوں نے نعوذ باللہ حضرت اقدس سے منہ پھیر لیا ہے۔ کیا یہ تمام اصحاب اس قدر کند ذہن تھے۔ کہ جناب میاں صاحب سے بار بار اور مسلسل یہ سننے کے کہ جماعت لاہور کے بزرگ حضرت اقدس سے نعوذ باللہ روگرداں ہو چکے ہیں۔ پھر بھی ان کو وہ کشف یاد نہ آیا۔ پس ایسا واقعہ جس کے گواہ بہت سے لوگ ہوں۔ اس کی صحت کا مدار کبھی بھی محض ایک راوی کی روایت پر نہیں رکھا جا سکتا۔ یہ وہ اصل ہے جو روایات کی صحت کو پرکھنے کے لئے تمام محقق علماء کے نزدیک مسلمہ ہے۔ چنانچہ میاں بشیر احمد صاحب نے اپنی کتاب سیرت خاتم النبیین صلعم کے حصہ اول کے صفحہ ۱۲، ۱۳ پر روایات و حدایات کے متعلق جو علماء السلام کے نزدیک مسلم اصول بیان کئے ہیں۔ اور جن کی نہ صرف صحت کو تسلیم کیا ہے۔ بلکہ تمام مذاہب کے مقابل ان کا اعلےٰ ہونا مانا ہے۔ ان میں درایت کے متعلق چوتھا اصول وہ بدیں الفاظ بیان کرتے ہیں۔ "(روایت) کسی ایسے واقعہ کے متعلق نہ ہو۔ کہ اگر وہ صحیح ہے۔ تو اس کے دیکھنے یا سننے والوں کی تعداد یقیناً زیادہ ہونی چاہیئے۔ لیکن پھر بھی اس کا راوی ایک ہو۔"

اب کیا پیر صاحب کی روایت ایسے کشف کے متعلق نہیں۔ کہ جس کے سننے والے نہ صرف زیادہ تعداد میں ہونے چاہیئں بلکہ فی الحقیقت وہ تعداد میں زیادہ ہیں بھی اب ہمارے جلد باز دوست خود ہی فیصلہ کریں کہ اس مسلمہ اصول کی روشنی میں اس روایت کی کیا وقعت باقی رہ جاتی ہے پھر میاں بشیر احمد صاحب کے بیان کردہ اصول میں سے تین اور اصول بھی اس روایت کو پایہ اعتبار سے گرا رہے ہیں۔ میاں صاحب صفحہ ۱۲ پر لکھتے ہیں (۱) "راوی صادق القول اور دیانتدار ہو۔"

(۲) "راوی کو تصرف کرنے کی عادت نہ ہو"

(۳) "روایت بیان کردہ میں راوی کا کوئی اپنا ذاتی تعلق نہ ہو۔ جس کی وجہ سے یہ خیال کیا جا سکے کہ اس کی روایت متاثر ہو سکتی ہے۔"

راوی کا صادق القول نہ ہونا اور اس کی عادت تصرف دونوں اوپر ثابت کی جا چکی ہیں باقی رہا اس کا ذاتی تعلق سے متاثر ہونا سو حالات سے واقف لوگوں میں سے کوئی بھی اس حقیقت کا انکار نہیں کر سکتا کہ راوی مذکور کو جناب میاں صاحب کی خوشنودی خاص طور پر مطلوب تھی۔ تفصیل کی حاجت نہیں۔ یہ تو اس کشف کے افترا ہونے پر اندرونی شہادت ہے اب میں بیرونی شہادت سے بھی اس کا افترا ہونا ثابت کرتا ہوں۔

کشف مذکور کے افتراء ہونے پر بیرونی شہادت پھر اس کشف کے افترا ہونے پر ایک اور ... قرینہ ہے۔ سلسلہ کا سب سے پہلا اخبار یعنی الحکم ۱۸۹۷ء میں جاری ہوا ہے۔ کشف مذکور یا تو الحکم کے جاری ہونے سے قبل دیکھا گیا یا بعد میں۔ اگر قبل دیکھا گیا ہے تو یہ ناممکن ہے۔ کہ حضور اس کشف کے ... مولوی محمد علی صاحب کو جو ۱۹۰۲ء میں ایڈیٹر ریویو بنائے ... اور اگر بعد میں دیکھا گیا ہے تو الحکم میں اس کا ذکر ہونا چاہیئے تھا۔ دونوں صورتوں میں سے کوئی بھی صورت اختیار کر لو۔ کشف کا افترا ہونا ثابت ہے۔ اور اگر یہ فرض کیا جائے کہ ۱۹۰۲ء کے بعد دیکھا گیا تو اول تو اس کشف کا ذکر الحکم کے علاوہ البدر اور ریویو وغیرہ میں آنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ یہ دونوں ۱۹۰۲ء میں جاری ہو چکے تھے۔ لیکن اس کے علاوہ دوسری بات قابل غور یہ ہے۔ کہ کشف کے وقت حاضرین میں مولوی عبدالکریم صاحب کا نام بھی درج ہے۔ جس سے پتہ چلا کہ کشف مولوی صاحب مرحوم کی زندگی میں دیکھا گیا ہے۔ مولوی صاحب موصوف اگست ۱۹۰۵ء میں بیمار ہوئے۔ اور ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو فوت ہوئے۔ اس صورت میں کشف مذکور ۱۹۰۲ء اور اگست ۱۹۰۵ء کے درمیان ہی دیکھا جا سکتا ہے۔ کیونکہ ایام بیماری میں تو مولوی صاحب مرحوم مجلس میں آکر بیٹھنے کے قابل نہ تھے۔ اگر کشف مذکور کا زمانہ ۱۹۰۲ء سے اگست ۱۹۰۵ء کے درمیان کا تسلیم کیا جائے تو اس پر پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔

واقعات کی پہلی شہادت کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی وفات کے بعد حضرت اقدسؑ ۲۰ دسمبر ۱۹۰۵ء کو رسالہ الوصیت شائع کرتے ہیں اور ایک انجمن کی بنیاد ڈالتے ہیں۔ اس انجمن کے ممبر خود منتخب فرماتے ہیں۔ اور انہیں لائف ممبر مقرر کرتے ہیں۔ اور اس انجمن کو خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین کا لقب عطا کرتے ہیں۔ سلسلہ کے تمام کاروبار اس کے سپرد کرتے ہیں۔ ان کے فیصلوں کو قطعی اور جماعت پر ان کی اطاعت واجب قرار دیتے ہیں۔ اس شان اور عظمت والی انجمن کے لئے حضور کس طرح کشف کی موجودگی میں مولانا محمد علی صاحب و خواجہ کمال الدین صاحب و ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو بطور ممبر چن سکتے ... "فرقان" میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی

ہے۔ کہ وہ حضور کو کشف میں روگرداں دکھلائے گئے تھے۔ کیا کوئی عقلمند اس بات کو تسلیم کر سکتا ہے۔ کہ خدا کی طرف سے بقول "فرقان" حضورؑ کو ان بزرگوں کے متعلق علم دیا جائے۔ کہ یہ نعوذ باللہ حضرت اقدس سے روگرداں ہیں اور حضورؑ یہ علم رکھتے ہوئے انہیں اپنا نائب بنا کر انجمن کا لائف ممبر بنائیں۔ اور جو کام اللہ تعالےٰ نے حضورؑ کے سپرد کیا تھا اس کی ذمہ داری ہمیشہ کے لئے روگرداں لوگوں کے کندھوں پر ڈال دیں تا یہ خود بھی نعوذ باللہ گمراہ ہوں۔ اور جماعت کو بھی گمراہی میں ڈالیں۔ کیا کوئی خشیۃ اللہ رکھنے والا دل ہے۔ جو اس بات پر غور کرے اور "فرقان" کے اس مضمون سے بیزاری کا اعلان کرے۔ کشف کا یہ وقت صحیح تسلیم کرنے پر دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔

واقعات کی دوسری شہادت

کہ حضرت اقدسؑ نے رسالہ ریویو آف ریلیجنز اس لئے جاری کیا تھا۔ کہ اسلام کا روشن چہرہ ان علوم کے ذریعہ دنیا کو دکھلایا جائے۔ جو حضرت اقدسؑ پر خدا تعالےٰ کی طرف سے کھولے گئے تھے اگر اس رسالہ کی ایڈیٹری کا کام حضورؑ نے کشف دیکھنے سے قبل حضرت مولانا محمد علی صاحب کے سپرد کیا ہوا تھا تو کیا حضرت اقدس کے متعلق یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بات کا علم دئے جانے کے بعد کہ نعوذ باللہ مولوی صاحب موصوف حضرت اقدس سے روگرداں ہیں۔ حضورؑ مولوی صاحب کو اپنے رسالہ کا ایڈیٹر ہونے دیتے۔ کیا حضرت اقدس نعوذ باللہ اتنا بھی نہ سمجھ سکتے تھے۔ کہ روگرداں شخص لوگوں کو بھی روگرداں ہی کریگا۔

اللہ تعالیٰ کی شہادت اس کشف کے خلاف

تیسرا سوال کشف کا یہ وقت صحیح تسلیم کرنے پر یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ کشف تو بقول "فرقان" اگست سنہ ۱۹۰۵ء سے قبل کا ہے۔ لیکن ۱۰ نومبر سنہ ۱۹۰۶ء کو حضورؑ کو حضرت مولوی محمد علی صاحب کے متعلق ایک رؤیا دکھلائی جاتی ہے۔ اس رؤیا میں حضرت مولوی صاحب موصوف کے لئے ذوالعرش کی طرف سے ایک قلم کا بطور تحفہ بھیجا جانا دکھلایا گیا ہے۔ اس رؤیا کی تعبیر یہ ہے کہ حضرت مولوی صاحب ایک ایسی جماعت کے امیر بنیں گے جو خدام دین ہوگی۔ آپ کی قلم سے اسلام کی تائید میں ایسے اعلیٰ اور مدلل مضامین نکلیں گے جو مخالفین اسلام کی کمروں کو توڑ ڈالیں گے۔ اور مسلمانوں کے لئے تقویت کا [illegible] ہوں گے۔ واقعات نے اس رؤیا کا سچا ہونا ثابت کر دیا ہے۔ اگر اس کشف مذکور کو صحیح تسلیم کیا جائے۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ حضرت اقدسؑ سے روگرداں ہو کر بھی انسان اسلام کی ایسی خدمت بجا لا سکتا ہے۔ جن میں اس کے ساتھ تائید الٰہی شامل ہو۔ اور اللہ تعالےٰ کے ہاں وہ خدمات مقبول بھی ہوں۔ اگر کوئی اور دلیل نہ بھی ہوتی تو یہ رؤیا ہی کشف مذکور کے افترا ہونے پر کافی اور زبردست دلیل ہے۔ واقعات کی شہادتیں تو اور بھی ہیں۔ لیکن خوف طوالت کی وجہ سے سردست انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے اس جگہ روایت اور درایت کے متعلق میاں بشیر احمد صاحب کی کتاب میں سے تین اور مسلمہ اصول کا نقل کر دینا بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا جو حسب ذیل ہیں۔

(۱) روایت کسی مسلمہ اور ثابت شدہ حقیقت کے خلاف نہ ہو۔

(۲) کسی دوسری مضبوط تر روایت کے خلاف نہ ہو۔

(۳) روایت میں کوئی اور ایسی بات نہ ہو جو اسے عقلاً یقینی طور پر غلط یا مشتبہ قرار دیتی ہو۔

ان تینوں اصولوں کو سامنے رکھ کر ہمارے جلد باز دوست خود ہی سوچ لیں کہ کیا پیر صاحب کی روایت اس سلوک کے بالمقابل جو حضرت مولوی صاحب و دیگر بزرگوں کے ساتھ حضورؑ کا رہا ہے کسی قسم کی وقعت حاصل کرنے کی مستحق ہے۔ کیا حضورؑ کا ۱۹۰۶ء کا رؤیا اسے قطعی طور پر افترا ثابت نہیں کر رہا۔ کیونکہ خدا کی روایت سے بڑھکر اور کونسی روایت مضبوط ہو سکتی ہے۔

واقعات کی چوتھی شہادت

پھر ہمارے ان جلد باز دوستوں کو مضمون حوالہ قلم کرنے سے قبل اس بات پر بھی غور کر لینا چاہئے تھا کہ جن بزرگوں کی طرف وہ روگردانی منسوب کر رہے ہیں۔ ان کی طرف سے کونسی روگردانی وقوع میں آئی ہے کیا انہوں نے حضرت اقدسؑ کو امام الزمان ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ کیا ان میں سے کوئی بزرگ حضورؑ کے پہلو سے مجددیت و مسیحیت سے منکر ہو گیا ہے بجز اس کے آپ کچھ نہیں کہہ سکتے کہ ان بزرگوں نے جناب میاں صاحب کی بیعت نہیں کی۔ لیکن کیا آپ میں سے کوئی اصول شرعیہ کو مد نظر رکھتے ہوئے اس بات کو منہ پر لانے کی جرأت کر سکتا ہے۔ کہ میاں صاحب کی بیعت نہ کرنا حضرت مسیح موعودؑ سے روگردانی ہونا کہلا سکتا ہے۔ جناب میاں صاحب کو بے شک تعلیوں کی عادت ہے لیکن اس حد تک تو ان کی تعلی بھی نہیں پہنچی۔ کہ وہ اپنی خلافت کے منکر کو حضرت مسیح موعودؑ کا منکر قرار دیں۔ پس جبکہ روگردانی ہی ثابت نہیں تو کشف کے وجود کی صحت کس طرح ثابت ہو سکتی ہے۔ اگر کہو کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں کے جو معنی ہم کرتے ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب انہیں تسلیم نہیں کرتے۔ تو پھر اول تو ہر دو فریق ایک دوسرے کے نزدیک روگرداں کہلانے کے مستحق ہیں۔ دوسرے نبی کریم صلعم تو مجتہد کو خواہ وہ مخطی ہو یا مصیب ثواب کا مستحق قرار دیتے ہیں۔ لیکن آپ مجتہد کو حق سے روگرداں قرار دیتے ہیں۔ ان دونوں قولوں میں جو فرق عظیم ہے۔ اس پر غور کرنا میں آپ پر ہی چھوڑتا ہوں۔

مضمون ختم کرنے سے قبل میں جناب میاں بشیر احمد صاحب جیسے محقق انسان کے متعلق بھی افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جبکہ وہ خود روایت و درایت کے متعلق مندرجہ بالا اصول بیان فرما چکے ہیں۔ تو کس طرح ان اصول کی موجودگی میں انہوں نے بغیر تحقیق کئے پیر سراج الحق صاحب کی اس روایت کو اپنی کتاب سیرۃ المہدی میں درج کرنے کی جرأت کی۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو تقوے کی راہ پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور خود غرضیوں سے ہمارے دل کو پاک کر کے صداقت اور محض صداقت کا حامی و ناصر بنائے۔ آمین۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

متفرقات

رسوائے عالم کتاب "سینڈ گارڈن" ضبط کر لی گئی

کلکتہ ۸ [illegible] جون۔ حکومت بنگال نے غیر معمولی گزٹ کے ذریعہ برنارڈ مسٹرین کی رسوائے عالم کتاب سینڈ گارڈن (ریتلا باغ) کو ضبط قرار دیا ہے۔ اس گندی تصنیف میں مصنف مذکور نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ارفع میں گستاخانہ اظہار خیال کیا تھا۔ نیز بعض بے سروپا اور لغو تصویریں بھی دی تھیں اور اس گندی کتاب کے خلاف مسلمانان ہند میں جذبۂ نفرت و غیظ و غضب پیدا ہو گیا تھا اور انہوں نے اسی جذبہ کے ماتحت طول و عرض ہندوستان میں مذکورہ بالا رسوائے عالم تصنیف کے خلاف ایجی ٹیشن کیا تھا۔ اس ایجی ٹیشن سے متاثر ہو کر حکومت بنگال نے اس کی ضبطی کا حکم دیا ہے۔

چین کے پانچ کروڑ مسلمان

جاپان کے خلاف جنگ میں چین کے پانچ کروڑ مسلمانوں نے حب وطن اور جذبہ آزادی اور روح ایثار کا جو ثبوت دیا ہے۔ اس پر سارا چین عش عش کر رہا ہے۔ چینی مسلمانوں کے لیڈروں میں ممتاز ترین جنرل پائی پونگ سی ہیں جو مارشل چیانگ کائی شیک کے دست راست اور چینی فوج کے چیف آف سٹاف ہیں۔ اور آج کل چین کے اہم ترین محاذ یعنی صوبہ یونن کی جنگ کے انچارج ہیں آپ کی عمر ۲۵ سال ہے اور آپ چین کی فوج میں بہت مشہور لیفٹیننٹ جنرل ہیں۔ آپ کے دس بچے ہیں۔ بڑا لڑکا چین کی ہوائی فوج میں خدمات انجام دے رہا ہے سنہ ۱۹۳۹ء میں ہنکاؤ کے مقام پر "وفاق نجات ملی" کے نام سے مسلمانان چین کی ایک تنظیم قائم ہوئی تھی جس کے صدر جنرل پائی قرار پائے اور وہی اب تک صدر ہیں اور اس تنظیم کا صدر مقام چونگ کینگ ہے۔

شمال مغربی سرحد پر پندرھویں چینی فوج کے سپہ سالار جنرل ماہونگوی بھی مسلمان ہیں۔ ما خاندان کے ایک اور جنرل ماہونگ پین اکیانویں فوج کے کمانڈر ہیں۔ اور جنرل مایو نانگ دوسری فوج کے سپہ سالار ہیں ان تینوں ما جرنیلوں نے شمال مغرب میں ہمیشہ جاپانیوں کی ان کوششوں کو تہس نہس کر دیا ہے جو وہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے کرتے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی مسلمان جرنیلوں کی کافی تعداد فوج میں موجود ہے۔ مثلاً جنرل پوچنگ۔ جنرل یانگ تیہ لیانگ۔ جنرل یول باس۔ میجر جنرل مایوچی۔ جنرل مانسونگ (صدر انجمن ترقی مسلمانان چین) مختلف علاقوں میں فوج کی کمان کر رہے ہیں۔

چین کے مسلمان علما اور ماہرین تعلیم میں شیخ تاپوچم شیانگ (رئیس مدرسہ معلمین اسلامی) شیخ ماسونگ تینگ (نائب الرئیس مدرسہ معلمین چینگ تا) مسٹر شاہ کو چین (ناظم وفد طلبہ چین در جامعۂ ازہر) شیخ وانگ وینگ چینگ (مترجم قرآن مجید) شیخ ماتیہ چینگ (صدر مجلس ثقافتی مسلمانان چین) بہت مشہور ہیں۔ اور نامور مصنفین میں دو نہایت ممتاز اور سربرآوردہ شیخ ہا چینگ نا چونگ اور ہائی ویلیانگ ہیں۔ جو آیندہ چین میں اسلامک کلچر کے بہترین رہنما تسلیم کئے جائیں گے۔

ان حقائق سے ظاہر ہے کہ ہمارے چینی بھائی سیف و قلم دونوں کے دھنی ہیں اور پینتالیس کروڑ آبادی کے ملک میں اپنی علیحدہ اور ممتاز شان اور اہمیت کے حامل ہیں۔ (انقلاب)

احمدی طلبا کی کامیابی

گذشتہ پرچہ میں ان احمدی طلبا کے نام شائع ہو چکے ہیں جو یونیورسٹی کے مختلف امتحانوں میں کامیاب ہوئے ذیل میں ان طلباء کے نام درج ہیں جو بی۔ اے کے امتحان میں کامیاب ہوئے یا جن کے نام گذشتہ پرچہ میں شائع ہونے سے رہ گئے اگر ان کے علاوہ بھی بعض ایسے طلباء ہوں جن کے نام دفتر اخبار پیغام صلح میں نہ پہنچے ہوں تو احباب سلسلہ ان کے نام بھجوا دیں تا کہ اخبار میں شائع کر دیئے جائیں۔

(الف) بی۔ اے۔

(۱) برادر عزیز شیخ منیر احمد صاحب برادر خلف محترم جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری۔

(۲) جناب محمد اقبال صاحب شاکر گجرات

(ب) ایف۔ اے۔

(۱) اختر النساء بیگم صاحبہ بنت محترم جناب مولانا [illegible] صاحب ودیارتھی۔

(۲) جمال آرا بیگم صاحبہ بنت ملک الٰہی بخش صاحب انسپکٹر زراعت ملتان

(ج) میٹرک۔

(۱) محمد سعید صاحب ہمشیر زادہ جناب خواجہ ماسٹر محمد عبداللہ صاحب راولپنڈی۔

سابقون

رفتار وصولی بہ سلسلہ تحریک وصایا

از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

وصایا کی تحریک ہماری جماعت میں ایک عرصہ سے چل رہی ہے اور اس کی بنیاد حضرت مسیح موعود کی اپنی وصیت ہے جس کی رو سے جماعت کو تحریک کی گئی کہ وہ تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کی غرض سے اپنے مالوں میں سے ایک حصہ کی وصیت کریں جو ایک تہائی سے زیادہ نہ ہو اور دسویں حصہ سے کم نہ ہو اس سلسلہ میں کئی احباب وصایا کر چکے ہیں جن میں سے بعض فوت بھی ہو چکے ہیں اور ان کی وصایا کی رقوم وصول بھی ہو چکی ہیں بعض ایسی ہیں کہ ان کا ایک حصہ وصول ہوا ہے ایک نہیں ہوا۔ اور بعض بڑی قیمتی وصایا ایسی ہیں کہ ان کا کوئی حصہ بھی ورثاء کے غلط طریق عمل کی وجہ سے وصول نہیں ہو سکا بعض احباب نے اپنی زندگی میں اپنی وصایا کی رقوم ادا کر دی ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ آخری گروہ اس عمل میں سبقت لے گیا ہے کیونکہ ایک تو ان کا مال ایسی ضرورت دینی کے وقت کام آگیا جس سے بڑھکر کوئی دوسری ضرورت نہیں اور دوسرے انھوں نے اپنا حق ادا کر کے اپنے ورثاء کی مشکلات کو کم کر دیا اور ان کے تعلقات قومی کو زیادہ مضبوط کر دیا اس میں کوئی شک نہیں کہ وصیت کا مال ادا کرتے وقت ورثاء کو ایک تکلیف سی محسوس ہوتی ہے اور مال دنیا کی محبت دلوں پر غالب ہو جاتی ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارا مال ہے جو دوسری جگہ جا رہا ہے حالانکہ چھوڑنے والے نے اسے ان کے لئے نہ چھوڑا تھا اور وہ اپنے محسن کے ساتھ بھی ظلم کرتے ہیں اور خدا کے حق کو بھی مارتے ہیں یہی ورثاء کی محبت دنیا بعض وصایا کی ادائیگی میں روک ہو گئی ہے اس لئے جو شخص اپنی وصیت کا مال اپنی زندگی میں ادا کر دیتا ہے وہ اپنے ورثاء پر ایک احسان بھی کرتا ہے کہ ان کو حق تلفی سے بچاتا ہے اور اسی لئے میں اس بات پر اب خصوصیت سے زور دے رہا ہوں کہ جو احباب دل سے یہ چاہتے ہیں کہ ان کا مال حذا کے رستے میں خرچ ہو وہ وصیت کی رقم کو اپنی زندگی میں ہی ادا کرنے کی کوشش کریں اور اپنے ورثاء کو ابتلاء سے بچائیں۔

گذشتہ سالانہ جلسے کے موقعہ پر میں نے وصایا کے متعلق خاص تحریک کی تھی وہ اپیل دس مشنوں کے قائم کرنے کے سلسلہ میں تھی جن کے پانچ سال کے اخراجات کے لئے دس لاکھ روپیہ جمع کرنے کی تجویز کی گئی تھی اس وقت کوئی ساٹھ کے قریب احباب نے وصیت کے وعدے کئے تھے۔ جن میں سے بعض وصایا مکمل ہو کر دفتر میں آگئی ہیں مگر بہت سی ابھی باقی ہیں۔ اسی اثنا میں ایک خاص ضرورت کے سلسلہ میں اپریل کے آخر میں ایک خاص تحریک کی ضرورت محسوس ہوئی گو وہ ضرورت تو معرض التوا میں پڑ گئی شاید اس کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی اور بہتر صورت اس کے لئے پیدا کر دے لیکن اس سے جماعت میں ایک خاص حرکت پیدا ہو گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ڈیڑھ ماہ کے عرصہ میں اٹھاسی ہزار روپیہ سے اوپر نقد برنگ وصایا یا عطیہ جات یا وعدوں کی صورت میں آگیا اور اس میں حصہ لینے والے احباب کی تعداد بھی قریب قریب اسی قدر ہے ان میں سے بعض احباب ایسے بھی ہیں جنہوں نے قرضہ لیکر اپنے حصہ کی رقم کو ادا کیا۔ اور بعض نے وہ روپیہ جو انھوں نے کسی اہم دنیوی غرض کے لئے جمع کیا تھا اس دینی تحریک میں دیدیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ میں ان کے اسمائے گرامی دو غرضوں کے لئے شائع کرتا ہوں ایک یہ کہ تمام دوستوں کو اللہ تعالیٰ رات کے اوقات میں اٹھنے کی توفیق دے وہ ان سب احباب کے لئے درد دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس قربانی کو قبول فرمائے اور ان پر اپنی بڑی بڑی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔ اور جس طرح یہ لوگ دین کی ضرورت کے وقت کام آئے ہیں اللہ تعالیٰ انکی ضرورتوں اور تکلیفوں میں ان کے کام آئے۔

میری دوسری غرض اس فہرست کے شائع کرنے سے یہ ہے کہ باقی احباب بھی اس طرف توجہ کریں تو دس لاکھ روپیہ دس سال کی بجائے ایک سال میں بھی جمع ہو سکتا ہے اگر اسی پچاسی احباب کی توجہ سے ایک ڈیڑھ ماہ کے اندر اٹھاسی ہزار روپیہ جمع ہو سکتا ہے تو اگر ایک ہزار آدمی اس طرف توجہ کرے تو تین یا چھ ماہ کے عرصہ میں یا زیادہ سے زیادہ ایک سال کے عرصہ میں دس لاکھ روپیہ جمع ہونا کوئی مشکل امر نہیں بہت سے احباب ایسے ہیں جو بعض مشکلات حساب کی وجہ سے یا جائیداد کے غیر تقسیم شدہ ہونے کی وجہ سے وصیت کرنے سے رکے ہوئے ہیں میں ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ امور اس نیک کام میں روک نہ ہونے چاہئیں موت کا کوئی وقت مقرر نہیں وہ اندازہ کر کے ہی اپنی وصیت لکھ کر بھیجدیں اور پھر سب روکوں کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ اور پھر دوسری یہ کوشش کریں کہ ان کی وصیت کی رقم ان کی زندگی میں ادا ہو جائے

میں اس فہرست کو تین حصوں میں تقسیم کرتا ہوں وہ احباب جنہوں نے نقد روپیہ ادا کر دیا ہے وہ احباب جنہوں نے نقد ادائیگی کے وعدے کئے ہیں۔ وہ احباب جنہوں نے تمسکات وغیرہ انجمن کے حوالہ کئے ہیں۔ ان میں سے ان احباب کے نام کے سامنے جن کی رقم یا وعدہ یا تمسک پانچسو یا پانچ سو سے اوپر ہے اصل رقم بھی درج کر دی گئی ہے اور جو رقوم پانچ سو سے کم ہیں ان کے صرف نام دیئے گئے ہیں۔ یہ صرف موجودہ اخبار کے صفحات میں جگہ کی قلت کی وجہ سے ہے اللہ تعالیٰ دلوں کی حالت کو دیکھتا ہے ممکن ہے ایک شخص نے رقم تھوڑی دی ہے مگر اس کی حیثیت کے لحاظ سے وہ زیادہ ہے تو وہ زیادہ اجر کا مستحق ہے ممکن ہے ایک شخص کی رقم زیادہ نظر آتی ہے مگر اس کی حیثیت کے لحاظ سے وہ کم ہے ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے وہ خود دوبارہ غور کریں۔ ابتدائی کام ہونے کی وجہ سے ممکن ہے کچھ دفتری غلطیاں بھی ہو گئی ہوں جو احباب کسی قسم کی غلطی محسوس کریں وہ اطلاع دے دیں تاکہ ان کی صحت کر دی جائے۔

اس کے علاوہ میں یہ خوشخبری بھی احباب کو پہنچانا چاہتا ہوں کہ خالص چندوں کی تحریک میں جو دس لاکھ روپے کے لئے جاری ہے پچاس ہزار روپے کے قریب گذشتہ تین چار ماہ میں جمع ہو چکا ہے اور اس میں پچاس ہزار روپے انجمن نے اراضی اکاڑہ کی آمد کے ڈالے ہیں اور اس طرح اس مد میں ایک لاکھ روپیہ جمع ہو چکا ہے اس کے علاوہ یہ اٹھاسی ہزار روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ ماہوار وعدے ہیں جن میں سے دو ایک ایک سو روپے ماہوار کے ہیں اور ایک پچاس روپے ماہوار گویا یہ بھی ایک لاکھ تک پہنچ چکا ہے۔

خاکسار
محمد علی
۳۰ جون ۱۹۴۵ء

(۱) نقد ادا کرنیوالوں کی فہرست

(الف) فہرست ان احباب کی جنہوں نے پانچسو روپیہ سے اوپر رقم ادا کی ہے

نمبر	نام	رقم	کیفیت
(۱)	میاں نصیر احمد صاحب فاروقی بمبئی	۳۶۵۰	کل رقم وصیت
(۲)	بیگم صاحبہ میاں نصیر احمد صاحب فاروقی	۲۶۶۶	"
(۳)	بیگم صفدر صاحبہ معرفت میاں نصیر احمد صاحب فاروقی	۹۰۰	"
(۴)	محمد علی - لاہور (حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ (مدیر))	۱۲۰۰	بقایا رقم وصیت
(۵)	بیگم محمد علی - لاہور (بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ (مدیر))	۶۰۰	پانچواں حصہ وصیت

مالک انکمک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

(۶) ڈاکٹر غلام محمد صاحب۔ لاہور	۴۰۰	بقایا رقم وصیت
(۷) صالحہ بیگم صاحبہ۔ بیگم چوہدری ظہور احمد صاحب۔ لاہور	۱۰۰۰	کل رقم وصیت
(۸) ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب لاہور	۱۰۰۰	نصف رقم وصیت
(۹) جمعدار آزاد خاں صاحب۔ میر علی۔ وزیرستان	۱۰۰۰	کل رقم وصیت
(۱۰) شیخ نظام جان صاحب۔ پشاور	۱۰۰۰	کل رقم وصیت
(۱۱) شیخ نذیر احمد صاحب۔ ملتان	۲۸۰۰	کل رقم وصیت
(۱۲) خادم رحمان صاحب۔ شیلانگ	۲۰۰۰	کل رقم وصیت
(۱۳) شیخ محمد حیات صاحب۔ ماڈل ٹاؤن لاہور	۵۰۰	حصہ وصیت
(۱۴) جماعت بغداد	۱۶۰۰	عطیہ جات
(۱۵) ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب	۵۰۰	حصہ وصیت
مجموعی میزان رقوم جو پانچ سو سے کم ہیں	۵۸۰۰	

کل میزان وصول شدہ رقم ۳۰۲۰۶ روپے

(ب) فہرست اُن احباب کی جن کی طرف سے پانچ سو سے کم وصول ہوا ہے

(۱) ڈاکٹر الہ بخش صاحب لاہور (۲) چوہدری فضل حق صاحب لاہور (۳) بیگم صاحبہ ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب لاہور (۴) سید بیگم صاحبہ لاہور (۵) کرنل خاں صاحب سفید ڈھیری (۶) محمد حسن خاں صاحب ولد ڈاکٹر حسن علی صاحب (۷) مولوی آفتاب الدین احمد صاحب لاہور (۸) مولوی عبدالرحمن صاحب جالندھری۔ دہلی (۹) چوہدری غضنفر علی صاحب بدوملہی (۱۰) خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب ڈاڈر (۱۱) محمد زبیر صاحب کورم ایجنسی (۱۲) شیخ حفیظ اللہ صاحب۔ وزیرآباد (۱۳) ماسٹر محمد اسحاق صاحب مرغز (۱۴) چوہدری فتح خاں صاحب۔ چکوال (۱۵) مولوی محمد رمضان صاحب۔ منڈی بہاؤالدین (۱۶) مولوی عمرالدین صاحب۔ بمبئی (۱۷) چوہدری موج الدین صاحب علی چیپر (۱۸) عمر بی بی صاحبہ معرفت مرزا جمال الدین صاحب سانده (۱۹) سیف الرحیم صاحب المعروف شال خاں صاحب پشاور (۲۰) سید الف شاہ صاحب گورالی (۲۱) مسز ایزد بخش صاحب پشاور (۲۲) بیگم صاحبہ مولینا عزیز بخش صاحب (۲۳) مولینا عبدالہادی خاں صاحب۔ عظیم کلہ (۲۴) چوہدری فیض احمد صاحب چک ۸۱ جنوبی (۲۵) شیخ نثار احمد صاحب۔ وزیرآباد (۲۶) مرزا حمید الرحمٰن صاحب لاہور (۲۷) عنایت علی صاحب پٹیالہ (۲۸) چوہدری امیرالدین صاحب مرحوم۔ مرار (۲۹) ڈاکٹر عبدالمجید صاحب پشاور (۳۰) بیگم صاحبہ ڈاکٹر عبدالمجید صاحب۔ پشاور (۳۱) مرزا خلیل الرحمان صاحب۔ لاہور (۳۲) شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری لاہور (۳۳) ڈاکٹر محمد امین صاحب لاہور چھاؤنی (۳۴) شیخ محمد بخش صاحب۔ نئی دہلی (۳۵) میاں لال دین صاحب۔ ملتان چھاؤنی (۳۶) بیگم صاحبہ محمد ریاض الدین صاحب۔ فاضلکا (۳۷) چوہدری محمد اکبر صاحب۔ لاہور (۳۸) ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب۔ پشاور (۳۹) بیگم صاحبہ چوہدری غلام باری صاحب۔ لائل پور (۴۰) خواجہ عبدالکبیر صاحب۔ بھدرواہ (۴۱) مسٹر آفتاب عالم صاحب۔ کوئٹہ (۴۲) شیخ فضل حق صاحب۔ لائلپور (۴۳) پروفیسر محمد فاضل صاحب۔ پشاور (۴۴) چوہدری محمد اسلم صاحب دہلی (۴۵) جماعت سری نگر (۴۶) خالد ایم شیخ معرفت S.E.A.C (۴۷) جماعت لاہور چھاؤنی

(۲) فہرست وعدہ جات

(ا) پانچ سو روپے سے اوپر کے وعدے

	روپیے	آنے	پائی
(۱) ڈاکٹر الہ بخش صاحب۔ لاہور	۷۲۰		
(۲) بیگم محمد علی (بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ امیر)	۲۴۰۰		
(۳) ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب۔ لاہور	۱۰۰۰		
(۴) مولوی عبدالرحمٰن صاحب۔ جالندھری	۵۵۰		
(۵) خاں بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب۔ ڈاڈر	۹۰۰		
(۶) شیخ مولا بخش صاحب۔ کارخانہ مولا بخش محمد محسن۔ لائلپور	۱۵۰۰		
(۷) ڈاکٹر حسن علی صاحب۔ گوجرانوالہ	۱۰۰۰		
(۸) میاں ممتاز احمد صاحب۔ لاہور	۲۵۰۰		
(۹) مولوی حبیب الرحمٰن صاحب۔ بمبئی	۵۳۰		
(۱۰) مولوی عبدالرزاق صاحب۔ حیدرآباد	۱۰۰۰		
(۱۱) جماعت بغداد	۸۴۰		
(۱۲) لفٹننٹ این۔ اے۔ خاں صاحب۔ برما	۴۰۰		
(۱۳) قاضی سمیع اللہ صاحب۔ ملتان	۲۰۰۰		
(۱۴) ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب بقیہ	۳۶۶۷		
(۱۵) سید اللہ دتہ شاہ صاحب چترال	۵۰۰		
مجموعی میزان رقوم وعدہ جات جو پانچسو کم ہیں	۱۸۶۹		
کل میزان	۵۰۵۴۶		

(ب) فہرست اُن احباب کی جنہوں نے پانچ سو روپیہ سے کم کے وعدے کئے ہیں

(۱) محمد حسن خاں صاحب۔ گوجرانوالہ (۲) مولوی آفتاب الدین احمد صاحب۔ لاہور (۳) محمد زبیر صاحب صدہ۔ کورم ایجنسی (۴) سید الف شاہ صاحب۔ گورالی (۵) چوہدری فیض احمد صاحب۔ چک ۸۱ جنوبی (۶) بابو چراغ الدین صاحب۔ تمرں (۷) بابو محمد رمضان صاحب۔ گوجرانوالہ (۸) جمعدار عبدالجلیل صاحب (۹) مسز ڈاکٹر عبدالمجید صاحب۔

(۳) تمسکات یا پرامیسری نوٹ

ا۔ فہرست ان احباب کی جن کی تمسکات یا پرامیسری نوٹ پانچ سو سے اوپر کے ہیں

(۱) خاں صاحب قاضی سمیع اللہ صاحب۔ ملتان	۱۰۰۰ روپے
(۲) خان بہادر میاں غلام رسول صاحب۔ جھنگ	۴۰۰۰ روپے
(۳) چوہدری نظام الدین صاحب	۱۰۰۰ "
(۴) مجموعی میزان تمسکات جو پانچ سو سے کم ہیں	۲۸۲
کل میزان	۶۲۸۲

(ب) فہرست ان احباب کی جن کی پانچ سو سے کم کی تمسکات ہیں

(۱) چوہدری سید احمد صاحب۔ بدوملہی (۲) محمد علی لاہور (حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف) (۳) عبدالباقی صاحب لاچی (۴) حافظ محمد بخش صاحب۔ اکاڑہ (۵) چوہدری فیض احمد صاحب۔ چک ۸۱ جنوبی۔ (۶) ماسٹر محمد اسحاق صاحب۔ مرغز۔

(۱) کل وصول شدہ رقوم	۳۰۲۰۶ روپے
(۲) " وعدہ جات	۵۰۵۴۶ "
(۳) تمسکات	۶۲۸۲ "
کل میزان	۸۷۰۳۴ "

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اسلام کا رُوحانی غلبہ

"رُوحانی طور پر دین اسلام کا غلبہ جو حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہے اس عاجز کے ذریعہ سے مقدر ہے گو اس کی زندگی میں یا بعد وفات ہو۔ اور اگرچہ دین اسلام اپنے دلائل حقہ کی رُو سے قدیم سے غالب چلا آیا ہے اور ابتدا سے اس کے مخالف رسوا و ذلیل ہوتے چلے آئے ہیں۔ لیکن اس غلبہ کا مختلف فرقوں اور قوموں پر ظاہر ہونا ایک ایسے زمانہ کے آنے پر موقوف تھا کہ جو بباعث کھل جانے راہوں کے تمام دنیا کو ممالک متحدہ کی طرح بناتا ہو..... پس خداوند تعالیٰ نے اس احقر عباد کو اس زمانہ میں پیدا کر کے اور صدہا نشان آسمانی اور خوارق غیبی اور معارف و حقائق مرحمت فرما کر اور صدہا دلائل عقلیہ قطعیہ پر علم بخش کر یہ ارادہ فرمایا ہے کہ علوم تعلیمات حقہ قرآنی کو ہر قوم اور ہر ملک میں شائع اور رائج فرمائے۔ اور اپنی حجت ان پر پوری کرے" (براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۹ و ۵۰۱)

"تم اس سے تعجب مت کرو کہ خدا تعالیٰ نے اس ضرورت کے وقت میں اور گہری تاریکی کے دنوں میں ایک آسمانی روشنی نازل کی اور ایک بندہ کو مصلحت عام کیلئے خاص کر کے بغرض اعلائے کلمۂ اسلام و اشاعت نور حضرت خیرالانام اور تائید مسلمانوں کے لئے اور نیز ان کی اندرونی حالت کے صاف کرنیکے ارادہ سے دنیا میں بھیجا" (فتح اسلام بار دوم صفحہ ۵)

"اور سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئیگا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے لیکن ابھی ایسا ضروری ہے کہ آسمان اُسے چڑھنے سے روکے رہے۔ جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں۔ اور اعزاز اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کر لیں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔ اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے۔"

(فتح اسلام بار دوم صفحہ ۸ و ۹)

پیغامِ صلح

جلد ۳۳ | یوم چہار شنبہ۔ مورخہ ۳۰ رجب المرجب ۱۳۶۴ھ | نمبر ۲۸

لمحۂ فکریہ

موجودہ مسائل پر غور کرنے کی ضرورت

زندہ قوم زمانہ کے ساتھ حرکت کرتی ہے اور اسکا اپنے ماحول سے ایک زندہ تعلق ہوتا ہے لیکن مردہ اقوام اپنے گرد و پیش کی تحریکوں سے بے تعلق ہو کر ادنیٰ جذبات اور فرسودہ علم کلام کی شکار ہو جاتی ہیں اور اپنے ذہنی اخلاقی اور روحانی افلاس کو تعلیون یا منطقی موشگافیوں میں چھپانے کی کوشش کرتی ہیں اور ایسے مسائل میں الجھ جاتی ہیں جن کا انسانی معاشرت اور زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ایسی اقوام کی ذہنیں اکڑ جاتی ہیں اور قلوب مردہ ہو جاتے ہیں ان میں منفی رجحانات کی ہنات ہوتی ہے اور وہ زندگی کے سرچشموں سے دور ہٹتی چلی جاتی ہیں ان میں حرکت و روانی نہیں رہتی اور اس کے فقدان کا احساس بھی مٹ جاتا ہے۔ آج یہی حالت مسلمان قوم کی بھی ہے اللہ تعالےٰ نے اس قوم کو دنیا کا رہنما بنایا تھا لیکن افسوس کا مقام ہے کہ آج یہ قوم اپنے اس مقام اور مرتبہ سے نیچے گر چکی ہے۔ ادنیٰ جذبات کی فراوانی سے وہ تفرقوں کا شکار ہے اور ذہنی پستی کی وجہ سے وہ زندگی سے ہٹے ہوئے مسائل میں اُلجھی ہوئی ہے لیکن ہمیں جن کو اللہ تعالےٰ نے احیائے اسلام اور اشاعت قرآن کیلئے منتخب کیا ایسے مسائل سے گریز کرنا چاہیئے اور ایسے مسائل پر غور کرنا چاہیئے جن پر غور کرنے کی اس وقت اشد ضرورت ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ایک وقت تھا جبکہ حیات اور وفات مسیح کا مسئلہ ایک خاص اہمیت رکھتا تھا اور اسی نوعیت کے دوسرے مسائل پر روشنی ڈالنے کی ضرورت تھی لیکن آج زمانہ کا تقاضا کچھ اور ہے آج روحانی اقدار کا انکار کیا جا رہا ہے انسانی فطرت کے غیر فانی جزو کا انکار کیا جا رہا ہے۔ خدا رسول اور وحی کے منکرین کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے اس دور کا انسان زندگی کو روحانی نقطہ نگاہ سے نہیں دیکھتا بلکہ فلسفیانہ مادیت یا جدلیاتی مادیت کے معیار پر پرکھتا ہے وہ اپنے آپ کو مارکس اور لینن سے وابستہ کر رہا ہے اور مشرقی مصلحین عظام کے روحانی مسلک سے آہستہ آہستہ منحرف ہو رہا ہے وہ خدا پرست نہیں بلکہ اقتصاد پرست ہے۔ چنانچہ ہندوستان کی نئی نسل میں بھی ان رجحانات کو نمایاں طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ ہندوستانی تعلیم یافتہ نوجوانوں کی اکثریت اپنے اجداد سے مذہبی اور اخلاقی رشتہ کو منقطع کر چکی ہے اور اس کے دماغ پر ایمان و یقین کی بجائے تشکیک اور لا دریت کی حکومت ہے وہ قرآن اور گیتا کی بجائے مغربی مفکرین ہیگل۔ کارل مارکس۔ ٹیخوف۔ تورگنیف۔ میکسم گورکی موپساں۔ ڈی ایچ۔ لارنس۔ اور جیمس جائس سے زیادہ متاثر ہے چنانچہ اشتراکی تحریک کے زیر اثر اردو ادب میں ترقی پسند ادب کے نام سے نوجوانوں کی ایک نئی تحریک ۱۹۳۶ء سے شروع ہے اس تحریک میں یہ غیر مذہبی رجحانات بدرجہ اتم موجود ہیں ان سب رجحانات کو مطالعہ کرتے ہوئے اس دور کی عام روح کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ہماری جماعت پر جو اس دور میں حقیقی اسلام کو پیش کرنے کی داعی ہے خصوصیت سے یہ فرض عاید ہوتا ہے کہ وہ ان مسائل کا نظر غائر سے مطالعہ کرے جو آج دنیا

(باقی بر صفحہ ۴)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— گزشتہ پرچہ میں خبر شائع ہو چکی ہے کہ حضرت مولینا صدر الدین صاحب سری نگر تشریف لے گئے ہیں احباب معلومہ مندرجہ ذیل پتہ پر حضرت مولینا سے خط و کتابت کریں۔ پتہ:۔ معرفت پوسٹ ماسٹر صاحب۔ سری نگر کشمیر۔

اعلان نکاح۔ ملک فضل الٰہی صاحب ولد ملک کالا خاں سکنہ چھپر ضلع گجرات کا نکاح مسماۃ ولایت بیگم ہمشیرہ سلطان احمد قوم اعوان سکنہ رڈیالہ ضلع جہلم سے بتاریخ ۲۳/۶/۴۵ کو ہوا ہے۔ اس تقریب سعید کی خوشی میں ملک صاحب نے مبلغ ۵/- روپے بطور شکریہ تبلیغ دین کے لئے انجمن کو عطا فرمائے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو طرفین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے آمین۔

احمدیہ بلڈنگس میں جلسہ — مورخہ ۶ جولائی کو بعد از نماز مغرب زیر صدارت محترم جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب مرکزی مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ایک جلسہ منعقد ہوا محترم شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری نے مسئلہ معراج النبیؐ پر نہایت عالمانہ تقریر فرمائی۔ آپ نے دلائل و واقعات سے ثابت فرمایا کہ معراج روحانی تھا جسمانی نہیں تھا اور اس امر کو بھی واضح فرمایا کہ اس واقع کا امت کے ساتھ کیا تعلق ہے آپ کے عالمانہ لیکچر سے حاضرین بہت متاثر ہوئے لیکچر ختم ہونے پر محترم صدر نے نہایت اختصار کے ساتھ اس مسئلہ پر مزید روشنی ڈالی۔

شذرات

پیغام صلح کی توسیع اشاعت کے متعلق گذارش

اخبار قوموں کی روح رواں اور انکی جملہ خصوصیات کے آئینہ دار ہوتے ہیں ان کی زندگی سے قوموں کی زندگی کا ثبوت ملتا ہے۔ پیغام صلح بھی جماعت احمدیہ لاہور کی تعمیری اور تبلیغی خصوصیات کا آئینہ دار ہے اور جس خلوص نیت کیساتھ گذشتہ تیس سال سے جماعت کی خدمات بجا لا رہا ہے وہ کسی تشریح کی منت کش نہیں۔ اس پرچہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے بلند پایہ خطبات اور پُر مغز معارف مضامین شائع ہوتے ہیں۔ مرکزی تحریکات جماعت احمدیہ کی تبلیغی جدوجہد کی روئیداد یں اور جماعت کے علماء کے اعلیٰ مضامین بھی شائع ہوتے ہیں اور ان کے علاوہ اس مادی دور میں جبکہ مسلمان بھی سیاسی اور معاشی تحریکات کا شکار ہو چکے ہیں صرف یہی ایک پرچہ ہے جو تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کے بلند نصب العین کو بروئے کار لانے کی کوشش کرتا ہے اور مسلمانوں کو اس نصب العین کی طرف توجہ دلاتا ہے یہ پرچہ حضرت امام عصر حاضر کے خالص اسلامی مشن کا داعی ہے اس لئے اس کی توسیع اشاعت کے لئے کوشش کرنا ہر احمدی دوست کا فرض ہے احمدی احباب کو اس پرچہ سے جو محبت ہے وہ صرف ایک واقعہ سے ہی ظاہر ہے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے پیغام صلح کی توسیع اشاعت کے لئے تحریک فرمائی تو احباب سلسلہ نے چند منٹوں کے اندر اندر سینکڑوں خریدار دے دیئے۔ امید ہے جماعت کے وہ احباب جو پیغام صلح کے قدر دان ہیں اور جن کے قلوب میں اعلائے کلمۃ الحق کے لئے ایک غیر معمولی جوش ہے وہ پیغام صلح کی توسیع اشاعت کی طرف غیر معمولی توجہ مبذول فرمائیں گے اور اس کے خریداروں کی تعداد کو بڑھانے کی کوشش کریں گے تا کہ حضرت امام وقت کا پیغام زیادہ لوگوں تک پہنچ سکے اور اس مادی دور کی افراتفری میں جماعت احمدیہ کی اسلامی خصوصیات لوگوں پر واضح ہو سکیں۔ وہ دوست جو پیغام صلح کی توسیع اشاعت کے لئے خاص طور پر توجہ فرمائیں گے ان کے نام معہ شکریہ کیساتھ اخبار میں نمایاں طور پر درج کئے جائیں گے۔

ضروری یاد دہانی۔ جن احباب نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر پیغام صلح کی توسیع اشاعت کیلئے چندہ دینے کا وعدہ فرمایا تھا ان میں سے جن احباب نے اپنا وعدہ ایفا نہیں فرمایا وہ ازراہ مہربانی چندہ کی ادائیگی کی طرف جلد توجہ مبذول فرما کر ماجور عند اللہ ہوں۔

"فلموں کا فتنہ"

"ایک کالج کے امتحانی پرچہ میں ۴۳ لڑکیوں کی ایک جماعت سے یہ سوال کیا گیا کہ فارغ التحصیل ہونے کے بعد تم کس قسم کی زندگی گزارنا پسند کرو گی؟

۳۷۔ لڑکیوں نے لکھا۔ ہم فلمی دنیا میں جائیں گی۔

۳۔ لڑکیوں نے لکھا۔ ہم معلم بنیں گی۔

۲۔ لڑکیوں نے لکھا۔ ہم ڈاکٹری میں جائیں گی۔

۱۔ لڑکی نے لکھا۔ میں کسی شریف نوجوان سے شادی کر کے بہترین گھریلو زندگی بسر کروں گی"

(ایمان)

ہندوستانی لڑکیوں کا یہ رجحان مغربی تعلیم کا نتیجہ ہے اور خصوصاً مذہبی تعلیم کے فقدان کی وجہ سے ہے۔ کیا یہ لڑکیاں اس قابل ہیں کہ ایک زندہ اور فعال قوم کی تربیت کر سکیں قوموں کی زندگی میں عورت کا نمایاں حصہ ہوتا ہے لیکن جس قوم کی لڑکیوں کی اکثریت فلمی دنیا کی طرف مائل ہو اس کے مستقبل کا اندازہ نہایت آسانی کے ساتھ کیا جا سکتا ہے ہندوستانی لیڈروں کو چاہیئے کہ ہندوستانی لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کی طرف خاص توجہ مبذول فرمائیں۔

معاصر الفضل کا ایک مضمون

حال ہی میں الفضل میں ایک مضمون "نقد و نظر" کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس کا ایک اقتباس درج ذیل ہے:۔

"الفضل ہمارا ایک جماعتی اخبار ہے اور اس کے معیار کو قائم رکھنا ہم سب کا فرض ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ جہاں یہ تعمیری تنقید سے ایک گونہ محروم رہا ہے اور سوائے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی تنقید کے اسے بہت کم بیرونی تنقید میسر آئی ہے وہاں خود اخبار کا ادارہ میں بھی تنقید کو قبول کرنے کی روح کم ہو گئی ہے پس جماعت کی توجہ کا اس طرف جلد مبذول ہونا نہایت ضروری ہے۔ احمدیہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے اخبارات کے اعلیٰ معیار کو قائم رکھنے کی پوری پوری کوشش کریں"

اگر الفضل تعمیری تنقید سے محروم ہے تو آج تک اس نے جو تنقید جماعت احمدیہ لاہور کے مسلک پر کی ہے وہ یقیناً تخریبی تنقید ہے مضمون نگار کے اس نقد و نظر کا ایک منطقی نتیجہ بھی نکلتا ہے لیکن ہم گذارش کرتے ہیں کہ اس تعمیری تنقید کی روح کو مسخ کرنے کی ذمہ داری کس شخص پر عاید ہوتی ہے؟ اس شخص پر عاید ہوتی ہے جو تیس سال سے اس جماعت کی قیادت کر رہا ہے اور جس نے اپنے اختیار مطلق کی چکی میں حریت فکر اور تعمیری تنقید کو پیس ڈالا مطلق اختیارات اور تعمیری تنقید ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے اور اگر کوئی شخص انہیں ایک جگہ دیکھنا چاہتا ہے تو ہمیں اس کے دماغی توازن میں شبہ ہے [illegible] شخص کو علم ہی نہیں کہ تعمیری تنقید کے لیے کیسی فضا کی ضرورت ہے جماعت قادیان میں اس وقت تعمیری تنقید کا جذبہ پیدا ہوگا جب خلیفہ صاحب قادیان اپنے جبر و اختیار کے پنجہ کو جماعت کے قلب و دماغ سے باہر کھینچ لیں گے اور نکاح خانوں کی ڈکٹیٹر شپ کو رخصت کر دیں گے۔ الفضل میں نقد و نظر لکھنے والے دوست کا مضمون خود تعمیری تنقید کا محتاج ہے کیونکہ انہی دوست نے معیار کو نظر انداز کر کے تنقید کی ہے۔ [illegible] کا [illegible] کا نہیں۔

متفرقات

مسلم لیگ پر کامل اعتماد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ایک اجلاس مورخہ ۶ر جولائی ۱۹۴۵ء نماز جمعہ کے بعد مسجد احمدیہ میں منعقد ہوا اور حسب ذیل قرار دادیں منظور ہوئیں۔

(۱) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا یہ اجتماع تمام سیاسی امور میں آل انڈیا مسلم لیگ کو ہی تمام مسلمانان ہند کی نمایندہ جماعت قرار دیتا ہے اور قائد اعظم محمد علی جناح پر کامل اعتماد کا اظہار کرتا ہے۔

نیز اس اجلاس کی رائے میں مسلم لیگ ہی اس بات کا حق رکھتی ہے کہ وہ وائسرائے کی مجوزہ ایگزیکٹو کونسل کے ممبران کو نامزد کرے۔ اور کوئی دیگر جماعت نہ مسلمانوں کی نمایندہ ہے اور نہ ان کا اعتماد رکھتی ہے۔

(۲) قرار پایا کہ اس قرار داد کی نقول بذریعہ تار وائسرائے ہند اور قائد اعظم محمد علی جناح کو بھیجی جائیں اور اخبارات کو بھی بغرض اشاعت ارسال ہوں۔

پنجاب یونیورسٹی کے رویہ کے خلاف احتجاج

(۱) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا یہ اجلاس پنجاب یونیورسٹی کے اس تازہ فیصلہ کو جس میں تمام کلیدی اسامیاں غیر مسلموں کے حوالہ کر دی گئی ہیں مفاد اسلامی کے سراسر خلاف قرار دیتا ہے اور اسے مسلمانوں کی صریح حق تلفی سمجھتے ہوئے ہز ایکسیلنسی چانسلر پنجاب یونیورسٹی سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اس ناانصافی کا ازالہ فرمائیں اور مسلمانوں کو ان کا جائز حق دلوائیں۔"

(۲) "یہ اجلاس محسوس کرتا ہے کہ موجودہ وائس چانسلر صاحب نے اسلامی حقوق کی نگہداشت کی طرف توجہ نہیں کی اور ان سے درخواست کرتا ہے کہ وہ یا تو تلافی مافات کریں ورنہ اپنی کرسی کسی بہتر مسلمان کے لئے خالی کر دیں۔"

(۳) "قرار پایا کہ مندرجہ بالا قرار دادوں کی نقول ہز ایکسیلنسی چانسلر بہادر آنریبل وزیر اعظم پنجاب اور آنریبل وزیر تعلیم اور اخبارات کو بھیجی جائیں۔"

ضرورت رشتہ

ایک غیر از جماعت دوست جو ہماری جماعت سے حسن ظن رکھتے ہیں اور کشمیر میں حال ہی فارسٹ منیجر کے عہدہ پر دو سو روپیہ ماہوار پر متعین ہوئے ہیں۔ جماعت کے اندر کسی ایسی نیک خاتون سے شادی کرنا چاہتے ہیں جو تعلیم یافتہ ہونے کے علاوہ کشمیر کے دیہات اور جنگلات کی سادہ زندگی کو پسند کرتی ہو۔ نہایت جفاکش، مستقل مزاج اور غریب لوگوں میں زندگی بسر کر سکے، کشمیر کے دیہاتی اور جنگلاتی مناظر جن سے لطف اندوز ہونے کے لئے لوگ، دور دور سے سینکڑوں روپے خرچ کر کے جاتے ہیں، اس زندگی کو شہروں سے زیادہ خوشگوار بنانے کا موجب ہوں گی ہمارے کشمیری بھائیوں میں سے اگر کوئی دوست اس رشتہ کو کسی اپنی عزیزہ خاتون کے لئے پسند کریں تو ذیل کے پتہ پر خط و کتابت کریں، تمام خط و کتابت بصیغہ راز رہے گی۔

شیخ عبدالرحمٰن مصری۔ انچارج شعبہ تبلیغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

جماعت بغداد کا مالی ایثار

حضرت امیر کی دس لاکھ والی اپیل کے جواب میں سید تصدق حسین صاحب قادری بغداد سے اپنے خط مورخہ ۲۵ر جون ۱۹۴۵ء کے ساتھ ایک ہزار روپیہ کا چیک بھیجتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "یہ رقم اخویم محمد شیر گل صاحب کی جانب سے اپیل حضرت سیدنا امیر ایدہ اللہ تعالےٰ مبلغ دس لاکھ روپے کے سلسلہ میں ہے۔ برادر موصوف نے مبلغ دو ہزار روپیہ کا وعدہ فرمایا ہے جس میں سے یہ نصف رقم ادا فرمائی ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

یہ رقم خزانہ انجمن میں رسید ۱۷۸۱ / ۵/۷/۴۵ پر جمع ہو چکی ہے اور اس سے پہلے اس مد میں 2600/- روپیہ آ چکا ہے گویا کل 3600/- روپیہ وصول ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جماعت کی ہمت میں اور مال میں برکت دے اور سید تصدق حسین صاحب کی صحت اور طاقت بحال کر کے ان کی عمر میں برکت دے۔ خط کے اخیر میں لکھتے ہیں۔ باقی ہر وجہ خیریت ہے۔ ہم تمام وابستگان کی جانب سے حضرت سیدنا امیر ایدہ اللہ تعالےٰ و دیگر جملہ بزرگوں کی خدمت میں السلام علیکم اور درخواست دعا

(عزیز بخش)

لائلپور میں قرآن کریم کی کلاس

لائلپور میں ہماری جماعت کے مشہور دوست چوہدری غلام باری صاحب انکم ٹیکس آفیسر تبدیل ہو کر آئے ہیں۔ انھوں نے اپنی کوٹھی پر قرآن کریم کی ایک کلاس کھولی ہے۔ گزشتہ اتوار ۷ بجے سے ۸ بجے شام تک یہ کلاس ہوئی۔ معززین شہر کو دعوت تھی سب نے باری باری سورہ فاتحہ کی تلاوت کر کے اپنی معلومات کے مطابق اس کا بیان کیا۔ آخر پر میں نے درس دیا۔ معززین کی تواضع کیک پیسٹری چائے اور آئس کریم سے کی گئی۔ دعا ہے کہ یہ سلسلہ جاری رہے۔ اور کلاس کامیابی کی منازل طے کرے۔ یہ کلاس ہر اتوار کو لگا کرے گی۔

مرزا مظفر بیگ ساقع۔
طارق آباد۔ لائل پور

نیو ورلڈ آرڈر کی مقبولیت

آنریری جنرل سیکرٹری صاحب مسلم ریڈنگ سرکل لیگوس نائجیریا مغربی برٹش افریقہ سے ۱۳ر جون ۱۹۴۵ء کی چٹھی میں لکھتے ہیں کہ ۴۰۰ کاپی نیو ورلڈ آرڈر مصنفہ حضرت مولینا محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ آپ کی چٹھی کے ساتھ پہنچ۔ یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ ۴۰۰ کاپی مفت نیو ورلڈ آرڈر کے پہنچنے کی خبر سے میرے سرکل کے تمام ممبروں مردوں اور عورتوں میں ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی کیونکہ آپ کے اخبار (لائٹ) میں جو بار بار اشتہار اس کتاب کا نکلتا رہا تو میرے سرکل نے اپنی لائبریری کے لئے ۱۲ جلد کی قیمت دریافت کرنے کو مجھے ہدایت کی ہوئی تھی۔ میرے مقبول عام سرکل کی لائبریری میں جب سے آپ کا اخبار پہنچا تھا تو اس کتاب کی انتظار لگی ہوئی تھی اس لئے کتاب کے پہنچنے کی خبر بجلی کی رفتار سے سارے شہر لیگوس میں پھیل گئی اور ہماری لائبریری کا ہمارے دوستوں نے محاصرہ کر لیا اور ایک آن کی آن میں اڑھائی سو کاپی تقسیم ہو گئی۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ۵۰۰ کاپی بھی اور یہاں آ جائے تو وہ سب مسلمانوں کے شوق و آرزو کو پورا نہ کر سکے گی۔ ہم سارے علاقہ نائجیریا میں اپنے سرکل کے دوستوں کو ایک ایک کاپی بھیج رہے ہیں جن میں افسران، ایڈیٹران اخبارات اہلکاران اور کالجوں کا عملہ سب شامل ہیں اور عنقریب ان سب کی رائیں آپ کو بھیجوں گا۔

مذہب اسلام کے متعلق ان مختلف تصانیف پر قیاس کر کے جن میں سے بعض ہماری لائبریری میں ہیں ہم حضرت مولینا محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی نسبت بہ صرف انصاف سے کام لیتے ہیں جبکہ ہم ان کی نسبت یہ رائے قائم کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کی موجودہ نسل کے واسطے ایسے ہیں جیسے کہ فرعون کے ملک میں موسےٰ علیہ السلام کے لئے ہارون علیہ السلام تھے اسلامی حقائق کی تائید و تشریح میں انھوں نے قلم نہ اٹھایا ہوتا تو یہ سب ضائع ہو جاتے جب ہم ان کی سابقہ تصانیف کی صحت پر غور کرتے ہیں تو ہمیں یقین ہو جاتا ہے کہ ان کی یہ تصنیف بھی دنیا میں ایک انقلاب پیدا کرے گی۔ ہم آپ کے اخبار لائٹ کے ذریعے بہت علمی فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ میرے سرکل کے احباب نے برٹش ویسٹ افریقہ کے مسلمانوں میں تعلیم پھیلانے کے واسطے آپ کے اخبار اور حضرت مولینا محمد علی صاحب کے تعلق سے بہت فائدہ اٹھایا ہے لیکن افسوس ہے کہ ۱۲ اخبارات برٹش ویسٹ افریقہ میں سے ایک کا بھی ایڈیٹر یا مینجر مسلمان نہیں ہے۔ اگر خدا نے چاہا تو ہم اپنا اخبار نکالنے میں کامیاب ہو جائیں گے فی الحال اس کے لئے فنڈز کی رفتار بہت سست ہے۔ میرے سرکل کی طرف سے اپنی اس تازہ تصنیف کے لئے مبارکباد قبول فرمائیے ساتھ ہی ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ حضرت مولینا محمد علی صاحب کی عمر میں اسلامی دنیا کو فائدہ پہنچانے کے لئے برکت دے۔

(عزیز بخش)

حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں ایک دوست کا مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم

اس سے پہلے میں حضور کو انگریزی میں خطوط لکھا کرتا تھا۔ حال ہی میں آپ کے دو خطوط ملے جس میں میری accumulated pension کی بابت لکھا ہوا تھا۔ ۱۸ر اپریل کے پیغام صلح میں آپ کا ایک اعلان دیکھا۔ جواباً عرض ہے کہ میں انگریزی اچھی جانتا ہوں اور نہ اردو اور نہ مذہب اسلام سے پورا واقف ہوں مگر دل ایک زمانہ سے یہ چاہتا ہے کہ پنشن لینے کے بعد خدمت دین کے کام میں لگوں اگرچہ میری عمر ۴۶ سال ہے میں برما یا انڈیا یا امریکہ جانے کے لئے تیار ہوں ۸ برس سے امریکنوں سے میل جول کر کے بہت سے لوگوں کو اپنا دوست بنا لیا ہے اور ان کے گھروں کے پتے بھی اس غرض سے لے کر رکھے ہیں کہ کچھ اسلامی پمفلٹس انہیں روانہ

بقیہ لیڈر

کی سب قوموں پر اثر انداز ہو رہے ہیں اور جن سے ہندوستان کی نئی نسل بھی محفوظ نہیں۔ ہم اگر ایک زندہ قوم ہیں تو ہمیں ان مسائل پر غور کرنا چاہیئے جو انسانی معاشرت اور زندگی کو متاثر کر رہے ہیں۔ آج وہ مادیت اور دہریت ختم ہو چکی ہے جس کی بنیاد ڈارون ہکسلے اور ہربرٹ سپنسر کے انکشافات پر تھی۔ اس وقت مذہب کی مخالفت صرف خیالی مسائل تک محدود نہیں بلکہ معاشرتی اور سماجی مسائل کی صورت میں رونما ہے۔ اس لئے ہمیں اپنے انداز کو بدل دینا چاہیئے اور ان مسائل کا موجودہ ٹیکنیک اور اسلوب پر مقابلہ کرنا چاہیئے۔ [illegible] سے اداریہ میں اتنی گنجائش نہیں کہ ہم تشریح و بسط کے ساتھ اس موضوع پر روشنی ڈالیں ان چند سطور میں جماعت کے صاحب فکر احباب کے لئے لمحۂ فکریہ ہے کہ آج موجودہ مسائل پر غور کرنے کی کتنی اشد ضرورت ہے اور ان پر غور کر کے اسلام کو موجودہ تقاضوں کے مطابق پیش کرنا اسلام کی کتنی زبردست خدمت ہے۔

مکتوب امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

اعلائے کلمۃ الحق کے کام سے کوئی دوسرے کو نہیں روک سکتا

"ایک احمدی نوجوان کے اپنی زندگی خدمت دین کے لئے وقف کرنے پر اور گورنمنٹ سروس پر لات مارنے پر ان کے غیر احمدی والد نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کو یہ خط لکھا کہ وہ اسے اس کام سے روکیں اور اسے گورنمنٹ سروس اختیار کرنیکا مشورہ دیں یہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس خط کا جواب ہے نوجوان دوست کا نام حذف کر کے مکتوب درج ذیل ہے۔"

(مدیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ڈلہوزی۔

مکرم معظم خاں صاحب،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

آپ کا خط پہنچا۔ آپ مجھے خدا اور رسول کا واسطہ دیتے ہیں کہ میں ۔۔۔۔۔۔ کو خدا اور رسول کا نام دنیا میں پھیلانے سے روکوں۔ استغفر اللہ۔ اگر ۔۔۔۔۔ کوئی برا کام کرتا ہے تو میں اسے روک دوں گا۔ لیکن اگر وہ کام نیک ہے تو خواہ میں اس سے روکوں خواہ آپ روکیں ہم خدا اور رسول کے دشمن ہوں گے آپ کی نگاہ تو اس دنیا کی چند روزہ زندگی پر ہے لیکن جس دن ہم سب احکم الحاکمین کے سامنے پیش ہوں گے اور آپ سے یہ سوال کیا جائے گا کہ تم نے اپنے بیٹے کو خدا اور رسول کا نام دنیا میں پھیلانے سے روکا تھا۔ تو اس وقت آپ کیا جواب دیں گے۔ آپ سوچ لیں۔ دنیا روزے چند عاقبت کار با خداوند۔ آپ رسول کا واسطہ دے کر مجھے کہتے ہیں کہ میں ۔۔۔۔۔۔ کو اس کام سے روک دوں جو کام خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔ رسول کو دنیا میں کس لئے بھیجا گیا تاکہ خدا کا نام دنیا میں بلند کرے۔ سبحان اللہ۔ اس نیک کام سے آپ اسے روکتے ہیں اور مجھے بھی کہتے ہیں میں اسے روک دوں لم تصدون عن سبیل اللہ کے وعید کو یاد کیجئے خدا سے ڈریئے ایسا نہ ہو کہ آپ کا یہ فعل خدا کے غضب کو لے آئے۔ آپ مجھے سو دفعہ کہیں کہ ۔۔۔ فلاں برا کام کرتا ہے اس سے اسے روکو میں روکوں گا۔ لیکن اگر آپ یہ کہیں کہ ۔۔۔ فلاں نیک کام کرتا ہے اس سے اسے روکوں تو میں اسے کبھی نہیں روکوں گا۔ میں خدا کے غضب سے ڈرتا ہوں کسی انسان کے غضب سے نہیں ڈرتا۔

ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیں۔۔۔ ۔۔۔ نے وہ عظیم الشان کام اختیار کیا ہے جو اولیاء اللہ کرتے رہے شاید اس کا یہ فعل خدا کی نظر میں اس قدر پسندیدہ ہو کہ آپ کی بھی بخشش کا موجب ہو جائے۔ کیا آپ سچ مچ اس بات سے ناواقف ہیں کہ خدا کی نگاہ میں پسندیدہ ترین فعل وہ ہے کہ اس کے نام کو دنیا میں پھیلایا جائے لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دی جائے اور اس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچایا جائے حدیث شریف میں آتا ہے کہ اگر تیری وجہ سے ایک آدمی بھی ہدایت پا جائے تو وہ دنیا کی تمام دولتوں سے بڑھکر ہے لان یھدی بک رجل خیر لک من حمر النعم۔ ۔۔۔۔۔۔ نے وہ راستہ اختیار کیا ہے کہ ایک آدمی کیا شاید سینکڑوں نہیں ہزاروں۔ شاید قوموں کی قومیں اس سے ہدایت پا جائیں آپ کو دنیا کی دولت بڑی نظر آتی ہے یہ خدا اور اس کے رسول کی نگاہ میں ایک مردود شے ہے دنیا کے مردار پر کوئی گرے یہ آپ کو پسند آتا ہے اور دین کی دولت سے مالا مال ہو اس کو آپ حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں آپ کی نگاہ میں گردن زدنی ہے۔ میں جس رستہ کو بہترین رستہ سمجھتا ہوں اس کی طرف سب کو بلاتا ہوں پھر خدا جس حد تک جس کو توفیق دے یہ اس کی طرف سے ہے۔ بعض کو یہ توفیق مل جاتی ہے کہ وہ خالصتاً اپنے آپ کو دین کے لئے وقف کر دیتے ہیں بعض کو یہ توفیق مل جاتی ہے کہ وہ اپنی معاش کیلئے بھی کام کرتے ہیں اور پھر اس کمائے ہوئے مال کو خدا کی راہ میں خرچ کرتے چلے جاتے ہیں یہ دونوں اپنی اپنی جگہ نیک کام ہیں مگر پہلا دوسرے سے بلند تر کام ہے۔ اگر میں کسی کو اس بات سے روکوں کہ وہ اپنی زندگی دین کی خدمت کے لئے وقف کرے تو اس کام سے بھی روکوں گا کہ وہ اپنے مال کو دین کی خدمت کے لئے خرچ کرے۔ مگر میں ایسے نیک کاموں سے روک کر خدا کے غضب کو مول نہیں لے سکتا۔ نہ یہ میرے اختیار کی بات ہے کہ یہ جذبہ خدا کس کے دل میں پیدا کرے۔ اگر اس نے ۔۔۔ کے دل میں یہ جذبہ پیدا کیا ہے کہ وہ اپنی زندگی کو خدا اور اس کے دین کی خدمت میں لگا دے تو اس کا خدا اور خدا کا رسول اس سے خوش ہیں۔ میں ناخوش کس طرح ہو سکتا ہوں جو اس کام سے ناخوش ہوگا وہ خدا اور اس کے رسول کو ناخوش کرنے والا ہوگا۔ آج سے پچاس سال پیشتر اس نے میرے بعض دوستوں کے دلوں میں بھی یہی جذبہ پیدا کیا میرے دل میں بھی یہی جذبہ پیدا کیا اور آج ہم میں سے کوئی بھی اس بات پر پچھتانے والا نہیں کہ اس نے یہ راہ کیوں اختیار کی جن کے دلوں میں آج یہ جذبہ پیدا ہوگا وہ بھی انشاء اللہ اس بات پر کبھی پچھتائیں گے نہیں بلکہ خوش ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے کس قدر مشکلات ہوتے ہوئے ان کے قدم کو لغزش سے بچایا۔ پہلے جن لوگوں نے خدا کے دین کی خدمت کی ان کے نام آج ستاروں کی طرح دنیا میں روشن ہیں آج جو خدمت کریں گے ان کے نام بھی کل کو اسی طرح روشن ہوں گے جب تک یہ دنیا باقی رہے گی ان کے نام بھی عزت سے دنیا میں لئے جائیں گے اور جب وہ اس دنیا کی زندگی کو ختم کر کے اپنے مولا کے سامنے حاضر ہوں گے تو ان کو جو خوشی ہوگی اس کو کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

باقی روزی خدا سب کو پہنچاتا ہے۔ جو لوگ نرے مردار دنیا کے پیچھے لگے ہوئے ہوتے ہیں ان کو بھی روزی مل جاتی ہے تو جو لوگ خدا کے دین کی خدمت کریں گے انہیں روزی کیوں نہ ملے گی دنیا میں بہتیرے بھوکے بھی مرتے ہیں مگر خدا کے دین کی خدمت کرنے والا کبھی بھوکا نہیں مرا۔ دنیا میں نری دنیا کی تلاش کرنیوالے ذلیل اور ناکام اور نامراد بھی ہوتے ہیں مگر خدا کے دین کی خدمت کرنے والا کبھی ذلیل اور نامراد نہیں ہوا۔ اگر آپ اپنے بیٹے کے لئے کامیابی اور عزت کی زندگی چاہتے ہیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اسے وہ رستہ مل گیا ہے ہاں جب وہ خدا اور رسول کی رضا کی راہوں پر چلنے والا ہوگا تو والدین کا بھی خدمتگذار ہوگا اور صلہ رحمی کرنے والا بھی ہوگا۔ ایسا شخص کبھی والدین سے بدسلوکی نہیں کرے گا۔ بدسلوکی کرنے والے وہی لوگ ہوتے ہیں جن کے سامنے دنیا ہی دنیا ہو۔ کتنے دنیادار ہیں جن کو اپنی اولاد کے ہاتھ سے دکھ اٹھانا پڑا۔ لیکن جو اولاد خدا کی رضا کی طالب ہو ان کے ہاتھ سے والدین کو دکھ نہیں پہنچے گا۔ مجھے امید ہے کہ اس کے بعد آپ کبھی یہ خیال دل میں نہ لائیں گے کہ ۔۔۔۔۔۔ کو ایک نیک کام سے روکیں اس نیک کام کی وجہ سے اس کی عزت دنیا میں بھی بڑھے گی اور آخرت میں بھی اور وہ آپ کی باقیات الصالحات میں سے ہوگا۔ والسلام

خاکسار۔ محمد علی

ایک ضروری گذارش

دفتر سے خط وکتابت کرتے وقت جملہ احباب جماعت و دیگر کرمفرما از راہ کرم مندرجہ ذیل امور کا خاص طور پر خیال رکھیں۔

(۱) ہر خط پر ہمیشہ مکمل اور خوشخط پتہ درج فرمایا کریں۔

(۲) مختلف شعبہ جات کے متعلق جو امور ہوں ایک الگ الگ سلپ پر علیحدہ علیحدہ درج فرمایا کریں تاکہ تعمیل میں تاخیر نہ ہو یہ ازبس ضروری ہے اور ہر سلپ پر مکمل پتہ درج فرمایا کریں۔

نوٹ:۔ اس وقت مندرجہ ذیل شعبہ جات ہیں۔

(۱) دفتر تحصیل جس میں تمام قسم کے چندے شامل ہیں اور جملہ امور جن کا تعلق روپیہ۔ زیورات تمسکات وغیرہ سے ہو البتہ ہر قسم کا روپیہ بنام محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور آنا چاہیئے۔

(۲) شعبہ تبلیغ۔ تبلیغ کے متعلق جملہ امور۔

(۳) مفت اشاعت۔ مفت یا رعایتی قیمت پر جو لٹریچر مطلوب ہو۔

(۴) صیغہ بکڈپو۔ کتب جو قیمتاً بکار ہوں۔

(۵) شعبہ اخبارات:۔ اس وقت دو اخبارات جاری ہیں۔ لائٹ اور پیغام صلح۔ ان کے چندہ و تبدیلی پتہ و دیگر جملہ امور کی اطلاع۔

(۶) تراجم قرآن فنڈ کا صیغہ۔

امید ہے کہ احباب ان ضروری امور کی طرف توجہ فرما کر مشکور فرمائیں گے۔ (جزاکم اللہ۔ جنرل سیکرٹری)

نئی سکیم اور شملہ کانفرنس

لارڈ ویول حکومت برطانیہ سے مشورہ کے بعد ہندوستان واپس آئے اور ۱۴ جون کو نئی سکیم کا ہندوستان اور برطانیہ میں بیک وقت اعلان کر دیا گیا۔ کانگرس ورکنگ کمیٹی کے تمام ممبروں کو رہا کر دیا گیا۔ باقی قیدیوں کو سنٹرل گورنمنٹ اور صوبائی حکومتیں، اگر وہ بن گئیں تو رہا کریں گی۔ نئی سکیم کا مقصد صرف یہ ہے کہ مرکز میں موجودہ آئین کے ماتحت نئی ایگزیکٹو کونسل بنائی جائے اور جن صوبوں میں دفعہ ۹۳ نافذ ہے ان میں نئی کولیشن وزارتیں بنائی جائیں۔ جن صوبوں میں وزارتیں قائم ہیں ان پر نئی سکیم کا کچھ اثر نہیں پڑے گا۔ وائسرائے ہند نے ۲۵ جون کو شملہ میں لیڈر کانفرنس بلائی جس میں موجودہ وزارتوں کے وزیر اعظم ہندو صوبوں کے سابقہ وزیر اعظم، اسمبلی اور کونسل آف اسٹیٹ کی بڑی بڑی پارٹیوں کے لیڈر مہاتما گاندھی، مسٹر جناح، مسٹر راجہ (اچھوت لیڈر) اور ماسٹر تارا سنگھ شامل ہوں گے۔ کانفرنس کے مشورے سے ایک فہرست تیار کی جائے گی جن میں سے چند ناموں کو وائسرائے ہند چن لیں گے اور شاہ برطانیہ سے انہیں اپنی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر نامزد کرنے کی سفارش کریں گے مطلب یہ ہوا کہ وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر وہ لوگ ہوں گے جن کے نام ہندوستانیوں کے مشورے سے چنے جائیں گے اور منظور ہیں ہر حال وائسرائے ہند کی سفارش پر حکومت

برطانیہ کریگی۔ نئی ایگزیکٹو کونسل کے تمام ممبر ہندوستانی ہوں گے۔ سوائے وائسرائے ہند اور کمانڈر انچیف کے، جو محکمہ جنگ کے انچارج ہوں گے۔ محکمہ خارجہ اور محکمہ فنانس کا انچارج بھی ہندوستانی ممبر کر دیا جائیگا۔ یہ دونوں محکمے پہلی مرتبہ ہندوستان کے ہاتھوں دئے جائیں گے۔ حکومت برطانیہ دوسری نوآبادیوں کی طرح ہندوستان میں اپنا ہائی کمشنر بھیجے گی جو ہندوستان کی برطانوی تجارت اور دوسرے تمام مفادات کی حفاظت کریگا۔ نئی کونسل موجودہ آئین کے ماتحت کام کرے گی۔ گورنر جنرل کے موجودہ اختیارات بحال رہیں گے۔ البتہ وہ انہیں غیر ضروری طور پر استعمال نہیں کریں گے۔ مجوزہ کونسل عارضی ہوگی اور ہندوستان کے آئندہ نظام کے متعلق ہندوستانی لیڈر جو بھی سمجھوتہ کر لیں، اس پر یہ اثر انداز نہیں ہوگی جس وقت ۔۔۔۔

الوصیت اور خلافت

ایک دوست کے ایک سوال کا جواب

از محترم جناب شیخ عبد الرحمن صاحب مصری

{قسط نمبر ۳}

مندرجہ بالا بیان سے آپ پر واضح ہو گیا ہوگا کہ اختلاف مطلق خلافت اور امارت پر نہیں بلکہ اس خلافت و امارت پر ہے جس کو میاں صاحب اور ان کے رفقاء انجمن پر حاکم مطلق قرار دیتے ہیں اس کے ممبروں کو ممبری سے ہٹانے یا رکھنے کا اسے کلی اختیار دیتے ہیں اس کے فیصلوں کو رد کرنے کی اسے پوری طاقت حاصل ہے قوم کے اموال میں تصرف کرنے کے لئے وہ مطلق العنان ہے کسی کے مشورہ کا وہ پابند نہیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ایسی خلافت و امارت کو خلاف ارشادات حضرت مسیح موعودؑ قرار دیتے ہیں اور مندرجہ بالا بیان کو پڑھ کر آپ تو دہی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ فی الحقیقت وہ حضرت اقدسؑ کے ارشادات کے خلاف ہے یا نہیں۔

اب رہا حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کا معاملہ، سو یاد رہے کہ انجمن نے کبھی بھی ان کو ایسے اختیارات نہیں دیئے اور نہ انھوں نے ایسے اختیارات حاصل کرنے کی کبھی کوشش کی کوشش چھوڑ خواہش تک بھی کبھی نہیں کی، کرتے بھی کس طرح جبکہ وہ خود ان کے فیصلوں کو قطعی قرار دیتے رہے تھے حضرت مولوی صاحب کے زمانہ میں بھی انجمن اسی طرح کام کرتی رہی جس طرح حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں کرتی تھی اگر ایسے اختیارات حضرت مولوی صاحب کو انجمن کی طرف سے دیئے جاتے تو پھر بیشک اس بات کے کہنے کی گنجائش نکل سکتی تھی کہ انجمن نے الوصیت کے خلاف کیا لیکن ایسا کبھی وقوع میں ہی نہیں آیا تو پھر یہ کہنا کس طرح درست ہو سکتا ہے کہ الوصیت کو پس پشت ڈالتے ہوئے حضرت مولانا کی بیعت کی گئی۔ مطلق بیعت کرنا تو خلاف الوصیت نہیں البتہ ایسے اختیارات دینا جس سے انجمن کا وجود و عدم برابر ہو جائے یہ خلاف وصیت ہے لیکن انجمن نے اس کا ارتکاب کبھی نہیں کیا۔ ۱۹۰۹ء میں جب میر محمد اسحاق صاحب ماموں میاں صاحب نے یہ سوال اٹھا کر خلیفہ اور انجمن کے مابین تعلقات کی وضاحت کرانی چاہی تھی تو حضرت امیر اور بعض دیگر ممبران نے بالوضاحت اس امر کو بیان کر دیا تھا کہ خلیفہ کو انجمن پر کوئی حکومت حاصل نہیں۔ حضرت مولوی نور الدین صاحب نے بھی ان کے ان بیانات کو پڑھا لیکن ان کی تردید نہیں کی۔

باقی رہا حضرت مولوی صاحب کی اپنی ذات کا معاملہ سو اس پر ذیل میں روشنی ڈالتا ہوں:-

حضرت مولوی نور الدین صاحب رضؓ کی پوزیشن روحانیت و علم و فضل کے لحاظ سے جماعت میں بالکل یگانہ پوزیشن تھی اور یہ یگانہ پوزیشن ان کو خلیفہ بننے کے بعد حاصل نہیں ہوئی بلکہ خلافت سے قبل حضرت اقدس کی زندگی میں ہی آپ کو حاصل تھی آپ تقوے کے بڑے بلند مقام پر تھے آپ پاکیزگی و طہارت کے پتلے تھے آپ اپنے نام نور الدین کی طرح حقیقی معنی میں نور الدین ہی تھے روحانیت میں وہ بہت سے اولیاء امت سے بڑھے ہوئے تھے ظاہری و باطنی علوم سے پُر تھے آپ کے کمالات کا نقشہ خود حضرت مسیح موعود نے ان الفاظ میں کھینچ دیا ہے ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور الدین بودے
ہمیں بودے اگر ہر یک پر از نور یقیں بودے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں جماعت کے احباب ان سے نہ صرف ظاہری علوم کا استفاضہ کرتے رہتے تھے بلکہ روحانی فیض بھی ان سے حاصل کرتے تھے ان کی صحبت سے چھوٹے بڑے سب مستفید ہوتے تھے ان کے فیض کے چشمے ہر وقت جاری رہتے تھے علاوہ اس کے احباب جماعت اپنی تمام مشکلات کا حل ان سے کراتے اور ان کے علم و تجربہ سے فائدہ اٹھانے کے لئے اہم سے اہم امور میں ان سے مشورہ لیتے جیسا کہ حدیث میں بھی ان کی صفت میں آیا ہے واللہ ماھو دونہ یعنی نبی کریم صلعم قسم کھا کر کہتے ہیں کہ وہ مہدی سے کمتر نہیں ہوگا وہ فی الحقیقت ایسے ہی تھے جماعت کی تربیت اور ان کے دلوں میں محبت و علم قرآن و حضرت مولوی صاحب کا بڑا دخل ہے جماعت پر آپ کے تقویٰ و طہارت آپ کے علم و فضل آپ کی روحانیت کا اس قدر اثر تھا کہ جماعت حضرت اقدسؑ کی زندگی میں ہی آپ کو اپنا مربی سمجھتی اور حضرت اقدس کے بعد آپ پر نظریں لگائے بیٹھی تھی اس کے ثبوت کے لئے ذیل میں مفتی محمد صادق صاحب و مولوی محمد احسن صاحب امروہی کی شہادتیں پیش کرتا ہوں۔

مفتی صاحب لکھتے ہیں:-

"سچ تو یہ ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی زندگی میں ہی لوگوں کی نظریں اس طرف جا رہی تھیں کہ ہمارے درمیان حضرت اقدسؑ کے بعد جانشین ہونے والا وجود نور الدین کا ہی ہے۔ چند ماہ کی بات ہے کہ مخدومی خواجہ کمال الدین صاحب نے مجھ سے دریافت کیا تھا کہ اگر خدانخواستہ آج حضرت صاحب ہمارے درمیان میں سے اٹھ جاویں تو پھر کیا ہوگا کیونکہ مخالفین کی نظر اس بات پر ہے کہ جو قوت لوگوں کو ایک لڑی میں پرونے اور ایک جگہ جمع کر دینے کی حضرت مرزا صاحب میں موجود ہے آئندہ زندگی اس سلسلہ کی کسی ایسی ہی قوت والے جانشین کے پیدا ہونے پر منحصر ہے۔ تو میں نے خواجہ صاحب کی خدمت میں عرض کی تھی۔ کہ یہ قوت اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مولوی نور الدین صاحب میں موجود ہے اور ان کے بعد خدا تعالے کسی اور کو دے دیگا اس واسطے ظاہری نظر میں بھی یہ سلسلہ پورا استحکام رکھتا ہے اور اللہ تعالے کے فضل سے اسے کسی زلزلہ کا خوف نہیں۔ خواجہ صاحب نے میری بات کی تائید کی اور فرمایا کہ میرا دل تو تیار ہے کہ مولوی صاحب موصوف کے ہاتھ پر بیعت کرے۔ (بدر ۲ر جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۵ کالم ۲)

پھر بدر ۹ر جون ۱۹۰۸ء صفحہ پر لکھتے ہیں:-

"مولوی صاحب موصوف کے خلیفہ ہونے کے متعلق حضرت کی وفات سے پہلے ہی لوگوں کے دلوں میں تحریک ہو رہی تھی" پھر اس وقت جبکہ حضرت مسیح موعودؑ کا جنازہ ابھی باغ میں رکھا تھا مفتی صاحب نے ایک تحریر پڑھ کر سنائی جو حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں بطور درخواست کے تھی وہ تحریر حسب ذیل ہے:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین محمد المصطفیٰ وعلی المسیح الموعود خاتم الاولیاء۔

اما بعد مطابق فرمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مندرجہ رسالہ الوصیت ہم احمدیان جن کے دستخط ذیل میں ثبت ہیں اس امر پر صدق دل سے متفق ہیں کہ اول المہاجرین حضرت حاجی مولوی حکیم نور الدین صاحب جو ہم سب میں سے اعلم اور اتقیٰ ہیں اور حضرت امام کے سب سے زیادہ مخلص اور قدیمی دوست ہیں اور جن کے وجود کو حضرت امام علیہ السلام اسوۂ حسنہ قرار فرما چکے ہیں جیسا کہ آپ کے شعر ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور الدین بودے
ہمیں بودے اگر ہر یک پر از نور الیقین بودے

سے ظاہر ہے۔ کے ہاتھ پر احمدؑ کے نام پر تمام احمدی جماعت موجودہ اور آئندہ نئے ممبر بیعت کریں اور حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔"

(بدر ۲ر جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۶ کالم ۲)

اس تحریر سے عیاں ہے کہ جماعت نے جو آپ کو حضرت اقدسؑ کا جانشین چنا وہ اس لئے چنا کہ آپ سب میں سے اعلم و اتقیٰ تھے اور حضرت امام کے سب سے زیادہ مخلص اور قدیمی دوست تھے اور حضرت امام نے جو تعریف آپ کی کی ہوئی تھی اس کو وہ بالکل صحیح اور درست سمجھتے تھے لیکن یہ خلیفہ بنانا حضور کی اسی تحریر کے مطابق تھا جس میں حضرت اقدس نے ایسے بزرگ کو انتخاب کرنے کی تلقین کی تھی جو حضور کے نام پر لوگوں سے بیعت لے یعنی اس نظام کے ماتحت جو روحانی تربیت وغیرہ کے لئے حضورؑ نے جماعت کے لئے مقرر کیا تھا اسی لئے اس میں آپ کی ان صفات کا ذکر کیا گیا ہے جو روحانی تربیت کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں دوسرے نظام کا جس میں انجمن کے اختیارات کا ذکر ہے اس میں ان کا قطعاً کوئی ذکر نہیں۔ البتہ اس تحریر میں جو انجمن کی طرف سے جماعت کے نام شائع ہوئی بالصراحت یہ ذکر موجود ہے کہ چندے حسب معمول محاسب انجمن کے نام بھیجے جائیں اور چندہ لنگر خانہ جو حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں حضور کے نام آتا تھا اس کے متعلق بھی لکھ دیا گیا کہ وہ بھی اب محاسب کے نام ہی بھیجا جائے چنانچہ وہ آخر تک محاسب کے نام ہی آتا رہا حضرت مولوی صاحب کے نام کبھی نہیں آیا۔

یہ تو مفتی صاحب کی شہادت حضرت مولوی صاحب کے متعلق ہے اب مولوی محمد احسن صاحب کے الفاظ بھی غور سے پڑھیئے:-

مولوی محمد احسن صاحب امروہی جو جماعت کے بہت بڑے عالم تھے اور حضرت اقدس کے حضور خاص شان رکھتے تھے جنہوں نے سلسلہ کی بیش بہا خدمات سر انجام دیں تھیں انھوں نے حضرت مسیح موعود کی وفات کے معاً بعد حضرت مولوی نور الدین صاحب کو ایک تحریر بھیجی اس میں آپ فرماتے ہیں:-

"میرا اعتقاد آپ کی جناب عالی میں اول بعثت و بیعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ ہے کہ بے شک آپ حضرت اقدس کے ساتھ بڑی اُلفت اور اُنس رکھنے والے ہیں گویا کہ مجسم اُلفت ہیں اور ان کے انیس تھے۔ اکثر مشوروں اور دینی معارف اور یقینی اسرار میں بمنزلہ ان کے قلب مبارک کے تھے۔ جماعت احمدیہ میں درباره اخلاص و ایمان آپ سب سے زیادہ بڑھ کر ہیں، آپ کا یقین و عرفان سب سے زیادہ بڑھا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کا خوف آپ کو سب سے زیادہ تر ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے جو علماء ربانی ہیں، وہی زیادہ تر اس سے خوف کرتے ہیں۔ بہذا آپ کو ماسوی اللہ سے کمال درجہ پر غنا اور بے پرواہی بھی سب سے زیادہ ہے۔ امام ہمام نے اپنی کتابوں میں آپ کے مناقب سب سے زیادہ بیان فرمائے ہیں اس لئے آپ کا مرتبہ سب سے زیادہ تر ہے" "ہاں آپ جو بعض آیات کی تفسیر ایسی فرماتے ہیں جو میری سمجھ میں نہیں آتیں ہو[illegible]

پنا اپنا مذاق ہے۔ جو زمانہ حال کے موافق آپ کے مذاق میں تفسیراً آجاتا ہے یہ امر دوسرا ہے" "اس لئے اب آپ کو ضروری ہے کہ ہم سب مومنین جماعت کے لئے مثل شفیق باپ کے ہوجاویں تاکہ جملہ مومنین بمنزلہ آپ کے عیال کے رہیں"

(بدر ۱۰ جون ۱۹۰۸ء صے کالم ۳ و صث کالم ۱)

اب دیکھ لیں باوجود تفسیر قرآن میں اختلاف رکھنے کے کس طرح اپنے آپ کو بھی اور جماعت کو بھی ان کے روحانی فیض کا محتاج سمجھتے ہیں۔

اب ان تحریروں کے پڑھنے کے بعد ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ کس طرح جماعت کے دوست اپنی روحانی تربیت کے لئے حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحبؓ کے روحانی فیض کا اپنے آپ کو محتاج یقین کرتے تھے۔ اس لئے اس کا لازمی نتیجہ یہی ہونا تھا کہ نہ صرف دوسرے لوگوں کو جماعت میں داخل کرنے کے لئے حضرت مولانا کا انتخاب وقوع میں آتا بلکہ خود جماعت بھی آپ سے روحانی فیض حاصل کرنے کے لئے حضرت مولوی صاحب کی بیعت میں داخل ہوئی جماعت کے سمجھدار لوگوں نے اس حقیقت کو سمجھا کہ جماعت کو بھی روحانی تربیت کی ضرورت ہے اور حضرت مولوی صاحب کا وجود اس ضرورت کو پورا کرنے والا موجود ہے اس لئے جماعت کے احباب کو بھی مولانا کی بیعت میں داخل ہونے کی تلقین کی گئی۔ جس غرض کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مولوی نورالدین صاحب رضؓ کی بیعت کی اور جماعت کو کرنے کی تاکید کی وہ خود انھوں نے اپنے ٹریکٹ "ایک ضروری اعلان" میں بیان کردی ہے جو بعینہٖ وہی ہے جو میں اوپر بیان کر آیا ہوں چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"یہ بیعت اللہ تعالیٰ کے ساتھ روحانی تعلق کو بڑھانے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح جیسے پاک وجود کی دعاؤں سے فائدہ اٹھانے کے لئے اور آپ کے علم وفضل کے آگے سرنیچا کرنے کے لئے تھی اور اس کے لئے یہ ضروری تھا کہ مرید اپنے آپ کو مرشد کے سامنے ایک بے جان کی طرح ڈال دے اور اپنی جملہ خواہشات کو اس کے سپرد کردے نہ یہ کہ مرشد کہتا ہے کہ فلاں بات درست ہے۔ تو مرید کہتا ہے کہ مرشد نے سمجھا ہی نہیں۔ میں اس سے بہتر سمجھتا ہوں۔ یہ بیعت کر لینے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح کی گستاخی ہے اور بیعت کے مفہوم کے ساتھ ہنسی۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے یہ پاک وجود مولوی نورالدین کا جو خلیفۃ المسیح کہلایا۔ اور جو ایک ہی خلیفۃ المسیح کا اپنے اصلی معنوں میں کہلانے کا مستحق ہے۔ ہمیں حضرت مسیح کی جگہ ہماری روحانی تعلیم کی تکمیل کے لئے ہمیں دیا۔ یہ وہ پاک اور بے نفس اور متوکل وجود ہے جس کی نظیر آج دنیا میں نہیں ملتی۔ اس روحانی عظمت۔ اس علم وفضل کا کوئی اور وجود ہماری جماعت میں نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ چاہے تو ہزاروں ایسے پیدا کردے۔ مگر میں موجودہ واقعات کا ذکر کرتا ہوں۔ اس کا تو صرف علم وفضل ہی ایسا ہے۔ کہ اس کے سامنے سب کی گردنیں جھکی ہیں۔ خواہ ہم نے اس کی بیعت بھی نہ کی ہوتی۔ مگر الٰہی منشاء نے سلسلے کی مزید تقویت کے لئے سب دلوں میں حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر یہ ڈال دیا کہ اس پاک اور بے نفس وجود سے جو نورالدین کی شکل میں تم میں موجود ہے وہی روحانی تعلق پیدا کرو۔ اسی لئے اس کا انتخاب چالیس نے نہیں کیا بلکہ کل قوم کی گردنیں الٰہی ارادے سے اس کے آگے جھک گئیں اور قریب ڈیڑھ ہزار کے آدمیوں نے ایک ہی وقت بیعت کی۔ اور ایک بھی متنفس باہر نہ رہا۔ کیا مرد اور کیا عورتیں پس یہ تو میرے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ ہی گویا بڑھایا گیا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیحؑ کی یہ تعریف میں نہیں کرتا خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کی ہے۔ اور اس کو اس سلسلہ میں وہ امتیاز دیا ہے جو اور کسی کو نہ حاصل تھا اور نہ ہے۔ فرماتے ہیں دیکھو آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۸۴ وغیرہ۔ (یہاں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے آئینہ کمالات اسلام سے عربی عبارت نقل کی تھی جو حذف کردی گئی ہے کیونکہ اس کا ترجمہ آگے آگیا ہے) کہ وہ نبوت کے نور سے روشن ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے نور حاصل کرتا ہے وہ تمام نیکوں اور پاکوں کا فخر اور سب مومنوں کا فخر ہے۔ اپنے علم اور عمل اور نیکی اور صدقات میں زمانہ میں یگانہ ہے۔ وہ دین کے خادموں کا سردار ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کے بقاء سے اسلام اور مسلمانوں کی تائید کرے گا (جس سے صاف خلافت کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے) وہ ہر امر میں میری اس طرح پیروی کرتا ہے جس طرح نبض کی حرکت تنفس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے۔ اور میری رضا میں وہ فانی ہے۔ اور آخر پر لکھا ہے کہ یہ میں نے اللہ تعالےٰ کے فضل اور اس کے ایماء اور اس کے القاء سے لکھا ہے اور اسی مضمون کے شروع میں صفحہ ۵۸۳ پر لکھا ہے رأیتہ انہ من آیات ربی والقینت انہ دعائی الذی کنت اداوم علیہ کہ میں نے اسے اپنے رب کے نشانوں میں سے ایک نشان پایا۔ اور یقین کر لیا کہ وہ میری دعا ہے جس پر میں مداومت کرتا تھا۔

پس حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب کی بیعت اس سلسلہ میں ایک خصوصیت رکھتی ہے جس پر خود حضرت مسیح موعود کی تحریر شاہد ہے"

اس اعلان میں جو ضرورت بیعت کی بیان کی گئی ہے وہ وہی ہے جو اس درخواست میں موجود ہے جو حضرت اقدس کی وفات کے بعد حضرت مولوی نورالدین صاحب کی خدمت میں پیش کی گئی تھی اور جسے مفتی صاحب نے پڑھا تھا جس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے۔

اب آپ نے دیکھ لیا کہ حضرت امیر، خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم اور مولوی محمد احسن صاحب امروہوی مفتی محمد صادق صاحب اور اسی طرح تمام دیگر بزرگان سلسلہ جن کے دستخط اس درخواست پر تھے حضرت مولوی نورالدین صاحب رضؓ کے متعلق کیا خیالات رکھتے تھے اور کس طرح ان سے روحانی فیض حاصل کرنے کے اپنے آپ کو محتاج سمجھتے تھے پس یہی وجہ تھی کہ حضورؑ کی وفات کے بعد یہ سب بزرگ آپ کی بیعت کرنے کے لئے تیار ہوگئے اور یہ بیعت جیسا کہ میں ثابت کر آیا ہوں محض نظام اول کے ماتحت تھی انجمن کے اختیارات پر یہ بیعت قطعاً اثر انداز نہ تھی۔ اور جو عہد آپ کی اطاعت کا تھا وہ انہی روحانی امور کے متعلق تھا۔ اب بھی اگر سلسلہ میں کوئی شخص کسی کو ایسا نظر آتا ہو جو اس کے نزدیک اس کی روحانی تربیت کرنے کی اہلیت رکھتا ہو تو وہ اس سے روحانی فیض حاصل کرنے کے لئے اس کی بیعت کرسکتا ہے لیکن اشاعت اسلام وغیرہ کے لئے جو چندہ یا وصیت مقرر ہے وہ سب کچھ اسے انجمن کو ہی دینا ہوگا اور اس کے احکام کا اسے پابند رہنا ہوگا اس جگہ یہ بتا دینا بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ اس درخواست پر انجمن کے ۸ ممبروں کے دستخط تھے اور اتنے ہی اس موقعہ پر موجود تھے اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب رضؓ کی دو پوزیشنیں تھیں ایک روحانی مربی ہونے کی اور دوسرے انجمن کے پریذیڈنٹ ہونے کی اور پریذیڈنٹ بھی آپ حضرت اقدسؑ کی طرف سے ہی مقرر شدہ تھے۔ انجمن حضرت اقدسؑ کی زندگی میں بھی ان کی رائے کو وقعت دیا کرتی تھی پس انجمن کے معاملات میں وہ بحیثیت پریذیڈنٹ دخل دے سکتے تھے نہ کہ دوسری حیثیت سے۔

یہ امر بھی مدنظر رہنا چاہیئے کہ حضرت مولوی صاحب اور انجمن کے ممبروں میں ایک دوسرے کے ساتھ پورا تعاون تھا دونوں فریق اغراض نفسانیہ سے پاک تھے لیکن میاں صاحب کے ماموں نے از خود یا میاں صاحب کے اشارے سے ان تعلقات کو کشیدہ کرنے کی انتہائی کوشش کی انھوں نے چند سوال لکھ کر حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں بھیجے جن کی غرض یہی تھی کہ حضرت مولوی صاحب کسی طرح یہ فیصلہ کردیں کہ انجمن خلیفہ کے کلیتہً ماتحت ہے ان سوالوں کا جواب دیتے ہوئے سب ممبروں نے اصولی طور پر یہی لکھا کہ خلیفہ انجمن پر اس کے معاملات میں حاکم نہیں البتہ حضرت مولوی صاحب کے ساتھ جو عہد انھوں نے بیعت کے ذریعہ باندھا ہوا تھا اس پر قائم رہنے کا اعلان کر دیا۔ ان لوگوں کی غرض تو یہ تھی کہ کسی طرح قواعد میں جہاں حضرت مسیح موعود کا لفظ ہے وہاں خلیفۃ المسیح کا لفظ لکھا جائے لیکن حضرت مولوی صاحب نے اسے قبول نہیں کیا البتہ میاں صاحب نے تو خلیفہ ہونے ہی یہ ترمیم قواعد میں کردی اس میں شک نہیں کہ میاں صاحب اور ان کے رفقاء کی نازیبا کوششوں کے نتیجہ میں حضرت مولوی صاحب اور بعض ممبران انجمن کے درمیان کشیدگی پیدا ہوجاتی رہی ہے لیکن چونکہ دل صاف تھے اس لئے وہ باہمی تبادلہ خیالات کے وقت دور ہوجاتی رہی اور ان لوگوں کی یہ کوشش کہ حضرت مولوی صاحب کسی طرح ممبران انجمن کے متعلق اخراج از جماعت کا اعلان کردیں ہمیشہ ناکام رہی خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مولوی صاحب کی بیعت کے وقت وصیت کو ہرگز پس پشت نہیں ڈالا گیا بلکہ اس کی اتباع کی گئی۔ اور نظام کی شق اول کے ماتحت حضرت مولوی صاحب کی بیعت کی گئی شق ثانی کے متعلق حضرت مولوی صاحب کو کوئی اختیارات نہیں دیے گئے نہ ویٹو کی طاقت انہیں حاصل تھی یہ ویٹو کی طاقت تو حضرت نبی کریم صلعم کے خلفاء کو بھی نہ تھی وہ بھی قوم کی اکثریت کے فیصلہ کو رد نہیں کرسکتے تھے اگر ضرورت پڑی تو اس کے دلائل بھی عرض کردیئے جائیں گے۔

میں سمجھتا ہوں کہ مسئلہ خلافت کے متعلق میں نے کافی وضاحت کردی ہے اور حضرت مولوی صاحب کی بیعت کیوں کی گئی اس پر بھی کافی روشنی ڈال دی ہے اب اس کے متعلق اس سوال کو لیتا ہوں کہ کیا ایسے خلیفہ کی بیعت نہ کرنے والا فاسق ہوتا ہے۔ سو اس کے لئے مجھے دور جانے کی ضرورت نہیں خود حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کا اپنا عمل ہی میاں صاحب کے خیال کی تردید کے لئے کافی ہے۔

مولوی غلام حسن خاں صاحب پشاوری جو انجمن کے ممبر تھے انھوں نے حضرت مولوی نورالدین صاحب کی بیعت نہیں کی تھی حضرت مولوی صاحب نے انہیں کبھی فاسق قرار نہیں دیا باوجود بیعت نہ کرنے کے انجمن کے باقاعدہ ممبر رہے حالانکہ حضرت اقدس کا ارشاد تھا کہ جس ممبر کی دینداری میں کمی ہوجائے اسے ممبری سے الگ کردیا جائے مگر بقول میاں صاحب باوجود فاسق بن جانے کے وہ ممبری سے الگ نہ کئے گئے اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ نئے فتوے اب میاں صاحب کی طرف سے ایجاد کئے گئے ہیں ورنہ حضرت مولوی صاحب کے زمانہ میں اس کا نام ونشان نہ تھا ہاں بیعت کرنے کے بعد جو عہد کو بغیر کسی معقول وجہ کے توڑے اس کو بوجہ بدعہد ہونے کے فاسق کہا جاسکتا ہے لیکن بیعت نہ کرنے والے کو کبھی بھی فاسق نہیں کہا گیا مولوی غلام حسن خانصاحب مرحوم کے معاملہ سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ اس بارے میں بھی جماعت لاہور کا ہی مسلک درست ہے کہ جس شخص کو بیعت لینے کے لئے انتخاب کیا جائیگا وہ اس شخص کو اپنی بیعت میں شامل ہونے کے لئے مجبور نہیں کرسکتا جس نے حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کی ہوئی ہو کیونکہ مولوی غلام حسن خاں صاحب پر ساری عمر حضرت مولوی نورالدین صاحب نے بیعت کے لئے زور نہیں ڈالا اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ جماعت لاہور کا یہ مسلک کہ حضرت اقدس کے ہاتھ

پر بیعت کرنے والے احمدی کی مرضی پر موقوف ہے کہ ایسے خلیفہ کی بیعت کرے یا نہ کرے تیسری بات انجمن کے فیصلوں کو توڑنے کے متعلق تھی سو اس بارے میں انجمن کے اختیارات کے متعلق جس قدر عبارتیں میں نے حضرت مسیح موعودؑ کی اوپر نقل کی ہیں وہ اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کافی سے بھی زیادہ ہیں کہ ایسے خلیفہ کو ہرگز ویٹو کی طاقت نہیں حضرت اقدسؑ کے خلفاء تو الگ رہے حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک تو نبی کریم صلعم کے خلفاء کو بھی یہ طاقت حاصل نہیں تھی چنانچہ حضرت اقدس اپنے ایک خط بنام نواب محمد علی خانصاحب میں تحریر فرماتے ہیں:-

"یہ سچ ہے کہ آپ تمام اختیارات رکھتے ہیں مگر یہ محض بطور نصیحتاً للہ لکھا گیا ہے اختیارات سے کام چلانا نازک امر ہے اس لئے خلفاء راشدین نے اپنی خلافت کے زمانہ میں شوریٰ کو سچے دل سے اپنے ساتھ رکھا تا اگر خطا بھی ہو تو سب پر تقسیم ہو جائے نہ صرف ایک کی گردن پر والسلام"۔ یہ عبارت صاف بتلا رہی ہے کہ حضرت اقدس کے نزدیک خلفاء شوریٰ کے فیصلہ کے پابند رہتے تھے ایسے ویٹو نہیں کر سکتے تھے ورنہ غلطی تو ایک ہی گردن پر رہے گی سب پر کس طرح تقسیم ہو سکتی ہے سچے دل سے شوریٰ کو ساتھ رکھنے کے الفاظ بھی غور کرنے والے کے لئے معنی خیز ہیں۔ اب تینوں اختلافی امور میں حضرت اقدسؑ کی تحریروں کو پڑھکر آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضورؑ کا فیصلہ آیا جماعت لاہور کے مسلک کی تصدیق کرتا ہے یا دوسرے فریق کے مسلک کی۔

اس مسئلہ پر بحث کو ختم کرنے سے قبل میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک تحریر جو حضرت مولوی نورالدین صاحب رضؓ کی وفات پر شائع ہوئی تھی ذیل میں درج کر دینا ضروری سمجھتا ہوں تا آپ کو پتہ لگ سکے کہ حضرت اقدسؑ کا رسالہ "الوصیت" کے ذریعہ جماعت کے اندر انہی دو نظاموں کو قائم کرنا تھا جن کا ذکر میں نے اپنے مضمون میں کیا ہے حضرت امیر یہ ذکر کرتے ہوئے کہ رسالہ الوصیت شائع ہونے پر بعض دوستوں کے درمیان یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ حضورؑ کا ان الفاظ سے کہ چالیس مومن جس کو انتخاب کر لیں وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا کیا منشاء ہے لکھتے ہیں:-

"کہ آیا ان الفاظ سے ایک خلیفہ ہونا پایا جاتا ہے۔ یا ایک ہی وقت میں بہت سے بیعت لینے والے ہو سکتے ہیں۔ کہ جہاں چالیس کسی پر اتفاق کر لیں وہ لوگوں سے بیعت لے لیا کرے۔ اتنے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لے آئے۔ تو ہم نے آپ کی خدمت میں یہی بات پیش کر دی۔ اور دریافت کیا کہ حضور کا کیا مطلب ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میرا یہی مطلب ہے کہ جہاں چالیس مومن اتفاق کر لیں وہ ایک شخص کو مقرر کر دیں جو لوگوں سے سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے بیعت لیا کرے (یہ اسی تقریر کا مضمون ہے) اس پر خواجہ کمال الدین صاحب نے عرض کیا کہ حضرت اس طرح تو گاؤں گاؤں میں خلیفہ ہو جائے گا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اس میں آپ کا کیا نقصان ہوگا۔ وہ تو جماعت کو ترقی دینے والے ہونگے اور انتظامی معاملات ہم نے انجمن کے سپرد کر دیئے ہیں۔ یہ میں یقین واثق سے کہہ سکتا ہوں کہ خواجہ صاحب کے سوال کے اور حضرت مسیح موعودؑ کے جواب کے قریباً قریباً یہی لفظ تھے اور میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے۔ کہ یہ واقع بالکل صحیح ہے۔ اس وقت میرے علاوہ دو اور شخصوں کی موجودگی تو مجھے یقیناً یاد ہے یعنی ایک خواجہ کمال الدین صاحب اور دوسرے مولوی غلام حسن صاحب لیکن یہ بھی خیال ہے کہ دو تین خاص احباب میں سے تھے جن کی تعیین میں اب یادداشت سے نہیں کر سکتا۔"

اب اس بیان کے بعد جو غلیظ قسم کے ساتھ موکد کیا گیا ہے اور جس کے شاہد دو متقی انسان ہیں اور جس کی تردید کرنے کی بھی کسی کو آج تک جرأت نہیں ہوئی اس بات کو سمجھنے میں کسی انصاف پسند آدمی کے لئے دقت نہیں رہ سکتی۔ کہ حضرت اقدسؑ کا منشاء دو نظام کرنا ہی تھا۔

اس امر کی بھی میں یہاں وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب کی وفات کے بعد بھی جماعت میں ایک شخص ایسا تھا جو جماعت کی روحانی تربیت کرنے کی اہلیت اپنے اندر رکھتا تھا۔ اور وہ شخص حضرت مولانا محمد علی صاحب تھے جیسا کہ حضرت اقدسؑ کے الہامات اور حضور کی اپنی تحریروں سے عیاں ہے۔ اس پر انشاء اللہ مفصل بحث کسی دوسرے موقعہ پر کی جائے گی لیکن وہ لوگ جن کو جماعت کا اتحاد ایک آنکھ نہیں بھا سکتا تھا۔ اور نیز مولوی صاحب کا اس پوزیشن پر ہونا ان کے اغراض کے لئے سخت مضر تھا۔ کب پسند کر سکتے تھے کہ مولوی صاحب کی طرف لوگوں کی توجہ کا رخ ہو سکے اس لئے انھوں نے حضرت مولانا نورالدین صاحب رضؓ کی زندگی میں ہی حضرت امیر کے خلاف پراپیگنڈا کر کے جماعت کو ان سے دور کر دیا۔ اب بھی ۳۰ سال سے متواتر اسی قسم کا پروپیگنڈا جاری ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحم کرے اور ان کے دلوں کو ہدایت کی طرف پھیر دے وھو علےٰ کل شیئ قدیر۔

امید ہے کہ مسئلہ خلافت کے متعلق جو الجھنیں رسالہ "الفرقان" نے پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اس مضمون سے دور ہو جائیں گی اللہ تعالیٰ کرے ایسا ہی ہو۔ والسلام علےٰ من اتبع الھدیٰ ؛

مطالعہ قرآن کریم اور نوجوانانِ جماعت

نوجوانان جماعت کے اندر قرآن کریم کے علم کو رائج کرنے کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ نے ایک تحریک فرمائی تھی جو کسی گذشتہ اشاعت میں درج ہو چکی ہے۔ اس میں حضرت ممدوح نے جماعت کے طالب علموں کو خصوصیت سے اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی کہ وہ موسم گرما کی تعطیلات میں کم از کم پہلی دو سورتیں زیر مطالعہ رکھیں اور پھر اکتوبر میں جو امتحان لیا جائیگا اس میں شامل ہوں۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ وہ جماعت جو قرآن کریم کو دنیا کے کناروں تک پہنچانا چاہتی ہے جب تک اس کے افراد خود قرآن کریم کے علوم و حقائق و معارف سے واقف نہ ہوں گے تب تک وہ نہ اس پیغام کو دنیا کے گوشوں تک پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی خود ان پر عامل ہو سکتے ہیں۔ لہذا از بس ضروری ہے کہ پہلے وہ خود عالم قرآن اور عامل قرآن بنیں اس غرض کے ماتحت حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ تحریک فرمائی تھی جس پر لبیک کہنا ہر احمدی نوجوان کا (خواہ وہ طالب علم ہو یا تاجر اور خواہ وہ ملازم یا مزدور) فرض اولین تھا لیکن افسوس ہے کہ تاحال باوجود یاد دہانی کے جماعت کے بہت کم نوجوانوں نے اس طرف توجہ کی ہے۔ ایسے نوجوان جنہوں نے اس آواز پر لبیک کہا ہے ان کے نام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ البتہ باقی ایسے احباب جو اکتوبر کے امتحان میں شامل ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں جلد از جلد اپنے نام و پتے مجھے بھجوا دیں تاکہ ان کے نام بھی درج کر لئے جائیں اسی سلسلہ میں مبلغین حضرات سکرٹریان جماعت ہائے بیرونی و دیگر مستعد کارکنوں کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقۂ اثر میں اس امر کی تحریک کریں اور نوجوانانِ جماعت کو قرآن کریم کے مطالعہ اور مجوزہ امتحان میں شرکت کی ترغیب دیں اور ان کے نام و پتے مجھے بھجوا دیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ والسلام

[illegible]

محمد عبداللہ جنرل سیکرٹری۔

احباب جنہوں نے امتحان میں شمولیت کی اطلاع دی ہے۔

جماعت لاہور

(۱) چوہدری محمد اسلم صاحب بی۔ اے۔
(۲) محمد اعظم صاحب علوی۔ کارکن انجمن
(۳) شیخ محمد حسین صاحب۔ " "
(۴) ملک عبدالغنی صاحب۔ " "
(۵) شیخ حفیظ اللہ صاحب " "
(۶) احمد صادق صاحب " "
(۷) محمد اقبال صاحب " "
(۸) مرزا مقبول احمد بیگ صاحب
(۹) مرزا منظور احمد بیگ صاحب۔
(۱۰) مرزا محمد یعقوب بیگ صاحب
(۱۱) شیخ یوسف احمد صاحب۔ بی۔ ایس سی
(۱۲) شیخ منیر احمد صاحب۔ بی۔ اے
(۱۳) شیخ نصیر احمد صاحب
(۱۴) شیخ رفیق احمد صاحب
(۱۵) شیخ لئیق احمد صاحب۔
(۱۶) حکیم غلام مرتضیٰ صاحب
(۱۷) اقبال احمد صاحب۔
(۱۸) چوہدری انعام الحق صاحب
(۱۹) ملک محمود انور صاحب
(۲۰) محمد انور صاحب
(۲۱) قاضی بشیر احمد صاحب

جماعت ڈاڈر

(۱) ڈاکٹر عائشہ بیگ صاحب
(۲) زبیدہ سعید صاحب
(۳) عبداللہ سعید صاحب
(۴) محمد دین صاحب۔
(۵) ماسٹر محمد اصغر علی صاحب۔
(۶) ماسٹر منور شاہ صاحب
(۷) عبدالحی صاحب
(۸) گل زمان خاں صاحب

بہاول نگر

(۱) فیاض احمد صاحب
(۲) سجاد احمد صاحب

کلکتہ

(۱) ڈاکٹر محمد شریف صاحب
(۲) مسٹر امیر الاسلام صاحب۔
(۳) مسٹر عزیز الرحمان صاحب۔
(۴) مسٹر عبدالکریم صاحب۔
(۵) مسٹر شریف الدین صاحب
(۶) سید عبدالمنان صاحب۔

درخواست دعا

جناب حبیب الرحمٰن صاحب صادق بیمار ہیں۔ پھنسیوں کی وجہ سے بہت تکلیف ہے "پنسی لین" کے ٹیکے لے رہے ہیں۔ احباب صحت کے لئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ جلد شفا عطا فرماوے ؛

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

پیغام صلح کی توسیع اشاعت ہر احمدی دوست کا فرض ہے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

پیغام صلح

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

ایڈیٹر ۔ ایس ۔ محمد آصف ۔ بی اے ۔

جائنٹ ایڈیٹر ۔ شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۳ ۔ لاہور ۔ یوم چہارشنبہ ۔ مورخہ ۷ شعبان ۱۳۶۴ھ ۔ م ۔ ۱۸ جولائی ۱۹۴۵ء ۔ نمبر ۲۹

عقائد حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱ ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا ۔
۲ ۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں ۔
۳ ۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی ۔
۴ ۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵ ۔ اسلام تمام مذاہب پر غالب آئیگا ۔

یاجوج ماجوج یورپ کی اقوام ہیں

یاجوج ماجوج کی قرآنی علامات مغربی اقوام پر منطبق ہوتی ہیں

مسلمان قرآن مجید کی عظیم الشان طاقت سے بیخبر ہیں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ۔ ڈلہوزی مورخہ ۶ جولائی ۱۹۴۵ء

ان یاجوج وماجوج مفسدون فی الارض (الکہف)
وھم من کل حدب ینسلون ۔ ۔ ۔ (الانبیاء)
وترکنا بعضھم یومئذ یموج فی بعض ۔ ۔ (الکہف)
ونفخ فی الصور فجمعنٰھم جمعا ۔ ۔ (الکہف)

یاجوج اور ماجوج سے کونسی قومیں مراد ہیں

قرآن کریم کی دو مختلف سورتوں میں یہ چاروں آیتیں یاجوج اور ماجوج کے متعلق آتی ہیں ۔ گو عوام کے خیال میں یاجوج ماجوج ایک عجیب الخلقت مخلوق ہے لیکن محققین کے نزدیک یہ مسلم ہے کہ یہ آدم کی نسل سے دو قومیں ہیں چنانچہ ابن کثیر نے اس کو بحوالہ صحیحین درست تسلیم کیا ہے دونوں لفظ یاجوج اور ماجوج اجیج سے یفعول اور مفعول کے وزن ہیں ۔ اور اجیج آگ کے شعلہ مارنے یا بھڑکنے کو کہتے ہیں ، گویا بلحاظ لغت یہ ایسی قومیں ہیں جن میں آگ کی صفت یا ناری صفت غالب ہے یا بطور پیشگوئی ان کا یہ نام ہے کہ یہ قومیں آگ سے بہت کام لیں گی ۔

بائبل میں بھی ان قوموں کا ذکر آتا ہے اور وہاں ان کو جوج اور ماجوج کہا گیا ہے بائبل کے مفسرین ان اقوام کو ایشائے کوچک میں بتاتے ہیں حالانکہ بائبل میں صراحت سے یہ لفظ موجود ہیں "جوج جو ماجوج کی سرزمین کا ہے اور روش اور مسک اور توبال کا سردار ہے" روش سے مراد ملک روس ہے اسی لئے کہ اس کے ساتھ مسک اور توبال دو لفظ موجود ہیں اور یہ دونوں روس کے دو دریاؤں کے نام ہیں جن میں سے ایک پر ماسکو واقع ہے اور دوسرے پر توبالسک یہودی انسائیکلو پیڈیا اور انسائیکلو پیڈیا بریٹینکا دونوں میں اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے کہ یاجوج سے مراد وہی قومیں ہیں جو کوہ قاف کے شمال کی طرف ہیں ۔ بڑے بائبل جوج ماجوج ایک ہی سرزمین کے رہنے والے ہیں اور ظاہر ہے کہ روسی یا سلافی قوم اگر یورپ کی ایک قوم ہے تو دوسری قوم ٹیوٹن ہے جس میں جرمن انگریز وغیرہ شامل ہیں ۔

قرآن کریم اور یاجوج ماجوج

ان تحقیقاتوں کو چھوڑ کر اگر ہم قرآن کریم کی طرف توجہ کریں تو اس میں یہ کمال نظر آتا ہے کہ اس نے ان اقوام کے متعلق چند باتوں کو بیان کر کے اس عقدہ کو ایسا صاف کیا ہے کہ اس میں ادنیٰ شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی ۔ قرآن کریم میں یاجوج ماجوج کے متعلق پہلی بات تو یہ بیان فرمائی ان یاجوج و ماجوج مفسدون فی الارض ۔ یاجوج اور ماجوج زمین میں فساد پھیلائیں گے ۔ سو اگر تاریخ عالم کو دیکھا جائے تو جس قدر فساد اقوام یورپ نے دنیا میں پھیلایا ہے اس کی نظیر تاریخ میں اور کوئی نہیں ملتی ۔ مذہبی رنگ میں شرک کو ایک عالم پر محیط کر دیا ۔ خدا کا بیٹا بنایا اس کو خدا کا شریک ٹھیرایا اس کے کفارہ پر ایمان لانے کو گناہوں کی معافی کا ذریعہ قرار دے کر فسق و فجور کا دروازہ کھول دیا ۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زنا کاری شراب خوری جوئے بازی کی بیماریاں ایک دنیا پر محیط ہو گئیں جہاں یہ قومیں گئیں یہ تینوں بلائیں بھی ان کے ساتھ پہنچیں ۔ دنیا کی قوموں کو ایسا غلامی میں جکڑا کہ ان کے اس غلامی سے باہر نکلنے کا کوئی رستہ باقی نہ چھوڑا ، دنیا میں ظلم بھی ہوتا رہتا ہے اور انصاف بھی مگر یہ ان قوموں کی خصوصیت ہے کہ انصاف کے نام سے ظلم کرتی ہیں ۔

وہ بلندیوں سے نکل پڑیں گی

دوسرا نشان ان قوموں کا یہ بتایا ہے کہ ھم من کل حدب ینسلون ۔ وہ تمام بلندیوں سے نکل پڑیں گی ان کا غلبہ دنیا میں ہر رنگ میں ہو جائے گا اس میں اشارہ یہ ہے کہ وہ نہ صرف جسمانی رنگ میں ہی دنیا پر غالب آجائیں گی اور فتوحات ملکی کے لحاظ سے ہی دنیا کی قوموں کو مغلوب کر لیں گی بلکہ ذہنی اور علمی رنگ میں بھی دنیا کو مغلوب کر لیں گی ۔ یہ بھی ایک کھلا نشان ہے جو ان قوموں کے اندر نظر آتا ہے اب یہ دونوں بین باتیں ہیں کہ یورپ کا غلبہ تمام دنیا پر ملکی رنگ میں بھی موجود ہے اور علمی اور ذہنی رنگ میں بھی موجود ہے ، اور یہ ایسا غلبہ ہے کہ اس سے پیشتر کبھی کسی قوم کو حاصل نہیں ہوا یہاں تک کہ اس غلبہ کو دیکھ کر اقبال بھی اس حقیقت کا اعتراف کر چکا ہے ۔

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشم مسلم دیکھ لے تفسیر حرف ینسلون

اور حدیث میں آتا ہے کہ ان کے قتال کی قوت اس قدر بڑھ جائے گی کہ لا یدان لاحد بقتالھم ۔ دنیا کی کسی قوم کو ان کیساتھ جنگ کرنے کی طاقت باقی نہ رہے گی ۔

وہ ایک دوسرے کو برباد کرینگے

یہ دونوں ان کی ابتدائی حالت کے نشان بیان کر کے ان کی آخری حالت کا ایک نشان بتایا اور یہ تیسرا بین نشان ہے وترکنا بعضھم یومئذ یموج فی بعض ۔ ہم ان کو ایک دوسرے پر موجیں مارتے چھوڑ دیں گے یعنی جب وہ ساری دنیا کو مغلوب کر لیں گے تو پھر آپس میں ایک دوسرے کے خلاف ہاتھ اٹھائیں گے اور خود ہی ایک دوسرے کو برباد کرنے میں لگ جائیں گے ۔ یہ بھی ایک ایسا کھلا نشان ہے جو کوئی شبہ باقی نہیں چھوڑتا کہ یاجوج ماجوج کا مصداق یہی یورپ کی قومیں ہیں ، دنیا کی تاریخ میں اس کی دوسری نظیر نہیں ملتی کہ وہ قومیں جو بالکل ایک ہی تنہ کی شاخیں ہوں ایک ہی تہذیب کی حامل ہوں ایک ہی مذہب و ملت رکھتی ہوں کبھی اس طرح ایک دوسرے کی بربادی کے درپے ہوئی ہوں ۔

قرآن خدا عالم الغیب کا کلام ہے

قرآن کریم کا یہ کتنا بڑا کمال ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خدائے عالم الغیب کا کلام ہے جس نے تیرہ سو سال پیشتر اس عقدہ کو حل کر دیا جسے کوئی محقق حل نہ کر سکا کہ یاجوج ماجوج کون ہیں کس قدر مختصر تین جملے ہیں ان یاجوج و ماجوج مفسدون فی الارض ۔ ھم من کل حدب ینسلون ۔ ترکنا بعضھم یومئذ یموج فی بعض مگر ان میں کس قدر علم جمع کر دیا گیا ہے اور کیسے بین نشان بتا دیئے ہیں کہ آج کسی کو بھی اس کے تسلیم کرنے سے چارہ نہیں کہ یاجوج و ماجوج یہی اقوام یورپ ہیں جن کا ظلم و فساد انتہا کو پہنچ گیا ، جن کا غلبہ ساری دنیا پر ہو گیا اور جو بالآخر ایک دوسرے کو برباد کرنے کے لئے باہم الجھ گئیں لیکن قرآن کریم نے جس طرح ان کی ابتداء کے متعلق دو نشان بتائے ہیں ان کے انجام کے متعلق بھی دو نشان بتائے ہیں ایک ان کا ایک دوسرے کی تباہی اور بربادی کے پیچھے لگ جانا ایک دوسرے کے دشمن بن جانا اور دوسرا بالآخر ان کا ایک خاص رنگ میں جمع ہو جانا ونفخ فی الصور فجمعنٰھم جمعا ۔ ہماری طرف سے ایک بگل بجیگا تو ایک رنگ میں ان کو اکٹھا بھی کر لیں گے ۔ اس میں شک نہیں کہ نفخ فی الصور کا جملہ قرآن شریف میں اکثر قیامت پر بولا گیا ہے مگر مجازاً اس کا استعمال کسی انقلاب عظیم پر ہو سکتا ہے نفخ فی البوق ۔ بگل بجانا ہے اور بگل لوگوں کو اکٹھا کرنے کے لئے بجایا جاتا ہے قیامت میں بھی لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا اس لئے اسے نفخ فی الصور کہا ہے ۔ مگر اصل مطلب لوگوں کو اکٹھا کرنا ہے ۔

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد احمد پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر [illegible] سے شائع ہوا

وہ اسلام کے ذریعہ جمع ہو جائیں گے جس اجتماع کا ذکر ہے وہ وہ ان کی اس حالت کے بالمقابل ہے وترکنا بعضھم یومئذ یموج فی بعض۔ جب وہ ایک دوسرے کے دشمن بن چکے ہوں گے۔ اس کے بالمقابل فرمایا فجمعنھم جمعا ہم انہیں ایک رنگ میں اکٹھا کر دیں گے اور یہ ان کا جمع کرنا بذریعہ اسلام کے ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ طاقت رکھی ہے کہ وہ بغضوں اور کینوں کو دلوں سے نکال کر بھائی بھائی بنا دیتا ہے جیسا کہ عرب میں ہوا کہ جو لوگ صدیوں سے ایک دوسرے کے دشمن تھے اور دن رات ایک دوسرے کی تباہی اور بربادی کے درپے رہتے تھے وہ قرآن کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے۔ جیسا کہ فرماتا ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔ چنانچہ خود عیسائیوں کو یہ اعتراف ہے جیسا کہ ایک بڑے عیسائی مصنف نے لکھا ہے کہ یہ قرآن کا معجزہ تھا کہ عرب کی دشمن قوموں کو ایک کر دیا اور ایک دوسرا مصنف لکھتا ہے کہ اسلام میں آج بھی لوگوں کو جمع کرنے کی طاقت موجود ہے۔

احادیث سے اسلام کا غلبہ ثابت ہے بلکہ قیامت کے منکر ہیں اور قیامت کے ذکر سے قرآن مجید بھرا پڑا ہے لیکن یہاں جمعنھم جمعا کا ذکر کر کے کہ یہ ایک رنگ میں اکٹھا کرنا ہے اور ان کے تفرقہ اور ایک دوسرے کی بربادی کے مقابل اکٹھا کرنے کا ذکر کر کے یہ صاف بتا دیا ہے کہ یہ ان کا اسلام پر جمع ہونا ہے اور حدیث نبوی سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ بالآخر اسلام سب دنیا پر غالب آ جائے گا۔ اور دنیا کی تمام قومیں اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائیں گی۔

یاجوج ماجوج کے متعلق مسلمانوں کا اتفاق آج دنیا کے تمام مسلمان اس بات کے قائل ہو گئے ہیں کہ یاجوج ماجوج ہی اقوام یورپ ہیں، تو چاہیئے یہ تھا کہ ان کے اندر تین ایسے کھلے نشان دیکھ لینے کے بعد یہ کتنی بات کو حاصل کرنے کے لئے مسلمان اپنی پوری طاقت خرچ کر دیتے۔ قرآن کریم نے یاجوج ماجوج کے جو چار نشان بتائے تھے ان میں سے تین کو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ یورپ کے فساد عظیم کو بھی دیکھ لیا یورپ کے دنیا پر غلبہ کو بھی دیکھ لیا اور اقوام یورپ کے باہم الجھ جانے کو بھی دیکھ لیا۔ تو تعجب ہے کہ ایسے کھلے نشان دیکھ کر ہم چوتھی بات کی طرف توجہ نہیں کرتے کہ ان کے لئے مقدر یہی ہے کہ وہ بالآخر اسلام پر جمع ہو جائیں۔

مسیح کا انتظار ہم اس کے لئے کوئی کوشش نہیں کرتے اور اس انتظار میں بیٹھے ہیں کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے اتریں تو ان لوگوں کو مسلمان کریں، اگرچہ یہ واضح ہے کہ آسمان پر ہیں تو ان کے اترنے کا اور کونسا وقت ہے مگر نہیں وہ فوت ہو چکے اور جو عیسیٰ آنے والا تھا وہ آ چکا اور مسلمانوں کو یہ راز بتا چکا کہ یہی یاجوج وماجوج ہیں۔

مسلمان قرآن کی طاقت سے بے خبر ہیں کاش مسلمان غور کرتے کہ دنیا کے سر تو بالآخر قرآن کریم کی صداقت کے سامنے جھکنے ہیں موسےٰ اور عیسیٰ کے سامنے نہیں جھکنے کہ ان کے آنے کی ضرورت ہو۔ اور قرآن ہمارے ہاتھ میں ہے صرف ہم اس دولت سے بے خبر ہیں اس کی عظیم الشان طاقت سے بے خبر ہیں ہم اہل یورپ کو اسلام کے بالمقابل ایک پہاڑ سمجھتے ہیں لیکن پہاڑ بھی تو اس قرآن کے سامنے گر جائیں گے جیسا کہ فرمایا لو انزلنا ھذا القرآن علیٰ جبل لرایتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کا علم بردار بنا کر بھیجا ہے اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں یہی ہماری قوت کا راز مضمر ہے اس کے ساتھ ہو کر دیکھو کہ تمہارے اندر کس طرح قوت ایمانی ترقی کرتی ہے۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— یہ خبر مسرت سے سنی جائے گی کہ ملک محمد مقبول صاحب احمدی سری نگر کشمیر کی شادی خانہ آبادی ۶ جولائی کو ہوئی۔ دعوت میں شہر کے معززین شامل تھے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ رشتہ کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے اس خوشی کے موقعہ پر ملک محمد مقبول صاحب اور ان کی اہلیہ صاحبہ نے دس روپیہ مسجد احمدیہ کے تعمیر فنڈ میں دیئے۔

— مسٹر مشتاق احمد صاحب ایم۔ اے۔ نے علیگڈھ سے ایل۔ ایل بی کا امتحان پاس کیا ہے اس خوشی میں آپ نے تراجم قرآن فنڈ میں پانچ روپے عطا کئے ہیں۔

— جماعت احمدیہ سری نگر کشمیر کے مندرجہ ذیل احمدی نوجوانوں نے انٹرمیڈیٹ کا امتحان پاس کیا ہے اللہ تعالیٰ اس کامیابی کو ان نوجوانوں کے لئے خدمت دین کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

(۱) مسٹر صلاح الدین صاحب
(۲) محمد رمضان صاحب
(۳) عبدالرب صاحب
(۴) محمد سلطان صاحب

— چوہدری سلطان محمود صاحب امرتسر سے تحریر فرماتے ہیں کہ وہ آجکل کچھ مصائب میں مبتلا ہیں احباب سلسلہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات کو دور کرے آمین۔

— جماعت حیدرآباد دکن کے محترم رکن جناب مولوی عبدالباسط صاحب کی بیگم صاحبہ کچھ عرصہ سے علیل ہیں۔ تکلیف کچھ زیادہ ہے ان کی صحت کے لئے بزرگان و احباب جماعت خاص طور پر دعا کریں۔

سانحۂ ارتحال

(ا) خواجہ بشیر احمد صاحب انچارج ہبلی مشن اطلاع دیتے ہیں کہ ہمارے ایک دوست مجرب صاحب جو مسولی پٹم صوبہ مدراس کے رہنے والے تھے اور بعارضہ دق بیمار ہو کر ریلوے ہسپتال ہبلی میں داخل تھے ۲۲ جون کو فوت ہو گئے ان کی تجہیز و تکفین احباب جماعت نے مل کر کی، احباب سے ان کے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

(ب) محمد علی صاحب امام مسجد لائل پور تحریر کرتے ہیں کہ ان کا بچہ چند روز بعارضہ بخار بیمار رہ کر وفات پا گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون دعا ہے اللہ تعالیٰ والدین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور نعم البدل عطا فرمائے۔

نہ جانے کیا ہوا

(از جناب مولانا مرتضےٰ خان صاحب حسن۔ بی اے)

کیا ہوا دیں کی بہاروں کو نہ جانے کیا ہوا ✽ لہلہاتے سبزہ زاروں کو نہ جانے کیا ہوا
کیا ہوئے وہ ولولے اور وہ امنگیں کیا ہوئیں ✽ قوم کے خدمتگزاروں کو نہ جانے کیا ہوا
جام وحدت کا کوئی اب پینے والا ہی نہیں ✽ میکشوں کو میگساروں کو نہ جانے کیا ہوا
ڈھونڈنے سے بھی اب کہیں جنس وفا ملتی نہیں ✽ دوستوں کو دوستداروں کو نہ جانے کیا ہوا
آگ اب مہر و محبت کی کسی دل میں نہیں ✽ آہ الفت کے شراروں کو نہ جانے کیا ہوا
حلت و حرمت کی قیدوں سے ہوئے آزاد وہ ✽ ہائے ان پرہیزگاروں کو نہ جانے کیا ہوا
جیفۂ دنیا پہ مائل ہر کس و ناکس ہے آج ✽ اتقا کے دعویداروں کو نہ جانے کیا ہوا
غفلتوں پر انکی ہے نالہ کناں مرغ سحر ✽ نیم شب کے اشکباروں کو نہ جانے کیا ہوا
وہ محبت کی نگاہیں وہ خلوص اور وہ پیار ✽ اُن اخوت کے نظاروں کو نہ جانے کیا ہوا
بزم ہستی ہیچ ہائے ہو نہ شور الغیاث ✽ دل جلوں کو دلفگاروں کو نہ جانے کیا ہوا
ہیں کہاں وہ جو جان تک دیتے پھرتے تھے دین کیلئے ✽ جاں نثاروں جاں سپاروں کو نہ جانے کیا ہوا
گلشن عالم میں اب زاغ و زغن کا شور ہے ✽ عندلیبوں کو ہزاروں کو نہ جانے کیا ہوا

ارشاد امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

(۱) بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالو۔
(۲) بچوں کو سات سال کی عمر سے اشاعت اسلام کے لئے کچھ خرچ کرنے کی عادت ڈالو۔
(۳) بچوں کو سات سال کی عمر سے قرآن کریم کا ترجمہ سکھانا شروع کرو۔ (محمد علی)

ایک نہایت ضروری اعلان

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک غیر مطبوعہ مکتوب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات

(2) سلسلہ کے لئے ۲۷ر جون ۱۹۴۵ء کا پرچہ ملاحظہ فرمائیں

حضرت موسیٰ کے قول رب ارنی انظر الیک کے متعلق سوال پر فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اس کے جواب میں کوئی زجر و توبیخ نہیں فرمایا بلکہ جہاں تک ممکن تھا اس کے سوال کو بھی پورا کیا اور اپنے مکالمہ سے اور بھی شرف بخشا یعنی ان کے اس سوال کے جواب میں اپنے مکالمہ سے ممتاز کیا اور گفتار الٰہی اور دیدار الٰہی درحقیقت دو ایسی چیزیں ہیں کہ ان میں امتیاز کرنا مشکل ہے۔ یہ دو نہریں ہیں جو ایک ہی سرچشمہ سے نکلتی ہیں اور جہاں یہودیوں نے کہا لن نؤمن لک حتیٰ نری اللہ جھرۃ تو وہاں ان پر عذاب الٰہی نازل ہوا گویا ایک کلمہ جب ایک منہ سے نکلا تو اس کا نتیجہ کچھ اور ہوا اور جب ایک دوسرے کے منہ سے وہی الفاظ نکلے تو اس کا نتیجہ کچھ اور ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ان دونوں سائلوں کی نیتوں سے خوب واقف تھا۔ انما الاعمال بالنیات

یہودیوں کا سوال تو ان کی فطرت کے مطابق سراسر شرارت پر مبنی تھا کہ ہم تو ایمان ہی نہیں لائیں گے جب تک اللہ تعالیٰ کو صاف صاف نہ دیکھ لیں اس لئے ان کو جواب بھی ملا جو چاہیئے تھا اور حضرت موسیٰ کا سوال عرفان الٰہی کی بناء پر تھا کیونکہ اگرچہ ایمان بالغیب پر بہت بڑا ثواب مترتب ہوتا ہے مگر جو شخص عرفان الٰہی سے بے بہرہ ہو اس کا ایمان بھی ناقص ہوتا ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب انسان ایمان الٰہی میں ترقی کرتا ہے تو اس کا اور بھی جی چاہتا ہے کہ اس راہ میں قدم آگے بڑھائے۔ اسی بنا پر حضرت موسیٰ علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام کا سوال تھا اور جوں جوں انسان معرفت میں قدم آگے بڑھاتا اور خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی طرف رجوع برحمت کرتا ہے چنانچہ آگے جو حضرت موسیٰ کے الفاظ ہیں کہ تبت الیک ان سے بھی یہی مراد ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف اب میں اور بھی رجوع کرتا ہوں یعنی اس کے اس انعام و اکرام کے بعد میں اس کی معرفت میں اور بھی قدم آگے بڑھاتا ہوں۔ توبہ دو قسم کی ہوتی ہے ایک تو معمولی انسان کی توبہ جس میں بدی چھوڑ کر انسان نیکی کی طرف رجوع کرتا ہے اور دوسرے نبیوں کی توبہ جس میں خدا تعالیٰ کی طرف اور بھی زیادہ رجوع کہ معرفت الٰہی میں اور ترقی [illegible]

فرمایا براہین میں میرا نام ابراہیم۔ آدم۔ نوح۔ یوسف۔ داؤد۔ سلیمان۔ عیسےٰ وغیرہ رکھا گیا اور اس کے علاوہ اس جملہ میں کہ جری اللہ فی حلل الانبیاء تمام نبیوں سے ایک قسم کی مشابہت بتائی گئی ہے کیونکہ یہ تو ممکن نہیں تھا کہ ایک ایک نبی کا نام لیکر کہا جاتا اور اس جملے کے معنے یہی ہیں کہ کوئی نبی ایسا نہیں جس کے خلقوں میں سے کوئی خلق اور جس کی سنتوں میں سے کوئی سنت مجھے نہ دی گئی ہو ورنہ حلل سے یہاں سچ مچ کے حلے مراد نہ تھے۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اگر سارے نبیوں سے مشابہت ہے تو پھر یوسف۔ نوح۔ ابراہیم وغیرہ کوئی نام خاص طور پر کیوں نہ رکھا گیا اور اس کا نام احمد اور عیسیٰ کیوں رکھا گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ نام بلحاظ اکثر اور اغلب کے ہے یعنی اور انبیاء کے اخلاق اور سنن میں سے تو تھوڑا تھوڑا حصہ ملے گا لیکن ان دو آخری نبیوں سے ایک مشابہت عظیم ہو گی جن میں سے خاتم الانبیاء علیہ الف الف صلوٰۃ و سلام خود جامع جمیع کمالات انبیاء ہیں اور وہ مشابہت جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے یہ ہے کہ تعلیم کے متعلق تو مشابہت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہے یعنی جس قسم کی اخلاقی تعلیم اور جس طرح پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تھی ویسی ہی ہمارے نبی کو ملی اور احمد نام رکھنے میں یہ حکمت تھی کہ بعض خصوصیتیں جو احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص ہیں اس امام میں بھی پائی جائیں گی۔ یہ تین خصوصیتیں ہیں۔ اول تحدی جس قسم کی تحدی قرآن کریم میں پائی جاتی ہے اس کا نمونہ اور کسی نبی کے کلام میں نہیں تھا۔ دوم معارف اور حقائق الٰہی اور اسرار پر آگاہی جس بسط اور تکمیل کے ساتھ حقائق شریعت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے اور جو کمال آپ کو معارف اور حقائق پر حاصل ہے اس کی کوئی برابری نہیں کر سکتا۔ سوم مخالفوں پر فتح۔ اس کی شاہد اذا جاء نصر اللہ والفتح ہے اور الیوم اکملت لکم دینکم۔ سوان ہر سہ خصوصیات میں سے ظلی طور پر ہم کو بھی حصہ دیا گیا ہے اور یہی سبب احمد نام رکھا جانے کی ہے۔ اسی کی طرف اس حدیث میں بھی اشارہ ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ وہ مہدی موعود آدھا بنی اسرائیلی ہو گا اور آدھا محمدی۔ گویا اس کی مماثلت ان [illegible]

کے آسمان سے اترنے کی کوئی ضرورت بتائے جب خود مہدی میں آدھا عنصر بنی اسرائیلی موجود ہے تو ایک اور بنی اسرائیلی نبی کو جنت سے نکال کر اس دارالابتلا میں لانے کی کیا ضرورت ہے۔ غرض ان حصوں کی یہ فلاسفی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ہمارے مخالف لفظ پرستی کی طرف جاتے ہیں اور کوئی بھی لطیف استدلال نہیں کرتے۔

ایک دن سیر میں فرمایا کہ مجھے یہ بھی الہام ہوا ہے انما امرک اذا اردت شیئاً ان تقول لہ کن فیکون یعنی جب تو کسی چیز کا ارادہ کرے تو وہ ہو جاتی ہے اور خدا تعالیٰ نے اپنی نسبت بھی یہی الفاظ فرمائے ہیں تو پھر ان میں کیا فرق ہوا۔ فرمایا فرق یہ ہے کہ جب انسان کو یہ مرتبہ حاصل ہوتا ہے تو اس وقت اس کا اپنا ارادہ کوئی بھی نہیں ہوتا بلکہ جب تک ایک امر کے لئے خدا تعالیٰ کا ارادہ نہ ہو تو اس کا ارادہ بھی نہیں ہوتا۔ اسی بات پر ہوتے ہوتے اولیاء اللہ کے قرب الٰہی پر بات چل پڑی۔ فرمایا کہ نوافل فرائض کے متمم ہوتے ہیں اور نوافل سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ فرائض سے مراد صرف نماز کے چند فرض ہیں اور نوافل سے مراد نماز کی چند رکعتیں ہیں بلکہ یہ الفاظ تمام احکام پر محیط ہیں ہر ایک امر میں اللہ تعالیٰ کے دو طرح کے حکم ہوتے ہیں ایک تو وہ جو انسان کو ضرور کرنے چاہئیں اور ان کے بغیر نجات نہیں اور دوسرے وہ جن کا اس کو اختیار دیا گیا ہے مثلاً چالیسواں حصہ مال کا دینا تو فرض ہوا۔ لیکن آدمی کو چاہیئے کہ قرب الٰہی حاصل کرنے کے لئے اپنے مال سے اور بھی حصہ دے۔ اسی طرح سے مہمان کا اکرام لازمی ہے لیکن اس کی اور بھی خاطرداری کرنی چاہیئے۔ غرض تمام قسم کے احکام میں ایک فرائض ہوتے ہیں اور ایک نوافل۔ جب آدمی ایک فرض بجا لاتا ہے تو وہ ایک ایسا کام کرتا ہے جس کا اسکو لازمی طور پر کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور جس کے نہ کرنے کی صورت میں وہ مستوجب سزا ہوتا ہے۔ اور کام کے کرنے میں وہ اپنے میں اور اپنے مولے میں ایک قسم کا فرق کرتا ہے مثلاً ایک شخص زکوٰۃ دیتا ہے تو جب وہ چالیسواں حصہ مال خدا کی راہ میں ادا کرتا ہے تو یہ تفریق عملی طور پر کرتا ہے کہ ایک حصہ تو خدا کا ہوا اور انتالیس حصے اس کے اپنے ہوئے لیکن جب وہ اس سے آگے قدم رکھتا ہے اور اپنی ہستی کو کچھ بھی نہ سمجھ کر اس سارے مال کو خدا کا مال سمجھتا ہے اور خدا کی راہ میں دینا اور دینے کو تیار ہوتا ہے تو اس ذوق کو جو پہلے اپنے آپ میں اور اپنے مولے میں کیا تھا درمیان سے اٹھا دیتا ہے اور وہ سب کچھ خدا کا ہی سمجھتا ہے۔ اسی طرح پر انسان جوں جوں نوافل میں ترقی کرتا ہے اپنے اور اپنے مولے کے درمیانی فرق کو دور کرتا جاتا اور قرب الٰہی حاصل [illegible]

انسان یہ قرب کا مرتبہ پالیتا ہے تو حدیث میں آیا ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس قدر تردد ایسے بندے کی روح قبض کرتے وقت مجھے ہوتا ہے کہ اور دنیا میں رہ کر اور اپنے اوپر طرح طرح کی مصیبتیں جھیل کر خدا تعالیٰ کی راہ میں اس کی مخلوق کو اور فائدہ پہنچاؤں اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تکلیفوں سے اسے نجات دے کر ابدی راحت کے لئے اسے اپنے پاس بلا لوں۔

اس کے بعد یہ ذکر شروع ہوا کہ راستبازوں کو ہمیشہ سے لوگ مفسد اور خونی کہتے اور گالیاں نکالتے چلے آئے ہیں۔ حالانکہ اسی قادیان کے قصبہ میں ہی کئی آدمی ایسے مل سکیں گے جن کی نسبت یہ شہادت مل سکے گی کہ انھوں نے کبھی کسی کو بُرا نہیں کہا یا کسی کا مال نہیں کھایا۔ فرمایا اصل بات یہ ہے کہ جسے گالیاں نہ دی جائیں اور خونی اور مفسد اور ناگفتہ کہا جائے وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہو سکتا اور اس کا ثبوت ہمیں قرآن شریف سے ملتا ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انی جاعل فی الارض خلیفۃ تو ملائکہ نے یہی اعتراض کیا اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء یعنی یہ خلیفہ تو مفسد اور خونی ہو گا اور تیری عبادت کے لئے ہم کافی ہیں "نحن نسبح بحمدک ونقدس لک" تسبیح کے معنے ہوتے ہیں خدا تعالیٰ کا تمام عیبوں اور نقصوں سے پاک ہونا اور تقدیس کے معنے خدا تعالیٰ کا تمام کمالات کا جامع ہونا۔ تو گویا فرشتوں نے کہا کہ تیری پاکی اور بڑائی بیان کرنے کو تو ہم موجود ہیں اور یہ خلیفہ آکر کیا کرے گا سوائے اس کے کہ خونریزیاں کرنے اور فساد ڈالے۔ ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام پر اس اعتراض کے بیان کرنے میں خداوند تعالیٰ نے یہ پیشگوئی بیان فرمائی ہے کہ اس کی اولاد میں سے جتنے صفی اور برگزیدہ ہوں گے ان پر ہمیشہ اعتراض اسی قسم کے ہوتے رہیں گے بلکہ اس قسم کے اعتراضات کا ہونا ان کے منجانب اللہ ہونے کی ایک بڑی دلیل ہو گی اور ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی بھی ہادی ایسا نہیں گذرا جس کی سب لوگ تعریف کرتے ہوں بلکہ ضرور ضرور ایک فرقہ اس کو گالیاں نکالنے والا بھی موجود رہتا ہے۔ کچھ اور بھی لکھتا لیکن خط پہلے ہی لمبا ہو گیا ہے اور وقت بھی ڈاک کا قریب ہے آپ یہ مہربانی کریں کہ اس خط کو پڑھ کر مولوی عزیز بخش صاحب بی اے۔ ریکارڈ کیپر ڈیرہ غازی خاں کے نام پر ارسال کر دیں۔ آپ کا بڑا احسان ہو گا۔

۴ر دسمبر ۹۹ء

خاکسار (دستخط) محمد علی

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

ضلع بیجاپور میں تبلیغی جدوجہد

ہمارے مکرم دوست شیخ بشیر احمد صاحب ایم اے مبلغ ہبلی (دھارواڑ علاقہ بمبئی) معہ اپنی بیگم امریکن بیگم صاحبہ کے جس خلوص و سرگرمی کے ساتھ تبلیغی فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور اشد مخالفتوں کے باوجود جو بہترین ثمرات اللہ تعالےٰ کے فضل سے مرتب ہو رہے ہیں وہ ہر طرح لائق تحسین اور قابل رشک ہیں، حال ہی میں انھوں نے اپنے اسسٹنٹ مولوی محمد بڈھن ... صاحب اور بعض دوسرے دوستوں کے ساتھ ضلع بیجاپور کا دورہ کیا ہے جس کی مختصر رپورٹ جو انھوں نے لکھکر بھیجی ہے اس قابل ہے کہ قارئین پیغام صلح کی دلچسپی کے لئے اسے شائع کیا جائے۔ شیخ صاحب ممدوح لکھتے ہیں:-

مولوی بڈھن بردور صاحب مورخہ ۲۱ ... بروز ... ضلع بیجاپور کے دورے پر روانہ ہو گئے مجھے بھی ان کے ساتھ جانا تھا مگر ایک تو میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی دوسرے گلا بھی بری ... ہوا تھا اس لئے اپنی روانگی ملتوی ... منگل کی شام کو بڈھن صاحب کا تار ... یا۔ ان کا اصرار تھا کہ کچھ بھی ہو مجھے ضرور بیجاپور پہنچ جانا چاہیئے اس لئے رخت سفر باندھنے کے بغیر چارہ نہ رہا۔ باوا محمد یوسف صاحب نے چار یوم کی ریلوے ورکشاپ سے رخصت لے لی۔ حکیم عبدالرحمان صاحب بھی چار دن کے لئے اپنی دوکان سے غیر حاضر رہنے پر آمادہ ہو گئے چنانچہ ہم تینوں بدھ کی شام کو ہبلی سے روانہ ہو گئے۔ رات کے دو بجے بیجاپور کے اسٹیشن پر اترے۔ مسٹر ا ... سید سب انسپکٹر پولیس ہبلی کے ایک دوست ہمیں اپنے مکان پر لے گئے۔ تین گھنٹے مشکل سے سوئے ہوں گے صبح بذریعہ بس علاقہ سندگی کو چل دیئے۔ مولوی بڈھن صاحب پہلے ہی سے موجود تھے اور ڈاک بنگلے میں ہمارے قیام کا انتظام کر رکھا تھا۔ نماز مغرب کے بعد بازار کے ایک چوک میں جلسہ منعقد ہوا مولوی بڈھن صاحب نے تلاوت قرآن مجید کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مشہور نعت "وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا۔ نام اس کا ہے محمدؐ دلبر میرا یہی ہے" نہایت خوش الحانی سے پڑھی۔ باوا صاحب نے اپنی ... ہندی نظم پریم کی بنسری گائی۔ حاضرین اور منتظمین جلسہ کے اصرار کی وجہ سے مجھے تقریر کرنی پڑی اگرچہ گلے کو تر رکھنے کے لئے بار بار پانی اور نمک کی مدد لینی پڑتی تھی۔ جمعہ کی امامت بڈھن صاحب نے کی بعد میں ایک مختصر سی میری تقریر ہوئی۔ شب کو پھر جلسہ ہوا۔ مولوی بڈھن صاحب، حکیم عبدالرحمٰن صاحب باوا صاحب کی اور میری تقریریں ہوئیں۔ ان جلسوں کے علاوہ دو دن تبلیغ کا سلسلہ متواتر جاری رہا آس پاس کے قریوں کے لوگ بھی آئے ... تھے۔ حکیم صاحب اور باوا صاحب ... . اشاعت اسلام کا حق ادا کر دیا۔ تحریک احمدیت کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور جماعت میں شامل ہونے کی دعوت دی۔ لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ ہمیں ... نومسلم خاکروب نے شکایت کی کہ مسلمان

کے ہاتھ سے پانی تک نہیں پیتے۔ اللہ کا شکر ہے کہ مسلمانوں نے ہماری ... کان دھرے سب نے توبہ کی اور وعدہ کیا کہ آئندہ وہ ایسا نہیں کریں گے اور اسے اپنا بھائی سمجھیں گے۔ ہمارے نومسلم بھائی ... کرانے کے طور پر ایک درجن سیلے ہمارا نذر کئے ... ہفتہ کے دن ہم یہاں سے روانہ ہو گئے راستہ میں کوئی سات میل کے فاصلہ پر ہم بس سے اتر گئے۔ یہاں سے ہمیں بذریعہ بیل گاڑی بلگانو رجانا تھا۔ قریہ کے لوگوں نے ابھی بیل گاڑی بھیجی نہیں تھی دھوپ بڑی تیز تھی اس لئے ہم ایک پاس کے گاؤں میں چلے گئے۔ حکیم صاحب نے یہاں کے لوگوں کو اکٹھا کیا اور پھر وعظ و نصیحت کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ حکیم صاحب، باوا صاحب اور مولوی بڈھن صاحب نے یکے بعد دیگرے انہیں شرک سے بچنے کی تلقین کی اور بچوں کو تعلیم دینے کے فوائد سمجھائے۔ کرناٹک میں امام حسین اور امام قاسم کے پنجوں کی پوجا ہوتی ہے۔ حیرت ہے کہ بعض پڑھے لکھے بظاہر سمجھدار مسلمان بھی اس مرض کا شکار ہیں اور ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے بلکہ بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ اس سے تو امام کی شان قائم ہوتی ہے۔ ہندو مسلمانوں سے بھی زیادہ ان پنجوں کی پوجا کرتے ہیں اور یہی بات ان کے نزدیک امام کی فضیلت ان کے مذہب پر ثابت کرتی ہے ۔۔۔ شام کے چھ بجے بیل گاڑی آئی اور ہم بلگانو روانہ ہو گئے۔ آٹھ بجے یہاں پہنچے حسب دستور حکیم صاحب اور باوا صاحب نے یہاں پہنچتے ہی اپنے فرض کو پورا کرنا شروع کیا۔ یہاں مقلد اور غیر مقلد کی بحث چھڑی ہوئی تھی اور اب احمدی . . . . . ان کی صلح کرانے میں کوشاں ہو گئے حکیم صاحب اور باوا صاحب کو اتوار کے روز ہم سے جدا ہونا پڑا ان کی رخصت کے چار دن ختم ہو گئے تھے اس لئے مجبوراً ہمیں انہیں الوداع کہنی پڑی۔ غیر مقلد دوست ہماری مجلسوں میں شریک ہونے سے احتراز کرتے تھے شب کو جلسہ ہوا اور مولوی بڈھن صاحب اور میں نے اتحاد اسلامی کی اہمیت بتلائی اور اس کے فقدان کی وجہ سے جو ہم پر مصیبتیں نازل ہوئی ہیں ان کا ذکر کیا۔ پیر کے دن مولوی صاحب ... ہمارا ... ان کے مکانوں سے بلا کر لائے۔ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور احسان تھا کہ اس کے بعد سب لوگ خود بخود ہمارے پاس آکر ہماری باتیں سننے لگے۔ چار دن ہمارا یہاں قیام رہا مولوی بڈھن صاحب کے رات کو وعظ بھی ہوتے رہے۔ ہماری روانگی سے ایک دن پہلے دس آدمی ہماری جماعت میں شامل ہو گئے مولوی بڈھن صاحب ان کے بیعت نامے آپ ... کی رپورٹ کے ساتھ بھیجدیں گے۔ "پیغام صلح" کے اجرا کے لئے نمونہ خط لکھدیا گیا۔ انوار القرآن، سیرۃ خیر البشر اور مسیح موعود کتابوں کے علاوہ بہت سا لٹریچر بھی انہیں دیا کہ دوسرے لوگوں کو بھی وہ ہدایت ... اس طرح مقلدین اور غیر مقلدین کے جھگڑے ہی نہ صرف ختم ہو گئے بلکہ اللہ کی رسی نے انہیں اکٹھا باندھ کر ان میں محبت اور اتفاق پیدا کر دیا اور وہ پہلے سے بہت زیادہ مضبوط ہو گئے۔ ہم نے انہیں ہدایت کی کہ وہ براہ راست مرکز سے اپنا تعلق جوڑیں اور اپنے چندے وغیرہ وہاں بھیجتے رہیں۔ مناسب ہوگا اگر آپ انہیں کچھ لٹریچر بھجوادیں مولوی بڈھن صاحب ان کے پتے بھیجدیں گے ۔۔۔ بدھ کی صبح کو ہم یہاں سے انڈی روڈ بذریعہ بیل گاڑی واپس روانہ ہو گئے۔ سب انسپکٹر صاحب سیٹلمنٹ کے مکان پر قیام ہوا۔ شب کو جلسہ ہوا۔ مولوی بڈھن صاحب اور میری تقریریں ہوئیں۔ زبانی گفتگو بھی فرداً فرداً لوگوں سے ہوتی رہی۔ جمعرات کو گیارہ بجے کی ٹرین سے ہم ہبلی روانہ ہو گئے۔ مولوی بڈھن صاحب راستے میں اپنے وطن گدگ ٹھہر گئے۔ شب کو نو بجے میں ہبلی اسٹیشن پر بخیر و عافیت پہنچ گیا۔

خاکسار

بشیر احمد منٹو

شملہ کانفرنس کی ناکامی

شملہ کانفرنس بالکل ناکام رہی" مسلم لیگ نے عارضی حکومت میں شامل ہونے سے اس بنا پر انکار کر دیا ہے کیونکہ اس کا یہ مطالبہ نہیں مانا گیا کہ مسلم نمائندوں کی نامزدگی کا اختیار صرف مسلم لیگ کو حاصل ہونا چاہیئے اور نہ یہ مطالبہ مانا گیا کہ ایگزیکٹو کونسل میں جس تجویز کی مخالفت مسلم نمائندے کریں اسے ترک کر دیا جائے"۔

مسلم لیگ نے ہندوستانی مسلمانوں کی سب سے بڑی سیاسی نمائندہ جماعت ہونے کے لحاظ سے جو طریق اختیار کیا وہ بالکل بجا اور درست ہے۔ سیاسی میدان میں مسلم لیگ نے مسلمانوں کے جداگانہ حقوق کی تعیین میں جو کارہائے نمایاں کئے ہیں ان سے کوئی حق پوش ہی انکار کر سکتا ہے ... نیشنلسٹ مسلمان جنہیں جمہور مسلمین کی نمائندگی حاصل نہیں اور جو ہمیشہ مسلمانوں کے جداگانہ حقوق کی مخالفت کرتے رہے ہیں انکا مسلمانوں کی جداگانہ نشستوں پر قابض ہونے کی کوشش کرنا بےاصولا پن ہے اصولاً مسلم نمائندوں کی نامزدگی کا اختیار لیگ کو حاصل ہونا چاہیئے۔ ہندوستانی مسلمانوں کی سیاسی زندگی ...

(بقیہ صفحہ ...)

چند گذارشات

{از دفتر تحصیل}

(۱) سب سے پہلے میں احباب کی توجہ زکوٰۃ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ تقریباً تمام احباب کی خدمت میں زکوٰۃ کی اپیلیں بھیجی جا چکی ہیں۔ اخبار پیغام صلح کے ذریعہ اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی تحریک جا چکی ہے۔ الحمد للہ کہ احباب نے اس طرف توجہ فرمائی ہے مگر ابھی بعض اصحاب کی طرف سے اب تک زکوٰۃ وصول نہیں ہوئی۔

میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں اور اب پھر عرض ہے کہ فرداً فرداً یاد دہانی دفتر کے لئے مشکلات کا موجب ہوتی ہے۔ اس لئے احباب بغیر اس امر کہ دفتر کی طرف سے ان کو بار بار یاد دہانی کرائی جائے خود بخود ہی توجہ فرمایا کریں۔

(۲) وصایا کے متعلق حضرت امیر کی تازہ تحریر احباب کی طرف سے گذری ہوگی جو پیغام صلح ۱۱ر جولائی میں شائع ہوئی ہے۔ جن احباب نے اب تک وصیت نہیں فرمائی وہ اب اس طرف توجہ فرمائیں۔

(۳) تمام ایسے احباب کی خدمت میں دفتر کی طرف سے خطوط بھیجے گئے جن کی شرح چندہ ارتی روپیہ سے کم ہے۔ بعض احباب نے از راہ مہربانی اس شرح کے مطابق اپنا چندہ بڑھا دیا۔ جزاہم اللہ احسن الجزا۔ لیکن اکثر احباب نے اس کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ حالانکہ بعض صورتوں میں دو دفعہ یاد دہانی کرائی جا چکی ہے احباب کو چاہیئے کہ انجمن کے فیصلہ اور حضرت امیر ایدہ اللہ کے ارشاد کے مطابق ارتی روپیہ کے حساب سے چندہ مرحمت فرمایا کریں اور اس کی اطلاع مجھے بھی دیں یا کم از کم منی آرڈر کے کوپن میں ہی تصریح کر دیں کہ چندہ حسب شرح بھیجا گیا ہے جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان اور محصلین اور مبلغین کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں اور اپنے اپنے حلقوں میں اسی ارتی روپیہ کی شرح سے چندہ وصول کرنے کی کوشش فرمائیں۔ اس معاملہ میں میاں محمد شریف صاحب مقبول فلور ملز اور جماعت امرتسر سب پر سبقت لے گئی ہے۔ اللہ تعالےٰ میاں صاحب موصوف اور سب احباب جماعت اور چوہدری سلطان محمود صاحب کو جو وصولی چندہ کا کام کرتے ہیں جزائے خیر دے۔

(۴) ماہوار چندوں کے سلسلہ میں گذارش ہے کہ وصولی کی رفتار وہی ہے مگر ان احباب سے مجھے سخت گلہ ہے جو ان چندوں میں تساہل سے کام لیتے ہیں اور باوجود یاد دہانی کے ادا نہیں کرتے۔ ایسے احباب کی خدمت میں میں بطور ناخواندہ مہمان کے خود حاضر ہوتا ہوں۔

زکوٰۃ کی وصولی کے سلسلہ میں حافظ عبدالرشید صاحب مبلغ انجمن کا خاص طور پر ...

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

المصلح الکبیر

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

جائنٹ ایڈیٹر ۔ شیخ محمد انعام الحق

ایڈیٹر ۔ ایس ۔ محمد آصف ۔ بی اے

جلد ۳۳ ۔ لاہور ۔ یوم چہار شنبہ ۔ مورخہ ۱۵ شعبان ۱۳۶۴ھ م ۔ ۲۵ جولائی ۱۹۴۵ء ۔ نمبر ۳۰

عقائد جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔

۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی

۴۔ سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددین کا ماننا ضروری ہے۔

۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا

مصطفیٰ ما را امام و پیشوا

... او خیر الرسل خیر الانام

... ما بر وے شد اختتام

آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست

عرفان ما از جام اوست

... دوری ازان روشن کتاب

نزد ما لعنت و خسران و تباب

معیار زندگی کو بلند کرنیکا صحیح راستہ

اعمال صالحہ سے معیار زندگی بلند ہوتا ہے

اسلام انسانی معیار زندگی کو بلند کرتا ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ۔ ڈلہوزی ۔ مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۴۵ء

من عمل صالحا من ذکر او انثیٰ وھو مومن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ (النحل)

اچھی زندگی کے لوازم اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بتایا ہے کہ اچھی زندگی کس طرح بسر کی جاسکتی ہے ۔ زندگی کے حوائج کھانا پینا لباس اور مکان ہیں اور عام طور پر اچھی زندگی اسی کو سمجھا جاتا ہے کہ کسی شخص کو کھانے پینے کے سامان اچھے میسر ہوں پہننے کو لباس اچھا مل جائے رہنے کو مکان اچھا مل جائے ۔ مگر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اچھی زندگی کے دو لوازم قرار دیئے ہیں خدا پر ایمان ہو اور اعمال اچھے ہوں

اچھے لباس اور اچھی رہائش اس کا یہ مطلب نہیں کہ اچھے کھانے اچھے لباس اچھی رہائش کو اسلام کوئی وقعت نہیں دیتا یا اچھی زندگی کے لئے ان کو ضروری نہیں سمجھتا ۔ قرآن کریم میں حکم موجود ہے کلوا من الطیبات اچھی چیزیں کھاؤ ۔ لباس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق اللہ تعالیٰ نے جو انسانوں کے لئے زینت کی چیزیں پیدا کی ہیں وہ حرام نہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی اچھی چیزوں میں سے ہیں ان سے فائدہ اٹھاؤ ۔ مومنوں کو مساکن طیبۃ کا وعدہ دے کر یہ اشارہ کر دیا ہے کہ جس طرح انسان کے لئے اس دنیا میں بھی اچھی اور ستھری چیزیں چاہئیں خواہ وہ کھانے پینے کی ہوں خواہ لباس سے تعلق رکھتی ہوں اسی طرح اس کا رہنے کا مکان بھی اچھا اور ستھرا ہونا چاہیئے اور دوسری جگہ رہنے کے مکانوں کا ذکر یوں فرمایا مساکن ترضونھا وہ مکان جو اپنی خوبصورتی کی وجہ سے تمہیں اچھے لگتے ہیں بلکہ بلدۃ طیبۃ و رب غفور میں یہ بھی بتا دیا کہ ان کے شہر بھی جہاں وہ اکٹھے ہو کر رہیں اچھے اور ستھرے ہوں ۔ ہر قسم کی غلاظت سے پاک ہوں تو اچھا کھانا کھانا اچھا لباس پہننا اچھے مکان میں رہنا ۔ اپنے شہروں کو اچھا رکھنا یہ سب اسلام کی تعلیم ہے ۔

طیب کے معنی اس پر یہ کیوں فرمایا کہ اچھی زندگی صرف ایمان اور اعمال صالحہ سے حاصل ہوتی ہے طیب کے عام معنے اچھا ستھرا عمدہ بھی ہیں لیکن قرآن کریم کے کمالات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے زبان میں ایک وسعت پیدا کی ہے ۔ وہی الفاظ جو پہلے معمولی معنوں میں استعمال ہوتے تھے ان کے اندر اپنے استعمال سے ایک نیا مفہوم داخل کر دیا ۔ اس حقیقت تک صرف وہی لوگ پہنچتے ہیں جنہوں نے قرآن کریم کا مطالعہ گہری نظر سے کیا ہے آئمہ لغت میں سے امام راغب اصفہانی نے قرآنی فلسفہ کے اس پہلو پر خوب غور کیا ہے ۔ اسی لفظ طیب کے مفہوم میں وہ لکھتے ہیں واصل الطیب ما تستلذہ الحواس وما تستلذہ النفس ۔ طیب اصل میں وہ چیز ہے جس سے حواس کو بھی لذت حاصل ہو اور نفس کو بھی لذت حاصل ہو یعنی اس کے معنوں میں صرف یہی امر داخل نہیں کہ حواس ظاہری اس سے خوشی حاصل کریں بلکہ یہ امر بھی داخل ہے کہ انسان کے دل میں بھی اس سے راحت پیدا ہو ۔ اس لئے انسانوں میں سے طیب وہ ہے جو جہل فسق اور برے اعمال کی نجاست سے پاک ہو اور علم اور ایمان اور اچھے اعمال کے زیور سے آراستہ ہو ۔ جیسے فرمایا تتوفٰھم الملائکۃ طیبین یا فرمایا سلام علیکم طبتم ۔ اس لئے حیوۃ طیبۃ سے مراد یہاں وہ زندگی ہے جو جسمانی رنگ میں بھی پاکیزہ ہو اور اخلاق کے لحاظ سے بھی پاکیزہ ہو ۔ ظاہری نجاستوں سے بھی پاک ہو اور اخلاقی آلائشوں سے بھی پاک ہو ، تو ارشاد فرمایا کہ اللہ پر ایمان اور اچھے اعمال سے ہی وہ زندگی ملتی ہے ۔

جسمانی راحت پر قلبی راحت کی برتری اسلام انسانوں کو جسمانی لذتوں سے محروم نہیں کرتا ۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے پیدا کی ہیں ان سے بے شک فائدہ اٹھاؤ مگر وہ ان لذتوں کو ادنیٰ مرتبہ دیتا ہے اور قلب کی راحت کو بلند مرتبہ دیتا ہے ۔ اور اصلی راحت اسی کو ٹھیراتا ہے جہاں تک جسمانی طیبات کا تعلق ہے مسلمانوں نے ان کو بھی بڑی ترقی دی ۔ جس قدر لذیذ کھانے مسلمانوں نے پیدا کئے ہیں اور کسی قوم نے نہیں کئے ۔ خدا کی دی ہوئی نعمتوں کو بڑی ترقی دی پھل بھی اعلیٰ درجہ کے لذیذ پیدا کئے لباس کے لحاظ سے اس کو ستھرا اور پاک رکھنے کا حکم تو سب سے پہلے احکام میں سے ہے مگر من حرم زینۃ اللہ کے ماتحت اچھے لباس کو بھی مسلمانوں نے کمال کو پہنچایا ۔ اور مکانات تو ایسے تعمیر کئے کہ آج دنیا کے سب سے زیادہ خوبصورت مکانوں میں مسلمانوں کی بنائی ہوئی عمارتیں ہیں مگر اس کے ساتھ ہی ان کو متنبہ کیا کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اعمال صالحہ کے ساتھ جسمانی نعمتوں سے فائدہ اٹھایا جائے تو حقیقی حیوۃ طیبۃ ملتی ہے ۔ جسمانی اور روحانی دونوں لذتیں حاصل ہوتی ہیں ۔ حواس ظاہری کے ساتھ قلب کو بھی لذت . . . . حاصل ہوتی ہے ۔

معیار زندگی بلند کرنیوالی چیز اعمال صالحہ ہیں اسلام کے نزدیک صرف اچھا کھانے پینے سے معیار زندگی بلند نہیں ہوتا بلکہ معیار زندگی اعمال صالحہ سے بلند ہوتا ہے ۔ دوسری جگہ فرماتا ہے الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ ۔ پاکیزہ کلمات ایمان کی باتیں اللہ تعالیٰ کی طرف چڑھ جاتی ہیں ۔ اور نیک عمل انسان کو بلند کرتا ہے تو بلند کرنے والی چیزیں فی الحقیقت کھانا پینا پہننا رہائش نہیں بلکہ اعمال صالحہ ہیں ۔ اچھے اخلاق ہیں خدا سے تعلق ہے ۔

ہندوستان کے معیار زندگی کو بلند کرنے کا فکر اس وقت دنیا میں ایک عام ہوا معیار زندگی کو بلند کرنے کی چلی ہوئی ہے ، اور یورپ اور امریکہ کے لوگ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس غم میں گھلے چلے جاتے ہیں کہ ہندوستان کا معیار زندگی کس طرح بلند کیا جائے ۔ دنیا کی دوسری قوموں کا معیار زندگی کس طرح بلند کیا جائے ۔ ان کو اچھے اچھے لباس پہننے کے لئے کس طرح پہنچائے جائیں ان کے مکانوں کی آراستگی کے لئے اعلیٰ درجہ کا فرنیچر کس طرح بہم پہنچایا جائے کیا سچ مچ ان لوگوں کے دلوں میں انسانی ہمدردی کا جذبہ اتنا بلند ہو گیا ہے کہ وہ جب کسی ہندوستانی یا کسی غلام قوم کے فرد کو نیم برہنہ دیکھتے ہیں یا یہ دیکھتے ہیں کہ اس کے جسم پر نہایت موٹا لباس ہے اس کے پاؤں میں ٹوٹی ہوئی جوتی ہے تو ان کا دل غم سے پگھل جاتا ہے اور یہ ابال ان کے دلوں میں اٹھتا ہے کہ کسی طرح یہ لوگ بھی ہماری طرح پتلون اور کوٹ پہنے ہوئے ہوں اعلیٰ درجہ کی جرابیں اور بوٹ ان کے پاؤں میں ہوں ۔ ان کے کھانے پینے کے دسترخوان یا میزیں ہر قسم کے اچھے کھانوں اور پھلوں سے لدی ہوئی ہوں ؟ یا فی الحقیقت یہ کوئی اور خواہش ہے جو اس معیار زندگی کو بلند کرنے کے جذبہ کے پیچھے کارفرما ہے ؟

یورپ اور امریکہ کی اصل خواہش حقیقت پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان کی خواہش صرف

48

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

ایڈیٹر ۔ ایس ۔ محمد آصف ۔ بی اے

جائنٹ ایڈیٹر ۔ شیخ محمد انعام الحق

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔

۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی

۴۔ سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔

۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
[illegible] و خیر الرسل خیر الانام
[illegible] ما بر وے شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآن نام اوست
[illegible] عرفانِ ما از جامِ اوست
[illegible] دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما لعنت و خسران و تباب

جلد ۳۳ ۔ لاہور ۔ یوم چہار شنبہ ۔ مؤرخہ ۱۵ شعبان ۱۳۶۴ھ ۔ م ۔ ۲۵ جولائی ۱۹۴۵ء ۔ نمبر ۳۰

معیارِ زندگی کو بلند کرنیکا صحیح راستہ

اعمالِ صالحہ سے معیارِ زندگی بلند ہوتا ہے

اسلام انسانی معیارِ زندگی کو بلند کرتا ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ۔ ڈلہوزی ۔ مؤرخہ ۱۳ جولائی ۱۹۴۵ء

من عمل صالحاً من ذکر او انثیٰ و ھو مومن فلنحیینہٗ حیوۃً طیبۃً (النحل)

اچھی زندگی کے لوازم اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بتایا ہے کہ اچھی زندگی کس طرح بسر کی جا سکتی ہے۔ زندگی کے حوائج کھانا پینا لباس اور مکان ہیں اور عام طور پر اچھی زندگی اسی کو سمجھا جاتا ہے کہ کسی شخص کو کھانے پینے کے سامان اچھے میسر ہوں پہننے کو لباس اچھا مل جائے رہنے کو مکان اچھا مل جائے۔ مگر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اچھی زندگی کے دو لوازم قرار دیئے ہیں خدا پر ایمان ہو اور اعمال اچھے ہوں

اچھے لباس اور اچھی رہائش اس کا یہ مطلب نہیں کہ اچھے کھانے اچھے لباس اچھی رہائش کو اسلام کوئی وقعت نہیں دیتا یا اچھی زندگی کے لئے ان کو ضروری نہیں سمجھتا۔ قرآن کریم میں حکم موجود ہے کلوا من الطیبات اچھی چیزیں کھاؤ۔ لباس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق اللہ تعالیٰ نے جو انسانوں کے لئے زینت کی چیزیں پیدا کی ہیں وہ حرام نہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی اچھی چیزوں میں سے ہیں ان سے فائدہ اٹھاؤ۔ مومنوں کو مساکن طیبۃ کا وعدہ دے کر یہ اشارہ کر دیا ہے کہ جس طرح انسان کے لئے اس دنیا میں بھی اچھی اور ستھری چیزیں چاہئیں خواہ وہ کھانے پینے کی ہوں خواہ لباس سے تعلق رکھتی ہوں اسی طرح اس کا رہنے کا مکان بھی اچھا اور ستھرا ہونا چاہیئے اور دوسری جگہ رہنے کے مکانوں کا ذکر یوں فرمایا مساکن ترضونھا وہ مکان جو اپنی خوبصورتی کی وجہ سے تمہیں اچھے لگتے ہیں بلکہ بلدۃ طیبۃ و رب غفور میں یہ بھی بتا دیا کہ ان کے شہر بھی جہاں وہ اکٹھے ہو کر رہیں اچھے اور ستھرے ہوں۔ ہر قسم کی غلاظت سے پاک ہوں تو اچھا کھانا کھانا اچھا لباس پہننا اچھے مکان میں رہنا۔ اپنے شہروں کو اچھا رکھنا یہ سب اسلام کی تعلیم ہے۔

طیب کے معنی اس پر یہ کیوں فرمایا کہ اچھی زندگی صرف ایمان اور اعمال صالحہ سے حاصل ہوتی ہے طیب کے عام معنے اچھا ستھرا عمدہ بھی ہیں لیکن قرآن کریم کے کمالات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے زبان میں ایک وسعت پیدا کی ہے۔ وہی الفاظ جو پہلے معمولی معنوں میں استعمال ہوتے تھے ان کے اندر اپنے استعمال سے ایک نیا مفہوم داخل کر دیا۔ اس حقیقت تک صرف وہی لوگ پہنچتے ہیں جنہوں نے قرآن کریم کا مطالعہ گہری نظر سے کیا ہے آئمہ لغت میں سے امام راغب اصفہانی نے قرآنی فلسفہ کے اس پہلو پر خوب غور کیا ہے۔ اسی لفظ طیب کے مفہوم میں وہ لکھتے ہیں واصل الطیب ما تستلذہ الحواس وما تستلذہ النفس۔ طیب اصل میں وہ چیز ہے جس سے حواس کو بھی لذت حاصل ہو اور نفس کو بھی لذت حاصل ہو یعنی اس کے معنوں میں صرف یہی امر داخل نہیں کہ حواس ظاہری اس سے خوشی حاصل کریں بلکہ یہ امر بھی داخل ہے کہ انسان کے دل میں بھی اس سے راحت پیدا ہو۔ اس لئے انسانوں میں سے طیب وہ ہے جو جہل فسق اور برے اعمال کی نجاست سے پاک ہو اور علم اور ایمان اور اچھے اعمال کے زیور سے آراستہ ہو۔ جیسے فرمایا تتوفٰھم الملائکۃ طیبین یا فرمایا سلام علیکم طبتم۔ اس لئے حیوۃ طیبۃ سے مراد یہاں وہ زندگی ہے جو جسمانی رنگ میں بھی پاکیزہ ہو اور اخلاق کے لحاظ سے بھی پاکیزہ ہو۔ ظاہری نجاستوں سے بھی پاک ہو اور اخلاقی الائشوں سے بھی پاک ہو، تو ارشاد فرمایا کہ اللہ پر ایمان اور اچھے اعمال سے ہی وہ زندگی ملتی ہے۔

جسمانی راحت پر قلبی راحت کی برتری اسلام انسانوں کو جسمانی لذتوں سے محروم نہیں کرتا۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے پیدا کی ہیں ان سے بے شک فائدہ اٹھائے مگر وہ ان لذتوں کو ادنیٰ مرتبہ دیتا ہے اور قلب کی راحت کو بلند مرتبہ دیتا ہے۔ اور اصلی راحت اسی کو ٹھیراتا ہے جہاں تک جسمانی طیبات کا تعلق ہے مسلمانوں نے ان کو بھی بڑی ترقی دی ۔ جس قدر لذیذ کھانے مسلمانوں نے پیدا کئے ہیں اور کسی قوم نے نہیں کئے۔ خدا کی دی ہوئی نعمتوں کو بڑی ترقی دی پھل بھی اعلیٰ درجہ کے لذیذ پیدا کئے لباس کے لحاظ سے اس کو ستھرا اور پاک رکھنے کا حکم تو سب سے پہلے احکام میں سے ہے مگر من حرم زینۃ اللہ کے ماتحت اچھے لباس کو بھی مسلمانوں نے کمال کو پہنچایا اور مکانات تو ایسے تعمیر کئے کہ آج دنیا کے سب سے زیادہ خوبصورت مکانوں میں مسلمانوں کی بنائی ہوئی عمارتیں ہیں مگر اس کے ساتھ ہی ان کو متنبہ کیا کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اعمال صالحہ کے ساتھ جسمانی نعمتوں سے فائدہ اٹھایا جائے تو حقیقی حیوۃ طیبہ ملتی ہے۔ جسمانی اور روحانی دونوں لذتیں حاصل ہوتی ہیں۔ حواس ظاہری کے ساتھ قلب کو بھی لذت . . . حاصل ہوتی ہے۔

معیارِ زندگی بلند کرنیوالی چیز اعمال صالحہ ہیں اسلام کے نزدیک صرف اچھا کھانے پینے سے معیار زندگی بلند نہیں ہوتا بلکہ معیار زندگی اعمال صالحہ سے بلند ہوتا ہے۔ دوسری جگہ فرماتا ہے الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ۔ پاکیزہ کلمات ایمان کی باتیں اللہ تعالیٰ کی طرف چڑھ جاتی ہیں۔ اور نیک عمل انسان کو بلند کرتا ہے تو بلند کرنے والی چیزیں فی الحقیقت کھانا پینا پہننا رہائش نہیں بلکہ اعمال صالحہ ہیں۔ اچھے اخلاق ہیں خدا سے تعلق ہے۔

ہندوستان کے معیارِ زندگی کو بلند کرنے کا فکر اس وقت دنیا میں ایک عام ہوا معیار زندگی کو بلند کرنے کی چلی ہوئی ہے، اور یورپ اور امریکہ کے لوگ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس غم میں گھلے چلے جاتے ہیں کہ ہندوستان کا معیار زندگی کس طرح بلند کیا جائے۔ دنیا کی دوسری قوموں کا معیار زندگی کس طرح بلند کیا جائے۔ ان کو اچھے اچھے لباس پہننے کے لئے کس طرح پہنچائے جائیں ان کے مکانوں کی آراستگی کے لئے اعلیٰ درجہ کا فرنیچر کس طرح بہم پہنچایا جائے کیا سچ مچ ان لوگوں کے دلوں میں انسانی ہمدردی کا جذبہ اتنا بلند ہو گیا ہے کہ وہ جب کسی ہندوستانی یا کسی غلام قوم کے فرد کو نیم برہنہ دیکھتے ہیں یا یہ دیکھتے ہیں کہ اس کے جسم پر نہایت موٹا لباس ہے اس کے پاؤں میں ٹوٹی ہوئی جوتی ہے تو ان کا دل غم سے پگھل جاتا ہے اور یہ ابال ان کے دلوں میں اٹھتا ہے کہ کسی طرح یہ لوگ بھی ہماری طرح پتلون اور کوٹ پہنے ہوئے ہوں اعلیٰ درجہ کی جرابیں اور بوٹ ان کے پاؤں میں ہوں۔ ان کے کھانے پینے کے دسترخوان یا میزیں ہر قسم کے اچھے کھانوں اور پھلوں سے لدی ہوئی ہوں۔ کیا فی الحقیقت یہ کوئی ایسی خواہش ہے جو اس معیار زندگی کو بلند کرنے کے جذبہ کے پیچھے کام کر رہی ہے۔

یورپ اور امریکہ کی اصل خواہش حقیقت پر غور کی جائے تو معلوم ہوگا کہ ان کی خواہش صرف

اس قدر ہے کہ کس طرح ان ملکوں کا تھوڑا بہت سونا جو باقی رہ گیا ہے ان کے اپنے ملکوں میں پہنچ جائے ان کی انڈسٹری بیحد ترقی کر گئی ہے مگر اب یہ اعلیٰ درجہ کے کپڑے اور بوٹ اور چٹنیاں اور مربے بنا کر ان کو کہاں لے جائیں ان کے اپنے ملکوں کی آبادی کہیں ایک کروڑ کہیں چار کروڑ کہیں دس کروڑ ہو گی اگر صرف ہندوستان اور چین کا معیار زندگی ہی بلند ہو جائے تو نوے کروڑ انسان ہاتھ میں آ جاتے ہیں جو ان کی لاتعداد چیزوں کو کھپانے اور ان کی جیبوں کو سونے سے بھرنے اور ان کی انڈسٹری کی رونق کا موجب بن جائیں گے

ہمارے ملک کے سرمایہ دار یورپ اور امریکہ کے نقش قدم پر

یہ ان کا سوال ہی نہیں ہمارے ملک کے جو لوگ ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں ہمارے بڑے بڑے انڈسٹری والے ٹاٹے اور برلے اور دوسرے سرمایہ دار یہ بھی آج اسی بات کے خواہاں ہیں کہ ہندوستان کا معیار زندگی بلند ہو اور جس طرح یورپ اور امریکہ کے لوگ ہندوستانیوں کو اپنی دائمی غلامی میں رکھنے کے لئے وہ تجویزیں سوچتے رہتے ہیں جن سے اس ملک کی غلامی کی زنجیریں دن بدن مضبوط ہوتی چلی جائیں اسی طرح ہمارے سرمایہ داروں کا نقطۂ نظر بھی اس سے بڑھ کر کچھ نہیں کہ ان کے لاکھوں کے کروڑوں اور کروڑوں کے ارب اور کھرب کس طرح بنیں۔ ان کو عوام الناس کے بھوکا یا ننگا ہونے کی فکر نہیں اپنے پیٹ بڑھانے کا فکر ہے اور عوام الناس کا نقطۂ نگاہ بھی چونکہ بہت تنگ ہے ظاہری آرائش کے سامان ان کو بھی اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں اس لئے وہ بھی اپنی غلامی کو مضبوط کرنے کے لئے اپنے آقاؤں کے معاون بن جاتے ہیں اور نہیں جانتے کہ فی الحقیقت وہ ایک جال کے اندر پھنستے چلے جاتے ہیں اور یہ ایک دلدل ہے جس کے اندر وہ روز بروز نیچے ہی نیچے جا رہے ہیں۔

اسلام کا مقصد بھی انسانی زندگی کو بلند کرنا ہے

اسلام دنیا میں اس لئے آیا تھا کہ انسانوں کے معیار زندگی کو بلند کرے مگر اس کی نگاہ حقیقت تک پہنچی ہوئی ہے اس نے یہاں کھانے پینے کے سامانوں کو اچھا بنانے کی طرف توجہ کی تاکہ انسانوں کی صحت جسمانی اچھی رہے اور اس سے بہت بڑھ کر توجہ اس طرف کی کہ انسانوں کا تعلق خدا سے پیدا ہو مال کی محبت ان کے دلوں سے کم ہو ہمدردی انسانی کا صحیح جذبہ ان کے دلوں میں پیدا ہو۔ اخلاق فاضلہ اور اعمال صالحہ کی طرف ان کا رجوع ہو۔ اور جسم ظاہری کی مانگ کے ساتھ انسان کی فطرت کی مانگ کی طرف بھی ان کو توجہ دلائی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم کے بعض الفاظ سے سخت معلوم ہوتے ہیں اس نے بعض

انسانوں کو بندروں سے تشبیہ دی ہے بعض کو گدھوں سے تشبیہ دی ہے بعض کو کتوں اور سؤروں سے تشبیہ دی ہے تاکہ یہ سمجھ آ جائے کہ انسان کا معیار زندگی ظاہری چیزوں سے بلند نہیں ہوتا بلکہ اعمال صالحہ سے بلند ہوتا ہے خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے سے بلند ہوتا ہے اگر کسی شخص کے سامنے ایک کتے یا بندر کو کوٹ پتلون پہنا کر یا اور لباس فاخرہ پہنا کر کھڑا کر دیا جائے تو کوئی نہیں کہے گا کہ اس کا معیار زندگی بلند کر دیا گیا ہے۔ تو معیار زندگی سوائے اخلاق کو بلند کرنے کے سوائے اخلاق فاضلہ کو بلند کرنے کے سوائے اعمال صالحہ کے سوائے خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق کے بلند نہیں ہوتا۔ اور اسی کی طرف اس آیۃ کریمہ میں توجہ دلائی ہے۔ من عمل صالحاً من ذکر او انثٰی و ھو مومن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ اور پھر کس قدر بڑی خوشخبری ہے کہ مرد ہو یا عورت کوئی بھی ہو ایک اعلیٰ درجہ کی زندگی اسے عطا کر دی جاتی ہے مگر انہی کو جو خدا پر ایمان لاتے اور اچھے عمل کرتے ہیں۔

موجودہ رو کا مقابلہ کرنے کیلئے اس زمانہ کے امام نے جماعت بنائی

اسی غرض کے لئے اس زمانہ کے امام نے ایک جماعت قائم کی کہ وہ دنیا کی موجودہ رو کا مقابلہ کرے تمام انسان دنیا کی طرف بھاگے چلے جا رہے ہیں کہ کس طرح ہمارے پاس مال زیادہ ہو، کس طرح ہمیں کھانے بہت اعلیٰ درجہ کے ملیں۔ لباس اعلیٰ درجہ کے ملیں۔ مکان اور فرنیچر اعلیٰ درجہ کا ہو، حکومت ہمارے ہاتھ میں ہو۔ امام وقت نے جو جماعت بنائی اس کی بنیاد اس بات پر رکھی کہ تم دنیا کی بجائے دین کی طرف توجہ کرو اس نے یہ اقرار لیا کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا۔ ان کو اس کام پر لگایا کہ ایمان باللہ اور اعمال صالحہ کی طرف لوگوں کو بلاؤ تاکہ ان کی زندگیاں ہر قسم کی نجاست سے پاک ہوں۔

انسانوں کی خدمت کا بہترین ذریعہ

اصل معیار زندگی انہی باتوں سے بلند ہو گا دنیا کی دولت دل میں آگ پیدا کرتی ہے اور اسے حقیقی راحت یعنی جنت سے محروم کرتی ہے اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کا ذکر قلب میں اطمینان پیدا کرتا ہے اور اچھی کھانے اور پینے کی چیزوں سے بھی محروم نہیں کرتا۔ انسانوں کی خدمت کا بہترین ذریعہ، سب سے بلند ذریعہ جو بے لوث ہے جس کے ساتھ کوئی غرض نفسانی ملی ہوئی نہیں یہی اعلائے کلمۃ اللہ ہے جس پر ہماری جماعت کو لگایا گیا ہے اللہ تعالیٰ اس راہ پر چلنے کی ہمیں توفیق دے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— مکرم شیخ محمد یوسف صاحب گرنھی تحریر فرماتے ہیں:۔

یہ خبر باعث مسرت ہے کہ جاپان سے میرے خسر جناب مسٹری محمد سلیمان صاحب کا تازہ خط آیا ہے۔ بخیریت ہیں۔ اور خط ہذا میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا کے لئے خاص طور پر لکھا ہے۔ لہٰذا حضرت ممدوح اور جملہ احباب سلسلہ کی خدمت میں اور قبلہ سید اسد اللہ شاہ صاحب کی خدمت میں بالخصوص التماس ہے کہ مسٹری صاحب موصوف کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو بخیریت واپس لائے۔

سانحۂ ارتحال

(الف) عزیزم راجہ سلیم اللہ صاحب عاجز راولپنڈی سے لکھتے ہیں:۔

"ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب مرحوم مبلغ اسلام کے نوجوان برادرزادہ حوالدار میجر راجہ رشید حسین صاحب جو کہ مدت سے مرض ذیابیطس میں مبتلا تھے مورخہ ۹/۷/۷۵ کو وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بہت نیک اور بلند اخلاق کے مالک تھے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ سے بہت محبت اور عقیدت رکھتے تھے۔ یہ صدمہ ان کے خاندان کے لئے بہت سخت ہے کیونکہ پچھلے سال ان کے والد صاحب راجہ بقیت اللہ صاحب نمبردار بھی وفات پا گئے تھے احباب سلسلہ عالیہ احمدیہ دعا فرمائیں کہ خداوند کریم مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔"

(ب) یہ خبر افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ چوہدری عبدالمجید صاحب اوکاڑہ کی ایک خورد سال بچی بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار رہ کر وفات پا گئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ والدین کو صبر جمیل کی توفیق دے اور جلد نعم البدل عطا فرمائے آمین۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مولوی کیسے مہدی کے منتظر ہیں؟

یہ تمام مولوی ایک ایسے مہدی کے منتظر ہیں جو تمام دنیا کو خون میں غرق کر دے اور خروج کرتے ہی قتل کرنا شروع کر دے اور یہی علامتیں اپنے فرضی مسیح کی رکھی ہوئی ہیں کہ وہ آسمان سے اترتے ہی تمام کافروں کو قتل کر دے گا اور وہی بچے گا جو مسلمان ہو جائے۔ ایسے خیالات کے آدمی کسی قوم کے سچے خیر خواہ نہیں بن سکتے۔ بلکہ ان کے ساتھ کیسے سفر کرنا بھی خوف کی جگہ ہے۔ شاید کسی وقت کافر سمجھ کر قتل نہ کر دیں اور اپنے اندر کے کفر سے بے خبر ہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسے بیہودہ مسائل کو اسلام کی جزو قرار دینا اور نعوذ باللہ قرآنی تعلیمات سمجھنا قرآن سے ہنسی کرنا ہے اور مخالفوں کو ٹھٹھے کا موقعہ دینا ہے۔ کوئی عقل اس بات کو تجویز نہیں کر سکتی کہ کوئی شخص آتے ہی بغیر اتمام حجت کے لوگوں کو قتل کرنا شروع کر دے۔ یا جس گورنمنٹ کے تحت میں زندگی بسر کرے اسی کی تباہی کے گھات میں لگا رہے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کی روحیں بکلی مسخ ہو چکی ہیں اور انسانی ہمدردی کی خصلتیں تمام تر ان کے اندر سے مسلوب ہو گئی ہیں یا خالق حقیقی نے پیدا ہی نہیں کیں۔ خدا تعالیٰ ہر ایک بلا سے محفوظ رکھے نہ معلوم کہ ہمارے اس بیان سے وہ لوگ کس قدر جلیں گے اور کیسے منہ بنا کر کافر کہیں گے مگر ہمیں ان کی اس تکفیر کی کچھ پروا نہیں ہر ایک شخص کا معاملہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ ہمیں قرآن شریف کی کسی آیت میں یہ تعلیم نظر نہیں آتی کہ بے اتمام حجت مخالفوں کو قتل کرنا شروع کر دیا جاوے۔ ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ برس تک کفار کے جور و جفا پر صبر کیا۔ بہت سے دکھ دیئے گئے دم نہ مارا۔ بہت سے اصحاب اور عزیز قتل کئے گئے ایک ذرا مقابلہ نہیں کیا۔ اور دکھوں سے پیسے گئے۔ مگر سوائے صبر کے کچھ نہیں کیا۔ آخر جب کفار کے ظلم حد سے بڑھ گئے اور انہوں نے چاہا کہ سب کو قتل کر کے اسلام کو نابود ہی کر دیں۔ تب خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی کو ان بھیڑیوں کے ہاتھ سے مدینہ میں سلامت پہنچایا۔ فی الحقیقت وہی دن تھا کہ جب آسمان پر ظالموں کو سزا دینے کیلئے تجویز ٹھہر گئی کہ تا دل مرد خدا نامد بدرد، ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد۔ مگر افسوس کہ کافروں نے اسی پر بس نہ کیا۔ بلکہ قتل کے لئے تعاقب کیا اور کئی چڑھائیاں کیں اور طرح طرح کے دکھ پہنچائے۔ آخر وہ خدا تعالیٰ کی نظر میں اپنے بیشمار گناہوں کی وجہ سے اس لائق ٹھہر گئے کہ ان پر عذاب نازل ہو۔ اگر ان کی شرارتیں اس حد تک نہ پہنچتیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز تلوار نہ اٹھاتے مگر جنہوں نے تلواریں اٹھائیں اور خدا تعالیٰ کے حضور میں بے باک اور ظالم ثابت ہوئے۔ وہ تلواروں سے ہی مارے گئے۔ غرض جہاد نبوی کی یہ صورت ہے جس سے اہل علم بے خبر نہیں اور قرآن میں یہ ہدایتیں موجود ہیں کہ جو لوگ نیکی کریں تم بھی ان کے ساتھ نیکی کرو۔ جو تمہیں پناہ دیں ان کے شکر گزار بنے رہو اور جو لوگ تمہیں دکھ نہیں دیتے ان کو تم بھی مت دکھ دو۔ مگر اس زمانہ کے مولویوں کی حالت پر افسوس ہے کہ وہ نیکی کی جگہ بدی کرنے کو تیار ہیں اور ایمانی روحانیت اور انسانی رحم سے خالی۔

اللھم اصلح امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ آمین۔

پیغام صلح

جلد ۳۳ | یوم چہارشنبہ مورخہ شعبان سنہ ۱۳۶۴ھ | نمبر ۳۰

معاصر "صدق" لکھنؤ سے ایک استفسار

فنا فی الرسول کا مقام اور حضرت مرزا صاحب

صدق مورخہ ۲ جولائی سنہ ۱۹۴۵ء میں ایک مراسلہ شائع ہوا ہے جس میں کسی شخص نے چند اشعار درج کرکے چھ مصرعوں کے متعلق شرعی نقطہ نظر سے رائے طلب کی ہے۔ سوائے ایک شعر کے باقی اشعار ڈاکٹر اقبال مرحوم کے ہیں۔ سب سے پہلا مصرعہ بانگ درا کی نظم "التجائے مسافر" سے لیا گیا ہے۔ ڈاکٹر اقبال حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں فرماتے ہیں ع

مسیح و خضر سے اونچا مقام ہے تیرا

محترم مدیر صدق ان مذکورہ چھ مصرعوں کے متعلق شرعی نقطہ نظر سے اپنی رائے دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:-

"مصرعوں کے الفاظ یقیناً خلاف احتیاط اور مضمون کا ظاہری پہلو یقیناً خلاف شریعت ہے۔ لیکن شاعر اگر مسلمان تھا تو کلام کی توجیہ و تاویل ناممکن بھی نہیں ہو سکتا ہے مصرعہ اول میں ہستی شیخ کو ذات محمدی میں فانی فرض کرکے اسے اس خاص حیثیت سے اعلیٰ اور اشرف قرار دیا ہو۔"

اس اقتباس میں دو باتیں قابل غور ہیں

(الف) اگر شاعر مسلمان ہو اور اس کے کلام کا ظاہری پہلو خلاف شریعت نظر آئے تو کلام کی توجیہ اور تاویل کرنے کے بعد اس کے متعلق کوئی شرعی فتوے صادر کرنا چاہیئے۔

(ب) مصرعہ اول جس میں شاعر نے حضرت نظام الدین اولیاء کی شان میں کہا ہے ع مسیح و خضر سے اونچا مقام ہے تیرا۔ اس میں ہو سکتا ہے شاعر نے حضرت نظام الدین اولیاء کو فنا فی الرسول کے مقام پر فرض کرکے اس خاص حیثیت سے مسیح و خضر سے اعلیٰ اور اشرف قرار دیا ہو۔

ان دو باتوں کے پیش نظر ہم معاصر صدق لکھنؤ سے استفسار کرتے ہیں (الف) اگر امت محمدیہ کا کوئی مصلح اور مجدد اپنے مسلمان ہونے کا بار بار اعلان کرے تو کیا ایسے شخص کے متعلق شرعی فتوے دیتے ہوئے اسی معیار کو قائم رکھا جائے گا۔ . . .

(ب) اگر اس مجدد نے فنا فی الرسول کے مقام پر ہونے کی وجہ سے اپنے لئے بعض الفاظ استعمال کئے ہوں جس سے اس کے اس مقام کی وضاحت ہوتی ہو اور اس نے اس مقام کو اتنہ صفائی کے ساتھ

پیش کیا ہو کہ اس میں کسی تاویل اور توجیہ کی بھی ضرورت نہ ہو تو کیا اس کے متعلق شرعی نقطہ نظر سے رائے دیتے ہوئے انصاف سے کام لیا جائے گا؟ امام عصر یعنی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے نہایت ہی [illegible] فنا فی الرسول کے مقام کی وضاحت فرمائی ہے اور شروع سے لیکر آخر تک اپنی تمام تصانیف اور ملفوظات میں اپنے آپ کو کبھی اس مقام سے بڑھ کر پیش نہیں کیا۔ آپ اس مقام کی وضاحت کرتے ہوئے "ازالہ اوہام" میں فرماتے ہیں:-

"اور نیز خاتم النبیین ہونا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے۔ ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں وہ اس تحدید سے باہر ہے کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنا فی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے جیسے جزو کل میں داخل ہوتی ہے۔"

پھر اس محدثیت اور رنگ انبیاء کے متعلق جو اس امت کے اولیاء میں پایا جاتا ہے اور جس کی وجہ سے حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کو بھی محل اعتراض خیال کیا جاتا ہے آپ "مواہب الرحمٰن" کے صفحہ ۴۴ پر فرماتے ہیں:-

"وخدا را مکالمات و مخاطبات است باولیائے خود دریں امت وایشاں را رنگ انبیاء دادہ میشود وایشاں درحقیقت انبیاء نیستند"

حضرت مرزا صاحب نے بار بار اپنی ظلی بروزی مجازی اور جزوی نبوت کو ولایت اور فنا فی الرسول کا مقام قرار دیا ہے اور محترم مدیر صدق بھی اس بات کے قائل ہیں جیسا کہ مندرجہ بالا اقتباس سے واضح ہے کہ اگر ہستی شیخ کو ذات محمدی میں فانی فرض کرکے اسے اس خاص حیثیت سے گذشتہ انبیاء سے اعلیٰ اور اشرف قرار دیا جائے تو یہ خلاف شریعت نہیں تو اس صورت میں حضرت مرزا صاحب جو فنا فی الرسول کے مقام پر ہونے کی وجہ سے رنگ انبیاء اپنے اندر رکھتے ہیں ان کا یہ دعوے اور یہ مقام خلاف شریعت محمدیہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اصولی طور پر ہم میں اور محترم مدیر صدق میں کوئی اختلاف نہیں۔ کیا ہم مدیر صدق سے یہ استفسار کر سکتے [illegible]

شذرات

اور کیا ہے؟

مذہب اور تعلیمی ادارے

ایک ماہر تعلیم اور موجودہ وزیر تعلیمات حکومت آصفیہ دکن کی ایک تازہ تقریر کا اقتباس ہے:-

"مذہب اور اخلاقیات کی تعلیم پر جو آپ کے ہاں زور دیا جا رہا ہے وہ مناسب ہے بلکہ دیگر ممالک بھی آپ کی ہمنوائی کر رہے ہیں۔ نہ صرف ہندوستان بلکہ ولایت کے ماہرین تعلیم کی رپورٹوں میں بھی یہی خیالات ظاہر کئے جا رہے ہیں۔ دو ماہ قبل باہر سے دو ماہر تعلیم حیدرآباد آئے تھے جامعہ عثمانیہ کے معائنہ کے دوران میں ان کی نظر ان تختیوں پر پڑی جن پر اخلاقیات اور لازمی دینیات لکھا ہوا تھا۔ چلتے ہوئے ان ماہرین تعلیم نے مجھ سے پوچھا کہ کیا جامعہ عثمانیہ میں مذہبی تعلیم کا بھی انتظام ہے۔ جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ جامعہ عثمانیہ کی ابتدا ہی سے یعنی ۲۵ برس سے یہاں مذہبی تعلیم دی جاتی ہے تو انھوں نے بڑی طمانیت کا اظہار کیا اور کہا کہ اب متمدن دنیا کے بھی یہی رجحانات ہیں اور غور کیا جا رہا ہے کہ مذہب اخلاقیات کو لازم کر دیا جائے۔ جو چیز آپ کو ۲۵ برس سے حاصل ہے، دنیا اس کی ضرورت اب محسوس کر رہی ہے۔" (رہبر دکن)

رہبر دکن کے اس اقتباس میں ہندوستان کے نئی روشنی کے پرستاروں کے لئے جو ترقی پسندی کے نشہ میں سرشار ہیں آنکھیں کھولنے کا کافی [illegible]

اشتراکیت ایک روسی مفکر کی نظر میں

نکولس بردیاو کے متعلق ہم کسی گذشتہ اشاعت میں لکھ چکے ہیں کہ آپ ماسکو یونیورسٹی میں ایک [illegible] پروفیسر تھے انقلاب روس کے بعد آپ کو مذہبی خیالات رکھنے کی وجہ سے ماسکو یونیورسٹی سے خارج کر دیا گیا۔ آپ ایک فلسفی اور بلند پایہ مفکر ہیں اور اپنے تبحر علمی کی وجہ سے عالمگیر شہرت کے مالک ہیں اپنی تصنیف "دستوئیفسکی" میں اشتراکیت کے متعلق رقمطراز ہیں:-

"اشتراکیت کے اندرونی اصول روح انسانی، حیات بعد الموت اور خدا کے انکار پر مبنی ہیں یہی وجہ ہے کہ اشتراکی مذہب نے ابلیس کی تین تحریصوں کو اپنایا ہے جو اس نے حضرت مسیح کو جنگل میں دی تھیں اور جن کو قبول کرنے سے آپ نے انکار کیا تھا یعنی پتھر روٹیاں بن جائیں۔ دنیا کی سلطنتوں اور شان و شوکت کا لالچ دیا اور کسی سماجی معجزہ دکھانے کی ترغیب دلائی۔ اشتراکیت خدا کے آزاد بندوں کا مذہب نہیں بلکہ ان لوگوں کا مذہب ہے جو اپنی خواہشات کے غلام ہیں اور زمین کے فرزند ہیں اور ان کی روحانی برتری ان سے چھین لی گئی ہے۔"

یہ اس شخص کی رائے ہے جس نے روسی انقلاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور اس کے تمام پہلوؤں کا بنظر غائر مطالعہ کیا ہے اور اس کے مادی فلسفہ پر تنقیدی نظر ڈالی ہے اور اس کی عمر کا ایک حصہ اشتراکی مادیت کے خلاف احتجاج میں گذرا ہے اور اس ضمن میں جس کی رائے ایک سند کا حکم رکھتی ہے۔ اس روسی مفکر کے نزدیک اشتراکی مادیت اور مذہبی روحانیت بالکل متضاد ہیں لیکن ہمارے مولانا حسرت موہانی فرماتے ہیں کہ میں ایک ہی وقت میں پکا مسلمان بھی ہوں اور پکا کمیونسٹ بھی اور وہ اپنی ذات میں اشتراکی مادیت اور اسلامی روحانیت کو اکٹھا کئے ہوئے ہیں اگر یہ اجتماع ضدین نہیں تو

مولوی عبدالباسط صاحب حیدرآباد کو صدمہ

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت ملال کیساتھ سنی جائے گی کہ مورخہ ۱۸ جولائی کی رات کو جناب مولوی عبدالباسط صاحب انجنیئر حیدرآباد دکن کی اہلیہ محترمہ وفات پا گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نے پانچ خورد سال بچیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں ہمیں اس صدمہ میں مولوی عبدالباسط صاحب سے گہری ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

احباب سلسلہ مرحومہ کا جنازہ غائبانہ پڑھیں۔

بقیہ اخبار احمدیہ

مولود مسعود

(الف) اخویم سید اختر حسین صاحب گیلانی دہلی سے تحریر فرماتے ہیں:-

"اللہ تعالے نے اپنے فضل و احسان سے مجھے ۱۷ جون سنہ ۱۹۴۵ء مطابق ۶ رجب المرجب سنہ ۱۳۶۴ھ بروز یکشنبہ ایک بچہ عنایت فرمایا ہے، جس کا نام زبیر خلدی رکھا گیا ہے، احباب کرام بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالے اس بچہ کو نیک اور صالح بنائے اور لمبی عمر عطا فرمائے۔"

(ب) پچھلے دنوں ملک غلام سرور صاحب ریٹائرڈ ڈگیریزن انجنیئر منڈی بہاؤ الدین کو اللہ تعالے نے پوتا عطا فرمایا ہے اس خوشی میں ملک صاحب موصوف نے انجمن کو مبلغ ۱۰/ روپے بطور عطیہ دیئے ہیں۔ سب احباب سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالے بچہ کو صالح بنائے اور صحت اور لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

متفرقات

چوہدری فضل الرحمٰن صاحب سامانہ کی جماعت احمدیہ لاہور میں شمولیت

جناب حکیم خلیفہ محمد اسلم صاحب علوی سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سامانہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں جماعت احمدیہ سامانہ کی بیداری اور تبلیغی مساعی کا ذکر کرتے ہوئے چوہدری فضل الرحمٰن صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:-

"چوہدری فضل الرحمٰن صاحب تبلیغی کام نہایت احسن و خوش اسلوبی کیساتھ انجام دیتے رہے صاحب موصوف کی کارکردگی کے ایام میں جماعت کا نظام نہایت اعلیٰ و ارفع ہوا۔ چوہدری صاحب مذکور کے اس اخلاص اور ہمدردی سلسلہ کو مدنظر رکھتے ہوئے جماعت کی طرف سے موصوف کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ کہ جب آپ عملاً و اعتقاداً ہم میں شامل ہیں تو کیوں نہ ہم آپ کو جماعت سامانہ کا صدر مقرر کریں جس پر موصوف نے تمام جماعت کے روبرو جس میں گرنتھی صاحب بھی موجود تھے ارشاد فرمایا۔ کہ مجھے اب آپ کی جماعت کے اعتقادات میں کسی قسم کا شبہ باقی نہیں رہا جملہ شکوک رفع ہو چکے ہیں۔ اس لئے میں نہایت خوشی کے ساتھ جماعت کی خدمت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ چنانچہ مورخہ ۲۹ رجون ۱۹۴۵ء کو احمدیہ جماعت سامانہ کی بعد نماز جمعہ گرنتھی صاحب کی تحریک پر میٹنگ منعقد کی گئی جس میں باتفاق رائے چوہدری صاحب کو صدر اور خاکسار راقم الحروف کو سیکرٹری منتخب کیا گیا۔ روئداد میٹنگ کی ایک نقل بخدمت جناب جنرل سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور بھی ارسال کر دی گئی۔ یہ اللہ تعالےٰ کا بیحد فضل اور احسان ہے کہ اس نے چوہدری صاحب موصوف کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ آپ نے مزید عملی رنگ میں شمولیت جماعت کا بصدق دل اقرار کرکے اعلان فرمانے میں کسی قسم کا تامل نہیں فرمایا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ یہی مدت سے جماعت سامانہ کی آرزو تھی جو اس نے اپنے فضل و کرم سے بارآور فرمائی۔

یہ تمام حالات پیش خدمت کرنے کے بعد عاجزانہ استدعا ہے کہ حضور چوہدری صاحب موصوف کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے وجود کو جماعت کے لئے بابرکت بنائے اور سلسلہ کی ترقی کا موجب بنائے اور استقامت بخشے۔"

آمین

سرحد کے ایک دوست کا جذبۂ ایثار

خوشی ہے سرحد کے ایک دوست جناب عبدالباقی صاحب سب انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز ضلع کوہاٹ تمام سرحدی دوستوں کو مغرب میں تبلیغ اسلام کے لئے مالی ایثار کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ آپ کا یہ جذبہ قابل قدر ہے امید ہے سرحد کے تمام دوست ان کی اس دعوت پر لبیک کہہ کر عملی طور پر ان کے اس جذبہ کی قدر کریں گے۔ آپ ایک مکتوب میں سرحد کے تمام احمدی دوستوں کو خطاب کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:-

"سرحد کے تمام احمدی احباب کو میں دعوت دیتا ہوں۔ کہ اگر ان کے سینوں میں مغرب میں تبلیغ اسلام کیلئے کوئی قربانی کا جذبہ ہے۔ تو وہ دس دس مل کر ماہ رمضان سے پیشتر مبلغ -/۲۰ (دس روپیہ) کے حساب فی گروپ مرکزی بیت المال میں بھیج دیں۔ میں اکیلا دس روپیہ روانہ کر دوں گا۔ ہے کوئی؟"

والسلام — عبدالباقی

عراق عرب کے احباب کی مالی قربانیاں

حضرت امیر کی دس لاکھ والی اپیل اور احباب عراق عرب کا سرگرمی سے اس میں حصہ لینا اس سلسلہ میں سید تصدق حسین صاحب قادری بغداد کی بھیجی ہوئی رقوم کا ذکر پہلے اخبار پیغام صلح مورخہ ۴ رجولائی ۱۹۴۵ء کے صفحہ ۲ پر حالات بغداد کے عنوان کے نیچے ہو چکا ہے۔ اس کے بعد ۱۱ رجولائی ۱۹۴۵ء کو ۲۵۰۰/۰ روپے کا چک اسی سلسلہ میں انھوں نے بھیجا ہے جس میں ۵۰۰/۰ روپے منجانب میاں جی عبدالرحمٰن سلیمان بصرہ اور ۲۰۰۰/۰ منجانب نواب دین صاحب بصرہ ہے۔ یعنی اب تک کل چھ ہزار ایک سو روپیہ صرف جماعت بغداد کی طرف سے آ چکا ہے اور سید صاحب لکھتے ہیں کہ آئندہ بھی جیسے جیسے رقم موعودہ ملتی جاوے گی ارسال ہوتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ سید صاحب کی ہمت اور کوشش میں برکت ڈالے اور ان کو صحت اور عافیت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ اور جماعت کے احباب عراق عرب کے ان دوستوں کے حق میں جو اس کار خیر میں حصہ لے رہے ہیں دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ ان کے مالوں میں برکت ڈالے اور ان کو دنیا اور آخرت کے حسنات [illegible]

[illegible]

قادیانی دنیا

خلیفہ صاحب قادیان کے نام انکے ایک مرید کا خط
اور اس کا خلیفہ صاحب کی طرف سے جواب

خط — میرے آقا نے نامدار قبلہ و کعبہ حضرت مرشدنا خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ بصورت احوال یہ ہے۔ کہ بندہ نے حضور عالی کی خدمت میں بہت خطوط روانہ کئے ہیں۔ مگر افسوس صد افسوس کہ حضور کی طرف سے عرصہ دو سال سے زائد گذر رہا ہے۔ کہ آنجناب نے مجھ غریب الوطن کو اپنی تحریر سے محروم رکھا ہوا ہے۔ کیا وجہ ہے۔ کہ ابھی تک ناراضگی کے سوا مجھ کو کچھ نظر نہیں آتا۔ اس عاجز نے بنا مال اپنی عزت اپنا اہل و عیال قادیان دارالامان میں ہی چھوڑا اور ملک جنگ اعظم کا راستہ اختیار کیا۔ مگر حضور والاشان نے ابھی تک بھی ناراضگی اختیار کی ہوئی ہے۔ جس قدر مجھ کو قادیان میں رہ کر ٹھوکر کھائی ہے۔ اگر کمزور دل انسان ہوتا۔ تو نہ معلوم دنیا میں احمدیت کے خلاف قدم اٹھاتا۔ کہ قادیان مرکز میں بے انصافی کا برتاؤ ہوتا ہے جس کا جواب تاقیامت علماء قادیانی نہیں دے سکتے۔ کہ چوہدری صادق علی صاحب نے اپنی اولاد میں بے انصافی اور شریعت اسلامی کے خلاف کیا۔ اور چوہدری محمد شفیع صاحب کو ناحق ناروا اور ظلم سے ناظر امور عامہ نے ایک ذاتی رنجش سے کوسا۔ جس کا اعلان قادیان کی ایک ایک اینٹ پکار رہی ہے۔ قیامت تک پکارتی رہیگی۔ آپ حضور بڑے فکر اور تدبر سے کام لیں۔ کہ آپ کے جانی دشمن آپ کی غلامی میں رہتے ہیں۔ مجھ کو ہر وقت اندیشہ رہتا ہے۔ کہ پہلے خلفاء کی طرح حادثہ پیش نہ آ جائے۔ کیونکہ جب کبھی حضور نے ان کے خلاف قدم اٹھایا تو پھر جان کی خیر نہیں۔ آپ تو بخوشی شہادت کا جام پیتے سدھار گئے مگر ہمارے لئے دین و دنیا اندھیر ہو جائے گی۔ اس عاجز کی جان اور مال حضور کے حکم پر نثار ہیں۔ کہ ہم میاں بیوی ۲۰/۲۲ سال سے تبلیغ احمدیت آنریری کر رہے ہیں۔ کرتے رہیں گے۔ مگر حضور نے ابھی تک کوئی قدر نہ کی۔ لیکن خدا نے ہر چند مدد کی اور کر رہا ہے۔ صرف حضور سے دعا کے خواستگار ہیں۔ کہ مولیٰ کریم ہمارے دونوں میاں بیوی کے دنیاوی بوجھ ہٹا دے اس کے بعد باقی یاد و تبلیغ کرتے ہوئے آستانہ نبی کریمؐ پر پہنچ جائیں۔ حضور ایک بات بتائیں اور اس کا جواب بواپسی ڈاک عاجز کے پتہ پر تحریر کریں۔ کہ آپ نبی کریمؐ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ اور غلامان احمدیت کو چلا رہے ہیں۔ مگر نبی کریمؐ کے فدائیوں نے جو کہ ۳۱۳ تھے چند سال میں دنیا میں تہلکہ مچا دیا۔ مگر حضور کے فدائیوں نے ۵۰ سال میں قادیان کے گرد و نواح میں کچھ نہ کر سکے۔ جب خاندان نبوت ہی دنیا کما رہا ہے۔ تو کیا دنیا دار نہ کمائیں گے۔ کیونکہ نمونہ دیکھ کر جلد اثر ہوتا ہے۔ مگر تبلیغ اصولوں کو دیکھ کر کم پھیلتی تبلیغ عملی نمونہ چاہتی ہے۔ دوسرے حضور یہ تحریر کریں۔ کہ بندہ نے اپنے لڑکے آفتاب احمد کو وقف کیا ہوا ہے۔ اور حضور نے منظور بھی کیا ہوا ہے۔ پہلے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے احمدیہ سکول بنایا تھا۔ اب اس کا نیا طریقہ ہو گیا کہ جو بچہ وہاں علم حاصل کرلے۔ وہ ادھر ادھر ٹھوکریں کھاتا پھرے۔ مگر میرے بچہ آفتاب احمد نے بڑی کوشش سے اور حضور کی دعاؤں سے انٹرنس سیکنڈ ڈویژن پاس کر لیا ہے۔ اب حضور اس کو کسی دینی لائن میں لائیں اور جو مشورہ مجھ کو واپسی تحریر کریں۔ از حد تاکید ہے۔ حضور میری کم سنی کی تحریر سے معاف کرتے ہوئے۔ جو کہ خدا مجھ میں اپنی طرف سے ڈالتا ہے۔ مجھ کو حضور سے خاص انس۔ کہ بعد ملازمت حضور کی باڈی گارڈ کی ڈیوٹی ادا کروں خدا مجھ کو توفیق دے۔ جواب کا منتظر آپ کا ناچیز غلام چوہدری محمد شفیع

جواب — حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس خط کے متعلق تحریر فرمایا۔ واقع میں آپ لوگوں کی موجودگی میں خطرہ تو ضرور ہے۔ مگر یہ خطرہ تو ہر شخص کو پیش رہتا ہے۔ میری کیا خصوصیت ہے۔ خدا تعالےٰ جب تک چاہے گا حفاظت کرے گا۔ اور اگر کسی وقت نہ چاہے گا۔ تو بچانے والا کوئی نہیں۔ باقی رہا خاندان نبوت کا دنیا کمانا۔ تو دنیا کماتے ہوئے بھی انسان تبلیغ کر سکتا ہے۔ آپ میاں بیوی آخر بقول آپ کے بیس سال سے دنیا کماتے ہوئے مبلغ ہیں۔ تو خاندان نبوت بھی ایسا ہی کر سکتا ہے۔ باقی رہا علاقہ کا احمدی نہ ہونا۔ سو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تیس سالہ تبلیغ سے یہ علاقہ احمدی نہ ہوا۔ آپ میاں بیوی کی تبلیغ سے احمدی نہ ہوا۔ تو ان بیچاروں کی کیا حیثیت ہے۔

(الفضل مورخہ ۱۴ رجولائی ۱۹۴۵ء)

پیغام صلح — خلیفہ صاحب کے ایک مرید کا یہ مکتوب گو لفظی ٹیپ ٹاپ سے معرا ہے لیکن ایک اندرونی ہیجان کا آئینہ دار ضرور ہے خلیفہ صاحب کے جواب میں حقیقت سے گریز بالکل نمایاں ہے اور اس کے ایک ایک لفظ سے اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ جن باتوں کو مرید نے محل اعتراض ٹھیرایا ہے وہ جماعت قادیان میں بدرجہ اتم موجود ہیں گو خلیفہ صاحب نے ہوشیاری سے ان پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے اس موقعہ پر ہمیں مرزا غالب کا ایک شعر یاد آ گیا ہے

بے نیازی حد سے گذری بندہ پرور کب تلک ؞ ہم کہیں گے حال دل اور آپ فرمائیں گے کیا

ہمارے نزدیک قادیانی نظام جو لاکھی پر قائم ہے آتش فشانی سے پیشتر اس جوالا مکھی کی چشمکیں اور اڑتی ہوئی چنگاریاں کبھی کبھی الفضل کے کالموں پر نمودار ہوتی ہیں یہ مکتوب درحقیقت جماعت قادیان کے ایک غیر مطمئن طبقہ کے میلان کا آئینہ دار ہے معلوم نہیں مستقبل میں یہ میلان کیا صورت اختیار کرے۔ جماعت احمدیہ لاہور کے مستقبل پر قلم اٹھانے والے.....

جناب میاں صاحب کے مرید کے ایک سوال کا جواب

{از محترم جناب شیخ عبد الرحمن صاحب مصری}

(سوال) جب آنحضرت صلعم کو اللہ تعالےٰ فرماتے انک لمن المرسلین تو ہم آنحضور صلعم کو تو رسول تسلیم کریں لیکن اگر حضرت مرزا صاحب پر یہی آیت نازل ہو تو انہیں رسول تسلیم کرنے سے انکار کردیں جبکہ ایک ہی خدا دونوں کو رسول کے لفظ سے پکارتا ہے تو اس فرق کی کیا وجہ ہے کہ ایک تو رسول بن جائے اور دوسرا نہ بنے۔

(جواب) اس میں شک نہیں کہ یہ دونوں وحییں ایک ہی خدا کی طرف سے ہیں لیکن خدا کی وحی ایک ہی قسم کی نہیں ہوتی بلکہ ایک وحی وحیٔ نبوت ہوتی ہے اور دوسری وحی وحیٔ ولایت ہوتی ہے اگر حضرت اقدسؑ کی وحی بھی وحیٔ نبوت ہوتی تو پھر آپ یقیناً اسی قسم کے رسول ہوتے جس قسم کے دیگر انبیاء اور نبی کریم صلعم ہیں لیکن اگر آپ کی وحی وحی ولایت ہے تو پھر آپ اس قسم کے رسول ہوں گے جس قسم کے اولیاء اللہ ہوا کرتے ہیں یعنی ظلّی۔ بروزی۔ امتی۔ جزوی۔ ناقص۔ لغوی۔ مجازی وغیرہ۔

وحی نبوت بند ہے اب ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ وحی نبوت کے متعلق حضرت اقدسؑ کا کیا ارشاد ہے حضورؑ فرماتے ہیں:۔

(۱) "وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے"۔

(۲) "اب وحی رسالت تا بقیامت منقطع ہے"

(۳) "اب جبرائیل بعد وفات رسول اللہ صلعم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے"۔

(۴) "باب نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے"،

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۴، ۶۱۴، ۵۷۷، ۷۶۱)

اب جبکہ حوالہ جات مندرجہ بالا سے وحی نبوت کا قیامت تک بند ہونا ثابت ہوگیا تو حضرت مسیح موعودؑ کا الہام انک لمن المرسلین یقیناً دوسری قسم کی وحی یعنی وحی ولایت کی قبیل سے ہوگا چنانچہ حضورؑ نے خود بھی اپنی وحی کے متعلق یہی فرمایا ہے۔

"ان پر (مولوی غلام دستگیر قصوری) واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلعم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ باتباع آنجناب صلعم اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں۔ اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگاوے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے"۔

اب جبکہ ایک طرف وحی نبوت کا بند ہونا ثابت ہوگیا اور دوسری طرف حضرت اقدس کی وحی وحی ولایت ثابت ہوگئی تو ان دونوں الہاموں میں فرق خود بخود ظاہر ہوگیا یعنی نبی کریم صلعم کو جب اللہ تعالےٰ نے انک لمن المرسلین کے الفاظ سے مخاطب کیا تو بحیثیت نبی ہونے کے مخاطب کیا اور حضرت اقدس کو بحیثیت ولی اللہ ہونے کے مخاطب کیا پس رسالت تو بیشک دونوں میں موجود ہے لیکن ایک میں نبیوں والی رسالت اور دوسرے میں ولیوں والی رسالت اور ان دونوں رسالتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے، ایک کے محض دعوے کے انکار سے ہی انسان کافر ہوجاتا ہے اور دوسرے کے محض دعوے کے انکار سے قطعاً کافر نہیں ہوتا یہ یاد رہے کہ مخاطب کے بدلنے سے الفاظ کے مفہوم کا بدل جانا ایک مسلم امر ہے چنانچہ ایک انسان جب اپنے بیٹے کو بیٹا کہتا ہے تو اس سے مراد حقیقی بیٹا ہوتا ہے لیکن اگر کسی دوست کے بیٹے کو بیٹا کے لفظ سے پکارتا ہے تو وہاں مراد مجازی بیٹا ہوتا ہے لفظ بیٹا تو ایک ہی ہے جو دونوں کے لئے استعمال کیا گیا ہے لیکن مخاطب کے لحاظ سے اس کے مفہوم میں فرق پیدا ہوگیا ٹھیک اسی طرح ایک نبی کو جب اللہ تعالیٰ انک لمن المرسلین کہتا ہے تو اسے وہ حقیقی معنی یعنی اسلامی اصطلاح کے لحاظ سے کہتا ہے اور ایک ولی کو جب انک لمن المرسلین کے الفاظ سے مخاطب کرتا ہے تو اسے ظلّی۔ مجازی۔ اور محض لغوی معنی کے لحاظ سے رسول یا نبی پکارتا ہے نہ کہ حقیقی معنی میں یعنی اسلامی اصطلاح میں قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے نبی کریم صلعم کو بھی یہ فرمایا ہے کہ تیری طرف کتاب نازل کی گئی اور مومنوں کو بھی فرمایا ہے کہ تمہاری طرف یہ کتاب نازل کی گئی اب الفاظ ایک ہی ہیں لیکن مخاطبوں کی تبدیلی کی وجہ سے ان کے الفاظ کے مفہوم میں جو فرق عظیم ہے وہ آپ پر مخفی نہیں رہ سکتا

صاحب وحی کا فہم اب ہم نے دیکھنا ہے کہ صاحب وحی نے کیا سمجھا نبی کریم صلعم پر جب یہ وحی الٰہی نازل ہوئی تو آنحضور صلعم نے اپنے آپ کو حقیقی نبی کی حیثیت سے دنیا کے سامنے پیش کیا لیکن اس کے برعکس حضرت اقدسؑ نے اسی وحی کو پانے کے باوجود اپنے آپ کو بطور ولی کے پیش کیا اور صاف فرمایا کہ یہ خطاب مجھے محض لغوی معنی کے لحاظ سے ہے اسلامی اصطلاح کے لحاظ سے ہرگز نہیں

چنانچہ حضور اپنی کتاب اربعین نمبر ۲ کے صفحہ ۱۸ پر فرماتے ہیں:۔

"یہ الفاظ (نبی اور رسول) بطور استعارہ ہیں جیسا کہ حدیث میں بھی مسیح موعود کے لئے نبی کا لفظ آیا ہے ظاہر ہے کہ جس کو خدا بھیجتا ہے وہ اس کا فرستادہ ہی ہوتا ہے اور فرستادہ کو عربی میں رسول کہتے ہیں اور جو غیب کی خبر خدا سے پاکر دیوے اس کو عربی میں نبی کہتے ہیں اسلامی اصطلاح کے معنی الگ ہیں اس جگہ محض لغوی معنی مراد ہیں"۔

اب جبکہ خود صاحب وحی فرمارہا ہے کہ اس کے لئے رسل کا لفظ محض لغوی معنی میں استعمال کیا گیا ہے اسلامی اصطلاح میں ہرگز استعمال نہیں کیا گیا اور یہ بات نہ صرف ایک دفعہ بلکہ ہزار ہا دفعہ فرمائی حتیٰ کہ حقیقۃ الوحی میں بھی اصلی اور حقیقی نبوت سے انکار اور اس کے بالمقابل ظلّی اور مجازی نبوت کا اقرار موجود ہے اور آخری خط جو اخبار عام کو وفات کے قریب لکھا اس میں بھی اسی لغوی نبی کے دعوے کو ہی دہرایا۔ تب تو ہم کون ہوتے ہیں جو حضورؑ کی طرف حقیقی نبوت یعنی اسلامی اصطلاح والی نبوت منسوب کریں کیا اس صورت میں پیراں نمے پرند مریداں مے پرانند والی مثل ہم پر صادق نہیں آئے گی۔

قرآنی آیت کا نزول وحی ولایت میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کرتا اب جبکہ یہ ثابت ہوگیا کہ حضرت اقدس کی وحی وحی ولایت ہے تو وحی ولایت کے متعلق جو حضورؑ کا فتوے ہے وہ بھی سُن لیجئے حضور فرماتے ہیں:۔

"ولیس شان وحی الاولیاء کمثل شان وحی الفرقان ولا اوحی الیہم کلمۃ کمثل کلمات القرآن"

اولیاء کی وحی کی شان قرآن کی وحی کی شان کی مانند نہیں اگرچہ ان کی طرف قرآن کے کلمات کی مانند کوئی کلمہ وحی کیا جائے۔ الھدیٰ ص۳۳

قرآنی وحی الہامات اولیاء پر مہیمن ہے حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر ایک الہام کے لئے وہ سنت اللہ بطور امام اور مہیمن اور پیشرو کے ہے جو قرآن کریم میں وارد ہوچکی ہے اور ممکن نہیں کہ کوئی الہام اس سنت کو توڑ کر ظہور میں آوے کیونکہ اس سے پاک نوشتوں کا باطل ہونا لازم آتا ہے"

(انوار الاسلام صفحہ ۱۶)

اب قرآن کریم میں بطور اصول کے یہ بیان کیا گیا ہے کہ ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ جس کے معنی خود حضرت اقدسؑ نے ہی یہ فرمائے ہیں:۔

"صاحب نبوۃ تامہ ہرگز امتی نہیں ہوسکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہوجانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے اللہ جلشانہ فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو" اب جبکہ نص قرآنی سے یہ ثابت ہے کہ کامل امتی رسول نہیں ہوسکتا اور نہ ہی وحی نبوت اب نازل ہوتی ہے تو کسی کامل امتی کو انک لمن المرسلین کے الہام سے مشرف کرنا صاف بتلاتا ہے کہ وہ امتی رسول تو نہیں لیکن رسولوں کے ساتھ کسی مشابہت کی وجہ سے اسے رسول کہہ دیا گیا ہے چنانچہ اسی کے آگے حضور خود بھی یہی تشریح فرماتے ہیں۔

"ہاں محدث جو مرسلین میں سے ہے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالےٰ نبیوں کا سا معاملہ اس سے کرتا ہے اور محدث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور برزخ کے اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا ہے وہ اگرچہ کامل طور پر امتی ہے مگر ایک وجہ سے نبی ہوتا ہے اور محدث کے لئے ضرور ہے کہ وہ کسی نبی کی مثیل ہو اور خدا تعالےٰ کے نزدیک وہی نام پاوے جو اس نبی کا نام ہے"۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۹)

حضرت اقدسؑ کی مندرجہ بالا عبارت سے روز روشن کی طرح یہ بات کھل جاتی ہے کہ حضور کے لئے جو لفظ مرسل کا الہام الٰہی میں وارد ہوا ہے وہ ان معنوں میں نہیں جن میں نبی کریم صلعم کے لئے آیا ہے بلکہ اس لئے کہ آپ محدث ہیں اور محدث کو جن معنی میں رسول اور نبی کہا جاتا ہے انہی معنی میں حضور کو مرسل کہا گیا ہے یعنی من وجہ اور ناقص طور پر۔

قرآنی آیت کا الہام اگرچہ بیان مندرجہ بالا میں بالوضاحت ثابت کردیا گیا ہے کہ الہام انک لمن المرسلین میں حضورؑ نے وہ نبوت مراد نہیں لی جو نبی کریم صلعم کے الہام میں مراد لی گئی ہے لیکن مزید وضاحت کے لئے دو اور مثالوں کا ذکر کردینا بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا جن میں حضورؑ نے اپنے الہامات میں قرآنی آیات کے وہ معنی مراد نہیں لئے جو قرآن میں لئے گئے ہیں۔

حضرت اقدسؑ پر قرآنی آیت ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ بطور الہام نازل ہوئی تو حضورؑ نے اس سے مراد خود کو رسول لیا نہ کہ اصلی حالانکہ قرآن شریف میں اصلی رسول مراد ہے۔ دیکھو نزول المسیح

بقیہ حاشیہ

اسی طرح حضورؑ کو آیت وجاعل ...ین اتبعوك فوق الذين ...روا الی یوم القیامۃ الہام ہوئی ...چہ قرآن کی آیت میں تو کفر سے مراد ...شرعی ہے لیکن حضورؑ فرماتے ہیں" اور ...ر کے لفظ سے اس جگہ شرعی کفر مراد نہیں ...یت انکار مراد ہے" حضور کے اس عمل ...ے بھی ثابت ہوگیا کہ الہامی الفاظ کا ایک ...نا اس بات کو مستلزم نہیں کہ ان سے ...بھی ایک ہی لی جائے۔

...ضورؑ کو صرف ...ل نہیں کہا گیا سب سے آخر میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ...ں کہ حضور کے الہامات میں حضورؑ کو ...ت رسول نہیں کہا گیا جس طرح کہ انبیاء ...لمرسلین کو کہا جاتا رہا ہے بلکہ رسول کے ...ظ کے ساتھ امتی ظلی بروزی جزوی ...قص لغوی اور ولی وغیرہ بھی کہا ...ہے۔

چنانچہ الہام کل برکۃ من محمد ...لعلم اور الہام تبارك من علّم و ...علم میں امتی ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور الہامات انت فی حلل ...بروز وجری اللہ فی حلل ...انبیاء اور یا احمد جعلت ...رسلا میں ظلی و بروزی کا ذکر کیا گیا ...ے اور اس قسم ایک الہام میں یہ آتا ...ے کہ زمین کہتی ہے یا نبی اللہ کنت ...اعرفك یعنی اے اللہ کے نبی میں ...ے نہیں پہچانتی تھی اور پھر اسی مفہوم کو ...فاظ یا ولی اللہ کنت لا اعرفك ...ے ادا کیا گیا ہے گویا الہام میں نبی ...تشریح ولی کے لفظ سے کر کے یہ ...ادیا کہ حضورؑ کو جو نبوت ملی ہے وہ وہ ...بت ہے جو اولیاء اللہ کو ملا کرتی ہے نہ ...نبوت جو نبیوں کو ملا کرتی ہے۔

پھر حضور پر یہ الہام نازل کر کے تو مجھے ایسا ہی ہے جیسے انبیاء بنی اسرائیل بتا دیا کہ حضورؑ امت کے ان بزرگوں میں ...امل ہیں جن کو حدیث علماء امتی کانبیاء ...بنی اسرائیل بنی اسرائیل کے نبیوں کے ...ل قرار دیتی ہے اور ان علماء کے متعلق ...لم ہے کہ وہ جزوی ناقص اور محض ...دی طور پر نبی ہیں۔

اسی طرح حضور کو کہیں تو حضرت عمرؓ ...مشابہ اور کہیں سید عبدالقادر جیلانی ...ے مشابہ قرار دیا گیا ہے جیسا کہ الہام ...ت محدث اللہ فیك مادۃ ...روقیۃ اس پر دال ہے گویا محدث ...ہے اس وجہ سے ہیں کہ آپ میں حضرت ...رضؓ والا مادہ ہے پھر سید عبدالقادر ...رحؒ سے مناسبت کا ذکر تذکرہ صفحہ ۱۴ ...موجود ہے جس کی تصدیق الہام سلطان ...عبد القادر بھی کر رہا ہے اس ...نمونہ کے الہامات تو بہت ہیں لیکن نمونہ کے

طوالت کی وجہ سے سردست انہی پر اکتفا کرتا ہوں۔

اب اس کے بالمقابل اگر آپ انبیاء علیہم السلام کو دیکھیں گے تو انہیں صرف رسول اور نبی اور مرسل کے لفظ سے مخاطب کیا گیا ہے قطعاً کوئی قید ان الفاظ کے ساتھ نہیں لگائی گئی پس جس کو رسول کہا جائے یا نبی یا مرسل کہا جائے وہی درحقیقت رسول ہوتا ہے اور جس کے لئے اتنی قیود ساتھ لگا دی جائیں جیسا کہ حضرت اقدسؑ کے الہامات میں ہیں وہ درحقیقت زمرہ اولیاء کا فرد ہوتا ہے اور بوجہ ولی ہونے کے مجازاً استعارۃً لغتہً ظلاً بروزاً جزوی اور ناقص طور پر نبی کہلا سکتا ہے کاش کوئی اس نکتہ کو سمجھے اور ٹھوکر کھانے سے محفوظ ہو جائے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

نوجوانانِ جماعت اور مطالعۂ قرآن کریم

اس سلسلہ میں جو تحریک حضرت امیر نے فرمائی تھی اس کے متعلق قبل ازیں اخبار میں اعلانات شائع ہو چکے ہیں۔ ۱۱ر جولائی کے پرچہ میں ان تمام احباب کے اسماء گرامی شائع ہو چکے ہیں جنہوں نے اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے امتحان میں شمولیت کے لئے اپنے نام پیش کئے ہیں۔ اس کے بعد جن احباب نے اپنے نام بھجوائے ہیں وہ ذیل میں درج ہیں:-

جماعت لاہور

(۱) احمد ظفر فاروقی صاحب
(۲) سعید احمد صاحب

سرینگر

(۱) عبدالحمید صاحب طالب علم
(۲) صلاح الدین صاحب۔ " "
(۳) عبدالرحمان صاحب۔ " "
(۴) محمد مقبول صاحب۔ ملازم
(۵) مشتاق احمد صاحب۔ ملازم
(۶) محمد رمضان صاحب۔ طالب علم
(۷) غلام رسول صاحب۔ " "
(۸) محمد سلطان صاحب۔ " "
(۹) عبدالعزیز صاحب شورہ۔ ملازم

ضلع بنوں

(۱) عبدالباری صاحب ولد مولانا عبدالہادی صاحب
(۲) شبلی صاحب ولد مولانا عبدالہادی صاحب
(۳) محمد احمد صاحب طالب علم

دریا خان ضلع میانوالی

(۱) چوہدری مسعود اختر صاحب

مانسہرہ

(۱) مولوی محمد حسین صاحب۔ ملازم
(۲) خان بہادر غلام ربانی خان صاحب وکیل۔
(۳) حکیم مبارک عبداللہ صاحب۔

ڈیرہ غازی خاں

(۱) غلام محمد صاحب۔
(۲) دوست محمد صاحب۔
(۳) عزیز محمد صاحب۔
(۴) عبیداللہ صاحب۔

سیالکوٹ

(۱) شیخ حفیظ اللہ صاحب بٹ
(۲) مسٹر نعمت اللہ صاحب بٹ
(۳) مسٹر محمد یحییٰ صاحب بٹ

وزیر آباد

(۱) شیخ نثار احمد صاحب

منڈی بہاؤالدین

(۱) عبدالرؤف صاحب۔

یہ فہرست ناحال نامکمل ہے لہذا قارئین کرام کی خدمت میں دوبارہ عرض ہے کہ اس مبارک تحریک میں ضرور حصہ لیتے ہوئے مجھے اپنے نام بھجوا دیں۔ اب تو رمضان شریف کا بابرکت مہینہ بھی شروع ہو رہا ہے جو قرآن کریم کی سالگرہ کا مہینہ ہے لہذا میری پرزور درخواست ہے کہ نوجوانان جماعت فوراً قرآن کریم کی پہلی دو سورتوں کا مطالعہ شروع کر دیں اور مجھے اپنے اس ارادہ سے بھی مطلع فرمائیں تاکہ ان کے نام درج کر لئے جاویں اور اکتوبر میں جو امتحان ہوگا اس کا پرچہ ان کو بھیجا جا سکے۔

دفتر کی طرف سے مندرجہ ذیل سرکلر فرداً فرداً بھی ارسال ہو رہا ہے لیکن اس کو اخبار میں بھی درج کیا جاتا ہے تاکہ جن احباب کو یہ سرکلر نہ پہنچے وہ اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخویم مکرم معظم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

۱۳ر جون ۱۹۴۵ء کے پیغام صلح میں حضرت امیر ایدہ اللہ کا خطبہ جمعہ آپ کی نظر سے گذرا ہوگا، حضرت ممدوح نے اس میں یہ تحریک فرمائی ہے کہ ہماری جماعت کے وہ نوجوان جو کم از کم ایک گھنٹہ روزانہ وقت دے سکتے ہوں قرآن کریم کی پہلی دو سورتوں البقرہ اور آل عمران کا ترجمہ اور تفسیر ایک رکوع روزانہ کے حساب سے ان دو ماہ میں مطالعہ کریں جس کے بعد ان کا امتحان لیا جائے اور پھر اسی طرح سے آئندہ بھی مطالعہ کرتے رہیں تو سات آٹھ سال میں سارا قرآن کریم انہیں آ سکتا ہے۔

مجھے یہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں کہ قرآن کریم جیسی نعمت کا حاصل کرنا ایک مسلمان بالخصوص ایک احمدی مسلمان کے لئے کس قدر ضروری ہے اس لحاظ سے بھی کہ یہ خدا کا کلام ہے اور اس میں ہماری دنیا اور عاقبت ہر دو کی بہبودی کے سامان موجود ہیں، جن کو چھوڑنے کی وجہ سے آج مسلمان چاہ نکبت میں گرے ہوئے ہیں بلکہ اس لحاظ سے بھی کہ ہم نے ایک مامور من اللہ کے ہاتھ پر یہ اقرار کر رکھا ہے کہ اس پاک کتاب پر نہ صرف خود عمل پیرا ہوں گے بلکہ اسے دنیا کے کناروں تک پہنچائیں گے۔

اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ موقع جو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے ہمیں دیا ہے، بہت غنیمت ہے اور ہمیں اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے فی الفور قدم آگے بڑھانا چاہیئے، ہماری دنیوی مصروفیات کبھی ختم نہ ہوں گی۔ نہ ہی خدا کی کتاب کے لئے ایک گھنٹہ روزانہ وقت دینے سے ان مصروفیات کو کوئی نقصان پہنچ سکتا ہے۔ دنیوی تعلیم کے لئے کس قدر محنتیں برداشت کرنی پڑتیں کتنا روپیہ صرف کرنا پڑتا اور کتنے سال بلکہ عمر کا ایک حصہ لگانا پڑتا ہے اور کامیابی اور ناکامی خدا کے ہاتھ میں ہے کیا قرآن کریم کے لئے آپ یہ تھوڑا سا وقت نکال کر دینی اور دنیوی علوم کے وارث نہیں بننا چاہتے؟

حضرت امیر ایدہ اللہ کی تحریک اگرچہ خصوصیت سے کالجوں اور سکولوں کی اعلیٰ جماعتوں کے طلباء کے لئے ہے لیکن دوسرے پڑھے لکھے نوجوانوں کو بھی آپ نے اس میں شرکت کی دعوت دی ہے اس لئے میں خصوصیت سے آپ کو اس پاک تحریک میں شمولیت کی دعوت دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ قرآن کریم سیکھنے کے لئے ایک گھنٹہ روزانہ دینے اور پھر اکتوبر میں جو امتحان ہوگا اس میں شمولیت اختیار کرنے کے لئے تیار رہیں جس کی اطلاع آپ مہربانی فرما کر بواپسی ڈاک مرحمت فرمائیں گے اور یہ بھی اطلاع دیں گے کہ آیا آپ ازخود بیان القرآن کی مدد سے مطالعہ کر سکیں گے یا کسی استاد کی ضرورت ہوگی؟ والسلام

خاکسار عبداللہ
جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
احمدیہ بلڈنگس لاہور

نوٹ:- پیغام صلح مورخہ ۱۱ر جولائی میں ۷۳ نوجوانوں کے نام درج ہو چکے ہیں اور ۲۴ نام موجودہ اشاعت میں درج ہیں یعنی اب تک کل اکیانوے نوجوانوں نے اپنے نام حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک مطالعہ قرآن کریم کے لئے پیش کئے۔

اقتباسات

مسلمانوں سے تعلیمی ٹیکس کی وصولی

لاہور کی مسجد شاہی کی مرمت کے لئے سردار سکندر حیات خاں مرحوم نے پنجاب کے مسلمان زمینداروں کے مالیہ میں دو پیسہ فی روپیہ کا عارضی اضافہ کرکے لاکھوں روپیہ جمع کر دیا تھا۔ وزارت سندھ نے پچھلے دنوں ایک تجویز منظور کی کہ سندھ کے مسلمان زمینداروں سے مالیہ پر ایک آنہ فی روپیہ زائد وصول کرکے ایک سرمایہ پیدا کیا جائے۔ جس سے مسلمانوں کی تعلیم کو تقویت دی جائے۔ یہ نہایت مفید و مبارک تجویز تھی لیکن گورنر صاحب سندھ نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ اسکو صرف مسلمانوں تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ ہر قوم کے زمینداروں سے یہ رقم وصول کرکے سارے صوبہ پر خرچ کی جائے۔ وزارت سندھ میں ہندو بھی شامل ہیں اور ارکان وزارت نے متفق الرائے ہوکر یہ تجویز منظور کی تھی۔ کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ مسلمان تعلیم میں بہت پسماندہ ہیں۔ اور انہیں ہندوؤں کے برابر لانے کے لئے مدت دراز تک مخصوص سعی و جدوجہد کا رہے۔ ہندو آگے ہی بہت تعلیمیافتہ ہیں۔ اور پھر ان کے پاس دولت اس قدر ہے۔ کہ وہ تعلیم میں اور بھی زیادہ ترقی کر سکتے ہیں۔

لیکن اگر گورنر صاحب کو اپنی تجویز ہی پر اصرار ہے تو پھر انہیں کم ازکم یہ اصول ضرور منظور کرنا چاہیئے کہ مشترک سرمایہ میں مسلمانوں کے لئے ایک خاص حصہ جوان کے تناسب آبادی سے کسی صورت کم نہ ہو۔ مخصوص کر دیا جائے۔ اور اس کو خرچ کرنے کے لئے ایک مسلم تعلیمی بورڈ بنا دیا جائے۔ تاکہ مسلمان اپنی ضرورت کے مطابق سکول اور کالج قائم کر سکیں ضرورت مند طلبا کو وظائف دے سکیں۔ اور لائق نوجوانوں کو بیرون ہند بھیج سکیں۔

کیا پنجاب کی وزارت کوئی ایسی تدبیر نہیں سوچ سکتی؟

سلطنت برطانیہ کے جنگی نقصانات

سلطنت برطانیہ کے جنگی نقصانات کے متعلق آخری رپورٹ مظہر ہے کہ ۳ ستمبر ۱۹۳۹ء سے لیکر ۳۱ مئی ۱۹۴۵ء تک مقتولوں، مجروحوں اور بے پتہ فوجیوں کی تعداد دس لاکھ ۲۷ ہزار چھ سو چونتیس تھی - ان میں سے مقتول پانچ لاکھ ۳۲ ہزار ۲ سو تینتیس تھے ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو زخمی ہونے کے بعد جانبر نہ ہو سکے۔

۱۹۱۴ء کی جنگ یورپ میں سلطنت کے کل نقصانات چونتیس لاکھ ۹۰ ہزار نو سو سات تھے - جن میں سے صرف مقتول دس لاکھ ۸۹ ہزار نو سو انیس تھے۔

ہندوستان کے کل نقصانات ایک لاکھ ۷۷ ہزار تین سو پندرہ تھے - جن کی تفصیل یہ ہے:-

مقتول (ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو زخموں سے جانبر نہ ہو سکے)	۲۳۲۹۵
زخمی	۶۲۰۶۴
بے پتہ	۱۲۲۶۴
قیدی	۹۷۶۹۲

سلطنت کے دوسرے حصوں کے نقصانات کی کیفیت یہ ہے (اس تعداد میں مقتول، مجروح، بے پتہ اور قیدی سب شامل ہیں)

برطانیہ	۷۵۰۳۳۸
کناڈا	۱۰۱۰۰۸
آسٹریلیا	۹۲۲۱۱
نیوزی لینڈ	۳۹۷۸۳
جنوبی افریقہ	۳۶۷۶۵
نوآبادیاں	۳۶۳۷۶

گویا نقصانات میں برطانیہ سب سے اول نمبر پر ہے۔ اور پورے نقصانات میں نصف سے زیادہ حصہ اس کا ہے۔ دوسرے درجے پر ہندوستان ہے۔ پھر کناڈا، پھر آسٹریلیا، پھر نیوزی لینڈ سب سے آخر میں جنوبی افریقہ اور مستعمرات۔

ابھی جاپان کی جنگ باقی ہے اس میں بڑا حصہ برطانیہ ہندوستان اور آسٹریلیا نیوزی لینڈ لے رہے ہیں۔ (انقلاب)

رواج کی پوجا

مسٹر جسٹس آر۔ سی۔ متر، مسٹر جسٹس بی۔ کے مکرجی، مسٹر جسٹس، سی۔ سی۔ بسواس مسٹر جسٹس اے۔ ان۔ سین، ہندو قوم کے کوئی گرے پڑے معمولی افراد نہیں ماہرین قانون اور چاروں صاحب، ہندوستان کی مشہور ہائی کورٹ، کلکتہ ہائی کورٹ کے جج ہیں۔ ان چاروں کے دستخط سے ایک طویل بیان شائع ہوا ہے مختصر خلاصہ حسب ذیل ہے:-

"جس نئے ضابطۂ ہندو قانون کا مسودا اس وقت پیش ہے اور جس کی مخالفت کے ہنگامے سے ملک میں غلغلہ پڑا ہوا ہے ہم کو بھی بحیثیت ہندو ہونے کے اس پر سخت اعتراض ہیں۔

یہ نیا قانون اوّل تو مقامی رسم و رواج کو نظرانداز کرکے ہندوستان جیسے وسیع ملک کے ہر صوبہ اور ہر علاقہ میں یکسانی کیوں پیدا کرنا چاہتا ہے؟ ہر خاندان اور ہر برادری اور ہر علاقہ کے رسم و رواج الگ الگ ہیں، اور ہمارے قدیم بزرگوں نے یہ علیحدگی قائم رکھنا چاہی ہے، پھر آخر سب کے ملا دینے پر آج کیوں اصرار کیا جا رہا ہے؟ نئے ضابطہ کی دفعات پر ہمارے بڑے اور اہم ترین اعتراض یہ دو ہیں:-

(۱) لڑکی کا حصہ اس میں کیسے مان لیا گیا ہے؟ کیا اس بدعت سے سوا اس کے کہ جائداد تقسیم در تقسیم ہوتی جائے اور خاندان سے باہر چلی جائے اور کوئی حاصل نہیں ہے۔

(۲) طلاق کا جواز کیسے گوارا کر لیا گیا؟ طلاق جہاں جہاں ہے، وہاں کون سے فوائد حاصل ہو رہے ہیں؟ طلاق ہندو شادی اور ہندو خاندان کے بنیادی اصول ہی کے خلاف ہے (لیڈر ۲۴ جون ۴۵ء)

اللہ اللہ۔ لڑکیوں کو بھی اپنی اولاد شمار کرکے انہیں حصہ دینا یا میاں بیوی میں جب کوئی صورت موافقت کی نظر نہ آئے تو علیحدہ ہو جانا یہ وہ چیزیں ہیں جنہیں ہمارا بچہ بچہ بھی سمجھ گیا ہے، ایسی موٹی باتیں بھی، دوسری قوموں کے بڑے بڑے عقلاء کی سمجھ میں نہیں آتیں۔ اور انہیں اب تک اصرار ہے کہ دور جاہلیت کے یہ آثار بدستور برقرار رکھے جائیں۔ لیکن اس سے بھی بڑھ کر سبق آموز ان کا یہ بیان ہے کہ آخر وحدت قانون پیدا کرنے کی ضرورت کیا، ہر علاقہ اور ہر برادری کا دستور آبائی بس، اس کے لئے کافی ہے!

بل نتبع ما وجدنا علیہ آباءنا کی بھی کیسی دلچسپ تفسیر ہے، واقعہ یہی ہے کہ مشرک قومیں ضابطہ یا قانون کے تخیل ہی سے جس کی بنیاد عقل یا نقل پر ہو (یعنی وحی) پہتو، نا آشنا ہیں۔ ان کے پاس سب سے بڑی دلیل یہی ہوتی ہے کہ یہ رواج باپ دادا کے وقت سے چلا آ رہا ہے۔ اُن کے بہتر سے بہتر دماغوں کی پرواز یہیں تک رہتی ہے۔ (صدق)

ایک ضروری گذارش

دفتر سے خط وکتابت کرتے وقت جملہ احباب جماعت و دیگر کرمفرما از راہ کرم مندرجہ ذیل امور کا خاص طور پر خیال رکھیں۔

(۱) ہر خط پر ہمیشہ مکمل اور خوشخط پتہ درج فرمایا کریں۔

۲- مختلف شعبہ جات کے متعلق جو امور ہوں انکو الگ الگ سلپ پر علیحدہ علیحدہ درج فرمایا کریں تاکہ تعمیل میں تاخیر نہ ہو یہ از بس ضروری ہے اور ہر سلپ پر مکمل پتہ درج فرمایا کریں۔

نوٹ:- اس وقت مندرجہ ذیل شعبہ جات ہیں:-

۱- دفتر تحصیل جس میں تمام قسم کے چندے شامل ہیں اور جملہ امور جنکا تعلق روپیہ۔ زیورات۔ تمسکات وغیرہ سے ہو البتہ ہر قسم کا روپیہ بنام محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور آنا چاہیئے۔

۲- شعبۂ تبلیغ۔ تبلیغ کے متعلق جملہ امور

۳- تصنیف و اشاعت۔ مفت یا رعایتی قیمت پر جو لٹریچر مطلوب ہو

۴- بک ڈپو۔ کتب بقیمتاً بکار ہوں۔

۵- شعبہ اخبارات۔ اس وقت دو اخبارات جاری ہیں لائٹ

۱- پیغام صلح۔ انکے چندہ و تبدیلی پتہ و دیگر جملہ امور کی اطلاع

۶- تراجم قرآن فنڈ کا صیغہ

امید ہے کہ احباب ان ضروری امور کی طرف توجہ فرما کر مشکور فرمائیں گے۔

عبداللہ
جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ لاہور

ایک نہایت ضروری اعلان

تمام تعلیمیافتہ احمدی نوجوان خواہ وہ پڑھتے ہیں خواہ ملازم ہیں اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ قرآن کریم کی پہلی دو سورتوں سورۃ بقرہ کا اور سورۃ آل عمران میں ان کا امتحان اکتوبر ۱۹۴۵ء میں ہوگا۔ اس کی تیاری سب کریں وقت تھوڑا ہے۔

جنرل سکرٹری

ارشاد امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

(۱) بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالو۔

(۲) بچوں کو سات سال کی عمر سے اشاعت اسلام کے لئے کچھ خرچ کرنے کی عادت ڈالو۔

(۳) بچوں کو سات سال کی عمر سے قرآن کریم کا ترجمہ سکھانا شروع کر دو۔ (محمد علی)

سلسلہ میں شمولیت

مندرجہ ذیل اشخاص نے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت فرمائی ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔

(۱) جناب محمد حسین صاحب جہلم
(۲) جناب محمد اشرف علی صاحب لاہور کینٹ
(۳) جناب مرزا غلام مرتضیٰ بیگ صاحب ناندگاؤں پیٹھ (ضلع امراؤتی)
(۴) میاں محمد الدین صاحب لاہور کینٹ
(۵) محترمہ نواب بی بی صاحبہ ۔ پورہ میراں ضلع شہر سیالکوٹ۔
(۶) سردار محمد صاحب ۔ ضلع گورداسپور
(۷) شمشیر الدین ۔ گورداسپور۔
(۸) عمر الدین صاحب ۔ گورداس پور
(۹) ڈاکٹر خادم رحمانی صاحب ۔ شیلانگ
(۱۰) محمد الدین صاحب ۔ گدور
(۱۱) جناب نذر محمد صاحب ۔ گورداسپور
(۱۲) جناب مختار احمد صاحب شیخوپورہ
(۱۳) جناب محمد حنیف صاحب ۔ شاہ آباد
(۱۴) جناب محمد صدیق صاحب ۔ پٹیالہ
(۱۵) ایم ۔ اے رحمان صاحب ۔ سرینگر
(۱۶) محمد عبد اللہ پاشا صاحب ۔ مشرقی گوداوری علاقہ فرانسیسی ۔
(۱۷) جناب ابراہیم صاحب ۔ سیالکوٹ
(۱۸) محترمہ ریشم بی بی صاحبہ " " "
(۱۹) محترمہ محمد بی بی صاحبہ " " "
(۲۰) محترمہ نواب بی بی صاحبہ " " "
(۲۱) محترمہ برکت بی بی صاحبہ " " "
(۲۲) محترمہ فضل بی بی صاحبہ " " "
(۲۳) محترمہ حسین بی بی صاحبہ " " "
(۲۴) محترمہ حنیفہ بی بی صاحبہ " " "
(۲۵) محترمہ فاطمہ بی بی صاحبہ " " "
(۲۶) محترمہ سردارہ بیگم صاحبہ " " "
(۲۷) جناب احید احمد صاحب سیالکوٹ
(۲۸) جناب محمد یعقوب صاحب چنڈ کے منگولے
(۲۹) محترمہ ثریا بیگم صاحبہ ۔ کپورتھلہ
(۳۰) محترمہ تاج بیگم صاحبہ ۔ سرینگر
(۳۱) جناب محمد عبد اللہ خاں صاحب ۔ سرینگر
(۳۲) عبد الرحمان صاحب ۔ دہارواڑ
(۳۳) عنایت جاوید صاحب ۔ سیالکوٹ
(۳۴) محمد یوسف صاحب ۔ سیالکوٹ
(۳۵) کامران مسعود صاحب ۔ سیالکوٹ
(۳۶) محمودہ بیگم صاحبہ ۔ لاہور
(۳۷) محمد صدیق صاحب ولد عبد الحکیم سیالکوٹ
(۳۸) محمد صدیق صاحب ولد نذیرہ سیالکوٹ
(۳۹) محمد بوٹا صاحب ۔ سیالکوٹ
(۴۰) جناب نعمت اللہ خاں صاحب ۔ لاہور
(۴۱) محمد اقبال صاحب ۔ لاہور
(۴۲) اہلیہ مولوی مسیح زمان ۔ سیالکوٹ
(۴۳) زرینہ بیگم صاحبہ " "
(۴۴) حسن بی بی صاحبہ " "
(۴۵) [illegible] " "
(۴۶) عفت بیگم صاحبہ ۔ سیالکوٹ
(۴۷) حسین بی بی ۔ " "
(۴۸) اللہ رکھی صاحبہ ۔ " "
(۴۹) حمیدہ بیگم صاحبہ ۔ " "
(۵۰) چراغ بی بی صاحبہ " "
(۵۱) رشیدہ بیگم صاحبہ " "
(۵۲) فضیلت بیگم صاحبہ " "
(۵۳) بلقیس بیگم صاحبہ ۔ " "
(۵۴) چوہدری ثناء اللہ صاحب شیخوپورہ
(۵۵) مقبول بیگم صاحبہ ۔ سیالکوٹ
(۵۶) محمد انور صاحب ۔ شیخوپورہ
(۵۷) محمد حسین صاحب ۔ سیالکوٹ
(۵۸) نور محمد صاحب ۔ سیالکوٹ
(۵۹) عبد الکریم صاحب سیالکوٹ۔
(۶۰) محمد منیر صاحب شیخوپورہ
(۶۱) بشیر احمد خاں صاحب ۔ شیخوپورہ
(۶۲) محمد علی صاحب ۔ سیالکوٹ
(۶۳) بشیر احمد صاحب ورک ۔ شیخوپورہ
(۶۴) قائم علی صاحب ۔ سیالکوٹ
(۶۵) صادق علی صاحب ۔ سیالکوٹ
(۶۶) مشتاق احمد صاحب ۔ گوجرانوالہ
(۶۷) حبیب احمد صاحب ۔ سیالکوٹ
(۶۸) فقیر محمد صاحب ۔ سیالکوٹ
(۶۹) محمد بوٹا صاحب ۔ سیالکوٹ
(۷۰) محمد اکرام صاحب گجرات
(۷۱) سلیم اختر صاحب ۔ سیالکوٹ
(۷۲) ابراہیم صاحب ۔ " "
(۷۳) یوسف صاحب ۔ " "
(۷۴) دلاور حسین صاحب " "
(۷۵) آصف اختر صاحب " "
(۷۶) آفتاب احمد صاحب " "
(۷۷) حفیظ اللہ صاحب شیخوپورہ
(۷۸) رفیق احمد صاحب سیالکوٹ
(۷۹) بشیر احمد صاحب ۔ سیالکوٹ
(۸۰) غفور صاحب ۔ سیالکوٹ۔
(۸۱) جناب معراج الدین صاحب ۔ سیالکوٹ
(۸۲) نواب دین صاحب ۔ " "
(۸۳) حکیم محمد حنیف صاحب ۔ " "
(۸۴) محمد یوسف صاحب ۔ " "
(۸۵) چوہدری قدرداد صاحب ۔ " "
(۸۶) محمد صدیق صاحب ۔ " "
(۸۷) محمد نذیر صاحب ۔ " "
(۸۸) محمد صفدر صاحب ۔ " "
(۸۹) چراغ الدین صاحب " "
(۹۰) غلام حیدر صاحب " "
(۹۱) مہر الدین صاحب " "
(۹۲) عطاء اللہ صاحب شیخوپورہ
(۹۳) محمد رمضان صاحب سیالکوٹ
(۹۴) محمد شریف صاحب ۔ سیالکوٹ
(۹۵) محمد اقبال صاحب شیخوپورہ
(۹۶) نبی احمد خاں صاحب گوجرانوالہ
(۹۷) غلام نادر صاحب سیالکوٹ
(۹۸) محمد عزیز الصمد صاحب ۔ جبل پور
(۹۹) محمد حنیف صاحب ۔ شیلانگ
(۱۰۰) ماسٹر غلام رسول صاحب مخلص ۔ کشمیر
(۱۰۱) جناب محمد بشیر صاحب ۔ پشاور
(۱۰۲) عبد المجید صاحب ۔ پشاور
(۱۰۳) عبد الوحید صاحب پشاور
(۱۰۴) محترمہ دختر ڈاکٹر عبد العزیز صاحب ۔ پشاور
(۱۰۵) مصباح الدین صاحب ۔ پشاور
(۱۰۶) احمد خاں صاحب ۔ سبی
(۱۰۷) نعمت علی صاحب ۔ شیخوپورہ
(۱۰۸) غلام حیدر صاحب ۔ شیخوپورہ
(۱۰۹) محمد سرور صاحب شیخوپورہ
(۱۱۰) حفیظہ بی بی صاحبہ ۔ سیالکوٹ
(۱۱۱) رسول بی بی صاحبہ ۔ " "
(۱۱۲) دولت بی بی صاحبہ ۔ " "
(۱۱۳) محمد بی بی صاحبہ ۔ " "
(۱۱۴) چوہدری سرور خاں صاحب ۔ سیالکوٹ
(۱۱۵) سکینہ بی بی صاحبہ ۔ " "
(۱۱۶) رسول بی بی صاحبہ ۔ " "
(۱۱۷) محمد ناصر صاحب ۔ شیخوپورہ
(۱۱۸) حبیب اللہ صاحب ۔ سیالکوٹ
(۱۱۹) نیاز بیگم صاحبہ ۔ " "
(۱۲۰) حمیدہ بیگم صاحبہ " "
(۱۲۱) غلام مصطفیٰ صاحب ۔ بھدر واہ ۔ اودہم پور
(۱۲۲) دین محمد صاحب ۔ " "
(۱۲۳) عطا محمد صاحب ۔ " "
(۱۲۴) ساجد بیگم صاحبہ " "
(۱۲۵) احمد اللہ صاحب " "
(۱۲۶) تاج بیگم صاحبہ " "
(۱۲۷) مانہ بیگم صاحبہ ۔ " "
(۱۲۸) فتح محمد صاحب ۔ " "
(۱۲۹) دوست محمد صاحب " "
(۱۳۰) منور دین صاحب " "
(۱۳۱) دلاور بخش صاحب " "
(۱۳۲) ولی محمد صاحب " "
(۱۳۳) زہرہ بیگم صاحبہ " "
(۱۳۴) اصد اللہ صاحب " "
(۱۳۵) زرینہ بیگم صاحبہ " "
(۱۳۶) فاطمہ بیگم صاحبہ " "
(۱۳۷) شاہ جمالی بیگم صاحبہ " "
(۱۳۸) عبد الصمد صاحب " "
(۱۳۹) ماتا بیگم صاحبہ " "
(۱۴۰) نارقہ بیگم صاحبہ " "
(۱۴۱) جناب عبد الرشید صاحب " "
(۱۴۲) بیکہ بیگم صاحبہ ۔ بھدرواہ ۔ ضلع اودہم پور
(۱۴۳) غلام رسول صاحب ۔ " "
(۱۴۴) ماتا بیگم صاحبہ " "
(۱۴۵) غلام مصطفیٰ صاحب " "
(۱۴۶) شیر محمد صاحب " "
(۱۴۷) نبی بخش صاحب " "
(۱۴۸) سبینہ بیگم صاحبہ " "
(۱۴۹) [illegible] بیگم صاحبہ ۔ " "
(۱۵۰) عبد اللہ صاحب بھدرواہ ضلع اودہم پور
(۱۵۱) زرینہ بیگم صاحبہ " "
(۱۵۲) غلام محمد صاحب " "
(۱۵۳) خانہ بیگم صاحبہ " "
(۱۵۴) سکینہ بیگم صاحبہ " "
(۱۵۵) جناب غلام نبی صاحب " "
(۱۵۶) محمد شریف صاحب " "
(۱۵۷) محمد شفیع صاحب " "
(۱۵۸) محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ " "
(۱۵۹) جناب محمد رمضان صاحب " "
(۱۶۰) جناب نبی بخش صاحب " "
(۱۶۱) محترمہ عالم بی بی صاحبہ ۔ سیالکوٹ
(۱۶۲) محترمہ دلشاد رضا ۔ پشاور
(۱۶۳) جناب نواب دین صاحب ۔ سیالکوٹ ۔
(۱۶۴) جناب محمد صدیق صاحب ۔ " "
(۱۶۵) جناب محمد شریف صاحب ۔ " "
(۱۶۶) چوہدری سلطان احمد صاحب " "
(۱۶۷) جناب انعام الحق صاحب شیخوپورہ
(۱۶۸) جناب مرزا آفتاب احمد صاحب ۔ لائلپور
(۱۶۹) جناب مرزا ریاض احمد صاحب ۔ راولپنڈی
(۱۷۰) حکیم سید احمد داد صاحب ۔ دہارواڑ
(۱۷۱) ایم ۔ ڈی ۔ شیخ ۔ گدگ
(۱۷۲) جناب شیخ رحمت اللہ صاحب ۔ سیالکوٹ
(۱۷۳) جناب فیروز الدین صاحب " "
(۱۷۴) محترمہ رمضان بی بی صاحبہ " "
(۱۷۵) جناب شیخ محمد صادق صاحب " "
(۱۷۶) جناب قاضی احسان اللہ صاحب " "
(۱۷۷) جناب غلام محی الدین صاحب ۔ گورداسپور
(۱۷۸) جناب محمد الدین صاحب ۔ گورداسپور
(۱۷۹) جناب بابو غلام محمد صاحب ۔ پونچھ
(۱۸۰) جناب عبد المجید صاحب ۔ پونچھ
(۱۸۱) ملک محمد صادق صاحب پونچھ
(۱۸۲) شیخ فتح حیدر صاحب ۔ حویلی
(۱۸۳) غلام قادر جنگ ۔ پونچھ
(۱۸۴) عبد الغنی صاحب ۔ "
(۱۸۵) ماسٹر عبد الاحد صاحب بنجیرہ پونچھ
(۱۸۶) جناب عبد الباری صاحب ۔ شیلانگ
(۱۸۷) جناب خواجہ محمد امین صاحب ۔ کشمیر
(۱۸۸) جناب مستقیم علی صاحب ۔ شیلانگ
(۱۸۹) جناب محمد کریم صاحب ۔ لاہور
(۱۹۰) ملک صاحب ۔ بیجاپور
(۱۹۱) محمد حسین صاحب بیجاپور
(۱۹۲) باباپٹیل محی الدین صاحب ۔ بیجاپور
(۱۹۳) جناب ملک صاحب نبی صاحب ۔ بیجاپور
(۱۹۴) جناب قادر صاحب عبد اللہ صاحب ۔ بیجاپور
(۱۹۵) جناب قاسم صاحب بیشیفن صاحب ۔ بیجاپور
(۱۹۶) جناب علی صاحب نبی صاحب ۔ بیجاپور ۔
(۱۹۷) جناب راجہ صاحب ۔ بیجاپور
(۱۹۸) جناب ممتاز صاحب ۔ بیجاپور
(۱۹۹) احمد حسین لاڈلے ۔ بیجاپور

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

ایڈیٹر - ایس محمد آصف بی۔ اے

جائنٹ ایڈیٹر - شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۳ | لاہور - یوم چہارشنبہ - مؤرخہ ۲۱ شعبان سنہ ۱۳۶۴ھ - م یکم اگست سنہ ۱۹۴۵ء | نمبر ۳۱

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا

۲ - کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

۳ - قرآن کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔

۴ - سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے

۵ - اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

عقیدہ جماعت

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ مارا امام و پیشوا
...

تبلیغ اسلام کا ایک مرکز قائم کرو

اسلام مغلوب نہیں رہے گا غالب آئے گا

مگر اسے غالب کرنے کیلئے ایک بہت بڑی جنگ کی ضرورت ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی - مؤرخہ ۲۰ جولائی سنہ ۱۹۴۵ء

ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا فلا تطع الکافرین و جاھدھم بہ جھادا کبیرا

سورہ فرقان کی دو آیتیں یہ سورہ فرقان کی دو آیتیں ہیں۔ اور ان کے تین فقروں میں بظاہر تین مختلف مضمون نظر آتے ہیں۔ اگر ہم چاہتے تو ہر بڑی بستی میں ایک نذیر مبعوث کر دیتے۔ اے مسلم تو کافروں کی فرمانبرداری اختیار نہ کر۔ اور قرآن کو لیکر ان کے ساتھ ایک بڑی بھاری جنگ میں مصروف ہو جا۔ مگر فی الحقیقت ان کا بڑا بھاری باہم تعلق ہے۔ اور یہ ایک ہی مضمون کے تین ٹکڑے ہیں۔

اسلام نے ساری نسل انسانی کے اتحاد کی بنیاد رکھی سورۃ فرقان کی ابتدا یوں ہوئی ہے تبارک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہ لیکون للعالمین نذیرا بڑی بابرکت ہے وہ ذات۔ سرچشمہ ہے وہ ساری خوبیوں اور بھلائیوں کا۔ جس نے اپنے بندے محمد رسول اللہ صلعم پر فرقان اتارا تاکہ وہ دنیا کی تمام قوموں کے لئے نذیر ہو۔ دنیا کی تاریخ میں یہ ایک نئی بات تھی ہر ملک اور ہر قوم کے اندر۔ اس ملک یا قوم کی بڑی بستی میں ایک پیغمبر بھیجا جاتا تھا تاکہ وہ اس ملک اور اس قوم کے لئے نذیر ہو اس کو بدی کے بد انجام سے ڈرائے اور نیکی کے رستوں کی طرف بلائے۔ مگر اب اللہ تعالیٰ ایک ایسا رسول بھیج رہا تھا جو دنیا کی ساری قوموں کے لئے اولین اور آخرین کے لئے نذیر ہو۔ ہر ملک اور ہر قوم میں الگ رہنما ہونے کی بجائے ساری قوموں کا ایک ہی رہنما ہو۔ اسلام ہی وہ مذہب تھا جس نے نسل انسانی کے اتحاد کی بنیاد رکھی۔ اور صاف الفاظ میں فرمایا کان الناس امۃ واحدۃ انسان جہاں کہیں بھی ہوں عرب ہوں یا عجم گورے ہوں یا کالے سب ایک ہی امت ایک ہی قوم ہیں فبعث اللہ النبیین اللہ تعالیٰ سب کے اندر نبی بھیجتا رہا۔ مگر اب وہ ان کو یوں بھی ایک کرنا چاہتا تھا کہ ان کی قومی تعصبیں اور قومی بغض دور ہو جائیں اور ساری دنیا کے انسان سب کے سب ... اپنے آپ کو ایک ہی قوم سمجھیں۔ اسلئے اس نے اب سب کے لئے ایک ہی رہنما ٹھیرایا کیونکہ ایک جھنڈے کے نیچے جمع ہوئے بغیر قومی تفریقیں اور قومی عناد دور نہ ہو سکتے تھے۔

سب قوموں کو ایک جھنڈے کے نیچے جمع کرنے کی ضرورت اسی مضمون کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا اب بھی ہم چاہتے تو ہر بڑی بستی میں ایک نذیر بھیج دیتے جو ان کو ایک خدا کی عبادت کی طرف بلاتا۔ فی الحقیقت ضرورت تو یہی تھی کہ ہر ملک اور ہر قوم کے اندر ایک نذیر ہو کیونکہ باوجود انسانوں کے میل جول کے رستے کھل جانے کے اب بھی ہر ملک اور ہر قوم ایک علیحدہ حیثیت رکھتی تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا کیونکہ اس سے خدائے واحد کی عبادت کی غرض تو پوری ہو جاتی مگر نسل انسانی کے اتحاد کی غرض پوری نہ ہوتی تھی۔ نسل انسانی اپنی ابتدا میں بھی ایک تھی اور انتہا میں بھی اللہ تعالیٰ اسے ایک ہی کرنا چاہتا تھا۔ اور ایک کرنے کے لئے پہلی ضرورت یہ تھی کہ سب کی سب قومیں ایک رہنما کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائیں۔ سب کا ایک ہی خدا ہو سب اسی ایک خدا کے سامنے جھکیں اور سب کے لئے ایک ہی قانون ہو اور ایک ہی رہنما کے وہ پیچھے چلیں اس کے بغیر مذہب اپنے کمال کو نہ پہنچتا تھا۔

بلند خیال اور اس کی تدریجی ترقی یہ ایک بڑا بلند خیال تھا۔ اور انسانوں نے کبھی بلند خیال کو پہلے دن قبول نہیں کر لیا بلکہ جتنا کوئی بلند خیال دنیا میں پیدا ہوا اس کو قائم کرنے کے لئے اسی قدر زیادہ جدوجہد کی ضرورت تھی۔ حق ہمیشہ تدریجاً ہی دنیا میں غالب آتا رہا۔ سورۃ فرقان کے اس رکوع کی جس کی یہ دو آیتیں ہیں ابتدا یوں کی ہے الم تر الیٰ ربک کیف مد الظل اپنے رب کے کاموں پر غور کرو سایہ کو اس نے کس طرح لمبا کیا ہے۔ سایہ سے مراد یہاں وہی روحانی تاریکی ہے جس میں دنیا مبتلا تھی۔ انسان کی جسمانی ترقیات بھی سب تدریجاً ہوئیں اور مقدر یہی تھا کہ اس کی روحانی ترقیات بھی تدریجاً ہوں انسان اپنے کمال کو آہستہ آہستہ قدم بقدم ترقی کرتا ہوا حاصل کرے۔ کفر اور تاریکی کے اندر بھی دنیا ایک مدت تک مبتلا رہے گی ولو شاء لجعلہ ساکنا۔ اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ تاریکی ہمیشہ کے لئے ہی رہ جاتی۔ اگر اللہ تعالیٰ محمد رسول اللہ کو مبعوث نہ فرماتا تو دنیا میں پہلے انبیاء کے آنے کے باوجود پھر دنیا پر تاریکی ہی مسلط ہو جاتی ثم جعلنا الشمس علیہ دلیلا پھر ہم نے آفتاب اسلام کو اس پر ایک دلیل ٹھیرایا۔ یعنی اس آفتاب کے طلوع سے وہ تاریکی تدریجاً کم ہونا شروع ہو گئی ثم قبضنٰہ الینا قبضا یسیرا اور کفر کی تاریکی کو ہم نے تھوڑا تھوڑا کر کے کم کرنا شروع کیا۔

مادی تہذیب کا ماحصل فلا تطع الکافرین جب کفر کا دنیا پر غلبہ نظر آئے تو اے حق کے پیرو ایسا نہ ہو کہ تم بھی کفر کے خیالات کی پیروی کرنے لگو اور یہ خیال تمہارے دل میں آئے کہ اب یہی خیالات دنیا میں غالب رہیں گے آج ان الفاظ قرآنی کی صداقت کس قدر بین نظر آ رہی ہے، کفر آج دنیا پر غالب نظر آ رہا ہے، مال دنیا کی محبت دلوں پر پورا تصرف حاصل کر چکی ہے اور خدا کی محبت سے وہ خالی ہو چکے ہیں۔ موجودہ تہذیب مادی تہذیب۔ کفر کی تہذیب کا ماحصل کیا ہے کہ جو کچھ بھی دنیا کا مال ہے جس شخص نے یہ حاصل کر لیا اس نے مقصد زندگی کو پا لیا جس قوم نے یہ حاصل کر لیا وہ کامیابی کی منزل مقصود پر پہنچ گئی۔ کھاؤ پیو اور عیش کرو یہ اس تہذیب کا خلاصہ ہے۔ مال دنیا کا حاصل کرنا خواہ وہ دوسروں پر ظلم کے ذریعہ سے حاصل ہو خواہ فریب دہی سے حاصل ہو۔ جھوٹ بول کر حاصل ہو اپنے بھائیوں کی حق تلفی سے حاصل ہو یہی اس تہذیب کی انتہا ہے۔ اخلاق فاضلہ سے دل کی طمانیت سے صداقت اور راستبازی سے اس کو کوئی واسطہ نہیں۔

مسلمان قرآنی جہاد سے غالب آ سکتے ہیں۔ مگر فرماتا ہے کہ یہ کفر کا غلبہ ہمیشہ نہیں رہیگا اے مسلمان تو کافروں کے خیالات کا پیرو نہ بن۔ تیرا مقصد زندگی اور ہے تجھے دنیا میں مغلوب رہنے کے لئے نہیں بنایا گیا۔ غالب آنے کے لئے بنایا گیا ہے۔ اس غلبہ کو حاصل کرنے کے لئے قرآن کے ساتھ جہاد کی ضرورت ہے۔ کسی بلندی پر بھی بغیر جدوجہد کے نہیں پہنچا جاتا۔ خدا کے نام کو دنیا میں بلند کرنے کے لئے، اس کے نور کو دنیا میں پھیلانے کے لئے تاریکی کو دور کرنے کے لئے، ظلم اور فساد فسق و فجور کو مٹانے کے لئے بھی ایک جہاد کی ضرورت ہے ایک جنگ کی ضرورت ہے اور وہ جہاد بھی کوئی معمولی جہاد نہیں جہاد کبیر ہے، وہ جنگ کوئی چھوٹی سی جنگ نہیں بلکہ بڑی بھاری لڑائی ہے جو کفر اور اسلام کے درمیان ہوگی۔ بغیر ایک بھاری جنگ کے بدی اور

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیر محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

بدکاری کا دَور دَورہ دُور نہیں ہوگا۔ آج اگر مسلمان دنیا میں غالب آسکتے ہیں تو وہ قرآنی جہاد سے ہی غالب آسکتے ہیں۔ مال دنیا کے لحاظ سے مسلمان دنیا میں مغلوب ہیں۔ حکومت اور سلطنت کے لحاظ سے دنیا میں مغلوب ہیں مگر ابھی ان کے ہاتھ میں ایک قوت ہے جسے اگر وہ استعمال کریں تو دنیا میں غالب آسکتے ہیں۔ جسمانی رنگ میں وہ مغلوب ہو چکے مگر روحانی غلبہ وہ اب بھی حاصل کر سکتے ہیں بشرطیکہ وہ اپنی پوری قوت قرآن کو دنیا میں پہنچانے پر صرف کر دیں۔ اور روحانیت کے دروازے سے داخل ہو کر وہ جسمانی غلبہ بھی حاصل کر سکتے ہیں

کیا مسلمانوں کو احساس ہے کہ وہ کفر کے ساتھ ایک جنگ میں مصروف ہیں؟

قرآن کے دنیا میں پہنچانے کو ایک جہاد کبیر کہا ہے بڑی بھاری جنگ قرار دیا ہے یہ بتانے کے لئے کہ جو قوم جنگ میں مصروف ہو اسے اپنے تمام دوسرے مشاغل کو چھوڑ کر اپنی ساری توجہ کو جنگ کی طرف لگانا پڑتا ہے۔ مگر کیا مسلمان آج کہہ سکتے ہیں کہ وہ قرآنی جہاد میں مصروف ہیں؟ اوروں کو چھوڑیئے میں احمدیوں سے دریافت کرنا چاہتا ہوں اپنے احباب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ان کے دلوں پر یہ احساس ہے کہ ہم کفر کے ساتھ ایک جنگ میں مصروف ہیں جنگ میں جان بھی دینی پڑتی ہے کیا وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر یہ کہہ سکتے ہیں کہ اے خدا تیرے دین کی جنگ کے لئے ہماری جان حاضر ہے۔ مال بھی دینا پڑتا ہے اور سارے کا سارا مال دینا پڑتا ہے کیا ہمارے احباب یہ کہہ سکتے ہیں کہ اے خدا تیرے دین کی خدمت کے لئے ہمارا سارے کا سارا مال حاضر ہے سارا نہ سہی کیا یہ کہہ سکتے ہیں کہ دسواں حصہ حاضر ہے۔

دینی جنگ کی اہمیت موجودہ جنگ کے مقابلہ میں

آج ایک حالت جنگ میں ہونے کی وجہ سے خود ہندوستان میں یہ حالت ہے کہ نہ کھلنے کو پورا ملتا ہے نہ پہننے کو کپڑا ملتا ہے اور بڑے بڑے مالدار جو ۲½ فیصدی زکوٰۃ کو ناقابل برداشت سمجھتے ہیں ۹۳ فیصدی ٹیکس دے رہے ہیں لاکھوں آدمی اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر وہاں گئے جہاں سے واپس زندہ آنے کی بھی امید کم ہے کیا ہی اہمیت ہم اس دینی جنگ کو دے رہے ہیں جسے قرآن نے جہاد کبیر کہا ہے اور بڑی بھاری جنگ قرار دیا ہے کیا اس جہاد کی خاطر ہم اپنے بیوی بچوں کو چھوڑنے کے لئے تیار ہیں۔ اپنے کھانے اور پینے کی ضرورتوں کو کم کرنے کے لئے تیار ہیں نوے فیصدی نہ سہی دس فیصدی ٹیکس یا چندہ دینے کے لئے تیار ہیں یا ہم یہ چاہتے ہیں کہ زبان کی چند باتوں سے جہاد کا فریضہ ادا ہو جائے بغیر ہاتھ ہلائے ہم دینی جہاد میں کامیاب ہو جائیں۔ تو یہ

جہاد کے مفہوم سے ہنسی ہے۔ ہر ایک شخص تنہائی میں بیٹھ کر سوچے کہ اس کے وقت کا کتنا حصہ اس دینی جنگ میں لگ رہا ہے جسے ہمارے امام نے شیطان اور رحمٰن کی بدی اور نیکی کی طاقتوں کی آخری جنگ قرار دیا ہے؟ کیا وہ ہر وقت ان خیالات میں منہمک ہے کہ مجھے مال دنیا کس طرح ملے؟ میری تجارت کو کس طرح ترقی ہو؟ میری جائیداد کس طرح بڑھے؟ یا ان خیالات میں کہ اس دینی جہاد میں جو ہماری جماعت کا اصل کام ہے ہم کس طرح کامیاب ہوں؟ اور اس میں کامیاب ہونے کے لئے کون کون سی تجاویز اختیار کی جائیں؟ کہاں کہاں سے مال نکال کر اس دینی جہاد پر صرف کیا جائے؟ میں کون کون سا کام خدمت دین کا کر سکتا ہوں۔

بارگاہ الٰہی میں آنحضرت صلعم کی شکایت

اسی سورۃ فرقان میں اگر ایک طرف

جاھدھم بہ جھاداً کبیراً

کا حکم ہے تو دوسری طرف یہ بھی ذکر ہے کہ رسول اللہ صلعم بارگاہ الٰہی میں اپنی قوم کی اپنی امت کی یوں شکایت کریں گے:

وقال الرسول یارب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجوراً۔

اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو جس کے ذریعہ سے یہ دنیا میں عزت اور بزرگی حاصل کر سکتے تھے دنیا کے رہنما بن سکتے تھے دنیا کی قوموں کو مغلوب کر سکتے تھے چھوڑ دیا۔ دوسرے مسلمان تو اسے چھوڑ بیٹھے ہیں مگر میرے دوستو! تم بھی اپنی حالت پر غور کرو۔ عملاً ہم بھی تو چھوڑ نہیں چکے اور قیامت کے دن ہمارا شمار ان لوگوں میں تو نہیں ہوگا جو اس شکایت نبوی کے مصداق ہوں گے۔

قال الرسول یارب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجوراً

قرآن کو ہر ملک میں پہنچایا جائے

اللہ تعالیٰ نے جہاد بالقرآن کے ذکر کے ساتھ اور اسے کفر پر غلبہ کا ذریعہ ٹھیرانے کے ذکر کے ساتھ ہی اس بات کا ذکر کیا ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیراً ہم چاہتے تو ہر بڑی بستی میں ہر ملک میں ایک نذیر کھڑا کر دیتے۔ کیونکہ ضرورت اسی کی تھی کہ ہر قوم کو کوئی ڈرانے والا ہو تو اس میں بتا دیا ہے کہ اصل ضرورت یہی ہے کہ اس قرآن کو ہر ملک اور ہر قوم کے اندر پہنچایا جائے۔ ہر ملک کی ہر بڑی بستی میں تبلیغ اسلام کا ایک مرکز ہو جہاں سے اس ملک میں اس نور کو پھیلایا جائے اسے اپنی جماعت کا اصل کام سمجھئے۔ میں نے تو سر دست پانچ سال کے عرصہ میں دس تبلیغی مراکز قائم کرنے کی اور دس زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کرنے کی تجویز جماعت کے سامنے رکھی ہے مگر یہ ہماری منزل کا صرف پہلا قدم ہے ابھی منزل بہت دور ہے۔ اپنے اندر وہ ہمت

پیدا کرو کہ سینکڑوں تبلیغی مرکز دنیا میں قائم ہو جائیں کوئی ملک اور کوئی قوم خالی نہ رہے جہاں یہ جماعت تبلیغ اسلام کا جھنڈا نہ گاڑ دے یہ تو ہماری زندگیوں میں ہو جانا چاہئے۔ غلبہ اسلام کے وعدہ کو پورا کرنے کے لئے اس امت کے مسیح کو کھڑا کیا گیا۔ تخم ریزی ہو چکی پھر اس کو ترقی دینے کے لئے ایک اور عظیم الشان جدوجہد کی ضرورت ہوگی جس کی ذمہ دار ہماری آنے والی نسلیں ہوں گی۔ اگر آج ہم نے بیج ڈال دیا تو اس بیج کو نشوونما دینے والے اللہ تعالیٰ ضرور کل کو کھڑے کر دے گا۔

بظاہر یہ اتنا عظیم الشان مقصد ہے کہ ہماری کمزور اور چھوٹی سی جماعت کے لئے شاید اس کا خیال میں لانا بھی مشکل ہو مگر اس بات کو یاد رکھئے کہ یہ ارادہ الٰہی ہے جو پورا ہو کر رہے گا خدا تعالیٰ کا وعدہ قرآن کریم میں صراحت سے موجود ہے کہ بالآخر یہ حق ساری دنیا پر غالب آئے گا اور اس وعدہ کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس امت کے مسیح کو کھڑا کیا اس مسیح کی آواز پر ہم نے لبیک کہا سو یہ کوئی ہماری تجویز نہیں کہ اس میں ناکامی کا ڈر ہو یہ خدائی ارادہ ہے جس کے لئے وقت مقرر آ پہنچا ہے جن لوگوں نے اس مسیح کی آواز پر لبیک کہا انہوں نے اس ذمہ داری کو قبول کر لیا اور اگر اب وہ اس کو پورا نہ کریں تو خدا کے نزدیک سخت قابل گرفت ہیں۔

خدا کا یہ ارادہ پورا ہو کر رہے گا

مگر یہ ذمہ داری پوری نہیں ہو سکتی جب تک ہم اپنا سب کچھ اس راہ میں پیش نہ کر دیں قربانیوں کے بغیر دنیا کا معمولی کام بھی نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ مخلوق خدا کی ہدایت کا کام ہو اعلائے کلمۃ اللہ کا کام ہو مخلوق خدا کو خدا کے در پر جھکانے کا کام ہو۔ یہ خدائی ارادہ ہے جو پورا ہو کر رہے گا۔ اگر ہم نے اس کے لئے قربانیاں پیش نہ کیں تو خدائی ارادہ پورا ہونے سے نہیں رکے گا۔

ہم اگر اہل ثابت نہ ہوئے تو خدا دوسری قوم ہماری جگہ لے آئیگا

ہم اپنے آپ کو ہی نااہل ثابت کریں گے اور ہماری جگہ کوئی دوسری قوم لے لیگی یہ اللہ تعالیٰ کا اٹل قانون ہے فرمان خداوندی کو سن لیجئے ھاانتم ھؤلاء تدعون لتنفقوا فی سبیل اللہ۔ دیکھو تم وہ لوگ ہو (اور آج تم ہی ہو) جنہیں بلایا جاتا ہے کہ تم خدا کے رستے میں اپنے مالوں کو خرچ کرو فمنکم من یبخل۔ تو تم میں سے کچھ لوگ مال سے محبت کرتے اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے بخل کرتے ہیں۔ ومن یبخل فانما یبخل عن نفسہ اور جو بخل کرتا ہے اس کے بخل کا وبال اس کے اپنے نفس پر ہے وہ خدا کا کچھ نہیں بگاڑتا اپنا نقصان ہی کرتا ہے۔

واللہ الغنی وانتم الفقراء تم مال جمع کر کے اپنے آپ کو غنی سمجھتے ہو۔ حالانکہ سونے کے ڈھیروں سے کوئی غنی نہیں ہوتا۔ وہ ایک خدا کی ذات ہی ہے جو کسی کی محتاج نہیں تم تو بات بات میں محتاج ہو۔ تمہیں ایک ادنیٰ سی تکلیف پہنچ جاتی ہے تو اپنے مال سے اسے دور نہیں کر سکتے۔ وان تتولوا یستبدل قوماً غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم اور اگر تم پھر جاؤ گے اور اپنے اموال کو خدا کی راہ میں پیش نہ کرو گے تو تمہیں خدا کے دربار سے نکال دیا جائے گا مال سے محبت کرنے خدا کے حکم کو ٹالنے والے کا خدا کے دربار میں کوئی کام نہیں وہ اس دربار میں ٹھیرنے کا اہل نہیں۔ تمہیں نکال کر اور لوگوں کو کھڑا کر دیا جائیگا جو تمہاری طرح بخیل نہیں ہوں گے ان کے دلوں میں مال کی محبت نہیں ہوگی بلکہ خدا کی محبت ہوگی اور وہ خدا کے دیئے ہوئے مال کو اسی کا مال سمجھ کر خدا کے رستے میں بے دریغ خرچ کریں گے۔

پیچھے آکر آگے نکل جانیوالے انصار دین

ہم نے دیکھا ہے بعض لوگ ہماری جماعت میں شست ہو گئے ہیں وہ بالکل معمولی لوگ تھے خدا نے ان کو مال دیا اور ان کی قابلیت سے بہت بڑھ کر دیا مگر جب خدا کے دین کے لئے اس کی ضرورت پیش آئی ہے تو مال دنیا کی محبت ان کو خدا کے رستے میں دینے سے روکتی ہے۔ وہ پہلے آئے مگر اب پیچھے ہو رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ خدائی ارادہ ہو کر رہنے والا ہے اس لئے وہ ان انصار دین کو لا رہا ہے جو پیچھے آئے اور اب پہلے ہو رہے ہیں ہماری بغداد کی جماعت چند سال ہی ہوئے ہیں لیکن اپنے ایثار میں ان کا قدم کس قدر تیز ہے اور ان سے بھی پیچھے ایک اور مخلصین کی جماعت اللہ تعالیٰ برما میں کھڑی کر رہا ہے ڈاکٹر ابن۔ اے۔ خاں سے اسی سال ہماری خط و کتابت ہوئی ہے کس قدر اخلاص ہے خدا کے دین کی خدمت کی کس قدر تڑپ ہے۔ انھوں نے لکھا کہ چار ہزار روپیہ تو میرا پنشن کا جمع شدہ موجود ہے وہ میں سب خدا کی راہ میں دیتا ہوں۔ اور اب چونکہ میرے لڑکے لڑکیاں سب اپنے پاؤں پر کھڑے ہو چکے ہیں اس لئے اپنی موجودہ آمدنی سے میں اپنا خرچ رکھ کر باقی ایک سو روپیہ ماہوار انجمن کو دوں گا۔ مگر اس ایک سو روپیہ پر بھی بس نہ کی بلکہ دو ماہ ایک سو کی جگہ ڈیڑھ سو بھیجا اور پھر لکھا کہ ایک سو نہیں بلکہ میں دو سو روپے ماہوار بچا سکتا ہوں جس کا نصف قرآن فنڈ میں اور نصف دس مشنوں کے قیام میں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر اپنے فضلوں اور رحمتوں کی بارش برسائے۔ ابھی آئے اور دونوں میں سب سے آگے نکل گئے۔ اور پھر اس پر بھی کفایت نہیں کی اپنی اولاد کو بھی ایک ایک کو لکھا کہ

ایک ضروری اعلان

قرض کا لینا اور دینا بعض خاص حالات میں ایک ناگزیر امر ہے۔ لیکن بسا اوقات لوگ اسے روزمرہ کی عادت بنا لیتے ہیں۔ افسوس ہے بعض کارکنان انجمن بھی اس بری عادت میں مبتلا ہیں۔ جماعت کے مخیر دوست یہ سمجھ کر زید یا بکر انجمن کا کارکن ہے اسے قرض دے دیتے ہیں اور جب وصولی میں دقت پیش آئے تو انجمن سے شکایت کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کارکن کی تنخواہ سے رقم وضع کر کے دی جائے۔ یہ طریق صحیح نہیں۔

تمام احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اول تو حتی الوسع اس بری عادت سے احتراز ہی کیا جائے لیکن اگر کسی جائز مجبوری کی بنا پر قرضہ کا لین دین کیا بھی جائے تو اسے ایک ذاتی فعل سمجھا جائے اور فریقین اس کی ذمہ داری اپنے تک محدود رکھیں اور انجمن کو ذمہ دار نہ بنائیں۔

آئندہ اگر کسی کارکن کے متعلق ایسی شکایت موصول ہوئی تو مجبوراً اس کا نام اخبار میں شائع کر دیا جائے گا تاکہ جماعت کے دوست محتاط رہیں۔

عبداللہ۔ جنرل سیکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جموں کی قرارداد

آج بتاریخ ۲۲ جولائی ۱۹۴۵ء بعد نماز مغرب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جموں کا اجلاس خاص زیر صدارت جناب میاں یعقوب علی صاحب پریزیڈنٹ مقامی انجمن منعقد ہوا جس میں ذیل کی قرارداد باتفاق رائے منظور ہوئی۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جموں اپنے اجلاس خاص منعقدہ ۲۲ جولائی ۱۹۴۵ء میں باتفاق رائے حکومت پنجاب کے محکمہ پیپر کنٹرول لاہور سے پرزور مطالبہ کرتی ہے کہ وہ ہفتہ وار اخبار "پیغام صلح" لاہور جو کہ کسی سیاسی پارٹی سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ جس کا نصب العین صرف اسلام کا پیغام دنیا کے اردو خواں طبقہ تک پہنچانا ہے، کا کوٹا اس کی اصلی حالت پر بحال کرے۔ چونکہ اس ہفتہ وار جریدہ میں خالص مذہبی مضامین شائع ہوتے ہیں اور مذہبی امور پر روشنی ڈالی جاتی ہے اس لئے کاغذ کی کمی کی وجہ سے وہ اپنا مقصد بجا لانے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ لہذا جناب کنٹرولر صاحب بہادر پیپر کنٹرول ڈیپارٹمنٹ لاہور سے یہ انجمن درخواست کرتی ہے کہ وہ ملہم کو دادا دی کا ثبوت دیتے ہوئے جلد از جلد کوٹا کاغذ اخبار پیغام صلح لاہور بڑھا دیں گے۔

فدا بخش سیکرٹری۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جموں۔
یعقوب علی پریزیڈنٹ۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جموں۔

جماعت احمدیہ سامانہ کے عہدیداران کا انتخاب

محترم جناب جنرل سکرٹری صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
گذارش ہے کہ مورخہ ۲۹ جون ۱۹۴۵ء بعد نماز جمعہ بتحریک جناب مولوی محمد یوسف صاحب گرنتھی جماعت سامانہ کی جنرل میٹنگ منعقد ہوئی۔ جس میں مقامی عہدیداران کا نیا انتخاب کیا گیا۔ چنانچہ اتفاق رائے سے مندرجہ ذیل عہدیداران آئندہ سال کے لئے منتخب ہوئے ہیں۔

(۱) پریزیڈنٹ۔ جناب مولوی فضل الرحمن صاحب۔ قمر
(۲) وائس پریزیڈنٹ۔ جناب چوہدری قادر بخش صاحب
(۳) سیکرٹری۔ راقم الحروف خلیفہ محمد اسلم علوی۔
(۴) محاسب۔ جناب مرزا عزیز بیگ صاحب
(۵) امین۔ جناب میاں رحیم بخش صاحب
(۶) محصل۔ صوفی محمد عبداللہ صاحب۔

اطلاعاً عرض ہے۔ اس کو اخبار کی قریبی اشاعت میں شائع فرما دیا جائے اور آئندہ مرکز سے سلسلہ کے متعلق خط و کتابت سیکرٹری (راقم الحروف) سے ہوا کرے۔ والسلام۔ ۳۰ جون ۱۹۴۵ء

خاکسار
حکیم خلیفہ محمد اسلم صاحب علوی۔
سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سامانہ

بقیہ خطبہ

وہ بھی اس کار ثواب میں شامل ہوں اور ان کے ایک صاحبزادے نے ابھی بیعت کی اور ساتھ ہی لکھا کہ وہ پچاس روپے ماہوار دیں گے جو تنخواہ ڈاکٹر صاحب لے رہے ہیں ہمارے بہت دوست ہیں جن کے پاس اس تنخواہ کے کئی کئی ملازم ہوں گے۔ اور اس سے دو چند۔ سہ چند۔ چار چند۔ پانچ گنا تنخواہیں لینے والے بھی بہت ہیں مگر ابھی تک دین کی خدمت کی وہ تڑپ ان کے دلوں میں پیدا نہیں ہوئی جو اس۔ اسے خاں کے دل میں پیدا ہوئی ہے۔ کاش ہمارے پچاس دوست ہی یہ عہد کر لیں کہ وہ دو دو سو روپے ماہوار اس غرض کے لئے دیں گے اور پچاس ضرور ہیں جو دے سکتے ہیں۔ تو آج تبلیغ اسلام کے دس مرکز تو انہی کی قربانیوں پر کھڑے ہو سکتے ہیں مگر ایں سعادت بزور...

کلام امام

وما ادراك ما القرآن فیضا
اور تو کچھ جانتا ہے کہ قرآن فیض کے رُو سے کیا شے ہے

خفیر جالب نحو الجنان
وہ ایک راہبر ہے جو بہشت کی طرف کھینچتا ہے

له نوران نور من علوم
اس میں دو نور ہیں ایک تو علوم کا نور اور دوسرے

ونور من بیان کالجمان
فصاحت اور بلاغت کا نور جو دانہ نقرہ کی طرح چمکتا ہے

کلام فائق ما راق طرفی
وہ ایک ایسا کلام ہے جو ہر ایک کلام سے فوقیت لے گیا

جمال بعده والنیران
اور اس کے بعد مجھے کوئی جمال اچھا معلوم ہوا اور آفتاب اور قمر بھی دکھائی نہیں دیئے

ایاة الشمس عند سناه دخن
آفتاب کی روشنی اس کی چمک کے آگے ایک دھواں سا ہے

وما للعل والسبت الیمانی
اور لعل یمن کی سرخ چمڑے کو نسبت ہی کیا ہو گی [illegible]

واین یکون للقرآن مثل
اور قرآن کی مثال کو دوسری چیز کیونکر ہو

ولیس له بهذا الفضل ثانی
کیونکہ وہ تو اپنے فضائل میں بے شریک ہے

ورثنا الصحف فاقت کل کتب
ہم اس کتاب کے وارث بنائے گئے جو سب کتابوں پر فائق ہے

وسبقت کل اسفار بشان
ایسی کتاب جو اپنے کمالات میں تمام کتابوں پر سبقت لے گئی

وجاءت بعد ما خرت خیام
اور اس وقت آیا جبکہ سب خیمے منہ کے بل گر چکے تھے

وخربت البیوت مع المبانی
اور تمام گھر مع بنیادی جگہوں کے خراب ہو چکے تھے

محت کل الطرائق غیر بر
ہر ایک راہ کو بغیر نیکی کے راہ کے معدوم کر دیا

وجذت راس بدعات الزمان
اور ان تمام بدعتوں کا سر کاٹ دیا جو زمانہ میں شائع تھیں

(نور الحق صفحہ ۶۷)

احقاق حق و ابطال باطل کے متعلق چند نایاب کتابیں

مندرجہ ذیل کتابوں کے چند نسخے دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور میں فروخت کے لئے موجود ہیں جو نقد قیمت بمع محصولڈاک آنے پر یا بذریعہ وی پی بھی بھیجی جا سکتی ہیں۔ شائقین علم دین ان کو موقعہ کو غنیمت سمجھیں۔

۱۔ فصل الخطاب مقدمہ اہل الکتاب از حضرت علامہ حاجی حکیم مولوی نورالدین علیہ الرحمۃ یہ وہ کتاب ہے جو حضرت امام وقت کے ارشاد پر بطور مجاہدہ دینی لکھی گئی جس میں عیسائیوں کے اعتراضات کے نہایت مدلل و معقول جوابات دیئے۔ قیمت عہ محصولڈاک ۸ ر

(۲) رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب جس میں دسمبر ۱۸۹۶ء کے جلسہ دھرم مہوتسو میں جو مختلف مذاہب کے نمائندوں کی تقریریں ہوئیں سب جمع ہیں اور حضرت امام وقت کی طرف سے پانچ سوالوں کے جواب جو اس جلسہ میں پڑھے گئے وہ بھی دیئے ہوئے ہیں۔
قیمت ... محصولڈاک ...

(۳) فتاوی حضرت مسیح موعود جو قرآن اور حدیث کی بنا پر ہیں۔ قیمت عہ محصولڈاک ۶ ر
(۴) براہین احمدیہ پر مولوی محمد حسین بٹالوی کا ریویو مندرجہ رسالہ اشاعۃ السنۃ جس میں اس وقت کے معترض مولویوں کے جواب دیئے گئے ہیں۔ قیمت ۱۲ر محصولڈاک ۶ ر

ملنے کا پتہ:۔ ... سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔

ضرورت ہے

ایک اکاونٹ کلرک کی ضرورت ہے جو اکاونٹ کی واقفیت رکھتا ہو، ٹائپ کرنا جانتا ہو انگریزی میں حساب کتاب رکھ سکے تعلیم میٹرک سے کم نہ ہو۔
تنخواہ وغیرہ کے متعلق خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ پر کی جائے۔
جناب چوہدری علم الدین احمد صاحب پروپرائٹر۔ احمدیہ اسٹورز۔ چوبٹی روڈ آسنسول ضلع بردوان بنگال

جلد ۳۳ — لاہور - یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۹ شعبان ۱۳۶۴ھ م - ۸ راگست ۱۹۴۵ء — نمبر ۳۲

کیا میاں محمود احمد صاحب مباہلہ کیلئے تیار ہیں

میں نے حلف اٹھالی ہے وہ بھی حلف اٹھائیں

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

دسمبر ۱۹۴۴ء کے سالانہ جلسہ قادیان پر میاں محمود احمد صاحب نے جمع شدہ مریدوں کو خوش کرنے کے لئے بڑے زور سے یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں ان کے ساتھ اختلافی مسائل (حضرت مسیح موعود کے دعوےٰ نبوت اور تکفیر اہل قبلہ) پر بحث کے لئے نہیں نکلتا حالانکہ وہ مجھے بار بار بلا چکے ہیں یہ دعوےٰ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد کا مصداق تھا۔ مباحثہ کے لئے ہمیشہ میں انہیں بلاتا رہا۔ دعوتوں پر دعوتیں دیں ایک ایک سال میں دس دس دفعہ بھی دعوت دی مگر انہوں نے ہمیشہ گریز کیا اور اکثر اوقات خاموشی اختیار کی ہے۔ اس کے ساتھ ہی انھوں نے غیر احمدیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ لوگ ہی جا کر میری (راقم کی) منت کریں کہ میں میاں صاحب سے مباحثہ منظور کر لوں وقتی اثر اچھا ہوا ہوگا شاید بعض مرید روئے بھی ہوں گے کہ ہمارا خلیفہ کس قدر بہادر ہے کہ کوئی اس کے بالمقابل میدان میں نہیں نکلتا اور اب وہ غیر احمدی کافروں کی بھی منت کر رہا ہے کہ وہ مجھے میاں صاحب کے مقابلہ پر نکلنے کی ترغیب دیں

اس کا جواب میں نے ۵ رجنوری ۱۹۴۵ء کے خطبہ میں دیا جو ۷ رجنوری ۱۹۴۵ء کے پیغام صلح میں طبع ہو چکا ہے۔ کہ گو ثالثوں کے بارہ میں جو جو ان کے عذرات ہیں میں ان کو دور کرنے کے لئے تیار ہوں مثلاً ان کا خیال ہے کہ میں ان کی جماعت سے ایسے آدمیوں کو بطور ثالث منتخب کروں گا جو منافق ہیں یا جو فیصلہ کرنے کے اہل نہیں تو میں نے کہا کہ جس کے متعلق وہ یہ اعلان کر دیں کہ وہ منافق ہے یا وہ فیصلہ کرنے کا اہل نہیں میں اسے ثالث منتخب نہیں کروں گا۔ میں چاہتا تھا کہ میاں صاحب کی اپنی جماعت کے لوگوں کے منہ سے یہ نکلواؤں کہ میاں صاحب حضرت مسیح موعود کے عقائد کے خلاف ہیں لیکن اگر انہیں خود اپنے مریدوں سے بھی یہ ڈر ہے کہ وہ ثالث بن کر فیصلہ ان کے خلاف دیں گے تو میں بغیر ثالثوں کے بھی مباحثہ کے لئے تیار ہوں چنانچہ لفظ حسب ذیل طبع شدہ موجود ہیں

" اگر باایں ہمہ وہ ثالثوں کی تجویز کو رد کر دیں تو یہ ان کی کمزوری کا کھلا نشان ہوگا مگر میں بغیر ثالثوں کے بھی ان سے بحث کرنے کے لئے تیار ہوں ہاں بحث ان تین مسائل پر ہوگی جن کے متعلق وہ آئینہ صداقت کے صفحہ ۳۵ پر تسلیم کر چکے ہیں کہ یہ واقعی ان کے عقائد ہیں۔

(۱) حضرت مسیح موعود فی الواقع نبی ہیں
(۲) حضرت مسیح موعود ہی اسمہ احمد کی پیشگوئی کے مصداق ہیں
(۳) کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں"

اس پر چھ ماہ گذر چکے ہیں میاں صاحب نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور نہ ان کا کوئی مرید بولا کہ اب مباحثہ کیوں نہیں کرتے۔ ایک طرف تو غیر احمدیوں کے آگے ہاتھ جوڑتے تھے کہ وہ مجھے مباحثہ پر راضی کریں اور دوسری طرف ساری جماعت قادیان اب شہر خموشاں کی طرح ہے گویا ان میں کوئی زندہ ہی نہیں جو میری بات کو سنے تو یہ ساری تعلّی اور لجاجت صرف نمائش کے لئے تھی۔ جلسہ سالانہ نکل گیا مرید ایک اثر لے کر اپنے گھروں کو چلے گئے۔ اب پھر جلسہ سالانہ آئے گا تو کوئی نمائش ان کے لئے تیار ہوگی۔

اس کے بعد میں نے انہیں بعض امور پر ایک مباہلہ کی دعوت دی جو ۲۱ مارچ ۱۹۴۵ء کے پیغام صلح میں درج ہے یہ دعوت مباہلہ تین امور کے متعلق تھی میں نے لکھا تھا کہ میاں صاحب کا یہ دعوےٰ ہے کہ :-

(۱) حضرت مسیح موعود نے ۱۹۰۱ء میں اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا تھا اور اپنی سابقہ تحریر دلیا کو منسوخ کر دیا تھا۔

(۲) حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے جو میں لفظ نبی کی تشریح کیا کرتا تھا وہ غلط تھی۔

(۳) حضرت صاحب کے مرید آپ کی زندگی میں آپس میں باتیں کیا کرتے تھے کہ حضرت صاحب کا اجتہاد در بارہ نبوت درست نہیں نکلا "

اور آخر پر میں نے لکھا تھا کہ

" اگر وہ صرف مباحثہ سے ان باتوں کو ثابت کرنا چاہتے ہیں تو میں اس کے لئے بھی تیار ہوں اور اگر وہ ان میں مباہلہ کرنا چاہیں تو میں اس کے لئے بھی تیار ہوں"

اس کا بھی کوئی جواب میاں صاحب کی طرف سے شائع نہیں ہوا اور چار ماہ اس پر گذر چکے مگر ان کے ایک مرید ملک فیض الرحمن فیضی ایم اے نے مجھے یہ لکھا کہ تین شقوں میں سے صرف شق (۱) فیصلہ کن امر ہے باقی دو باتوں میں سے ایک کے متعلق یعنی شق نمبر ۲ کے متعلق لکھا کہ میاں صاحب نے کہیں نہیں لکھا کہ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے میں لفظ نبی کی جو تشریح کیا کرتا تھا وہ غلط تھی اور تیسری شق کا ذکر ہی چھوڑ دیا یعنی میاں صاحب کا یہ دعوےٰ صحیح ہے یا غلط کہ حضرت مسیح موعود کی مجالس میں یہ چرچا رہتا تھا کہ حضرت صاحب کا اجتہاد در بارہ نبوت درست نہیں نکلا مگر ان کے نزدیک یہ دونوں شقیں میاں صاحب کے مسلمات سے نہیں ہیں اس لئے صرف شق اول پر مباہلہ ہونا چاہیئے میں نے انہیں جواب میں لکھوا دیا کہ مباحثہ یا مباہلہ میاں صاحب کا اپنا کام ہے اگر وہ مباحثہ یا مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہیں تو وہ خود یہ اعلان کر سکتے ہیں یعنی یہ کہنا کہ فلاں امر پر مباہلہ ہونا چاہیئے اور فلاں پر نہیں یہ کسی دوسرے کا کام نہیں۔

اس کے جواب میں انھوں نے میاں صاحب کے پرائیویٹ سکرٹری کے ایک خط کی نقل بھجوائی ہے جو وہ کہتے ہیں کہ انہیں قادیان سے آیا ہے وہ خط حسب ذیل ہے۔

" آپ کا خط مورخہ ۱۶/۷/۴۵ ملا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔ یہ بالکل درست ہے کہ انسان مباہلہ اپنے مسلمہ پر کرتا ہے نہ دوسرے کے اتہام پر۔ ہمارا یہ دعوےٰ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے آخری عمر میں نبوت کی تعریف میں تبدیلی کی ہے اور (۲) یہ کہ آپ جب بھی نبوت کا انکار کرتے تھے اس پہلی تعریف کے مطابق انکار کرتے تھے دوسری تعریف کے مطابق آپ نے اپنے نبی ہونے کا دعوےٰ کیا اور وفات تک اس پر قائم رہے اور اس دعوےٰ پر ہم مباہلہ کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ مولوی صاحب بھی ہمارے بعض بتائے ہوئے امور پر مباہلہ کے لئے تیار ہوں انہیں بھی یہ حق ہوگا کہ ہمارے بتائے ہوئے امر کے بارہ میں یہ اعلان کر دیں کہ ان کا یہ دعویٰ نہیں یوں ہے یا یہ کہ ان سے غلطی ہوئی اب وہ اس غلطی پر قائم نہیں مگر یہ طریق درست نہیں کہ آدمی خود تو چیلنج دیتا جائے اور دوسرے کے چیلنج خاموشی سے گذار دے۔ انصاف یہ ہے کہ دونوں کو ایک ساحق دیا جائے "

دستخط - عبدالرحیم درد پرائیویٹ سکرٹری

یہ اضطراب جناب میاں صاحب کا ہے یا پرائیویٹ سیکرٹری کا یہ کہنا مشکل ہے۔ یہ درست ہے کہ انسان مباہلہ اپنے مسلمہ پر کرتا ہے تو وہ تین امور جو میں نے لکھے تھے ان میں سے کونسا امر ہے جو میاں صاحب کے مسلمات میں سے نہیں۔ مرید کہتا ہے کہ شق نمبر (۱) یعنی " حضرت مسیح موعود نے ۱۹۰۱ء میں اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا تھا اور اپنی سابقہ

المکتبہ الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیر محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

تحریروں کو منسوخ کر دیا تھا"

فیصلہ کن ہے اور صرف اسی پر مباہلہ ہونا چاہیئے گویا شق (۲) اور (۳) میاں صاحب کو مسلم نہیں۔ خود میاں صاحب بروایت پرائیویٹ سکرٹری کہتے ہیں ... کہ شق (۱) بھی انہیں مسلم نہیں کیونکہ ان پر محض میرا اتہام ہے۔ ان کا دعوےٰ صرف اس قدر ہے کہ آخری عمر میں حضرت مسیح موعود نے نبوت کی تعریف میں تبدیلی کی تھی اور صرف اسی دعوے پر وہ مباہلہ کے لئے تیار ہیں۔ میں حیران ہوں کہ میاں صاحب کو اس بات سے کسی نے روکا ہوا تھا کہ جب میرا مباہلہ کا چیلنج شائع ہوا تھا تو وہ خود کہہ دیتے کہ میری پیش کردہ تین باتوں میں سے فلاں فلاں ان پر اتہام ہے اور فلاں بات انہیں مسلم ہے۔ ایک طالب علم نے انہیں خط لکھا تھا تو پرائیویٹ سکرٹری نے جواب لکھدیا ہیں تو اب بھی ان کی اپنی تحریر چاہتا ہوں جس میں صفائی سے وہ یہ اعلان کر دیں کہ میرے پیش کردہ امور میں سے کونسی بات ان پر اتہام ہے اور کونسی انہیں مسلم ہے۔ ہاں چند امور کی طرف انہیں توجہ بھی دلا دیتا ہوں۔

امر اوّل - کیا یہ سچ ہے جیسا کہ ان کے مرید نے لکھا ہے کہ میری دعوت مباہلہ کی شق (۲) و (۳) انہیں مسلم نہیں یعنی کہ

(۲) حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے جو میں لفظ نبی کی تشریح کیا کرتا تھا وہ غلط تھی"

(۳) حضرت صاحب کی مجالس میں یہ چرچا رہتا تھا کہ حضرت صاحب کا اجتہاد دربارہ نبوت درست نہیں نکلا"

اگر یہ مسلم نہیں تھے تو (۱) مجھے جو اخبار میں شائع کرتے ہوئے ایک سال کے قریب ہو گیا اور لگاتار اخبار میں چھپتے میں بھی نکلتا رہا کہ یہ میاں صاحب کے دو افتراء حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت پر ہیں اس کے متعلق انہوں نے خود کبھی یہ اعلان کیا کہ انہوں نے یہ لکھا ہی نہیں (۲) پھر میں نے جو اس بارے میں سر محمد ظفر اللہ خاں کو ثالث ٹھیرایا تھا تو اس کا جواب سر موصوف نے کیوں یہ نہ دیا کہ جناب میاں صاحب نے یہ کبھی لکھا ہی نہیں اور اختلافی مسائل پر سو صفحے کا مضمون لکھنے کے باوجود اس بارے میں خاموشی اختیار کر کے اس بات پر مہر لگا دی کہ ان کے پاس کوئی جواب نہیں اب اس بات کا فیصلہ کرنے کے لئے یہ دونوں باتیں میاں صاحب نے لکھی ہیں اگر سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب کو وہ ثالث تسلیم نہیں کرتے تو جس شخص کو بھی وہ ثالث ٹھیرائیں میں ثالث منظور کرنے کے لئے تیار ہوں یا وہ میرے خلاف عدالت میں چارہ جوئی کریں کہ میں نے ان پر ان دو امور میں افتراء کا الزام جھوٹ لگا کر ان کی ازالہ حیثیت عرفی کی ہے تاکہ میں خود انہیں بطور گواہ بلا کر ان کے ہاتھ میں الفضل کا پرچہ دے کر یہ دریافت کر سکوں کہ کیا یہ میرا افتراء ان پر ہے یا یہ ان کا افتراء حضرت مسیح موعود پر ہے۔

امر دوم - اب فرض کر لیجئے کہ مرید نے سچ لکھا ہے کہ ان دونوں شقوں پر میاں صاحب مباہلہ کے لئے اس لئے تیار نہیں کہ یہ دونوں باتیں ان کے مسلمات میں سے نہیں اور یہ ان پر محض میرے اتہامات ہیں تو اسی بات پر بحث بھی کر لیں اور چاہیں تو مباہلہ بھی کر لیں میرا یہ دعویٰ ہے کہ

(۱) میاں صاحب نے الفضل مورخہ ۲۶ رمئی ۱۹۴۴ء صفحہ ۱ کالم ۱ میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود خود فرمایا کرتے تھے کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے میں جو لفظ نبی کی تشریح کیا کرتا تھا وہ غلط تھی۔

(۲) میاں صاحب نے الفضل مورخہ ۲۶ رمئی ۱۹۴۴ء صفحہ ۱ کالم ۳ میں یہ دعوےٰ کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی مجالس میں مہینوں تک اس بات کا چرچا رہتا تھا کہ آپ کا اجتہاد دربارہ نبوت درست نہیں نکلا۔

اگر میاں صاحب کا یہ خیال ہے کہ میں نے ان پر یہ افتراء کیا ہے تو میں اس بات پر کہ اس معاملہ میں ہم دونوں میں سے کون سچا ہے اور کون جھوٹا، مباحثہ کے لئے بھی تیار ہوں اور مباہلہ کے لئے بھی۔

امر سوئم - اگر یہ دونوں باتیں میاں صاحب کے مسلمات میں سے نہیں اور ان پر مباہلہ سے وہ گھبراتے ہیں تو پھر تو جھگڑا اور بھی آسانی سے طے ہو گیا۔ گویا خود میاں صاحب نے اس بات کو تسلیم کر لیا کہ حضرت مسیح موعود نے خود کبھی نہیں فرمایا کہ آپ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے جو لفظ نبی کی تشریح کیا کرتے تھے وہ غلط تھی اور نہ حضرت مسیح موعود کی مجالس میں کبھی یہ ذکر ہوا کہ حضرت مسیح موعود کا سابقہ اجتہاد دربارہ نبوت درست نہیں تھا تو پھر معلوم ہوا کہ میاں صاحب کے اپنے اقرار کے مطابق وہ تشریح لفظ نبی کی جو حضرت مسیح موعود سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کرتے تھے یعنی یہ کہ اس سے مراد محدث ہے غلط نہیں تھی اور اگر آپ کو بھی اس کی غلطی کا احساس نہیں ہوا تو پھر لفظ نبی کی نئی تعریف بھی میاں صاحب کی ایجادات میں سے ہے۔ نہ کبھی آپ نے اسے غلط کہا نہ کسی مرید نے اسے غلط کہا نہ آپ کی مجالس میں کبھی یہ چرچا ہوا۔ بات تو موٹی ہے اگر فی الواقع حضرت مسیح موعود پہلے لفظ نبی کی تشریح جو الفاظ محدث وغیرہ سے کرتے تھے وہ غلط تھی اور سنہ ۱۹۰۱ء میں نبی کی صحیح تعریف کا آپ کو علم ہوا تو سب سے پہلے مسیح موعود کو ہی یہ علم ہوا ہوگا کہ میں پہلے لفظ نبی کی تشریح غلط کیا کرتا تھا اور انہوں نے مریدوں کو ایسا کہا بھی ضرور ہوگا اور مریدوں میں یہ چرچا بھی ضرور ہوا ہوگا اور اگر نہ مریدوں میں کبھی چرچا ہوا نہ حضرت مسیح موعود نے کبھی مریدوں کو ایسا کہا تو معلوم ہوا کہ یہ سب کہانی میاں صاحب کی دماغی کیفیت سے تعلق رکھتی ہے واقعات میں اس کا کوئی پتہ نہیں چلتا جب تک پہلی تعریف کی غلطی محسوس نہ ہوئی تو آپ دوسری تعریف کو کس طرح سکتے تھے۔

امر چہارم - اب مباہلہ کی شق اول کو لیجئے اس کو مرید تو درست مانتا ہے مگر میاں صاحب اس کو بھی ٹال گئے ہیں۔ شق اوّل کے الفاظ یہ تھے۔

"حضرت مسیح موعود نے سنہ ۱۹۰۱ء میں اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا تھا اور اپنی سابقہ تحریروں کو منسوخ کر دیا تھا"

تبدیلی عقیدہ اور منسوخی کتب کے لفظ میاں صاحب کے ہی ہیں مگر وہ تو پتھر ہیں جو بدلتے نہیں اب ان کو دوسرا رستے سے میاں صاحب گھبراتے ہیں۔ "ہمارا یہ دعوےٰ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آخری عمر میں نبوت کی تعریف میں تبدیلی کی ہے"۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا میاں صاحب کا یہ دعوےٰ نہیں کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود نے اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا تھا؟ کیا ان کے نزدیک نبوت کی تعریف کی تبدیلی کوئی محض علمی موشگافی تھی؟ یا اس تعریف کی تبدیلی کے ساتھ ہی آپ نے اپنا عقیدہ بھی تبدیل کر لیا تھا؟ میاں صاحب نے ایک دفعہ نہیں بار بار لکھا ہے کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود نے اپنا عقیدہ دربارہ نبوت تبدیل کیا۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے حوالے دربارہ انکار نبوت منسوخ ہیں اور بات بھی صاف ہے جب پہلی تعریف نبوت غلط معلوم ہوئی اور اس کی جگہ دوسری تعریف نبوت کی تو انکار نبوت کے حوالے بھی ضرور منسوخ کئے ہوں گے۔ اور اگر وہ حوالے منسوخ نہیں کئے تو پھر عقیدہ بھی نہیں بدلا اور تعریف نبوت بھی نہیں بدلی تو میاں صاحب صاف الفاظ میں یہ کیوں نہیں کہتے کہ شق اول پر مجھے مباحثہ اور مباہلہ منظور ہے۔

امر پنجم - اگر میاں صاحب یہ اعلان کر دیں کہ جن امور پر میں نے دعوت مباہلہ دی تھی ان میں سے شق (۲) و (۳) دونوں باطل ہیں یہ دونوں باتیں ان کو مسلم نہیں یا انہوں نے پہلے یہ باتیں کہی تھیں مگر وہ اب ان پر قائم نہیں تو میں صرف شق (۱) پر بھی مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہوں ہاں مباہلہ سے پہلے ایک مباحثہ اس امر پر ضرور ہوگا کہ حضرت مسیح موعود نے سنہ ۱۹۰۱ء میں اپنا عقیدہ تبدیل کیا یا نہیں۔

امر ششم - فی الحقیقت اس شق اوّل پر مباہلہ کی عملی دعوت تو ہماری طرف سے سنہ ۱۹۱۵ء سے ہو چکی ہم میں سے جماعت کے ستر سرکردہ آدمیوں نے جنہوں نے سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے بیعت کی تھی اس بات پر حلف اٹھائی کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں نہ حضرت مسیح موعود نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی نہ سابقہ کتابوں کو منسوخ کیا وہ ہم سے سوگنا تھے اگر بالمقابل ہم ان سے سات ہزار آدمی کے حلف اٹھانے کا بھی مطالبہ کرتے تو وہ جائز تھا مگر ہم نے ستر آدمیوں کے حلف اٹھانے کا مطالبہ کیا کہ وہ یہ حلف اٹھائیں کہ ہم نے سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت مسیح موعود کی بیعت کی اور سنہ ۱۹۰۱ء میں حضرت صاحب نے اپنا عقیدہ تبدیل کیا تھا اور ہم نے بھی اپنا عقیدہ دربارہ نبوت حضرت مسیح موعود تبدیل کر لیا تھا یعنی سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے ہم آپ کو صرف محدث سمجھتے تھے اور لفظ نبی سے مراد لغوی معنے لیتے تھے اور سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد ہم آپ کو فی الواقع نبی سمجھنے لگے اور حضرت صاحب کی سابقہ تحریروں کو جن میں انکار نبوت تھا منسوخ سمجھ لیا۔

اب مباہلہ تو اس چیز کا نام ہے کہ دو فریق بالمقابل حلف اٹھائیں سو ہم وہ حلف آج سے تیس سال پیشتر اٹھا چکے اور میاں صاحب کو بالمقابل حلف اٹھانے کے لئے تیس سال سے برابر دعوت دے رہے ہیں اور میاں اس کا جواب تک نہیں دیتے جو اس امر پر مباہلہ سے گریز ہے اگر اب وہ جیسا کہ ان کے مرید کا خیال ہے اس کے لئے تیار ہو گئے ہیں تو میں بھی تیار ہوں

امر ہفتم - اگر حضرت مسیح موعود نے سنہ ۱۹۰۱ء میں اپنا عقیدہ دربارہ نبوت تبدیل کیا ہوتا تو آپ کے مریدوں نے بھی ضرور اپنا عقیدہ تبدیل کیا ہوتا۔ حضرت صاحب کا اپنا عقیدہ تبدیل کرنے کے معنے ہی کچھ نہیں اگر مریدوں نے عقیدہ تبدیل نہیں کیا۔ مگر میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ میں نے اپنا عقیدہ دربارہ نبوت حضرت مسیح موعود سنہ ۱۹۰۱ء میں تبدیل نہیں کیا نہ حضرت صاحب کے سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے انکار نبوت کے حوالوں کو منسوخ سمجھا اور یہ قسم آج سے تیس سال پیشتر میں اکیلا ہی نہیں ہم ستر آدمی کھا چکے ہیں اگر میاں صاحب کا عذر اپنا ایمان بچانے ہے تو وہ صرف اسی قدر قسم کھائیں کہ میں میاں محمود احمد نے سنہ ۱۹۰۱ء میں اپنا عقیدہ دربارہ نبوت حضرت مسیح موعود تبدیل کر لیا تھا اور آپ کے سابقہ انکار نبوت کے حوالوں کو منسوخ سمجھ لیا تھا۔ اور اگر ان کا یہ عذر ہو کہ ان کی عمر اس وقت صرف بارہ سال تھی اور وہ محض بچے تھے اور ان کو ان باتوں کی خبر تک نہ تھی تو ان کا کوئی مرید جس نے سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت مسیح موعود کی بیعت کی ہو اور جسے میاں صاحب اپنی جگہ پر خود پیش کریں مثلاً مولوی شیر علی صاحب یا مولوی سرور شاہ صاحب یہ حلف اٹھائے کہ اس نے سنہ ۱۹۰۱ء میں اپنا عقیدہ دربارہ نبوت حضرت مسیح موعود تبدیل کر لیا تھا اور حضرت صاحب کے انکار نبوت کے حوالوں کو منسوخ سمجھ لیا تھا اس کے بعد دونوں قسموں کو اکٹھا شائع کر کے ہم نیچے لکھدیں گے لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین یہ بھی ایک مباہلہ ہو جائے گا۔

اگر میاں صاحب کو ایک شمہ بھر بھی اپنے اس دعوے میں کہ حضرت مسیح موعود نے سنہ ۱۹۰۱ء میں اپنا عقیدہ دربارہ نبوت تبدیل کر لیا تھا حق پر ہونے کا یقین ہے تو اب اس چھوٹی سی بات سے گریز نہ کریں اپنے اوپر رحم نہیں کرتے تو اپنے مریدوں پر ہی رحم کریں اپنے مریدوں پر رحم نہیں کرتے تو اپنے اوپر رحم کریں یا صاف طور پر حلف اٹھائیں اور یا حضرت مسیح موعود پر یہ افترا کرنے سے باز آجائیں کہ آپ نے سنہ ۱۹۰۱ء میں اپنا عقیدہ دربارہ نبوت تبدیل کر لیا تھا اور اپنے سابقہ انکار نبوت کے حوالوں کو اور اس تعریف کو کہ لفظ (باقی بر صفحہ ۸ کالم ۲)

پیغام صلح
جلد ۳۳ | لاہور یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۲۹ شعبان ۱۳۶۴ھ | نمبر ۳۲

خلیفہ صاحب کا ایک خواب اور قادیانی پروپیگنڈہ

خواب آنے سے پیشتر خلیفہ صاحب کو مسٹر ماریسن کے متعلق معلومات حاصل تھیں

آجکل خلیفہ صاحب کے ایک خواب کا بہت پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے۔ جلسے ہو رہے ہیں۔ "خدا کی بات پھر پوری ہوئی" کے عنوان سے مضامین لکھے جارہے ہیں۔ الفضل کے مقالات افتتاحیہ اسی خواب کی تشہیر کے لئے وقف ہیں اور میاں صاحب کی روحانیت اور قرب الٰہی کا ڈھنڈورا پیٹا جارہا ہے۔ بات سے افسانہ اور رائی سے پہاڑ بن رہا ہے اور قادیانی پریس میں گوئبلز کی روح کلکاریاں رہی اور دانت کچکچاتی ہوئی [illegible]

خلیفہ صاحب نے مسٹر ماریسن کے متعلق مئی ۱۹۴۵ء میں ایک خواب دیکھا جو مسٹر چرچل کی کولیشن وزارت میں لیبر پارٹی کی طرف سے ممبر تھے اس خواب کو برطانوی پارلیمنٹ کے نئے انتخابات میں کنزرویٹو پارٹی کی شکست اور لیبر پارٹی کی فتح پر چسپاں کیا جا رہا ہے۔ خواب درج ذیل ہے:-

. . . .

"تین دن کی بات ہے" ڈلہوزی میں میں نے ایک رویا دیکھا کہ کوئی شخص ماریسن نامی انگریز ہیں وہ کہتے ہیں کہ چالیس سال کے عرصہ تک کانگڑہ کے ضلع میں میرے جیسا اور عقلمند آدمی پیدا نہیں ہوگا۔ یا شاید یہ کہا ہے کہ پایا نہیں جائیگا میں اس وقت رویا میں سمجھتا ہوں کہ ماریسن سے وزیر مراد ہے جو لیبر پارٹی کی طرف سے وزارت میں شامل ہیں۔ یہ فقرہ سن کر میرے دل میں فوراً یہ بات گذری کہ انشاءاللہ انہوں نے نہیں کہا اگر یہ انشاءاللہ کہہ لیتے تو اچھا تھا پھر ساتھ ہی میرے دل میں یہ سوال بھی پیدا ہوا ہوگا۔ کہ کانگڑے کے ساتھ ان کا کیا تعلق ہے۔ کانگڑہ ہندوستان کا علاقہ ہے۔ اور یہ انگلستان کے رہنے والے ہیں۔ اس سوال کے پیدا ہوتے ہی میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی۔ کہ کانگڑے کا لفظ استعارۃً انگلستان کے لئے بولا گیا ہے۔ اور کانگڑے میں چونکہ آتش فشاں پہاڑ ہیں اس لفظ میں انگلستان کی آیندہ حالت کو ظاہر کیا گیا ہے کہ انگلستان میں بھی بہت کچھ ردوبدل اور اتار چڑھاؤ کا زمانہ آرہا ہے اور جس طرح آتش فشاں علاقے میں زلزلے آتے ہیں اسی طرح انگلستان میں بھی سیاسی اور اقتصادی اتار چڑھاؤ رونما ہونے والے ہیں اور مسٹر ماریسن کے قول کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے تغیرات اور فساد کے وقت میں سب سے اچھا کام کرنے والا ثابت ہونگا"

(خطبہ جمعہ مندرجہ الفضل مورخہ ۱۱ مئی ۱۹۴۵ء)

اسی خطبہ جمعہ میں خلیفہ صاحب فرماتے ہیں:-

"میں اس سے پہلے مسٹر ماریسن کے متعلق ذاتی طور پر کوئی واقفیت نہیں رکھتا مجھے ان کے متعلق بہت ہی کم ذاتی واقفیت ہے جو نہ ہونے کے برابر ہے لیکن اخباری لحاظ سے بھی مسٹر ماریسن کے متعلق کوئی ایسی معلومات حاصل نہیں جن کی وجہ سے ان سے کچھ لگاؤ ہو" (الفضل ۱۱ مئی ۱۹۴۵ء)

ہمیں بعض ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ خواب آنے سے پیشتر خلیفہ صاحب کو مسٹر ماریسن کے متعلق معلومات حاصل تھیں اور ان کی خواب ساز قوت متخیلہ کو کافی مواد مل چکا تھا اور ان کا خوابوں والا "فرشتہ" جناب چوہدری سر ظفر اللہ خاں صاحب کے نطق سے ان کے قلب خواب پرست پر نازل ہوا تھا۔ تفصیل اس اجمال کی یوں ہے۔

قادیانی مجلس مشاورت کے موقعہ پر ایک ملاقات کے دوران میں سر ظفر اللہ خاں صاحب نے انگلستان کے سیاسی اتار چڑھاؤ کا ذکر کرتے ہوئے . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . . خلیفہ صاحب کو مسٹر ماریسن کے متعلق جملہ معلومات بہم پہنچائیں چوہدری صاحب کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ انگلستان میں انہیں مسٹر ماریسن سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ مسٹر ماریسن ملائم لیکن مضبوط شخصیت کے آدمی ہیں لیبر پارٹی میں ان کا اثر و نفوذ غیر معمولی ہے اگر لیبر پارٹی برسر اقتدار آ گئی تو ممکن ہے انہیں وزیر اعظم بنا دیا جائے یا کسی دوسرے ممتاز عہدہ پر فائز کر دیا جائے وغیرہ وغیرہ

یہ مارچ کی آخری تاریخوں کا واقعہ ہے اور خواب مئی کے پہلے عشرہ میں بیان کی گئی۔ ان واقعات کے ہوتے ہوئے جناب خلیفہ صاحب کا یہ کہنا کہ اس سے پہلے مسٹر ماریسن کے متعلق کوئی ذاتی واقفیت نہیں رکھتا مجھے ان کے متعلق بہت ہی کم ذاتی واقفیت ہے کتنی بڑی غلط بیانی ہے کیا خلیفہ صاحب برسر ممبر یہ اعلان کر سکتے ہیں اور حلفیہ بیان دے سکتے ہیں کہ اس خواب سے پیشتر ان کو چوہدری سر ظفر اللہ خاں صاحب کے ذریعہ مسٹر ماریسن کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئیں یا چوہدری صاحب موصوف یہ اعلان فرما سکتے ہیں کہ انہوں نے مسٹر ماریسن کا ذکر خلیفہ صاحب کے سامنے نہیں کیا؟ ہمارے خیال میں ہرگز نہیں۔

اس کے علاوہ جناب خلیفہ صاحب کے اس خواب کے پس منظر پر غور کرتے ہوئے یورپ کی موجودہ بحرانی کیفیت کو بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ یورپ میں یہ سلطانیٔ جمہور کا زمانہ ہے اشتراکیت کی زبردست معاشی رو جو جرمنی کی آہنی دیوار کی وجہ سے یورپ پر چھانے سے رکی ہوئی تھی وہ اب جرمنی کی شکست کے بعد بڑی تیزی کے ساتھ یورپ کو اپنی لپیٹ میں لے رہی ہے سارے یورپ کے نظام میں حیرت انگیز انقلاب رونما ہو رہا ہے اور روس کی فتح نے اس سمند انقلاب پر تازیانہ کا کام دیا ہے صرف انگلستان ہی کانگڑے کی مانند نہیں بلکہ سارا یورپ شعلۂ جوالا بن رہا ہے اور اس شعلہ سے یورپ کے ہر ملک کو خطرہ ہے انگلستان کے جزیرہ میں بسنے والے بھی اس سے محفوظ نہیں لیکن انگریز قوم کا مزاج عقلی اور دستور اساسی باقی اقوام یورپ سے مختلف ہے اس قوم کے مزاج عقلی میں ہر سیاسی اور معاشی خطرہ کو برداشت کرنے اور اس خطرہ کی رو کو جذب کرنے کی غیر معمولی صلاحیت ہے اس قوم کے دستور میں ایک لچک ہے جس سے یہ حالات کے مطابق ڈھل جاتا ہے اور وہی سیاسی جماعت برسر اقتدار آجاتی ہے جو بدلے ہوئے حالات کی حریف ہو سکے چنانچہ موجودہ حالات کا تقاضا یہی تھا کہ لیبر پارٹی کو اقتدار حاصل ہوتا اور اس اقتدار میں مسٹر ماریسن کے اثر و نفوذ کا بروئے کار آنا بھی یقینی امر تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ یورپ کی اشتراکی رو، انگلستان کے بدلے ہوئے حالات اور لیبر پارٹی کی موجودگی اور اس پارٹی میں مسٹر ماریسن کا اثر و نفوذ اور پھر چوہدری سر ظفر اللہ خاں صاحب جیسے بلند پایہ انسان سے نہایت وسیع معلومات کا حصول یہ وہ عناصر ہیں جن کے ملنے سے خلیفہ صاحب کے "خواب اور پیشگوئی" کی تشکیل ہوئی اور ان کے دماغ کے مخصوص سانچے میں ڈھل کر خواب بن گئے اور آج اس خواب یا پیش بینی کو چرچل پارٹی کی شکست اور لیبر پارٹی کی فتح اور پھر مسٹر ماریسن کے ایک نمایاں مقام پر فائز ہونے کا زرین موقعہ ہاتھ آگیا اور اس خواب کو انگلستان کے اس سیاسی تغیر پر چسپاں کرتے ہوئے اپنے تعلق باللہ اور قرب الٰہی کی دھاک بٹھائی جارہی ہے اور الفضل نہایت مبالغہ آمیزی کے ساتھ اخلاقی حدود کو توڑتے ہوئے نہایت دلیری کے ساتھ رقمطراز ہے:-

"اس بات کی ذرہ بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے کہ تمام حالات اس خبر کے خلاف ہیں اور دنیا اسے سن کر کیا کہے گی (خلیفہ صاحب نے) اس بات کا اعلان فرما دیا کہ مسٹر چرچل کی وزارت کو شکست ہوگی اور لیبر پارٹی کامیاب ہوگی" (الفضل مورخہ ۳ راگست ۱۹۴۵ء)

اور ناظر اعلیٰ صاحب تقریر کرتے ہوئے کہتے ہیں:-

"ہماری بیحد خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالےٰ اس قسم کے ایمان افزا مواقع حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد مبارک کی طرح دوبارہ ہمیں عطا فرما رہا ہے" (الفضل ۳۱ جولائی ۱۹۴۵ء)

کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی نعوذ باللہ پیش از وقت معلومات حاصل کرکے پیشگوئی فرمایا کرتے تھے، انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ سرزمین قادیان کے پیر پرست آج حضرت مسیح موعود کی پوزیشن کو مشتبہ کر رہے ہیں اور اتنی بڑی باتوں کو منہ سے نکالتے ہوئے انہیں کچھ بھی خدا تعالیٰ کی گرفت سے خوف معلوم نہیں ہوتا آخر میاں صاحب کی پیچیدہ زندگی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک زندگی سے نسبت ہی کیا ہے۔ خلیفہ صاحب اپنی شخصیت اور روحانی قوت سے نہیں بلکہ پروپیگنڈہ کے زور سے اپنی روحانیت کا سکہ جمانا چاہتے ہیں لیکن ان پر روشن ہونا چاہیئے کہ ان مصنوعی طریقوں سے ولایت حاصل نہیں ہوا کرتی اولیاء اللہ کے تیور کچھ اور ہوتے ہیں۔ ہمارے نزدیک جناب خلیفہ صاحب کی مثال ایک زوالی پیکر کی ہے جو موجودہ اجتماعی نفسیات کی ٹیکنیک سے کام لیکر ایک احیائی تحریک کے راستہ میں سد سکندری بن کر کھڑا ہے جس کا ہر سانس زوال کی پھنکار اور جس کا ہر قدم رجعت قہقری ہے اور جس کی مغالطہ آمیز منطق روحانی اقدار سے کھیلنے اور ان سے ناجائز فائدہ اٹھانے کے لئے بروئے کار آتی ہے اور جس نے اپنے گرد خوابوں تعلیوں اور دعووں کا حصار کھینچ رکھا ہے یہ حصار روحانی جمود اور قوت عمل کے فقدان کا آئینہ دار ہے اور اسے توڑ کر قوم کے اندر صالح رجحانات اور حرکی قوت پیدا کرنے کے لئے قوم کو ایک روحانی انقلاب کی ضرورت ہے۔

(بقیہ از صفحہ ۲)

نبی سے آپ کی تحریر میں صرف محدث مراد ہے غلط قرار دیکر منسوخ کر دیا تھا۔

میرے قادیانی دوستوں کی آنکھیں آج بند ہیں تو کل کو کھلیں گی اور ضرور کھلیں گی اسلئے کہ اتنے کھلے واضح سفید جھوٹ کو وہ ہمیشہ کے لئے کبھی قبول نہیں کر سکیں گے جس کے لئے قطعاً کوئی سند موجود نہیں میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں میاں صاحب کی ہتک کا خواہاں نہیں میں قطعاً ان کی بربادی کا خواہاں نہیں مگر میں دین اسلام کی بے عزتی کو اور حضرت مسیح موعود کی صحیح تعلیم کی بربادی کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لئے مجبور ہو کر یہ باتیں [illegible] میرا مطالبہ کوئی برا نہیں، میاں صاحب قسم کھائیں کہ ۱۹۰۱ء میں انہوں نے اپنا عقیدہ دربارہ نبوت حضرت مسیح موعود تبدیل کر لیا تھا اور اپنی سابقہ تحریروں کو منسوخ کر دیا تھا یا حضرت مسیح موعود پر اس افتراء سے باز آجائیں کہ آپ نے اپنا عقیدہ ۱۹۰۱ء میں تبدیل کر لیا تھا۔

خاکسار - محمد علی

مکتوب امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

ڈلہوزی
۲۵ر جولائی ۱۹۴۵ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مجاہدۂ رمضان

قرآن کریم کے متعلق تین قسم کا جہاد۔ علمی۔ عملی۔ تبلیغی

برادران و خواہران محترم۔

السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

رمضان چند دنوں میں شروع ہونے والا ہے اور اس بات کا انحصار کہ یہ بابرکت مہینہ ہمارے لئے نئے برکات کے دروازے کھول دے اس بات پر ہے کہ ہم ان برکات کو لینے کے لئے کس قدر جد و جہد کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔ اس کی پہلی برکت تو یہی تھی کہ خدا کی رحمت کے دروازے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کھل گئے اور قرآن کریم کا نزول شروع ہو گیا اور آیندہ مسلمانوں کے لئے اسی قدر برکتوں کے دروازے کھلتے رہیں گے۔ جس قدر وہ اس ماہ میں قرآن کریم کے متعلق جہاد کریں گے۔ ہماری جماعت خدا کے فضل سے اس قابل ہے کہ تین رنگوں میں قرآن کریم کے بارے میں جہاد سے اپنے اوپر خدا کے فضلوں اور رحمتوں کے دروازے کھول لے۔

(۱) سب سے پہلا جہاد قرآن کریم کے متعلق یہ ہے کہ ہم اس کا علم حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ سو اس سے پیشتر بھی میں جماعت کے کل نوجوانوں کو اس طرف توجہ دلا چکا ہوں کہ وہ سورہ البقرہ اور سورہ آل عمران میں امتحان کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں۔ ایک خاتون نے اس تحریک کو دیکھ کر یہ دریافت کیا ہے کہ کیا خواتین بھی اس میں شامل ہو سکتی ہیں؟ یہ میری کوتاہی تھی اور بہت بڑی کوتاہی کہ میں نے خواتین کو خطاب نہ کیا۔ یہ ہماری قوم کا وہ حصہ ہے جس کے سپرد ہماری آیندہ نسلوں کی تربیت ہے اور فی الحقیقت انسان کی تربیت ماں باپ کے پیٹ میں ہی شروع ہو جاتی ہے اور انسان کا بچہ ماں کے خیالات سے اس وقت بھی متاثر ہوتا ہے جب دنیا کی اور کوئی چیز اس پر اثر نہیں ڈال سکتی۔ اس لئے میں اب خواتین سے بھی یہی خطاب کرتا ہوں۔ غالباً نومبر کے وسط سے پہلے پہلے یہ امتحان ہوگا تو رمضان کے مبارک مہینہ سے یہ فائدہ اٹھایا جائے کہ یہ دونوں سورتیں جو پونے چار پاروں پر مشتمل ہیں رمضان کے اندر تیار کی جائیں اور یہ کوشش کی جائے کہ ایک دفعہ سب دوست ان دو سورتوں کو با ترجمہ رمضان میں پورا کریں۔

سوالات کے متعلق بھی مجھ سے دریافت کیا گیا تھا سو اس کا جواب میں نے یہ دیا ہے کہ سوالات کا پرچہ دو حصوں پر مشتمل ہوگا درجہ اوّل اور درجہ دوم۔ درجہ دوم کے سوالات بہت معمولی ہوں گے اور درجہ اول میں ذرا مشکل سوالات ہوں گے۔ اور ہر امتحان دینے والے کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ صرف درجہ دوم کے سوالات کا جواب دے یا درجہ اول کے بھی۔ جو شخص درجہ اوّل کے سوالات کے جواب نہ دے گا یا ان جوابات میں کامیاب نہ ہوگا وہ صرف درجہ دوم میں پاس سمجھا جائے گا۔ اس پر زیادہ روشنی میں عنقریب ڈالوں گا۔ اس وقت صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ گو امتحان دینے والے صرف گنتی کے لوگ ہوں گے مگر اس علمی جہاد میں سب دوستوں کو شامل ہونا چاہیئے جن کو خدا نے اپنے علم و فضل سے اچھا حصہ دیا ہے وہ بھی ان دونوں سورتوں پر تدبر سے بہت کچھ فوائد حاصل کر سکیں گے۔

(۲) دوسرا جہاد قرآن کریم کے متعلق یہ ہے کہ ہم اس پر عمل کریں اور یہ جہاد اس سے سخت تر ہے جو علم قرآن حاصل کرنے کے لئے کرنا پڑتا ہے۔ شاید کم ہی مسلمان ہوں گے جو اس بات کا اعتراف نہ کرتے ہوں کہ ہمارے مصائب کی اصل وجہ قرآن کریم پر عمل کو چھوڑ دینا ہے لیکن اس سے بھی کم وہ مسلمان ہوں گے جو کبھی قرآن کریم پر عمل کے لئے جہاد کریں۔ زبان سے ہم ضرور کہتے رہتے ہیں کہ قرآن کریم پر عمل ہونا چاہیئے مگر ہم میں سے بہت کم ہیں بلکہ بہت ہی کم ہیں جو اس کے لئے واقعی کچھ کوشش کریں اور اس سے بھی کم وہ ہیں جو سر توڑ کوشش کریں جس کا نام اللہ تعالیٰ نے جہاد رکھا ہے۔ قرآن کریم پر عمل کا جہاد یہ چاہتا ہے کہ ہم سب سے پہلے اپنی حرص و ہوا کا مقابلہ کریں۔ بسا اوقات یہ اپنی ہی خواہشات پر مبنی ہوتے ہیں۔ اس وقت تو میں صرف اتنا کہوں گا کہ اگر ہم یہ تہیہ کر لیں کہ اس رمضان میں فلاں ایک حکم خدا کے سامنے ہم اپنی سب خواہشات کو چھوڑ دیں گے تو یہ اس جہاد عملی کا پہلا قدم ہے۔ پھر اس کا دوسرا قدم اس سے سخت تر یہ ہے کہ فی الواقع جب ان دونوں میں مقابلہ کا وقت آئے تو اپنی خواہش یا رسم و رواج کو گرانے اور قرآن کریم کو بلند کرنے کی کوشش کریں اور اگر اس وقت اپنی خواہش کا غلبہ دیکھیں تو خدا کے آگے گریں اور اس سے مدد مانگیں کہ وہ ہمیں حکم قرآنی کے لئے اپنی خواہش کو گرانے میں کامیاب کرے۔

(۳) تیسرا جہاد قرآن کریم کے متعلق تبلیغی جہاد ہے یعنی قرآن کریم کو اور اس کی تعلیم کو دنیا میں پہنچانے کا جہاد اور یہ سخت ترین جہاد ہے کیونکہ اس میں نہ صرف اپنی حرص و ہوا کا مقابلہ ہے بلکہ ایک دشمن کا مقابلہ بھی ہے۔ حرص و ہوا کا مقابلہ اس لحاظ سے بھی ہے کہ جو شخص خود قرآن کریم پر عمل نہیں کرتا اس کا دوسروں کو عمل کی طرف بلانا ایک بے معنی حرکت ہے مگر اس سے سخت تر مقابلہ ہوا و حرص سے یہ ہے کہ یہ جہاد بغیر مال کے خرچ کے نہیں ہو سکتا اور مال کی محبت انسان کو اس قدر اپنا غلام بنا لیتی ہے کہ اس کا مقابلہ کرنا اس کے لئے سب سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔

جہاں تک اس تبلیغی جہاد کا سوال ہے جیسا کہ میں نے گذشتہ خطبہ جمعہ میں توجہ دلائی ہے ہمارے پیش نظر اب یہ بات ہونی چاہیئے کہ ہر ملک میں تبلیغ اسلام کا ایک مرکز قائم ہو جائے اور ہر قوم کے اندر قرآن کریم اور اسلامی لٹریچر ان کی زبان میں پہنچا دیا جائے اور بطور ابتدا ہمارا اس ماہ رمضان کا یہ مجاہدہ ہو کہ اس ماہ کے اندر اندر دس تبلیغی مرکز قائم کرنے کا سامان مہیا ہو جائے۔ چھ ماہ مجھے اس تجویز پر کام کرتے گزر گئے ہیں اور خدا کے فضل سے جیسا کہ میں ۱۱۔ جولائی کے اخبار میں فہرستیں چھپوا چکا ہوں دو لاکھ روپیہ کے قریب سرمایہ اس غرض کے لئے ہمارے ہاتھ میں آ گیا ہے ان احباب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جنہوں نے میری آواز پر لبیک کہا میں اسی بات کو محسوس کرتا ہوں کہ ابھی تک جماعت نے بحیثیت جماعت اس جہاد کے لئے قدم نہیں اٹھایا۔

مسلمانوں کے اکثر رہنما اس بات کو محسوس کرتے ہیں کہ مسلمان ایک جماعت کا حکم نہیں رکھتے بلکہ ایک بھیڑ کی طرح ہیں۔ وہ کوئی قدم دنیا میں بحیثیت ایک جماعت کے نہیں اٹھاتے بلکہ جس کا جدھر دل چاہتا ہے وہی رستہ اختیار کر لیتا ہے۔ مسلمانوں کے اس تشتت نے ان کی قوت کو اس قدر کمزور کر دیا ہے کہ اب وہ دنیا میں کوئی عظیم الشان کام کرنے سے عاجز نظر آتے ہیں۔ جماعت ایک فوج کے حکم میں ہوتی ہے کہ جب ان کا قدم اٹھتا ہے تو اکٹھا اٹھتا ہے اور اکٹھا قدم اگر اٹھے تو اس جماعت کی قوت کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر جماعت میں سے کچھ لوگ قدم اٹھائیں اور کچھ اپنی جگہ سے نہ ہلیں تو وہ قدم اٹھانے والوں کے قدم کو بھی کمزور کر دیتے ہیں۔ پانچ ہزار کی جماعت میں سے اگر صرف سو آدمی نے حرکت کی ہے تو یہ جماعت کی حرکت نہیں کہلائے گی بااینہمہ جماعت کے سو آدمیوں نے ایک بڑی نیک مثال قائم کی ہے ان میں سے بعض نے تو بہت ہی بڑی قربانی کی ہے اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ میں نے کس بات کے لئے بلایا تھا؟ (۱) سب دوست وصیت کریں (۲) اس وصیت کے مال کو اپنی زندگی میں دو سال کے اندر اندر ادا کرنے کی کوشش کریں۔ ایک سو دوستوں نے اس پر لبیک کہا اور ایک لاکھ روپیہ آ گیا مگر میرا اندازہ ہے کہ کم سے کم ایک ہزار یا اس سے بھی زیادہ دوست ایسے ہیں جو وصیت کر سکتے ہیں۔ تو اگر جماعت بحیثیت جماعت قدم اٹھاتی تو دس لاکھ روپیہ یقیناً آ جاتا۔

اب میری غرض یہ ہے کہ اس رمضان کا ہمارا یہی جہاد ہو اور فی الحقیقت اس جہاد کے اندر قرآن پر عمل کا جہاد بھی آ جاتا ہے۔ عمل کے جہاد کے ضمن میں میں نے یہ کہا ہے کہ اس رمضان میں ہم صرف ایک حکم قرآن کے سامنے نفس کی خواہشوں کو قربان کر دیں یہ بڑی کامیابی ہوگی۔ اب حکم قرآن ہے اور بڑا پُر زور حکم قرآن ہے۔ کتب علیکم .... الوصیۃ وصیت کرنا تم پر فرض کیا گیا ہے پھر اس حکم قرآنی کی طرف امام وقت نے جس کے ہاتھ پر ہم نے بیعت کی اپنی وصیت میں ہمیں توجہ دلائی اور اشاعت قرآن کے لئے وصیت کو ضروری ٹھیرایا۔ آؤ اس رمضان میں یہ آزمائیں کہ اس حکم قرآنی کے سامنے بحیثیت جماعت ہم سر جھکاتے ہیں یا نہیں۔ اگر ہم نے اس وقت سر نہ جھکایا تو یاد رکھئے کہ ہم پر وہ وقت آنے والا ہے کہ ہم سر جھکانا چاہیں گے بھی تو نہ جھکے گا۔ یوم یکشف عن ساق ویدعون الی السجود فلا یستطیعون خاشعۃ ابصارھم ترھقھم ذلۃ وقد کانوا یدعون الی السجود وھم سالمون۔

یہ مضمون رمضان سے پہلے آپ کے ہاتھ میں پہنچ جائے گا۔ شاید اس وقت رمضان کے شروع ہونے میں کچھ دن باقی ہوں گے۔ ان ایام میں یہ سوچ لیں کہ ہم نے اس حکم خداوندی کے سامنے اور اپنے امام کی خواہش کے سامنے سر جھکانا ہے یا نہیں۔ سر جھکانے سے کونسی چیز ہمیں روکتی ہے اپنی خواہش نفس، مال کی محبت اور کچھ نہیں۔ یہ ایک کھلا مقابلہ ہے۔ ایک طرف خدا کا حکم ہے دوسری طرف نفس کی خواہش ہے ہم کس کو ترجیح دیتے ہیں یہ حکم وصیت بڑا زبردست حکم ہے یہ نہ صرف جہاد عمل کا ایک حصہ ہے بلکہ جہاد تبلیغ قرآن کی بھی ایک زبردست بنیاد ہے اور آج دوسرے سب احکام بڑھ کر اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ اس ایک حکم پر عمل سے ہم جہاد عمل میں بھی کامیاب ہو جائیں گے اور جہاد تبلیغ قرآن میں بھی کامیاب ہو جائیں گے۔

میری اپنے دوستوں سے یہ التجا ہے کہ اس دوسری کامیابی کو ہاتھ سے نہ دیں جس رات ہلال رمضان نظر آئے اور ہلال الخیر والرشد کی دعا ہمارے منہ سے نکلے تو اس خیر و رشد کی طرف توجہ ہو جو اس حکم

وصیت پر عمل سے ہم حاصل کر سکتے ہیں۔ پھر اس پہلی رات خدا کی بارگاہ میں گر جائیے کہ اے خدا تو ہمیں آج اپنے حکم کی تعمیل کی توفیق عطا فرما۔ اور اگر پہلی رمضان کو اپنی وصیت لکھ کر آپ نہیں بھیج سکے تو دوسری رات پھر خدا کے آگے گر جائیے اور اس سے مدد مانگئے کہ اے خدا تو ہمیں وہ طاقت عطا فرما کہ ہمارا سر تیرے اس حکم کے سامنے جھک جائے اے خدا ہم اس شیطان سے جو ہمیں تیرے سامنے سر جھکانے سے روکتا ہے تیری پناہ میں آتے ہیں۔ اور پھر ۲۔ رمضان کو اپنی وصیت لکھ کر بھیجدیں۔ دوسری کو بھی یہ توفیق نہ ملے تو اس سے اگلی رات کو پھر اس سے زیادہ درد سے دعا کیجئے اور تیسری رمضان کو بھی یہ توفیق نہ ملے تو پھر چوتھی رات ہماری چیخیں خدا کے سامنے نکل جائیں کہ اے خدا تین دن بھی ضائع ہو گئے اور تین راتیں بھی ضائع ہو گئیں۔ تو اب مجھ پر اپنے فضل و رحمت کے دروازے کھول دے اور مجھے اپنے حکم کی تعمیل کی توفیق عطا فرما۔ پھر اپنے کسی دلی دوست سے کہئے کہ وہ بھی آپ کے لئے یہ دعا کرے کہ آپ خدا کے حکم سے سرتابی کرنے والے نہ ہوں تین دن بھی بہت ہوتے ہیں مگر ہمارے سامنے ۳۰ دن ہیں اگر آخری دن بھی آپ کامیاب ہو گئے تو یہ سمجھ لیجئے کہ آپ کے تیس دن ٹھکانے لگ گئے اور آپ کا رمضان کا مجاہدہ پورا ہو گیا۔

پھر میری ایک اور درخواست ہے اس امتحان میں آپ ایک دوسرے کی مدد کریں جن لوگوں کے ساتھ آپ کے بڑے گہرے دوستانہ تعلقات ہیں ان کو آپ ملکر کہیں یا خط لکھیں کہ وہ اس حکم خداوندی کی تعمیل کریں اور ان کا قدم جماعت کے ساتھ ہو۔ خاوند اپنی بیویوں کو اور بیویاں اپنے خاوندوں کو اس وصیت کے حکم کی طرف توجہ دلائیں باپ بیٹوں کو اور بیٹے باپ کو توجہ دلائیں بھائی بھائی کو توجہ دلائے۔ ہر غمخوار دوست اپنے دوست کو توجہ دلائے۔ اس وقت ہم سب اپنے ایک جماعت ہونے کا ثبوت دنیا کے سامنے پیش کریں۔ دنیا کچھ چیز نہیں خدا کے سامنے پیش کریں۔ پھر ایک طرف بذریعہ تحریر یا گفتگو ایک دوسرے کو توجہ دلائیں تو دوسری طرف ایک دوسرے کے لئے رات کے اوقات میں دعا بھی کریں۔ ان باتوں کو میں ساری جماعت کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ جماعت کے دلوں میں اگر حرکت پیدا ہو جائے تو جو سست ہیں وہ بھی جماعت کے ساتھ چل پڑیں گے اور جماعت کا قدم اس رمضان میں کامیابی کی ایسی شاہراہ پر پڑ جائیگا کہ وہ دنوں میں ایک انقلاب دیکھ لیں گے۔

کون وصیت کرے؟

جو وفات کی صورت میں کوئی جائیداد یا کوئی مال والدین (اور اولاد) اور قریبیوں کے لئے چھوڑے۔

یہ قرآن کا صریح حکم ہے نوجوان جن کے والدین زندہ ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ابھی ہمارا باپ موجود ہے ہمیں وصیت کرنے کی کیا ضرورت ہے حالانکہ یہاں پہلے اولاد کا ہی ذکر کیا ہے کہ وہ اولاد وصیت کرے جو اپنے ماں باپ کے لئے کچھ مال چھوڑتی ہے اور والدین جو اولاد کے لئے مال چھوڑتے ہیں ان کا ذکر ضمناً آگیا ہے کیونکہ زبان عربی میں ایک طرف کا ذکر کر کے دونوں طرفیں مراد لے لیتے ہیں تو نوجوانوں پر بھی یہ فرض ہے بشرطیکہ ان کے پاس مال ہے بعض نوجوانوں کا شاید خیال ہو کہ ہمارے ماں باپ نے وصیت کی تھی اور ہم نے تو اس جائداد کو لیا ہے جس میں سے ہمارے باپ کی وصیت کا مال ادا ہو چکا ہے۔ مگر وصیت کا حکم تو ہر عاقل بالغ کے لئے ہے۔ اب وہ جائیداد اس کی ہے اور اسے بھی حکم ہے کہ وہ بھی وصیت کرے۔ بعض بیویاں سمجھتی ہیں کہ ہمارے شوہر نے وصیت کر دی ہے وہ کافی ہے درست ہے وہ کافی اس کے لئے ہے لیکن خاوند کا عمل بیوی کے لئے کافی نہیں جس طرح شوہر کی نمازیں بیوی کے کام نہیں آئیں گی شوہر کی وصیت بھی بیوی کے کام نہیں آئے گی اسلام نے عورت کو بہت سے حقوق دئیے ہیں اور غنیمت ہے کہ جہاں لوگوں نے بہت سے احکام قرآنی کو چھوڑا ہوا ہے۔ بیویوں کو جائیدادوں کا مالک بنانے کا حکم بہت لوگ عامل ہیں ان کے مہران کو ادا کر دیتے ہیں جس سے وہ جائدادوں کی مالک بن جاتی ہیں یا بعض اور مصالح کی بناء پر انہیں جائدادوں کا مالک بنا دیتے ہیں کئی بیویاں ہیں جو شوہروں سے زیادہ مالدار ہیں تو بیویوں کے لئے بھی وصیت کا حکم ہے اور شوہر کا فرض ہے کہ وہ اپنی بیوی کو بھی وصیت کے حکم کی تعمیل میں مدد دے اور اس کو اس بات کی ترغیب دے۔

ہر ایک شخص جس کے پاس یہ تحریک پہنچے بوڑھا ہو یا نوجوان مرد ہو یا عورت یہ سوچے کہ اگر میں آج مر جاؤں تو کیا میری کوئی جائیداد ہے جو کل کو میرے ورثا کو پہنچے گی اس میں خدا کا بھی حصہ ہے۔ افضل تیسرا حصہ ہے جس نے تیسرا حصہ دے دیا اس نے گویا سارا مال راہ خدا میں دے دیا کیونکہ تیسرے حصہ سے زیادہ کی اجازت شریعت نہیں دیتی تیسرا حصہ نہ دے تو چوتھا دے۔ چوتھا نہ دے سکے تو پانچواں۔ پانچواں نہ دے سکے تو چھٹا چھٹا نہ دے سکے تو ساتواں۔ ساتواں نہ دے سکے تو آٹھواں۔ آٹھواں نہ دے سکے تو نواں۔ نواں نہ دے سکے تو دسواں یہ آخری حد ہے جو ہمارے امام نے مقرر کی ہے۔ اور سوچنا اصل میں اسے یہ چاہئے کہ میں اپنے مال کا کونسا حصہ اپنے ساتھ آگے لے جاؤں جو اس دوسرے عالم میں میرے کام آئے اور کونسا حصہ اپنے ورثاء کے لئے چھوڑ جاؤں۔ پھر تیسرے سے لیکر دسویں تک جہاں بھی نفس راضی ہو جائے اس کے مطابق وصیت کر دے۔

کیا میرا کوئی مکان ہے؟ کیا میری کوئی زمین ہے؟ کیا میرے پاس کچھ نقد روپیہ ہے؟ کیا میرے پاس کوئی سامان ہے؟ کیا میرے پاس کچھ زیورات ہیں؟ کیا میرے پاس کسی کمپنی کے کوئی حصے ہیں؟ کیا میں نے حکومت کو یا اور کسی کو کوئی قرضہ دیا ہوا ہے جو میرے بعد قابل وصول ہو گا؟ کیا میں نے اپنی زندگی کا بیمہ کرایا ہوا ہے؟ کیا میرا کوئی پراویڈنٹ فنڈ جمع ہے یا جمع ہو رہا ہے؟ تو یہ سب جائیداد ہے اور اس سب کی وصیت ہونی ضروری ہے۔

اس ذیل میں میں اس آخری ضمن کی طرف خصوصیت سے توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ جماعت کے بہت سے احباب ملازمت میں ہیں خواہ وہ ملازمت سرکاری ہو اور خواہ وہ غیر سرکاری ہو اور عام طور پر ملازمین کا ایک پراویڈنٹ فنڈ ہوتا ہے۔ ہماری انجمن کے کارکنوں کا بھی پراویڈنٹ فنڈ ہے اور اس وقت ہمارے کارکنوں کا پینتیس ہزار روپے سے اوپر پراویڈنٹ فنڈ جمع ہے اگر یہ سارے کارکن صرف اسی رقم کی وصیت کریں تو بحساب اوسط ساتواں حصہ لیکر پانچ ہزار سے اوپر یہی رقم ہوتی ہے اور سرکاری ملازمتوں میں بعض ایسے احباب بھی ہیں جن کے پراویڈنٹ فنڈ کا روپیہ ستر ستر اسی اسی ہزار روپیہ تک پہنچتا ہے۔ وہ بھی ابھی خاموش ہیں ان سب احباب کو میں توجہ دلاتا ہوں کہ اس رمضان کے ختم سے پہلے اس حکم خداوندی کی تعمیل کر دیں۔

میں اس خط کے ساتھ وصیت کی فارمیں بھجوا رہا ہوں تاکہ احباب کو حکم قرآنی کی تعمیل میں سہولت ہو اور اس کے ساتھ ہی میری یہ التماس ہے کہ جن احباب کو بوجہ شراکت وغیرہ اپنی جائداد کا حساب کرنے میں کوئی دقت ہے وہ سر دست مجمل وصیت ہی کر دیں کہ جو ان کی جائداد بعد وفات ثابت ہو اس کے فلاں حصہ کی وصیت وہ بحق احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کرتے ہیں جس کی اندازاً مالیت اس قدر ہے۔ اور بعد تقسیم جائداد وہ مزید تفصیلات سے انجمن کو اطلاع دیں گے۔

ان دوستوں سے جنہوں نے وصیت کا روپیہ یا اس کا کچھ حصہ ادا کر دیا ہے مگر اپنی تحریری وصیت ابھی نہیں بھیجی یہ التماس ہے کہ وہ بھی اپنی تحریری وصیت فی الفور انجمن کو بھیج دیں۔

خاکسار
محمد علی

لائلپور میں قرآن کریم کلاس

(از جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ اسلام)

اخویم مکرم جناب چودھری غلام باری صاحب انکم ٹیکس آفیسر لائلپور کو اللہ کریم بہت بہت جزائے خیر دے کہ ان کی کوشش اور ہمت سے لائلپور میں قرآن کریم کی ایک کلاس جاری کی گئی ہے۔ اس کلاس میں مقامی مسلمان مجسٹریٹ۔ وکلا۔ ڈاکٹر۔ کالجوں کے پروفیسر۔ گورنمنٹ کے مختلف محکمہ جات کے اعلیٰ عہدیدار، رؤساء اور معززین شرکت کرتے ہیں باری باری ہر ایک دوست اپنے گھر سے لائے ہوئے قرآن کریم کے نسخہ سے تلاوت کرتا ہے۔ اس نسخہ پر جو ترجمہ۔ حاشیہ یا تفسیر لکھی ہوتی ہے اسے پڑھ کر سناتا ہے ایک ہی مقام کی مختلف تفسیریں سن کر حاضرین کو بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ کلاس میں اس وقت مولانا ابوالکلام آزاد کی تفسیر ترجمان القرآن مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی کی تفسیر۔ شاہ رفیع الدین صاحب کا ترجمہ اور اس پر شاہ عبدالقادر صاحب کا حاشیہ۔ عبداللہ یوسف علی صاحب کا انگریزی ترجمۃ القرآن اور حضرت ممدوح کا بیان القرآن پڑھ کر سنایا جاتا ہے اور سب کے آخر پر راقم الحروف اسی حصہ پر درس دیتا ہے اور یوں یہ بابرکت مجلس دیر تک قائم رہتی ہے پہلے ہر اتوار کو یہ کلاس لگتی تھی مگر اب ہر جمعرات کو لگتی ہے یہ کلاس تمام معززین کے گھروں میں باری باری چکر لگا رہی ہے۔ دو بار یہ کلاس جناب چودھری غلام باری صاحب انکم ٹیکس آفیسر کی کوٹھی پر ہوئی اس کے بعد جناب خواجہ غلام دستگیر صاحب سابق ایکسائز آفیسر حال ایڈووکیٹ کی کوٹھی پر ہوئی۔ اس کے بعد جناب میر محمد طارق صاحب ایڈووکیٹ کی کوٹھی پر ہوئی۔ اس کے بعد جناب خان بہادر مرزا عبدالحمید صاحب چیف انجینیر کی کوٹھی پر ہوئی اور آئندہ جمعرات کو جناب چودھری سردار خانصاحب پروفیسر زراعتی کالج کی کوٹھی پر ہوگی۔ اور اسی طرح دیگر حضرات کے ہاں بھی باری باری یہ کلاس جائے گی۔ یہ کلاس عصر کے بعد مغرب کی نماز تک جاری رہتی ہے اس کے بعد نماز مغرب ہوتی ہے۔ حاضرین کی تواضع چائے سے کی جاتی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ کریم اس کلاس کو بابرکت کرے اور ہم سب کو قرآن کریم کے علم کے حصول کے علاوہ اس پر عمل کی توفیق دے۔ آمین۔

اس ہفتہ وار کلاس کے علاوہ قرآن کریم کی ایک کلاس جامعہ احمدیہ لائلپور میں بھی روزانہ صبح آٹھ بجے سے نو بجے تک ہوتی ہے جس میں جماعت کے اعلیٰ تعلیمیافتہ نوجوان خاکسار راقم الحروف سے علم قرآن کریم سیکھتے ہیں۔ بزرگوں اور احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ ان نوجوانوں کے حق میں درد دل سے دعا فرمائی جائے کہ اللہ کریم ان میں سے ایسے نوجوان تیار کر دے جو تبلیغ اسلام کے لئے اپنے آپ کو وقف کر سکیں اور دنیا کے کسی حصہ میں قرآن کا علم گاڑنے کی سعادت نصیب ہو۔ آمین۔

نوجوانانِ جماعت اور مطالعہ قرآن کریم

۲۵ رجولائی ۱۹۴۵ء کے پرچہ میں حضرت امیرایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک مطالعۂ قرآن کے سلسلہ میں جن نوجوانوں کے نام شائع ہو چکے ہیں ان کے بعد حسب ذیل اصحاب نے اپنے نام پیش کئے ہیں :-

(۱) محمد ارایم - ایچ خاں
(۲) سید سکندر شاہ صاحب درملک
(۳) عبدالباقی صاحب - لاچی ضلع کوہاٹ
(۴) عبدالعزیز خانصاحب - ملتان چھاؤنی
(۵) عبدالرحمان صاحب - دیگراں
(۶) ماسٹر برکت علی صاحب سنکاری تحصیل راجوری -
(۷) محمد داؤد صاحب پٹواری سنکیاری ضلع ہزارہ -
(۸) سید عالم شاہ صاحب - چک $\frac{277}{9.B}$ ضلع منٹگمری -
(۹) شیخ عبدالقیوم صاحب - وزیرآباد
(۱۰) شیخ محمد عبداللہ صاحب - " "
(۱۱) شیخ غلام احمد صاحب - " "
(۱۲) ایس عبیداللہ صاحب - وزیرآباد -
(۱۳) شیخ غلام تحسین صاحب - راجپورہ
(۱۴) میاں نصیراحمد صاحب فاروقی بمبئی
(۱۵) اہلیہ صاحبہ میاں نصیراحمد صاحب فاروقی - بمبئی -
(۱۶) مسٹر محمد احمد خلف الرشید حضرت امیرایدہ اللہ -
(۱۷) مسٹر محمود احمد خلف الرشید مولوی مرتضےٰ خاں صاحب - بمبئی -
(۱۸) مسٹر شیخ یوسف شیخ عمر - بمبئی -
(۱۹) پروفیسر عبدالرحمٰن صاحب لاہور حال بمبئی -
(۲۰) اللہ دتہ شاہ صاحب چوہان - ضلع جہلم -
(۲۱) محمد اکبر صاحب - دیہہ نصرت (سندھ)

اب تک کل تعداد ۴۰ تک پہنچ چکی ہے ابھی اور نام آرہے ہیں امید ہے کہ جن احباب نے ابھی تک اس طرف توجہ نہیں کی وہ بہت جلد اس نیک تحریک میں شامل ہو کر قرآن کریم کا علم حاصل کرنے کی کوشش کریں گے ، والسلام

خاکسار - عبداللہ جنرل سیکرٹری

اخبارات کا کوٹا بڑھانے کے متعلق

جماعتہائے احمدیہ کی قراردادیں

ریزولیوشن پاس کردہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

آج مورخہ ۲۰ رجولائی ۱۹۴۵ء بعد نماز جمعہ زیر صدارت مولوی غلام ربانی صاحب مندرجہ ذیل ریزولیوشن پیش ہو کر متفقہ طور پر پاس ہوا۔

(الف) اخبار پیغام صلح اور لائٹ کافی کاغذ نہ ملنے کی وجہ سے کم تعداد میں اور کم حجم پر چھپ رہے ہیں جو کہ اپنے اندر جماعت کے احباب کے لئے کافی مواد نہیں رکھتے۔ نیز نئے خریداروں کو اخبار نہیں مل سکتے۔ اس طرح جماعت کی تعلیم و تربیت بھی اچھی طرح نہیں ہوسکتی۔ لہذا گورنمنٹ کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے کہ ہردو اخبارات کے لئے کاغذ کا کافی کوٹہ عطا فرما کر ممنون فرمایا جائے۔

(ب) اس ریزولیوشن کی ایک نقل جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اور ایک نقل ہردو اخبارات کو بھیجی جائیں۔

صدر
مرزا غلام ربانی

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جہلم کی قرارداد

آج مورخہ $\frac{7}{45}$-۲۰ کو بعد نماز جمعۂ انجمن اشاعت اسلام جہلم کا اجلاس ہو کر بالاتفاق رائے تجویز ہوا۔ کہ صدر انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کی خدمت میں عرض کی جاوے کہ ہمارے سلسلہ کے دو اخبارات اس وقت جاری ہیں یعنی پیغام صلح اور اخبار لائٹ ہردو اخبارات بہت کم حجم پر شائع ہو رہے ہیں اور ساتھ ہی پیغام صلح ہفتہ میں ایک بار اور لائٹ مہینہ میں دو بار ہونا کافی ہیں جس سے خریداران میں بددلی پھیل رہی ہے اور جدید خریداران کو اخبارات بہم نہیں پہنچائے جا سکتے۔ اس لئے اس کا بہت جلد انتظام فرما کر مشکور فرمایا جاوے

عبدالمنان
سیکرٹری انجمن احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
جہلم - $\frac{7}{45}$-۲۰

ریزولیوشن منجانب جماعت احمدیہ سیالکوٹ منظور شدہ $\frac{7}{45}$-۲

مکرمی سیکرٹری صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ایک خاص امر کی طرف آپ کی توجہ مبذول کی جاتی ہے۔ کہ ایک عرصہ سے سلسلہ احمدیہ کے اخبارات پیغام صلح اور لائٹ کے حجم میں کمی اور تعداد میں قلت واقعہ ہو جانے کے سبب نشر و تبلیغ کے کام کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے مانا کہ حالات حاضرہ کی وجہ سے کاغذ نایاب ہو رہا ہے یہ بھی حقیقت ہے کہ عام اخبارات مثل پرتاب - ملاپ - ویر بھارت وغیرہ وغیرہ روزانہ ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوتے ہیں جن کی اشاعت میں بہت بڑی مقدار کاغذ کی صرف ہوتی ہے۔ جس حالت میں ان عام اخبارات کے لئے سرکار کی طرف سے کاغذ مہیا ہوتا ہے تو مذہبی اخبارات کے لئے کیوں ایسا سلوک روا رکھا جاتا ہے لہذا آپ سے استدعا ہے کہ اندریں معاملہ حکام مجاز کی خدمت میں درخواست کی جاوے کہ وہ ہمارے ان ہردو اخبارات کے لئے کاغذ کے کوٹے میں اضافہ فرما دیں ورنہ موجودہ صورت میں ہمارے اخبارات کا شائع ہونا نہ ہونا ایک ہی بات ہے۔

چنانچہ آج مورخہ $\frac{7}{45}$-۲ بروز جمعہ باتفاق رائے احباب جماعت سیالکوٹ یہ حروف ریزولیوشن کی صورت میں پاس کر کے ارسال خدمت ہیں۔ امید ہے اس تحریک سے متاثر ہو کر انجمن ضرور ضرور کوئی قدم اٹھائے گی۔ والسلام

خاکسار
شیخ غلام حسین سیکرٹری جماعت احمدیہ سیالکوٹ

برلن مسجد کے متعلق خوشخبری

جماعت کے تمام حلقوں میں یہ خبر انتہائی مسرت سے سنی جائے گی کہ انجمن کو بعض ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے برلن مسجد محفوظ ہے مسجد کے گرد و پیش شدید لڑائی اور بمباری ہوتی رہی لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے گھر کی خود حفاظت فرمائی اور اسے ہر قسم کے گزند سے محفوظ رکھا مسجد کے مینارے اور گنبد کہیں کہیں سے معمولی طور پر مجروح ہوئے ہیں جو تھوڑی سی مرمت سے درست ہو سکتے ہیں۔ اس ضمن میں یہ بات احباب سلسلہ کے ازدیاد ایمان کا باعث ہوگی کہ محترم ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کو ۱۹۴۳ء میں بعض مبشر خواب آئے جن میں اشارہ تھا کہ مسجد جنگ کی آتشباریوں سے محفوظ رہے گی چنانچہ انہوں نے وہ خواب حضرت امیرایدہ اللہ تعالیٰ اور بعض احباب کو بھی سنائے اور خود راقم حروف ہذا کو بھی اس اطلاع سے پیشتر ان کے سننے کا اتفاق ہوا۔ ان مبشر خوابوں کے متعلق حضرت امیرایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم ڈاکٹر صاحب کو تحریر فرمایا :-

"مکرم معظم پروفیسر صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کے خط سے جس میں برلن مسجد کا ذکر تھا بڑی خوشی ہوئی الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ آپ کی خوابیں بھی بڑی مبشر ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ہماری آنکھوں کے سامنے پورا کرے تو یہی مقصد زندگی ہے دل میں یقین ہے کہ لوگ ان سب ممالک میں گروہ در گروہ خدا کے دین میں داخل ہوں گے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپکے قلب کو اس مقام سے کس قدر تعلق ہے یہی کامیابی کا راز ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اس ملک میں بڑی بڑی کامیابیاں عطا فرمائے "

احباب سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی

ہر ایک قادیانی سے دو سوال

(۱) کیا جناب میاں صاحب نے الفضل مورخہ ۲۶ رمئی ۱۹۴۴ء صفہ کالم ۱ میں یہ دعویٰ نہیں کیا کہ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے میں لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا۔

(۲) کیا جناب میاں صاحب نے الفضل مورخہ ۲۶ رمئی ۱۹۴۴ء صفہ ۱ کالم ۳ میں یہ دعویٰ نہیں کیا کہ حضرت مسیح موعود کی مجالس میں مہینوں تک اس بات کا چرچا رہا تھا کہ نبوت کی تعریف سمجھنے میں آپ کا اجتہاد دربارہ نبوت درست نہیں نکلا۔

سنیارتھ پرکاش کے

چودھویں باب کا جواب

مکمل ہو کر نصف کے قریب کاتب صاحب نے لکھ لیا ہے اور پریس میں چھپنے کے لئے بھیجدیا گیا ہے یہ جواب زیادہ سے زیادہ تعداد میں شائع ہونے کی ضرورت ہے۔

عبدالحق ودیارتھی

حضرت سید اسد اللہ شاہ صاحب

محترم جناب سید اسد اللہ شاہ صاحب ان دنوں ڈاڈر ضلع ہزارہ میں قیام فرما ہیں۔ اکثر احباب کو شاہ صاحب موصوف کے پتہ کی ضرورت رہتی ہے اس لئے دوستوں کی اطلاع کے لئے شاہ صاحب کا پتہ درج ذیل کیا جاتا ہے موصوف شاہ صاحب غالباً وسط دسمبر تک ڈاڈر میں قیام فرمائیں گے۔ پتہ :- معرفت خان بہادر......

خدمتِ دین

ایک مبلّغ کی سات ضروری خصوصیات

ازجناب میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی لاہور

جناب الٰہی کا فرمان ہے۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یأمرون بالمعروف و ینھون عن المنکر۔ یعنی تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہیئے جس کی ڈیوٹی یہ ہو کہ بھلائی اور صراط مستقیم کی طرف لوگوں کو بلائے اور نیکی کی تعلیم دے اور بری باتوں سے منع کرے۔

یوں تو ہر مسلمان ایک رنگ میں اپنے مذہب کا مبلغ ہوتا ہے یا اسکو ایسا ہونا چاہیئے۔ جیسا کہ دنیا کے متعدد حصص میں اسلام مسلمان تاجروں کے ذریعہ سے ہی پھیلا۔ پھر بھی تبلیغ اسلام کا کام بہت عظیم الشان ہے اور ایک تنظیم چاہتا ہے تاکہ دنیا بھر میں رحمۃ اللعالمین کا پیغام پہنچ سکے۔ ہر ایک جماعت صرف اشاعت اسلام کو ہی اپنا مطمع نظر بنا کر کام کرے تو کامیابی کی امید ہو سکتی ہے۔

حضرت مجدد اعظم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جب مسلمان فرقہ احمدیہ کی بنیاد رکھی تو بیعت میں ہی دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد لیا۔ اور ساتھ ہی اس بات پر زور دیا کہ ان کی تبلیغ کا رجحان زیادہ تر ممالک یورپ و امریکہ کی طرف رہے تاکہ ان عیسائی قوموں کو بھی نور محمدی سے حصہ ملے۔ اور آفتاب اسلام مغرب سے طلوع ہو کیونکہ یہی مسیح موعود کے آنے کی بڑی غرض تھی فی زمانہ۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور جو خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی حقیقی اور سچی جانشین ہے اس کے ممبران کا اصل مدعائے زندگی یہی اشاعت اسلام ہے۔ یوں تو ہماری انجمن نے خاص طور پر مبلغ اسلام تیار کئے ہیں۔ مگر میں ہر احمدی کو مبلغ اسلام خیال کرتا ہوں۔ میں نے خود اپنے والد مرحوم مغفور حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو دیکھا تھا کہ جہاں کہیں بھی وہ دوران ملازمت میں گئے وہاں انھوں نے درس قرآن جاری کیا اور تبلیغ اسلام و احمدیت کرتے رہے اور ایک اچھی اور مخلص جماعت پیدا کر لی۔ اب بھی جب کبھی مجھے ان پرانے احباب سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے تو وہ والد مرحوم کو ہمیشہ ذکر خیر سے یاد کرتے ہیں اور ان کی خدمات دینیہ کا اعتراف کرتے ہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے احمدی بھائی باوجود اپنی ملازمت یا کاروبار کے خدمت دین کا وقت نہ نکال سکیں اور خصوصاً جب نوکری سے پنشن پالیں یا کاروبار کو اپنے بچوں کے سپرد کر کے خود ریٹائر ہو جائیں تو اپنی فرصت کے وقت کا بیشتر حصہ خدمت دین میں نہ لگا سکیں۔ ایسے بزرگ جو کہ دنیوی اور خانگی فرائض سے ایک حد تک فراغت پا کر خدمت دین کے لئے اپنے آپ کو پیش کر سکتے ہوں یا وہ نوجوان جو کہ دنیوی جاہ و جلال پر لات مار کر خالصتاً للہ اپنی زندگیاں وقف کرنا چاہتے ہوں ان کے استفادہ کے لئے میں چند ایک معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میرے خیال میں ایک دین اسلام کے خادم کے لئے مندرجہ ذیل سات باتیں ضروری ہیں:۔

(۱) احساس فرض (۲) قربانی (۳) محنت حصول علم (۴) استقلال (۵) خوش اخلاقی (۶) دوسروں کے لئے نمونہ بننا (۷) ادائیگی فرض پر اظہار تشکر۔ میں ان باتوں کو نمبروار لیتا ہوں۔

احساس فرض

مجھے اپنے ایک عزیز کا واقعہ یاد آ گیا جو کہ سرگودھا میں انسپکٹر پولیس لگے ہوئے تھے۔ وہ بیان کرتے تھے کہ ایک دفعہ وہ دس پندرہ روز کی رخصت پر رات کے وقت ریل گاڑی سے جا رہے تھے اور سیکنڈ کلاس میں بیٹھے تھے کہ اتفاقیہ ایک واقف کار مل گیا۔ اس سے باتیں شروع ہو گئیں۔ اس نے باتوں باتوں میں ذکر کیا کہ ایک شخص جو کہ مشتبہ چال چلن کا آدمی تھا، گاؤں میں پہنچا ہے اور بڑا متمول نظر آتا ہے میرے عزیز کو فوراً خیال ہوا کہ ان دنوں ایک ساہوکار کے ہاں چوری ہو گئی تھی۔ مگر اس وقت تک سراغ نہ ملا تھا۔ بالکل ممکن ہے کہ یہ شخص جس کا ذکر ہوا تھا وہی چوری کا مال لیکر اپنے گاؤں میں پہنچا ہو۔ ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ اگر اس معاملہ کی فوراً تفتیش نہ کی گئی تو بالکل ممکن ہے وہ شخص مال ادھر ادھر کر دے اور ثبوت بہم نہ پہنچ سکے۔ وہ کہتے تھے کہ اگرچہ وہ رخصت پر تھے۔ مگر احساس فرض نے انہیں مجبور کیا کہ وہ فوراً اس معاملہ کے متعلق کارروائی کریں۔ گاڑی اس وقت بھلوال اسٹیشن سے چل پڑی تھی کہ یہ فوراً اٹھے اور اپنا بستر اور ٹرنک چلتی گاڑی سے نیچے پھینک دیا اور خود بھی باوجود اس واقف کار کے روکنے کے چلتی گاڑی سے جو کہ ابھی زیادہ تیز نہ ہوئی تھی۔ کود پڑے۔ اندھیرے میں کودنے سے کچھ معمولی چوٹیں بھی آئیں۔ مگر انہوں نے پروا نہ کی۔ گاڑی چلی گئی اور یہ اپنا بستر اور ٹرنک اٹھا کر سیدھے تھانہ گئے اور تھانیدار کو سوتے سے جگا کر پولیس پارٹی تیار کرنے کو کہا اور موٹر لاری کا بندوبست کر کے صبح ہونے سے پہلے اس مشتبہ چال چلن شخص کے گاؤں میں پہنچ کر اس کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ اور اس شخص کو بے خبری میں جا لیا۔ چنانچہ مال مسروقہ کا بیشتر حصہ دستیاب ہو گیا۔

اسی معاملہ کو سرانجام دے کر وہ پھر اپنی رخصت پر چلے گئے۔ مگر ان کی اس کارگذاری پر گورنمنٹ کی طرف سے انہیں ایک خاص سند عطا ہوئی کہ گو وہ ڈیوٹی پر نہ تھے مگر پھر بھی ان کے احساس فرض نے ان کو مجبور کیا کہ وہ مال مسروقہ کا سراغ لگائیں اور پھر نہایت تندہی سے اس کام کو کامیابی سے سرانجام دیا۔۔۔ یہ نمونہ نہ صرف دنیوی رنگ میں دوسروں کے لئے قابل رشک اور قابل تقلید ہے۔ بلکہ دینی رنگ میں بھی قابل تقلید ہے۔ کاش کہ ہمارے مسلمان بھائی دینی خدمت کے لئے بھی اسی طرح احساس فرض کا نمونہ دکھائیں۔ اور بارگاہِ رب العزت سے سند خوشنودی حاصل کریں۔

واضح ہو کہ ایک دنیوی گورنمنٹ اپنے نوکروں پر دباؤ بھی ڈال سکتی ہے اور ان کو اپنے ادائے فرض کے لئے مجبور بھی کر سکتی ہے مگر دینی خدمت کے لئے اس قسم کا دباؤ ممکن نہیں۔ اس لئے اگر مبلغ اسلام کے دل میں احساس فرض اور سچا اخلاص نہیں ہے تو اس سے اس قسم کی حرکات سرزد ہونے کا امکان ہوتا ہے جو کہ ان منافقین سے سرزد ہوئیں جن کو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں جہاد پر جانے کا حکم ہوتا تھا تو کہتے تھے کہ اِنَّ بُیُوْتَنَا عَوْرَۃٌ۔ کہ ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں۔ حالانکہ جب دنیوی اغراض کے لئے سفر کرتے تو گھر اسی طرح کھلے پڑے رہتے تھے اور کوئی خاص فکر نہ تھا۔ مگر دین کی خاطر باہر نکلنا پڑا تو یہ خیال مانع ہو گیا۔ میرے خیال میں جس احمدی دوست نے بھی دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہو اس کو اس قسم کے عذر تراشنے سے اجتناب کرنا چاہیئے اور خدا سے ڈرنا چاہیئے۔ آخر انہی منافقین کے متعلق جو گھر کھلے ہونے کا عذر بیان کرتے تھے جناب الٰہی فرماتے ہیں ولقد کانوا عاھدوا اللہ من قبل لا یولون الادبار۔ وکان عھد اللہ مسئولا۔ اور پہلے سے اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ پیٹھ نہیں پھیریں گے۔ اور اللہ کے عہد کی پرسش ہو گی۔ اور پھر ان لوگوں کو جناب الٰہی تنبیہ کرتے ہیں کہ عسر و یسر تو اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے اور اس کے سوا تمہارا کوئی ولی و مددگار نہیں۔ قل من ذالذی یعصمکم من اللہ ان اراد بکم سوءً او اراد بکم رحمۃ ولا یجدون لھم من دون اللہ ولیّا ولا نصیرا۔ اس لئے ہمارے ان احباب کو جو کہ خدمت دین کے لئے وقت دے سکتے ہیں اپنے دلوں میں احساس فرض اور اخلاص کو پیدا کرنا چاہیئے کہ اس کے بغیر حقیقی اور سچے طور پر خدمت دین ہونی ممکن نہیں۔ اور وہ احباب جو کہ اس قسم کی خدمت سرانجام دینے کے لئے کچھ معاوضہ بھی لیتے ہیں ان کو خصوصاً اس بارے میں بہت محتاط ہونا چاہیئے۔

قربانی

ایک شخص جو کہ نوکری سے پنشن لیکر ریٹائر ہو جاتا ہے۔ یا ایک تاجر بوڑھا ہونے پر اپنے کاروبار کو اپنے لڑکوں کے سپرد کر کے خود فارغ البال ہو جاتا ہے اس وقت عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے اور کام کاج سے تھک جانے کی وجہ سے طبیعت آرام چاہتی ہے۔ نہ صرف دماغی آرام بلکہ جسمانی آرام بھی۔ اس وقت دینی امور کا عمیق مطالعہ کرنا یا تقریر کرنا اور سفر کی تکلیف اٹھانا بہت دشوار معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک نوجوان گریجوئیٹ کو جس کے آگے تمام دنیا اور اس کی آسائشیں اور زیبائشیں اپنی طرف کھینچتی نظر آتی ہیں اسکو ان کی طرف سے منہ موڑ کر خدمت دین کے لئے روکھا سوکھا کھانا، موٹا جھوٹا پہننا۔ سخت بستر پر سونا اور سفر کی صعوبتیں برداشت کرنا اور مخالفین کی گالیاں سننا گویا ایک جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

مگر اس معاملہ کو جب اس رنگ میں دیکھا جائے کہ ہماری جانیں اور ہمارے اموال سب خدا کی ملکیت ہیں۔ وہ جس طرح چاہے ان کو صرف کرے تو پھر کوئی چون و چرا کی گنجائش نہیں رہتی۔ جناب الٰہی فرماتے ہیں ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی جانوں اور مالوں کو خرید لیا ہے (وہی ان کا مالک ہے جس طرح چاہے صرف کرے) اور اس کے عوض میں ان مومنین کو جنت الفردوس کا وارث بنا دیا ہے۔ کیا اس کا فضل و احسان اور بندہ نوازی ہے چاہتا تو کچھ بھی نہ دیتا۔ آخر اس جنگ میں مختلف گورنمنٹوں نے اپنے اپنے ملک میں کیا جبری فوجی خدمت جاری نہیں کی۔ اور لاکھوں نوجوانوں کو سپاہی بھرتی کر کے نہیں لڑایا۔ جہاں انہوں نے تکلیفیں بھی اٹھائیں اور بہت سے مارے بھی گئے۔ مگر کسی نے چون و چرا نہیں کی۔ جن قوموں کو فتح ہوئی ان کو تو پھر بھی کچھ تسلی ہے کہ ہمارے نوجوان بے فائدہ نہیں مارے گئے۔ مگر جو شکست خوردہ قومیں ہیں۔ ان کی ناامیدی ملاحظہ کیجئے کہ ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

مگر اللہ تعالےٰ تو اپنے مجاہدین کو جنت الفردوس کا وعدہ دیتے ہیں۔ کہ تمہاری قربانی کبھی بے کار نہیں جائے گی۔ غالب نے کیا سچ کہا ہے ؎

جان دی۔ دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

باقی آیندہ

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ — مینیجر

خطۂ کشمیر کی ایک دشوار گذار وادی

پوگل پرستان کا ایک دورہ

از جناب مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی

بہت کم دوستوں کو معلوم ہوگا کہ گذشتہ اوائل گرما میں ایک طویل اور صحت شکن دورہ نے میری طبیعت کو ایک ایسی ٹھیس لگائی کہ میں ہرطرح کے جسمانی اور دماغی ضعف میں مبتلا ہوگیا مگر گذشتہ سالانہ جلسہ پر میں وعدہ کرچکا تھا کہ ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب کا جواب عنقریب مکمل کردوں گا ایک تو دو ماہ کے مسلسل دورہ کے جبری حکم نے اس وعدہ کی تکمیل میں تاخیر ڈال دی اور پھر آج کل کے پُر آلام اور مصائب سفر نے کہ لوگ سیکنڈ کلاس میں بھی عذاب محسوس کرتے ہیں مجھے گھر میں بستر پر لٹا دیا اس بے بسی کے عالم میں میں نے اپنی خودی کو چھوڑ کر اللہ تعالےٰ سے اپنے اس وعدہ کو پورا کرنے کی توفیق طلب کی کیونکہ رونے میں جو لذت ہے تو آہوں میں مزا ہے اسے رنج! خودی چھوڑ کہ نزدیک خدا ہے

چنانچہ حضرت امیرایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ نے میری خرابیٔ صحت کو دیکھکر گرمیوں میں کسی پہاڑ پر چلے جانے کی تحریک کی کیونکہ لاہور کی سخت گرمی میں طبیعت کے زیادہ بگڑ جانے کا خطرہ تھا میرے دل میں بھی خواہش تھی کہ ٹھنڈی جگہ کام کی تکمیل بھی کرسکوں گا۔ دفتر شعبۂ تبلیغ نے حسب ارشاد حضرت امیرایدہ اللہ ادھر ادھر سرد مقامات پر میرے لئے خط وکتابت کی جو بار آور نہ ہوئی میں نے خود دوڑ دھوپ کی تو بٹوٹ ریاست کشمیر میں مکان مل گیا اور میں یہاں چلا آیا

مبلغ کی زندگی اس وقت تک بیشک ضبط میں رہتی ہے جب تک اس کی شہرت کا غنچہ بند رہتا ہے مگر جب اس پر سے خاموشی کا عالم گزر جاتا ہے تو حجاب میں رہنے کے باوجود مریم کا صوم سکوت بھی ٹوٹ جاتا ہے چھا جاتی ہے رحمت تو برس پڑتے ہیں انعام اس تن کسی طرح مناسب نہیں آرام

بٹوٹ میں پہنچا تھا کہ لوگوں کو معلوم ہوگیا کہ میں آج کل بعزم تفریح و تفریح نہ سہی بغرض صحت وکام سہی بٹوٹ میں ہوں۔ بابو چراغ دین صاحب ریٹائرڈ وائرلیس ٹیلیگرافی نے جو یہاں ہوٹل چلانے کے ارادے سے مقیم ہیں لوگوں میں پروپیگنڈا شروع کردیا کہ ودیارتھی صاحب یہ ہیں اور وہ ہیں۔ ادھر گھر میں گھر والوں کی سہیلیوں کا جن میں احمدی غیر احمدی اور پڑا احمدی سب ہی قسم کی سہیلیاں ہیں اجتماع شروع ہوا گھر کا سکوت جمع جماعت گفتگو وعظ اور درس سے ٹوٹ گیا۔ باہر سکون بحث مباحثہ تبادلۂ خیالات سے جاتا رہا یہاں کسٹم میں ایک کٹر آریہ ہیں ان کے ساتھ این۔ ڈبلیو۔ آر کی آوٹ ایجنسی میں ایک ہندو بھگت ہیں وہاں گوردوارہ میں ایک سکھ سنت اور سرسوتی ودیا ریٹائرڈ انسپکٹرس آف سکولز ہیں ادھر تارگھر میں ایک بابو صاحب ہیں اور پھر بابو صاحب کا ہوٹل جس میں روز نئے نئے لوگ آتے رہتے ہیں باری باری ان سے گفتگو ہوتی رہتی ہے۔ آریہ صاحب پہلے مسلمانوں کو آڑے ہاتھوں لیتے تھے تین چار مرتبہ کی گفتگو سے خاموش ہوگئے ہیں۔

انہی دنوں ریاست کشمیر کے دشوار گذار مقام سے ایک مولانا عبد السبحان صاحب تشریف لے آئے اور انہوں نے اپنے وطن کی سنگلاخ وادی میں جہاں کے مسلمان جہالت اور غفلت میں ڈوب رہے ہیں ہندو سنگھ، آریوں کی مذہبی اور سیاسی چیرہ دستیوں، پنڈت ستیہ دیو اور راجہ مہندر کے زہر آلود تیر و نشتر اور ستیارتھ کے باب چودہ کی صبر پاش گالیوں کی اس علاقہ میں بارش کا ذکر کیا جو ہندو حکام ریاست کی زیر حمایت برس رہی تھی اور اپنے زخم جگر اور رشتاق قلب کا دکھڑا سنایا اور مجھ سے اس علاقہ میں جانے کا وعدہ لے لیا جو اگرچہ میری ہمت اور وسعت پر تکلیف مالا یطاق اور رسمائے لفاظہ تھا اس بے ضابطہ حرکت پر ایک طرہ یہ کہ بابو صاحب نے احمدیوں کی روایتی فراخدلی سے کام لیتے ہوئے مولوی صاحب کو یہ اطمینان دلادیا کہ آپ کرایہ اور کسی تکلیف کا کچھ فکر نہ کریں ہمارا فرض ہے کہ ہم ایسی جگہ پہنچکر غریب اور پسماندہ مسلمانوں کی مدد کریں۔

کشمیر کا یہ دور افتادہ اور اسفل السافلین میں گرا ہوا جو پوگل پرستان کا علاقہ کہلاتا ہے نہایت مفلس مگر جہالت سے آباد علاقہ ہے جہاں دنیا کی تہذیب اور رونق کی دلچسپیاں نہیں اتر سکتیں اس لئے باہر سے مولوی صاحبان وہاں جاکر نہ کچھ کما سکتے ہیں اور پیٹ بھر کر مرغن کھانے کھا سکتے ہیں نہ آرام دہ سواری کے ذریعہ وہاں جا سکتے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے رونے کا مقام ہے کہ جس جگہ کی آبادی ۹۵ فیصدی مسلمان ہے وہاں کی تجارت اور حکومت ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے اور وہ مسلمانوں سے ہی روپیہ کما کر ان کے دین کی تخریب پر خرچ کرتے ہیں اور مسلمانوں میں باہم مقدمات لڑوا کر اس غیر منظم اور جاہل کثرت کو اپنے قابو میں رکھتے ہیں کوشش کی جارہی ہے کہ یہاں کی جاہل مگر خوبصورت مسلمان عورتوں کو نکال کر ان سے دوسرے علاقہ کے ہندوؤں کے گھر آباد کئے جائیں۔

غنیمت ہے کہ ایک صاحب ہمت مسلمان نے کوشش کرکے چند ایک دردمندان اسلام کو اپنے ساتھ ملاکر کشفی نظامی سکولوں کی یہاں بنیاد ڈالی ہے اور بچوں کی تعلیم کا خیال لوگوں میں ہونے لگا ہے۔

مولوی عبد الصمد صاحب نے اس دور دراز علاقہ میں پہلی مرتبہ ایک جلسہ کے انعقاد کی طرح ڈالی اور باہر کے لوگوں کو اس میں شمولیت کی دعوت دی اور کشمیر کے لیڈروں کو خطوط لکھے تار دیں اور خود جاکر دعوت نامے دئے۔ سوہن سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی اجازت طلب کئے بغیر بے ضابطہ طور پر ہمت کے دن یہی کرنا منع نہیں کہ اصول پر عمل پیرا ہوکر بٹوٹ سے روانہ ہوکر بعزم پوگل پرستان بانہال پہنچا اور دوسرے دن چند ایک رفقاء کے ساتھ جن میں خواجہ احمد دین صاحب ٹھیکیدار بانہال اور خواجہ محمد خلیل صاحب کچلو ممبر اسمبلی ریاست کشمیر قابل ذکر ہیں منزل مقصود کی طرف چڑھائی شروع کی تین میل کی نہایت سیدھی چڑھائی کے بعد تین میل کی دشوار اترائی میں اتر پڑے انجمن کشفی نظامی کے دو تین سو لڑکوں، اساتذہ اور ملک صاحبان نے راستہ میں ہمارا استقبال کیا۔ اللہ اکبر اور اسلام زندہ باد کے نعروں میں ہم قیام گاہ پر پہنچے۔

کھانے سے جلد فارغ ہوکر اسی دن ۳½ بجے قیام گاہ سے پھر نیچے اتر کر جلسہ گاہ میں پہنچے اور جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی تین چار اصحاب کی سیدھی سادی مگر دردبھری اپیلوں، مسلمانوں کو تعلیم حاصل کرنے۔ اپنی اقتصادی حالت درست کرنے اور اتفاق و اتحاد کی زنجیر میں منسلک ہونے کی تلقین کے بعد مجھے تقریر کے لئے کہا گیا جو خواجہ محمد خلیل صاحب کچلو ممبر اسمبلی کی زیر صدارت ہوئی سورۃ "والعصر" کی تلاوت کے بعد اس کی تفسیر کے ضمن میں وقت کی قدر، تعلیم کی اہمیت ایمان اور اعمال صالح کی تفسیر میں غیر مذاہب کے بالمقابل توحید، رسالت اور اصول اسلام کی فضیلت اور خصوصیت بیان کی گئی۔ یہ تقریر لوگوں میں جن کی مادری زبان اگرچہ کشمیری تھی مگر سادہ الفاظ میں ہونے کی وجہ سے اور طرز جدید کی تفسیر ہونے کے لحاظ سے نہایت مقبول ہوئی۔ جلسہ میں کچھ ہندو بھی موجود تھے مگر کسی کی دل شکنی اور دل آزاری کا موقعہ پیدا نہیں ہونے دیا گیا۔ پولیس افسر صاحب نے جو اس جلسہ کی کارروائی نوٹ کرنے کے لئے تعینات تھے انہوں نے کہا میں نے صرف آپ کی تقریر لفظ بلفظ نوٹ کی ہے اور اس کی بہت تعریف کرتے رہے۔

دوسرے دن کا جلسہ ۹½ بجے شروع ہوا مقامی سکولوں کی سالانہ رپورٹ اور اپیل چندہ وغیرہ کی معمولی کارروائی کے بعد پھر بااصرار مجھے فراخدلی سے وقت دیا گیا جس میں اسلامک کلچر اور ہندو کلچر پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالتے ہوئے سادہ الفاظ میں مگر سائنٹیفک دلائل اور مشاہدات کی بنا پر تقریر کی جس کے ضمن میں اللہ تعالیٰ کی ہستی۔ وحی والہام کی ضرورت۔ صداقت رسالت اور ختم نبوت کو قرآن مجید، دلائل عقلیہ اور آریوں کے شکوک وشبہات۔ تحریف وید اور دیگر کتب مقدسہ قبل از اسلام اور قرآن مجید کی معجزانہ حفاظت وغیرہ وغیرہ کو بیان کیا یہ تقریر بھی نہایت کامیاب رہی اور پولیس افسر صاحب نے تمام وکمال نوٹ کرلی۔ منتظمین جلسہ نے اسی دن کے دوسرے اجلاس میں بھی تقریر کے لئے اصرار کیا مگر میں طبیعت کے ضعف اور تکان کی وجہ سے چور چور تھا اس لئے معذرت پر اکتفا کی رات کے وقت تین گھنٹے تک قیام گاہ پر اپنے ہاں کی تبلیغی کوششوں اور مساعی پر دوستوں سے گفتگو ہوتی رہی اور باقی وقت خیالات کے انتشار، کھٹملوں اور پسوؤں کے ساتھ جنگ میں گذر گیا منتظمین جلسہ نے اس علاقہ میں کئی دن تک ٹھہر کر تبلیغ کرنے کے لئے بہت اصرار کیا میں نے اپنی مجبوری ظاہر کی تو انہوں نے دوبارہ اسی جگہ آنے کا پختہ وعدہ لے لیا۔

یہ اللہ تعالیٰ کا محض فضل ہے کہ جس نئی جگہ جاکر بھی میں نے کبھی ایک آدھ تقریر کی ہے لوگوں کے دل میں مجھ سے محبت پیدا ہوجاتی ہے اپنے سلسلہ کے بڑے بڑے اشد مخالفوں کے ساتھ بھی جلسوں میں تقاریر کرنیکا مجھے اتفاق ہوا ہے مولانا ابراہیم سیالکوٹی مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ العلماء اور مولانا عرفان وغیرہ وغیرہ کے منہ سے اپنی تقریروں کی میں نے بہت تعریف سنی ہے اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے جب وہ میرے رفیق سفر تھے نے کہا میں اپنے باپ سے بڑھکر آپ کی عزت کرتا ہوں۔ اس جلسہ میں بھی میں اپنے خیال کا ایک واحد شخص تھا لوگوں کو اس امر کا علم ہونے کے باوجود بھی انہوں نے مجھ سے بیحد محبت کی اور نہایت حسرت اور افسوس کے ساتھ مجھے رخصت کیا۔ مولانا حبیب الرحمان صاحب فاضل دیوبند ہیڈماسٹر صاحب۔ سیکنڈ ماسٹر صاحب۔ مولانا عبد الصمد صاحب۔ خواجہ محمد اسمٰعیل صاحب خواجہ احمد دین صاحب ٹھیکیدار اور خواجہ محمد خلیل صاحب کچلو ممبر اسمبلی ریاست جموں و کشمیر وغیرہ وغیرہ نے جس قدر محبت کا اظہار کیا میں ان کا بہت مشکور ہوں۔ رستہ میں بابو محمد ابراہیم صاحب ریٹائرڈ پوسٹماسٹر مقیم بانہال اور خواجہ احمد دین صاحب نے بانہال میں جلسہ کرکے تقاریر کا اقرار لیا۔

بھدرواہ میں ہماری اچھی خاصی جماعت ہے صدر جماعت اور ناظم صاحب کے خطوط ملے ہیں جو بھدرواہ میں کچھ دن گذارنے کا تقاضا کررہے ہیں۔ پوگل پرستان کے اس دشوار گذار اور تھکا دینے والے سفر نے مجھے بہت

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا مفتہ وار آرگن

ایڈیٹر - ایس - محمد آصف - بی - اے

جائنٹ ایڈیٹر شیخ محمد انعام الحق -

جلد ۳۳ | لاہور - یوم چہارشنبہ - مورخہ ۶ رمضان ۱۳۶۴ھ - ۱۵ اگست ۱۹۴۵ء | نمبر ۳۳

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا -
۲ - کوئی کلمہ گو کافر نہیں -
۳ - قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی -
۴ - سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے -
۵ - اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا -

خدا پر ایمان سب سے بڑی دولت ہے

آنحضرت صلعم نے خدا پر ایمان کو مضبوط کر کے ایک بےنظیر انقلاب دنیا میں پیدا کر دیا

خدا پر ایمان جب کمال کو پہنچتا ہے تو انسان اپنی ساری توجہ دین کو دنیا میں پھیلانے پر لگا دیتا ہے

آؤ رمضان میں ہم اپنے نفسوں کا خود محاسبہ کریں کہ ہماری توجہ دین کی طرف کس قدر ہے؟

ہماری کتنی قوت اور کتنا مال دین پر خرچ ہوتا ہے اور کتنا دنیا پر؟

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ - ڈلہوزی - مورخہ ۳ اگست ۱۹۴۵ء

وامرت ان اکون من المومنین
فان اقم وجھک للدین حنیفا

ترجمہ - اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ان لوگوں میں سے ہو جاؤں جن کا خدا پر کامل ایمان ہوتا ہے اور کہ تو اپنی توجہ کو راست روی اختیار کرتا ہوا دین کے لئے قائم کر دے -

---

یہ حکم کس کو دیا گیا ہے؟ وامرت ان اکون من المومنین - مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ان لوگوں میں سے ہو جاؤں جن کا ایمان خدا پر کامل ہوتا ہے - یہ حکم کس کو دیا گیا ہے - جو شخص آیت کے سیاق و سباق کو دیکھے گا اسے صاف نظر آ جائے گا کہ یہ خطاب ہر شخص کو ہے - اور اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ یہ خطاب نبی کریم صلعم کو ہے تو بھی اس میں ہر وہ شخص شامل ہے جو آپ کا پیرو کہلاتا ہے -

خدا پر ایمان رکھنے والے کا قدم خدا پر ایمان ہی ایک دولت ہے جسے پا لینے سے اس کے دل کے اندر وہ راحت پیدا ہو جاتی ہے جسے دنیا کی کوئی دولت پیدا نہیں کر سکتی - دنیا میں انسانوں پر دکھ اور تکلیفیں بھی آتی ہیں - اور ہر انسان پر آتی ہیں کوئی شخص امیر ہو یا غریب نیک ہو یا بد دکھوں اور تکلیفوں سے خالی نہیں ہوتا - ایک شخص کو ہم دیکھتے ہیں بظاہر اس کے ہر طرف آسائش کے سامان نظر آتے ہیں، لیکن اس کا دل ایک جہنم کی طرح ہوتا ہے - ناکامیوں اور مخالفتوں کے وقت جب سارے سہارے ناکارہ ثابت ہوتے ہیں اور انسان ایسا محسوس کرتا ہے کہ وہ پیچھے ہی پیچھے جا رہا ہے اور اس کا قدم کہیں نہیں جمتا - خدا پر ایمان رکھنے والے کا قدم ایک ایسی مضبوط چٹان پر ہوتا ہے کہ تمام ناکامیاں اور مخالفتیں اس کے سامنے ہیچ ہوتی ہیں - مگر خدا پر ایمان صرف ایک مضبوط سہارا ہی نہیں - صرف انسان کے دل میں راحت ہی پیدا نہیں کرتا بلکہ اس کے اندر ایک زبردست قوت بھی پیدا کرتا ہے اس قدر زبردست قوت کہ جس چیز کو دنیا کی کوئی قوت اور طاقت نہیں توڑ سکتی انسان کی قوت ایمان کے سامنے اس کی کچھ حقیقت باقی نہیں رہتی -

مکی وحی کی خصوصیت جب اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلعم کو دنیا میں ایک انقلاب عظیم پیدا کرنے کے لئے کھڑا کیا تو تیرہ سال تک آپ کی وحی میں سارا زور اسی بات پر دیا کہ خدا پر ایمان کامل ہو - اعمال کی جزا و سزا پر پورا یقین ہو - اور درحقیقت اعمال کی جزا و سزا پر ایمان لائے بغیر خدا پر ایمان ایک بے معنی چیز ہو جاتی ہے - ساری مکی وحی میں انہی دو باتوں پر زور ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے وہی تمہارا پیدا کرنے والا ہے وہ تمہیں رزق دیتا ہے وہی تمہاری ربوبیت کے سارے سامان کرتا ہے - وہ تمہارے ہر ایک عمل کو دیکھتا ہے اور ہر نیک عمل پر جزا اور ہر بد عمل پر سزا مترتب فرماتا ہے - خواہ انسان دنیا کی نظروں سے کتنا بھی چھپ کر اس کام کو کرے تیرہ سال تک محمد رسول اللہ صلعم نے خدا تعالےٰ کی ہدایت کے ماتحت ان لوگوں کے خدا پر ایمان کو کمال کو پہنچا دیا۔

خدا پر ایمان صحابہ کیلئے ایک حقیقت تھا ان کے اندر وہ قوت پیدا کر دی کہ جب آپ مدینہ میں پہنچے تو ایک ایک حکم ان کی بدرسموں اور رواجوں کو توڑنے کے لئے نازل ہوتا جاتا تھا جو ان کو فسق و فجور کی راہوں سے ہٹانے اور نیکی کی راہوں پر چلانے کے لئے ہوتا تھا اس کی تعمیل وہ اس شرح صدر سے کرتے کہ جس کی کوئی نظیر دنیا میں نظر نہیں آتی - خدا کا حکم جو آج مسلمانوں کے لئے قصہ ہے ان کے لئے ایک حقیقت تھی - خدا پر ایمان کامل نے ان کے اندر وہ قوت پیدا کر دی تھی کہ رسم و رواج کی زنجیریں اس کے حکم کے سامنے ایک کچے تاگے سے بھی کمزور ہو گئی تھیں اور بدی پر غالب آنے کیلئے ان کے اندر وہ قوت پیدا ہو گئی تھی کہ جس کے سامنے دنیا کی کوئی طاقت ٹھہر نہ سکتی تھی - شراب جو ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی حکم آتا ہے اسے چھوڑ دو - ایک آن کی آن میں شراب پینا تو ایک طرف رہا شراب کے برتنوں کا بھی نام و نشان باقی نہیں رہتا جو ان کی زندگی کا ایسا ہی جزو بن چکا تھا جیسے آج مہذب دنیا کی زندگی کا جزو بنا ہوا ہے حکم آتا ہے خبردار یتیم کا مال مت کھاؤ - ان کی قومی زندگی کا نقشہ ہی پلٹ جاتا ہے - عورتوں یتیم بچوں کو وراثت کا حصہ نہ دیتے تھے کہ یہ قوم کی حفاظت کرنے والے نہیں حکم آتا ہے - عورتوں کو ان کا حصہ دو یتیموں کو ان کا مال دو ایک لحہ کے لئے کسی دل میں تذبذب پیدا نہیں ہوتا کہ اس حکم کی تعمیل کروں یا نہ کروں یہ سب کرشمے خدا پر ایمان کامل کے تھے -

موجودہ زمانہ کے عوارض کا علاج خدا پر ایمان ایک ایسی چیز ہے کہ اس کے بغیر دنیا میں کبھی امن قائم نہیں رہ سکتا - یہ موجودہ بربادی جو دنیا پر آئی ہے کس چیز کا نتیجہ ہے - خدا پر ایمان کمزور ہو گیا ہے - آج اس بربادی کو دور کرنے کے لئے دنیا میں امن کی حالت کو پیدا کرنے کے لئے سب رستے سوچے جاتے ہیں مگر اصل چیز جو اس بربادی کا علاج ہے اس کی طرف توجہ نہیں - مگر حقیقت تک پہنچنے والی نگاہیں اب بھی اس بات کو محسوس کرتی ہیں کہ یہ ان بیماریوں کا علاج نہیں جو دنیا کو کھا رہی ہے اس کا علاج صرف خدا پر ایمان ہے -

ایک لاٹ پادری کا اعتراف پادری ویسٹ کاٹ نے جو ہندوستان سیلون برما کے لاٹ پادری تھے ابھی کلکتہ میں ایک تقریر میں اس بات کا اعتراف کیا ہے انہوں نے کہا کہ جب تک انسانوں کے اخلاق کی اصلاح نہ ہوگی اور اخلاقی قوت سے انہیں مسلح نہیں کیا جائے گا دنیا میں کبھی امن قائم نہیں ہو سکتا -

"جب تک ان کا اس بات پر ایمان نہ ہو کہ خدا نے اس دنیا کو بنایا اور اس کو وہ ایک راہ پر چلانا چاہتا ہے جب تک کہ وہ خدا کو اپنی زندگیوں کا مرکز نہ بنائیں اور اس کی رضا کی تلاش کو اپنی زندگیوں میں رہنمائی کا اصول نہ بنائیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ کس طرح دیرپا امن دنیا میں قائم ہو سکتا ہے"

دوسرے حکم کی اہمیت مومن بننے کے حکم کے بعد دوسرا حکم آتا ہے ان اقم وجھک للدین حنیفا - اقام کے معنے ایک چیز کو

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شبیر محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

گویا یک۔ وجہ کے معنے توجہ۔ حنیف حنف سے ہے جس کے معنے ہیں ناراستی سے راستی کی طرف مائل ہونا۔ دنیا سے دین کی طرف مائل ہونا اس کے مقابل پر جنف ہے جس کے معنے ہیں حق یا ناراستی کی طرف مائل ہونا۔ تو حکم ہوتا ہے اپنی توجہ کو راستی کی اختیار کرتے ہوئے دین کے لئے مضبوط کرکے قائم کر۔ اس حکم میں پیرایہ خطاب بدل دیا ہے پہلے (اُمِرتُ۔ مجھے حکم دیا گیا ہے) کے بعد تھا کہ میں مومنوں میں سے ہو جاؤں اس پر یہ دوسرا فقرہ عطف ہے مگر یہ کہنے کی بجائے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اپنی توجہ کو دین کے لئے قائم کردوں یوں فرمایا کہ اپنی توجہ کو دین کے لئے قائم کر۔ پیرایہ خطاب بدلنے میں اس دوسرے حکم کی اہمیت کو ظاہر کیا ہے تاکہ مخاطب ہشیار ہو جائے۔ گویا خود مومن بننا ایک ادنیٰ مرتبہ ہے اب اس اعلیٰ مرتبہ کی طرف توجہ دلائی کہ دین کے لئے اس کی ترقی کے لئے اسے دوسرے لوگوں تک پہنچانے کے لئے اپنی پوری توجہ لگاؤ۔

یوں خطاب کرنے میں اشارہ } اس طرح خطاب کرنے میں ایک اور اشارہ بھی ہے جب پہلے کہا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں خدا پر کامل ایمان رکھنے والوں میں سے ہو جاؤں۔ تو اب گویا یوں خطاب کیا کہ اے وہ شخص جس کا ایمان خدا کی ہستی پر کمال کو پہنچ چکا ہے تو اب اس بات کا اہل ہے کہ خدا کے دین کو دنیا میں پھیلائے یعنی دوسرے لوگوں کے اندر وہی ایمان پیدا کرے جو تجھے خود حاصل ہو چکا ہے خدا پر کامل ایمان ایک دولت ہے جو کسی انسان کو حاصل ہوتی ہے تو اس کے اندر یہ تڑپ پیدا ہوتی ہے کہ یہ دولت دوسروں کو بھی ملے۔ اس کا معاملہ اس شخص کے برعکس ہوتا ہے جسے دنیا کی دولت ملتی ہے۔ ایک مالدار آدمی اپنی دولت اپنے آپ تک ہی محدود رکھنا چاہتا ہے مگر جسے روحانی دولت ملتی ہے ایمان کامل ملتا ہے اور خدا تعالےٰ سے اس کا تعلق پیدا ہوتا ہے اس کے اندر یہ تڑپ پیدا ہوتی ہے کہ دوسروں کو کس طرح اس دولت سے مالامال کرے۔

کمال کو پہنچے ہوئے ایمان کی علامت } فی الحقیقت جس شخص کے اندر یہ تڑپ پیدا نہیں ہوئی کہ وہ دوسروں کو روحانی دولت سے مالامال کرے اس کا ایمان خدا پر ابھی کمال کو نہیں پہنچا۔ یہ دونوں باتیں لازم و ملزوم کی طرح ہیں جب ایمان اپنے کمال کو پہنچے گا تو اس کا تقاضا یہ ہوگا کہ دوسرے بھی اس دولت ایمانی سے مالامال ہوں بلکہ یہ تڑپ اس قدر زبردست ہوتی ہے کہ آنحضرت صلعم کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین۔ تجھے دوسروں کے ایمان نہ لانے کا اس قدر غم ہے تو کیا تو اپنے آپ کو اس غم میں ہلاک کر دے گا؟ تو کمال کو پہنچا ہوا ایمان اپنے کمال کی شہادت اسی طرح دیتا ہے جس طرح پانی سے بھرا ہوا پیالہ اپنے بھرا ہوا ہونے کی شہادت دیتا ہے کہ جب اس میں مزید پانی ڈالا جائے تو وہ بہ نکلتا ہے۔ اس لئے امرت ان اکون من المومنین میں جب پہلے کمال ایمان کی طرف بلایا تو پھر اس کا دوسرا مرتبہ بتایا ان اقم وجھک للدین حنیفا۔ کمال ایمان کی یہ نشانی ہے کہ انسان کی توجہ دوسروں کو اس دولت سے مالامال کرنے کی طرف ہو جاتی ہے۔

دین کو دنیا میں پہنچانے والے لوگ } مگر چونکہ دوسری طرف دنیا کی کشش بھی ہوتی ہے اس لئے یہ ایک قسم کی جدوجہد ہوتی ہے دنیا اپنی طرف توجہ کو کھینچتی ہے اور دین اپنی طرف کھینچتا ہے۔ مگر دنیا کی طرف توجہ کا جانا درحقیقت ایک ناراستی کی طرف جانا ہے اس لئے فرمایا کہ ناراستی سے راستی کی طرف مائل ہو جاؤ دنیا سے دین کی طرف مائل ہو جاؤ یہاں تک کہ اپنی توجہ کو اس قدر مضبوط کر دو کہ وہ دین کے لئے قائم ہو جائے اور پھر دنیا کی طرف نہ جھکے۔ دین کو دنیا میں پہنچانے والے وہی لوگ ہوتے ہیں جن کا اپنا ایمان خدا پر کمال کو پہنچ گیا اور آئندہ بھی دین کو ایسے ہی لوگ پہنچا سکیں گے مگر اس میں کوئی شخص کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی توجہ دین کی طرف اس قدر مضبوط نہ ہو کہ دنیا اسے اپنی طرف نہ کھینچ سکے۔

مسلمانوں کا ایک غلط عقیدہ اور حضرت مسیح موعود } مسلمانوں نے ایک عقیدہ بنا کر کہ مسیح اور مہدی اتریں گے تو تلوار سے تبلیغ دین کریں گے اپنے آپ کو تبلیغ دین کے کام سے فارغ کر لیا تھا۔ اس زمانہ میں ہماری آنکھوں کے سامنے وہ شخص آیا تھا جس نے اس عقیدہ کی غلطی کو واضح کیا اور ایک جماعت کو اس راہ پر لگایا کہ دین کو دنیا میں پہنچانا ہر مسلمان کا کام ہے۔ اس کا ایمان کمال کو پہنچا تو وہ لو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل من ھولاء کا مصداق ہوا۔ اس کے دل میں اللہ تعالےٰ نے یہ ڈالا کہ دنیا کو بھی ایمان کی دولت سے مالامال کرو اور دین کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤ۔ اس غرض کے لئے اسے جماعت بنانے کا حکم ہوا مگر مجھے ڈر ہے کہ اگر مسلمان مسیح پر امید لگائے ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے ہوئے تھے تو ہم نے بھی مسیح موعود کو مان لینے پر اپنی ساری جدوجہد کو ختم تو نہیں کر دیا؟ مسیح موعود دنیا میں اس لئے آیا تھا اور یہ اس نے صراحت سے بتا دیا تھا کہ تبلیغ دین کی تکمیل ہو۔ اب اگر تبلیغ دین کی تکمیل اسی چیز کا نام ہے کہ ہم بھی اسی امید پر بیٹھیں کہ مسیح آگیا ہے اب اسلام خود بخود پھیل جائے گا تو یہ تکمیل تو پہلے بھی موجود تھی کیونکہ مسلمان اس امید پر جیتے تھے کہ مسیح آئیگا تو تبلیغ کی تکمیل ہو جائے گی تکمیل تبلیغ دین پر لگا دیں اور اپنے آپ کو اقم وجھک للدین حنیفا کا مصداق بنائیں مسیح کا آنا یا مسیح موعود کا آنا اسلام کے اندر ایک انقلابی نقطہ تھا کہ تبلیغ دین کو کمال کو پہنچایا جائے۔ سو اگر ہم نے اسے کمال کو نہیں پہنچایا تو وہ انقلاب بھی واقع نہیں ہوا اور مسیح کا آنا نہ آنا ہمارے لئے برابر ہوا اور ہمارا ایک شخص کو مسیح موعود مان لینا ایسا ہی ہے اپنے آپ کو دھوکہ دینا ہے جس طرح مسلمان ایک دھوکے کے اندر مبتلا ہیں کہ مسیح آئے گا تو دین خود بخود دنیا میں پھیل جائے گا۔

جماعت کیلئے لمحۂ فکریہ } مسیح موعود کو ماننا ہم سے کیا چاہتا ہے یہ کہ ہم اپنی ساری توجہ کو تبلیغ پر لگا دیں۔ ہم تھوڑے ہیں مگر تھوڑے ہونا نقصان کی بات نہیں نقصان کی بات توجہ کا تھوڑا ہونا ہے۔ مگر ہماری جماعت ہاں اس چھوٹی سی جماعت کی ساری توجہ دین پر لگ جائے تو ہم آج تکمیل تبلیغ کا نظارہ دیکھ سکتے ہیں۔ واعظ بھی اور وہ بھی جن کو وعظ کی جاتی ہے سب اپنی اپنی جگہ تنہائی میں سوچیں کہ ہماری توجہ کا کس قدر حصہ دین پر لگا ہوا ہے آیا ہم اپنے آپ کو اقم وجھک للدین حنیفا کے حکم کی تعمیل کرنے والوں میں سے کہہ سکتے ہیں کیا سچ فرمایا ہے کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا۔ انسان اپنے نفس کا خود محاسبہ کرے وہی خدا کا محاسبہ ہے۔ ہم میں سے ہر ایک شخص سوچے ہمارے چوبیس گھنٹوں میں سے کتنے گھنٹے خدا کے دین کی فکر میں گذرتے ہیں ہماری خداداد طاقتوں میں سے کس قدر طاقت خدا کے دین کے لئے خرچ ہوتی ہے وہ مال جو ہمیں خدا نے دیا ہے اس میں سے ہماری دنیا پر کتنا خرچ ہوتا ہے اور دین پر کتنا خرچ ہوتا ہے۔ ہر ایک شخص تنہائی میں ترازو ہاتھ میں لے لے اور ایک پلڑے میں وہ مال رکھے اور وہ وقت رکھے جو وہ اپنی دنیا کی ترقی کے لئے خرچ کرتا ہے اور دوسرے پلڑے میں وہ مال اور وقت رکھے جو وہ دین کی ترقی کے لئے خرچ کرتا ہے۔ پھر دیکھ لے کہ دین کے پلڑے میں کس قدر بوجھ ہے۔ اور اس کو دنیا والے پلڑے سے کیا نسبت ہے کس قدر ہماری توجہ اس طرف ہوئی ہے کہ زمین اتنی بڑھے ہمارے مکانات اس قدر بڑھیں۔ ہماری تجارت اس قدر بڑھے۔ ہمارے کارخانے اس قدر بڑھیں۔ ہماری دولت اس قدر بڑھے اور کس قدر توجہ اس طرف ہوئی ہے کہ خدا کا دین دنیا میں کس طرح پھیلے۔ لوگ ایمان کی دولت کو کس طرح حاصل کریں، قرآن کو دنیا میں کس طرح پہنچائیں اس کو کس طرح اس رنگ میں پیش کریں کہ اس کے آگے دنیا کے سر جھک جائیں۔

قیامت کے روز دین کو دنیا میں پہنچانے کے متعلق پوچھا جائیگا } یہ تو ہمارے اپنے نفس کا محاسبہ ہے لیکن خوب یاد رکھیئے کہ خدا کے سامنے بھی ہم نے کھڑا ہونا ہے کوئی آج کھڑا ہوگا تو کوئی کل۔ اور ان لوگوں سے یہ سوال نہ ہوگا جو مسیح کے سہارے پر بیٹھے ہیں کہ وہ آئے گا تو دین اسلام پھیلائیگا یہ سوال ہم سے ہوگا جنہوں نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ دین کو دنیا میں پہنچانا ہمارا کام ہے کہ تم نے کس قدر مال دنیا کے لئے خرچ کیا اور کس قدر اپنے پچھلوں کے لئے چھوڑ آئے کس قدر خدا کے دین کے لئے خرچ کیا اور کس قدر وہ مال ہے جو تم اپنے ساتھ لائے ہو۔ خدا ہم سے پوچھے گا اور ضرور پوچھے گا کہ دنیا ایمان سے محرومی کی وجہ سے مر رہی تھی ہلاک ہو رہی تھی۔ کیا تم نے میرے کلام کو دنیا میں پہنچایا کہ انسان اس سے زندہ ہوں۔ اگر تمہارے پاس روٹی ہو اور تم ایک انسان کے بچے کو دیکھو کہ وہ روٹی کے نہ ہونے سے مر رہا ہے تو کیا پتھر کا دل بھی موم نہیں ہو جاتا کہ میں ایک لقمہ اس کے منہ میں ڈال کر اس انسان کی زندگی کو بچا لوں۔ لیکن تمہارے پاس خدا کا دیا ہوا رزق روحانی تھا تمہارے پاس قرآن تھا اور دنیا اس قرآن کے نہ ہونے کی وجہ سے اس رزق روحانی سے محرومی کی وجہ سے مر رہی تھی تم نے اسے بچانے کی کیا کوشش کی۔

اس وقت پچھتانے سے کچھ نہیں بنے گا آج غور کرو آج اگر ہمارا قدم صحیح رستہ پر پڑ جائے تو دنیا بھی بچ جائے گی اور اگر وہ اسے قبول نہ کرے تو کم سے کم ہم خدا کے سامنے شرمندہ نہ ہوں گے کہ ہم نے اسے دنیا میں پہنچانے کی وہ کوشش نہ کی جو ہم کر سکتے تھے۔ سو اپنے مالوں کو بچانے کی بجائے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرو۔

برلن مسجد کے متعلق مزید اطلاع

گذشتہ پرچہ میں "برلن مسجد کے متعلق خوشخبری" کے عنوان سے ایک خبر شائع ہو چکی ہے جسے قارئین پیغام صلح مطالعہ فرما چکے ہونگے اب مورخہ ۱۲ اگست کو آل انڈیا ریڈیو نے برلن مسجد کے متعلق ایک خبر نشر کی ہے ..... مسجد کے مینار اور گنبد کو نقصان پہنچا ہے حکومت برطانیہ پانچ ہفتہ کے اندر اندر اس کی مرمت کروا دیگی تاکہ مسجد نمازوں کی ادائیگی اور جمعہ کے اجتماع کے قابل ہو جائے۔ گو مسجد کے میناروں اور گنبد کو نقصان پہنچا لیکن یہ محض خدا کے فضل و کرم اور بزرگان سلسلہ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ برلن مسجد جنگ کی آتشباریوں میں معجزانہ طور پر محفوظ رہی۔ احباب سلسلہ اس خبر پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور اپنی دعاؤں کو جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی اپنے گھر کو [illegible] آفات سے محفوظ رکھے۔

رمضان کیلئے کچھ دعائیں

{ از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ }

اے خدا تو مجھے ان لوگوں کے اس رستے پر چلا جنہوں نے اپنا سب کچھ تیرے نام کو دنیا میں بلند کرنے کے لئے قربان کر دیا اور اس لئے تیرے انعامات کے مستحق ہوئے۔

اے خدا تو میرے بیوی بچوں کو۔ میرے عزیزوں اور دوستوں کو بھی اسی رستے پر چلا۔

اے خدا تو ہماری ساری جماعت کے اندر یہ حرکت پیدا کر دے کہ وہ تیرے حکم وصیت کی تعمیل اس رمضان میں کر کے تیری رضا کو جو روزے کا اصل مقصد ہے حاصل کریں۔ اور مال کی پرستش کے ذلیل مقام سے اُٹھکر تیری پرستش کے بلند مقام کو حاصل کریں۔

اے خدا تو ہمیں وہ سامان عطا فرما اور ایسے کارکن عطا فرما کہ ہم تیرے قرآن کو دنیا کے ہر ملک اور ہر قوم میں پہنچا دیں۔

اے خدا تو ہمیں وہ نصرت فرما کہ ہم تیرے دین کی تبلیغ کے مرکز دنیا کے ہر ملک اور ہر قوم میں قائم کر دیں۔

اے خدا تو قرآن اور حضرت محمد مصطفےٰ صلعم اور اسلام کی قبولیت کی ایک زبردست ہوا دنیا میں چلا دے۔

اے خدا تو دنیا پرست انسانوں کو ظلم و فساد اور فسق و فجور سے باہر نکال اور انہیں حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرما اے خدا تو ساری دنیا کو نور اسلام سے منور کر دے

خاکسار۔ محمد علی۔ ۳۰ رشعبان

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

وجہ تسمیہ رمضان

فرمایا۔ رمضان سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں سے صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینے میں آیا اس لئے رمضان کہلایا میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ یہ عرب کے لئے خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ روحانی رمضان سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رمضان اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہوتے ہیں۔ رمضان دعا کا مہینہ ہے شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن سے ہی ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے صوفیوں نے اس مہینہ کو تنویر قلب کے لئے عمدہ لکھا ہے اس میں کثرت سے مکاشفات ہوتے ہیں۔ نماز تزکیہ نفس کرتی ہے اور روزہ سے تجلی قلب ہوتی ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے اور تجلی قلب سے مکاشفات ہوتے ہیں جن سے مومن خدا کو دیکھ لیتا ہے۔ انزل فیہ القرآن میں یہی اشارہ ہے۔ بیشک روزہ کا حکم اجر عظیم ہے۔ مگر امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم کر دیتے ہیں۔ روزہ کے بارہ میں خدا فرماتا ہے ان تصوموا خیر لکم یعنی اگر تم روزہ رکھ ہی لیا کرو۔ تو تمہارے لئے اس میں بڑی خیر ہے۔

(فتاوٰی احمدیہ صفحہ ۱۷۵)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

ہم نے رمضان میں کیا کرنا ہے؟

از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

۱۔ جنہوں نے ابتک وصیت نہیں کی یا لکھ کر دفتر میں نہیں بھیجدی وہ اپنی وصیت خواہ کتنی بھی مجمل ہو لکھ کر دفتر میں بھیجدیں۔

۲۔ جو خود وصیت کر چکے ہیں مگر ان کی بیویوں یا اور عزیزوں نے جن کے پاس خدا کا دیا مال ہے وصیت نہیں کی وہ اپنی بیویوں سے یا اور عزیزوں سے وصیت تحریر کرانے کی پوری کوشش کریں۔

۳۔ جو وصیت کر چکے ہیں اگر ان کی وصیت دسویں حصہ سے لیکر چوتھے حصہ تک ہے تو اس میں اس قدر اضافہ کی کوشش کریں کہ ان کی وصیت ایک تہائی تک پہنچ جائے۔ ایسے لوگوں نے گویا سارا مال خدا کے رستے میں دیدیا کیونکہ ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت کو خدا کا حکم روکتا ہے۔

۴۔ جو وصیت کر چکے ہیں اور کچھ حصہ رقم وصیت کا ادا بھی کر چکے ہیں وہ یہ کوشش کریں کہ کچھ حصہ اور ادا کر دیں اور ممکن ہو تو سارے کا سارا ہی ادا کر دیں۔

۵۔ جو وصیت کر چکے ہیں اور ابھی کوئی حصہ وصیت کا ادا نہیں کیا وہ کوشش کریں کہ کچھ حصہ رقم وصیت کا اس رمضان میں ادا کر دیں۔

۶۔ جن کے رستے میں وصیت کرنے میں یا وصیت کا مال ادا کرنے میں کوئی روک ہے یا انہیں اس کام کی توفیق نہیں ملتی وہ نماز تہجد میں کچھ آنسو بہائیں کہ اے خدا تو ہمارے دلوں کی سختی کو دور فرما اور اپنی محبت کی وہ چنگاری ہمارے دلوں میں ڈال جو مال کی محبت کو خاکستر کر دے۔

خاکسار۔ محمد علی۔ ۳۰ رشعبان

سیٹھ اللہ دین صاحب کا مطالبۂ حلف

از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

بعض احباب نے مجھے اس طرف توجہ دلائی ہے کہ سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب اپنا مطالبۂ حلف ابتک بار بار دوہراتے رہتے ہیں۔

اس کا تو میرے پاس کوئی علاج نہیں۔ دوا فروشوں کے انعامی اشتہارات اسی طرح نکلتے رہتے ہیں۔ خواہ ان کی دوائی سے کوئی مرے یا جیئے۔ مجھے آج تیس سال یہ حلف اُٹھائے گذر چکے کہ نہ حضرت مسیح موعودؑ نے سنہ ۱۹۰۱ء میں اپنا عقیدہ در بارہ نبوت تبدیل کیا نہ میں نے تبدیل کیا اور یہی قادیانی جماعت اور ہمارے درمیان مابہ النزاع ہے۔ پھر میں نے اسی قسم کی ایک حلف گذشتہ سال قادیانی جماعت مانسہرہ کے مطالبہ پر اٹھائی اور اب پھر یہی حلف اُٹھائی ہے اور میاں صاحب سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ حلف اُٹھائیں کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں انہوں نے اپنا عقیدہ در بارہ نبوت حضرت مسیح موعودؑ تبدیل کر لیا تھا اور سابقہ انکار نبوت کی تحریروں کو منسوخ قرار دے دیا تھا۔ سیٹھ صاحب کو چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ بیس ہزار روپیہ مجھے بھیجدیتے تاکہ مجھے عدالت کے ذریعہ سے طلب کرنے کی ضرورت نہ رہتی اور اس وقت یہ انکار روپیہ اعلائے کلمۃ اللہ پر لگ جاتا۔ مگر سیٹھ لینے سے تیار ہیں دینے سے سردست انہیں چاہیئے کہ جس طرح بیس ہزار انہوں نے مجھے دینے کا وعدہ کیا تھا اگر میں اپنے عقائد کی صحت پر حلف اُٹھا دوں اب یہ اعلان کریں کہ اگر میاں صاحب اپنے اس عقیدہ کی صحت پر حلف اُٹھائیں کہ حضرت مسیح موعود نے سنہ ۱۹۰۱ء میں اپنا عقیدہ در بارہ نبوت تبدیل کر کے اپنی سابقہ تشریحات نبوت کو کہ اس سے مراد محض لغوی اور مجازی معنے ہیں جسے اصطلاح شریعت میں محدثیت کہا جاتا ہے غلط اور منسوخ قرار دیا تھا اور خود میاں صاحب نے بھی اسی بنا پر اپنا عقیدہ سنہ ۱۹۰۱ء میں تبدیل کر لیا تھا اور ان کی جماعت کے لوگوں نے بھی تبدیل کر لیا تھا اور حضرت صاحب کے انکار نبوت کے حوالوں کو منسوخ سمجھ لیا تھا تو وہ بیس ہزار روپیہ ان کو انعام دیں گے۔

خاکسار

محمد علی

ڈلہوزی۔ ۱۵ [illegible] ۱۹۴۵

ایک قادیانی سے دو سوال

۱) کیا جناب میاں صاحب نے
فضل مؤرخہ ۲۶ مئی ۱۹۴۴ء صفحہ ۱
کالم ۱ میں یہ دعویٰ نہیں کیا
حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے
تھے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے میں لفظ
نبی کی غلط تشریح کیا کرتا
تھا۔

۲) کیا جناب میاں صاحب نے
فضل مؤرخہ ۲۶ مئی ۱۹۴۴ء صفحہ ۱
کالم ۳ میں یہ دعویٰ نہیں کیا کہ
حضرت مسیح موعودؑ کی مجالس میں ہمیشہ
اس بات کا چرچا رہتا تھا کہ
نبوت کی تعریف سمجھنے میں آپ
کا اجتہاد درباره نبوت درست
نہیں نکلا۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کوہ مری کی قرارداد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کوہ مری نے اپنے
ایک اجلاس خصوصی میں جو ۳ جولائی کو زیر صدارت
جناب شیخ محمد حیات صاحب ریٹائرڈ انجنیئر
منعقد ہوا حسب ذیل قرارداد متفقہ طور
پر منظور کی

(۱) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کوہ مری کا یہ اجلاس
خصوصی حکومت پنجاب کے محکمہ پیپر کنٹرول سے
پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ انجمن کے واحد
ہفتہ وار اردو اخبار پیغام صلح لاہور کا کوٹا
اس کی اصلی حالت پر بحال کر دے۔ پیغام صلح
ایک مذہبی اخبار ہے جس کا تعلق کسی سیاسی
یا غیر آئینی جماعت یا ادارہ سے نہیں بلکہ اس کی
اشاعت کی واحد غرض تبلیغ اسلام اور
اعلائے کلمۃ اللہ ہے۔

کاغذ کی کمیابی کے سبب ہمارا اخبار اپنا
بلند مقصد پورا نہیں کر سکتا اسلئے یہ اجلاس
جناب کنٹرولر بہادر نیوز پرنٹ ڈیپارٹمنٹ پنجاب
سے درخواست کرتا ہے کہ وہ جلد از جلد اس اخبار
کے کاغذ کا کوٹا بڑھا کر اصلی حالت پر لے آئیں کہ
یہ اخبار اپنے تبلیغی مقاصد پورے کر سکے۔

(۲) قرار پایا کہ ان قرارداد کی نقول پیپر کنٹرولر
پنجاب گورنمنٹ، پیپر کنٹرولر گورنمنٹ آف انڈیا
اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو بھجوائی جائیں۔

صدر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کوہ مری

ایک ضروری گذارش

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت جملہ احباب
جماعت و دیگر کرمفرما ازراہ کرم مندرجہ ذیل
امور کا خاص طور پر خیال رکھیں۔

(۱) ہر خط پر ہمیشہ مکمل اور خوشخط پتہ درج
فرمایا کریں۔

(۲) مختلف شعبہ جات کے متعلق جو امور ہوں
ان کو الگ الگ سلپ پر علیحدہ علیحدہ درج
فرمایا کریں تاکہ تعمیل میں تاخیر نہ ہو یہ از بس
ضروری ہے اور ہر سلپ پر مکمل پتہ درج
فرمایا کریں۔

نوٹ: اس وقت مندرجہ ذیل شعبہ جات ہیں

(۱) دفتر تحصیل جس میں تمام قسم کے چندے شامل
ہیں اور جملہ امور جن کا تعلق روپیہ، زیورات،
تمسکات وغیرہ سے ہو البتہ ہر قسم کا روپیہ بنام
محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور
آنا چاہیئے۔

(۲) شعبہ تبلیغ، تبلیغ کے متعلق جملہ امور۔

(۳) مفت اشاعت: مفت یا رعایتی قیمت پر
جو لٹریچر مطلوب ہو۔

(۴) صیغہ بکڈپو۔ کتب جو قیمتاً بکار ہوں۔

(۵) شعبہ اخبارات: اس وقت دو اخبارات
جاری ہیں۔ لائٹ اور پیغام صلح۔ ان کے چندہ
و تبدیلی پتہ و دیگر جملہ امور کی اطلاع۔

(۶) تراجم قرآن فنڈ کا صیغہ۔

امید ہے کہ احباب ان ضروری امور کی
طرف توجہ فرما کر مشکور فرمائیں گے۔

عبد اللہ۔ جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت
اسلام۔ لاہور۔

ایک ضروری اعلان

قرض کا لینا اور دینا بعض خاص حالات
میں ایک ناگزیر امر ہے۔ لیکن بسا اوقات
لوگ اسے روزمرہ کی عادت بنا لیتے ہیں۔
افسوس ہے بعض کارکنان انجمن بھی اس بری
عادت میں مبتلا ہیں۔ جماعت کے مخیر دوست
یہ سمجھ کر کہ زید یا بکر انجمن کا کارکن ہے اسے قرض
دے دیتے ہیں اور جب وصولی میں دقت پیش
آئے تو انجمن سے شکایت کرتے ہیں اور چاہتے
ہیں کہ اس کارکن کی تنخواہ سے رقم وضع کر کے
دی جائے۔ یہ طریق صحیح نہیں۔

تمام احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا
جاتا ہے کہ اول تو حتی الوسع اس بری عادت
سے احتراز ہی کیا جائے لیکن اگر کسی جائز مجبوری
کی بنا پر قرض کا لین دین کیا بھی جائے تو اسے
ایک ذاتی فعل سمجھا جائے اور فریقین اس کی
ذمہ داری اپنے تک محدود رکھیں اور انجمن
کو ذمہ دار نہ بنائیں۔

آئندہ اگر کسی کارکن کے متعلق ایسی شکایات
موصول ہوئی تو مجبوراً اس کا نام اخبار میں شائع
کر دیا جائے گا تاکہ جماعت کے دوست محتاط
رہیں۔

عبد اللہ جنرل سکرٹری

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں
بخیریت ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں
مصروف ہیں۔

— محترم شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری مرکزی
مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں نماز فجر اور نماز
عصر کے بعد روزانہ درس قرآن مجید دیتے
ہیں۔ مرکزی دوستوں کی خدمت میں درخواست
ہے کہ وہ جناب شیخ صاحب موصوف کے درس
سے استفادہ کریں۔

— شیخ انعام الحق صاحب حیدر آباد سے
تحریر فرماتے ہیں:

"میں آج کل ایک نئی پریشانی سے دوچار
ہوں۔ گذشتہ سال یہاں میرے ایک قریبی عزیز
حسین صاحب کا بعارضہ دق انتقال ہوا تھا۔
اس کے بعد ان کے دو خوردسال بچے وفات
پا گئے۔ اب ان کی جواں سال بیوہ دق میں مبتلا
ہے۔ حالت نازک اور مایوسانہ ہے۔ بیوگی کا
صدمہ، عسرت کا عالم، گرانی کا زمانہ ان تمام
امور نے مریضہ کو بالکل لب گور کر دیا ہے
اس وقت اس کے تین بچے موجود ہیں۔ دو کو
میں اپنے ہاں لے آیا ہوں تاکہ وہ دق کے اثرات
سے محفوظ رہیں۔ مریضہ میری بیوی کی حقیقی بھتیجی
ہے"

احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست
ہے کہ وہ مریضہ کی شفایابی کے لئے حضور قلب
سے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ انہیں صحت عطا
فرمائے۔ آمین۔

— محمد اعظم علوی صاحب کے ماموں زاد
بھائی مرزا اطہر بیگ صاحب بسلسلہ فوجی خدمات
آج کل فلسطین میں ہیں ان کے تازہ خط سے
خیریت کی خبر معلوم ہوتی ہے تمام بزرگان
سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ ان
کی بخیر و عافیت واپسی کے لئے دعا فرما دیں۔

سانحہ ارتحال

شیخ عبد الصمد صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ سرینگر
اپنے تازہ مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ
چوہدری عبد المجید صاحب ٹیچر مسلم ہائی
سکول لاہور کی اہلیہ محترمہ کا سرینگر میں
۵ اگست ۱۹۴۵ء کو انتقال ہو گیا
انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جنازہ
حضرت مولانا مولوی صدر الدین صاحب
نے پڑھایا۔ احباب سلسلہ جنازہ غائبانہ
پڑھیں۔

ہمیں اس صدمہ میں چوہدری صاحب موصوف
سے گہری ہمدردی ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ
مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان
کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

ترجمۃ القرآن فنڈ
سنیارکھڈ پر کاشن فنڈ

تمام احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ ہر دو
فنڈز کی طرف توجہ فرما کر اپنے اپنے وعدے پورا
کریں اور جن احباب نے اب تک ان میں شرکت
نہیں فرمائی وہ اب شرکت فرمائیں اور اپنے
اپنے عطیہ جات چند دن میں ادا فرما دیں۔

مرتضیٰ خاں

ایک نہایت ضروری اعلان

تمام تعلیم یافتہ احمدی نوجوان خواہ وہ
پڑھتے ہیں خواہ ملازم ہیں اس بات کو
پیش نظر رکھیں کہ قرآن کریم کی پہلی
دو سورتوں سورۃ بقرہ اور سورۃ
آل عمران میں ان کا سالانہ امتحان نومبر
۱۹۴۵ء میں ہوگا۔ اس کی تیاری سب
کریں۔ وقت تھوڑا ہے۔

جنرل سیکرٹری

مطالعہ قرآن کے امتحان کا معیار

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر جن
دوستوں نے دو ماہ میں سورہ بقرہ اور آل عمران
کے مطالعہ اور امتحان کے لئے اپنے نام دیئے
ہیں ان میں سے ایک صاحب نے حضرت ممدوح
سے یہ استفسار کیا ہے کہ امتحان کا معیار کیا ہوگا
آیا صرف لفظی ترجمہ پوچھا جائے گا یا مطالب و
تفسیر بھی؟

اس کے جواب میں حضرت امیر ایدہ اللہ
نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ

"چونکہ بہت مختلف قابلیتوں کے لوگ
ہوں گے اس لئے میرا خیال ہے کہ دو
قسم کے سوالات ہوں درجہ اول اور
درجہ دوم۔ درجہ دوم سوالات معمولی
ہوں۔ اور درجہ اول کے سوالات اچھی
قابلیت کے معیار کے ہوں، ہر شخص کو
اختیار ہوگا کہ درجہ اول کے سوالات کا
جواب دے یا درجہ دوم کا نتیجہ اسی کے
مطابق شائع ہوگا۔"

علاوہ ازیں آپ نے امتحان کے لئے
۱۵ نومبر کے قریب کوئی تاریخ مقرر کرنے
کی ہدایت فرمائی ہے جس کا اعلان
بعد میں ہوگا۔

خاکسار
عبد اللہ۔ جنرل سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس
لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لائے پیغمبر سعید خواہد بود کونماے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

پیغام صلح

جائنٹ ایڈیٹر ۔ شیخ محمد انعام الحق ۔ ایڈیٹر ۔ ایس محمد آصف بی اے ۔

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

جلد ۳۳ | لاہور ۔ یوم چہارشنبہ ۔ مورخہ ۱۳ رمضان ۱۳۶۴ھ ۔ ۲۲ اگست ۱۹۴۵ء | نمبر ۳۴

رمضان کی فضیلت

حقیقی روزہ کیا ہے؟

رمضان کا مہینہ نزول قرآن کی یادگار ہے

مسلمان نزول قرآن کی اصل غرض سے غافل ہیں

جماعت احمدیہ بھی اس غرض سے پوری طرح واقف نہیں ہوئی

دنیا کو تباہی سے بچانے کیلئے اس رمضان میں مالی قربانیاں کرو

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ۔ ڈلہوزی ۔ مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۴۵ء

شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن ھدًی للناس وبینٰت من الھدٰی والفرقان ۚ فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ ۖ ومن کان مریضًا او علٰی سفر فعدۃ من ایام اخر

رمضان کی فضیلت کا ذکر اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام میں رمضان کی فضیلت کا ان الفاظ میں ذکر کیا ہے کہ اس مہینے میں قرآن کا نزول ہوا۔ اور وہ قرآن کیا ہے لوگوں کی تمام دنیا کے لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کا سامان۔ گویا یوں فرمایا کہ یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس میں اللہ تعالےٰ کی رحمت کے دروازے ایسے کھلے کہ دنیا کو اس کی رہنمائی کا سامان عطا کیا گیا اور اس کی رضا کے رستے بتا دیئے گئے۔ تو چونکہ اس ماہ کو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکات کے دروازے کھلنے سے خاص مناسبت ہے اس لئے فرمایا کہ جو شخص بھی تم میں سے اس مہینے کو پائے اس کے روزے رکھے۔ گویا یہ ایک رستہ ہے جس رستے پر چل کر انسان ان رحمتوں اور برکات کو حاصل کر سکتا ہے جو اس مہینے سے مخصوص ہیں۔

حقیقی روزہ روزہ کیا ہے۔ سحر کے نمودار ہونے سے لیکر آفتاب کے غروب ہونے تک کھانا پینا ترک کر دینا۔ اور حدیث صحیح میں ہے کہ جو شخص جھوٹ کو نہیں چھوڑتا تو اللہ تعالےٰ کو اس بات کی ضرورت نہیں کہ وہ کھانے اور پینے کو چھوڑ دے رکھے من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ۔ گویا صرف کھانا پینا چھوڑنے سے روزہ نہیں ہوتا بلکہ جس طرح یہ ضروری ہے کہ انسان روزے میں کھانے اور پینے کی خواہش پر غالب رہے اسی طرح پر یہ بھی ضروری ہے کہ زبان کے استعمال پر بھی اسے قدرت حاصل ہو اور ہر قسم کے جھوٹ سے اور ان باتوں سے جن سے اللہ تعالےٰ نے منع فرمایا ہے اپنے آپ کو روکے۔ عام طور پر لوگ یہی جانتے ہیں کہ کھانے پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جھوٹ بولنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ حد بندیاں قائم کرنا ہمارا کام نہیں یہ شریعت کا کام ہے۔ جو شخص روزہ رکھتا ہے اس کے لئے جس طرح کھانے پینے سے بچنا ضروری ہے اسی طرح جھوٹ بولنے سے یا زبان کے دوسرے ناجائز استعمال سے بچنا بھی ضروری ہے۔ اور اس کے اندر یہ احساس ہونا چاہیئے کہ اگر اس نے جھوٹ بولا تو اس کا روزہ ٹوٹ جائیگا۔ اور یہ جو حدیث میں آتا ہے کہ روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ تعالےٰ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ طیب ہے تو اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ یہ خوشبو کھانا پینا چھوڑنے سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ قول کی نجاست کو چھوڑنے سے پیدا ہوتی ہے۔

روزہ کے معاملہ میں غلو بعض لوگ ہیں جو روزہ کے معاملہ میں غلو بھی کر لیتے ہیں۔ اس لئے فرمایا کہ بیمار اور مسافر رمضان میں روزہ چھوڑ دے مگر اس گنتی کو بعد میں پورا کر دے۔ اللہ تعالیٰ نیتوں کو دیکھتا ہے۔ ایک شخص کے دل میں یہ تڑپ ہے کہ رمضان کی برکتوں سے پورا حصہ حاصل کرے اور خدا تعالےٰ کے اس حکم کی تعمیل کرے مگر بیمار ہو جاتا ہے۔ ایک شخص کو سفر پیش آ جاتا ہے جس میں روزے کی مشقت وہ برداشت نہیں کر سکتا۔ سفر کے متعلق احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ کبھی لوگوں نے سفر میں روزہ رکھا بھی ہے اور کبھی ترک بھی کیا ہے۔ تو رکھنے والوں نے ترک کرنے والوں پر اعتراض نہیں کیا اور ترک کرنے والوں نے رکھنے والوں پر اعتراض نہیں کیا۔ بیمار بھی اپنی بیماری کو بہتر سمجھتا ہے۔ بعض امراض بالکل معمولی ہوتی ہیں لیکن بعض امراض ایسی ہوتی ہیں کہ روزہ رکھ کر بیمار ہو جائے تو بھی کھول دینا چاہیئے ہر شخص کو اس قابل ہونا چاہیئے کہ اپنے نفس کا خود محاسبہ کرے اور عند اللہ اپنی ذمہ داری کو سمجھے۔ ایک قسم کے لوگوں کا ذکر دوسری آیت میں ہے وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین جو لوگ روزہ کی طاقت نہیں رکھتے وہ ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دیں ایس میں بہت ضعیف آتے ہیں جن کے قوےٰ ایسے کمزور ہو چکے ہیں کہ اس کی برداشت نہیں کر سکتے عمر سے کبھی قوےٰ کمزور ہو جاتے ہیں اور اس میں وہ عورتیں شامل ہیں جن کے پیٹ میں بچہ ہو یا جو دودھ پلاتی ہوں ان کے روزہ رکھنے سے بچے کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے لیکن یہاں بھی اپنے اپنے قوےٰ کا سوال ہے۔ بعض عورتیں اس حالت میں روزہ کو برداشت کر سکتی ہیں بعض نہیں یہاں بھی انسان کو اپنے نفس کا آپ محاسبہ کرنا چاہیئے۔

لوگوں کی نماز سے غفلت لیکن عجیب بات یہ ہے کہ بعض لوگ روزے کے معاملہ میں تو بڑا تشدد اختیار کرتے ہیں لیکن نماز کی طرف توجہ نہیں کرتے حالانکہ روزے کا حکم تو ایک بار ہی قرآن شریف میں آیا ہے نماز کا حکم بار بار آیا ہے۔ اور پھر نماز کے احکام میں جمعہ کے حکم کو بالخصوص مؤکد کیا ہے۔ اس کا الگ ذکر کیا ہے یایھا الذین اٰمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ۔ ایمان والوں میں جس طرح مرد شامل ہیں عورتیں بھی شامل ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ عورتوں کی معذوریاں مردوں سے زیادہ ہوتی ہیں لیکن مخاطب دونوں ہیں لیکن روزے رکھ کر بھی بعض لوگ جمعہ کی نماز کی پروا نہیں کرتے ایسے لوگوں کا روزے رکھنا خدا کے حکم کی تعمیل میں نہیں ایک رسم ورواج کے طور پر ہے اگر خدا کے حکم کی تعمیل میں روزہ رکھا جاتا ہے تو خدا کے اس سے بہت زیادہ مؤکد حکم کی تعمیل کیوں نہیں کی جاتی۔ بالخصوص عورتیں جمعہ کی نماز کی پابندی بہت کم کرتی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کو وعظ و نصیحت سننے کا کوئی موقعہ نہیں ملتا اور دینی ضروریات سے وہ غافل رہتی ہیں اس کا اثر اولاد پر بھی بڑا پڑتا ہے کیونکہ اولاد کی تربیت انہی کے ہاتھوں میں ہوتی ہے۔ نبی کریم صلعم کے زمانے میں جمعہ تو ایک طرف رہا سب نمازوں میں عورتیں جاتی تھیں اور مردوں اور عورتوں میں صرف اس قدر علیحدگی تھی کہ عورتوں کی صفیں پیچھے الگ ہوتی تھیں اور کوئی پردہ درمیان میں نہ ہوتا تھا حالانکہ یہ بھی مسلم امر ہے کہ عورتیں کھلے منہ نماز پڑھتی تھیں مگر آج ہم دیکھتے

رواج کا اس قدر زور ہے کہ پردہ کے انتظام کے باوجود عورتیں جمعہ کی نماز میں نہیں آتیں نہ ان کے مرد ان کو اس طرف توجہ دلاتے ہیں۔

رمضان میں رحمتوں اور برکتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں

قرآن کریم نے انزل فیہ القرآن کہہ کر رمضان میں رحمتوں اور برکتوں کے دروازے کھلنے کی طرف اشارہ کیا ہے حدیث میں صراحت سے یہ بھی مذکور ہے کہ رمضان میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمتوں اور برکات کے دروازے کھل جاتے ہیں لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کی رحمتوں اور برکات کا تعلق انسان کے قلب سے ہے یہ دروازے اسی کے لئے کھلتے ہیں جو اپنے دل کے دروازے کھول دیتا ہے۔ جو لوگ اپنے دل کے دروازوں کو نہیں کھولتے انہیں خدا کی رحمت کے دروازے کا کھلنا کوئی فائدہ نہیں دیتا، یہ ایسا ہے جیسے آفتاب نکلا ہوا ہو تو کوئی شخص اپنے مکان کے دروازے بند رکھے اسے آفتاب کی روشنی نہیں پہنچتی۔ انسان کے دل کے دروازے اس کی اپنی تڑپ سے کھلتے ہیں جس شخص کے دل کے اندر تڑپ پیدا ہوگی وہ ان برکات کو حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کی جدوجہد کرے گا۔ اس لئے اگر خدا کی رضا کے لئے کھانا پینا چھوڑا ہے اور روزہ رکھا ہے تو وہ ہر رنگ میں خدا کی رضا کے حصول کی جستجو میں لگ جائے گا اور یہی اصل میں روزہ کی روح ہے۔ اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کیلئے جو عبادت کے طریقے بتائے تھے ان سب میں ایک روح تھی۔ آج الا ماشاء اللہ ان عبادات کا جسم تو موجود ہے مگر اس کے اندر روح نہیں رہی اور یہی وجہ ہے کہ مسلمان آج دنیا میں اس قدر گری ہوئی حالت میں ہیں، جب ایک چیز کے اندر روح نہ رہے تو اس کا ظاہر صرف ایک لاش کی طرح ہوتا ہے اور لاش کو اٹھانے سے کچھ حاصل نہیں۔

رمضان کا مہینہ اور نزول قرآن

اس ماہ میں روزے رکھنا اللہ تعالےٰ نے کیوں ضروری ٹھیرایا اس لئے کہ یہ مہینہ نزول قرآن کا مہینہ ہے اس مہینے میں اللہ تعالےٰ کی وہ نعمت دنیا پر نازل ہوئی جس نے ساری دنیا کے لئے غذائے روحانی بننا تھا۔ دنیا کی ہدایت اور رہنمائی کا موجب بننا تھا انزل فیہ القرآن ھدًی للناس۔ تو یہ مہینہ نزول قرآن کی یادگار ہے۔

مسلمان نزول قرآن کی اصل غرض سے بیگانہ ہیں

اب ہم نزول قرآن کی یادگار تو روزے رکھ کر مناتے ہیں مگر اس نزول کی غرض کو پورا کرنے کے لئے قدم نہیں اٹھاتے۔ اس کے نازل کرنے کی غرض کیا تھی یہی کہ دنیا میں اسے پہنچایا جائے۔ اس کی طرف مسلمانوں کی کوئی توجہ نہیں، افسوس یہ ہے کہ اتنا بڑا انقلاب اس مہینے کی آمد کیساتھ مسلمان قوم کے اندر پیدا ہوتا ہے۔ دن کو جو کام کاج کا وقت ہے کھانا پینا چھوڑ دیتے ہیں راتوں کو جو آرام کا وقت ہے اٹھتے ہیں عبادت بھی کرتے ہیں قرآن شریف کو سنتے یا پڑھتے ہیں مگر نزول قرآن کی اصل غرض سے ایسے بیگانہ ہیں کہ اس کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے۔ بھوک پیاس کی برداشت سے قلب کی صفائی ضرور حاصل ہوتی ہے مگر اسی کو جو ایسی صفائی حاصل کرنا چاہتا ہے ورنہ بہتیرے لوگ دنیا میں ہیں جو بھوکے بھی مرتے ہیں مگر ان کے دل گندگیوں اور غلاظت سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں بھوکا رہنے سے اصل غرض تھی کہ خدا کی رضا کے حصول کے لئے انسان تکلیف اٹھائے مشقت میں پڑے مگر مسلمان اس راستہ سے جس پر چل کر ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے صحابہؓ نے رضائے الٰہی کو حاصل کیا اس قدر دور پڑے ہوئے ہیں کہ گویا یہ ان کا رستہ ہی نہیں پیغمبر صلعم اور آپ کے ساتھیوں نے اپنی ساری قوت قرآن کو دنیا میں پہنچانے پر صرف کر دی مسلمان ایک ذرہ بھر بھی اپنی قوت اس کام میں نہیں لگاتے کیا وہ لوگ جو قرآن کو دنیا میں پہنچانے سے اس طرح بھاگتے ہیں اس شخص کے پیرو کہلا سکتے ہیں جس کی زندگی کی غرض واحد تھی بلغ ما انزل الیک۔

ہماری جماعت بھی اس غرض سے پوری طرح واقف نہیں

وہ جماعت جسے امام وقت نے اس وقت بیدار کیا اور اس کے سامنے نصب العین یہی رکھا کہ قرآن کو ساری دنیا میں پہنچانا ہے۔ وہ بھی ابھی اس غرض سے پوری واقف معلوم نہیں ہوتی۔ قرآن کا دنیا میں پہنچانا ہم سے ایک بڑی بھاری قربانی مانگتا ہے اور وہ قربانی ہے اپنی جانوں کی اپنے مالوں کی انہی دو چیزوں کو ہم سنبھال کر رکھ رہے ہیں اگر ہمیں دن رات یہ فکر ہے کہ ہمارا مال کس طرح بڑھے اور یہ فکر نہیں کہ قرآن دنیا میں کس طرح بڑھے اس کا قدم کس طرح ان ملکوں میں جائے جہاں یہ اب تک نہیں پہنچا، اس کی روشنی سے کس طرح دنیا کی تاریکیوں کو دور کیا جائے تو ہم نے بھی امام وقت کا ساتھ نہیں دیا، کیا ہمارے دلوں میں یہ بدگمانی تو نہیں کہ اگر ہم نے اپنا مال خدا کے دین کو مقدم کرنے کے لئے دے دیا تو ہم بھوکے مر جائیں گے ہمارے بال بچے بھوکے رہ جائیں گے؟ تو یہ بدگمانی خدا پر ہے کہ وہ اپنا رزق اس وقت تک ہمیں دیتا ہے جب تک ہم دنیا کمانے کے لئے دیوانہ وار پھرتے ہیں اور جب ہم خدا کی راہ میں قدم اٹھاتے ہیں تو اپنا رزق بند کر دیتا ہے۔

دنیا کو تباہی سے بچانے کیلئے رمضان میں غیر معمولی مالی ایثار کرنا ہے

دوسرے مسلمانوں کے لئے عذر ہو تو ہو کہ انہیں کسی شخص نے صحیح راہ پر نہیں لگایا مگر ہماری جماعت کے لئے کوئی عذر نہیں انہیں بیدار کیا گیا، ان سے اقرار لیا گیا ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا مگر پھر بھی اگر ہم اسی طرح دنیا کے دیوانے رہیں اور خدا کے دیوانے نہ بنیں۔ قرآن کو دنیا میں پہنچانے کی تڑپ اپنے اندر پیدا نہ کریں تو ہم بہت زیادہ مواخذہ کے نیچے ہیں۔ دنیا میں اس جنگ میں اس قدر تباہی آئی ہے کہ تاریخ عالم کی ساری تباہیوں کو اکٹھا کیا جائے تو اس قدر تباہی دنیا پر نہ آئی ہوگی اور آخری ہتھیار جو ہلاکت کا نکلا ہے اٹم بم جس سے ایک آن کی آن میں ایک عظیم الشان شہر کھنڈر بن گیا اور مردے اور زخمی ایسے جھلسے گئے کہ کوئی ان کی شکل کو پہچان نہیں سکتا تھا۔ وہ معلوم نہیں آیندہ جنگ میں دنیا کو کس بربادی اور ہلاکت کے گڑھے میں گرائے گا مگر کیا ہمارے دل ابھی نہیں ہلے؟ کیا یہ بربادیاں ہمارے اندر کوئی حرکت پیدا نہیں کر سکیں کہ ہم خدا کے پیغام امن کو دنیا میں پہنچا کر دنیا کو ہلاکت سے بچا لیں یقیناً یاد رکھو کہ دنیا کے لئے اب سوائے اسلام کے کوئی بچنے کا سامان نہیں اور اگر ہم لوگوں میں جنہیں اس ملک میں مسیح موعود کے پیدا ہونے کی وجہ سے اب تک امن میں رکھا گیا ہے دنیا کی اس ہلاکت اور بربادی سے محفوظ رکھا گیا ہے اس وقت حرکت پیدا نہ ہوئی اس وقت ہم نے اپنے مالوں کو اور اپنی جانوں کو خدا کی راہ میں پیش نہ کیا تو پھر آیندہ کی بربادی اس ملک کو بھی اپنے اندر لے لے گی۔ اس لئے بہت بڑھ کر بربادی ہمارے لئے تیار ہوگی۔ جو اس وقت ہمیں دور دور نظر آ رہی ہے پس میرے دوستوں! اٹھو اور اس رمضان میں اپنی جانوں اور مالوں کو پیش کرنے کا وہ نظارہ دکھاؤ جو صحابہ رضی اللہ عنہم نے دکھایا تھا اور پھر دیکھو کہ اسلام کس طرح سرعت سے دنیا میں پھیلتا ہے لیکن اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تمہاری جائدادیں اور تمہارے مال اسی طرح محفوظ رہیں جس طرح دنیا والوں کے محفوظ ہیں تو اپنے نفس کو دھوکہ مت دو کہ ہم مسیح موعود کے ساتھ ہیں الم نکن معکم کے الفاظ کو پڑھو کہ جب بعض لوگ کہیں گے کہ ہم بھی تمہارے ساتھ تھے تو جواب ملیگا بلیٰ ولکنکم فتنتم انفسکم وتربصتم وارتبتم وغرتکم الامانی حتی جاء امر اللہ یعنی ہاں تم ساتھ تھے مگر تم آج سے کل اور کل سے پرسوں پر بات ڈالتے چلے گئے تم نے کہا کہ آج تو مال کما لو کل کو خدا کی راہ میں دیدیں گے اور جب کل آیا تو تم نے کہا آج ہمارے پاس اتنا ہے کل کو اس سے دو چند ہو جائیگا پھر کچھ دیں گے اس طرح مال کی محبت تمہارے دلوں پر غالب آتی چلی گئی اور تمہارے دلوں میں طرح طرح کے شکوک اٹھتے رہے قرآن کون دنیا میں پہنچائے گا ہم اپنا مال کیوں گنوائیں اور اگر پہنچا بھی دیا تو ایک سخت دل دنیا پر کیا اثر ہوگا اب دنیا مذہب سے دور جا رہی ہے کون خدا اور اس کے رسول کو مانے گا ہمارا سب طرح اطمینان ہو جائے تو پھر ہم چار کوڑیاں دیں گے اور تمہیں دنیا کی آرزوئیں دھوکہ دیتی ہیں اور درحقیقت تم اپنے آپ کو خود دھوکہ دے رہے تھے یہاں تک کہ خدا کی سزا آ گئی۔

آؤ خدا کے لئے اس رمضان میں خدا کی رضا کو حاصل کرلو۔ اور اپنا سب کچھ قرآن کو دنیا میں پہنچانے پر لگا دو۔ پھر دیکھو کہ خدا کی نصرت کس طرح آتی ہے۔ مگر خدا کی نصرت ان لوگوں کو کس طرح ملے جن کے دل دنیا کی محبت سے چھلکتے ہیں اور خدا کی محبت کا ایک قطرہ بھی ان میں جانے کی گنجائش نہیں۔ اے خدا تو اس جماعت کو انعمت علیہم کا رستہ دکھا۔ محمد رسول اللہ صلعم اور آپ کے صحابہ کا رستہ دکھا جنہوں نے سب کچھ خدا کی راہ میں پیش کر دیا تو خدا نے اپنی نصرتوں سے انہیں مالا مال کر دیا۔ تو اس جماعت کو توفیق دے کہ یہ اپنے آپ کو تیری راہ میں قربان کر دیں اور پھر دنیا کے ساتھ دین کی نعمتوں سے مالا مال ہو جائیں یہی انعمت علیہم کا رستہ ہے جو ہم روز مانگتے ہیں مگر اس کے لئے قدم نہیں اٹھاتے۔

ہر ایک قادیانی سے دو سوال

(۱) کیا جناب میاں صاحب نے الفضل مؤرخہ ۲۶ مئی ۱۹۴۴ء صفحہ ۱ کالم نمبر ۱ میں یہ دعویٰ نہیں کیا کہ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے میں لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا۔

(۲) کیا جناب میاں صاحب نے الفضل مؤرخہ ۲۶ مئی ۱۹۴۴ء صفحہ ۱ کالم نمبر ۳ میں یہ دعویٰ نہیں کیا کہ حضرت مسیح موعود کی مجالس میں مہینوں تک اس بات کا چرچا رہتا تھا کہ نبوت کی تعریف سمجھنے میں آپ کا اجتہاد درباره نبوت درست نہیں نکلا۔

پیغام صلح

جلد ۳۳ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۳ رمضان المبارک ۱۳۶۴ھ | نمبر ۳۴

خلیفہ صاحب کے خواب کی حقیقت

پیغامِ صلح کی گرفت اور الفضل کا اضطراب

خلیفہ صاحب کے ایک خواب کا قادیانی پریس جو پروپیگنڈا کر رہا ہے اس کے متعلق پیغام صلح مؤرخہ ۸ راگست کے مقالۂ افتتاحیہ میں واضح کیا گیا تھا کہ خواب آنے سے پیشتر خلیفہ صاحب کو مسٹر مارلیسن کے متعلق معلومات حاصل تھیں۔ اس مقالہ کا جواب جناب ملک غلام فرید صاحب ایم۔ اے نے الفضل مؤرخہ ۱۵ راگست میں دیا ہے اور اپنے مضمون کی تمہید ان فقرات سے اُٹھائی ہے۔

"مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقا کو حضرت امیرالمؤمنین (خلیفہ صاحب۔ ناقل) کی ذات سے کچھ ایسا عناد ہے اور ان کے سینوں میں بغض حسد کی کچھ ایسی آگ بھڑک رہی ہے کہ ۳۰ سال تک دن رات حضور کو گالیاں دینے سے کم نہیں ہوئی"۔ اور اس کے بعد جماعت احمدیہ لاہور کو ایک ناکام اور نامراد گروہ قرار دیا ہے ــــ حالانکہ ملک صاحب کے اپنے مضمون کے ایک ایک لفظ میں بغض اور عداوت کی پھانسیں کھٹک رہی ہیں اور ان کا مستعار غصہ حروف و الفاظ کے رنگ میں پیچ و تاب کھا کر نکلا ہے مستعار اس لئے کیونکہ جاننے والے جانتے ہیں کہ اس غصہ کی آگ کی دیا سلائی کہاں سے آئی ہے ؎

مانند خامہ تیری زباں پر ہے حرفِ غیر
بیگانہ شے پہ نازشِ بیجا بھی چھوڑ دے

آخر پیغام صلح کے مقالۂ افتتاحیہ میں وہ کونسی کشش تھی جو ملک صاحب کو پردۂ زنگاری سے باہر لے آئی اور وہ کونسی طاقت تھی جس نے انہیں الفضل کے تین صفحے سیاہ کرنے پر مجبور کیا اگر ضرورت پیش آئی تو اس مقناطیسی کشش کے متعلق کچھ عرض کیا جائیگا۔ قادیان کے عامیانہ پروپیگنڈا کرنے والے ہمیشہ یہ لکھ کر اپنی جماعت کے لوگوں کو بھڑکاتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور اور ان کے رفقاء کو خلیفہ صاحب سے عناد ہے ملک صاحب نے بھی اس سوقیانہ پروپیگنڈا کی فرسودہ ٹیکنیک پر عمل کرتے ہوئے اور مکھی پر مکھی مارتے ہوئے لکھ دیا کہ ان کے سینوں میں بغض و حسد کی آگ بھڑک رہی ہے۔ حالانکہ بغض و حسد کا جذبہ اس شخص کے دل میں پیدا ہوتا ہے جسے یہ خیال ہو کہ فلاں شخص کے پاس کوئی اچھی چیز ہے وہ سب مجھے حاصل ہو جائے اور وہ اس سے محروم ہو جائے خلیفہ صاحب کے پاس شطحیات و فخریات و کفریات کے سوا رکھا ہی کیا ہے کہ ان کی اس مزخر فات سے کسی کو حسد پیدا ہو کسی مسلمان کے قلب میں ان [illegible]

کی اصلاح کے لئے ایک جوش اور صالح جذبہ ضرور پیدا ہو سکتا ہے اور وہی جذبہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور ان کے رفقا کے قلوب میں موجزن ہے باقی رہا جماعت احمدیہ لاہور کو ایک ناکام اور نامراد گروہ قرار دینا اس ضمن میں عرض ہے کہ ناکام اور نامراد گروہ تو وہ ہے جو تیس سالہ کوشش کے باوجود قرآن مجید کا ایک انگریزی ترجمہ شائع نہیں کر سکا نہ کہ وہ جماعت جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے مامور کی پنجہزاری فوج کا مصداق بنایا اور قرآن مجید کی انگریزی تفسیر کے متعلق حضرت مسیح موعود کی اس پیشگوئی کو پورا کیا کہ "یہ میرا کام ہے مجھ سے ہو گا یا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے" اور جس نے محض خدا تعالیٰ کے فضل سے یورپ کی تین زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ شائع کرکے اس کی قریباً پچاس ہزار کاپی دنیا میں شائع کی اور مغرب کے لاکھوں انسانوں تک دین اسلام کا پیغام پہنچایا اور اس کے علاوہ یورپ میں تبلیغی مشن قائم کئے اور بیشمار تبلیغی لٹریچر پیدا کیا اور جس کے متعلق مغربی مصنفین کو اعتراف ہے کہ لاہور کی جماعت زیادہ کام کرنیوالی ہے (انفلوئنس آف اسلام صفحہ ۱۰۱)

یہ واقعات ہیں خلیفہ صاحب کے ہوائی قلعے اور تعلیاں نہیں جن کی حقیقت کسی ضیق النفس کے مریض کے ٹھسکے سے بڑھ کر نہیں کسی قرینہ سے بات کرنی چاہیئے وزنی بات کرنی چاہیئے نہ کہ ایسی ہلکی بات جو تاتیں دائیں فش کی مصداق ہو کم از کم ملک صاحب کو یہ باتیں زیب نہیں دیتیں۔ خلیفہ صاحب نے جس خطبہ میں اپنا خواب بیان کیا تھا اس میں فرمایا تھا کہ "میں اس سے پہلے مسٹر مارلیسن کے متعلق ذاتی طور پر کوئی واقفیت نہیں رکھتا مجھے ان کے متعلق بہت ہی کم واقفیت ہے جو نہ ہونے کے برابر ہے" جس کے متعلق ہم نے لکھا تھا "ہمیں بعض ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ خواب آنے سے پیشتر خلیفہ صاحب کو مسٹر مارلیسن کے متعلق معلومات حاصل تھیں اور ان کی خواب ساز قوتِ متخیلہ کو کافی مواد مل چکا تھا اور ان کا خوابوں والا فرشتہ "جناب چودھری سر ظفر اللہ خاں صاحب کے نطق سے ان کے قلب خواب پرست پر نازل ہوا تھا۔ تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ فسادیانی مجلس مشاورت کے موقع پر ایک ملاقات کے دوران میں سر ظفر اللہ خاں صاحب نے انگلستان کے سیاسی اتار چڑھاؤ کا ذکر کرتے ہوئے خلیفہ صاحب کو مسٹر مارلیسن کے متعلق جملہ معلومات بہم پہنچائیں چودھری صاحب کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے [illegible]

ہوا مسٹر مارلیسن نا ملائم لیکن مضبوط شخصیت کے آدمی ہیں۔ لیبر پارٹی میں ان کا اثر و نفوذ غیر معمولی ہے اگر لیبر پارٹی برسر اقتدار آ گئی تو ممکن ہے انہیں وزیر اعظم بنا دیا جائے یا کسی دوسرے ممتاز عہدہ پر فائز کر دیا جائے"۔

ملک صاحب فرماتے ہیں کہ اس ذکر و ملاقات کے دوران میں انگلستان کے سیاسی حالات پر اظہار خیال کرتے ہوئے چودھری صاحب نے لیبر پارٹی کا ضمناً ذکر کیا اور اس کے لیڈروں کا ذکر کرتے ہوئے ایک دو فقرے سرسری طور پر مسٹر مارلیسن کے متعلق بھی [illegible] انہوں نے کہے آپ نے فرمایا کہ "میں مسٹر مارلیسن سے ہی ملا کچھ Rugged (یعنی نا ملائم۔ ناقل) سے آدمی ہیں ظاہری آرائش کا خیال نہیں رکھتے ان کا لباس ڈھیلا ڈھالا سا تھا اور سر کے بال بھی بکھرے ہوئے تھے ویسے بھی وہ لائق آدمی ہیں"۔ اس کا کوئی ذکر ہی نہیں کہ چودھری صاحب نے یہ فرمایا کہ اگر لیبر پارٹی برسر اقتدار آ گئی تو ممکن ہے انہیں وزیر اعظم بنا دیا جائے یا کسی دوسرے ممتاز عہدہ پر فائز کر دیا جائے"۔

الفضل مؤرخہ ۱۵ راگست

یعنی ملک صاحب نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ خواب آنے سے پیشتر خلیفہ صاحب سے ایک مجلس میں سر ظفر اللہ خاں صاحب نے مسٹر مارلیسن کا ذکر کیا لیکن یہ ذکر صرف مسٹر مارلیسن کی ناملائم طبیعت لباس اور لیاقت کے متعلق تھا ان کے سیاسی اثر و نفوذ اور لیبر پارٹی کے برسر اقتدار آنے پر مسٹر مارلیسن کو وزیر اعظم بنائے جانے یا کسی دوسرے عہدہ پر فائز ہونے کے متعلق انہوں نے کچھ نہیں کہا۔ غالباً ملک صاحب کی عافیت اسی میں تھی کہ وہ میٹھا میٹھا ہڑپ اور کڑوا کڑوا تھو کر دیتے اور شاید ان کے لئے گنجائش ہوتی تو وہ اس اعتراف سے بھی گریز کر جاتے لیکن حالات کچھ ایسے پیدا ہو گئے کہ ان کے لئے گریز کرنا سخت مشکل ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ ۲۹ جون کے خطبہ جمعہ میں جہاں خلیفہ صاحب نے اس امر پر بہت زور دیا ہے کہ مسٹر مارلیسن کے متعلق وہ کوئی واقفیت نہیں رکھتے انہوں نے معلومات کے اس حصہ کا ذکر کیوں نہیں کیا جو انہیں مسٹر مارلیسن کے متعلق چودھری سر ظفر اللہ خاں صاحب سے حاصل ہوئیں اور جس کا اعتراف اب ملک غلام فرید صاحب نے کیا ہے۔ اور دوسرے ملک صاحب نے یہ تسلیم کیا ہے کہ اس مجلس میں چودھری صاحب نے انگلستان کے سیاسی حالات پر اظہار خیال کیا عقل نہیں مانتی کہ انگلستان کے سیاسی حالات کا ذکر ہو اور مسٹر مارلیسن جیسی سیاسی شخصیت کے متعلق چودھری صاحب صرف اتنے ذکر پر اکتفا کریں کہ ان کا لباس ایسا ہے اور ان کے بال ایسے ہیں آخر وہ مسٹر مارلیسن کے متعلق جمالیاتی نقطہ نظر سے بات نہیں کر رہے تھے سیاسی نقطہ نگاہ سے بات کر رہے تھے اور مسٹر مارلیسن کو انگلستان کے سیاسی پس منظر پر پیش کر رہے تھے اور چودھری صاحب کی طرز ہے کہ جب وہ خلیفہ صاحب کو کسی امر کے متعلق معلومات بہم پہنچاتے ہیں تو مکمل معلومات بہم پہنچاتے ہیں جیسا کہ ان کے اس خط سے ظاہر ہوتا ہے جو [illegible]

اور جیسے خلیفہ صاحب نے انتہائی ہوشیاری کیساتھ پیغام صلح کے مقالۂ افتتاحیہ کا اثر کم کرنے کے لئے چند دن ہوئے الفضل میں "عزیزم ظفر اللہ خاں" کا مکتوب کے طور پر شائع کیا۔ خیر ان باتوں کو بھی چھوڑیئے یہ محض عقلمندوں کے لئے بطور ایک [illegible] کے ہم نے پیش کی ہیں حقیقت یہ ہے کہ ہمیں ایک ثقہ راوی سے خلیفہ صاحب کے خواب کے خام مواد کا علم ہوا اور ہم نے بعینہ اس روایت کو پیغام صلح میں درج کیا اور اس راوی نے خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا کہ یہ روایت اسی طرح ایک "معتبر شخص" سے انہیں پہنچی ہے اور راقم سطور ہذا بھی خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر عرض کرتا ہے جس کی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ یہ روایت بعینہ پیغام صلح میں درج ہوئی۔ ملک صاحب اس راوی کو بخوبی جانتے ہیں کہ وہ ثقہ ہیں معتبر بھی اور جو کچھ انہوں نے کہا بالکل سچ کہا امید ہے کہ مکرمی ملک صاحب بھی خدا کا خوف کرتے ہوئے اور قرآن مجید کے اس صریح حکم پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ولا تکتموا الشھادۃ سچی بات کو چھپانے کی مزید کوشش نہیں کریں گے۔

ملک صاحب نے لکھا ہے۔ "اگر ایڈیٹر صاحب پیغام صلح کے نزدیک "جملہ معلومات" اور "وقیع معلومات" کی یہی تعریف ہے۔ اور یورپ کی سیاسی حالت کے متعلق جس کا انہوں نے اپنے ایڈیٹوریل میں نہایت عالمانہ اور لیڈرانہ شان سے مظاہرہ کیا ہے۔ ان کے جملہ معلومات کی حد لفظ معلومات کی اسی تعریف کے مطابق ہے۔ تو انہیں اپنے مضمون میں اس انداز کو اختیار کرتے ہوئے کچھ شرمانا چاہیئے تھا"۔ ہم اس کا کیا جواب دیں کہ ہماری معلومات کی حدیں کس شخص کے ضمیر اور قلب سے ملی ہوئی ہیں اور اس کے متعلق بھی کیا لکھیں کہ اس انداز گفتگو پر کسے شرمانا چاہیئے اس کا اندازہ وہ خود بخوبی کر سکتے ہیں کہ ہمارے معلومات کی حد کہاں تک ہے اور کسے شرم آنی چاہیئے ؎

سکوت آموز طولِ داستان ذردہے ورنہ
زباں بھی ہے ہمارے منہ میں اور تابِ سخن بھی ہے

الفضل نے بھی ۱۸ راگست کے پرچہ میں اس بچے میں ٹانگ اڑانے کی کوشش کی ہے اور ہمارے مقالہ کو دروغگوئی کہہ کر اپنا فرض منصبی ادا کر دیا ہے الفضل کی یہ عادت ہے کہ وہ خلیفہ صاحب کے ان مبلغین کی طرح جن کی گردن دائیں بائیں نہیں مڑتی بالکل ناک کی سمت پر چلتا ہے اس نے اتنا بھی غور نہیں کیا کہ اگر یہ دروغگوئی ہوتی تو ملک صاحب بھی اپنے مضمون میں اسے دروغگوئی قرار دیتے کیونکہ وہ اس معاملہ سے الفضل کے ادارہ سے بڑھ کر واقف ہیں اگر ان کے لئے ایسا لکھنے کی گنجائش ہوتی تو وہ کبھی گریز نہ کرتے ــــ ملک صاحب نے قادیان کے مخصوص اور "بلیغ علم کلام" کی رو سے اس خواب کو من جانب اللہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور ہماری اس دلیل کو منسوخ کر دیا ہے کہ یورپ میں یہ سلطانی جمہور کا زمانہ ہے جرمن کی شکست کے بعد کمیونزم کی معاشی [illegible] سارے یورپ کے لئے انقلاب آفریں ہے [illegible] انگلستان ہی نہیں بلکہ سارا یورپ ہی کانگڑے [illegible] کے ضلع سے مشابہت رکھتا ہے نیز انگریز قوم کے [illegible] سیاسی ہیں مرحبا سی [illegible]

جماعت کو مبارکباد

از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

برلن برباد ہو گیا۔ ایسا برباد ہوا کہ کہ لندن اور وارسا اور سٹالن گراڈ کی بربادی اس کے سامنے ماند پڑ گئی۔ اس پر آسمان سے دن اور رات آگ برستی رہی کئی لاکھ من گولے اس پر پڑے اور دو تین سال برابر یہ سلسلہ جاری رہا۔ بالآخر ایک انتقام کے جذبہ سے بھری ہوئی قوم جو جرمنی کے ہاتھ سے بے حساب نقصان اٹھا چکی تھی جس کے شہر اور صنعتیں اور زراعت جرمن فوجوں نے ویرانے بنا دیئے تھے۔ اس پر حملہ آور ہوئی اور شہر کی عمارتوں کو اس طرح مسمار کیا کہ دیکھنے والوں نے کہا لندن برباد نہیں ہوا وارسا برباد نہیں ہوا سٹالن گراڈ برباد نہیں ہوا اگر برباد ہوا ہے تو برلن برباد ہوا ہے۔ مگر اس برباد شدہ شہر میں آج رئیوٹر کا نامہ نگار بتاتا ہے برلن مسجد زندہ موجود ہے۔

اس برلن میں ایک غریب جماعت نے خدا کا ایک گھر بنایا تھا۔ اس جماعت کو کوئی نمود مقصود نہیں تھا۔ کیونکہ وہاں جا کر دیکھنے والا کون تھا کہ ہم نے کیا بنایا ہے۔ یہ اپنے مال کو خدا کا گھر بنانے کے لئے دیتی تھی اور عاجزی سے دعائیں کرتی تھی ربنا تقبل منا نے ہمارے رب تو ہماری اس عاجزانہ کوشش کو قبول فرما۔ مجھے وہ نظارہ یاد ہے ہمارے جلسہ سالانہ میں ایک مٹھی بھر خواتین بیٹھی تھیں جب برلن سے یہ اپیل ہمارے مبلغ کی طرف سے آئی کہ میناروں کے لئے روپیہ نہیں رہا۔ اس وقت میں نے اس مٹھی بھر خواتین سے اپیل کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو اس طرح کھولا کہ کئی ہزار روپیہ چندہ ایک چھوٹی سی جماعت کی تھوڑی سی خواتین سے ہو گیا۔ تو میں آج اپنی جماعت کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس قربانی کو قبول فرمانے کا ایک کھلا نشان ظاہر کیا اور آج رئیوٹر کے نامہ نگار نے تمام دنیا کو اطلاع دے دی ہے جو بات ہمارے بس کی نہ تھی کہ خدا نے اس برباد شدہ شہر میں اپنے گھر کو بچا لیا۔

اور عجیب بات ہے کہ یہ بھی اس اطلاع میں بتا دیا گیا ہے کہ گو گنبد اور میناروں کو کچھ نقصان پہنچا ہے مگر وہ مینارہ جس پر چڑھ کر موذن اذان دیتا تھا بالکل محفوظ رہا العظمۃ للہ۔ وہاں سے خدا کا نام بلند ہوتا تھا۔ خدا نے کتنا بڑا نشان دکھایا۔ ہمیں آج اس بات کی خوشی نہیں گو یہ بھی ایک بڑی بھاری خوشی کی بات ہے کہ ہمیں از سر نو اس کی تعمیر پر مال خرچ کرنا نہیں پڑا۔ خوشی اس بات کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کو بچانے میں کتنا بڑا ... دکھایا ... طاقت کا اور اتمام حجت کا کتنا بڑا ثبوت دیا جس نے یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراہیم کا نظارہ دنیا کو دکھایا تھا آج دنیا کو پھر یہ نظارہ دکھایا کہ وہ جسے بچانا چاہے جلتی آگ کے اندر بھی سلامت رکھتا ہے۔

عجیب بات یہ ہے کہ جب روسیوں کا حملہ شروع ہوا تو جرمنوں نے اس محلہ میں حملے کی روک کے لئے اسی مسجد کو منتخب کیا۔ ایسی جگہ پر تو حملہ اور بھی سخت ہونا تھا۔ اور ہوا۔ جب روسی فوج اس پر قابض ہوئی تو چودہ جرمن سپاہیوں کی لاشیں اس مسجد میں پڑی تھیں مگر مسجد کی خادمہ اس گھر میں محفوظ تھی۔ پھر اس خادمہ نے یہ بھی بتایا کہ جنگ کے دوران میں یہ چھ ہزار مسلمانوں کا مرکز تھی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ کہاں ہیں وہ مسلمان یا وہ لوگ جنہوں نے مسلمانوں کو اس بات کے لئے اکسایا تھا کہ برلن مسجد کو برباد کر دو کیونکہ یہ مرزائیوں کی بنائی ہوئی ہے۔ اے مسلمانوں کے فرزندو! اپنے ارادوں کو بھی دیکھو اور خدا کے ارادوں کو بھی دیکھو تم اس کو برباد کرنا چاہتے تھے اس لئے کہ خدمت اسلام کی تڑپ رکھنے والوں نے اسے بنایا تھا۔ خدا نے اسے جلتی آگ میں بچا کر رکھ دیا کہ خدا کا ہاتھ اس جماعت کے ساتھ ہے اس شخص کے ساتھ ہے جس نے اس جماعت کو اس کام پر لگایا۔

میرے دوستو آؤ اور خدا کے سامنے عاجزی کے سجدوں میں گر جاؤ کہ ہم گنہگاروں ہم ناکاروں کے لئے اس نے اتنا بڑا نشان دکھایا اپنی طاقت اور قدرت کا نشان دکھایا۔ یہ محض اس کا رحم ہے ہم کہاں اس قابل تھے مگر اس کی قدردانی کی کوئی انتہا نہیں۔ اس نے ایک بہت ہی چھوٹی سی کوشش کی اتنی قدردانی فرمائی۔ آؤ ہم بھی اس کی قدردانی پر اس معجزہ نمائی پر کچھ شکریہ ادا کریں مگر عملی رنگ میں اے شک کرنے والو! اپنے شکوک کو خدا کے اس عظیم الشان نشان کے سامنے تو دلوں سے نکال دو اور اب تو جان لو کہ خدا کا یہ ارادہ ہو چکا ہے کہ اس کا نام دنیا میں پھیلے اور یہ تمہارے مال اگر آج خدا کا نام دنیا میں بلند کرنے میں اور خدا کا کلام دنیا میں پہنچانے میں لگ جائیں۔ تو یہ غلیظ مال بھی پاک ہو کر ابدی زندگی حاصل کر لیں گے اور ان مالوں کو لگانے والوں کے لئے خدا نے اپنی کیا کیا نعمتیں رکھی ہیں انہیں کوئی نہیں جانتا فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین۔

دیکھو یہ نشان بھی دنیا میں اسی رمضان میں ظاہر ہوا کیونکہ ہمیں اس کا صحیح علم اسی رمضان میں ہوتا ہے ۱۰ر اگست کو رمضان شروع ہوتا ہے اور ٹھیک تیسرے روز یعنی ۱۲ر اگست کو ایک کافر ایجنسی اسی نشان کو دنیا میں مشتہر کرتی ہے اور اسی رمضان کے لئے میں نے آپ سے یہ درخواست کی تھی کہ دس اور تبلیغی مرکز دنیا میں قائم کرنے کا تہیہ کر لو۔ اور اپنے جمع شدہ مالوں کا جنہیں آپ فنا ہونے کے لئے اپنے پیچھے یہاں چھوڑنے والے ہیں دسویں سے تیسرے حصہ تک اس کام پر لگا دو تاکہ تمہارا سارا مال ابدی اور لافانی ہو جائے اور تمہاری اس دوسری زندگی میں دس گنا ہزار گنا لاکھ گنا بے حساب گنا ہو کر تمہیں ملے۔ خدا نے تمہاری پہلی کوشش کی اتنی قدردانی فرمائی اب تم اپنے قدموں کو خدا کی راہ میں تیز کرو اگر پہلے تم بیٹھنے سے کھڑے ہوئے تھے تو اب چل پڑو اگر پہلے تم کھڑے ہو کر چل پڑے تھے تو اب دوڑ پڑو۔ جو کچھ لا سکتے ہو لاؤ کہ ہم مل کر خدا کا نام دنیا میں بلند کریں اور اس آنے والے سال میں دس اور مرکز تبلیغ اسلام کے دس مرکز قرآن کو دنیا میں پہنچانے کے دنیا کے دس بڑے بڑے شہروں میں قائم کر دیں۔ تمہارا خدا تمہارے ساتھ ہے۔ تم ارادہ کر لو وہ تمہارے اندر قوت پیدا کر دے گا۔

اے صاحبان مال! اگر میری اس آواز پر تم اپنے مال نہیں لاتے تو یاد رکھو کہ ایک دن اس بات پر پچھتاؤ گے۔ خدا کے رستے میں اپنے مال دیدو۔ خدا کا نام دنیا میں بلند کرنے کے لئے اپنے مال دیدو خدا کا آخری پیغام اس کا رزق روحانی بھوکی مرتی دنیا تک پہنچانے کے لئے اپنے مال دیدو۔ اور اگر میری یہ تمام التجائیں بھی تمہارے دلوں پر کوئی اثر پیدا نہیں کر سکتیں اور میں جانتا ہوں کہ ایک ناکارہ ایک گنہگار کی آواز میں کیا اثر ہو سکتا ہے تو پھر آخری التجا یہ ہے کہ اس رمضان میں خدا کے آگے گرو اور روؤ اور اس سے یہ دعا مانگو کہ اے خدا تو اپنے دین کی نصرت کا کوئی اور سامان ہی کر دے وہ اس بات پر بھی قادر ہے خدا کے دین کی نصرت کے لئے دعائیں کرو اور اس قدر گریہ و زاری کرو کہ تمہاری آہیں آسمان تک پہنچ جائیں اس مضمون کے آپ تک پہنچنے کے بعد شاید پندرہ دن ہی رمضان کے باقی ہوں گے مگر آخری عشرہ ابھی باقی ہو گا۔ میری آخری التجا کو نہ بھولو کہ اگر مال نہیں دے سکتے تو دعاؤں سے ہی مگر ان دعاؤں سے جو آسمان تک پہنچ جائیں میری مدد کرو۔

خاکسار
محمد علی
۱۷ر رمضان المبارک

برلن مسجد کے متعلق رئیوٹر کی خبر

برلن ۱۲ر اگست۔ برلن سے رائٹر کا نامہ نگار رقمطراز ہے۔ مسجد برلن جسے ہندوستانی مسلمان مبلغین نے ۱۹۲۷ء میں تعمیر کیا جنگ سے بچ رہی ہے۔ گو اسے کافی نقصان پہنچا ہے اور گنبد پر بھی ضربیں لگی ہیں۔

مسجد برلن کے اس حصہ میں واقع ہے جہاں حکومت برطانیہ کا قبضہ ہے۔ مینار بالکل محفوظ ہے جہاں سے مؤذن ایمانداروں کو نماز کے لئے بلاتا ہے۔

چھ مخلص اور پر جوش خواتین نے پانچ ہفتہ کی محنت اور سعی سے مسجد کی مرمت کی ہے تاکہ مسجد نمازوں کی ادائیگی کے قابل ہو سکے۔ امینہ موسلر نے جو ادھیڑ عمر کی مسلمان جرمن خاتون ہیں اور ان ایام میں مسجد کی نگرانی کرتی رہی ہیں فرمایا:۔

"گو مسجد کو بمباری کی وجہ سے تھوڑا سا نقصان پہنچا تھا اور اپریل کے اخیر تک جبکہ برلن کے بازاروں اور سڑکوں پر لڑائی شروع ہوئی مسجد کی حالت کافی حد تک بہتر تھی۔ ایس ایس کے آدمیوں نے مسجد کے باغ میں خندق کھود لی اور روسی سپاہی Wilmersdorfer کے قبرستان سے حملے کر رہے تھے۔ مسجد پر بہت سے بم لگے۔ جب لڑائی بند ہوئی تو اس وقت ایس ایس کے چودہ آدمیوں کی لاشیں مسجد میں پڑی ہوئی تھیں۔"

امینہ نے بیان کیا کہ وہ کس طرح پر پانچ ہفتے تک مسجد کی مرمت میں مصروف رہی ہیں اور کہا "ہمیں سب سے زیادہ مشکل روپیہ کی ہے کیونکہ روسی حکام نے ہمارا بینک کا حساب روک لیا ہے اور ابھی تک ہم بینک سے روپیہ نکلوانے میں کامیاب نہیں ہوئے"۔ جنگ کے دوران میں ہماری جماعت میں چھ ہزار اشخاص تھے بہت سے چلے گئے یا جنگ کے خاتمہ پر اپنے گھروں کو لوٹ گئے اور اب صرف چند سو باقی ہیں۔ ہم ہفتہ کی شام اور اتوار کو مسجد میں جمع ہوتے ہیں کیونکہ جمعہ کام کرنے کا دن ہوتا ہے اور ذرائع آمد و رفت کی مشکلات کی وجہ سے بھی لوگ جمعہ کے دن جمع نہیں ہو سکتے۔ مسجد کی مرمت ہونے تک ہم نے اپنے گھر کے ایک کمرہ میں نمازوں کے لئے انتظام کیا ہوا تھا۔

جس وقت مسجد کے ارد گرد لڑائی ہونا بند ہو گئی تو ہم نے ایک بڑا سرخ جھنڈا مسجد پر گاڑ دیا اور موٹے موٹے حروف میں مسجد پر یہ بھی لکھ کر لگا دیا کہ "یہ برطانوی ہندوستان کی جائیداد ہے" جس کی وجہ سے ہمیں کسی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ ہمارا چھاپہ خانہ جہاں ہم مذہبی کتب طبع کیا کرتے تھے ...

پیغام صلح کے گذشتہ پرچہ میں برلن مسجد کے متعلق جو اطلاع شائع ہوئی اس میں غلط فہمی کی بنا پر یہ لکھا گیا کہ پانچ ہفتہ میں حکومت برطانیہ مسجد کی مرمت کرا دے گی رائیٹر کی خبر درست ہے۔ کہ چھ مخلص خواتین نے پانچ ہفتہ کی لگاتار محنت سے مسجد کی مرمت کی اور اسے نمازوں کی ادائیگی کے قابل بنا دیا۔ (مدیر)

تزکیۂ نفس

حضرت مولانا صدرالدین صاحب کے ایک خطبہ جمعہ کا خلاصہ

کسی بھی شخص کے چال چلن اور رہنے سہنے کے طریقہ سے اس کے ہمسائے اور بیوی بچے اچھی طرح واقف ہوتے ہیں۔ لوگ بھی کسی حد تک یہ جان سکتے ہیں۔ کہ کون ہمارا ہمدرد ہے۔ اور کون ہماری صحیح رہنمائی کر رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی لوگوں کو چیلنج کیا۔ کہ میں چالیس سال تک تم میں رہا۔ اور ساری قوم مجھے امین سمجھتی رہی۔ کیا میں جھوٹا ہو سکتا ہوں؟ حضورؐ کے رشتہ دار آپ کے دشمن نہیں تھے۔ بلکہ آپؐ کے مشن کے دشمن تھے۔ جب حضورؐ پر نزول وحی ہوا۔ تو آپؐ حضرت خدیجہ رضؓ کے پاس گئے۔ اور فرمایا۔ کہ میں گھبراتا ہوں۔ حضرت خدیجہ رضؓ نے کہا آپ گھبراتے کیوں ہیں اللہ تعالےٰ آپ کو ضائع نہیں کرے گا۔ آج کل لیڈروں کے بارے میں ان کی بیویاں اور رشتہ دار ان کے صادق ہونے کی گواہیاں نہیں دیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہم میں آئے تم ان کو پرکھ نہیں سکیں گے جب تک وہ ہم میں ہی سے نہ ہوں۔ حضورؐ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے احکام اقوام عالم کے مفکرین کو سنائے۔ امریکن اور مغربی مفکرین ان احکامات کو پرکھیں اور دیکھیں کہ ایک امی کے کلام کے متعلق ان کا اب بھی یہی خیال ہے کہ اس سے بہتر کلام نہیں ہو سکتا۔ نبی کے پاس بیٹھنے سے لوگ پاک ہو جاتے ہیں اور یہ بہت مشکل مقام ہوتا ہے اسماء الرجال میں ہزارہا لوگوں کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے کبھی بھی جھوٹ نہیں بولا اور تقوےٰ و پرہیزگاری سے زندگیاں بسر کیں۔ کتنا کمال ہے حضورؐ کا۔

اس زمانے میں بھی ایک شخص نے مسیح اور مہدی ہونے کا دعوےٰ کیا۔ اس کے پاس بھی بہت سارے لوگ بیٹھے جنہوں نے آپ کو حدیثوں کے مطابق پایا۔ جوں جوں کوئی آپ کے قریب جاتا تھا۔ اسی قدر لوگوں کو یقین ہو جاتا تھا۔ کہ آپ میں قرآن و حدیث بھرا ہے۔ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب اور شاہزادہ عبداللطیف جیسے اولیاء نے بھی آپ کے متعلق کہا۔ کہ جیسا حدیثوں میں درج ہے ویسا ہی آپ کو پایا۔ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کی ایک لاکھ روپے کی لائبریری تھی۔ اور ایک لاکھ روپیہ قرض تھا۔ ایک ہندو آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا مولوی صاحب! بتاؤ خدا کہاں سے تمہیں روپیہ دے سکیگا؟ آپ نے جواب دیا ضرور دے گا۔ اسی اثنا میں ان آدمیوں کا نوکر آیا جن کا آپ کے ذمہ قرضہ تھا۔ تو وہ ہندو خوش ہوا کہ اب دیکھوں مولوی صاحب کا کیا حال بنتا ہے۔ لیکن وہ نوکر بولا حضور ہمارے مالک واپس جاتے ہیں انہوں نے کہا ہے اگر مزید روپیہ کی ضرورت ہو تو بتائیے لیکن آپ نے کہا نہیں مجھے کوئی ضرورت نہیں اسی اثنا میں رانی صاحبہ کی طرف سے پونڈوں کی ایک تھیلی آپ کو آئی۔ یہ حال دیکھ کر وہ ہندو کہنے لگا "واقعی مولوی صاحب کا خدا ہے" کسی کے پاس بیٹھنے سے یہ دیکھو کہ دنیا ملتی ہے یا دین ملتا ہے۔ دنیادار شخص صرف چھین ہی لیتا ہے دیتا کچھ نہیں۔ محمد رسول اللہ صلعم کوئی محل بنا کر نہیں گئے۔ ایک شخص (دستخط) اٹھا اور کہنے لگا چلو روزے معاف کئے۔ عورتوں کی سیر کے لئے دو دو چار چار باغ بناؤ۔ لیکن نبی کریم صلعم نے اپنی عورتوں کو کہا کہ اگر اللہ اور رسول کو چاہتی ہو تو دنیاوی چیزوں سے تمہیں کیا واسطہ۔ آپؐ نے سلطنت غریبوں کو دے دی۔ حضرت ابوبکر رضؓ کے باپ کو کہا گیا کہ تیرا بیٹا بادشاہ بن گیا ہے۔ تو انہوں نے ڈاڑھی پر ہاتھ رکھ کر تعجب سے پوچھا "کیا میرا بیٹا ابوبکر بادشاہ! دیگر قوموں نے کیسے مانا۔ اور اسے کیونکر منتخب کیا؟"

اور جب لوگوں نے یقین دلایا۔ کہ ہاں تیرا بیٹا فی الواقع بادشاہ بن چکا ہے تو انہوں نے کہا "اسلام حق ہے"۔ ملکہ وکٹوریہ تخت پر بیٹھی۔ بھوپال کی بیگم بھی تخت پر بیٹھی ہے۔ دیگر عورتیں بھی بیٹھی ہیں۔ لیکن حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اس داغ سے پاک ہیں۔ میں نے ایک دفعہ شیعوں کو بھی کہا۔ کہ اگر آنحضرت صلعم حضرت علی رضؓ کو بادشاہ بناتے تو ہمیشہ معترضین اعتراضات کرتے (کیونکہ حضورؐ کی دختر فاطمہ رضؓ حضرت علی رضؓ کے نکاح میں تھیں) تم لوگ کیوں روتے ہو۔ یوں تو وہ بعد میں بادشاہت کے بلند منصب پر بھی فائز ہوئے تھے اس لئے رونا بیکار ہے۔

مسیح موعود کا مکان بالکل تنگ تھا۔ اور اسی میں مولوی عبدالکریم صاحب اور مولوی نورالدین صاحب بھی فروکش تھے۔ مولانا محمد علی صاحب بھی وہیں غسل خانہ کو دفتر بنا بیٹھے تھے اور وہیں ریویو آف ریلیجنز لکھا جاتا تھا جو کہ اطراف عالم میں پھیل جاتا تھا کچھ معلوم بھی ہے کہ حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم نے اسلام کی کیسی خدمات انجام دیں؟ اور اپنا نام کس طرح روشن کیا؟ بہت مشکل ہے ایسی خوبیاں پیدا کرنا۔ اسی لئے لوگ برملا طور پر ملتے ہیں کہ اسلام دین فطرت ہے۔

رمضان کیلئے کچھ دعائیں

از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ

اے خدا تو مجھے ان لوگوں کے اس رستے پر چلا جنہوں نے اپنا سب کچھ تیرے نام کو دنیا میں بلند کرنے کے لئے قربان کر دیا اور اس لئے تیرے انعامات کے مستحق ہوئے۔

اے خدا تو میرے بیوی بچوں کو۔ میرے عزیزوں اور دوستوں کو بھی اسی رستے پر چلا۔

اے خدا تو ہماری ساری جماعت کے اندر یہ حرکت پیدا کر دے کہ وہ تیرے حکم وصیت کی تعمیل اس رمضان میں کر کے تیری رضا کو جو روزے کا اصل مقصد ہے حاصل کریں۔ اور مال کی پرستش کے ذلیل مقام سے اٹھ کر تیری پرستش کے بلند مقام کو حاصل کریں۔

اے خدا تو ہمیں وہ سامان عطا فرما اور ایسے کارکن عطا فرما کہ ہم تیرے قرآن کو دنیا کے ہر ملک اور ہر قوم میں پہنچا دیں۔

اے خدا تو ہمیں وہ نصرت عطا فرما کہ ہم تیرے دین کی تبلیغ کے مرکز دنیا کے ہر ملک اور ہر قوم میں قائم کر دیں۔

اے خدا تو قرآن اور حضرت محمد مصطفےٰ صلعم اور اسلام کی قبولیت کی ایک زبردست ہوا دنیا میں چلا دے۔

اے خدا تو دنیا پرست انسانوں کو ظلم و فساد اور فسق و فجور سے باہر نکال اور انہیں حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرما اے خدا تو ساری دنیا کو نور اسلام سے منور کر دے۔

خاکسار۔ محمد علی۔

ہم نے رمضان میں کیا کرنا ہے؟

از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ

(۱) جنہوں نے اب تک وصیت نہیں کی یا لکھ کر دفتر میں نہیں بھیجدی وہ اپنی وصیت خواہ کتنی بھی مجمل ہو لکھ کر دفتر میں بھیجدیں۔

(۲) جو خود وصیت کر چکے ہیں مگر ان کی بیویوں یا اور عزیزوں نے جن کے پاس خدا کا دیا ہوا مال ہے وصیت نہیں کی وہ اپنی بیویوں سے یا اور عزیزوں سے وصیت تحریر کرانے کی پوری کوشش کریں۔

(۳) جو وصیت کر چکے ہیں اگر ان کی وصیت دسویں حصہ سے لیکر چوتھے حصہ تک ہے تو اس میں اس قدر اضافہ کی کوشش کریں کہ ان کی وصیت ایک تہائی تک پہنچ جائے۔ ایسے لوگوں نے گویا سارا مال خدا کے رستے میں دے دیا کیونکہ ایک تہائی سے زیادہ وصیت کو خدا کا حکم روکتا ہے۔

(۴) جو وصیت کر چکے ہیں اور کچھ حصہ رقم وصیت کا ادا بھی کر چکے ہیں وہ یہ کوشش کریں کہ کچھ حصہ اور ادا کر دیں اور ممکن ہو تو سارے کا سارا ہی ادا کر دیں۔

(۵) جو وصیت کر چکے ہیں اور ابھی کوئی حصہ وصیت کا ادا نہیں کیا وہ کوشش کریں کہ کچھ حصہ رقم وصیت کا اس رمضان میں ادا کر دیں۔

(۶) جن کے رستے میں وصیت کرنے میں یا وصیت کا مال ادا کرنے میں کوئی روک ہے یا انہیں اس کام کی توفیق نہیں ملتی وہ نماز تہجد میں کچھ آنسو بہائیں کہ اے خدا تو ہمارے دلوں کی سختی کو دور فرما اور اپنی محبت کی وہ چنگاری ہمارے دلوں میں ڈال جو مال کی محبت کو خاکستر کر دے۔

خاکسار۔ محمد علی۔

خدمتِ دین

ایک مبلّغ کی سات ضروری خصوصیات

از جناب میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی لاہور

(قسط نمبر ۲)

اس سلسلہ میں میں احباب کو یہ جتلا دینا چاہتا ہوں کہ خدمت دین کے لئے جس قربانی کی ایک احمدی مسلمان سے توقع کی جاتی ہے۔ اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر غیر مذاہب کے مبلغین اپنے اپنے مذہبوں کے لئے کر رہے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں بعض عیسائی مشنریوں کی قربانیاں قابل رشک ہیں۔ جزائر ہوائی (Hawaii Islands) میں ایک چھوٹا سا جزیرہ صرف کوڑھیوں اور جذام سے مارے ہوئے مریضوں کے رہنے کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اس جگہ ان مریضوں کی خدمت کرنے کو اور ان کی مذہبی رسومات ادا کرنے کے لئے ایک رومن کیتھولک عیسائی مشنری[1] نے جو کہ ملک بلجیم کا رہنے والا تھا اپنی زندگی وقف کر دی۔ یہ ڈاکٹری بھی جانتا تھا۔ اس نے اس جزیرہ میں جا کر ان کوڑھیوں کے علاج معالجہ میں پوری تندہی سے کام کیا۔ انکو اپنے گھروں میں صفائی سے رہنا سکھایا۔ ان کے بچوں کی نگہداشت کرتا رہا۔ اتوار کو گرجا میں عبادت کے لئے سب جاتے تھے۔ اور دیگر مذہبی رسومات ادا کرتے تھے۔ یہ ان کی طرف سے خط و کتابت ان رشتہ داروں کے ساتھ جو کہ باہر کی دنیا میں رہتے تھے کرتا تھا۔ اور ان کی خیریت سے ان کو آگاہ رکھتا تھا غرضیکہ اس نے ان کی خدمت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا۔ سالوں وہاں رہا۔ مگر باوجود حفظ ماتقدم کے بالآخر اس کو بھی جذام ہو گیا۔ جب اس کو اس بات کا یقین ہو گیا تو اس نے جزیرہ کے سب لوگوں کو بلایا جو خود جذامی تھے۔ اور ان کو مطلع کیا کہ آج سے میں تم میں سے ایک ہوں۔ اور ہم میں کوئی فرق نہیں ہے۔

کچھ مدت بعد جب وہ فوت ہوا تو نہ صرف وہ بد قسمت جذامی جو اس جزیرہ میں رہتے تھے اس کے غم میں اشکبار تھے بلکہ اس کی اس قربانی کی شہرت تمام عیسائی دنیا میں پھیل چکی تھی اور سب اس کی موت پر افسوس کرتے تھے۔ اور سچ پوچھو تو خدمت خلق کے بہترین نمونوں میں سے یہ بھی ایک نمونہ ہے۔ اور ایک انسان یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ

؎ شاباش بر تو ہمت مرداں چنیں کنند۔

اسی طرح میں نے ایک امریکن ڈاکٹر مشنری کا حال پڑھا جو ایک عیسائی مشن کی طرف سے بحرین۔ خلیج فارس کے علاقہ میں کام کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اس علاقہ میں سخت گرمی پڑتی ہے۔ اور چونکہ آرام و آسائش کے سامان بہت کم میسر ہیں اس لئے ایک یورپین یا امریکن کے لئے ان علاقہ جات میں رہنا اور کام کرنا بہت مشکل امر ہے۔ مگر پھر بھی یہ امریکن کئی سال وہاں رہا اور سینکڑوں عربوں کو اپنے علاج سے شفایاب کیا۔ اگرچہ مذہبی رنگ میں اسے کامیابی بہت کم ہوئی جب سالوں کی سخت گرمی اور تکلیفوں کے بعد اس کی صحت خراب ہو گئی تو ایک سال کی رخصت پر واپس اپنے وطن امریکہ میں گیا۔ ابھی تک اس نے شادی نہ کی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ جس ملک میں اسے کام کرنا تھا وہاں کی تکلیفیں کوئی یورپین یا امریکن عورت برداشت نہیں کر سکتی مگر اسکی کارگذاریوں کی داستان سن کر ایک امریکن مشنری عورت نے اس سے شادی کر لی۔ اور اس کے ساتھ جا کر کام کرنے کی خواہش کی جس کو اس نے بخوشی منظور کر لیا۔ چنانچہ دونوں میاں بیوی اکٹھے پھر بحرین جا کر کام میں لگ گئے اور خوش تھے نہ صرف ہمارے مردوں کو بلکہ ہماری عورتوں کو بھی اس واقعہ سے سبق سیکھنا چاہئیے کہ مذہب کی خاطر قربانی کیا شئے ہے۔

افریقہ اور چین میں بہت سے یورپین اور امریکن مشنری وہاں کے مقامی باشندوں کے ہاتھوں مارے بھی گئے مگر دوسروں نے ہمت نہ ہاری۔ جب میں امریکہ میں تھا تو کالج میں میرا ایک امریکن ہم جماعت تھا جس نے میرے ساتھ الیکٹریکل انجنیرنگ کا امتحان پاس کیا تھا مگر بعد میں کسی فرم یا کمپنی میں ملازمت کی بجائے اس نے مذہبی خدمت کو ترجیح دی اور ایک عیسائی مشن میں شامل ہو گیا اور ٹریننگ لینے کے بعد ملک چین کو روانہ ہو گیا۔ جانے سے پہلے اس نے مجھے اپنا ایک فوٹو بھیجا جس پر اس کے دستخط کے اوپر لکھا تھا:۔

Saved by Grace.

یعنی خدا کے فضل و کرم سے بچا لیا گیا۔ اگر ہماری قوم میں بھی ایسے نوجوان خدا کے فضل و کرم سے حقیقی طور پر بچا لئے جائیں یا بچائے جانے [illegible]

ہلنے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت کا وعدہ ہمارے ساتھ ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ؎

بقفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمانست ایں بہر حالت شود پیدا

ان یورپین اور امریکن عیسائی قوموں کی قربانی کی سپرٹ دیکھ کر مجھے اس حدیث شریف کا خیال آتا ہے جس میں مغرب سے طلوع آفتاب (اسلام) کا ذکر ہے۔ اس کے بعد تمام دنیا میں اسلام کے پھیلنے کی بشارت دی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہی عیسائی یورپین اور امریکن اقوام اسلام قبول کرنے کے بعد اپنی اس محنت اور استقلال اور قربانی اور خدا کی عطا کردہ حکومت اور دولت کو استعمال میں لا کر اسلام کو تمام دنیا میں پھیلا دیں گی۔ مگر ان عیسائی قوموں تک اسلام پہنچانا ہم احمدیوں کا فرض ہے۔ اور حضرت مسیح موعود نے بڑی خاص طور پر اس بات پر زور دیا ہے اس نیک کام کے لئے بھی محنت۔ استقلال اور قربانی کی نہایت ضرورت ہے۔ خدا کرے کہ یہ مبارک کام ہمارے ہاتھوں سر انجام پائے۔ آمین۔

(۳) محنت و حصولِ علم

کسی کام کو بھی اچھے اور ٹھیک طریق سے کرنے کے لئے ہر ایک انسان کو تیاری کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک سپاہی بھرتی ہوتے ہی جنگ کرنے کے قابل نہیں ہو جاتا۔ پہلے اسے قواعد۔ ورزش اور ہتھیاروں کے استعمال کی مشق کرائی جاتی ہے۔ تب جا کر وہ لڑنے کے قابل ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک دینی مجاہد کے لئے جس نے قلم اور علم کے زور سے فتح حاصل کرنی ہوتی ہے۔ پہلے قرآن کریم و احادیث علم دینیات۔ فقہ وغیرہ کا علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ پھر مخالفین کے اعتراضات کا جواب دینے کے لئے قابلیت پیدا کرنی ضروری ہے اس کے بعد اگر اسے کسی غیر ملک میں جا کر تبلیغ اسلام کرنا ہے تو اس ملک کی زبان پر عبور حاصل کرنا ضروری ہے۔ علم حاصل کرنے کے لئے سفر بھی کرنا پڑے گا کہ جہاں علم کا منبع اور مخزن ہے وہاں جا کر سیراب ہو۔ تکالیف بھی اٹھانی پڑیں گی۔ نہ صرف گھر کے لوگوں کو چھوڑنا پڑیگا بلکہ گھر کے آرام کو بھی خیرباد کہنا ہوگا۔ رات دن محنت بھی کرنی ہوگی۔ ممکن ہے بجلی کے لیمپ کی بجائے مٹی کے چراغ کی روشنی میں بھی مطالعہ کرنا پڑے تب کہیں جا کر انسان اپنے آپ کو اس قابل بنا سکتا ہے کہ کامیابی سے تبلیغ اسلام کا فرض ادا کر سکے۔

جن احباب نے حضرت علامہ مولوی نورالدین صاحب مرحوم و مغفور کی زندگی کا مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ حصول علم کے لئے انہوں نے پاپیادہ کئی سفر کئے۔ جہاں کسی عالم باعمل کا پتہ چلا وہاں پہنچے اور زانوئے شاگردی طے کیا رام پور گئے۔ بھوپال گئے۔ پھر شاہ عبدالغنی محدث سے مدینہ منورہ میں جا کر علم حدیث کئی سال تک پڑھا۔ واضح ہو کہ اس دوران گھر سے نہیں ملتی تھی۔ بلکہ جہاں کہیں گئے وہیں اپنے کھانے اور رہنے کا سادا طور پر انتظام کر لیا۔ ایسے ایسے موقعے بھی آئے کہ ان کو کئی کئی دن کا فاقہ کرنا پڑا۔ مگر توکل علی اللہ اتنا تھا کہ کبھی نہیں گھبرائے اور خدا تعالےٰ نے ان کو ضائع نہ ہونے دیا۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ مدینہ منورہ میں طالب علمی کے زمانہ میں مسجد میں ہی اصحاب صفہ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے رہا کرتے تھے۔ کھانا کسی نہ کسی نمازی مسلمان کے گھر سے مل جاتا تھا۔ ایک دفعہ ماہ رمضان میں اتفاقاً ان کو کھانا نہ ملا۔ مگر انہوں نے کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلایا۔ صرف پانی پی کر گذارا کیا اور پیٹ پر پتھر باندھ لیا۔ شاید دوسرے یا تیسرے دن شام کو کوئی شخص ان کو ایک نان دے گیا۔ مگر پہلے اس کے کہ یہ اس کو کھاتے کسی فقیر نے مسجد کے دروازے پر آ کر آواز دی کہ میں چار دن سے بھوکا ہوں اللہ کے واسطے کچھ کھانے کو دو۔ مولوی صاحب نے یہ سوچ کر کہ یہ شخص مجھ سے زیادہ بھوکا ہے وہ نان اس کو دے دیا اور خود پانی پی کر اور پتھر کو پیٹ پر اور زیادہ مضبوط باندھ کر سو گئے۔ خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور محبت سے فرمانے لگے۔ کہ نورالدین تو نے میرے شہر میں آ کر جس ایثار کا نمونہ دکھایا ہے وہ قابل قدر ہے اور فرمایا کہ اس دن کے بعد مولوی صاحب حضور کے مہمان ہیں اور یہ کہ شام کا کھانا حضورؐ کی طرف رہا۔ حضرت مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس دن کے بعد کبھی بھی ان کا شام کا کھانا نہیں چھوٹا۔ گھر میں تو خیر روزانہ پکتا ہی تھا۔ مگر سفر اور حضر میں کئی موقعے ایسے آئے کہ بظاہر شام کا کھانا ملنے کی کوئی توقع نہ تھی اور نہ کوئی ظاہری اسباب نظر آتے تھے۔ مگر پھر بھی ایسے اسباب پیدا ہو گئے کہ کھانا مل گیا۔ ایک دفعہ تو ترکی گورنر نے مکہ معظمہ میں خود بلا کر اپنے ساتھ کھانا کھلایا ایک اور دفعہ اللہ تعالےٰ نے خود مہاراجہ جموں و کشمیر (جن کے شاہی طبیب خود مولوی صاحب تھے) کے ہاتھ سے روٹی پکوا کر کھلائی۔ اور اسی طرح اور بہت سے واقعات ہیں جو کہ بہت دلچسپ اور باعث ازدیاد ایمان ہیں۔ مگر طوالت کے خوف سے میں ان کا ذکر بیان نہیں کرتا۔ جو خدا کی راہ میں نکلے خدا اسے ضائع نہیں کرتا۔ یہی وجہ تھی کہ خود حضرت مسیح موعود نے حضرت مولوی صاحب کی شان میں فرمایا تھا ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

سو اگر ہمارے جویائے علم مبلغین اس نور یقین کو اپنے دلوں میں جگہ دیں۔ تو خدا کی نصرت اور اس کی رضا کو اسی طرح پا لیں جس طرح حضرت مولوی نورالدین صاحب نے پایا۔

مبلغین کی تعلیم و تربیت کے لئے ہماری انجمن نے انتظام بھی کیا ہوا ہے اگرچہ [illegible] انکے مشکلات بھی ہیں۔

---

[1] فادر ڈیمین جس نے کوڑھیوں کی خدمت کرتے ہوئے خود کوڑھی ہو کر (مولوکائی) جزیرہ میں جان دے دی یہ نہایت خوبصورت توانا شخص تھا لیکن اس نے [illegible] مشنری کے لئے سب کچھ قربان

مگر امید ہے انشاء اللہ آہستہ آہستہ وہ دور ہو جائیں گی۔ ہمارے احباب کو چاہیئے کہ اس میں انجمن کے ہر طرح سے معاون و مددگار ہوں اور اس سکیم کو کامیاب بنائیں۔

(۴) استقلال

جب ایک کام کو انسان مبارک اور ضروری سمجھ کر ہاتھ میں لے تو اس کو آخر تک نبھانا چاہیئے۔ ہمارا کام تو خیر دینی ہے اور اس میں محنت کرنے اور اس کی خاطر تکلیفیں اٹھانے پر بھی اللہ تعالےٰ نیک اجر دیتا ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ دنیاوی کاموں میں بھی لوگ اس قدر استقلال اور محنت سے کام کرتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے بہت سی سائنس اور علم طب میں ایسی ایجادات ہوئی ہیں کہ جن پر سائنسدانوں اور ڈاکٹروں نے اپنی عمروں کا بیشتر حصہ صرف کر ڈالا۔ مگر ہمت نہ ہاری اور بالآخر کامیابی حاصل کی کیفیر مذہبی دنیا میں عیسائی مشنریوں کی کوششوں کو دیکھو کہ اسلامی ممالک میں کامیابی نہ ہونے پر بھی سالہا سال سے اپنی کوششوں کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اور نا امید نہیں ہوتے۔ تو پھر ہمارے مسلمان کیوں اتنی جلدی جی چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ ایک ہمارے معزز اور قابل اور تعلیمیافتہ نوجوان دوست علم دین حاصل کرنے کی غرض سے جنوبی ہند سے لاہور تشریف لائے تھے۔ بالکل ممکن ہے کہ جس خیال کو دل میں رکھ کر اور جو امید باندھ کر وہ لاہور آئے تھے۔ ان کے جلد پورا ہو جانے کے اسباب ان کو نظر نہ آئے۔ بجائے وہ جگہ کی قلت معلمین کی کمی اور دیگر امور میں مصروفیت یا انتظام تعلیم مبلغین میں چند ایک مجبوریوں کی وجہ سے کیوں نہ ہو۔ بہرحال وہ یہ خیال کرتے ہوئے کہ وہ اپنے وقت کا پورا فائدہ نہیں اٹھا سکتے واپس وطن تشریف لے گئے۔ یہ فعل انہوں نے نیک نیتی سے ہی کیا یہاں تک کہ جو خرچ انجمن نے ان پر کیا تھا وہ بھی واپس کر دیا مگر پھر بھی دل کو افسوس ضرور ہوتا ہے کہ بدقسمتی سے انہوں نے چند ایک عارضی تکالیف اور وقتی کمزوریوں کو دائمی سمجھ کر علم دین حاصل کرنے سے ایک طرح کنارہ کشی کر لی۔ انہوں نے اس فیض صحبت کا بھی چنداں خیال نہ کیا جو کہ اصحاب مسیح موعودؑ سے ان کو حاصل ہو سکتا تھا۔ یہاں مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا کہ کوئی شخص حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت اور پرہیزگاری کی شہرت سن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سال بھر آپ کے پاس رہا۔ اس کے بعد ایک دن کہنے لگا کہ مجھے اجازت دیجیئے واپس جانا چاہتا ہوں۔ آپ نے پوچھا کوئی خاص وجہ ہے۔ کہنے لگا آپ کا شہرہ تو بہت سنا تھا۔ مگر سال بھر آپ سے کوئی کرامت اور معجزہ ظہور پذیر ہوتا نہ دیکھا اس لئے نا امید ہو کر واپس جا رہا ہوں۔ آپ نے

(بقیہ لیبر از صفحہ ۳)

لچک ہے کہ وہ حالات کے مطابق ڈھل جاتا ہے اور وہی سیاسی جماعت برسر اقتدار آ جاتی ہے جو بدلے ہوئے حالات کی حریف ہو سکتی ہے اس لئے موجودہ حالات کا یہی تقاضا تھا کہ لیبر پارٹی برسر اقتدار آتی اور اس اقتدار سے مسٹر ہارلین کے اثر و نفوذ کا بروئے کار آنا بھی ضروری تھا۔ اگر یورپ کے ان سیاسی و معاشی حالات کے پس منظر پر خلیفہ صاحب کے خواب کو پرکھا جائے تو اس کی کوئی وقعت نہیں رہتی اور ملک صاحب نے خود بھی تسلیم کیا ہے "یہ ٹھیک ہے کہ انگلستان میں آنے والے سیاسی اور اقتصادی انقلاب کے کچھ آثار موجود تھے" جب انگلستان میں اس انقلاب کے آثار موجود تھے اور کمیونزم کی رو بڑی تیزی سے آ رہی تھی انگریز قوم کے دستور میں غیر معمولی لچک بھی تھی تو ان حالات میں لیبر پارٹی کا کامیاب ہو جانا کونسی معجزنما بات تھی اور انگلستان کی کانگڑے کے ضلع سے مشابہت کر دینا کونسی کرامت تھی۔ خواب میں مسٹر ہارلین کا انہیں یہ کہنا کہ چالیس سال کے عرصہ تک کانگڑہ کے ضلع میں میرے جیسا اور عقلمند آدمی پیدا نہیں ہوگا یہ ایک طویل عرصہ پر پھیلی ہوئی بات ہے اس وقت تک نہ خلیفہ صاحب رہیں گے اور نہ اُن سے کوئی پوچھے گا اور الفضل کا شور و شغب بھی زمانہ کی بہتی ہوئی دھار میں ڈوب چکا ہوگا۔

سردست اس خواب میں خلیفہ صاحب نے مسٹر ہارلین کے نام سے ایک ہنگامی فائدہ اٹھایا ہے دراصل حقیقت یہ ہے خلیفہ صاحب نے یورپ کے مذکورہ بالا حالات کا جائزہ لیا دوران کیساتھ چوہدری سر ظفر اللہ خاں صاحب سے حاصل کردہ معلومات کی آمیزش کی اور اس مرکب کو اپنی قوت متخیلہ کی آنچ دی اور وہ مرکب خواب بن گیا اور اب اس خواب کا الفضل میں اشتہار دیا جا رہا ہے ہمیں کوئی خاص ضرورت نہ تھی کہ ہم خواہ مخواہ اس کاروبار میں دخل دیتے خلیفہ صاحب نے الفضل ۷ اگست میں ہمیں للکارا اور اس خواب کو جماعت لاہور کے لئے حجت قرار دیا ہم مجبوراً اس نسخہ کے اصل اجزا کو شائع کر رہے تاکہ کوئی بھولا بھالا شخص اس اشتہار بازی میں پھنس نہ جائے۔ اور اب اگر ملک صاحب نے ہمیں مجبور کیا اور ہماری پیش کردہ روایت کے متعلق لیپا پوتی کرنے کی کوشش کی تو اس صورت میں ہم مجبور ہونگے کہ ہم سب حالات کو تفصیل کے ساتھ شائع کر دیں۔

فرمایا کہ اس سال بھر کے عرصہ میں تونے کوئی فعل مجھ سے ایسا سرزد ہوتا دیکھا جو قال اللہ و قال الرسول کے برخلاف ہو۔ کہنے لگا نہیں۔ پھر آپ نے پوچھا کہ کیا تو نے مجھے پورے طور پر ارکان اسلام کا پابند اور ذکر الٰہی میں مشغول پایا۔ کہنے لگا ہاں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس سے بڑھ کر کیا کرامت چاہتا ہے۔

طالبان حق کو ذرا صبر اور استقلال سے کام لینا چاہیئے۔ ان کی جائز ضروریات کو پورا کرنے اور ان کی شکایات کو حتی المقدور دور کرنے کے لئے اراکین انجمن ہر وقت تیار ہیں چاہے حالات کی مجبوری کی وجہ سے

مرکزی مسجد میں دروس کا سلسلہ

مسجد احمدیہ بلڈنگس میں حضرت مولینا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری ہر روز صبح نماز فجر کے بعد قرآن کریم کا درس دیتے ہیں، اس کے بعد ایک دوسرا درس ان طلباء کے لئے ہوتا ہے جو حضرت امیر ایدہ اللہ کی تحریک پر قرآن کریم کی پہلی دو سورتوں کا مطالعہ کر رہے ہیں، یہ درس تبلیغی کلاس کے موسمی تعطیلات کی وجہ سے بند ہونے کے بعد شروع ہوا ہے اس سے قبل اسی وقت تبلیغی طلباء کو حضرت شیخ صاحب قرآن کریم کا درس دیتے رہے ہیں

تیسرے پہر ہر روز مستورات کو قرآن کریم و حدیث مسجد کی گیلری میں حضرت شیخ صاحب پس پردہ پڑھاتے رہے لیکن مستورات میں سے چند ایک کے گرمیوں کی چھٹیوں کی وجہ سے باہر چلے جانے کے باعث یہ درس عارضی طور پر ملتوی ہو گیا۔

ہر منگل کو بعد نماز مغرب حضرت شیخ صاحب مکرم مستورات کو پس پردہ وعظ کرتے ہیں، جو بہت جاذبیت اور مقبولیت کا موجب ہوتا ہے۔ جمعہ کی نماز بھی حضرت شیخ صاحب پڑھاتے ہیں اور خطبہ میں جماعت کو سلسلہ کی خصوصیات اور حضرت مسیح موعودؑ کے زندگی بخش پیغام کی طرف متوجہ کرتے رہتے ہیں۔

یکم رمضان سے نماز عصر کے بعد ایک اور درس قرآن کا سلسلہ شروع ہوا ہے یہ صرف ماہ رمضان کے لئے ہے اور پورے قرآن کا درس اس مہینہ میں انشاء اللہ ہوگا۔

خدا کے فضل سے مصری صاحب کی ان سرگرمیوں نے مرکز میں کافی رونق اور احباب کے دلوں میں جذب و کشش پیدا کر رکھی ہے آپ کو اللہ تعالےٰ نے ان تھک دل و دماغ عطا کیا ہے، ان درسوں اور خطبات کے علاوہ تصنیف و تبلیغ کا بھی کام کرتے ہیں اور دوستوں اور باہر سے آنیوالے لوگوں کیساتھ مذہبی مذاکرات میں بھی کافی وقت صرف ہوتا ہے۔

مولوی اللہ دتہ صاحب کیوں جواب نہیں دیتے؟

قریباً دو سال کا عرصہ ہوا قادیانی مولوی اللہ دتہ صاحب اور مولینا عمر الدین صاحب کے مابین حضرت مسیح موعودؑ کی تبدیلی عقیدہ نبوت کے موضوع پر ایک تحریری مناظرہ کا فیصلہ ہوا تھا جس میں ثالثوں کے فیصلہ پر (جو مقرر ہو چکے تھے) مولوی اللہ دتہ صاحب کو اگر فیصلہ ان کے حق میں ہو مبلغ ایک سو روپیہ مولینا عمر الدین صاحب نے دینے کا اقرار کیا تھا۔

اس سلسلہ میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اب تک فریقین کے مابین صرف دو پرچوں کا تبادلہ ہوا ہے۔ تیسرا پرچہ جو مولوی اللہ دتہ صاحب کے ذمہ ہے اور آج سے ایک سال پہلے آ جانا چاہیئے تھا ابتک نہیں آیا باوجودیکہ مولوی صاحب کو کئی بار یاد دہانی کرائی گئی، مولوی عمر الدین صاحب نے جوابی خط لکھے لیکن وہ بالکل خاموش ہیں، اور جواب تک نہیں دیتے، مولوی عمر الدین صاحب کی طرف سے دوسرا پرچہ ۱۷ جولائی ۱۹۴۸ء کو بھیجا گیا تھا، جس کا جواب مولوی اللہ دتہ صاحب نے آئندہ نو ماہ میں دینے کا وعدہ کیا تھا، آج بارہ مہینے سے زائد ہو گئے ہیں اور حالت یہ ہے کہ جوابی خط کا بھی جواب نہیں اس کیساتھ ہی یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ مولوی عمر الدین صاحب کے پہلے پرچہ کا بھی مکمل جواب مولوی اللہ دتہ صاحب نے نہیں دیا انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ مکمل جواب پھر دیا جائے گا لیکن یہ وعدہ بھی ابھی تک تشنۂ ایفا ہے۔

کیا مولوی اللہ دتہ صاحب کی یہ خاموشی اس بات پر دال نہیں کہ وہ اس بحث کو جاری رکھنے اور مولوی عمر الدین صاحب کے پرچہ کا جواب دینے کی اہلیت نہیں رکھتے اور نہ کوئی جواب فی الحقیقت ان حقایق کا ہو سکتا ہے جو مولوی عمر الدین صاحب نے پیش کئے ہیں۔

ہم مولوی اللہ دتہ صاحب کو ایک دفعہ پھر بذریعہ اخبار اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ وہ یا تو اپنا پرچہ بھیجکر اس بحث کو جلد از جلد ختم کرنے کی کوشش کریں، اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے اور انشاء اللہ نہیں کر سکیں گے، تو صاف جواب دیں تاکہ خواہ مخواہ انتظار نہ کرنی پڑے اور پبلک کو معلوم ہو جائے کہ مولوی صاحب جواب دینے سے عاجز آ چکے ہیں۔

مسجد احمدیہ سرینگر میں شاندار اجتماع

باشندگان سرینگر کشمیر انتہائی خوش قسمت ہیں کہ پچھلے سال کی طرح حضرت مولانا مولوی صدر الدین صاحب نائب صدر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور امسال بھی سرینگر تشریف لے آئے ہیں، جن سے جماعت احمدیہ سرینگر میں خاصی سرگرمی پیدا ہوئی ہے اور ان میں زندگی کی لہر دوڑ گئی ہے۔

ہر نماز جمعہ کے موقعہ پر مسجد احمدیہ (تعلمان پورہ سرینگر) میں خاص رونق ہوتی ہے اور جماعت کے ذی عزت اصحاب جناب ڈاکٹر پروفیسر نظیر الاسلام صاحب ایم اے پی۔ ایچ۔ ڈی، جناب کمال الدین صاحب انجنیئر، جناب ڈاکٹر نذیر احمد صاحب قریشی بیلتھ آفیسر، جناب چوہدری فضل حق صاحب پرسنل اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل آف کسٹمز و اکسائز اور دیگر ذی عزت اصحاب باقاعدگی کے ساتھ مسجد میں حاضر ہوتے ہیں۔ اور جماعت کے ہر ایک فرد میں سرور سا پیدا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے مسجد شریف بھی تکمیل کو پہنچ رہی ہے اور مسجد احمدیہ ایسی عظیم الشان مسجد بن گئی ہے کہ شہر بھر میں یہ اپنی نظیر آپ ہے۔ اور فن تعمیر کا ایک شاندار نمونہ ہے۔

کجا وہ وقت کہ نماز جمعہ کی ادائیگی کیلئے کرایہ پر کمرہ لینے کی ضرورت محسوس ہوتی تھی اور کجا یہ وقت کہ ایک عظیم الشان مسجد بن گئی ہے جس میں عورتوں کیلئے گیلریاں بھی ہیں اور رہنے کے لئے

ایٹم بم

دنیا میں ایک نئے انقلاب کا پیش خیمہ

کچھ دنوں سے ایک نئے تباہ کن بم کا ذکر اخباروں میں آ رہا ہے جو اتحادیوں نے جاپان کے خلاف استعمال کیا ہے۔ اس کی تباہ و برباد کر دینے والی قوت کا کسی قدر اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ جب ایک اتحادی افسر سے پوچھا گیا کہ بجائے ہیروشیما کے ٹوکیو پر یہ بم کیوں نہ پھینکا گیا تو اس نے جواب دیا کہ پھر ہم صلح کس سے کرتے یعنی بم تو حکومت کی تمام مشینری کو تباہ کر دیتا۔ پھر گفتگو کے لئے کون باقی رہ جاتا۔

وہ لوگ جو سائنس نہیں جانتے۔ اور خصوصاً فزکس سے ناواقف ہیں۔ یہ واقعات پڑھ کر حیران تو ضرور ہیں۔ مگر وہ اس ایجاد کو صرف ایک خطرناک جنگی ہتھیار ہی سمجھتے ہیں اور بس۔ اس سے زیادہ شاید وہ اس کی اہمیت نہیں سمجھتے۔ حالانکہ یہ ایک ایسی ایجاد ہے۔ جو عنقریب دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر دے گی۔ کیا سیاسی اور کیا صنعتی اور کیا معاشرتی۔ عوام الناس اس کی اہمیت کے ہزارویں حصہ کا بھی اندازہ نہیں کر سکتے۔ جس قوت کو قابو میں لا کر اس بم کی ایجاد کی گئی ہے اگرچہ وہ ابھی دوسرے کاموں میں نہیں لائی جا سکی۔ مگر اب صرف وقت کا سوال باقی رہ گیا ہے۔ اس خیال سے کہ ایٹم بم کی ایجاد کا ایک مدھم سا نقشہ کھینچ سکیں۔ نیچے اس کے متعلق بعض باتیں بیان کی جاتی ہیں جو امید ہے خالی از دلچسپی نہ ہوں گی۔

ایٹم کیا ہے؟

بہت پرانے زمانے سے یہ سوال چلا آ رہا ہے کہ دنیا کس چیز سے بنی ہے۔ سائنس اس نتیجہ پر پہنچی ہے۔ کہ تمام (Elements) اجزاء مائی (Molecules) کے بنے ہوئے ہیں۔ یعنی نہایت چھوٹے چھوٹے ذرّوں کے جو ذرات خود مختلف (Atoms) ایٹمز سے مل کر بنتے ہیں۔ مثلاً پانی کا مالی کیول دو ہائیڈروجن گیس کے ایٹمز اور ایک آکسیجن ایٹم سے مل کر بنا ہے۔ شروع شروع میں یہ خیال کیا جاتا تھا کہ ایٹم سب سے چھوٹا پیمانہ ہے۔ جسے آگے تقسیم نہیں کیا جا سکتا مگر سب جانتے ہیں کہ ایٹم اپنی ذات میں ایک عالم ہے۔ جسم انسانی کو عالم صغیر کہا جاتا تھا مگر شاید یہ لفظ ایٹم پر زیادہ موزونیت کے ساتھ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یہ ایک ننھا سا نظام شمسی ہے اس کے اپنے ایک سورج کو (Nucleus) نکلئیس کہتے ہیں اور وہاں گھومنے والے سیاروں کو... (Electrons) الکٹرونز جیسا کہ احباب جانتے ہوں گے کہ بجلی دو قسم کی ہوتی ہے مثبت اور منفی۔ ایٹم کے سیاروں میں منفی قسم کی بجلی ہوتی ہے۔ اور نکلیس میں مثبت۔ نظام شمسی اور ایٹم کے نظام میں یہی فرق ہے۔ کہ اوّل الذکر میں قوت کشش سیاروں اور سورج کو قائم رکھے ہوئے ہے۔ اور آخر الذکر میں بجلی الکٹرونز کو نکلیس کے گرد گھما رہی ہے۔ نیز یہ کہ اجرام فلکی تو ایک دوسرے کو اپنی طرف کھینچتے ہیں مگر الکٹرونز ایک دوسرے سے دور بھاگتے ہیں۔

مختصر الفاظ میں ایٹم کی ہیئت یہ ہے کہ اس میں ایک نقطۂ مرکزی ہوتا ہے۔ جس میں مثبت قسم کی بجلی ہوتی ہے۔ اور اس نقطہ کے گرد الکٹرونز (جن میں منفی بجلی ہوتی ہے) چکر لگا رہے ہوتے ہیں۔ ان الکٹرونز کی رفتار مختلف ہوتی ہے۔ مگر یہ جاننا شاید دلچسپ ہو کہ ان میں سے بعض کی رفتار ڈیڑھ لاکھ میل فی سیکنڈ ہوتی ہے یعنی ایک سیکنڈ میں وہ اپنے سورج کے گرد سنکھوں سنکھ بار چکر لگا لیتے ہیں۔

ایٹم کا وزن

ایٹم کے انتہاء طور پر چھوٹے ہونے کا اندازہ آپ اس بات سے کر سکتے ہیں۔ کہ اگر ہم دس دس کھرب ایٹمز کے دس کھرب بنڈل لیں۔ تو صرف ڈیڑھ ماشہ وزن ہو گا۔ ایک شخص جس کے سر کے بال نہایت باریک ہوں اگر اس کا ایک بال لیا جائے۔ تو اس کی نوک پر لاکھوں ایٹمز بآسانی بسیرا کر سکتے ہیں۔ یہاں یہ ذکر کرنا کہ اتنی چھوٹی چیز کا وزن اور حجم کیسے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ بے سود ہے۔ بس اتنا سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ گپیں نہیں۔ بلکہ حقیقت ہے جس پر تجربہ کی مہر لگ چکی ہے۔

ایٹم کی قوت

اگر ایک طرف ایٹم کے ایسے چھوٹے جسم کو دیکھا جائے جو اس کے اندر موجود ہے تو حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ ایٹم میں سب سے زیادہ قوت اس کے نقطۂ مرکزی میں ہوتی ہے اس سے کم اس کے پاس کے برق پاروں میں اور سب سے زیادہ کم ان میں جو اس سے سب سے زیادہ دور ہوتے ہیں۔ جیسا کہ میں بتا چکا ہوں۔ اس نقطۂ مرکزی میں مثبت بجلی ہوتی ہے اور الکٹرونز میں منفی اور مثبت بجلی کی یہ خاصیت ہے کہ منفی کو تو اپنی طرف کھینچتی ہے اور مثبت کو پرے ہٹاتی ہے۔ اسی طرح منفی بجلی مثبت کو تو کھینچ لاتی ہے اور منفی کو دور بھگاتی ہے۔ یعنی ایک ہی قسم کی بجلیاں ایک دوسرے سے پرے ہٹتی ہیں اور دوسری قسم کی بجلی کو کشش کرتی ہیں۔

ایٹم مختلف قسم کے ہوتے ہیں۔ بعض وہ جن میں صرف ایک الکٹرون ہوتا ہے اور بعض وہ جن میں ایک سے زیادہ سب سے زیادہ الکٹرون (Uranium) یورنیم میں ہوتے ہیں جس سے ایٹم بم ایجاد کیا گیا ہے۔ اس کے نکلیس کے گرد ۹۲ الکٹرون چکر لگا رہے ہوتے ہیں۔

سب ایٹمز کے اندر یوں ہوتا ہے کہ بعض دفعہ باہر کے چکروں میں گھومنے والے الکٹرونز اندر کے چکر یعنی چھوٹے قطر کے دائرہ میں گھومنا شروع کر دیتے ہیں ایسا کرتے وقت وہ قوت خرچ کرتے ہیں جو روشنی کی لہروں میں ہمیں نظر آتی ہے یہ ضروری نہیں کہ ایٹم کے سارے کے سارے الکٹرونز باہر سے اندر کے دائرہ میں آ جائیں بلکہ کبھی ایک دو کبھی زیادہ الکٹرونز ایسا کرتے ہیں کوئی کسی میں چلا جاتا ہے اور کوئی کسی میں۔

نکلیس کے قریب کے الکٹرونز کی ایسی ہی حرکات کی وجہ سے ایکس ریز پیدا ہوتی ہیں جنھیں سب لوگ جانتے ہیں۔ ان میں اتنی طاقت ہے کہ لوہے کی دیوار سے گذر جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ ہڈیوں وغیرہ کی تصویر لینے کے کام آتی ہیں۔ چونکہ چمڑا انہیں آسانی سے گذرنے دیتا ہے، اور ہڈیاں زیادہ مزاحمت کرتی ہیں اس لئے ان کی جگہ پلیٹ پر سیاہ سا نشان یعنی ان کی تصویر بن جاتی ہے۔

جب تیزی سے گھومتے ہوئے الکٹرونز کو کسی چیز پر بمبارڈ کیا جائے تو وہ الکٹرونز اس چیز کے ایٹم کے اندر گھس جاتے ہیں اور اندر کے چکروں میں سے بعض الکٹرونز کو جو ایٹم کی ملکیت تھے۔ باہر نکال پھینکتے ہیں۔ مگر فوراً ہی ان کی جگہ لینے کے لئے باہر سے الکٹرونز آ جاتے ہیں۔ اور جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں ایسا کرتے وقت... (Energy) دیتے ہیں۔ جو (X-Rays) کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔

مختصر یہ کہ اگر کسی صورت سے ایٹمز کے الکٹرونز یعنی برق پاروں کو درہم برہم کیا جائے تو طاقت حاصل کی جا سکتی ہے۔ اور اگر ایٹم کی سورج (Nucleus) کو توڑنے میں ہم کامیاب ہو جائیں تو پھر تو پانچوں گھی میں ہیں۔ کیونکہ یہ اصل قوت کا خزانہ ہے...... اسی طریق پر قوت حاصل کر کے ایٹم بم کی ایجاد کی گئی ہے۔ جب اخباری نمائندوں نے آکسفورڈ کے ایک فزکس کے پروفیسر سے ایٹم بم کے متعلق پوچھا۔ تو اس نے جواب دیا کہ سورج اور ستارے کوئلہ نہیں جلاتے اپنے قارئین سے کہو کہ جو چیز سورج اور ستاروں کو روشنی دینے کے قابل بنا رہی ہے وہی ایٹم بم میں کام میں لائی گئی ہے۔

قوت کس طرح حاصل کی جائے

یہ کہ اس قوت کو کس طرح حاصل کیا جائے بہت مشکل سوال ہے پچھلی جنگ میں اس کے متعلق کافی تحقیق ہوئی تھی۔ مگر ناکامی ہوئی۔ بہرحال یہ خیال لوگوں کے دلوں میں ضرور تھا۔ ہٹلر اپنی تقریروں میں جو تعلیاں کیا کرتا تھا۔ ممکن ہے ان میں بھی یہی راز ہو کہ جرمن سائنسدان ایسا ہتھیار بنانے کی کوشش میں ہوں۔ مگر کامیاب نہ ہوئے ہوں۔ کوئی دو ہفتے ہوئے میں ایک سائنٹیفک ناول (Atom) پڑھ رہا تھا جس میں مصنف نے فرض کیا ہے کہ (Atom) کی قوت پر قابو پانے میں ایک سائنسدان کامیاب ہو گیا ہے۔ اور وہ بھٹی میں بجائے کوئلہ جلانے کے اسے استعمال کرتا ہے۔ ایٹم کی طاقت سے لوہا پگھلاتا ہے اور وہ ساتھ کے لوہے کو پگھلاتا ہے اور اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اور بے پناہ گرمی حاصل ہو جاتی ہے۔ مگر خطرہ ہے کہ اگر یہ چیز زیادہ مقدار میں پیدا ہو جائے اور قبضہ میں رکھنے کا انتظام نہ کیا جائے تو سارے علاقے کو دوزخ بنا دے۔ جب میں نے یہ ناول پڑھا تو اسے ایک خیالی چیز سمجھا۔ مگر معلوم نہ تھا کہ پندرہ روز بعد واقعی ایسا ہو جائے گا۔

ایٹم بم کے بنانے کا عمل تو سوائے موجدوں کے کسی کو معلوم نہیں مگر جو خاکہ انہوں نے کھینچا ہے وہ بھی سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ صرف یہ دیکھ لیں کہ ایٹم کے نکلیس کو توڑ کر انہوں نے یہ طاقت حاصل کی Uranium جو سب سے بوجھل نیوٹرانز (جو ایٹم کے اندر ہوتے ہیں) مارے جاتے ہیں۔ جو اس میں سے اور نیوٹران پیدا کرتے ہیں۔ اور اس طرح یہ سلسلہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اگر اس کی ساخت کے دوران میں دو کاسمک ریز (جو سمندر کی گہرائیوں سے لیکر ہمالیہ کی چوٹیوں تک غرضیکہ ہر جگہ موجود ہیں) اس پر پڑ جائیں تو سارا کارخانہ اڑ جائے مگر معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ان ریز کو روکنے کے لئے بھی کوئی چیز تیار کر لی ہے..

...... وہ ریز جنہیں میلوں میل پانی کی تہ نہ روک سکی۔ انہیں انسان روکنے میں کامیاب ہو گیا۔

یہ ایجاد صرف اس لحاظ سے اہم نہیں کہ شہر کے شہر کو موت کی نیند سلایا جا سکتا ہے بلکہ صنعتی لحاظ سے بھی ایک انقلاب عظیم کا پیش خیمہ ہے۔ جو انسانی زندگی اور تہذیب کو بدل دے گا جس طرح بجلی نے دنیا کو کچھ سے کچھ بنا دیا ہے

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائیگی

(انقلاب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لائے پانی ہر سعید و اید بود ۔ زندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

المصلح خیر کی

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن ہے

ایڈیٹر ۔ ایس محمد آصف بی اے

جائنٹ ایڈیٹر شیخ محمد انعام الحق

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا ۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں ۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی ۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے ۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا ۔

جلد ۳۳ | لاہور ۔ یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۰ رمضان سنہ ۱۳۶۴ ھ م ۔ ۲۹ اگست سنہ ۱۹۴۵ ء | نمبر ۳۵

أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ

حصولِ رضائے الٰہی انسانی زندگی کا اصل مقصد ہے

اللہ تعالیٰ نے عالمِ روحانیت کے ایک عظیم الشان راز کو محمد رسول اللہ صلعم کے ذریعہ ظاہر فرمایا

رمضان کے آخری عشرہ میں جماعت کے دوست سب خدا کے آگے گریں

خدا کی نصرت اس وقت آتی ہے جب انسان اپنی ساری قوت کو خدا کے سامنے حاضر کر دیتا ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ۔ ڈلہوزی ۔ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۴۵ ء

اُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ

دعاؤں کے متعلق قرآن مجید میں دو لفظوں کا استعمال اس ذکر کے بعد کہ اللہ تعالیٰ انسان سے بہت قریب ہے ۔ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۔ فرمایا کہ میرا قریب ہونا اس سے ظاہر ہے کہ جب دعا کرنیوالا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا کا جواب دیتا ہوں یا اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں ۔ اجابت کا لفظ اہل لغت کے نزدیک دو معنے میں استعمال ہوتا ہے ۔ جب کوئی سوال کیا جائے تو اس کا جواب الفاظ میں دینا اور جب کسی فائدہ کا مطالبہ ہو تو اسے قبول کرنا اور استجابت جو اسی مادہ جوب سے دوسرا باب ہے اس کے معنے صرف قبول کرنے کے ہیں ۔ دعاؤں کے متعلق یہ دونوں لفظ قرآن شریف میں استعمال ہوئے ہیں ۔ اجابت کم موقعہ پر اور استجابت زیادہ اور قرآن شریف میں جہاں جہاں استجاب کا لفظ دعا کے لئے آیا ہے وہ قبولیت کے لئے ہی آیا ہے جیسے فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم ۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِن ضُرٍّ ۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ ۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ ۔

دعا کے متعلق دو باتیں قرآن شریف کے ایک مقام کے معنے سمجھنے کے لئے بہترین اصول یہ ہے کہ سیاق و سباق کے علاوہ دوسرے مقامات کی طرف رجوع کیا جائے مثلاً دعا کے متعلق ہمیں دو باتیں صاف نظر آتی ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ بعض وقت کافروں اور مشرکوں کی دعاؤں کو بھی سنتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے جس کا ذکر قرآن شریف میں کئی موقعوں پر ہے اور دوسرا یہ کہ بعض وقت وہ مومنوں کی دعا کو بھی قبول نہیں کرتا اور اپنی قضاء و قدر ان پر وارد کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ اس پر راضی ہوں جیسا کہ مومنوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ الآیہ اور اس کے آخر پر فرمایا کہ جو ان مصائب پر صبر کرتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوات اور رحمت کا نزول ہوتا ہے وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ جس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ دنیوی منافع کے لئے دعا اور دنیوی مصائب سے نجات کے لئے دعا ہر حالت میں قبول نہیں ہوتی خواہ مومن ہی اس دعا کا کرنے والا ہو ۔ بلکہ ایک جگہ پر صاف طور پر بھی فرمایا فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِن شَاءَ ۔ جب تم مصیبت سے نجات کے لئے دعا کرتے ہو تو وہ چاہے تو وہ اسے دور کر دیتا ہے اور نہ چاہے تو نہیں کرتا ۔ اور اسی طرح ایک جگہ فرماتا ہے مَّن كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَن نُّرِيدُ ۔ جو شخص دنیوی منافع کے پیچھے پڑتا ہے ۔ یرید میں کوشش اور دعا دونوں آجاتے ہیں ۔ تو ہم یہ منافع جس قدر چاہیں جسے چاہیں دیتے ہیں ۔

زندگی کی اصل غرض تو مومنوں کو یہ بھی سبق سکھایا ہے کہ اصل غرض زندگی کی اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے اللہ تعالیٰ کے قرب کا حاصل کرنا ہے جس سے زندگی میں بھی سکون اور اطمینان پیدا ہوتا ہے ۔ دنیوی منافع کا حاصل کرنا یا دنیوی تکالیف سے بچنا اصل مقصد زندگی نہیں ۔ ایک حقیقی ایمان رکھنے والا اگر اسے یہ معلوم ہو کہ اس کا خدا اس پر راضی ہے تو وہ ہر تنگی اور تکلیف کو خوشدلی سے اٹھا لیگا اور اس دولت پر وہ لعنت بھیجے گا جس کے ساتھ خدا کی ناراضگی ہو ۔ اب اُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ پر ہم غور کرتے ہیں یہ رمضان کے ذکر میں ہے اور روزہ خود کئی قسم کی مشقتوں کے اٹھانے کا نام ہے گویا خدا کی رضا کے حصول کے لئے انسان اپنے آپ کو طرح طرح کی مشقتوں میں ڈالتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ انسان کی زندگی کا مقصد حقیقت میں یہی ہے [illegible] حصول رضائے الٰہی ہے جس کے لئے وہ مشقت اٹھاتا ہے ۔ اور انسان کی زندگی کا مقصد کھانا پینا نہیں کھانا پینا محض اس زندگی کی ضروریات میں سے ہے ۔ اور اس کھانے پینے کو حصول رضائے الٰہی کے لئے چھوڑنا بھی پڑتا ہے ۔ گویا ہم کھانے کی خواہش کو حصول رضائے الٰہی کی خواہش پر قربان کرتے ہیں آرام کی خواہش کو حصول رضائے الٰہی پر قربان کرتے ہیں تو جو چیز قربان کی گئی وہ ادنیٰ ہے اور جس کے لئے وہ قربان کی گئی وہ اعلیٰ ہے ۔

رمضان کے مہینہ میں دعا کرنے والوں کی تڑپ اب یہاں جو الداع یعنی دعا کرنے والا ہے وہ کون ہے ۔ وہ اِنی عبادی میں سے ایک ہے جن کے دلوں میں یہ تڑپ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے قرب کو کس طرح حاصل کریں وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي جنہوں نے حصول رضائے الٰہی کے لئے اپنی حیوانی خواہشات کو ترک کر دیا ، ایک اعلیٰ چیز کے لئے ادنیٰ چیز کو قربان کر دیا ۔ اب انہی بندوں کے متعلق جن کو یہ خوشخبری دی گئی کہ ان کا خدا ان سے بہت قریب ہے فرمایا کہ وہ دعا کریں میں اس دعا کو قبول کروں گا ۔ کیا وہ اس ادنیٰ چیز کے لئے دعا کریں گے جس کو چھوڑ رہے ہیں یا اس اعلیٰ چیز کے لئے دعا کریں گے جسے وہ اب اختیار کر رہے ہیں اور جس کی خاطر اس ادنیٰ چیز کو قربان کر رہے ہیں ۔ اگر وہ فی الواقع یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ایک ادنیٰ چیز کو ایک اعلیٰ مقصد کے لئے چھوڑ رہے ہیں تو ان کے دل میں یہ تڑپ پیدا نہ ہوگی کہ اے خدا ہمیں کھانے پینے کے سامان بہت عطا فرما ۔ ہمیں مال اور جائدادیں بڑی بڑی عطا فرما ۔ بلکہ ان کے دل میں اس وقت یعنی رمضان کے مہینے میں تڑپ یہی پیدا ہوگی کہ اے خدا تو ہمیں اپنے قرب کا مقام عطا فرما اے خدا تو ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر چلا ۔

رضائے الٰہی حاصل کرنے والے بندوں کا نقشہ قرآن کریم فطرت انسانی کی کتاب ہے ۔ وہ فطرت انسانی کا نہایت صحیح نقشہ کھینچتی ہے ۔ یہاں اس نے ان عباد کا ان بندوں کا نقشہ کھینچا ہے جو رضائے الٰہی کو اس قدر مقدم

(باقی دیکھو صفحہ ۵)

کرتے ہیں کہ اس کی خاطر دنیوی طور پر دکھ اور تکلیف اٹھانے کو بھی تیار رہتے ہیں جن کے دلوں میں تڑپ یہ پیدا ہوتی ہے کہ وہ قرب الٰہی کس طرح حاصل کریں تو انہی کے متعلق فرمایا

اجیب دعوة الداع اذا دعان

جب ایسا پکارنے والا مجھے پکارتا ہے میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں یہ الداع ہے خاص پکارنے والا۔ وہی خاص پکارنے والا جو رضائے الٰہی کے حصول کو مقدم کر چکا ہے اور جو اد نے حیوانی خواہشات کو حصول رضائے الٰہی پر قربان کر چکا ہے۔ چنانچہ سیاق عبارت پھر یوں ہے

فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون

پس از میرے بندوں کو چاہئے کہ وہ مجھے قبول کریں اللہ تعالیٰ کا قبول کرنا کیا ہے اس کے احکام کا قبول کرنا۔ اس کے بعد فرمایا مجھ پر ایمان بھی لائیں حالانکہ احکام کو وہی قبول کرے گا جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے، تو یہاں قبول احکام کے بعد ایمان کے ذکر سے مراد وہ ایمان ہے جو انسان کا اللہ تعالیٰ سے حقیقی تعلق پیدا کر دیتا ہے۔

مستجاب الدعوات ہونے کیلئے حصول رضائے الٰہی کو مقدم کرنا ضروری ہے

بلاشبہ اس آیت میں قبولیت دعا کا ذکر ہے اور نسل انسانی کے لئے ایک بڑی بھاری خوشخبری ہے انسانوں کو بتایا ہے کہ وہ مستجاب الدعوات بھی ہو سکتے ہیں لیکن مستجاب الدعوات ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ پہلے انسان حصول رضائے الٰہی کو مقدم کرے۔ ایسے انسان کی اکثر دعائیں بہت جلد قبولیت الٰہی کو حاصل کر لیتی ہیں، قرآن کریم نے حقائق کو کمال حکمت کے ساتھ بیان فرمایا ہے اگر دعا کی قبولیت کی خوشخبری سنائی ہے تو پہلے بتا دیا ہے کہ اصل مقصد زندگی کو بھی سمجھ لو جب تم اپنے آپ کو کلیتاً حصول رضائے الٰہی پر لگا دیتے ہو تو تمہاری دعائیں بھی قبولیت کا مرتبہ حاصل کر لیتی ہیں، پھر دنیا کے منافع کو مانگنا یا دنیوی مصائب سے بچنے کے لئے دعا کرنا سب حصول رضائے الٰہی کا ہی ایک جزو ہو جاتا ہے جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان حصول رضائے الٰہی کو مقدم کر لیتا ہے تو وہ لقمہ جو وہ اپنی عورت کے منہ میں ڈالتا ہے وہ بھی حصول رضائے الٰہی کا ذریعہ بن جاتا ہے سو پہلے حصول رضائے الٰہی کو مقدم کر لو۔ تو تم مستجاب الدعوات بھی بن سکتے ہو پھر دنیوی منافع بھی مانگو۔ انسانوں کی روحانی بیماریوں کا علاج کرنے والے ان کے دنیوی دکھوں سے غافل نہیں ہوتے مگر جو صرف دنیا کی بیماریوں کا علاج کرتے ہیں وہ انسان کی روحانی بیماریوں سے جو اندر ہی اندر انسانوں کو تباہ کرتی جاتی ہیں، [illegible] بے خبر رہتے ہیں۔

عالم روحانیت کا عظیم الشان راز

یہ ایک عظیم الشان راز عالم روحانیت کا ہے جو اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلعم کے ذریعہ سے دنیا پر ظاہر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انسان سے بہت قریب ہے اور وہ انسان کی [illegible] دعاؤں کو قبول کرتا ہے بیماری [illegible] کیا ہے

عالم مادی کے رازوں کو معلوم کرنا۔ اور مذہب کیا ہے عالم روح کے رازوں کا معلوم کرنا۔ سائنسدانوں نے عالم مادی کا جو آخری راز معلوم کیا ہے وہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ ایٹم یعنی ذرہ کے اندر اس قدر زبردست طاقت موجود ہے کہ اس کو توڑا جائے تو شہر کے شہر ایک آن کے اندر برباد کئے جا سکتے ہیں۔ اس کے بالمقابل محمد رسول اللہ صلعم نے جو مذہب کا سب سے بڑا حکیم ہے عالم روح کے متعلق ایک راز آج سے تیرہ سو سال پیشتر دنیا کو بتایا کہ خدا انسان کے بہت قریب ہے اور انسان جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرتا ہے اور سچی عاجزی سے اس کے آگے گرتا ہے تو اس کے اندر ایک زبردست قوت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ جو مانگے اس کو مل جاتا ہے اور وہ مانگتا کیا ہے وہ دنیا کے لئے بربادی نہیں مانگتا بلکہ زندگی مانگتا ہے اللہ تعالیٰ نے اگر محمد رسول اللہ صلعم کے ذریعہ سے اس راز کو ظاہر فرمایا تو اس کے ساتھ ہی اس کا ثبوت بھی خود محمد رسول اللہ صلعم کے وجود میں دے دیا کہ کس طرح آپ کے اندر وہ قوت پیدا کر دی کہ نہ صرف ایک ملک عرب کو زندہ کر دیا بلکہ ساری دنیا میں ایک زندگی کی لہر دوڑا دی یہ کس چیز کا نتیجہ تھی یہ نتیجہ محمد رسول اللہ صلعم کی قبولیت دعا کا۔ آپ کے دل میں دنیا کی اصلاح کی ایک زبردست تڑپ موجود تھی۔ وہ تڑپ جس کا ذکر ان الفاظ میں ہے لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین۔ اور آپ گھر کو چھوڑ کر اور جنگلوں اور غاروں میں جا کر خدا کے آگے گرتے اور مخلوق خدا کی اصلاح کے لئے روتے۔ تو اللہ نے آپ کے اندر وہ قوت پیدا کر دی جو انسان کے وہم و گمان سے بڑھ کر تھی یعنی نہ صرف عرب کی وہ قوم زندہ ہو گئی جس کو صدیوں کی کوششیں قعر ذلت سے نہ نکال سکی تھیں بلکہ اس کے ذریعہ سے ساری دنیا میں ایک زندگی کی لہر دوڑ گئی۔

داعی کے معنی

ان الفاظ اجیب دعوة الداع اذا دعان میں ایک اور بات بھی قابل غور ہے۔ داعی کے معنے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے بھی ہو سکتے ہیں۔ مگر اس کے معنے انسانوں کو خدا کی طرف بلانے والے کے بھی ہیں۔ بلکہ اس کا استعمال قرآن شریف میں تمام دوسرے موقعوں پر اسی دوسرے معنی میں ہوا ہے یعنی انسانوں کو خدا کی طرف بلانے والا اجیبوا داعی اللہ اور ومن لا یجب داعی اللہ میں داعی سے مراد صراحتاً رسول اللہ صلعم ہی ہیں اور ایک جگہ رسول خدا صلعم کا نام ہی داعی الی اللہ رکھا ہے وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا اور یومئذ یتبعون الداعی لا عوج لہ میں بھی بلاشبہ رسول خدا صلعم ہی مراد ہیں کیونکہ قرآن کریم نے دوسری جگہ بالصراحت لا عوج لہ کو آپ کی صفت ہی قرار دیا ہے۔ الحمد للہ الذی

انزل علی عبدہ الکتاب ولم یجعل لہ عوجا۔ اسی طرح دوسری جگہ سورۂ قمر میں داع کا لفظ آتا ہے اور وہاں بھی مراد اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے والا نہیں بلکہ لوگوں کو بلانے والا ہی ہے اور اشارہ رسول خدا صلعم کی طرف ہی ہے۔ یوم یدع الداع الی شیء نکر۔ مھطعین الی الداع۔

جماعت احمدیہ کو بلند مقام پر کھڑا کیا گیا ہے

تو اجیب دعوة الداع اذا دعان کے یوں معنے ہوں گے کہ جو شخص لوگوں کو خدا کی طرف بلاتا ہے وہ جب مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں اس لئے کہ دنیا کے سب کام انسان کی اپنی کوششوں سے بھی ہو سکتے ہیں مگر دنیا کی اصلاح کا کام دنیا کو خدا کے آگے جھکانے کا کام خدا کی مدد کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ دوسری جگہ ایک حکم کے رنگ میں بھی بیان فرمایا ہے ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر۔ تم میں سے ایک جماعت ہو جو خیر کی طرف لوگوں کو دعوت دیں یعنی قرآن کی طرف دعوت دیں تو یہ بھی داعی الی اللہ جماعت ہے۔ یہ وہ مقام ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس جماعت کو کھڑا کیا ہے تو ہمارے لئے بھی یہ خوشخبری ہے

اجیب دعوة الداع اذا دعان

آئیے ہم نے جو دعوت الی اللہ کا کام اختیار کیا ہے اور امام وقت نے اپنے بعد ہمیں اس کام پر لگایا ہے ہم بھی ان مشکلات کو دیکھتے ہوئے جو ہمارے سامنے ہیں خدا کے آگے گریں اور اللہ تعالیٰ کو اپنی مدد کے لئے پکاریں مشکلات تو اس قدر بے انتہا ہیں کہ اگر خدا کے وعدے پر ایمان نہ ہو تو دل بیٹھ جائیں۔

دنیا کو صرف قرآن تباہی سے بچا سکتا ہے

دنیا کس اور طرف دوڑی جا رہی ہے یہ مال اور حکومت کے پیچھے دوڑی جا رہی ہے نہ کسی فرد اور قوم کی حرص مال ختم ہوئی ہے نہ حرص حکومت ہم نے اپنی آنکھوں سے یہ بھی دیکھا کہ دنیا کی کچھ قومیں ختم ہو گئیں اس لئے کہ ان کی حرص مال اور حرص حکومت ختم نہ ہوتی تھی۔ مگر ان کی بربادی کو دیکھ کر بھی دنیا کی باقی قومیں ابھی اسی طرف دوڑی جا رہی ہیں اٹلی جرمنی جاپان آنکھیں بند کر کے حرص مال اور حرص حکومت کے پیچھے دوڑے اور برباد ہو گئے اب جو باقی رہ گئے ہیں خواہ وہ بالشویک روس ہو جس کے متعلق یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس نے مال کی تقسیم کا مسئلہ ایسا حل کیا ہے کہ اب حرص مال کا سوال ہی اٹھ جائے گا۔ مگر وہ بھی اندھا دھند حرص مال اور حرص حکومت کے پیچھے دوڑا جا رہا ہے اور خواہ وہ سرمایہ دار اور طاقت پرست انگلستان، فرانس اور امریکہ ہوں وہ بھی حرص مال اور حرص حکومت کے پیچھے اندھا دھند دوڑے جا رہے ہیں اور ہندوستان یا دوسرے ممالک کی

تو حیثیت ہی کیا ہے یہ بھی انہی کی ضلالت کے پیچھے اسی رو میں بہے جاتے ہیں اگلوں کو بربادی کے گڑھے میں گرتے دیکھ کر بھی وہ سبق حاصل نہیں کرتے غرض اس وقت ساری دنیا مال اور طاقت کے پیچھے آنکھیں بند کر کے دوڑی چلی جا رہی ہے صرف ایک پیغام رحمت ہے جو دنیا کو اس ہلاکت سے نجات دلا سکتا ہے اور وہ پیغام رحمت قرآن ہے اس کی حامل ایک چھوٹی سی جماعت ہے کیا یہ اس رو کا مقابلہ کر سکتی ہے؟ کیا یہ دنیا کو بربادی اور ہلاکت سے بچا سکتی ہے یا گرتے وہی ہیں یا ہم بھی اس رو کے ساتھ بہہ جائیں یا اس کا مقابلہ کریں اور دنیا کو خدا پر ایمان کی طرف واپس لانے کی کوشش کریں۔

رمضان کے آخری عشرہ میں بحیثیت جماعت خدا کے آگے گرو

رمضان کے یہ دس دن باقی ہیں گے آخری عشرہ میں ہم داخل ہو چکے ہوں گے جب یہ خطبہ آپ کے سامنے آئے گا ہم اکیلے اکیلے کمزور ہیں آئیے دس دن کے لئے ہی سہی بحیثیت جماعت سب کے سب خدا کے آگے گریں اور اس سے مدد مانگیں کہ وہ ہمیں وہ سامان عطا فرمائے کہ ہم اس کے پیغام رحمت کو دنیا کے ہر ملک اور ہر قوم کے اندر پہنچا دیں۔ کام بہت بڑا ہے۔ اس کی مشکلات بے انتہا ہیں مگر اس کے لئے قوت دینے والا بھی موجود ہے مشکلات کی تاریکیوں کو پاش پاش کرنے والی بھی ایک طاقت ہے آؤ اس کے دروازے پر گریں مگر اس احساس کے ساتھ گریں کہ اے خدا تیری مخلوق تباہ ہو رہی ہے دنیا میں ظلم و فساد کا فسق و فجور کا زور بڑھتا جا رہا ہے ہم عاجز ہیں سامان کوئی نہیں کام کرنے [illegible] بہت تھک گئے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ہم نے بہتیرا مال خرچ کیا کچھ نہ بنا۔ تیری مدد دین کے لئے ضرور آئے گی مگر وہ کب آئے گی

متی نصر اللہ

خدا کی نصرت کب آتی ہے

میرے دوستو! ایسی ہو اگر متی نصر اللہ کی چیخ تمہارے دلوں سے نکل کر نکلے تو شاید ان نصر اللہ قریب کی آواز بھی جلد سن لو۔ ہم نے ابھی بہت سی طاقت کو خدا کے رستے میں خرچ کرنے سے بچا کر رکھا ہوا ہے آؤ اپنی ساری طاقت خرچ کر دو دعا پر بھی ساری قوت خرچ کر دو اور انفاق مال پر بھی ساری قوت خرچ کر دو، خدا کی نصرت پوری قوت کے ساتھ اسی وقت آتی ہے جب انسان اپنی ساری قوت کو خدا کے سامنے حاضر کر دیتا ہے عاجزی کا وقت وہی ہوتا ہے جب انسان اپنا سارا زور لگا چکا ہوتا ہے۔ وہ سو دفعہ منہ سے کہے کہ اے خدا میں عاجز ہوں مگر اس کے دل پر عاجزی کا احساس پیدا نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنا سارا زور نہ لگا دے اور پھر کچھ نہ بنے تب وہ حقیقتاً عاجز ہوتا ہے اور جب وہ عاجز ہو جائے تو خدا اس کی مدد کے لئے دوڑتا ہے اس لئے دعا بھی کرو اور انفاق مال کے رنگ میں اپنا زور بھی لگاؤ۔ میرا مطالبہ اس رمضان کے لئے کوئی بہت بڑا نہیں صرف وصیت کا مطالبہ ہے۔ اسی رمضان کے اندر اندر اپنے اپنے اموال کی وصیت اپنی

... میں سمجھ کر عمل پر رکھتے جانا ایک خطرناک غلطی ہے کیونکہ کون جانتا ہے کل اس کیلئے آئیگا یا نہیں پھر یہ مال ساتھ نہ جا سکے گا جو کچھ کرنا ہے آج کر لو تاکہ خدا کی نصرت بھی آج ہی تمہارے لئے حرکت میں آ جائے جنہوں نے تم اس معاملہ میں تذبذب سے کام لے رہے ...

خدمتِ دین

ایک مبلّغ کی سات ضروری خصوصیات

(ازجناب ممتاز احمد صاحب فاروقی - لاہور)

{قسط نمبر ۳}

(۵) خوش اخلاقی

ایک دفعہ ریل کے سفر میں مجھے ایک عمر رسیدہ سکھ سے بات چیت کرنیکا اتفاق ہوا - مذہبی خیالات کا مگر وضع قدیم رکھنے والا شخص معلوم دیتا تھا - طرزِ کلام مہذب تھا وہ یہ بار بار کہتا تھا کہ سب سے میٹھا بولنا چاہیئے کہ اس میں انسان کا کچھ خرچ نہیں ہوتا اور دوسرے کی دلداری ہوتی ہے اور جھگڑا فساد بھی نہیں پڑتا - اس نے ایک مثال دی جو کہ مجھے بہت پسند آئی - کہنے لگا اپنی ماں کو ایک شخص "ماتا جی" کہکر بھی بلا سکتا ہے - اور "او - میرے پیو دیئے رنّے"! (پنجابی) کہکر بھی بلا سکتا ہے - مگر دونوں مقولوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے - اسی بات کا خیال ایک مبلّغ دین کو بھی رکھنا نہایت ضروری ہے کہ اس نے نہ صرف عام لوگوں کو بلکہ اپنے مخالفین کو بھی خطاب کرنا ہے - خوش خلاقی سے وہ ان پر بہت اچھا اثر ڈال سکتا ہے مگر بد اخلاقی سے وہ ان پر بہت برا اثر ڈال سکتا ہے - بد اخلاقی اور تلخ کلامی سے وہ نہ صرف اپنے آپ سے ہی بلکہ مذہب اسلام سے بھی لوگوں کو بدظن کر سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے زمانۂ حیات میں جب ایک دفعہ لاہور تشریف لائے تو ایک مجلس میں ایک غیر احمدی مسلمان آیا اور آتے ہی آپ کو بے نقط گالیاں سنانی شروع کر دیں - آپ چپ ہو کر سنتے رہے - جب وہ تھک کر چور ہو گیا تو آپ نے فرمایا "بھائی کچھ اور کہنا ہے تو کہہ لے" اس پر وہ شخص بہت نادم ہوا - توبہ کر کے بیعت کی - ایک ہندو صاحب جو اس وقت مجلس میں موجود تھے بے اختیار بول اٹھے کہ مسیح ناصری کے متعلق تو ہم پڑھتے آئے تھے کہ ان کی تعلیم تھی کہ اگر کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسری گال بھی آگے کر دو - مگر آج ہم نے مسیح محمدی کی انکساری اور تحمل و بردباری کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا - سو مسیح محمدی کے مریدوں کو بھی اپنے آپ کو اس رنگ میں رنگین کرنا چاہیئے۔

حضرت مسیح موعودؑ کو اپنے مولا کریم کی عزت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا بہت پاس تھا اور اس کے متعلق بڑی غیرت رکھتے تھے اور جو مخالف اس قسم کی بے ہودہ حرکت کرتا تھا اسکو نہایت سختی سے مگر مہذب طریقہ سے جواب دیتے تھے - ایک دفعہ لاہور کے ریلوے اسٹیشن پر لیکھرام آریہ نے آپ کو سلام کیا - تو آپ نے نہ صرف جواب ہی نہ دیا بلکہ اپنا منہ پھیر لیا - اور فرمانے لگے کہ میرے پیارے نبی کو تو گالیاں دیتا ہے اور مجھے سلام کرتا ہے - مجھے اس کا سلام قبول نہیں۔

صحابہ کرام کی شان میں بھی قرآن کریم میں آتا ہے کہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم - کہ دشمنوں کے مقابلے میں تو ثابت قدم تھے اور سختی سے مقابلہ کرتے تھے مگر آپس میں رحم دل اور نرم مزاج تھے - دین کی عزت اور حرمت اور چیز ہے اور اپنے نفس کی بڑائی دیگر امر ہے - ایک دفعہ ایک غزوہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کسی کافر کو پچھاڑ کر اس کے سینہ پر چڑھ بیٹھے اور قریب تھا کہ تلوار سے اس کا کام تمام کر دیں کہ اس کافر نے آپ کے منہ پر تھوک دیا - اس پر آپ نے اس کو چھوڑ دیا - کسی نے پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا - کہنے لگے کہ پہلے تو میں ایک دشمن دین کو محض دین کی خاطر مارنے لگا تھا - مگر جب اس نے میرے منہ پر تھوک دیا تو میرا نفس بیچ میں آ گیا اور میں اسے خود [illegible] مارنا پسند نہیں کرتا تھا۔

جہاں چند ایک لوگ اکٹھے رہتے ہوں وہاں ضروری ہے کہ کسی نہ کسی وقت آپس میں چپقلش بھی پیدا ہو جائے - اور ایک دوسرے کے احساسات کو ٹھیس بھی لگ جائے ایسی حالت میں انسان غصہ میں آ کر زیادتی کر بیٹھتا ہے اور اینٹ کا جواب پتھر سے دینے پر تیار ہو جاتا ہے - مگر ایسے موقعوں کے لئے قرآن کریم میں آیا ہے کہ والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین - ایک بزرگ کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے غلام سے کوئی سخت نقصان ہو گیا جس پر وہ بزرگ غصہ میں آ کر اپنے غلام کو سزا دینے کو اٹھے - تو اس غلام نے فوراً کہا والکاظمین الغیظ تو انہوں نے سوٹی ہاتھ سے پھینک دی اور ان کا غصہ فرو ہو گیا - پھر اس غلام نے کہا والعافین عن الناس تو انہوں نے کہا کہ جا میں نے تجھے آج سے آزاد کر دیا - پھر اس غلام نے کہا واللہ یحب المحسنین - اس پر اس بزرگ نے اس غلام کو مال و روپیہ دے کر رخصت کر دیا۔

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ شیطان بڑی مخفی اور باریک راہوں سے انسان پر حملہ کرتا ہے - اور دھوکا دیتا ہے - بالکل ممکن ہے کہ آپ کا ایک دوست نیک نیتی سے بعض حالات کی بنا پر آپ کو ایک بات کہتا ہے جس کو آپ اپنی ہتک تصور کر لیتے ہیں - پہلے اس کے کہ آپ اس دوست سے مقاطعہ کر لیں آپ کو باہمی بات چیت سے ٹھنڈے دل سے اس پر غور کرنا چاہیئے - اور جس کی زیادتی ہو اس کو معذرت کرنی چاہیئے - اسی طرح کسی معاملہ پر بحث کرتے وقت کبر نفس ایک انسان کو مجبور کر دیتا ہے کہ دوسرے کی بات اور دلائل کو خاطر میں نہ لائے اور وہ اپنے آپ کو حق پر سمجھے اور یہ کہ وہ کوئی غلط بات کہہ ہی نہیں سکتا - اور کوئی دوسرا اس کو دھوکہ نہیں دے سکتا - یہ سب باتیں ایک مومن کی شان سے بعید ہیں جن کو حکم الٰہی دیا گیا ہے کہ امرھم شوریٰ بینھم - کہ جس پر کثرت رائے ہو اس کے آگے سر جھکاؤ - اور اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ مت کھڑی کرو - آخر جنگ احد سے پہلے جب دشمنوں کے چڑھائی کرنے کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا تو آپ نے صحابہ کرام سے اس کے متعلق مشورہ کیا - آپ کی رائے مدینہ میں ٹھہر کر ہی جنگ کرنے کی تھی مگر کثرت رائے یہی تھی کہ باہر نکل کر جنگ کی جائے - چنانچہ احد کے مقام پر جنگ ہوئی جس میں مسلمانوں کو نقصان بھی اٹھانا پڑا - کیا نبی کریم صلعم نے بعد میں صحابہ کرام کو مطعون کیا کہ دیکھا تم نے میری بات نہ مانی تو نقصان اٹھایا؟ ہرگز نہیں جو مجلس شوریٰ کا فیصلہ تھا اس پر سب نے سر جھکا دیئے اور کوئی چون و چرا کی گنجائش نہ تھی۔

مبلغین اسلام کو نہ صرف خوش اخلاقی سے ہی کام لینا پڑتا ہے بلکہ مہمان نوازی سے بھی - بہت سے لوگ ملنے جلنے اور تبادلہ خیالات کرنے آتے ہیں - اگر موقع پا کر ان کی ایک چائے کی پیالی یا کھانے سے تواضع کر دی جائے تو بہت اچھا اثر لے کر جاتے ہیں - ووکنگ اور برلن مشن میں کئی واقعات ایسے ہوئے ہیں کہ انگریز یا جرمن ملاقات کرنے کیلئے ہمارے مبلغین کی مہمان نوازی سے ایسے متاثر اور مشکور ہوئے کہ بالآخر گرویدہ اسلام ہو گئے - میرا اپنا ذاتی تجربہ ہے کہ ایک مخلص غیر احمدی مسلمان دوست مجھ سے اپنی فرصت کے وقت میں ملاقات کرنے اور تبادلہ خیالات کرنے آتے تھے - اور کئی دفعہ اتنی دیر ہو جاتی تھی کہ میرے ساتھ چائے اور کھانے پر بھی بیٹھ جاتے تھے - علمی رنگ میں تو وہ احمدیت کے دل میں قائل ہو چکے تھے - مگر میرے اس سلوک نے ان کو عملی رنگ میں علانیہ بیعت کرنے پر تیار کر دیا - اور اپنے بیعت کے خط میں انہوں نے اس بات کا بھی اظہار کر دیا - تالیف قلب کے لئے زکوٰۃ کے روپیہ میں سے بھی خرچ کرنا شرع اسلام میں جائز قرار دیا گیا ہے۔

ہماری انجمن بھی اس اصول کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے مبلغین کو جو بعض شہروں میں مقیم ہیں - مہمان نوازی کا الگ الاؤنس دیتی ہے جس سے ہمارے ان مبلغین کو پورا اور جائز فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

(۶) دوسروں کے لئے نمونہ بننا

انگریزی کا ایک مقولہ ہے

No man is a hero to his valet de chamber.

یعنی آدمی اپنے نج کے ملازم کی نظروں میں ہیرو نہیں ہوتا کیونکہ وہ ملازم اس کی سب کمزوریوں سے واقف ہوتا ہے - اور ایک آدمی اپنے ملازم سے اپنے گھر کے اندر وہ احتیاط نہیں برت سکتا جو کہ وہ باہر کے لوگوں کے سامنے برتتا ہے - مگر اس کے برخلاف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تو اپنے مخالفین کو چیلنج تھا کہ فقد لبثت فیکم عمرا - میں نے تمہارے درمیان اپنی عمر کا ایک کافی حصہ گذارا ہے کیا تم نے مجھ میں کوئی عیب دیکھا - یہی وجہ تھی کہ جب ابوسفیان سے (جب وہ کفر کی حالت میں تھے) قیصر روم نے نبی کریم صلعم کے متعلق دریافت کیا کہ وہ کس کیرکٹر کے آدمی ہیں تو انہیں مجبوراً اس بات کا اقرار کرنا پڑا کہ وہ صادق اور امین کے نام سے مشہور ہیں - اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنے مخالفین کو مخاطب کیا تھا - اور آپ کے چال چلن پر بھی وہ کوئی حرف نہ لا سکے - ویسے چند بدطینت اور گندہ دہن بکواس کرتے رہتے تھے مگر وہ قطعی بے بنیاد الزامات تھے - یہ امر واقعہ ہے کہ جب تک ایک مذہبی لیڈر اپنے عمل سے دوسروں کے لئے نمونہ نہ دکھائے اس کی باتوں کا اثر دیرپا اور مفید نہیں ہوتا۔

(باقی آئندہ)

چندوں کی ادائیگی کے متعلق نہایت ضروری اعلان

(۱) جملہ جماعتوں اور احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ یہ اب مالی سال کی آخری سہ ماہی ہے تمام بقایا جات صاف ہونے چاہئیں جن احباب کے ذمہ بقایا [illegible] وہ اب ارسال فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(۲) احباب کی توجہ ترجمۃ القرآن فنڈ اور ہستیار تھ پرکاش فنڈ - زکوٰۃ اور وصایا کی طرف بالخصوص مبذول کرائی جاتی ہے۔

مرتضیٰ خاں
اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

اعلان نکاح۔ مکرمی میر مدثر شاہ صاحب پشاور سے تحریر فرماتے ہیں:۔

"۲۷ رجولائی ۱۹۴۵ء بروز جمعہ بعد از نماز مغرب میرے لڑکے عبدالغنی شاہ کا نکاح ہمراہ بی بی افضل بیگم بنت آغا مقبول شاہ صاحب برادرم بتقرر مبلغ ۳ ہزار روپیہ حق مہر بمقام محلہ ڈوگراں دروازہ شہر پشاور کے مکان پر ہوا۔ برادران و بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں کہ یہ رشتہ جانبین کے لئے موجب رحمت و برکت ہووے۔"

میر صاحب نے اس خوشی میں مبلغ پانچ روپے انجمن کو بطور عطیہ دیئے ہیں۔ جزاکم اللہ۔

مولود مسعود (الف) مکرمی میاں عبدالرحمٰن صاحب ایس۔ ڈی۔ او۔ پی۔ ڈبلیو۔ ڈی سرگودھا حال احمدیہ بلڈنگس لاہور کو اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے اس خوشی میں میاں صاحب موصوف نے مبلغ ۵ روپیہ بطور عطیہ انجمن کو دیئے ہیں۔ بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو نیک اور صالح بنائے اور لمبی عمر عطا فرمائے۔

(ب) اللہ دتہ صاحب اٹاری ضلع امرتسر کے ہاں خداوند کریم نے فرزند عطا فرمایا ہے جس کی خوشی میں انکی اہلیہ صاحبہ سردار بیگم صاحبہ نے مبلغ دو روپیہ بطور عطیہ ...

درخواستہائے دعا

(الف) مری سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ اخویم مکرم جناب ڈاکٹر الہ بخش صاحب بیمار ہیں۔ ڈاکٹر صاحب اپنے قلب میں ایثار و خلوص کا غیر معمولی جذبہ رکھتے ہیں احمدیت اور جماعت کی ترقی کے لئے آپ کے دل میں بڑی تڑپ ہے سب بزرگان سلسلہ اور احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ دعائے نیم شبی میں ڈاکٹر صاحب موصوف کو خاص طور پر یاد رکھیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو شفا عطا فرمائے اور بیش از بیش خدمات دینی کی توفیق دے۔ آمین۔

(ب) اخویم حکیم خلیفہ محمد اسلم صاحب علوی سیکرٹری جماعت سامانہ بعارضہ درد گردہ بیمار ہیں احباب سلسلہ ان کی شفایابی کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

(ج) خواجہ محمد صدیق صاحب فانی مبلغ اسلام بھدرواہ بعض مشکلات کا شکار ہیں ان کے لئے بھی دعا کی جائے۔

(د) میاں غلام محمد صاحب محصل انجمن ایک عرصہ سے بیمار ہیں احباب سلسلہ ان کی شفایابی کے لئے بھی حضور قلب سے دعا فرمائیں۔

شکرانہ ماسٹر عبدالغنی صاحب ... مسلم ہائی سکول بدوملہی نے اپنے بھائی اور والدہ کی صحت یابی کی خوشی میں بطور شکرانہ مبلغ ۱۰ روپیہ بطور عطیہ انجمن کو دیئے ہیں اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔

رمضان کے لئے کچھ دعائیں

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

اے خدا تو مجھے ان لوگوں کے اس رستے پر چلا جنہوں نے اپنا سب کچھ تیرے نام کو دنیا میں بلند کرنے کے لئے قربان کر دیا اور اس لئے تیرے انعامات کے مستحق ہوئے۔

اے خدا تو میرے بیوی بچوں کو۔ میرے عزیزوں اور دوستوں کو بھی اسی رستے پر چلا۔

اے خدا تو ہماری ساری جماعت کے اندر یہ حرکت پیدا کر دے کہ وہ تیرے حکم وصیت کی تعمیل اس رمضان میں کر کے تیری رضا کو جو روزے کا اصل مقصد ہے حاصل کریں۔ اور مال کی پرستش کے ذلیل مقام سے اٹھ کر تیری پرستش کے بلند مقام کو حاصل کریں۔

اے خدا تو ہمیں وہ سامان عطا فرما اور ایسے کارکن عطا فرما کہ ہم تیرے قرآن کو دنیا کے ہر ملک اور ہر قوم میں پہنچا دیں۔

اے خدا تو ہمیں وہ نصرت عطا فرما کہ ہم تیرے دین کی تبلیغ کے مرکز دنیا کے ہر ملک اور ہر قوم میں قائم کر دیں۔

اے خدا تو قرآن اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی قبولیت کی ایک زبردست ہوا دنیا میں چلا دے۔

اے خدا تو دنیا پرست انسانوں کو ظلم و فساد اور فسق و فجور سے باہر نکال اور انہیں حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اے خدا تو ساری دنیا کو نور اسلام سے منور کر دے۔

خاکسار
محمد علی

ہم نے رمضان میں کیا کرنا ہے؟

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

۱۔ جنہوں نے اب تک وصیت نہیں کی یا لکھ کر دفتر میں نہیں بھیجدی وہ اپنی وصیت خواہ کتنی بھی مجمل ہو لکھ کر دفتر میں بھیجدیں۔

۲۔ جو خود وصیت کر چکے ہیں مگر ان کی بیویوں یا اور عزیزوں نے جن کے پاس خدا کا دیا ہوا مال ہے وصیت نہیں کی وہ اپنی بیویوں سے یا اور عزیزوں سے وصیت تحریر کرانے کی پوری کوشش کریں۔

۳۔ جو وصیت کر چکے ہیں اگر ان کی وصیت دسویں حصہ سے لیکر چھٹے حصہ تک ہے تو اس میں اس قدر اضافہ کی کوشش کریں کہ ان کی وصیت ایک تہائی تک پہنچ جائے۔ ایسے لوگوں نے گویا سارا مال خدا کے رستے میں دیدیا کیونکہ ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت کو خدا کا حکم رد کرتا ہے۔

۴۔ جو وصیت کر چکے ہیں اور کچھ حصہ رقم وصیت کا ادا بھی کر چکے ہیں وہ یہ کوشش کریں کہ کچھ حصہ اور ادا کر دیں اور ممکن ہو تو سارے کا سارا ہی ادا کر دیں۔

۵۔ جو وصیت کر چکے ہیں اور ابھی کوئی حصہ وصیت کا ادا نہیں کیا وہ کوشش کریں کہ کچھ حصہ رقم وصیت کا اس رمضان میں ادا کر دیں۔

۶۔ جن کے رستے میں وصیت کرنے میں یا وصیت کا مال ادا کرنے میں کوئی روک ہے یا انہیں اس کام کی توفیق نہیں ملتی وہ نماز تہجد میں کچھ آنسو ہی بہائیں کہ اے خدا تو ہمارے دلوں کی سختی کو دور فرما اور اپنی محبت کی وہ چنگاری ہمارے دلوں میں ڈال دے جو مال کی محبت کو خاکستر کر دے

خاکسار۔ محمد علی

قادیانیت سے توبہ

سامانہ ریاست پٹیالہ سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ منشی حبیب احمد صاحب سابق سیکرٹری امور عامہ جماعت قادیان سامانہ نے خلیفہ صاحب قادیان کی بیعت فسخ کر کے جماعت احمدیہ لاہور میں شمولیت فرمائی ہے اور ان کے کنبہ کے مندرجہ ذیل اشخاص بھی اس اعلان میں شامل ہیں احباب سلسلہ حضور قلب سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے اور سلسلہ کی خدمت اور اشاعت اسلام کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

(۱) اہلیہ صاحبہ حبیب احمد صاحب۔ (۲) جمیل احمد صاحب (۳) رفیق احمد صاحب (۴) شفیق احمد صاحب (۵) اختری بیگم صاحبہ

مسلم لیگ کیلئے چندہ

آل انڈیا مسلم لیگ کے لئے دس لاکھ روپیہ فراہم کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں احباب جماعت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جو دوست اس فنڈ میں چندہ دینا چاہیں وہ انفرادی طور پر رقوم ارسال کرنے کی بجائے مرکز انجمن میں اپنا عطیہ ارسال کریں۔ انجمن اپنے خزانہ سے بھی ایک معقول رقم شامل کر کے اجتماعی طور پر کل رقم مسلم لیگ کو ارسال کرے گی۔ انفرادی امداد کی بجائے ہماری طرف سے یہ جماعتی امداد زیادہ مفید اور موثر ہوگی۔ جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان خصوصیت سے توجہ فرماویں۔

خاکسار
مسعود بیگ جائنٹ سیکرٹری

اخبارات کا کوٹہ بڑھانے کے متعلق جماعتہائے احمدیہ کی قراردادیں

جماعت احمدیہ پشاور کی قرارداد

آج بتاریخ ۱۰ راگست ۱۹۴۵ء بوقت ساڑھے تین بجے بعد نماز جمعہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام پشاور کا اجلاس خاص زیر صدارت جناب میر مدثر شاہ صاحب پریزیڈنٹ انجمن مقامی منعقد ہوا جس میں ذیل کی قرارداد باتفاق منظور ہوئی۔

"احمدیہ انجمن اشاعت اسلام پشاور حکومت پنجاب کے محکمہ پیپر کنٹرول سے پرزور استدعا کرتی ہے کہ ہفتہ وار اخبار پیغام صلح لاہور (جو کہ خالص مذہبی اخبار ہے اور سیاست سے اسکا کوئی تعلق نہیں) کا کاغذ کا اصلی سابقہ کوٹہ بحال کیا جائے تاکہ وہ خالص مذہبی اور علمی امور پر روشنی ڈال سکے کاغذ کی کمی کی وجہ سے جدید خریداروں کے لئے اخبار جاری نہیں کیا جا سکتا جس کی وجہ سے مذہبی امور کی اشاعت میں تاخیر پیدا ہو رہی ہے ڈاکٹر عبدالمجید صاحب کی تجویز اور شیخ الٰہ بخش صاحب وکیل پشاور کی تائید سے قرار پایا کہ قرارداد کی نقول جناب کنٹرولر صاحب بہادر پیپر کنٹرول ڈیپارٹمنٹ لاہور (۲) کنٹرولر نیوز پرنٹ دہلی (۳) صدر انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کو بھیجی جاویں۔

دلاور خاں
سیکرٹری انجمن احمدیہ اشاعت اسلام پشاور

جماعت احمدیہ سرینگر کی قرارداد

سرینگر ۱۰ راگست کو بعد نماز جمعہ مسجد احمدیہ ... میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سرینگر کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ اور ذیل کی قرارداد متفقہ طور پر پاس ہوئی:

"احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سرینگر کا یہ اجلاس حکومت ہند اور حکومت پنجاب کے پیپر کنٹرولر صاحبان کی توجہ اخبار پیغام صلح لاہور اور اخبار لائٹ لاہور کی طرف مبذول کرتا ہے جن کا بلاوجہ کاغذ کا کوٹا اس قدر کم کر دیا گیا ہے۔ کہ وہ خاطر خواہ طور پر اپنی خدمات انجام نہیں دے سکتے اور نہ خریداروں کی فرمائشیں پوری کر سکتے ہیں۔ اس وقت جبکہ جنگ یورپ ختم ہو چکی ہے اور جاپان کی جنگ بھی قریباً ختم ہے پیپر کنٹرولر صاحبان کا ان دو مذہبی اخبارات سے ایسا رویہ رکھنا انتہائی افسوسناک ہے۔

لہذا یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے۔ کہ ان دونوں اخبارات کا کوٹا اس حد تک بڑھایا جائے کہ وہ حسب سابق کے پوری ضخامت کے ساتھ شائع ہوں۔

قرار پایا کہ قرارداد کی نقول افسران اور پریس کو برائے اشاعت بھیجدی جائیں۔

عبدالعزیز
برائے سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سرینگر

ایل نمبر ۸۳۸
رجسٹرڈ۔ ایل نمبر

جلد ۳۲ | لاہور۔ یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۷ رمضان ۱۳۶۴ھ۔ ۵ ستمبر ۱۹۴۵ء | نمبر ۳۶

انسان اور قربِ الٰہی

59

اللہ تعالیٰ کے قرب کا احساس انسان کو بدی سے روکتا ہے

کشف اور خواب سے بعض لوگ ٹھوکر کھا جاتے ہیں

میاں محمود احمد صاحب کے خوابوں کی حقیقت

قادیانی جماعت کیلئے لمحۂ فکریہ

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ دلہوزی مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۴۵ء

واذا سالك عبادی عنی فانی قریب

اللہ تعالیٰ انسان کے قریب ہے یہ رمضان شریف کے ذکر میں دوسری آیت ہے اور اس میں بتایا ہے کہ اللہ تعالےٰ انسان سے قریب ہے۔ دوسری جگہ فرمایا وھو معکم اینما کنتم جہاں کہیں بھی تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے۔ خواہ انسان گھر کی کوٹھڑی میں تنہا ہو، خواہ باہر مجلس میں ہو، خواہ دوستوں کے ساتھ، خواہ دشمنوں میں گھرا ہوا ہو، خواہ ذکرِ الٰہی میں مصروف ہو، خواہ اپنے کام کاج میں مصروف ہو، ہر وقت اس کے ساتھ ہے۔ مایکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم۔ چھپ چھپ کر مشورے کرو تین ہو گے تو وہاں چوتھا خدا ہوگا۔ اس سے کم زیادہ ہو گے تو بھی خدا وہاں موجود ہوگا۔ پھر یہ بھی بیان فرما دیا کہ خدا انسان سے قریب ہے تو کتنا قریب ہے فرماتا ہے ونحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ حبل الورید انسان کی رگِ زندگی ہے تو فرمایا ہم انسان کی رگِ زندگی سے بھی اس سے زیادہ قریب ہیں یعنی جس قدر انسان اپنی جان سے قریب ہے اس سے زیادہ قریب اس سے اللہ تعالےٰ ہے۔ دوسری جگہ اس ترکیب کو الٹ کر یوں بیان فرمایا ونحن اقرب الیہ جبکہ ہم تمہاری جان سے اس سے زیادہ قریب۔ یعنی جس قدر تم خود اس سے قریب ہو یہ قرآن کریم کا کمال ہے کہ جس خیال کو بیان کیا ہو اس کے انتہائی کمال تک پہنچایا ہے اللہ تعالیٰ کا یہ قرب انسان سے جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے دوسری کسی کتاب یا کسی مذہب میں نہیں ملے گا۔

سطحی اعتراض مگر معترض جب آنکھیں بند کر کے کرتے ہیں تو اس قدر واضح حقائق بھی ان کو نظر نہیں آتے عیسائیوں کا اسلام پر بڑا اعتراض ہے اور انہی کی کاسہ لیسی آریہ سماجیوں نے کی ہے کہ اسلام کا خدا کہیں بہت دور تخت پر بیٹھا اپنے احکام ایک مطلق العنان بادشاہ کی طرح چلاتا ہے اور یہ کیوں؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی بعثت میں قرآن شریف میں یہ بھی آیا ہے ثم استویٰ علی العرش اور عرش کہیں آسمانوں سے بھی اوپر ہے۔ حالانکہ جب اس قدر صریح الفاظ میں اللہ تعالےٰ کے انسان سے قرب کو بیان فرما دیا تو استویٰ علی العرش کے یہ معنی نہیں کہ وہ کوئی جسم ہے اور کہیں دور تخت پر بیٹھا ہوا ہے بلکہ زمین و آسمان کی پیدائش کے ساتھ یہ ذکر کر کے بتایا ہے کہ وہ ان چیزوں کو پیدا کر کے ان سے الگ نہیں ہو گیا بلکہ اس کا تسلط اور تصرف تمام اپنی مخلوق پر ہے۔

خدا کا قرب انسان کو بدی سے روکتا ہے مگر باوجود اس کے کہ خدا انسان سے اتنا قریب ہے۔ کیا انسان اس کے اس قرب کو محسوس کرتا ہے۔ خدا پر ایمان اسی چیز کا نام ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس قرب کو محسوس کرے۔ انسان جب ایک معمولی حاکم کے سامنے ہوتا ہے یا کسی ایسے شخص کے سامنے ہوتا ہے جس کی عزت اور احترام اس کے دل میں ہو تو نہ اس سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہوتی ہے جو اس عزت و احترام کے منافی ہو اور نہ اس کی زبان سے کوئی ایسا لفظ نکل سکتا ہے۔ تو اگر وہ اللہ تعالےٰ کے اس قرب کو محسوس کرے تو اس کے لئے اللہ تعالےٰ کی رضا کی راہوں پر چلنا کس قدر آسان ہو جاتا ہے وہ ہستی جس نے ہمیں پیدا کیا۔ وہ جس نے ہمیں یہ سب سامان عطا فرمائے مال و دولت اور مرتبہ دیا وہ جس نے ہمیں ہدایت دی وہ جو ہمارا حقیقی بادشاہ ہے فی الحقیقت ہم اس سے کسی وقت غائب نہیں ہو سکتے وہ ہر وقت اور ہر حالت میں ہم پر موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کا احساس انسان کو ہر بدی سے روک سکتا ہے۔ خواہ کتنی بھی زبردست کشش اس میں موجود ہو۔ اخلاق کی صحیح تکمیل اسی قربِ الٰہی کے احساس سے ہوتی ہے پھر جس قدر زیادہ قوی یہ احساس ہوگا اسی قدر زیادہ انسان کے اندر بدی پر غالب آنے کی قوت ہوگی۔ اسی قدر زیادہ اس کا نیکی پر قدم استوار ہوگا۔ یہی مطلب الایمان یزید وینقص کا ہے ایمان بڑھتا بھی رہتا ہے اور گھٹتا بھی رہتا ہے۔ قربِ الٰہی کی تجلیات ہیں۔ اس کے احساسات کے مدارج ہیں کسی انسان پر قربِ الٰہی کی تجلی بہت زبردست ہوتی ہے کسی پر کم۔ پھر ایک ہی انسان پر کسی وقت یہ تجلی بہت زبردست ہوتی ہے کسی وقت کم ہو جاتی ہے۔ عبادت کی حالت میں اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے وقت انسان جس قدر اس قرب کو محسوس کرتا ہے اس قدر دوسرے اوقات میں محسوس نہیں کرتا سوائے ان لوگوں کے جن کے قلوب پر یہ احساس کامل ہو چکا ہے۔

آنحضرت صلعم کی زندگی میں خدا تعالیٰ کی کامل تجلی اللہ تعالےٰ کے اس قرب کی تجلی کا کامل اور مکمل ظہور۔ اس کے قرب کا کامل احساس جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نظر آتا ہے۔ دوسرے کسی انسان کی زندگی میں نظر نہیں آتا اور یہ زبردست احساس فطری طور پر بھی آپ کے اندر موجود تھا۔ اس لئے وحی سے پیشتر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ آپ نے اپنی ساری زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ آپ سے کبھی کوئی ایسا فعل سرزد نہیں ہوا جو معیوب ہو۔ پچیس سال تک آپ تجرد کی حالت میں رہتے ہیں لیکن سخت سے سخت دشمن بھی آپ کی عفت کے خلاف ایک لفظ نہیں کہہ سکتا بلکہ دشمنوں کا سر یہی بیان آکر محمد رسول اللہ صلعم کے سامنے جھک جاتا ہے، آپ نے اپنی عمر میں بھی کبھی شراب کو نہیں چھوا کبھی جوئے کے نزدیک نہیں گئے۔ ہر معاملہ میں امین تھے گویا اس وقت بھی قربِ الٰہی کا وہ کامل احساس آپ کے قلب میں تھا جس نے آپ کو ہر بدی سے روکے رکھا پھر اس فطری نور کو وحی الٰہی نے نورٌ علیٰ نور کا مصداق کر دیا۔ نور تو پہلے ہی موجود تھا مگر وحی الٰہی سے اس نور کے اندر وہ کمال پیدا ہوا کہ آپ نے سارے عرب کو بدیوں سے پاک کر دیا۔ دوسروں کے دلوں کی تاریکیوں کو بھی دور کر دیا۔ دوسرے قلوب کے اندر بھی قربِ الٰہی کا احساس پیدا کر دیا۔ اور اس حد تک کیا کہ دوسرے کسی نبی یا مصلح کی زندگی میں بھی وہ حالت نظر نہیں آتی۔

روزہ اور صفائی قلب اللہ تعالےٰ نے رمضان کے ذکر میں اس قربِ الٰہی کا ذکر اس لئے فرمایا ہے کہ خود رمضان بھی ایک ذریعہ ہے قربِ الٰہی کے احساس کو قوی کرنے کا۔ انسان اس کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے کھانا پینا بھی چھوڑتا ہے اور ایک قسم کے برے فعل سے اجتناب کرتا ہے۔ جھوٹ سے اس کی زبان ملوث نہیں ہوتی، غیبت سے ملوث نہیں ہوتی۔ پھر وہ اپنے مال کو خدا کی راہ میں خرچ کر کے بتاتا ہے کہ اس کے دل میں خدا کی محبت غالب آ گئی ہے۔ خدا کے قرب کا احساس بڑھ گیا ہے پھر اس پر بھی بس نہیں کرتا رات کی تاریکی میں اٹھتا ہے اور خدا کے آگے گرتا ہے اور اس وقت ایسا محسوس کرتا ہے کہ وہ اپنے خدا کے سامنے کھڑا ہے اور اس کا خدا اس کے سامنے موجود ہے اور یہ احساس اتنا

مطبوعہ الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیر محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

قائم ہوتا ہے کہ دوسرے اوقات میں بھی یہ دل پر چھایا رہتا ہے اور ہی رمضان کی اصل غرض ہے کہ انسان کے اندر قرب الٰہی کو جا اس ترقی کر جائے۔ اس میں بھی شک نہیں کہ بھوکا رہنے سے یا کھانا کم کھانے سے انسان کا دل انوار الٰہیہ کی تجلیات کے لئے تیار ہوتا ہے خود امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ایک دفعہ چھ ماہ کے لئے کھانا اس قدر کم کر دیا تھا کہ برائے نام کھانا رہ گیا تھا۔ اور ان ایام میں آپ نے اپنی ساری توجہ قرآن کریم پر لگائی تو روزہ خود بھی صفائی قلب کا موجب ہے پھر اس کے ساتھ اس صفائی کے بڑھانے کے لئے اللہ تعالےٰ نے اور بہت سے سامان رکھ دیئے ہیں۔

اس مقام پر بہت سے لوگ ٹھوکر کھا جاتے ہیں - ایک جماعت کے سپرد اللہ تعالیٰ کے پیغام۔ قرآن کریم کو دنیا میں پہنچانے کے لئے کھڑی ہوئی ہے یہ سب سے پہلی ضرورت ہے کہ اس کی توجہ قرب الٰہی کے حصول کی طرف ہو۔ مگر اس مقام پر بہت لوگ ہیں جو ٹھوکر کھا جاتے ہیں کسی کو کوئی کشف ہوا یا کوئی خواب دیکھا یا کوئی الہام ہوا تو وہ ان چیزوں کا ڈھنڈورا پیٹنا شروع کر دیتا ہے گویا لوگوں پر اس طرح اپنی فضیلت جتانا چاہتا ہے اور اللہ تعالےٰ کے حکم فلا تزکوا انفسکم کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ مامور اس بارے میں اس لئے مجبور ہوتا ہے کہ اسے خدا کی طرف سے یہ حکم ہوتا ہے لیکن غیر مامور کتنے بھی بلند مقام پر پہنچ جائے اس کے لئے کسی صورت میں یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے خوابوں اور الہاموں پر دین کی سچائی کا مدار رکھے یا اس سے اپنی فضیلت دوسرے لوگوں پر ظاہر کرتا پھرے۔ اہل اللہ نے صلحا نے کبھی یہ طریق اختیار نہیں کیا اور اس بارے میں وہ بہت محتاط رہے ہیں۔

میاں صاحب کی خوابیں - میاں محمود احمد صاحب اسی غلطی کا شکار ہوئے ہیں اور انہوں نے شاید مریدوں کے بعض اعتراضات سے تنگ آکر یا لاجواب ہو کر جو ان کے چال چلن کے متعلق تھے اب ایک دو سال سے یہ طریق اختیار کر لیا ہے کہ اپنے خوابوں اور کشوف کے پروپیگنڈا سے مریدوں کی توجہ کو دوسری طرف پھیر دیا ہے کہ چونکہ ان کو خوابیں آتی ہیں اس لئے وہ تقدس کے مقام پر پہنچ گئے ہیں، حالانکہ انہیں اس پروپیگنڈا کا حق اس لئے بھی نہیں پہنچتا تھا کہ باوجود مریدوں کی کوشش کے وہ اب تک مامور ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے۔ مگر مریدوں کا یہی خیال ہے کہ وہ مامور ہیں۔ یہ جماعت ایک عجائبات کا نمونہ ہے تیس سال میاں صاحب کو مصلح موعود بنانے کی کوشش وہ نہ بنتے تھے۔ مگر اب نہیں۔ اب وہ تیار ہو گئے ہیں اور شاید ایک دن ان سے یہ دعویٰ کرا دے گی اور مجھے ڈر ہے کہ وہ ان کے لئے بڑا خطرناک وقت ہوگا۔

اور خوابیں کیا آتی ہیں۔ جنگ میں فلاں قوم کی فتح ہوگی۔ جنگ فلاں زمانے میں ختم ہوگی، گاندھی کوئی بڑا کام کرے گا، کانگرس کا پریزیڈنٹ آزاد کوئی بڑا کام کرے گا۔ لیبر پارٹی کا فلاں مشہور ممبر کوئی بڑا کام کریگا۔ جہاں تک جنگ کے خاتمہ کا سوال ہے۔ راماں جوتشی میاں صاحب کو مات دے گیا ہے جس نے کافی دن پہلے اخبارات میں اعلان کر دیا تھا کہ جاپان ۱۰ اگست سے ۱۸ اگست کے اندر اندر ہتھیار ڈال دے گا اور ٹھیک ۱۰ اگست کو جاپان نے ہتھیار ڈالنے کا فیصلہ کیا۔ باقی رہا یہ کہ گاندھی بڑا کام کرے گا آزاد بڑا کام کرے گا۔ مارلین کوئی بڑا کام کرے گا یہ پیشگوئیاں بڑی سہل ہیں۔ آخر جو لوگ سیاسی میدان میں اس بلند مقام پر ہیں وہ ایسے وقت میں جب ساری دنیا ایک انقلاب کے اندر سے گذر رہی ہے اور عجیب و غریب واقعات نمودار ہو رہے ہیں کوئی نہ کوئی کام تو کریں گے ہی کوئی ہوشیار آدمی یہ باتیں ویسے بھی کہہ سکتا ہے اور کسی کے دماغ پر اگر اس قسم کے خیالات چھا جائیں تو وہ خواب بن کر بھی اس کے سامنے آ سکتے ہیں تعجب تو یہ ہے کہ مسٹر جناح باقی رہ گئے حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ جس قدر بڑا کام انہوں نے کیا ہے وہ نہ اب تک گاندھی نے کیا نہ آزاد نے۔ نہ مارلین نے۔ ہندوستان کے مسلمانوں جیسی پراگندہ قوم کو ایک نقطہ پر جمع کر دیا اور ان کے اندر ایک خاص قوت پیدا کر دی شاید وہ میاں صاحب کے خواب میں اس لئے نہیں آتے کہ ان کا نام محمد علی ہے یا اس لئے کہ میاں صاحب کو گاندھی اور کانگرس و لیبر پارٹی سے کچھ دلچسپی ہے مگر مسلم لیگ سے کچھ دلچسپی نہیں

حقیقۃ الوحی میں صراحت - میں نے میاں صاحب کے بعض مریدوں سے کہا تھا کہ یہ خوابیں فی الواقع خوابیں ہوں یا میاں صاحب کے تخیلات کا اثر ان کے دماغ پر ہو مجھے اس سے لمبی بحث نہیں۔ سچی خوابیں اور الہام ان لوگوں کو بھی ہو جاتے ہیں جو خدا تعالےٰ سے بالکل کوئی تعلق نہیں رکھتے اور ان لوگوں کو بھی جن کا تعلق خدا تعالےٰ سے ایک ناقص درجہ کا ہوتا ہے حقیقۃ الوحی کا پہلا اور دوسرا باب پڑھ لو۔ اگر یہ صراحت خود حضرت مسیح موعودؑ کر گئے ہیں تو کچھ تو فہم خدا سے کام لینا چاہیئے۔ پیر اپنے تقدس کا سکہ مریدوں میں غلامی کی ذہنیت پیدا کرکے جما بیٹھے ہیں اور کس پیر کے تقدس کا سکہ مریدوں پر نہیں جما ہوا۔ زنا کرنیوالے پیروں کے تقدس کے بھی ان کے مرید قائل ہیں شراب پینے والے پیروں کے تقدس کے بھی ان کے مرید قائل ہیں۔ پھر اگر میاں صاحب کے مرید ان کی خوابوں کی وجہ سے ان کے تقدس کے قائل ہو جائیں اور انہیں مصلح موعود بنا لیں تو اس آب و ہوا میں یہ کونسی انوکھی بات ہے

میاں صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ پر ایک خطرناک جھوٹ بولا - میں نے ان سے بارہا کہا ہے کہ میں اس شخص کی خوابوں کی سچائی کو کیا کروں جو واقعات میں سچائی سے دور بھاگتا ہے وہ میاں صاحب کے وجود کو درمیان سے نکال دیں اور مجھے بتائیں کہ ایک شخص یہ کہتا ہے کہ مجھے سچے خواب آتے ہیں اور ویسے جھوٹ بولتا ہے تو اسے وہ کیا کہیں گے۔ اب غور طلب امر ہے کہ میاں صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ پر ایک خطرناک جھوٹ بولا کہ آپ نے سنہ ۱۹۰۱ء میں اپنا عقیدہ دربارہ نبوت تبدیل کر لیا تھا اور اپنی پہلی کتابوں کو جن میں آپ نے یہ فرمایا کہ لفظ نبی سے مراد محض اللہ تعالےٰ سے ہمکلام ہونے والا ہے جسے اصطلاح شریعت میں محدث کہا جاتا ہے منسوخ قرار دیا تھا۔ ہم تیس سال سے کہہ رہے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے۔ اس پر بحث کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ ہم میں سے ستر آدمی حلف اٹھا چکے ہیں کہ یہ میاں صاحب کا جھوٹ ہے افترا ہے۔ اور میاں صاحب سے اور ان کے مریدوں سے جنہوں نے سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے بیعت کی بالمقابل حلف کا مطالبہ کر رہے ہیں، مگر نہ میاں صاحب بحث کے لئے میدان میں نکلتے ہیں نہ حلف اٹھانے کی جرأت ہے۔

دو تائیدی جھوٹ - لیکن باوجود اس کے مریدوں کی آنکھیں بند ہو جانے نے ان کو اس قدر کامل یقین ہو چکا ہے کہ سادہ "خلافت" کے زمانے میں تو یہ ایک جھوٹ تھا مصلح موعود بن کر اس جھوٹ میں دو اور جھوٹوں کا اضافہ کرکے اسے تگنا کر دیا اور وہ دو جھوٹ یہ تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ خود فرمایا کرتے تھے کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے میں لفظ نبی کی غلط تشریح کر لیا کرتا تھا اور کہ حضرت مسیح موعودؑ کی مجالس میں یہ چرچا رہتا تھا کہ آپ کا اجتہاد دربارہ نبوت درست نہیں نکلا۔ ان دو تائیدی جھوٹوں کے جھوٹ ہونے کو تو ان کے کوئی کوئی مرید بھی کسی نہ کسی رنگ میں تسلیم کرنے لگ گئے ہیں خواہ خاموشی سے کریں یا دبی زبان سے میاں صاحب خود کچھ نہیں بولتے لیکن وہ بنیادی جھوٹ کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود نے اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا تھا اور سابقہ انکار نبوت اور تاویلات لفظی کو غلط قرار دیا تھا اس کو اب بھی ساری جماعت آنکھیں بند کرکے مانتی چلی جاتی ہے

مقرب الٰہی کو جھوٹ سے نفرت ہوتی ہے - جس شخص کو قرب الٰہی کا مقام حاصل ہو اسے ہر ایک بدی سے ہی نفرت ہوتی ہے اور جھوٹ جو سب بدیوں کی ماں ہے اس سے سب سے بڑھ کر نفرت ہوتی ہے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سخت سے سخت اعدا کو یہ اقرار ہے کہ آپؐ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا یہاں تک کہ آپؐ نے ایک دفعہ سب قبیلوں کو پکار پکار کر جمع کیا اور جب سب اکٹھے ہو گئے تو ان سے پوچھا کہ کیا میں نے کبھی جھوٹ بولا ہے حالانکہ یہ سب دشمن تھے مگر سب نے یک زبان اقرار کیا کہ نہیں پھر آپؐ نے کہا کہ میں اگر تمہیں یہ خبر دوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک زبردست لشکر جمع ہے جو تمہیں آن کی آن میں تباہ کر دے گا تو مان لوگے سب نے اقرار کیا کہ آپ نے آج تک کبھی جھوٹ نہیں بولا اس لئے ہم آپ کی اس بات کو بھی درست تسلیم کریں گے۔ حضرت مسیح موعود کی بھی یہی شہرت تھی کہ آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا چنانچہ عدالت میں ایسے واقعات ہوئے کہ حالانکہ اس وقت سچ بولنے سے آپ کو سخت نقصان پہنچتا تھا مگر آپ نے سچ کو نہیں چھوڑا۔

میاں صاحب کے مرید کیوں خاموش ہیں - اب میں جماعت قادیان سے کہتا ہوں کہ اگر میاں صاحب سے ایک غلطی ہوئی تو تم سب کو کیا ہو گیا تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو ہو جن کو جھوٹ سے سخت نفرت تھی۔ تم حضرت مرزا صاحب کے مرید ہو جنہوں نے نقصان کو قبول کیا مگر جھوٹ نہیں بولا۔ تمہاری آنکھوں کے سامنے اتنا بڑا جھوٹ بولا گیا کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود نے اپنا عقیدہ دربارہ نبوت تبدیل کر لیا تھا اور پھر اس پر اور جھوٹ بنائے گئے کہ حضرت صاحب خود اپنی سابقہ تشریح لفظ نبی کو غلط قرار دیا کرتے تھے اور آپ کی مجالس میں چرچا رہتا تھا کہ آپ کا اجتہاد دربارہ نبوت درست نہیں نکلا مگر تم میں سے کوئی نہیں اٹھتا اور اس جھوٹ سے بیزاری کا اظہار نہیں کرتا۔ تم اس شخص کو کتنا برا جانتے ہو اور کس قدر ذلیل آدمی سمجھتے ہو جو ایک عدالت میں جاکر ۸ روپیہ یا دو چار دس روپے پر جھوٹی گواہی دے آتا ہے جس سے غرض صرف اس قدر ہوتی ہے کہ کسی شخص کو دو چار سو روپیہ ناحق کا مل جائے یا کسی کا حق چھن جائے مگر میاں صاحب جس جھوٹ کے مرتکب ہوئے ہیں اس سے مذہب کی جڑوں پر کلہاڑا رکھا گیا ہے اس سے حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کو مٹایا جا رہا ہے اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ کھولا گیا ہے اس سے کل روئے زمین کے مسلمانوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا ہے جس کی وجہ سے آج کوئی کافر روئے زمین پر صرف کلمہ پڑھ کر داخل اسلام نہیں ہو سکتا جب تک کہ ایک

باقی در صفحہ

قرآن مجید کے امتحان کی اصل غرض

قرآن مجید کا علم حاصل کرنیکے لئے چند ضروری باتیں

قرآن مجید کی تفسیر کے بارے میں قادیانی جماعت نے ٹھوکر کھائی ہے

خلیفہ صاحب قادیان کی شکست فاش

دعا اور ایمان میں زبردست طاقت ہے

پست اغراض کو چھوڑ کر دعا اور ایمان کی طاقت سے کام لو

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی۔ مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۴۵ء

ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر

اس آیت کا اعادہ یہ آیت چار دفعہ سورہ قمر میں دہرائی ہے۔ ذکر کے معنے ہیں یاد کرنا دو طرح پر زبان سے اور دل سے۔ اور اس کے معنے ثنا یا تعریف کرنا بھی ہیں اور شرف یا بزرگی دینا بھی۔ اور مدکر بھی ذکر سے ہے اور یہ باب افتعال ہے اِدّکر اصل میں اذتکر ہے، باب افتعال کا خاصہ ہے کہ اس میں جد وجہد اور کوشش آجاتی ہے۔ جیسے کسب اور اکتسب۔ للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن۔ صبر اور اصطبر صبر کی اور کوشش سے اپنے آپ کو صبر پر قائم کیا۔ فاعبدہ واصطبر لعبادتہ اللہ کی عبادت کر اور کوشش سے اپنے آپ کو اس کی عبادت پر قائم رکھ۔ ایسا ہی نماز کے متعلق حکم ہے وامر اھلک بالصلوٰۃ واصطبر علیھا اپنے اہل کو بھی نماز کا حکم دے اور خود اپنے آپ کو بھی کوشش کرکے اس پر قائم رکھ۔ قرآن کریم کے اس صریح حکم کی بھی آج پروا نہیں کی جاتی۔ کتنے لوگ ہیں جو اپنے اہل و عیال کو نماز کے لئے حکم دینا تو ایک طرف رہا اشارہ بھی کرتے ہوں گے عورتیں گھروں میں بیٹھی رہتی ہیں اور نماز جمعہ کے صریح حکم کی بھی پروا نہیں کرتیں اور نہ ان کے مرد انہیں اس بارے میں اشارہ تک بھی کرتے ہیں، غالباً ان کے نزدیک ان کی عورتیں یاایھا الذین امنوا (اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ) میں داخل نہیں تو کیا یاایھا الذین کفروا میں داخل ہیں؟ تو اذتکر یا اذدکر یا اِدّکر کے معنے ہیں ایک چیز کو کوشش کرکے یاد کیا یا یاد رکھا۔ تو اس آیت کے جو چار مرتبہ دہرائی گئی ہے۔ یہ معنے ہوئے کہ ہم نے قرآن کو یاد کرنے کے لئے یا یاد رکھنے کے لئے۔ زبان سے اور دل سے۔ آسان بنایا ہے کیا کوئی شخص ہے جو تھوڑی سی کوشش کرکے اسے یاد کرے یا یاد رکھے۔

قرآن مجید کی دو سورتوں کا امتحان میں نے اپنی جماعت کو دو ماہ ہوتے ہوں گے اس طرف توجہ دلائی تھی کہ قرآن کریم کے اس حکم کی تعمیل میں ہماری جماعت کے افراد کو چاہیئے کہ تھوڑا سا وقت ہر سال میں قرآن کریم کو سیکھنے کے لئے ضرور نکالیں اور سکولوں اور کالجوں میں تعطیلات کے لحاظ سے جو قریباً دو ماہ ہوتی ہیں سورہ بقرہ کا اور آل عمران اس سال کے لئے مقرر کی تھیں جو دونوں ساٹھ رکوع پر مشتمل ہیں کہ تھوڑا سا وقت دے کر روزانہ ایک رکوع تیار کرلیں تو ساٹھ دنوں میں یہ ساٹھ رکوع ہو جائیں گے گویا پچاس دنوں میں سے ایک دن اور ایک دن میں سے بھی ایک گھنٹہ روزانہ دے کر وہ یہ دو سورتیں تیار کر سکتے ہیں اور پھر نومبر میں ایک امتحان لیا جائے گا جس سے ہمیں بھی معلوم ہو جائیگا کہ جماعت نے قرآن کو حاصل کرنے کیلئے کتنی ترقی کی ہے اور خود ان لوگوں کو بھی معلوم ہو جائیگا کہ انھوں نے اس کوشش سے کس قدر فائدہ اٹھایا ہے اور یہ بھی اس میں غرض تھی کہ جب ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کو دنیا میں پہنچانے کے لئے کھڑا کیا ہے تو جماعت کے ہر فرد کا مرد ہو یا عورت یہ فرض ہے کہ وہ قرآن کے علم کو حاصل کرے بشارت ہی ہے اللہ تعالے اپنا قرآن کو دنیا میں پہنچانے کا کام لے لے، اور زیادہ نہیں تو انسان کی اپنی زندگی میں اس سے شرف اور بزرگی پیدا ہو سکتی ہے اور پھر ہم اپنے بچوں کے اندر بچپن سے یہ احساس پیدا کر سکتے ہیں کہ گو دنیا میں سینکڑوں چیزیں پیروی کے لائق نظر آتی ہیں۔ کوئی ماں باپ کے پیچھے چلتا ہے کوئی دوستوں کے پیچھے چلتا ہے کوئی کسی حاکم کی پیروی کا دم بھرتا ہے کوئی پیر کے پاؤں پر گرتا ہے۔ کوئی کسی عالم کو اپنا رہنما سمجھتا ہے مگر خدا فرماتا ہے کہ ہم نے قرآن کو ہر انسان کے لئے آسان بنایا ہے تھوڑی سی کوشش کرکے وہ اس کا علم حاصل کرے اور براہ راست اس خزانہ علم و معرفت تک پہنچ کر اسے اپنا رہنما بنائے۔ تو میری غرض بھی یہی ہے کہ ہماری جماعت کے لوگ اس چشمہ کو دور سے دیکھنے والے نہ ہوں بلکہ وہ خود اس کے اوپر پہنچ کر اپنی پیاس کو بجھائیں۔ کوئی دوسرا رہنما انسان کو اس بلند مقام پر نہیں پہنچا سکتا جس پر خدا کا کلام پہنچا سکتا ہے دوسروں سے مدد بیشک لو مگر اپنا اصلی رہنما قرآن کو ہی بناؤ۔

قرآن مجید کا علم حاصل کرنے کیلئے چند باتیں اب میں قرآن کا علم حاصل کرنے کے لئے چند باتیں بیان کرنا چاہتا ہوں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے قرآن کو ذکر کیلئے آسان بنایا ہے۔ اور ذکر میں اس کے الفاظ اور معانی دونوں کو یاد رکھنا آجاتا ہے۔ الفاظ تو خیر ظاہر ہیں اس کے معانی کو یاد رکھنے میں کئی باتیں آجاتی ہیں۔ مثلاً قرآن کریم میں کچھ احکام ہیں ان پر عمل کرنا پہلی بات ہے کچھ باتوں سے منع کیا گیا ہے ان سے رکنا دوسری بات ہے۔ کچھ اس میں پہلے انبیاء اور ان کی امتوں کا ذکر ہے ان حالات سے عبرت حاصل کرنا تیسری بات ہے۔ کچھ اللہ تعالے کی قدرت کے کاموں کا ذکر ہے اس سے عظمت الٰہی دل میں بیٹھ جائے یہ چوتھی بات ہے۔ کچھ اس کی صفات کا ذکر ہے ان کے اندر اپنے آپ کو رنگین کرنا پانچویں بات ہے کچھ انسان کو خود اپنی فطرت کی طرف متوجہ کیا گیا ہے اس سے نصیحت حاصل کرنا چھٹی بات ہے علیٰ ہذا القیاس بہت سی اور باتیں ہیں۔

مگر ان تمام باتوں کے حاصل کرنے کے لئے میں اپنے دوستوں کو ایک خاص بات کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں، کہ قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے سب سے پہلے دل کے اندر مسکنت کا عاجزی کا پیدا ہونا ضروری ہے، قرآن کیا ہے احکم الحاکمین کے ارشادات ہیں جن میں ہماری بہتری ہے تو سب سے پہلے جب قرآن کو ہاتھ میں لیا جائے یا یادداشت سے اس کی تلاوت کی جائے خواہ اس کے معنے انسان نہ بھی سمجھتا ہو اگر اس کے دل میں اس وقت یہ کیفیت پیدا ہو جائے کہ میں اس وقت احکم الحاکمین کے دربار میں حاضر ہوں اور اس کے احکام کو سن رہا ہوں یا اس کے احکام اپنی زبان سے دوہرا رہا ہوں تو تلاوت قرآن کی اصل غرض کو حاصل کرنے کی طرف اس کا پہلا قدم اٹھتا ہے اور جب تک یہ پہلا قدم صحیح نہ ہو وہ باتیں بھی حاصل نہیں ہوتیں جن کا اوپر ذکر ہے، تلاوت قرآن سے بغیر معنے جاننے کے بھی ایک ثواب ہوتا ہے مگر اسی وقت جب انسان کے دل میں یہ احساس ہو کہ وہ جو کچھ پڑھ رہا ہے اس کے خالق و مالک کا فرمان ہے۔ اور وہ گویا اس کے دربار میں حاضر ہو کر اسے سن رہا ہے یا سنا رہا ہے۔ تو قرآن پڑھنے کے لئے قرآن سننے کے لئے قرآن کے معنے سیکھنے کے لئے، قرآن کی تفسیر کرنے کے لئے پہلی ضرورت یہ ہے کہ انسان کے دل کے اندر عاجزی پیدا ہو، ہم قرآن کو پڑھیں تو یہ عاجزی دل میں ہو کہ ہم احکم الحاکمین کے احکام کو پڑھ رہے ہیں۔ ہم قرآن کے معنے سکھیں تو یہ عاجزی دل میں ہو کہ اس کے ہر حکم کے سامنے ہم نے سر جھکانا ہے ہم قرآن کی تفسیر کرنے لگیں تو یہ عاجزی دل میں ہو کہ اے خدا تو ہمارے قدم کو ٹھوکر سے بچا اور ہماری اس ناچیز کوشش کو قبول فرما کر اسے لوگوں کے فائدے کا موجب بنا۔ واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی نکات اور معارف سے لوگوں کو مرعوب کرنا غرض نہ ہو غرض یہ ہو کہ لوگ خدا کی باتوں کو سمجھیں اور ان پر عمل پیرا ہوں اور عمل کے لئے معارف اور نکات بکار نہیں موٹی موٹی باتوں کا جاننا بکار ہے۔

قادیانی جماعت نے ٹھوکر کھائی ہے مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ قادیانی جماعت نے جہاں اور بہت سی باتوں میں ٹھوکر کھائی ہے اس بارے میں بھی ٹھوکر کھائی ہے کہ قرآن کریم کی تفسیر کی اصل غرض کیا ہے۔ معارف کا بیان کرنا جو بجائے خود ایک اچھا کام تھا۔ اسے دو پہلوانوں کی کشتی کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے کہ ان میں سے کون زیادہ معارف بیان کرکے دوسرے کی چھاتی پر چڑھ بیٹھتا ہے اور اپنے مخالف کو نیچا دکھاتا ہے حالانکہ تفسیر کرتے وقت عاجزی دل میں پیدا ہونی چاہیئے کہ اللہ تعالے ہمیں وہ طاقت دے کہ ہمارا قرآن کا بیان دوسرے لوگوں کو سمجھ آجائے اور وہ اس سے فائدہ اٹھائیں اور وہ ہمارے دل کو ان دلائل سے بھر دے جو مخلوق خدا کی ہدایت کا موجب ہوں۔

بعض قادیانیوں کا جنون آج کل قادیانی جماعت کے بعض لوگوں کی یہ حالت جنون تک پہنچ گئی ہے۔ ان سے کہیئے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کہیں نہیں فرمایا کہ جو لوگ

تو پہلے کے نام سے بے خبر ہیں وہ بھی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں کہتے ہیں اسے چھوڑیئے۔ میاں صاحب کے مقابلہ میں تفسیر لکھ کر دکھایئے کہ ان کے معارف کا وزن زیادہ ہے یا آپ کے۔ ان سے کہو کہ حضرت مسیح موعود نے سنہ ۱۹۰۱ء میں کبھی نہیں کہا کہ میں نے اپنا عقیدہ درباره نبوت تبدیل کر لیا ہے اور میں پہلے جو تشریح لفظ نبی کی کیا کرتا تھا کہ اس سے مراد محض محدث ہے وہ غلط تھی۔ اس لئے اب میں نے نبوت کی تعریف کو بدل دیا ہے اور اپنی پہلی کتابوں کے ان حوالوں کو منسوخ کر دیا ہے جن میں یہ تشریح موجود تھی یہ سب حضرت مسیح موعود پر افترا ہے۔ تو کہیں گے ان باتوں میں پڑنے کی ضرورت ہی کوئی نہیں میاں صاحب کے مقابلہ پر تفسیر لکھ کر دکھایئے بس اس سے سب کچھ حل ہو جائے گا یعنی اگر میاں صاحب کی تفسیر میں بہت سے معارف ہوں تو پھر ان کو اختیار ہے کہ اپنے امام پر افترا کرتے چلے جائیں اور اسلام کے نام سے ایک نیا مذہب بناتے چلے جائیں۔ جس شخص کو یہ توفیق نہیں ملتی کہ خدا کے حکم کے سامنے سر جھکا کر اس جھوٹ سے توبہ کر لے جو اس کے منہ سے نکلا ہے اس کے معارف اور نکات کے وزن کو کوئی کیا کرے وہ تو شروع میں بھی جانتے ہوں گے کہ حضرت مسیح موعود نے کہیں نہیں لکھا کہ میں نے اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا ہے مگر اب تو یہ بات ایسی کھل چکی ہے کہ ایک بچہ بھی اسکو سمجھ سکتا ہے کہ یہ میاں صاحب کا حضرت مسیح موعود پر محض افترا ہے۔ مگر میاں صاحب نے بجائے اس سے توبہ کرنے کے دو اور جھوٹ اس کی تائید میں بنائے۔ اس پر مفسر ہونے کا دعوے۔ کیا تفسیر لوگوں کو خوش کرنے کے لئے کوئی ناول ہے؟ کیا خدا قیامت کے دن یہ پوچھے گا کہ تم نے میرے کتنے احکام پر عمل کیا یا یہ کہ تم نے تفسیر میں کتنے نکات بیان کئے۔

فیصلہ کون کریگا

میرے پاس بھی قادیانی دوست یہی سوال لیکر آتے رہے ہیں اور دوسرے احباب کے پاس بھی پہنچتے ہیں اور اب ایک نے خط میں اسی بات کا اعادہ کیا ہے میں نے ان سے پوچھا کہ بالفرض اگر بالمقابل تفسیر لکھی جائے تو یہ فیصلہ کون کرے گا کہ ان دونوں دنگل کرنیوالوں میں سے کس کے معارف وزن میں زیادہ ہیں۔ میاں صاحب کے مرید کہتے چلے جائیں گے میاں صاحب کے معارف زیادہ ہیں۔ مریدوں نے تو یہی کہنا ہوا۔ اور غیر احمدی علما آپ کے نزدیک کافر ہیں ان کا فیصلہ لینا نہ ہوا۔ کہنے لگے دنیا میں قبولیت اس کا فیصلہ کر دے گی جیسے حضرت مسیح موعود کی تقریر جلسہ مذاہب کی قبولیت نے فیصلہ کر دیا تو میں نے کہا میں تو خدا کے فضل سے آج تیس سال کے قریب ہو گئے قرآن کریم کی تفسیر لکھ چکا اور دنیا میں قبولیت کا خدا کے فضل سے اسے وہ مرتبہ حاصل ہے جو کسی دوسری تفسیر کو نہیں۔ میاں صاحب بھی کچھ حصہ تفسیر لکھ چکے ہیں اس کو کیوں قبولیت عامہ نہ مل سکی۔ اگر قبولیت عامہ ہی دلیل ہے تو وہ میری تفسیر کو حاصل ہے جو آج چالیس پچاس ہزار کی تعداد میں دنیا میں پہنچ چکی اور جس کے اب پانچ اور زبانوں میں ترجمے ہو رہے ہیں اور دنیا کا کوئی کونہ نہیں جہاں یہ نہ پہنچ گئی ہو۔

تفسیر نویسی کا چیلنج اور میاں صاحب کی خاموشی

مگر یہ محض کھلونے ہیں جو میاں صاحب نے مریدوں کے ہاتھ میں دیئے ہوئے ہیں۔ تفسیر نویسی کے چیلنج کی یہ حالت ہے کہ ابھی بہت عرصہ نہیں ہوا میاں صاحب نے خود چیلنج دیا تھا کہ قرآن کریم کے جس مقام کی کوئی چاہے میرے مقابل تفسیر لکھے میں نے بھی اس چیلنج کو منظور کیا اور آیت مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کو پیش کیا۔ شیخ عبدالرحمن صاحب مصری نے بھی اس چیلنج کو منظور کیا اور آیت خاتم النبیین کو پیش کیا۔ میاں صاحب ایسے خاموش ہوئے کہ گویا ان کے منہ میں زبان ہی نہیں۔ میاں صاحب کے مریدوں کو اب یہ سورۃ فاتحہ کی تفسیر کا نیا کھلونا لیکر باہر نکلتے ہوئے شرم آنی چاہیئے کہ ان کا مصلح موعود چیلنج دیکر پھر میدان میں نہ نکلا اور بھاگ کر ہمیشہ کی اپنی شکست پر مہر لگا گیا یہاں کسی فیصلہ کی ضرورت بھی نہ رہی الفریقین نے خود شکست مان لینے کا فیصلہ کر لیا وہ کیوں اس مقابلہ میں نہ نکلے اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ ان دونوں مقامات کی تفسیر میں دوسرے تو ایک طرف رہے ان کے اپنے مرید بھی داد نہ دے سکیں گے۔

میاں صاحب کو شکست فاش ہو چکی ہے

بات یہ ہے کہ عقائد کے بارے میں میاں صاحب کو شکست فاش ہو چکی اور اب وہ ادھر آنے کا نام کبھی نہیں لیں گے نہ مباحثہ میں نکلیں گے نہ مباہلہ کے لئے نکلیں گے ان کی یہ عمارت کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود نے اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا تھا اور سابقہ حوالوں کو منسوخ کر دیا تھا دھڑام سے گر چکی ہے اب مریدوں کے لئے شغل بکار ہے کبھی خوابوں کا شغل ہے کبھی تفسیر کا شغل ہے پیری مریدی میں سب کچھ چل جاتا ہے۔

قرآن مجید کو سیکھنے کیلئے پہلی شرط

تو قرآن پڑھنے کی اس کا ترجمہ سیکھنے کی اس کی تفسیر کرنے کی سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ انسان کے دل میں عاجزی پیدا ہو۔ خدا کا خوف پیدا ہو۔ خدا کے حکموں پر سر جھکانے کے لئے تیار ہو۔ اپنے اعمال کو قرآن کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرے۔ ہماری جماعت میں قرآن کو پڑھنے والے بھی ہیں سیکھنے والے بھی ہیں تفسیر کرنے والے بھی ہیں اور ہوں گے۔ ان ایک گر کو سب یاد رکھیں کہ ان تمام باتوں میں پہلی شرط یہ ہے کہ دل میں عاجزی پیدا ہو خدا کے حکموں کے آگے سر جھکا رہے ہر وقت انسان اپنی اصلاح کے لئے تیار ہو۔

مبتدی کیلئے چند ضروری باتیں

اس کے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مبتدی کو چاہیئے کہ قرآن کریم کے ایک ایک لفظ کے الگ الگ معنے معلوم کرنے کی کوشش کرے اس طرح وہ قرآن کا علم بہت جلد حاصل کر لے گا۔ مثلاً ذٰلک الکتٰب لا ریب فیہ۔ ذٰلک کے کیا معنے ہیں۔ کتاب تو عام فہم لفظ ہے مگر یہ اور کئی معنے میں بھی استعمال ہوا ہے، اصل میں یہ وہ چیز ہے جس میں ایک مضمون جمع ہو۔ اسی لئے ہر ایک سورۃ کو بھی کتاب کہا گیا ہے ایک خط کو بھی کتاب کہا گیا ہے۔ لا کے معنے نہیں۔ ریب کے معنے شک۔ فی کے معنے میں۔ ہ کے معنے یہ، یا، اس۔ تو جب دوبارہ یہ لفظ آئیں گے ان کے سمجھنے میں آسانی رہے گی۔ اور چونکہ بہت سے لفظ بار بار آتے ہیں اس طرح معنے یاد بھی ہو جائیں گے پھر اسمائے الٰہی کے معنے اچھی طرح ذہن نشین کرنے کی کوشش کرے۔ مثلاً رب سے کیا مراد ہے۔ رحمان سے کیا مراد ہے۔ رحیم سے کیا مراد ہے وغیرہ۔ پھر قرآن کریم کے اندر جو اوامر یعنی احکام آتے ہیں یا جو نواہی آتی ہیں یعنی کیا کام کرنا چاہیئے کس کام سے بچنا چاہیئے انہیں بالخصوص نوٹ کرتا جائے اور اپنی حالت پر بھی غور کرتا رہے کہ کونسا قرآن کریم کا حکم یا نہی ہے جس پر میں عامل نہیں اور میں کس طرح اسے اپنا عمل بنا سکتا ہوں۔ اپنے اردگرد کے حالات پر غور کرتا رہے کہ کونسا حکم ہے جس پر آج مسلمان عامل نہیں اور انہیں کس طرح اس پر عمل کی طرف متوجہ کیا جا سکتا ہے۔ پھر جن انبیاء علیہم السلام کا ذکر قرآن شریف میں آتا ہے ان کے کچھ حالات کو جاننے کی کوشش کرے مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کون تھے اللہ تعالےٰ نے ان کے بڑے بڑے کام کیا بیان فرمائے ہیں۔ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کون تھے۔ ان کے بڑے بڑے کام کیا بیان فرمائے ہیں۔ حضرت داؤد کون تھے۔ پھر جن قوموں کی طرف یہ نبی آئے انہوں نے ان سے کیا سلوک کیا اور وہ کس طرح بالآخر اصلاح کے کام میں کامیاب ہوئے۔ پھر یہ بالخصوصیت دیکھے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے کن کن واقعات کا ذکر آتا ہے۔ اصلاح خلق کا کام کرتے کرتے آپ کو لڑائیاں کیوں کرنی پڑیں۔ جنگ بدر کا ذکر آتا ہے اس کے موٹے موٹے واقعات کیا ہیں۔ جنگ احد کا ذکر آتا ہے اس کے موٹے موٹے واقعات کیا ہیں۔

ان دو سورتوں کی دعائیں زبانی یاد ہونی چاہئیں

سردست موجودہ امتحان کے لئے جو درجہ دوم کے سوالات ہوں گے وہ انہی امور پر مشتمل [illegible] اس میں باقی ہے اور وہ ہے وہ دعائیں جو قرآن کریم میں ہمیں سکھائی گئی ہیں جس قدر دعائیں ان دونوں سورتوں میں آتی ہیں وہ سب زبانی یاد ہونی چاہئیں اور ان کا مفہوم بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے بالخصوص زیادہ دینا چاہتا ہوں بہترین دعا تو سورۃ فاتحہ ہے بہترین دعائیں ان دونوں سورتوں میں سکھائی گئی ہیں۔ دعا سے ہی خدا ملتا ہے دعا سے ہی مشکلات آسان ہوتی ہیں۔ دعا سے ہی طرح طرح کی نعمتیں ملتی ہیں، دعا سے ہی نماز میں لذت پیدا ہوتی ہے۔ دعا ہی عبادت کا مغز ہے اور سب سے بڑھکر دعا سے ہی مخلوق خدا کی اصلاح ہو سکتی ہے دعا سے ہی خدا کی مخلوق کو خدا کے دروازہ پر جھکایا جا سکتا ہے دعا سے ہی انہونی باتیں ہو جاتی ہیں۔ یہ وہ زبردست ہتھیار ہے کہ جس کے سامنے دنیا کی کوئی طاقت ٹھیر نہیں سکتی۔

دعا میں قوت کس وقت پیدا ہوتی ہے

مگر دعا کی اس طاقت سے ہم اس وقت تک بے خبر رہتے ہیں جب تک ہمارے سامنے پست دنیوی اغراض ہوں جوں جوں ہماری زندگی کا مقصد بلند ہوتا جائے دعا کی قوت بڑھتی چلی جاتی ہے اسی لئے جس قدر دعا وہ قبول ہوتی ہے جو انسان دوسرے کے لئے کرتا ہے اس قدر اپنی ذات کے لئے قبول نہیں ہوتی اس لئے کہ اپنی ذات کے لئے جو دعا ہو گی اگر وہ رضائے الٰہی کو حاصل کرنے کے لئے دعا نہیں تو اس کی غرض پست ہو گی اور سب سے زیادہ قوت دعا میں اس وقت پیدا ہو گی جب ہماری زندگی کا مقصد وہی ہو جاتا ہے جو ہمارے ہادی اور رہنما حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مقصد تھا یعنی ساری دنیا کی اصلاح خواہ وہ اپنے ہوں خواہ غیر ہوں، ساری مخلوق خدا کو خدا کے دروازے پر جھکانا چاہیئے وہ اپنے عزیز ہوں چاہے دوسرے ہوں حتیٰ کہ آج جو قومیں دولت اور طاقت کی ہوس میں مادہ پرستی میں مبتلا ہو کر خدا سے بہت دور جا پڑی ہیں ان کو بھی خدا کے دروازے پر جھکانے کے لئے اگر کوئی چیز کام دے سکتی ہے تو وہ یہی دعا کا ہتھیار ہے۔

ہم دعا کی طاقت سے واقف نہیں

ہم لوگ بھی دعا کی طاقت سے ابھی پورے واقف نہیں اس لئے کہ ہم نے ابھی پورے طور پر اپنی زندگی کے مقصد کو اس مقام عالی پر نہیں پہنچایا جہاں ہمارے رب و مولیٰ ہمیں لے جانا چاہتے ہیں۔ ہم میں سے بہت ہیں جن کی نگاہ ابھی پست دنیوی اغراض سے اوپر نہیں اٹھتی اور بہت کم کبھی اس طرف توجہ کرتے ہیں کہ دعا سے دنیا میں کتنے بلند کام ہوتے ہیں۔ ہمیں آج بجلی کی طاقت نظر آتی ہے بھک سے اڑنے والے مادوں کی طاقت نظر آتی ہے اور آج اس جنگ کا آخری [illegible] ایٹم کی طاقت کو ہم [illegible]

ہم جزو لاتجزی کہا کرتے تھے۔ جسے کوئی آنکھ دیکھ نہیں سکتی۔ یہ اتنی چھوٹی چیز ہے کہ ہمارے وہم میں بھی اس کا آنا مشکل ہے۔ ایک بال کے سر پر ہزاروں نہیں لاکھوں ایٹم آجاتے ہیں۔ اس واہمہ سے بڑھ کر چھوٹی چیز کو آج سائنس نے اپنے قابو میں کر لیا اور معلوم ہوا کہ اس کے اندر اس قدر طاقت ہے کہ لاکھوں انسان اس سے ایک آن کی آن میں تباہ ہو سکتے ہیں کئی کئی مربع میل زمین میں عمارتیں برباد ہو سکتی ہیں۔ مگر اسے دیکھ کر بھی ہماری نگاہ حقیقت کی طرف نہیں پھری ہم نے یہ خیال کیا کہ آج کل کی مادہ پرست قوموں کو کس قدر طاقت مل گئی ہے ہم بھی ان کے پیچھے چلیں اور یہی طاقت حاصل کر کے ان کو برباد کرنے کا سامان پیدا کریں وہ ہمیں برباد کریں اور ہم انہیں برباد کریں اور دنیا کو ویران کریں مگر ہم نے یہ نہ سوچا کہ جس خدا نے اس ننھے سے ایٹم میں واہمہ سے زیادہ چھوٹے ایٹم میں یہ طاقت رکھی ہے وہ خود کتنی بڑی طاقت کا مالک ہے آؤ ہم اس سے طاقت کو حاصل کر کے دنیا کو بچانے کی فکر کریں وہ فکر کریں جو ہماری سرکار کو فکر تھی لعلك باخع نفسك الا يكونوا مومنين۔ انسانوں کا ایمان خدا پر پیدا کر کے انہیں بربادی سے بچالیں انہیں بہتر انسان بنا دیں ان کے بربادی کے ارادوں کو بدل کر تعمیری ارادوں پر لگا دیں۔ یہ طاقت بھی ہم میں پیدا ہو سکتی ہے بشرطیکہ ہم اس غرض کو لیکر خدا سے یہ طاقت حاصل کرنے کی تڑپ اپنے اندر پیدا کریں۔

آنحضرت صلعم نے دعا کی طاقت سے مخالفت کو برباد کیا

حقیقی دعا کیا ہے؟ انسان کے اندر ایک زبردست تڑپ کا پیدا ہو جانا جو تمام دنیوی اغراض سے بلند ہو اور اس بلند غرض کو لیکر وہ خدا کے سامنے گر جائے اس کا ارادہ اتنا بلند ہو کہ تمام دنیا کو خدا کے دین کے لئے فتح کر لوں اور وہ عاجز اس قدر ہو کہ خدا کے سامنے گرے تو اپنی عاجزی اور کمزوری اور بے بسی کو محسوس کرتے ہوئے اس کا سر سجدہ سے نہ اٹھ سکے اگر دعا کی اس طاقت کو دیکھنا ہو تو محمد رسول اللہ صلعم کی زندگی کو دیکھو صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگیوں کو دیکھو۔ اولیاء اللہ کی زندگیوں کو دیکھو مگر تم اس کو نہیں دیکھ سکتے جب تک تمہارے ارادے دنیا کی پست اغراض تک محدود ہیں، کیا سارا عرب محمد رسول اللہ صلعم کا مخالف نہ تھا کیا آپ کا سارا قبیلہ آپ کا دشمن نہ تھا کیا آپ کی ساری قوم آپ کی دشمن نہ تھی کیا آپ کا سارا ملک آپ کا دشمن نہ تھا کیا ایران اور روما آپ کے دشمن نہ تھے، کیا بت پرست آپ کے دشمن نہ تھے، کیا تثلیث پرست عیسائی آپ کے دشمن نہ تھے مگر ان تمام دشمنوں کو بیس یا تیس سال کی قلیل مدت میں کس طاقت نے رام کر دیا آپ کے پاس بجلی کی طاقت نہ تھی آپ کے پاس ڈائنامیٹ کی طاقت نہ تھی۔ آپ کے قبضہ میں ایٹم کی طاقت نہ تھی۔ یہ تباہ کن طاقتیں آپ کے پاس نہ تھیں کہ آپ دنیا کو برباد کر کے رکھ دیتے۔ آپ کے پاس ایک زندگی بخش طاقت تھی۔ آپ کے پاس ایک شفا دینے والی طاقت تھی، آپ کے پاس وہ طاقت تھی جو ایٹم سے زیادہ غیر مرئی ہے آپ کے پاس ایمان اور دعا کی طاقت تھی جس سے مخالفت برباد ہو گئی مگر مخالف برباد نہ ہوئے بلکہ ان کی اصلاح ہو گئی۔ کیا سچ فرمایا وما ارسلنك الا رحمة للعالمين۔

ایمان اور دعا کی طاقت کو روح کا سائنسدان معلوم کر سکتا ہے

یہ گمان مت کرو کہ آج وہ طاقت باقی نہیں رہی۔ ان اللہ حی لا یموت۔ خدا آج بھی ان سب طاقتوں کے ساتھ زندہ ہے مگر ایمان اور دعا کے ہتھیار سے کام لینے والے باقی نہیں رہے یہ غیر مرئی چیزیں ہیں ایٹم کو ایک سائنسدان دیکھ سکتا ہے، اسے توڑ بھی سکتا ہے، مگر ایمان اور دعا کی طاقت اس سے زیادہ غیر مرئی ہے اسے مادہ کا سائنسدان نہیں دیکھ سکتا روح کا سائنسدان دیکھ سکتا ہے سو روح کے حکیم اعلیٰ نے اسے دیکھا اور اس کا نسخہ نہایت آسان بتا گیا جو بھی خدا کے دروازے پر مخلوق خدا کی اصلاح کی تڑپ کو لیکر۔ اس کو برباد کرنے کی نہیں اسے زندہ کرنے کی تڑپ کو لیکر گرے گا خدا اس کی دعا میں بھی وہ طاقت پیدا کر دے گا۔ ہاں اپنی اپنی استعداد کے مطابق، جو استعداد اس حکیم اعلیٰ کو دی گئی وہ اور کسی کو نہیں دی گئی مگر خدا کا چشمہ نصرت بہت وسیع ہے اپنی اپنی پیاس کے مطابق انسان اس چشمہ نصرت سے پی سکتا ہے اور پی لیتا ہے مگر پیاس تو پیدا کرو جب نہیں تو نصرت کا پانی کس طرح ملے یہ صرف پیاسوں کو دیا جاتا ہے۔

دعا اور ایمان کی طاقت سے کام لو

سو میں اپنی جماعت کو اسی طاقت سے باخبر کرنا چاہتا ہوں، تمام پست اغراض کو پاؤں کے نیچے روند دو اور اس بلند غرض کو سامنے رکھ لو کہ ہم نے خدا کے نام کو دنیا میں بلند کرنا ہے ظلم و فساد، فسق و فجور میں مبتلا دنیا کو خدا کے دروازے پر جھکانا ہے اسے بربادی کی راہوں سے ہٹا کر زندگی کی راہوں پر ڈالنا ہے اور پھر خدا کے آگے گر جاؤ۔ اپنی پوری قوت سے گر جاؤ۔ کوئی حصہ تمہاری طاقت کا باقی نہ رہے جو خدا کے سامنے اپنے آپ کو گرا دینے پر نہیں لگا دیا گیا۔ دنیا کو ایٹم کی طاقت سے کام لینے دو تم دعا اور ایمان کی طاقت سے کام لو۔ تمہارے لئے بہت وسیع میدان موجود ہے کہ اس دنیا کو موت کے بعد زندہ کیا جائے گا یہ خدا کی طرف سے اعلان موجود ہے۔ اعلموا ان الله یحیی الارض بعد موتها۔

قرآن کو پہنچانے کے لئے مال کی ضرورت

ہاں اس کے لئے جہاں اموال کی ضرورت ہے اور میں نے اس وقت آپ سے وصایا کے مال مانگے ہیں۔ اس پیغام کو دنیا میں پہنچانے والوں کی بھی ضرورت ہے۔

مبلغ کی پہلی ضرورت

تم میں سے بعض دلوں میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ ہم نے ابھی تبلیغ اسلام کے کالج قائم نہیں کئے جہاں اپنے مبلغوں کو تمام علوم سے مسلح کر کے ان ممالک میں بھیجا جائے مگر میں کہتا ہوں اس رب سے بڑے معلم نے جو یعلمهم الكتاب والحكمة کا مصداق ہے ہمارے لئے جو کالج قائم کیا ہے وہ ایمان اور دعا کا کالج ہے میں تو مبلغ کی پہلی ضرورت یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے دل میں یہ ایمان ہو کہ وہ اسلام سے کلی محمد رسول اللہ صلعم کے لئے قرآن کے لئے دنیا کو فتح کر سکتا ہے اور یہ فتح کی طاقت اسے خدا کے آگے گرنے سے مل سکتی ہے اگر گریجویٹ مبلغ نہ ملیں تو خدا کے دین کو دنیا میں پہنچانے کے لئے معمولی تعلیم کے مبلغ بھی کام دے سکتے ہیں مبلغ کی کامیابی کا انحصار ان علوم پر نہیں جو وہ جانتا ہے اس ایمان پر ہے جو اس کے دل میں ہے اس طاقت پر ہے جو اسے خدا کے دروازے پر گرنے سے ملتی ہے۔ ایسے آدمی کے دل پر اللہ تعالیٰ علوم کا دروازہ بھی کھول دیتا ہے۔ جگ بیتی بھی یہی ہے مگر روحانیوں کی جگ بیتی اور آپ بیتی بھی یہی ہے اللہ تعالیٰ سب کا مددگار ہو۔

میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ قدوس ہے ہر عیب سے پاک ہے تم اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ ہر قسم کی بدی سے اجتناب نہ کرو۔ جب تک کہ جھوٹ اور غیبت تمہیں ایک مردار کی طرح نظر نہ آئے تم خدا کے نام کو دنیا میں بلند نہیں کر سکتے جب تک کہ پہلے خود خدا کے قرب کو حاصل کرنے کی راہوں کی تلاش میں نہ لگ جاؤ اپنے مالوں پر فخر مت کرو، اس بات سے دھوکہ نہ کھاؤ کہ تم چار آدمیوں میں بیٹھ کر باتیں کر لیتے ہو دین کی سچائیوں کو حاصل کرنا انکساری کو چاہتا ہے۔ بڑی جد و جہد کو چاہتا ہے۔ قرآن کریم کو پڑھو مگر صرف اس لئے کہ تمہیں قرآن کے معنے آگئے ہیں مجتہد نہ بن بیٹھو۔ خدا کے احکام کے سامنے خاکساری سے سر جھکا دو اس کے قرب کی راہوں کو خاکساری سے تلاش کرو اور اپنی ساری توجہ کو۔ ہاں اپنے مالوں کو بھی خدا کے کلام کو دنیا میں پہنچانے پر لگا دو تاکہ خدا کی نصرت کے دروازے تمہارے لئے کھل جائیں تاکہ تم پر ان انعامات کی بارش ہو جو صراط مستقیم پر ...

بقیہ خطبہ از صفحہ ۳

نئے نبی کی نبوت کا اقرار نہ کرے اور جب تک کہ نبی کریم صلعم کی خلافت کے دور کو ختم کر کے ایک نئی خلافت کا قائل نہ ہو صرف اس لئے کہ ایک شخص کی نمبرداری قائم ہو، آپ لوگوں کو یہ لفظ سخت معلوم ہوں گے مگر مجھے سمجھا دیجئے کہ اتنا بڑا جھوٹ کسی کی خوابوں سے سچ کس طرح بن گیا۔

میاں صاحب کے مرید غور کریں

اے حضرت مسیح موعود کے ماننے والو! تمہاری شہرت حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں نیکی کی وجہ سے تھی تمہاری عزت دلوں میں تمہاری راستبازی کی وجہ سے تھی مگر اب جماعت کی شہرت نیکی کی وجہ سے نہیں شہرت ضرور ہے مگر وہ نیکی کی وجہ سے نہیں نظام کی وجہ سے ہے۔ یاد رکھو کہ نیکی کا تعلق خدا سے ہے اور نظام کا تعلق دنیا سے ہے۔ دنیاداروں کے نظام تمہارے نظاموں سے بہت بڑھ چڑھ کر ہیں تمہارا نظام ان کا پاسنگ بھی نہیں۔ تم بھولے ہوئے ہو۔ نظام فانی چیز ہے نیکی ابدی چیز ہے، میں نہیں کہتا کہ تم میں نمازیں پڑھنے والے نہیں، روزے رکھنے والے نہیں۔ تہجد خوان نہیں، مالی قربانیاں کرنے والے نہیں، مگر تم بحیثیت جماعت ایک جھوٹ سے پیار کرتے ہو اور جھوٹ ایسی بلا ہے جو سب نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے تنظیمی بیعت والے بھی اس جھوٹ سے نفرت نہیں کرتے میں یہ کسی عداوت کی وجہ سے نہیں کہتا مگر میں دیکھتا ہوں کہ تمہیں صرف اپنے نظام پر فخر ہے کہ اپنے نظام سے تم دنیا پر غالب آجاؤ گے۔ یہ نہیں ہوگا غلبہ نیکی کا ہوگا سچائی کا ہوگا تم اگر چاہو تو آج اپنی متفقہ آواز اٹھا کر میاں صاحب کو بھی راہ راست پر لا سکتے ہو یہ حضرت مسیح موعود سے سچی محبت ہوگی کہ ان کا فرزند اس جھوٹ سے تائب ہو جائے جس سے حضرت مسیح موعود کی تعلیم برباد ہوتی ہے یہی وہ رستہ ہے جس سے تم اللہ تعالیٰ کا قرب بھی حاصل کر سکتے ہو اور کامیابی بھی حاصل کر سکتے ہو، جھوٹ پر جس عمارت کی بنیاد رکھی جائے وہ کھڑی نہیں رہ سکتی، وہ تو اب بھی گر چکی ہے مگر تمہاری آنکھیں ابھی بند ہیں اس لئے وہ تمہیں گری ہوئی نظر نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی آنکھیں کھولے اور حضرت مسیح موعود کے صحیح مقام کو شناخت کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ دین اسلام میں ایک نئی قوت پیدا ہو اور ہم قرآن کو ساری دنیا میں پہنچا دیں اور اسلام کا جھنڈا ہر کفرستان میں گاڑ کر صداقت کی تخم ریزی کر دیں۔

اپنی جماعت سے خطاب

میں اپنی جماعت کو بھی یہ کہنا

خدمت دین

ایک مبلغ کی سات ضروری خصوصیات

از جناب ممتاز احمد صاحب فاروقی لاہور

{قسط نمبر ۴}

اسی طرح ہمارے مبلغین اسلام کو اور جماعت کے دیگر خدام کو اپنی عملی زندگی کو ایسا بنانا چاہیئے کہ لوگ ان سے نیکی کا نمونہ پکڑیں۔ اس حالت میں ان کے وعظ اور نصیحتوں کا اثر بھی لوگوں پر ہوگا۔ اور وہ ہدایت پائیں گے۔ واضح ہو کہ ایک خادم دین کو نہ صرف صوم و صلوٰۃ اور دیگر احکام دین پر ہی عامل ہو کر دکھانا نہیں پڑتا بلکہ اس کی گفتار اور رفتار کو بھی سب لوگ غور سے دیکھتے ہیں۔ جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ اس کی خوش اخلاقی سے جہاں بہت سے لوگ متاثر ہو کر کھنچے چلے آتے ہیں۔ وہاں اگر وہ بد اخلاق ہو تو لوگوں کو ابتلا میں ڈال دیتا ہے اور ان کو ٹھوکر لگ جاتی ہے۔ ایک مومن کے لئے جہاں تعظیم لامر اللہ ضروری ہے وہاں شفقت علی خلق اللہ بھی ضروری ہے۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیوہ عورتوں کے لئے سودا بازار سے خرید کر لا سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ان کا ایک ادنیٰ مسلمان اسی قسم کی خدمت بجا لانے کو اپنی کسر شان سمجھے۔

ایک دوسری بات جو کہ ایک منظم جماعت کے ممبر کے لئے ضروری ہے وہ ہے قواعد اور احکام کی بجا آوری اور اس کے ماتحت چلنا۔ ہماری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام خدا کے فضل سے ایک منظم جماعت ہے جو کہ حکم قرآنی وامرھم شوریٰ بینھم کے ماتحت چلتی ہے۔ جماعت کے لوگوں نے ایک مجلس معتمدین چنی ہوئی ہے جو کہ انجمن کی حیثیت اور اختیارات رکھتی ہے اور جو کہ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفہ (یعنی حضرت مسیح موعودؑ) کی حقیقی جانشین کہلا سکتی ہے۔ اور جس کا فیصلہ جو کثرت رائے سے ہو وہ قطعی اور واجب الاطاعت ہے۔ یہاں تک کہ امیر قوم بھی جس کا انتخاب یہ انجمن ہی کرتی ہے۔ وہ اس کے فیصلہ کے برخلاف نہیں جا سکتا۔ مجلس منتظمہ تو صرف کام چلانے کے لئے ایک کمیٹی ہے جو کہ مجلس معتمدین چنتی ہے تاکہ ان کی غیر حاضری میں ان کی نمائندگی کا فرض سر انجام دے۔ اور اس کو چند ایک اختیارات دیئے جاتے ہیں۔ امیر قوم بھی ان دونوں مجلسوں کا ممبر ہوتا ہے۔ اور اس کو بھی چند اختیارات دیئے گئے ہیں۔ اگر اختلاف رائے ہو تو مجلس معتمدین جو فیصلہ کثرت رائے سے کرے وہی قطعی اور واجب العمل تسلیم ہوگا۔ اور حضرت مسیح موعود کا اپنا فتوےٰ بھی اس بارہ میں موجود ہے اور بالکل صاف ہے۔ اب جبکہ مجلس معتمدین حکم قرآنی اور مجدد وقت اور امام زمان کے فرمان کے مطابق کوئی احکام جاری کرے یا قواعد و ضوابط بنائے تو جماعت کے احباب اور ملازمین اور اراکین انجمن کو اس کی اطاعت لازمی ہے۔ حکم قرآنی ہے کہ انما کان قول المؤمنین اذا دعوا الی اللہ ورسولہ لیحکم بینھم ان یقولوا سمعنا واطعنا واولئک ھم المفلحون (النور)۔ مومنوں کا جواب جب وہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جائیں تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے یہی ہوتا ہے کہ ہم نے سن لیا اور ہم فرمانبرداری کرتے ہیں۔ اور یہی کامیاب ہونے والے ہیں۔ خصوصاً انجمن کے کارکنوں کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ انجمن ہر وقت ان کے کام کی نگہداشت نہیں کر سکتی اس لئے ان کو خدا کو حاضر و ناظر جان کر اپنے فرض کو سر انجام دینا چاہیئے کہ یہ قومی اور دینی کام ہے۔ اسی طرح جو ہدایات مرکز سے جاری ہوں ان کی اطاعت کریں اور بہانے بنا کر ان سے دیں یا کام کو نامکمل مت چھوڑیں اسی طرح ڈسپلن (DISCIPLINE) قائم رہ سکتا ہے۔

(۵) ادائیگی فرض پر اظہار تشکر

حضرت مسیح موعود جو کہ امام وقت تھے جن کو نہ صرف زبان نبوی سے نبی اللہ کہا گیا (جو کہ کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کی طرف اشارہ کرتا ہے) بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام علیک کہلا بھیجا کہ جو تم میں سے (یعنی مسلمانوں میں سے) اسکو پائے وہ میرا سلام علیک اس کو پہنچا دے۔ اور جس کو خاتم اولیاء کہا گیا۔ وہ باوجود اتنی بڑی پوزیشن رکھنے کے اپنی ایک نظم میں جہاں اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں اور اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں فرماتے ہیں ؎

لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول
میں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگاہ میں بار

اللہ اللہ! کیا انکساری ہے۔ پھر حیران ہو کر ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

مجھ میں کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار

اتنا بڑا خادم اسلام ہو۔ مگر دل میں گھمنڈ اور تکبر نہیں۔ اور نہ اپنی خدمات اسلامی کو جتلاتے ہیں۔ بلکہ یہ خدا کا فضل و احسان سمجھتے ہیں کہ اُن کو خدمت کے لئے چن لیا ورنہ اور بہت خدمت گذار موجود تھے۔ ان حالات میں آپ کے کسی مرید کے لئے یہ شایاں نہیں کہ اپنے علم اور خدمات دینی پر فخر کرے اور اپنے آپ کو (INDISPENSIBLE) سمجھے۔ یعنی یہ کہ اس کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ یہ خدا کا بنایا ہوا سلسلہ ہے۔ جس کی غرض خدمت دین اور اشاعت اسلام ہے۔ جب تک اس کی نصرت اور فضل و کرم شامل حال ہے۔ تو کامیابی یقینی ہے اگر ہم لوگ اس کے اہل ثابت نہ ہوئے تو وہ اور کسی قوم کو آگے لے آئیگا اور ان سے خدمت دین لے لیگا۔ یہ تو خدا کا ہم پر احسان ہے کہ اس نے ہم کو خدمت دین کے لئے چن لیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

یمنون علیک ان اسلموا قل لا تمنوا علی اسلامکم بل اللہ یمن علیکم ان ھداکم للایمان ان کنتم صادقین (۔۔۔)

تجھ پر احسان جتاتے ہیں کہ وہ اسلام لائے۔ تو کہہ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان مت رکھو بلکہ اللہ نے تم پر احسان کیا کہ تمہیں ایمان کی راہ دکھائی۔ اگر تم سچے ہو۔

اس دوران میں اس امر کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ ہماری احمدیہ جماعت خوش قسمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسا امیر قوم عطا فرمایا۔ جس کو واقعات نے حضرت مسیح موعود کی اپنی شاخ اور "مجھ میں سے ہے" کا مصداق ٹھہرایا۔ اور آپ کی زبان سے صالح اور نیک ارادہ رکھنے والا کا خطاب ملا۔ اور آپ کی دیانت و فراست نے آپ کو متقی اور پرہیزگار قرار دیا۔ اور یورپ اور امریکہ میں تبلیغ اسلام کے لئے انگریزی رسالہ ریویو آف ریلیجنز کا ایڈیٹر منتخب کیا۔ اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کا سیکرٹری بنایا۔ پھر پہلے دنوں اخبار پیغام صلح میں ایک مضمون جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کی قلم سے نکلا ہوا چھپا تھا جس میں اس شخص کو جو کہ مہدی کی جماعت میں دوسرے جانشین کے پیدا کردہ فتنہ اور شر کا مقابلہ اور سدباب کرے گا اس کو زبان نبوی سے منصور کہا گیا ہے۔ اور یہ کہ وہ خلیفہ اول (مولوی نورالدین صاحب مرحوم و مغفور) کی سی نیک سیرت رکھتا ہوگا۔ پھر ہماری جماعت کے کئی ایک بزرگ جو کہ صاحب کشف و الہام تھے اور ہیں ان کو بھی حضرت مولوی محمد علی صاحب کے متعلق متعدد الہامات ہوئے۔ مولوی حکیم محمد یحییٰ صاحب مرحوم و مغفور (جو کہ ہمارے خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب ہزاروی کے والد بزرگوار تھے) ان کو ایک الہام میں بتلایا گیا کہ مولوی محمد علی صاحب میں حسینؓ اور عمرؓ دونوں کا رنگ پایا جاتا ہے (الفاظ مجھے یاد نہیں رہے مفہوم یہی ہے)۔ پھر ہمارے بزرگ سید اسد اللہ شاہ صاحب سے بہت سے احباب واقف ہیں ان کو متعدد الہامات حضرت مولوی محمد علی صاحب کے متعلق ہوئے۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں:۔

(۱) "فیہ آیات للمؤمنین" (جب میاں محمود احمد صاحب کی خلافت کا جھگڑا اٹھا تھا اس کے بعد کا الہام ہے)

(۲) "از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم"۔ (جب شیخ غلام محمد نے مصلح موعود کا دعوے کیا اور مولوی صاحب کے خلاف پیشگوئیاں کیں)

(۳) "المحسن فضل رب اللہ" (کشف میں حضرت مسیح موعود کی زبانی کہا گیا۔ یہ پہلے اخبار پیغام صلح میں چھپ چکا ہے)

(۴) "حضرت (محمد علی) کی قدر و منزلت قرآن کی قدر و منزلت ہے" (یہ الہام ۱۱/۱۲ مارچ ۱۹۴۵ء کی درمیانی شب کو ہوا جب کہ شاہ صاحب نے حضرت مولانا کے لئے نماز تہجد میں دعا کی)

(۵) حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے کئی ایک الہامات میں حضرت مولوی محمد علی صاحب کو "لیلۃ القدر" کے خطاب سے یاد کیا گیا ہے اور بتلایا گیا ہے کہ "ھو لیلۃ القدر وھو مرجعکم"

ایسے امیر قوم کے ساتھ مل کر کام کرنا اور طاعت بالمعروف کرنا ہمارا فرض ہونا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دے اور صحت اور دلجمعی کے ساتھ بیش از بیش خدمات دینیہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اس پچھلے تیس سال کے عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کو اپنے فضل و کرم سے بہت کچھ ترقی بخشی ہے۔ ہماری نہ صرف تعداد ہی بڑھائی اور ہماری مالی حالت کو درست کر دیا بلکہ ہمارے کاموں میں بھی برکت ڈالی ہمیں اس کا شکر ادا کرتے ہوئے اتفاق و رضا طرجمعی سے آگے قدم بڑھانا چاہیئے۔ ہمارے مخالفین کتنی بہت ہیں اور طاقتور بھی ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کی جو کسی رنگ میں بھی اہانت کرتا ہے خدا تعالیٰ اسے ذلیل کرے گا چاہے وہ ان کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔ انی مھین من اراد اھانتک (الہام مسیح موعودؑ) خدا تعالیٰ ڈھیل دیتا ہے اور ان لوگوں پر اتمام حجت کرتا ہے۔ کب اس کی پکڑ آ جائے یہ وہی بہتر جانتا ہے۔ اپنے احباب سے میری درخواست ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وہ دعا ضرور بار بار مانگیں جو کہ آپ نے "آسمانی فیصلہ" میں لکھی ہے اور وہ یہ ہے:۔

اے خدا اے خالق ارض و سما
اے پناہ حزب خود در ہر بلا
اے رحیم و دستگیر و رہنما
ایکہ در دست تو فضل است و قضا
سخت شورے اوفتاد اندر زمین
رحم کن بر خلق اے جان آفرین
امر فیصل از جناب خود نما
تا شود قطع تنازع و فتنہ ہا

آخری عرض یہ جو باتیں میں نے لکھی ہیں یہ میں نے نیک نیتی سے اپنی اور اپنے احباب اور جماعت کے لوگوں کی بھلائی اور بہتری کی غرض سے لکھی ہیں۔ اس میں سب سے اول میں اپنے آپ کو خطاب کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں۔ اپنے احباب سے بھی درخواست دعا کی ہے کہ وہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اے اللہ ایسا ہی کر۔ یہ مضمون ختم ہوا۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ وعلیٰ خلفائہ اجمعین۔

متفرق

عیدالفطر کے مسائل

۱- عیدالفطر کے دن صبح سویرے اُٹھ کر غسل کرنا اور صاف کپڑے پہننا۔ خوشبو لگانا۔ عیدگاہ کو جانے سے قبل ناشتہ کرنا سنت ہے۔

۲- عیدگاہ کو جاتے ہوئے تکبیر و تہلیل یا ذکر الٰہی کرتے جانا افضل ہے۔

۳- عید کی نماز سے قبل صدقہ فطر ادا کر دینا چاہیئے۔ خواہ غلہ کی شکل میں ہو خواہ نقدی کی صورت میں جو صدقہ عید کے بعد ادا کیا جائیگا وہ معمولی صدقہ شمار ہوگا۔ اسے صدقہ عیدالفطر نہیں کہا جا سکتا۔ حدیث شریف میں ہے کہ صدقہ عیدالفطر روزوں کے ایام میں بعض کمزوریوں کے سرزد ہو جانے کی تلافی کے لئے ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ غربا و مساکین کو اناج مل جاتا ہے جس سے وہ بھی اپنی عید منا سکتے ہیں۔ گویا ساری قوم کو عید میں شمولیت کا موقع مل جاتا ہے۔ مساکین محروم نہیں رہتے۔ صدقہ عیدالفطر ہر ایک فرد پر واجب ہے خواہ وہ عید کی صبح کو ہی پیدا ہوا ہے۔ عورتوں اور بچوں اور نوکر اور غلام کا صدقہ ان کے شوہروں والدین اور آقاؤں کے ذمہ ہے۔ جو ان کے رزق کے کفیل ہیں صدقہ فی کس تقریباً ۲ سیر گیہوں یا اس کے برابر قیمت نقد ہے۔ لاہور کی جماعت نے فی کس ۸/ مقرر کیا ہے۔

۴- عید کی نماز دو رکعت ہوتی ہے اس میں اذان و تکبیر اقامت کوئی نہیں پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ سے قبل سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ سے قبل پانچ تکبیریں ہیں تکبیروں کے درمیان ہاتھ کھلے چھوڑ دینے چاہئیں قرأت جہری ہوتی ہے۔

۵- نماز کے بعد خطبہ مسنون ہے۔ ہندوستان میں چونکہ یہاں کی زبان اُردو ہے اس لئے قرآن کریم کی تلاوت کے بعد اردو میں مسائل و مہمات ضروریہ پر تقریر کرنی چاہیئے۔ کاغذ کا ایک ورق لے کر مولوی لوگ جو پرانا لکھا ہوا خطبہ پڑھ دیتے ہیں نہایت لایعنی چیز ہے اس لئے لوگ سنتے سناتے کچھ نہیں۔ آپس میں معانقہ کرنے اور سینہ سے سینہ رگڑنے اور عید مبارک کہنے میں مشغول ہو جاتے ہیں بعض خطیب کے سامنے غلہ پھینکتے رہتے ہیں۔ بعض اس کے سر پر پگڑیاں باندھتے رہتے ہیں یہ سب بدعت اور خطبہ کے آداب کے خلاف ہے خطبہ کو غور سے سننا اور اس سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ اگر خطیب کو کچھ دینا ہے تو نماز سے قبل دے دو یا خطبہ کے بعد صدقہ عیدالفطر ہمیشہ نماز سے قبل دے دینا چاہیئے۔

۶- عید کے خطبہ کے درمیان میں خطیب کو بیٹھنا نہیں چاہیئے جیسا کہ جمعہ کے خطبہ کے درمیان میں بیٹھا کرتے ہیں۔

۷- خطبہ ختم ہونے کے بعد جماعت کی شکل میں چلنا افضل ہے کہ اسلام کی شوکت کا اظہار ہو۔ الٰی ہی سے اس لئے جس راستہ سے آئے ہیں اس راستہ کی بجائے کسی دوسرے راستہ سے جانا مستحسن ہے۔

۸- عید میں آپس میں ملنا جلنا اور ایک دوسرے کو ہدایا یا تحائف یا طعام میں شریک کرنا ان کے لئے نہایت مستحسن چیز ہے۔ عیدگاہ سے واپسی پر گھر میں گھس کر دن کاٹ دینا یہ قومی مُردگی کی علامت ہوتی ہے۔

۹- چونکہ آجکل اسلام سے بڑھ کر کوئی غریب نہیں اس لئے حضرت مسیح موعود ؑ کے زمانہ سے احمدی جماعت کے افراد صدقہ عیدالفطر کا کل یا اکثر حصہ انجمن کے بیت المال میں بھیج دیتے ہیں اس لئے احباب کو اس پر عمل کرنا چاہیئے نماز عید سے قبل محاسب کو صدقہ ادا کر دیں۔

۱۰- صدقہ عیدالفطر کے علاوہ حضرت صاحب کے حکم سے ایک روپیہ عید فنڈ بھی مقرر ہے آخر عید کے دن بچوں اور عزیزوں کو عیدی اور تحائف دیتے ہیں۔ اسی طرح اس خوشی کے دن میں اسلام کا بھی کچھ حق ہے۔ لہٰذا احباب خاص توجہ اس فنڈ کی طرف مبذول فرمائیں اور عید فنڈ کے روپے جمع کر کے انجمن کے بیت المال میں بھیجدیں یہ حضرت صاحب کا حکم ہے اور ایک مالی جہاد ہے اسے استخفاف کی نظر سے نہ دیکھیں۔

نوجوانان جماعت اور مطالعہ قرآن کریم

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی تحریک مطالعہ قرآن کریم کے سلسلہ میں جن اصحاب کے نام اب تک شائع ہوئے ہیں ان کے بعد حسب ذیل اصحاب نے اپنے نام پیش کئے ہیں۔ ۸/ اگست ۱۹۴۵ء کے پیغام صلح میں کل تعداد ۶۴ تک پہنچ چکی تھی اس کے آگے سلسلہ نمبر شروع کیا جاتا ہے۔

(۶۵) مرزا غلام مرتضیٰ بیگ صاحب نانگا ڈاں
(۶۶) محمد اشرف صابر صاحب پشاور
(۶۷) راجہ خلیل اللہ صاحب تسنیم راولپنڈی
(۶۸) راجہ سلیم اللہ صاحب ۔۔
(۶۹) عبدالسلام صاحب خلف الرشید مولینا عبدالرزاق صاحب حیدرآباد دکن
(۷۰) محمد بشیر صاحب۔ موضع ورک
(۷۱) بابو محمد صادق خان صاحب۔ کسولی
(۷۲) حامد صادق صاحب۔ کسولی
(۷۳) ملک خدا بخش صاحب لدھیانوی نالوہ
(۷۴) زکیہ خاتون صاحبہ کوٹ مومن (بدوملی)
(۷۵) زوجہ مولوی احمد گل صاحب۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان
(۷۶) شیخ غلام ربانی صاحب لاہور (حال رچھو)
(۷۷) شیخ غلام جیلانی صاحب
(۷۸) میاں عزیز احمد صاحب خلف الرشید ڈاکٹر اللہ بخش صاحب (حال کوہ مری)
(۷۹) شیخ محمد اصغر صاحب (حال کوہ مری)
(۸۰) سید اسد حسین صاحب خلف الرشید سید الطاف حسین صاحب (حال کوہ مری)
(۸۱) ملک عبدالقیوم صاحب کوہ مری
(۸۲) میاں فضل کریم صاحب۔ راولپنڈی
(۸۳) میاں بشارت احمد صاحب بقایا راولپنڈی
(۸۴) میاں قمرالدین صاحب۔ راولپنڈی
(۸۵) میاں فخرالدین صاحب۔ راولپنڈی
(۸۶) مرزا مسعید احمد صاحب۔ راولپنڈی
(۸۷) غلام یحییٰ صاحب۔ راولپنڈی
(۸۸) ممتاز احمد صاحب واہ ضلع کیمبلپور
(۸۹) مرزا خورشید احمد صاحب راولپنڈی
(۹۰) مقبول احمد صاحب۔ راولپنڈی
(۹۱) بابو عبدالعزیز صاحب ریلوے گارڈ لاہور

مکتوب بغداد

سید تصدق حسین قادری صاحب اپنے ۔۔۔ مورخہ ۱۸ ۔۔۔ ۱۹۴۵ء میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مورخہ ۹ ار جون کے خط میں میرے محبوب امیر کا مجھ گنہگار کے متعلق یہ ریمارک "قادری صاحب کو میری طرف سے بہت بہت سلام علیکم لکھیں۔ ان کے لئے دعا بھی بہت کروں گا۔ میں انہیں اپنا ایک مضبوط بازو سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے۔ اور انہیں اپنے دین کی خدمت کے لئے صحت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے" پڑھ کر آنکھوں میں آنسو بھر آئے اللہ تعالیٰ اس مجدد وقت کے پیارے روحانی بیٹے کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشے یہ حضور کی ذرہ نوازی ہے کہ مجھ گنہگار کو اپنا مضبوط بازو سمجھتے ہیں۔ قبلہ یہ تھوڑی بہت خدمت اسلام کی توفیق جو اس خاکسار کو حاصل ہے یہ اس مرد خدا کے روحانی فیض کا اثر ہے۔ اور فضل ربی ہے۔

جمال ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تندرستی میں خیروعافیت ہوں گے ہم تمام کی جانب سے حضرت کی خدمت میں سلام وعلیکم پہنچے۔ اب خدا کے فضل وکرم سے میری صحت پہلے کی نسبت بہت بہتر ہے۔ دعاؤں کو جاری رکھیں۔

کارپردازان پیغام صلح کی طرف سے
قارئین پیغام صلح کو
عید مبارک ہو

علم دین سیکھنے اور اشاعت اسلام کی تیاری کیلئے گریجوایٹوں اور میٹرک پاس طلبا کی ضرورت

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی تبلیغی کلاس کے آیندہ سیشن میں چند گریجوایٹ اور میٹرک پاس طلباء لئے جائیں گے، جن کو کم از کم تین سال اور پانچ سال میں علم دین سکھایا جائے گا اور بلاد غیر اور ہندوستان میں تبلیغ کے لئے انہیں تیار کیا جائے گا میٹرک پاس طلبا کی انگریزی قابلیت بڑھانے کا بھی انتظام کیا جائیگا۔

جماعت کے وہ مستطیع اور اہل ثروت اصحاب جو اپنے بچوں کی دنیوی تعلیم پر ہزار روپیہ خرچ کر چکے ہیں اور کر سکتے ہیں اگر دس ہزار روپیہ سے فائدہ اٹھا کر انہیں علم دین سے بہرہ ور کرنے اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے انہیں تیار کرنے کا بیڑہ اٹھائیں تو اس سے بڑھ کر نیکی اور ثواب کا کام اور کیا ہوگا۔ دینی تعلیم پر انشاء اللہ کچھ بہت زیادہ خرچ نہیں ہوگا۔ لیکن ایسے غیر مستطیع اصحاب جو اخراجات کا بیڑہ نہ اٹھا سکتے ہوں اور کوئی اور ذریعہ معاش نہ رکھتے ہوں ان کو دوران تعلیم و ٹریننگ میں حسب ذیل شرح سے وظایف دیئے جائیں گے۔

گریجوایٹ۔ ۶۰ روپیہ ۲۰ روپے گرانی الاونس ۸۰ روپے ماہوار

میٹرک پاس۔ ۳۰ روپے ۱۸/۱۲ روپے گرانی الاونس۔ ۴۸/۱۲ روپے آٹھ آنے۔

صرف جماعت احمدیہ لاہور سے تعلق رکھنے والے احمدی نوجوان جو علم دین سیکھنے اور تبلیغ اسلام کا ولولہ اور شوق رکھتے ہوں حسب ذیل پتہ پر داخلہ کی درخواستیں بھیجدیں۔

شیخ عبدالرحمن مصری
انچارج شعبہ تبلیغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

چندوں کی ادائیگی کے متعلق نہایت ضروری اعلان

۱- جملہ جماعتوں اور احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ یہ اب مالی سال کی آخری سہ ماہی ہے تمام بقایاجات صاف ہونے چاہیئں جن احباب کے ذمہ بقایا رقوم ہوں وہ اب ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(۲) احباب کی توجہ ترجمۃ القرآن فنڈ۔ اور ستیارتھ پرکاش فنڈ۔ زکوٰۃ۔ وصایا کی طرف بالخصوص مبذول کرائی جاتی ہے۔

مرتضیٰ خان
اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

جلد ۳۳ | لاہور۔ یوم چہار شنبہ مورخہ ۴ شوال ۱۳۶۴ھ۔ مطابق ۱۲ ستمبر ۱۹۴۵ء | نمبر ۳۷

قرآن مجید کی تین سورتوں میں تین آیات کا اعادہ

قرآن مجید مذہبی کتب میں آسان ترین کتاب ہے

قرآن کی طرف سے مسلمانوں کی افسوسناک غفلت

قرآن مجید کے امتحان میں شمولیت کرنیوالے طلباء کو بعض نہایت ضروری ہدایات

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ ڈلہوزی۔ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۴۵ء

ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر

رمضان اور نزول قرآن آج بالکل رمضان کا بابرکت مہینہ ختم ہو جائے گا۔ اور آج میں اسے اسی ذکر پر ختم کرتا ہوں جس سے شروع کیا تھا۔ کہ اس مہینہ کی برکات کا تعلق نزول قرآن سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس اعلان کو

ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر

چار دفعہ دوہرایا ہے۔ میں بھی آج دوسری دفعہ اس رمضان میں اس اعلان کا ذکر کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس اعلان کو بڑی اہمیت دی ہے۔

تین آیات کا اعادہ تین آیتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے تین سورتوں میں بار بار دوہرایا ہے۔ ایک آیت ہے فبای آلاء ربکما تکذبان جسے سورہ رحمٰن میں بار بار دوہرایا گیا ہے بہت ہی مرتبہ دوہرایا گیا ہے حتی کہ لوگ تعجب کرتے ہیں کہ اتنی بار اس کو کیوں دوہرایا گیا ہے۔ تم اللہ تعالیٰ کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ فی الحقیقت اللہ تعالیٰ نے یہاں بھی قرآن جیسی نعمت عظمیٰ کو جھٹلانے کا ذکر ہی کیا ہے۔ کیونکہ اس سورت کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے الرحمٰن

علم القرآن۔ خدائے رحمان نے ہی قرآن سکھایا ہے۔ اور یہی اس کی سب سے بڑی نعمت ہے اس لئے کہ باقی جس قدر اس کی نعمتیں ہیں وہ انسان کے جسم سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور یہ اس کی وہ نعمت ہے جو انسان کی روح سے تعلق رکھتی ہے جو باقی رہنے والی چیز ہے۔

قرآن مجید کو جھٹلانیوالے دوگروہ اور دو گروہ جن کو بار بار خطاب کیا گیا وہ اسی قرآن کو جھٹلانے والے دو گروہ ہیں ایک گروہ جس نے نبی کریم صلعم کی زندگی میں یہ زور لگایا کہ قرآن اور محمد صلعم کو دنیا تک پہنچنے سے روکیں اور دوسرا وہ گروہ جس نے اس زمانہ میں یہ زور لگایا کہ قرآن اور محمد صلعم جیسی نعمت کے سامنے ایسی روکیں کھڑی کر دی جائیں کہ یہ دنیا تک نہ پہنچ سکے قرآن کی تکذیب دنیا میں دو مرتبہ ہوئی ہے باقی درمیانی زمانہ میں کثیر حصہ مخلوق کا قرآن کے اثر کے نیچے آیا اور بہر حال اس کو مٹانے کی کوشش کسی نے نہیں کی۔ البتہ دو مرتبہ تاریخ اسلام میں یہ کوشش ہوئی ایک وہ کوشش جو مشرکین عرب اور ان کے ساتھ مل کر یہود و نصاریٰ نے کی اور دوسری وہ کوشش جو یہود و نصاریٰ نے ہمارے اس زمانہ میں کی اور ان کے ساتھ

ہندوستان کے مشرک بھی مل گئے۔ فبای آلاء ربکما تکذبان میں یہی دو گروہ مخاطب ہیں اور خدا کی وہ نعمت جس کی تکذیب سے ڈرایا ہے وہ قرآن ہی ہے۔ دوسری آیت جس کو بار بار دوہرایا گیا ہے سورہ مرسلات کی آیت ویل یومئذ للمکذبین۔ یہاں بھی تکذیب کرنیوالوں کے انجام کا ذکر ہی ہے گویا یہ دونوں آیتیں جو دوہرائی گئی ہیں تکذیب قرآن سے ڈرانے کے لئے دوہرائی گئی ہیں۔ سورۃ مرسلات کی ابتدا والمرسلٰت عرفا سے ہوتی ہے یعنی رسولوں کی جماعتوں کو جنہیں معروف یا نیکی کی باتیں دے کر بھیجا جاتا ہے انہی کو بطور شہادت پیش کیا ہے اور ویل یومئذ للمکذبین میں جس تکذیب کا ذکر ہے کہ اس کا انجام اچھا نہ ہوگا وہ بھی تکذیب قرآن کریم ہی ہے۔ چنانچہ اس سورہ کا خاتمہ ان الفاظ پر ہوتا ہے فبای حدیث بعدہ یؤمنون۔ اگر قرآن پر ایمان نہیں لاتے اس کو دنیا سے مٹانا چاہتے ہیں تو اس کے بعد وہ کونسی بات ہے جس پر ایمان لائیں گے جس میں بتایا ہے کہ خدا پر ایمان کے بغیر یہ دنیا قائم نہیں رہ سکتی اس لئے اس آیت کے پڑھنے پر قاری یا سامع کہتا ہے آمنا باللہ اور خدا پر ایمان کے لئے قرآن سے بہتر دنیا میں کوئی چیز نہیں۔

قرآن کو بھیجنے کی غرض تو اس طرح تکذیب کرنیوالوں کو تکذیب قرآن سے ڈرا کر اور اسے بار بار بیان کر کے اس پر زور دے کر اب ایک اور اعلان فرمایا کہ اے لوگو ہم نے قرآن کو للذکر ذکر کے لئے۔ یعنی شرف اور عزت حاصل کرنے کے لئے آسان بنایا ہے کوئی ہے جو اس سے شرف اور بزرگی حاصل کرے۔ یہ اعلان سورہ قمر میں چار دفعہ دوہرایا گیا ہے پہلے قوم نوح کا ذکر کیا۔ وہ قوم غرق ہو گئی اس سے عبرت حاصل کرو۔ دنیا میں زندہ رہنا چاہتے ہو تو اس قرآن کو لو۔ پھر قوم عاد کا ذکر کیا کس طرح ایک بڑی طاقتور قوم خدا کے حکم سے انحراف کر کے برباد ہو گئی، پھر فرمایا اس سے بھی عبرت حاصل کرو اور اگر زندہ رہنا چاہتے ہو بڑا بننا چاہتے ہو تو قرآن

کو لینا تو بڑی آسان چیز ہے۔ پھر ثمود کی ہلاکت کا ذکر کر کے یہی الفاظ دوہرائے پھر قوم لوط کی ہلاکت کا ذکر کر کے انہی الفاظ کا اعادہ کیا۔ آج بھی لوگوں کے لئے یہی خدا کا اعلان موجود ہے ۔۔۔ کہ اگر حقیقی عزت کے مقام پر پہنچنا چاہتے ہیں تو اس قرآن کے ذریعہ سے ہی پہنچ سکتے ہیں ورنہ پہلی قوموں کی ہلاکت اور بربادی ہی آج کی قوموں کے لئے بھی سبق ہے۔

قرآن بہت آسان ہے قرآن شریف مذہبی کتب میں آسان ترین کتاب ہے یسرنا القرآن ہم نے قرآن کو آسان بنایا ہے جس پہلو سے دیکھو دیگر کتابوں کے مقابلہ میں یہ بہت آسان ہے یہ ایک چھوٹی سی کتاب ہے اس کے اصول اور اس کی باتیں عام فہم ہیں اس کو یاد کر لینا اس قدر آسان ہے کہ دنیا کی کوئی دوسری کتاب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی اس پر عمل کرنا بھی آسان کام ہے اس کو لینا یعنی اس پر عمل کرنا بھی آسان ہے۔ عرب کی امی قوم نے جو صدیوں سے دوسری حکومتوں کے زیر اثر چلی آتی تھی اور جو تہذیب کے نہایت ہی ادنیٰ مقام پر پڑی ہوئی تھی، فسق و فجور میں مبتلا تھی ایک دوسرے کو برباد کرنے کے درپے تھی جب اس قرآن کو لیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے کس عظمت کے مقام پر پہنچایا وہ دنیا کی فاتح بھی بن گئی حالانکہ اس کے پاس نہ فوج تھی نہ سامان جنگ تھا۔ اور دنیا کی قوموں کے اخلاق اور روحانیت میں بھی ہادی اور رہنما بن گئی حالانکہ یہ نہایت پست مقام پر پڑی ہوئی تھی اور کبھی بلند جذبات ان کے اندر پیدا نہیں ہوتے تھے اگر قرآن پر عمل اس قدر آسان نہ ہوتا تو ایک ایسی گری ہوئی قوم اس پر عمل پیرا ہو سکتی تھی، آج بھی مسلمان کتنے گرے ہوئے ہوں ان کے لئے قرآن پر عمل کرنا آسان کام ہے اور اس ذریعہ سے وہ بلند سے بلند مقام پر پہنچ سکتے ہیں۔

قرآن کی طرف سے مسلمانوں کی غفلت لیکن ایک طرف اللہ تعالیٰ کے اس اعلان کو لو جو بار بار دوہرایا گیا ہے کہ ہم نے قرآن کو آسان بنایا ہے دیکھو اور دوسری طرف آج خود

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد اختر پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس ۔۔۔

مسلمانوں کی حالت کو دیکھو کہ وہ خدا سے اپنے شرف اور اپنی عظمت کا ذریعہ بنانے کی طرف توجہ نہیں کرتے اندھا دھند یورپ کے پیچھے دوڑے چلے جا رہے ہیں، اس یورپ کے پیچھے دوڑ رہے ہیں جو خود اندھا دھند ہلاکت کی طرف دوڑا جا رہا ہے، ایک بڑے پادری نے اگلے دن کہا کہ بلاشبہ آج مہذب قومیں بڑی تیزی کے ساتھ بڑھی جا رہی ہیں مگر ہلاکت اور بربادی کی طرف بڑھی جا رہی ہیں مسلمانوں کو اس طرف توجہ نہیں کہ ہم قرآن کو اپنا راہنما بنائیں اس پر اپنی زندگی کی بنیاد رکھیں یہ بہت آسان کام ہے اس کے لئے نہ روپے کی ضرورت ہے نہ کسی قوم سے جنگ کرنے کی ضرورت ہے۔ آج عرب مصر اور ترکی کی حالت کو دیکھ لو، ایران کی حالت کو دیکھ لو۔ خود ہندوستان کی حالت کو دیکھ لو ہم ایک ایک بچے کی تعلیم پر ہزار ہا روپے خرچ کر دیتے ہیں مگر اسے قرآن پڑھانے پر کس قدر خرچ کرتے ہیں؟ کیا ہمیں کبھی توجہ ہوئی ہے کہ ہم اپنے لڑکوں کو قرآن پڑھائیں اپنی لڑکیوں کو قرآن پڑھائیں، ان کی عمروں کے پندرہ پندرہ بیس بیس سال انگریزی تعلیم پر خرچ ہو جاتے ہیں مگر قرآن کی تعلیم پر ان کے چند گھنٹے لگانے کا بھی کوئی انتظام ہم نے نہیں کیا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے قرآن کو آسان بنایا ہے مگر ہم سمجھتے ہیں یہ اتنی مشکل چیز ہے کہ ہم اپنے بچوں پر یہ بوجھ کیوں ڈالیں وہ دنیا کمانے کے قابل ہو جائیں دین سے کوئی تعلق ہو نہ ہو، خدا پر ایمان ہو نہ ہو۔ قرآن کو سمجھنے کے قابل ہوں نہ ہوں حالانکہ اس وقت جب تعلیم عام ہو رہی تھی قرآن کریم کی تعلیم بچوں کو دینا پہلے سے بھی آسان ہو گیا تھا مگر مسلمانوں کی اس طرف توجہ نہیں بلکہ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہماری جماعت کی بھی اس طرف اس قدر توجہ نہیں جس قدر ہونی چاہیئے۔

قرآن کو یاد کرنا چاہیئے

قرآن کریم جب نازل ہوتا تھا تو ہر ایک مسلمان اس کا کچھ حصہ حفظ کر لیتا تھا اور بہت سے لوگ ایسے بھی تھے جنہوں نے سارا یاد کر لیا تھا اور یہ سب لوگ، تھوڑا یاد کرنے والے اور سارا یاد کرنے والے اس کے معنے اور مفہوم کو بھی سمجھتے تھے اس لئے کہ ان کی زبان عربی تھی۔ آج اس زمانے میں جب قرآن کریم کے چھپے ہوئے نسخے آسانی سے مل جاتے ہیں ہر مسلمان کو کچھ نہ کچھ حصہ قرآن کریم کا ضرور حفظ ہونا چاہیئے اس لئے کہ نماز ہر مسلمان پر فرض ہے اور نماز میں علاوہ سورۃ فاتحہ کے کچھ نہ کچھ حصہ قرآن کریم کا ضرور پڑھا جاتا ہے بہت سے لوگ صرف سورہ اخلاص پر کفایت کر لیتے ہیں یعنی قل ھو اللہ احد پر اور پھر اس سے کم تر وہ لوگ ہیں جو آخری دس چھوٹی چھوٹی سورتیں الم تر کیف سے شروع کر کے یاد کر لیتے ہیں پھر کچھ لوگ آخری پارہ کا آخری ربع یاد کر لیتے ہیں لیکن فی الحقیقت قرآن شریف کا حفظ کرنا اور یاد رکھنا اس قدر آسان ہے کہ اس کے اور بہت سے حصے یاد کر لینے میں کوئی دقت نہیں۔ ایک دفعہ حفظ کرنے میں تھوڑی سی تکلیف ضرور ہوتی ہے مگر پھر چونکہ نمازوں میں ان یاد کئے ہوئے حصوں کو بار بار دہرایا جائے گا اس لئے وہ خود ہی یاد ہوتے رہیں گے اور زیادہ حصوں کو حفظ کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ بعض وقت انسان کی طبیعت پر ایک حصہ زیادہ اثر پیدا کرتا ہے تو بعض وقت دوسرا۔ بالخصوص ان حصوں کو یاد کر لینا چاہیئے جن میں بعض نہایت رقت پیدا کرنے والی دعائیں آتی ہیں اور ان حصوں کو بھی جن میں اللہ تعالیٰ کی صفات اور عظمت کا خاص طور پر ذکر آتا ہے جس سے انسان کے دل کے اندر خدا کے سامنے جھکنے کی صحیح لذت پیدا ہوتی ہے۔

مسلمان بچوں کو قرآن سکھایا جائے

لیکن اس کے ساتھ ہی یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر ایک مسلمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ جس طرح وہ کچھ حصہ قرآن کریم کا یاد کرتا ہے اس کے معنے بھی سیکھے یہ بھی اس کے یاد کرنے کی طرح آسان کام ہے لیکن صرف بے توجہی کی وجہ سے اس طرف سے مسلمان غافل ہیں اگر آج مسلمان بچوں کے ہاتھ میں اردو یا انگریزی میں آسان حصے قرآن کریم کے لفظی ترجمہ کے ساتھ دے دیئے جائیں تو انٹرنس پاس کرنے تک ہر مسلمان بچہ ان حصوں کا ترجمہ آسانی سے سیکھ لے گا۔ افسوس ہے کہ جن کالجوں سکولوں میں مسلمانوں کو دینیات کی تعلیم دی جاتی ہے وہ بھی ایک غلط رنگ میں دی جاتی ہے مثلاً کہیں وضو کے فرائض اور واجبات اور مستحبات سکھائے جاتے ہیں حالانکہ وضو ایک دو دفعہ بچے کے سامنے کر کے دکھا دینا کافی ہے اور یاد کرنے سے جو ملا واجب وغیرہ حافظہ پر ڈالا جاتا ہے وہ کسی بہتر کام پر لگایا جا سکتا ہے کہیں حیض نفاس کے مسائل کی تعلیم ہوتی ہے کہیں ایسے فروعی مسائل پر زور ہوتا ہے جن کی آج ضرورت ہی کوئی پیش نہیں آتی ضرورت یہ تھی کہ قرآن کریم کے آسان حصے الگ کر کے جن میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کا ذکر ہو بچوں کو ان کا ترجمہ سکھا دیا جاتا اور انہیں یاد کرا دیا جاتا تاکہ بچے کے دل پر خدا کے کلام کی عظمت شروع سے بیٹھ جاتی خدا نے توفیق دی تو میں فرصت پا کر کچھ ایسے رسالے تیار کرنے کا انتظام کروں گا جس سے ہر ایک تعلیم یافتہ قرآن کریم کو خود سیکھ سکے، اگر مسلمان توجہ نہ بھی کریں تو اپنی جماعت کے بچوں کی تعلیم ایسے رنگ میں ہو کہ شروع سے قرآن کریم کی محبت اور اللہ تعالیٰ کی عظمت ان کے دلوں پر بیٹھ جائے اور آہستہ آہستہ ساری جماعت قرآن کے رنگ سے رنگین ہو۔

قرآن کریم کے امتحان کے متعلق ضروری ہدایات

اس خطبہ میں میں جس خاص امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ پچھلے خطبہ کا تتمہ ہے یعنی اس خطبہ میں میں نے ان امور کی طرف توجہ دلائی تھی جن کا تعلق مبتدیوں سے ہے یعنی یہ کہ سورہ بقرہ اور آل عمران کا جو امتحان آئندہ نومبر میں ہوگا اس میں مبتدیوں سے کیسے سوالات کئے جائیں گے یا امتحان کے پرچہ ب یعنی درجہ دوم کے سوالات کیسے ہوں گے۔ یہاں میں دو امور کی طرف بالخصوص توجہ دلانا چاہتا ہوں اول یہ کہ پرچہ ب ان تمام لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے بھیجا جائے گا جو سکولوں* یا کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں اور ہر علاقہ کے مبلغ کا فرض ہوگا کہ ان کے ناموں سے دفتر کو آخر ستمبر تک مطلع کرے ایسے تمام لڑکے اور لڑکیاں اب بھی اپنے آپ کو اس نہایت معمولی امتحان کے لئے تیار کریں وہ صرف سادہ ترجمہ سیکھ لیں اور بعض اور باتیں جن کا ذکر گذشتہ خطبہ میں ہو چکا ہے اور علاقہ کے مبلغ یا دوسرے اصحاب یا جو قوم کے لئے درد رکھتے ہیں ان کو اس بارے میں مدد دیں۔ اس کے علاوہ پرچہ ب صرف ان لوگوں کو بھیجا جائے گا جنہوں نے اپنے نام خود دیئے ہیں یا خود دیں گے اور پرچہ أ یا درجہ اول کا امتحان بھی صرف ان لوگوں کے لئے ہوگا جو اپنے نام خود دیں اور دوسری بات جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ علاوہ تحریری امتحان کے ایک تقریری امتحان بھی بہت مختصر ہوگا جس میں قرآن کریم کی تلاوت کو دیکھا جائے گا نیز جو دعائیں حفظ کرنے کے لئے دی گئی ہیں ان کا امتحان ہوگا اور مختصر طور پر قابلیت کا اندازہ بھی کیا جائے گا تقریری امتحان دونوں پرچوں کے متعلق ہوگا، اور یہ امتحان جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہوگا سوائے ایسے لوگوں کے جو بہت فاصلہ کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے آنے سے معذور ہیں وہاں اگر کوئی انتظام تقریری امتحان کے لینے کا ہو سکا تو وہیں مقام پر کر دیا جائے گا لیکن اگر کوئی ایسے لڑکے یا لڑکیاں جو کرایہ نہ ہونے کی وجہ سے جلسہ سالانہ پر نہ آ سکیں، تو ان کی طرف سے درخواست آنے پر کرایہ کا انتظام بھی کر دیا جائے گا۔

درجہ اول کا امتحان دینے والے

اب میں اس خطبہ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ درجہ اول کا امتحان دینے والوں کو اپنے آپ کو کس قسم کے سوالات کے جواب کے لئے تیار کرنا چاہیئے سو پہلے تو درجہ اول کا امتحان دینے والے کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ وہ درجہ دوم کے پرچہ کا بھی جواب دے اس کے بعد میں ایسے اصحاب کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وہ ان دونوں سورتوں کا زیادہ غائر نظر سے مطالعہ کریں اور ذیل کے امور کو بالخصوص مد نظر رکھیں۔

ان دو سورتوں کی تفسیر کے متعلق ضروری امور

اوّل ان کی امتحان میں بعض آیات قرآنی ان دونوں سورتوں میں سے تفسیر کے لئے دی جائیں گی۔ تفسیر کے لئے الفاظ کے معانی اور مفہوم کو جاننا تو ضروری ہے ہی مگر اس کے علاوہ قرآن کریم کی بہترین تفسیر وہ ہے جو ایک مقام کی تفسیر خود قرآن کریم کے کسی دوسرے مقام سے ہوتی ہے اس لئے اس امر کی طرف خاص طور پر توجہ ہونی چاہیئے قرآن کریم جہاں ایک مقام پر کسی امر کا اجمالی ذکر کرتا ہے تو بسا اوقات ہوتا ہے کہ اس کا ذکر دوسری جگہ مفصل ہوتا ہے سورہ بقرہ اور آل عمران میں بھی یہ تعلق بالخصوص پایا جاتا ہے کہ جو باتیں ایک میں بطور اشارہ بیان فرمائی ہیں دوسری میں ان کی وضاحت فرما دی ہے۔

دوئم۔ ان دونوں سورتوں میں سے سورہ بقرہ میں بالخصوص یہود کی طرف روئے سخن ہے اور سورۃ آل عمران میں بالخصوص عیسائیت کی طرف گویا اگر پہلی سورت غیر المغضوب علیہم کی تفسیر ہے تو دوسری ولا الضالین کی تفسیر ہے۔ ضمناً مشرکین کا بھی ذکر آتا ہے ان دو مذاہب پر خاص طور پر اتمام حجت کیا ہے اور دونوں میں یہ بتایا کہ اسلام ایک کامل مذہب ہے جو یہود اور نصاریٰ کی غلطیوں کی اصلاح بھی کرتا ہے اور ان پر اتمام حجت بھی کرتا ہے ان دونوں مذاہب کے ساتھ جو مباحث ان دونوں سورتوں میں آتے ہیں ان کی طرف بالخصوص توجہ کی ضرورت ہے۔

سوئم۔ ان دونوں سورتوں میں قرآن کریم کی صداقت اور اسلام کے کامل مذہب ہونے کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے ان امور کا بھی بالخصوص مطالعہ ہونا چاہیئے۔

چہارم۔ کچھ پیشگوئیوں کا بھی ذکر ہے جو یہود اور نصاریٰ کی کتابوں میں پیغمبر اسلام کے متعلق پائی جاتی ہیں

پنجم مسائل میں ناسخ و منسوخ کی بحث۔ توریت و انجیل میں تحریف۔ سود کی بحث، انفاق فی سبیل اللہ۔ محکمات اور متشابہات کا تعلق۔ حضرت مسیح کی وفات۔ وغیرہ مسائل کی طرف خاص طور پر توجہ کی جائے۔

---

* سکولوں میں تعلیم پانے والوں سے مراد وہ لڑکے اور لڑکیاں ہیں جو کسی سکول کی آٹھویں جماعت یا اس سے اوپر کی جماعتوں میں تعلیم پاتے ہیں۔

شکریہ

اخویم مکرم جناب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب تمام ان دوستوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ان کی بیماری میں ان کے لئے درد دل سے دعا کی اور انہیں عیادت کے خطوط لکھے اللہ تعالیٰ ان سب دوستوں کو جزائے خیر عطا فرمائے ڈاکٹر صاحب موصوف کو اب بالکل صحت ہے صرف کمزوری باقی ہے۔

پیغام صلح
جلد ۳۳ | یوم چہارشنبہ ۴ شوال ۱۳۶۴ھ | نمبر ۳۷

خلیفہ صاحب قادیان کا مباحثہ اور مباہلہ سے فرار

اور انکے ایک مرید کی اس پر پردہ ڈالنے کی افسوسناک کوشش

قارئین پیغام صلح کو اچھی طرح یاد ہوگا کہ خلیفہ صاحب قادیان نے ۱۹۴۴ء میں حضرت امیر جماعت احمدیہ لاہور کو نہایت شاہانہ انداز میں دعوت مباہلہ دی جس کا مدلل اور دندان شکن جواب دیتے ہوئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ صاحب کے تین جھوٹ پیش کرکے انہیں مباحثہ اور مباہلہ کا چیلنج دیا اور یہ چیلنج متواتر کئی ماہ تک اخبار پیغام صلح میں شائع ہوتا رہا اور مقالات افتتاحیہ میں بھی متعدد دفعہ انہیں توجہ دلائی گئی لیکن خلیفہ صاحب نے اس چیلنج کا کوئی جواب نہ دیا صرف الفضل کو ہدایت کر دی کہ مریدوں کو مغالطہ کی دلدل اور ایچا پیچیوں کی دلدل میں پھنسائے رکھو۔ خود جماعت قادیان کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر صریح غلط بیانی کرتے ہوئے یہ دعویٰ کیا کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب مسائل نبوت و تکفیر پر بحث کے لئے نہیں نکلتے حالانکہ میں انہیں بار بار دعوت دے چکا ہوں اور غیر احمدیوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ وہ امیر جماعت احمدیہ لاہور کی منت کریں کہ وہ ان کے ساتھ بحث کو منظور کرلیں جس کا مسکت جواب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام صلح ۱۰ ر جنوری ۱۹۴۵ء میں دیا گیا اور اس وقت سے لیکر اب تک خلیفہ صاحب بدستور پھر خاموش ہیں۔ کوئی عجیب بات نہیں خلیفہ صاحب ہمیشہ ایسے مواقع پر خاموشی اختیار کر لیتے ہیں مثلاً (ا) انہوں نے ۱۹۴۴ء میں دنیا کے علماء کو تفسیر نویسی کا چیلنج دیا جسے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور محترم شیخ عبدالرحمن صاحب مصری نے قبول کیا لیکن خلیفہ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے آج تک اسکا جواب دینے کی بھی توفیق نہیں دی۔ (ب) ۱۹۴۴ء میں اللہ ضلع ہزارہ کے قادیانی دوستوں اور جماعت احمدیہ لاہور کے احباب نے متفقہ طور پر تکفیر مسلمین کے متعلق حضرت امیر اور جناب خلیفہ صاحب سے ایک حلف اٹھانے کا مطالبہ کیا حضرت ممدوح نے ان مذکورہ دوستوں کی گذارش پر انہی کے الفاظ میں حلف اٹھائی جو پیغام صلح ۱۲ ر ستمبر ۱۹۴۴ء میں شائع ہو چکی ہے لیکن خلیفہ صاحب نے آج تک وہ حلف نہیں اٹھائی اور حلف نہ اٹھانے کی وجہ بھی آج تک بیان نہیں کی۔ اس قسم کے اور واقعات بھی پیش کئے جا سکتے ہیں کہ خلیفہ صاحب خاموشی کو بطور حربہ کے استعمال کرتے ہوئے گریز کر جاتے ہیں اور اس بات کو سمجھتے ہوئے دانستہ کرتے ہیں کہ عوام کی قوت حافظہ اتنی قوی نہیں ہوتی کہ وہ زیادہ دیر تک ایک بات کو یاد رکھ سکے۔

پیغام صلح ۸ ر اگست ۱۹۴۵ء میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ صاحب کو "کیا میاں محمود احمد صاحب مباہلہ کیلئے تیار ہیں۔ میں نے حلف اٹھالی ہے وہ بھی حلف اٹھائیں" کے عنوان سے پھر دعوت مباہلہ دی ہے اور اس دعوت مباہلہ کے سارے پس منظر اور کوائف کو بیان فرمایا ہے جس کا ایک اقتباس درج ذیل ہے:-

"اس کے بعد میں نے انہیں بعض امور پر ایک مباہلہ کی دعوت دی جو ۱۲ ر مارچ ۱۹۴۵ء کے پیغام صلح میں درج ہے یہ دعوت مباہلہ تین امور کے متعلق تھی میں نے لکھا تھا کہ میاں صاحب کا یہ دعویٰ ہے کہ:-

(۱) حضرت مسیح موعود نے ۱۹۰۱ء میں اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا تھا اور اپنی سابقہ تحریروں کو منسوخ کر دیا تھا (۲) حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے جو میں لفظ نبی کی تشریح کیا کرتا تھا وہ غلط تھی (۳) حضرت صاحب کے مرید آپ کی زندگی میں آپس میں باتیں کیا کرتے تھے کہ حضرت صاحب کا اجتہاد دربارہ نبوت درست نہیں نکلا" اور آخر پر لکھا تھا کہ

"اگر وہ صرف مباحثہ سے ان باتوں کو ثابت کرنا چاہتے ہیں تو میں اسکے لئے بھی تیار ہوں اور اگر وہ ان میں مباہلہ کرنا چاہیں تو میں اسکے لئے بھی تیار ہوں"۔

اس کا بھی کوئی جواب میاں صاحب کی طرف سے شائع نہیں ہوا اور چار ماہ اس پر گذر چکے مگر اُن کے مرید فیض الرحمن فیضی ایم اے نے مجھے یہ لکھا کہ تین شقوں میں سے صرف شق (۱) فیصلہ کن امر ہے باقی دو باتوں میں سے ایک کے متعلق یعنی شق ۲ کے متعلق لکھا کہ میاں صاحب نے کہیں نہیں لکھا کہ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے میں لفظ نبی کی جو تشریح کیا کرتا تھا وہ غلط تھی اور تیسری شق کا ذکر ہی چھوڑ دیا یعنی میاں صاحب کا یہ دعویٰ صحیح ہے یا غلط کہ حضرت مسیح موعود کی مجالس میں یہ چرچا رہتا تھا کہ حضرت صاحب کا اجتہاد دربارہ نبوت درست نہیں نکلا مگر ان کے نزدیک یہ دونوں شقیں میاں صاحب کے مسلمات میں سے نہیں ہیں اس لئے صرف شق اوّل پر مباہلہ ہونا چاہیئے میں نے انہیں جواب میں لکھوایا کہ مباحثہ یا مباہلہ میاں صاحب کا اپنا کام ہے اگر وہ مباحثہ یا مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہیں تو وہ خود یہ اعلان کر سکتے ہیں یعنی یہ کہنا کہ فلاں امر پر مباہلہ ہونا چاہیئے اور فلاں پر نہیں یہ کسی دوسرے کا کام نہیں۔ اسکے جواب میں انہوں نے میاں صاحب کے پرائیویٹ سیکرٹری کے ایک خط کی نقل بھجوائی ہے جو وہ کہتے ہیں کہ انہیں قادیان سے آیا ہے وہ خط حسب ذیل ہے:-

"آپکا خط مورخہ ۱۹-۱۱-۴۴ ملا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔ یہ بالکل درست ہے کہ انسان مباہلہ اپنے مسلہ پر کرتا ہے نہ دوسرے کے اتہام پر۔ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے آخری عمر میں نبوت کی تعریف میں تبدیلی کی ہے اور (۲) یہ کہ آپ جب کبھی نبوت کا انکار کرتے تھے اس پہلی تعریف کے مطابق انکار کرتے تھے دوسری تعریف کے مطابق آپ نے اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور وفات تک اس پر قائم رہے اور اس دعویٰ پر ہم مباہلہ کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ مولوی صاحب بھی ہمارے بعض بتائے ہوئے امور پر مباہلہ کے لئے تیار ہوں انہیں بھی یہ حق ہوگا کہ ہمارے بتائے ہوئے امر کے بارہ میں یہ اعلان کردیں کہ ان کا یہ دعویٰ نہیں ہے یا یہ کہ ان سے غلطی ہوئی اب وہ اس غلطی پر قائم نہیں مگر یہ طریق درست نہیں کہ آدمی خود تو چیلنج دیتا چلا جائے اور دوسرے کے چیلنج خاموشی سے گذار دے۔ انصاف یہ ہے کہ دونوں کو ایک سا حق دیا جائے۔" دستخط عبدالرحیم درد پرائیویٹ سیکرٹری

یہ اضطراب جناب میاں صاحب کا ہے یا پرائیویٹ سیکرٹری کا یہ کہنا مشکل ہے۔ یہ درست ہے کہ انسان مباہلہ اپنے مسئلہ پر کرتا ہے تو وہ تین امور جو میں نے لکھے تھے ان میں سے کونسا امر ہے جو میاں صاحب کے مسلمات میں سے نہیں۔ مرید کہتا ہے کہ شق نمبر (۱) یعنی حضرت مسیح موعود نے ۱۹۰۱ء میں اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا تھا اور اپنی سابقہ تحریرات کو منسوخ کر دیا تھا" فیصلہ کن ہے اور صرف اسی پر مباہلہ ہونا چاہیئے گویا شق (۲) اور (۳) میاں صاحب کو مسلم نہیں۔ خود میاں صاحب بروایت پرائیویٹ سیکرٹری کہتے ہیں کہ شق (۱) بھی انہیں مسلم نہیں یہ ان پر محض میرا اتہام ہے۔ انکا دعویٰ صرف اس قدر ہے کہ آخری عمر میں حضرت مسیح موعود نے نبوت کی تعریف میں تبدیلی کی تھی اور صرف اسی دعویٰ پر وہ مباہلہ کے لئے تیار ہیں۔ میں حیران ہوں کہ میاں صاحب کو اس بات سے کس نے روکا ہوا تھا کہ جب میرا مباہلہ کا چیلنج شائع ہوا تھا تو وہ خود کہہ دیتے کہ میری پیش کردہ تین باتوں میں سے فلاں فلاں ان پر اتہام ہے اور فلاں بات انہیں مسلم ہے۔ ایک طالب علم نے انہیں خط لکھا تو پرائیویٹ سیکرٹری نے جواب لکھ دیا میں تو اب بھی ان کی اپنی تحریر چاہتا ہوں جس میں صفائی سے وہ یہ اعلان کر دیں کہ میرے پیش کردہ امور میں سے کونسی بات ان پر اتہام ہے اور کونسی انہیں مسلم ہے"

(پیغام صلح ۸ ر اگست ۱۹۴۵ء)

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس پر حقائق مضمون پر بھی خلیفہ صاحب نے خاموشی اختیار کی ہے اور اس مذکورہ طالب علم فیض الرحمن صاحب فیضی نے الفضل مورخہ ۲۲ ر اگست ۱۹۴۵ء میں ایک ژولیدہ مضمون لکھا ہے اور خلیفہ صاحب کی خاموشی پر پردہ ڈالنے کی افسوسناک کوشش کی ہے اور ایک طفلانہ جسارت کے ساتھ حقائق کو فراموش کرتے ہوئے لکھا کہ حضرت امیر جماعت احمدیہ نے مباہلہ سے گریز کیا ہے حالانکہ ہر عقل عام رکھنے والا شخص اس بات کا اندازہ کر سکتا ہے کہ اگر حضرت ممدوح کا مقصد گریز ہوتا تو وہ ہرگز اس معاملہ کو اخبار میں شرح و بسط کے ساتھ شائع کرکے پبلک میں نہ لاتے بلکہ خلیفہ صاحب کی مانند مریدوں کو پرائیویٹ خطوط لکھ کر ٹال دیتے۔ جیسا کہ میاں صاحب نے فیضی صاحب کو پرائیویٹ رجسٹرڈ خط لکھ کر ٹال دیا جس کو حضرت ممدوح نے اخبار میں شائع کیا اور بعد میں اس مکتوب کو مجبوراً انہیں بھی الفضل میں اپنے ژولیدہ مضمون میں شائع کرنا پڑا چنانچہ ہمارے دوست محمد اسلم صاحب بی۔ اے جو خلیفہ صاحب اور حضرت امیر کے ساتھ مباہلہ کے متعلق خط و کتابت کرنے میں فیض الرحمن صاحب فیضی کے ساتھ شامل رہے ان کی ایک تحریر فیضی صاحب کے مضمون کے متعلق ہمیں موصول ہوئی ہے جس میں وہ لکھتے ہیں "فیضی صاحب نے مجھ سے (یعنی اسلم صاحب سے) خود کہا تھا کہ مجھ سے [illegible] ہوئی جو میں نے آپ کو یہ خط دکھا دیا مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا چونکہ یہ خط مجھے دکھا چکے تھے اس لئے انہیں مجبوراً اس خط کی نقل حضرت مولوی صاحب کو بھیجنی پڑی میاں صاحب ضرور دل میں کہتے ہوں گے کہ مرید نے خواہ مخواہ مجھے پھنسا دیا" ان حقائق کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ مباہلہ سے گریز کر رہے ہیں طفلانہ حرکت نہیں تو اور کیا ہے موٹی بات ہے کہ آخر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے پیہم خطاب پر خلیفہ صاحب کیوں میدان میں نہیں نکلتے اور پیچدار باتوں سے ٹالنے کی کوشش کیوں کرتے ہیں کیا انہیں "شب پرستی" اور "تحدیث خواب" سے اتنی فرصت نہیں کہ آفتاب کی روشنی میں دنیا کے سامنے آکر دعوت مباہلہ کا جواب دیں آخر وہ کونسی بات ہے جو عناں گیر ہے اور انہیں اس اقدام سے روکتی ہے اصل مخاطب میاں محمود احمد صاحب ہیں جب تک وہ خود اپنے قلم سے کچھ نہ لکھیں سیکرٹری کی تحریریں کوئی وقعت نہیں رکھتیں بلکہ میاں صاحب کے مباہلہ سے فرار پر پردہ ڈالنے کی افسوسناک اور ناکام کوشش خیال کی جائیگی حضرت امیر نے جن تین امور پر دعوت مباہلہ دی ہے وہ قریباً ایک سال سے پیغام صلح میں شائع ہو رہے ہیں اور مذکورہ بالا اقتباس میں بھی موجود ہیں ان کے متعلق اگر خلیفہ صاحب کو کسی قسم کا اعتراض ہے تو انہیں خود اس کی وضاحت کرنی چاہیئے اور جب تک وہ اس کی وضاحت نہیں کرتے اس وقت تک ہر عقلمند آدمی یہی خیال کرے گا کہ خلیفہ صاحب دلائل کے فقدان اور ان حقائق کے مقابلہ میں اپنی کمزوری کی وجہ سے خاموش ہیں اور باطل پر ہونے کی وجہ سے انہیں سامنے آنے اور ان تین امور پر مباہلہ کرنے کی جرأت نہیں ہوتی اور مریدوں کو بھی ایچا پیچیاں کرنیکی زحمت گوارا کرنی پڑتی ہے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے پیش کردہ تین امور کے متعلق اس مذکورہ طالب علم نے جو کچھ لکھا اور خلیفہ صاحب کے پرائیویٹ سیکرٹری کی طرف سے جو گول مول جواب آیا اس کی وضاحت حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے پیغام صلح مورخہ ۸ ر اگست میں اچھی طرح کر دی ہے اور اس مضمون کا اقتباس بھی ہم اوپر درج کر چکے ہیں اس کے جواب میں فیضی صاحب نے حضرت امیر ایدہ اللہ کے مذکورہ بالا تین امور کے متعلق لکھا ہے شق ۱ میں سنہ کی تعیین اور سابقہ تحریروں کی منسوخی کا مسئلہ ایسا ہے جو فیصلہ کن نہیں اور شق ۲ میاں صاحب کا یہ دعویٰ کہ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے جو میں لفظ نبی کی تشریح کیا کرتا تھا وہ غلط تھی یہ خلیفہ صاحب نے کہیں تحریر نہیں فرمایا۔ شق ۳ غیر متعلق ہے اور فیصلہ کن نہیں کیونکہ اصل اختلاف تو مسئلہ نبوت کے متعلق ہے اگر اس پر مباہلہ ہو جائے تو باقی مسائل خود بخود حل ہو جاتے ہیں حالانکہ وہ اپنے اس مکتوب میں جو انہوں نے حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں لکھا صاف طور پر لکھ چکے تھے "آپ نے جن امور پر مباہلہ کی دعوت حضرت مرزا صاحب (یعنی میاں صاحب) کو دی ہے ان میں سے فیصلہ کن امر صرف یہ ہے جو آپ نے شق نمبر ۱ میں بیان فرمایا"

ہے وہ اس پر بھی قائم نہیں ہے اور ان کی ساری وہ لیدگی اور ایچا پیچی کا مطلب صرف یہ ہے کہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود کی تبدیلی عقیدہ اور سابقہ تحریروں کی منسوخی میاں صاحب کے مسلمات میں سے ہیں اور نہ شق ۲ اور ۳ ان کے مسلمات میں سے ہیں اس لئے ان پر مباہلہ نہیں ہونا چاہیئے بلکہ مباہلہ صرف تبدیلی عقیدہ پر ہونا چاہیئے اور اس میں ۱۹۰۱ء کی کوئی تعیین نہیں ہونی چاہیئے اور خلیفہ صاحب کے پرائیوٹ سیکرٹری نے بھی خلیفہ صاحب کی طرف منسوب کر کے جو خط لکھا اس میں حضرت مسیح موعود کے آخری عمر میں نبوت کی تعریف میں تبدیلی کرنے پر ہی زور دیا ہے اور تاریخ کی تعیین نہیں کی کہ آپ نے کس سنہ میں یہ تبدیلی کی جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ خلیفہ صاحب نے ۱۹۰۱ء میں حضرت صاحب کی تبدیلی عقیدہ کا خیال اب چھوڑ دیا ہے اگر واقعی یہ درست ہے کہ انہوں نے یہ فاسد خیال چھوڑ دیا ہے تو انہیں صاف طور پر یہ اعلان کرنا چاہیئے کہ اب وہ اس پر قائم نہیں ہیں اور حضرت صاحب کی تبدیلی عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے یہ ثبوت بھی دینا چاہیئے کہ حضرت صاحب نے کس سنہ میں اور کس اعلان کے ذریعہ سے عقیدہ تبدیل کیا۔ آخر تبدیلی عقیدہ کوئی معمولی بات نہ تھی کہ حضرت مسیح موعود اس کا اعلان نہ فرماتے لیکن ہم میاں صاحب کی عادت اور شیوہ قدیم کو مدنظر رکھتے ہوئے نہایت وثوق کے ساتھ عرض کرتے ہیں کہ خلیفہ صاحب اس کے متعلق بھی سکوت ہی اختیار کریں گے اور انہیں میدان میں نکل کر اس دعویٰ کے ثبوت میں دلائل دینے کی جرأت نہ ہوگی کیونکہ اس کا کوئی تاریخی ثبوت ان کے پاس نہیں۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ صاحب کو دعوت مباہلہ دیتے ہوئے جو تین امور پیش کئے ہیں اس کے متعلق خلیفہ صاحب کو خود کوئی اعلان کرنا چاہیئے کسی زید بکر کی تحریروں پر کوئی توجہ نہیں کی جائے گی اور میاں صاحب کی خاموشی کو اُن کا صریح فرار اور مریدوں کی تحریروں کو اس فرار پر پردہ ڈالنے کی افسوسناک کوشش خیال کیا جائیگا۔

دہلی میں نمازِ عید الفطر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام دہلی نے امسال نماز عید الفطر حسب معمول ایڈورڈ پارک میں ادا کی جماعت کے تمام احباب شریکِ نماز ہوئے۔ میرٹھ سے مکرم محترم جناب میاں غلام عباس صاحب اور محترم جناب کپتان سعید احمد صاحب تشریف لا کر شامل نماز ہوئے۔ نماز محترم جناب شیخ عبدالحق صاحب ناظر اسلام نے پڑھائی جس میں آپنے نہایت مؤثر اور بصیرت افروز خطبہ دیا جس سے سامعین بہت محظوظ ہوئے خواتین کے لئے بھی با پردہ انتظام تھا جو کہ شریک نماز ہوئیں رمضان المبارک میں ہر اتوار کے اجتماع کے موقعہ پر . . . . مکرم خان اکرام اللہ خاں صاحب پریزیڈنٹ انجمن نے احباب کی افطاری کرائی جس کا انتظام جناب خان صاحب موصوف نے بڑی خوش اسلوبی اور عمدگی سے کیا۔ والسلام

خاکسار
عبدالرحمٰن۔ دہلی

اخبارِ احمدیہ

—— ڈلہوزی میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں معروف ہیں۔

—— ہمارے محترم دوست جناب خان صاحب عبدالعزیز خاں صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس بمبئی سے تبدیل ہو کر صوبہ سرحد میں آ گئے ہیں اور آجکل چار ماہ کی رخصت پر ہیں انہیں گذشتہ اپریل سے دمہ کی تکلیف ہے احباب سلسلہ حضور قلب سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ خانصاحب موصوف کو شفا عطا فرمائے آپ کا پتہ درج ذیل ہے:۔

پتہ:۔ ڈاکخانہ زیدہ صوبہ شمال مغربی سرحدی

—— جناب محمد عبداللہ صاحب پسر شیخ محمد جان صاحب مرحوم وزیرآباد سے تحریر فرماتے ہیں کہ انہوں نے چند ماہ سے چاقو چھری کا کام پیکو کٹلری ورکس وزیرآباد کے نام سے شروع کیا ہوا ہے احباب سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامیاب کرے اور ان کے کام میں برکت ڈالے۔ آمین۔

—— ابوسعید صاحب مہاجر اپنی جماعت کے رکن ہیں اور آجکل بعض مصائب اور مشکلات کی وجہ سے بہت پریشان ہیں احباب سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی پریشانیوں کو دور فرمائے۔ آمین۔

—— میاں غلام محمد صاحب محصل انجمن بیمار ہیں ان کی صحت کے لئے احباب سلسلہ درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفا عطا فرمائے۔ آمین

سانحۂ ارتحال

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں حزن و ملال سے سنی جائے گی کہ بابو بدرالدین صاحب جو بہت پرانے احمدی تھے اور جن کے دماغ میں چند سالوں سے کچھ اختلال بھی تھا بعارضہ تولنج جگری چند روز بیمار رہ کر وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور مرحوم کے برادر جناب ڈاکٹر انتظام الدین صاحب اور دیگر لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین۔

سلسلہ میں شمولیت

مندرجہ ذیل اشخاص سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ان دوستوں کو استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

(۱) کرامت حسین صاحب۔ نواب شاہ (سندھ)
(۲) رحمت علی۔ ۔ سیالکوٹ۔
(۳) مسعود احمد۔ پرووال (لاہور)
(۴) عبدالرحمان۔ صبلی (دھارواڑ)
(۵) علاؤالدین مرتضےٰ صاحب۔ صبلی (دھارواڑ)
(۶) عبدالستار۔ ۔ ۔ ۔
(۷) مولانا معزاللہ خاں۔ ۔ ۔ بنوں
(۸) قاسم علی۔ سیالکوٹ (حال سرگودھا)
(۹) محمد علی F-P.O-/83
(۱۰) مظفر خاں۔ ۔ گورداسپور
(۱۱) خلیل الرحمان۔ ۔ ۔ لاہور
(۱۲) غالب صاحب۔ ۔ ۔ بیجاپور
(۱۳) محمد علی۔ ۔ ۔ بیجاپور
(۱۴) محمود احمد۔ ۔ سیالکوٹ

عزیز بخش

(۱۵) ایس کے قاضی۔ ۔ ۔ بیجاپور
(۱۶) محمد اسلم خاں۔ گورداسپور (حال لاہور)
(۱۷) غلام فرید شیر دلا۔ ڈیرہ غازی خاں
(۱۸) نور حیات۔ خیرپور (سندھ)
(۱۹) عبدالرحمان صبلی (دھارواڑ)
(۲۰) دولت زمان۔ ۔ ۔ کلکتہ
(۲۱) واحد بخش۔ ۔ ۔ مظفرگڈھ
(۲۲) حسن میاں دستگیر۔ تعلقہ ہبلی (دھارواڑ)
(۲۳) اسماعیل ہبلی ” ”
(۲۴) علی صاحب ” ”
(۲۵) ایس وثیق احمد۔ مظفرنگر (حال لودھراں ملتان)
(۲۶) میاں یعقوب علی صاحب۔ میا شیلانگ
(۲۷) مبشر علی۔ سلہٹ (حال شیلانگ)

اخبار کا کوٹہ اور احباب جماعت سے درخواست

جنگ کی وجہ سے اخبار پیغام صلح کو بہت ہی کم کوٹہ مل رہا ہے جس کے متعلق اکثر جماعتوں نے بذریعہ ریزولیوشن بھی حکام بالا کی توجہ اس طرف منعطف کرائی ہے اور دفتر بھی اس سلسلہ میں کوشش کر رہا ہے کہ کوٹا میں اضافہ منظور ہو لیکن جب تک موجودہ صورت حالات ہیں تب تک مضامین نگار حضرات ذرا مزید صبر سے کام لیں بعض اوقات اگر کوئی صاحب کوئی مضمون یا مراسلہ برائے اشاعت بھیجتے ہیں اور وہ مراسلہ عدم گنجائش کے باعث شائع نہ ہو تو وہ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ اڈیٹر صاحب ان سے بے انصافی یا بے اعتنائی برت رہے ہیں۔ حالانکہ امر واقع یہ ہے کہ موجودہ مشکلات کے باعث ادارہ مجبور ہوتا ہے۔

اب جبکہ جنگ ختم ہوگئی ہے امید ہے کہ کوٹہ میں اضافہ ہو جانے کی وجہ سے یہ دقت دُور ہو جائے گی۔ والسلام

خاکسار
عبداللہ۔ جنرل سیکرٹری

علم دین سیکھنے اور اشاعت اسلام کی تیاری کیلئے گریجوایٹوں اور میٹرک پاس طلباء کی ضرورت

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی تبلیغی کلاس کے آیندہ سیشن میں چند گریجوایٹ اور میٹرک پاس طلباء لئے جائیں گے۔ جن کو کم از کم تین سال اور پانچ سال میں علم دین سکھایا جائے گا اور بلاد غیر اور ہندوستان میں تبلیغ کے لئے انہیں تیار کیا جائے گا میٹرک پاس طلبا کی انگریزی قابلیت بڑھانے کا بھی انتظام کیا جائیگا۔

جماعت کے وہ مستطیع اور اہل ثروت اصحاب جو اپنے بچوں کی دنیوی تعلیم پر ہزارہا روپیہ خرچ کر چکے ہیں اور کر سکتے ہیں، اگر اس موقعہ سے فائدہ اُٹھا کر انہیں علم دین سے بہرہ ور کرنے اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے انہیں تیار کرنے کا بیڑہ اُٹھائیں تو اس سے بڑھکر نیکی اور ثواب کا کام اور کیا ہوگا۔ اس دینی تعلیم پر انشاء اللہ کچھ بہت زیادہ خرچ نہیں ہوگا۔ لیکن ایسے غیر مستطیع اصحاب جو اخراجات کا بیڑہ نہ اُٹھا سکتے ہوں اور کوئی ذریعہ معاش نہ رکھتے ہوں ان کو دوران تعلیم و ٹریننگ میں حسب ذیل شرح سے وظائف دیئے جائیں گے۔

گریجوایٹ ۶۰ روپیہ ۲۰ روپیہ گرانی الاؤنس ۸۰ روپیہ ماہوار

میٹرک پاس ۳۰ روپے ۱۸/۸ روپے گرانی الاؤنس ۴۸/۸ روپے آٹھ آنے۔

صرف جماعت احمدیہ لاہور سے تعلق رکھنے والے احمدی نوجوان جو علم دین سیکھنے اور تبلیغ اسلام کا ولولہ اور شوق رکھتے ہوں حسب ذیل پتہ پر داخلہ کی درخواستیں بھیجدیں

پتہ
شیخ عبدالرحمٰن مصری
انچارج شعبۂ تبلیغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
احمدیہ بلڈنگس لاہور

خانصاحب سعادت علی خانصاحب کی وفات

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ لاہور کے معزز رئیس اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے معاون خانصاحب سعادت علی خان صاحب ہفتہ کے روز اچانک وفات پا گئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ خانصاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور جملہ متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

۶ - آپ کی وفات کے بعد قریش میں سے ایک شخص کا خلیفہ ہونا۔

۷ - لوگوں کا اسے مسیح کے کسی امر کی بنا پر خلیفہ بنانا۔

۸ - اس کا صفاتی نام مقعد ہونا۔

۹ - اس کا صلاح سیرت وسریرت میں مہدی سے کمتر نہ ہونا۔

۱۰ - اس کی وفات کے بعد مسیح کی جماعت کے بعض آدمیوں کے سینوں سے ۳ سال کے اندر اندر قرآن شریف کا اٹھ جانا۔

۱۱ - اس کے بعد جماعت میں فتنہ پیدا ہونا۔

۱۲ - مہدی کے اہل بیت میں سے لوگوں کا ایک شخص کو والی منتخب کر لینا۔

۱۳ - اس شخص میں جو مہدی کے اہل بیت میں سے منتخب ہوگا شر اور خیر دونوں پائے جائیں گے۔

۱۴ - لیکن اس کا شر خیر پر غالب ہوگا۔

۱۵ - پھر اس شخص میں ایک یہ بات نمایاں طور پر پائی جائے گی کہ وہ لوگوں پر سخت گیر ہوگا۔

۱۶ - وہ مہدی کی جماعت میں تفرقہ ڈلوا دیگا۔

۱۷ - مہدی کی جماعت میں سے ایک شخص اس کے خلاف کھڑا ہوگا۔

۱۸ - اللہ تعالےٰ کے نزدیک خلاف کھڑا ہونے والے شخص کا لقب منصور ہوگا۔

۱۹ - اس خلاف کھڑا ہونے والے شخص کی سیرت پہلے خلیفہ کی سیرت سے مشابہ ہوگی۔

پیشگوئیوں کا حرف بحرف پورا ہونا ان پیشگوئیوں میں سے سب سے پہلی پیشگوئی نزول مسیح کے متعلق ہے اس پیشگوئی نے مسلمانوں کو مدت تک حیرت میں ڈالے رکھا کیونکہ قرآن شریف مسیح ابن مریم علیہ السلام کی وفات ثابت کر رہا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بتا رہا ہے کہ جو مر جائے وہ اس دنیا میں واپس نہیں آیا کرتا اس لئے مسلمانوں کے ایک فرقے نے تو قرآن شریف کی نص کی وجہ سے مسیح کے آنے کی پیشگوئی پر مشتمل احادیث کا ہی انکار کر دیا اور بعض احادیث کو مقدم رکھتے ہوئے قرآنی نصوص کی تاویل پر مجبور ہوئے پیشگوئیوں کا چونکہ قبل از وقوع سمجھنا مشکل ہوتا ہے اس لئے دونوں فریق حقیقت کو نہ پا سکے مسیح علیہ السلام کا وفات پا جانا بھی درست تھا اور ان کے آنے کی پیشگوئی بھی درست تھی چنانچہ جس وقت پیشگوئی کے وقوع کا وقت آیا اور اس کا مصداق پیدا ہو گیا تو اس نے حقیقت پر سے پردہ اٹھا دیا اور بتلا دیا کہ مسیح اسرائیلی تو فوت ہو چکے اور آنیوالے نے اسی امت میں سے ایک مجدد ہونا تھا جس کو بعض مشابہتوں کی وجہ سے مسیح کے نام سے پکارا گیا ہے اور اسی وجہ سے احادیث میں اس کے ذکر کے ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ وہ مسلمانوں کا امام ہوگا اور مسلمانوں میں سے ہی ہوگا مجھے اس وقت ان امور کو ثابت کرنے کے لئے دلائل دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ ان پر بحث حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں مفصل موجود ہے وہاں سے دیکھی جا سکتی ہے میرا مقصود تو اس وقت صرف اس امر کی طرف توجہ دلانا ہے کہ امت میں سے مسیحی صفات رکھنے والے ایک مجدد کے آنے کی جو پیشگوئی تھی سو وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے وجود سے پوری ہو گئی کوئی کہہ سکتا ہے کہ مسیح کے آنے کی پیشگوئی ہی کوئی نہیں کسی نے اپنے پاس سے بنا کر احادیث میں اسے داخل کر دیا ہے اور مرزا صاحب نے اس پیشگوئی کا وجود احادیث میں پا کر مسیح ہونیکا دعویٰ کر دیا اس قسم کے وساوس پیدا کرنے کی گنجائش اس صورت میں ہو سکتی تھی اگر محض نزول مسیح کی پیشگوئی ہوتی اور اس کے ساتھ کوئی علامت مذکور نہ ہوتی جبکہ اس کے ساتھ متعدد علامات بھی تھیں جو سب پوری ہو چکی ہیں تو یہ بات کس طرح کہی جا سکتی ہے کہ یہ پیشگوئی انسانی دماغ کی اختراع ہے دیگر علامات پر تو میں اس وقت بحث نہیں کر سکتا لیکن انہی علامات کو دیکھو جو مندرجہ بالا احادیث میں مذکور ہوئیں پہلی علامت دجال کے قتل کی ہے حضرت مرزا صاحب نے یہ بات بدلائل اور از روئے واقعات ثابت کر دی ہے کہ یورپین اقوام بحیثیت اپنے مذہبی فتنہ کے دجال ہیں سو آپ نے ان کے مذہبی فتنہ کے کچلنے کے لئے اپنی جماعت کے ہاتھ میں ایسے حربے دیئے کہ یہ فتنہ اب کبھی اٹھ نہیں سکتا خود انجیلوں سے یہ ثابت کر دیا کہ مسیح کی موت صلیب پر نہیں ہوئی ان کی قبر کو سری نگر محلہ خان یار میں ثابت کر کے ہمیشہ کے لئے کفارہ مسیح اور الوہیت مسیح کا خاتمہ کر دیا پھر دوسری علامت ان کا زمین میں چالیس برس تک رہنا ہے سو یہ بات واضح ہے کہ آپکا پہلا دعویٰ ملہم من اللہ ہونیکا تھا سو الہام کے شروع ہونے کے وقت سے لیکر آپ کی عمر چالیس برس کی ہی ہوتی ہے آپ کو سب سے پہلا الہام ۱۸۶۸ء میں ہوا اور ۱۹۰۸ء میں آپ کی وفات ہوئی۔ کتاب اللہ وسنت نبویؐ پر عمل کرنے اور کروانے کو بطور علامت ذکر کرنا یہ بات بتلاتا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت صرف یہی نہیں کہ لوگ کتاب اللہ اور سنت پر عمل نہیں کر رہے ہونگے بلکہ کتاب اللہ اور سنت کے صحیح مقام سے بھی بے خبر ہوں گے اس لئے مسیح کے لئے کتاب اللہ اور سنت پر لوگوں کو قائم کرنا کوئی آسان کام نہ ہوگا چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کے وقت ایسا ہی تھا کسی نے احادیث کو اور کسی نے انسانی اجتہادات کو کتاب اللہ پر مقدم کیا ہوا تھا اور بعض سنت اور حدیث کے مفہوم کو غلط ملط کرنے کی وجہ سے گو بظاہر حدیث لیکن درحقیقت سنت ہی کے منکر ہو چکے تھے پس آپ نے اس علامت کو بھی پورا کیا بڑی محنت شاقہ کے بعد آپ نے کتاب اللہ کا صحیح مقام لوگوں کے ذہن نشین کیا یعنی یہ کہ کتاب اللہ سب پر مقدم ہے پھر بتلایا کہ سنت اور حدیث ایک نہیں سنت قرآن کریم کے احکام کو عملی جامہ پہنانے کا نام ہے اور یہ بھی وحی الٰہی سے ہی ہوا ہے قرآن نے کہا نماز پڑھو نبی کریم صلعم نے پڑھ کر دکھلا دی صحابہ کرام رضہ نے نبی کریم صلعم کے عمل کے مطابق کیا اور وہ عمل بذریعہ تعامل نسلاً بعد نسل امت میں منتقل ہوتا چلا آیا اگر کتب احادیث کا وجود نہ بھی ہوتا تب بھی مسلمان آج احکام شریعت کو اسی شکل میں ادا کر رہے ہوتے جس شکل میں نبی کریم صلعم کے زمانہ مبارک میں ادا کئے جاتے تھے گو قرآنی حکم کو بوجہ تقدم اور اصلیت حاصل ہوتے کے اسے ہم مقدم کہتے ہیں لیکن عملی لحاظ سے قرآن اور سنت کا وجود ساتھ ساتھ ہی چلتا ہے اور حدیث کا مقام حقیقتاً ان دونوں کے بعد ہے الحمد للہ آج مسلمان آہستہ آہستہ اس اصلاح کو قبول کرتے چلے جا رہے ہیں۔ باقی علامتیں ایسی ہیں جن کا تعلق آپ کی وفات یا اس کے بعد سے ہے۔ آپ کے قتل کی ہزاروں کوششیں کی گئیں لیکن پیشگوئی میں چونکہ یہی تھا کہ آپ طبعی موت سے مریں گے اس لئے آپ طبعی موت سے ہی مرے طبعی موت سے مرنے اور قتل وغیرہ سے محفوظ رہنے کے لئے آپ کے اپنے الہامات میں بھی پیشگوئیاں موجود تھیں جو باوجود دشمنوں کے ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے پوری نہ ہوں پوری ہو گئیں۔

حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کی خلافت اب اگر ان علامات کو لیا جائے جو آپ کی وفات کے بعد کے زمانہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں تو وہ بھی حرف بحرف پوری ہوئی ہیں آپ کی وفات کے بعد جماعت نے متفقہ طور پر حضرت مولوی نورالدین صاحب رضہ کو جو قریش میں سے تھے خلیفہ انتخاب کیا حضرت اقدس نے جو تعریفیں ان کی کیں ہیں اور جو شان ان کی بیان کی ہے اسی کی وجہ سے وہ خلیفہ منتخب ہوئے گویا ان کی خلافت حضورؑ کے امر کی بناء پر ہی تھی تیمم یعنی تام اطلق اور قوی ہونے کی صفت ان کے اندر موجود تھی ان کا نام حدیث میں مقعد آیا ہے جس کے معنے لغت میں چار لکھے ہیں (۱) کھڑا کرنے والا (۲) بٹھلا دینے والا (۳) خدمت کرنے والا (۴) اپنے باپ کو تکلیف سے رہائی دینے والا یہ چاروں صفات آپ میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر گرتی ہوئی جماعت کو کھڑا کر دیا۔ مخالفین جو وفات مسیح موعود کے بعد جماعت کو تباہ شدہ دیکھنے کی امیدیں لگائے بیٹھے تھے ان کو ہمیشہ کے لئے مایوس کر کے بٹھلا دیا آپ نے اسلام اور قرآن کریم اور مسلمانوں کی بے نظیر خدمت کی حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں بھی جو آپ کے روحانی باپ تھے انہیں جماعت کی تربیت کی تکلیف سے بہت حد تک آزاد رکھتے تھے اور خود احباب جماعت کو دین کے سکھلانے میں مشغول رہتے تھے ان کی صفت میں یہ بھی آیا ہے کہ یسوق الناس بعصاہ جس کے معنی ہیں کہ وہ جماعت کو اپنی حسن تدبیر سے چلائیگا چنانچہ آپ کی حسن تدبیر کا ہی یہ نتیجہ تھا کہ جماعت آپ کے ہاتھ پر متحد رہی۔ مہدی سے کمتر نہیں ہوگا۔ حضرت مولانا نورالدین رضہ صاحب کے حالات سے واقف انسان جانتے ہیں کہ یہ وصف بھی کما حقہ آپ پر صادق آتی تھی اس کے ثبوت میں میں اس جگہ حضرت امام الزمان کا صرف ایک فقرہ نقل کر دینا کافی سمجھتا ہوں حضورؑ فتح اسلام صفحہ ۵۹ پر فرماتے ہیں:-

"سب سے پہلے میں اپنے ایک روحانی بھائی کے ذکر کرنے کے لئے دل میں جوش پاتا ہوں۔ جن کا نام ان کے نور اخلاص کی طرح نور دین ہے۔ میں ان کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلاء کلمہ اسلام کے لئے وہ کر رہے ہیں۔ ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہو سکتیں"

اہل بیت والے والی کی حالت کا نقشہ پہلے خلیفہ کی حالت کا نقشہ بیان کرنے کے بعد حدیث میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ اس کی موت کے بعد مسیح کی جماعت میں فتنہ پیدا ہوگا چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق حضرت مولوی نورالدین صاحب رضہ کی وفات پر جماعت احمدیہ میں فتنہ عظیم پیدا ہو گیا اس فتنہ کی بنیاد تو درحقیقت اندر ہی اندر حضرت مولوی نورالدین صاحب رضہ کی زندگی میں ہی رکھی جا چکی تھی لیکن وہ اپنے ظہور کے لئے حضرت مولوی صاحب کی وفات کا منتظر تھا چنانچہ وفات کے ساتھ ہی وہ ظاہر ہو گیا اس فتنہ کے تفصیلی حالات سے اکثر لوگ چونکہ واقف ہیں اسلئے مجھے یہاں پر اس وقت بحث کرنے کی ضرورت نہیں اس موقعہ پر مجھے احباب کو صرف یہ بتلانا ہے کہ اس فتنہ کا بانی کون ہے جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء حضرت مولانا محمد علی صاحب کو اس فتنہ کا بانی قرار دیتے ہیں اور حضرت مولانا اور ان کے رفقاء جناب میاں صاحب کو اس فتنہ کا بانی قرار دیتے ہیں ان دونوں میں سے حقیقتاً کون بانی ہے اس کا فیصلہ کرنے کے لئے ہمیں اپنے قیاسات وغیرہ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت نہیں خود نبی کریم صلعم نے اس کا فیصلہ فرما دیا ہوا ہے اور مومن وہی ہے جو رسول کریم صلعم کے فیصلہ کے آگے سر تسلیم خم کر دے اللہ تعالیٰ سورۃ النساء میں فرماتا ہے فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما یعنی تیرے رب کی قسم ہرگز ہرگز یہ مومن نہیں بن سکتے جب تک کہ ان امور میں جن میں ان کا اختلاف ہو تجھے حکم نہ بنالیں اور پھر جو تو اس اختلافی امر میں فیصلہ کرے اس کے قبول کرنے میں اپنے دلوں میں کسی قسم کی تنگی نہ محسوس کریں اور پھر اس کو کمال انشراح کے ساتھ پوری طرح تسلیم کر لیں اب ہم دیکھتے ہیں کہ رسول کریم صلعم کا فیصلہ یہ ہے کہ اس وقت لوگ مہدی کے اہل بیت میں سے ایک شخص کو والی بنائیں گے اور وہ شخص جماعت کو بعد

اس کی وحدت کے تفرقہ کی طرف لے جانیوالا ہوگا اب یہ ظاہر ہے کہ مہدی کے اہل بیت میں سے جناب میاں صاحب ہی ہیں اور انہی کو جماعت کے لوگوں نے اپنا والی بنایا پس جبکہ دونوں پیشگوئیاں حرف بحرف جناب میاں صاحب کے وجود میں پوری ہوگئیں تو جماعت میں افتراق پیدا کرنے اور اسے دو حصوں میں تقسیم کر دینے کی ذمہ داری بھی پیشگوئی کے مطابق انہی پر آتی ہے آپ لاکھ عذرات کئے جائیں ہزاروں تاویلوں سے کام لیا جائے حقیقت پر پردہ ڈالنے اور اصلی واقعات کو چھپانے اور لوگوں کو صحیح حالات سے بے خبر رکھنے کی ہزار سعی کی جائے مگر وہ خدا جو علیم بذات الصدور خدا ہے یعلم السر واخفی کی صفت سے موصوف ہے اس نے تمام پردے پھاڑ کر رکھ دیئے ہیں اب اگر جناب میاں صاحب قسمیں کھا کھا کر بھی کہیں کہ اس فتنہ میں ان کا دخل نہیں جماعت میں افتراق پیدا کرنے میں ان کا کوئی حصہ نہیں فیصلہ نبوی کے سامنے ان کی قسموں کی اب کوئی حقیقت نہیں ہوسکتی فیصلہ نبوی کیا ہے خدا کا بتایا ہوا فیصلہ ہے جس کا اعلان دنیا میں ایک امر کے وقوع سے ۱۳۰۰ برس قبل کیا جاچکا ہے ہیں سمجھتا ہوں کہ خدا اور رسول کے فیصلہ کے بعد اب جماعت احمدیہ میں یہ امر فیصلہ شدہ قرار پاجانا چاہیئے کہ جماعت میں تفرقہ ڈلوانے کی ذمہ داری جناب میاں صاحب پر ہے نہ کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب پر۔

والی کی دوسری صفت

پھر پیشگوئی میں اہل بیت میں سے منتخب کردہ والی کی دوسری صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس میں خیر و شر دونوں ہوں گے لیکن شر اس کا خیر کی نسبت زیادہ ہوگا یہ پیشگوئی بھی حرف بحرف پوری ہوگئی ہے جناب میاں صاحب نے دنیوی رنگ میں جماعت کو ضرور فائدہ پہنچایا ہے لیکن ایک تو جماعت میں تفرقہ ڈلوا کر حضرت اقدس کے مشن کو سخت نقصان پہنچایا اور دوسری طرف حضرت اقدس کی طرف غلط عقائد منسوب کرکے اور ان کی طرف نعوذ باللہ بے علمی وغیرہ منسوب کرکے ان کی پوزیشن کو بالکل گرا دیا ہے اور پھر اور کئی لحاظ سے آپ کا وجود جماعت کے لئے شر ثابت ہوا ہے جس کی تفصیل کی اس وقت ضرورت نہیں جناب میاں صاحب کے حالات سے واقف ان سے بخوبی واقف ہیں۔ حدیث کی اس پیشگوئی کے علاوہ خود حضرت اقدس کے الہام شر الذین انعمت علیھم میں بھی شر سے مراد جناب میاں صاحب کا وجود ہی ہے اس کی تشریح انشاء اللہ بعد میں کی جائے گی۔

والی کی تیسری علامت

اہل بیت میں منتخب شدہ والی کی تیسری علامت پیشگوئی میں یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ لوگوں پر سخت گیر ہوگا اس پر مجھے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں قادیان کے احمدی جناب میاں صاحب کی سخت گیری و خشم گیری سے کما حقہٗ واقف ہیں آئے دن کے بائیکاٹ اور آئے دن کی دہشت زدگیاں اور لوگوں کے رزق کا بند کرنا اور جاسوسوں کے جال کو بچھا کر لوگوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دینا پیشگوئی میں بیان کردہ اس علامت کے بین ثبوت ہیں اس سخت گیری و خشم گیری کی لپیٹ میں صرف احمدی ہی نہیں آئے ہوئے بلکہ قادیان کی دوسری پبلک ہندو، سکھ یا دیگر مسلمان بھی اس کی لپیٹ سے باہر نہیں۔

حضرت امیر کے متعلق پیشگوئی

اہل بیت میں سے منتخب شدہ والی کا صحیح نقشہ کھینچ دینے کے بعد پیشگوئی ہمیں یہ بتلاتی ہے کہ اس والی کے خلاف ایک شخص کھڑا ہوگا ـ ـ ـ وہ پہلے خلیفہ کی سیرت پر ہوگا اس کا لقب منصور ہوگا۔

اب ظاہر ہے کہ اہل بیت کے منتخب شدہ والی کے خلاف جس نے آواز اٹھائی وہ ہمارے امیر مولانا مولوی محمد علی صاحب ہی ہیں ان میں تمام وہ صفات پائی جاتی ہیں جو پیشگوئی میں مذکور ہیں جس طرح حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ قرآن کے عاشق تھے اسی طرح آپ بھی قرآن کے عاشق ہیں آپ کی ساری عمر قرآن شریف کی خدمت میں ہی گذری کیا یہ حقیقت نہیں کہ پیشگوئی کے مطابق حضرت مولوی نورالدین صاحب رضؓ کی وفات کے بعد جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء سے قرآن کی خدمت کی توفیق چھن گئی اور یہ توفیق اگر ملی تو صرف مولانا محمد علی صاحب کو ہی ملی جس طرح وہ پاک سیرت تھے آپ کی زندگی بھی اسی طرح بے لوث ہے آپ منصور بھی ہیں اللہ تعالے نے اسلام کا علم بلند کرنے میں آپ کی بڑی نصرت کی ہے ۴۴ سال سے برابر آپ کی قلم اسلام کی خدمت میں مصروف کار ہے پھر آپ کے ساتھ نصرت الٰہی کے شامل ہونے کے نظارہ کو ملاحظہ کیجئے کہ آپ اکیلے بغیر پیسے کے قادیان سے نکلتے ہیں اگر آپ کے پاس کوئی مال اس وقت تھا تو صرف دل میں دین کی خدمت کی تڑپ کی شکل میں تھا۔ لیکن خدا آپ کی کس قدر مدد کرتا ہے کہ جو لٹریچر آپ اسلام کی تائید میں تیار کرتے ہیں اس کو دنیا میں پھیلانے اور لوگوں کے لئے نافع ثابت کرنے کے لئے کتنے وسیع پیمانہ پر سامان پیدا کر دیتا ہے پھر اسی پر بس نہیں اگر آپ دشمنان اسلام کے مقابلہ میں اور اسلام کی خدمت کے لحاظ سے منصور ہیں تو جناب میاں صاحب کے مقابل پر بھی آپ منصور نظر آتے ہیں اللہ تعالے نے دینی مقابلوں میں غلبہ کا معیار لیھلک من ھلک عن بینۃ و یحیی من حی عن بینۃ قرار دیا ہے اور اس لحاظ سے آپ کے مقابلہ میں جناب میاں صاحب آج تک مقہور و مغلوب چلے آرہے ہیں جناب میاں صاحب کو آج تک نہ دلائل کے میدان میں حضرت مولوی صاحب کے مقابلہ پر آنے کی جرأت ہوئی ہے اور نہ مباہلہ اور حلف اٹھانے کے میدان میں غرضیکہ حضرت مولوی صاحب کو اپنے دشمنوں کے ساتھ جو بھی لڑائی لڑنی پڑی لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و تائید کے ساتھ ان سب سے آپ مظفر و منصور ہی نکلے ہیں یہ تمام واقعات کیا روز روشن کی طرح ثابت نہیں کرتے کہ منصور کا لقب جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کیلئے تجویز ہوا ہے وہ آپ کے وجود پر ٹھیک منطبق ہو رہا ہے۔

ابو داؤد کی حدیث میں ہے کہ مسیح کے مقدمۃ الجیش پر جو شخص ہوگا اس کا لقب منصور ہے اور مندرجہ بالا حدیث بتلاتی ہے کہ منصور اس کا لقب ہے جو اہل بیعت سے منتخب شدہ والی کے خلاف کھڑا ہوگا ان دونوں حدیثوں کے ملانے سے ثابت ہوگیا کہ ابو داؤد والی حدیث کے مصداق بھی حضرت مولوی محمد علی صاحب ہی ہیں اور یہ کہ جس جیش کے آپ امیر ہیں وہی حقیقتاً مسیح موعود کا جیش ہے انشاء اللہ اس کی مزید تشریح بعد میں کی جائے گی۔

منکرین غور کریں

اب ان تمام پیشگوئیوں کو سامنے رکھ کر ہستی باری تعالیٰ کے منکر بھی غور کریں کہ کیا انسان کا دماغ ۱۳۰۰ برس بعد وقوع میں آنیوالے واقعات کے متعلق اتنی باریک تفاصیل پر مطلع ہونے کی قابلیت رکھتا ہے کیا اللہ تعالیٰ کی ہستی پر یہ پیشگوئیاں یقینی دلیل نہیں اسی طرح غیر از جماعت مسلمان بھائی بھی غور کریں کہ ان تمام واقعات کے من وعن پورا ہوجانے کے بعد بھی کیا حضرت مرزا صاحب کے دعوے کی سچائی میں شبہ ہوسکتا ہے اور پھر جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء بھی غور کریں کہ کیا حضرت مولوی محمد علی صاحب کے حق پر ہونے اور جناب میاں صاحب کے باطل پر ہونے کے بارے میں ان پیشگوئیوں کے وقوع میں آجانے کے بعد بھی کوئی کلام ہوسکتا ہے؟

(باقی دارد)

راولپنڈی میں نماز عید الفطر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی نے مورخہ ۹ ستمبر کو عید الفطر کی نماز مسجد احمدیہ واقع کباڑی بازار میں ادا کی۔ جماعت کے تقریباً سب دوست حاضر تھے۔ نماز جناب مولوی مرزا غلام ربانی صاحب سکرٹری جماعت راولپنڈی نے پڑھائی اور اس کے بعد خطبہ بھی آپ نے ہی دیا جس میں روزہ کی فلاسفی بیان فرمائی۔ آپ کا خطبہ بہت شاندار اور پر از معارف تھا۔ خداوند کریم مرزا صاحب موصوف کو جزائے خیر دے آمین مرزا صاحب موصوف کے دم ہی سے جماعت میں رونق ہے۔ اور وہی جماعت کے روح رواں ہیں۔ اس لئے تمام احباب سلسلہ سے درخواست ہے کہ مرزا صاحب موصوف کے لئے دعا فرمائیں کہ خداوند کریم ان کی عمر میں برکت دے اور بیش از پیش خدمات دینی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار

سلیم اللہ عاجز

راولپنڈی

بقیہ متفرقات

بیرونی جماعتوں اور احباب سے

ایک نہایت ضروری گذارش

بارہا مرتبہ یہ تکلیف پیش آچکی ہے اور آتی رہتی ہے کہ ہمارے احباب غیر احمدیوں یا قادیانیوں کی اشتعال انگیزی سے مشتعل ہوکر ان کے ساتھ خود بخود مناظرات طے کر لیتے اور تاریخ و مضمون مناظرہ اور دیگر شرائط بھی خود ہی مقرر کرکے مرکز میں لکھ بھیجتے ہیں کہ فوراً کسی مناظر کو بھیجدیا جائے۔

یہ طریق اکثر اوقات بہت سی مشکلات کا موجب ہوا ہے، یہ لازمی نہیں کہ لاہور میں ہر وقت ایسے مناظر یا مبلغ اس انتظار میں بیٹھے رہیں کہ جونہی باہر سے مانگ آئے اسی وقت روانہ ہوجائیں، اور پھر اگر ایک جگہ کی ضرورت پوری ہوجائے تو اسی اثنا میں اگر دوسری جگہ سے ایسی ہی دعوت آجائے تو پھر کیا ہو، پس ظاہر ہے کہ یہ ریق بہت ہی مشکلات اور بدنظمی پیدا کرنے کا موجب ہے اور ایسے حالات میں اگر مبلغ وقت پر نہ پہنچ سکے تو یہ جماعت کے لئے بہت بڑے ابتلا اور رسوائی کا موجب ہوجاتا ہے۔

اس سے بھی بڑھکر بعض احباب یہانتک جرأت سے کام لینے لگے ہیں کہ مخالفین کے اکسانے پر معقول رقمیں بطور ضمانت رکھ دیتے ہیں یا مبلغ کے بروقت نہ پہنچنے کی صورت میں کوئی تاوان دینے کا اقرار کر لیتے ہیں یہ ہو بالکل غیر مناسب اور ناجائز طریق ہے۔

میں احباب سے یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہر ایسے موقعہ پر جب مخالفین کی طرف سے مناظرہ کا چیلنج دیا جائے اس چیلنج کو منظور کرتے ہوئے جہاں تک تاریخ مناظرہ، مضمون اور دیگر شرائط کا تعلق ہے ان کے متعلق مرکز سے پوچھے بغیر کوئی فیصلہ نہ کیا جائے شرائط اور مضمون وغیرہ جو بھی تجویز ہوں وہ مرکز میں بھیجدیئے جایا کریں، اور یہاں سے جو ہدایت دی جائے اور جو تاریخ مقرر کی جائے ان کے مطابق عمل کیا جائے، اس سے ان کی ضرورت کے پورا ہونے کا سامان آسانی سے ہوسکیگا۔ اور کوئی بدنظمی بھی پیدا نہ ہوگی۔

امید ہے ہمارے تمام احباب اس گذارش کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں گے اور ایسے موقعوں پر نہایت اطمینان اور حوصلہ اور دوراندیشی سے کام لے کر ایسا قدم اٹھانے کی کوشش کریں گے جو جماعت کے لئے مشکلات اور ابتلا کا موجب نہ ہو۔ والسلام

خاکسار

شیخ عبدالرحمن مصری۔ انچارج شعبہ تبلیغ۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۸۰۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر ۔ ایس محمد آصف بی اے

جائنٹ ایڈیٹر ۔ شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۳ | لاہور یوم چہارشنبہ ۔ مؤرخہ ۱۱ شوال ۱۳۶۴ ھ ۔ ۱۹ ستمبر ۱۹۴۵ء | نمبر ۳۸

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

خطبہ عید الفطر

عید کے دن دنیا کے تہواروں سے نرالا نظارہ

اسلام روح کی تہذیب کا نمائندہ ہے اور عیسائیت روٹی کی تہذیب کی نمائندہ ہے

دس تبلیغی مرکزوں کے قیام کیلئے اللہ تعالیٰ نے دلوں کے دروازے کھول دیئے ہیں

"میری ناچیز آواز کو دوستوں نے رائیگاں نہیں جانے دیا"

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ۔ ڈلہوزی ۔ مؤرخہ ۹ ستمبر ۱۹۴۵ء

اھدنا الصراط المستقیم
صراط الذین انعمت علیھم

عید کے دن نرالا نظارہ عید مسلمانوں کا ایک تہوار ہے جس طرح دوسری قوموں کے تہوار ہیں۔ یہ ان کی خوشی کا دن ہے مگر یہاں ایک نرالا نظارہ نظر آتا ہے اس خوشی کے دن مسلمان کا سب سے پہلا کام یہ ہے کہ وہ اچھے کپڑے پہنے جو اسے میسر آ سکتے ہیں اور پھر خدا کے آگے گر جائے۔ ہاں اکیلا گھر میں نہیں بلکہ تمام مسلمان جو ایک جگہ اکٹھے ہو سکتے ہیں اکٹھے ہو کر خدا کے آگے گریں۔ اور سب سے پہلے ان کے منہ سے نکلے الحمد للہ۔ تعریف اللہ کی ہے جس نے یہ سب کچھ ہمیں دیا۔ اے خدا ہم تیری دی ہوئی نعمتوں کی وجہ سے تیرے شکر گذار ہیں۔ یہ نعمتیں تیرے ہی فضل سے ہمیں ملی ہیں۔ اچھا لباس پہن کر ان کے اندر تکبر پیدا نہیں ہوتا وہ دوسروں پر فخر نہیں کرتے ہم کو یہ نعمت دوسروں سے بڑھ کر ملی ہے نہ حسد کرتے ہیں کہ فلاں کو بہتر کیوں ملا۔ بلکہ چھوٹے اور بڑے ادنیٰ اور اعلیٰ لباس پہننے والے آقا اور نوکر سب ایک صف میں کھڑے ہو کر بتاتے ہیں کہ خدا کے سامنے ہم سب برابر ہیں نہ اچھا لباس پہننے والا بڑا ہے نہ معمولی لباس پہننے والا چھوٹا ہے۔ اس لئے وہ تعریف بھی اس خدا کی کرتے ہیں جو رب العالمین ہے۔ سب کا پالنے والا وہی ہے سب کو دینے والا ایک ہی داتا ہے کوئی انسان دوسرے کا داتا نہیں۔

خدا کے سامنے گر کر مسلمان کیا مانگتا ہے یہ تو ایک ظاہر نظارہ ہے مگر ذرا اور گہری نظر ڈالی جائے تو اس سے بھی زیادہ نرالا ایک اور نظارہ نظر آتا ہے۔ یہ مسلمان جو رب العالمین کا بندہ اپنے خدا کے سامنے گر کر مانگتا کیا ہے، وہ یہ نہیں کہتا کہ اے خدا تو مجھے کھانے پینے کا اور اچھا سامان عطا فرما۔ تو نے اچھا لباس عطا فرمایا رہنے کو اچھا مکان عطا فرما۔ بلکہ دعا یوں کرتا ہے

اے خدا تو ہمیں سیدھے رستے پر چلا

یہی اس وقت اس کی سب سے بڑی تڑپ ہے وہ اب خدا کے سامنے حاضر ہے۔ کھانے پینے کا اچھا سامان ۔ پہننے کا اچھا سامان ایک خدا کے منکر کو بھی مل جاتا ہے۔ ہر کوشش کرنیوالے کو کم و بیش مل جاتا ہے۔ وہ مانگتا وہ چیز ہے جو خدا کے سوا دوسرا کوئی دے نہیں سکتا جسے وہ اپنی کوشش سے حاصل نہیں کر سکتا۔ اس کے اندر تڑپ یہ پیدا ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے سیدھے رستے پر چلائے ۔ پھر اس سیدھے رستے کی تصریح فرما دی

ان لوگوں کا رستہ جن پر تو نے انعام فرمایا انعمت علیھم وہ لوگ نہیں جن کو دنیا کی دولت کا بڑا حصہ ملا ہے حکومت ملی ہے۔ بادشاہت ملی ہے۔ بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں دین کی دولت ملی ہے، جنہیں خدا کی رضا ملی ہے۔ یہ نبی صدیق شہید۔ صالح ہیں۔ یہ دنیا کے روحانی بادشاہ ہیں وہ اپنی روح اور قلب کے لئے ... مانگتا ہے اس کے اندر خدا سے تعلق پیدا کرنے کی تڑپ پیدا ہوتی ہے۔ وہ اس رستہ پر چلنے کی توفیق مانگتا ہے جس رستہ پر یہ روحانی لوگ چلے جنہوں نے خدا کے نام کو دنیا میں بلند کیا وہ دنیوی نعمتوں کو اونے مقام دیتا ہے اور بلند روحانی نعمتیں مانگتا ہے۔ ظاہر ہے کہ انعمت علیھم وہ لوگ نہیں تھے .... جن کے پاس کھانے پینے کے سامان بہت تھے جن کے پاس دولت بہت تھی جنہوں نے اپنی قوت بازو سے یا اپنی مکاریوں سے قیادت یا حکومت حاصل کر لی تھی بلکہ یہ وہ لوگ تھے جو تو نیک اور راستباز تھے اور نیکی اور راستبازی کو انہوں نے دنیا میں پھیلایا اس وقت یہ اپنے جسم کے لئے کچھ نہیں مانگتا جسمانی رنگ میں جو کچھ خدا نے اسے دیا ہے اس پر شکر گذار ہے ۔ اس وقت یہ اپنی روح کے لئے کچھ مانگتا ہے یہ جسمانی غذا کا طالب نہیں روحانی غذا کا طالب ہے۔

عیسائیت اور اسلام کی دعاؤں میں عجیب مقابلہ یہاں پر ہمیں ایک عجیب مقابلہ نظر آتا ہے۔ دنیا میں دو مذہب غالب نظر آتے ہیں جو دنیا کے کثیر حصہ پر پھیل گئے ایک عیسائیت اور ایک اسلام دونوں کی ان دعاؤں میں جو ان کی روزانہ دعائیں ہیں ایک عجیب مقابلہ نظر آتا ہے عیسائیت کی سب سے بڑی زور کی دعا کیا ہے اے خدا تو ہمیں روٹی دے۔ یہ دعا انجیل میں بھی مذکور ہے اور قرآن کریم میں بھی مذکور ہے۔ مگر انجیل میں آج کی روٹی کا ذکر ہے۔ قرآن کریم میں اسے عیدا لاولنا و اخرنا بیان کیا گیا ہے یعنی کھانے پینے کا اس قدر سامان ہو کہ پہلوں کے گھروں میں بھی یہ کھانے پینے کا سامان عید کی طرح ہو اور جو پیچھے آنے والے ہیں ان کے گھروں میں بھی یہ سامان عید کی طرح ہو۔ عید کا لفظ قرآن کریم میں صرف ایک اسی موقع پر آیا ہے اور اسی لفظ کو لا کر مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے اپنی قوم کے لئے جو روٹی مانگی تھی وہ فی الحقیقت معمولی روٹی نہ تھی بلکہ وہ کھانے پینے کا اس قدر افراط سے سامان تھا جو ایک مسلمان کو بشکل عید کے دن میسر آتا ہے اور محمد رسول اللہ صلعم نے جو اپنی امت کے لئے دعا مانگی اور جو مسلمانوں کو خود مانگنی سکھائی وہ ہدایت کی دعا تھی وہ صراط مستقیم پر چلنے کی دعا تھی وہ روح کے لئے غذا ملنے کی دعا تھی گویا عیسائیت روٹی کی تہذیب کی نمائندہ ہے اور اسلام روح کی تہذیب کی نمائندہ ۔

ایک تمثیل کے رنگ میں اس مقابلہ کی طرف اشارہ اس مقابلہ کو قرآن کریم نے ان دونوں دعاؤں میں ہی نہیں دکھایا بلکہ سورہ کہف میں جس میں عیسائیت کی تاریخ کو بیان فرمایا ہے وہاں بھی اس مقابلہ کی طرف ایک تمثیل کے رنگ میں اشارہ فرمایا ہے جہاں سے یہ ذکر شروع ہوتا ہے

واضرب لھم مثلا رجلین جعلنا لاحدھما جنتین

دو آدمیوں کی مثال بیان کرو۔ یہ دو آدمیوں کی مثال کیا ہے دو امتوں کی مثال ہے، ایک آدمی یا ایک امت کے پاس دنیا کا مال ہے باغ ہیں نہریں ہیں کھیتیاں ہیں۔ ان باغوں سے خوب دنیوی آسائشیں ملتی ہیں کلتا الجنتین اتت اکلھا تثنیہ کا لفظ لانے سے کثرت بھی مراد ہوتی ہے گویا باغ پر باغ ہے اور ہو سکتا ہے کہ یورپ اور امریکہ کے دو باغوں کی طرف اشارہ ہو کہ دنیا کی سب دولت ان دونوں کے پاس سمٹ کر چلی جائے گی بہرحال ان دو باغوں سے مراد دنیا کی دولت ہی ہے۔

قرآن مجید کی تصریح یہ تصریح قرآن کریم نے خود بھی فرما دی ہے،

فقال لصاحبہ وھو یحاورہ

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیر محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

انا اکثر منک مالا و اعز نفرا۔ دیکھو مال بھی سب میرے پاس ہے تمہارے پاس دنیا کا مال نہیں سونا چاندی نہیں۔ اور جتھہ بھی میرا بڑا ہے۔ تو اس دوسرے شخص یا دوسری امت کا جواب کیا ہے۔

اکفرت بالذی خلقک من تراب۔

دنیا کے مال اور دولت کی کثرت کا نتیجہ یہ ہوا کہ تو خدا سے دور ہو گیا۔ دنیا کے مال کی فراوانی نے تجھ سے خدا کا انکار کرا دیا۔

لکنا ھو اللہ ربی

مگر میرا رب اللہ ہے۔ مجھے دنیا کی دولت جمع کرنے کا حکم نہیں دیا گیا کیونکہ دنیا کی دولت کی خدا کی نگاہوں میں کوئی حقیقت نہیں۔

ولولا ان یکون الناس امۃ واحدۃ لجعلنا لمن یکفر بالرحمٰن لبیوتہم سقفا من فضۃ و معارج علیہا یظہرون و لبیوتہم ابوابا و سررا علیہا یتکئون و زخرفا و ان کل ذالک لما متاع الحیوۃ الدنیا و الاخرۃ عند ربک للمتقین۔

مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں تقویٰ کی راہوں کو تلاش کروں خدا کی رضا کی راہوں پر چلوں۔ خدا سے اپنی روح کے لئے غذا مانگوں جو آخرت میں باقی رہنے والی چیز ہے۔ دنیا کی چیزیں دنیا میں رہ جائیں گی انسان کے ساتھ آگے صرف وہی چیز جائے گی جو اس نے خدا کی رضا کو حاصل کیا ہے۔

خدا کا انکار اور عذاب الٰہی — بلکہ دونوں جگہ فرمایا کہ دنیا کے مال پر ہم تمہاری آنکھوں کے سامنے بربادی کا نظارہ وارد کر کے دکھاویں گے

واحیط بثمرہ

اس کا مال برباد کر دیا گیا، مگر حیران دونی کی دعا ہے وہاں بہت ہی کھلے الفاظ میں ایک اور بات کی خبر دی ہے۔

قال اللہ انی منزلہا علیکم فمن یکفر بعد منکم فانی اعذبہ عذابا لا اعذبہ احدا من العالمین

میں تمہیں روٹیاں بہت دیدوں گا دنیا کے مال کی فراوانی ہو جائے گی مگر مال کی فراوانی کی وجہ سے جب تم اللہ کا انکار کرو گے عذاب میں پڑو گے۔ تو میں عذاب بھی ایسا بھیجوں گا جو کبھی دنیا کی تاریخ میں کسی قوم پر نہیں بھیجا ہوگا۔

نوح کی بستیاں برباد ہوئیں، عاد اور ثمود کی بستیاں برباد ہوئیں، لوط کی بستیاں برباد ہوئیں مگر ان پر جو بربادی آئی وہ اس بربادی کا پاسنگ بھی نہیں جو آج حضرت عیسیٰ کی امت پر آئی ہے دنیا کی تاریخ میں تو یہ بھی ایک بے نظیر بربادی ہے مگر کون جانتا ہے کہ اگر اس قوم نے اپنی اصلاح نہ کی تو آئندہ کیا بربادی اس کے لئے مقدر ہے۔ ہم تو اس موجودہ بربادی کو بھی وہم میں نہ لا سکتے تھے مگر آئندہ کے ایٹم بم کی بربادی اور جو مزید ایجادات جو اس کے بعد ہونے والی ہیں بربادیوں کو کون وہم میں لا سکتا ہے۔ خدا کا کلام بہرحال پورا ہو کر رہے گا۔ یہاں تک کہ یہ دنیا اس کی طرف رجوع کرے۔

دو تہذیبوں کی ٹکر — بہرحال مقدر یوں ہی تھا کہ دنیا میں ان دو تہذیبوں کی ٹکر ہو۔ روٹی کی تہذیب جس کی نمائندہ عیسائیت ہے اور روح کی تہذیب جس کا نمائندہ اسلام ہے۔ اور اس ٹکر کا وقت آ گیا ہے۔ مسلمانوں کو ان تمام باتوں کی خبر قرآن کریم میں دیدی گئی تھی مخبر صادق صلعم نے بھی ان آنیوالی باتوں کا ذکر کر دیا تھا۔ مگر مسلمانوں نے اس طرف توجہ نہ کی بلکہ وہ بھی اپنی تہذیب کو چھوڑ کر اندھا دھند اس روٹی کی تہذیب کے پیچھے دوڑے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں چودھویں صدی کے مجدد پر ان تمام باتوں کو ظاہر کیا اس کے ذریعے سے سامنے پردے دور کر کے دکھا دیا کہ یہ یاجوج ماجوج ہیں جو دنیا کے رنگ میں غالب آنیوالے تھے یہ دجال ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ انسان کا انجام یہ نہیں کہ وہ روٹیوں کے پیچھے پڑ کر ایک دوسرے کو برباد کریں بلکہ اس کو بچانے کا بھی ایک سامان ہے اور وہ قرآن ہے اس کو دنیا میں پہنچانے کا وقت آ گیا ہے۔ روٹی کی دعا کا انجام ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا مگر روح کی دعا اھدنا الصراط المستقیم کی دعا جو ہمیشہ مکمل باقی ہے [illegible] روٹی کی دعا والے اپنی تمام طاقت اور قوت سے روٹی کے حصول میں لگ گئے ہیں۔ ہم بھی اپنی تمام طاقت اور قوت کے ساتھ صراط مستقیم کے حصول کے لئے لگ جائیں منہ کے لفظوں سے کچھ نہیں بنتا۔ دعا تو ایک تڑپ پیدا کرنے کے لئے ہے اور جب دعا کا مقصد حاصل ہو جائے گا اور وہ تڑپ ہمارے اندر پیدا ہو جائے گی تو پھر ہم اپنا کچھ باقی نہ رکھیں گے بلکہ سب کچھ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے پیش کر دیں گے۔ اپنی تمام طاقت اور قوت کو خدا کا نام دنیا میں بلند کرنے پر لگا دیں گے۔

ہماری چھوٹی سی جماعت اور اس کی مخالفت — میں جانتا ہوں کہ ہماری جماعت جس کے اندر کچھ تھوڑی سی بہت بیداری اس کام کے لئے پیدا ہوئی ہے وہ ایک بہت چھوٹی سی جماعت ہے کمزور بھی ہے مال بھی اس کے پاس بہت نہیں۔ مگر اس بات کو نہ بھولئے کہ اگر دنیوی طاقت کا مظاہرہ دنیا میں ہمیشہ کثرت مال سے اور جتھہ کی کثرت سے ہوا ہے تو روحانی طاقت کا مظاہرہ قلت اور بےکسی کے ذریعہ ہوتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب جب ظاہر ہوئے تو اکیلے تھے آپ کے پاس مال بھی کوئی نہ تھا۔ آج خدا کے فضل سے ہم ایک جماعت ہیں اور باوجود خطرناک ترین مخالفت کے ایک جماعت بن گئے ہیں خود مسلمانوں نے ہمیں برباد کرنے کے لئے اپنی پوری قوت خرچ کی مسلمانوں کے دلوں میں آج باوجود یہ جاننے کے کہ تبلیغ اسلام کا اگر کچھ کام کر رہے ہیں تو ہم ہی کر رہے ہیں اور وہ خود کچھ نہیں کرتے ہمارے لئے وہ تعصب اور عناد ہے جو کفر اور کفار کے لئے نہیں۔

دس تبلیغی مرکزوں کیلئے خدا تعالیٰ نے دروازے کھول دیئے ہیں — آج خدا کے فضل سے ہمارے پاس مال بھی ہے اور اللہ تعالیٰ ابھی سینوں کو کھول رہا ہے۔ جب میں نے پچھلے سالانہ جلسہ پر اس خیال کا اظہار کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ جنگ کے بعد ہماری طرف سے دس نئے مرکز تبلیغ اسلام کے کھل جائیں اور اس کے لئے ہم دو سال کے اندر دس لاکھ روپیہ جمع کر لیں تو شاید اپنی جماعت کے بیشتر آدمی ایسے ہونگے جو اسے محض ایک خواب سمجھتے ہوں گے۔ مگر آج ابھی آٹھ ماہ اس پر گذرے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے وہ دروازے کھول دیئے ہیں کہ یہ خواب حقیقت کے رنگ میں تبدیل ہوتا نظر آ رہا ہے اور وہ دروازے کیا ہیں وہ جماعت کے دوستوں کے دلوں کے دروازے ہیں کیا بعید ہے کہ جس طرح یہ دروازے ہم پر کھل گئے ہیں دوسرے مسلمانوں کے دلوں کو بھی اللہ تعالیٰ اس حقیقت کی طرف پھیر دے اور ان کے دلوں کے دروازے بھی کھل جائیں اور دس کی بجائے دو سو مرکز اسلام کی تبلیغ کے دنیا میں بن جائیں۔ جہاں سے ہر ملک اور قوم میں یہ پیغام پہنچا دیا جائے کہ دنیا کی بربادی سے بچنے کا رستہ صرف ایک ہے اور وہ رستہ اسلام ہے جب یہ دس تبلیغی مرکز کھولنے کے سلسلہ میں یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ وصایا سے ہم اس کام کو بڑی قوت پہنچا سکتے ہیں۔ یہ کہا تھا کہ پانچ لاکھ روپیہ ہم وصایا کے ذریعہ سے جمع کریں اور پانچ لاکھ چندوں سے۔ مگر آج جس طرح پر یہ وصایا کا دروازہ کھل رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہم بلا مزید انتظار کئے بھی دس تبلیغی مرکز صرف وصایا کی بنیاد پر قائم کر سکتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ ابھی پانچ لاکھ روپیہ جمع نہیں ہوا یہ بھی درست ہے کہ ابھی وعدے بھی پانچ لاکھ تک نہیں پہنچے مگر اللہ تعالیٰ نے جماعت کے دلوں کے اندر وہ حرکت اور قوت پیدا کر دی ہے کہ جس کے سامنے پانچ لاکھ کیا بلکہ دس لاکھ کی بھی کچھ حقیقت نظر نہیں آتی۔ آج میں دیکھتا ہوں کہ بہت سے احباب ہیں جنہوں نے پہلے دسویں حصہ کی وصیت کی ہوئی تھی، آج وہ اپنی وصایا کو بڑھا کر تیسرے حصہ تک پہنچا رہے ہیں اور اس کے ساتھ ہی اس عزم کا اظہار کر رہے ہیں کہ وہ اپنی زندگیوں میں ان رقوم کو ادا کر دیں گے۔

ایک نوجوان دوست کا ایک مکتوب — ایسے احباب ہیں۔ ایسی خواتین بھی ہیں جو اپنے زیورات کے تیسرے حصہ کی وصیت کر رہی ہیں، میں صرف ایک نوجوان کے خط سے کچھ لفظ آپ کے سامنے رکھتا ہوں یہ نوجوان ایک امیر گھرانے کا روشن چہرہ رہا ہے وہ لکھتا ہے:۔

"خدا کے فضل سے آپ کی تجویز کردہ دعاؤں سے جو پیغام صلح میں شائع ہو رہی ہیں کچھ حصہ لینے کی توفیق مجھے ملی ہے میرے دل میں سوال پیدا ہوا کہ میں دعا تو کر رہا ہوں ان لوگوں کے رستہ پر چلنے کی جنہوں نے اپنا سب کچھ خدا کا نام بلند کرنے کے لئے قربان کر دیا اور اس لئے انعامات کے مستحق ہوئے تو کیا میں اپنے آپ کو اس معیار پر پورا اترنے کے لئے آمادہ پاتا ہوں اگر نہیں تو لم تقولون ما لا تفعلون کا مصداق بنا ہے اور یہ محض الفاظ ہیں جن کا عمل سے کوئی تعلق نہیں زبان تو الفاظ دوہرا رہی ہے لیکن دل ان کو عملی جامہ پہنانے کیلئے تیار نہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دیکھا جائے تو اس خوشگوار رستے کے سامنے روک صرف انسان کا اپنا نفس ہی ہوتا ہے۔ ہوس اور دنیا پرستی کا باطل خیال اس نعمت عظمیٰ سے بیش از بیش حصہ لینے سے محروم کر دیتا ہے"

اس خط کے آخر میں جسے پورا کسی دوسری جگہ درج کیا جائے گا، لکھا ہے:۔

"یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ان دعاؤں نے مجھ پر اثر کیا ہے میں نے دسویں حصہ کی وصیت میں اضافہ کر کے اسے ایک تہائی کر دیا ہے اور میں اس فیصلہ پر بہت خوش ہوں"

یہی بلند خیال اگر دولتمندوں کے دل میں آ جائے تو آج دس کیا پچاس تبلیغی مرکز بھی صرف یہ جماعت انہی وصایا کی بنیاد پر قائم کر سکتی ہے۔

دعا کرو خدا ہمارے سینوں کو خدمت دین کے لئے کھولدے — درست ہے کہ دوسری طرف ایسے دل بھی ہیں جو ان تمام باتوں سے متاثر نہیں ہوتے مگر یہ یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ دنیوی فتوحات بھی ایک مدت کو چاہتی ہیں مضبوط قلعے ایک دن میں تسخیر نہیں ہوا کرتے مگر تسخیر کرنے والوں میں عزم اور استقلال ہو تو وہ تسخیر کئے بغیر انہیں چھوڑتے بھی نہیں تو ہم کیوں مایوس ہوں۔ خدا چاہے گا تو ساری جماعت کے دل اسی نکتہ کی طرف آتے جائیں گے۔ کوئی آج کوئی کل۔ کوئی السابقون الاولون کے رنگ میں رنگا جائے گا تو کوئی والذین اتبعوھم باحسان کے رنگ میں رنگا جائے گا، ایک دن نہیں دو دن نہیں۔ ایک ماہ نہیں دو ماہ نہیں۔ ایک سال نہیں دو سال نہیں نہ یہ دنوں کا معاملہ ہے نہ مہینوں کا نہ سالوں کا یہ تو ہمیشہ چلنے والی چیز ہے۔ ان دعاؤں میں لگے جاؤ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے سینوں کو بھی اپنے دین کی خدمت کے لئے کھول دے اور اپنے دین کی محبت کی تڑپ ان کے اندر پیدا کر دے اور ہمارے دوستوں اور عزیزوں کے سینوں کو بھی کھول دے۔ دعائیں بے اثر نہیں جاتیں۔ [illegible]

... اہلیہ نے لکھا ہے کہ بعض دعائیں تیس تیس سال لگاتار کرنے کے بعد قبول ہوئی ہیں، میری زندگی کے دن تو اب بظاہر تھوڑے ہیں۔ لیکن جتنے بھی ہیں میں نہیں تھکوں گا اور یہی درخواست اپنے احباب سے ہے کہ وہ بھی نہ تھکیں۔ دلوں کا فتح کرنا تمبوں کے فتح کرنے سے زیادہ مشکل کام ہے مگر دعا ایک ایسا حربہ ہے کہ اس کے سامنے دل بھی فتح ہو جاتے ہیں۔

وصیت کے متعلق خداتعالیٰ کا حکم

قرآن میں تو اللہ تعالیٰ کا حکم تھا کہ وصیت تم پر فرض کی گئی۔ مگر حضرت مسیح موعودؑ کو جو اس طرف توجہ دلائی گئی تو وہ اپنی وفات کی خبر سننے پر دلائی گئی کہ تبلیغ اسلام کے لئے وصایا کا سلسلہ ایک مضبوط بنیاد ہے۔ کوئی بہت ہی کمزور خیال انسان کے دل پر قابض ہوتا ہے یا یوں کہئے کہ اس انسان کا دل بہت ہی کمزور ہوتا ہے جو ایسے کمزور خیال پر غالب نہیں آسکتا جو اسے وصیت کرنے سے روکتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ کل کو میں نے یہ سب کچھ چھوڑنا ہے بہرحال یہ دوسروں کے قبضے میں جائے گا۔ وہ اس سے کیا سلوک کریں گے کیا نہ کریں گے یہ خدا ہی جانتا ہے۔ لیکن اگر میرا خدا پر ایمان ہے جس کے سامنے میں نے کل کو حاضر ہونا ہے تو میں اپنے ساتھ کیا لے جا رہا ہوں اگر میں اس کا تیسرا حصہ وصیت کر دوں تو میں اپنے ورثاء کے لئے بھی بہت کچھ چھوڑ گیا اور باقی سارا مال اپنے ساتھ بھی لے گیا کیونکہ ایک تہائی سے زیادہ وصیت سے مجھے خدا کا حکم روکتا ہے، تو وصیت تو اسی قدر ہے اور میں نے جو اس پر یہ بڑھایا کہ ہم اپنی زندگیوں میں اس مال وصیت کو ادا کر دیں تو اس میں دو باتیں مدنظر تھیں ایک تو یہ کہ ہم اپنے ورثاء پر ایک بوجھ کیوں چھوڑ جائیں جو کچھ ان کے لئے چھوڑتے ہیں اسے بوجھ آزاد کر کے کیوں نہ چھوڑیں اور دوسرے آج ہم ایک ایسے نازک زمانہ میں ہیں کہ جتنی دیر ہم خدا کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے میں لگاتے ہیں اسی قدر سرعت سے نسل انسانی بربادی اور ہلاکت کی طرف دوڑی چلی جا رہی ہے۔

میری ناچیز آواز کو دوستوں نے رائیگاں نہیں جانے دیا

میں اللہ تعالیٰ کا کس طرح شکر ادا کروں کہ مجھ جیسے کمزور انسان کی آواز پر کہ اپنی زندگیوں میں اپنے وصایا کے مال کو ادا کر دو سینکڑوں دل تیار ہو گئے اور ایسے ایسے نمونے قربانی کے دکھا رہے ہیں کہ گویا اصحاب رسول کی قربانیوں کی جھلک ان کے اندر نظر آنے لگی ہے۔ ایک دوست نے لکھا کہ میں نے اپنی ہر قسم کی نقدی کا جو کہیں بھی جمع تھی جائزہ لیا تو میں نے سمجھا کہ میں اپنی دس ہزار کی وصیت سے پانچ ہزار تو یہ سب کچھ دے کر ابھی ادا کر سکتا ہوں باقی معلوم نہیں اللہ تعالیٰ زمین کی فروخت کا سامان کب کرے میرے دل سے تڑپ تڑپ کر ان دوستوں کے لئے دعائیں ...

نکل رہی ہیں جو آپ تکلیف میں پڑ رہے ہیں اور خدا کے دین کی تکلیف کو برداشت نہیں کرتے الحمد للہ میری ناچیز آواز کو میرے دوستوں نے رائیگاں نہیں جانے دیا۔ خدا کے فضل سے میری قدر میرے دوستوں کے دلوں میں کسی پیر سے کم نہیں مگر ایک فرق ہے کہ ان کے مدنظر صرف خدا کی رضا ہے کسی انسان کی رضا نہیں خدا کی بڑائی ہے کسی انسان کی بڑائی نہیں۔

وصیت پر باپ اور اولاد دونوں فکر نہ کریں

میں اپنے دوستوں سے یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ میں نے نہیں دیکھا کہ باپ کی وصیت کرنے سے اولاد کا مال کم ہو گیا ہو میرے باپ نے اللہ تعالیٰ انہیں اپنی مغفرت اور رضوان میں جگہ دے وصیت کی آج ان کی اولاد کے پاس اور اولاد در اولاد کے پاس شاید اس سے بیس گنا زیادہ جائداد ہو گی جو ان کے پاس تھی۔ اگر میں وصیت کروں گا تو خدا میری اولاد پر اسی طرح اپنے فضلوں اور رحمتوں کے دروازے کھول دے گا نہ باپ فکر کرے کہ میری اولاد کا مال کم ہو جائے گا نہ اولاد غم کرے کہ انہیں کم ملے گا دینے والا خدا ہے وہ اپنے فضلوں سے جس طرح چاہے دروازے کھول دے جن لوگوں کے باپوں نے وصیت کی ہے ان پر اور بھی زیادہ فرض ہے کہ وہ بھی اپنے باپوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے وصیت کریں اور مال دنیا کی ناپاک محبت کو دلوں سے نکال دیں۔ میرے دل میں یہ تڑپ ہے کہ وصیت کے معاملہ میں ہمارے احباب میں سے کوئی بھی ایسا نہ ہو جو خدا کے حکم وصیت کے سامنے اور امام وقت کی آخری خواہش کے سامنے سر نہ جھکا دے میری آرزو کہ اسے اپنی زندگی میں ادا کرے اس کا پورا کرنا اتنا ضروری نہیں جتنا کہ یہ ضروری ہے۔

خانصاحب سعادت علی خانصاحب کی وفات پر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا ریزولیوشن

حسب ذیل قرارداد یں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے اجلاس منعقدہ ۹/۵/۴۵ء میں پاس ہوئیں۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا یہ اجلاس خانصاحب محمد سعادت علی خانصاحب رئیس لاہور کی وفات حسرت آیات پر دلی رنج و افسوس کا اظہار کرتا ہے اور مرحوم کی وفات کو عامۃ المسلمین اور انجمن ہذا جس کے مرحوم دیرینہ معاون تھے کے لئے نقصان عظیم قرار دیتا ہے اور درگاہ رب العزت میں دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم خانصاحب کو جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ اور ان کا حافظ و ناصر ہو۔

(۲) قرار پایا کہ اس ریزولیوشن کی نقول مرحوم کی بیگم صاحبہ اور اخبارات کو بھیجی جائے۔

مسعود بیگ
سکرٹری

(۱۶۹)

وصایا

از جناب مولانا مرتضیٰ خانصاحب اسسٹنٹ سیکرٹری انجمن

نوٹ:- ذیل میں ان دوستوں کے نام درج کئے جاتے ہیں جنہوں نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر اپنی وصایا میں اضافہ فرمایا اللہ تعالیٰ ان دوستوں کو جزائے خیر عطا فرمائے اور جماعت کے باقی دوستوں کو بھی اس شاندار نمونہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (مدیر)

۱- جناب ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب کی وصیت کے متعلق پہلے اشاعت مورخہ ۱۱ر جولائی میں اعلان کیا گیا تھا کہ آپ نے ۳۶۶۷ روپیہ کی وصیت کی ہے مگر آپ کے تازہ خط سے واضح ہوا ہے کہ درحقیقت آپ کی وصیت تقریباً گیارہ ہزار کی ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

۲- جناب مولانا عزیز بخش صاحب نے حضرت امیر کی اس تحریک پر کہ ۱/۳ حصہ کی وصیت کی جائے ایک دوسری وصیت کی ہے جس میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ پہلی وصیت دسویں حصہ کی تھی جو کل رقم ادا ہو چکی اب ایک تہائی کے پورا کرنے کے لئے باقی ۱/۳ ۲۲۳۳ روپیہ کی وصیت کرتا ہوں اور اس میں سے سردست ۱/۳ ۱۲۲ نقد آج ادا کرتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ باقی رقم -/۲۲۰۰ بأقساط ماہواری بحساب -/۲۵ روپیہ ادا کرتا رہوں گا ...... اور جب تک یہ رقم ادا نہ ہو جائے میرے مکان واقعہ احمدیہ بلڈنگس کا حصہ منزل زیریں انجمن کے پاس مکفول رہے گا۔

۳- جناب میاں نصیر احمد صاحب فاروقی نے پہلے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کی تھی اور ۳۶۵۰ روپے ادا کر دیئے تھے مگر اب آپ نے ۱/۳ حصہ کی وصیت فرمائی ہے۔ جزاک اللہ۔

۴- محترمہ سلیمہ سلطان بیگم صاحبہ میاں نصیر احمد صاحب فاروقی بمبئی۔ آپ نے پہلے ۱/۶ حصہ کی وصیت کی تھی اور ۲۶۶۶ روپے ادا کر دیئے تھے مگر اب آپ نے ۱/۳ حصہ کی وصیت کی ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

۵- خان بہادر غلام ربانی خان صاحب پنشنر آپ نے پہلے رقم کی تعیین نہیں کی تھی اب آپ نے رقم کی تخصیص کر دی ہے اور دس ہزار کی وصیت فرمائی ہے جس میں سے ایک ہزار ادا کر دیا ہے باقی رقم بالاقساط ادا کر دیں گے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

۶- حکیم فیض محمد صاحب چک ۸۵ نے ۱۲۰۰ کی تمسک بذمت عطا فرمائی مگر دوبارہ آپ نے ۱/۸ ہم ور کچھ روپیہ مزید مرحمت فرمایا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

۷- جناب شیخ نثار احمد صاحب بی۔ اے وزیر آباد نے دسویں حصہ کی بجائے اب ۱/۳ حصہ کی وصیت فرمائی ہے قسط ماہوار -/۶۰ روپے وصول ہو رہی ہے جزاک اللہ۔

۸- حمید الرشید الجلیل صاحب نے اپنے پراویڈنٹ فنڈ کی نصف رقم کی وصیت فرمائی ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

۹- شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے نے پراویڈنٹ فنڈ کے ۱/۳ حصہ کی وصیت فرمائی ہے جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

۱۰- مولوی محمد حسین صاحب مولوی فاضل مبلغ اسلام نے ۱/۳ حصہ پراویڈنٹ فنڈ کی وصیت فرمائی ہے فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

۱۱- جناب مرزا غلام مرتضیٰ بیگ صاحب بی اے نانڈگاؤں نے اپنی جائداد کے ۱/۳ حصہ کی وصیت فرمائی ہے اور یکصد ادا کر دیا ہے۔ کل مالیت جائداد کے متعلق پھر اطلاع دیں گے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

۱۲- محترمہ زینت النساء بیگم صاحبہ شیخ عبدالعلی صاحب ایس۔ ڈی۔ او۔ فاضلکا نے اپنی جائداد منقولہ زیورات وغیرہ قیمتی -/۶۱۳۹ کا نواں حصہ وصیت فرمایا ہے اور اس کا پانچواں حصہ مبلغ -/۸/۱۳۶ روپیہ ادا کر دیا ہے۔ فجزاہا اللہ احسن الجزاء۔

۱۳- مستری محمد دین صاحب سکنہ پسرور حال منڈی بوڑیوالا اپنے حصہ مکان واقعہ منڈی بوڑیوالا کا نصف حصہ بحق انجمن وصیت کیا ہے۔ جزاک اللہ

۱۴- مولوی قاضی فضل حق صاحب مدرس ... نے اپنے پراویڈنٹ فنڈ کا چھٹا حصہ وصیت فرمایا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

۱۵- بابو محمد رمضان صاحب حافظ آباد نے دسویں حصہ ترکہ کی وصیت کی تھی اب پانچویں حصہ ترکہ کی وصیت کرتے ہیں یعنی -/۱۰۴۴ روپیہ کی۔ اس کے علاوہ آپ چندہ دہم حصہ دے رہے ہیں۔ جزاک اللہ۔

۱۶- مولانا عبد الہادی صاحب عظیم گڑھ نے پہلے -/۱۰۰۰ کی وصیت کی تھی جس میں سے -/۹۰۰ روپے ادا کر چکے ہیں اب دوبارہ -/۹۰۰ روپے کی وصیت کرتے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

۱۷- مولوی تاج الدین صاحب تحریر فرماتے ہیں:- ہم دونوں میاں بیوی وصیت کرتے ہیں کہ ہماری آمدنی کا دسواں حصہ بحق انجمن بھیجا جائے۔ ہمارے پاس اس وقت صرف -/۳۰۰۰ نقد تھا۔ اس کا دسواں حصہ -/۳۰۰ روپے انجمن کو دے دیا ہے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ آمدن سے اس فی روپیہ کے حساب سے چندہ دیتے رہیں گے (اے خدا تو ہماری اس قربانی کو قبول فرما اور توفیق عطا کر کہ ہم سب کچھ ہی تیری راہ میں قربان کر دیں) ہماری موت کے بعد اگر ہماری کوئی جائیداد یا روپیہ ہو تو اس میں سے ۱/۳ حصہ انجمن مذکور کا حق ہوگا۔

اس کے علاوہ جماعت اوکاڑہ کی ایک طویل فہرست وصول ہوئی جو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ..

پیغام صلح

جلد ۳۳ — لاہور - یوم چہار شنبہ - مورخہ ۱۸ شوال سنہ ۱۹۴۵ء - م - ۲۶ ستمبر سنہ ۱۹۴۵ء — نمبر ۳۹

بھدرواہ میں ایک کامیاب مناظرہ

مخالفین کی بیہودہ اور ناکام چالیں

بھدرواہ ریاست کشمیر میں ایک دور افتادہ پہاڑی مقام ہے، جہاں جماعت احمدیہ کے چند غریب لوگ مدت سے بعض متمول مسلمانوں کے ظلم وستم کا شکار ہیں، سالہا سال سے ان غریبوں کا بائیکاٹ ہو چکا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ ہر قسم کی مشکلات میں مبتلا ہو رہے ہیں لیکن ہمارے یہ غریب بھائی ان تمام مشکلات کو جس صبر و استقلال کیساتھ برداشت کر رہے ہیں وہ انہی کا حصہ ہے۔ تاہم مخالفین کا جوش مظالم ختم ہونے میں نہیں آتا اور ہر آئے سال کوئی نہ کوئی نئی آفت برپا کرنے میں ساعی رہتا ہے چند دن ہوئے ان لوگوں نے ایک بدزبان ہرزہ سرا کو جو لال حسین اختر کے نام سے مشہور ہے بھدرواہ بلا کر حضرت مسیح موعودؑ اور احمدیت کے خلاف ایک نیا جوش واشتعال پیدا کرنے کی کوشش کی اور غریب احمدیوں کو مجبور کیا کہ وفات مسیح اور صداقت مسیح موعودؑ جیسے اہم مضامین پر مناظرہ کے ذریعہ سے اس کی بدزبانی کا مقابلہ کریں۔ مناظرہ کی تاریخ ایسی مقرر کی گئی کہ باہر سے کسی مبلغ کا ایسے دور افتادہ مقام پر جانا ۵۲ میل کا سفر پیدل یا مریل ٹٹوؤں پر کرنا پڑتا ہے وقت پر پہنچنا مشکل تھا اور اس کے ساتھ ہی ایک اور چالاکی یہ کی گئی کہ ہمارے سادہ لوح غریب بھائیوں سے دو سو روپیہ کی رقم بطور ضمانت رکھوالی گئی، کہ اگر مبلغ وقت پر نہ پہنچے تو وہ ہضم کر لی جائے ایسے نازک حالات میں مرکز سے سید اختر حسین صاحب گیلانی کو دہلی اور مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کو بٹوٹ تاریں دی گئیں۔

مولینا عبدالحق صاحب تو تنگی وقت دشوار گذار پہاڑی سفر اور صحت کی کمزوری کے باوجود بٹوٹ سے روانہ ہو گئے اور ۵۲ میل کا سفر پیدل اور سوار ڈیڑھ دن میں طے کر کے عین تاریخ مناظرہ سے ایک رات پہلے بھدرواہ پہنچ گئے، اگرچہ مخالفین نے شرط کے روپیہ کو ہضم کرنے کے لئے یہاں تک چالبازی سے کام لیا کہ جب ہمارے بھائی بٹوٹ سے مبلغین کو لانے کے لئے ٹٹو روانہ کرتے تو اول تو اس کا انتظام ہی نہ ہونے دیا جاتا اور ہر ٹٹو والا جانے سے انکار کر دیتا اور اگر کوئی جاتا بھی تو مخالفین اس کے پیچھے آدمی بھیجکر اور ایک دو روپیہ زیادہ دے کر اسے واپس منگوا لیتے اور اس کا مالک واپس آ کر کہہ دیتا کہ میں بٹوٹ سے ہو آیا ہوں کوئی مولوی صاحب نہیں آئے۔ آخرکار ہمارے بھائی مولوی محمد صدیق صاحب فانی خود گھوڑا لیکر بٹوٹ پہنچے اور مولینا عبدالحق صاحب کو اپنے ساتھ لے گئے جس نے مخالفین کی تمام کوششوں اور چالبازیوں کو ناکام بنا دیا فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

مولینا عبدالحق صاحب کے پیچھے مولینا سید اختر حسین صاحب نے بھی بٹوٹ پہنچکر سواری کے لئے تار دیا، انہیں جواب ملا کہ آپ پیدل روانہ ہو پڑیں رستہ میں آپ کو ٹٹو مل جائے گا۔ چنانچہ سید صاحب سوٹ کیس ہاتھ میں اور کتابوں کی گٹھڑی پیٹھ پر باندھ کر چل پڑے دس میل کے فاصلہ پر بگر نامی گاؤں پہنچکر انہوں نے دم لیا اور آنے والے لوگوں سے دریافت کیا کہ کوئی ٹٹو آ رہا ہے یا نہیں، ایک صاحب نے بتایا کہ ڈوڈہ کے پل پر ایک مسلمان ٹٹو والا واپس جاتا ہوا ملا تھا جس نے بتایا کہ میں بھدرواہ کے احمدیوں کی طرف سے بٹوٹ سے مولوی صاحب کو لانے کے لئے گیا تھا لیکن وہ آج صبح تک نہیں آئے، معلوم ہوتا ہے وہ خود بخود ہی رستہ سے واپس چلا گیا یا مخالفین کے چکمہ میں آ کر واپس ہو گیا سید صاحب کے لئے اس سے آگے چلنا مشکل تھا ورنہ بقیہ ۴۲ میل کا پہاڑی سفر ایک دن میں پیدل طے ہو سکتا تھا اس لئے مجبوراً انہیں واپس ہونا پڑا سفر کی کوفت اور پاؤں میں ورم ہو جانے سے انہیں بخار ہو گیا، لیکن خدا کا شکر ہے کہ جلدی آرام آ گیا اور وہ واپس دہلی پہنچ گئے

مولینا عبدالحق صاحب نے بھدرواہ پہنچکر لال حسین اختر سے وفات وحیات مسیح پر مناظرہ کیا جو بہت کامیاب رہا اور خدا کے فضل سے بھدرواہ کی پبلک پر اس کا نہایت اچھا اثر پڑا، دوسرا اور تیسرا مناظرہ صداقت مسیح موعودؑ اور ختم نبوت پر قادیانی مولوی عبدالغفور صاحب کے ساتھ ہوا، لیکن قادیانی عقائد کی کمزوری اور مناظرین کی باہمی طعن وتشنیعات نے رنگ پھیکا کر دیا۔

ان مناظرات کی مفصل رپورٹ جو مولینا عبدالحق صاحب کی طرف سے موصول ہوئی ہے آئندہ اشاعت میں درج ہوگی فی الحال صرف اس قدر بتا دینا ضروری ہے کہ نام نہاد مرکز تنظیم اہلسنت لاہور کی طرف سے ان مناظرات کی جو رپورٹ ۱۹ ستمبر کے "زمیندار" میں شائع ہوئی ہے اس میں مولینا عبدالحق صاحب کے متعلق یہ بہت بڑی غلط بیانی کی گئی ہے کہ:۔

"آپ نے ایک بات یہ ارشاد فرمائی کہ قرآن من کل وجہ کامل کتاب نہیں اس کے سمجھنے کے لئے ہمیں اہل کتاب کا محتاج ہونا ضروری ہے اور صحابہ کرام نے قرآن کی بعض آیات کا مفہوم عیسائیوں سے جا کر سمجھا"

حالانکہ بات صرف اس قدر تھی کہ مولینا عبدالحق صاحب نے کسی بات کے ضمن میں یہ فرمایا کہ قرآن کا ارشاد ہے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون اس لئے بعض تاریخی واقعات جو پہلی کتابوں میں مذکور ہیں اور قرآن نے صرف ان کا حوالہ دیا ہے، ان کی تفسیر وتشریح پہلی کتابوں سے معلوم کی جا سکتی ہے جیسے آیہ کریمہ او کالذی مرّ علیٰ قریۃ الخ کا مفہوم تورات میں حزقیل نبی کے خواب کو پڑھنے سے واضح ہوتا ہے اور بعض سابق مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں اس کا حوالہ دیا ہے، یہ قرآن کی محتاجی نہیں نہ اس سے قرآن کے کامل کتاب ہونے میں کوئی شبہ پیدا ہو سکتا ہے تفسیر اور مفہوم کی تشریح اور چیز ہے اور اصل کتاب کا کامل ہونا اور چیز کیا قرآن کریم میں بار بار مصدق لما معکم نہیں فرمایا گیا یہ کس بات کی طرف اشارہ ہے کیا تورات وانجیل کی ان پیشگوئیوں کی طرف اشارہ نہیں جو ان میں رسول اللہ صلعم کے متعلق کی گئی ہیں؟ پھر کیا قرآن معاذ اللہ تورات انجیل کا محتاج ہو گیا اور اس کے کامل کتاب ہونے میں نقص پیدا ہو گیا؟ یہ وہ جہالت جو مرکز تنظیم اہلسنت کے مایہ ناز مبلغ ہی کے حصہ میں آئی ہے کوئی صاحب علم اس کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔

آخر میں تمام بیرونی احباب جماعت سے ہمیں یہ عرض کرنا ہے کہ بھدرواہ کے مناظرہ میں جو تکالیف پیش آئیں اور تاروں اور دوسرے اخراجات اور سفر کی کوفت اور مشکلات کے باوجود سید اختر حسین صاحب کے وقت پر نہ پہنچنے سے جو نقصان ہوا اس کی وجہ مخالفین کی چالاکیوں سے بڑھ کر ہمارے اپنے دوستوں کی جلد بازی اور سادہ لوحی ہے جنہوں نے مرکز کی کھلی ہدایت کے باوجود تاریخ مناظرہ نہایت تنگ وقت میں رکھی اور مبلغین کے نہ پہنچنے کی صورت میں دو سو روپیہ دے دینے کی بھی شرط کر لی ایسی شرطیں جائز نہیں۔ ہمارے احباب کو چاہیئے کہ ہر ایسے موقعہ پر معاملہ کے تمام پہلوؤں پر غور کر لیا کریں اور مخالفین کے چکموں میں آ کر جلد بازی سے کام نہ لیا کریں، مخالفین کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے ہمیشہ مرکز کی ہدایات حاصل کرنی چاہئیں اور تاریخ مضمون اور دیگر شرائط مناظرہ مرکز کی منظوری کے بغیر طے نہیں کرنی چاہئیں۔

دوست محمد

وزیرآباد میں لیکچر

شیخ محمد عبداللہ صاحب

سیکرٹری شبان الاحمدیہ وزیرآباد مطلع فرماتے ہیں کہ ۹ ستمبر کو بہ تقریب عید مسجد احمدیہ تعمیر کردہ شیخ نیاز احمد صاحب رئیس اعظم میں مجلس شبان الاحمدیہ کے زیر اہتمام ایک جلسہ کیا گیا جس میں ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن نے مغرب میں تبلیغ اسلام اور حضرت مسیح موعود اور جماعت احمدیہ کی خدمات پر لیکچر دیا۔ اس موقعہ پر حاضرین کی تواضع مٹھائی اور چائے سے کی گئی معززین شہر کو بھی اس دعوت میں شامل کیا گیا (مصل تبیذ)

حضرت مولوی محمد علی صاحب کا مقام

احادیث نبویہ و امام عصر حاضر کے الہامات و ارشادات کی روشنی میں

از محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

قسط نمبر ۲

حضرت مسیح موعودؑ کا فیصلہ کہ مولوی صاحب نیک اندرون ہیں

احادیث نبویہ سے حضرت مولوی محمد علی صاحب کے مقام کے متعلق پیشگوئیوں پر روشنی ڈالنے کے بعد اب میں بتوفیق اللہ یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی نظر میں حضرت مولوی صاحب کا کیا مقام تھا۔ میں بتلا چکا ہوں کہ حضرت مولوی صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ سے دلی تعلق تو ۱۸۹۱ء میں ہی ہو چکا تھا لیکن باقاعدہ بیعت آپ نے ۱۸۹۷ء میں کی اور پھر جب ۱۸۹۹ء میں وکالت کا کام شروع کرنے سے قبل بعض کتابوں کا انگریزی میں ترجمہ کرنے کے لئے حضرت اقدس علیہ السلام کے ارشاد کے ماتحت قادیان میں چند دنوں کے لئے ٹھیرے تو اس وقت حضرت اقدس جس گہری نظر سے آپ کے حالات کا مطالعہ کرتے رہے اور اس مطالعہ سے جس نتیجہ پر پہنچے اس کا ذکر حضورؑ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

"ہماری جماعت میں اوّل درجہ کے مخلص دوستوں میں سے مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے ہیں۔ جنہوں نے علاوہ اپنی لیاقتوں کے ابھی وکالت میں بھی امتحان پاس کیا ہے اور بہت سا اپنا حرج اٹھا کر چند ماہ سے ایک دینی کام کے انجام کے لئے یعنی بعض میری تالیفات کو انگریزی میں ترجمہ کرنے کے لئے میرے پاس قادیان میں مقیم ہیں۔ اور یقین ہے۔ کہ جب وہ بعد فراغت اس کام کے اپنے کام وکالت پر جائیں گے تو کسی قریب ضلع میں ہی کام شروع کریں گے۔ اور میں اس مدت میں یعنے جب سے کہ وہ میرے پاس ہیں۔ ظاہری نظر سے اور نیز پوشیدہ طور پر ان کے حالات کا اخلاق اور دین اور شرافت کی رُو سے تجسس کرتا رہا ہوں۔ سو خداتعالیٰ کا شکر ہے کہ میں نے ان کو دین داری اور شرافت کے ہر پہلو میں بھی نہایت عمدہ انسان پایا ہے۔ غریب طبع۔ باحیاء۔ نیک اندرون پرہیزگار آدمی ہے۔ اور بہت سی خوبیوں میں رشک کے لائق ہے"

(تبلیغ رسالت جلد ہشتم صفحہ ۲)

[illegible] جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء کہ حضرت مولوی صاحب کا اندرون شروع سے ہی اچھا نہ تھا وہ خدا کے مسیح کے الفاظ پر غور کریں اور اگر اللہ تعالے انہیں توفیق دے تو اس قسم کے غلط پراپیگنڈا سے کم از کم آئندہ کیلئے ہی اجتناب کریں۔ حضرت اقدسؑ نے اخلاق کے لحاظ سے بھی دین اور شرافت کے لحاظ سے بھی آپ کے حالات کا گہری نظر سے مطالعہ کیا اور نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کو دینداری کے ہر پہلو میں بھی اور شرافت کے ہر پہلو میں بھی نہایت عمدہ انسان پایا اور حضورؑ کا فیصلہ یہ ہے کہ حضرت مولوی صاحب نیک اندرون اور پرہیزگار ہیں۔ اب اس کے خلاف جو زبان کھولتا ہے وہ خدا کے مسیح کے فیصلہ کے خلاف آواز اٹھاتا ہے پس وہ اپنے انجام کی آپ فکر کرے۔

حضرت مولوی صاحب کا نمونہ پیروی کے لائق

اس کے بعد حضورؑ ایک اور تحریر حضرت مولوی صاحب کے متعلق شائع کی جو درج ذیل ہے:۔

"اور مجھے اس سے بہت خوشی ہے کہ ایک اور جوان صالح خدا تعالے کے فضل کو پا کر ہماری جماعت میں داخل ہوا ہے۔ یعنی حبی فی اللہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے پلیڈر۔ میں ان کے آثار بہت عمدہ پاتا ہوں اور وہ ایک مدت سے اپنے دنیاوی کاروبار کا حرج کر کے خدمت دین کے لئے قادیان میں مقیم ہیں۔ اور حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب سے حقائق و معارف قرآن شریف سن رہے ہیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ میری فراست اس بات میں خطا نہیں کرے گی۔ کہ جوان موصوف خدا تعالے کی راہ میں ترقی کرے گا۔ اور یقین ہے۔ کہ وہ خدا تعالے کے فضل سے تقوےٰ اور محبت دین پر ثابت قدم رہ کر ایسے نمونے دکھائے گا۔ جو ہم جنسوں کے لئے پیروی کے لائق ہوں گے۔ اے خدا ایسا ہی کر آمین ثم آمین"

(تبلیغ رسالت جلد ہشتم صفحہ ۹۵)

حضرت اقدسؑ تو فرماتے ہیں کہ میری فراست خطا نہیں جائے گی لیکن افسوس کہ ان کے فرزند جناب میاں محمود احمد صاحب دن رات اسی کوشش میں مصروف ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی فراست بالکل غلط تھی۔ سعادتمندی اور اطاعت گذاری ہو تو ایسی ہی ہو۔ افسوس جناب میاں صاحب نے حدیث اتقوا فراسة المومن فانه ینظر بنور الله پر بھی غور نہ کیا۔ میں تمام ان احمدی بھائیوں کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں جو جناب میاں صاحب کی اندھا دھند تقلید میں حضرت مولوی صاحب کے خلاف زہر اگلتے رہتے ہیں کہ وہ خدارا ایک طرف حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ پر غور کریں اور دوسری طرف واقعات کی شہادت کو گہری اور منصفانہ نظر سے دیکھیں اگر وہ ایسا کریں گے تو ان پر کھل جائے گا کہ جو کچھ حضرت مسیح موعودؑ کی مومنانہ فراست نے فیصلہ دیا تھا واقعات کی رُو سے وہی درست ثابت ہوا کیا اس تحریر کے بعد جو ۴۴ برس کا لمبا عرصہ گذرا ہے اس نے روز روشن کی طرح ثابت نہیں کر دیا کہ حضرت مولوی صاحب نے تقوے اور محبت دین میں ثابت قدم رہ کر وہ فی الحقیقت جیسا کہ حضور نے فرمایا تھا سب خدمت دین کا جذبہ رکھنے والوں کے لئے قابل تقلید ہے۔ آپ کی متقیانہ زندگی کا اس سے بڑھکر کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ باوجود دشمنوں اور حاسدوں کی کثرت کے کوئی شخص بھی آج تک آپ کی طرف کوئی ایسا فعل منسوب نہیں کر سکا جو خلاف شریعت ہو محبت دین کا جو جوش اور ولولہ آپ کے دل میں بھرا ہوا ہے اس پر آپ کی تصنیفات آپ کے خطبات وغیرہ شاہد ہیں۔

حضرت مولوی صاحب کے وجود میں حضرت مسیح موعودؑ کی مرادوں کا پورا ہونا

حضرت مسیح موعودؑ کے سپرد جو کام اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا گیا تھا اس کا ایک بڑا حصہ یہ بھی تھا کہ یورپ میں اسلام کو پھیلایا جائے اور جس قدر بدگمانیاں اسلام کے متعلق یورپ کے لوگوں کے دلوں میں پیدا کی گئی ہیں ان کو دور کر کے اسلام کی دلکش تعلیم کا انہیں عاشق بنایا جائے لیکن اس کام کو سرانجام دینے کے لئے انہیں کوئی آدمی نظر نہ آتا تھا حضرت مولوی محمد علی صاحب اگرچہ وکالت کی پریکٹس کے لئے سب سامان مہیا کر چکے تھے اور ادھر اکسٹرا اسسٹنٹی کے امتحان مقابلہ کے لئے بھی آپ کا نام منظور ہو چکا ہوا تھا اور حضرت اقدسؑ کے پاس صرف چند دن کی ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے اس چند دن کی ملاقات میں ہی حضرت اقدس کی مومنانہ نور فراست سے بھری ہوئی نظر نے جب حضرت مولوی صاحب کے دل کی گہرائیوں میں دین کی محبت اور اس کی اشاعت کی تڑپ کا کامل جذبہ دیکھ لیا اور پھر صرف یہی نہیں بلکہ آپ کی اندرونی پاکیزگی اور شرافت ظاہری و باطنی و خلوص تام پر بھی مطلع ہو گئے تو حضورؑ نے مستقبل بڑا درخشاں ہے آپ کو قادیان میں رہنے اور انگریزی رسالہ کی ایڈیٹری کے کام کو سرانجام دینے کا ارشاد فرمایا جس کا جاری کرنا یورپ میں اشاعت اسلام کی غرض سے تجویز ہوا تھا ادھر حضرت مولوی صاحب کی سعادت مندی اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد کی وفاداری کے جذبہ کو ملاحظہ کیجئے کہ کس طرح آپ نے اپنی تمام مادی منفعتوں اور دنیاوی ترقیات پر لات مارتے ہوئے امام الزمان کے ارشاد پر پورے شرح و بسط کے ساتھ لبیک کہتے ہوئے خدمت دین کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا اور اس عہد وقف کو جس خوبی کے ساتھ آپ نے آج تک نبھایا ہے اس کی مثال اس زمانہ میں ڈھونڈنے سے بھی ملنی مشکل ہے اس بارے میں حضرت اقدس کے اپنے الفاظ یہ ہیں:۔

"یہ امر ہمیشہ میرے لئے موجب غم اور پریشانی کا تھا۔ کہ وہ تمام سچائیاں اور پاک معارف اور دین اسلام کی حمایت میں پختہ دلائل اور انسانی روح کو اطمینان دینے والی باتیں جو میرے پر ظاہر ہوئیں۔ اور ہو رہی ہیں۔ ان تسلی بخش براہین اور موثر تقریروں سے ملک کے تعلیمیافتہ لوگوں اور یورپ کے حق کے طالبوں کو اب تک کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ یہ درد دل اس قدر تھا کہ آئندہ اس کی برداشت مشکل تھی۔ مگر چونکہ خدا تعالے چاہتا ہے۔ کہ قبل اس کے کہ ہم اس ناپائدار گھر سے گذر جائیں۔ ہمارے تمام مقاصد پورے کر دے اور ہمارے لئے وہ آخری سفر حسرت کا سفر نہ ہو۔ اس لئے اس مقصد کے پورا کرنے کے لئے جو ہماری زندگی کا اصل مقصود ہے ایک تدبیر پیدا ہوئی۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ آج چند ایک احباب نے اپنے مخلصانہ مشورہ سے اس طرف مجھے توجہ دلائی ہے۔ کہ ایک رسالہ میگزین بزبان انگریزی مقاصد مذکورہ بالا کے اظہار کے لئے نکالا جائے .... اس رسالہ کی اشاعت کے لئے سب سے زیادہ دو امر قابل غور ہیں۔ ایک یہ کہ اس رسالہ کا نظم و نسق کس کے ہاتھ میں ہو۔ اور دوسرا یہ کہ اس کے مستقل سرمایہ کی کیا تجویز ہو۔ سو امر اول کے متعلق ہم نے یہ پسند کیا ہے۔ کہ اس اخبار کے ایڈیٹر مولوی محمد علی صاحب ایم اے پلیڈر اور خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے پلیڈر مقرر ہوں۔ اور ان ہر دو صاحبان نے اس خدمت کو قبول کر لیا ہے۔"

(تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۱۰۲)

حضرت اقدسؑ کی دو اہم خواہشوں کا حضرت مولوی صاحب کے ذریعہ پورا ہونا

یورپ میں اسلام کی جڑھوں کو مضبوط کرنے کے لئے علاوہ [illegible] کے حضرت اقدسؑ

کی یہ دو خواہشیں بھی تھیں کہ قرآن شریف کا انگریزی میں ترجمہ کر کے ان تک پہنچایا جائے اور دوسرے یہ کہ اسلامی مسائل پر بھی ایک کتاب لکھ کر ان میں پھیلائی جائے ان دونوں خواہشوں کا اظہار حضورؑ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا۔

"سو میری صلاح یہ ہے۔ کہ بجائے ان واعظوں کے عمدہ عمدہ تالیفیں ان ملکوں میں بھیجی جائیں۔ اگر قوم بدل وجان میری مدد میں مصروف ہو۔ تو میں چاہتا ہوں۔ کہ ایک تفسیر بھی تیار کر کے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر ان کے پاس بھیجی جائے۔ میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے رہ نہیں سکتا کہ یہ میرا کام ہے۔ دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ جیسے مجھ سے یا جیسا اس سے جو میری شاخ ہے۔ اور مجھ میں ہی داخل ہے"

(ازالہ اوہام صـ۷۷۳)

"میں چاہتا ہوں۔ کہ ایک کتاب تعلیم کی لکھوں اور مولوی محمد علی صاحب اس کا ترجمہ کریں۔ اس کتاب کے تین حصے ہوں گے ایک یہ کہ اللہ تعالےٰ کے حضور میں ہمارے کیا فرائض ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ اپنے نفس کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں۔ اور تیسرے یہ کہ بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں۔ زمانۂ نبوت تو نورٌ علیٰ نور تھا۔ اور ایک آفتاب تھا۔ لیکن اس کے بعد اولیاؤں کے جو خوارق و کرامات بتلائے جاتے ہیں وہ اپنے ساتھ انکشاف نہیں رکھتے اور ان کی تاریخ کا صحیح پتہ نہیں لگ سکتا۔ چنانچہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کرامات ان کی وفات کے دو سو سال بعد لکھے گئے۔ اور علاوہ اس کے ان لوگوں کو یہ موقع دشمن کے مقابلہ کا نہیں ملا۔ اور نہ ان کو ایسا فتنہ درپیش آیا جیسا کہ ہم کو"

(منظور الٰہی صـ۱۸۸)

اب اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ حضور کی یہ دونوں خواہشیں حضرت مولوی صاحب کے ذریعہ ہی پوری ہوئیں اور ان کے پورا ہونے نے دنیا پر ثابت کر دیا کہ حضرت مولوی صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی ہی شاخ اور حضورؑ کے وجود میں ہی داخل ہیں۔

اب کوئی لاکھ سر پیٹے حسد کی آگ میں جل مرے اس کی نقل کی کتنی بھی کوشش کرے حضرت مولوی صاحب کے سر سے سعادت کے اس تاج کو وہ قطعاً نہیں اتار سکتا جو اللہ جل شانہ نے اپنے فضل سے انہیں پہنا دیا ہے۔

حضرت مولوی صاحب پر تعلیم اور عقائد میں کامل اعتماد حضرت مسیح موعود کو اپنی تعلیم اور اپنے عقائد کو صحیح طور پر سمجھنے کے متعلق جو اعتماد حضرت مولوی صاحب پر تھا اس کا اندازہ حضورؑ کی مندرجہ ذیل تحریر سے ہو سکتا ہے:۔

"عصر کی نماز باجماعت ادا کر چکنے کے بعد آپ نے الحکم اور البدر کے ایڈیٹروں کو بلا کر تاکید فرمائی۔ کہ وہ آپ کی تقاریر اور مضامین قلمبند کرنے میں ہمیشہ محتاط رہیں۔ ایسا نہ ہو۔ کہ کوئی بات غلط پیرایہ میں شائع ہو جائے۔ یا کوئی الہام ہی غلط چھپ جائے۔ جس پر معترضین کو گرفت کا موقعہ مل جائے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ لوگ ایسے مضامین اخبارات میں چھاپنے سے پہلے مولوی محمد علی صاحب ایم اے کو دکھا لیا کریں۔ اس میں آپ کا بھی فائدہ ہے اور دوسرے لوگ بھی غلطیوں سے بچے رہیں گے"

ڈائری۔ ۲ نومبر ۱۹۰۲ء بروز یکشنبہ (ملفوظات احمدیہ جلد ہفتم صفحہ ۴۴۵)

کاش جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء بھی حضرت اقدس کے مندرجہ بالا ارشاد کی تعمیل میں حضور کی تعلیم اور حضورؑ کے عقائد کے متعلق اپنے خیالات کو دنیا میں پھیلانے سے قبل . . . .

. . . . . . حضرت مولوی صاحب ان کی بعثت کا سارا ... تا وہ خود بھی غلطیوں سے محفوظ رہتے اور جماعت بھی حضرت مسیح موعود کے مقام کے متعلق غلطی میں ہرگز مبتلا نہ ہوتی۔ حضرت مسیح موعود کے مندرجہ بالا ارشاد میں کیا جماعت کے لئے صریح ہدایت موجود نہیں کہ جماعت میں حضورؑ کے عقائد وغیرہ کے متعلق اگر اختلاف پیدا ہو تو جماعت حضرت مولوی محمد علی صاحب کو اس میں حکم تسلیم کرے اور جو طریق وہ اختیار کریں وہی جماعت اختیار کرے۔

(باقی دارد)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دعا کا اصل مقصد اطمینانِ قلب ہے

(بعض لوگ) اپنی نظر خطا کار کی وجہ سے یہ اعتراض کر بیٹھتے ہیں۔ کہ بہتیرے ایسے آدمی نظر آتے ہیں۔ کہ باوجود اس کے کہ وہ اپنے حال اور قال سے دعا میں فنا ہوتے ہیں۔ پھر بھی اپنے مقاصد میں نامراد رہتے اور نامراد مرتے ہیں۔ اور بمقابل ان کے ایک اور شخص ہوتا ہے کہ نہ دعا کا قائل نہ خدا کا قائل وہ ان پر فتح پاتا ہے۔ اور بڑی بڑی کامیابیاں اس کو حاصل ہوتی ہیں۔ سو جیسا کہ ابھی میں نے اشارہ کیا ہے۔ اصل مطلب دعا سے اطمینان اور تسلی اور حقیقی خوشحالی کا پانا ہے۔ اور یہ ہرگز صحیح نہیں۔ کہ ہماری حقیقی خوشحالی صرف اسی امر میں میسر آسکتی ہے جس کو ہم بذریعہ دعا چاہتے ہیں۔ بلکہ وہ خدا جو جانتا ہے کہ ہماری حقیقی خوشحالی کس امر میں ہے وہ کامل دعا کے بعد ہمیں عنایت کر دیتا ہے۔ جو شخص روح کی سچائی سے دعا کرتا ہے وہ ممکن نہیں کہ حقیقی طور پر نامراد رہ سکے بلکہ وہ خوشحالی جو نہ صرف دولت سے مل سکتی ہے اور نہ حکومت سے اور نہ صحت سے بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے جس پیرایہ میں چاہے وہ عنایت کر سکتا ہے۔ ہاں وہ کامل دعاؤں سے عنایت کی جاتی ہے اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو ایک مخلص صادق کو عین مصیبت کے وقت میں دعا کے بعد وہ لذت حاصل ہو جاتی ہے جو ایک شہنشاہ کو تخت شاہی پر حاصل نہیں ہو سکتی۔ سو اسی کا نام حقیقی مراد یابی ہے جو آخر دعا کرنے والوں کو ملتی ہے۔ اور ان کی آفات کا خاتمہ بڑی خوشحالی کے ساتھ ہوتا ہے۔ لیکن اگر اطمینان اور سچی خوشی حاصل نہیں ہوئی۔ تو ہماری کامیابی بھی ہمارے لئے ایک دکھ ہے۔ سو یہ اطمینان اور روح کی سچی خوشحالی تدابیر سے ہرگز نہیں ملتی۔ بلکہ محض دعا سے ملتی ہے۔ مگر جو لوگ خاتمہ پر نظر نہیں رکھتے۔ وہ ایک ظاہر مراد یابی یا نامرادی کو دیکھ کر مدار فیصلہ اسی کو ٹھہرا دیتے ہیں۔ اور اصل بات یہ ہے۔ کہ خاتمہ بالخیر ان ہی کا ہوتا ہے جو خدا سے ڈرتے ہیں اور دعا میں مشغول ہوتے ہیں اور وہی بذریعہ حقیقی اور مبارک خوشحالی کے سچی مراد یابی کی دولت ... پاتے ہیں۔

دعا مانگنے کا بہترین ذریعہ نماز ہی ہے نماز اس لئے نہیں کہ ٹکریں ماری جائیں یا مرغ کی طرح کچھ ٹھونگیں مار لیں جیسا کہ اکثر لوگ نمازوں کو ادا کرتے دیکھے جاتے ہیں اور بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو دوسروں کے کہنے سننے سے چند روز کے لئے نماز کے پابند ہو جاتے ہیں یہ کچھ بھی نہیں۔ نماز اللہ تعالیٰ کی حضوری ہے اور اس کی تعریف کرنے اور اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے کی مرکب صورت کا نام نماز ہے۔ اس شخص کی ہرگز نماز قبول نہیں ہوتی جو اس غرض اور مقصد کو مدنظر رکھ کر نماز نہیں پڑھتا۔ پس نمازوں کو بہت سنوار سنوار کر پڑھو۔ کھڑے ہو تو ایسے طریق سے کہ تمہاری صورت صاف طور پر بتا دے کہ تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں دست بستہ کھڑے ہو اور جھکو تو ایسے جس سے صاف معلوم ہو کہ تمہارا دل جھکتا ہے اور سجدہ کرو تو اس آدمی کی طرح جس کا دل ڈرتا ہے۔ اپنی نمازوں میں اپنے دین اور دنیا ہر دو کے لئے دعائیں کرو۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں اور خدمات دینیہ میں ہمہ تن مصروف ہیں۔

— حضرت مولینا صدرالدین صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ میرا ارادہ ہے سری نگر سے ۲۶ ستمبر کو چل کر ۲۸ ستمبر کو لاہور پہنچوں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

— **بیعت** — حضرت مولینا اسی خط میں لکھتے ہیں کل جمعہ کے خطبہ میں حضرت صاحب کی جماعت میں داخل ہونے کی تلقین کی گئی نماز ختم ہونے پر دو نوجوان جن میں سے ایک ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی ہیں اور دوسرے ایم ایس سی۔ جماعت میں داخل ہوئے۔

مسجد سرینگر کے لئے ایک ہزار کا عطیہ۔ سیکرٹری صاحب جماعت سرینگر مطلع فرماتے ہیں کہ جمعۃ الوداع کے دن ہماری مسجد میں بہت رونق تھی حضرت مولینا صدرالدین صاحب نے نہایت ایمان افروز خطبہ دیا نماز کے بعد چودھری اللہ دتہ صاحب آف جموں نے ایک شاندار پارٹی دی اور مسجد کے بیرونی کام کے لئے ایک ہزار روپیہ عطیہ دینے کا وعدہ کیا جس میں سے پانچسو روپیہ کا چیک اسی وقت دے دیا دعا ہے اللہ تعالےٰ چودھری صاحب ممدوح کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

سرینگر میں عیدالفطر۔ عبدالعزیز صاحب شورہ مبلغ سری نگر رقمطراز ہیں کہ سری نگر میں عیدالفطر ۸ ستمبر کو منائی گئی جماعت احمدیہ نے نماز عید مسجد احمدیہ قلمدان پورہ میں ادا کی جہاں اچھی خاصی رونق تھی خطبۂ عیدالفطر حضرت مولینا صدرالدین صاحب نے پڑھا اس موقعہ پر جماعت سرینگر نے انجمن کی مختلف تحریکات میں چندہ دیا۔

ایک شاندار عطیہ۔ مکرم محترم سید تصدق حسین صاحب قادری بغداد سے مطلع فرماتے ہیں کہ:۔

" اخویم ابراہیم آدم صاحب سچوانی نے قبل ازیں بلاد غیر میں بجواب اپیل حضرت امیر ایدہ اللہ مبلغ ایک ہزار روپیہ دیا تھا اب پھر آپ نے بچاس پونڈ یعنی چھ سو چھیاسٹھ روپے عطا فرمائے ہیں آپ پر ایک مقدمہ ہو گیا تھا جس میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ بری ہو گئے ہیں یہ رقم شکرانہ کے طور پر موصوف نے عنایت فرمائی۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

ختنہ پر عطیہ۔ سید صاحب اسی خط میں لکھتے ہیں کہ گذشتہ ہفتہ اخویم فیض محمد صاحب نے اپنے بچہ ولید کے ختنہ کی تقریب پر صاحب وسعت ہونے کے باوجود تمام وہ فضول خرچیاں جو عام طور پر ایسے موقعہ پر ہوا کرتی ہیں ترک کر دیں اور اس خوشی میں دارالیتامیٰ فنڈ میں مبلغ پانچ پونڈ عطا فرمائے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

درخواست دعا۔ وزیرآباد سے شیخ عنایت الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں کہ بندہ کی بیوی عرصہ چھ سات ماہ سے بیمار ہو کر ڈاڈر سینیٹوریم میں داخل ہے اب رو بصحت ہے میرے دو لڑکے محمود و مسعود الرحمٰن عمر ۲ ½ ایک سال میرے پاس ہیں چھوٹا بچہ بخار و کھانسی سے بیمار ہے اور اکثر بیمار رہتا ہے اس کے لئے اور اس کی والدہ کی صحت کے لئے دعا فرمائی جائے۔

(باقی برصفحہ ۴)

ایک چھوٹی سی اور غریب جماعت کا بلند نمونہ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی

اوکاڑہ کی جماعت نے ایک ایسا نمونہ پیش کیا ہے جس کو میں چاہتا ہوں ساری جماعتیں سامنے رکھیں۔ یہ ایک چھوٹی سی اور غریب جماعت ہے مگر اس نے یہ بلند نمونہ پیش کیا ہے کہ اس کے تمام افراد نے مردوں اور عورتوں اور نوجوانوں نے وصیت کے حکم کی تعمیل کی ہے اور حالانکہ اس میں کئی احباب ایسے تھے جو پہلے بھی وصیت کر چکے تھے لیکن انہوں نے بھی اس نئی تحریک پر لبیک کہا اور یا وصیت میں اضافہ کیا یا نقد کچھ دے کے امداد کی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اس جماعت کے بزرگ ممبروں چوہدری نظام الدین صاحب اور حافظ محمد بخش صاحب کی کوششوں اور دعاؤں کا یہ نتیجہ ہے۔ چوہدری نظام الدین صاحب پہلے بھی ہر تحریک پر اس دریادلی سے لبیک کہتے ہیں کہ ان کے ایمان پر رشک آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص کو اور زیادہ کرے۔ ان کی وصیت ایک ہزار کی تھی جسے ادا کر چکے تھے پھر اپریل میں نئی تحریک پر ایک ہزار کا تمسک قرضہ جنگ حوالہ انجمن کیا۔ اب پانچسو روپیہ مزید دیئے ہیں۔ بمشکل چالیس پچاس گھماؤں زمین کے مالک ہوں گے وہ خدا کی راہ میں دیتے نہیں تھکتے اور اللہ تعالیٰ بھی ان کے مال میں برکت دے رہا ہے۔ ان سے بہت بڑھ کر زمینوں کے مالک ابھی جماعت میں موجود ہیں اور بہت بڑی جائداد کے مالک بھی ہیں مگر ابھی ان کی طرف سے ہم حالت انتظار میں ہیں۔

محمد علی

وصایا جماعت چک ۲/۴ ایل اکاڑہ

(۱) چوہدری نظام الدین صاحب نمبردار} عرصہ ہوا مبلغ -/۱۰۰۰ کی وصیت کرکے ادا کر چکا تھا پھر ماہ اپریل میں حضرت امیرالمومنین کی اپیل پر -/۱۰۰۰ قرضہ جنگ کا تمسک حوالہ انجمن کیا تھا اب حضرت امیرالمومنین کے خطبات ماہ رمضان کے اثر سے مبلغ -/۵۰۰ نقد مزید پیش کیا ہے۔ اس کے موافق ترمیم وصیت ارسال کر دی ہے۔

۲۔ اہلیہ صاحبہ چوہدری صاحب} پہلے چوہدری صاحب کی وصیت کے ہمراہ -/۲۵۰ کی وصیت کرکے ادا کر دی تھی اب نئی ضرورت کے لئے حضرت امیرالمومنین کے ماہ رمضان کے خطبات کے اثر سے مزید مبلغ -/۲۵۰ نقد کے ساتھ ترمیم وصیت کرکے ارسال کر دی ہے۔

۳۔ حافظ محمد بخش صاحب} عرصہ ہوا مبلغ -/۱۷۰۰ کی وصیت کی تھی جس میں سے صرف ایک چوتھائی کے قریب رقم باقی ہے اب نئی ضرورت کے سلسلہ میں حضرت امیرالمومنین کے ماہ رمضان کے خطبات کے اثر سے مبلغ -/۱۰۰ روپیہ مزید ادا کرنے کا وعدہ کیا ہے ترمیم وصیت اسکے موافق کرکے ارسال کر دی ہے۔

۴۔ چوہدری اکبرالدین صاحب} عرصہ ہوا مبلغ -/۱۰۰۰ کی وصیت کرکے ادا کر رہا ہے اور آج تک مبلغ پانچسو کے قریب ادا کر چکا ہے۔

۵۔ اہلیہ اکبرالدین صاحب} اپنے زیور روپیہ ...

سے ½ حصہ کی وصیت مبلغ -/۱۰۱ روپے کرکے اس روپیہ کی مالیت کا بانڈ قرضہ جنگ کا ارسال خزانہ انجمن میں کر دیا ہے۔ نئی ضرورت کے سلسلہ میں۔

۶۔ چوہدری شاہ محمد صاحب} پہلے کوئی وصیت نہ تھی۔ اب حضرت امیرالمومنین کے خطبات ماہ رمضان کے اثر سے مبلغ -/۴۰۰ کی وصیت کرکے انجمن میں ارسال کر دی ہے اور دو سال میں موافق حکم حضرت امیر ایدہ اللہ ادا کرنے کا وعدہ کر لیا ہے۔ اس وصیت کا جلسہ سالانہ پر وعدہ کیا گیا تھا۔

۷۔ چوہدری شریف احمد صاحب} جلسہ سالانہ پر وصیت کا وعدہ ولد چوہدری امیرالدین مرحوم} کیا تھا مگر اب تک تساہل رہا اب حضرت امیرالمومنین کے ماہ رمضان کے خطبات کے اثر سے مبلغ -/۱۹۰۰ کی وصیت کرکے صرف دو سال میں ادا کرنے کا وعدہ کر لیا ہے۔

۸۔ والدہ شریف احمد صاحب} زمین ساری شریف احمد کے نام ہے۔ قصبہ علاول پور ضلع جالندھر میں اس کے والد صاحب نے اس کو ایک مکان پختہ اور چھ گھماؤں اراضی دی ہوئی ہے دونوں چیزوں کی مالیت تخمیناً -/۶۰۰ روپیہ ہوگی اس سے ایک تہائی قریباً -/۲۰۰ کی وصیت کرکے کاغذ انجمن میں ارسال کروائے ہیں اور وعدہ کیا ہے کہ عنقریب ... فروخت کرکے ایک تہائی رقم ادا کر دونگی جب تک فروخت نہ ہوگی آمدنی سے ⅓ حصہ دیتی رہوں گی۔ یہ صرف حضرت امیرالمومنین کے خطبات ماہ رمضان کے اثر سے کیا ہے۔

۹۔ شبیر احمد ولد حافظ محمد بخش صاحب} اپنی آمد کا ⅒ حصہ وعدہ کے موافق باقاعدہ انجمن میں ادا کرتا رہا ہے۔ پراویڈنٹ فنڈ کا جو روپیہ واپس ہوگا اس سے بھی ⅒ حصہ انجمن کو ادا کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔ اور آئندہ بھی اپنی آمد سے دسویں حصے کی پابندی کا از سر نو اقرار ہے۔

۱۰۔ بشیر احمد صاحب بی اے ایل ایل بی} زمین ساری ولد چوہدری نظام الدین صاحب} والد صاحب کے نام ہے۔ ایل ایل بی کے امتحان سے فارغ ہو کر ایم اے میں داخل ہونے کا ارادہ کرتا ہے۔ حضرت امیرالمومنین کے خطبات ماہ رمضان کے اثر سے آئندہ اپنے خرچ سے ⅒ حصہ باقاعدہ ادا کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔

۱۱۔ فضل محمد صاحب} حضرت امیرالمومنین ولد شاہ محمد صاحب} کے خطبات رمضان ایف اے متعلم بی اے} کے اثر سے آئندہ اپنے خرچ میں سے ⅒ حصہ باقاعدہ ادا کرتے رہنے کا وعدہ کرتے ہیں۔ انجمن ہر ماہ مطالبہ سے رقم لے سکتی ہے۔

۱۲۔ مخدوم سعد اختر صاحب مجاہد} حضرت معہ اہل خانہ خود} امیرالمومنین کے خطبات ماہ رمضان کے اثر سے وصیت میں -/۹۰ زکوٰۃ -/۱۵ روپے ادا کر چکے ہیں۔

۱۳۔ میاں نور احمد صاحب ولد میاں} موضع امیرالدین صاحب قوم سکنہ مرار} مرار ریاست چک ۲/۴ ایل} کپورتھلہ میں بھی گھماؤں اراضی کا مالک ہے والد صاحب کے انتقال کے بعد ابھی زمین برادر خورد سے مشترک ہے نئی ضرورت کے لئے حضرت امیرالمومنین کے خطبات ماہ رمضان کے اثر سے عنقریب بعد تقسیم ⅒ حصہ انجمن کے نام وصیت کر دینے کا وعدہ کرتا ہے اس کے متعلق ایک اقرارنامہ انجمن میں دے دیا گیا ہے۔

۱۴۔ اہل خانہ میاں نور احمد صاحب} حضرت امیرالمومنین کے خطبات سے رمضان شریف کے اثر سے دو سال تک عنلہ روپیہ ششماہی ادا کرنے کا وعدہ کرتی ہے کل -/۴۰

۱۵۔ اہل خانہ شاہ محمد} حضرت امیرالمومنین والدہ فضل محمد} کے خطبات ماہ رمضان کے اثر سے -/۱۰ روپے ششماہی تا دو سال کل -/۴۰ روپے ادا کرنے کا وعدہ کرتی ہے۔

۱۶۔ اہل خانہ حافظ محمد بخش صاحب} حضرت امیرالمومنین کے خطبات رمضان شریف کے اثر سے تا دو سال -/۱۰ روپے ششماہی کل -/۴۰ روپے ادا کرنے کا وعدہ کرتی ہے۔

۱۷۔ مشتاق احمد ولد میاں} پہلے ملازم تھا نور احمد صاحب مرار والے} اب ترک ملازمت کرکے یہاں چک ۲/۴ ایل میں کام زمینداری ہے ہر آمد سے ⅒ حصہ باقاعدہ ادا کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔

اس کے علاوہ -/۱۴۱/۳۸ فطرانہ عید فنڈ مسجد فنڈ وغیرہ بھی ارسال کر دیا ہے۔ سب کے سب حضور سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

میزان کل ۔۔۔۔۔۔ ۶۳۴۰

عاجز حافظ محمد بخش
چک ۲/۴ ایل۔ اکاڑہ

شکریہ احباب

محترم سید اختر حسین صاحب گیلانی لکھتے ہیں جموں کے جن نوجوان بھائیوں اور بزرگوں نے سفر بھدرواہ کے دوران میں امداد فرمائی ان کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں بالخصوص اخویم عبدالحی کا جنہوں نے بس میں کنٹرول نرخ پر سیٹ کا بندوبست کر دیا، اور جناب چوہدری عبدالرحمن صاحب کے چھوٹے صاحبزادے اور چوہدری صاحب کی بیگم صاحبہ محترمہ جنہوں نے میرے لئے بہت ہی تکالیف اٹھائیں، ایسا ہی بٹوت میں بیگم صاحبہ مولانا عبدالحق صاحب، عزیز عبدالسلام ابن مولانا عبدالحق صاحب، چوہدری محمد الدین صاحب کنٹریکٹر جنہوں نے نہایت اخلاص اور حسن اخلاق کا نمونہ پیش کیا مگر سب سے واپسی پر بیس میل کا سفر طے کرکے جب میں تھک کر چور بخار میں مبتلا تھا اور جسم کی رگ رگ درد کر رہی تھی اخویم عبدالکریم صاحب سگنیلر نے بہت خدمت کی ان سب کو اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے اجر جزیل عطا فرمائے۔

بقیہ اخبار احمدیہ

سانحہ ارتحال (۱) سیالکوٹ سے اخویم مکرم شیخ غلام حسین صاحب اطلاع دیتے ہیں اخویم مکرم شیخ محمد حسین صاحب سکنہ حاجی پورہ سیالکوٹ کا انتقال ہو گیا ہے جماعت سے تحریک فرمائیں کہ مرحوم کا جنازہ غائب پڑھیں۔

(۲) سیالکوٹ ہی سے اطلاع آئی ہے کہ ہمارے ایک دوست رحمت علی صاحب کے چھوٹے بھائی ہیضہ سے فوت ہو گئے ہیں احباب سلسلہ سے درخواست ہے کہ پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا فرمائی جائے۔

(۳) تونسہ سے ماسٹر غلام محمد صاحب خادم لکھتے ہیں کہ بندہ کی بیوی قضائے الٰہی سے ۱۱ ستمبر کو فوت ہو گئی ہے، ضعف جگر میں عرصہ سے مبتلا تھی دل دھڑکتا تھا بدن میں خون کی کمی تھی کوئی علاج کارگر نہ ہوا خدا کو یہی منظور تھا انا للہ وانا الیہ ...

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خدا کی رضا و خوشنودی کے مقابلے میں دنیوی مخالفت کی پروا نہ کرو

بہت سے لوگ ہیں جو ہماری باتوں کو صحیح سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ بجا اور درست ہے مگر جب ان سے کہا جائے کہ پھر تم اس کو قبول کیوں نہیں کرتے تو وہ یہی کہیں گے کہ لوگ ہم کو بُرا کہتے ہیں پس یہ خیال کہ لوگ اسکو بُرا کہتے ہیں۔ یہی ایک رگ ہے جو خدا تعالیٰ سے قطع کراتی ہے۔ کیونکہ اگر خدا تعالےٰ کا خوف دل میں ہو۔ اور اس کی عظمت اور جبروت کی حکومت کے ماتحت انسان ہو پھر اسکو کسی دوسرے کی کیا پروا ہو سکتی ہے کہ دوسرے کیا کہتے ہیں اور کیا نہیں؟ ایسا خیال رکھنے سے ظاہر ہے کہ ابھی تک اس کے دل میں لوگوں کی حکومت ہے نہ خدا تعالےٰ کی۔ جب یہ مشرکانہ خیال دل سے دور ہو جائیگا۔ تب دوسرے لوگ اور دنیاوی اشیاء سب کی سب مردے اور کیڑے سے بھی کمتر اور کمزور نظر آنے لگیں گی۔ اور اگر ساری دنیا مل کر بھی مقابلہ کرنا چاہے تو ممکن نہیں کہ ایسا شخص حق کو قبول کرنے سے رُک جائے۔ متبتل تام کا پورا نمونہ انبیاء اور خدا تعالےٰ کے ماموروں میں مشاہدہ کرنا چاہیئے کہ وہ کس طرح دنیا داروں کی مخالفتوں کے باوجود پوری بیکسی اور ناتوانی کی پرواہ تک نہیں کرتے۔ لوگوں کو ان کی افتاد اور حالات سے سبق لینا چاہیئے۔ پس یلور کھو کر تم ہر کام میں دیکھ لو کہ اس میں خدا تعالےٰ راضی ہے یا مخلوق خدا۔ جب تک یہ حالت نہ ہو جائے کہ خدا تعالےٰ کی رضا مقدم ہو اور کوئی شیطان رہزن نہ ہو سکے۔ اس وقت تک ٹھوکر کھانیکا اندیشہ ہے لیکن جب دنیا کی بُرائی بھلائی محسوس ہی نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور نا راضگی اس پر اثر کرنیوالی ہو یہ وہ حالت ہوتی ہے جب انسان ہر قسم کے خوف و حزن کے مقامات سے نکلا ہوا ہوتا ہے۔ (۱۲ر ستمبر ۱۹۰۱ء)

سلسلہ کی نیک نامی اور عزت و عظمت کا خیال رکھو

جس طرح ایک فرزند رشید اپنے باپ کی نیکنامی کو شہرت دیتا ہے اسی طرح بیعت کرنیوالے کیلئے جو بمنزلہ فرزند کے حکم میں ہوتا ہے یہ لازمی امر ہے کہ اپنے اس بزرگ کی جس کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے نیکنامی کا باعث ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواج مطہرات کو قرآن شریف میں امہات المومنین فرمایا ہے۔ گویا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عامۃ المومنین کے باپ ہیں کیونکہ جسمانی باپ زمین پر لانے اور حیات ظاہری کا موجب ہوتا ہے۔ مگر روحانی باپ آسمان پر لے جاتا اور اس اصلی مرکز کی طرف رہنمائی کرتا ہے جہیں ہمیشہ کی زندگی ہے۔ اسلئے کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ کوئی بیٹا اپنے باپ کو بدنام کرے۔ طوائف کے ہاں جائے یا قمار بازی کرتا پھرے اور شراب پیئے یا ایسے ہی دیگر افعال قبیحہ کا مرتکب ہو جو اس کے باپ کی بدنامی کا موجب ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ کوئی آدمی اس امر کو پسند نہیں کرتا۔ لیکن اگر کوئی ناخلف بیٹا ایسا کرتا ہے تو پھر خلقت کی زبان بند نہیں کی جا سکتی۔ لوگ اس کے باپ کی طرف نسبت کر کے کہیں گے کہ فلاں شخص کا بیٹا فلاں بُرا کام کرتا ہے پس وہ ناخلف بیٹا خود ہی اپنے باپ کی بدنامی کا موجب ٹھہرتا ہے۔ اسی طرح پر جب کوئی شخص ایک سلسلہ میں شامل ہوتا ہے۔ مگر پھر اس سلسلہ کی عظمت اور عزت کا خیال نہیں رکھتا اور اس کے احکام کے خلاف کرتا ہے تو وہ عند اللہ ماخوذ ہوتا ہے کیونکہ ایسی حرکات سے وہ نہ صرف اپنے آپ کو ہی ہلاکت میں ڈالتا ہے بلکہ دوسروں کے لئے بھی ایک بُرا نمونہ بن کران کو سعادت اور ہدایت کی راہ سے محروم رکھتا ہے اس لئے جہاں تک آپ لوگوں کی طاقت میں ہے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اور اپنی پوری طاقت اور ہمت سے اپنی کمزوریوں کو دور کرنیکی کوشش کرو جس جگہ عاجز ہو جاؤ وہاں صدق اور یقین کیساتھ ہاتھ اُٹھاؤ کیونکہ خشوع اور خضوع اور عاجزی سے اُٹھائے ہوئے ہاتھ جو صدق اور یقین کی تحریک سے اُٹھائے جائیں خالی واپس نہیں ہوتے۔

۳۰ر دسمبر ۱۸۹۷ء

اخبار احمدیہ

—حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ مؤرخہ یکم اکتوبر کو شام کی گاڑی سے ڈلہوزی سے لاہور تشریف لے آئے ہیں۔ سب احباب سلسلہ حضرت ممدوح سے آئیندہ مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔

پتہ:۔ مسلم ٹاؤن اچھرہ۔ لاہور

—حضرت مولانا صدر الدین صاحب سرینگر سے اور محترم جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب جنرل سیکرٹری انجمن ایک ماہ کی رخصت ختم کر کے مرکز میں تشریف لے آئے ہیں۔

—جناب سید تصدق حسین صاحب قادری اپنے خط مورخہ ۱۹ر اگست ۴۵ء میں حضرت مولانا عزیز بخش صاحب کو تحریر فرماتے ہیں۔

"مبلغ ننّو روپے کا چیک ارسال کیا جاتا ہے یہ رقم نمرہ اسلم صاحب ناموری نے ارالیتانی میں سخت حالات کے بعد صحتیاب ہونے کی خوشی میں دی ہے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ موصوف کو ہر بلا اور آفات سے محفوظ رکھے۔ آمین"۔

—حافظ عبد الرشید صاحب مبلغ اسلام سندھ تحریر فرماتے ہیں:۔

"جماعت کے تمام حلقوں میں یہ خبر نہایت ہی مسرت سے سنی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے عزیز اور نیک دل نوجوان شیخ محمود احمد صاحب مالک چلتان ہوٹل کوئٹہ کو فرزند عطا فرمایا ہے جس کی تقریب میں بطور صدقہ ۳۰/- روپے برائے اشاعت اسلام شیخ صاحب نے انجمن کو عنایت فرمائے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء دعا ہے اللہ تعالیٰ مولود مسعود کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔"

—جناب فضل داد صاحب محصل انجمن تحریر فرماتے ہیں:۔

"میر فیض احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا ہے اس سے پہلے ان کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی اس خوشی میں میر فیض احمد صاحب نے مبلغ ۳۱/- روپے انجمن کو عطا فرمائے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ بچہ کو نیک اور صالح بنائے اور لمبی عمر دے۔ آمین"۔

—منشی عبد المجید صاحب فاتح دل نے بتقریب شادی دختران سائیں بھولے شاہ صاحب جن میں سے ایک کی شادی مستری پیر بخش صاحب سکنہ کاکی پور ضلع جالندھر کے لڑکے کے ساتھ ہوئی اور دوسری کی جان محمد شاہ صاحب سکنہ ڈھڈیانی ضلع ہوشیار پور کے لڑکے کے ساتھ ہردو مذکورہ بالا اشخاص سے اس تقریب سعید پر جو بروز عید الفطر وقوع میں آئی پانچ پانچ روپے برائے عطیہ اشاعت اسلام وصول کر کے بھیجے ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تعلقات کو مبارک کرے اور منشی صاحب کو جزائے خیر دے۔

—محمد ظفر یاب صاحب گوجرہ ضلع لائلپور سے تحریر فرماتے ہیں:۔

"میری والدہ صاحبہ بوجہ درد بیمار ہیں۔ درد بائیں ٹانگ میں شدت سے ہے جس کی وجہ سے بہت پریشانی ہے۔ احباب سلسلہ سے درخواست ہے کہ وہ درد دل سے ان کی صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔

خلیفہ صاحب کی بیعت فسخ کرنیکا اعلان

بخدمت اقدس حضرت امیر جماعت احمدیہ لاہور۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خاکسار کا تعلق پیدائش سے آج تک جماعت قادیان کے ساتھ تھا اس کے نظام کے مظالم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے خلاف عمل کو دیکھ کر میں اس سے بیزاری اور جناب میاں صاحب کی بیعت سے علیحدگی کا اعلان کرتے ہوئے جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہوتا ہوں اور حضور کو اپنا امیر تسلیم کرتا ہوں۔ جناب قبلہ والد صاحب بزرگوار پہلے حضور کی بیعت فرما چکے ہوئے ہیں۔

خاکسار کا یہ عریضہ اخبار میں شائع فرمادیں اور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صراط مستقیم پر قائم رکھے۔ والسلام ۱۵/۹/۴۵

خاکسار

نذیر احمد احمدی سامانہ

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیر محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

ایک مبلغِ دین جماعت کی خصوصیت

{از محترم جناب ڈاکٹر الٰہ بخش صاحب}

حال ہی میں میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی کا ایک مضمون بعنوان "ایک مبلغ کی سات ضروری ..." صاحب کا خطاب صرف ان اصحاب سے مختص نہیں سمجھنا چاہیئے جو جماعت کی طرف سے باقاعدہ کارکن کی حیثیت سے کام کرتے ہیں بلکہ یہ خطاب جماعت کے ہر فرد سے ہے۔ فاروقی صاحب کے مضامین کو اگر خلاصتہً بیان کرنا ہو تو اس کا لب لباب یہ ہے کہ اکثر لوگ تبلیغ دین کے کام کی اصل نوعیت سے واقف نہیں ہوتے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اصول حقہ کو دوسروں سے تسلیم کرانے کے لئے محض دلائل و براہین اور علم و منطق ہی کافی ہیں اور اگر علمی بحث و مباحثہ اور دلائل کی چھان بین کے بعد بھی کوئی مخالف صداقت کو قبول نہ کرے تو یہ سراسر اس کا اپنا قصور ہے۔ ایک مبلغ دین کا فرض ادا ہو گیا۔ مگر یہ نظریہ صحیح نہیں۔ اصل بنیاد مبلغ کا کیریکٹر و نمونہ ہے، اس کی زندگی کی افتاد، اس کی گفتار و رفتار اور اس کی جملہ حرکات و سکنات، اس کا دوسروں سے سلوک و برتاؤ اور نیات و خطرات قلب ہیں جو دلوں کو اپنی طرف کھینچتی ہیں جن اصول حقہ کو کوئی انسان دوسرے سے منوانا چاہتا ہے جب تک اس کی اپنی زندگی میں وہ اصول کارفرما ہوتے ہوئے دکھلائی نہ دیں یا کم از کم ان صداقتوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اس کی صادق جدوجہد نظر نہ آئے تب تک محض دلائل و منطق چھانٹ کر لوگوں کو صداقت کا قائل نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ ہمیں تو واقعات کے رنگ میں یہ بھی نظر آتا ہے کہ وہ لوگ جو اخلاق حسنہ کا نمونہ اپنی زندگیوں میں پیش کرتے ہیں جب دوسروں کے ساتھ اخلاص و وفا اور بے نفسی و بے خودی کا برتاؤ کرتے ہیں تو اکثر اوقات وہ غلط معتقدات کو پھیلانے اور انہیں منوانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ عیسائیت کی تبلیغی جدوجہد اس امر پر کافی شاہد ہے کہ کس طرح غیر اقوام و غیر ممالک میں عیسائی مبلغوں کی بے نفسی اور خدمت خلق لوگوں کو سراسر غلط و باطل معتقدات کے تسلیم کرانے میں کامیاب ہوئی۔ اس کے برعکس جیسے کہ فاروقی صاحب نے خود اپنے مضمون میں اس کی وضاحت کی ہے اصولِ حقہ لوگوں کے دلوں میں گھر کرنے سے رہ گئے صرف اس لئے کہ ان کے مبلغ و حامی اصل سیرت و کردار سے عاری تھے۔ فاروقی صاحب نے فرمایا ہے کہ شیطان بہت باریک مخفی راہوں سے حملے کرتا ہے چنانچہ اس کی [illegible] مخالف لوگ ہی بدبخت ہیں جو قبول نہیں کرتے۔ اسے یہ خیال بھی نہیں آتا جیسے کہ سب سے مقدم طور پر اسے یہ امر ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ کہیں اس کی اپنی سیرت و سلوک کی کمزوری اور تبلیغی جدوجہد کا غلط طریق کار تو اس کا باعث نہیں۔ دراصل اعلائے کلمۃ الحق جس عجز و انکساری، جس انتہاء درجہ کی بے نفسی و بے لوثی، جس خدمت و وسیع القلبی کا متقاضی ہے اس بلند مقام خُلق کا حاصل کرنا بجائے خود ایک مبلغ کی جدوجہد کو چاہتا ہے۔ مگر ایک فقیہی منطقی شخص جو باطن کی طرف سے بے خبر ہے وہ تحریر و تقریر اور علمی بحث و مباحثہ پر سارا انحصار رکھتا ہے اور جب صرف ان ذرائع سے قلوب متاثر نہیں ہوتے تو ایک باریک و مخفی رنگ کا کبر اس کے اندر پیدا ہو جاتا ہے اور وہ یہ کہ اگر ہمارے معتقدات صحیح اور ہماری علمی و منطقی جدوجہد کے باوجود یہ لوگ حق کو قبول نہیں کرتے تو اس کی تمامتر ذمہ داری مخالفوں کے سر پر ہے ہمارے ذمہ جو فرض تھا وہ ہم نے کما حقہ ادا کر دیا۔ یہ شیطان کا آخری اور زبردست حملہ ہوتا ہے جو ایک عالم دین کو باطن کی اصلاحی جدوجہد سے غافل کر دیتا ہے جیسے حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح کا وہ کشف اسے ظاہر کرتا ہے جس میں پہلی مرتبہ شیطان نے یہ حملہ کیا کہ آپ کو آواز دے کر یہ یقین دلانے کی کوشش کی کہ اب آپ شریعت کے احکامات کی تعمیل سے آزاد ہیں مگر جب حضرت جیلانی رحمۃ اللہ نے یہ کہکر اسے دھتکارا کہ اے شیطان دور ہو جا یہ الٰہی ندا نہیں ہو سکتی تو پھر شیطان نے آخری وسوسہ اندازی یہ کی کہ اے عبدالقادر تیرے علم نے تجھے بچا لیا مگر اس مرتبہ بھی آپ نے اس کا اثر قبول نہ کیا اور کہا کہ میرا علم کیا شئے ہے جس سے نجات حاصل ہو اگر نجات ملے گی تو فضل ربی اس کا باعث بنے گا نہ کہ میرا علم۔

اصلاحِ باطن اور عملی نمونہ سے تبلیغ

یہ کھلی ہوئی صداقت ہے کہ اس زمانہ میں جماعتِ احمدیہ کو جو کچھ کامیابی نصیب ہوئی ہے اس کا مقدم طور پر باعث اعلیٰ درجہ کا علم کلام اور بحث و مباحثہ میں بڑھ چڑھ کر دلائل و براہین کا دینا نہیں ہوتے بلکہ اس کا اصل باعث جماعت کی اصلاحی جدوجہد اور پاکبازی و نیک کرداری ہوئی ہے۔ ایک دنیا اس کی شاہد ہے کہ یہ کہ وہ اعلیٰ نمونے جو اخلاص و ایثار بے ریائی و بے لوثی، انصاف و استقلال اور خشیۃ اللہ کے مجاہدِ عظیم تھے وہی افراد گو وہ تحریر و تقریر کی قابلیت نہ رکھتے تھے اور گو وہ بہت بڑے علم و منطق کے مالک نہ تھے اس جماعت کی تقویت و توسیع کے بنیادی پتھر ثابت ہوئے ہیں۔ مناظرہ و مباحثہ میں فتح اور مدِمقابل کو نیچا دکھانے سے وہ اثر پیدا ہوا جو ہزار دلائل اور سینکڑوں مناظروں سے نہ ہو سکا؟ خود ملک ہند میں جو دین اسلام کا یہ چرچا نظر آتا ہے تو کیا یہ کارنامہ کسی علمی جدوجہد اور مناظرانہ قابلیت کا مرہونِ منت ہے یا صوفیائے کرام کی اندرونی جدوجہد نفس کا نتیجہ ہے جو اگرچہ منہ سے بات تک نہ کر سکتے تھے مگر ان کی نظر میں انقلاب پنہاں ہوتا تھا اور ان کے پاس بیٹھ جانے سے ہستی تبدیل ہو جایا کرتی تھی؟ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مثال لیجئے گو یہ صحیح ہے کہ غیر ادیان پر اتمامِ حجت آپ کے علم کلام کے باعث ہوا لیکن وہ اصل وجہ جو لوگوں کو دور دور سے آپ کے پاس کھینچ کر کشاں کشاں لے آتی تھی وہ تو آپ کی باطنی توجہ اور روحانی قوتِ تسخیر تھی کسقدر مثالیں ایسی دی جا سکتی ہیں کہ آپ نے اپنے پاس بیٹھنے والوں کی کمزوریوں کو کبھی محض اپنی جاذب توجہ سے اور کبھی محض ایک جملہ سے نہ کہ لمبے چوڑے دلائل و وعظ سے یک لخت دور کر دیا؟ اسلام کے پہلے دور میں بھی فتح و غلبہ کی اصل کنجی جماعت اسلامیہ کی سیرت و کردار تھی نہ کہ ظاہری قوت و طاقت اور تلوار کی قابلیت جو کہ محض تائید ثانی کے طور پر تھے نہ کہ بنیادی شئے مگر بعد میں آنے والی نسلوں نے عموماً اور علماء اسلام نے خصوصاً اسلام کی فاتحانہ سپرٹ کو اس کی قوتِ شمشیر سے تعبیر کر لیا تب سے بجائے عروج کے زوال شروع ہو گیا۔ اس میں جماعت احمدیہ کے لئے ایک بہت بڑا سبق موجود ہے کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں نے تو اس زمانہ میں غلبہ و فتح کو اعلیٰ درجہ کے نمونہ اور پاک سیرت میں مضمر سمجھا اور تائید علمی کو محض زائد حربہ کے طور پر استعمال کیا مگر ایسا نہ ہو کہ اب ہم آئندہ آنے والے لوگ اور احمدی علماء یہ سمجھنے لگ پڑیں کہ ہمارا اصل کام دلائل و براہین کا پیش کرنا ہی ہے نہ کہ اپنی باطنی و اندرونی اصلاح نفس، خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

ملتا ہے وہ اسی کو جو ہو خاک میں ملا
ظاہر کی قیل و قال بھلا کس حساب میں

غیر از جماعت اصحاب کے دو بڑے وسوسے

اس میں کوئی شک نہیں کہ جس طرح پہلے دور میں جہادِ باطنی کے بعد سیف کا جہاد ضروریات زمانہ کے باعث تائیدی رنگ میں ضروری ہو گیا تھا اسی طرح اس زمانہ کی ضروریات مختلفہ کے باعث قلم کا جہاد بھی ایک مرتبہ رکھتا ہے اور اشاعت دین بھی ان ذرائع میں سے ایک زبردست ذریعہ ہے جس سے آج تقویت دین وابستہ ہے لیکن یہ غیر از جماعت اصحاب کا پھیلایا ہوا وسوسہ ہے کہ تائید دین کے لئے یہ چیزیں بطور بنیاد کے ہیں اور جبکہ اشاعت و تبلیغ کے لئے صرف مالی تقویت کی حاجت ہے تو جماعت احمدیہ تنازع و تفرقہ سے مرتبت ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دوسرا بڑا وسوسہ یہ ہے کہ ایک اصلاحی جماعت میں شمولیت کی کیا حاجت ہے جبکہ اصل فتح اشاعتِ علم کلام اور تبلیغ عقاید سے وابستہ ہے۔ اگر یہ اصحاب غور کرتے تو ان اعتراضوں اور وساوس کا جواب بہت ہی سہل تھا جس طرح انفرادی رنگ میں یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ کسی شخص کا کیریکٹر و نمونہ اور عمل اس کے عقاید و اصول حقہ کی تائید کے لئے بہ نسبت اس کے دلائل و علم کلام کے بہت بڑھ چڑھ کر کام دیتا ہے اور اگر باطنی اصلاح سے قطع نظر کر کے محض دلائل و علم کلام پر وہ شخص بھروسہ رکھے تو اسے کبھی کامیابی کا منہ دیکھنا نصیب نہ ہو گا بعینہٖ یہی حالت جماعتی رنگ میں بطریق اولیٰ صادق آتی ہے۔ وہ جماعت جو اپنی قوم کی باطنی اصلاح سے غافل ہو کر اپنے دین و مذہب کی فتح کو صرف غیر اقوام میں اشاعت علم کلام سے وابستہ سمجھ لیتی ہے وہ ایک بڑی خطرناک بنیادی غلطی کا ارتکاب کرتی ہے۔ جس طرح انفرادی رنگ میں باطنی اصلاح نفس کا مرتبہ مقدم ہے اور دلائل و وعظ کا درجہ ثانوی ہے جس سے دوسروں پر اثر پیدا ہوتا ہے اسی طرح جو جماعت غیر اقوام کو حلقہ بگوش اسلام ہوتا دیکھنا چاہتی ہے اس کے لئے مقدم طور پر اپنی قوم کی اندرونی اصلاح کا بلند مقصد ہونا چاہیئے، اور غیر اقوام میں دلائل و براہین کی نشر و اشاعت ثانوی درجہ رکھتے ہیں ایک مسلمان اپنے اعلیٰ درجہ کے دلائل کے باعث ایک غیر مسلم پر اتمامِ حجت تو بے شک کر سکتا ہے مگر مؤخر الذکر کو وہ صداقت اسلام کا گھائل تب ہی کرنے کے قابل ہو گا جب اس کی عملی زندگی ان اصولوں کی آئینہ دار ہو جنہیں وہ منوانا چاہتا ہے۔ اسی طرح ہر ایک جماعت کے لئے جو غیر اقوام کو اپنے معتقدات کا صرف قائل ہی نہیں بلکہ انہیں اپنے اندر جذب کرنا چاہتی ہے اس دینی نظام کا نمونہ اپنی اجتماعی زندگی میں دکھلانا ضروری ہے جس اجتماعی نظام کی طرف وہ بلاتی ہے۔ واقعات کے رنگ میں اسکو دیکھو کہ آج کس قدر غیر مسلم ہیں جو عقاید و مسلمات اسلام کے قائل و مقر ہو چکے ہیں لیکن انہیں سب سے بڑا اعتراض یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ اسلامک سوسائٹی کہاں ہے وہ اجتماعی اسلامی زندگی کا نمونہ کس جگہ دیکھ سکتے ہیں جس میں شمولیت کی انہیں دعوت دی جاتی ہے؟ کیا یہ صحیح نہیں کہ

پیغام صلح

جلد ۳۳ | یوم چہارشنبہ ۲۴ شوال ۱۳۶۴ھ | نمبر ۴۰

رسالہ البیان امرتسر کا ایک دل آزار مضمون

تحریف اور غلط بیانیاں کرنیکی افسوسناک کوشش

کچھ عرصہ ہوا بعض اختلافی مسائل پر مکرم عرشی صاحب ایڈیٹر رسالہ البیان امرتسر اور محترم مولانا مرتضےٰ خان صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے درمیان ایک تحریری بحث ہوئی تھی۔ اس بحث کی تفصیل پیغام صلح کی بعض گذشتہ اشاعتوں میں شائع ہو چکی ہے۔ عرشی صاحب کے مضمون میں ایک فقرہ تھا کہ "حضرت مرزا صاحب کو میں نے کبھی جھوٹا نہیں سمجھا" اس فقرے سے ڈاکٹر غلام جیلانی برق ایم۔اے پی۔ایچ ڈی کو بہت حیرت ہوئی اور ان کی یہ حیرت بجائے تحقیقی تنقید کے انتہا درجہ کی سوقیانہ تنقید کی محرک ہوئی ہے اور اس فقرہ کے عنوان سے انھوں نے البیان ستمبر ۱۹۴۵ء میں ایک طویل مضمون لکھا ہے جس میں انتہائی سنگدلی کا مظاہرہ کیا گیا ہے! . . . الیاس برنی کی بیہودہ اور فرسودہ ٹیکنیک پر حضرت امام عصر حاضر کی کتب سے بعض غیر مکمل فقرے نقل کرکے اور ان کے سیاق و سباق کو حذف کرکے انھوں نے بانی سلسلہ احمدیہ کو نعوذ باللہ جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور بعض جگہوں پر دانستہ غلط بیانیوں سے کام لیا ہے اس عامیانہ پن سے انھوں نے معاندین سلسلہ احمدیہ کی تحسین آفرین کے کافی "پھول" سمیٹ لئے ہوں گے لیکن انھوں نے عدل اور انصاف کا خون کیا ہے اور قرآن مجید کے اس صریح ارشاد لایجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا اعدلوا کی روز روشن میں خلاف ورزی کی ہے اور انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ اس خلاف ورزی پر انہیں فخر ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے متعلق پبلک میں بہت سی غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں اور ایک ایسی فضا پیدا ہو چکی ہے جس میں احمدیت کے متعلق ادنیٰ صحافت اور سفلہ پن کی قدر کی جاتی ہے کونسا تیر مار لیا ڈاکٹر برق نے جو اس فساد کے چھتے میں ایک بھڑ کا اور اضافہ کر دیا۔ برق صاحب تعلیم یافتہ ہیں ان سے صحیح طور پر توقع کی جا سکتی تھی کہ وہ اس عامیانہ ڈگر سے ہٹ کر کچھ لکھیں گے ہمیں بھی حیرت ہے کہ "دو قرآن" کا مصنف ایسی پست صحافت کا شکار کیسے ہو گیا اور اس نے اخلاق جیسی جنس گراں مایہ کو جھوٹی شہرت کے سستے داموں فروخت کیوں کر دیا؟ وہ علم جو انسان کو انصاف سے تحقیق کرنا نہیں سکھاتا اور اسلوب کو عامیانہ مذاق سے بلند نہیں کرتا وہ عین جہالت ہے آخر وہ علم جو کردار کی تعمیر نہیں کرتا اس میں

اور عام ملاں میں فرق کیا ہے؟ ملا بننا آسان ہے آدمی بننا مشکل ہے ؎

ملا شدن چہ آسان آدم شدن چہ مشکل

مکرمی عرشی صاحب نے مولانا مرتضےٰ خاں صاحب سے جو تحریری بحث کی ہے اس میں ایک سنجیدگی اور خلوص ہے اور ان کے اسلوب میں ایک تہذیب اور شائستگی ہے ورنہ ان کے استدلال میں کوئی نرمی نہیں اس کے بالکل برعکس برق صاحب کا مضمون ژولیدہ اور غلط بیانیوں سے پُر ہے ان کی طرز میں دشنام طرازی ہے اور استدلال انتہا درجہ کا بھدا اور پوچ ہے۔ اگر ان کے پاس قوی دلائل موجود تھے تو انہیں یہ سوقیانہ طرز اختیار کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ انہوں نے اپنے مضمون کی تمہید صحافتی خیانت سے اٹھائی ہے مثلاً انہوں نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۵ کا حوالہ دیتے ہوئے یہ فقرہ حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کیا ہے :-

"عہد انگریز اور عہد نوح علیہ السلام برابر ہیں انگریز نوح علیہ السلام کے مثیل ہیں" حالانکہ اصل عبارت یوں ہے :-

"نوح کے زمانہ کی طرح ایک امن بخش گورنمنٹ کے تحت میں وہ لوگ زندگی بسر کرتے ہوں گے جن میں مسیح موعود نازل ہو گا۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت نوح کا زمانہ باعتبار اپنی معاشرت کے اصولوں کے نہایت امن کا زمانہ تھا لوگ اپنی لمبی لمبی عمروں کو نہایت آسائش اور امن اور عافیت سے بسر کر رہے تھے اسی وجہ سے لوگ سخت درجہ کے غافل ہو گئے تھے معلوم نہیں کہ اس وقت کوئی شخصی سلطنت تھی یا جمہوری اتفاق سے اس درجہ پر عامہ خلائق کے لئے ہر طرح سے آسودگی پیدا ہو گئی تھی بہرحال اس زمانہ کے لوگ آرام پانے میں اور امن اور عافیت سے زندگی بسر کرنے میں اس زمانہ کے ان لوگوں سے بہت مشابہ ہیں جو گورنمنٹ برطانیہ کے سایۂ عاطفت کے نیچے زندگی بسر کرتے ہیں . . . .

. . . . اور نہ صرف یہی آرام کی صورتیں ہیں بلکہ نظر اٹھا کر دیکھو تو تمام اسباب معاشرت و حاجات سفر و حضر کے متعلق وہ آرام پائیں

نکل آئی ہیں جو اس سے پہلے وقتوں میں شاید کسی نے خواب میں بھی نہ دیکھی ہوں گی پس اس مبارک گورنمنٹ کے زمانہ کو اگر اس زمانہ سے مشابہت دیں جو حضرت نوح کے وقت میں تھا تو یہ زمانہ بلا وجہ اس کا مثیل غالب ہو گا"

اس مذکورہ فقرہ کا اس اقتباس سے موازنہ کیجئے کیا اس عبارت میں ایک فقرہ بھی ایسا پایا جاتا ہے جو یہ ظاہر کرتا ہو کہ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ انگریز نوح علیہ السلام کے مثیل ہیں یہ صریح بددیانتی اور غلط بیانی نہیں تو اور کیا ہے جس مضمون کی ابتدا ایسے جھوٹ پر ہے اس کی انتہا معلوم! اخلاقی لحاظ سے ایسے فرومایہ لوگ حضرت امام عصر حاضر کی کتب کا محاسبہ کرتے ہیں اور انہیں محاسبہ کرتے ہوئے شرم نہیں آتی دوسرے کی آنکھ کا تنکا دیکھنے سے پیشتر اپنی آنکھ کے شہتیر سے ان کی آنکھ نہیں پھوٹتی!

اس دریدہ دہن شخص نے جگہ جگہ اپنے مضمون میں ایسے فقرات لکھے ہیں :-

"مرزا صاحب ایک مداری کی طرح تمام دن شعبدے دکھلاتے رہتے تھے۔ مرزا صاحب نشانات دکھلانے کی مشین تھے۔ مرزا صاحب کے دماغ کا ماتم کریں یا ان کی عقل کا۔ مرزا صاحب مخبوط الحواس انسان تھے۔

یہ لیجئے مفتری مل گیا (یعنی حضرت مرزا صاحب) افسوس کہ مر چکا ورنہ قادیانی اس کی تکا بوٹی کر ڈالتے۔

امت کے لئے باعث ذلت و رسوائی نبی مقبول کے لئے باعث ہتک و کسر شان اور اسلام کا تختہ الٹ دینے والا۔ مرزا صاحب کی کتب رطب و یابس سے لبریز ہیں۔

غزل خواں، عنبر خود اور مادر اللہم نوش نبی کو ہم کہاں استعمال کریں۔ وغیرہ وغیرہ"

ان فقرات کے علاوہ سارے مضمون کا لہجہ نہایت دل آزار ہے اور سارے مضمون میں انتہا درجہ کی تحریف اور بددیانتی سے کام لیا گیا ہے مضمون کے ایک حصہ میں حضرت مرزا صاحب کے بعض نامکمل فقرات پر گند اچھالا گیا ہے اور دوسرے حصہ میں بعض دوسرے پہلوؤں پر نہایت ناقص اور ادنیٰ تنقید کی گئی ہے معلوم دیتا ہے کہ یہ شخص اسلام کی حقیقی روح سے واقف ہی نہیں بلکہ یورپ کے ملحد فلسفیوں سے متاثر ہو کر ان کے فلسفہ کی عینک سے اسلام کو دیکھتا ہے اور حقیقت میں اسلام کا نہیں بلکہ نطشے کے عزم للقوۃ اور کارل مارکس کی جدلیاتی مادیت کا قائل ہے اور اپنے ان معتقدات کی وجہ سے اسلام کے لئے باعث ننگ ہے مضمون کے دونوں حصص کا انشاء اللہ پیغام صلح میں مفصل جواب دیا جائے گا۔

پنجاب یونیورسٹی میں ہندوگردی

پنجاب یونیورسٹی میں ہندوگردی کے متعلق جو اعداد و شمار اخبارات میں شائع ہوئے ہیں ان کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ اس یونیورسٹی میں مسلمانوں کے حقوق کو نہایت بری طرح سے پامال کیا جا رہا ہے اور پنجاب یونیورسٹی عملاً ہندو یونیورسٹی بن چکی ہے اور اس میں اور بنارس یونیورسٹی میں صرف نام کا فرق ہے ورنہ پالیسی اور نصب العین میں کوئی فرق نہیں۔

"پنجاب یونیورسٹی میں ہندوگردی کا یہ عالم ہے کہ بورڈ آف فنانس میں جو دراصل یونیورسٹی کا سب سے اہم بورڈ ہے آٹھ ارکان میں سے چھ غیر مسلم اور دو مسلمان ہیں اور ایک مسلمان خود سر عبدالرحمٰن وائس چانسلر ہیں! آنرز سکول اور ایم اے کے بورڈ آف کنٹرول میں مسلمانوں کا تناسب یہ ہے :-

شعبہ	مسلم	غیر مسلم
باٹنی	-	۲
زوآلوجی	-	۳
کیمسٹری	۳	۷
تاریخ	۱	۴
فزکس	۱	۷
ٹکنالوجی	۱	۴
اقتصادیات	۱	۷
پولیٹیکل سائنس	۱	۷
	۸	۴۵

یونیورسٹی کے ماتحت پروفیسروں۔ ریڈروں لیکچراروں اور ڈیمانسٹریٹروں میں مسلمانوں کا تناسب حسب ذیل ہے :-

شعبہ	مسلم	غیر مسلم
باٹنی	۱	۱۰
زوآلوجی	۳	۴
کیمسٹری	۲	۱۲
ٹکنیکل کیمسٹری	۱	۳
میتھمیٹکس	۱	۱۴
ہسٹری	۲	۱۳
پولیٹیکل سائنس	۱	۸
فزکس	۲	۸
	۱۶	۸۲

سنڈیکیٹ کے ۱۷ ممبروں میں صرف چھ مسلمان ہیں سینیٹ کے کل ممبر ۷۳ ہیں۔ ان میں صرف ۲۶ مسلمان ہیں۔ یونیورسٹی کے صدر دفتر میں ۲۹ ذمہ دار افسر ہیں ان میں سے صرف چھ مسلمان ہیں۔" (نوائے وقت)

مذکورہ بالا اعداد و شمار سے مسلمانوں کے حقوق کی تلفی بالکل عیاں ہے اور افسوس کا مقام ہے کہ یہ اندھیر گردی ایک مسلمان وائس چانسلر کے عہد میں ہو رہی ہے جو اپنی ہندو نوازی کو نیشنلزم کے پردے میں چھپا رہے ہیں اور معلوم نہیں کن مصالح کی بنا پر مسلمانوں کے صحیح اور جائز مطالبات کو پورا کرنے سے قاصر ہیں ان حقائق کے پیش نظر حکومت کو چاہیئے کہ اسلامی پریس کے معقول احتجاج پر اس ہندوگردی کی اصلاح کے لئے کوئی عملی قدم

کسولی میں ایک بابرکت اجتماع

جلسہ - ملاقاتیں - دعوتِ چائے

گذشتہ سال جب میں کسولی آیا۔ تو اس وقت یہ کوشش کی گئی۔ کہ اپنی جماعت کے مبلغین کو بلا کر چند تقاریر کرائی جائیں۔ مگر بعض موانع کے پیش آنے کی وجہ سے یہ تجویز کامیاب نہ ہو سکی۔ امسال اللہ تعالیٰ نے اس ارادہ کو پورا کیا۔ ۲۲ اور ۲۳ ستمبر کو میری کوٹھی واقعہ مالو کسولی کے صحن میں جلسہ کا انتظام کیا گیا۔ جس کا اعلان بذریعہ اشتہارات اور دعوتی رقعہ جات کے کر دیا گیا تھا۔ اس جلسہ میں حصہ لینے کے لئے مرکز کی طرف سے محترم جناب اختر حسین شاہ صاحب گیلانی۔ بی اے مولوی فاضل و جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرمتھی۔ مکرم جناب چودھری فضل الرحمٰن صاحب قمر سابق آنریری مبلغ تشریف لائے۔

جلسہ کی کارروائی ۳ بجے شام زیرِ صدارت جناب چودھری امیر احمد صاحب دہلوی رئیس اعظم پریذیڈنٹ انجمن اسلامیہ کسولی شروع ہوئی۔ جناب مولوی محمد حسین صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی ان کے بعد مکرمی جناب منشی خلیل الرحمٰن صاحب سامانوی نے قرآن کریم کی مدح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاک کلام نہایت خوش الحانی سے پڑھا۔ ان کے بعد جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرمتھی نے "اسلام امن اور تہذیب کا مذہب" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے نہایت خوبصورتی سے بتایا کہ امن عالم کی بنیادیں صرف اسلامی اصول پر ہی رکھی جا سکتی ہیں۔ یہ اسلام ہی ہے جو تمام مذاہب کے ہادیوں کی عزت و عظمت کا اعتراف کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ اسلام خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری اور دنیا کو امن اور آشتی دینے والے مذہب کا نام ہے جیسا کہ لفظ اسلام اس پر شاہد ہے آپ نے متعدد عقلی و نقلی دلائل سے اپنے مضمون کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ دیگر مذاہب کے ساتھ مقابلہ کر کے اسلام کی صداقت بیان فرمائی۔

جناب چودھری فضل الرحمٰن صاحب قمر کی تقریر

چودھری صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر بیان کرتے ہوئے حضور صلعم کے ہمعصر دوست و دشمنوں کی شہادات حضور کی دیانت اور امانت کے متعلق پیش کیں نیز بتایا کہ پیدائش سے لیکر وفات تک حالات کس طرح محفوظ رکھے گئے۔ یہ بھی بیان کیا کہ زندگی کے ہر شعبہ کے اندر بنی نوع انسان کے لئے سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی مذہبی پیشوا کامل نمونہ اپنی ذات کے اندر نہیں رکھتا نہ کسی اور پیشوا کے تمام حالات محفوظ

ہیں۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک کا تذکرہ کرتے ہوئے چند واقعات بیان کئے اور آخر میں بتایا کہ حضرت صلعم نے دیگر بانیان مذاہب کے متعلق کیسی پُرامن تعلیم دی ہے۔ جس پر عمل کرنے کے بعد کوئی فتنہ و فساد نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بھی بیان کہ اس تعلیم کو اکناف عالم میں پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس آخری زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جماعت احمدیہ کو کھڑا کیا ہے۔ ایک احمدی جس طرح اپنے مقدس بزرگوں کی عزت کرتا ہے تو اسی طرح دوسرے مذاہب کے پیشواؤں کی عزت کرنے پر مجبور ہے۔ کیونکہ اس کو یہی تعلیم دی گئی ہے۔ اور اس تعلیم پر عمل کئے بغیر دنیا میں امن قائم ہونا مشکل ہے۔

جناب سید اختر حسین شاہ صاحب کی تقریر

جناب شاہ صاحب نے "اسلام اور دورِ جدید" کے موضوع پر تقریر فرماتے ہوئے ان لوگوں کے خیالات کی تردید کی جو یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا اپنے عروج اور ترقی کے ساتھ مذہب کی ضرورت سے آزاد ہو جائیگی آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پیشگوئیوں کا ذکر کیا جن میں اسلام کے گذشتہ دور کی کامیابیوں کے دوش بدوش اور جدید کی کامیابیوں کی بشارت دی گئی ہے۔ آپ نے بتایا۔ کہ جس قدر انقلابات [illegible] اور تباہیاں دنیا میں ہو رہی ہیں۔ وہ سب انسانوں سے بعض اسلامی صداقتوں کا اعتراف کرا رہی ہیں۔ ایک وقت تک ملوکیت کو ہی دنیا کا بہترین نظام سمجھا جاتا تھا۔ مگر اب یہ متواتر انقلابات ملوکیت کو فنا کرتے چلے جاتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ بشارت پوری ہو رہی ہے۔ کہ قیصریت و کسرائیت کا ضرور خاتمہ ہوگا۔ اسی طرح سود کے متعلق اسلامی تعلیم کو بیان کرتے ہوئے آپ نے بتایا۔ کہ حرمت سود پر اعتراض کرنے والے ماہران اقتصادیات آج کس طرح اس اسلامی صداقت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ آپ نے بتایا کہ اسلام ہی تھا جس نے سب سے پہلے یہ اعلان کیا کہ حکومت کے تمام مناصب ایک پبلک امانت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ بھی وضاحت سے بیان کیا کہ قومی تعصب اور ملکی عداوتیں صرف اسلام قبول کرنے سے ہی دور ہو سکتی ہیں دنیا کا اتحاد و یکجہتی اللہ کے جھنڈے

مرکز کے گرد جمع ہونے سے ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اتحادِ اقوام کا جو معجزہ دکھلایا۔ وہ اب بھی ہر سال حج کے موقعہ پر دکھائی دیتا ہے۔

یاجوج ماجوج کی پیشگوئیوں کے ضمن میں بتایا۔ کہ جماعت احمدیہ ان مغربی اقوام کو کس طرح پیغام حق پہنچا رہی ہے۔ اس جماعت کی خدمات کے باعث اسلام کے متعلق یورپ کی ذہنیت بدل چکی ہے۔ اور اس کے مفکرین یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ موجودہ مشکلات کا حل اسلام ہی کر سکتا ہے۔

صاحب صدر کی اختتامی تقریر

محترم جناب صاحب صدر نے نہایت خوبصورت طریقہ پر جماعت احمدیہ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا کہ وقت آگیا ہے۔ کہ ہم لوگ عقاید کے اختلافات کو نظر انداز کر کے امن کو زیادہ ترجیح دیں تمام مسلمانوں کو اگر بعض امور میں جماعت احمدیہ سے اختلاف عقاید بھی ہو۔ تاہم جہاں تک جماعت احمدیہ کے امن کا سوال ہے کوئی بھی مسلمان امن کے بارے میں اتفاق اور تعاون سے انکار نہیں کر سکتا۔

دعوتِ چائے

اختتام جلسہ پر قریباً [illegible] جماعت کی تواضع چائے اور مختلف [illegible] سے کی گئی جس میں کافی تعداد میں غیر مسلم اصحاب بھی شریک ہوئے جن میں جناب [illegible] صاحب اور ان کے عزیز و اقارب خاص طور پر قابل ذکر ہیں اس مجلس میں نہایت پُرلطف گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ جو اصحاب

اس مبارک اجتماع میں شریک ہوئے۔ وہ اسلام پر ایک تازہ ایمان حاصل کر کے واپس ہوئے۔ اور سلسلہ احمدیہ کی عظمت کے متعلق گہرا اثر دلوں میں لیکر گئے۔ یقین کامل ہے کہ یہ اجتماع آئندہ کے لئے حق و صداقت کی اشاعت کا ذریعہ بنے گا۔ اور اسلام و سلسلہ عالیہ کے لئے بہت ہی برکات پیدا کرنے کا باعث ہوگا۔

شکریہ احباب

حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کرنے کے بعد میں ان احباب کا ذکر خیر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو اس موقعہ پر دور دراز کے سفر کی تکالیف برداشت کر کے شامل جلسہ ہوئے۔ جن میں جماعت سامانہ کے احباب محترم جناب شیخ محمد شفیع صاحب علوی اور مکرم جناب منشی خلیل الرحمٰن صاحب [illegible] ماسٹر عبدالمجید صاحب نیز راجپورہ سے جناب منشی غلام حسین صاحب اور پٹیالہ سے ماسٹر رحمت اللہ صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں [illegible] احباب میں سے مکرم جناب [illegible] محمد صادق صاحب سینئر کلرک ایم۔ آئی۔ ایس اور ان کے نور نظر عزیزم محمد صادق صاحب [illegible] محمد حسین صاحب مبلغ برخوردار [illegible] صاحب [illegible] [illegible] [illegible] صاحب مرحوم [illegible] سے دن رات ایک کر کے [illegible] کی خدمت کی جزاء [illegible] سکے اور احباب سے درخواست

کسولی میں ملک خدا بخش صاحب کی مساعی جمیلہ

(از جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی بی اے مولوی فاضل)

جناب ملک خدا بخش صاحب لدھیانوی ان نادر الوجود پیران جوان ہمت میں سے ہیں، جن کے اوقات احمدی پروگرام کے مطابق خدمت دین کے لئے وقف ہو چکے ہیں، گذشتہ سال ان کا ارادہ تھا کہ کسولی میں تقاریر کرائیں مگر بعض مقامی حالات نے اسکی اجازت نہ دی اور اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہوا کہ سب سے پہلے اس مقام کو مخدومنا حضرت سید اسد اللہ شاہ صاحب، ملک خدا بخش اور دیگر احباب جماعت کی دعاؤں سے مشرف کیا جائے، جو ملک صاحب کے ہمراہ کسولی میں موجود تھے، اس سال اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و احسان سے انہیں ایک جلسہ منعقد کرنے کی توفیق دی اور باوجود ناسازگار موسمی حالات اور بعض لوگوں کے مخالفانہ رویہ کے تمام مشکلات دور ہو گئیں، اس جلسہ کا اثر اہل کسولی پر بہت ہی گہرا ہوا ہے۔ اور امید ہے کہ یہ جلسہ ہماری آئندہ عمارت کے لئے بنیادی پتھر ثابت ہوگا اس کے دلچسپ کوائف خود ملک صاحب تحریر فرمانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ مگر میں اس موقعہ پر اس امر کے اظہار سے نہیں رہ سکتا کہ ملک

صاحب کے حسن اخلاق کے باعث کسولی کی پبلک پر بہت اثر ہے، جو شخص بھی ان سے ایک مرتبہ ملتا ہے۔ ان کا گرویدہ ہو جاتا ہے اس جلسہ کے موقعہ پر جب کہ باہر سے چھ سات اصحاب محض شمولیت جلسہ کی خاطر انہوں نے مدعو کئے تھے اور مقامی طور پر قریباً ساٹھ افراد کو چائے کی دعوت دی تھی انہوں نے جس حسن انتظام کا نمونہ دکھایا اور جس طرح وہ خود اور ان کے اہل و عیال اور ان کے رفیق خاص مولوی محمد حسین صاحب شب و روز انتہائی اخلاص کے ساتھ مہمانوں کی تواضع میں مصروف رہے اس کا نظارہ بہت ہی ایمان افروز تھا۔ اس اخلاق اور محبت کے لئے ان کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور ان کی بیگم صاحبہ اور ان کے صاحبزادے ملک عزیز احمد صاحب اور ان کی بچیوں کو اپنے فضل و کرم سے بے حساب حصہ عنایت فرمائے اور انہیں دینی اور اخروی نعماء سے متمتع کرے اور انہیں خدمت دین کے لئے بہتر سے بہتر مواقع عنایت فرمائے۔

ملا اسی صفحہ پر درج ہیں۔

حضرت مولوی محمد علی صاحب کا مقام

احادیث نبویہ و امام عصر حاضر کے الہامات و ارشادات کی روشنی میں

(از محترم جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری)

قسط نمبر ۳

طاعونی موت سے حفاظت والے وعدۂ الٰہی سے کونسا احمدی فائدہ اُٹھا سکتا ہے

جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء کا ۳۱ سال سے متواتر یہ پروپیگنڈا جاری ہے کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب کا ایمان خالص ایمان نہ تھا بلکہ اپنے اندر نقص رکھتا تھا جس کی وجہ سے انہیں ٹھوکر لگی اور جناب میاں صاحب کی بیعت کی سعادت سے محروم رہے اب ہم نے دیکھنا ہے کہ کیا حضرت مسیح موعودؑ کا بھی حضرت مولوی صاحب کے ایمان کے متعلق یہی خیال تھا جس کا اظہار جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء کی طرف سے ہو رہا ہے یا اس کے برعکس حضورؑ آپ کے ایمان کو کامل اور بے لوث ایمان یقین کرتے تھے۔ پیشتر اس کے کہ میں اس بارہ میں حضورؑ کی کوئی تحریر پیش کروں ایک بات بطور تمہید کے ذہن کر دینا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ کہ حضورؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان ایام میں جبکہ طاعون پنجاب میں زوروں پر تھی بطور نشان کے یہ بشارت دی گئی تھی کہ "انی احافظك خاصة" یعنی میں تجھے خاص طور پر طاعونی موت سے محفوظ رکھوں گا، چنانچہ یہ پیشگوئی جس شان و شوکت کیساتھ پوری ہوئی اس کا شدید سے شدید دشمن بھی انکار نہیں کر سکتا، قادیان میں طاعون آئی اور بار بار آئی لیکن حضورؑ معجزانہ طور پر ہر بار اس سے محفوظ رہے اس بشارت کے ساتھ ایک دوسری بشارت بھی تھی کہ انی احافظ کل من فی الدار یعنی میں ان سب کو بھی طاعونی موت سے بچاؤں گا جو تیرے گھر میں بود و باش رکھتے ہیں مگر یہ الہام پہلے الہام کی طرح مطلق نہ تھا بلکہ اس کے ساتھ الا الذین علوا باستکبار کی قید تھی جس کے معنے یہ ہوتے کہ گھر کے اندر رہنے والوں میں سے اگر کوئی شخص ایسے علو سے کام لینے والا ہوگا جس کے اندر استکبار پایا جاتا ہو تو وہ حفاظت کے اس حتمی وعدہ سے باہر ہے اور پھر ایک اور الہام میں یہ بھی کھول کر بتا دیا گیا تھا کہ بیعت کرنے والوں میں سے طاعونی موت سے محفوظ رکھے جانے کے حتمی وعدہ سے وہی احمدی فائدہ اٹھا سکتا ہے جس کا ایمان ظلم کی ملونی سے بالکل پاک ہو چنانچہ وہ الہام یہ ہے :-

"والذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئك لھم الامن وھم مھتدون" اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم کی ملونی سے پاک رکھا ان کے لئے امن ہے اور وہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کامل ہدایت یافتہ ہیں۔

حضرت اقدس کے بعض اہم اعلانات

چنانچہ الہامات مندرجہ بالا کی بناء پر حضرت اقدسؑ نے اپنے مریدوں کے متعلق حسب ذیل اعلانات شائع فرمائے:-

" اور یاد رہے کہ میرے کسی کلام میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔ کہ ہر ایک شخص جو بیعت کرے۔ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔ بلکہ یہ ذکر ہے کہ والذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئك لھم الامن وھم مھتدون پس کامل پیروی کرنے والے اور ہر ایک ظلم سے بچنے والے جس کا علم محض خدا کو ہے۔ بچائے جائیں گے۔ اور کمزور لوگ طاعون سے شہید ہو کر شہادت کا اجر پائیں گے۔ اور طاعون ان کے لئے تمحیص اور تطہیر کا موجب ٹھیرے گی!"

تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۱۲۲

" وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جاتا ہے۔ وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے۔ اور ان آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان ہوگا تا وہ قوموں میں فرق کر کے دکھلا دے لیکن وہ جو کامل طور پر پیروی نہیں کرتا۔ وہ تجھ میں سے نہیں ہے۔ اس کے لئے مت دلگیر ہو۔"

کشتی نوح صفحہ ۲

" ایسے وقت میں کہ طاعونی موت ایک قہرِ الٰہی کا نمونہ ہو۔ اور بطور نشان کے دنیا پر آئے۔ میرا دل ہرگز اس بات کی شہادت نہیں دے سکتا۔ کہ کوئی کامل متقی اس ذلت کی موت سے مر سکتا ہے۔ میرا ایمان ہے کہ کامل متقی ضرور اس سے بچایا جائیگا"

ڈائری ۲۵/۱۱/۱۹۰۲ - بدر جلد ۱ صفحہ ۵-۶

" اور جو ہمارے مرید سچے دل سے بیعت کرنے والے اور مقاصد کو سمجھنے والے اور عمل کرنے والے ہیں۔ وہ بھی محفوظ رہیں گے۔ مگر اس بات کا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہی ہے۔ کہ ایسے لوگ کون سے ہیں"

ڈائری ۴ ستمبر ۱۹۰۲ء از نمونہ پرچہ القادیان صفحہ ۸

دو یقینی باتیں

ان اعلانات سے ظاہر ہے کہ حضرت اقدسؑ کو یہ یقین ہے کہ طاعون چونکہ حضور کی صداقت کے لئے بطور نشان کے بھیجی گئی ہے اس لئے وہ لوگ جو کامل پیروی کرنے والے اور حضورؑ میں اپنے کامل تقویٰ کے ساتھ محو ہیں اور سچے دل سے بیعت کرنے والے اور حضورؑ کے مقاصد کو سمجھنے والے اور ان کے مطابق عمل کرنے والے ہیں اور وہ جن کے ایمان کے اندر ظلم کی قطعاً کسی قسم کی ملونی نہیں وہ ضرور اس سے محفوظ رکھے جائیں گے ان کا طاعونی موت کا شکار ہونا ناممکن ہے کیونکہ ایسے کامل الایمان احمدیوں کا طاعون سے مرنا جبکہ وہ بطور نشان کے ہے یقیناً حضور کے اس عظیم الشان نشان کو مشتبہ کر دینے والا ہوتا۔

اس یقین کے اظہار کے ساتھ ہی حضورؑ اس امر کا بھی اظہار فرما رہے ہیں۔ " مگر اس بات کا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہی ہے کہ ایسے لوگ کون سے ہیں"، " پس کامل پیروی کرنے والے اور ہر ایک ظلم سے بچنے والے جس کا علم محض خدا کو ہے بچائے جائیں گے"

پس ان دونوں باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یعنی اول یہ کہ کامل متقی کے لئے ہی حفاظت کا حتمی وعدہ ہے اور دوسرے یہ کہ ایسے کامل متقی کا علم بھی محض خدا کو ہی ہے جناب میاں صاحب اور حضرت مولوی صاحب کے دیگر حاسدین و معاندین خشیۃ اللہ سے کام لیتے ہوئے مندرجہ ذیل واقعہ پر غور کریں

حضرت مولوی صاحب کو بخار اور حضرت اقدس کی عیادت

حضرت مولوی محمد علی صاحب کو مئی ۱۹۰۴ء میں جبکہ طاعون کا زور تھا بخار ہو جاتا ہے حضورؑ عیادت کے لئے تشریف لاتے ہیں پھر جو کچھ وقوع میں آیا اسے حضورؑ کے مندرجہ ذیل الفاظ میں ملاحظہ کیجئے۔

" ایک دفعہ طاعون کے زور کے دنوں میں جب قادیان میں بھی طاعون تھی مولوی محمد علی صاحب ایم اے کو سخت بخار ہو گیا۔ اور ان کو ظنِ غالب ہو گیا کہ یہ طاعون ہے۔ اور انہوں نے مرنے والوں کی طرح وصیت کر دی۔ اور مفتی محمد صادق صاحب کو سب کچھ سمجھا دیا اور وہ میرے گھر کے ایک حصہ میں رہتے تھے جس گھر کی نسبت خدا تعالیٰ کا یہ الہام ہے انی احافظ کل من فی الدار تب میں ان کی عیادت کے لئے گیا۔ اور ان کو پریشان اور گھبراہٹ میں پا کر میں نے ان کو کہا۔ کہ اگر آپ کو طاعون ہو گئی ہے تو پھر میں جھوٹا ہوں۔ اور میرا دعویٰ الہام غلط ہے یہ کہہ کر میں نے ان کی نبض پر ہاتھ لگایا۔ یہ عجیب نمونہ قدرتِ الٰہی دیکھا۔ کہ ہاتھ لگانے کے ساتھ ہی ایسا بدن سرد پایا کہ تپ کا نام و نشان نہ تھا"

حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۳

یہ واقعہ ۴ مئی ۱۹۰۴ء کے الحکم صفحہ ۳ پر بھی اسی وقت بدیں الفاظ شائع ہوا تھا۔

" آج دن کو مولوی محمد علی صاحب ایم اے مینیجر و ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی طبیعت علیل ہو گئی۔ اور درد سر اور بخار کے عوارض کو دیکھ کر مولوی صاحب کو شبہ گذرا کہ شاید طاعون کے آثار ہیں۔ جب اس بات کی خبر حضرت اقدس کو ہوئی تو آپ فوراً مولوی صاحب کے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ میرے دار میں ہو کر اگر آپ کو طاعون ہو تو پھر انی احافظ کل من فی الدار کا الہام اور یہ سب کاروبار گویا عبث ٹھہرا۔ آپ نے نبض دیکھ کر انہیں یقین دلایا۔ کہ ہرگز بخار نہیں ہے۔ پھر تھرمامیٹر لگا کر دکھایا۔ کہ پارہ اس حد تک نہیں ہے۔ کہ جس سے بخار کا شبہ ہو۔ اور فرمایا کہ میرا تو خدا کی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے۔ جیسے اس کی کتابوں پر"

حضرت مولوی محمد علی صاحب کا بلند مقام

ہر وہ شخص جو حضرت مولوی صاحب سے بغض رکھتا اور آپ کے خلاف زہر اگلتا رہتا ہے خوف خدا کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضورؑ کے الفاظ " اگر آپ کو طاعون ہو گئی ہے تو پھر میں جھوٹا ہوں اور میرا دعویٰ الہام غلط اور میرا سب کاروبار گویا عبث ٹھہرتا ہے" پر ٹھنڈے دل سے غور کرلے اور بتائے کہ کیا ایسے شخص کے ساتھ بغض رکھنا خدا کو کبھی پسند ہو سکتا ہے جس کے وجود کیساتھ خدا کا مسیح اپنی صداقت کو وابستہ کر دے۔

خدارا غور کرو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسے شخص کی کیا شان ہو سکتی ہے جس کے متعلق خدا کا مسیح یہ فرمائے کہ اگر اس کو طاعون ہو جائے تو میں جھوٹا میرا دعویٰ الہام جھوٹا اور میرا تمام سلسلہ عبث خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ طاعون کا زور ہو اور وہ شخص سخت بخار میں مبتلا بھی ہو اور اسے خود بھی طاعون کا ظن غالب ہو۔

اے جناب میاں صاحب کی اندھی تقلید میں حضرت مولوی محمد علی صاحب کو گالیاں نکالنے کے کام کو کار ثواب یقین کرنیوالے دوستو میں تمہیں درد دل سے اس امر پر دوبارہ غور کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ کیا ایسا شخص گالیوں کا نشانہ بنانے کے قابل ہے یا اس لائق ہے کہ اس کی زیارت کے شوق کو دل میں پیدا کیا جائے اور اس کے ساتھ دلی محبت کرنے کو فخر سمجھا جائے۔

غور کرو اگر حضرت مولوی صاحب طاعون سے فوت ہو جاتے تو حضرت اقدس پر کیا اعتراض وارد ہو سکتا تھا کیا حضرت اقدس ...

کا الہام ہر اس شخص کی حفاظت کا وعدہ دے رہا تھا جو حضور کے گھر میں سکونت رکھتا تھا کیا الہام غلو باستکبار سے کام لینے والے کو حفاظت کے حتمی وعدہ سے باہر نہیں رکھ رہا تھا پس جبکہ الا الذین علوا باستکبار اور الا الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم کی دو قیدیں موجود تھیں تو پھر حضور نے یہ کیوں فرمایا کہ اگر آپ کو طاعون ہو جائے تو میں جھوٹا اور میرا دعویٰ الہام جھوٹا اور میرا سلسلہ عبث کیا حضور الہام الٰہی میں ان قیدوں کی موجودگی میں یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ مولوی محمد علی صاحب میرے گھر میں رہتے ہوئے طاعونی موت سے اس لئے فوت ہوئے ہیں کہ ان کے اندر استکبار موجود تھا اور ان کا ایمان ظلم کی ملونی سے پاک نہ تھا خصوصاً جبکہ حضور ساتھ ہی اعلان بھی کر چکے تھے کہ کسی احمدی کے متعلق میں یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ اسکا ایمان ظلم کی ملونی سے پاک ہے یا نہیں یا وہ علو وغیرہ سے منزہ ہے یا نہیں اسکا علم محض خدا تعالیٰ کو ہی ہے، ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کے ایمان کو ہم ظلم وغیرہ کی ملونی سے پاک سمجھیں لیکن خدا کے نزدیک وہ پاک نہ ہو۔

پس حضرت اقدسؑ نے اپنے اوپر جب یہ ذمہ داری لی ہوئی ہی نہ تھی تو حضرت مولوی صاحب کی وفات پر حضور کا وجود یا حضور کا الہام کس طرح اعتراضات کا نشانہ بن سکتا تھا لیکن حضورؑ مولوی محمد علی صاحب کے متعلق حتمی طور پر فرماتے ہیں کہ اگر آپ کو طاعون ہو جائے تو میں جھوٹا میرا دعوئے الہام جھوٹا اور میرا سارا کاروبار عبث ہو گیا اس سے واضح نہیں ہوتا کہ حضور حتمی طور پر حضرت مولوی صاحب کو علو باستکبار سے پاک یقین کر رہے ہیں اور ان کے ایمان کو ظلم کی آمیزش سے وثوق کے ساتھ منزہ قرار دے رہے ہیں صرف یہی نہیں بلکہ اس سے بھی بڑھکر ان کے ایمان کو کامل اور انہیں اپنی کامل پیروی کرنے والا اور صدق دل سے بیعت کرنے والا اور اپنے مقاصد کو سمجھنے والا اور ان پر عمل کرنے والا اور کامل تقوے کے ساتھ اپنے میں ہمیں محو ہوا ہوا یقین کر رہے ہیں اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ کسی شخص کے متعلق اس قسم کے یقین کا اظہار حضور کبھی کر ہی نہیں سکتے تھے جب تک کہ اس شخص کے دل کی حالت اور اس کے ایمان کی کیفیت حضور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کماحقہ منکشف نہ ہو جائے کیونکہ حضور یہ بیان کر چکے ہیں کہ اسکا علم محض خدا کو ہی ہے پس جب تک خدا کی طرف سے علم نہ ہو آپ کس طرح وثوق کے ساتھ ایسا کہہ سکتے تھے۔

اب جبکہ یہ واقع ہے کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب کے متعلق حضور نے اس قسم کے یقین کا اظہار کیا ہے تو کم از کم ہر احمدی کے لئے اس امر کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب کی دلی کیفیت اور ایمانی حالت حضور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کماحقہ منکشف ہو چکی تھی اور جس شخص کے ایمان کے متعلق خود خدا تعالیٰ بتلا دے کہ وہ کمال کے اس مقام پر پہنچ گیا ہے کہ اس کے اندر ظلم کی ملونی بالکل نہیں اور یہ کہ علو باستکبار سے بکلی پاک ہے اور یہ کہ وہ کامل تقوے سے حضور میں محو ہے اور یہ کہ وہ حضور کی کامل پیروی کرنے والا اور حضورؑ کے مقاصد کو سمجھنے والا اور ان کے مطابق عمل کرنے والا ہے تو اس کے اس مقام سے گرنے کا احتمال ہی باقی نہیں رہتا کیونکہ یہی وہ مقام ہے جس پر پہنچکر کسی کے گرنے کا احتمال نہیں ہو سکتا ایسا شخص یقیناً آیت یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی کا مصداق ہوتا ہے جنت میں داخل ہونے سے قبل تو گرنے کا احتمال رہتا ہے خواہ جنت اور انسان میں کتنا ہی تھوڑا فاصلہ کیوں نہ ہو لیکن جنت میں داخل ہونے کے بعد پھر گرنے کا احتمال قطعاً باقی نہیں رہتا۔ اور حضرت مولوی محمد علی صاحب کا جو مقام حضرت مسیح موعود کی زبان مبارک سے اوپر بیان کیا گیا ہے وہ مقام یقیناً وہ ہے جو نفس مطمئنہ پانے والوں کا مقام ہوتا ہے اگر حضرت مولوی صاحب کے ایمان کے کمال میں ذرہ بھی کمی ہوتی تو حضور کبھی بھی اس قدر پر زور تحدی سے یہ نہ کہہ سکتے تھے کہ اگر آپ کو طاعون ہو جائے تو میں جھوٹا میرا دعویٰ الہام جھوٹا اور میرا کاروبار عبث پس حضور کا اس قدر وضاحت سے ایسا کہنا کم از کم ایک احمدی کے لئے تو یہ یقینی دلیل ہے کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب کا ایمان اس نقطہ پر پہنچ چکا تھا جہاں سے گرنا محال ہے پس جناب میاں صاحب کا یہ پروپیگنڈا کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب کا ایمان پہلے ہی ناقص تھا یا یہ کہ اب جناب میاں صاحب کی بیعت نہ کرنے سے ناقص ہو گیا ہے حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ کی روشنی میں بالکل غلط قرار دیئے جانے کے قابل اور اس لائق ہے کہ اس کے ساتھ پوری بے اعتنائی اور کامل بے التفاتی سے پیش آیا جائے ہر وہ احمدی جو سچے دل سے مسیح موعود پر ایمان لایا ہے اور جس کے دل میں حضور کے مقام کی حقیقی عظمت قائم ہے وہ حضور کے اس فتوے کے بعد جو حضرت مولوی محمد علی صاحب کے متعلق حضور اپنے مندرجہ بالا الفاظ میں صادر فرما چکے ہیں جناب میاں صاحب کے قول کو پر پشہ کے برابر بھی وقعت نہیں دے سکتا اور جس کے دل میں حضرت مسیح موعودؑ کے فرمان کی عظمت نہیں بلکہ وہ اپنی ہوا نفس کا تابع ہے وہ جو چاہے کرے ہاں اگر وہ حضور کے ارشاد کو سن لینے کے بعد اپنے پہلے اقوال پر نادم ہو اور استغفار سے کام لے اور آئندہ کے لئے اپنی اصلاح کرے اور حضرت مولوی محمد علی صاحب کے ساتھ اس ادب سے پیش آئے جس کے مستحق انہیں حضرت اقدسؑ کے الفاظ قرار دے رہے ہیں تو اس کے لئے بہتر ہوگا ورنہ اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔

غیر از جماعت دوستوں کیلئے غور کے قابل ایک بات مندرجہ بالا واقعہ میں صرف احمدیوں کے لئے ہی سبق نہیں بلکہ ان دوستوں کے لئے بھی جو ابھی تک حضرت مرزا صاحب کے دعوے کی صداقت کے قائل نہیں ہوئے اس واقعہ میں آپ کی صداقت پر غور کرنے کے لئے کافی مواد موجود ہے۔ ہر ایک منصف مزاج آدمی کو سوچنا چاہیئے کہ کیا کسی مفتری کو جو اپنے پاس سے ایک الہام گھڑتا ہے اپنے الہام کی صداقت پر اس قدر یقین ہو سکتا ہے جس یقین کا اظہار حضرت مرزا صاحب نے مولوی محمد علی صاحب کو اس ظن میں مبتلا پاکر کہ انہیں طاعون ہو گئی ہے کیا ہے اگر فرض کر لو کہ انہوں نے دنیا کو دھوکا دینے کے لئے ایسے یقین کا مظاہرہ کر بھی دیا تو کیا یہ بھی ان کے اختیار میں تھا کہ وہ مولوی صاحب کو طاعون یا طاعونی موت کا شکار ہونے سے بچا بھی لیتے اور اس شدت کے بخار کو جو ان دنوں طاعون کے زوروں پر ہونے کے باعث طاعون کا شبہ پیدا کر رہا تھا فوراً بھی کر دیتے اور نہ صرف اس وقت بلکہ آئندہ بھی ہمیشہ کے لئے مولوی صاحب موصوف کو طاعون سے محفوظ رکھتے پس میں ان تمام دوستوں سے جنہوں نے ابھی تک حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود ومہدی معہود تسلیم نہیں کیا امید کرتا ہوں کہ ان کے اہل بصیرت اس واقعہ پر ٹھنڈے دل سے غور کریں گے اور تعصب کو بالا طاق رکھتے ہوئے اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے اور حضرت مرزا صاحب کی جماعت میں داخل ہو کر خدمت اسلام کے کام میں مصروف ہو کر جو حضور کی جماعت کا اصل اور اہم کام ہے اللہ تعالیٰ کی ان تمام نعمتوں سے متمتع ہونے کی سعی فرمائیں گے جو حضرت مرزا صاحب بحیثیت مسیح ومہدی ہونے کے اپنے ساتھ لائے ہیں اے اللہ تو میرے ان بھائیوں کے دلوں کو صداقت کے قبول کرنے کے لئے جلد کھول دے آمین ثم آمین۔

دو اہم اعتراض اور انکا جواب

پہلا اعتراض اور اس کا جواب جناب میاں صاحب اور ان کے مخلص رفقاء نے اپنی جماعت کے دوستوں کو حقیقت سے دور اور صداقت کو قبول کرنے کی نعمت سے محروم رکھنے کے لئے دو اعتراضوں کے ذریعہ آج تک ان سے اس سچائی کو چھپایا ہوا ہے اس لئے ان کا جواب بھی اس جگہ ضروری ہے۔

پہلا اعتراض ان کا یہ ہے کہ حضرت اقدسؑ نے جو مولوی محمد علی صاحب کو یہ فرمایا کہ اگر آپ کو طاعون ہو جائے تو میں جھوٹا اور میرا دعوئے الہام جھوٹا اور میرا تمام کاروبار عبث یہ حضرت مولوی محمد علی صاحب کی کسی خوبی کی وجہ سے نہیں بلکہ محض اس وجہ سے تھا کہ مولوی محمد علی صاحب حضرت اقدس کے گھر میں رہتے تھے اور اس گھر کے متعلق یہ وعدہ تھا کہ اس میں سکونت رکھنے والا طاعون سے محفوظ رہے گا سو اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ جیسا کہ میں اوپر بیان کر آیا ہوں ہر اس شخص کے لئے حفاظت کا حتمی وعدہ نہ تھا جو حضورؑ کے گھر میں رہتا ہو بلکہ صرف حضورؑ کے گھر میں اس رہنے والے کے لئے حفاظت کا حتمی وعدہ تھا جو علو باستکبار سے محفوظ اور جس کا ایمان ظلم کی ہر ایک قسم کی ملونی سے پاک ہو اور اس کا علم خود حضرت اقدسؑ کو بھی نہ تھا بلکہ صرف خدا تعالیٰ کو ہی تھا۔ پس جب تک اللہ تعالےٰ حضورؑ کو مولوی صاحب کی اندرونی حالت کا علم نہ دیتا اس قدر زوردار الفاظ میں حضور کبھی بھی اپنی صداقت کو حضرت مولوی صاحب کے وجود کے ساتھ وابستہ نہ کر سکتے تھے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء کی تشریح کے مطابق تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ حضرت اقدس کے گھر میں جو شخص بھی رہتا تھا اس کے متعلق حضورؑ کو یہی ایمان تھا کہ اس کو طاعون ہو ہی نہیں سکتی اگر ہو جائے تو حضور نعوذ باللہ جھوٹے اور حضورؑ کا دعویٰ الہام جھوٹا اور حضور کا تمام کاروبار عبث لیکن واقعات اس کی تصدیق نہیں کرتے۔

حضورؑ کے حقیقی لڑکے میاں شریف احمد صاحب کو اور حضورؑ کے حقیقی نسبتی برادر میر محمد اسحاق صاحب کو طاعون کے ایام میں جبکہ وہ دونوں حضورؑ کے گھر میں سکونت رکھتے تھے بخار ہو جاتا ہے اور طاعون کا خیال پیدا ہو جاتا ہے اور مؤخر الذکر کی ران میں گلٹیاں بھی نمودار ہو جاتی ہیں تو اس وقت حضورؑ یہ نہیں فرماتے کہ اگر ان کو طاعون ہو جائے تو میں جھوٹا یا میرا دعویٰ الہام جھوٹا حالانکہ جناب میاں صاحب یا ان کے رفقاء کی تشریح کے مطابق تو اس وقت بھی حضورؑ کو یہی کہنا چاہیے تھا لیکن حضورؑ کیا فرماتے ہیں اسے دوست ذیل میں حضورؑ کے الفاظ میں ہی ملاحظہ فرمائیں۔

"اور پھر طاعون کے دنوں میں جبکہ قادیان میں طاعون زور پر تھا۔ میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوا۔ اور ایک سخت تپ محرقہ کے رنگ میں چڑھا۔ جس سے لڑکا بالکل بے ہوش ہو گیا۔ اور بے ہوشی میں دونوں ہاتھ مارتا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ اگرچہ انسان کو موت سے گریز نہیں۔ مگر اگر لڑکا ان دنوں میں جو طاعون کا زور ہے۔ فوت ہو گیا۔ تو تمام دشمن اس تپ کو طاعون ٹھہرائیں گے اور خدا تعالےٰ کی اس پاک وحی کی تکذیب کریں گے۔ کہ جو اس نے فرمایا ہے انی احافظ کل من فی الدار یعنی میں ہر ایک

کو جو تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہے طاعون سے بچاؤں گا۔ اس خیال سے میرے دل پر وہ صدمہ وارد ہوا کہ میں بیان نہیں کرسکتا قریباً رات کے بارہ بجے کا وقت تھا جب لڑکے کی حالت ابتر ہوگئی۔ اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ یہ معمولی تپ نہیں۔ یہ اور ہی بلا ہے۔ تب میں کیا بیان کروں کہ میرے دل کی کیا حالت تھی۔ کہ خدانخواستہ اگر لڑکا فوت ہوگیا۔ تو ظالم طبع لوگوں کو حق پوشی کے لئے بہت کچھ سامان ہاتھ آجائے گا۔ اسی حالت میں میں نے وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑا ہوگیا اور معاً کھڑا ہونے کے ساتھ ہی مجھے وہ حالت میسر آگئی جو استجابت دعا کے لئے ایک کھلی کھلی نشانی ہے اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ کہ ابھی میں شاید تین رکعت پڑھ چکا تھا کہ میرے پر کشفی حالت طاری ہوگئی۔ اور میں نے کشفی نظر سے دیکھا کہ لڑکا بالکل تندرست ہے۔ تب وہ کشفی حالت جاتی رہی اور میں نے دیکھا کہ لڑکا ہوش کے ساتھ چارپائی پر بیٹھا ہے۔ اور پانی مانگتا ہے اور میں چار رکعت پوری کرچکا تھا۔ فی الفور اس کو پانی دیا اور بدن پر ہاتھ لگا کر دیکھا۔ کہ تپ کا نام و نشان نہیں۔ اور بذیان اور بے تابی اور بے ہوشی بالکل دور ہوچکی تھی اور لڑکے کی حالت تندرستی کی تھی۔ مجھے اس خدا کی قدرت کے نظارہ نے الٰہی طاقتوں اور دعا قبول ہونے پر ایک تازہ ایمان بخشا"۔

حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۵-۸۴

"غرض جب مجھے اس قدر الہام ہوئے۔ جن سے یقیناً میرے پر کھل گیا۔ کہ میر صاحب کے عیال پر کوئی مصیبت درپیش ہے۔ تو میں دعا میں لگ گیا۔ اور وہ اتفاقاً معہ اپنے بیٹے اسحاق اور اپنے گھر کے لوگوں کے لاہور جانے کو تھے۔ میں نے ان کو یہ خوابیں سنا دیں۔ اور لاہور جانے سے روک دیا۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ میں آپ کی اجازت کے بغیر ہرگز نہیں جاؤں گا۔ دوسرے دن کی صبح ہوئی تو میر صاحب کے بیٹے اسحاق کو تیز تپ چڑھ گیا۔ اور سخت گھبراہٹ شروع ہوگئی۔ اور دونوں طرف بن ران میں گلٹیاں نکل آئیں۔ اور یقین ہوگیا کہ طاعون ہے۔ کیونکہ اس ضلع کے بعض مواضع میں طاعون پھوٹ پڑی ہے۔ تب معلوم ہوا۔ کہ مذکورہ بالا خوابوں کی تعبیر یہی تھی۔ اور دل میں سخت غم پیدا ہوا۔ اور میں نے میر صاحب کے گھر کے لوگوں کو کہدیا کہ میں تو دعا کرتا ہوں آپ توبہ و استغفار بہت کریں۔ کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ نے دشمن کو اپنے گھر میں بلایا ہے اور یہ کسی لغزش کی طرف اشارہ ہے اور اگرچہ میں جانتا تھا کہ موت فوت قدیم سے ایک قانون قدرت ہے لیکن یہ خیال آیا۔ کہ اگر خدانخواستہ ہمارے گھر میں کوئی طاعون سے مرگیا۔ تو ہماری تکذیب میں ایک شور قیامت برپا ہوجائے گا۔ اور پھر گو میں ہزار نشان بھی پیش کروں تب بھی اس اعتراض کے مقابل پر کچھ بھی ان کا اثر نہ ہوگا۔ کیونکہ میں صدہا مرتبہ لکھ چکا ہوں اور شائع کرچکا ہوں اور ہزارہا لوگوں میں بیان کرچکا ہوں۔ کہ ہمارے گھر کے تمام لوگ طاعون کی موت سے بچے رہیں گے غرض اس وقت جو کچھ میرے دل کی حالت تھی میں بیان نہیں کرسکتا۔ میں فی الفور دعا میں مشغول ہوگیا۔ اور بعد دعا کے عجیب نظارہ قدرت دیکھا۔ کہ دو تین گھنٹہ میں خارق عادت کے طور پر اسحاق کا تپ اتر گیا۔ اور گلٹیوں کا نام و نشان نہ رہا۔ اور وہ اٹھ کر بیٹھ گیا"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۲۹ و ۳۲۸)

ان دونوں بیانوں کو پڑھ کر احباب خود ہی فیصلہ کرلیں کہ کیا جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء کی وہ تشریح درست ہوسکتی ہے جو حضرت مولوی محمد علی صاحب کے واقعہ میں حضور کے الفاظ کی انہوں نے کی ہے پہلا سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضور کو اگر اپنے گھر میں رہنے والوں کے متعلق طاعون سے محفوظ رہنے کا ایسا ہی یقین تھا جیسا کہ جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء ظاہر کرتے ہیں تو حضور کو میاں شریف احمد کے بخار کو دیکھ کر اول طاعون کا شک ہی کیوں پڑا اور پھر حالت کے خراب ہو جانے پر شک سے تجاوز کرکے حضور یقین تک کیوں پہنچ گئے پھر حضور کے دل کی حالت کیوں دگرگوں ہوگئی پھر کیوں یہ خیال کیا گیا کہ لوگوں کو حق پوشی کے لئے بہت کچھ سامان ہاتھ آجائے گا ایسا ہی میر محمد اسحاق صاحب کے طاعون میں مبتلا ہو جانے کے وقت بھی کیوں ایسے ہی خیالات پیدا ہوئے کیوں حضرت مولوی محمد علی صاحب کے واقعہ کی طرح اس یقین پر قائم نہ رہے کہ میرے گھر کے اندر رہنے والے کو طاعون ہو ہی نہیں سکتی ان دونوں موقعوں پر جو الفاظ حضور نے فرمائے ہیں ان میں جو بیّن فرق ہے اس کے بیان کرنے کی مجھے ضرورت نہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ کسی عقلمند اور اہل بصیرت پر مخفی نہیں رہ سکتا بشرطیکہ وہ تعصب کی پٹی کو آنکھوں سے اتار دے اور بغض اور عناد سے دل کو صاف کرلے۔

دوسرا اعتراض اور اس کا جواب

دوسرا اعتراض جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء کا یہ ہے کہ یہ واقعہ مولوی محمد علی صاحب کے ایمان کی پختگی پر نہیں بلکہ اس کی کمزوری پر دلیل ہے کیونکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر مولوی صاحب کو حضرت مسیح موعود کے الہام کے سچا ہونے پر یقین ہوتا تو وہ کیوں حضور کے گھر میں رہتے ہوئے اپنے متعلق طاعون میں مبتلا ہونے کا شبہ کرتے اور وصیت وغیرہ لکھوا دیتے۔

ہمارے دوست اس اعتراض کو بڑا قوی سمجھتے ہیں اور اس پر انہیں ناز ہے حالانکہ اس سے بڑھ کر بودہ اور کمزور اعتراض کوئی نہیں ہوسکتا اس پر فخر کرنے کی بجائے اس پر جتنا بھی اظہار ندامت کرتے اتنا ہی تھوڑا تھا جیسا کہ ابھی ثابت ہوجائے گا کہ یہ اعتراض ان کا کھلی دلیل ہے اس بات پر کہ قرآنی علوم سے ان کو کوئی مس نہیں رہا اور عالم روحانی کے موٹے موٹے اصولوں سے بھی یہ لوگ بالکل بے بہرہ ہوگئے ہیں۔ اس موقعہ پر حضرت مولانا محمد علی صاحب نے جو کچھ کیا وہ وہی کیا جو اہل اللہ اور علماء ربانی کی شان کے لائق تھا اور جس کی توقع ایک باکمال انسان سے ہوسکتی تھی۔

میں پہلے ثابت کر آیا ہوں کہ حضرت اقدس کا کوئی ایسا الہام تھا ہی نہیں کہ ہر شخص جو تیرے گھر میں رہتا ہے وہ حتمی طور پر طاعونی موت سے محفوظ رہے گا حتمی طور پر وعدہ صرف انہی لوگوں کے لئے ہی تھا جن کا ایمان ہر ایک قسم کے ظلم کی ملونی سے پاک تھا اور جو کامل متقی اور حضور میں کامل طور پر محو اور کامل فرمانبردار تھے اور حضور کے مقاصد پر کامل طور پر چلنے والے تھے، ہمارے معترض دوست بتلائیں کہ جبکہ حضرت اقدس کی طرف سے یہ اعلان موجود تھا کہ ایسے کامل الایمان اشخاص کا علم صرف خدا تعالےٰ کو ہی ہے تو کیا حضرت مولوی صاحب اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم دیئے بغیر خود بخود ہی اپنے متعلق یہ فیصلہ کرسکتے تھے کہ ان کا ایمان کمال میں اس نقطہ پر پہنچ گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مطلوب ہے اور جس پر پہنچکر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے حتمی وعدہ کا مورد بن سکتا ہے میں کہتا ہوں کہ مولوی صاحب تو ایک طرف رہے خود حضرت اقدس بھی اس وقت تک کسی شخص کے متعلق قطعی رائے قائم نہیں کرسکتے تھے جبتک اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے کامل انکشاف نہ ہوجاتا۔ اور حضرت مولوی صاحب کے متعلق حضرت اقدس ؑ کا قطعی طور پر کہدینا کہ آپ کو طاعون نہیں ہوسکتی یقینی دلیل ہے اس بات پر کہ حضور پر حضرت مولوی صاحب کے کامل الایمان ہونے کے متعلق انکشاف تام ہوگیا تھا۔ ورنہ مجرد الہام کی بناء پر اگر آپ نے ایسا کہا ہوتا تو اپنے بیٹے میاں شریف احمد صاحب اور اپنے نسبتی برادر میر محمد اسحاق صاحب کے متعلق بھی ایسا ہی کہتے۔

ہمارے معترض بھائی یاد رکھیں کہ اگر انہیں آیت لا تزکوا انفسکم بھول گئی ہے تو حضرت مولوی صاحب کو یاد تھی وہ اس آیت پر پورے پورے عامل تھے وہ اس حکم الٰہی کی تعمیل میں کبھی اپنے متعلق یہ فیصلہ نہیں دے سکتے تھے کہ وہ کمال کے انتہاء کو پہنچ گئے ہیں حضرت مولوی صاحب کی شان یہی تھی کہ آپ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح یہی کہتے وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی۔ تمام انبیاء علیہم السلام باوجود الٰہی وعدوں کے اس کی قدوائی کے سامنے کانپتے رہے ہیں قرآن کریم میں حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ کو غور سے پڑھو۔ وما یکون لنا ان نعود فیھا الا ان یشاء اللہ ربنا وسع ربنا کل شیء علما علی اللہ توکلنا

اور پھر نبی کریم صلعم کی دعا جو بدر کے موقعہ پر آنحضور صلعم نے کی اس کو بھی سامنے رکھو تو آپ پر واضح ہوجائے گا کہ اس موقعہ پر جو نمونہ حضرت مولوی صاحب نے دکھلایا وہ عین سنن انبیاء کے مطابق تھا آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ علماء ربانی انبیاء کے ہی وارث ہوتے ہیں جس طرح انبیاء علیہم السلام کے دل خشیۃ اللہ سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں اسی نمونہ پر ان کے ورثاء یعنی علماء ربانی کے دل بھی خشیۃ اللہ سے لبریز ہوتے ہیں الٰہی ارشاد انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یعنی اللہ تعالےٰ کے بندوں میں سے صرف علماء ہی اللہ کی خشیت رکھتے ہیں انہی ربانی علماء کے حق میں وارد ہوا ہے یاد رہے کہ ہر چہ عارف تر ترساں تر کے ماتحت جتنی زیادہ انسان معرفت الٰہی میں ترقی کرتا جاتا ہے اتنا ہی زیادہ اس کا دل خشیۃ اللہ سے لبریز ہوتا چلا جاتا ہے۔

پس حضرت مولوی محمد علی صاحب نے جو نمونہ اس موقعہ پر دکھلایا وہ صاف ثابت کرتا ہے کہ آپ سنن انبیاء سے کماحقہ واقف اور علماء ربانی کی صفات سے متصف تھے معرفت الٰہی میں آپ کا مقام بہت بلند مقام تھا۔

میں اپنے دوستوں کو اس غلطی سے نکالنے کے لئے قرآن کریم کی تعلیم اور سنن انبیاء علیہم السلام اور پہلے اسلاف کے نمونے پیش کرنے کے علاوہ اپنے زمانہ کے اول المومنین یعنی حضرت مسیح موعود ؑ کا نمونہ بھی ان کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں شاید وہ اس تازہ نمونہ سے ہی فائدہ اٹھائیں۔

ہمارے دوستوں کے اعتراض کا ایک پہلو یہ ہے کہ حضرت مولوی صاحب نے بخار کی حالت میں طاعون کا شبہ کیوں کیا اس سے میں پوچھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود ؑ نے اپنے بیٹے میاں شریف احمد صاحب کے بخار سے طاعون کا شبہ کیوں کیا اور پھر ان کی حالت خراب ہونے پر طاعون کا یقین کیوں کیا۔ اگر طاعون کے ایام میں بخار ہوجانے پر طاعون کا شبہ کرنا کمزوری ایمان پر دلالت کرتا ہے تو حضرت اقدس ؑ کے متعلق آپ لوگوں کا کیا فتویٰ ہے آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ حضرت اقدس نے اپنے لڑکے کے متعلق شبہ کیا اور مولوی صاحب نے اپنی ذات کے متعلق کیا کیونکہ باوجود اس کے کہ دونوں حضرت اقدس ؑ کے گھر میں رہتے تھے الہام آپ کی تشریح کے مطابق دونوں کے لئے یکساں تھا اگر طاعون کا شبہ کرنا ایک کو الہام کی سچائی پر یقین نہ کرنے والا ٹھیراتا ہے تو دوسرا کیوں عدم یقین کے الزام سے بری قرار

دیا جا سکتا ہے حضرت مولوی صاحب کا ایمان آخر حضرت مسیح موعود کے ایمان سے تو بڑھکر نہیں ہو سکتا تھا اور حضرت مسیح موعودؑ کا ایمان ہر دو فریق کے نزدیک مسلمہ طور پر چونکہ کامل ایمان ہے اس لئے حضرت اقدس کے افعال دوسروں کے ایمان کو پرکھنے کے لئے بطور کسوٹی کے کام دینگے۔ پس جب حضرت اقدس کا طاعون کے ایام میں اپنے گھر کے اندر رہنے والے اپنے حقیقی بیٹے کے بخار کو طاعون سمجھ لینا حضور کے ایمان کے کامل ہونے کے منافی نہیں تو حضرت مولوی صاحب کا اپنے بخار کو طاعونی بخار سمجھ لینا بھی ان کے ایمان کے کمال کے منافی نہیں ہو سکتا۔ دوسرا پہلو ہمارے دوستوں کے اعتراض کا یہ ہے کہ مولوی صاحب کا وصیت کرنا ان کے ایمان کی کمزوری پر دلالت کرتا ہے سو اس جگہ میں اپنے دوستوں کی توجہ حضرت اقدس کی مندرجہ ذیل تحریر کی طرف پھیرنا چاہتا ہوں:-

"اب اس جگہ مطلب یہ ہے۔ کہ جب یہ پیشگوئی معلوم ہوئی۔ اور ابھی پوری نہیں ہوئی تھی۔ {جیسا کہ اب تک بھی جو ۱۶۔ اپریل ۱۸۹۱ء ہے پوری نہیں ہوئی} تو اس کے بعد اس عاجز کو ایک سخت بیماری آئی یہاں تک کہ قریب موت کے نوبت پہنچ گئی۔ بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر وصیت بھی کر دی گئی۔ اس وقت گویا یہ پیشگوئی آنکھوں کے سامنے آگئی۔ اور یہ معلوم ہو رہا تھا۔ کہ اب آخری دم ہے۔ اور کل جنازہ نکلنے والا ہے۔ تب میں نے اس پیشگوئی کی نسبت خیال کیا کہ شاید اس کے معنے اور ہونگے۔ جو میں سمجھ نہیں سکا"

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۹۸)

اب ہمارے غلطی خوردہ بھائی حضورؑ کی مندرجہ بالا تحریر کو غور سے پڑھیں اور دیکھیں کہ کس طرح حضرت اقدس نے باوجود ایک پیشگوئی کے متعلق یہ یقین رکھنے کے کہ وہ خدا کی طرف سے ہے اور باوجود جاننے کے کہ وہ اس وقت تک پوری بھی نہیں ہوئی بیماری کی شدت کو دیکھ کر موت کا یقین کرتے ہوئے وصیت کر دی اور خیال کر لیا کہ پیشگوئی کا کچھ اور مطلب ہوگا جو حضور نہیں سمجھ سکے پس حضرت مولوی محمد علی صاحب بھی اگر اپنے پیر و مرشد کے نمونہ پر چلے تو وہ کیوں محل اعتراض بنائے جاتے ہیں۔

اب ہمارے دوست خود ہی سوچ لیں کہ کیا وہ اعتراض جو انہوں نے حضرت مولوی محمد علی صاحب کے ایمان کے متعلق کیا ہے اس کی زد کہاں جا کر پڑتی ہے یہ دوست اعتراض تو حضرت مولوی صاحب کے ایمان پر کر رہے تھے لیکن اب تو ان کے اپنے ایمانوں کی آزمائش کا وقت آگیا ہے کہ آیا وہ حضرت اقدسؑ کے طریق کے صحیح ہونے پر ایمان رکھتے ہیں یا نہیں اگر انہیں ایمان ہے کہ حضور کا طریق راستبازوں کا طریق تھا تو یقیناً وہ علی الاعلان اپنے اس اعتراض کو واپس لیں گے ورنہ سمجھا جاوے گا کہ ان کو در پردہ حضرت اقدس کے راستباز ہونے پر بھی ایمان نہیں۔

خطۂ کشمیر کے دور افتادہ شہر بھدرواہ میں مناظرہ اور جلسہ

{از جناب مولینا عبد الحق صاحب ودیارتھی}

بھدرواہ جو پنجاب و کشمیر کی شاہراہ سے ۵۰ میل انحراف کر کے ایک چھوٹا سا شہر ہے اور کوہ کیلاش کی فلک بوس چوٹی کے دامن میں واقع ہے حضرت مسیح موعود کی صداقت کا ایک نشان ہے جس کا ذکر میں آج سے چار سال پہلے کر چکا ہوں۔ آپ جو کرشن [illegible] کا اوتار سمجھا جاتا ہے رُدّر اور گوپال اس کی دو صفات ہیں۔ گوپال کے معنی نیکوں کی پالنا یا حفاظت کرنیوالا اور رُدّر یعنی بد لوگوں کو ہلاک کرنیوالا۔ جناب کرشن کی ان دو صفات کا ظہور یہاں متعدد مرتبہ ہو چکا ہے اور خدا نے چاہا تو آیندہ بھی ہوگا کیونکہ جہاں ادعدم اور ظلم کی زیادتی ہوتی ہے وہیں اللہ تعالےٰ بھی اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔

ماہ رمضان مبارک کا آخری عشرہ تھا کہ بٹوٹ میں جہاں میں کچھ عرصہ سے مقیم ہوں یہ خبر سنی گئی کہ لال حسین اختر کو معاذ اللہ احمدیت کے قلع قمع کے ادعا دنا روا سے بھدرواہ کے ملک صاحبان نے جن کو مال و دولت کی فراوانی حاصل ہے بلایا ہے بھدرواہ میں احمدیوں کی ایک قلیل جماعت ہے اور اکثر غریب لوگ ہیں ان غرباء کے خلاف اکابر قوم اور ان کے متبعین کی کثرت نے علم جہاد اور نعرۂ مقاطعہ بلند کیا ہے قلت کے خلاف کثرت کی یہ چیرہ دستیاں کوئی بہادری اور شجاعت کا کام نہیں۔ بھدرواہ میں احمدیوں کی ایک چھوٹی سی جماعت واقعی خوش نصیب ہے کہ ہر سال ان پر پرانے ظلم کے علاوہ کوئی نہ کوئی نیا ستم ڈھایا جاتا ہے کتنے پیشہ ور مولوی سال بسال یہاں آتے احمدیوں کو گالیاں دیتے ان کے خلاف متفقہ محاذ قائم کرنے کے بہانہ سے گداگری کر کے چلے جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایک سال جو مولوی آتا ہے دوسرے سال اس کی شکل بھی نظر نہیں آتی اس سال بھی سائیں لال حسین کو یہاں بلایا گیا مگر بلانے والے نے بیٹی کی گالی نکال کر نائب تحصیلدار کی عدالت میں کہا کہ کس ایسے نے اسے بلایا ہے؟۔ عدالت میں ایسی فحش کلامی سے بلانے والوں کی اخلاقی حالت ظاہر ہوتی ہے بہرحال لال حسین اگر وہاں بلائے گئے تو بلانے والے ماشاء اللہ کس قماش کے لوگ تھے ان کے قول سے ظاہر ہے اور اگر وہ بن بلائے وہاں پہنچ گئے تو وہاں کے لوگوں میں جو اس کی قدر اور عزت تھی وہ بھی عیاں ہے بہرحال سائیں لال حسین نے یہاں پہنچکر اس آگ کو ہوا دی جو تین سال سے احمدیوں کے خلاف بھڑک رہی تھی۔ حضرت مسیح موعود کے خلاف اپنے جلے دل کے پھپھولے پھوڑے گالیوں اور بدزبانیوں کی بعض نئی طرزیں ایجاد کیں۔ احمدیوں کو امت مسلمہ کے جسم پر خوفناک پھوڑے بتا کر [illegible] ان کا قلع قمع اور [illegible] ضروری قرار دیا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] دیا گیا تو اس نے ڈرواویلا اور شور مچانے سے کیا فائدہ؟) سائیں لال حسین نے لوگوں کو بھڑکانے اور اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے یہ بھی کہا کہ مرزائی خواہ لاہوری ہوں یا قادیانی میرے سایہ سے بھاگتے ہیں اور مقابلہ پر نہیں آتے کسی کے سایہ سے بھاگنا کوئی بڑی بات نہیں نہیں معلوم دنیا میں احمدی کس کس کے سایہ سے بھاگتے ہیں۔ غریب اور ناواقف احمدیوں نے ان کا ناکا [illegible] کے اشارہ سے تین سال سے مناظرہ [illegible] [illegible] کی کوشش کی مگر کارگر نہ ہوئی وہ یہی کہتا رہا کہ چونکہ میں چوٹی کا عالم ہوں اس لئے میرے ساتھ مناظرہ کے لئے کسی بڑے سے بڑے عالم کو آنا چاہیئے۔

"تنظیم اہل سنت کی فتح" اور احمدیت کی شکست کے چند بے نظیر دلائل {عالم وحشت

اور طغیان میں دونوں طرف سے مناظرہ کے پیچ لڑانے کی شرائط طے ہونے لگیں ایک طرف اگر عیار اور مشاق پتنگ باز تھے تو دوسری طرف ناواقف، سادہ مگر مومن لوگ تھے ایک طرف کا شاطر اہل موقعہ پر حاضر تھا مگر دوسری طرف کے مناظر کے لئے چند دنوں کے اندر وہاں پہنچ اور وقت مقررہ پر موجود ہو جانے کی شرط لگا دی گئی اگر دشوارگذار راہ دوری منزل تنگیٔ وقت اور عید رمضان کی وجہ سے وہ وقت مقررہ پر نہ پہنچ سکے تو ۲۰۰ روپیہ جرمانہ اور اس تمام فریق کے تمام دلائل و دعاوی کی شکست اور جماعت کا فرار سمجھا جاوے گا ماشاء اللہ کتنا مجیر العقول اور ارزاں طریق فیصلہ تھا اگر اہل سنت کی فتح اور اہل حق کی شکست کی یہی دلیل ہے تو ہمیں اس سنت پرست فرعون کا شعبدہ بورہا ہے کہ رسیوں اور سونٹیوں کی بے معنی حرکت عصاءِ موسوی کے شکست کی دلیل ہے۔

(۲) ہمارے خلاف ایسی مجہول شرائط کی پابندی لازم کر دینے پر بھی دیکھو کہ لال حسین خود دیکھ چکا تھا کہ کسی کا بھدرواہ اتنے دنوں کے اندر پہنچنا محال تھا) دل کی دھڑکن کم نہ ہوئی تو ناک رگڑ رگڑ کر دعائیں کی گئیں کہ خدایا احمدی مبلغ وقت پر نہ پہنچے ہماری دعا سن اور ہم پر رحم کر یعنی ہم اسی ارزاں دلیل سے احمدیت پر فتح حاصل کر لیں مگر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی بروقت تار نے ان کی قبولیت دعا پر برق پاشی کر کے انہیں خدا سے بھی مایوس کر دیا (۳) تو اس امر کی جان توڑ کوشش کی گئی کہ احمدی مبلغ کو بھدرواہ لانے کے لئے کوئی سواری مہیا نہ ہو۔ بڑی کوشش کے بعد گھوڑا ملا تو گھوڑے والے کی پکٹنگ کر کے اور کچھ لے دے دلا کر نصف راستے سے واپس بلا لیا۔ (۴) اس واقعہ کا علم ہونے پر دوسرے دن ایک اور سند و مانہو کا رکھا گھوڑا دوبارہ تلاش کر کے مناظر کو لانے کے لئے بٹوٹ روانہ کیا گیا مگر اسے منزل پر نہ پہنچنے دیا گیا ماشاء اللہ نام نہاد تنظیم اہل سنت کی صداقت اور فتح کے یہ کتنے روشن اور بین دلائل ہیں جو لال مولانا اور اس کے بھولے ہوا خواہوں نے بھدرواہ میں پیش کئے۔ بٹوٹ میں ۵ر ستمبر کو مجھے ان واقعات کا علم ہوا اور مولانا اختر حسین صاحب کا دہلی سے ریل گاڑیوں کی تاخیر اور سفر کی دشواریوں کی وجہ سے بھدرواہ تو کہاں وقت پر بٹوٹ پہنچنا بھی محال معلوم ہوا تو میں اپنی ناسازیٔ صحت اور ضعف کے باوجود صرف ڈیڑھ دن میں ہمت شکن دمیل سفر کا زیادہ حصہ پیدل چل کر عین وقت پر میدان مناظرہ میں پہنچ گیا تو مخالفین کی قسمت نے اپنے لئے سوز حسرت کے سوا کچھ نہ پایا میرے پاس نہ کوئی کتاب تھی اور نہ نوٹ اور نہ تیاری کا کوئی موقعہ تھا مجھے امید تھی کہ لال حسین جو کبھی میرا شاگرد تھا اور جماعت سے خروج کے بعد بھی بعض احسانات کی وجہ سے میرا ممنون ہے اتنی ضرور شرم کرے گا کہ میرے ساتھ شوخی اور شرارت کی راہ اختیار نہ کرے میں نے اسے اس طرف توجہ بھی دوئی مگر اس کا غیر مہذب اور ناشائستہ انداز مناظرہ پختہ ہو کر اس کی جبلت اور فطرت ثانیہ بن چکا ہے اس لئے وہ اپنی عادت سے مجبور تھا ےر ستمبر کو ۸ بجے صبح اس سے حیات مسیح علیہ السلام پر مناظرہ شروع ہوا خیال یہ تھا کہ ترک احمدیت کے بعد اس نے احمدیت کی مخالفت میں ہندوستان کے علاوہ تا بہ افریقہ پرواز کی ہے اور سب جگہ علماءِ سوء کی صحبتیں اٹھائی ہیں کوئی نئی دلیل اور کوئی قابل توجہ بات ضرور بیان

جلد ۳۳ | لاہور۔ یوم چہارشنبہ مؤرخہ یکم ذی قعدہ ۱۳۶۴ ھ م ۱۰ اکتوبر ۱۹۴۵ء | نمبر ۴۱

آنحضرت صلعم پر صلوٰۃ بھیجنے کا حکم

اس حکم کی تعمیل کس طرح ہو سکتی ہے

بغیر عمل کے صلوٰۃ کا کوئی فائدہ نہیں

آنحضرت صلعم ایک زبردست نور ہیں

آنحضرت صلعم کے زندہ خیالات کی دور افتادہ مقام سے مانگ

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ لاہور۔ مؤرخہ ۵ اکتوبر ۱۹۴۵ء

ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی ط یایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ (الاحزاب - ۵۷)

اس آیت کا پس منظر یہ آیت حضرت نبی کریم صلعم پر درود بھیجنے کے حکم کے متعلق ہے۔ میں اس کے متعلق آج چند باتیں بیان کرنا چاہتا ہوں اور اس سے پہلے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ آیت کس موقعہ اور محل پر آئی ہے۔ یہ سورۃ الاحزاب کی ایک آیت ہے سورۃ الاحزاب اس جنگ کے بارے میں نازل ہوئی جس میں عرب کی بہت سی قومیں اسلام کو کچلنے کے لئے شامل ہوئیں اور انہوں نے مل کر مدینہ منورہ پر حملہ کیا یہ حملہ اس قدر شدید تھا کہ نبی کریم صلعم نے صحابہؓ کے مشورہ کے بعد اپنی حفاظت کے لئے یہ سامان تجویز کیا کہ مدینہ کے گرد ان اطراف میں جہاں سے دشمن حملہ آور ہو سکتا تھا خندق کھود لی جائے تاکہ دشمن یک مرتبہ حملہ نہ کر سکے۔ ویسے تو جتنے حملے کفار کی طرف سے ہوئے ان سب میں تعداد کے لحاظ سے نبرد آزما جوانوں کے لحاظ سے ساز و سامان کے لحاظ سے کفار کا پلہ بہت بھاری ہوتا تھا اور مسلمانوں کی طاقت ہر موقعہ پر کمزور تھی۔ جنگ بدر کے موقعہ پر مسلمانوں کی تعداد کفار کی تعداد کی ایک تہائی تھی جنگ احد کے موقعہ پر مسلمانوں کی تعداد ایک چوتھائی سے بھی کم تھی۔ اور یہ تیسرا موقعہ تھا جس میں بعض روایات کے لحاظ سے ۱۲ ہزار کی تعداد میں کفار کا لشکر حملہ آور ہوا تھا جس میں عرب کے سب قبائل شامل تھے اور ان کے ساتھ یہودی بھی شامل ہو گئے تھے۔ بڑا نازک موقعہ تھا قرآن شریف اس کا ذکر یوں فرماتا ہے۔ اذ جاءکم من فوقکم ومن اسفل منکم واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر جب وہ تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے تم پر آ گئے اور جب آنکھوں میں اندھیرا آ گیا اور دل دہشت سے گویا گلوں تک پہنچ گئے۔ اس میں بتایا ہے کہ وہ کس قدر گھبراہٹ کا وقت تھا اس وقت اتنی گھبراہٹ تھی کہ بعض لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ پر طرح طرح کے گمان پیدا ہونے لگے۔ وتظنون باللہ الظنونا۔ مومنوں پر یہ بڑا سخت زلزلہ تھا بڑی سخت مصیبت کا وقت تھا۔ ھنالک ابتلی المومنون وزلزلوا زلزالا شدیدا۔ گویا فی الحقیقت عرب نے اپنی ساری طاقت کو اسلام کے مقابل پر مجتمع کر دیا تھا۔ تعداد بڑی چیز ہے جب ایک شخص پر بیس حملہ آور ہو جائیں اور ایک اقلیت کے مقابلہ میں بہت بڑی کثرت ہو تو اس وقت مقابلہ کون کر سکتا ہے۔ مسلمان کتنے تھے وہی سات سو آٹھ سو ہوں گے لیکن اس خطرناک حملہ سے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو اپنے ایک خاص نشان سے بچایا اس نشان کے ذکر کو میں چھوڑتا ہوں۔ اس سے آگے فرمایا ہے خدا تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے اورثکم ارضھم و دیارھم و اموالھم ان حملہ آوروں کو ناکام کر دیا اور ناکام ہی اتنا کر دیا کہ تمہیں ان کی زمین اور ان کے گھروں اور ان کے مالوں کا وارث بنایا۔ یعنی اس کے بعد وہ تم پر حملہ نہ کر سکیں گے بلکہ تم ان پر حملہ کر کے ان کی زمینوں اور مالوں کے وارث ہو جاؤ گے یہ بطور پیشگوئی کے تھا مگر اس پیشگوئی کو یہاں ختم نہیں کیا صرف عرب کی زمینوں اور عرب کے شہروں اور عرب کے مالوں کا ہی تمہیں وارث نہیں بنائے گا بلکہ باہر کی زمینوں اور ملکوں کا وارث بھی تمہیں ہی بنائے گا۔ ارضا لم تطؤھا ان زمینوں کا بھی مالک بنائے گا جن پر ابھی تمہارے قدم نہیں پڑے ظاہر ہے جن پر مسلمانوں کے قدم نہیں پڑے وہ عرب کے علاوہ ممالک ہیں ایران اور روما تک بھی محدود نہیں رکھا۔

اسلام تباہ نہیں ہو سکتا یہ حالات تھے جن حالات میں اللہ تعالیٰ نے اس ظاہری جنگ و جدل کے ذکر سے انتقال کر کے ایک عظیم الشان روحانی امر کی طرف توجہ دلائی کہ اسلام وہ چیز ہے جس کو دنیا کی کوئی طاقت تباہ نہیں کر سکتی فرماتا ہے کہ رسالت تو محمد رسول اللہ صلعم پر ختم ہو گئی اب اگر اسلام تباہ ہو جائے تو گویا مذہب ہی دنیا سے ختم ہو گیا ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیما۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نبوت ختم ہو گئی اگر یہ سلسلہ تباہ ہو جائے تو مذہب کا کیا اس کے ساتھ دنیا کا خاتمہ ہے کیونکہ بغیر مذہب کے یہ دنیا زندہ نہیں رہ سکتی۔ محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

اس حکم کی تعمیل درود شریف پڑھنے سے ہوتی ہے اس مضمون کو آگے چلاتے ہوئے یہ آیت آتی ہے جو میں نے شروع میں پڑھی ہے ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی ط یایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں اے مسلمانو جو ایمان لائے ہو تم بھی اس پر صلوٰۃ بھیجو اور سلام بھیجو اچھا سلام ــــ خود نبی کریم صلعم سے صحابہ رضؓ نے پوچھا کہ اس حکم کی تعمیل کس طرح کریں تو آپ نے یہ درود شریف جو ہم نماز میں پڑھتے ہیں سکھایا اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید۔ اللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید الٰہی تو رحمت بھیج حضرت محمد صلعم پر اور حضرت محمد صلعم کی آل پر جس طرح تو نے رحمت بھیجی حضرت ابراہیمؑ پر اور حضرت ابراہیمؑ کی آل پر بیشک تو تعریف والا ہے بڑی بزرگی والا ہے۔ الٰہی تو برکت بھیج حضرت محمد صلعم پر اور حضرت محمد صلعم کی آل پر جس طرح تو نے برکت بھیجی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور حضرت ابراہیمؑ کی آل پر۔

آنحضرت صلعم نے امت کو بھی اس دعا میں شامل کیا یہ وہ دعا ہے جو آنحضرت صلعم نے خود سکھائی اس میں آپ ایک عجیب بات دیکھیں گے قرآن مجید میں تو حکم تھا کہ حضرت نبی کریم پر صلوٰۃ بھیجو مگر محمد رسول اللہ صلعم جو دعا سکھاتے ہیں اس میں اپنے علاوہ امت کو بھی شامل کرتے ہیں آل کے معنے کامل پیرو کے ہیں محمد صلعم پر بھی رحمت اور آپ کے پیروؤں پر بھی رحمت محمد صلعم پر بھی برکت اور آپ کے کامل پیروؤں پر بھی برکت جہاں تک میرا علم ہے سب انبیاء کرام میں سے یہ صلوٰۃ مخصوص ہے نبی کریم صلعم کے لئے اور کوئی نبی نظر نہیں آتا

جس پر صلوٰۃ بھیجنے کی دعا سکھائی گئی ہے اور اس کے پیرو اس پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔

یہ دعا کیوں سکھائی گئی ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ درود یعنی صلوٰۃ (میں نے اب تک صلوٰۃ کا ہی لفظ استعمال کیا ہے) اس لئے ہے کہ آپ خاتم النبیین تھے آپ پر نبوت ختم ہو گئی تھی اس لئے آپ پر صلوٰۃ بھیجنے کی دعا سکھائی گئی کہ آپ پر اور آپ کی آل پر ہمیشہ رحمت اور برکت نازل ہوتی رہے تاکہ آپ کا فیضان نبوت ہمیشہ جاری رہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آل میں سارے صلحا بھی شامل ہو جاتے ہیں اور یہی مطلب تھا حضرت صاحب کے اس جواب کا کہ جب آپ سے کسی نے پوچھا کہ آپ پر درود بھیجیں تو آپ نے فرمایا آل میں سب آجاتے ہیں۔

صلوٰۃ کے معنی صلوٰۃ کے اصل معنے دعا کے ہیں۔ نماز کا نام صلوٰۃ اسلئے رکھا گیا کیونکہ یہ بھی ایک دعا ہی ہے۔ دعا اور صلوٰۃ میں ایک فرق معلوم ہوتا ہے دعا کے لغوی معنے ہیں پکارنا اور صلوٰۃ کے لغوی معنے ہیں جلنا یا جلانا۔ اور اس معنے میں صلی کا لفظ قرآن مجید میں بھی استعمال ہوا ہے سیصلیٰ نارا۔ فسوف نصلیہ نارا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ وہ دعا ہے جو انسان کے دل میں ایک تڑپ ایک آگ پیدا کرتی ہے صلوٰۃ نری دعا نہیں بلکہ دل میں تڑپ پیدا کرنے والی دعا ہے۔ اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں یہ بھی فرماتا ہے کہ ہم اپنے مومن بندوں پر بھی صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔

خدا کے راستہ میں دکھ اٹھانیوالوں پر صلوٰۃ بندہ جب خدا کے راستہ میں دکھ اٹھاتا ہے تو اس وقت بھی خدا کی طرف سے صلوٰۃ یعنی مغفرت اور رحمت نازل ہوتی ہے قرآن مجید میں ایک جگہ فرماتا ہے۔ ولنبلونکم بشیٔ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین۔ الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اولٰئک علیھم صلوٰت من ربھم ورحمۃ واولٰئک ھم المھتدون اور ضرور ہم کسی قدر ڈر اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے تمہارا امتحان کریں گے اور صبر کرنیوالوں کو خوشخبری دو وہ جنہیں جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے کہتے ہیں ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور ہم اس کی طرف ہی لوٹ کر جانے والے ہیں یہی وہ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے مغفرت اور رحمت ہے اور یہی ہیں جو ہدایت پانے والے ہیں۔

دکھ کی لذت اور صحابہ کرام خوشی اور صبر کے ساتھ خدا کے راستہ میں دکھ اٹھاتے ہیں ان پر بھی ان کے رب کی طرف سے صلوٰۃ ہے۔ لوگ دکھ اور تکلیف سے ڈرتے ہیں اور گھبراتے ہیں اور گھبرانا بھی چاہیئے کیونکہ یہ انسان کی فطرت ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے بشارت دی ہے کہ دکھ اٹھا کر انسان محمد رسول اللہ صلعم سے مماثلت پیدا کر لیتا ہے جو لوگ خدا کی رضا کے لئے خوشی سے دکھ برداشت کرتے ہیں ان پر بھی صلوٰۃ آتی ہے اور وہ تکلیف میں بھی ایک لذت محسوس کرتے ہیں اس دکھ کی لذت کو صحابہ رضی اللہ عنہم نے خوب سمجھا تھا انہوں نے انتہا درجہ کی مصیبتیں برداشت کیں اور اپنی گردنیں تلواروں کے سامنے رکھ دیں اور اللہ تعالیٰ کی وہ برکتیں اور رحمتیں ان پر نازل ہوئیں جن کی کوئی انتہا نہیں جن کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں۔

خدائی ارادہ اب اگر ہم اس آیت پر غور کریں ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یا یھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں اے لوگو جو ایمان لائے ہو اس پر صلوٰۃ بھیجو اور سلام بھیجو اچھا سلام تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ اور اس کے فرشتے آنحضرت صلعم کے لئے رحمت اور برکت چاہتے ہیں یعنی اللہ تعالےٰ کا یہ ارادہ ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلعم پر ہمیشہ کے لئے برکتیں بھیجی جائیں برکت کے لفظ میں رحمتوں کے عدم انقطاع کی طرف اشارہ ہے کیونکہ برکت کا لفظ اس خیر پر بولا جاتا ہے جو کبھی منقطع نہ ہو تو مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ یہ خدائی ارادہ ہے کہ ہمیشہ کے لئے آپ برکتیں نازل کرے اسی لئے حضرت نبی کریم صلعم نے درود میں برکت کا لفظ بڑھایا یعنی آپ کی نبوت دنیا میں کبھی منقطع نہیں ہو گی۔

صرف زبان سے درود پڑھنے سے اس حکم کی تعمیل نہیں ہوتی دوسری بات یہ ہے کہ اگر ہم یہ سمجھیں کہ ہم پانچ وقت نماز پڑھتے ہیں اور اس میں درود بھی پڑھتے ہیں اور اس سے ہمارا صلوٰۃ بھیجنے کا فرض ادا ہو گیا تو یہ صحیح نہیں میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ صرف اپنی زبان سے درود پڑھنے سے اس حکم کی تعمیل نہیں ہو گی یا یھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ مومنوں کی اصل صلوٰۃ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کی صلوٰۃ ہے اسی صلوٰۃ بھیجنے کے حکم سے پہلے تمہیداً یہ بیان فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے ملائکہ آپ پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں جس کے معنی یہی ہیں کہ اللہ تعالےٰ کا یہ ارادہ ہو چکا ہے کہ آپ کی قبولیت کو دنیا میں پھیلایا جائے اور اس کے ملائکہ آپ کی قبولیت کو پھیلاتے ہیں اور دلوں کو آپ کی طرف جھکاتے ہیں تو مومنوں کی اصل صلوٰۃ بھی نبی کریم صلعم پر یہی ہے کہ آپ کی قبولیت کو دنیا میں پھیلائیں پس حکم صلوٰۃ کی صحیح تعمیل اس وقت ہو گی جب ہم اس کام میں لگ جائیں جو آنحضرت صلعم کی بعثت کی اصل غرض تھی حضرت نبی کریم صلعم نے دعا اس لئے سکھائی تھی کہ ہمارے دلوں میں تڑپ پیدا ہو کہ ہم اسلام یعنی آنحضرت صلعم کے دین کو دنیا میں پھیلائیں۔

بغیر عمل کے صلوٰۃ بے فائدہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ آج کل مسلمان اسلام کو پھیلانے سے غافل ہو گئے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ صرف درود کے الفاظ پر اکتفا کر لیتے ہیں حالانکہ صرف الفاظ سے یہ غرض پوری نہیں ہوتی اس لئے جب آپ نماز میں درود پڑھیں تو اس کا مفہوم آپ کے دل میں یہ ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ محمد رسول اللہ صلعم کی قبولیت کو دنیا میں پھیلائے اور اس کے بعد آپ کے اعمال سے بھی یہی ظاہر ہو کہ آپ کی ساری کوشش یہ ہے کہ اسلام دنیا میں پھیلے وہ دعا اور صلوٰۃ جس کا اثر عمل پر نہیں پڑتا وہ بالکل بیفائدہ ہے۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ جب بھی حضرت صاحب سے لوگوں نے وظیفے پوچھے ہیں تو آپ نے سورۃ فاتحہ درود اور استغفار پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے اور ان وظائف کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی محبت نبی کریم صلعم سے اس درجہ کو پہنچ جائے کہ آپ آنحضرت صلعم کی قبولیت کو دنیا میں پھیلانے پر سارا زور لگا دیں۔

محمد رسول اللہ صلعم ایک زبردست نور ہیں۔ محمد رسول اللہ صلعم ایک زبردست نور ہیں جو دنیا میں آیا اور پھیلنے کے لئے آیا میں سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں نے آپ کے نور کو اچھی طرح نہیں دیکھا ورنہ وہ اسے ساری دنیا میں پھیلاتے اور بغیر پھیلانے کے انہیں چین نہ آتا۔

قرآن مجید کی ایک مثال یہ مثال اس نور کی مثال قرآن مجید میں یوں آئی ہے اللہ نور السمٰوات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانھا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ اللہ آسمانوں اور زمین کا روشن کرنے والا ہے اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق جس میں ایک چراغ ہے چراغ ایک شیشہ میں ہے شیشہ گویا ایک چمکتا ہوا تارا ہے چراغ ایک بابرکت زیتون کے درخت سے روشن رہا ہے جو نہ شرقی ہے اور نہ غربی یہ خوب یاد رکھئے کہ دراصل اس مثال میں محمد رسول اللہ صلعم کی فطرت کے نور کو ہی ظاہر کیا گیا ہے اس مثال میں خدا تعالےٰ نے محمد رسول اللہ صلعم کے نور کے متعلق یوں بیان فرمایا ہے جیسے ایک عاشق اپنے محبوب کے حسن کی تعریف کرتا ہو آپ ایک روشن چراغ ہیں یعنی نور ہیں نور ایک شیشے کے اندر سے چمک کر اسے دوچند کر رہا ہے وہ شیشہ خود ایک چمکتے ہوئے ستارے کی طرح ہے اور اس کے آگے آیا ہے یکاد زیتھا یضیٔ ولو لم تمسسہ نار۔ یہ ہے کہ اس (چراغ) کا تیل روشنی دے گو اسے آگ بھی نہ چھوئے (یعنی وہ اتنا لطیف ہے کہ اسے روشن کرنے کے لئے آگ کی بھی ضرورت نہیں) گویا آپ کا فطری نور اس قدر زبردست تھا کہ اس سے دنیا روشن ہو جاتی گو وحی الٰہی کی آگ نے بھی اسے نہ چھوا ہوتا مگر اس نور پر یہ کمال ہوا ہے کہ خدا کی وحی کے نور نے اسے نور علیٰ نور کا مصداق بنا دیا آپ کی فطرت پہلے ہی نور تھی اور اس پر اب وحی الٰہی کے نزول نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور علیٰ نور بنا دیا پہلے فطرت نور اور اس پر وحی نور۔

ہم محمد رسول اللہ صلعم کے نور کو پھیلانیوالے مزدور ہیں خوب یاد رکھئے جس قدر لوگ محمد رسول اللہ صلعم کو پہچانتے چلے جائیں گے اسی نسبت سے وہ آپ کو قبول کرتے چلے جائیں گے۔ قرآن اور محمد رسول اللہ صلعم کو میں الگ نہیں کر سکتا یہ نور علیٰ نور ہے جس کے سامنے دنیا جھکے گی نور کے سامنے انسان کی فطرت جھک جاتی ہے پھر جب وہ نور علیٰ نور ہو تو کون انسان اس کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ آپ دیکھئے کہ جس قدر رسول کریم صلعم کی شخصیت واضح ہوتی جاتی ہے اسی قدر لوگوں کی گردنیں آپ کے سامنے جھکتی جاتی ہیں ہمارا یہی کام ہے کہ ہم محمد رسول اللہ صلعم اور آپ کے پیغام کو دنیا کے سامنے پیش کریں ہم صرف مزدور ہیں کہ اس نور کو دنیا میں پہنچا دیں یہی کام حضرت مرزا صاحب نے کیا کہ محمد رسول اللہ صلعم اور قرآن کو دنیا میں پہنچایا اور اس کام کے لئے ایک جماعت بنائی تاکہ وہ ان دور افتادہ مقامات کو روشن کرے جو تاریک ہیں اور ابھی اس نور سے روشن نہیں ہوئے قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ھو الذی یصلی علیکم وملٰئکتہ لیخرجکم من الظلمٰت الی النور۔ وہی ہے جو تم پر صلوٰۃ بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ تمہیں اندھیرے سے روشنی کی طرف نکالے۔

یہ کام کون شخص کر سکتا ہے؟ خوب یاد رکھئے اصل چیز ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کی شخصیت

(باقی بر صفحہ ۸)

پیغامِ صلح

جلد ۳۲ | یوم چہار شنبہ مورخہ یکم ذیقعد ۱۳۶۴ھ | نمبر ۴۱

معرکۂ حق و باطل

خلیفہ صاحب قادیان نے تکفیر المسلمین کا فاسد عقیدہ ترک کر دیا

الفضل مؤرخہ ۲۴ ستمبر میں جناب خلیفہ صاحب قادیان کی طرف سے چند اہم سوالات کے جواب شائع ہوئے ہیں کسی دوست نے جن کا نام ظاہر نہیں کیا گیا اختلافی مسائل کے متعلق خلیفہ صاحب سے نہایت معقول اور وزنی سوالات کئے ہیں جن کے خلیفہ صاحب نے اپنے "بلیغ" علم کلام کی ٹیکنیک پر نہایت سطحی اور گول مول جوابات دیئے ہیں ان جوابات سے واضح ہوتا ہے کہ خلیفہ صاحب دلائل اور براہین کے میدان میں بالکل شکست کھا چکے ہیں اور لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ کے خدائی معیار کے مطابق ان کے عقائد پر وہ موت وارد ہو چکی ہے کہ ان کو دنیا کی کوئی طاقت اب زندگی نہیں بخش سکتی چنانچہ یہی وجہ ہے کہ انہیں اپنے ایک فاسد عقیدہ کے متعلق جو ان کے باطل مذہبی نظام کی اساس ہے صریح غلط بیانی سے کام لینا پڑا ہے بلکہ ترک کرنا پڑا ان مذکورہ سوالات میں سے پانچویں سوال کا ایک جزو ہے :-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نئی نبوت کے اجرا کا عقیدہ جس سے کل روئے زمین کے مسلمان کافر اور دائرہ اسلام سے خارج آپ نے ابتداء میں قرار دیئے اس کو آپ نے اب تک واپس نہیں لیا اور اور کوئی غیر مسلم کلمہ پڑھ کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے اقرار کے باوجود آپ کی نظر میں مسلمان نہیں جبتک کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا اقراری نہ ہو"

اس کا جواب دیتے ہوئے خلیفہ صاحب فرماتے ہیں :-

"یہ بالکل غلط ہے کہ میں نے سارے مسلمانوں کو کافر کہا میں نے اپنی عمر بھر میں کسی ایک مسلمان کو بھی کافر نہیں کہا وہ بھی اپنے کو مسلمان کہتے ہیں میں بھی انہیں مسلمان کہتا ہوں سوال تو حقیقت اسلام کے پائے جانے کا ہے سو اس بارہ میں اکثر غیر احمدیوں سے میں نے سنا ہے کہ اب مسلمانوں میں حقیقت اسلام باقی نہیں رہی اور غالباً آپ لوگ بھی یہی کہتے ہیں"

الفضل مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۴۵ء

آخر معرکۂ حق و باطل میں حق کو فتح اور باطل کو شکست ہوئی اور جماعت احمدیہ لاہور کی ایک طویل کشمکش کے بعد جناب خلیفہ صاحب کو اس عقیدہ کو خیرباد کہنا پڑا اور مرور زمانہ سے وہ اس نتیجہ پر پہنچ گئے کہ مسلمانوں کی تکفیر کا فاسد عقیدہ پنپ نہیں سکتا ہو سکتا ہے ہندوستان کے سیاسی مستقبل اور مسلم لیگ کے عروج نے بھی ان کے لئے بعض لمحات فکریہ پیدا کر دیئے ہوں اور وہ آنیوالی سیاسی مہم میں نئے ہتھیاروں سے مسلح ہو رہے ہوں اس سیاسی معرکہ کے لئے سب تیاریاں کر رہے ہیں خلیفہ صاحب کیوں پیچھے رہتے وہ سیاسی میدان کے پرانے شکاری ہیں انہیں بھی کوئی نیا دام تیار کرنا ضروری ہو۔ تکفیر مسلمین کے عقیدہ کا ترک خواہ کسی مصلحت پر مبنی ہو لیکن اس میں مطلق شک نہیں کہ یہ عقیدہ باطل ہے کیونکہ اس کے مزاج میں تلون ہے اور اسے ایک حالت پر قرار نہیں ورنہ صداقت تو ایک چٹان ہوتی ہے جسے کوئی طاقت اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتی۔ ہمیں تعجب اس بات پر ہوا کہ خلیفہ صاحب نے کس سادگی سے فرمایا کہ "یہ بالکل غلط ہے کہ میں نے سارے مسلمانوں کو کافر کہا میں نے اپنی عمر بھر میں کسی ایک مسلمان کو بھی کافر نہیں کہا وہ بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں میں بھی انہیں مسلمان کہتا ہوں" خلیفہ صاحب کی اس سادگی پر ہمیں تعجب ہے۔ یہ سادگی نہیں پرکاری ہے اور صرف پرکاری نہیں بلکہ صریح غلط بیانی اور جھوٹ ہے ذرا ملاحظہ فرمائیے خلیفہ صاحب کے مندرجہ ذیل ارشادات کہ ۱۹۱۱ء میں آپ نے رسالہ تشحیذ الاذہان میں ایک مضمون "مسلمان وہی ہے جو خدا کے سب ماموروں کو مانے" کے عنوان سے لکھا اس رسالہ کے صفحہ ۱۳۹ پر جملہ مسلمانان عالم پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"تیسری بات یہ معلوم ہوتی کہ جن پر تبلیغ نہیں ہوئی ان کا حساب خدا کے ساتھ ہے ہم نہیں جانتے کہ تبلیغ ان کو ہو چکی ہے یا نہیں کیونکہ کسی کے دلی خیالات پر آگاہ نہیں۔ اس لئے چونکہ شریعت کی بناء ظاہر پر ہے۔ ہم ان کو کافر کہیں گے"

اور صفحہ ۱۴۱ پر ہے :-

"پس نہ صرف اس کو جو آپ کو کافر تو نہیں کہتا مگر آپ کے دعوے کو نہیں مانتا کافر قرار دیا گیا ہے بلکہ وہ بھی جو آپ کو دل سے سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے کافر قرار دیا گیا ہے"

انوار خلافت میں جو ۱۹۱۶ء کی کتاب ہے اور اس میں جلسہ سالانہ ۱۹۱۵ء کی تقریریں میاں صاحب کی نظر ثانی سے قلمبند ہوئی ہے لکھا ہے :-

"ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں" صفحہ ۹۰

یہی تقریر اخبار فاروق مورخہ ۱۶ جنوری ۱۹۱۶ء کے صفحہ ۱۰ پر بالفاظ ذیل منقول ہے :-

"جیسے ایک غیر احمدی کا فرض ہے کہ جب تک وہ بیعت میں داخل نہ ہو مسیح موعود اور اس کے متبعین کو مسلمان نہ سمجھے ایسے ہی ایک احمدی کا فرض ہے کہ جو مسیح موعود کی بیعت میں نہیں اسے مسلمان نہ سمجھے"

کتاب آئینہ صداقت کے صفحہ ۳۵ پر لکھتے ہیں :-

"یہ تبدیلی عقیدہ مولوی صاحب تین امور کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ اول یہ کہ میں نے حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ خیال پھیلایا ہے کہ آپ فی الواقع نبی ہیں۔ دوم یہ کہ آپ ہی آیت اسمہ احمد کی پیشگوئی مذکورہ قرآن کریم (سورہ صف آیت ۶) کے مصداق ہیں۔ سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں"

ہم خلیفہ صاحب کے گذشتہ بیانات اور فتاوے کے موجودہ بیان سے مقابلہ کو عقلمندوں پر چھوڑتے ہیں اور اس فیصلہ کو بھی انہی پر چھوڑتے ہیں کہ کیا عوی مصلحیت کرنے والے کا اخلاقی معیار یہی ہونا چاہیئے۔ حقیقت یہ ہے کہ حق کے مقابلہ میں باطل کو شکست فاش ہوئی ہے۔ اور جماعت احمدیہ لاہور کے مسلسل جہاد نے خلیفہ صاحب کو تکفیر مسلمین کے عقیدہ کو ترک کرنے پر مجبور کر دیا ہے وہ مسلمانوں کو کافر کہتے رہے ہیں جیسا کہ مندرجہ بالا بیانات سے ثابت ہے لیکن اب وہ اس عقیدہ کو ترک کر چکے ہیں چشم ما روشن دل ما شاد ہمیں ان کے اس ترک پر خوشی ہے لیکن ان کی صریح غلط بیانی پر افسوس ہے۔

دوسرے انہوں نے یہ جو فرمایا ہے سوال تو حقیقت اسلام کے پائے جانے کا ہے اس کے متعلق گذارش ہے کہ خلیفہ صاحب حقیقت اسلام ایک نئی نبوت پر ایمان لانے کو قرار دیتے ہیں دوسرے مسلمان ایمانی اضمحلال اور کمزوری کو حقیقت اسلام کا فقدان خیال کرتے ہیں دونوں میں اصولی فرق ہے اس اصولی اختلاف کے ہوتے ہوئے خلیفہ صاحب کو کیا حق پہنچتا ہے کہ اس ضمن میں اپنی مشابہت دوسرے مسلمانوں کے ساتھ قائم کریں خلیفہ صاحب کو سیدھی اور صاف بات کرنی چاہیئے اور اخلاقی جرأت کے ساتھ اس امر کا اعتراف کرنا چاہیئے کہ وہ پہلے مسلمانوں کو کافر کہتے تھے لیکن اب انہوں نے یہ فتویٰ واپس لے لیا ہے لیکن ایسا وہ ہرگز نہیں کریں گے کیونکہ ایسا کرنے سے ان کا سارا باطل نظام گر جاتا ہے اور اس کے ساتھ خلافت کا قصر بالوبھی منہدم ہو جاتا ہے۔

گاندھی جی کے متعلق

امام مسجد ووکنگ کا بیان

چند دن ہوئے اخبارات میں مولوی عبد المجید صاحب امام مسجد ووکنگ کا ایک بیان شائع ہوا ہے۔ مولوی صاحب نے گاندھی جی کی سالگرہ کی تقریب لندن میں بیان دیتے ہوئے کہا "گاندھی جی نے سب سے منوا لیا ہے کہ وہ ہندوستان کے مسیح ہیں"۔ اگر یہ خبر درست ہے تو مولوی صاحب کا یہ مذکورہ بیان ہندوستان کے موجودہ سیاسی حالات سے انتہائی بے خبری پر مبنی ہے اس بیان سے موجودہ بحرانی حالت میں جماعت احمدیہ کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ اس لئے اس اعلان کی ضرورت ہے کہ جماعت احمدیہ گاندھی جی کو ان کی موجودہ پالیسی اور روش کے پیش نظر ہندوستان میں مسلمانوں کی آزادی اور اسلام کے مستقبل کے لئے ایک بہت بڑا خطرہ سمجھتی ہے اور مسلم لیگ کے سیاسی نصب العین اور لیگ کے قائد اعظم کی قیادت پر اسے مکمل اعتماد ہے۔ مولوی صاحب نے مسیح کے لفظ کا استعمال بھی غیر ذمہ داری کے ساتھ کیا ہے جو سلسلہ کی روایات کے خلاف ہے۔ مفصل بیان کے لئے قارئین پیغام صلح آئندہ پرچہ کا انتظار کریں۔

خطۂ کشمیر کے دور افتادہ شہر بھدرواہ میں مناظرہ اور جلسہ

از جناب مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی۔

قسط نمبر ۲

(۱) مسیح زندہ آسمان پر ہے کیونکہ خدا نے اسے اپنی طرف اُٹھا لیا۔ (۲) یہود نے اسے صلیب پر مارا نہ قتل کیا لہذا زندہ ہے (۳) بل رفعہ اللہ الیہ میں بل اضرابیہ ابطالیہ ہے اس لئے خدا نے صلیب و قتل کی نفی کر کے اسکو زندہ اٹھا لیا (۴) فلما توفیتنی کے معنی ہیں فلما رفعتنی۔ (۵) اربعین میں مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ کا وعدہ مسیح سے یہ تھا کہ میں تجھے صلیب سے بچاؤں گا (۶) مسیح کے متعلق قرآن مجید میں لکھا ہے وانہ لعلم للساعۃ کہ وہ قیامت کا نشان ہے لہذا وہ قیامت سے پہلے ضرور آئے گا۔ (۷) یعلمہ الکتاب والحکمۃ اللہ تعالےٰ اسے قرآن سکھائے گا اور حکمت دے گا مطلب یہ ہے کہ مسیح آسمان سے نازل ہو کر قرآن مجید پڑھے گا۔ (۸) پھر فرمایا وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ہر ایک اہل کتاب مسیح کی موت سے پہلے اس پر بعد نزول ایمان لائے گا (۹) حدیث میں جزیہ موقوف کرے گا خنزیر کو قتل کرے گا۔ (۱۰) حضور صلعم نے قسم کھا کر فرمایا کہ مسیح ضرور تم میں نازل ہوگا۔ (۱۱) تفسیر ابن عباس میں ہے ینزل من السماء آسمان سے اترے گا (۱۲) ۴۵ برس تک زندہ رہے گا پھر میری قبر میں دفن ہوگا (۱۳) مسیح نے پنگھوڑے میں باتیں کیں کہولت یعنی بڑھاپے میں بھی کرے گا۔ (۱۴) دمشق کے شرقی مینار پر نازل ہوگا یہ بھی حدیث میں ہے۔ (۱۵) براہین احمدیہ میں مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ مسیح زندہ ہے اور آسمان سے اترے گا۔ (۱۶) اور براہین احمدیہ کو مرزا صاحب نے قطبی یعنی نہ ٹلنے والی کتاب کہا ہے (۱۷) یوحنا اور ابن مریم دونوں کا آسمان پر ہونا لکھا ہے (۱۸) صحیح مسلم میں ہے آسمان سے اترے گا (۱۹) صلیب پر دیئے جانے کا عقیدہ یہود و نصارےٰ کا ہے (۲۰) مسلمانوں کا عقیدہ ہے دوبارہ آئے گا۔

یہ وہ ۲۰ دلائل ہیں جو لال حسین نے ۲۰ منٹ میں اپنی نوٹ بک سے فرفر پڑھ کر سنا دیئے اور یہ سمجھ لیا کہ ۲۰ منٹ میں ان کا جواب نہیں ہو سکے گا۔ میں نے فوراً بازار سے سفید کاغذ منگوا کر اعتراضات لکھ لئے اور ۲۰ منٹ میں جوابات دیکر اس پر معارضہ کر دیا پوچھا گیا خدا نے اپنی طرف اُٹھا لیا، کیا خدا صرف آسمان پر کسی خاص جگہ بیٹھا ہے کیونکہ ایک جسم کا دوسری طرف کسی خاص جگہ پر جانا اس کی نہایت اور محدودیت کو ثابت کرتا ہے اللہ تعالےٰ محیط ہے محاط نہیں اس کے لئے خاص جگہ مقرر کرنا اسے محاط بنانا ہے آسمان کے اوپر اُٹھا لیا اس لئے غلط ہے کہ آسمان اوپر ہی نہیں نیچے امریکہ کے سر پر بھی ہے بلکہ زمین کے چاروں طرف ہے جو لوگ آسمان کو صرف اوپر مانتے ہیں وہ اس کی گردش دوری (زیر و بالا) مانتے ہیں پس مسیح اور خدا کبھی ہماری اوپر کی سمت ہوں گے کبھی چکر کھا کر نیچے اور دن رات اس گردش میں سرگردان ہوں گے۔

ع رات دن گردش میں ہیں سات آسمان

خدا نے مسیح کو اپنی طرف اُٹھا لیا یعنی آسمان پر تو حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں "انی ذاھب الی ربی سیھدین" میں خدا کی طرف جاتا ہوں وہ مجھے راہ دکھائیگا کیا حضرت ابراہیم بھی آسمان پر چلے گئے۔ یرفع الذین امنوا الخ کیا تمام مومنوں کو اللہ آسمان پر جسم سمیت اُٹھا لیتا ہے (۲) اگر یہود نے اسے نہ صلیب پر مارا نہ قتل کیا تو کیا اور کوئی ذریعہ موت کا نہیں صحیح یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اسے وفات دی (یہود نے نہیں مارا) (۳) صرف بل ابطالیہ کبھی خدا کے کلام کے لئے نہیں آتا کیونکر ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ فرمائے وما قتلوہ وما صلبوہ اور اس کے بعد بل لاکر اپنی کلام کا ابطال کرے اس لئے بل یہاں اضرابیہ بیان کرنے کے لئے ہے جیسا کہ فرمایا "قالوا اضغاث احلام بل افتراہ بل ھو شاعر" انھوں نے کہا پراگندہ خیالات اور بےتعبیر خواب ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر افتراء ہے مزید برآں کذاب ہے (فان الشاعر فی القرآن عبارۃ عن الکاذب بالطبع)

(۴) توفیتنی (تو نے مجھے وفات دی) کے معنے رفعتنی (تو نے مجھے اُٹھا لیا) یہ بھی کہدیا ہوتا کہ یہ معنی حضرت مسیح کے ساتھ خاص ہیں اور کہیں نہیں (۵) صلیب سے بچانے کا مطلب صلیب پر وفات نہ ہونا ہے (۶) مسیح قیامت کا نشان ہے یعنی بنی اسرائیل کی قیامت کا اس لئے کہ وہ بنی اسرائیل کا آخری نبی تھا اس کے لئے انجیل دوبارہ پڑھو (۷) اللہ تعالےٰ مسیح کو جو قرآن مجید سکھائے گا تو یہ اس کی وحی ہوگی جو قرآن کے بعد منع ہے ورنہ مسیح نبی ہو کر کیا مولویوں سے قرآن پڑھے گا (۸) اہل کتاب کا ایمان شرعی نہیں بلکہ غلط یقین ہے جو اہل کتاب اپنی موت سے پہلے پہلے رکھتے ہیں مگر قیامت کے دن ان پر حقیقت کھلے گی۔ یہود و نصاریٰ کا قیامت تک رہنا فاغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ سے ثابت ہے اور فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ مسیح کے پیروؤں نے اس کے منکروں پر قیامت تک غالب رہنا ہے تو یہود کیسے ایمان لا سکتے ہیں جبکہ یہود نے مغلوب اور مسلمانوں اور نصاریٰ نے ان پر غالب رہنا ہے پس غالب و مغلوب کا وجود قیامت تک رہے گا سب کا ایمان مسیح پر ہو نہیں سکتا (۹) مسیح موعود کے وقت میں جزیہ موقوف ہی ہے قتل خنزیر سے مراد خنزیر کا شکار نہیں بلکہ خنزیر طبع لوگوں کا دلائل سے قتل ہے۔ (۱۰ و ۱۱) مسیح ہم میں نازل ہوا اور وہ ہمارا امام ہے صحیح بخاری میں اسی طرح ہے کہ وہ تمہارا امام تم میں سے ہوگا نازل ہونے کے معنی آسمان سے اترنا نہیں قرآن مجید میں چارپائے لباس۔ لوہا سب آسمان سے اترنا بتایا گیا ہے حالانکہ یہ اسی زمین سے پیدا ہوتے ہیں (۱۲) میری قبر میں دفن ہوگا سے مراد کیا رسول اللہ صلعم کے مرقد مبارک میں اکھاڑ کر یا شگاف کرکے دفن ہوگا بلکہ قبری سے مراد عالم قبر ہے یا حالت مابعد الموت ہے (۱۳) کہولت (بڑھاپے) سے مراد نہیں بلکہ بلوغت اور کمال جوانی مراد ہے ورنہ بوڑھوں کی سی باتیں یا دو حالتیں بچپن اور بڑھاپے کی اس پر آنا بتایا ہے جو اس کے خدا اور خدا کا بیٹا ہونے کے خلاف دلیل ہے (۱۴) آسمان سے زمین پر نہ اترنے بلکہ مینارہ پر اترنے میں کوئی حکمت نہیں شاید آسمان سے اترا اور کھجور پہ اٹکا کی مثل کو پورا کرنا ہے (۱۵ و ۱۶) براہین احمدیہ قطعی ہے بلحاظ دلائل کے نہ بلحاظ کسی رسمی بات کے بیان کرنیکے (۱۷) یوحنا بھی آسمان پر نہیں اور نہ ابن مریم ہے (۱۸) صحیح مسلم میں آسمان سے اترنے کا کوئی ذکر نہیں (۱۹ و ۲۰) جسم سمیت آسمان پر جانے کا عقیدہ نصاریٰ کا ہے آپ اُن سے تشبہ کیوں کرتے ہیں آپ قرآن مجید کی کوئی ایک آیت بتایئے جس میں آسمان پر جانے اور اس وقت تک الآن کما کان زندہ رہنے کا ذکر ہو قرآن مجید تو فرماتا ہے کانا یاکلان الطعام مسیح اور اس کی ماں دونوں کھانا کھایا کرتے تھے دونوں کو ماضی کے صیغہ میں بیان کرنا بتاتا ہے کہ اب دونوں میں سے کوئی بھی نہیں کھاتا یعنی دونوں فوت ہو گئے ہیں انسان کے اس جسم کے ساتھ کھانا پینا لازمۂ بشریت ہے اور یہ اشارہ ہے کہ باقی حوائج بشری پیشاب پاخانہ سونا جاگنا بدل ما یتحلل وغیرہ وغیرہ سب لازمی ہیں، آسمانی زندگی ان باتوں سے پاک ہے اور یہی روحانی زندگی ہے۔

اس کے بعد لال حسین نے کہا خدا آسمان پر نہیں بلکہ وہ لامکان ہے میں نے کہا تو مسیح کا لامکان کی طرف جانے کے معنی یہ ہوئے کہ وہ بھی لامکان ہو گیا یعنی آسمان پر نہیں۔ کبھی کہا روح آسمان پر جاتی ہے جسم بھی جا سکتا ہے مگر سوال یہ ہے کہ اس جسم کیساتھ مسیح آسمان پر چلا گیا روح جاتی ہے تو جایا کرے آپ اس بات کو حل کیجئے کہ مسیح کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اُٹھا لیا ایک جسم کا دوسرے کی طرف اُٹھنا دوسرے کو بھی محدود جسمانی اور محاط ثابت کرتا ہے۔

غرض اسی طرح کی بے معنی اور نامعقول باتیں کرتا رہا اور معقول جواب پاتا رہا یہانتک کہ تمام تعلیمیافتہ ہندو۔ وکلا وغیرہ اور مسلمانوں نے مناظرہ کے بعد کہا کہ لال حسین معقول باتوں کا نامعقول جواب دیتا تھا بلکہ مخالفین نے بھی اقرار کیا کہ مسیح کا زندہ آسمان پر چڑھ جانا ثابت نہیں ہو سکا اور اس نے شاگرد ہو کر جو زبان درازی مولوی صاحب کے حق میں کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بازاری آدمی ہے اور مولوی صاحب نے بزرگ ہونے کی وجہ سے اس کے جواب میں کوئی سخت کلمہ نہیں کہا اور نہ اس کی درشت گوئی پر کوئی نوٹس لیا۔ (باقی آیندہ)

اخبارِ احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— محترم ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب فرماتے ہیں کہ ان کی بہن پانچ چھ ماہ سے بیمار ہیں اور مریضہ کا خوردسال بچہ والدہ کی بیماری کی وجہ سے بیمار اور کمزور رہتا ہے ان ہر دو عزیزوں کی بیماری کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب کو بے حد تشویش ہے بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ان کی صحت اور شفایابی کے لئے حضور قلب سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں جلد شفا عطا فرمائے۔ آمین۔

— مکرم مولینا عمرالدین صاحب شملوی بمبئی میں فروکش ہیں وہ بمبئی کے ہندو مسلم فساد کی وجہ سے احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ دوست ان کے لئے درد دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ان کی حفاظت فرمائے۔

— جماعت کے متعدد دوست بیمار ہیں اور بعض دوسری مشکلات میں مبتلا ہیں ان کی صحت اور آسودگی کے لئے دعا کی درخواست ہے +

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

مینیجر

حضرت مولوی محمد علی صاحب کا مقام

احادیث نبویہ والہامات وارشادات امام عصر حاضر کی روشنی میں

از محترم جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

قسط نمبر ۴

حضرت مولوی صاحب کے نہ گرنے کا ایک اور ثبوت

گذشتہ قسط میں ایک بیّن ثبوت کے ذریعہ یہ ثابت کیا جاچکا ہے کہ حضرت اقدس ر ہمارے امیر حضرت مولوی محمد علی صاحب کے مقام کے متعلق جو انکشاف ہوا ہے وہ صاف طور پر بتلا رہا ہے کہ مولوی صاحب موصوف روحانیت میں ایسا کمال حاصل کرچکے تھے کہ جس کے بعد گرنے کا احتمال باقی نہیں رہتا اب میں ذیل میں حضورؑ کی ایک اور تحریر نقل کرتا ہوں جس سے اس امر کا مزید ثبوت ملتا ہے کہ حضرت مولوی صاحب کے لئے اس مقام سے گرنے کا احتمال باقی نہیں رہا۔ وہ تحریر یہ ہے:۔

"پس جو کوئی میری موجودگی اور میری زندگی میں میری منشاء کے مطابق میری اغراض میں مدد دے گا میں امید رکھتا ہوں کہ وہ قیامت میں بھی میرے ساتھ ہوگا"
(تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۵۴)

عبارت مندرجہ بالا میں جو لفظ "اغراض" استعمال ہوا ہے اس سے حضورؑ کی جو مراد ہے اسکو حضورؑ نے خود ہی کھول کر اشتہار کے شروع میں ہی بیان کردیا ہے حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"چونکہ ہماری تمام جماعت کو معلوم ہوگا کہ اصل **غرض** خدا تعالےٰ کی میرے بھیجنے سے یہی ہے کہ جو جو غلطیاں اور گمراہیاں عیسائی مذہب نے پھیلائی ہیں ان کو دور کرکے دنیا کے عام لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کیا جائے اور اس **غرض** مذکورہ بالا کو جس کو دوسرے لفظوں میں احادیث صحیحہ میں "**کسر صلیب**" کے نام سے یاد کیا گیا ہے پورا کیا جائے۔ اس لئے اور انہیں "**اغراض**" کو پورا کرنے کے لئے رسالہ انگریزی جاری کیا گیا ہے"

عیسائی مذہب کی پھیلائی ہوئی غلطیوں اور گمراہیوں کے دور کرنے کی تڑپ حضورؑ کے دل میں کس قدر تھی اس کا اندازہ احباب کرام حضورؑ کی اس تحریر سے لگا سکتے ہیں جو پیغام صلح مجریہ ۲۹ ستمبر ۱۹۴۵ء کے صفحہ ۲ کالم ۱ پر شائع ہو چکی ہے اس تحریر میں حضورؑ نے اس امر کے متعلق اپنے درد دل کو ناقابل برداشت حد تک پہنچا ہوا قرار دیا ہے اور اس میں بتلایا ہے کہ یہ درد حضورؑ کے لئے سخت غم اور پریشانی کا موجب بنا رہا ہے یہاں تک کہ حضورؑ کے اس درد دل کا علاج خدا تعالےٰ نے یہ کیا کہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے جاری کرنے کی تجویز سجھادی اس رسالہ کو حضورؑ نے اپنے فرض منصبی یعنی کسر صلیب کے کام کو پورا کرنیکا ذریعہ ٹھیرایا اور اس کام کو سرانجام دینے کے لئے حضورؑ کی نظر انتخاب جس شخص پر پڑی وہ مولوی محمد علی صاحب تھے اگرچہ مولوی صاحب موصوف ایم۔اے اور ایل۔ایل۔بی کا امتحان پاس کرچکے تھے اور وکالت شروع کرنے والے تھے اور ادھر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنری کے امتحان مقابلہ کے لئے بھی آپ کا نام منظور ہوچکا تھا لیکن حضرت اقدس نے ان کے اندر دینی خدمت کے سچے جذبہ کو ملاحظہ فرماتے ہوئے اور اس بات کا یقین کرتے ہوئے کہ مولوی صاحب موصوف ضرور دین کو دنیا پر مقدم کریں گے انہیں اس رسالہ کی ایڈیٹری کے کام کو سنبھالنے کا ارشاد فرمایا جس کی تعمیل حضرت مولوی صاحب نے بصد خوشی اور پورے انشراح صدر کے ساتھ اسے اپنی سعادت یقین کرتے ہوئے کی اور اس خدمت کو حضورؑ کی زندگی میں بھی اور حضورؑ کے بعد بھی اب تک سرانجام دیتے چلے آرہے ہیں گویا حضرت مولوی صاحب نے حضرت اقدسؑ کی اس غرض کو پورا کرنے کے لئے مالی اور جانی دونوں قسم کی قربانی کرکے اپنے آپ کو آیت ان اللہ اشترٰی من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ کا مصداق ثابت کردیا مالی قربانی تو اس طرح کی کہ اپنے دنیاوی درخشاں مستقبل پر محض دین کی خدمت کی خاطر لات ماردی اور نفس کی قربانی اس طرح کی کہ اپنا سارا وقت اور ساری قوت خدمت دین میں صرف کردی پس یہی وہ غرض ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"پس جو کوئی میری موجودگی اور میری زندگی میں میری منشاء کے مطابق میری اغراض میں مدد دے گا میں امید رکھتا ہوں کہ وہ قیامت میں بھی میرے ساتھ ہوگا"

حضرت مولوی صاحب کے شدید سے شدید دشمن اور غالی سے غالی معاند بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتے کہ حضرت مولوی صاحب یقیناً وہ شخص ہیں جن کے وجود میں "حضورؑ کی موجودگی میں" "حضورؑ کی زندگی میں" اور "حضور کے منشاء کے مطابق" امداد کرنے کی تینوں شرائط پوری ہوئی ہیں یعنی حضرت مولوی صاحب حضرت اقدسؑ کی موجودگی میں حضورؑ کی اغراض میں مدد کرتے رہے حضورؑ کی تمام زندگی میں حضورؑ کی اغراض میں معاون بنے رہے اور حضورؑ کی منشاء کے مطابق حضورؑ کے مقاصد کو دنیا میں پہنچاتے رہے پس جبکہ یہ تینوں باتیں آپ میں واضح طور پر پائی جاتی ہیں تو اس امر کو تسلیم کئے بغیر چارہ ہی نہیں کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب قیامت کے روز بھی حضورؑ کے ساتھ ہی ہوں گے کیونکہ شرائط کے پائے جانے کے بعد نتیجہ کا پایا جانا لازمی ہے اس میں تخلف جائز نہیں کیا یہ وعدہ عشرہ مبشرہ والے وعدہ کی قسم کا نہیں امید کے لفظ سے کوئی شخص حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش نہ کرے کیونکہ ایسے مواعید کے لئے قرآن شریف میں بھی عسٰی کا لفظ استعمال ہوا ہے اور معنی یقینی وعدہ کے ہی ہوتے ہیں پس جبکہ یہ ثابت ہوگیا کہ حضرت مولوی صاحب قیامت کے دن حضرت اقدس کے ساتھ ہونگے تو جناب میاں صاحب یا ان کے رفقاء کا یہ کہنا کہ حضرت مولوی صاحب بوجہ میاں صاحب کی بیعت نہ کرنے کے اصل مقام سے گرچکے ہیں باطل ہوجاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی ان کا یہ عقیدہ بھی پاش پاش ہوجاتا ہے کہ میاں صاحب کی بیعت نہ کرنے یا کرکے توڑ دینے سے انسان کا خدا سے کوئی تعلق نہیں رہتا یا انسان دہریہ بن جاتا ہے۔

میاں صاحب کے اس بے بنیاد دعوے کا بطلان واقعات سے بھی ہو رہا ہے کیا میاں صاحب کی بیعت نہ کرنے سے اللہ تعالیٰ نے حضرت مولوی صاحب سے خدمت دین کی توفیق چھین لی یا وہ برابر ۳۱ سال سے خدمت دین میں میاں صاحب سے بھی سبقت لے جانے والے ثابت ہوتے چلے آرہے ہیں۔

حضرت اقدس کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے قرآن شریف کا انگریزی اور اردو زبانوں میں خود ترجمہ کیا ڈچ اور جرمن زبانوں میں کروایا اسی طرح اب بعض دیگر زبانوں میں کروا رہے ہیں عقائد اسلام پر انگریزی زبان میں مبسوط کتاب لکھی بخاری کا ترجمہ کیا، نبی کریم صلعم کی سیرت پر کتاب لکھی اسی طرح اسلام کی صداقت پر کافی لٹریچر پیدا کیا سینکڑوں کو اسلام میں داخل کیا ہزاروں کے دلوں کو اسلام کی طرف مائل کردیا۔ اسلام کے روشن چہرہ سے گرد وغبار کو دور کیا عیسائیت کو پاش پاش کردیا پھر اس زمانہ کے امام حضرت مسیح موعود و مہدی معہود جن کو آپ خدا کی طرف سے صادق امام یقین کرتے تھے ان کی صداقت پر "تحریک احمدیت" اور "مسیح موعود" "ضرورت مجدد" وغیرہ جیسی بے نظیر کتب تصنیف کیں پھر حضورؑ کے سوانح حیات پر مبسوط کتاب "مجدد اعظم" کے نام سے شائع کروائی جس کی توفیق جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء کو آج تک نہیں ملی۔ پھر نبوت کے مسئلہ پر روشنی ڈالنے کے لئے النبوۃ فی الاسلام جیسی جامع کتاب لکھی جس کے جواب سے آج تک میاں صاحب عاجز ہیں غرضیکہ اس تمام عرصہ میں اندرونی اور بیرونی فتنوں کا سر کچلنے کے لئے برابر ۴۴ سال سے آپ جہاد میں مصروف ہیں، میاں صاحب کی بیعت میں داخل نہ ہونا اس جہاد میں روک بننا تو کجا بلکہ ان جہادی کوششوں میں اضافہ کا ہی موجب ہوا ہے۔

یہ تو میاں صاحب کے مقابل میں آپ کے علمی کارنامے ہیں روحانی مقابلہ میں بھی آپ اس وقت تک میاں صاحب پر غالب ہیں آپ کا عقیدہ کہ حضرت مسیح موعود نے شروع دعوے سے لیکر آخر عمر تک اپنے مقام کے متعلق ایک ہی عقیدہ رکھا ۱۹۰۱ء وغیرہ میں قطعاً کوئی تبدیلی نہیں کی بمقابل میاں صاحب کہ ان کا دعوے ہے کہ حضرت اقدسؑ نے ۱۹۰۱ء میں اپنا عقیدہ تبدیل کرلیا تھا حضرت مولوی صاحب نے تو اپنے عقیدہ پر ۱۹۱۵ء میں ہی حلف اٹھائی تھی لیکن میاں صاحب باوجود اس کے کہ بارہا ان سے مطالبہ ہوا آج تک نہ وہ اور نہ ان کے ساتھی اس امر پر حلف اٹھا سکے ہیں کہ ۱۹۰۱ء میں اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" شائع ہونے پر انہوں نے سمجھ لیا تھا کہ حضرت اقدس نے اپنے پہلے دعوے میں تبدیلی کرلی ہے۔ واقعات بتلاتے ہیں کہ اس حلف پر حضرت مولوی کو قطعاً کوئی گرفت نہیں ہوئی اس سے ثابت ہوا کہ ان کی حلف درست تھی اسی طرح اور کئی مواقع پر میاں صاحب کو مباحثہ ومباہلہ کے لئے بلایا گیا مگر وہ آج تک گریز ہی کرتے چلے آرہے ہیں ہاں حقیقت پر پردہ ڈالنے کی انہیں خوب مشق ہے اس سے وہ اسی طرح فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں جس طرح حضرت اقدسؑ کے مقابل غیر احمدی علماء فائدہ اٹھایا کرتے تھے۔

حضرت مولوی محمد علی صاحب کے متعلق احادیث نبویہ میں ایک اور پیشگوئی

حضرت مولوی محمد علی صاحب کی جو شان احادیث نبویہ میں بیان ہوئی ہے اس کے بعض حصوں کے متعلق قسط اول میں کچھ عرض کرچکا ہوں لیکن کسر صلیب یعنی عیسائی فتنہ کو پاش پاش کرنے اور اس کی پھیلائی ہوئی گمراہیوں کو دور کرنے کے کام کو سرانجام دینے کے لئے اپنی امداد کے لئے مسیح موعود و مہدی معہود نے آپ کو جو امیر مقرر کیا اس کے متعلق بھی احادیث نبویہ میں پیشگوئی موجود ہے مقام کی مناسبت کے لحاظ سے اس کا ذکر بھی اس جگہ خالی از فائدہ نہ ہوگا نواب صدیق حسن خاں صاحب اپنی کتاب حجج الکرامہ کے صفحہ ۴۴۳ پر لکھتے ہیں کہ قحطانی کے

مدینہ روم کو فتح کرنے کے معنی یہ ہیں کہ وہ شخص سریہ یعنی چھوٹے لشکر کا امیر ہوگا جس کو مہدی فتح روم کے لئے بھیجے گا اور قحطانی اس شہر کو مہدی کی تبعیت میں فتح کریگا قسط اول میں میں بتلا چکا ہوں کہ قحطانی صفاتی نام ہے جو بوجہ دشمن پر شدید ہونے کے ہے۔ مہدی کے پہلے خلیفہ اور نیز اس شخص پر بولا گیا ہے جو مہدی کے اہل بیت میں سے والی بننے والے کے مقابلہ پر کھڑا ہوگا حدیث نبوی بتلا رہی ہے کہ مہدی کی طرف سے قحطانی روم کی فتح کے لئے امیر مقرر ہوگا اور یہ مسلم ہے کہ روم کی فتح سے مراد عیسائیت کی فتح ہے۔ اور اس کی پھیلائی ہوئی گمراہیوں کو دور کرنا ہے اور حضرت مہدی زمان نے اپنا یہی کام بتلایا ہے اور اس فرض کی ادائیگی کے لئے حضور نے رسالہ ریویو آف ریلیجنز جاری کیا اور اسی کو حضور نے صلیب کو توڑنے کا ذریعہ ٹھیرایا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس کام پر حضور نے حضرت مولوی نورالدین صاحب رضؓ کو مقرر نہیں کیا بلکہ حضرت مولوی محمد علی صاحب کو مقرر کیا پس واقعات نے بتلا دیا کہ حدیث نبوی میں تو یہ پیشگوئی ہے کہ مہدی قحطانی کو اس سریہ کا امیر مقرر کرے گا جو روم کے ساتھ نہ صرف جنگ کرے گا بلکہ مہدی کی تبعیت میں اسے فتح بھی کرے گا اس سے مراد دوسرا قحطانی یعنی وہی شخص ہے جو اہل بیت میں سے بننے والے والی کے خلاف کھڑا ہوگا اور واقعات کی روشنی میں یہ امر بپایۂ ثبوت پہنچ گیا ہے کہ وہ شخص حضرت مولوی محمد علی صاحب ہی ہیں حضرت مولوی محمد علی صاحب ہی رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر مقرر کئے گئے تھے اور حضرت مسیح موعودؑ نے انہی کے سپرد اس رسالہ کا نظم و نسق کیا۔

یہ بات تو مانی ہوئی ہے کہ حضورؑ کی جنگ روم یعنی عیسائیت کے ساتھ ظاہری اسلحہ سے نہیں بلکہ دلائل و تفسیر کے اسلحہ سے ہے اور اس حقیقت کا انکار بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کہ حضرت مولوی صاحب موصوف نے قصر عیسائیت پر دلائل کی وہ گولہ باری کی کہ اس کو جڑھوں سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے زبردست دلائل پر مشتمل اور حق و حکمت سے بھرے ہوئے مضامین کی جو دھاک اہل اسلام اور دیگر مذاہب پر عموماً اور عیسائیوں پر خصوصاً بیٹھی۔ اس سے ہر شخص اس رسالہ کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتا تھا۔ جناب میاں میاں صاحب اور ان کے رفقا جو حضرت مولوی صاحب کے ساتھ محض حسداً من عند انفسہم کی بنا پر عناد رکھتے ہیں آج جو چاہیں حضرت مولوی صاحب کے حق میں کہیں لیکن اس حقیقت سے وہ بھی انکار نہیں کر سکتے۔ کہ حضرت مولوی صاحب موصوف یقیناً فاتح روم یعنی عیسائیت ہیں۔ حدیث میں سریہ کے لفظ سے اسطرف بھی اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولوی صاحب جماعت کے جو امیر ہونگے جو تعداد میں مقابلۃً قلیل ہوگا۔ کیونکہ سریہ چھوٹے لشکر کو کہتے ہیں لیکن کام میں دوسروں پر سبقت لے جائیگا۔ کیونکہ عیسائیت کا فتنہ اس کے ہاتھ سے پاش پاش ہوتا ہے۔ حدیث میں اس امیر کو تبیع یمن سے قرار دیا گیا ہے اور تبع کے معنی عربی زبان میں ظل کے ہوتے ہیں گویا اس سریہ کے امیر کو مسیح موعود و مہدی معہود کا ظل بھی ٹھیرایا گیا ہے۔ اور اس سے بھی آپ کے مقام کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ حدیث میں اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے۔ کہ اس امیر اور سریہ کو عیسائیت پر فتح مہدی کی تبعیت میں حاصل ہوگی۔ پس جبکہ عیسائیت پر فتح ہو رہی ہے۔ تو ماننا پڑے گا کہ جماعت لاہور اور اس کے امیر کو مہدی معہود کی تبعیت بھی حاصل ہے۔

پس ان واقعات کو سامنے رکھتے ہوئے ہماری جماعت کے لئے یہ خوشی سے اچھلنے کا مقام ہے۔ کہ ان کے امیر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے تیرہ سو برس قبل ان کا امیر قرار دیا ہے۔ اور انہیں وہ جماعت ٹھیرایا ہے۔ جس کی مدد سے ان کا امیر عیسائیت کے جھنڈے کو سرنگوں اور اسلام کے جھنڈے کو بلند کرے گا۔

خلاصہ کلام یہ کہ ادھر قرآن شریف مولوی محمد علی صاحب جیسے مجاہد شخص کے متعلق جنت کی بشارت دیتا ہے۔ ادھر حدیث نبوی آپ کو فاتح عیسائیت اور مسیح موعود کا ظل اور ان کا کامل متبع قرار دیتے ہوئے حضورؑ کی جماعت کے اس حصے کا جس کی مدد سے عیسائیت پر فتح حاصل ہونی ہے امیر ٹھیراتی ہے۔ اور دوسری طرف حضرت اقدس اس شخص کے متعلق وعدہ دیتے ہیں۔ کہ وہ قیامت کے روز حضورؑ کے ساتھ ہوگا۔ اور پھر ان سب کے علاوہ حضور کے الفاظ میں حضرت مولوی محمد علی صاحب کے متعلق صریح بشارت موجود ہے۔ کہ وہ اپنے روحانی مقام سے نہیں گرینگے اور پھر واقعات کی بھی یہی شہادت ہے کہ وہ گرنے سے محفوظ چلے آرہے ہیں تو ان تمام امور کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مولوی محمد علی صاحب کے بارہ میں ایک سچے احمدی کا طرز عمل کیا ہونا چاہیئے اس کا فیصلہ وہ خود ہی کرلے مجھے اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ حضرت مولوی صاحب کی پوزیشن کو جماعت کی نظر میں گرانے اور ان کے دلوں میں آپ کے خلاف جذبۂ نفرت بھڑکانے کے لئے جناب میاں صاحب اور ان کے بعض خاص رفقا کی طرف سے یہ بھی پراپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ حضرت مولوی صاحب نے غیر احمدیوں سے روپیہ لینے کی طمع سے اپنی تفسیر بیان القرآن کو حضرت اقدس کے ذکر سے خالی رکھا ہے چنانچہ اسی سلسلہ میں رسالہ فرقان دسمبر ۱۹۴۲ء کے صفحہ ۱۶ پر شائع کیا گیا ہے:۔

"مولوی محمد علی صاحب کے "بیان القرآن" پڑھیں گے تو وہ یہ کہنے پر مجبور ہونگے کہ سارا قرآن ہی حضرت مسیح موعود کے ذکر سے خالی ہے"

پھر لکھا ہے:۔

"سچ یہی ہے کہ غیر احمدیوں سے "بہت سا روپیہ" لینے کا خیال مولوی محمد علی صاحب پر غالب آگیا اور انھوں نے بیان القرآن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذکر کو خارج کر دیا۔"

اللہ اللہ! کس قدر کمینہ حملہ ہے جو ایک خادم دین اور حضرت مسیح موعودؑ کے ایک مخلص حواری کی نیت پر کیا گیا اور کس قدر سیاہ جھوٹ ہے جو بولا گیا ہے۔ افسوس اس کمینہ حملہ کے کرتے وقت نبی کریم صلعم کا فرمان ھل شققت قلبہ بھی انہیں ...... یاد نہ رہا اور اس قدر سیاہ جھوٹ بولتے ہوئے قرآن کریم کا صریح حکم بھی یاد نہ رہا۔ حضرت مولوی صاحب نے قرآن شریف کی تفسیر انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں شائع کی ہے۔ ان دونوں کی تمہید کے چند فقرے ہی ان اہل فرقان کے جھوٹ کو واضح کرنے کے لئے کافی ہیں انگریزی تفسیر کے دیباچہ میں حضرت مولوی صاحب فرماتے ہیں جسکا ترجمہ یہ ہے۔ سب سے آخر میں میں یہ کہوں گا کہ

اس ترجمہ کی سب سے اچھی اور بہترین باتیں اس زمانہ کے سب سے بڑے مذہبی رہنما حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ان انفاس طیبہ کا نتیجہ ہیں جو میرے اندر انہوں نے پھونکے ہیں اس علم و معرفت کے چشمہ سے میں گہرے طور پر سیراب ہوا ہوں جو اس مصلح اعظم (مجدد زمان و مہدی دوران) بانی جماعت احمدیہ نے بہایا ہے۔"

پھر بیان القرآن کے دیباچہ میں فرماتے ہیں:۔

"بالآخر اس بات کا ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے۔ کہ گو قرآن شریف کی اس ناچیز خدمت میں میں نے سلف صالحین کی محنت سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ مگر میری زندگی میں جس شخص نے قرآن کریم کی محبت اور خدمت قرآن کا شوق پیدا کیا۔ وہ اس صدی کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں۔ اور ان کے بعد خدمت قرآن میں جس شخص نے مجھے اس راہ پر ڈالا وہ استاذی المکرم حضرت مولوی نورالدین صاحب مرحوم ہیں۔ اگر کسی شخص کو میری اس ناچیز خدمت سے فائدہ پہنچے۔ تو وہ جہاں میرے لئے دعا کرے ان بزرگوں کے لئے بھی دعا کرے میں محض مٹی ہوں۔ اگر اس میں کچھ خوشبو کسی کو معلوم ہو تو وہ کسی اور کی پھونکی ہوئی روح ہے

جمال ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہمہ خاکم کہ ہستم"

غور کرو جس تفسیر کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے ذکر سے خالی ہے اس میں تو حضرت مسیح موعود چھوڑ حضرت مولوی نورالدین صاحب رضؓ کا ذکر بھی موجود ہے

غیر احمدیوں کے عقائد کا رد اس مضمون کے لکھنے والے مولوی صاحب یہ تو بتلائیں کہ جس شخص کے دل میں محض روپیہ کی طمع ہو کیا وہ ان لوگوں کے عقیدہ کے خلاف بھی قلم اٹھا سکتا ہے جن سے اسے روپیہ حاصل کرنے کی طمع ہو۔ اگر صداقت ان ... صاحب کے مدنظر ہوتی تو ان کو بیان القرآن میں صاف نظر آجاتا کہ غیر احمدیوں کے ہر غلط عقیدہ کی اس میں پرزور تردید موجود ہے اور تمام ان عقائد میں جن میں احمدی اور غیر احمدی میں اختلاف ہے حضرت اقدسؑ کے نقطۂ نظر کو ہی بڑے زور شور سے پیش کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر چند عقائد ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں:۔

حیات مسیح کا رد کھلے الفاظ میں اس میں موجود ہے ایسے مہدی کے آنے کا رد کھلے الفاظ میں اس میں موجود ہے جو تلوار کے زور سے اسلام پھیلائے گا۔ دجال اور یاجوج ماجوج کے متعلق ان کے خیالات کی تردید واضح الفاظ میں کی گئی ہے اور اس کے بالمقابل حضرت مسیح موعودؑ کے نقطۂ نظر کو دلائل سے صحیح ثابت کیا گیا ہے نزول مسیح کے متعلق ان کے خیالات کو غلط ثابت کرتے ہوئے بتلایا گیا ہے کہ آنیوالا اس امت کا ہی ایک فرد ہوگا مجددین کے آنے کو زبردست دلائل سے ثابت کیا گیا ہے پھر غیر احمدیوں کے اس عقیدہ کی کہ قرآن میں ناسخ و منسوخ ہے پرزور تردید کی گئی ہے۔ خدا تعالےٰ کے ہمکلامی کے سلسلہ کے جاری رہنے کے عقیدہ کی جسے غیر احمدی تسلیم نہیں کرتے پرزور حمایت کی گئی ہے پھر ان سب باتوں کو ثابت کرنے کے بعد حضرت اقدس کو اس زمانہ کا مجدد مسیح و مہدی بتلایا گیا ہے اور حضورؑ کی بیعت پر ترغیب دلائی گئی ہے اس سے بڑھ کر میں نہیں سمجھ سکتا کہ حضرت اقدسؑ کا ذکر کس طرح کیا جاتے۔ ثبوت کے لئے میں چند ایک حوالے بھی ذیل میں نقل کر دیتا ہوں۔ بیان القرآن جلد اول کے صفحہ ۳۶۳ پر فرماتے ہیں:۔

"اس زمانہ میں جب دعوت الی الاسلام کے کام کی طرف سے اکثر مسلمان غافل ہو رہے تھے تو اللہ تعالےٰ نے اس صدی کے مجدد حضرت

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

جلد ۳۳

ایڈیٹر ۔ ایس محمد آصف ۔ بی اے ۔ جائنٹ ایڈیٹر ۔ شیخ محمد انعام الحق

لاہور یوم چہارشنبہ ۔ مورخہ ۸ ذیقعدہ سنہ ۱۳۶۴ ہجری ۔ ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۴۵ء

نمبر ۴۲

عقائد جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

عقیدت
موعود کی جماعت کا مذہب
ز فضل خدا
مارا امام و پیشوا
سرالرسل خیرالانام
ایر رشتہ اعتصام
حق کہ قرآں نام اوست
ما از جامِ اوست
سری از نارِ وشن کتاب
خسران و تباب

سورہ آل عمران میں عیسائیت کا ذکر

عیسائیوں نے متشابہات کو لیا اور محکمات کو چھوڑ دیا

ٹھوکر سے بچنے کے لئے یہ دعا سکھائی

مسیح ثانی کے پیروؤں نے ٹھوکر کھائی

خلیفہ صاحب اور انکے مریدوں کو چیلنج

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ لاہور مورخہ ۱۲ اکتوبر سنہ ۱۹۴۵ء

ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب (آل عمران)

عیسائیت کا ذکر قرآن شریف کی سورۃ البقرہ کا خاتمہ اس مشہور دعا پر ہوتا ہے جس کے آخری الفاظ یہ ہیں انت مولٰنا فانصرنا علی القوم الکفرین۔ قرآن شریف بڑی پرحکمت کتاب ہے اور اس کی ترتیب بھی ویسی پرحکمت ہے اس دعا کے بعد جو ذکر شروع ہوتا ہے وہ عیسائی قوم کا ذکر ہے گویا اصل مقابلہ اسلام کا اسی قوم سے ہے۔ سورۃ آل عمران جو سورۃ البقرہ کے بعد آتی ہے وہ عیسائیت کے متعلق ہے اور اس سورت کو جہاں سے شروع کیا روایات میں آتا ہے کہ یہ وہ آیات ہیں جو حضرت نبی کریم صلعم نے وفد نجران کے سامنے پیش کی تھیں۔

عیسائیت کو ٹھوکر کہاں لگی اس سورت کے پہلے رکوع میں یہ بھی بتا دیا ہے کہ عیسائیت کو ٹھوکر کہاں لگی چنانچہ اس آیت میں اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ انزل علیک الکتاب منہ ایات محکمات ھن ام الکتاب واخر متشبھت فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ۔ جس نے تجھ پر کتاب اتاری اس میں سے محکم آیتیں ہیں جو کتاب کی اصل ہیں اور کچھ اور متشابہ ہیں پھر جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں جو اس میں سے متشابہ ہے اختلاف چاہتے ہوئے اور یہ چاہتے ہوئے کہ اس کی من مانی تاویل کریں۔ اس آیت میں دو اغراض کو پورا کیا ہے اس میں ایک غرض تو یہ ہے کہ قرآن شریف کی تفسیر کا ایک اصول بتا دیا اور دوسری غرض یہ ہے کہ جس مذہب کے متعلق بالخصوص یہ سورۃ ہے اس کے متعلق بتایا کہ اس کے ماننے والوں کو ایک رسول کو خدا بنانے میں کیا ٹھوکر لگی۔

ٹھوکر سے بچنے کیلئے دعا سکھائی اس ذیل میں یہ دعا سکھائی ہے جو اپنی اہمیت میں اور قریباً ترتیب میں بھی فانصرنا علی القوم الکفرین کے بعد دوسری دعا ہے ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ۔ اے ہمارے رب ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دیجیو بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت کر دی اور اپنے پاس سے رحمت عطا فرما بیشک تو ہی بہت عطا کرنے والا ہے۔ گویا ان لوگوں کو جو صحیح راستہ کو پالیں یہ بتایا ہے کہ انسان صحیح راستہ کو پا کر بھی ٹیڑھا ہو جاتا ہے یوں مسلمان کو سکھایا ہے کہ جس طرح پہلی قوموں نے ٹھوکر کھائی اسی طرح تم بھی ٹھوکر نہ کھا جاؤ وہ زیغ کیا ہے؟ اس کا ذکر اس سے پہلی آیات میں موجود ہے۔ فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ چند متشابہ باتوں کو لیکر ان کی پیروی میں لگ جاتے ہیں ابتغاء الفتنۃ فتنہ پیدا کرنے کے لئے وابتغاء تاویلہ جو خواہش ان کی اپنی ہوتی ہے اس اپنی خواہش کے مطابق معنے کر لیتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ کو خدا بنانے کا عقیدہ عیسائیوں نے کیوں حضرت عیسیٰ کو خدا بنایا؟ اور بنایا بھی کب جبکہ ابھی حضرت عیسیٰ زندہ تھے بہرحال اگر ان کے اپنے قول کے مطابق یہ مان لیا جائے کہ حضرت عیسیٰ صلیب پر فوت ہو گئے تو انہیں گذرے زیادہ عرصہ نہ ہوا تھا کہ ایک شخص پولس نے حضرت عیسیٰ کے خدا ہونے کا عقیدہ ایجاد کیا اور ابھی وہ لوگ موجود تھے جن کے سامنے حضرت عیسیٰ نے مظالم سہے اور مار کھائی تھی جس کے پاس نہ کوئی حکومت تھی اور نہ طاقت تھی اور جس کو خود اعتراف تھا "لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور ہوا کے پرندوں کے گھونسلے مگر ابن آدم کے لئے سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں" متی ۸۔۲۰ ایسے شخص کو خدا بنا لیا گیا۔ ایسے معاملات میں غلو کرنے والے کچھ ہاتھ میں لیکر ہی غلو کرتے ہیں حضرت عیسیٰ کے کلام میں خدا کا بیٹا کا لفظ موجود تھا انہیں یہ لفظ مل گیا اور اس کی بنا پر حضرت عیسیٰ کو حقیقت میں خدا کا بیٹا بنا دیا حالانکہ حضرت مسیح نے تو ان کو بتا دیا تھا کہ وہ جو لفظ خدا کا بیٹا اپنے لئے استعمال کرتے ہیں تو مجازی معنی میں اور اس مفہوم کو مدنظر رکھ کر سارے راستبازوں کو خدا اور خدا کا فرزند قرار دیا گیا ہے۔

حضرت عیسیٰ کی یہود کے علماء سے گفتگو چنانچہ یہودیوں کے علماء سے ایک دفعہ حضرت عیسیٰ کی گفتگو ہوئی حضرت عیسیٰ نے ان سے پوچھا کہ میں نے خدا کی طرف سے بہت سے نیک کام کئے ہیں میرے کس نیک کام کی عوض میں تم مجھے پتھراؤ کرتے ہو تو ان یہودی علماء نے جواب دیا کہ اچھے کام کے لئے ہم تمہیں سنگسار نہیں کرتے بلکہ اس لئے کہ تو کفر بکتا ہے اور انسان ہو کے اپنے تئیں خدا بناتا ہے تو حضرت مسیح نے اس کا جواب یہ دیا "کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا ہے کہ میں نے کہا تم خدا ہو جبکہ اس نے انہیں جنکے پاس خدا کا کلام آیا خدا کہا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تم اسے جسے خدا نے مخصوص کیا اور جہاں میں بھیجا کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہے کہ میں نے کہا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں" (یوحنا ۱۰۔ ۳۴۔ ۳۶) حضرت عیسیٰ کے جواب پر غور کرو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ انہوں نے یہودی علماء کو جواب دیا تمہارے بزرگوں کو بھی خدا کے کلام میں خدا کہا گیا ہے اگر ان کا خدا کہلانا کفر نہیں تو میرا خدا کا بیٹا کہلانا کیوں کفر ہو گیا بالفاظ دیگر جن معنوں میں وہ خدا کہلائے انہی معنوں میں میں خدا کا بیٹا ہوں مجازی طور پر انہیں بھی خدا کہا گیا اور مجازی طور پر میں بھی بیٹا ہوں اس قدر صفائی کے ہوتے ہوئے عیسائیوں نے متشابہات کو لیا اور محکمات کو چھوڑ دیا۔

مسیح ثانی کا قصہ یہ مسیح اول کا واقعہ ہے اب مسیح ثانی کا قصہ بھی سن لو بعینہ جو وہاں ہوا وہی یہاں ہوتا ہے مسیح اول کے صلیب کے واقعہ کے تھوڑی دیر بعد یہ قصہ شروع ہو گیا یہاں بھی مسیح ثانی کی وفات کے بعد ایک قصہ شروع ہو جاتا ہے اور یہ قصہ ہے اس شخص کو نبی بنانے کا کہ جس کی کتابوں میں لکھا ہوا موجود ہے کہ ہم مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں اور یہ بھی اس کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ "میں مدعی نبوت کو کافر اور کاذب خیال کرتا ہوں۔ نبوت کا دعویٰ میری طرف منسوب کرنا مجھ پر افترا ہے" وہ شخص ہماری آنکھوں کے سامنے گذرا اُن میں بھی وہ لوگ موجود ہونگے جنہوں نے اپنے کانوں سے یہ الفاظ سنے ہوں گے لیکن اس کے باوجود جو کچھ ہونا تھا ہو گیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے لفظ نبی کا استعمال کیوں کیا؟ تو میں انہیں کہوں گا کہ حضرت مسیح ناصری نے خدا کا بیٹا کا لفظ استعمال کیوں کیا؟ میں سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں کے کلام

(باقی صفحہ ۲ پر)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیر محمد اختر پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

ہیں یہ الفاظ اس لئے بھی آجاتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ لوگ اپنی عقل سے بھی کچھ کام لیں اور لفظوں کے پرستار نہ بنیں حضرت مسیح موعود پر اس لفظ نبی کی وجہ سے کفر کا فتوے لگا اس لئے آپ کو وضاحت کی ضرورت پیش آئی آپ کی تحریروں میں شروع سے لیکر آخر تک یہ کھلا کھلا اقرار ہے کہ میرے لئے جو لفظ نبی پیشگوئیوں یا الہامات میں آگیا ہے تو اس سے مراد نبوت نہیں بلکہ یہ لفظ بطور مجاز اور استعارہ استعمال ہوا ہے اور اس کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے لکھا ہے "اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے بلکہ صرف محدث مراد ہے" اور یہ بھی فرمایا "نبوت کا دعوے نہیں بلکہ محدثیت کا دعوے ہے جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے" میں آپ کو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مسیح ثانی کے پیروؤں کو وہی کفو کرنی جو مسیح اول کے پیروؤں کو کرنی اور یہ غلو کا سلسلہ کب تک چلے گا اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا لیکن اتنا میں ضرور کہوں گا کہ مسیح اول کے پیروؤں میں موحد جماعت کی آواز بلند ہوتی نظر نہیں آتی حالانکہ یہ سچ ہے کہ اس وقت بھی موحد جماعت موجود تھی لیکن آج باوجود اس کے کہ مسیح ثانی کے پیروؤں کی موحد جماعت تھوڑی ہے خدا تعالےٰ کے فضل سے اس کی آواز بلند ہے اور اتنی بلند ہے کہ دوسری آواز اس کے بالمقابل دبی چلی جاتی ہے اور انہیں اپنی شکست اور ناکامی کا اعتراف ہوتا چلا جاتا ہے۔

تبدیلیٔ عقیدہ کا تماشا

پہلے پہل جب ۱۹۱۴ء میں یہ بحث شروع ہوئی کہ حضرت مسیح موعود نبی ہیں یا مجدد تو اس وقت موجودہ پیشوائے جماعت قادیان نے دو کتابیں لکھیں ایک کتاب کا نام ہے "القول الفصل" اور دوسری کا نام ہے "حقیقت النبوت" ان دونوں کتابوں میں انھوں نے ایک بڑی زبردست بنیاد اٹھائی اور ایک چیز کا نام و نشان نہ ہونے کے باوجود انھوں نے ایسا جادو کیا کہ جس چیز کا اس سے پیشتر سلسلہ کے لٹریچر میں نام و نشان تک نہ تھا اس میں مریدوں نے ہاں میں ہاں ملا دی اور یہ جادو کوئی عجیب چیز نہیں ہر ایک پیر کے ہاتھ میں یہ جادو ہے کہ پیر جو کچھ کہہ دے مرید اس کے اوپر زبان نہیں ہلا سکتا۔ ان دونوں کتابوں میں یہ فرق ہے کہ "القول الفصل" میں انھوں نے یہ بنیاد اٹھائی کہ حضرت مسیح موعود نے ۱۹۰۲ء میں اپنا عقیدہ تبدیل کیا اور "حقیقت النبوت" میں یہ بنیاد اٹھائی کہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی لیکن آج یہ دونوں بنیادیں بالکل منہدم ہو چکی ہیں اور یہ آواز بالکل دب چکی ہے حتیٰ کہ اب اس بات کا نام نہیں لیتے کہ حضرت مسیح موعود نے عقیدہ تبدیل کیا بلکہ گول مول کر کے اس کا انکار بھی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ہمارے مسلمات میں سے نہیں میں نے حلف کا مطالبہ کیا لیکن ان میں سے کسی کو حلف اٹھانے کی جرأت نہیں۔

مباحثہ اور مباہلہ کے لئے میدان میں نہیں نکلتے

میں نے مباحثہ کا چیلنج دیا لیکن وہ اس طرف نہیں آتے میں نے مباہلہ کا چیلنج دیا لیکن وہ اس طرف نہیں آتے۔ ہماری طرف سے مباہلہ کی دعوت تو ۱۹۱۵ء میں ہو چکی ہے ہماری جماعت کے ستر سرکردہ آدمیوں نے جنھوں نے ۱۹۰۱ء سے پہلے بیعت کی تھی اس بات پر حلف اٹھائی کہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی نہیں کی۔ ہم نے ان سے بھی ایک ایسی ہی حلف کا مطالبہ کیا کہ ان کی کثیر جماعت میں سے بے آدمی ہی یہ حلف اٹھائیں کہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود نے اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا تھا اور وہ اکثر نے بھی اپنا عقیدہ در بارہ نبوت حضرت مسیح موعود تبدیل کر لیا تھا پھر تنزل کر کے ہم نے یہ بھی کہا کہ ایک ہی ایسا آدمی جس نے ۱۹۰۱ء سے پہلے بیعت کی ہو یہ حلف اٹھائے کہ ۱۹۰۱ء میں اس نے اپنا عقیدہ در بارہ نبوت تبدیل کر لیا تھا۔ بالآخر خود میاں محمود احمد صاحب سے یہ مطالبہ کیا کہ وہی یہ حلف اٹھائیں۔ آج تیس سال سے برابر ہم یہ دعوت دے رہے ہیں لیکن وہ اس دعوت کا جواب تک نہیں دیتے ایک شخص ایک جماعت کو گمراہ کرتا ہے لیکن اس میں اتنی جرأت نہیں کہ یہ حلف اٹھائے کہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی حالانکہ اس بات کو انھوں نے بیسیوں دفعہ دہرایا ہے۔ القول الفصل کے ایک صفحہ ۲۴ پر تین دفعہ دہرایا ہے حقیقت النبوۃ کے ایک صفحہ ۱۲۱ پر تین دفعہ دہرایا ہے میں ان کو چیلنج کرتا ہوں کہ میاں صاحب کی ان کتابوں سے پہلے ان میں سے کوئی شخص ہمارے احمدی لٹریچر میں سے حضرت صاحب کے تبدیلیٔ عقیدہ نبوت کے متعلق ایک سطر ہی نکال کر دکھا دے اس کے متعلق ایک سطر اور ایک لفظ تک موجود نہیں مباحثہ نہیں کرتے اور مباہلہ کے لئے سامنے نہیں آتے انہیں کیا ہوا وہی میاں صاحب کا خواب بھاگتا جا رہا ہوں بھاگتا جا رہا ہوں یہ ان کا وہ مشہور خواب ہے جس کے ذریعہ سے مصلح موعود بنتے ہیں۔ غور کیجئے مباحثہ کے لئے کہا کہ ہم تمہارے مریدوں کو ہی ثالث بناتے ہیں لیکن مباحثہ نہیں کرتے ہم نے کہا مباہلہ کر لو مباہلہ بھی نہیں کرتے اب بتائیے کونسا طریقہ ہے جس کے ذریعہ سے اس بات کو صاف کیا جائے۔ بھاگتے جاتے ہیں لیکن باوجود اس شکست کے ان کی تعلی اب تک چلتی ہے انا محمد عبدہ ورسولہ۔ انا المسیح الموعود۔

حضرت نبی کریم کا ارشاد

کیا ایسا شخص بھی محمد رسول اللہ صلعم کا بروز بن سکتا ہے جو غلط عقاید بناتا ہے اور اپنے مرشد کی طرف انہیں منسوب کرتا ہے وہ اس مقام پر پہنچ سکتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ

جو شخص عمداً مجھ پر جھوٹ بناتا ہے وہ اپنی جگہ آگ میں تیار کرے۔ حضرت مسیح موعود پر جھوٹ بنا کر کوئی شخص جنت کا ٹھیکیدار کس طرح بن سکتا ہے۔ اس جماعت میں حضرت مسیح موعود کا کوئی مقام نہیں رہا آپ کی تحریروں اور ارشادات کی یہ جماعت کوئی قدر نہیں کرتی۔

انقطاع نبوت

حضرت مسیح موعود حقیقۃ الوحی میں جو آخری زمانہ کی کتاب ہے فرماتے ہیں سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔ میرا نام اللہ کی طرف سے مجازی طور پر نبی رکھا گیا نہ حقیقی طور پر (الاستفتاء صفحہ ۶۵) اور ازالہ اوہام میں تحریر فرماتے ہیں کہ مجازی نبوت محدثیت ہے۔ پھر اس کے علاوہ فرماتے ہیں۔ وان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین فلیس حق لاحد ان یدعی النبوۃ بعد رسولنا المصطفیٰ علی الطریق المستقلۃ وما بقی بعدہ الا کثرۃ المکالمۃ

ہمارے رسول خاتم النبیین ہیں اور آپ پر مرسلین کے سلسلہ کا انقطاع ہو گیا پس کسی کا حق نہیں کہ مستقل طور پر ہمارے رسول مصطفیٰ کے بعد نبوت کا دعوے کرے اور اس کے پیچھے کچھ باقی نہیں مگر کثرت مکالمہ اگر کثرت مکالمہ نبوت ہے تو عبارت یوں ہونی کہ نبوت و رسالت منقطع ہو گئی اور اس کے بعد کچھ باقی نہیں رہا مگر نبوت۔ ماننے والے ملتے چلے جاتے ہیں اور کسی کے دل میں یہ خیال نہیں پیدا ہوتا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اس جماعت کے کثیر حصہ تک ہماری باتیں نہیں پہنچتیں اور جن لوگوں تک یہ باتیں نہیں پہنچتیں ان کو میں معذور سمجھتا ہوں لیکن وہ لوگ جن تک ہماری باتیں پہنچ جاتی ہیں ان کے دل اس عقیدہ کے قائل نہیں ہو سکتے ۱۹۰۱ء میں تبدیلیٔ عقیدہ پر حلف سے انکار مباحثہ سے انکار مباہلہ سے انکار دل کس طرح اس بات کو مان سکتا ہے۔

گول مول جواب

جب میں نے مباہلہ کے لئے کہا تو اس کا میاں صاحب کی طرف سے یہ گول مول جواب دیا گیا کہ یہ بات ہمیں مسلم نہیں اس پر ہم مباہلہ کس طرح کریں میں پوچھتا ہوں کہ آیا حضرت صاحب نے ۱۹۰۲ء میں عقیدہ تبدیل کیا یا ۱۹۰۱ء میں تبدیل کیا یہ خلیفہ صاحب کے مسلمات ہیں یا نہیں وہ کہہ دیں کہ اب یہ ان کے مسلمات نہیں اور وہ اب اس کے قائل نہیں رہے حالانکہ ایک ایک صفحہ پر دو دو تین تین دفعہ ان کا لکھا ہوا موجود ہے کہ حضرت صاحب نے اپنا عقیدہ تبدیل کیا۔ خود تو خاموش ہیں اور بچوں کو نکال کر سامنے کرتے ہیں وہ نہیں کیا جانیں کہ حضرت مسیح موعود کیا کہتے اور انھوں نے کیا فرمایا اور اصل حالات کیا ہیں۔ ہماری جماعت کے ایک دوست نے میاں صاحب سے سوال کیا کہ "حضرت

مولانا محمد علی کا دعوے ہے اور مدت سے مطالبہ بصورت چوکھٹہ پیغام صلح میں شائع ہو رہا ہے کہ آپ کا یہ فرمانا "کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود فرمایا کرتے تھے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے میں لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا اور کہ حضرت مسیح موعود کی مجالس میں یہی چرچا رہتا تھا کہ آپ کا اجتہاد در بارہ نبوت درست نہیں نکلا یہ دونوں جھوٹ اور افترا ہیں آپ کا ارشاد جو مولانا نے نوٹ کیا میں نے الفضل میں پڑھا تھا وہ قسم کا مطالبہ کرتے ہیں خود اس پر قسم اٹھا چکے ہیں آپ مطمئن فرمائیں کہ ان کا مطالبہ کیوں ٹھکرا دیا گیا یا کیوں [illegible] نہیں کی" اس کا جواب دیتے ہیں فیضی کی تحریر پڑھیں فلاں کی تحریر پڑھیں بچوں کو سامنے کرتے ہیں اور خود جب موقعہ آتا ہے تو ایچا پیچی کر کے ٹال جاتے ہیں۔

تکفیر المسلمین اور میاں صاحب

بعض وقت ہمارے دوست جلدی سے کہہ دیتے ہیں جن میں ہمارے ایڈیٹر صاحب بھی شامل ہیں کہ میاں صاحب نے تکفیر کے بارہ میں اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا۔ حالانکہ میاں صاحب پولیٹیکل آدمی ہیں۔ وہ کہتے کچھ اور ہیں اور ان کا مطلب کچھ اور ہوتا ہے۔ ایک دفعہ ایک قادیانی کی میرے ساتھ گفتگو ہوئی تھی۔ وہ کہنے لگے کہ ہم مسلمانوں کو کافر نہیں کہتے اور اس کی تشریح یہ کی کہ جن کو ہم کافر کہتے ہیں وہ مسلمان ہی نہیں گویا مطلب یہ ہوا کہ احمدی جو کہ مسلمان ہیں ہم ان کو کافر نہیں کہتے میاں صاحب کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں حقیقت اسلام نہیں پائی جاتی لیکن میں پوچھتا ہوں کیا تمہاری ساری جماعت میں حقیقت اسلام پائی جاتی ہے؟ کسی شخص کے اندر حقیقت اسلام کتنی ہے اس کا علم صرف خدا کو ہے اور خدا کے علاوہ کوئی شخص اس کا اندازہ نہیں کر سکتا وہ مسلمانوں میں حقیقت اسلام کے نہ پائے جانے کے متعلق اسلامی اخبارات کے حوالے پیش کرتے ہیں لیکن اگر اخبار کے حوالے ہی حقیقت اسلام کے پائے جانے کا معیار ہیں تو میاں صاحب نے تو اپنی جماعت کے مبلغوں کو سور تک کہا ہے ان کی اخبار الفضل میں چھپا ہوا موجود ہے۔

خوابیں تبدیلی عقیدہ کو ثابت نہیں کر سکتے

میں ان سے ایک بات پوچھتا ہوں کہ میاں صاحب نے یہ لکھا ہے یا نہیں کہ ۱۹۰۱ء میں حضرت صاحب نے اپنا عقیدہ تبدیل کیا لیکن اس کا کوئی جواب نہیں دیتے ایک قادیانی دوست ملنے کے لئے آئے ان سے میں نے یہ سوال کیا تو وہ کہنے لگے کہ حضور خوابیں بڑی دیکھتے ہیں یہ بھلا کوئی جواب ہے حضرت مسیح موعود سے کوئی شخص وفات مسیح کا ثبوت پوچھتا تھا تو کیا وہ یہ جواب دیتے تھے کہ مجھے خوابیں بڑی آتی ہیں اگر مسیح ناصری فوت نہیں ہوئے تو حضرت مرزا صاحب کی خوابیں ان کی وفات

کو ثابت نہیں کر سکیں آپ ہمیشہ وفات مسیح کو ثابت کرنے کے لئے دلائل دیا کرتے تھے آپ کے دعوے کی بنیاد یہ تھی کہ مسیح فوت ہو گئے اور آنے والے مسیح کی پیشگوئیوں کا مصداق میں ہوں اس لئے اس بات پر بار بار بحث کرتے اور بحث کے لئے لوگوں کو بلاتے تھے۔ اور سچ بھی یہی ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں تو آپ ہی سچے مسیح موعود ہیں میں کہتا ہوں کہ آج بھی حضرت مسیح موعود کے اس عقیدہ کی صداقت ظاہر ہوتی ہے اور غیر احمدیوں پر حجت پوری ہوتی ہے آپ نے اخبار میں پڑھا ہوگا کہ ایک پرانی تحریر حضرت مسیح کے صلیب پر چڑھنے کے متعلق فلسطین سے دستیاب ہوئی ہے جو ولایت بھیجی گئی ہے اگر حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں تو غیر احمدی خوب یاد رکھیں کہ حضرت مرزا صاحب کے علاوہ اور کوئی مسیح آنے والا نہیں ــ یہی بات یہاں ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود نے سنہ ۱۹۰۱ء میں عقیدہ تبدیل نہیں کیا تو میاں صاحب کی ہزار خوابیں بھی اس تبدیلی عقیدہ کو ثابت نہیں کر سکتیں اب انھوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ محمد علی خوابوں کو نہیں مانتا میں نے یہ بات لکھی تھی کہ یہ واقعات کی بات ہے اس لئے یہ خوابوں سے طے نہیں ہو سکتی اور خوابوں کے متعلق حضرت صاحب نے حقیقۃ الوحی میں لکھا ہے کہ جس شخص کا تزکیہ نفس کمال کو نہیں پہنچا اس کے خواب اور الہام کوئی چیز نہیں۔ میاں صاحب بھی حضرت صاحب پر افتراء کرتے ہیں کہ آپ نے اپنا عقیدہ سنہ ۱۹۰۱ء میں تبدیل کیا تھا اور سابقہ تحریروں کو منسوخ کیا تھا جھوٹے واقعات بناتے ہیں ان کا تزکیہ نفس نہیں ہوا اس لئے ان کی خوابیں کوئی وقعت نہیں رکھتیں۔ میرا دعوٰی ہے کہ انھوں نے حضرت مسیح موعود پر افتراء کئے ہیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ تم گالی دیتے ہو کیونکہ میں کہتا ہوں کہ میاں صاحب نے جھوٹ بولا ہے آخر میں جھوٹ کو جھوٹ نہ کہوں تو اور کیا کہوں خود حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ جو لوگ میری طرف نبوت کا دعوٰی منسوب کرتے ہیں وہ مجھ پر افتراء کرتے ہیں اور آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے یہ لفظ اس وقت استعمال کیا جب انھوں نے میرے متعلق لکھا کہ "مولوی محمد علی صاحب بزدل بھی ہیں اور جھوٹے بھی" یہ گالی نہیں تو اور کیا ہے لیکن پیر پرستی کی انتہا ہے کہ پیر کی گالی بھی نظر نہیں آتی اور دوسری طرف احوال واقعی انہیں گالی نظر آتے ہیں۔

قادیانی خوابوں پر دین کی بنیاد رکھتے ہیں

اور دوسرے جو خوابوں کی صحیح حیثیت ہے میں اسکو سمجھتا ہوں ہماری جماعت میں کتنے لوگ ہیں جن کو سچی خوابیں آتی ہیں لیکن وہ لوگ ان خوابوں کو نہ اپنی فضیلت کا معیار بناتے ہیں اور نہ دین کی بنیاد ان خوابوں پر رکھتے ہیں لیکن قادیانی اپنی خوابوں کو میاں صاحب کی فضیلت کا معیار بناتے ہیں اور دین کی بنیاد ان خوابوں پر رکھتے ہیں۔ میرے متعلق کہتے ہیں کہ ساری عمر میں صرف ایک الہام ہوا خدا جانے مجھے کتنے الہام ہوئے ہیں میں نے الہامات کو بیان کر کے تم سے کوئی سرٹیفکیٹ تو نہیں لینا اور ہماری جماعت کے کتنے لوگ ہیں جنہیں الہامات ہوئے اور پورے ہوئے اور ہمارے سامنے مولوی عبداللہ تیماپوری کو سنہ ۱۹۰۶ء سے الہامات کا سلسلہ شروع ہے اگر الہامات کی بنا پر ماننا ہوتا تو ہم انہی کو مان لیتے میاں صاحب کو تو ابھی اتنے الہام نہیں ہوئے ہونگے جتنے ان کو ہوئے ہیں۔

تفسیر نویسی اور خلیفہ صاحب

دوسری بات تفسیر نویسی کے متعلق ہے۔ میاں صاحب سے ایک شخص نے پوچھا کہ آپ مامور ہیں یا نہیں تو اس کا جواب ملا کہ اگر مامور نبی ہوتا ہے تو میں مامور نہیں اور اگر مامور نبی نہیں ہوتا تو میں مامور ہوں غور فرمائیے یہ ایک مذہبی لیڈر کا حال ہے جو شخص اس قسم کی بہکی بہکی باتیں کرتا ہے اسے قرآن کیا مس ہو سکتا ہے۔ میاں صاحب نے تمام دنیا کو تفسیر نویسی کا چیلنج دیا اور دو شخص تو اس مسجد میں موجود ہیں جنہوں نے اس چیلنج کو قبول کیا میں نے آیت اسمہ احمد کو تفسیر نویسی کے لئے انتخاب کیا اور شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے آیت خاتم النبیین کو انتخاب کیا لیکن اب کہتے ہیں کہ ان آیات پر تفسیر نویسی کا مقابلہ نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ آیات متنازعہ فیہ ہیں اور متنازعہ فیہ آیات میں معارف نہیں ہوتے میں کہتا ہوں کہ اس طرح تو قرآن مجید کی جو آیت بھی نکالیں گے وہ متنازعہ فیہ ہوگی جس آیت میں بھی نبی اور رسول کا لفظ آجائے گا وہ متنازعہ فیہ ہوگی۔

تفسیر نویسی میں انہیں کمزوری کی ہے

میں نے لکھا تھا کہ تفسیر نویسی کے مقابلہ میں ان کو کمزوری کی ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے بھی تفسیر نویسی کا چیلنج دیا تھا حالانکہ یہ آپ کو بطور نشان دیا گیا تھا حضرت مسیح موعود کا چیلنج کرنا تو ایسا ہی ہے جیسے کہ حضرت موسیٰ کو معجزہ دیا گیا تھا کہ عصا سانپ بن جائے گا اسی طرح حضرت مسیح موعود کو بطور اعجاز کے معارف قرآنی کا نشان دیا گیا اور یہ محض گپ زنی نہیں ہوتی یہ لوگ ایسا کر کے دکھاتے ہیں اور جس شخص کو یہ اعجاز دیا جاتا ہے یہ اس کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود کو بطور اعجاز کے یہ نشان دیا گیا جو صرف آپ کے ساتھ مخصوص تھا اور انھوں نے جلسہ مہوتسو میں ایسے کر کے دکھایا لیکن یہ لوگ اس اعجاز کی نقل کرتے ہیں ان کی مثال ان ساحروں کی سی ہے جو حضرت موسیٰ کے معجزہ اور نشان کی نقل کرتے تھے۔

خلیفہ صاحب کی گھبراہٹ

اب وہ کہتے ہیں کہ ان متنازعہ فیہ آیات کو چھوڑ دو اور کسی اور مقام سے تفسیر کر لو لیکن میں کہتا ہوں کہ تم نے چیلنج دیا تھا کہ قرآن مجید کے جس مقام سے چاہو تفسیر کرو میں جانتا ہوں کہ وہ ان دو آیات پر تفسیر نویسی کا مقابلہ کرنے سے کیوں گھبراتے ہیں کیونکہ ان پر مقابلہ ہوا تو ان کے عقائد کی قلعی کھل جائے گی اور ان کے مرید بھی کہیں گے کہ میاں صاحب کے عقائد درست نہیں اور ان میں کجی ہے اور میں کہتا ہوں کہ ہماری جماعت کو بھی ہر وقت دعا کرنا چاہئے

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب۔

کہ خدا تعالیٰ ہمیں بھی اس کجی سے محفوظ رکھے اور ہدایت دینے کے بعد اپنی رحمت سے اس ٹیڑھے پن میں مبتلا ہونے سے بچائے ــ اب انھوں نے یہ قصہ بنایا ہوا ہے جو الفضل میں چھپتا ہے کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں تبدیلی عقیدہ ہمارے مسلمات میں سے نہیں میں کہتا ہوں کہ میاں محمود احمد صاحب ایک دفعہ اپنے قلم سے لکھ دیں کہ یہ ان کے مسلمات میں سے نہیں پھر میں ان کو اس کا جواب دونگا۔

خلیفہ صاحب اور ان کے مریدوں کو چیلنج

ہاں تعریف نبوت میں تبدیلی تو حضرت صاحب نے تو اپنی کسی تحریر میں یہ نہیں لکھا نہ آپ کی کسی تقریر کا مضمون ہے کہ میں پہلے جو تعریف نبوت کی کرتا تھا وہ غلط تھی اور اب مجھے صحیح تعریف نبوت معلوم ہو گئی ہے میں میاں صاحب کو اور ان کے مریدوں کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ اس بات کی کوئی شہادت پیش کریں اگر حضرت مسیح موعود نے اس تعریف نبوت کو جو آپ سنہ ۱۸۹۱ء سے کرتے تھے کبھی غلط قرار نہیں دیا تو تعریف نبوت میں تبدیلی بے معنی ہے اب میاں صاحب اس پر بھی خاموشی اختیار کریں گے اور میرے سوال کا جواب نہیں دیں گے یا مجھے حضرت صاحب کی تحریر دکھائیں گے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ خدا نے مجھے بار بار اطلاع دی ہے کہ جو تعریف نبوت سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کرتا تھا وہ غلط تھی یا اس جھوٹ سے توبہ کریں یا حلف اٹھائیں کہ انھوں نے حضرت مسیح موعود کی زندگی میں حضرت مسیح موعود کے منہ سے یہ لفظ سنے کہ خدا نے مجھے بار بار اطلاع دی ہے کہ تمہاری تعریف نبوت غلط ہے اور میں حلف اٹھاتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود نے کبھی ایسا نہیں فرمایا کہ وہ تعریف نبوت جو میں سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کرتا تھا وہ غلط ہے۔ اور ان کی جماعت کے لوگ بھی حلف اٹھائیں۔ ایچ پیچوں سے کیا حاصل ہے جو بات کہتے ہیں اور اسے مسیح موعود کی طرف منسوب کرتے ہیں یا وہ حضرت مسیح موعود کی تحریر سے دکھا دیں یا حلفاً بیان کریں کہ انھوں نے حضرت مسیح موعود کے منہ سے یہ لفظ سنے تھے اور ان کی جماعت کے لوگ جو سنہ ۱۹۰۱ء میں تھے وہ بھی اس پر حلف اٹھائیں۔

بقیہ لیڈر

پہلے آتے ہیں [illegible] اور شوکت بعد میں آیا کرتے ہیں۔ تقویٰ شعاری اور تزکیہ نفس سب پر مقدم ہے اور یہی وہ ہتھیار ہیں جن سے آج بہترین نتائج مترتب ہو سکتے ہیں اور اسلام کو غلبہ حاصل ہو سکتا ہے اس حقیقت کو حضرت امام عصر حاضر نے واشگاف کیا آپ نے فرمایا "یہ سلسلہ بیعت ... طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت جمع کرنے کے لئے ہے۔ تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو اور وہ بابرکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آ سکیں"

آپ کی ساری کتابیں ایسے خیالات سے بھری پڑی ہیں آپ نے تقویٰ اور تزکیہ نفس پر زور دیا ہے یہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر مسلمان کامیاب ہو سکتے ہیں اور ان کی کھوئی ہوئی عظمت دوبارہ حاصل ہو سکتی ہے۔

امیدواران امتحان مطالعہ قرآن کریم

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک مطالعہ قرآن کریم کے سلسلہ میں جس کا امتحان آئندہ ماہ نومبر سنہ ۴۷ء میں ہونے والا ہے اب تک (۹۱) اصحاب کے نام شائع ہو چکے ہیں اس کے بعد حسب ذیل اصحاب نے اپنے نام پیش کئے ہیں۔

(۹۲) چوہدری خدا بخش صاحب ... جموں
(۹۳) مفتی سید محی صاحب ،،
(۹۴) مستری عبدالرشید صاحب ،،
(۹۵) چوہدری شبیر احمد صاحب چک ... اوکاڑہ ضلع منٹگمری
(۹۶) چوہدری بشیر احمد صاحب بی۔اے ایل۔ایل۔بی۔ اوکاڑہ ضلع منٹگمری۔
(۹۷) چوہدری شریف احمد صاحب۔ اوکاڑہ ضلع منٹگمری۔
(۹۸) چوہدری فضل احمد صاحب۔ اوکاڑہ شیخ [illegible]
(۹۹) عزیز احمد صاحب۔ پنجگنی پونا
(۱۰۰) محمد یوسف صاحب۔ کچھی ضلع ہزارہ
(۱۰۱) لفٹننٹ این اے خان ... برما
(۱۰۲) انعام اللہ خان سالاری سینئر انگلش ... فورٹ سنڈیمن بلوچستان۔
(۱۰۳) سید عبدالسلام شاہ صاحب۔ محلہ ڈھگری دروازہ پشاور
(۱۰۴) شیخ عماد الدین صاحب۔ [illegible]

عبداللہ جنرل سکرٹری

خطہ کشمیر کے دُور افتادہ شہر بھدرواہ میں مناظرہ اور جلسہ

از جناب مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی

قسط نمبر ۳

لال حسین کا قادیانیوں سے مناظرہ

دوسرا مناظرہ اسی دن صداقت مسیح پر ۲½ بجے شروع ہونے والا تھا ایک تو مولوی عبد الغفور صاحب قادیانی نے ہمارے ایک دوست کو طنزاً کہا کہ آپ لوگ اس مضمون پر کیا مناظرہ کر سکتے ہیں آپ تو خود حضرت مسیح موعود کے مقام کو نہیں سمجھے دوسرے میں سفر کی کوفت اور صحت کی کمزوری سے مضمحل تھا تیسرے مجھے اس قسم کے غیر مہذب مناظروں سے نفرت ہے چہارم لال حسین نے خود ہی اس دوسرے مناظرہ کے شروع ہونے سے پہلے ہی اُٹھ کر کہدیا تھا کہ آپ اپنی بچے قادیانی مولوی کو کھڑا کر سکتے ہیں اس لئے میں نے مولوی عبد الغفور صاحب کو مناظرہ کرنے یا اپنا حوصلہ نکالنے کے لئے کہدیا جس کا بعد میں مجھے، تمام مسلمان پبلک اور تعلیمیافتہ لوگوں کو افسوس ہوا اس لئے نہیں کہ مناظرہ ناکام رہا بلکہ اس لئے کہ ہر دس منٹ کے بعد فریقین کے جذبات طنز آمیز درشت بیانی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق گندہ اور سوقیانہ طرز کلام سے ناقابل برداشت ہو جاتا تھا اور کبھی دونوں طرف کے صدر صاحبان کی جھڑپیں طول پکڑ جاتی تھیں اس قسم کے مناظرے اسلام اور احمدیت بلکہ ہماری انسانیت پر مکروہ داغ یا کلنک کا ٹیکہ ہیں۔ اس مباحثہ میں اور شام کے بعد جو مناظرہ قادیانی احباب سے اجرائے نبوت پر ہوا ان دونوں میں لال حسین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بار بار توہین کی گالیاں دیں اور کوئی غلیظ سے غلیظ لفظ نہ تھا جو اس نے استعمال نہ کیا ہو دوسری طرف سے لال حسین کے خاندان اس کی ماں اور خدا جانے کس کس کے متعلق ناگفتہ بہ حالات کی طرف اشارہ کیا گیا مگر میری رائے یہ ہے کہ لال حسین کا گالیاں دینے میں مقابلہ قادیانی حضرات نہیں کر سکے اس کی زبان ایک شرر فشاں شعلہ تھا جو بار بار حضرت مسیح موعود پر دراز ہوتا تھا ان دونوں مناظروں میں سید نذیر احمد صاحب سب جج نے بار بار لال حسین کو گندہ دہنی سے روکا گرفتاری اور ذلت سے ڈرایا مگر وہ از ابتدا تا بہ انتہاء گالی گلوچ اور توہین سے باز نہ آیا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ بھدرواہ کی دیرینہ سنت کے مطابق مسلمانوں کا مجمع فساد پر نہیں اترا مگر اس کی وجہ حکام کی دانشمندی اور نیک تدبیری تھی ورنہ اس نے ہجوم کے مشتعل کرنے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا تھا ان سوالات اور ان کے جوابات کو نقل کرنا محض تضیع اوقات ہے سوالات عامیانہ پیرایہ ادا سوقیانہ اور حرکات طفلانہ تھیں دوسری طرف سے گو ابتداء عام قادیانی ڈائرز اور تبلیغی پاکٹ بک کے مطابق تھی مگر بعد کی تُو تُو میں میں نے بہت بے لطفی پیدا کر دی۔

نام نہاد تنظیم اہل سنت کی منافقانہ چالیں

احمدیت کی مخالفت میں انجمن تنظیم اہل سنت ایک بلبلہ ہے اس سے پیشتر بیسیوں ایسے حباب منظر عام پر آئے اور مٹ گئے سو یہ کوئی نئی تحریک نہیں ان ہی مرنے والی تحریکوں کی صدائے بازگشت ہے البتہ نام چونکہ نیا ہے اس لئے اسے پہلے درجہ پر شہرت اور اس کے بعد چندہ کی ضرورت ہے اس لئے اسے جگہ جگہ اس قسم کی غلاظت اُچھالنا ہے جیسا کہ انہوں نے اعلان کیا ہے مگر ذرا وہ اپنے گریبان میں منہ ڈالیں اور ان کے ہمدرد ہی ہوا خواہ سوچیں کیا کامیابی اور پنپنے کی یہی چالیں ہیں کہ عید کے موقعہ پر مسلمانوں کے عام مجمع میں یہ اعلان کیا گیا کہ احمدیوں سے اچھی طرح پیش آؤ ان کے بچوں کو اپنے بچوں کی طرح سمجھو اور کسی قسم کی سختی کا برتاؤ ان سے نہ کرو مگر رحیم ملک کے مکان پر جو خفیہ میٹنگ کی گئی اس میں ۲۰ ممبر اس تحریک کے بنا کر ان سے یہ عہد لیا گیا کہ احمدیوں کے ساتھ اس قدر سختی برتو کہ وہ تنگ آکر اور خائف ہو کر ہماری جماعت میں شامل ہو جائیں۔ باہر کے علاقہ میں بھی تحریک کو جاری کرو اور انہیں ہر طرح سے تنگ کرو۔ لاہوری اور قادیانی دونوں سفید اور سیاہ ہیں یہ امت مسلمہ کے جسم پر خطرناک پھوڑا ہے ان کا قطع کرنا ضروری ہے ہندوؤں سے ہمیں کوئی خطرہ نہیں خطرہ ہے تو انہیں مرزائیوں سے ہے یہ اس تنظیم کی روح عمل تقوے اور دینداری کی یہ ایک جماعت حقہ کو مٹانے کے لئے اُٹھی ہے۔

سید نذیر احمد صاحب جج بہادر کے ہاں دعوت

سید صاحب نے چند ایک مخالف ملک صاحبان کو اور مجھے دعوت پر حاضر ہونے کا شرف بخشا کھانے سے پیشتر احمدیوں اور غیر احمدیوں میں مناظرہ اور مناقشہ پر گفتگو شروع ہوگئی جج صاحب بہادر نے فرمایا کہ احمدیوں کی لاہوری جماعت کا مقاطعہ فضول ہے ان کے عقائد میں اور عام مسلمانوں کے عقائد میں کوئی بڑا فرق نہیں اور کام کے لحاظ سے یہ تمام اسلامی جماعتوں سے بڑھے ہوئے ہیں اس پر ایک صاحب نے فرمایا کہ اہل بیت کی ہتک کرنے والا مسلمان نہیں ہو سکتا جیسا کہ مرزا صاحب کا شعر ہے

> کربلائیست سیر ہر آنم
> صد حسین است در گریبانم

اور قادیانی مبلغ اس کا کوئی جواب نہیں دے سکا اس میں امام حسین علیہ السلام کی ہتک کی گئی ہے کہ سو حسین میرے گریبان میں ہے (لال حسین نے مناظرہ میں امام حسین علیہ السلام کی قربانی اور شہادت کو دردناک پیرایہ میں بیان کر کے لوگوں کے خون کو حضرت مرزا صاحب کے خلاف جوش دلایا) اس اعتراض کا جواب بارہا اخبار میں دیا گیا ہے مگر میں نے جو کچھ وہاں کہا اس کا لب لباب یہ ہے:۔

پہلے آپ اس بات کو سمجھ لیجئے کہ وہ کونسی کربلا ہے جو حضرت مرزا صاحب پر ہر آن گزرتی ہے اس سے دوسرے مصرعہ کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں رہتا۔ وہ کربلا جو حضرت مرزا صاحب پر ہر آن گزرتی تھی وہ عیسائیوں اور آریوں کے وہ حملے تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک پر کئے جا رہے تھے زہر میں بجھے ہوئے تیر و نشتر تھے جو نبی معصوم کی ذات مبارک پر برسائے جا رہے تھے۔ فرماتے ہیں:

> تیر بر معصوم ہے بارد خبیث بدگہر

پھر فرماتے ہیں:

> ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
> دین حق بیمار و بے کس ہمچو زین العابدین

پس وہ کربلا جو ہر آن اس عاشق رسول پر گذرتی تھی وہ دشمنان اسلام کے اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گندے اعتراضات اور حملے تھے اس کے بالمقابل مسلمان امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے دردناک مرثیے تو پڑھتے تھے مگر حسین علیہ السلام نے جس غرض یعنی حفاظت اسلام کے لئے جان دی اور جام شہادت قبول کیا اس کی اس حالت سے بے خبر تھے جو کافروں کے حملوں سے اس پر گذر رہی تھی اس شعر کو یوں سمجھئے کہ ایک طرف امام حسین پر یزیدیوں اور دوسری طرف خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک پر کافروں کی یلغار ہو تو آپ کا فرض کیا ہو گا کیا امام موصوف کو بچانے کے لئے دوڑیں گے یا نبی معصوم کا ساتھ دیں گے کہ جس کے وجود قدس میں سینکڑوں حسین شہید ہو جانے کا خطرہ ہے اسلام اگر دنیا میں رہا تو حسین علیہ السلام کی شہادت بھی باقی رہے گی اگر دین مٹ گیا [illegible] شعر میں حضرت مرزا صاحب کی ذات گرامی . . . . کا کوئی تذکرہ نہیں بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور عظمت کا اظہار ہے کہ اس کا وجود اقدس سو حسین کا منبع اور ماخذ ہے امام حسین بلاشبہ آپ کے جسد اطہر کا ایک ٹکڑا ہے حضرت فاطمہ بھی ( ) حضور کا جزء ہے امام حسن کا بھی یہی مرتبہ ہے اور کون کہہ سکتا ہے کہ اس میں اور کتنے حسین ہیں پس جب کافروں کی یلغار ہو عیسائیوں اور آریوں کے دین پر حملے ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات کی بوچھاڑ ہو تو گویا کربلا کے اندر صدہا حسین ہیں جو شہید کئے جا رہے ہیں ایک حسین علیہ السلام کی شہادت پر مرثیہ خوانی کرنے والو اٹھو حسین کا جو مقصود شہادت تھا اسے مٹایا جا رہا ہے اس کی حفاظت کر کے امام موصوف کی شہادت کی یادگار مناؤ۔

بھدرواہ میں عید کے خطبہ کے اندر اسی پر بیان کرتے ہوئے میں نے کہا عاشق رسول کے لئے اس زمانہ کا سب سے بڑا دکھ اور جانکاہ حادثہ یہ تھا کہ اُس کے معشوق کے حسن اور دلربا اداؤں پر دوست دشمن دونوں نے مل کر حملہ کر کے واقعہ کربلا کو اپنی صدگونہ ہولناکیوں کے ساتھ دوہرایا تھا اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک پر اس قدر تیر و نشتر کی بوچھاڑ کی گئی تھی کہ ابتداء دنیا سے اس کی نظیر آج تک کسی نبی کی زندگی میں ہمیں نظر نہیں آتی دجال فی الواقعی ایسا ہیبت ناک فتن و شرور کا پیکر تھا کہ انبیاء بنی اسرائیل اسے شیطان کا سب سے بڑا حربہ بتا کر اپنی امتوں کو لگاتار اس سے ڈراتے چلے آئے تھے اور رسول خدا صلعم اسی کو دیکھ کر خوف زدہ ہو گئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دی فلعلك باخعٌ نفسك على آثارهم ان لم يؤمنوا بهذا الحديث اسفاً " سو کیا تو اپنی جان کو ان کے پیچھے غم سے ہلاک کر دے گا کہ وہ اس قرآن پر ایمان نہ لائیں" نبی صلعم کا اس قدر شدید غم دین اسلام اور قرآن مجید اس قدیم اژدہا (ابلیس) کے سب سے زیادہ زور آور حملہ کا تھا سے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شہادت حسین رضی اللہ عنہ کا اتنا صدمہ نہیں جتنا دین حق پر دجال کے حملہ کا غم ہے اسی طرح جس شخص کے زمانہ میں یہ حملہ ہوا اس کے دل پر عشق رسول کی وجہ سے ہر آن کربلا وارد ہوتی اور وہ حسین کو ہر مرتبہ شہید ہوتے دیکھتا ہے۔

اس تشریح کے بعد حاضرین کی تسلی ہوگئی اور انہی لوگوں نے جو میرے اور میرے آقا کے دشمن تھے اور انھوں نے ہمارا مقاطعہ کیا ہوا تھا میرے قاب میں خود

حضرت مولوی محمد علی صاحب کا مقام احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات و ارشادات کی روشنی میں

از محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

(قسط نمبر ۵)

حدیث نبوی و کشف حضرت مسیح موعودؑ

گذشتہ قسطوں میں بدلائل یہ ثابت کیا جاچکا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی پیشگوئیوں میں یہ امر بالصراحت مذکور ہے کہ اس امت کے مسیح موعود کی وفات کے بعد ایک ایسا شخص خلیفہ بنایا جائے گا جو نیک سیرت ہوگا اور اس کے بعد جماعت میں فتنہ پیدا ہوگا اور جماعت دو ٹکڑے ہوجائے گی اور جماعت میں شقاق پیدا کرنے کا موجب خود مسیح اور مہدی کے اہل بیت میں سے ایک نوجوان ہوگا جس کی سیرت نیک نہ ہوگی اس کے خلاف ایک شخص کھڑا ہوگا جس کا لقب خدا کے ہاں "منصور" ہوگا اور جو مسیح اور مہدی کی طرف سے عیسائیت کے فتنہ کو دور کرنے کے لئے امیر مقرر کیا جائے گا اور وہ اس کام میں کامیاب ہوگا وہ مسیح اور مہدی کے کامل متبعین میں سے ہوگا اور اس کیساتھ ہی یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ یہ تمام صفات حضرت مولوی محمد علی صاحب میں پائی جاتی ہیں اور وہی اس پیشگوئی نبوی کے مصداق ہیں پھر حضرت مسیح موعودؑ کے کلام سے بھی یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب اعلیٰ درجہ کے نیک اور متقی انسان ہیں اور آپ اتقاء کے اس بلند مقام پر پہنچ چکے ہیں جہاں سے گرنے کا احتمال ہی باقی نہیں رہتا اب اس قسط میں بتوفیق اللہ وعونہ نبی کریم صلعم کی ایک اور پیشگوئی اور حضرت مسیح موعودؑ کے ایک کشف کے ذریعہ آپ کے مقام کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ یہ پیشگوئی نبوی اور اپنا کشف حضرت اقدس نے اپنی کتاب ازالہ اوہام کے از صہ۹۵ تا صہ۹۹ کے حاشیہ پر درج کیا ہے جو یہ ہے:-

"اب ہم ابو داؤد کی حدیث کو اس کے اصل الفاظ میں بیان کرکے پھر جس قدر مناسب اور کافی ہو۔ اپنی نسبت اس کا ثبوت پیش کریں گے۔ سو واضح ہو کہ۔ حدیث یہ ہے عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج رجل من وراء النہر یقال لہ الحارث حراث علی مقدمتہ رجل یقال لہ منصور یوطن او یمکن لآل رسول اللہ صلعم وجب علی کل مومن نصرہ او قال اجابتہ یعنے روایت ہے علی کرم اللہ وجہہ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک شخص پیچھے نہر کے سے نکلے گا۔ یعنی بخارا یا سمرقند اس کا اصل وطن ہوگا۔ اور وہ حارث کے نام سے پکارا جائے گا یعنے باعتبار اپنے آباء و اجداد کے پیشہ کے افواہ عام میں یا گورنمنٹ کی نظر میں حارث یعنی ایک زمیندار کہلائے گا۔ پھر آگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ کیوں حارث کہلائے گا اس وجہ سے کہ وہ حراث ہوگا۔ یعنے ممیز زمینداروں میں سے ہوگا۔ اور کھیتی کرنے والوں میں ایک معزز خاندان کا آدمی شمار کیا جائے گا۔ پھر اس کے بعد فرمایا۔ کہ اس کے لشکر یعنی اس کی جماعت کا سردار سرگروہ ایک توفیق یافتہ شخص ہوگا جس کو آسمان پر منصور کے نام سے پکارا جائے گا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ اس کے خادمانہ ارادوں کا جو اس کے دل میں ہوں گے۔ آپ ناصر ہوگا۔ اس جگہ اگرچہ اس منصور کو سپہ سالار کے طور پر بیان کیا ہے۔ مگر اس مقام میں درحقیقت کوئی ظاہری جنگ و جدل مراد نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک روحانی فوج ہوگی۔ کہ اس حارث کو دی جائے گی جیسا کہ کشفی حالت میں اس عاجز نے دیکھا کہ انسان کی صورت پر دو شخص ایک مکان میں بیٹھے ہیں۔ ایک زمین پر اور ایک چھت کے قریب بیٹھا ہے۔ تب میں نے اس شخص کو جو زمین پر تھا۔ مخاطب کرکے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے۔ مگر وہ چپ رہا۔ اور اس نے کچھ بھی جواب نہ دیا۔ تب میں نے اس دوسرے کی طرف رخ کیا۔ جو چھت کے قریب اور آسمان کی طرف تھا۔ اور اسے میں نے مخاطب کرکے کہا۔ کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے وہ میری اس بات کو سن کر بولا۔ کہ ایک لاکھ نہیں ملے گی مگر پانچہزار سپاہی دیا جائیگا۔ تب میں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ اگرچہ پانچہزار تھوڑے آدمی ہیں۔ پر اگر خدا تعالےٰ چاہے تو تھوڑے بہتوں پر فتح پاسکتے ہیں۔ اس وقت میں نے یہ آیت پڑھی کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن اللہ پھر وہ منصور مجھے کشف کی حالت میں دکھایا گیا اور کہا گیا۔ کہ خوشحال ہے۔ مگر خدا تعالےٰ کی کسی حکمت خفیہ نے میری نظر کو اس کے پہچاننے سے قاصر رکھا۔ لیکن امید رکھتا ہوں کہ کسی دوسرے وقت دکھلایا جائے"

(ازالہ اوہام حاشیہ از صہ۹۵ تا صہ۹۷)

حدیث مندرجہ بالا میں اگرچہ بظاہر مسیح اور مہدی کا لفظ نہیں لیکن حضرت مسیح موعودؑ نے اسی کتاب کے از صہ۷۹ تا صہ۸۲ کے حاشیہ پر تحریر فرمایا ہے کہ آپ پر الہاماً یہ کھولا گیا ہے کہ ابو داؤد کی یہ پیشگوئی اور مسیح موعودؑ والی پیشگوئی درحقیقت ایک ہی ہیں اور یہ کہ حضورؑ ہی ان کا مصداق ہیں اور حضورؑ کی وہ تحریر حسب ذیل ہے:-

"اب میں وہ حدیث جو ابو داؤد نے اپنی صحیح میں لکھی ہے۔ ناظرین کے سامنے پیش کرکے اس کے مصداق کی طرف ان کو توجہ دلاتا ہوں۔ سو واضح ہو۔ کہ یہ پیشگوئی جو ابو داؤد کی صحیح میں درج ہے۔ کہ ایک شخص حارث نام یعنے حراث ماوراء النہر سے یعنی سمرقند کی طرف سے نکلے گا۔ جو آل رسول کو تقویت دے گا۔ جس کی امداد و نصرت ہر ایک مومن پر واجب ہوگی۔ الہامی طور پر مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ پیشگوئی اور مسیح کے آنے کی پیشگوئی جو مسلمانوں کا امام اور مسلمانوں میں سے ہوگا دراصل یہ دونوں پیشگوئیاں متحد المضمون ہیں اور دونوں کا مصداق یہی عاجز ہے مسیح کے نام پر جو پیشگوئی ہے۔ اس کی علامات خاصہ درحقیقت دو ہی ہیں۔ ایک یہ کہ جب وہ مسیح آئے گا۔ تو مسلمانوں کی اندرونی حالت کو جو اس وقت بغایت درجہ بگڑی ہوئی ہوگی۔ اپنی صحیح تعلیم سے درست کردے گا اور ان کے روحانی افلاس اور باطنی ناداری کو بکلی دور فرما کر جواہرات علوم و حقائق و معارف ان کے سامنے رکھدے گا۔ یہاں تک کہ وہ لوگ اس دولت کو لیتے لیتے تھک جائیں گے۔ اور ان میں سے کوئی طالب حق روحانی طور پر مفلس اور نادار نہیں رہے گا۔ بلکہ جس قدر سچائی کے بھوکے اور پیاسے ہیں۔ ان کو بکثرت طیب غذا صداقت کی اور شربت شیریں معرفت کا پلایا جائیگا۔ اور علوم حقہ کے موتیوں سے ان کی جھولیاں پُر کردی جائیں گی۔ اور جو مغز اور لب لباب قرآن شریف کا ہے۔ اس عطر کے بھرے ہوئے شیشے ان کو دیئے جائیں گے۔ دوسری علامت خاصہ یہ ہے۔ کہ جب وہ مسیح موعود آئیگا۔ تو صلیب کو توڑے گا۔ اور خنزیروں کو قتل کرے گا۔ اور دجال یک چشم کو قتل کرڈالے گا اور جس کافر تک اس کی دم کی ہوا پہنچے گی۔ وہ فی الفور مر جائیگا سو اس علامت کی اصل حقیقت جو روحانی طور پر مراد رکھی گئی ہے۔ یہ ہے کہ مسیح دنیا میں آکر صلیبی مذہب کی شان و شوکت اپنے پیروں کے نیچے کچل ڈالے گا۔ اور ان لوگوں کو جن میں خنزیروں کی بے حیائی اور خوکوں کی بے شرمی اور نجاست خوری ہے۔ ان پر دلائل قاطعہ کا ہتھیار چلا کر ان سب کا کام تمام کردے گا۔ اور وہ لوگ جو صرف دنیا کی آنکھ رکھتے ہیں۔ مگر دین کی آنکھ بکلی ندارد بلکہ ایک بدنما ٹینٹ اس میں نکلا ہوا ہے۔ ان کو بین حجتوں کی سیف قاطعہ سے ملزم کرکے انکی منکرانہ ہستی کا خاتمہ کردے گا۔ اور نہ صرف ایسے یک چشم لوگ بلکہ ہر ایک کافر جو دین محمدی کو بنظر استحقار دیکھتا ہے مسیحی دلائل کے جلالی دم سے روحانی طور پر مارا جائے گا۔ غرض یہ سب عبارتیں استعارہ کے طور پر واقعہ ہیں۔ جو اس عاجز پر بخوبی کھولی گئی ہیں۔ اب چاہے کوئی اسکو سمجھے یا نہ سمجھے۔ لیکن آخر کچھ مدت اور انتظار کرکے اور اپنی بے بنیاد امیدوں سے یاس کلی کی حالت میں ہوکر ایک دن سب لوگ اس طرف رجوع کریں گے"

الہام کی تصدیق احادیث سے

حضرت اقدسؑ پر جو یہ انکشاف الہاماً ہوا ہے کہ جس الحارث حراث کے ظاہر ہونیکا ذکر ابو داؤد کی حدیث میں ہے اس سے مراد مسیح موعود ہی ہے اس الہام کی تصدیق احادیث نبویہ سے بھی ہورہی ہے کیونکہ ادھر اس حدیث میں یہ بات بطور علامت ذکر کی گئی ہے کہ الحارث حراث کے مقدمۃ الجیش پر جو شخص بطور امیر ہوگا اس کا لقب منصور ہوگا اور ادھر ان احادیث میں جو میں حجج الکرامۃ سے نقل کرچکا ہوں ثابت ہوتا ہے کہ "منصور" اس شخص کا لقب ہے جو مسیح اور مہدی کی طرف سے اس کے سر بینہ کا "امیر" مقرر کیا جائے گا جس کا کام عیسائیت کے فتنہ کو دور کرنا ہے پس ان دونوں قسم کی احادیث کو ملانے سے ثابت ہوجاتا ہے کہ الحارث حراث سے مراد فی الحقیقت اس امت کا مسیح موعود ہی ہے ایک حدیث میں تو اس کے مفوضہ کام کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسے مسیح اور مہدی کے لقب سے پکارا گیا ہے اور دوسری حدیث میں بوجہ زمینداروں کے ممیز خاندان میں سے ہونے کے اسے الحارث حراث کے نام سے ذکر کیا گیا ہے پس یہ دونوں نام درحقیقت باعتبار دو مختلف حیثیتوں کے ہیں ورنہ ان کا مصداق ایک ہی شخص ہے۔

اس وقت چونکہ حضرت اقدس کے دعوے پر بحث کرنا مقصود نہیں اس لئے میں اتنے ہی ذکر پر کفایت کرتے ہوئے حدیث کے اس حصہ کو لیتا ہوں جس میں "منصور" کا ذکر ہے حدیث نبوی کہتی ہے کہ اس الحارث حراث یعنی مسیح موعود کے

مقدمۃ الجیش پر ایک شخص ہوگا جو خدا کے ہاں منصور کے لقب سے مشرف ہوگا۔

یہ شخص کون ہے؟ میرا دعویٰ ہے کہ اس سے مراد ہمارے امیر حضرت مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہی ہیں اس دعوے کو ثابت کرنے کے لئے میرے پاس بین اور ناقابل تردید ثبوت ہیں جو میں ذیل میں پیش کرتا ہوں۔

حضرت اقدسؑ کی تشریح } حدیث کے الفاظ ہیں

علیٰ مقدمتہ رجل یقال لہ منصور حضورؑ نے ان الفاظ کی جو تشریح فرمائی ہے وہ یہ ہے:۔

"اس کے لشکر یعنی اس کی جماعت کا سردار سرگروہ ایک توفیق یافتہ شخص ہوگا جس کو آسمان پر منصور کے نام سے پکارا جائے گا کیونکہ خدا تعالیٰ اس کے خادمانہ ارادوں کا جو اس کے دل میں ہوں گے آپ ناصر ہوگا۔ اس جگہ اگرچہ اس منصور کو سپہ سالار کے طور پر بیان کیا گیا ہے مگر اس مقام میں درحقیقت کوئی ظاہری جنگ وجدل مراد نہیں ہے بلکہ یہ ایک روحانی فوج ہوگی کہ اس حارث کو دی جائے گی۔"

عبارت مندرجہ بالا میں اس منصور کی چار علامتیں بیان کی گئی ہیں ہیں:۔

پہلی علامت } پہلی علامت یہ ہے کہ مسیح موعود کی جماعت جو روحانی فوج ہے اس کا وہ سردار و سرگروہ ہوگا حضرت مولوی صاحب کے وجود میں اس علامت کے پائے جانے سے تو کسی کو انکار نہیں ہوسکتا۔ البتہ بعض لوگوں کی طرف سے یہ مطالبہ کیا جاسکتا ہے کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب کے ساتھ اس علامت کو مخصوص کرنے کی کیا وجہ ہے یہ علامت تو حضرت مولوی نورالدین رضؓ میں بھی پائی جاتی تھی۔ اور جناب میاں صاحب میں بھی پائی جاتی ہے۔ سو یاد رہے کہ گو حضرت مولوی نورالدین صاحب رضؓ کی شان بہت ارفع و بلند ہے لیکن اس پیشگوئی کے وہ مصداق نہیں ہوسکتے کیونکہ وہ تو ساری جماعت کے امیر تھے اور حضرت اقدسؑ کے کشف سے واضح ہے کہ اس کا مصداق وہ شخص ہے جو کل جماعت کا نہیں بلکہ جماعت کے ایک حصہ کا امیر ہے اور حصہ بھی وہ جو تعداد میں دوسرے حصہ کی نسبت کم ہے۔ گویا وہ اس وقت امیر ہوگا جبکہ جماعت دو حصوں میں منقسم ہو جائے گی ایک حصہ کی تعداد تھوڑی ہوگی اور دوسرے حصہ کی زیادہ ہوگی لیکن یہ تھوڑی تعداد والا حصہ ہی خدا کے نزدیک مسیح موعودؑ کی حقیقی جماعت کہلانے کا مستحق ہوگا حدیث کے الفاظ "علیٰ مقدمتہ" بتلاتے ہیں کہ آگے بڑھ کر مسیح موعودؑ کے مشن کو پورا کرنے والا وہی حصہ ہوگا دوسرا حصہ تو پیچھے رہنے والا ہوگا اور حقیقی غلبہ بھی اسی کم تعداد والے حصہ کو ہی حاصل ہوگا اس کی پوری تشریح انشاء اللہ آگے چل کر بتلائی جائے گی۔

حضرت اقدسؑ بھی اسی حصہ جماعت کو اپنی جماعت اور اپنی روحانی فوج قرار دیتے ہیں۔

جناب میاں صاحب بھی اس حدیث کے مصداق نہیں ہوسکتے اول تو اس لئے کہ ان کے ساتھ والوں کی تعداد زیادہ ہے دوسرے اس لئے کہ جیسا کہ میں احادیث نبویہ سے ثابت کرچکا ہوں کہ منصورؑ اس امیر کا لقب ہے جو اس شخص کے بالمقابل کھڑا ہوگا جو مسیح اور مہدی کے اہل بیت میں سے، بطور والی منتخب ہوگا اور ... جو جماعت میں تفرقہ ڈلوا دے گا اور جس کا شر اس کے خیر پر غالب ہوگا اور یہ صفت یعنی ایسے والی کے خلاف کھڑے ہونے کی صفت جناب میاں صاحب میں نہیں پائی جاتی بلکہ صرف حضرت مولوی محمد علی صاحب میں ہی پائی جاتی ہے آپ ہی جناب میاں صاحب کے خلاف کھڑے ہوتے ہیں جو حضرت مسیح مہدی کے اہل بیت میں سے ہیں۔

اب جبکہ جناب میاں صاحب حضرت اقدسؑ کے اہل بیت میں سے ہیں تو جماعت میں تفرقہ ڈلوانے اور ان کے شر کے خیر پر غالب ہونے کے مصداق وہی ہوسکتے ہیں تو اس صورت میں وہ کیونکر اس جماعت کے امیر کہلا سکتے ہیں جو حضرت مسیح موعود کی حقیقی جماعت ہے اور کس طرح وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں "منصورؑ" کے لقب سے یاد کئے جاسکتے ہیں۔ جناب میاں صاحب کے ساتھ دینے والوں کو حدیث مندرجہ بالا میں مندرجہ پیشگوئی پر غور کرکے اصلی امیر کے دامن کے ساتھ وابستہ ہونے کی جلد کوشش کرنی چاہیئے۔

تیسری وجہ جناب میاں صاحب کی اس پیشگوئی کا مصداق نہ ہونے کی یہ ہے کہ وہ شخص جس کا لقب "منصورؑ" قرار دیا گیا ہے وہ وہ شخص ہے جس کے سپرد مسیح و مہدی نے اپنی زندگی میں فتح روم یعنی عیسائیت کا کام کرنا تھا اور یہی وہ کام ہے جس پر حضورؑ نے ابوداؤد والی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے زور دیا ہے اور یہ کام حضرت اقدسؑ نے جناب میاں صاحب کے نہیں بلکہ حضرت مولوی محمد علی صاحب کے سپرد کیا جیسے کہ گذشتہ قسط میں بالوضاحت ثابت کیا جاچکا ہے۔

چوتھی وجہ جناب میاں صاحب کے مصداق نہ ہونے کی یہ بھی ہے کہ احادیث نبویہ میں اس "منصورؑ" کی ایک علامت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ جب قریباً ۲۰-۲۱ سال کا عرصہ اس کے تعلق مسیح موعود پر گذر جائے گا تو جماعت کا اکثر حصہ اس کے ساتھ بے التفاتی اور بے اعتنائی سے پیش آنے لگے گا اور اس کی بات پر کان نہیں دھرے گا اور یہ اس وجہ سے ہوگا کہ جماعت پر ایک نوجوان غالب آجائے گا۔ اب یہ علامت کبھی جناب میاں صاحب میں نہیں پائی جاتی بلکہ میاں صاحب خود ہی وہ نوجوان ہیں جو اپنے پراپیگنڈا کے ذریعہ سے جماعت پر چھا گئے اور انھوں نے ہی جماعت کو حضرت مولوی صاحب سے متنفر کیا اور انہی کے کہنے سے ہی جماعت مولوی صاحب سے بے رخی سے پیش آئی اور ان کی باتوں کو جو صداقت سے پُر تھیں سننے سے انکار کر دیا اور یہ ٹھیک اس وقت ہوا جبکہ حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ حضرت مولوی صاحب کے تعلق پر ۲۱ سال برس گذرے کیونکہ حضرت مولوی صاحب کا تعلق حضرت اقدس کے ساتھ ۱۸۹۴ء سے شروع ہوتا ہے جبکہ آپ نے حضورؑ کی تائید میں مضامین لکھنے شروع کئے اور اس وقت سے مارچ ۱۹۱۴ء تک جبکہ حضرت مولوی نورالدین صاحب کی وفات ہوئی اور حضرت مولوی صاحب کو جناب میاں صاحب کی ناقابل برداشت زیادتیوں کی وجہ سے قادیان سے لاہور آنا پڑا ۲۱ برس ہوتے ہیں۔

پانچویں وجہ جناب میاں صاحب کے مصداق نہ ہونے کی یہ ہے کہ کشف میں حضور کو وہ منصور دکھلایا گیا ہے مگر خدا تعالےٰ کی کسی مخفی حکمت کی وجہ سے حضورؑ کی نظر اسے پہچاننے سے قاصر رہی اب اگر واقعات کی روشنی میں دیکھا جائے تو تین ہی آدمی اس حدیث کا مصداق ہوسکتے ہیں، ایک حضرت مولوی نورالدین صاحب رضؓ اور ایک جناب میاں صاحب اور ایک حضرت مولوی محمد علی صاحب لیکن اول الذکر دونوں شخصوں کو تو حضرت اقدس جانتے اور پہچانتے تھے لیکن کشف بتلاتا ہے کہ یہ کوئی ایسا شخص ہے جس کو حضور تحریر ہذا کے وقت تک نہ جانتے تھے نہ پہچانتے تھے اور وہ شخص حضرت مولوی محمد علی صاحب ہی ہوسکتے ہیں کیونکہ "ازالہ اوہام" ۱۸۹۱ء میں لکھی گئی اور اس وقت نہ حضرت اقدسؑ نے مولوی صاحب کو دیکھا تھا اور نہ مولوی صاحب نے حضورؑ کو دیکھا تھا دونوں ایک دوسرے سے اجنبی تھے پس کشف کا یہ حصہ بھی یقینی طور پر حضرت مولوی محمد علی صاحب کو ہی اسکا مصداق معین کرتا ہے۔

چھٹی وجہ جناب میاں صاحب کے مصداق نہ ہونے کی یہ ہے کہ حضورؑ کو "ازالہ اوہام" لکھتے وقت یہ یقین ہے کہ وہ "منصورؑ" حضورؑ کو دوبارہ دکھلایا جائے گا اور یہ بدیہی بات ہے کہ دکھلانے جانے سے مراد مطلق دکھلایا جانا تو ہو نہیں سکتا بلکہ ان صفات کے ساتھ دکھلایا جانا ہی مراد ہوسکتا ہے جو صفات کہ اسے "منصورؑ" کے لقب سے ملقب ہونیکا اہل بنا سکتی ہوں سو یہ بات بھی جناب میاں صاحب میں قطعاً نہیں پائی جاتی بلکہ صرف مولوی محمد علی صاحب میں ہی پائی جاتی ہے۔ بیشک جناب میاں صاحب بھی ایک دو دفعہ حضورؑ کو خواب میں دکھلائے گئے ہیں لیکن حضورؑ کے مشن کے مخرب ہونیکی حیثیت سے جیسا کہ میں آگے چل کر ثابت کروں گا۔ لیکن حضرت مولوی صاحب ان صفات کے ساتھ دکھلائے گئے ہیں جو "منصورؑ" کی شان کے شایاں ہیں گو حضرت مولوی صاحب کا دلی تعلق تو ازالہ اوہام کے شائع ہونے کے بعد سے ہی حضورؑ کے ساتھ قائم ہوگیا تھا۔ اور اسی تعلق کا ہی نتیجہ تھا کہ آپ نے ۱۸۹۴ء میں حضرت اقدس کے دعوے کی تائید میں مضامین لکھنے شروع کر دیئے لیکن حضرت اقدس کے پاس آپ ۱۸۹۷ء میں آئے اور باقاعدہ بیعت میں داخل ہوگئے اور ۱۸۹۹ء میں حضرت اقدس کی خدمت میں تمام دنیاوی منفعتوں پر لات مارتے ہوئے "منصورؑ" بننے کے لئے ہمیشہ کے لئے حاضر ہوگئے۔

حضور کے حکم اور حضور کی منشاء کے مطابق خدمت دین میں مصروف ہوکر حضورؑ کی صحبت سے مستفیض ہونے لگے۔ اب یہ ظاہر ہے کہ یہی وہ زمانہ ہوسکتا ہے جس کے بعد حضرت مولوی محمد علی صاحب حضورؑ کو دکھلائے جائیں۔

چونکہ اس منصورؑ نے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے مسیح موعود کی جماعت کا امیر ہونا تھا اس لئے پہلی بات جو اس کے اندر پائی جانی ضروری تھی وہ یہ ہے کہ اس کو حضورؑ کے ساتھ یگانگت تامہ ہو کیونکہ ایسی یگانگت کے بغیر وہ حضورؑ کا جانشین کس طرح بن سکتا ہے اور دوسری بات اس کے اندر یہ ہونی چاہیئے کہ وہ حضرت اقدسؑ کے علوم کا وارث ہو اور جس طرح حضور کو دلائل قاطع کی چمکتی ہوئی تلوار دی گئی تھی اسی طرح وہ بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے دلائل بینہ سے مسلح کیا جائے حضرت اقدسؑ کو اللہ تعالےٰ نے سلطان القلم ٹھہرایا ہے اس لئے اس "منصورؑ" کو بھی بوجہ سلطان القلم کے مظہر ہونے کے ایسی قلم ملنی چاہیئے جو اسلام پر حملہ آوروں کے حملوں کو پاش پاش کرنے اور اسلام کی خوبیوں کو دل نشین کرنے میں بجلی کی سی قوت رکھتی ہو۔

سو یہ وہ صفات ہیں جن کیساتھ وہ شخص حضور کو دکھلایا جانا چاہیئے تھا جس نے حضورؑ کے لشکر کا سردار بننا تھا اور جس نے اللہ تعالےٰ کی طرف سے "منصورؑ" کا لقب پانا تھا سو ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت مولوی محمد علی صاحب انہی صفات کے ساتھ حضورؑ کو خواب میں دکھائے گئے۔

حضرت مولوی محمد علی صاحب نے جیسا کہ میں اوپر لکھ چکا ہوں حضرت اقدسؑ کی

صحبت میں اپنی روحانی تکمیل کا کام ۱۸۹۹ء میں شروع کیا اور معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۰۴ء میں آپ اس مقام پر پہنچ گئے تھے جب حضور کے ساتھ آپ کو یگانگت تامہ حاصل ہو جائے کیونکہ جیسا کہ میں گذشتہ اقساط میں دکھلا چکا ہوں کہ مئی ۱۹۰۴ء میں حضور نے آپ کے متعلق یہ الفاظ فرما کر کہ اگر آپ کو طاعون ہو جائے تو میں جھوٹا میرا کاروبار جھوٹ میرا دعوے الہام غلط آپ کو اپنے روحانی وجود میں داخل کر لیا اور یہ بھی ثابت کر آیا ہوں کہ یہ الفاظ حضور بغیر اللہ تعالے کی طرف سے اطلاع پانے کے استعمال کر ہی نہ سکتے تھے گویا حضرت اقدسؑ کو جو الہام یعنی انی احافظک خاصۃ ہوا تھا اس کا مصداق حضورؑ نے حضرت مولوی صاحب کو بھی ٹھیرا لیا اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا تھا جبکہ حضورؑ کو یہ یقین خدا کی طرف سے عطا کیا جاتا کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب فنافی الشیخ کے مقام پر پہنچ چکے ہیں جہاں پہنچ کر "دوئی" کا وجود درمیان سے اٹھ جاتا ہے اور الشیخ اور مرید اس شعر کے مصداق ہو جاتے ہیں

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

اور یہی یگانگت تامہ کا مفہوم ہے۔

اس واقعہ کے مابعد یعنی جون ۱۹۰۷ء میں آپ کو مولوی محمد علی صاحب رؤیا میں بھی دکھلائے گئے اور آپ نے انہیں یہ الفاظ فرمائے:

"آپ بھی صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے تھے آؤ ہمارے پاس بیٹھ جاؤ"

ان الفاظ کی مکمل تشریح تو انشاء اللہ کسی دوسری قسط میں کی جائے گی اور ان سے جو غلط استدلال جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء کر کے لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اس کی غلطی کو بھی واضح کیا جائے گا اس جگہ میں مختصراً صرف اتنا ہی بتلانا چاہتا ہوں کہ اس خواب میں اگر ایک طرف حضرت مولوی صاحب کو صالح اور ان کے ارادوں کو نیک بتلایا گیا ہے تو دوسری طرف خواب کے الفاظ "ہمارے پاس بیٹھ جاؤ" اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ آپ کو حضرت اقدسؑ کے ساتھ یگانگت تامہ حاصل ہو چکی ہے۔

پھر نومبر ۱۹۰۷ء یعنی وفات کے قریب حضورؑ کو رؤیا ہوتا ہے جس میں حضرت مولوی صاحب کو آسمان سے قلم عطا ہوتا دکھلایا گیا ہے اور ساتھ ہی آپ کا خادم دین امیر بننا بھی دکھلایا گیا ہے اور قلم کی تعبیر بھی حضورؑ نے یہی کی کہ مولوی محمد علی صاحب کے دل میں اللہ تعالے ایسی طاقت پیدا کر دے گا کہ وہ مخالفوں کے رد میں اعلیٰ مضامین لکھیں۔

اگرچہ اور بھی بہت سے مواقع ہیں جہاں مولوی صاحب حضرت اقدسؑ کو مختلف رنگوں میں دکھلائے گئے ہیں لیکن ان دونوں خوابوں میں آپ صراحتاً ان صفات کے ساتھ دکھلائے گئے ہیں جن کا پایا جانا منصور بننے کے لئے ضروری ہے یعنی یگانگت تامہ کے ساتھ حضورؑ کی صفت سلطان القلم کا مظہر ہونا۔

ساتویں وجہ میاں صاحب کے مصداق نہ ہونے کی یہ ہے کہ کشف میں بتلایا گیا ہے کہ اس منصور کا گروہ دوسرے کثیر گروہ پر غالب رہے گا۔ اور اس سے حضور کے مشن کا کام ہو گا سو یہ غلبہ بھی حضرت مولوی صاحب اور ان کی جماعت کو حاصل ہے جناب میاں صاحب پر بھی اور دوسرے مسلمانوں پر بھی یہ تو مسلم ہے کہ غلبہ سے مراد جنگ وجدال میں نہیں بلکہ دلائل اور اسلام کی خدمت میں غلبہ ہے۔

پس دلائل کی رو سے بھی حضرت مولوی صاحب کا غلبہ جناب میاں صاحب پر عیاں ہے کیونکہ آج تک جناب میاں صاحب حضرت مولوی صاحب کے مقابل میدان دلائل میں بھاگتے ہی چلے آ رہے ہیں انہیں مقابلہ میں آنے کی جرأت ہی نہیں ہوتی اور خدمت اسلام کے کام کے لحاظ سے حضرت مولوی صاحب کے غلبہ کا کوئی انکار نہیں کر سکتا یورپ اور ہندوستان میں جس قدر کام اسلام کے سکہ کو دلوں میں بٹھانے کے متعلق حضرت مولوی صاحب اور آپ کی جماعت سے سرانجام پایا ہے اس کا عشر عشیر بھی جناب میاں صاحب اور دیگر مسلمانوں سے باوجود تعداد اور روپیہ کی زیادتی کے سرانجام نہیں پا سکا۔

اسی طرح غلبہ سے مراد تعداد کا غلبہ بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ تعداد کے متعلق تو کشف خود ہی بتلا رہا ہے کہ منصورؑ کی جماعت مقابلتہً کم ہو گی پس مقابلہ فریقین کا دلائل اور کام میں ہی ہو گا سو ان دونوں امور میں بیّن طور پر حضرت مولوی صاحب اور آپ کی جماعت غالب ہے۔

پس یہ سات وجوہ ہیں جو جناب میاں صاحب کو "منصور" والی پیشگوئی کا مصداق سمجھنے سے مانع ہیں۔

دوسری علامت "منصور" کی حضور یہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ توفیق یافتہ ہو گا سو یہ علامت بھی واضح طور پر حضرت مولوی صاحب کے وجود میں پائی جاتی ہے توفیق یافتہ شخص کے لئے سب سے پہلی ضروری چیز یہ ہے کہ اس کی فطرت صحیح ہو۔ فطرت صحیح تو ہر انسان کی ہوتی ہے مراد اس سے یہ ہے کہ اس نے اپنی فطرت صحیحہ کو خراب نہ ہونے دیا ہو بلکہ اسے صحیح ہی رکھا ہو سو حضرت مولوی صاحب کی فطرت کے صحیح ہونے کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ حضرت اقدس کی پہلی کتاب ازالہ اوہام پڑھتے ہی حضورؑ کی صداقت کا یقین کر لیا اور پھر ۱۹۰۲ء میں جب الحکیم کلانوری سے مباحثہ کے وقت زیارت کرتے ہی اس یقین میں معتد بہ اضافہ ہو گیا۔ پھر آپ کے توفیق یافتہ ہونے کے بارے میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ادھر امام الزمان آپ کو ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ دینی خدمت کے لئے قادیان میں ہی رہ جائیں ادھر یہ مرد خدا ایک سیکنڈ کے لئے بھی اس خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کرنے میں تامل نہیں کرتا حالانکہ اس کے سامنے اس کا دنیاوی مستقبل بڑا شاندار اور درخشاں ہے وہ سب مفاد دنیوی پر ایک آن میں لات مار دیتا ہے اس قسم کی عظیم الشان قربانی بجز اس شخص کے جس کے شامل حال توفیق الٰہی ہو اور کوئی نہیں کر سکتا خصوصاً ایسے زمانہ میں جبکہ لوگ مال کی محبت میں مرے جاتے ہوں۔

پھر جماعت میں فتنہ کے وقت محض حق کی خاطر جو استقلال آپ نے دکھلایا وہ بھی آپ کے توفیق یافتہ ہونے پر بیّن دلیل ہے دوست دشمن بن گئے مگر آپ نے حق کے مقابل کسی کی پرواہ نہ کی آپ کو گالیاں دی گئیں اور اس وقت تک دی جا رہی ہیں آپ کو بے عزت اور ذلیل کرنے کی انتہائی کوشش کی گئی مگر آپ نے باطل کے سامنے سر نہیں جھکایا اس حق کی خاطر آپ کو قادیان جیسی پیاری بستی کو بھی الوداع کہنے پر مجبور کیا گیا مگر آپ نے حق کے دامن کو نہیں چھوڑا پس آپ نے حق پر قائم رہنے کی خاطر تمام تکالیف کو برداشت کر کے ثابت کر دیا کہ حضورؑ نے جو آپ کے متعلق یہ بتلایا تھا کہ اب یہ شخص گرے گا نہیں وہ بالکل صحیح تھا۔

تیسری علامت حضورؑ نے یہ بتلائی ہے کہ "خدا تعالے اس کے خادمانہ ارادوں کا جو اس کے دل میں ہونگے آپ ناصر ہو گا" اس علامت کے بھی آپ روز روشن کی طرح مصداق ثابت ہوئے ہیں آپ کے خادمانہ ارادے کیا ہیں یہی کہ اللہ کی حکومت دلوں میں قائم ہو اسلام کا جھنڈا دنیا میں بلند ہو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور دنیا میں چمکے یہی ارادے حضرت مسیح موعودؑ کے تھے اور یہی ارادے آپ کے ہیں خادمانہ کے لفظ میں بتلا دیا ہے کہ اس کے ارادوں میں ریا، خود ستائی، خود غرضی کا قطعاً کوئی دخل نہ ہو گا بلکہ محض خدمت دین مدنظر ہو گی حضورؑ کے الفاظ یہ بھی بتلاتے ہیں کہ ایک زمانہ تو بیشک اس کے یہ ارادے بے روک ٹوک پورے ہوتے چلے جائیں گے مگر ایک زمانہ ایسا بھی آجائے گا جس میں پہلے ذرائع مفقود ہو جائیں گے اور کوئی صورت بظاہر ان ارادوں کو جیز عمل میں لانے والی نظر نہیں آئے گی اس وقت خدا تعالیٰ خود اس کا ناصر ہو کر کھڑا ہو جائے گا اور اس کے ارادوں کو پورا کرنے کے سامان پیدا کر دے گا اور اس طرح بتا دے گا کہ اس کے ارادوں کو خدا خود پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور وہ خدا کے ہاں مقبول ہیں چنانچہ جماعت میں افتراق کے وقت جماعت نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا اور آپ بغیر ایک پیسے کے قادیان سے نکلے آپ کے پاس بجز خدمت اسلام کے جذبہ کے اور دین کے جھنڈے کو بلند کرنے کے ارادہ کے اور کوئی زادراہ نہ تھا صورت حالات بالکل مایوس کن تھی لیکن خدا تعالے نے غیب سے آپ کے ارادوں کو پورا کرنے کے سامان پیدا کر دیئے اور دنیا نے دیکھ لیا کہ کس طرح خدا ۳۱ سال سے برابر آپ کی تائید اور نصرت میں لگا ہوا ہے اور کس طرح اتنے لمبے عرصہ سے آپ سے خدمت اسلام کا کام لے رہا ہے اور کس طرح ان تصانیف کو دنیا تک پہنچانے کا انتظام کروا رہا ہے جو آپ کی قلم سے نکلتی ہیں اور پھر کس طرح دنیا ان تصانیف سے فائدہ اٹھا رہی ہے یہ تائید الٰہی صاف بتلا رہی ہے کہ آپ کی خدمات دینیہ دنیوی اغراض کی ملونی سے بالکل پاک ہیں۔

چوتھی علامت کشف میں اس "منصورؑ" کی یہ بیان کی گئی ہے کہ خوشحال ہے خوشحال سوئے یہ علامت تو آپ کے وجود میں اس وضاحت کے ساتھ پوری ہوئی کہ بعض لوگوں کو آپ کی خوشحالی پر حسد پیدا ہونے لگ پڑا ہے کوئی کہتا ہے کہ آپ مکھن کھاتے ہیں کوئی کہتا ہے آپ عمدہ غذائیں اور انڈے استعمال کرتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ آپ نے بھینس رکھی ہوئی ہے اور کوئی کہتا ہے کہ آپ نے رہائش کے لئے کوٹھی بنائی ہوئی ہے یہ حسد کی آگ میں جلنے والے دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے روحانی نعمتوں کی خوشحالی کے ساتھ دنیاوی نعمتوں کی خوشحالی کا بھی اس منصور کو وعدہ دیا ہوا تھا اور اسی لئے اس لفظ کو کشف میں دہرایا گیا ہے بہر حال خدا کے اس وعدے نے پورا ہونا تھا سو ہوا اور حاسدوں کا حسد حضرت مولوی صاحب کو مورد اعتراض بنانے کی بجائے اہل بصیرت کی نگاہ میں اس پیشگوئی کی صداقت کو دوبالا کرنے کا موجب بن رہا ہے پیشگوئی کے مطابق آپ کو روحانی خوشحالی بھی حاصل ہوئی اور دنیاوی خوشحالی بھی حاصل ہوئی دشمن جلتا ہے تو جلے ہماری روح تو اللہ تعالیٰ کے اس عظیم الشان نشان کو پورا ہوتا دیکھ کر سجدہ میں گر جاتی اور لذت و سرور سے بھر جاتی ہے۔ اہل دل اس نکتہ کو سمجھ سکتے ہیں کہ اس قسم کی خدائی پیشگوئیوں کو پورا کرنے کے لئے ایسے شخص کے قدموں پر اگر کروڑوں روپیہ بھی نچھاور کرنا پڑے تو اس حظ اور سعادت کے مقابلہ میں جو ان پیشگوئیوں کو پورا کرنے سے حاصل ہوتے ہیں یہ روپیہ کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتا حدیث میں بھی یہی آتا ہے کہ جس طرح الحارث حراث کی نصرت ہر مومن پر فرض ہے اسی طرح ہر مومن پر اس منصور کی نصرت بھی فرض ہے کیونکہ ضمیر کا مرجع دونوں ہیں دیکھو مرقاۃ شرح مشکوٰۃ۔ یقیناً ہمارا امیر شعائر اللہ میں سے ہے اور شعائر اللہ کی قدر و عظمت ہر مومن پر فرض ہے کاش ہمارے

سیدھی اور صاف بات کرنے کا حکم

سچ بولنا اخلاق کی اساس ہے

قادیانی جماعت نے اس حکم کو پس پشت پھینک دیا

رسالہ فرقان کا ایک مضمون اور پیغام صلح کا معقول سوال

میاں صاحب اور انکی جماعت حضرت مسیح موعود کی تعلیم اور نشانوں کو مٹا رہے ہیں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ لاہور۔ مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۴۵ء

یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ و قولوا قولاً سدیدا۔ یصلح لکم اعمالکم و یغفر لکم ذنوبکم ط و من یطع اللہ و رسولہ فقد فاز فوزاً عظیما۔ (الاحزاب)

قول سدید اور تقویٰ کا حکم اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اللہ کا تقوےٰ کرو اور بات وہ کرو جو سدید ہو۔ جہاں جہاں اللہ تعالےٰ نے کسی قسم کا حکم دیا ہے اس کے ساتھ عموماً تقویٰ اللہ کا حکم آتا ہے۔ تو تقویٰ صرف اس بات کا نام نہیں کہ روزے رکھ لئے یا نمازیں پڑھ لیں یا جو اور نیکی کے کام سمجھے جاتے ہیں وہ کر لئے بلکہ فی الحقیقت خدا تعالیٰ کے ہر ایک حکم کی تعمیل تقوےٰ ہے اور ان کے خلاف چلنا عدم تقوےٰ ہے۔ لوگوں کو غلطی لگتی ہے وہ سمجھتے ہیں کہ صرف نماز روزہ سے یا دو چار اور باتوں پر عمل کرنے سے انسان متقی بن جاتا ہے۔ قرآن مجید میں جہاں جہاں بھی آپ کوئی حکم دیکھیں گے خواہ وہ جنگ کے متعلق ہو صلح کے متعلق ہو لین دین کے متعلق ہو گواہی کے متعلق ہو نکاح کے متعلق ہو طلاق کے متعلق ہو دوستوں کے متعلق ہو دشمنوں کے متعلق ہو اس کے ساتھ تقویٰ کا حکم ضرور آیا ہے اس آیت میں بھی قول سدید کے حکم کے ساتھ اتقوا اللہ آیا ہے ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص قول سدید اختیار نہیں کرتا وہ فی الحقیقت تقوےٰ کی راہ سے دور ہے۔

سدید کے معنی سدید کیا چیز ہے سدید اسد سے ہے سد اصل میں کہتے ہیں روکنے کو کسی ایسی جگہ کو بند کر دینا جہاں سے حملہ ہو سکتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ایک سد کا ذکر آتا ہے۔ قالوا یٰذا القرنین ان یاجوج و ماجوج مفسدون فی الارض فھل نجعل لک خرجاً علیٰ ان تجعل بیننا و بینھم سدا۔ انہوں نے کہا اے ذوالقرنین یاجوج اور ماجوج اس ملک میں فساد کرنے والے ہیں کیا ہم تیرے لئے کچھ خرچ مہیا کر دیں تاکہ تو ہمارے اور ان کے درمیان ایک روک بنا دے۔ سد کے معنی کسی اختلال کا بند کر دینا یا روک دینا ہیں اس لئے سدید اس تیر کو کہا جاتا ہے جو ٹھیک نشانہ پر لگے قول سدید اس بات کو کہا جاتا ہے جو صواب یعنی صحیح موقع پر پہنچنے والی ہو کیونکہ وہ اختلال کو روک دیتی ہے یا سداد یعنی قصد کو حاصل کر لیتی ہے، اس میں سچائی بھی آ جاتی ہے اور صفائی کے ساتھ ایک بات کا کرنا بھی آ جاتا ہے جس سے صحیح مقصد حاصل ہو جائے۔

اخلاق کی اساس اللہ تعالےٰ نے جب مسلمانوں کو اٹھایا اور ممتاز کیا تو آنحضرت صلعم کے ذریعہ سب سے پہلے اخلاق فاضلہ کی طرف ان کی رہنمائی فرمائی۔ سچ بولنا اخلاق کی اساس ہے جو شخص سچ نہیں بولتا اخلاق فاضلہ اس کے اندر پیدا نہیں ہو سکتے۔ ویسے بھی اسلام میں صداقت پر بڑا زور دیا گیا ہے اور آنحضرت صلعم کا نمونہ ایک ایسی چیز تھی جس کے سامنے دشمن کو بھی سر جھکانا پڑتا تھا۔ جب لوگ پوچھتے تھے کہ کسی شخص نے محمد صلعم کے منہ سے جھوٹ سنا ہے، تو دشمنوں کو بھی اعتراف کرنا پڑتا تھا کہ کبھی آپ کے منہ سے سوائے سچ کے اور کوئی کلمہ نہیں سنا۔ سچائی آنحضرت صلعم کی نمایاں خصوصیت تھی اور آپ کے فیضان سے مسلمانوں کی بھی نمایاں خصوصیت بن گئی تھی۔

یہودیوں کی پست فطرت لیکن جب کبھی قومیں گرتی ہیں تو ان کے اندر طرح طرح کے عیوب آ جاتے ہیں اور ان کا اخلاق مسخ ہو جاتا ہے بلکہ شام مجلسی اخلاق سے بھی عاری ہو جاتے ہیں آنحضرت صلعم کے پاس یہودی آتے تھے اور باتوں باتوں میں طعن کر جاتے تھے اور اس پر فخر کرتے تھے کہ دیکھو ہم انہیں کیسا بناتے ہیں قرآن مجید میں اس کا ذکر آتا ہے من الذین ھادوا یحرفون الکلم عن مواضعہ و یقولون سمعنا و عصینا واسمع غیر مسمع و راعنا لیا بالسنتھم و طعنا فی الدین۔ ان لوگوں میں سے جو یہودی ہوئے بعض باتوں کی ان کے موقعوں سے تحریف کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے سن لیا اور ہم نہیں مانتے اور سن تو نہ سنوایا جائے اور راعنا اپنی زبانیں مروڑتے ہوئے اور دین میں طعن کرتے ہوئے۔ یعنی یہودی توڑ مروڑ کر اور مفہوم کو بگاڑ کر باتیں کرتے تھے۔ راعنا کے معنی ہیں ہماری بات سنئے یا ذرا وضاحت کر دیجئے ہمیں سمجھ نہیں آئی لیکن وہ راعنا کا لفظ زبانیں مروڑ کر بولتے تھے یعنی راعنا کی بجائے رعن کہہ دیتے تھے اور یہ لفظ رعونت سے ہے جس کے معنے جہالت حماقت ہیں۔ یہودیوں کی شرارتوں میں سے یہ ادنےٰ قسم کی شرارت تھی۔ کہ بات بات میں استہزا کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ ہم نے محمد رسول اللہ صلعم پر خوب چوٹ کی۔ حالانکہ جو شخص گرا ہوا ہوتا ہے وہ ایسی اخلاق سے گری ہوئی چوٹ کرتا ہے اور اپنی فطرت کی پستی کا ثبوت دیتا ہے اس لئے فطرت اور سیرت کو بلند کرنے کے لئے اسلام نے سب سے پہلے اخلاق پر ہی زور دیا ہے۔ کیونکہ بلند اخلاق کے بغیر انسان کچھ نہیں بن سکتا۔

سیدھی اور صاف بات کرنے کا حکم انہی اخلاق میں سے ایک یہ حکم ہے۔ یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ و قولوا قولاً سدیدا۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقوےٰ کرو اور سیدھی اور صاف بات کیا کرو۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید انسان کو اخلاقی لحاظ سے اعلےٰ مقام پر لے جانا چاہتا ہے اس لئے اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ پیچدار بات نہیں کرنی چاہیئے بلکہ صفائی سے بات کرنی چاہیئے تاکہ جو کچھ دل کے اندر ہے وہ سامنے آ جائے ایسے ہی جو لوگ سامنے بات نہیں کرتے اور پیٹھ کے پیچھے بات کرتے ہیں وہ خدا سے دور ہو جاتے ہیں اور اخلاقی لحاظ سے پست ہو جاتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ ایسی بات جس کے کرنے سے خدا نے روکا ہے، اس کے کرنے سے دل پر ایک سیاہ نشان پڑ جاتا ہے اور انسان خدا سے دور ہوتا چلا جاتا ہے۔ خوب یاد رکھو اگر تم صرف نماز پڑھ لو یا روزے رکھ لو تو یہ کچھ چیز نہیں جب تک تم اپنے اخلاق کو درست نہیں کرتے۔ اخلاق کی بنیاد صداقت پر ہے جو شخص سچ نہیں بولتا وہ کبھی اخلاق فاضلہ کا حامل نہیں ہو سکتا۔ فی الحقیقت ایسا معلوم ہوتا ہے قولوا قولاً سدیدا کہکر انسان کے لئے ایک سڑک بنائی ہے جس پر چل کر وہ زندگی کی منزل مقصود پر پہنچ سکتا ہے یعنی اگر تم راستی کی بات کرنا سیکھو گے تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ خدا تعالےٰ تمہارے اعمال کو سنوار دے گا جو شخص اس سڑک پر پڑ جاتا ہے اس کے اعمال صالح ہو جاتے ہیں اور اس کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف

کر دیتا ہے۔ یصلح لکم اعمالکم و یغفر لکم ذنوبکم ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزاً عظیماً۔ یعنی اگر تم اپنے قول میں راستی اختیار کروگے اور صفائی کے ساتھ بات کروگے تو اللہ تمہارے عملوں کی اصلاح کر دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی اس نے بڑی بھاری کامیابی حاصل کی یعنی زندگی کا حقیقی مقصد حاصل کر لیا۔

قادیانیوں نے اس حکم کو پس پشت پھینک دیا

میں اب وقت ایک خاص بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ خدا چاہتا ہے کہ ایک قوم جس کو ٹھوکر لگی ہے اس کی اصلاح ہو جائے۔ لیکن وہ سمجھتے ہیں کہ ہم دھوکہ دے کر غالب آ جائیں گے اور ان کے نزدیک دھوکہ دینا بھی ایک مذہبی کام ہے لیکن انہیں معلوم نہیں کہ جب دنیا کے معاملات میں خدا تعالیٰ اخلاق چاہتا ہے تو مذہبی معاملات میں تو اس سے بھی بڑھ کر اخلاق کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ کا یہ صریح حکم ہے کہ وہی بات ہمارے مونہوں سے نکلے جو راستی کی ہے لیکن ہمارے قادیانی دوستوں نے اس خدائی ارشاد کو بالکل پس پشت پھینک دیا ہے۔

بمبئی کا ایک واقعہ اور رسالہ فرقان

ایک دوست نے مجھے لکھا کہ رسالہ فرقان کا فلاں نمبر پڑھیں فرقان کے اس نمبر میں کیا ہے؟ بمبئی کے قیام کے دوران میں مجھ سے چند لوگوں نے سوال کیا تھا کہ "اگر حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا تو مولویوں نے ان پر کفر کا فتوےٰ کیوں لگایا؟" میں نے ان لوگوں کو جواب دیا تھا کہ تمہیں حضرت مرزا صاحب کی تحریروں پر بھی غور کرنا چاہیئے کہ انہوں نے ان مولویوں کو کیا جواب دیا انھوں نے صاف لکھا ہے "ہم مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔" "جو لوگ میری طرف نبوت کا دعویٰ منسوب کرتے ہیں وہ مجھ پر افترا کرتے ہیں" ان مولویوں کی باتوں کو تم لے لیتے ہو اور حضرت مرزا صاحب کی باتوں کو چھوڑ دیتے ہو یہ درست نہیں۔ جب ان باتوں کو لیتے ہو تو ان باتوں کو کیوں نہیں لیتے۔ فرقان نے اس بحث کا ذکر کرتے ہوئے لکھا۔

"نہ معلوم مولوی صاحب نے اس سوال پر خاموشی ہی مصلحت کیوں سمجھی ہوگی ورنہ غیر احمدی احباب کی طرف سے ایسا سوال پیش ہونا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نبوت کا ہی دعوےٰ فرمایا جس پر غیر احمدی علماء آتش زیر پا ہوئے اور انھوں نے حضور کی مخالفت میں ہر حربہ کو استعمال کیا یہاں تک کہ کفر کے فتوے بھی لگائے ورنہ اگر نبوت کا دعوےٰ نہ ہوتا تو کفر کے فتوے کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی" (فرقان مارچ ۱۹۴۵ء)

قادیانی اور غیر احمدی علماء ایک کشتی میں

اس سے اندازہ کیجئے کہ قادیانی جماعت نبوت کی بنیاد اٹھا کر کہاں جا پہنچی وہی بات جو مخالف کہتے تھے اسی پر آخر وہ آ گئے مکفر علماء بھی یہ کہتے تھے کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوے کیا ہے اور اس لئے ہم ان پر کفر کا فتوے لگاتے ہیں اب قادیانی جماعت بھی بعینہٖ یہی کہتی ہے یعنی کفر کا فتوےٰ آپ پر اسی لئے لگایا گیا کہ آپ نے فی الحقیقت نبوت کا دعوے کیا تھا۔

ایڈیٹر صاحب پیغام صلح کا معقول سوال

اس پر ہمارے ایڈیٹر صاحب نے مضمون لکھا کہ اگر غیر احمدی علماء حضرت مسیح موعود پر دعوئے نبوت کا الزام دینے میں سچے تھے تو حضرت مسیح موعود انکار نبوت میں نعوذ باللہ کیا تھے؟ نہایت معقول سوال تھا اس کا جواب سوائے اس کے کیا ہے کہ کوئی کہے کہ نعوذ باللہ من ذالک آپ انکار نبوت میں جھوٹے تھے۔ اب اس کے جواب میں فرقان میں ایک اور مضمون لکھا گیا ہے جس کی تمہید یوں اٹھائی ہے کہ گالیاں دینے کی امور والوں کو عادت ہے یعنی اگر کوئی شخص امر واقعہ کو بیان کرے تو وہ ان کے نزدیک گالی ہے آخر جھوٹ کو جھوٹ نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے۔ کہتے ہیں کہ بات کتنی صاف ہے کہ مرزا صاحب نے جو دعاوی کئے تھے ان میں نبوت صاف پائی جاتی ہے۔ اور وہ سوال کہ غیر احمدی مولوی کفر کا فتوے لگانے میں سچے تھے تو نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود کیا تھے؟ اس کا کوئی جواب نہیں۔

مولوی غلام دستگیر قصوری کے رسالہ سے اقتباسات

لکھا ہے کہ غیر احمدی علماء کے نزدیک وجہ تکفیر حضرت مسیح موعود کی نبوت تھی اور مولوی غلام دستگیر قصوری کے رسالہ ______ سے اقتباسات نقل کئے ہیں۔ "یہ شخص (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) باوجود دعوئے اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے آپ کو خصائص نبوت ورسالت سے موصوف کر رہا ہے ...... الحاصل غور کرنیوالا عالم جب ملہمات صاحب براہین میں تدبر اور تعمق فرماتا ہے تو یقیناً معلوم کر جاتا ہے کہ براہین والے نے صاف دعوئے برابری کا انبیاء سے کیا ہے .... الغرض براہین کا مولف ہرچند اپنی زبان سے صریح دعوئے نہیں کرتا کہ میں نبی ہوں تاکہ اہل اسلام خواص وعوام بلوے نہ کر دیں لیکن اس میں شک نہیں کہ کوئی خاصہ خواص انبیاء سے باقی نہیں چھوڑا جس کو اس نے اپنے لئے ثابت نہ کر لیا ہو۔"

شرم وحیا کا فقدان

مولوی غلام دستگیر قصوری کے اس رسالہ کا یہ اقتباس تو نقل کر دیا کہ اس نے کہا کہ مرزا صاحب نے فی الحقیقت دعوئے نبوت کا کیا ہے مگر یہ اقتباس درج کرتے ہوئے یہ شرم نہ آئی کہ یہ بھی درج کریں کہ مولوی غلام دستگیر کو حضرت مرزا صاحب نے کیا جواب دیا حضرت صاحب نے اس مولوی غلام دستگیر کے جواب میں لکھا ہے کہ ہم مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں معلوم نہیں ان لوگوں کی عقل کہاں چلی گئی ہے دیکھتے ہیں کہ مولوی غلام دستگیر نے حضرت مرزا صاحب کے دعوئے نبوت کو خوب سمجھ لیا تھا مگر یہ نہ دیکھا کہ حضرت مرزا صاحب نے اس کے جواب میں کیا لکھا تھا۔ اب یوں غلام دستگیر ان کے نزدیک سچا ہوا اور حضرت مرزا صاحب نعوذ باللہ جھوٹے ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت مرزا صاحب کی یہ لوگ کیا حیثیت بناتے ہیں کس قدر شرم کا مقام ہے کہ لکھتے ہیں کہ تمام مخالف علماء نے سمجھ لیا تھا کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوے کیا ہے لیکن حضرت مرزا صاحب کو سمجھ نہیں آیا جن کو نبی بنا کر بھیجا گیا تھا۔ لکھا ہے کہ "حضرت مسیح موعود نبوت کے اعلیٰ مقام پر ہمیشہ سے سرفراز تھے .... لیکن انبیاء کی ہمیشہ سے یہ سنت ہے کہ خدا کی طرف سے ہر وضاحت کے باوجود خاموشی اور انکساری سے کام لیتے ہیں تاوقتیکہ خدا تعالےٰ انہیں مجبور کرتا ہے کہ وہ دنیا پر نکلیں اور خود یہ دعوے پیش کریں اور حکماً انہیں ایسا کرنے پر مجبور کرتا ہے ورنہ اس سے پہلے وہ طبعاً اس قدر معصوم ہوتے ہیں کہ ہمیشہ تاویل سے ہی کام لیتے ہیں"، یعنی مخالف علماء نے تو یہ سمجھ لیا تھا کہ آپ نبوت کا دعوے کرتے ہیں اور اپنی جو خصوصیات بیان کرتے ہیں وہ نبی کی ہیں لیکن آپ خاموشی اور انکساری سے کام لیتے تھے خدا کا خوف کہاں گیا؟ کیا یہ خاموشی ہے کہ آپ فرماتے ہیں ایک دفعہ نہیں بیسیوں اور سینکڑوں دفعہ فرماتے ہیں کہ میرے مخالف علماء جھوٹے ہیں میرے مخالف علماء مجھ پر افترا کرتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ میں نے نبوت کا دعوے کیا ہے قسمیں کھاتے ہیں کہ میرا دعوے نبوت کا نہیں مخالفوں پر ایک بوچھاڑ کرتے ہیں کہ یہ نبی اور محدث کے فرق کو نہیں سمجھتے۔ قرآن اور حدیث کو نہیں سمجھتے۔ میرے قول کو انھوں نے نہیں سمجھا اس بوچھاڑ کا نام قادیانیوں کی اصطلاح میں خاموشی اور انکساری ہے خلاصہ اس ساری تحریر کا یہ ہے کہ مخالف علماء حضرت مرزا صاحب کی طرف دعوئے نبوت منسوب کرنے میں اور کفر کا فتوے لگانے میں سچے اور حضرت مرزا صاحب انکار نبوت میں جھوٹے، استغفر اللہ یہ جماعت کس تاریک گڑھے میں گری جا رہی ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ حضرت صاحب کے انکار نبوت کے حوالوں کے تو کئی سو صفحات بنتے ہیں جو میری کتاب "النبوت فی الاسلام" کے ضمیمہ میں درج ہیں کیا یہ سب خاموشی کی ذیل میں آتے ہیں

یہ لوگ حضرت مسیح موعود کی پوزیشن کیا بنا رہے ہیں

یہ لوگ ہمیشہ کہا کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب اس لئے نبوت سے انکار کرتے رہے کہ مسلمانوں میں نبی کے ایک خاص معنے مشہور ہو گئے تھے جو قرآن وحدیث کے خلاف تھے اور مرزا صاحب بھی اس غلط خیال کے پیرو تھے اور جب خدا نے بار بار کہا کہ تم غلطی کر رہے ہو تو پھر انھوں نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی لیکن واقعات کیا ہیں وہ ان کی اس بات کے بالکل خلاف ہیں علماء یہ کہہ رہے تھے کہ مرزا صاحب کی تحریروں میں نبوت کا دعوے پایا جاتا ہے اور حضرت مرزا صاحب یہ کہتے تھے کہ میری تحریروں میں نبوت کا دعوے نہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت مرزا صاحب نبی کی وہ تعریف نہیں کرتے تھے جو علماء کرتے تھے اور قادیانیوں کے نزدیک حضرت مرزا صاحب کی پہلی تعریف نبوت جسے بعد میں بدلا گیا قرآن وحدیث کے مطابق نہ تھی تو معلوم ہوا کہ قادیانیوں کے نزدیک علماء کی تعریف نبوت قرآن وحدیث کے مطابق تھی اور حضرت مرزا صاحب کی تعریف نبوت قرآن وحدیث کے خلاف تھی یہ ہوا حکم وعدل یہ ہوا مسیح موعود۔ یہ تھا نبی۔ اب بتاؤ کہ اس خرافات کے پیش نظر حضرت مرزا صاحب کی حیثیت کیا رہ جاتی ہے کسی نے ان قادیانیوں کے متعلق سچ کہا تھا کہ تم حضرت مرزا صاحب کو نبی بناتے ہو یا نعوذ باللہ غبی بناتے ہو ان لوگوں کو شرم آنی چاہیئے کہ یہ حضرت مسیح موعود کی کیا پوزیشن بنا رہے ہیں بات اصل میں یہ ہے کہ جو قوم قول سدید کو چھوڑتی ہے وہ غلطیوں پر غلطیاں کرتی چلی جاتی ہے۔

میاں صاحب کے "مشہور" مضمون کے اقتباسات

اب میں آپ کے سامنے میاں صاحب کے اس "مشہور" مضمون کو پڑھ کر سناتا ہوں جس میں انہوں نے کہا ہے کہ حضرت صاحب لفظ نبی کی تعریف غلط کیا کرتے تھے یہ مضمون الفضل مورخہ ۲۶ رمئی ۱۹۴۴ء میں درج ہے۔

" فرمایا۔ آج کسی نے سوال کیا ہے کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۹۰۱ء سے پہلے اپنے آپ کو نبی سمجھتے تھے یا نہیں؟ اس سوال کا کئی دفعہ جواب دیا جا چکا ہے کہ جہاں تک اس کام کا تعلق ہے کہ جس کا نام قرآن اور حدیث میں نبی رکھا گیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام شروع دن سے ہی اپنے آپ کو اس کام کا حامل سمجھتے تھے چنانچہ متعدد جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں یہ لکھا ہوا موجود ہے کہ مجھے خدا تعالےٰ نے کثرت سے امور غیبیہ پر مطلع فرمایا ہے مجھے عظیم الشان امور کے متعلق جو انذار اور تبشیر سے تعلق رکھتے ہیں اس نے پیشگی

فضل سے اطلاع دی ہے اور میرا نام خدا تعالے نے نبی رکھا ہے بلکہ براہین کے زمانہ ہی سے اس قسم کے الفاظ الہامات میں استعمال ہوتے تھے مگر آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں ان کی اور تشریح کر دیا کرتا تھا" یعنی آخری زمانہ میں آپ نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ مجھے نبی تو کہا جاتا تھا مگر میں اس کی اور تشریح کیا کرتا تھا میں نے کہا کہ اس کا مطلب صاف یہ ہوا کہ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں لفظ نبی کے غلط تشریح کیا کرتا تھا۔ میں نے لکھا تھا کہ میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ جھوٹ بولا ہے کہ آپ نے کبھی یہ کہا کہ میں پہلے لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا اور یقیناً اس کا مطلب سوائے اس کے اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا، اس کے بعد وہ لکھتے ہیں:-

" پس نبی وہی ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دے اور جو اصلاح خلق کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو اور خدا تعالیٰ اس کا نام نبی رکھے اور یہ سب باتیں ایسی ہیں جن کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام شروع دن سے ہی مدعی تھے۔ آپ نے کبھی نہیں کہا کہ خدا نے مجھے دنیا کی اصلاح کے لئے کھڑا نہیں کیا آپ نے کبھی نہیں کہا کہ خدا نے مجھے کثرت امور غیبیہ سے اطلاع نہیں دی آپ نے کبھی نہیں کہا کہ خدا نے میرا نام نبی نہیں رکھا فرق صرف یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام شروع میں اس اجتہادی غلطی میں مبتلا تھے یا یوں سمجھ لو کہ آپ یہ اجتہاد فرمایا کرتے تھے کہ ان چیزوں کا نام نبوت نہیں ہے یہ امور جس شخص میں پائے جائیں اسے مجازی یا ظلی یا ناقص نبی کہتے ہیں مگر جب بار بار آپ پر الہامات نازل ہوئے اور ان میں یہ صفات بیان کی گئیں جو نبیوں میں پائی جاتی ہیں تو تواتر کے بعد آپ پر یہ حقیقت کھل گئی کہ اسی چیز کا نام نبوت ہے چنانچہ آپ اپنے آپ کو کھلے طور پر نبی کہنے لگے چیز وہی تھی جسے آپ پہلے مجازی نبی یا جزوی نبی قرار دیا کرتے تھے مگر بعد میں آپ نے اسی کا نام نبوت رکھا بلکہ آپ کے متعلق مجازی نبی کا لفظ تو اب بھی استعمال کیا جا سکتا ہے اسی طرح نسبتی طور پر آپ کی نبوت کے متعلق استعارہ کا لفظ بھی استعمال کیا جا سکتا ہے اور ظلی نبوت کا لفظ تو یقینی طور پر آپ کے متعلق بولا جا سکتا ہے صرف فرق یہ ہے کہ پہلے آپ جس چیز کا نام نبوت سمجھتے تھے اس میں آپ نے تبدیلی فرمائی اور جزوی یا ناقص نبوت کے الفاظ کا استعمال آپ نے ترک کر دیا۔ درحقیقت سنہ ۱۹۰۱ء سے کچھ عرصہ پہلے آپ پر اس امر کے متعلق انکشاف ہونا شروع ہوا اور سنہ ۱۹۰۱ء برزخ کا سال معلوم ہوتا ہے جو درمیان میں رہا جس میں آپ نے اپنی نبوت کا دعوے لوگوں کے سامنے پیش فرمایا اور سنہ ۱۹۰۱ء میں جب آپ نے ایک غلطی کا ازالہ تحریر فرمایا تو اس میں آپ نے لکھا کہ ہماری جماعت میں سے بعض لوگ جن کو نہ ہمارے سلسلہ کی کتابیں بغور دیکھنے کا اتفاق ہوتا ہے اور نہ وہ ہماری مجالس میں بیٹھ کر اپنی معلومات کی تکمیل کرتے ہیں مسئلہ نبوت پر محض نفی میں جواب دے دیتے ہیں جو درست نہیں اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ کئی مہینوں سے آپ کی مجالس میں اس بات کا چرچا رہتا تھا کہ نبوت کی تعریف سمجھنے میں آپ کا سابقہ اجتہاد درست نہیں نکلا"

سر ظفر اللہ خاں کا گریز

میں نے لکھا تھا کہ دوسرا جھوٹ ان کا یہ ہے کہ انھوں نے لکھا کہ کئی مہینوں سے حضرت مسیح موعود کی مجالس میں اس بات کا چرچا رہتا تھا کہ حضرت صاحب کا اجتہاد دربارہ نبوت درست نہیں نکلا۔ میں نے ان دونوں جھوٹوں کے متعلق فیصلہ کے لئے چوہدری سر ظفر اللہ خاں کو ثالث ٹھیرایا تھا کہ وہ میرے ان الزامات کی روشنی میں ان حوالوں کو دیکھ لیں جو میاں صاحب ان دونوں باتوں کی تائید میں پیش کریں اور صرف اتنا لکھ دیں کہ میں نے حضرت مسیح موعود کے اصل حوالجات دیکھ لئے ہیں اور میں اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ واقعی حضرت مسیح موعود یہ فرمایا کرتے تھے کہ میں پہلے لفظ نبی کی تشریح غلط کیا کرتا تھا اور حضرت صاحب کی مجالس میں چرچا بھی رہتا تھا کہ آپ کا اجتہاد دربارہ نبوت درست نہیں نکلا دیکھ لئے ہیں تو مجھے منظور ہو گا مگر چودھری سر ظفر اللہ خاں نے اتنی بڑی کتاب اختلاف سلسلہ کے متعلق لکھ ماری لیکن میری دو مختصر باتوں کا جواب نہ دیا اس گریز سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی میاں صاحب کو ان دو دعووں میں کاذب سمجھتے ہیں۔

کہتے ہیں یہ ہمارے مسلمات میں سے نہیں

پھر میں نے لکھا تھا کہ ان الزامات کی بنیاد پر چاہیں تو میاں صاحب مجھ سے بحث کریں اور چاہیں تو بحث کے بعد مباہلہ بھی کریں میں مباہلہ کے لئے بھی تیار ہوں مگر نتیجہ کیا نکلا خود کوئی جواب نہیں دیتے اور سامنے آنے کی انہیں جرأت نہیں ہوتی مگر بچوں کو سامنے کرتے ہیں باطل کی مثال سانپ کی مثال ہے آپ اس کا سر کچل دیں مگر وہ دم ہلاتا ہی رہے گا اب باطل کا سر کچلا گیا ہے مگر دم ہلتی ہے اب کیا جواب دیا ہے؟ قریب قریب یہ کہ یہ دونوں باتیں ہمارے مسلمات میں سے نہیں ہیں بلکہ دبی زبان سے یہ بھی کہتے ہیں کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں تبدیلی عقیدہ ہمارے مسلمات میں سے نہیں، بہت اچھا اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ حضرت صاحب نے کبھی نہیں فرمایا کہ میں پہلے لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا اور نہ کبھی حضرت مسیح موعود کی زندگی میں کسی نے یہ کہا کہ حضرت صاحب کا سابقہ اجتہاد دربارہ تعریف نبوت درست نہیں نکلا تو جو شخص پہلی تعریف نبوت کو غلط نہیں کہتا وہ دوسری تعریف کرے گا کیوں؟ دوسری تعریف کی نوبت تب آئے گی جب پہلی کو غلط قرار دیا جائے گا۔ ان ایچا پیچیوں کو ملاحظہ کیجئے پہلی تعریف نبوت غلط تھی حضرت صاحب خود ہی کہا کرتے تھے کہ میں پہلے لفظ نبی کی تشریح غلط کیا کرتا تھا حضرت صاحب کا پہلی تعریف نبوت کو غلط قرار دینا ہمارے مسلمات میں سے نہیں، نہ یہ ہمارے مسلمات میں سے ہے کہ کبھی حضرت مسیح موعود کی مجلس میں یہ چرچا ہوا کہ آپ کا سابقہ اجتہاد دربارہ نبوت درست نہیں نکلا۔ اسی کا قول ایک ہوتا ہے صاف نظر آ رہا ہے کہ یہ عقیدہ: ما لھا من قرار کا مصداق ہو رہا ہے۔

ہمارا فرض

ہم آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں تبدیلی عقیدہ یا تبدیلی تعریف نبوت حضرت مسیح موعود پر صریح دروغ بیانی ہے۔ اور آپ کا فرض ہے کہ آپ اس کذب کو دنیا پر ظاہر کریں اس میں کوئی لحاظ نہیں بیشک میاں صاحب حضرت مسیح موعود کے بیٹے ہیں مگر حضرت مسیح موعود پر افترا کرتے ہیں اور دین کی بنیادوں کو بدل رہے ہیں خوب یاد رکھو جو شخص حضرت مسیح موعود کی تشریح کو قبول نہیں کرتا وہ حضرت مسیح موعود کو قبول نہیں کرتا وہ آپ کی تعلیم کو مٹانا چاہتا ہے ایسے شخص کا ہمیں مقابلہ کرنا چاہیئے۔

ہمارے ایک دوست کے سوالات کے جواب

اس کے متعلق ان سے ہمارے ایک دوست نے سوال کئے ہیں اور ان کا ایک سوال ہے "کیا آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام کو ان کے اپنے مقام کے بارہ میں متناقض دعاوی متناقض دلائل کا حامل قرار نہیں دیا؟" اس کا جواب دیتے ہیں "یہ تو آپ کا خیال ہے میرا نہیں اس لئے مجھ سے سوال درست نہیں" ذرا اس جواب پر غور کیجئے کہتے ہیں کہ حضرت صاحب کی دونوں تعریفوں میں تناقض ہے دوسری تعریف پہلی کے خلاف ہے پہلی غلط ہے دوسری صحیح ہے اور جب اس کو سامنے لایا جاتا ہے تو جواب ملتا ہے کہ تناقض ہم نہیں مانتے یہ تم مانتے ہو۔ پھر ان کا ایک اور سوال ہے" ان کے مخالفوں پر اپنے دعوے کے متعلق اتمام حجت اور ان کے مقابل خانہ خدا میں کھڑے ہو کر قسمیں کھا کے اپنے مقام اور دعویٰ کے متعلق اللہ تعالیٰ کے علم کو کھول کر بیان کر دینے کے باوجود سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے اور سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد کی بحث چھیڑ کر حضور کے تمام دلائل پر آمنا نہیں پا کیا عزت رہ گئی لیکن سنحان القلم ہو چکے

آپ کی۔ آپ کے مریدوں نے تو ماننا ہی تھا لیکن دوسرے کے ترازو سے وزن ہونا چاہیئے" اس کا جواب میاں صاحب دیتے ہیں "باوجود اس کے لوگ اسی بے وزن (بقول آپ کے) ترازو کی طرف کھنچے چلے آ رہے ہیں اور آپ کے مستقیم ترازو کی طرف نہیں آتے" بھلا حق اور صداقت کے پرکھنے کا یہ کوئی معیار ہے ایک لاکھ عیسائی سالانہ ہندوستان میں ہو رہے ہے میاں صاحب تو آج تک سالانہ اس کا پچاسواں حصہ بھی مسلمانوں میں سے نہیں کھینچا۔ غیر مذاہب سے تو کھینچنے کا تو سوال ہی کوئی نہیں اس کا تو شاید ہزارواں حصہ بھی نہیں کھینچا اس لئے م

یہ لوگ حضرت صاحب کے نشانوں کو مٹا رہے ہیں

میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ تعلیم کے علاوہ یہ لوگ حضرت مسیح موعود کے نشانوں کو بھی مٹا رہے ہیں حضرت صاحب نے ایک نشان کے طور پر بتایا تھا کہ اللہ تعالے غیب پر اطلاع دیتا ہے فلا یظھر علی غیبہ احد الا من ارتضیٰ من رسول کی تشریح میں آپ فرماتے ہیں کہ نبی رسول اور محدث یہ تینوں اس کے اندر آتے ہیں اب امور غیبیہ پر اطلاع پانا خاصہ تھا نبی رسول یا ان کی اتباع میں محدث اور مجدد کا لیکن اب میاں محمود احمد صاحب نے اپنے مریدوں کے دلوں میں بٹھا دیا ہے کہ باوجود مامور نہ ہونے کے ان کو بھی اظہار علی الغیب کا مرتبہ حاصل ہے کیا میاں صاحب نے اس نشان کو اپنی اس حرکت سے مٹایا ہے یا نہیں؟ پھر معارف قرآن کا مقابلہ میں بیان کرنا اور دوسروں پر غالب آنا بھی ایک نشان تھا جو حضرت صاحب کے ساتھ ہی مخصوص تھا اسکو بھی میاں صاحب نے مٹایا اس لئے کہ اب وہ مسیح موعود کو مقابلہ میں پیش نہیں کرتے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں گویا جو کچھ مامور کو بطور نشان کے دیا جاتا ہے وہ انہیں بھی حاصل ہے حالانکہ وہ مامور نہیں عقاید کو ایک طرف مٹایا اور نشانات کو دوسری طرف مٹایا یہ حقائق ہیں اب ان حقائق ہوتے ہوئے کوئی پیر پگاڑو کا مرید ہے یا پیر جماعت علی شاہ کا یا میاں محمود احمد صاحب کا تو یہ اسکا اپنا اختیار ہے اور جو شخص حقائق کے ہوتے ہوتے یہ سمجھ لے کہ پیر کے منہ کو لگتے ہی شراب دودھ بن جاتی ہے یا جھوٹ سچ بن جاتا ہے یہ اسکا اپنا اختیار ہے۔

حضرت مسیح موعود کی تعلیم اور نشانوں کو مٹانے کی کوشش

میاں صاحب کے جھوٹ جو میں نے بیان کئے ہیں ان کے متعلق نہ وہ مباحثہ کرتے ہیں اور نہ مباہلہ کرتے ہیں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ کبھی اس طرف نہیں آئیں گے ان کی جماعت میں نیک لوگ بھی ہوں گے لیکن

(باقی بر صفحہ ۳ کالم نمبر ۳)

فضل سے اطلاع دی ہے اور میرا نام خدا تعالیٰ نے نبی رکھا ہے۔ بلکہ براہین کے زمانہ ہی سے اس قسم کے الفاظ الہامات میں استعمال ہوتے تھے مگر آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں ان کی اور تشریح کیا کرتا تھا" یعنی آخری زمانہ میں آپ نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ مجھے نبی تو کہا جاتا تھا مگر میں اس کی اور تشریح کیا کرتا تھا میں نے کہا کہ اس کا مطلب صاف یہ ہوا کہ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا۔ میں نے لکھا تھا کہ میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ جھوٹ بولا ہے کہ آپ نے کبھی یہ کہا کہ میں پہلے لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا اور یقیناً اس کا مطلب سوائے اس کے اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا، اس کے بعد وہ لکھتے ہیں:۔

"پس نبی وہی ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دے اور جو اصلاح خلق کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو اور خدا تعالیٰ اس کا نام نبی رکھے اور یہ سب باتیں ایسی ہیں جن کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام شروع دن سے ہی مدعی تھے۔ آپ نے کبھی نہیں کہا کہ خدا نے مجھے دنیا کی اصلاح کے لئے کھڑا نہیں کیا آپ نے کبھی نہیں کہا کہ خدا نے مجھے کثرت امور غیبیہ سے اطلاع نہیں دی آپ نے کبھی نہیں کہا کہ خدا نے میرا نام نبی نہیں رکھا فرق صرف یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام شروع میں اس اجتہادی غلطی میں مبتلا تھے یا یوں سمجھ لو کہ آپ یہ اجتہاد فرمایا کرتے تھے کہ ان چیزوں کا نام نبوت نہیں ہے یہ امور جس شخص میں پائے جائیں اسے مجازی یا ظلی یا ناقص نبی کہتے ہیں مگر جب بار بار آپ پر الہامات نازل ہوئے اور ان میں یہ صفات بیان کی گئیں جو نبیوں میں پائی جاتی ہیں تو تواتر کے بعد آپ پر یہ حقیقت کھل گئی کہ اسی چیز کا نام نبوت ہے چنانچہ آپ اپنے آپ کو کھلے طور پر نبی کہنے لگے چیز وہی تھی جسے آپ پہلے مجازی نبی یا جزوی نبی قرار دیا کرتے تھے مگر بعد میں آپ نے اسی کا نام نبوت رکھا بلکہ آپ کے متعلق مجازی نبی کا لفظ تو اب بھی استعمال کیا جا سکتا ہے اسی طرح نسبتی طور پر آپ کی نبوت کے متعلق استعارہ کا لفظ بھی استعمال کیا جا سکتا ہے اور ظلی نبوت کا لفظ تو یقینی طور پر آپ کے متعلق بولا جا سکتا ہے صرف فرق یہ ہے کہ پہلے آپ جس چیز کا نام نبوت سمجھتے تھے اس میں آپ نے تبدیلی فرمائی اور جزوی یا ناقص نبوت کے الفاظ کا استعمال آپ نے ترک کر دیا۔ درحقیقت ۱۹۰۰ء سے کچھ عرصہ پہلے آپ پر اس امر کے متعلق انکشاف ہونا شروع ہوا اور ۱۹۰۰ء برزخ کا سال معلوم ہوتا ہے درمیان میں اربعین میں آپ نے اپنی نبوت کا دعویٰ لوگوں کے سامنے پیش فرمایا اور ۱۹۰۱ء میں جب آپ نے ایک غلطی کا ازالہ تحریر فرمایا تو اس میں آپ نے لکھا کہ ہماری جماعت میں سے بعض لوگ جن کو نہ ہمارے سلسلہ کی کتابیں بغور دیکھنے کا اتفاق ہوتا ہے اور نہ وہ ہماری مجالس میں بیٹھ کر اپنی معلومات کی تکمیل کرتے ہیں مسئلہ نبوت پر محض نفی میں جواب دے دیتے ہیں جو درست نہیں اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ کئی مہینوں سے آپ کی مجالس میں اس بات کا چرچا رہتا تھا کہ نبوت کی تعریف سمجھنے میں آپ کا سابقہ اجتہاد درست نہیں نکلا"

سر ظفر اللہ خاں کا گریز

میں نے لکھا تھا کہ دوسرا جھوٹ ان کا یہ ہے کہ انھوں نے لکھا کہ کئی مہینوں سے حضرت مسیح موعود ؑ کی مجالس میں اس بات کا چرچا رہتا تھا کہ حضرت صاحب کا اجتہاد در بارہ نبوت درست نہیں نکلا۔ میں نے ان دونوں جھوٹوں کے متعلق فیصلہ کے لئے چودھری سر ظفر اللہ خاں کو ثالث ٹھہرایا تھا کہ وہ میرے ان الزامات کی روشنی میں ان حوالوں کو دیکھ لیں جو میاں صاحب ان دونوں باتوں کی تائید میں پیش کریں اور صرف اتنا کہہ دیں کہ میں نے حضرت مسیح موعود کے اصل حوالجات دیکھ لئے ہیں اور میں اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ واقعی حضرت مسیح موعود یہ فرمایا کرتے تھے کہ میں پہلے لفظ نبی کی تشریح غلط کیا کرتا تھا اور حضرت صاحب کی مجالس میں یہ چرچا بھی رہتا تھا کہ آپ کا اجتہاد در بارہ نبوت درست نہیں نکلا دیکھ لئے ہیں تو مجھے منظور ہوگا مگر چودھری سر ظفر اللہ خاں نے اتنی بڑی کتاب اختلاف سلسلہ کے متعلق لکھ ماری لیکن میری دو مختصر باتوں کا جواب نہ دیا اس گریز سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی میاں صاحب کو ان دو دعووں میں کاذب سمجھتے ہیں۔

کہتے ہیں یہ ہمارے مسلمات میں سے نہیں

پھر میں نے لکھا تھا کہ ان الزامات کی بنیاد پر چاہیں تو میاں صاحب مجھ سے بحث کریں اور چاہیں تو بحث کے بعد مباہلہ بھی کریں میں مباہلہ کے لئے بھی تیار ہوں مگر نتیجہ کیا نکلا خود کوئی جواب نہیں دیتے اور سامنے آنے کی انہیں جرأت نہیں ہوتی مگر بچوں کو سامنے کرتے ہیں باطل کی مثال سانپ کی مثال ہے آپ اس کا سر کچل دیں مگر وہ دم ہلاتا ہی رہے گا اب باطل کا سر کچلا گیا ہے مگر دم ہلتی ہے اب کیا جواب دیا ہے؟ قریب قریب یہ کہ یہ دونوں باتیں ہمارے مسلمات میں سے نہیں ہیں بلکہ دبی زبان سے یہ بھی کہتے ہیں کہ ۱۹۰۱ء میں تبدیلی عقیدہ ہمارے مسلمات میں سے نہیں، بہت اچھا اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ حضرت صاحب نے کبھی نہیں فرمایا کہ میں پہلے لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا اور نہ کبھی حضرت مسیح موعود کی زندگی میں کسی نے یہ کہا کہ حضرت صاحب کا سابقہ اجتہاد در بارہ تعریف نبوت درست نہیں نکلا تو جو شخص پہلی تعریف نبوت کو غلط نہیں کہتا وہ دوسری تعریف کرے گا کیوں؟ دوسری تعریف کی نوبت تب آئے گی جب پہلی کو غلط قرار دیا جائے۔ ان [illegible] کو ملاحظہ کیجئے پہلی تعریف نبوت غلط تھی حضرت صاحب خود ہی کہا کرتے تھے کہ میں پہلے پہلے لفظ نبی کی تشریح غلط کیا کرتا تھا حضرت صاحب کا پہلی تعریف نبوت کو غلط قرار دینا ہمارے مسلمات میں سے نہیں۔ نہ یہ ہمارے مسلمات میں سے ہے کہ کبھی حضرت مسیح موعود کی مجلس میں یہ چرچا ہوا کہ آپ کا سابقہ اجتہاد در بارہ نبوت درست نہیں نکلا۔ راستی کا قول ایک ہوتا ہے صاف نظر آرہا ہے کہ یہ عقیدہ [illegible] کا مصداق ہو رہا ہے۔

ہمارا فرض

میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ ۱۹۰۱ء میں تبدیلی عقیدہ یا تبدیلی تعریف نبوت حضرت مسیح موعود پر صریح دروغ بیانی ہے۔ اور آپ کا فرض ہے کہ آپ اس کذب کو دنیا پر ظاہر کریں، اس میں کوئی لحاظ نہیں ہے کہ یہ [illegible] حضرت مسیح موعود کے بیٹے ہیں مگر حضرت مسیح موعود پر افترا کرتے ہیں اور دین کی بنیادوں کو بدل رہے ہیں۔ خوب یاد رکھو جو شخص حضرت مسیح موعود کی تشریح کو قبول نہیں کرتا وہ حضرت مسیح موعود کو قبول نہیں کرتا وہ آپ کی تعلیم کو مٹانا چاہتا ہے ایسے شخص کا ہمیں مقابلہ کرنا چاہئے۔

ہمارے ایک دوست کے سوالات کے جواب

اس کے متعلق ان سے ہمارے ایک دوست نے سوال کئے ہیں اور ان کا ایک سوال ہے "کیا آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام کو ان کے اپنے مقام کے بارہ میں تناقض و تضادی تناقض دلائل کا حامل قرار نہیں دیا؟" اس کا جواب دیتے ہیں "یہ تو آپ کا خیال ہے میرا نہیں اس لئے مجھ سے سوال درست نہیں" ذرا اس جواب پر غور کیجئے کہتے ہیں کہ حضرت صاحب کی دونوں تعریفوں میں تناقض ہے دوسری تعریف پہلی کے خلاف ہے پہلی غلط ہے دوسری صحیح ہے اور جب اس کو سامنے لایا جاتا ہے تو جواب ملتا ہے کہ تناقض ہم نہیں مانتے یہ تم مانتے ہو۔ پھر ان کا ایک اور سوال ہے "ان کے مخالفوں پر اپنے دعوے کے متعلق اتمام حجت اور ان کے مقابل خانہ خدا میں کھڑے ہو کر قسمیں کھانے اپنے مقام اور دعوے کے متعلق اللہ تعالیٰ کے حکم کو کھول کر بیان کر دینے کے باوجود ۱۹۰۱ء سے پہلے اور ۱۹۰۱ء کے بعد کی بحث چھیڑ کر حضور کے تمام دلائل پر [illegible] کیا عزت رہ گئی بطور سند ان القلم ہونے کے آپ کی۔ آپ کے مریدوں نے تو ماننا ہی تھا لیکن دوسرے کے ترازو سے وزن ہونا چاہئے" اس کا جواب میاں صاحب دیتے ہیں "باوجود اس کے لوگ اسی بے وزن (بقول آپ کے) ترازو کی طرف کھنچے چلے آ رہے ہیں اور آپ کے مستقیم ترازو کی طرف نہیں آتے" بھلا حق اور صداقت کے پرکھنے کا یہ کوئی معیار ہے ایک لاکھ عیسائی سالانہ ہندوستان میں ہو رہا ہے میاں صاحب تو آج تک سالانہ اس کا پچاسواں حصہ بھی مسلمانوں میں سے نہیں کھینچ سکے۔ غیر مذاہب سے تو کھینچنے کا تو سوال ہی کوئی نہیں اس کا تو شاید ہزارواں حصہ بھی نہیں کھینچا۔ اس لئے میں

یہ لوگ حضرت صاحب کے نشانوں کو مٹا رہے ہیں

میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ تعلیم کے علاوہ یہ لوگ حضرت مسیح موعود کے نشانوں کو بھی مٹا رہے ہیں حضرت صاحب نے ایک نشان کے طور پر بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ غیب پر اطلاع دیتا ہے فلا یظہر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول کی تشریح میں آپ فرماتے ہیں کہ نبی رسول اور محدث یہ تینوں اس کے اندر آ سکتے ہیں اب امور غیبیہ پر اطلاع پانا خاصہ تھا نبی رسول یا ان کی اتباع میں محدث اور مجدد کا لیکن اب میاں محمود احمد صاحب نے اپنے مریدوں کے دلوں میں بٹھا دیا ہے کہ باوجود مامور نہ ہونے کے ان کو بھی اظہار علی الغیب کا مرتبہ حاصل ہے کیا میاں صاحب نے اس نشان کو اپنی اس حرکت سے مٹایا ہے یا نہیں؟ پھر معارف قرآن کا مقابلہ میں بیان کرنا اور دوسروں پر غالب آنا یہ ایک نشان تھا جو حضرت صاحب کے ساتھ ہی مخصوص تھا اس کو بھی میاں صاحب نے مٹایا اس لئے کہ اب وہ مسیح موعود کو مقابلہ میں پیش نہیں کرتے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں گویا جو کچھ مامور کو بطور نشان کے دیا جاتا ہے وہ انہیں بھی حاصل ہے حالانکہ وہ مامور نہیں عقاید کو ایک طرف مٹایا اور نشانات کو دوسری طرف مٹایا یہ حقائق ہیں اب ان حقائق کے ہوتے ہوئے کوئی پیر پگاڑو کا مرید ہے یا پیر جماعت علی شاہ کا یا میاں محمود احمد صاحب کا تو یہ اس کا اپنا اختیار ہے اور ہر شخص حقائق کے ہوتے ہوئے یہ سمجھ لے کہ پیر کے منہ کو لگتے ہی شراب دودھ بن جاتی ہے یا جھوٹ سچ بن جاتا ہے یہ اس کا اپنا اختیار ہے۔

حضرت مسیح موعود کی تعلیم اور نشانوں کو مٹانیکی کوشش

میاں صاحب کے جھوٹ جو میں نے بیان کئے ہیں ان کے متعلق نہ وہ مباحثہ کرتے ہیں اور نہ مباہلہ کرتے ہیں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ کبھی اس طرف نہیں آئیں گے ان کی جماعت میں نیک لوگ بھی ہوں گے لیکن

(باقی بر صفحہ ۸ کالم نمبر ۳)

حضرت مولوی محمد علی صاحب کا مقام

احادیث نبویہ الہامات و ارشادات مسیح موعود کی روشنی میں

{از محترم جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری}

{قسط نمبر ۶}

حضرت مولوی صاحب کا کشف میں دوبارہ دکھلایا جانا گذشتہ قسط میں میں نے بتلایا تھا کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب کا نام خدا تعالیٰ نے "منصور" رکھا ہے اور یہ کہ حضرت مسیح موعود نے ۱۸۹۱ء میں اس "منصور" کو کشف میں دیکھا تھا لیکن چونکہ اس وقت حضورؑ نے حضرت مولوی صاحب کو دیکھا ہوا نہیں تھا اس لئے حضورؑ کی نظر آپ کو پہچاننے سے قاصر رہی لیکن حضورؑ کو امید دلائی گئی کہ حضورؑ اس "منصور" کو دوبارہ دیکھیں گے چنانچہ اس کے مطابق حضورؑ کو حضرت مولوی محمد علی صاحب دوبارہ دکھلائے گئے اور انہی صفات کے ساتھ دکھلائے گئے جو "منصور" کے لقب پانے والے کے شایان شان تھیں نہ صرف ایسی صفات ہی آپ کی دکھلائی گئیں بلکہ جو واقعات آپ پر یا آپ کے مد مقابل گروہ پر آئندہ آنے والے تھے وہ سب حضورؑ پر منکشف کر دیئے گئے مثلاً قادیان سے آپ کا ہجرت کرنا اور لاہور میں آکر مقیم ہونا اور اس ہجرت کا آپ کے دل پر گہرا اثر ہونا جماعت کے اکثر حصہ کا آپ کو چھوڑ دینا ایک چھوٹی سی خدام دین کی جماعت کا امیر بننا اور اس کے ذریعہ سے حضرت اقدس کے مشن کے کام کو چلانا اور اس میں کامیاب ہونا آپ کی قلم سے اعلیٰ درجہ کے مضامین کا نکلنا اور ان کی اشاعت کا انتظام ہو جانا اور پھر ان کا با اثر ہونا آپ کے ساتھ کام کرنے والے ممبروں کا پاک اور حضرت اقدسؑ کے محب ہونا ایک پارٹی کا ان کے متعلق ساوس کا پھیلانا اور مولویوں کی طرح جھوٹے پراپیگنڈا کے ذریعہ ان کے خلاف جماعت کے لوگوں کو بدظن کرنا اور آخر اس پارٹی کا ننگے ہو جانا اور حضرت مولوی صاحب اور ان کے ساتھ والوں کا پاک ثابت ہو جانا اشاعت اسلام اور عیسائیت کے کچلنے کے کام میں حضرت خواجہ صاحب مرحومؓ کا آپ کا ہاتھ بٹانا اور پھر سب سے بڑی بات یہ کہ آپ کے چلے آنے کے بعد قادیان سے حضرت اقدسؑ کی روح کا نکل جانا اور وہاں صرف دنیا ہی دنیا کا رہ جانا اور جناب میاں صاحب اور ان کے ساتھیوں کا روحانی زندگی کے طریق کو چھوڑ دینا اور خدا کی نظر میں پس دیئے جانے کے قابل ہو جانا یہ سب امور حضورؑ پر منکشف ہوئے جیسا کہ انشاء اللہ بعونہ و بتوفیقہ اپنے اپنے موقعہ پر ثابت کئے جائیں گے۔

حضرت اقدسؑ کا رؤیا سب سے پہلے میں حضورؑ کے اس رؤیا کو لیتا ہوں جو حضرت مولوی محمد علی صاحب کے بلند مقام اور حضورؑ کیساتھ یگانگت تامہ پر دلالت کرتا ہے اور وہ رؤیا یہ ہے:۔

"مولوی محمد علی صاحب کو رؤیا میں کہا آپ بھی صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے تھے آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ"۔ (تذکرہ صفحہ ۔۔۔)

جناب میاں صاحب اور انکے رفقاء کا استدلال اس رؤیا کو جناب میاں صاحب نے اپنی صداقت پر دلیل بنایا ہوا ہے اور اس سے بالکل غلط اور خلاف شریعت استدلال کر کے حضرت مولوی صاحب کے خلاف جماعت کو ہمیشہ بھڑکاتے رہتے ہیں سو پیشتر اس کے کہ میں اس رؤیا کا صحیح مفہوم بیان کروں ضروری سمجھتا ہوں کہ ان کے استدلال کی غلطی کو واضح کر دوں جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء اس رؤیا کے یہ معنی بیان کیا کرتے ہیں کہ اس میں چونکہ لفظ "تھے" استعمال کیا گیا ہے جو ماضی یعنی گذرے ہوئے زمانہ پر دلالت کرتا ہے اس لئے اس کا تعلق حضرت اقدسؑ کے زمانہ کے ساتھ نہیں بلکہ کسی آئندہ زمانہ کے ساتھ ہے یعنی ایک زمانہ مولوی محمد علی صاحب پر ایسا آئے گا جبکہ وہ نعوذ باللہ نہ صالح رہیں گے اور نہ ان کا ارادہ نیک رہے گا اور وہ حضرت اقدسؑ سے بالکل کٹ جائیں گے اس وقت حضرت اقدس کے خلیفہ دو میاں محمود احمد صاحب اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے انہیں کہا جائے گا کہ آپ بھی کسی زمانہ میں صالح تھے نیک ارادہ رکھتے تھے اب بھی سمجھ جاؤ حضرت اقدسؑ سے تعلق نہ توڑو اس خلیفہ کی بیعت کر کے ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ لیکن چونکہ خواب میں مولوی صاحب حضرت اقدس کے ساتھ بیٹھے نہیں اس لئے وہ جناب میاں صاحب کی بیعت میں داخل ہونے کی سعادت سے محروم ہی رہیں گے اور یہ کھلا کھلا ثبوت ہے اس امر کا کہ مولوی محمد علی صاحب کا نعوذ باللہ حضرت اقدس سے قطعاً کوئی تعلق نہیں رہا۔

یہ ہے وہ استدلال جو جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء حضرت مولوی محمد علی صاحب کے خلاف اس رؤیا سے کرتے ہیں۔

استدلال ہذا کی بنیاد اس استدلال کی بنیاد چار باتوں پر ہے، سب سے اول تو یہ کہ ان کے نزدیک گو حضرت مولوی محمد علی صاحب صالح تھے اور نیک ارادہ بھی رکھتے تھے لیکن ان کی "صالحیت" اس مقام تک نہ پہنچی ہوئی تھی کہ وہاں سے پھسلنا ان کے لئے ناممکن ہو جاتا اور یہ دلیل ہے اس بات پر کہ نعوذ باللہ ان کا ایمان صحیح اور کامل ایمان نہ تھا بلکہ اپنے اندر نقص اور کمزوری اور نفاق کی آمیزش رکھتا تھا اور یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ کہتے رہتے ہیں کہ حضرت اقدسؑ کی بیعت کے وقت سے ہی حضرت مولوی صاحب کے دل میں نعوذ باللہ نفاق تھا اور آپ صدق دل سے حضورؑ کی بیعت میں داخل نہ ہوئے تھے

دوسری بات جس پر ان کے استدلال کی بنیاد ہے یہ ہے کہ حضرت اقدسؑ نے تو رؤیا میں آپ کو کہا ہے "آؤ ہمارے پاس بیٹھ جاؤ" لیکن رؤیا میں حضرت مولوی صاحب کا بیٹھنا ثابت نہیں جب ان کے بیٹھنے کا رؤیا میں ذکر نہیں تو معلوم ہوا کہ آپ حضورؑ کے ساتھ بیٹھنے سے انکاری رہے اور جب انکاری ہوئے تو حضورؑ سے دور ہو گئے اور دور ہو گئے تو حضورؑ سے کٹ گئے اور اس طریق استدلال سے بھی یہ لوگ یہی نتیجہ نکالتے ہیں کہ آپ کے لئے "صالحیت" کے مقام سے گرنا مقدر تھا اور یہ دلیل ہے اس بات پر کہ آپ کی "صالحیت" اس مقام تک نہ پہنچی ہوئی تھی جہاں پہنچ کر انسان گرنے سے محفوظ ہو جاتا ہے گویا رؤیا کا یہ حصہ ان کے نزدیک ان کے پہلے نتیجہ کو تقویت پہنچانے والا اور اسی کا مؤید ہے۔

ان کے استدلال کے پہلے حصہ کے بودا پن کو تو میں گذشتہ قسطوں میں واضح کر چکا ہوں جہاں میں نے بتلایا ہے کہ اگر ایک طرف حضرت اقدس کی فراست حضرت مولوی محمد علی صاحب کے متعلق یہ تھی کہ گرنا اور تنزل کی طرف آنا تو کجا آپ روحانی مقامات کو طے کرنے میں اوپر ہی اوپر چڑھتے چلے جائیں گے اور اس راہ میں دوسروں کے لئے نمونہ ہوں گے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے بھی آپ پر مئی ۱۹۰۷ء میں منکشف کر دیا کہ آپ حضرت اقدسؑ کے ساتھ یگانگت تامہ کے مقام پر پہنچ گئے ہیں اور تقوے میں آپ نے ایسا کمال حاصل کر لیا ہے کہ آپ کا اس سے نیچے آنا ناممکن ہے۔

سو اگر اس رؤیا کے وہ معنی صحیح سمجھے جائیں جو جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء کرتے ہیں تو اس سے نہ صرف حضرت اقدسؑ کی فراست کا غلط ہونا ہی لازم آتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے علم پر بھی حرف آتا ہے۔ باقی رہا ان کا یہ کہنا کہ حضرت مولوی صاحب بیعت کے وقت ہی نعوذ باللہ دل میں نفاق رکھتے تھے سو اس کے متعلق تو جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء اتنا ہی سوچیں کہ جو شخص دل میں منافقت رکھتے ہوئے آپ کے سلسلہ میں داخل ہوتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کبھی صالح اور نیک ارادہ رکھنے والا قرار دے سکتا ہے یہ تو ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک شخص پہلے صالح ہو لیکن بعد میں بوجہ کمال تک نہ پہنچے ہوئے ہونے کے گر جائے (اس جگہ یہ احتمال بھی نہیں جیسا کہ میں پہلے بتا آیا ہوں) لیکن یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ایک منافق کو اللہ تعالیٰ صالح کا لقب عطا کرے اور اس کے ارادہ کو جو نفاق کے گند سے آلودہ ہے نیک قرار دے پس خدا تعالیٰ کا آپ کو صالح کہنا اور آپ کے ارادہ کو نیک ٹھیرانا بیّن دلیل ہے اس بات پر کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ تعلق پیدا کرتے وقت نفاق جیسے گند سے بکلی پاک تھے۔ پھر جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء اس پر بھی غور کریں کہ حضرت مولوی صاحب نے جو اپنے دنیاوی شاندار اور درخشاں مستقبل پر لات مار کر دینی خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کر کے جیتے جی عظیم الشان قربانی کا نمونہ دکھلایا ہے وہ نفاق پر دلالت کرتا ہے یا کامل اور بصیرت سے لبریز ایمان پر پھر یہ لوگ ایک نظر اس بات پر بھی ڈالیں کہ جو توفیق ایزدی اور تائید الٰہی تمام عرصہ میں آپ کے شامل حال رہی وہ منافقوں کو میسر آیا کرتی ہے یا پکے ایمانداروں کو کیا یہ حقیقت نہیں کہ ۱۸۹۱ء میں ازالہ اوہام شائع ہوتے ہی جبکہ تمام مشہور و مسلم علماء کی طرف سے حضرت اقدسؑ پر کفر کے فتوے لگ رہے تھے اور نعوذ باللہ دجال اور کاذب آپ کا نام رکھا جا رہا تھا حضرت مولوی محمد علی صاحب آپ کی صداقت کے قائل ہو گئے کیا یہ ایمان کی روشنی کا نتیجہ ہو سکتا ہے یا نفاق کی ظلمت کا۔ پھر کیا یہ حقیقت نہیں کہ ۱۸۹۴ء میں جبکہ چاروں طرف سے مخالفت کا طوفان اپنے پورے زوروں پر تھا اور حضرت اقدسؑ کے ساتھ تعلق کا اظہار کرنا ساری دنیا کی دشمنی مول لینے کے مترادف تھا اس وقت حضرت مولوی صاحب نے حضرت اقدسؑ کی تائید میں مضامین لکھنے شروع کئے اور نہ صرف یہ بلکہ ۱۸۹۷ء میں جبکہ طوفان مخالفت کم ہونے کی بجائے زور میں زیادہ ہی زیادہ ہوتا چلا جاتا تھا باقاعدہ بیعت میں داخل ہو گئے کیا ایسے خطرناک وقت میں جو حضرت اقدسؑ کا ساتھ دیتا ہے اہل انصاف و اہل دانش خود ہی فیصلہ کریں کہ ایسا شخص

منافق کہلائے گا یا خدا کی طرف سے توفیق یافتہ اور اخلاص کا پیکر اخلاص میں ترقی کا عالم دیکھو کہ ۱۸۹۹ء میں اپنی زندگی کو ہی دین کی خدمت میں وقف کر دیتے ہیں بھلا کوئی عقلمند بتلائے کہ کیا منافقوں کی یہی علامتیں ہوا کرتی ہیں پھر خدا کے ایک عظیم الشان مامور اور امت کے مسیح و مہدی کے ساتھ ہو کر محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت اور خدا کے دین کے جھنڈے کو بلند کرنے کی خدمت کی جو توفیق اس شخص کو ملی ہے وہ کیا منافقوں کے حصہ میں ہی آیا کرتی ہے پھر جو قوت آپ کے قلم کو عطا کی گئی کیا منافق اس سے حصہ پا سکتا ہے کیا یہ حقیقت نہیں کہ آپ کے مضامین کی دھاک چار دانگ عالم میں بیٹھ گئی تھی اور چاروں طرف سے تحسین کے نعرے بلند ہو رہے تھے اور کیا ان مضامین کا یہ اثر نہیں ہوا تھا کہ مسلمانوں کی مایوسی امید سے بدل گئی تھی اور دشمنان اسلام کی امیدیں جو وہ اسلام پر فتح حاصل کرنے کے متعلق لگائے بیٹھے تھے مایوسی سے تبدیل ہو گئی تھیں پھر جو اثر اور جذب آپ کی تحریر میں ڈالا گیا وہ بجز خاص آلٰہی تائید اور توفیق کے کسی کو حاصل ہو سکتا ہے اگر یقین نہ ہو تو حضور کے مندرجہ ذیل الفاظ بغور پڑھ لو۔

"میر ناصر نواب صاحب کی تائید پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ مولوی محمد علی صاحب کا ایسی عمدہ انگریزی لکھنا ایک خارق عادت امر ہے۔ چنانچہ انگریزوں نے بھی خیال کیا کہ گویا ہم نے کوئی یورپین رکھا ہوا ہے۔ جو انگریزی رسالہ لکھتا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے بیان کیا کہ یہ خدا کا فضل ہی ہے۔ ورنہ اس سلسلہ میں شمولیت سے پہلے میرا ایک حرف تک کبھی شائع نہیں ہوا"

ڈائری ۲۲ راکتوبر ۱۹۰۲ء بدر جلد ۲

کیا ایسی توفیق منافق کو ملا کرتی ہے یا مومن کو۔ پھر حضرت اقدس کی وفات کے بعد بھی جو توفیق خدمت دین کی آپ کو ملی ہے اور جو ایمانی جرأت کے نمونے آپ نے دکھلائے ہیں کیا وہ آپ کے کامل مومن ہونے پر مہر لگا رہے ہیں یا منافق ہونے پر اگر نفاق اسی کا نام ہے تو خدا کرے ایسا نفاق ہر ایک مسلمان کو نصیب ہو اور اللہ تعالےٰ کے حضور میری نہایت صدق دل سے دعا ہے کہ جناب میاں صاحب کو بھی اس نفاق سے وافر حصہ ملے افسوس جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء نے حضرت مولوی صاحب کی طرف نفاق کو منسوب کرتے وقت اتنا بھی نہ سوچا کہ وہ اپنے اس قول و عمل سے شیعوں کے حملوں کو تقویت پہنچا رہے ہیں جو وہ صحابہ رضو پر انہیں نعوذ باللہ منافق بناتے وقت کرتے ہیں شیعوں کے خلاف ہماری طرف سے صحابہ رضو کو نفاق کے گند سے پاک ثابت کرنے کے لئے یہ تین ہی زبردست دلیلیں پیش کی جاتی ہیں

اوّل یہ کہ جن شدائد میں سے نبی کریم صلعم گذر رہے تھے اس وقت بجز مخلص کے کوئی آپ کا ساتھ نہیں دے سکتا تھا دوسری دلیل ایسے حالات میں صحابہ رضو کی عظیم الشان قربانیاں ہیں تیسرے نبی کریم صلعم کا حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما جیسی شخصیتوں کے اسلام میں داخل ہونے کو خدا کا فضل سمجھنا حضرت مولوی صاحب کی طرف نفاق منسوب کر کے جناب میاں صاحب نے بیک جنبش قلم ان تینوں دلیلوں کی قوت کو پاش پاش کر دیا ہے جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء اپنے دلوں کو حضرت مولوی صاحب کے بغض سے صاف کر کے سوچیں کہ اگر حضرت مسیح موعود کے شدائد کے زمانہ میں آپ کے ساتھ منافق شریک ہو سکتے ہیں تو نبی کریم صلعم کے وقت میں کیوں نہیں ہو سکتے تھے پھر اگر مسیح موعود کے ساتھ والے نعوذ باللہ نفاق کو دلوں میں رکھ کر قربانیاں کر سکتے ہیں تو صحابہ کرام رضو کی قربانیوں کو کس طرح اخلاص کا نتیجہ ٹھیرایا جا سکتا ہے اسی طرح اگر حضرت مولوی محمد علی صاحب جیسے بلند پایہ اور قابلیت رکھنے والے انسان کی شمولیت کو جسے حضرت اقدس تو اپنے اوپر اللہ تعالےٰ کا فضل قرار دے رہے ہیں اگر آپ اسے نفاق کا نتیجہ قرار دیں گے تو حضرت ابوبکر رضو و حضرت عمر رضو کے اسلام میں داخل ہونے کو کس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل کی علامت قرار دیا جا سکتا ہے اور کس طرح ان دونوں بزرگوں کی شمولیت حضرت نبی کریم صلعم پر انعام ٹھہرائی جا سکتی ہے۔ پھر اس پر بھی غور کر لیا جائے کہ حضرت اقدس کے پاس کونسا قارون کا خزانہ تھا جس کو وہ لٹا رہے تھے کہ جس کے لینے کی طمع سے کوئی شخص آپ کے پاس نفاق دل میں رکھ کر آ سکتا تھا یا کونسا گورنمنٹ کے ہاں آپ کو رسوخ حاصل تھا کہ آپ اعلیٰ سے اعلیٰ ملازمتیں دلا سکتے تھے بلکہ اس وقت تو حالات ایسے تھے کہ گورنمنٹ بھی آپ کو مشکوک نظروں سے دیکھتی تھی اس لئے گورنمنٹ کی ملازمت یا اس کے عہدوں کے خواہاں تو حضور کے قریب آنے کی بجائے حضور سے دور بھاگ سکتے تھے پس نفاق کے ساتھ آنے کی جب وجوہ ہی مفقود تھیں تو حضرت مولوی صاحب نفاق کے ساتھ کس طرح آ سکتے تھے اگر حضرت مولوی صاحب نے نفاق کو ہی دل میں جگہ دینی تھی تو وہ حضور سے دور رہنے کی صورت میں ہی ہو سکتا تھا کیونکہ انہیں ای۔ اے۔ سی بننے کی توی امید تھی اس لئے باوجود حضور کی صداقت کھل جانے کے وہ گورنمنٹ کو خوش کرنے کے لئے حضور سے دور ہی رہتے۔

اب جبکہ بدلائل یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت مولوی صاحب کے دل میں شمولیت سلسلہ کے وقت نہ نفاق تھا اور نہ ہو سکتا تھا تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ

آپ کے دل میں "صالحیت" اور آپ کے ارادوں میں نیکی تھی اور رؤیا میں "تھے" کے لفظ سے اسی زمانہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جیسا کہ آگے چل کر وضاحت سے ثابت کر دیا جائے گا انشاء اللہ نہ کہ کسی آئندہ زمانہ کی طرف جیسا کہ جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء سمجھتے ہیں۔

رؤیا کا پیش کردہ حصہ یگانگت تامہ پر دلالت کرتا ہے

جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء نے چونکہ حضرت مولوی صاحب کو نعوذ باللہ منافق اور "صالحیت" کے مقام سے گرنے کی اہلیت رکھنے والا ثابت کرنے کے لئے رؤیا کے حصہ "آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ" کی پناہ لی ہوئی ہے اس لئے مضمون کو آگے چلانے سے قبل میں اللہ تعالےٰ کی توفیق و مدد سے انہیں اس پناہ سے بھی بے پناہ کر دینا ضروری سمجھتا ہوں جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء کا استدلال یہ ہے کہ چونکہ حضرت مولوی صاحب رؤیا میں حضرت اقدس کے کہنے پر بیٹھے نہیں اس لئے ثابت ہوا کہ ان کا حضرت اقدس سے کوئی تعلق نہیں رہا ان دوستوں کا استدلال اس بات پر تو قطعاً دلالت نہیں کرتا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز پر کوئی وقت ایسا آئے گا کہ آپ کا تعلق حضرت اقدس سے کٹ جائے گا البتہ اس بات پر یقیناً دلالت کرتا ہے کہ جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء گو انہیں خوابوں کے دیکھنے کا بڑا دعوےٰ ہے لیکن خوابوں کے کوچہ سے محض نابلد ہیں ان دوستوں پر ان کی عالم خواب سے ناواقفیت کو واضح کرنے کے لئے میں حضرت اقدس کا ایک اور رؤیا ان کے سامنے رکھتا ہوں جو یہ ہے فرمایا

"پھر ایک بار دیکھا کہ کچہری میں گیا ہوں تو اللہ تعالےٰ ایک حاکم کی صورت پر عدالت کی کرسی پر بیٹھا ہے اور ایک سررشتہ دار کے ہاتھ میں ایک مثل ہے جو وہ پیش کر رہا ہے حاکم نے مثل دیکھ کر کہا کہ مرزا حاضر ہے تو میں نے غور سے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ایک خالی کرسی پڑی ہے مجھے اس پر بیٹھنے کا اشارہ کیا پھر میں بیدار ہو گیا۔"

جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء اب بتلائیں کہ اگر رؤیا میں کسی بزرگ کے کہنے پر کہ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ وہ شخص نہ بیٹھے تو اس کے معنے آپ کے نزدیک یہ ہوتے ہیں کہ وہ شخص اس بزرگ سے کٹ جاتا ہے تو مندرجہ بالا رؤیا میں جو اللہ تعالےٰ نے حضرت اقدس کو اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ فرمایا اور حضرت اقدس بیٹھے نہیں تو حضرت اقدس کے متعلق آپ لوگوں کا کیا فتوےٰ ہے کیا آپ کی تعبیر کی رو سے اس رؤیا کا بھی یہی

مطلب نہ ہو گا کہ حضرت مسیح موعود بھی نعوذ باللہ اللہ جلشانہ سے کٹ گئے اور حضور کا کوئی تعلق اللہ تعالےٰ سے نہیں رہا۔ رؤیا مندرجہ بالا پر خشیۃ اللہ کو مدنظر رکھ کر سوچو اور پھر سوچو اور دیکھو کہ کس صفائی سے دونوں خوابوں میں مطابقت ہے حضرت مولوی محمد علی صاحب کے متعلق بھی رؤیا میں "پاس" ہی کا لفظ ہے اور اس رؤیا میں بھی "پاس" کا لفظ ہے وہاں بھی حضرت اقدس اپنے پاس بیٹھنے کا ارشاد فرماتے ہیں اور یہاں بھی اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کو اس کرسی پر بیٹھنے کے لئے ارشاد فرماتا ہے جو اللہ تعالےٰ کے پاس پڑی ہے وہاں بھی حضرت مولوی محمد علی صاحب کے بیٹھنے کا ذکر نہیں اور یہاں بھی بیٹھنے کا ذکر ندارد۔ جناب میاں صاحب! اگر آپ وہاں کچھ معنی کریں اور یہاں کچھ تو تب یہ تقسیم آپ کی تلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ کا مصداق ہوگی دونوں خوابیں ایک جیسی ہیں اور ایک ہی معنی رکھتی ہیں آپ والے معنی تو دوسری رؤیا میں صادق آ سکتے ہی نہیں اور نہ میں امید کرتا ہوں کہ آپ ماننے کے لئے تیار ہوں گے اور نہ آپ میں سے کوئی ان کو لب پر لانے کی جرأت کر سکتا ہے جب یہ نہیں تو ماننا پڑے گا کہ اس قسم کی خواب قطع تعلق پر نہیں بلکہ یگانگت تامہ پر دلالت کرتی ہے جس طرح دوسری خواب اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت مسیح موعود کا خدا سے کامل تعلق ہے اسی طرح پہلی خواب بھی اس بات پر یہی دلالت کرتی ہے کہ حضرت مولوی صاحب کا حضرت مسیح موعود کیساتھ کامل تعلق ہے۔

رؤیا کے الفاظ "آؤ ہمارے پاس بیٹھ جاؤ" ہی آپ کا بڑا قلعہ تھا جو اللہ تعالیٰ کی ہی مدد سے گرا دیا گیا ہے اب یہ امر کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب کو حضرت اقدس سے یگانگت تامہ حاصل ہے الآن حصحص الحق کا مصداق ہو گیا ہے اب بھی اگر آپ اس واضح صداقت پر ایمان لاتے ہوئے حضرت مولوی صاحب کے قدموں پر اپنے تمام گذشتہ قصوروں کی معافی مانگتے ہوئے نہ گریں تو سخت افسوس کا مقام ہو گا۔

جناب میاں صاحب زندگی کا اعتبار نہیں نہ معلوم موت کا پیغام کس وقت آ جائے اس وقت نہ مال کام آئے گا نہ مرید کام آئیں گے نہ سفارش فائدہ دیگی نہ ہی خوابیں کام آئیں گی کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت اقدس فرمایا کرتے تھے کہ اپنی جماعت میں سے مجھے ملہمین کے متعلق زیادہ ڈر لگا رہتا ہے انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ قیامت کے دن خدا ان سے یہ نہیں پوچھے گا کہ میں نے تمہیں کتنی خوابیں دکھلائی تھیں یا کتنے الہام کئے تھے بلکہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بولئے ما بنہ ہر سعید خواہد بود ۔ بزدائے فتح نمایاں بنام ما باشد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر ایس محمد آصف بی اے ۔ جائنٹ ایڈیٹر شیخ محمد انعام الحق ۔

عقائد جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات
۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہؓ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

عقائد حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۳۳ ۔ لاہور ۔ یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۴ ذیقعد ۱۳۶۴ھ ۔ م ۔ ۳۱ اکتوبر ۱۹۴۵ء ۔ نمبر ۴۴

ایک عظیم الشان اصول زندگی

انسانی قلب کے مرکز پر صرف خدا کی محبت کا تسلط ہونا چاہیئے

کیا اس اصول کو عملی جامہ پہنایا جاسکتا ہے؟

آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہؓ نے اس اصول کو عمل میں لاکر دکھایا

آج اس اصول پر عمل پیرا ہونے سے اسلام دنیا پر غالب آسکتا ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ۔ لاہور ۔ مورخہ ۲۶ ر اکتوبر ۱۹۴۵ء

ومن الناس من یتخذ من دون اللہ انداداً یحبونھم کحب اللہ ؕ والذین اٰمنوا اشد حباً للہ ؕ (البقرۃ ۱۲۵)

زندگی کے اصول اور قرآن مجید } زندگی کے اصول قرآن مجید میں بھرے پڑے ہیں اور بہت سی آیات ایسی ہیں جن میں اگر ذرا بھی گہری نظر کی جائے تو معلوم ہوگا کہ ایک عظیم الشان اصول زندگی کا اس میں ذکر کیا گیا ہے۔ یہ آیت بھی انہی آیات میں سے ایک ہے اس آیت سے پہلے اللہ تعالےٰ نے اپنی ہستی اور اپنے انعامات کا ذکر فرمایا ہے۔

ان فی خلق السموات والارض واختلاف الیل والنھار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل اللہ من السماء من ماءٍ فاحیا بہ الارض بعد موتھا وبث فیھا من کل دآبۃ وتصریف الریح والسحاب المسخر بین السماء والارض لاٰیات لقوم یعقلون

بیشک آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ادل بدل میں اور کشتیوں میں جو سمندروں میں لوگوں کو نفع پہنچانے کو چلتی ہیں اور پانی میں جو اللہ بادل سے اتارتا ہے پھر اس کے ساتھ زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اس کے اندر ہر قسم کے جانور پھیلاتا ہے اور ہواؤں کے ہیر و پھیر میں اور بادل میں جو آسمان اور زمین کے درمیان کام میں لگایا گیا ہے ان لوگوں کے لئے یقینی نشان ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں۔

خدا کے شریک بنانیوالے } اس طرح اپنی ہستی اور نشانات کا ذکر فرماتے ہوئے اس آیت کے آخر میں فرمایا لاٰیات لقوم یعقلون ان میں نشان ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ اور پھر اس کے بعد فرمایا کہ یہ تو خدا ہے جو ان سب چیزوں کا پیدا کرنے والا اور انسان کو طرح طرح کے انعامات دینے والا ہے مگر لوگوں کی حالت یہ ہے ومن الناس من یتخذ من دون اللہ انداداً ۔ اور لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو اللہ کے سوا یعنی اللہ کو چھوڑ کر ندّ بناتے ہیں۔ ندّ کے معنی ہیں جو کسی چیز کے اصل میں یا جوہر میں شریک ہو ضد بھی اس کے معنی ہیں جبکہ کسی چیز کے مقابل پر کھڑا کر دیا جائے یعنی اس پیدا کرنیوالے اس منعم حقیقی کو چھوڑ کر یا اس کے ساتھ ملاتے ہوئے اور شریک کرتے ہوئے ایسے معبود بناتے ہیں جن کو وہ محبت کرتے ہیں جیسے اللہ سے محبت کرنی چاہیئے ۔ یحبونھم کحب اللہ ان سے اللہ کی محبت کی طرح محبت کرتے ہیں۔ اس طرز کلام کو اختیار کرکے یہ بتایا ہے کہ فی الحقیقت انسان کی محبت کا مرکز خدا ہونا چاہیئے تھا مگر لوگوں کی عقل پر بعض وقت ایسا پردہ پڑ جاتا ہے کہ ان باتوں کو دیکھتے ہوئے کہ فی الحقیقت خدا ہی انسان کو پیدا کرنے والا ہے اور خدا ہی سب نعمتوں کا دینے والا ہے پھر بھی دوسروں کو محبت کا وہ مقام دے دیتے ہیں جو درحقیقت خدا کی محبت کو حاصل ہونا چاہیئے۔

محبت کے معنی } محبت یا حُبّ کیا چیز ہے؟ اسی مادہ سے حَبّ یا حَبَّۃ ہیں جن دونوں کے معنی دانہ کے ہیں۔ وہ دانہ یا بیج جس سے ایک چیز پیدا ہوکر نشو و نما پاتی ہے ان اللہ فالق الحب والنوی ۔ اللہ تعالیٰ دانہ و گٹھلی کو پھاڑتا ہے جس سے نشو و نما کی قوت پیدا ہوتی ہے۔ اہل لغت جن کی نگاہ باریک ہے انھوں نے اس بات کو بیان کیا ہے کہ حُبّ اصل میں حَبّۃ القلب میں اتر کر جانے کا نام ہے جس طرح حَبّ ایک بیج ہے اسی طرح انسانی قلب کا ایک ایسا مرکز ہے جہاں سے محبت پیدا ہوتی ہے اور نشو و نما پاتی ہے اس لئے وہ کہتے ہیں کہ جو چیز حَبّۃ القلب یعنی قلب کے مرکز میں داخل ہو جاتی ہے وہ محبت ہے یعنی جو چیز دل کے مرکز پر اپنا قبضہ کر لیتی ہے اس کا نام حُبّ ہے۔ عربی زبان کی لغت اپنے اندر ایسے عجائبات رکھتی ہے کہ اگر دوسری زبانوں میں وہ عجائبات آپ تلاش کرنا چاہیں تو وہ ہرگز نہیں ملینگے بڑا بھاری فلسفہ عربی زبان کے الفاظ کے اندر ہے سو حُبّ وہ خواہش ہے جو انسانی قلب کے مرکز میں داخل ہو جائے۔

انسانی قلب کا مرکز اور خدا کی محبت } تو اصول اس آیت میں یہ بیان فرمایا کہ خدا جو خالق ہے خدا جو منعم حقیقی ہے محبت اس کا حق ہے انسان کے دل کے مرکز پر قبضہ اس کا ہونا چاہیئے مگر لوگ دوسری چیزوں کو اس مرکز پر تسلط دیدیتے ہیں جو اس چیز کی اہل اور حق دار نہیں ہوتیں من یتخذ من دون اللہ انداداً یہ غلط کاروں کا طریق ہے جو ایسا کرتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی فرمایا والذین اٰمنوا اشد حباً للہ ۔ جو لوگ ایمان لاتے ہیں ان کے دلوں میں خدا کی محبت دوسری تمام محبتوں پر غالب ہوتی ہے گویا ان کے دل کے مرکز پر قبضہ محبت آلٰہی کا ہوتا ہے یہ فی الحقیقت جیسا کہ میں نے کہا محض وعظ اور نصیحت کے طور پر نہیں نہ یہ کوئی ناقابل عمل بلند خیالی ہے بلکہ اس میں اعلیٰ درجہ کا اصول زندگی اللہ تعالےٰ نے بیان فرمایا ہے کہ انسان کے قلب کے مرکز میں محبت صرف خدا کی ہونی چاہیئے۔

آج تو ایک چھوٹے سے چھوٹے ذرّہ کے متعلق معلوم ہوگیا ہے کہ اس کا ایک مرکز ہوتا ہے اور اس کے اردگرد گھومنے والی چیزیں بھی ہوتی ہیں تو قلب میں بھی مرکز پر خدا کی محبت کا قبضہ ہونا چاہیئے اس کے اردگرد بے شک دوسری محبتیں گھومیں اسلام نے خدا کی وہ محبت نہیں سکھائی کہ دنیا ترک کرکے گوشہ تنہائی میں جا بیٹھو اور خدا کی عبادت کرو ۔ بلکہ اسلام کا بنیادی اصول یہ ہے کہ اس دنیا میں رہ کر اس دنیا کی محبتوں کو رکھتے ہوئے ضروری ہے کہ تمہارے قلب کے مرکزی نقطہ پر صرف محبت الٰہی کا تسلط ہو ۔ جب مرکز پر تسلط محبت الٰہی کا ہوگا تو اردگرد جتنی محبتیں گھومیں گی وہ اس کے ماتحت آجائیں گی۔

انسانی زندگی کی ابتدا اور انتہا } یہ ایک زندگی کا اصول ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے پہلے ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے کہ آیا فی الواقعہ یہ چیز حاصل بھی ہو سکتی ہے یا یہ یونہی ایک بلند خیالی اور بلند پروازی ہے ۔ قرآن نے انسان کے متعلق جو کچھ ذکر کیا ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کی ابتداء کا تعلق بھی اپنے ساتھ بتایا ہے اور اس کی انتہاء کا تعلق بھی اپنے ساتھ بتایا ہے ۔ انسان کی ابتداء کس طرح اور انتہا کس طرح ہوتی ہے فرماتا ہے نفخت

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام منیجر محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

فیہ من روحی۔ خدا نے اپنی روح انسان میں نفخ کی ہے یہ غلط خیال ہے کہ صرف حضرت آدم علیہ السلام کے اندر یہ روح نفخ کی گئی بلکہ ہر انسان کے اندر وہ روح نفخ کی جاتی ہے جعل نسلہ من سللۃ من ماء مھین ثم سوٰہ و نفخ فیہ من روحہ۔ اس کی نسل ایک خلاصہ میں ٹھیرائی جو کمزور پانی کے اندر آجاتا ہے پھر اسے کمال کو پہنچایا اور اپنی روح اس میں پھونکی۔ یہ ساری نسل انسانی کا ذکر ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ جب انسان دنیا میں آتا ہے تو اس کا ایک تعلق خدا کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور ہماری زندگی کی انتہا کیا ہے، لقاء اللہ خدا کے ساتھ ملنا جب انسان کی زندگی کی ابتداء اور انتہاء یہ ہے خدا کی روح سے اس کی ابتداء ہے اور اللہ تعالےٰ سے جا ملنے پر اس کی انتہا ہے تو لازمی بات ہے کہ خدا کی محبت انسان کے دل میں تمام محبتوں پر غالب ہونی چاہیئے دوسری بات قابل غور یہ ہے کہ خدا کی محبت کے بغیر انسان کی زندگی کسی ایک اصول کے ماتحت نہیں آسکتی اور نہ اس میں استقلال پیدا ہوسکتا ہے انسان مال سے محبت کرتا ہے اولاد سے محبت کرتا ہے وطن سے محبت کرتا ہے قوم سے محبت کرتا ہے اور بہتیری چیزیں ہیں جن سے انسان محبت کرتا ہے لیکن اگر یہ تمام محبتیں ایک اصول کے ماتحت نہ ہوں تو انسان کی زندگی پریشانی کی زندگی ہوگی جس میں استقلال کا فقدان ہوگا۔ آج ایک چیز کے پیچھے دوڑا جا رہا ہے تو کل دوسری کے پیچھے۔

کیا عملی طور پر ایسا ہوسکتا ہے ایک اور بات قابل غور یہ ہے کہ کیا عملی طور پر ایسا ہوسکتا ہے؟ یا یہ ایک خیالی بات ہے۔ بعض ایسی باتیں ہوتی ہیں دنیا میں ایک خیال پیدا ہوتا ہے اور طبائع ان کی طرف دوڑتی ہیں۔ جیسے کمیونزم کا خیال ہے سب اس کی طرف دوڑتے ہیں اور نہیں دیکھتے کہ کتنی جلدی جلدی یہ خیال تبدیل ہوتے ہیں چنانچہ دیکھ لو کہ وہ جو برابر روٹی دینے کا دعوےٰ تھا وہ اس ملک میں بھی یعنی روس میں بھی ختم ہوگیا جہاں سے اس خیال کی ابتداء ہوئی تھی۔ مجھے ایک دوست نے اپنے ایک عزیز کا قصہ سنایا جو کمیونزم کی طرف مائل ہیں۔ اس دوست نے اپنے عزیز سے کہا کہ تمہارے خیالات تبدیل ہوتے رہتے ہیں تو اس عزیز نے انہیں جواب دیا کہ میرے خیالات میں تبدیلی نہیں ہوتی بلکہ ہماری پارٹی یہ تبدیلی کرتی رہتی ہے۔ خوب یاد رکھو کہ وہ چیز جو خدا کی طرف سے ہے اور جس کی بنیاد محمد رسول اللہ صلعم نے دنیا میں رکھی اس کے اندر باوجود اتنا زمانہ گذر جانے کے آج تک کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ کمیونزم کا یہ خیال کو سب کو یکساں روٹی مل جائے یہ نہیں ہوسکتا۔ قرآن مجید میں آیا ہے کہ دنیا میں ہر جگہ فرق مراتب ہے تم پہاڑوں کو دیکھو مختلف پتھروں کے اندر امتیازات ہیں کھیتوں کو دیکھو ایک زمین ہے اور سب کو ایک جیسا پانی دیا جاتا ہے لیکن اس میں پھل جو پیدا ہوتے ہیں ان میں سے ایک کم لذیذ اور ایک زیادہ لذیذ ہوتے ہیں حیوانوں میں فرق ہے اسی طرح انسانوں میں فرق ہے۔ سو یہ فرق مراتب اور امتیازات ہیں جو ہمیں نمایاں طور پر دنیا میں نظر آتے ہیں۔ تو جو تعلیم خدائے عالم الغیب کی طرف سے آتی ہے وہ ایک ہی ہوتی ہے اس میں تبدیلی کی ضرورت نہیں ہوتی اور وہ عملی بھی ہوتی ہے محمد رسول اللہ صلعم نے اس اصول کو تا الذین اٰمنوا اشد حبا للہ عملی جامہ پہنا کر دکھایا ایک سارے ملک کے اندر بلکہ کئی ملکوں کے اندر اس کو عمل میں لا کر دکھایا۔

دوسری تمام محبتیں خدا کی محبت سے پیدا ہوتی ہیں یہ ایک عملی بات ہے کہ خدا کی محبت بڑا کام کرتی ہے۔ جن دلوں کے اندر خدا کی محبت پیدا ہو جاتی ہے ان کے اندر ایک طوفان پیدا ہو جاتا ہے جس کے سامنے دنیا کی کوئی طاقت نہیں ٹھیر سکتی۔ محمد رسول اللہ صلعم نے یہ اصول سکھایا والذین اٰمنوا اشد حبا للہ۔ جو لوگ ایمان لاتے ہیں ان کے دلوں میں خدا کی محبت دوسری تمام محبتوں پر غالب ہوتی ہے یعنی دوسری تمام محبتیں خدا کی محبت سے پیدا ہوتی ہیں یہاں تک کہ ایسے شخص کا نسل انسانی کی خدمت کا جذبہ بھی خدا کی محبت سے پیدا ہوتا ہے۔ و یطعمون الطعام علی حبہ مسکینا و یتیما و اسیرا۔ اور اس کی محبت کی وجہ سے مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ وہ محبت خدا کی ہے جس سے یہ جوش پیدا ہوتا ہے اور مخلوق خدا کی ہمدردی کے لئے اتنے گہرے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

انسان خدا کا محب بھی ہے اور محبوب بھی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے مومنوں کی تعریف میں فرمایا ما احب المؤمن للہ وما احبہ الی اللہ یعنی اس محبت پر اظہار تعجب فرماتے ہیں جو مومن کے دل میں خدا کے لئے ہوتی ہے اور اس محبت پر اظہار تعجب فرمایا جو خدا کو مومن کے ساتھ ہوتی ہے۔ گویا نہ اس محبت کی کوئی انتہاء ہے جو مومن کو خدا کے ساتھ ہوتی ہے اور نہ اس محبت کی کوئی انتہاء ہے جو خدا کو مومن کے ساتھ ہوتی ہے۔ فی الحقیقت انسان خدا کا محب بھی ہے اور محبوب بھی مگر یہ بھی یاد رکھو کہ خدا کی محبت اسی قدر انسان کے ساتھ ہوتی ہے جس قدر انسان کی محبت خدا کے ساتھ ہوگی۔ جتنا انسان خدا کی محبت میں بڑھتا جائے گا اتنی خدا کی محبت بھی اس کے ساتھ بڑھتی جائے گی۔ اگر آپ صحابہ کرام کی زندگیوں کا مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ کس طرح خدا تعالےٰ کی محبت کے سامنے ہر ایک چیز ان کی نظروں میں ہیچ ہوگئی تھی۔ سینکڑوں رسم و رواج ان کے اندر موجود تھے ایک نقطۂ خیال کی وجہ سے انھوں نے ان سب کو ترک کر دیا۔ وہ نقطہ تھا خدا کی محبت جس کے سامنے تمام رسم و رواج قربان ہوتے چلے جاتے تھے۔ پھر یہ خدا کی محبت ہی تھی جس کی وجہ سے ان کے اندر بلند سے بلند جذبات پیدا ہوتے چلے جاتے تھے۔ صحابہ رضہ کی قوم میں زہد و عبادت ایک طرف دیکھئے اور دنیا اور مخلوق کے ساتھ اعلیٰ تعلق کو دوسری طرف دیکھئے۔ ان کے بلند اخلاق کو دیکھئے اور ان کی فتوحات کو دیکھئے وہ دو چیزیں جو جمع نہیں ہو سکتیں تھیں وہ ان میں جمع ہوگئیں۔ ان کی فتوحات کے متعلق ایک بلند پایہ عیسائی مصنف لکھتا ہے کہ فتوحات کے لحاظ سے تاریخ انسانی میں ان کی کوئی نظیر نظر نہیں آتی مگر وہ صرف فتوحات ہی کرنے والے نہیں تھے وہ دلوں کو بھی فتح کرتے چلے جاتے تھے ان میں اصلاح اخلاق اور اعلائے کلمۃ اللہ بھی کمال کو پہنچ گئے تھے قیصر نے ایک دفعہ اپنے امراء سے پوچھا تھا کہ ہمارے پاس اتنی منظم فوج ہے اور اتنے سامان ہیں مگر یہ لوگ کس طرح ہم پر غالب آتے ہیں تو کسی عقلمند نے جواب دیا تھا کہ یہ لوگ راتوں کو خدا کے حضور میں گرتے ہیں اور دن کو جنگ کرتے ہیں اس لئے ان کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔

خدا کے انعام کن لوگوں پر نازل ہوتے ہیں اس اصول کو کہ قلب کے مرکزی نقطہ پر خدا کی محبت کا تسلط ہونا چاہیئے محمد رسول اللہ صلعم نے اسے عملی جامہ پہنا کر دکھایا اسلام کو آپ دیکھیں گے کہ اس کے اصول بدلنے کی ضرورت نہیں مسلمانوں میں کمزوری اس لئے پیدا ہوئی کہ انھوں نے اسلامی اصولوں پر عمل کرنا چھوڑ دیا اس لئے نہیں کہ وہ اصول قابل عمل نہیں رہے تھے اگر آج مسلمان اسلامی اصولوں پر عمل کریں تو آج وہی حاصل کر سکتے ہیں جو پہلے لوگوں نے کیا۔ دنیا میں چالیس کروڑ مسلمان ہیں تو ان میں کم از کم پانچ دس کروڑ نماز پڑھنے والے ہوں گے یہ لوگ نماز پڑھتے ہیں اور نماز میں یہ دعا مانگتے ہیں اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم اے خدا تو ہم کو سیدھے رستے پر چلا ان لوگوں کا رستہ جن پر تو نے انعام کیا۔ خدا تعالےٰ کا انعام نہ تو رشتہ داری کا انعام ہے اور نہ کسی قوم کی اجارہ داری ہے بلکہ جیسا کہ میں نے ابھی کہا کہ خدا کی محبت انسان کی محبت کے ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ اسی طرح خدا کے انعامات بھی انسان کی قربانیوں کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ یہ جب ہم نماز میں پڑھتے ہیں تو کیا یہ عالم وجود میں پڑھتے ہیں یا عالم خواب میں پڑھتے ہیں اور یہ پڑھتے ہوئے ہمارے قلب میں حقیقی تڑپ بھی پیدا ہوتی ہے یا نہیں ہم منہ سے تو یہ کہتے ہیں کہ ہم ان لوگوں کے رستے پر چلیں جنہوں نے اپنا سب کچھ خدا کے سامنے پیش کر دیا اور خدا نے ان پر اپنے انعامات کی بارش برسا دی مگر یہ ہمارے الفاظ دل میں نہیں اترتے۔ ہمارے اندر تڑپ پیدا نہیں ہوتی کہ ہم بھی اپنا سب کچھ خدا کے لئے قربان کر دیں خوب یاد رکھو خدا کا انعام انہی لوگوں پر نازل ہوگا جو خدا کے راستہ میں قربانی کرتے ہیں۔ جب انسان پورے طور پر خدا کا ہو جاتا ہے تو خدا بھی پورے طور پر اس کا ہو جاتا ہے۔ جو خدا کے ساتھ تھوڑا چلتا ہے خدا تعالےٰ بھی اس کے ساتھ تھوڑا چلتا ہے اور ایسے شخص کو خدا تعالےٰ کے انعامات نہیں مل سکتے۔ اگر انسان کے قلب کے مرکزی نقطہ پر خدا کی محبت کا غلبہ ہو تو ہو نہیں سکتا کہ وہ اس کے راستہ میں کوئی قربانی کرتا ہوا ہچکچائے۔

صحابہؓ کی قربانیاں صحابہ کرام رض خدا تعالےٰ کے راستہ میں بے شمار قربانیاں کرتے چلے جاتے تھے ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلعم کوئی حکم نازل ہوتا تھا کہ خدا تعالےٰ کے راستہ میں کچھ دو تو جن کے پاس دینے کو نہ ہوتا وہ بازار میں جاتے اور اپنی پیٹھ پر بوجھ اٹھا کر جو کچھ کما کر لاتے وہ خدا کی راہ میں دیدیتے اور وہ کہتے ہیں آج انہیں لوگوں میں سے کئی لاکھ پتی ہیں وہ کبھی خدا کے راستہ میں دیتے ہوئے ہچکچاتے نہیں تھے انھوں نے خدا کے راستہ میں سب کچھ دے دیا اور خدا نے بھی ان کو بغیر حساب کے دیا کتنا وہ مال ہوگا جو انھوں نے خدا کے رستے میں دیا مگر خدا نے ان کے گھروں کو زر و جواہر سے بھر دیا انھوں نے خدا تعالےٰ کے لئے اپنے وطن چھوڑے اور خدا نے ملکوں کے ملک ان کو دیئے انھوں نے خدا کے راستہ میں اپنی جانیں دے دیں تو خدا نے ان کو زندگی عطا فرمادی اور ایسی زندگی دی کہ قیامت تک وہ قوم زندہ ہے۔

مسلمانوں کے قلوب پر خدا کی محبت کا تسلط نہیں بات کیا ہے آج بھی وہ اصول زندہ ہے صحابہ رضہ نے ان اصولوں کو عملی جامہ پہنا کر دکھایا مسلمان جب تک ان اصولوں پر کاربند رہے تو وہ دنیا کے رہنما رہے اور جب عمل جاتا رہا تو وہ چیز بھی جاتی رہی مسلمانوں کے قلوب سے

(باقی بر صفحہ ۵)

پیغام صلح

جلد ۳۳ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۴ ر ذیقعد ۱۳۶۴ھ | نمبر ۴۴

"ہر صدی میں ظہور مجدد"

قاضی اکمل صاحب سے چند سوالات

رسالہ معارف اکتوبر ۱۹۴۵ء میں ایک مضمون "غزالی کا نظریۂ علم وعرفان" کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریۂ علم وعرفان پر روشنی ڈالتے ہوئے فاضل مضمون نگار نے لکھا ہے: "غزالی سب سے پہلے عالم ہیں جنہوں نے یونانی فلسفہ کی متحرک روح کو پایا اور اس کے زیر اثر اسلام میں عقلیت پسندی کا جو بے پناہ سیلاب بڑھتا چلا آ رہا تھا اس کا فلسفیانہ تشکک سے پوری طرح مقابلہ کیا اس حیثیت سے امام غزالی کو جرمنی کے مشہور فلسفی کانٹ سے تشبیہ دی جا سکتی ہے"۔ اس مضمون میں ڈاکٹر اقبال مرحوم کے ایک لیکچر میں سے یہ اقتباس بھی دیا گیا ہے "بہرحال اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ امام غزالی کا مشن پیمبرانہ ہے اور اٹھارویں صدی عیسوی کے جرمن فلاسفر کانٹ سے بہت مماثل ہے"۔ اس کے بعد امام غزالی کی قلبی کشمکش اور مجاہدوں کا ذکر ہے اور بتایا گیا ہے کہ گیارہ سال کے مجاہدوں کے بعد امام غزالی پر منکشف ہوا کہ وہ چھٹی صدی ہجری کے آغاز میں اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے موافق دین متین کی اصلاح کے لئے مامور ہوئے ہیں چنانچہ امام غزالی کا ایک بیان درج کرتے ہوئے مضمون نگار صاحب رقمطراز ہیں:-

"تب کہیں ان کے باطن میں القاء ہوا کہ وہ چھٹی صدی ہجری کے آغاز میں دین متین کی اصلاح کے لئے مامور ہوئے ہیں اور یہ ان کا اخلاقی اور مذہبی فرض ہے کہ وہ اسلام کے چشمے کو تمام بیرونی خس وخاشاک کی کثافتوں سے جس سے وہ اٹا پڑا ہے پاک وصاف فرمائیں"۔ وقد وعد اللہ سبحانہ باحیاء دینہ علی راس کل مائۃ فاستحکم الرجاء وغلب حسن الظن بسبب ھذہ الشھادات ولیسر اللہ تعالیٰ الحرکۃ الی نیشاپور للقیام بھذا المھم فی ذی القعدۃ وسنۃ تسع وتسعین واربعمائۃ۔

(ترجمہ) خدا نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ہر صدی کے آغاز میں اپنے دین کا احیاء فرمائے گا۔ اس لئے میری آرزو میں اور استحکام آ گیا۔ اور ان شہادتوں کی وجہ سے میرا حسن ظن اور پختہ ہو گیا۔ چنانچہ ذی قعد ۴۹۹ھ میں خدا کی توفیق واعانت سے اس خدمت کی انجام دہی کے لئے میں نیشاپور روانہ ہو گیا"۔ - - - - - - ان سطروں میں واضح الفاظ میں اعلان کیا گیا ہے کہ علم وعرفان کی تحصیل کے بعد امام غزالی رح نشر وتبلیغ کی خدمت پر خدا کی طرف سے اور اس کے ارادے اور توفیق کے ماتحت مامور ہوئے اس لئے اگر ان کی اس خدمت کو "پیغمبرانہ مشن" کہا جائے تو کسی طرح بے جا نہ ہوگا۔

رسالہ معارف کے اس مضمون پر جناب قاضی اکمل صاحب نے الفضل مورخہ ۲۶ ر اکتوبر میں "ہر صدی میں ظہور مجدد" کے عنوان سے ایک مختصر مضمون لکھا ہے حضرت امام غزالی رح کے مذکورہ بالا اقتباس کو درج کر کے قاضی صاحب فرماتے ہیں:

"مندرجہ بالا سطور منقبسہ سے ظاہر ہے کہ حدیث ظہور مجدد بر سر ہر صد کی صداقت ہر صدی پر اپنا جلوہ دکھاتی رہی ہے اور "خاص کنند بندہ مصلحت عام را" کے مطابق دین اسلام میں پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں اور ڈالی گئی غلط کاریوں کی اصلاح اور تصحیح کے لئے اور از سر نو دین فہم پر ایک جماعت پاکیزہ کو قائم کرنے کے واسطے ایک نہ ایک مجدد مبعوث ہوا ہے اسی بنا پر حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام نے اس چودھویں صدی کے لئے اپنا دعوے پیش کیا کہ وہ عز وجل وعلا کے جانب سے اصلاح خلق کے لئے مامور ہوئے ہیں"۔

مکرمی قاضی صاحب ان بزرگوں میں سے ہیں جو حضرت مسیح موعود کو زمرۂ اولیاء میں سے نکال کر زمرۂ انبیاء میں داخل کرنے کے لحاظ سے خلیفہ صاحب قادیان کے معتمد تھے ہیں اور ان کا دامن دنیا کے چالیس کروڑ مسلمانوں کی تکفیر سے آلودہ ہے یہ جدید نبوت اور تکفیر کا شاخسانہ خلیفہ صاحب کے پنجۂ استبداد کو مضبوط کرنے کے لئے اور جماعت احمدیہ لاہور کے عمائد کے خلاف نفرت اور اشتعال پیدا کرنے کے لئے معرض وجود میں آیا لیکن حیرت کا مقام ہے کہ جو پرانے لوگ خلیفہ صاحب کے استبداد کی چکی میں پیسے گئے ان میں سے مکرمی قاضی صاحب کو اولیت کا شرف حاصل ہے اور آج ان کے قصائد کے ہر شعر میں بین السطور یہ مفہوم ہوتا ہے کہ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ با من ہر چہ کرد آں آشنا کرد

خیر یہ خلیفہ صاحب اور قاضی صاحب کا اپنا معاملہ ہے اور وہ اسے جس طرح مناسب اور بہتر سمجھتے ہیں خوب نبھا رہے ہیں ہمیں اس معاملہ میں دخل دینے کی چنداں ضرورت نہیں لیکن ہم قاضی صاحب مکرم سے یہ سوال کرتے ہیں کہ اگر حدیث ظہور مجدد ہر صدی کے سر پر اپنا جلوہ دکھاتی رہی ہے اور دین اسلام میں پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں اور غلط کاریوں کی اصلاح کے لئے اور ایک جماعت پاکیزہ کو قائم کرنے کے واسطے ایک نہ ایک مجدد مبعوث ہوا اور اس بنا پر حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے بھی چودھویں صدی کے لئے اپنا دعوے پیش کیا تو آپ لوگ حضرت صاحب کو زمرہ مجددین سے نکال کر زمرۂ انبیاء میں کیوں داخل کرتے ہیں اور ان کی نبوت کا انکار کرنے والے کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج کیوں سمجھتے ہیں؟ اور پھر اس حدیث مجدد کے معیار پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کو پرکھنے کی مسلمانوں کو دعوت کیوں دیتے ہیں؟ اگر حضرت امام غزالی یونانی فلسفہ کے مقابلہ اور احیاء دین متین کی وجہ سے باوجود پیمبرانہ مشن رکھنے کے زمرۂ انبیاء میں داخل نہیں تو حضرت مرزا صاحب مجدد صد چہاردہم مغربی عقلیت اور دجالیت کا مقابلہ کرنے کی وجہ سے زمرہ مجددین سے نکل کر زمرۂ انبیاء میں کیسے داخل ہو گئے؟ اور باوجود ظلی نبی، مجازی نبی اور بروزی نبی، امتی نبی کی اصلاحات کی تشریح کرنے کے اور مدعی نبوت پر لعنت بھیجنے کے اور یہ کہنے کے کہ "نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعوےٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے" حقیقی نبی کیسے بن گئے؟ اگر حضرت مسیح موعود امت محمدیہ کے سلسلہ مجددین کی ہی ایک کڑی ہیں اور حدیث مجدد کی بنا پر آپ نے مجدد ہونے کا دعوے فرمایا تو حضور کو نبی بنانے کے لئے خلیفہ صاحب اور جماعت قادیان کی تیس سالہ جدوجہد کے متعلق کیا فتویٰ صادر کیا جائے گا اور جماعت احمدیہ لاہور کی مخالفت کو کیا کہا جائے گا؟ امید ہے قاضی صاحب مکرم ہمارے ان سوالات کی طرف ذری توجہ مبذول فرمائیں گے اگر قاضی صاحب ان سوالات پر خاموشی اختیار کریں تو اہل دانش خود فیصلہ کر لیں کہ اس خاموشی کا کیا مطلب ہے؟

ولادت باسعادت

قارئین کرام یہ سن کر خوش ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ہمارے نوجوان دوست شیخ فضل احمد صاحب پرمیئر فلور مل لائلپور کو فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے مولود مسعود حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کا نواسہ اور جناب شیخ میاں محمد صاحب آف لائلپور کا پوتا ہے دعا ہے کہ خداوند کریم نومولود کو عمر دراز عطا کرے اور خادم دین بنائے ہم بزرگان کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

درخواست دعا

بابو عبدالرحمٰن صاحب پسر مستری مولابخش صاحب بعارضہ بخار بیمار ہیں احباب سلسلہ ان کی شفایابی کے لئے حضور قلب سے دعا فرمائیں۔

امتحان مطالعہ قرآن

۱۸ ر نومبر ۱۹۴۵ء کو ہوگا

جن دوستوں نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر قرآن کریم کی ابتدائی دو سورتوں (بقرہ اور آل عمران) کے امتحان کی تیاری کی ہے ان کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ یہ امتحان ۱۸ ر نومبر ۱۹۴۵ء کو بروز اتوار منعقد ہوگا، بیرونی امیدواروں کو پرچہ سوالات براہ راست ان کے نام بھیجا جائیگا اس اعتماد پر کہ وہ تاریخ امتحان اور وقت مقررہ سے قبل پرچہ کو کھول نہیں پڑھیں گے اور جب وقت مقررہ پر اسے کھولیں تو جواب لکھتے ہوئے بیان القرآن یا کسی اور ترجمہ قرآن سے امداد نہ لیں گے ان باتوں کا حلفی اقرار ہر امیدوار کو پرچہ جواب کے آخر میں اپنے قلم سے لکھنا ہوگا۔ جو دوست بیماری یا کسی اور معقول عذر کی بنا پر تاریخ معینہ پر امتحان نہ دے سکیں ان کی طرف سے اطلاع آنے پر کوئی اور موزوں تاریخ ان کے لئے مقرر کی جائے گی۔

نوٹ:- اس وقت تک جن امیدواروں کے نام اخبار میں شائع ہو چکے ہیں ان کی تعداد ۱۰۴ تک پہنچ چکی ہے۔ ان کے بعد حسب ذیل اصحاب نے اس امتحان میں شرکت کی درخواست کی ہے (۱۰۵) مقبول علی صاحب معرکہ دون ضلع کیمبل پور (۱۰۶) مشتاق حسین صاحب طالب علم جماعت نہم ... اسمٰعیل خاں (۱۰۷) میاں عطاء اللہ صاحب ... کارخانہ شیخ محمد اسمٰعیل مولابخش صاحبان میاں چنوں (۱۰۸) محمد اکبر صاحب کلرک کارخانہ شیخ محمد ... مولابخش صاحبان میاں چنوں۔ کوئی ... جو امتحان میں شریک ہونا چاہیں اور اپنے نام انھوں نے نہ بھیجے ہوں، براہ مہربانی جلد جلد اپنے نام بھیجدیں زیادہ سے زیادہ ... تک تمام درخواستیں آ جانی چاہئیں۔ والسلام

خاکسار- عبداللہ- جنرل سیکرٹری

وزیرآباد میں خواتین کا جلسہ

وزیرآباد احمدیہ مسجد میں ۹ ر ستمبر کو عورتوں کا جلسہ نماز ظہر سے پہلے ہوا۔ محترمہ بن زبیدہ بیگم صدر جلسہ تھیں جنہوں نے سب سے پہلے تلاوت کی ازاں بعد ایک تقریر کی کہ ہم احمدی عورتوں کے کیا فرائض ہیں۔ پھر ناصرہ خانم نے ... نعت پڑھی ازاں بعد اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر ... صاحب (برلن والے) نے تقریر کی جس میں ... نے تربیت اولاد پر زور دیا اور کہا کہ ہم اپنے گھروں میں بچوں اور دیگر ... رنگ میں رنگین کر کے کافی خدمت دین ... نیز انھوں نے تحریک دستکاری کی ... دی- اور وصایا تحریک میں عورتوں کو ... کی تلقین کی۔ پھر نذیر بیگم نے سیرت ... پر تقریر کی۔ تہمیدہ سلطانہ نے ... کی ایمانی قوت پر تقریر کی۔ زہرہ ... کی وجہ تسمیہ پر تقریر کی۔ سردار بیگم ... نسیم اختر نے نعتیں پڑھیں۔ جلسہ ... رہا مدا اپنی جماعت کی ...

حضرت مولوی محمد علی صاحب کا مقام

احادیث نبویہ، الہامات اور ارشادات مسیح موعودؑ کی روشنی میں

(از محترم جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری)

قسط نمبر ۷

جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء کی تیسری بنیاد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مندرجہ بالا دو بنیادوں کا قلع قمع کرنے کے بعد اب میں جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء کی تیسری بنیاد کو لیتا ہوں اور وہ خلافت ہے جناب میاں صاحب کے پاس حضرت مولوی محمد علی صاحب کے نعوذ باللہ صالح نہ رہنے کی تیسری دلیل یہ ہے کہ حضرت مولوی صاحب جناب میاں صاحب کی بیعت خلافت میں شامل نہیں ہوئے میں حیران ہوں کہ جناب میاں صاحب نے اپنی خلافت کو کیوں اتنی اہمیت دی کہ حضرت مسیح موعود کا ایک مخلص اور خدمت دین میں اپنا تن من دھن لگا دینے والا حواری ہاں وہ حواری جس کا حشر قیامت کے روز مسیح موعود کے ساتھ ہوگا اگر ان کی بیعت نہ کرے تو وہ نہ صرف فاسق بلکہ فوراً دائرہ ذرکاۃ الٰہی سے نکل جاتا ہے اور اس کا صالح نعوذ باللہ طالح ہو جاتا ہے اور اس کے نیک ارادے نعوذ باللہ بد ارادوں سے تبدیل ہو جاتے ہیں۔

خلافت کا مسئلہ چونکہ اس وقت براہ راست زیر بحث نہیں اس لئے میں مفصل اس پر کچھ نہیں لکھ سکتا لیکن اختصاراً مختصر کر دینا خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ جناب میاں صاحب کی خلافت اگر اسے خلافت بھی کر لیا جائے تب بھی وہ اوّل تو جائز خلافت ہی نہیں کیونکہ اس کا انتخاب ہی شرعی طریق پر نہیں ہوا یہ تو میاں صاحب کو بھی مسلم ہے کہ خلیفہ کا انتخاب مشورہ سے ہوتا ہے اسلامی مجلس شوریٰ میں ہر مسلمان دھڑا بازی اور پارٹی بازی کی سپرٹ سے مبرا ہو کر بیٹھتا ہے تقویٰ اللہ اس کے مدنظر ہوتا ہے ایک دوسرے کی بات کو توجہ سے سنا جاتا ہے ہر ایک ممبر کو اپنی تجویز پیش کرنے اور اس کی تائید میں دلائل دینے کی مکمل آزادی ہوتی ہے جب سب تجاویز اور دلائل پیش ہو جاتے ہیں تو ان میں سے جس تجویز کو کافی غور و خوض کے بعد درست اور مفید سمجھا جاتا ہے بہ اتفاق رائے یا بکثرت رائے سے اختیار کر لیا جاتا ہے کیا میاں صاحب کو خلیفہ بناتے وقت یہ طریق اختیار کیا گیا ہرگز نہیں بلکہ میاں صاحب کے حامیوں کی طرف سے جب میاں صاحب کا نام خلافت کے لئے تجویز کیا گیا تو اس کے بالمقابل جب کوئی دوسری تجویز پیش کرنے کے لئے بعض دوست اٹھے تو انہوں نے شور و غوغا سے انہیں تقریر کرنے سے روک دیا اور یکطرفہ کارروائی کر لی اگر جناب میاں صاحب کے دل میں تقویٰ ہوتا تو وہ اس وقت تک کبھی بیعت لینے پر راضی نہ ہوتے جب تک کہ ان کو خلیفہ بنانے کے متعلق صحیح شرعی طریق پر مشورہ تکمیل کو نہ پہنچ جاتا پس غور کرو کہ ایسی غیر شرعی خلافت کی بیعت نہ کرنے والا کبھی کبھی فتویٰ فسق کے نیچے آ سکتا ہے۔

پھر غور کرو کہ کیا کسی ایسے شخص کی بیعت کی جا سکتی ہے جو اصل مامور کی تعلیم سے ہی خلاف چلا ہو جب ایک شخص دیانتداری کے ساتھ یہ یقین رکھتا ہے کہ جناب میاں صاحب حضرت اقدس کی تعلیم کو بگاڑ رہے ہیں اور جماعت کو غلط کی طرف لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں اس کا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا مذہب یہ تھا کہ محمد رسول اللہ صلعم پر نبوت ختم ہو گئی ہے اور آنحضور صلعم کے بعد اب کوئی شخص ایسا پیدا نہیں ہو سکتا جو زمرہ انبیاء میں شامل ہو سکے نبی کریم صلعم کی وفات کے بعد زمرۂ انبیاء کے افراد میں کسی ایک فرد کا اضافہ بھی ناممکن اور محال ہے اور جو مصلحین امت میں پیدا ہوں گے اگرچہ وہ بوجہ محدث ہونے کے ظلی بروزی امتی جزوی من وجہ ناقص طور پر لغوی مجازاً استعارۃً نبی کہلائیں گے لیکن رہیں گے وہ زمرۂ اولیاء کے فرد ہی ان کے مدارج میں فرق ضرور ہوگا لیکن جنس ان کی ایک ہی ہوگی ان پر وحی خواہ کتنی ہی نازل ہو لیکن وہ وحی ولایت ہی ہوگی وحی نبوت نہیں اسی طرح اگر وہ دیانتداری کے ساتھ یہ یقین رکھتا ہو کہ حضرت مسیح موعودؑ کے مذہب کے مطابق حضرت نبی کریم صلعم کے بعد اب کوئی مصلح ایسا پیدا نہیں ہو سکتا جس کے محض دعویٰ کے انکار سے کوئی شخص کافر کہلا سکے یہ چیز ابھی نبی کریم صلعم کے دعویٰ ہی ختم ہو چکی ہے تو وہ شخص کس طرح جناب میاں صاحب کی ان دونوں اہم عقیدوں کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں بیعت کر سکتا ہے یا بیعت نہ کرنے سے فاسق کہلا سکتا ہے یا دائرہ درگاہ الٰہی بن سکتا ہے خصوصاً جبکہ اس شخص کے پاس ایک طرف تو اپنے عقیدہ کی صحت پر زبردست دلائل بھی ہوں اور میاں صاحب ان دلائل کے جواب سے عاجز بھی ہوں اور دوسری طرف خدا تعالیٰ نے بھی اس شخص کے اپنے عقیدہ کی صحت پر صلابت اٹھانے پر گرفت نہ کر کے اس کے عقیدہ کی صحت پر مہر لگا دی ہو۔

اگر کہو جیسا کہ اکثر کہا جاتا ہے کہ نظام کی بیعت کر لی جانی تقاضا ہے بے شک اختلاف رکھا جاتا تو یاد رہے یہ ایک خطرناک مغالطہ اور دھوکہ ہے جس میں لوگ پھنسے ہوئے ہیں یہ تو ہر عقلمند تسلیم کرے گا کہ نظام مقصود بالذات چیز نہیں ہے اصل قابل توجہ چیز کام ہوتا ہے جس کو چلانے کے لئے کسی نظام کو اختیار کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ ہمارا کام کیا ہے وہی جو مسیح موعودؑ کا کام تھا یعنی تثلیث پرستی اور ہر قسم کے شرک کو دنیا سے مٹانا اور اللہ تعالیٰ کی توحید کو دنیا میں قائم کرنا اور قرآن کی حقانیت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی صداقت اور آنحضور صلعم کی ختم نبوت کی حقیقت کو دنیا سے منوانا اور دنیا پر یہ ثابت کرنا کہ گو دنیا میں ہزاروں نبی آئے اور وہ اپنے اپنے وقتوں میں اپنی اپنی قوموں کے لئے نور تھے لیکن ان کا نور اب ختم ہو چکا ہے اب صرف اکیلے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور نبوت ہی ہے جو چمک رہا ہے اور دنیا کی ہر قوم کو منور کر رہا ہے اور قیامت تک کرتا رہے گا یہی وہ پیغام ہے جس کو حضرت مسیح موعودؑ لے کر آئے اور اسی پیغام کو وہ دنیا تک پہنچاتے رہے اپنے دعویٰ کو اگر آپ نے دنیا کے سامنے پیش کیا تو اسی طرح نبی کریم صلعم کی نبوت کے فیض کے جاری رہنے کے ثبوت میں پیش کیا جس طرح ۱۳۰۰ برس کے دیگر اولیاء کو بطور دلیل اور ثبوت پیش کرتے رہے ہیں لہٰذا یہی پیغام ہے جو ہم نے بحیثیت حضورؑ کے نائب اور خلیفہ اور وارث ہونے کے دنیا تک پہنچانا ہے پس یہ پیغام مقصود بالذات ہے اور اگرچہ اس پیغام کو پہنچانے کے لئے حضرت مسیح موعود نے اپنی زندگی میں ہی ہمیشہ کے لئے انجمن کی شکل میں ایک مستقل نظام کو قائم کر دیا ہوا ہے لیکن اس وقت میں اس کو زیر بحث لانا نہیں چاہتا اس وقت میں مطلق نظام کو مدنظر رکھتے ہوئے جناب میاں صاحب کے نظریہ کی غلطی کو واضح کرنا چاہتا ہوں نظام جو اس غرض کو حاصل کرنے کے لئے اختیار کیا جائے گا وہ ثانوی چیز ہوگا سو ظاہر ہے کہ جہاں پیغام یعنی اصل مقصد اور نظام یعنی ثانوی چیز کا مقابلہ آ پڑے گا اور ان دونوں کو ایک

جگہ جمع رکھنا ناممکن ہو جائے گا اور ان میں سے ایک کو قربان کئے بغیر چارہ نہیں رہے گا وہاں نظام کو ہی قربان کرنا پڑے گا نہ کہ اوّل الذکر پیغام کو کیونکہ نظام تو نیا بنایا جا سکتا ہے لیکن پیغام نیا نہیں بنایا جا سکتا کیونکہ اوّل الذکر انسانی دماغ کی ایجاد ہے اور مؤخر الذکر خدا کی طرف سے مقرر شدہ ہے اور یہ ایسی واضح حقیقت ہے جس کا کوئی عقلمند بھی انکار نہیں کر سکتا اب اس حقیقت کو سامنے رکھ کر ہر دوست مخلی بالطبع ہو کر غور کرے کہ کیا کوئی شخص جناب میاں صاحب سے اختلاف رکھتا ہوا اس نظام میں منسلک ہو سکتا ہے جس کے ہیڈ جناب میاں صاحب ہوں۔ اب اس امر کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ پیغام جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے اس کو دنیا تک پہنچانے کی ذمہ داری ہر اس شخص پر آتی ہے جس نے حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہوا ہے اگر اس کے پہنچانے میں وہ حصہ نہیں لیتا تو یقیناً گناہ کا مرتکب ہے اور حضرت مولوی محمد علی صاحب تو خاص طور پر اس کے ذمہ دار ہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود نے براہ راست ان کے سپرد یہ کام کیا اب جبکہ ہر احمدی اس پیغام کو پہنچانے کا ذمہ دار ہے اور نہ پہنچانے کی صورت میں وہ گنہگار بنتا ہے تو ایک تو یہ دیکھنا باقی رہ جاتا ہے کہ اس کے پہنچانے میں کس طرح حصہ لیا جا سکتا ہے اور دوسرے کونسا پہنچانے والا خدا کے نزدیک ثواب کا مستحق ہو سکتا ہے۔

اس پیغام کو پہنچانے میں حصہ لینا علمی اور مالی امداد کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے اور خدا کے نزدیک مستحق ثواب وہی ہو سکتا ہے جو اپنے ایمان اور اپنی ضمیر کی آواز کے مطابق جس طرح اسے صحیح سمجھتا ہے اسی طرح اسے پہنچائے۔

اب جب ہم جناب میاں صاحب کے نظام پر نظر ڈالتے ہیں تو اس کی بنیاد اس بات پر نظر آتی ہے کہ یا تو اس پیغام کو اس طرح پہنچاؤ جس طرح اس کو درست سمجھتے اور اس پر ایمان لاتے ہیں ورنہ بالکل خاموش رہو اوّل صورت میں تو انسان اگر تقریر و تحریر کے ذریعہ ان خیالات کی جو خاص میاں صاحب کے خیالات ہیں اور جن کو وہ دل سے باطل یقین کرتا ہے اشاعت کرتا ہے تو خدا تعالیٰ کے نزدیک اوّل درجہ کا منافق شمار ہونے کی وجہ سے اسفل السافلین میں جانے کا مستحق بنتا ہے اور اگر مالی امداد کے ذریعہ حصہ لیتا ہے تو باطل کی اشاعت میں مدد دینے کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ کسی ثواب کا مستحق نہیں ہوگا بلکہ الٹا سزا پائے گا اور دوسری صورت یعنی خاموش رہنے کی صورت میں اپنی ذمہ داری کے ادا نہ کرنے کی وجہ سے بدعہدی کا مرتکب

دل پر خدا تعالیٰ کی محبت کا تسلط نہیں ہوا۔ یہ محبت جب دل پر قبضہ کر لیتی ہے تو یہ ایک آندھی اور طوفان بن جاتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دو شعروں میں اس کیفیت کو بیان فرمایا ہے ؎

محبت چیز کیا کس کو بتاؤں
وفا کیا راز ہے کس کو سناؤں
میں اس آندھی کو اب کیونکر چھپاؤں
یہی بہتر کہ خاک اپنی اڑاؤں

بات یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت جب غالب آتی ہے تو وہ ایک آندھی کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور خدا سے محبت کرنے والا اپنا سب کچھ خدا تعالیٰ کے راستہ میں دے دیتا ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم مگر ان کاموں کے لئے قدم نہیں اٹھاتے جو پہلوں نے کئے خوب یاد رکھو کہ جو اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں دے دیگا خدا بھی اس کو سب کچھ دے گا تم خدا کے اصول کو نہیں بدل سکتے ان پر عمل کرو گے تو سب کچھ ملے گا۔

مسلمان اور امام وقت کے ہاتھ پر عہد کرنیوالی جماعت

آج مسلمانوں کی کیا حالت ہے۔ موجودہ حالات کے پیش نظر سب کہیں گے کہ آج اسلام کو دنیا میں پہنچانے کا وقت ہے۔ آج دنیا اسلام کی پیاسی ہے ہر مسلمان کی زبان پر یہ لفظ ہوں گے مگر عمل کو دیکھو تو کچھ نہیں۔ مجھے تو اس جماعت کے متعلق بھی ڈر لگتا ہے جس نے امام وقت کے ہاتھ پر عہد کیا ہے کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا"۔ بہت بھاری عہد تھا قادیانی جماعت کی قربانیوں کے لحاظ سے بہت شہرت ہے اس جماعت میں دو جذبے ملے ہوتے ہیں۔ مسیح موعودؑ کے انفاس قدسی کا اثر بھی ہے اور اس کے ساتھ پیری مریدی کا جذبہ بھی کام کر رہا ہے مگر عمل کی حالت کیا ہے خود کہتے ہیں کہ پانچ لاکھ کی جماعت میں سے صرف پانچ ہزار سپاہی ہیں یعنی سو میں سے ایک آدمی میں کہتا ہوں کہ یہ قربانی کی وہ حالت نہیں جو خدا چاہتا ہے میں نے اپنی جماعت کا بھی اندازہ لگایا ہے گو یہاں پیری مریدی کا سلسلہ نہیں مگر قادیانی جماعت کی نسبت حضرت مسیح موعودؑ کی روح یہاں زیادہ کام کر رہی ہے یہاں سو میں سے دس قربانی کرتے ہیں یہ نسبتاً بہتر حالت ہے مگر یہ بھی تھوڑے ہیں ہونا یوں چاہیئے کہ جب خدا کے رستہ میں دینے کا سوال آ جائے تو سب کے سب نکل پڑیں جس طرح صحابہ رضی سب کے سب نکل پڑتے تھے خدا سب کچھ لیتا بھی نہیں مگر انسان کو پیش سب کچھ کرنا چاہیئے۔ خدا کے رستے میں دینے سے کبھی کوئی نہیں مرتا کٹ کر ہی نہیں جاتا خدا کسی شخص کا قرضہ نہیں رکھتا جو شخص خدا کے رستے میں دیتا ہے خدا اسے بہت کچھ دیتا ہے مگر نفسوں کے اندر مال کی محبت اتنی بڑھ گئی ہے احضرت الانفس الشح کہ خدا کے رستہ میں دینے کے لئے وہ لوگ بھی سو کے سو نہیں نکلتے جنہوں نے اس زمانہ کے امام کو پہچانا ہے۔ ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جب انسان خدا کے رستہ میں کچھ نہیں دے سکتا مگر ایسا شخص خدا کا ایسا ہی محبوب ہوتا ہے جیسا کہ مال دینے والا ایسے لوگوں کا ذکر قرآن مجید میں آتا ہے کہ جب انسان خدا کے رستہ میں دینا چاہے اور دے نہ سکے و اعینھم تفیض من الدمع حزنا الا یجدوا ما ینفقون۔ اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اس غم سے کہ وہ مال نہیں پاتے جسے خرچ کریں۔

اسلام اس اصول پر عمل کرنے سے غالب آئیگا

تو میں آپ لوگوں کو سنانا چاہتا ہوں کہ اصول زندگی یہی صحیح ہے کہ خدا کی محبت کا تسلط انسان کے قلب پر ہو اور تمام محبتیں اس کے ماتحت ہوں اس کے اردگرد گھومنے والی ہوں دل پر تسلط کسی دوسری محبت کا نہ ہو نہ مال کی محبت نہ اولاد کی محبت کا اگر قربانی کرنے کا وقت آ جائے تو انسان خدا کے رستہ میں اپنا سب کچھ دے دے۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ اس پر عمل کون کر سکتا ہے اسلام اگر غالب آئے گا تو اس اصول پر عمل کرنے سے دنیا پر غالب آئیگا۔ مسلمانوں نے پہلے اس اصول پر عمل کر کے ترقی کی تھی انھوں نے تمام علوم میں ترقی کی تھی۔ مخلوق خدا کے لئے ان کے دل میں ایسا جذبہ تھا کہ وہ انسان کی ادنیٰ تکلیف بھی نہ دیکھ سکتے تھے یہ ایسی قوم کا اصول ہے جس نے دنیا پر غلبہ حاصل کیا اور اس اصول پر عمل کر کے دکھایا اور آج ضرورت ہے کہ نہ صرف احمدی بلکہ سارے مسلمان اس اصول پر کاربند ہوں۔

روٹی کا مذہب کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا

یہ وہ بلند مقام ہے جس طرف خدا ہمیں لانا چاہتا ہے صرف روٹی دینے سے انسان کی مشکلات حل نہیں ہوں گی بلکہ روٹی کے مسئلے نے انسان کی مشکلات کو بڑھایا ہے جو روٹی کے پیچھے لگ جاتے ہیں ان کا پیٹ اتنا بڑا ہو جاتا ہے کہ دوسروں کی روٹی چھین کر بھی وہ نہیں بھرتا مخبر صادق نے سچ فرمایا ہے لا یملأ جوف ابن آدم الا التراب کیا ساری دنیا کی روٹیاں چھین کر انگلستان کا پیٹ بھر گیا ہے؟ کیا ساری دنیا کے سونے چاندی پر قبضہ کر کے امریکہ کا پیٹ بھر گیا ہے؟ کیا برابر کی روٹی دینے کا دعوے کرنے والا روس دوسروں کی روٹیاں نہیں چھین رہا ہے؟ روس سمیت آج سب ملک چاہتے ہیں کہ دوسروں کی روٹی ہمارے پاس آ جائے۔ روٹی کا مذہب کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک خدا کی محبت دلوں پر غالب نہ ہو اس وقت تک دنیا کبھی امن اور چین سے نہیں رہ سکتی۔ خدا کی محبت کو اپنے دلوں میں پھر سے بلند جگہ دو اور اس محبت کے سامنے دوسری محبتوں کو قربان کرنا سیکھو۔ ❋❋❋

الفضل کے ایک مضمون کے متعلق چند الفاظ

(از محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری)

آج ۲۹ر اکتوبر کو ایک دوست نے مجھے ۲۷ر اکتوبر کا الفضل دیا اسکو پڑھنے سے معلوم ہوا کہ اس میں ایک مضمون "احادیث خیر الانام اور شیخ مصری صاحب" کے "حضرت امیر کا مقام" کی سرخی کے ساتھ شائع ہوا ہے اس مضمون میں مضمون نگار نے ان احادیث پر ایک لایعنی سی بحث کی ہے جن سے میں نے ثابت کیا تھا کہ مہدی کے بعد اس کی جماعت میں فتنہ پیدا ہوگا اور مہدی کے اہل بیت میں سے ایک نوجوان والی بنایا جائے گا اس میں شر اور خیر دونوں ہوں گے لیکن اسکا شر خیر سے زیادہ ہوگا وہ جماعت میں تفرقہ ڈالنے والا ہوگا اور اس کے بالمقابل ایک شخص کھڑا ہوگا جو اس کے خلاف آواز اٹھائیگا اس کے ساتھ جماعت کا قلیل حصہ ہوگا وہ مہدی کی طرف سے بیت کے قلعہ کو گرانے کے لئے امیر مقرر کیا جائیگا اور اسے عیسائیت پر فتح نصیب ہوگی ۲۰/۲۱ سال کے تعلق و تجربات بلیلہ کے اندر جماعت اس کی طرف سے منہ پھیرلے گی اور ایک نوجوان کو اپنا والی بنالے گی گو جماعت کا کثیر حصہ اس سے منہ پھیرلے گا لیکن خدا اس کے خادمانہ ارادوں کا خود حامی و ناصر ہوگا اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک "منصور" کے لقب سے پکارا جائیگا۔ میں نے یہ بھی بتلایا ....

تھا کہ واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ پہلی حدیث کے مصداق جناب میاں صاحب ہیں کیونکہ وہ نوجوان بھی ہیں اور مہدی کے اہل بیت میں سے بھی ہیں جماعت میں فتنہ پڑنے کے وقت وہ والی بھی بنائے گئے ہیں ان کے شر کا خیر سے زیادہ ہونا بھی ثابت ہے۔ چنانچہ اگر ......

نامہ نگار صاحب اپنے قادیان سے نکالے جانے کے واقعات من وعن ناظر صاحب امور عامہ کی تصدیق کے ساتھ شائع کر دیں تو دنیا پر میرے اس بیان کی سچائی واضح ہو جائے گی۔ ......

انھوں نے جماعت میں تفرقہ بھی ڈلوایا ہے اور پھر یہ بھی واقعہ ہے کہ مہدی کی جماعت میں سے ایک شخص یعنی حضرت مولوی محمد علی صاحب نے ان کے خلاف آواز بھی اٹھائی۔ پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے حضرت اقدس کی تائید میں ۱۸۹۴ء سے مضامین لکھنے شروع کئے اور ۱۹۱۴ء تک وہ مہدی کی جماعت میں نہایت عزت کی نظر سے دیکھے جاتے رہے اور یہ عرصہ حدیث کے بیان کے بالکل مطابق ۲۰/۲۱ سال کا عرصہ بنتا ہے ۱۹۱۴ء میں جماعت نے آپ کیساتھ جس بے اعتنائی کا مظاہرہ کیا ہے وہ کسی پر مخفی نہیں ان کے اتحاد اور ان کی نصیحت کو پس پشت ڈالتے ہوئے ایک نوجوان کو والی بنا لیا گیا پھر یہ بھی واقعہ ہے کہ جماعت کے بہت قلیل حصہ نے ان کا ساتھ دیا۔ اور یہ بھی واقعہ ہے کہ عیسائیت کو شکست دینے اور اسلام کی خوبیوں کو نمایاں کرنے کے لئے ہی رسالہ ریویو آف ریلیجنز نکالا گیا تھا اور اس کا کام حضرت اقدس کی طرف سے حضرت مولوی محمد علی صاحب کے ہی سپرد ہوا تھا اور اس کام کو سرانجام دینے میں آپ کو فتح نمایاں حاصل بھی ہوئی۔ پھر اس حقیقت کا بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ دینی خدمات کو بجا لانے میں جو خادمانہ ارادے آپ کے دل میں تھے جماعت کے الگ ہو جانے سے جو ان کو عملی جامہ پہنانے کے راستہ میں روکاوٹیں پیدا ہو گئیں تو انکو دور کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے غیب سے آپ کی مدد کی اور آپ کے وہ خادمانہ ارادے پورے ہو گئے پس منصور ہونے کی تمام علامتیں آپ کے وجود میں پائی گئیں۔

پس یہ واقعات ہیں جن کا انکار کوئی منصف مزاج اور تعصب سے خالی انسان نہیں کر سکتا اور جو ثابت کر رہے ہیں کہ پیشگوئی نبوی کے پہلے حصہ کے مصداق جناب میاں صاحب ہیں اور دوسرے حصہ کے مصداق مولوی محمد علی صاحب ہیں لیکن الفضل کے نامہ نگار نے ان حقائق پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے یہ مضمون چونکہ غلط استدلالوں سے پر ہے اور نہ ہی یہ قادیان کے کسی مستند عالم کی قلم سے نکلا ہے اس لئے میں بھی سردست اسکے جواب میں کچھ لکھنا مناسب نہیں سمجھتا بلکہ ایک دو ماہ انتظار کروں گا اگر تو کسی مستند عالم نے اس پر قلم اٹھائی تو خیر ورنہ میں سمجھ لوں گا کہ اس کے جواب سے قادیان کے مستند علماء عاجز ہیں اور جو کچھ اس مضمون میں لکھا گیا ہے اس سے زیادہ وہ کچھ لکھ نہیں سکتے تب میں انشاء اللہ تعالیٰ بتوفیقہ خود اس مضمون کی مغالطہ دہیوں سے پردہ اٹھاؤں گا۔

(حاشیہ: خواجہ کمال الدین صاحب کے ... وقف ... [illegible])

سانحۂ ارتحال

یہ خبر انتہائی حزن و ملال سے سنی جائیگی کہ جناب محمد ریاض الدین حسن صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس رہتک کا نوجوان بیٹا احمد ہارون بدگام جو فوجی ٹریننگ کے لئے مقیم تھا موٹر کار کے حادثہ میں وفات پاگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمیں اس صدمہ میں جناب محمد ریاض الدین حسن صاحب اور ان کے جملہ پسماندگان سے گہری ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار ارگن

پیغام صلح

ایڈیٹر۔ ایس ۔ محمد آصف ۔ بی اے ۔ جائنٹ ایڈیٹر۔ شیخ محمد انعام الحق

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددین کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۳۳ | لاہور ۔ یوم چہارشنبہ ۔ مؤرخہ یکم ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ ۔ ۷ نومبر ۱۹۴۵ء | نمبر ۸۵

اس آیت میں مسلمانوں کا امتحان ہے

خدا اور رسول کی محبت کا صحیح مفہوم

حضرت مرزا صاحب اور جہاد بالقرآن

جلسہ سالانہ میں جماعت کا ہر فرد شامل ہو

اس جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جماعت کی بہتری اور ترقی کیلئے بنیاد رکھی جائے گی

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ۔ لاہور مؤرخہ ۲ رنومبر ۱۹۴۵ء

قل ان کان اٰبآؤکم وابنآؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال ن اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومسٰکن ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا حتیٰ یاتی اللہ بامرہ واللہ لا یھدی القوم الفسقین۔ (التوبۃ)

عہد شکنی کرنیوالوں کو سزا یہ آیت تفسیر ہے اس آیت کی جو میں نے گذشتہ خطبہ جمعہ میں پڑھی تھی والذین اٰمنوا اشد حبا للہ ۔ قرآن مجید کو اگر تدبر سے پڑھا جائے تو اس کا بہت بڑا حصہ خود دوسرے مقامات قرآنی سے ہی حل ہو جاتا ہے ۔ اگر اس آیت پر بھی غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ایک طرف اگر یہ آیت تفسیر ہے ان الفاظ کی والذین اٰمنوا اشد حبا للہ تو دوسری طرف اس آیت میں ہر مسلمان کے لئے ایک امتحان بھی ہے اور امتحان بھی بڑا زبردست ہے جس کے نتیجہ میں یہ فرمایا کہ جو لوگ اس امتحان میں ناکام ہونگے وہ انتظار کریں یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ کی سزا ان پر وارد ہو اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا ۔ فاسق کے معنی ہیں عہد شکن نافرمان ۔ مسلمانوں کے ساتھ بحیثیت قوم کے اللہ تعالےٰ کے بڑے بڑے وعدے ہیں اور وہ وعدے پورے ہوتے رہے جب تک کہ مسلمان اس عہد پر قائم رہے جو انہوں نے اللہ تعالےٰ کے ساتھ کیا تھا ۔ یہ خدا کا قانون ہے ، یہود کو بھی مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے واوفوا بعھدی اوف بعھدکم ۔ تم میرے عہد کو پورا کرو میں تمہارے عہد کو پورا کرونگا مسلمانوں کو بھی ان الفاظ میں خطاب کرکے یہی فرمایا کہ اگر تم اس عہد پر قائم رہو جو تم نے ایمان لا کر کیا ہے کہ تمہارے دل کے مرکز پر خدا کی محبت کا تسلط ہوا اور باقی تمام محبتیں اس کے ماتحت ہوں تو ہم بھی تمہیں ہدایت کی منزل مقصود تک پہنچائیں گے اور تمہاری رہنمائی کریں گے یہاں تک کہ تم دنیا کے رہنما بن جاؤ اور اگر تم اس عہد پر قائم نہ رہو تو خدا بھی اپنے عہد کو پورا نہیں کرے گا بلکہ اپنی سزا تم پر وارد کرے گا کیونکہ عہد شکنوں کے ساتھ کوئی اپنے عہد کو پورا نہیں کرتا اگر خدا کے ساتھ عہد شکنی کی جائے گی تو خدا بھی اپنے عہد کو کس طرح پورا کرے گا ۔

اس آیت میں محبوب چیزوں کا ذکر اس آیت میں پہلے ان چیزوں کا ذکر کیا ہے جو انسان کو محبوب ہیں اور ہونی چاہئیں کیونکہ ان کی محبت انسان کے دل میں فطری طور پر ہے ۔ یہ چیزیں کیا ہیں اٰبآؤکم تمہارے ماں باپ ابنآؤکم تمہارے بیٹے اور تمہاری بیٹیاں ، اخوانکم تمہارے بھائی اور تمہاری بہنیں ازواجکم تمہاری بیویاں یا تمہارے شوہر ۔ یہ سب ان الفاظ کے مفہوم کے اندر آجاتے ہیں ۔ وعشیرتکم اور تمہارا قبیلہ اور تمہاری قوم ۔ ان چیزوں کے ساتھ انسان کی محبت فطری ہے اور ہونی چاہئے ماں باپ کے ساتھ محبت اور ان کیساتھ احسان اس کا حکم تو صراحت کے ساتھ قرآن مجید میں آیا ہے ۔ بیٹوں اور بیٹیوں کے ساتھ بھی انسان کو فطری محبت ہوتی ہے ایک چھوٹے سے چھوٹا جانور بھی اس محبت میں انسان کا شریک ہے وہ بھی اپنے بچوں کے ساتھ محبت کرتا ہے ۔ بھائیوں کی آپس میں محبت بھی فطری بات ہے ۔ میاں بیوی کی محبت کو بھی خدا تعالےٰ نے پیدا کیا ہے ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ ۔ تمہارے لئے تمہارے نفسوں سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے تسکین پاؤ اور تمہارے درمیان محبت اور رحم قائم کیا ۔ یہ تمام محبتیں تعریف کے قابل ہیں ، ان تمام محبتوں کو مختصر الفاظ میں یوں کہنا چاہیئے انسان کی اپنے گھر کے ساتھ محبت کا گھر کے اندر جتنی چیزیں آتی ہیں جن سے انسان محبت کرتا ہے ان کو اس آیت میں گنا دیا ہے گھر کے اندر ماں باپ بیٹے بیٹیاں بہن بھائی ، خاوند اور بیوی بھی آجاتے ہیں ، پھر گھر کی پشت پناہ ، قبیلہ اور قوم ہے پھر کچھ اور چیزیں ہیں ان کا تعلق بھی گھر سے ہے واموال وہ مال جو تم کماتے ہو ۔ مال کی محبت بھی انسان کے قلب کے اندر ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ تمہاری زندگی مال سے قائم ہے ۔ تجارۃ تخشون کسادھا تجارت جس کے مندا پڑجانے سے تم ڈرتے ہو ۔ تجارت کے اندر وہ تمام کاروبار شامل ہے جس سے انسان اپنی روزی کماتا ہے مسٰکن ترضونھا وہ مکان جو تمہیں اچھے لگتے ہیں ۔ تو یہ سب چیزیں وہ ہیں جن کے ساتھ انسان کو فطری طور پر محبت ہے ۔

ان چیزوں کی اعتدال سے بڑھی ہوئی محبت مگر بعض وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان محبتوں کا ایک دوسرے کے ساتھ تصادم ہو جاتا ہے ۔ مال کی محبت جب اعتدال سے بڑھ جائے تو یہ باپ کو بیٹے کا اور بیٹے کو باپ کا اور بھائی کو بھائی کا دشمن بنا دیتی ہے ۔ دیکھ لو کہ کس قدر یہ جھگڑے اور تنازعات اور حقیقت صرف اس مال کی حد سے بڑھی ہوئی محبت کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں ۔ فلاں مال میرے قبضہ میں ہو اور فلاں مال میرے بھائی اور باپ کے قبضہ میں نہ ہو یہ مال کی محبت ماں باپ اور بھائیوں کی محبت کو بھی پامال کر دیتی ہے ۔

خدا اور رسول سے محبت کے معنی ان محبتوں کے علاوہ ایک اور محبت بھی ہے یعنی اللہ کی محبت اگر اس محبت کا ان محبتوں سے تصادم ہو جائے تو خدا کی محبت پر ان چیزوں کو قربان کر دو اور اگر خدا کی محبت کو ان چیزوں پر قربان کر دو گے تو خدا کی سزا تم پر وارد ہوگی ــــ خدا اور رسول کی محبت کا مطلب کیا ہے ؟ منہ سے کہنے کو تو جس سے پوچھو یہی دعوےٰ ہوتا ہے کہ اس کے دل میں خدا اور رسول کی محبت بہت زیادہ ہے مگر یہ آیت امتحان کی آیت ہے اس امتحان سے پتہ چل جاتا ہے کہ کس شخص کے دل میں درحقیقت خدا اور رسول کی محبت ہے فرماتا ہے احب الیکم من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ اگر یہ چیزیں تمہارے نزدیک اللہ اور اللہ کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں ۔ یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کا کس طرح پتہ لگے ؟ کیا صرف منہ کے لفظوں سے اللہ اور رسول کی محبت معلوم ہوسکتی ہے ؟ بہتیرے لوگ ہوتے ہیں ان کے مونہوں پر تو بڑے بڑے پاک فقرات ہوتے ہیں مگر دلوں میں گند ہوتا ہے ۔ اس لئے فرمایا کہ اگر تم نے یہ کہنا ہو کہ واقعی خدا اور رسول کے

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیر محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا ۔

ساتھ ان چیزوں سے بڑھ کر محبت ہے تو جہاں اللہ کی راہ میں جہاد کا موقعہ آئے تو اس وقت اس محبت کو پرکھ کر دیکھو اگر اس وقت تم نے جہاد کے مقابلہ پر دوسری چیزوں کی محبت کو ترجیح دی تو تم خدا کے عہد پر قائم نہیں رہے دراصل وجہاد فی سبیلہ کی واؤ ایک تغیری رنگ اپنے اندر رکھتی ہے۔ اللہ اور رسول کی محبت زبان سے محض ایک دعوے ہے عمل کا وقت جہاد میں آتا ہے۔ جب تک مسلمان اس عہد پر کاربند رہے تو اس وقت ان کا قدم آگے اٹھتا چلا گیا لیکن جب انھوں نے اس عہد کو فراموش کر دیا تو وہ دنیا کی ذلیل قوم ہو گئے وہ اپنی پہلی حالت پر اس لئے قائم نہ رہے کیونکہ انھوں نے اس اصول پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔

حضرت ابوبکرؓ کا ایک جملہ

حضرت ابوبکرؓ کو جب خلیفہ مقرر کیا گیا تو اس وقت آپ نے چند جملے کہے جو نہایت ہی قیمتی اصول قوم کی زندگی کے ہیں ان میں سے ایک جملہ ہے جس قوم نے جہاد ترک کر دیا اسکو خدا ذلیل کر دے گا لیکن اب مسلمانوں کو جہاد سے چھٹکارا حاصل کرنے کا ایک آسان طریقہ مل گیا ہے ایک مترجم قرآن نے اپنے ترجمہ کے حاشیہ پر لکھ دیا کہ یہ حکم ابتدائی زمانہ کے مسلمانوں کے لئے تھا ہمارے لئے نہیں یعنی خدا کے راستہ میں جہاد کرتے ہوئے ماں باپ بہن بھائی بیٹے اور بیویوں کی محبت کو خدا پر قربان کرنا یہ حکم ہمارے لئے ہے ہی نہیں مسلمانوں کی موجودہ حالت کو دیکھ کر وہ اس اصول کو قابل عمل ہی نہیں سمجھتا اسکو کیوں ایسا نظر آیا؟ اس لئے کہ جہاد بالسیف ویسے نہ رہا دنیا میں جہاد بالسیف کے لئے حالات موجود نہیں ہیں اور جہاد بالقرآن کو مسلمانوں نے بالکل ترک کر دیا ہے یہاں تک کہ اس جہاد کا نام تک نہیں لیتے۔

حضرت مرزا صاحب اور جہاد

کبھی کبھی تم نے بڑے بڑے مسلمانوں کو بڑے بڑے عقلمند آدمی بھی کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے جہاد کو منسوخ کر دیا حالانکہ منسوخ ان لوگوں نے خود کیا ہے۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ جہاد بالسیف کی وجوہ اس زمانہ میں معدوم ہیں لاشک ان وجوہ الجھاد معدومۃ فی ھذا الزمن وھذہ البلاد (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ) اور تمام روئے زمین کے مسلمان بھی اسی بات کے قائل ہیں کہ جہاد بالسیف اس وقت نہیں ہو سکتا اور جہاد بالسیف عملاً متروک ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے تو جہاد کو مروج کیا اور اس بات کی طرف رہنمائی کی کہ گو جہاد بالسیف کی شرائط اس وقت نہیں پائی جاتیں مگر جہاد بالقرآن جو اس سے بھی بڑا جہاد ہے اور ہر زمانہ کے لئے ہے اس میں . . . . لگ جانا چاہیئے۔

ہم کو یہ روشنی حضرت مرزا صاحب نے دی

اس ضمن میں ہمیں اپنی حالت پر بھی غور کرنا چاہیئے صحیح بات یہ ہے کہ قرآن سے اگر کوئی فائدہ اٹھانا ہے تو ہمیں اسکو اپنے اوپر وارد کرنا چاہیئے دوسروں پر اسکا وارد کرنا بڑا آسان ہے اپنے اوپر اس کا وارد کرنا مشکل ہے تم نے اگر قرآن مجید سے فائدہ اٹھانا ہے تو اسکو اپنے اوپر وارد کرو اور یہ سوچو کہ کیا ہم اس آیت کے امتحان میں کامیاب ہیں۔ ہم نے جہاد بالقرآن کو قبول کیا اور یہ روشنی ہم کو حضرت مرزا صاحب نے عنایت فرمائی، آپ نے اس روشنی سے بڑی بڑی مشکلات کو حل کر دیا اور منجملہ ان باتوں کے ایک بات یہ ہے کہ اصل جہاد جہاد بالقرآن ہے، اور جہاد بالسیف خاص حالات اور وجوہ سے مشروط ہے جہاد بالقرآن ہمیشہ رہے گا۔ جہاد بالقرآن صرف اتنا نہیں کہ صرف قرآن کو لوگوں تک پہنچا دیا جائے بلکہ دوسروں کے دلوں تک پہنچانا بھی جہاد بالقرآن ہے یعنی خود مسلمانوں کے دلوں تک قرآن مجید کو پہنچانے کے لئے بھی آج ایک جہاد کی ضرورت ہے، ہم پر امام وقت کا احسان ہے کہ آپ نے ہم کو یہ روشنی دی اب دیکھنے والی بات یہ ہے کہ ہم اس روشنی کو دوسروں تک پہنچاتے ہیں یا نہیں ایک قوم جس کو روشنی ملی اور وہ جہاد بالقرآن کے لئے قدم نہیں اٹھاتی اس کی نسبت وہ قوم زیادہ مورد الزام ہے جس کو روشنی ملی اور پھر وہ کوئی قدم نہیں اٹھاتی۔

غور کیجئے

ہم اس بات پر غور کیجئے اور اس کے نتیجہ کے متعلق بھی سوچیئے کہ آیا کبھی ہمارے اوقات کے اندر وہ وقت بھی آتا ہے کہ ہم غور کریں کہ کس طرح قرآن مجید کو لوگوں کے کانوں یا ان کے دلوں تک پہنچایا جائے یا ہر وقت ہمیں دنیا کی ہی فکر ہے کہ کس طرح ہم دنیا میں ترقی کریں اور کس طرح ہماری تجارت ترقی کرے۔ آیا دن رات یہ باتیں ہمارے دماغوں میں رہتی ہیں یا کسی وقت یہ بھی خیال آتا ہے کہ قرآن کس طرح دنیا تک پہنچے اگر ہمارا انہماک دنیا کے کاروبار میں ہی ہے تو جہاد فی سبیل اللہ عملاً ہمارے نزدیک بھی دوسری چیزوں سے زیادہ محبوب ہے اس بات پر سوچو اور غور کرو کہ ہم جہاد بالقرآن کو اپنی زندگیوں میں کیا مرتبہ دیتے ہیں

مالی جہاد کا حکم

دوسری بات یہ ہے کہ قرآن مجید میں جہاں جہاد کا ذکر ہے وہاں جانوں کے ساتھ جہاد کرنے کے علاوہ مالوں کے ساتھ جہاد کرنے کا بھی حکم ہے مثلاً فرماتا ہے۔ انما المومنون الذین اٰمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ مومن صرف وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں پھر کچھ شک نہیں کرتے اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ مالی جہاد کو اس لئے حضرت امام وقت نے بھی اتنا مرتبہ دیا کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص تین ماہ تک چندہ ادا نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ مالی جہاد کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔

خدا کے راستہ میں مالی جہاد سے گریز کرنے والے

افسوس کا مقام ہے کہ ہماری جماعت کی بھی توجہ ابھی پوری طرح اس طرف نہیں، لاہور کی مقامی جماعت کی ایک فہرست میرے سامنے آئی جس میں ۱۷۲ نام تھے جن میں سے ۵۰ کے قریب ایسے نام تھے جن کے سامنے لکھا ہوا تھا کہ چندہ نہیں دیتے یعنی خدا کے راستہ میں مال خرچ کرنا نہیں چاہتے کبھی یہ بھی سوال ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کو حضرت صاحب نے اپنی جماعت کے فرد قرار نہیں دیا ہم ان کو جماعت سے الگ کیوں نہیں کرتے۔ مگر ہم نے ان لوگوں کو کیا خارج کرنا ہے یہ لوگ حضرت امام وقت کے ارشاد کے بموجب خود بخود جماعت سے باہر نکل گئے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مجاہدین کی جماعت تیار کی تھی ورنہ بیکار لوگ تو پہلے بھی بہت تھے جو شخص خدا کے راستہ میں جہاد نہیں کرتا وہ مجاہدین کی جماعت میں کس طرح رہ سکتا ہے حضرت مسیح موعودؑ نے جو جماعت بنائی مالی جہاد کرنا اس کا پہلا فرض ہے لیکن افسوس ہے کہ لوگ خدا کے راستہ میں اس طرح مال خرچ نہیں کرتے جس طرح وہ اپنی باقی ضروریات کے لئے خرچ کرتے ہیں ہر ایک شخص کو اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور مل جاتا ہے لیکن بعض لوگ خدا کے راستہ میں خرچ کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ یہ بھی خوب یاد رکھو کہ جہاد کبھی فرد واحد کا نہیں ہوتا جہاد قوم کا ہوتا ہے وہ ایک نظام اور امام کے ماتحت ہوتا ہے۔ فرداً فرداً کوئی خیرات کرتا ہے تو اس میں شک نہیں کہ یہ بھی اچھا نیکی کا کام ہے لیکن جہاد اسی وقت ہو گا جب قوم کے ساتھ مل کر ایک امام اور نظام کے ماتحت خدا کے کلام کو دنیا میں پہنچایا جائے گا خدا کے دین کو دنیا میں پھیلایا جائے گا۔

اس آیت میں امتحان

میں اس وقت صرف یہ بات کہہ رہا ہوں کہ اس آیت میں اللہ تعالے نے ایک امتحان رکھا ہے کہ اگر تمہارے والدین، تمہاری اولاد اور تمہارے بہن بھائی اور تمہارا قبیلہ اور مال جو تم کماتے ہو اور تجارت اور مکان جن کو تم پسند کرتے ہو تمہارے نزدیک اللہ اور اس کے رسول کے رستے میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں ان کے لئے تو تم خرچ کرتے ہو مگر خدا کے دین کو دنیا میں پہنچانے کے لئے خرچ نہیں کرتے تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ کی سزا تم پر وارد ہو جائے اور تمہارے ساتھ فاسقوں والا معاملہ کیا جائے۔ ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ کیا ہم اس امتحان میں کامیاب ہیں اور کیا ہم اس معیار پر پورے اترتے ہیں؟ تو ہمیں نہیں چاہیئے کہ ہم مردے ہو کر زندہ کہلائیں یہ بڑا ظلم ہے میرا یہ فرض ہے کہ حق بات آپ کو پہنچا دوں میری طاقت یہ نہیں کہ آپ کے دلوں کے اندر بھی اس بات کو داخل کر دوں یہ خدا کا کام ہے۔

جلسہ سالانہ میں شمولیت ایک جہاد ہے

پھر جیسا کہ میں نے ابھی ابھی بتایا جہاد جان اور مال دونوں سے ہوتا ہے ہر شخص کو اپنی زندگی میں اپنی جان کے ساتھ بھی جہاد کے کئی موقعے ملتے رہتے ہیں ان مواقع میں سے ایک موقع ہمارا جلسہ سالانہ بھی ہے اور میں سمجھتا ہوں۔ سالانہ جلسہ میں شامل ہونا جہاد بالنفس آجاتا ہے کیونکہ اس میں جہاں کچھ مال خرچ کرنا پڑتا ہے وہاں کچھ تکلیف جسمانی بھی اٹھانی پڑتی ہے، جو لوگ لاہور میں رہتے ہیں ان لوگوں کے مقابلہ میں ان کی تکلیف بہت کم ہے جو دور سے آتے ہیں میں اپنے تمام دوستوں کو جہاں کہیں بھی وہ ہیں یہ سنانا چاہتا ہوں کہ سالانہ جلسہ میں شمولیت جہاد بالنفس کا ایک سامان ہے جہاد بالنفس صرف جان کی قربانی تک محدود نہیں بلکہ ہر قدم جو خدا کے دین کی ترقی کے لئے اٹھایا جائے وہ جہاد بالنفس ہے اور جلسہ سالانہ میں شمولیت یقیناً خدا کے دین کو قوت پہنچانے والی چیز ہے اس لئے یہ بھی جہاد بالنفس میں شامل ہے . . . . میں اپنے تمام دوستوں کو کہنا چاہتا ہوں کہ وہ اس جلسہ سالانہ کی شمولیت کو معمولی چیز نہ سمجھیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے بہت اہمیت دی ہے اور اسے جہاد بالنفس میں رکھا ہے آپ نے جلسہ سالانہ کے مقاصد میں اس بات کو رکھا ہے کہ یورپ اور امریکہ میں تبلیغ کے وسائل سوچے جائیں اور وہاں کے نو مسلموں کی ہمدردی کے وسائل سوچے جائیں اس لئے اس جلسہ سالانہ میں شمولیت ایک جہاد ہے

جلسہ سالانہ پر جماعت کی ترقی کی بنیاد

میں اپنے تمام دوستوں کو یہ بھی سنا دینا چاہتا ہوں کہ اگر خدا چاہے تو اس سال کا جلسہ بڑے اہم نتائج پیدا کرنے والا ہو گا کیونکہ اس جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جماعت کی بہتری اور ترقی کے لئے بنیاد رکھی جائے گی گذشتہ دو سال سے خدا نے ہمیں لگاتار نہایت عجیب بنیادیں رکھنے کی توفیق عطا فرمائی ہے جو دنیا میں بالکل ایک نرالی چیز ہے سنہ ۱۹۴۳ء میں خدا تعالیٰ نے ہمیں توفیق دی کہ ہم قرآن مجید کے تراجم دنیا میں پہنچانے کے لئے بنیاد رکھیں اور یہ ایک ایسی بنیاد تھی جس کی مثال دوسری جگہ نہیں ملتی۔ سنہ ۱۹۴۴ء کے جلسہ سالانہ

(باقی بر صفحہ ۔۔)

پیغامِ صلح

جلد ۳۳ | یوم چہارشنبہ مورخہ یکم ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ | نمبر ۴۵

خلیفہ صاحب کو ایک حالت پر قرار نہیں

خلیفہ صاحب اور انکے مرید مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں

الفضل مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۴۵ء میں خلیفہ صاحب قادیان کی طرف سے تکفیر المسلمین کے متعلق ہماری جماعت کے ایک بزرگ کے استفسار پر یہ جواب شائع کیا گیا تھا:-

"یہ بالکل غلط ہے کہ میں نے سارے مسلمانوں کو کافر کہا میں نے اپنی عمر بھر میں کسی ایک مسلمان کو بھی کافر نہیں کہا وہ بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں میں بھی انہیں مسلمان کہتا ہوں سوال تو حقیقت اسلام کے پائے جانے کا ہے سو اس بارہ میں اکثر غیر احمدیوں سے میں نے سنا ہے کہ اب مسلمانوں میں حقیقت اسلام باقی نہیں رہی اور غالباً آپ لوگ بھی یہی کہتے ہیں"

خلیفہ صاحب کے اس بیان کے متعلق پیغام صلح مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۴۵ء میں "معرکہ حق و باطل" کے عنوان سے ایک مقالہ افتتاحیہ لکھا گیا جس میں ہم نے یہ ثابت کیا تھا کہ خلیفہ صاحب کے اس مذکورہ بالا بیان اور گذشتہ بیانات میں تناقض اور بعد المشرقین ہے ہم نے گذشتہ بیانات تفصیل کے ساتھ درج کر دیئے تھے جن میں خلیفہ صاحب نے کہا ہے:- "چونکہ شریعت کی بنا ظاہر پر ہے اس لئے ہم ان کو (غیر احمدیوں کو۔ ناقل) کافر کہیں گے" (تشحیذ الاذہان ۱۹۱۱ء)

"ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں" (انوار خلافت صفحہ ۹۰)

"...... کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں میں تسلیم کرتا ہوں میرے یہ عقاید ہیں"۔ (آئینہ صداقت صفحہ ۳۵)

ان بیانات کے ہوتے ہوئے خلیفہ صاحب کا یہ کہنا "یہ بالکل غلط ہے کہ میں نے سارے مسلمانوں کو کافر کہا میں نے اپنی عمر بھر میں کسی ایک مسلمان کو بھی کافر نہیں کہا ......" انتہا درجہ کی غلط بیانی اور جھوٹ ہے وہ اپنے پہلے مسلک سے صاف گریز کر رہے ہیں اور اس گریز کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ خلیفہ صاحب نے اندازہ کر لیا ہے کہ ہندوستان کے موجودہ سیاسی حالات اور مسلم لیگ کے عروج کی وجہ سے یہ فاسد عقیدہ پنپ نہیں سکتا اور دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور نے دلائل سے اس فاسد عقیدہ کے پرخچے اڑا دیتے ہیں لہٰذا اس معرکہ حق و باطل میں حق کو فتح ہوئی اور باطل کو شکست ہوئی۔ اسلئے خلیفہ صاحب کو صریح غلط بیانی کرتے ہوئے اس عقیدہ کو ترک کرنا پڑا لیکن ہمارے اس مقالہ سے خلیفہ صاحب کی رگ تکفیر پھر پھڑک اٹھی اور انھوں نے ۱۲ اکتوبر کو ایک خطبہ جمعہ دیا جو الفضل مورخہ ۲۰ اکتوبر میں شائع ہوا ہے اس میں آپنے مسئلہ کفر و اسلام پر روشنی ڈالتے ہوئے اپنا اور اپنے مریدوں کا یہ عقیدہ بتایا ہے:-

"وہ (یعنی جماعت احمدیہ لاہور) حضرت مسیح موعود کے نہ ماننے والوں کو مسلمان سمجھتے ہیں اور ہم لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نہ ماننے والوں کو کافر سمجھتے ہیں"۔ ہمیں نہایت افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ جناب میاں صاحب کا کوئی اصول نہیں ۱۴ ستمبر کے الفضل میں فرماتے ہیں کہ یہ بالکل غلط ہے کہ میں نے سارے مسلمانوں کو کافر کہا میں نے اپنی عمر بھر میں کسی مسلمان کو کافر نہیں کہا لیکن قریباً اس کے ایک ماہ بعد یعنی ۲۰ اکتوبر کے الفضل میں انکی طرف سے یہ بات شائع ہوتی ہے کہ ہم میں اور لاہور والوں میں فرق یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو مسلمان کہتے ہیں اور ہم انہیں کافر کہتے ہیں۔ آخر خلیفہ صاحب کو کسی بات پر قرار بھی ہے یا نہیں۔ ان کا کوئی مذہب بھی ہے یا نہیں ان کا کوئی مسلک بھی ہے یا نہیں اور اس بیسویں صدی کے مصلح موعود کا اپنا بھی کوئی اصول ہے یا نہیں، خلیفہ صاحب ایک مذہبی لیڈر ہیں ہر شخص ان کا محاسبہ کر سکتا ہے کیا جماعت قادیان میں کوئی مرد حق پرست موجود نہیں جو ان سے یہ دریافت کرے کہ اس تناقض اور تضاد کے کیا معنی ہیں؟ خلیفہ صاحب کے مریدوں میں بصیرت کا فقدان تو تھا ہی لیکن کیا اب ان لوگوں کی آنکھوں سے بصارت بھی گر گئی:

جماعت احمدیہ لاہور کے بزرگوں کو سامری کہنے والے ذہین اور قابل رحم قادیانی اشخاص کو ہم توجہ دلاتے ہیں کہ ذرا جماعت احمدیہ کی تاریخ پر غور کریں حقائق کا جائزہ لیں کہ وہ کون شخص ہے جس نے مامور من اللہ کی تعلیم کو مسخ کیا اور بجائے اصول پرستی کے خاندان پرستی اور پیر پرستی کی تعلیم دی اور کس شخص نے حضرت مسیح موعود کی روحانی اقدار اور کردار کو چھوڑ کر دنیوی نظام کا گوسالہ بنایا، خلیفہ صاحب کے اس بے اصولے پن میں جماعت قادیان کے لئے لمحۂ فکریہ ہے کاش کہ وہ غور کریں۔

مرکزی مسجد میں جلسۂ خواتین

سالانہ دستکاری کے لئے اپیل

۱۹ اکتوبر بعد از نماز جمعہ احمدیہ مسجد لاہور کی گیلری میں احمدیہ ینگ وِمن کے زیر اہتمام جلسہ ہوا۔ سب سے پہلے محترمہ بن سید نعیم صاحبہ نے تلاوت قرآن مجید کی۔ بیگم سلیم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے نہایت بصیرت افروز تقریر کی اور قرون اولیٰ کی عورتوں کو جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہوا ہے اپنے فرض کی طرف متوجہ کیا۔ اور بتایا کہ قرون اولیٰ میں مسلمان عورتیں بڑی عالم فاضل گذری ہیں اور انھوں نے اپنے مردوں کی ہر رنگ میں مدد کی۔ ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم قرآن مجید کا ترجمہ سیکھیں دینی علم حاصل کریں اور اپنے بچوں کو اس رنگ میں رنگین کریں۔

پھر بیگم صاحبہ موصوفہ نے عورتوں کو تحریک دستکاری کی طرف متوجہ کیا اور وعدہ لیا کہ ہر ایک بہن اور بچی جو دستکاری بنا سکتی ہے وہ ضرور جلسہ سالانہ کے لئے کچھ نہ کچھ دستکاری بنا کر دیں۔ محترمہ بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ ..... ہم خدا کے لئے دستکاری بنائیں ..... یہ احساس کہ ہم محض خدا کی رضا کے لئے بنا رہے ہیں بڑی وقعت رکھتا ہے۔ نیز دستکاری بنا کر ہم صرف مردوں کی کمائی سے ہی خرچ نہیں کرتے بلکہ ہماری محنت بھی اس میں شامل ہوتی ہے آخر پر بیگم صاحبہ ملک کرم الٰہی صاحب نے تقریر کی۔ انھوں نے قرآن مجید کی پہلی سورت سے تلاوت فرما کر نہایت پرجوش تقریر کی اور فرمایا کہ یہی پاک کلام سرچشمہ ہدایت ہے۔ اسکو سیکھنے اور پھیلانے کی ہر آن کوشش چاہیئے۔ محترمہ مذکورہ نے فرمایا کہ جہاں اس آیت کے شروع میں یہ ذکر ہے کہ متقیوں کے لئے ہدایت ہے اور ان لوگوں کے لئے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں وہاں آگے چل کر فرمایا اور ایسے لوگوں کے لئے بھی ہدایت ہے جو خرچ کرتے ہیں ہر چیز کو جو خدا نے ان کو دی ہے۔ محترمہ نے بتایا کہ ہم دستکاری بنا کے لوٹتے اپنے ہاتھ پاؤں آنکھیں دل و دماغ یعنی خدا کی عطا کردہ کئی نعمتوں کو خرچ کرتے ہیں کہ اگر ان سے ایک چیز بھی چھن جائے تو لاکھوں روپے سے نہیں مل سکتی۔ غرض کہ ہم میں سے ہر ایک بہن اور بچی کو ضرور دستکاری بنا کر دینی چاہیئے تاکہ خدا کے حکم کی فرمانبرداری کرکے اس کی رضا کو حاصل کریں جو انسان کا مقصد زندگی ہے۔

نوٹ:۔ تمام بہنوں کو خوشخبری دیتی ہوں کہ ہماری احمدیہ مسجد کی گیلری میں قرآن مجید کے لفظی ترجمہ اور تفسیر کے سیکھنے کا عرصہ سے انتظام ہو چکا ہوا ہے۔ یعنی محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری پس پردہ یہ کام نہایت اعلیٰ طریق سے سرانجام دیتے ہیں۔ ہر روز ساڑھے تین بجے وہ لڑکیوں اور عورتوں کو یہ درس دیتے ہیں سب بہنوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے اور لڑکیوں کو تو ضرور اس میں شریک کرنا چاہیئے۔ نیز ہر منگل کو شام کے آٹھ بجے شیخ صاحب موصوف کا عورتوں میں پس پردہ وعظ ہوتا ہے، اس میں بھی عورتوں کو ضرور شریک ہونا چاہیئے کہ یہ سلسلہ عورتوں میں دینی علم اور واقفیت بڑھانے اور دینی جذبہ پیدا کرنے کے لئے بہت مفید ہے۔ سوائے ان کے جو دوری کی وجہ سے یا کسی خاص مجبوری کی وجہ سے نہ آ سکیں باقی سب کو اس میں شریک ہونا چاہیئے۔

راقمہ

اہلیہ محمد عبداللہ۔ سکرٹری ینگ وِمن ایسوسی ایشن لاہور

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

چپڑاسی چار ہزار روپیہ لیکر بھاگ گیا جماعت کے تمام حلقوں میں یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ سنی جائیگی کہ مورخہ ۳۰ اکتوبر کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ایک چپڑاسی شیخ فرید جو ریاست امب ضلع ہزارہ کا رہنے والا تھا انجمن کا مبلغ چار ہزار روپیہ لیکر فرار ہو گیا پولیس سرگرمی سے تفتیش میں مصروف ہے۔

درخواستہائے دعا

— جناب عبدالباقی صاحب کوہاٹ سے تحریر فرماتے ہیں:-

"ہمارے سلسلے کے ایک دیرینہ خادم سید سکندر شاہ صاحب المعروف بہ بادشاہ صاحب ایک عرصہ سے بیمار ہیں ان کو ضیق النفس وغیرہ کی تکلیف ہے۔ بڑھاپے کی وجہ سے کمزوری بھی ہے۔ تکلیف روز بروز بڑھتی ہی جا رہی ہے حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر احباب سلسلہ سے درخواست دعا کرتے ہیں"

— ہمارے دوست عبدالعزیز خان صاحب ... چھاؤنی ... [illegible]

پیغام صلح

جلد ۳۳ | یوم چہارشنبہ مورخہ یکم ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ | نمبر ۴۵

خلیفہ صاحب کو ایک حالت پر قرار نہیں

خلیفہ صاحب اور انکے مرید مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں

الفضل مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۴۵ء میں خلیفہ صاحب قادیان کی طرف سے مکفر المسلمین کے متعلق ہماری جماعت کے ایک بزرگ کے استفسار پر یہ جواب شائع کیا گیا تھا :-

" یہ بالکل غلط ہے کہ میں نے سارے مسلمانوں کو کافر کہا میں نے اپنی عمر بھر میں کسی ایک مسلمان کو بھی کافر نہیں کہا وہ بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں میں بھی انہیں مسلمان کہتا ہوں سوال تو حقیقت اسلام کے پائے جانے کا ہے سو اس بارہ میں اکثر غیر احمدیوں سے میں نے سنا ہے کہ اب مسلمانوں میں حقیقت اسلام باقی نہیں رہی اور غالباً آپ لوگ بھی یہی کہتے ہیں"

خلیفہ صاحب کے اس بیان کے متعلق پیغام صلح مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۴۵ء میں "معرکۂ حق و باطل" کے عنوان سے ایک مقالہ افتتاحیہ لکھا گیا جس میں ہم نے یہ ثابت کیا تھا کہ خلیفہ صاحب کے اس مذکورہ بالا بیان اور گذشتہ بیانات میں تناقض اور بعد المشرقین ہے ہم نے گذشتہ بیانات تفصیل کے ساتھ درج کر دیئے تھے جن میں خلیفہ صاحب نے کہا ہے :" چونکہ شریعت کی بناء ظاہر پر ہے اس لئے ہم ان کو (غیر احمدیوں کو ۔ ناقل) کافر کہیں گے" (تشحیذ الاذہان ۱۹۱۱ء)

" ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں" (انوار خلافت صفحہ ۹۰)

" .... کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں میں تسلیم کرتا ہوں میرے یہ عقاید ہیں" (آئینہ صداقت صفحہ ۳۵)

ان بیانات کے ہوتے ہوئے خلیفہ صاحب کا یہ کہنا "یہ بالکل غلط ہے کہ میں نے سارے مسلمانوں کو کافر کہا میں نے اپنی عمر بھر میں کسی ایک مسلمان کو بھی کافر نہیں کہا ......" انتہا درجہ کی غلط بیانی اور جھوٹ ہے وہ اپنے پہلے مسلک سے صاف گریز کر رہے ہیں اور اس گریز کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ خلیفہ صاحب نے اندازہ کر لیا ہے کہ ہندوستان کے موجودہ سیاسی حالات اور مسلم لیگ کے عروج کی وجہ سے یہ فاسد عقیدہ پنپ نہیں سکتا اور دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور نے دلائل سے اس فاسد عقیدہ کے پرخچے اڑا دیئے ہیں اور اس معرکۂ حق و باطل میں حق کو فتح ہوئی اور باطل کو شکست ہوئی۔ اسلئے خلیفہ صاحب کو صریح غلط بیانی کرتے ہوئے اس عقیدہ کو ترک کرنا پڑا لیکن ہمارے اس مقالہ سے خلیفہ صاحب کی رگ تکفیر پھر پھڑک اٹھی اور انھوں نے ۱۹ اکتوبر کو ایک خطبہ جمعہ دیا جو الفضل مورخہ ۲۰ اکتوبر میں شائع ہوا ہے اس میں آپنے مسئلہ کفر و اسلام پر روشنی ڈالتے ہوئے اپنا اور اپنے مریدوں کا یہ عقیدہ بتایا ہے :-

" وہ (یعنی جماعت احمدیہ لاہور) حضرت مسیح موعود کے نہ ماننے والوں کو مسلمان سمجھتے ہیں اور ہم لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نہ ماننے والوں کو کافر سمجھتے ہیں" ہمیں نہایت افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ جناب میاں صاحب کا کوئی اصول نہیں ۲۴ ستمبر کے الفضل میں فرماتے ہیں کہ یہ بالکل غلط ہے کہ میں نے سارے مسلمانوں کو کافر کہا میں نے اپنی عمر بھر میں کسی مسلمان کو کافر نہیں کہا لیکن قریباً اس کے ایک ماہ بعد یعنی ۲۰ اکتوبر کے الفضل میں انکی طرف سے یہ بات شائع ہوتی ہے کہ ہم میں اور لاہور والوں میں فرق یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو مسلمان کہتے ہیں اور ہم انہیں کافر کہتے ہیں۔ آخر خلیفہ صاحب کو کسی بات پر قرار بھی ہے یا نہیں۔ ان کا کوئی مذہب بھی ہے یا نہیں ان کا کوئی مسلک بھی ہے یا نہیں اور اس بیسویں صدی کے مصلح موعود کا اپنا بھی کوئی ...... اصول ہے یا نہیں، خلیفہ صاحب ایک مذہبی لیڈر ہیں ہر شخص ان کا محاسبہ کر سکتا ہے کیا جماعت قادیان میں کوئی مرد حق پرست موجود نہیں جو ان سے یہ دریافت کرے کہ اس تناقض اور تضاد کے کیا معنی ہیں؟ خلیفہ صاحب کے مریدوں میں بصیرت کا فقدان تو تھا ہی لیکن کیا اب ان لوگوں کی آنکھوں سے بصارت بھی گر گئی؟ جماعت احمدیہ لاہور کے بزرگوں کو سامری کہنے والے دریدہ دہن اور قابل رحم قادیانی اشخاص کو ہم توجہ دلاتے ہیں کہ ذرا جماعت احمدیہ کی تاریخ پر غور کریں حقائق کا جائزہ لیں کہ وہ کون شخص ہے جس نے مامور من اللہ کی تعلیم کو مسخ کیا اور بجائے اصول پرستی کے خاندان پرستی اور پیر پرستی کی تعلیم دی اور کس شخص نے حضرت مسیح موعود کی روحانی اقدار اور کردار کو چھوڑ کر دنیوی نظام کا گوسالہ بنایا، خلیفہ صاحب کے اس بے اصولے پن میں جماعت قادیان کے لئے لمحۂ فکریہ ہے کاش کہ وہ غور کریں۔

مرکزی مسجد میں جلسۂ خواتین

سالانہ دستکاری کے لئے اپیل

۱۹ اکتوبر بعد از نماز جمعہ احمدیہ مسجد کی گیلری میں احمدیہ لیگ دمن کے زیر اہتمام جلسہ ہوا۔ سب سے پہلے محترمہ بہن سیدہ بیگم صاحبہ نے تلاوت قرآن مجید کی۔ پھر بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے نہایت بصیرت افروز تقریر کی اور آنحضرت عورتوں کو جنھوں نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد کیا ہوا ہے اپنے فرض کی طرف متوجہ کیا۔ اور بتایا کہ قرون اولیٰ میں مسلمان عورتیں بڑی عالمہ فاضلہ گذری ہیں اور انھوں نے اپنے مردوں کی ہر رنگ میں مدد کی ...... ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم قرآن مجید ...... سیکھیں دینی علم حاصل کریں اور اپنے بچوں کو اس رنگ میں رنگین کریں۔

پھر بیگم صاحبہ موصوفہ نے عورتوں کو تحریک دستکاری کی طرف متوجہ کیا اور وعدہ لیا کہ ہر ایک بہن اور بچی جو دستکاری بنا سکتی ہے وہ ضرور جلسہ سالانہ کے لئے کچھ نہ کچھ دستکاری بنا کر دیں۔ محترمہ بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ جو ...... ہم خدا کے لئے دستکاری بنائیں ...... یہ احساس کہ ہم محض خدا کی رضا کے لئے بنا رہے ہیں بڑی وقعت رکھتا ہے۔ نیز دستکاری بنا کر ہم صرف مردوں کی کمائی سے ہی خرچ نہیں کرتے بلکہ ہماری محنت بھی اس میں شامل ہوتی ہے۔ آخر پر بیگم صاحبہ ملک کرم الٰہی صاحب نے تقریر کی۔ انھوں نے قرآن مجید کی پہلی سورت سے تلاوت فرما کر نہایت پرجوش تقریر کی اور فرمایا کہ یہی پاک کلام سرچشمہ ہدایت ہے۔ اسکو سیکھنے اور پھیلانے کی ہر آن کوشش چاہیئے۔ محترمہ مذکورہ نے فرمایا کہ جہاں اس آیت کے شروع میں یہ ذکر ہے کہ متقیوں کے لئے ہدایت ہے اور ان لوگوں کے لئے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں وہاں آگے چل کر فرمایا اور ایسے لوگوں کے لئے بھی ہدایت ہے جو خرچ کرتے ہیں ہر چیز کو جو خدا نے ان کو دی ہے۔ محترمہ نے بتایا کہ ہم دستکاری بناتے ہوئے اپنے ہاتھ پاؤں آنکھیں دل و دماغ یعنی خدا کی عطا کردہ کئی نعمتوں کو خرچ کرتے ہیں کہ اگر ان سے ایک چیز بھی چھن جائے تو لاکھوں روپے سے نہیں مل سکتی۔ غرض کہ ہم میں سے ہر ایک بہن اور بچی کو ضرور دستکاری بنا کر دینی چاہیئے تاکہ خدا کے حکم کی فرمانبرداری کر کے اس کی رضا کو حاصل کریں جو انسان کا مقصد زندگی ہے۔

نوٹ :- تمام بہنوں کو خوشخبری دیتی ہوں کہ ہماری احمدیہ مسجد کی گیلری میں قرآن مجید کے لفظی ترجمہ اور تفسیر کے سیکھنے کا عرصہ سے انتظام ہو چکا ہوا ہے۔ یعنی محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری پس پردہ یہ کام نہایت اعلیٰ طریق سے سر انجام دیتے ہیں۔ ہر روز ساڑھے تین بجے وہ لڑکیوں اور عورتوں کو درس دیتے ہیں سب بہنوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے اور لڑکیوں کو تو ضرور اس میں شریک کرنا چاہیئے۔ نیز ہر منگل کو شام کے آٹھ بجے شیخ صاحب موصوف کا عورتوں میں پس پردہ وعظ ہوتا ہے، اس میں بھی عورتوں کو ضرور شریک ہونا چاہیئے، کہ یہ سلسلہ عورتوں میں دینی علم اور واقفیت بڑھانے اور دینی جذبہ پیدا کرنے کے لئے بحد مفید ہے۔ سوائے ان کے جو دوری کی وجہ سے یا کسی خاص مجبوری کی وجہ سے نہ آ سکیں باقی سب کو اس میں شریک ہونا چاہیئے۔

راقمہ

اہلیہ محمد عبداللہ۔ سکرٹری ینگ

وومن ایسوسی ایشن لاہور

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں

چپڑاسی چار ہزار روپیہ لیکر بھاگ گیا

جماعت کے تمام حلقوں میں یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ سنی جائیگی کہ مورخہ ۱۳ اکتوبر کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ایک چپڑاسی شیخ فرید جو ریاست امب ضلع ہزارہ کا رہنے والا تھا انجمن کا مبلغ چار ہزار روپیہ لیکر فرار ہو گیا پولیس سرگرمی سے تفتیش میں مصروف ہے۔

درخواستہائے دعا

— جناب عبدالباقی صاحب کوہاٹ سے تحریر فرماتے ہیں :-

" ہمارے سلسلہ کے ایک دیرینہ خادم سید سکندر شاہ صاحب المعروف بہ بادشاہ صاحب ایک عرصہ سے بیمار ہیں ان کو تپش وغیرہ کی تکلیف ہے۔ بڑھاپے کی وجہ سے کمزوری بہت ہے۔ تکلیف روز بروز بڑھتی چلی جا رہی ہے حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر احباب سلسلہ سے درخواست دعا کرتے ہیں"

— ہمارے دوست عبدالعزیز خاں صاحب ملتان چھاؤنی سے تحریر فرماتے ہیں "میاں لال دین

سفرِ کشمیر

ملاقاتیں اور تبادلۂ خیالات

(از جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مسلم مشنری لاہوری)

امسال موسم گرما میں میری صحت بالعموم خراب رہی۔ فساد خون کی شکایت تھی۔ اخویم ٹھیکیدار محمد الدین صاحب آف جموں کے مشورہ سے سرینگر کشمیر کا پروگرام بنایا گیا۔

۲۷ر ستمبر۔ رات ساڑھے دس بجے جموں پہنچا۔ سٹیشن پر اخویم شیخ محمد امین صاحب موجود تھے۔ قیام انہی کے دولتکدہ پر ہوا ۲۸ر ستمبر صبح چائے کے وقت چند نوجوان ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ مختلف مسائل پر دلچسپ گفتگو ہوتی رہی۔ دوپہر کے کھانے کے بعد جامعہ احمدیہ میں نماز جمعہ کے لئے پہنچے۔ ہماری اس مسجد میں لاہور کی مسجد کی طرح مستورات کے لئے بھی نماز کا انتظام ہے اور مستورات شریک نماز ہوتی ہیں۔ مجھے خطبہ جمعہ کے واسطے موقعہ دیا گیا۔ ایک گھنٹہ خطبہ ہوا۔ حاضرین و حاضرات کو خوشی ہوئی۔

نماز کے بعد اخویم ٹھیکیدار یعقوب علی صاحب کی عیادت کے لئے ان کے دولتکدہ پر گیا۔ آپ کو بخار کی شکایت تھی۔ عصر کی نماز کے بعد اخویم شیخ محمد امین صاحب، شیخ عبدالرحمن صاحب یونس اور شیخ محمد اقبال صاحب کی معیت میں مسٹر محمد داؤد صاحب سپرنٹنڈنٹ ہزہائی نس سٹڈ فارم کی کوٹھی پر پہنچے۔ داؤد صاحب مدراس کے رہنے والے ہیں بہت دلچسپ گفتگو کرتے ہیں۔ مذہبی امور کی تحقیقات کا بیحد شوق ہے۔ عربی زبان کی عظمت۔ قرآن کریم کے کمالات پر چند استفسارات پیش کر کے مجھ سے جواب چاہا۔ میرے جوابات سن کر فرمانے لگے کہ آپ کے کلام میں اتنا اثر ہے کہ میرے بدن کا رونگٹا رونگٹا کھڑا ہے اور مجھے بیحد کیف حاصل ہوا۔ میں نے انہیں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے انگریزی ترجمۃ القرآن کے مطالعہ پر توجہ دلائی۔ فرمانے لگے کہ آپ لاہور لکھ دیجئے میرے نام بذریعہ وی۔پی بھیج دیا جائے۔ غرض داؤد صاحب کے ہاں ہمیں کئی گھنٹے گذرے اور یہ دلچسپ مجلس رات دس بجے ختم ہوئی۔ آخر پر داؤد صاحب اپنی کار پر ہمیں واپس پہنچا گئے۔

۲۸ر ستمبر صبح دس بجے جموں سے میں رام بن کے لئے روانہ ہوا۔ شام چھ بجے رام بن پہنچا۔ اخویم ٹھیکیدار محمد الدین صاحب رام بن میں مہاراجہ صاحب کشمیر کا ریسٹ ہاؤس بنا رہے تھے۔ فرمانے لگے ایک ہفتہ تک فارغ ہو کر آ گے سرینگر آپ کے ساتھ جا سکونگا۔ رات رام بن میں گذاری۔ ۲۹ر ستمبر کی صبح [illegible] بٹوٹ چلا آیا۔ کیونکہ رام بن کی نسبت بہت اچھی ہے۔ اخویم بابو چراغ الدین صاحب ٹیلیگراف ماسٹر صاحب کا اصرار بھی تھا کہ اگر کچھ دن رہنا ہو تو رام بن کے بجائے بٹوٹ میں قیام کیا جائے۔

مغرب کے قریب جموں کے مشہور مسلم کارکن خان نقیر محمد خان صاحب ریٹائرڈ کرنل و حال پریذیڈنٹ انجمن اسلامیہ جموں تشریف لائے۔ رات بابو صاحب موصوف کے ہاں ہی قیام تھا۔ اختلافی مسائل پر نرم اور گرم بحث ہوئی۔ کرنل صاحب نے کچھ احمدیہ لٹریچر بھی دیکھا ہے اور معاندین سلسلہ عالیہ احمدیہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری و مسٹر الیاس برنی کی کتب بھی زیر مطالعہ رہیں۔ رات بہت دیر تک ان کے اعتراضات کا جواب دیا گیا بالآخر انہیں مشورہ دیا گیا کہ وہ "تحریک احمدیت" اور "آئینہ احمدیت" کا بغور مطالعہ فرمائیں۔ کرنل صاحب نے وعدہ فرمایا۔

۳۰ر ستمبر کرنل صاحب واپس جموں تشریف لے گئے۔ تین دن کے بعد ان کے صاحبزادہ مسٹر آفتاب احمد صاحب تشریف لائے۔ آپ ایک مخلص اور پُر جوش نوجوان ہیں۔ چند دن خوب گذرے اتفاق سے خلیفہ غلام حسین صاحب انسپکٹر کواپریٹو سوسائٹی تشریف لے آئے۔ لال حسین اختر کی تعریف کرنے لگے اور پھر آفتاب احمد صاحب اور خلیفہ صاحب نے احمدیت پر بہت سے اعتراضات کئے جن کا انہیں جواب دیا گیا۔ اور نتیجہ کے طور پر ظاہر ہوا کہ یہ دونوں حضرات بہت سی غلط فہمیوں کا شکار ہیں۔ انہیں مشورہ دیا گیا کہ احمدیہ لٹریچر کا مطالعہ کریں۔ انشاء اللہ العزیز غلط فہمیوں کا ازالہ ہو گا۔

۲۸ر ستمبر سے ۸ر اکتوبر تک میں بٹوٹ رہا۔ یہ چند ایام بہت دلچسپ رہے، اور اخویم بابو چراغ دین صاحب کی موجودگی ہر طرح سے باعث برکت رہی۔ اللہ کریم جزائے خیر دے۔ ۸ر اکتوبر کو اخویم ٹھیکیدار محمد الدین صاحب تشریف لے آئے اور ۹ر اکتوبر کی صبح ہم سرینگر کے لئے روانہ ہو گئے۔ بانہال دوپہر کا کھانا کھایا اور وہیں کارے کا ٹیکہ کرایا گیا۔ شام چھ بجے بخیریت سرینگر پہنچ گئے۔ پنجاب مسلم ہوٹل میں قیام ہوا۔ مغرب کی نماز کے بعد ایک انسپکٹر ایک سب انسپکٹر اور چند پولیس کے سپاہی ہماری قیامگاہ پر آئے۔ انسپکٹر نے مجھ سے نام دریافت کیا میں نے اپنا نام مرزا مظفر بیگ بتلایا۔ انسپکٹر نے پھر پوچھا کہ اس کے علاوہ آپ کا کوئی اور نام بھی ہے۔ میں نے جواب دیا کہ ایک نام قرآن کریم نے ہمارا رکھا ہے اور وہ نام "مسلمان" ہے۔ اس پر انسپکٹر نے بتلایا کہ بانہال سے ہم کو ایک تار ملا ہے جس میں وہاں کی پولیس نے آپ کا نام مرزا غلام محی الدین لکھا ہے۔ میں نے کہا شاید کوئی مرزا غلام محی الدین بھی آیا ہو۔ انسپکٹر نے کہا کہ مرزا غلام محی الدین جس کار میں آیا ہے اس کا نمبر ۲۲۶ ہے۔ میں نے جواب دیا کہ اس کار میں میں آیا ہوں اور میرا نام مرزا غلام محی الدین نہیں بلکہ مرزا مظفر بیگ ساطع ہے۔ بانہال کی پولیس کو غلطی لگی ہے۔ انہیں مناسب تھا کہ وہ براہ راست مجھ سے دریافت کرتے تاکہ انہیں غلط تار دینے کی ضرورت نہ رہتی۔ میں نے پولیس کو بتایا کہ یہ میرا یہاں تیسرا پھیرا ہے۔ پہلی بار ۱۹۲۹ء دوسری بار ۱۹۳۷ء میں اور اب تیسری بار ۱۹۴۵ء میں آیا ہوں۔ پولیس کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ بانہال کی پولیس نے کار میں ایک نوجوان کو کالا سوٹ پہنے کوٹ کے کالر پر سونے کا چاند تارا لگائے ترکی ٹوپی پہنے بیٹھے دیکھا۔ سرینگر میں وائسرائے کی موجودگی اور اس نوجوان کا سرینگر کی طرف جانا تشویش کا ناحق باعث بن گیا۔ میں ایک مسلم مشنری ہوں اور مجھے ایسی چیزوں سے کوئی تعلق نہیں۔ اس پر پولیس نے دریافت کیا کہ اس جگہ آپ کا کوئی واقف ہے تو میں نے جواب دیا ڈاکٹر وزیر احمد صاحب ہیلتھ آفیسر، پروفیسر نذیر الاسلام خان صاحب۔ مسٹر عبدالحی صاحب ڈپٹی انسپکٹر آف کسٹم کا نام لیا تو پولیس کی جان میں جان آئی اور سب معذرت کرنے لگے کہ فی الواقعہ بانہال کی پولیس کو غلط فہمی ہوئی اور اس نے تار بھیجنے میں جلدی سے کام لیا۔ سری نگر کی پولیس گئی تو ایک اور انسپکٹر صاحب تشریف لے آئے آپ بھی وائسرائے کی حفاظت کے لئے پنجاب پولیس کی طرف سے سرینگر تعینات کئے گئے تھے آپ نے نئے سرے سے معاملہ شروع کیا۔ حالات کا علم حاصل ہونے پر بہت افسوس کرنے لگے اور تشریف لے گئے آپ کے بعد ایک اور سب انسپکٹر پولیس آئے اور پھر وہی قصہ۔ جلدی مطمئن ہو گئے اور یوں رات کے بارہ بجے تک پولیس والے آتے جاتے رہے۔ رات بارہ بجے سے دو بجے تک اور دو بجے سے چار بجے تک اور چار بجے سے صبح تک ہوٹل پر پہرہ رہا اور پولیس موجود رہی۔ اخویم ٹھیکیدار محمد الدین صاحب کچھ پریشان سے ہو گئے میں نے انہیں کہا کہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں پولیس ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ مقام بٹوٹ میں میں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ بھڑیں (چھوٹے زنبور) مجھ پر حملہ آور ہیں سر اور چہرہ پر نیش زنی کی کوشش میں ہیں مگر میں نے سر نیچا کر کے چہرہ محفوظ کر لیا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو سر کے اوپر ہوا میں زور زور سے گھما رہا ہوں اور بھڑوں کو نزدیک نہیں آنے دیتا۔ آخر بھڑیں دور ہو گئیں۔ یہ خواب میں نے اخویم بابو چراغ الدین صاحب کو بٹوٹ میں سنایا تھا اور تعبیر کی تھی کہ مخالفین مجھے تکلیف دینے کی کوشش کریں گے مگر وہ میرا کچھ بگاڑ نہ سکیں گے۔ سری نگر پہنچتے ہی بھڑیں پولیس کی شکل میں آ جمع ہوئیں آپ تسلی رکھیں یہ لوگ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

۱۰ر اکتوبر صبح اخویم ڈاکٹر وزیر احمد صاحب ہیلتھ آفیسر ہوٹل میں تشریف لے آئے۔ ان کی موجودگی میں ایک سب انسپکٹر اور ایک سارجنٹ پھر آ گئے اور ہم سب مل کر پولیس سٹیشن پر گئے۔ انسپکٹر انچارج نے اظہار افسوس کیا اور معافی مانگی اور معاملہ داخل دفتر ہو گیا اور یوں یہ بھڑیں ناکام اور دور ہو گئیں۔ پولیس سٹیشن پر ہی میں نے کہا کہ اخویم ڈاکٹر وزیر احمد صاحب بھی میرے ہم شکل ہیں نامعلوم پولیس ان پر توجہ کیوں نہیں دیتی اس پر ایک قہقہہ ہوا اور ہم واپس چلے آئے۔ واپسی پر میں نے اخویم ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ چودھری عبدالرحمن صاحب کے برادر خورد چودھری عبدالمجید صاحب بیمار ہیں انہیں دیکھنا چاہتا ہوں، ان کی قیامگاہ قریب ہی تھی۔ ہم دونوں بھائی وہاں پہنچے چودھری عبدالمجید صاحب کی صحت اب بفضل خدا پہلے سے بہتر ہے ملاقات کر کے خوشی ہوئی اخویم ڈاکٹر وزیر احمد صاحب اور چودھری عبدالرحمن صاحب کے درمیان بحث شروع ہو گئی۔ چودھری صاحب کچھ عرصہ سے بہائیت کو قبول کر چکے تھے۔ بہت دیر تک بحث جاری رہی دونوں بے تکلف دوست تھے۔ بحث پوری بے تکلفی سے ہوئی، میں نے اس بحث میں کوئی دخل نہیں دیا۔ کیونکہ میں الگ طور پر چودھری صاحب سے بحث کرنا چاہتا تھا۔

۱۱ر اکتوبر عصر کے وقت میں پھر چودھری صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا چائے سے تواضع کی گئی اور پھر چودھری صاحب نے سلسلہ کلام شروع کرتے ہوئے فرمایا۔

"مرزا صاحب مجھے اپنے بھائی چودھری عبدالمجید صاحب سے علم ہوا کہ آپ بہت نیک ہیں اور خدمت خلق کا بہت شوق ہے پھر ایسے نیک انسان کو ایک نئے نبی اور رسول حضرت بہاء اللہ کے متعلق تحقیقات سے کام لینا چاہیئے۔ اگر معیار نبوت پر پورا اُترے تو اسے قبول کرنا چاہیئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں میں بہتّر فرقے ہیں۔ ہر فرقہ ایک دکان الگ لگائے بیٹھا ہے اور اپنی دکان کی جن چیزوں کو وہ اصل اسلام سمجھتا ہے دوسرا فرقہ ٹھیک ان ہی چیزوں کو کفر قرار دیتا ہے اور ہر فرقہ ایک ہی قرآن سے اپنے حق میں استدلال نکال لیتا ہے اور ایک افراتفری ہے۔ پس کوئی خدا کا

لکھی ہوئی باتوں میں نہیں معلوم کتنا تغیر و تبدل کر جاتے۔

ماتشہ شانتی پرکاش نے بڑی جدت سے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ پنڈت لیکھرام کی شہادت نے جناب مرزا غلام احمد صاحب کے دل پر بہت گہرا اثر پیدا کیا اور وہ ویدک دھرم کے قائل ہو گئے چنانچہ مرنے سے صرف چار دن پیشتر انھوں نے اپنی قلم سے لکھ دیا کہ وید الہامی کتاب ہیں حالانکہ وہ ساری عمر ویدوں کا کھنڈن کرتے رہے تھے ان کے الفاظ یہ ہیں "ہم ویدوں کو بھی خدا کی طرف سے مانتے ہیں اور اس کے رشیوں کو مقدس سمجھتے ہیں۔ خدا کی تعلیم کے موافق ہمارا پختہ اعتقاد ہے کہ وید انسان کا افترا نہیں۔"

یہاں پر بھی ماتشہ جی نے ایمانداری سے کام نہیں لیا اور دو چار حروف کو ان کے سیاق و سباق سے قطع کر کے بے خبر لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی۔ میں مکمل حوالہ پڑھ دیتا ہوں (کتاب پیغام صلح صلا) آپ خود فیصلہ کر لیں۔

حضرت اقدس مرزا صاحب نے آریوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ویدوں کو الہامی کتاب کہہ کر واجب العزت ٹھہرایا ورنہ غور سے سنئے کہ ان کے اپنے عالم اس کتاب کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں:

(۱) ویدوں کے عالم اور براہمن گرنتھوں اور نرکت کے مترجم پنڈت ستیہ ورت شام شری اپنی کتاب تریٔی پریچے کے صفحہ ۱۷ پر لکھتے ہیں "ایسا ہی یہ بلا شک صحیح بات ہے کہ ہمارے بزرگ رشیوں نے ہی ویدوں کو تصنیف کیا؟"

(۲) پنڈت بال گنگا دھر تلک جی مشہور کانگرسی لیڈر بھی ویدوں کو رشیوں کی تصانیف خیال کرتے ہیں (دیکھو رگوید آلوچن کی بھومکا)

(۳) رگوید منڈل ۱۔ سوکت ۱۱۷، منتر ۱۸ کی مصنفہ کا نام لوپامدرا ہے۔ اور وید منتر میں بھی لوپامدرا کا نام پایا جاتا ہے۔ وہ منتر میں حال یوں لکھتی ہے "ند تامی برہمچاری طالب علم رشی نے کہیں سے اچانک اس طرف ٹال کر مجھ سے زنا بالجبر کیا۔ لوپامدرا سسکیاں لے لے کر روتی ہوئی فریاد کرتی ہے"۔

محترم حضرات۔ پنڈت لیکھرام کا قتل جو حضرت اقدس کی پیشگوئی کے عین مطابق ہوا صداقت اسلام کا ایک عظیم الشان نشان تھا۔ آریہ سماجی زبان سے اقرار کریں یا نہ کریں لیکن ان کے دل اندر سے کانپنے جا چکے ہیں۔ اور وہ اپنے مسلمہ اصول سے منہ موڑ کر اسلامی عقائد کو طوعاً و کرہاً قبول کر رہے ہیں۔ دو تین مثالیں پیش کرتا ہوں:-

(۱) ددوا دواہ۔ یعنی شادی بیوگان سوامی دیانند جی نے بڑی تاکید سے آگیا دی تھی کہ بیواؤں کی شادی نہ کی جائے۔ آپتی کال میں اگر رہا نہ جائے تو وہ بیشک نیوگ کر لیں مگر دوسرا اپتی نہ کریں۔ لیکن آج آریہ سماج نے اس نیوگ کے حیاسوز مسئلہ کو ترک کر کے بیواؤں کی شادی کرنا شروع کر دی ہے اور اس طرح سے اپنی گردن اصول اسلام کے سامنے خم کر دی ہے۔

(۲) طلاق کا مسئلہ یعنی خالص اسلامی اصول ہے۔ اس کے بارے میں آریہ سماج اپنی پیدائش کے روز اول سے مسلمانوں کے ساتھ جھگڑتی رہی لیکن آج اس اسلامی اصول کو اختیار کرنے کے لئے مجبور ہو کر گورنمنٹ کی دہلیز پر ناک رگڑ رہی ہے۔

(۳) تناسخ کا مسئلہ ستیہ دھرم کا بنیادی اصول ہے ان کا دشواش ہے کہ انسان کی ہر جنم کی حالت پورب جنم کے اعمال کے مطابق ہوتی ہے جس نے اچھے اور اونچ کرم کئے وہ برہمن گھر میں۔ اور جس نے برے اعمال کئے وہ شودر اور نیچ کے گھر میں جنم لیتا ہے۔ آریہ سماج اس اصول کو بھی چھوڑ بیٹھی ہے اور انسان کی ذات اور پوزیشن جنم سے نہیں ہوتی بلکہ کرم سے ماننے لگ گئی ہے۔ اسی لئے حضرت اقدس نے فرمایا تھا:-

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دین محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

دہلی میں پبلک تقاریر اور دروس کا سلسلہ

جناب خان اکرام اللہ خاں صاحب پریذیڈنٹ جماعت دہلی کی کوشش اور اثر و رسوخ سے دہلی کے ہر محلہ کی مسجد میں تقاریر اور دروس کا انتظام کیا گیا ہے۔ جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی بی اے مولوی فاضل اس سلسلہ کی ابتدا ہو رہی ہے کی ہے جو توقعات سے بہت بڑھ چڑھ کر کامیاب ثابت ہوئی ہے۔ اس سلسلہ سے عوام کے خیالات کو زیادہ قریب ہو کر معلوم کرنے کا موقعہ ملتا ہے اور ان کی بہت سی غلط فہمیاں دور ہو جاتی ہیں۔ انشاء اللہ یہ سلسلہ یہاں کی فضا میں خوشگوار تبدیلی کا موجب ہو گا۔

(نامہ نگار)

(بقیہ خطبہ از صفحہ ۲)

کے موقعہ پر ہم نے دنیا میں تبلیغی مراکز قائم کرنے کی بنیاد رکھی یہ بڑی ایک بینظیر چیز ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس جماعت کو بھی مضبوط کرنے کی ضرورت ہے جو یہ کام کر رہی ہے اور آیندہ کے لئے جس نے ایسے عظیم الشان کام کا بیڑہ اٹھایا ہے ہر وقت ہمارے دلوں میں یہ تڑپ ہونی چاہیئے کہ اے خدا ہمیں توفیق عطا فرما کہ تیرے دین کی کچھ خدمت ہم سے ہو جائے کیونکہ یہ توفیق صرف خدا ہی عطا فرماتا ہے ورنہ انسان اپنے زور بازو سے کچھ نہیں کر سکتا ہے

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

جماعت کے سب اشخاص جلسہ سالانہ میں شامل ہوں

اپنے دین کی خدمت کرنے کا ہمیں خدا تعالیٰ نے بڑا موقعہ دیا ہے اب اسے ہاتھ سے مت گنواؤ جس جماعت کو خدا نے یہ موقعہ دیا ہے خدا نے اسے اس کام کے لئے منتخب کر لیا ہے، اصول کے لحاظ سے کیسے پاکیزہ اصول دیئے آج حضرت مسیح موعودؑ کی دوسری جماعت کے مقابلہ میں آپ کا نظام ایسا مضبوط ہے کہ وہ لوگ اب عقائد کے میدان میں پیچھا دکھاتے نظر آتے ہیں اور کام کے لحاظ سے بھی خدا نے قرآن کو دنیا میں پہنچانے کے کام میں ۹/۱۰ حصہ کام کرنے کی آپ کی جماعت کو ہی توفیق عطا فرمائی اور وہ جماعت کتنی چھوٹی ہے یہ آپ سب جانتے ہیں تو جس جماعت کو خدا تعالیٰ نے اپنے دین کی خدمت کے لئے منتخب کر لیا ہے اس کا بھی ہم لوگوں کے اوپر حق ہے۔ اور وہ حق یہ ہے کہ ہم اس جماعت کو ایسے عظیم الشان کام کے لئے تیار کریں اور ہر لحاظ سے اسے مضبوط کریں چنانچہ اس جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہم کوشش کریں گے کہ یہ جماعت اس قابل بن جائے کہ یہ خدا کے دین کو دنیا میں پہنچانے کی اہل ہو جائے اور اس کے اندر وہ کمالات پیدا ہو جائیں جن کی اعلائے کلمۃ الحق کیلئے ضرورت ہے، میں اپنی جماعت کے دور افتادہ مقامات کے لوگوں کو بھی دعوت دینا چاہتا ہوں کہ وہ اس جلسہ سالانہ میں شامل ہو کر ہماری مدد کریں مرد بھی آئیں خواتین بھی آئیں بوڑھے بھی آئیں اور نوجوان بھی آئیں پچھلے سالوں میں سفر کی مشکلات بہت رہی ہیں اب کسی قدر خدا تعالیٰ نے کچھ سہولتیں پیدا کر دی ہیں اس لئے میں اپنی جماعت کے دوستوں سے جہاں کہیں بھی وہ ہیں یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کی ضرور کوشش کریں اور خواتین بھی جلسہ میں ضرور شامل ہوں، قوم کی تعمیر میں عورتوں کا بہت حصہ ہوتا ہے خدا تعالیٰ کی ربوبیت کا اظہار عورت کے ذریعہ سے بہت ہوتا ہے، اس لئے فرمایا کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔

خدا کے رستہ میں قدم اٹھاؤ گے تو یہ خدا کے رستہ میں جہاد

کا بہت بڑا موقعہ ہے اس کے لئے قدم اٹھائیں اگر اس قدم کو اٹھانے سے دنیا کی کوئی کشش یا محبت آپ کو روک دے گی اور اسے آپ خدا اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب رکھیں گے تو آپ پر بھی وہی سزا وارد ہو گی جس کا اس آیت میں ذکر ہے

عہد شکنی سے بچو حضرت امام وقت نے ہم سے عہد لیا تھا کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے وہ عہد بھی اسی آیت کا خلاصہ ہے۔ اگر ہم جہاد پر ان چیزوں کو ترجیح دیں گے تو ہم بھی عہد شکنی کے مرتکب ہوں گے اور ہم پر خدا تعالیٰ کی وہی سزا وارد ہو گی جو عہد شکنی کرنے والوں پر وارد ہوتی ہے اور جس کا اس آیت میں ذکر ہے، عہد شکنی سے بچو عہد شکنی بری چیز ہے اور غور کرو کہ جس طرف ہمارا قدم جا رہا ہے وہ ترقی کا راستہ ہے یا تباہی کا راستہ ہے اور کوئی قدم ایسا نہ اٹھاؤ جس سے عہد شکنی ہو۔

خدا سے مدد مانگو اور ہمیشہ اس کام کے لئے خدا سے مدد مانگو۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین کو بار بار پڑھو۔ کسی کام کی توفیق خدا تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہیں مل سکتی۔ اس بات کو تنہائی کے اوقات میں سوچو اور اس پر غور کرو اور نمازوں اور تہجد کے اندر خدا سے مدد بھی مانگو۔ قرآن میں رات کو اٹھنے کو بہت اہمیت دی گئی ہے بار بار فرمایا رات کو خدا تعالیٰ کا ذکر کرو۔ اگر خدا رات کو اٹھنے کی توفیق دے تو اس وقت خدا سے اس عہد پر عمل کرنے کی دعا مانگو جو اس زمانہ کے امام کے ہاتھ پر آپ نے کیا ہے اور جو اس آیت کا خلاصہ ہے دعا کرو کہ خدا کی نصرت ہمارے ساتھ ہو اور اس کی مدد ہمارے شامل حال ہو اور خدا تعالیٰ ہمیں اس حالت سے نکال کر اس حالت میں پہنچا دے جو اسلام کا اصل منتہا و مقصود ہے۔

حضرت مولوی محمد علی صاحب کا مقام

احادیث نبویہ و الہامات و ارشادات حضرت مسیح موعود کی روشنی میں

{از محترم جناب شیخ عبد الرحمن صاحب مصری}

قسط نمبر ۸

جناب میاں صاحب کی چوتھی بنیاد

جناب میاں صاحب کے استدلال کی چوتھی بنیاد لفظ "تھے" پر ہے ان کا خیال ہے کہ یہ لفظ حضرت اقدس کے زمانہ کے متعلق تو ہو نہیں سکتا کیونکہ اس زمانہ کے متعلق "تو ہیں" کا لفظ استعمال ہونا چاہئے تھا اس لئے یہ آیندہ کے متعلق بطور پیشگوئی استعمال ہوا ہے یعنی ایک ایسا زمانہ آئے گا جب مولوی صاحب کو نعوذ باللہ کہا جائے گا کہ آپ کسی گذشتہ زمانہ میں صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے تھے اب نہیں رہے۔

میں گذشتہ اقساط میں نہایت قوی دلائل کے ساتھ یہ ثابت کر چکا ہوں کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب حضرت مسیح موعود کی زندگی میں ہی صالحیت کے اس مقام پر پہنچ گئے تھے جہاں سے گرنا ناممکن ہو جاتا ہے آپ کو حضرت اقدس کے ساتھ یگانگت تامہ حاصل ہو چکی تھی اس لئے جناب میاں صاحب کے بیان کردہ معنی کہ کسی زمانہ میں آپ صالح نہیں رہیں گے کسی صورت میں بھی صحیح نہیں ہو سکتے اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس الہام کے صحیح معنے کیا ہیں؟

الہام کے صحیح معنی

سو واضح ہو کہ اس الہام کے صحیح اور اصلی معنی تو بالکل صاف ہیں اللہ تعالیٰ تو سنہ ۱۹۰۴ء میں "تھے" کا لفظ استعمال کر رہا ہے نہ کہ سنہ ۱۹۱۴ء میں اس لئے حذا کے استعمال کی رو سے تو مقدم سنہ ۱۹۰۴ء سے قبل کا زمانہ ہی ہوگا، اگر سنہ ۱۹۰۴ء سے قبل کا زمانہ کسی صورت میں بھی مراد نہ لیا جا سکتا ہو تو پھر کسی اور زمانہ کی تلاش کی ضرورت پیش آئے گی ورنہ نہیں اگر آیندہ کا زمانہ ہی مراد لینا ہو تو سنہ ۱۹۱۴ء یعنی جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء کا مقرر کردہ زمانہ جس کا بطلان بھی ثابت ہو چکا ہے کیوں مراد لیا جائے کیوں نہ مابعد الموت کا زمانہ مراد لیا جائے اور کیوں نہ سمجھ لیا جائے کہ اس رؤیا میں حضرت مولوی محمد علی صاحب کے متعلق یہ بشارت دی گئی ہے کہ آپ کا حشر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہوگا، وفات کے بعد آپ کی روح جب آسمان کی طرف پرواز کرے گی تو سیدھی حضرت مسیح موعودؑ کے پاس پہنچے گی جہاں حضور علیہ السلام اپنے دیگر اخص مخلصین کے ساتھ بیٹھے ہوں گے اور حضرت مولوی صاحب کی روح کا استقبال ان الفاظ کے ساتھ کریں گے کہ جس طرح یہ سب مخلصین صالح ہونے اور نیک ارادہ رکھنے کی وجہ سے میرے پاس بیٹھے ہیں اسی طرح آپ بھی چونکہ صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے تھے اس لئے آپ بھی میرے ساتھ بیٹھ جائیں اور یہ میں حضرت اقدسؑ کی ایک دوسری رؤیا سے ثابت کر آیا ہوں کہ خواب میں فقرہ "آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ" کے معنی بیٹھ جانے کے ہی ہوتے ہیں۔

اب جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء بتلائیں کہ رؤیا کی اگر یہ تعبیر کی جائے تو اس میں کونسا نقص ہے اور کونسا عقلی اور نقلی اعتراض اس پر پڑ سکتا ہے اگر نہیں تو آپ اپنی تعبیر کے درست ہونے پر زور دینے کا کیا حق رکھتے ہیں علاوہ ازیں یہ تعبیر ہر قسم کے نقص سے ہی منزہ نہیں بلکہ حضرت اقدس کے الفاظ "پس جو کوئی میری موجودگی اور میری زندگی میں میری منشاء کے مطابق میری اغراض میں مدد دے گا میں امید رکھتا ہوں کہ وہ قیامت میں بھی میرے ساتھ ہوگا"۔ تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۵ کے بالکل مطابق بھی ہے اور یہ میں ثابت کر چکا ہوں کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب نے حضورؑ کی موجودگی حضورؑ کی زندگی میں حضورؑ کی منشاء کے مطابق کام کیا بلکہ اب تک کر رہے ہیں پس حضورؑ کے وعدہ کے مطابق حضرت مولوی صاحب کا حشر یقینی طور پر حضرت اقدس کے ساتھ ہوگا پس میری تعبیر کی تصدیق تو حضرت صاحب کا قول کر رہا ہے لیکن جناب میاں صاحب کے پاس اپنی تعبیر کی تصدیق کے لئے کونسی سند ہے آج تک آپ نے بجز اپنی خلافت کے اور کوئی چیز بطور سند پیش نہیں کی اور ان کی خلافت کا شرعی سند نہ ہونا میں ثابت کر آیا ہوں۔ کیا اپنی اس خلافت کو جناب میاں صاحب بطور دلیل یا سند پیش کرتے ہیں جس کے متعلق نبی کریم صلعم پیشگوئی فرما چکے ہیں کہ اس میں خیر اور شر دونوں ہوں گے لیکن شر خیر سے زیادہ ہوگا اور وہ جماعت میں تفرقہ ڈلوانے کا موجب ہوگی ایسی خلافت کا تو نام لینا بھی ایمانداری کے خلاف ہے۔

پس اگر حضورؑ کے رؤیا "مولوی محمد علی صاحب کو رؤیا میں کہا آپ بھی صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے تھے آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ" کے مفہوم کو آیندہ زمانہ تک ہی محدود کرنا ہے تو پھر اس کی وہی تعبیر صحیح ہوگی جو میں نے کی ہے کیونکہ اول تو اس پر کوئی عقلی و نقلی اعتراض نہیں پڑتا اور دوسرے حضرت اقدس کے قول کے عین مطابق ہے اور جناب میاں صاحب والی تعبیر بالکل غلط ہوگی کیونکہ اس کی تائید میں کوئی شرعی سند نہیں بلکہ حقائق اور واقعات سے آنکھیں بند کر کے خالصتہً انانی کے ماتحت محض اپنی ذاتی اغراض کو حاصل کرنے کے لئے کی گئی ہے لیکن ہمیں اس رؤیا کو پیشگوئی بنانے اور اس کے مفہوم کو صرف آیندہ زمانہ تک محدود کرنے کی کوئی خاص ضرورت بھی نہیں اس رؤیا میں "تھے" کے لفظ سے سنہ ۱۹۰۴ء سے قبل کا زمانہ ہی مراد لیا گیا ہے اور اس لحاظ سے یہ رؤیا پیشگوئی نہیں بلکہ نفس واقعہ کا اظہار ہے اس رؤیا میں الفاظ "آؤ ہمارے پاس بیٹھ جاؤ" جیسا کہ میں ثابت کر چکا ہوں یگانگت تامہ پر دلالت کرتے ہیں اور چونکہ حضرت مسیح موعود کے ساتھ یگانگت تامہ کا حصول رؤیا میں بطور نتیجہ واقع ہوا ہے اس لئے ان امور کا ذکر بھی ضروری تھا جو اس نتیجہ تک پہنچانے والے ہوں اور وہ دو امر بیان کئے گئے ہیں ایک تو حضرت مولوی صاحب کا صالح ہونا اور دوسرا نیک ارادہ رکھنا، گویا یہ دو امر ایسے تھے جنہوں نے حضرت مولوی صاحب کا اول حضرت مسیح موعود سے تعلق پیدا کرایا اور پھر دنیاوی مفاد کو ترک کرنے اور حضرت مسیح موعودؑ کی موجودگی و زندگی میں حضورؑ کی منشاء کے مطابق خدمت دین کے لئے اپنی زندگی وقف کرنے کی توفیق حاصل کرنے کا باعث بنے اور پھر یہی دونوں امر آپ کے دل میں بطور بیج تھے جنہوں نے ایک طرف تو خود حضرت مولوی صاحب کے مجاہدات اور دوسری طرف حضرت اقدس کی صحبت اور حضورؑ کی توجہات خاصہ کے پانیوں سے پرورش پا کر بالآخر سنہ ۱۹۰۴ء میں یگانگت تامہ کے درخت کی شکل اختیار کر لی۔

امر اول کا ثبوت

امر اول کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب فطرتاً صالح تھے اور آپ نے اپنی فطرت کو صالح ہی رکھا ہوا تھا اس کا علم یا تو اللہ تعالیٰ کو ہو سکتا ہے اور یا ان لوگوں کو جن کو خدا علم دینا ہے ہمارے اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ پیدا ہوا جس کا خدا سے گہرا تعلق تھا اور جو خدا کا مسیح اور مہدی بن کر دنیا میں ظاہر ہوا جس کی فطرت نورانی ہونے کی وجہ سے نور پر ہی عاشق ہو سکتی تھی وہ اگر حضرت مولوی صاحب کی فطرت کے صالح ہونے کی شہادت دے تو وہ یقینی شہادت ہوگی اس کے بعد ہمیں کسی اور شہادت کی ضرورت نہ ہوگی خصوصاً جبکہ واقعات خارجی بھی اس شہادت کے سچے ہونے پر مہر ثبت کر رہے ہوں حضرت مسیح موعود کی شہادت اس بارے میں کیا ہے اس کا علم حاصل کرنے کے لئے حضورؑ کا ذیل کا خط ملاحظہ فرمائیں جو حضورؑ نے حضرت مولوی محمد علی صاحب کو لکھا جس کا اصل ۲۴ ماکتوبر سنہ ۱۹۴۵ء کے پیغام صلح میں شائع ہو چکا ہے وہ خط یہ ہے:-

"بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم مولوی محمد علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

آپ کا رقعہ میں نے پڑھا مجھے آپ پر بہت ہی نیک ظن ہے اسی وجہ سے میں آپ کے ساتھ خاص محبت رکھتا ہوں اگر آپ کی خدا تعالیٰ کے نزدیک فطرت نیک نہ ہوتی تو میرا اس قدر نیک ظن ہو نہ سکتا ہرگز نہ ہوتا مگر میں دل سے اور دلی جوش سے آپ سے محبت رکھتا ہوں اور آپ کے لئے اکثر پنج وقت غائبانہ دعا کرتا ہوں امید ہے کسی وقت وہ دعائیں اپنا اثر دکھائیں گی اور یہ کہ کسی وقت آپ کو بعض جذبات محسوس ہوں اور دل اس سے غمگین ہو تو یہ امر خدا تعالیٰ کے فضل کو رد نہیں کر سکتا آخر نیک فطرت انسان پر فضل ہو جاتا ہے غرض ہر طرح سے تسلی رکھیں میں دلی جوش سے آپ کے دنیا و آخرت اور جسم و جان کے لئے دعا میں مشغول ہوں اور اس کے آثار اور تاثیرات کا منتظر ہوں زیادہ خیریت۔

فقط والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ"

اس خط میں مندرجہ ذیل امور بالکل واضح ہیں۔

(۱) حضرت مسیح موعودؑ کی ان الفاظ میں شہادت کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب کی فطرت خدا کے نزدیک نیک ہے

(۲) حضرت اقدس کا حضرت مولوی صاحب سے خاص - دل سے اور دلی جوش سے محبت کرنا۔

(۳) حضرت اقدس کو حضرت مولوی صاحب سے ایسی محبت ہو ہی نہیں سکتی تھی اور ہرگز نہ ہوتی اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت مولوی صاحب کی فطرت نیک نہ ہوتی اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس کی روح کو حضرت مولوی صاحب کی روح کے ساتھ کیسی مناسبت تامہ ہے ایک احمدی جس کے دل میں حضرت اقدسؑ کے قول کا احترام اور حضورؑ کے مقام کی عظمت ہے وہ تو ضرور حضورؑ کے مندرجہ بالا الفاظ کو پڑھ کر حضرت مولوی صاحب سے دل سے اور دلی جوش کے ساتھ محبت کرنے لگ پڑے گا۔ اب صرف وہی آپ سے بغض رکھ سکتے ہیں اور آپ کی جبلت کو برا کہہ سکتے ہیں جن کے دل ظلمت سے پیار کرنے والے اور تاریکیوں کے گندے گڑھوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

(۴) حضرت اقدس حضرت مولوی صاحب پر خدائی فضلوں کے نزول کے متعلق یقین کامل رکھتے ہیں۔

(۵) حضرت مولوی صاحب بھی ان فضلوں کے جلد وارث ہونے کے لئے سخت بیقرار نظر آتے ہیں اور اس کے لئے مجاہدات کے علاوہ مضطربانہ طور پر حضورؑ کی دعاؤں کی مدد کے بھی طالب ہیں۔

(۶) حضرت اقدسؑ بھی دلی جوش سے آپ کے لئے دن رات دعاؤں میں مشغول ہیں اور اپنی دعاؤں کی قبولیت کے امیدوار ہیں اور حضرت مولوی صاحب کو تسلی دلاتے ہیں چنانچہ سنہ ۱۹۰۴ء میں ان کی قبولیت کی بشارت حاصل کر لیتے ہیں۔

(۷) حضورؑ کی دعائیں صرف دنیا کے لئے ہی نہیں بلکہ آخرت کے متعلق بھی ہیں صرف جسم کے متعلق ہی نہیں بلکہ جان کے متعلق بھی ہیں ممکن ہے بعض لوگوں کو خیال گذرے کہ جناب میاں صاحب کے متعلق بھی تو حضورؑ کی دعائیں ہیں سو ایسے دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اول تو ان دعاؤں کی قبولیت کی کوئی بشارت حضور کو نہیں ملی دوسرے جناب میاں صاحب کی طرف سے مجاہدات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا تیسرے جناب میاں صاحب کے صالح ہونے کا نہ حضرت اقدس کے کلام میں اور نہ حضورؑ کے الہام میں کوئی ثبوت موجود ہے باقی اولاد کے متعلق دعاؤں پر مفصل بحث انشاء اللہ کسی دوسرے موقعہ پر آئے گی۔

سنت اللہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ایسی عظمت کو حاصل کرنے والے انسان کے دشمن اور حاسد بڑی کثرت سے پیدا ہو جاتے ہیں جس عظمت پر حضرت مولوی صاحب کا پہنچنا حضرت اقدس کے کلام سے ثابت ہوتا ہے سو بعض بد فطرت انسانوں کا حضرت مولوی صاحب کو بُرا کہنا اور ان کے ساتھ بغض و حسد رکھنا کوئی تعجب کی بات نہیں یہ بھی آپکی عظمت کی ایک دلیل ہی ہے۔

دوسرے امر کا ثبوت

دوسرا امر نیک ارادہ کا رکھنا ہے سو یہ تو اسی سے واضح ہے کہ آپ ایم۔ اے ایل ایل۔ بی کا امتحان پاس کر چکے تھے اور E.A.C کے امتحان مقابلہ کے لئے آپ کا نام منظور ہو چکا تھا لیکن حضرت اقدسؑ کے صرف اتنا ارشاد فرمانے پر کہ آپ رسالہ ریویو کی ایڈیٹری کا کام اپنے ہاتھ میں لیں آپ نے فوراً اپنے دنیاوی ترقی کے خیالات کو خیرباد کہدیا اگر آپ کے دل میں دین کی خدمت کا نیک ارادہ نہ ہوتا تو آپ کسی نہ کسی عذر سے اس کو ٹال دیتے لیکن آپ کا فوراً اسے قبول کر دینا ایک کھلی دلیل ہے اس بات پر کہ آپ کے دل کی گہرائیوں میں خدمت دین کا نیک ارادہ موجزن تھا اور اس کو عمل میں لانے کے لئے آپ موقعہ کے منتظر تھے جونہی موقعہ ملا اس سے آپ نے فوراً فائدہ اٹھالیا۔

حضرت اقدس نے بھی "منصورؒ" کے متعلق یہی ارشاد فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ اس کے خادمانہ ارادوں کا جو اس کے دل میں ہوں گے آپ ناصر ہوگا، سو خدا نے اس کے خادمانہ ارادوں کو پورا کرنے کے لئے مندرجہ ذیل سامان پیدا کر دیئے۔

اول حضرت اقدس کے دل میں یہ ڈال دیا کہ حضورؑ کے علوم کو دنیا تک پہنچانے کے لئے رسالہ ریویو آف ریلیجنز جاری کیا جائے۔ دوم یہ کہ حضورؑ کے دل میں اس خدمت کے لئے حضرت مولوی صاحب کو انتخاب کرنے کی تحریک ڈالی۔ سوم۔ حضرت مولوی صاحب کو یہ خدمت قبول کرنے کی توفیق دی چہارم آپ کو حضرت اقدسؑ کے علوم کا وارث کیا جس کی وجہ سے آپ نہایت خوبی اور قابلیت اور کامیابی سے اس رسالہ کو آخر تک چلاتے رہے۔

پنجم۔ آپ کی قلم اور زبان کو وہ قوت عطا کی جس کی مدد سے آپ مؤثر طریق سے ان علوم کو دنیا تک پہنچاتے رہے۔

ششم۔ آپ کو اس کام میں استقلال عطا فرمایا۔

ہفتم۔ اس کام کو چلانے کے لئے جب آپ کو زمانہ اختلاف میں روپیہ کی ضرورت پیش آئی تو اس کے لئے فوراً سامان پیدا کر دیئے۔

ہشتم۔ آپ کی تصانیف کو پڑھنے کا شوق لوگوں کے دلوں میں پیدا کر دیا۔

نہم۔ آپ کی تصانیف کو نافع للناس بنایا۔

دہم۔ آپ کو خدام دین کی ایک پاک جماعت عطا کی جو آپ کے خادمانہ ارادوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے دل و جان سے کوشاں ہے۔

حضرت مولوی صاحب کی نیک فطرت جاذب فضل الٰہی تھی

اب جبکہ یہ ثابت ہو گیا کہ آپ کی فطرت بھی خدا کے نزدیک نیک تھی اور یہ کہ آپ دین کی خدمت کا پاکیزہ جذبہ بھی اپنے اندر رکھتے تھے اور یہ کہ آپ کے دل کی گہرائیوں میں روحانیت میں کمال حاصل کرنے کی تڑپ بھی موجود تھی ہاں کمی تھی تو صرف کسی مرد صادق کی صحبت کے میسر آنے کی تھی جس کی پاک تاثیروں سے یہ فطرتی کمالات خارج میں ظہور پذیر ہوں سو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں داخل ہونے نے اس کمی کو بھی پورا کر دیا پس حضورؑ کی بیعت میں داخل ہو کر آپ نے ترقی شروع کی یہاں تک سنہ ۱۹۰۴ء میں یگانگت تامہ کے مقام پر جا پہنچے اور اسی کی طرف رؤیا میں اشارہ ہے رؤیا ہمیں یہی بتلا رہی ہے کہ یہ جو یگانگت تامہ کا مقام حضرت مولوی صاحب کو حاصل ہوا ہے وہ اس صالحیت اور نیک ارادہ کی وجہ سے ہوا ہے جو آپ کے دل میں بیعت میں داخل ہونے سے قبل تھا جیسا کہ خود حضرت اقدسؑ اپنی جماعت کے پاک لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اگرچہ یہ درست ہے کہ ان کی فطرت میں پہلے ہی سے ایک مادہ رشد اور سعادت کا مخفی تھا مگر وہ کھلے طور پر ظاہر نہیں ہوا جب تک انھوں نے بیعت نہیں کی" حقیقۃ الوحی ص ۳۳۸

اور جیسا کہ حضرت اقدس نے خود حضرت مولوی صاحب کے متعلق صاف الفاظ میں فرمایا ہے جس قسم کی نیک فطرت آپ کی ہے اس قسم کی نیک فطرت رکھنے والے انسان پر خدا کا فضل ہو جاتا ہے حدیث میں بھی آیا ہے کہ ایک شخص نے مسلمان ہو کر نبی کریم صلعم سے عرض کیا کہ میں نے اسلام سے قبل کچھ قربانی دی تھی اگر وہ قبول نہیں ہوئی تو اور دیدوں تو حضورؐ نے فرمایا اسلمت بما اسلفت یعنی جو نیکی کا کام تو نے اسلام سے قبل کیا تھا وہی تجھے اسلام میں داخل کرنے کا موجب ہوا ہے۔

پس اس سنت اللہ کو مدنظر رکھتے ہوئے رؤیا کو آئندہ کے لئے پیشگوئی قرار دینے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ اس نفس واقعہ کا اظہار اس میں کیا گیا ہے کہ مسیح موعودؑ کے ساتھ جو یگانگت تامہ حضرت مولوی صاحب کو حاصل ہوئی ہے وہ آپ کی اپنی صالحیت اور نیک ارادوں کی وجہ سے ہوئی ہے جو آپ کی فطرت میں پائے جاتے تھے اور جب آپ کو یگانگت تامہ اس دنیا میں حاصل ہو گئی ہے تو آخرت میں حضرت مسیح موعودؑ کی معیت کا آپ کو حاصل ہونا یقینی امر ہو جاتا ہے پس اس معنی کی رو سے دنیا و آخرت دونوں میں حضرت مسیح موعودؑ کی معیت آپ کے لئے ثابت ہے۔

لفظ "بھی" کا مفہوم اور حضرت مولوی صاحب کے ذکر کی وجہ

"بھی" کا مفہوم بھی جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء کی طرف سے اکثر دریافت کیا جاتا ہے سو یاد رہے کہ لفظ "بھی" اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت اقدسؑ کے اور بھی کئی رفقاء اس مقام تک پہنچے ہوئے تھے اکیلے مولوی صاحب کو ہی یہ مقام حاصل نہیں ہوا ہاں حضرت مولوی محمد علی صاحب کا ذکر نام لیکر اس لئے کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ حضرت مولوی صاحب کی فطرت کو بُرا کہا جائے گا جیسا کہ ابھی تک الفضل میں کہا جا رہا ہے اور آپ کے ارادوں کی طرف نفاق کی ملونی منسوب کی جائے گی اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان جھوٹے اور بے بنیاد اعتراضوں کے دفعیہ کے لئے پہلے سے ہی الہامات میں سامان رکھ دیئے ہوئے تھے اور ایسے بیہودہ حملوں سے آپ کی ذات و الاصفات کو پہلے سے محفوظ کر دیا تا یہ بھی حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے لئے ایک نشان اور حضرت مولوی صاحب کے جناب میاں صاحب کے مدمقابل حق پر ہونے کی ایک دلیل ہو۔

اللہ تعالےٰ ہمارے دوستوں کی آنکھیں کھولے اور انہیں ان حقائق کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام علیٰ من اتبع الہدےٰ

(باقی دارد)

بقیہ از صفحہ ۲

خاص بندہ آنا چاہیئے جو ان تمام تفرقات کو مٹا کر مسلمانوں کو قرآن کی صحیح تعلیم پر قائم کرے خود بھی عمل کرے اور مسلمانوں سے بھی قرآن پر عمل کرائے"۔

چودھری صاحب کی تقریر ختم ہونے پر میں نے جواب کے لئے اجازت چاہی اور عرض کیا کہ آپ کا شکریہ۔ میں تو ایک گنہگار انسان ہوں اگر آپ کے بھائی چودھری عبدالمجید صاحب کو میرے وجود میں کوئی خوبی نظر آتی تو یہ ان کی اپنی بزرگی ہے" ورنہ "من آنم کہ من دانم"

آپ کی تقریر جن الفاظ پر ختم ہوئی میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے جواب کا آغاز ان ہی الفاظ کے نتیجہ سے کروں، چودھری صاحب مکرم آپ جس بندۂ خدا کو ڈھونڈ رہے ہیں وہ نہ خود قرآن پر عمل کرنے کا دعویدار ہے نہ دوسرے مسلمانوں کو قرآن کی صحیح تعلیم پر قائم کرنے آیا ہے بلکہ آپ کے بندۂ خدا جناب بہاء اللہ تو قرآن کو منسوخ کرنے کے لئے آئے اور کتاب اقدس کی تعلیم پر عمل کرانے کے دعویدار ہیں۔ قرآن پر خود بھی عمل کرنے اور دوسرے مسلمانوں کو قرآن کی صحیح تعلیم پر قائم کرنے کے لئے جناب بہاء اللہ نہیں بلکہ وہ بندۂ خدا حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور دنیا نے دیکھا کہ اس بندۂ خدا نے خدمت قرآن کا کتنا بڑا کام کر کے دکھایا جس کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں۔ تمام مسلمانوں کے اصول ایک ہیں، کوئی مسلمان ان اصولوں کو کفر قرار نہیں دیتا۔ سنی شیعہ اہل حدیث۔ اہل قرآن۔ احمدی وغیرہم سب کا خدا ایک، رسول ایک، قرآن ایک، نماز ایک، روزہ ایک، حج ایک، زکوٰۃ ایک قبلہ ایک، کعبہ ایک، کلمہ ایک یہ چیزیں اسلام کہلاتی ہیں۔ کہیئے کون مسلمان ہے جو ان چیزوں کو "ٹھیک کفر" قرار دیتا ہے تکفیر باز تو صرف آمین بالجہر۔ رفع یدین حضرت عیسےٰ کی وفات وغیرہ کو کفر قرار دے رہے ہیں، اور آپ جانتے ہیں ان چیزوں کا نام اسلام نہیں۔

(باقی دارد)

جلد ۳۳ | لاہور۔ یوم چہارشنبہ۔ مورخہ ۸ ذوالحجہ ۱۳۶۴ ھ م ۱۴ نومبر ۱۹۴۵ء | نمبر ۸۶

قرآن مجید انسانوں کو بلند مقام پر پہنچاتا ہے

قرآن مجید کے متعلق پانچ ضروری خصوصیات

قرآن آج بھی ہمیں معزز بنا سکتا ہے

جبتک ہمیں قرآن سے عشق پیدا نہ ہوگا اس وقت تک ہم کامیاب نہیں ہو سکتے

میں قادیان کے جھگڑے کو ختم کرنا چاہتا ہوں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ لاہور مورخہ ۹ نومبر ۱۹۴۵ء

کلا انھا تذکرۃ۔ فمن شاء ذکرہ۔ فی صحف مکرمۃ۔ مرفوعۃ مطھرۃ بایدی سفرۃ کرام بررۃ۔ (سورہ عبس)

سورہ عبس ایک نابینا کے ذکر سے شروع ہوتی ہے یہ سورۃ عبس تولی ایک نابینا کے ذکر سے شروع ہوتی ہے جس کے حضرت نبی کریم صلعم کی مجلس پر آنے اور آپ کی توجہ کو اپنی طرف مائل کرنے کا ذکر ہے جو آنحضرت صلعم کو ناگوار گذرا تو اس ذکر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما یدریک لعلہ یزکی او یذکر فتنفعہ الذکریٰ۔ یعنی ایک شخص اگر آنکھوں کی وجہ سے معذور ہو تو کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ پاکیزگی اختیار کرے یا نصیحت کو مان لے اور یہ قرآن مجید جو نصیحت کی کتاب ہے اس کو نفع پہنچائے اسکو بڑا بنا دے۔

قرآن نے نابینوں کو معزز بنایا وہ شخص تو یقیناً بڑا بنا اور آنحضرت صلعم کے صحابہؓ میں سے کون ہے جو بڑا نہیں بنا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے الفاظ اتنے پر بھی ثابت ہوئے کہ ایک نابینا کیا لاکھوں نابینے اس قرآن سے نفع اٹھانے والے ہوگئے قرآن مجید کے حافظ بن گئے اور اگر وہ خدا کی ایک جسمانی نعمت بینائی سے محروم تھے تو خدا نے اپنی ایک روحانی نعمت سے انہیں مالامال کر دیا اور دنیا میں بھی ان کو اس قرآن کے ذریعہ سے معزز بنا دیا اور ان کے لئے کام بھی نکال دیا وہ قرآن کو حفظ کرتے ہیں اور پڑھاتے ہیں بڑا اعلےٰ درجہ کا کام ہے اور یہی ذریعہ ان کی معاش کا بھی بن گیا۔

قرآن پڑھا کر اُجرت لینا بعض وقت لوگوں کو خیال گذرتا ہے کہ قرآن پڑھا کر اجرت وصول کرنا آیا یہ شریعت کی رو سے جائز ہے یا نہیں بخاری کی حدیث میں آتا ہے احق ما اخذتم علیہ اجرا کتاب اللہ سب سے زیادہ اجر لینے کا حق اس شخص کو ہے جو قرآن کی تعلیم دیتا ہے۔ جب ہر چیز کے لئے معاوضہ ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ قرآن شریف کی تعلیم کے لئے جو اس قدر بلند کام ہے اجرت لینی ناجائز ہو ان نابینوں کو کتنی بڑی فضیلت دی کہ دنیا میں ان کی معاش کا معزز سامان بنا دیا اور ان کے ذریعہ سے قرآن محفوظ ہوا اور ان کے ذریعہ سے قرآن کی تعلیم بھی . . . . . دنیا میں پھیلی۔

قرآن بلند مقام پر پہنچاتا ہے اس ذکر میں فرمایا کلا انھا تذکرۃ یہ قرآن انسانوں کو قوموں کو بڑا بنانے والا ہے بلند مقام پر پہنچانے والا ہے قرآن شریف بڑائی کا موجب ہے۔ لفظ تو اتنے ہی کافی تھے کہ قرآن شریف ساری دنیا کے لئے بڑائی کا موجب ہے لیکن اس پر اور زور دیا فمن شاء ذکرہ جو کوئی چاہے اس کو یاد کرے اور اس سے نصیحت اور بڑائی حاصل کرے۔

دو فقروں میں قرآن کی تعریف اس کے بعد دو فقروں میں ذرا قرآن کی تعریف بیان کی فی صحف مکرمۃ۔ مرفوعۃ مطھرۃ یہ قرآن ایسے صحیفوں کے اندر ہے جو مکرمۃ ہیں دنیا میں ان کی عزت ہوگی بلند ہیں پاک ہیں مرفوعۃ سے صرف یہ مراد نہیں کہ مسلمان اس کی عزت کرتے ہیں اور اسے بلند مقام پر رکھتے ہیں کیونکہ یہ کام تو دنیا کی ہر قوم اپنی مذہبی کتاب کے لئے کرتی ہے مگر قرآن مجید کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کی عزت تمام دنیا میں ہے اور اس کی بلندی بھی اس لحاظ سے ہے اور اس کا مقام دن بدن بلند ہوتا جا رہا ہے۔ آج اس زمانہ میں جبکہ مسلمانوں کی حالت اتنی گری ہوئی ہے اس وقت بھی قرآن کی عزت بڑھ رہی ہے اور غیروں کے دلوں میں بھی اس کی عزت ہے جب وہ قرآن مجید کو پڑھتے ہیں تو ان کے دل میں قرآن کی عزت پیدا ہوتی ہے اور دن بدن یہ عزت بڑھتی جا رہی ہے۔

قرآن کن لوگوں کے ہاتھوں میں ہے تو ایک فقرہ تو خود قرآن پاک کی تعریف میں ہے مگر اس کے ساتھ ایک دوسرا فقرہ بڑھایا۔ بایدی سفرۃ کرام بررۃ یہ صحیفے اور اوراق کن ہاتھوں میں ہیں۔ بایدی سفرۃ۔ سفرۃ عام طور پر اس کے معنے لکھنے والے یا کاتب کے کئے جاتے ہیں۔ لیکن سفرۃ جمع ہے سافر کی اور دوسرا لفظ جو قریب قریب اس کا ہم معنی ہے وہ سفیر ہے قوموں کے سفیر بھی ہوتے ہیں اور انسانوں کے سفیر بھی ہوتے ہیں سفیر اور مسافر کے قریب قریب ایک ہی معنی ہیں یوں سافر کی جمع ہے سفرۃ اور سفیر کی جمع سفراء ہے سفیر کس کو کہتے ہیں وہ شخص جو ظاہر کرتا ہے کسی کے مافی الضمیر کو دوسرے کے پاس جا کر اور اس کے ساتھ اہل لغت نے لکھا ہے بات کرتا ہے صلح کرانے کے لئے یعنی غرض اس کی صلح ہوتی سفر کے اصل معنی ہیں کھولنا واضح کرنا تو سفرۃ وہ لوگ ہیں جو قرآن کے لئے بطور سفیر کام دیتے ہیں اس کو واضح کرکے دوسروں تک پہنچاتے ہیں یعنی قرآن اگر دنیا میں عزت کا مقام حاصل کرے گا بلند ہوگا تو جو لوگ اسکو اپنے ہاتھوں میں لیکر لوگوں تک پہنچائیں گے وہ بھی کرام بررۃ ہوں گے یعنی معزز بھی ہوں گے بڑے اعلیٰ درجہ کے نیک بھی ہوں گے بررۃ جمع بر کی اس کے معنی بہت ہی بڑی نیکی کرنیوالا ہیں۔

قرآن نے عربوں کو بلند مقام پر پہنچایا ذرا ان لفظوں پر غور کیجئے اور تھوڑی دیر کے لئے عرب کے لوگوں پر نظر دوڑائیے جب کسریٰ کے دربار میں آنحضرت صلعم کا پیغام پہنچا تو اسکا ایک شاعر نے یوں نظم کیا ہے ؎

زشیر شتر خوردن و سوسمار
عرب را بجائے رسید است کار
کہ تخت کیاں را کنند آرزو
تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

یہ عرب کے لوگ اونٹ کا دودھ پینے والے اور گوہ کھانے والے ان لوگوں کی یہ حالت ہوگئی ہے کہ وہ کسریٰ کا تخت جس کے نام سے عرب کانپتے تھے اب اس تخت کی آرزو یہ لوگ کرتے ہیں۔

خلفائے راشدین کا قرآن کا بیان کس عزت کے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو پہنچا دیا اور پھر نیکی اور راستبازی اعلیٰ درجہ کی ان کے اندر پیدا ہوگئی۔ اگر نرا لکھنے والے کاتب کے معنی ہی لئے جائیں تو بھی عجیب بات ہے حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ یہ چاروں اسلام کے عظیم الشان بادشاہ جو دنیا کی تاریخ میں اپنا ثانی نہیں رکھتے یہ چاروں کاتبان قرآن تھے یعنی نزول قرآن کے وقت

قرآن کو لکھا کرتے تھے اور پہنچانے والے بھی تھے۔ ان کے بعد بھی دنیا میں عجیب نظارے دیکھے گئے ہیں کہ بڑے بڑے مقتدر لوگ قرآن کے لکھنے والے تھے حضرت اورنگ زیب عالمگیر جیسا شخص یکی میں اتنی شہرت رکھنے والا قرآن کو لکھتا تھا اور پھر اس کی کتابت سے اپنی روزی کماتا تھا۔ تو ایک طرف عرب کے لوگوں کی یہ حالت دیکھئے کہ کس قدر وہ پست مقام پر تھے اور دوسری طرف کونسی چیز تھی جس نے ان کو بلند مقام پر پہنچا دیا وہ دنیا کے فاتح دنیوی رنگ میں بھی بن گئے اور روحانی رنگ میں بھی بن گئے۔

ان آیات کے نزول کے وقت مسلمانوں کی حالت

جس وقت یہ لفظ قرآن شریف کے نازل ہوئے کلا انھا تذکرۃ فمن شاء ذکرہ فی صحف مکرمۃ مرفوعۃ مطھرۃ بایدی سفرۃ کرام بررۃ ——— اس وقت کیا حالت تھی قرآن کی کوئی پوچھتا نہیں تھا اور قرآن کے ماننے والوں کی تذلیل ہوتی تھی اور تذلیل بھی اتنی کہ جس کی انتہا نہیں تھی مگر اس وقت خدا کا پیغام نازل ہوتا ہے کہ یہ اوراق ایک دن مکرم ہوں گے اور ان کو پہنچانے والے دنیا میں بھی معزز ہوں گے اور نیکی اور راستبازی میں دنیا کے رہنما بھی ہوں گے۔

قرآن مجید کے متعلق پانچ خصوصیات

قرآن کریم کے متعلق پانچ باتوں کا ذکر احادیث میں آتا ہے وہ پانچ خصوصیتیں ہیں جو قرآن کریم کے متعلق احادیث میں پائی جاتی ہیں ایک قرآن کو پڑھنا اور باقاعدگی کے ساتھ یہ پڑھنا نہیں ہے کہ جب دل میں موج آئی تو قرآن مجید کو اٹھا لیا اور چار سطریں پڑھ لیں بلکہ اپنے آپ کو پابند کر کے پڑھنا اور روزانہ پڑھنا۔

آنحضرت صلعم کا اصحاب صفہ سے خطاب

حدیث میں آتا ہے کہ ایک دن حضرت نبی کریم صلعم مسجد میں تشریف لائے تو صفہ جس کے نیچے وہ لوگ رہتے تھے جو علم حاصل کرتے تھے آنحضرت صلعم نے ان لوگوں سے خطاب کیا کہ تم میں سے کوئی ایسا آدمی ہے جو یہ چاہتا ہو کہ وہ ہر صبح جنگل میں جائے اور دو اونٹنیاں وہاں سے لے آئے بغیر اس کے کہ وہ کسی کو تکلیف پہنچائے یا کسی کا حق لے ان لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسا کون نہیں چاہتا آپ نے فرمایا دیکھو میں تم کو ایک بات بتاتا ہوں جو شخص صبح دو آیتیں قرآن مجید کی پڑھ لیتا ہے یا پڑھا دیتا ہے وہ اس کے لئے اونٹنیوں سے بہتر دولت ہے آنحضرت صلعم کی نظر دنیا کی چیزوں پر نہیں تھی بلکہ روحانی مقامات پر تھی۔ لوگوں کو اس دنیا کی چیزیں دولت نظر آتی ہیں مگر محمد رسول اللہ صلعم کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ خدا سے تعلق حقیقی دولت ہے

آپ نے فرمایا کہ جتنی آیات پڑھ لے اتنی ہی اونٹنیوں سے بہتر ہے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اس قدر اہتمام کے ساتھ قرآن مجید کو پڑھتے تھے کہ کبھی اس کی تلاوت میں ناغہ نہیں کرتے تھے ——— تو قرآن مجید کا پڑھنا ایک بات ہے اس کو پڑھانا دوسری بات ہے اس کے متعلق بھی احادیث میں بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ عرب میں قرآن مجید پڑھتے اور اس کے سمجھنے کے ایک ہی معنے تھے کیونکہ ان لوگوں کی زبان عربی تھی لیکن ہم لوگوں کے لئے قرآن مجید کے معنی اور مفہوم کو جاننا بھی ایک بڑی ضرورت ہے کیونکہ ہماری زبان عربی نہیں ——— چوتھی بات جس پر صحابہ رضی اللہ عنہم عمل پیرا تھے اور بڑی قوت کے ساتھ عمل پیرا تھے وہ قرآن پر عمل کرنا ہے ان کے لئے کوئی قرآن مجید کی آیت بے معنی نہ تھی آج مسلمانوں کے لئے ۹۹ فیصدی قرآنی آیات بے معنی ہیں کیونکہ عمل ان پر نہیں۔ سو قرآن پر عمل کرنا بہت مشکل بات ہے۔ اپنے حرص و ہوا رسم و رواج اور خیالات کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے اور پانچویں بات جو اس سے بھی مشکل ہے اور جس کے متعلق لفظ سفرۃ میں اشارہ کیا ہے وہ ہے قرآن کے سفیر بننا قرآن مجید کو دنیا میں پہنچانا۔

یہ ایک تاریخی واقعہ ہے

یہ پانچ باتیں تھیں جو آنحضرت صلعم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں پائی جاتی تھیں اور جن کا ذکر احادیث کے اندر آتا ہے۔ باقاعدگی سے قرآن مجید کا پڑھنا۔ دوسرے اس کا پڑھانا تیسرے اس کے مفہوم کو سمجھنا چوتھے اس کے مفہوم کو سمجھ کر اس پر عمل کرنا اور پانچویں اس کو آگے لوگوں تک پہنچانا۔ کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ ایک قصہ ہے کہ لوگ قرآن کو پڑھ کر دوسروں کو پڑھا کر اس کے معنوں کو سمجھ کر اس پر عمل کر کے اور اسے آگے پہنچا کے دنیا میں معزز بن گئے لیکن یہ ایک تاریخی واقعہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے پیروؤں کو جو عزت حاصل ہوئی وہ اسی لئے ہوئی کہ قرآن کو ان لوگوں نے سب چیزوں پر عزت اور فوقیت دی یہی وجہ ان کے معزز بننے کی تھی اور یہی وجہ ان کے نیکی میں راہنما بننے کی تھی، اور اس کو غیروں نے بھی تسلیم کیا ہے کہ قرآن ہی ان لوگوں کو دنیا میں ایسے بلند مقام پر پہنچانے کا ذریعہ تھا۔ پھر کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ ایک قصہ ماضی ہے جو اس زمانہ میں ہو گیا مگر خوب یاد رکھیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کلا انھا تذکرۃ۔ فمن شاء ذکرہ یہ ہمیشہ کے لئے بڑائی کا موجب ہے جو کوئی چاہے اسے یاد رکھے اور عزت حاصل کرے۔ یہ بڑا بنانے والی چیز ہے دنیا میں بلند کرنے والی چیز ہے یقیناً بلند کرنے والی چیز ہے کوئی آج بھی چاہے تو ان الفاظ کی صداقت . . . . . . کو آزما کر دیکھ لے۔

آج مسلمان اس مقام سے دور ہیں

محمد رسول اللہ صلعم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے جو انقلاب دنیا میں پیدا کیا وہ قرآن مجید کے ذریعہ پیدا کیا آج بھی اگر کوئی قوم اٹھے چالیس کروڑ مسلمان نہیں کوئی مسلمانوں کی جماعت ہی اٹھے جو اس مقصد کو سامنے رکھ لے کہ دنیا میں انقلاب پیدا کرنا ہے اور اس قرآن کے ذریعہ پیدا کرنا ہے تو آج بھی خدا تعالیٰ وہی عزت اور شرف کا مقام اس قوم کو دے سکتا ہے خدا کبھی بخل نہیں کرتا بخل انسانوں کے اندر ہے کہ خدا کی دی ہوئی نعمتوں کی قدر نہیں کرتے آج مسلمان اس مقام سے کتنے دور پڑے ہوئے ہیں یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جسے ہر ایک شخص جانتا ہے کہ آج مسلمان ان باتوں پر عمل پیرا نہیں۔

کیا ہماری جماعت میں یہ تڑپ موجود ہے

لیکن ہمیں اپنے متعلق سوال کرنا چاہیئے کیا ہم نے اس مقصد کو اپنے سامنے رکھ کر کام شروع کر دیا ہے کیا بحیثیت جماعت ساری جماعت کے دلوں میں یہ تڑپ پیدا ہو گئی ہے، قرآن سے وہ عشق پیدا ہو گیا ہے جو ہونا چاہیئے اور جو خدا تعالیٰ کا منشاء ہے کہ دلوں میں پیدا ہو خوب یاد رکھیں جب تک تمہیں قرآن مجید کے ساتھ عشق پیدا نہیں ہو گا اس وقت تک تم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اگر تم دنیا میں معزز بننا چاہتے ہو تو اس رکن پر اکٹھے ہو جاؤ۔ انسان کو جب کسی چیز کے ساتھ عشق ہو تو وہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو اپنی محبوب چیز کے سامنے بھول جاتا ہے۔

مسلمان نکمے جھگڑوں میں پڑے ہوئے ہیں

لیکن آج مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ نہایت نکمے جھگڑوں کے اندر پڑے ہوئے ہیں بظاہر وہ اپنے خیال میں دین کی خدمت کر رہے ہیں لیکن اصل مقصد کی طرف کسی کی توجہ نہیں۔ میں سمجھتا ہوں دنیا کو حاصل کرنے کا دنیا میں حاکم اور بادشاہ بننے کا مقصد بھی اس بلند مقصد کے سامنے ہیچ ہے لیکن یہاں بھی دیکھ لو جس چیز کے ساتھ لوگوں کو عشق ہے اس میں بھی کامیابی کے آثار پیدا ہو گئے ہیں وطن کی محبت پیدا ہوئی اور اس میں کامیابی کے آثار پیدا ہو گئے۔ لیکن قرآن وہ چیز ہے جو ہم سے چاہتا ہے کہ ہم اس کی محبت کے سامنے اپنے تمام اختلافات کو بھول جائیں اسی لئے قرآن مجید میں مسلمانوں کو ایک بڑا اہم حکم دیا ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا و لا تفرقوا سب کے سب اللہ کے رسے یعنی قرآن کو مضبوطی سے پکڑ لو اور آپس میں تفرقہ نہ پیدا کرو۔

آج دنیا میں ایک رسہ کشی ہے

اس وقت دنیا میں ایک رسہ کشی ہے دنیا تباہی کی طرف جانا چاہتی ہے نہایت سرعت کے ساتھ اس کا قدم ہلاکت کی طرف جا رہا ہے آج مغرب کے بڑے بڑے لوگ خود اس بات کے معترف ہیں کہ وہ جس طرف جا رہے ہیں یہ بربادی اور ہلاکت کا راستہ ہے اور دوسری طرف قرآن لے جانا چاہتا ہے جو امن اور سلامتی اور جنگ و جدال کے خاتمہ کا راستہ ہے مگر اس رسہ کشی میں قرآن کی طرف کھینچنے والوں کی تعداد بہت تھوڑی ہے اور ساری دنیا دوسری طرف لگی ہوئی ہے اور بڑی قوت سے لگی ہوئی ہے مگر قرآن کو دنیا میں پہنچانے کے لئے اس قدر تعداد تھوڑی ہے کہ نہ ہونے کے برابر ہے پھر اگر وہ بھی سب کے سب اپنا پورا زور قرآن کا رسہ کھینچنے میں صرف نہ کر رہے ہوں تو کامیابی کی امید کس طرح رکھی جا سکتی ہے۔ اگر میرے پاس ذرائع ہوں تو میں سب لوگوں کو اس طرف لگا دوں مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں کی توجہ اس طرف نہیں۔

سر فیروز خاں نون کا ایک واقعہ

سر فیروز خاں نون نے مجھے دہلی میں کہا تھا کہ تمہاری جماعت تو بدنام ہے لیکن ہمیں کوئی ایسی تجویز بتا دو کہ ہم قرآن کی اشاعت کے پیچھے لگ جائیں میں نے کہا بہت اچھا مجھے اس معاملہ میں ہرگز کوئی بخل نہیں ہے چنانچہ میں نے خود انہیں یہ لائحہ عمل تیار کر کے دیا اور میں نے یہ لکھا کہ میں اسے بھیج رہا ہوں مگر میں آپ کو یہ بھی لکھے دیتا ہوں یہ آپ کا کام نہیں یہ ان سرپھروں کا کام ہے جن کے اندر امام وقت نے ایک تڑپ پیدا کر دی۔

حضرت مرزا صاحب نے قرآن کے عشق کی بنیاد رکھی

اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے میرے دل میں یہ بھی آرزو ہے کہ ہم صرف گوشے چنے لوگوں تک ہی قرآن مجید کو نہ پہنچائیں بلکہ ہماری جماعت کے لوگ اور ہمارے ملک کے لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھائیں میں نے کہا تھا کہ میں اس جلسہ سالانہ کے موقعہ پر تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ ہم قرآن کے متعلق یہ پانچ خصوصیات اپنی جماعت کے اندر پیدا کرنے کی بنیاد رکھیں اور اپنی جماعت کو یہ خصوصیات پیدا کر کے مضبوط بنائیں۔ قرآن کے عشق کی بنیاد حضرت مرزا صاحب نے رکھی اور اتنی زبردست رکھی کہ لوگوں کو قرآن مجید کا عاشق بنا دیا میرے سامنے خود ڈاکٹر اقبال نے کہا کہ محمد رسول اللہ صلعم کے ساتھ تو امت کے لوگوں نے بہت عشق کیا مگر مرزا غلام احمد وہ پہلا شخص ہے جس نے قرآن کے ساتھ عشق کیا ہے

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

حضرت مسیح موعود کا صداقت قرآنی پر کس قدر بلند ایمان تھا کہ آپ نے ایک مناظرہ کے میدان میں اس بنیاد کو رکھا کہ

(باقی بر صفحہ ۔۔۔)

پیغام صلح

جلد ۳۳ | یوم چہارشنبہ ۱۴ ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ | نمبر ۴۶

مودودی صاحب اور مغرب میں تبلیغ اسلام

یہ کام حضرت امام عصر حاضر اور انکی جماعت کا ہے

مولوی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کی کتاب "تنقیحات" نظر سے گذری اس میں ایک مضمون ہے "دورِ جدید کی بیمار قومیں" اس مضمون میں مودودی صاحب مغربی اقوام میں تبلیغ اسلام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"یہ وقت ہے کہ مغربی قوموں کے سامنے قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو پیش کیا جائے اور انہیں بتایا جائے کہ یہ وہ مطلوب ہے جس کی طلب میں تمہاری روحیں بیقرار ہیں یہ ہے وہ امرت رس جس کے تم پیاسے ہو .... اگر تم ہلاکت سے بچنا چاہتے ہو تو قبل اس کے کہ تمہاری تہذیب ایک ہولناک صدمہ سے پاش پاش ہو کر تاریخ کی برباد شدہ تہذیبوں میں ایک اور مٹی ہوئی تہذیب کا اضافہ کرے تم کو چاہیئے کہ اسلام کے خلاف ان تمام تعصبات کو جو تمہیں قرونِ وسطیٰ کے مذہبی دیوانوں سے وراثت میں ملے ہیں اور جن کو تم نے اس دور کی تمام دوسری تاریک چیزوں سے قطع تعلق کرنے کے باوجود ابھی تک نہیں چھوڑا اپنے دلوں سے نکال ڈالو اور کھلے دل کے ساتھ قرآن اور محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو سنو (صفحہ ۲۶۔۲۷)

مودودی صاحب کا یہ مضمون ترجمان القرآن اکتوبر ۱۹۳۵ء میں شائع ہوا جسے ۷ر جون ۱۹۳۹ء کو اور مضامین کے ساتھ کتابی صورت میں شائع کر دیا گیا اس مضمون کو رسالہ میں شائع ہوئے دس سال اور کتابی صورت میں شائع ہوئے .... قریباً چھ سال ہو چکے ہیں اور ہمارا خیال ہے کہ مودودی صاحب آج بھی اس خیال کے پرجوش مؤید ہوں گے کہ یہ وقت ہے کہ مغربی قوموں کے سامنے قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو پیش کیا جائے" کیونکہ آج مغربی اقوام کے سامنے اسلام پیش کرنے کے لئے حالات پہلے سے بڑھ کر ساز گار ہیں آج یہ قومیں ایک خونین اور آتشیں جنگ کی وجہ سے اپنی بنیادوں تک ہل چکی ہیں ان کی تہذیب کو زبردست صدمہ پہنچا ہے اگر اسی قسم کے چند اور صدمات ان کی اس تہذیب کو پہنچ گئے تو مغربی تہذیب یقیناً قصۂ ماضی ہو کر رہ جائے گی ان حالات کو دیکھ کر خود

مغربی دنیا کے مفکرین پکار رہے ہیں کہ مغربی تہذیب کو ان صدمات سے بچانے کے لئے ایک نظام جدید کی ضرورت ہے بغیر ایک نظام جدید کے ان اقوام کے اندر ایک اعلیٰ درجہ کا سیاسی معاشی اخلاقی اور روحانی توازن قائم نہیں ہو سکتا یہ وقت ان اقوام کی زندگی میں ایک نقطۂ انقلاب ہے یہ بہترین موقعہ ہے کہ ان اقوام کے سامنے قرآن اور محمد رسول اللہ صلعم کو پیش کیا جائے لیکن ہم جناب مودودی صاحب سے دریافت کرتے ہیں کہ انہوں نے دس سال کے طویل عرصہ میں اس عظیم الشان کام کے لئے کیا تیاری کی ہے ان اقوام کی تاریخ اور موجودہ رجحانات کا گہری نظر سے مطالعہ کرتے ہوئے ان اقوام میں اعلائے کلمۃ الحق کے لئے کونسا لٹریچر پیدا کیا ہے اور کتنے آدمی اس کام کے لئے تیار کئے ہیں اور کتنے لوگوں کی سیرت کو اسلامی سانچے میں ڈھالا ہے تاکہ وہ تبلیغ اسلام کو ایک بلند نصب العین سمجھیں اور اس نصب العین کے حصول کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے کو تیار رہوں یا مودودی صاحب کا یہ خیال صرف خیال تک ہی محدود ہے اور محض ایک دماغی تعیش ہے وہ خیال جو عمل نہیں بن جاتا اور عملی طور پر انسانی زندگی کو متاثر نہیں کرتا وہ مردہ خیال ہوتا ہے۔ مودودی صاحب کے اس خیال نے دس سال کے طویل عرصہ میں عملی جامہ نہیں پہنا اس سے ہم یہ اندازہ کرنے پر مجبور رہیں کہ یہ سب کچھ زیب داستاں کے لئے تھا اور عملی کمزوری پر رقصاں اسلوب اور گل پوش تحریر کا پردہ ڈالنے کی ایک کوشش تھی۔ دس سال کے اس طویل عرصے نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ یہ کام مودودی صاحب کا نہیں اور نہ وہ اس کام کو کرنے کے اہل ہیں۔ مغرب میں تبلیغ اسلام کا خیال بھی مودودی صاحب نے حضرت امام عصر حاضر سے مستعار لیا ہے۔ مغرب میں تبلیغ اسلام کی بنیاد حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے رکھی اور آپ نے اپنی ملہمانہ فراست سے اس بات کو معلوم کر لیا کہ یہ وقت ہے کہ مغربی اقوام کے سامنے قرآن اور محمد رسول اللہ صلعم کو پیش کیا جائے کیونکہ اہل یورپ

کا مزاج اسلام کی طرف آ رہا ہے اور یہ قومیں یقیناً اسلام کو قبول کریں گی اور ساتھ ہی آپ نے یہ بھی وضاحت کے ساتھ فرمایا "کہ یہ میرا کام ہے اس لئے مجھ سے ہوگا یا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے" آپ کا یہ ارشاد آج ایک امر واقعہ بن چکا ہے اللہ تعالےٰ نے اس کام کی توفیق صرف آپ کے متبعین کو ہی عطا فرمائی ہے اور اس عرصہ میں کوئی دوسرا شخص اس کام کو نہیں کر سکا مودودی صاحب .... نے یہ خیال تو جماعت احمدیہ سے مستعار لے لیا لیکن دس سال کے طویل عرصہ میں آپ کو کام کی بنیاد رکھنے کی بھی توفیق نہ ملی، آخر مودودی صاحب اس بات کو جانتے ہوئے کہ یہ وقت ہے کہ مغربی قوموں کے سامنے قرآن اور محمد رسول اللہ صلعم کے طریقہ کو پیش کیا جائے" کیوں اس کام کو بروئے کار نہیں لا سکے اس کی صرف ایک ہی وجہ ہے کہ یہ کام اس شخص کا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے مامور کیا ہے اور جو اس امت کا مسیح ہے اسی لئے آپ نے فرمایا ہے

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

عید فنڈ

جماعت احمدیہ میں فی کس ایک روپیہ عید فنڈ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقرر کردہ ہے اس فنڈ کا روپیہ اشاعت اسلام کیلئے خرچ کیا جاتا ہے عید کے دن لوگ عموماً دل کھول کر خرچ کرتے ہیں۔ جماعت کے احباب کو چاہیئے کہ جہاں وہ اس دن اتنا خرچ کریں گے وہاں وہ اپنے امام کے ارشاد کے مطابق ایک روپیہ فی کس عید فنڈ ضرور ادا کریں اگر سب دوست اس فنڈ کی ادائیگی کی طرف توجہ فرمائیں تو اشاعت اسلام کیلئے بہت بڑی رقم جمع ہو سکتی ہے اور اشاعت اسلام کے بلند مقصد کو بہت تقویت پہنچ سکتی ہے امید ہے سب دوست اس کی اہمیت اور حضرت امام وقت کے ارشاد کے پیش نظر اس فنڈ کی ادائیگی کی طرف خاص توجہ مبذول فرمائیں گے۔

مساجد فنڈ

مساجد فنڈ بھی قوم کے لئے نہایت مفید تحریک ہے بیرونی جماعتوں کی تنظیم و استحکام کے لئے مساجد کی ضرورت ہے بغیر جماعتوں میں خالص دینی اور اسلامی رنگ پیدا ہو سکتا مسجد اسلامی نظام کی بنیاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کا احیا کیا اس لئے جماعت میں اسلامی خصوصیات کو ... کیلئے اپنی مساجد کا ہونا از حد ضروری ہے بہت سی بیرونی جماعتوں میں اپنی مساجد نہیں ہیں مساجد کی تعمیر کے لئے ایک روپیہ فی کس مساجد فنڈ میں ادا کرنا احمدی احباب کے لئے بڑی بات نہیں جہاں وہ اپنے خاندان کی خوشی اور زیب و زینت کے لئے خرچ کرتے ہیں وہاں انہیں چاہیئے کہ خدا کے گھر کی تعمیر کے لئے بھی کچھ خرچ کر کے فلاح دارین حاصل کریں اور اپنی قوم کو مستحکم اور مضبوط بنائیں۔

جلسہ سالانہ کے اخراجات کے لئے

تمام جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان کی خدمت میں سالانہ جلسہ کے اخراجات کیلئے اپیل بھیجی جا رہی ہے اور جہاں جہاں جماعتیں نہیں ہیں انفرادی طور پر احباب کے نام اپیل ارسال کی جا رہی ہے۔ جملہ احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ براہ مہربانی اپنی اولین فرصت میں جلسہ سالانہ کی رقم ادا فرما کر عنداللہ ماجور ہوں اس رقم کا جلسہ سے بہت پہلے آنا ضروری ہے تاکہ ضروری اشیاء بروقت خریدی جا سکیں امید ہے کہ بار بار یاد دہانی کی ضرورت نہ پڑیگی اور احباب اس طرف فوری توجہ فرمائینگے

(مرتضیٰ خاں۔ سکرٹری تحصیل)

احباب

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ بخیریت ہیں بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— جناب سید عبدالمجید صاحب سابق جج کپورتھلہ چند ماہ سے بیمار چلے آتے ہیں اب ان کی طبیعت نسبتاً بہتر ہوئی ہے بزرگان اور احباب سلسلہ ان کی کامل صحت و عافیت کے لئے دعا فرمائیں۔

— یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں مسرت سے سنی جائیگی کہ ہماری جماعت کے نوجوان دوست خان بشارت احمد خاں صاحب انسپکٹر پولیس خوشاب ضلع سرگودھا خدا تعالیٰ کے فضل سے ترقی کر کے ڈی۔ ایس۔ پی ہو گئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو یہ ترقی مبارک کرے اور اس عہدہ کے فرائض کو سرانجام دیتے ہوئے بلند اسلامی نمونہ پیش کرنیکی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ضروری تصحیح - پیغام صلح کی کسی گذشتہ اشاعت میں ضیاء الرحمٰن صاحب پسر محترم شیخ فضل الرحمٰن صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہونیکی خبر درج ہوئی تھی۔ اس میں غلطی سے ضیاء الرحمٰن کی جگہ عزیز الرحمٰن لکھا گیا احباب تصحیح فرمالیں۔

سانحۂ ارتحال پیغام صلح کے گذشتہ پرچہ میں سید سکندر شاہ صاحب احمدی ضلع کوہاٹ کی علالت کی خبر شائع ہوئی تھی لیکن اب ہمارے مکرم دوست عبدالباقی صاحب جج ضلع کوہاٹ اطلاع دیتے ہیں کہ سید سکندر شاہ صاحب فوت ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سید صاحب مرحوم نہایت مخلص سرگرم احمدی تھے اور سلسلہ کے پرانے بزرگ تھے

حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب کا مقام

بشارات نبویہ و الہامات و ارشادات حضرت مسیح موعودؑ کی روشنی میں

از محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

قسط نمبر ۹

حضرت امیر ایدہ اللہ کا دوبارہ دکھلایا جانا

میں پہلے بتلا چکا ہوں کہ "منصور" کے متعلق حضرت اقدسؑ نے لکھا کہ وہ حضورؑ کو دوبارہ دکھلایا جائیگا چنانچہ ایک دفعہ تو جون ۱۹۰۴ء میں حضرت مولوی محمد علی صاحب منصور کر کے اس وقت دکھلائے گئے جس وقت کہ آپ کو حضور کے ساتھ یگانگت تامہ حاصل ہو چکی تھی جیسا کہ گزشتہ اقساط میں ثابت کیا جا چکا ہے اور دوسری دفعہ اب نومبر ۱۹۰۶ء میں دکھلائے جاتے ہیں جبکہ حضورؑ اس دنیا فانی سے رخصت ہونے والے ہیں اور حضرت مولوی صاحب نے سلطان القلم کی حیثیت سے حضور کے مظہر ہونے کے حضورؑ کا قائم مقام بن کر دنیا میں کام کرنا ہے چنانچہ وہ رؤیا حسب ذیل ہے۔ رؤیا نومبر ۱۹۰۶ء "دیکھا کہ میں ایک گھوڑے پر سوار ہوں۔ اور کسی طرف جا رہا ہوں۔ جاتے جاتے ہوئے آگے بالکل تاریکی ہو گئی۔ تو میں واپس آ گیا۔ اور میرے ساتھ کچھ عورتیں بھی ہیں واپس ہوتے ہوئے بھی راستہ میں گرد و غبار کے سبب تاریکی ہو گئی۔ اور گھوڑے کی باگ کو میں نے ہاتھ میں پکڑا ہے۔ چند قدم چل کر روشنی ہو گئی۔ آگے دیکھا کہ ایک بڑا چبوترہ ہے۔ اس پر اتر پڑا۔ وہاں چند ایک لڑکے ہیں۔ انہوں نے شور مچایا کہ مولوی عبدالکریم آ گئے۔ پھر میں نے دیکھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم آ رہے ہیں ان کے ساتھ میں نے مصافحہ کیا۔ اور السلام علیکم کہا۔ مولوی صاحب مرحوم نے ایک چیز نکال کر مجھے بطور تحفہ دی۔ اور کہا۔ کہ بشپ جو پادریوں کا افسر ہے۔ وہ بھی اس سے کام چلاتا ہے۔ اور وہ چیز اس طرح سے ہے جیسا کہ خرگوش ہوتا ہے۔ بادامی رنگ۔ اس کے آگے ایک بڑی نالی لگی ہوئی ہے اور نالی کے آگے قلم لگا ہوا ہے اس نالی کے اندر ہوا بھر جاتی ہے۔ جس سے وہ قلم بغیر محنت کے بآسانی چلنے لگتا ہے۔ میں نے کہا۔ میں نے یہ قلم نہیں منگوایا۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے منگوایا ہوگا۔ میں نے کہا اچھا میں مولوی صاحب کو دیدوں گا۔ اس کے بعد بیداری ہو گئی۔ فرمایا عورتوں سے مراد کمزور لوگ ہو سکتے ہیں۔ اور خدا نے قرآن شریف میں امت کے نیک بندوں کو بھی فرعون کی عورت اور مریم سے تشبیہ دی ہے۔ اور قلم سے مراد یہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مولوی محمد علی صاحب کے دل میں ایسی طاقت پیدا کر دے۔ کہ وہ مخالفوں کے رد میں اعلیٰ مضامین لکھیں۔ واللہ اعلم بالصواب"

رؤیا میں آٹھ امور

مندرجہ بالا رؤیا میں آٹھ امور بالکل واضح ہیں۔

(۱) آسمان سے ایک تحفہ کا آنا (۲) مولوی عبدالکریم صاحب جیسے عظیم الشان مبارک انسان کی روح کا اس تحفہ کو لانا یہ دونوں امور اس تحفہ کی اہمیت اور عظمت شان اور اس کے مبارک ہونے پر صاف دلالت کرتے ہیں۔ (۳) یہ ایسا تحفہ ہے جس سے بشپ جو پادریوں کا افسر ہے وہ بھی کام چلاتا ہے اس جگہ بشپ اور پادریوں کا لفظ قابل تشریح ہے یہ تو ظاہر ہے کہ اس عالم ظاہر میں موجودہ زمانہ میں جو پادری یا بشپ ہیں وہ تو مراد ہو نہیں سکتے کیونکہ وہ قلم جس سے یہ لوگ کام لیتے ہیں آسمانی قلم ہی نہیں ہو سکتی ان کا آسمانی تائید و نصرت سے محروم ہونا تو مسلم ہے اسلئے رؤیا میں بشپ اور پادری کا ذکر کرتے اور ساتھ ہی ان کے متعلق یہ بھی ذکر کرے کہ وہ آسمانی تحفہ سے کام لیتے ہیں تو اس سے صاف پتہ لگ گیا کہ یہاں یہ الفاظ اپنے حقیقی معنی کے لحاظ سے مستعمل ہوئے ہیں اب جب ہم لغت میں ان الفاظ کے معنی دیکھتے ہیں تو وہاں ہمیں پادری کے معنی خادم دین کے ملتے ہیں ان معنوں کے لحاظ سے رؤیا کے فقرہ کے معنی یہ ہوں گے کہ خادم دین کا جو افسر ہوتا ہے وہ بھی اسی تحفہ سے کام لیتا ہے آپ بھی چونکہ خدام دین کے افسر ہیں اس لئے آپ بھی اس تحفہ سے کام لیں اور آپ کے بعد جس نے بھی خدام دین کا افسر بننا ہے وہ بھی اسی تحفہ سے کام لے۔

(۴) وہ تحفہ کیا ہے؟ وہ ایک ایسی چیز ہے جس کے آگے نالی لگی ہوئی ہے نالی کے آگے قلم لگا ہوا ہے نالی کے اندر ہوا بھر جاتی ہے اور اس سے قلم بغیر محنت کے بآسانی چلنے لگتا ہے۔ اس کی تعبیر صاف ہے کہ ایسا شخص جسکو یہ تحفہ دیا جاتا ہے وہ اپنے اپنے درجہ کے مطابق روح القدس سے تائید یافتہ ہوتا ہے نبی اپنے درجہ کے مطابق مجدد اپنے درجہ کے مطابق اور ان کا قائم مقام اپنے درجہ کے مطابق اور ان سب کو دشمن کے مقابلہ کے لئے خاص قوت عطا کی جاتی ہے اور باطل کو کچلنے کیلئے خاص ہمت اور استقلال دیا جاتا ہے۔ ان کے لئے مشکلات دین روح القدس کی مدد سے حل ہو جاتے ہیں چنانچہ نبی کریم صلعم کے زمانہ میں سب سے مقدم یہ چیز نبی کریم صلعم کو ملی پھر آپ کی طفیل صحابہ کرام رضہ کو عطا ہوئی پھر آپ کے بعد مجددین کو ملتی رہی اور ان کے واسطہ سے ان کے پیروان اس سے حصہ پاتے رہے جیسا کہ حضرت اقدسؑ فتح اسلام کے صفحہ ۹ کے حاشیہ پر فرماتے ہیں "تجدید دین وہ پاک کیفیت ہے کہ اول عاشقانہ جوش کیساتھ اس پاک دل پر نازل ہوتی ہے کہ جو مرتبہ مکالمہ الٰہی کے درجہ تک پہنچ گیا ہو پھر دوسروں میں جلد یا دیر سے اس کی سرایت ہوتی ہے جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہیں وہ نرے استخوان فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہیں خدا تعالیٰ انہیں ان تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں اور ان کی باتیں از قبیل جوشیدن ہوتی ہیں نہ محض از قبیل کوشیدن اور وہ حال سے بولتے ہیں نہ مجرد قال سے اور خدا تعالیٰ کے الہام کی تجلی ان کے دلوں پر ہوتی ہے اور وہ ہر ایک مشکل کے وقت روح القدس سے سکھلائے جاتے ہیں اور ان کی گفتار اور کردار میں دنیا پرستی کی ملونی نہیں ہوتی کیونکہ وہ بکلی مصفا کئے گئے اور بتمام و کمال کھینچے گئے ہیں"

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ پہلے مجدد ان نعمتوں کا تو وارث ہوتا ہے جو رسولوں اور نبیوں کو ملتی ہیں بعد میں ان کے خاص مخلصین میں وہ نعمتیں سرایت کر جاتی ہیں اور روح القدس کی تائید سے وہ بھی بہرہ ور ہوتے ہیں، یہ زمانہ چونکہ قلم کا زمانہ ہے اور اسلام کی برتری دیگر مذاہب پر قلم کے ذریعہ ہی ظاہر کی جا سکتی ہے اس لئے روح القدس کا نزول بھی اسی شکل میں ہونا ضروری ہے سو رؤیا کے اس حصہ میں بتلایا گیا ہے کہ جس کو بھی خدام دین کی جماعت دی جائیگی اور جو بھی ان کا سردار بنایا جائیگا اس کے ساتھ روح القدس کی تائید اسی رنگ میں ہو گی کہ اس کے دل پر علوم حقہ کا نزول ہوگا اور ایسے زبردست دلائل اس کو سکھلائے جائیں گے جن کے مقابلہ پر دشمن اسلام اپنے آپ کو مغلوب اور لاجواب یقین کرے گا نیز اسلام کو پھیلانے اور اس کی خوبیوں کے سورج کو چڑھانے کی ایسی قوت اسے عنایت کی جائے گی جس کے سامنے دیگر مذاہب کے ستاروں کی روشنی ماند پڑ جائے گی۔

(۵) پانچویں بات اس خواب سے یہ واضح ہوئی ہے کہ وہ قلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہے لیکن حضرت اقدسؑ نے وہ قلم نہیں منگوایا جس کے معنی صاف ہیں کہ وہ قلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضورؑ کے لئے نہیں بلکہ کسی اور شخص کے لئے بھیجا گیا ہے حضورؑ نے کیوں نہیں منگوایا اس لئے کہ حضورؑ کو تو وہ ملا ہوا ہے اور حضورؑ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلطان القلم کا لقب حاصل کر چکے ہوئے ہیں جیسا کہ حضورؑ اپنے الہام "کتاب الولی ذوالفقار علیؓ" کی تشریح فرماتے ہوئے فرماتے ہیں:- "یہ مقام دار الحرب ہے پادریوں کے مقابلے ہیں۔ اس لئے ہم کو چاہیئے کہ ہرگز بیکار نہ بیٹھیں۔ مگر یاد رکھو ہماری حرب ان کے ہمرنگ ہے۔ جس قسم کے ہتھیار لیکر میدان میں وہ آئے۔ اسی طرز کے ہتھیار ہم کو لیکر نکلنا چاہیئے اور وہ ہتھیار ہے قلم یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام سلطان القلم رکھا اور میرے قلم کو ذوالفقار علی فرمایا۔" (تذکرہ حاشیہ صفحہ ۶۲)

(۶) چھٹی بات کہ یہ قلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور تحفہ حضرت اقدسؑ کے لئے نہیں آئی تو پھر کس کے لئے آئی یہ بھی رؤیا میں بالکل واضح ہے یعنی یہ آسمانی تحفہ یہ مبارک قلم مبارک روح کے ہاتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب کے لئے بھیجی گئی جس کے معنی جیسا کہ خود حضرت اقدسؑ نے واضح کر دیا ہے یہی تھے کہ آپکے سینہ کو علوم حقہ سے بھر دیا جائے گا اور آپ کو اسلام کی تائید میں اعلیٰ سے اعلیٰ مضامین لکھنے کی توفیق عطا کی جائے گی۔ چنانچہ وقوع میں بھی ایسا ہی آیا حضرت اقدسؑ کی وفات کے بعد آپ کی قلم تائید دین متین میں ایسی آسانی سے چلی ہے کہ دنیا دنگ رہ گئی سبحان اللہ حضرت اقدسؑ کا یہ رؤیا کس شان کیساتھ حضرت مولانا کے وجود میں پورا ہوا ہے کہ دیکھکر مومن کا اگر ایک طرف اللہ تعالیٰ کی ہستی پر یقین بڑھتا ہے تو دوسری طرف محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت کی حقیقت اور حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کی صداقت پر ایمان زیادہ وتازہ ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب حقیقی معنی میں شعائر اللہ میں سے ہیں اور اگر تمام جماعت میں صحیح معنی میں سلطان القلم کا مظہر کہلانے کا کوئی مستحق ہے تو وہ آپ ہی کا وجود ہے حضرت اقدسؑ نے مندرجہ ذیل ڈائری میں آپ کو خدمت دین میں یگانہ قرار دیا ہے اور فی الحقیقت اس وقت تک آپ یگانہ ہی ہیں جماعت میں صحیح معنی میں آپ کا کوئی نظیر پیدا نہیں ہوا اور ہوتا بھی کس طرح جبکہ خدام الدین کے سردار والی قلم صرف آپ ہی کو ملی اور آپ ہی اس قلم سے کام لینے کے اہل تھے۔ بہرحال حضورؑ کی وہ ڈائری حسب ذیل ہے:-

حضرت امام الزمان کی ڈائری

۲۹ر نومبر ۱۹۰۵ء۔ قبل ظہر

مدرسہ سے کیا غرض ہے؟ فرمایا ہماری غرض مدرسہ کے اجراء سے محض یہ ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کیا جائے۔ مروجہ تعلیم کو اس لئے ساتھ رکھا ہے کہ یہ علوم خادم دین ہوں۔ ہماری یہ غرض نہیں کہ ایف۔ اے یا بی۔ اے پاس کر کے دنیا کی تلاش میں مارے مارے پھریں۔ ہمارے پیش نظر تو یہ امر ہے کہ ایسے لوگ خدمت دین کے لئے زندگی بسر کریں اور اسی لئے مدرسہ کو ضروری سمجھتا ہوں کہ شاید دینی خدمت کے لئے کام آسکے۔ مشکل یہ ہے کہ جس کو ذرا بھی استعداد ہو جائے وہ دنیا کی طرف جھک جاتا ہے۔ میں چاہتا ہوں ایسے لوگ پیدا ہوں جیسے مولوی محمد علی صاحب کام کر رہے ہیں۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں اب وہ اکیلے ہیں کوئی ان کا ہاتھ بٹانے والا قائم مقام نظر نہیں آتا" (منقول روزنامہ الحکم۔ ۳ر نومبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۵ کالم اوّل ۲۲ شوال ۱۳۲۳ھ)

(۷) ساتویں بات اس رؤیا سے یہ واضح ہوتی ہے کہ حضرت اقدسؑ اس دنیا سے جلد رخصت ہونے والے ہیں اور حضورؑ کو بحیثیت سلطان القلم ہونے کے جو قلم ملی ہوئی

(باقی بر صفحہ ۸)

تم لوگ اپنی الہامی کتاب سے دعوے اور دلیل کو پیش کرو اور ہم قرآن مجید سے اپنے دعوے اور دلیل کو پیش کریں گے کس قدر ایمان تھا آپ کو قرآن مجید کی صداقت پر۔

جماعت کو ہدایت

ہماری جماعت کو ان خصوصیات کو اپنے اندر پیدا کرنے کی بڑی ضرورت ہے میں اپنی جماعت کو ہدایت کرنا چاہتا ہوں کہ قرآن مجید کو نہایت باقاعدگی کے ساتھ پڑھیں دوسروں کو پڑھائیں اور قرآن پر عمل کریں اور قرآن کو آگے پہنچائیں۔ قرآن پر عمل کرنا اور اس کو آگے پہنچانا بہت مشکل کام ہے میں آہستہ آہستہ ان باتوں کو آپ کے سامنے لاؤں گا قرآن پر عمل کرنا اور اس کو آگے پہنچانا ہی سفیر بننا ہے یہ بڑی عزت کا مقام ہے کہ تم قرآن کے سفیر بن جاؤ اگر تم اس کام کو اختیار کرو گے تو خدا تمہاری قوم کو بہت عزت دے گا۔

میں قادیان کے جھگڑے کو ختم کرنا چاہتا ہوں

میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ جتنی ہماری قوت باہم جھگڑوں پر صرف ہو رہی ہے یہ ہمارے کام کو نقصان پہنچا رہی ہے۔ خدا اس بات کو جانتا ہے کہ میں قادیان کے اس جھگڑے کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ لوگ مجھے کہتے ہیں کہ قادیان سے ایک روزانہ اخبار ہمارے خلاف لکھتا ہے اور اخبار اور رسالے بھی ہیں اور ایک رسالہ تو صرف ہمارے لئے وقف ہے اس کے بالمقابل ہمیں بھی ایک رسالہ نکالنا چاہیئے لیکن میں چاہتا ہوں کہ ہماری یہ قوت بھی قرآن کو دنیا میں پہنچانے پر صرف ہو۔

میں بحث اور مباہلہ کرنے کو تیار ہوں

میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ اب یہ قادیان اور لاہور کا جھگڑا ختم ہونے کو ہے میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ میں اس بات پر بحث کرنے کو تیار ہوں کہ: حضرت مرزا صاحب نے ۱۹۰۱ء میں اپنا عقیدہ دربارۂ نبوت تبدیل نہیں کیا اور اس بات پر مباہلہ کرنے کو تیار ہوں کہ میں نے شروع سے لیکر آخر تک حضرت مسیح موعود کے بارہ میں اپنے عقیدہ میں تبدیلی نہیں کی۔ غور کیجئے کہ حضرت مسیح موعود نے وہ کیا عقیدہ تبدیل کیا کہ ساری جماعت میں سے ایک شخص نے بھی اپنا عقیدہ تبدیل نہ کیا قادیان کے لوگ کیوں باہر نہیں نکلتے اور حلف نہیں اٹھاتے کہ انہوں نے ۱۹۰۱ء میں اپنا عقیدہ تبدیل کیا تھا اس جماعت میں سے ایک شخص نکل آئے جسے ۱۹۰۱ء سے پہلے کی ہوش ہو تا کہ اس کے اندر خلیفہ صاحب بھی شامل ہو سکیں وہ حلف اٹھائیں کہ میں نے اپنا عقیدہ ۱۹۰۱ء میں تبدیل کر لیا تھا میں ان کے ساتھ اسی بات پر مباہلہ کروں گا اب یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی ہے کہ ۱۹۰۱ء میں ہماری جماعت میں سے کسی نے اپنا عقیدہ تبدیل نہیں کیا۔ حضرت صاحب نے جب عقیدہ تبدیل کیا کہ آپ کے ایک پیرو نے آپ کا ساتھ نہ دیا اور آپ کے ساتھ اپنا عقیدہ تبدیل نہ کیا اور اگر کسی نے کیا ہے تو میاں محمود احمد صاحب نے ہی کیا ہے تو وہ حلف اٹھائیں کہ انہوں نے ۱۹۰۱ء میں اپنا عقیدہ تبدیل کیا تھا میں اور میرے ساتھی ۱۹۱۵ء سے حلف اٹھا رہے ہیں کہ ۱۹۰۱ء میں ہم نے اپنا عقیدہ تبدیل نہیں کیا سال گذشتہ پھر حلف اٹھائی اب پھر حلف اٹھائی اور پھر بھی اٹھانے کو تیار ہوں

آپ کا فرض ہے قرآن کو دنیا میں پہنچائیں

میں کہتا ہوں کہ اب یہ جھگڑا ختم ہونے کو ہے کیونکہ قادیانیوں پر اتمام حجت ہو چکا ہے اب ضرورت ہے کہ اپنی تمام قوت کو قرآن کے پہنچانے پر صرف کیا جائے قرآن پر عمل کرنے کی عادت پیدا کرو اور اس سے قرآن پر عمل کرنے کی دنیا میں ایک رو پیدا کرو جب یہ رو پیدا ہو جائے گی تو یہ کام بڑا آسان ہو جائے گا۔ آپ لوگوں نے حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کی ہے آپ کا فرض ہے کہ قرآن مجید کو دنیا میں پہنچائیں اور قرآن مجید کو پڑھنے پڑھانے اور اس کے مفہوم کو سمجھ کر اس پر عمل کرنے اور اس کو آگے پہنچانے کی ایک رو پیدا کریں اللہ تعالیٰ میرا بھی اور آپ کا بھی ناصر ہو۔

(بقیہ از صفحہ ۵)

دس کا اسلام کے نظام کا آئینہ دار ہونا جیسے کہ اس کا اقرار دشمن* بھی کرنے پر مجبور ہوا کیا تم اسی امر کو موجب اعتراض قرار دیتے اور اسے شک و شبہ کی نظروں سے دیکھتے ہو؟ بریں عقل و دانش بباید گریست۔ ان تمام جملہ دلائل و براہین کی نسبت جو علمی و منطقی حیثیت رکھتے ہیں، سب سے اعلیٰ سب سے برتر سب سے کارگر سب سے کامیاب اور اعجاز پیدا کرنے والی دلیل تو یہی ہے کہ کسی مذہب کے اجتماعی عمل اور نظام سوسائٹی کا زندہ نمونہ قائم کر کے دکھلا دیا جائے۔ اے عقلمندو کیا تم اسی برہان و حجت پر معترض اور اس کو مٹانے کے درپے ہو مگر دل سے اسلام کے داعی اور اس کے مبلغ بنے پھرتے ہو۔ کاش تم سمجھتے؛

---

* ڈاکٹر اقبال کا بیان کہ:- "اگر ٹھیٹھ اسلامی تہذیب کا نمونہ اس زمانہ میں دیکھنا ہو تو جماعت احمدیہ کے نمونہ کو پنجاب میں جا کر دیکھو" (تقریر ۱۱ء علیگڈھ)

متفرقات

ایک قابل تقلید نمونہ

ہماری لائل پور کی جماعت میں اللہ کریم کے فضل و کرم سے بڑے بڑے بزرگ ہیں جو انتہائی دولت مند ہونے کے باوجود دیندار ہیں اور ان کا خدا سے تعلق ہے ان کی اسلامی وضع قطع۔ نماز روزہ میں شغف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عشق مخلوق کی خدمت خدا کی راہ میں خرچ۔ گھروں میں اسلامی پردے کا رواج۔ اولاد کی دینی تعلیم کا فکر وغیرہ یہ سب چیزیں ایسی ہیں جو ان بزرگوں میں بالاتفاق پائی جاتی ہیں اللھم زد فزد۔

حال ہی میں ایک واقعہ ہوا۔ احباب کی دلچسپی کے لئے اس کا ذکر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ اخویم میاں مولا بخش صاحب آف غلہ منڈی لائل پور نے وصیت فنڈ میں تین ہزار روپیہ دینے کا وعدہ فرمایا تھا مگر کسی وجہ سے غلطی سے اخبار میں ان کے نام کے ساتھ بجائے تین ہزار کے پندرہ ہزار روپے کی رقم شائع ہو گئی تھی۔ جب میں میاں صاحب موصوف سے ملا تو ہنس کر فرمانے لگے معلوم ہوتا ہے کہ خدا مجھ سے تین ہزار کے بجائے پندرہ ہزار روپیہ چاہتا ہے اور میں اب پندرہ ہزار روپیہ کا وعدہ کرتا ہوں۔ اللہ کریم میاں صاحب ممدوح کو جزائے خیر دے۔ ان کے نمونہ میں ہم سب کے لئے ایک بڑا بھاری سبق ہے خدا کو ہمارے روپے سے محبت نہیں بلکہ اس جذبہ سے محبت ہے جس جذبہ سے ہم خدا کا دیا ہوا مال خدا کے حضور پیش کرتے ہیں۔ (مرزا مظفر بیگ ساطع۔ لائلپور)

دہلی میں تبلیغی جدوجہد

۸ر نومبر کو الحاج جناب اکرام اللہ خاں صاحب کے مکان واقع موری گیٹ دہلی پر ایک تبلیغی مجلس منعقد ہوئی احباب جماعت کے علاوہ غیر از جماعت احباب نے بھی شمولیت کی، جناب مولوی عبدالرحمن صاحب جالندہری اور جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی نے علی الترتیب مؤثر انداز میں اسلام کے جسمانی اور روحانی کمالات پر تقاریر کیں جناب خان صاحب موصوف نے اختتام جلسہ پر حاضرین کی تواضع شیرینی اور چائے سے کی دہلی میں حلقہ تبلیغ کو وسیع تر کرنے کے لئے اور تحریری اور تقریری طور پر سلسلہ کے پیغام کو ہر طبقہ میں پہنچانے کے لئے خاص طور پر جدوجہد ہو رہی ہے، اس ضمن میں جناب اکرام اللہ خاں صاحب کی مساعی کو خاص طور پر دخل ہے۔ (نامہ نگار)

وفات حسرت آیات

قاضی میر احمد صاحب ایڈیشنل کمشنر پشاور ایک قیمتی وجود تھے اور حال ہی میں ان کا انتقال ہو گیا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کو ایک عرصہ سے قرآن پاک سے عشق تھا پشاور میں قرآن کلاس جاری کر رکھی تھی جس میں اعلیٰ طبقہ کے لوگ شریک ہوتے ہیں لائلپور میں بھی انہوں نے خط و کتابت کی اور ہم نے یہاں بھی قرآن کلاس جاری کر دی جو ہر جمعرات کو باقاعدگی سے ہوتی ہے۔ اور شہر کے معززین حکام اور رؤسا بڑے شوق سے شرکت کرتے ہیں۔ گذشتہ سے پیوستہ جمعرات راجہ غلام رسول صاحب ایگزیکٹو آفیسر کے مکان پر کلاس تھی۔ تمام احباب نے قاضی صاحب مرحوم کی وفات کی خبر کو دلی رنج سے سنا دعائے مغفرت کی اس کے بعد آپ کی تعزیت پر ہمدردی کا ایک ریزولیوشن پاس کیا گیا اللہ کریم قاضی صاحب مرحوم کو غریق رحمت کرے اور ان کا لگایا ہوا پودا (قرآن کلاس) پھلے اور پھولے۔ آمین۔ (مرزا مظفر بیگ ساطع۔ لائلپور)

امتحان مطالعہ قرآن

۱۸ر نومبر کی بجائے ۲ر دسمبر کو ہوگا

کسی گذشتہ اشاعت میں یہ اعلان کیا گیا تھا کہ امتحان مطالعہ قرآن ۱۸ر نومبر کو منعقد ہوگا لیکن اب بعض احباب کی درخواست پر حضرت امیر ایدہ اللہ نے اس امتحان کو ۲ر دسمبر پر ملتوی کر دیا ہے اس لئے تمام وہ احباب جنہوں نے اس امتحان میں شمولیت کے لئے اپنے نام دے رکھے ہیں نوٹ کر لیں کہ ۲ر دسمبر کو قرآن کریم کی ابتدائی دو سورتوں (بقرہ اور آل عمران) کا تحریری امتحان انہیں دینا ہوگا۔ بیرونی امیدواروں کو پرچہ سوالات براہ راست ان کے نام بھیجا جائیگا اس اعتماد پر کہ وہ تاریخ امتحان اور وقت مقررہ پر اسے کھولیں تو جواب لکھتے ہوئے بیان القرآن یا کسی اور ترجمہ قرآن سے امداد نہ لیں گے ان باتوں کا حلفی اقرار ہر امیدوار کو پرچہ جواب کے آخر میں اپنے قلم سے لکھنا ہوگا جو دوست بیماری یا کسی معقول عذر کی بنا پر تاریخ معینہ پر امتحان نہ دے سکیں ان کی طرف سے اطلاع آنے پر کوئی اور موزوں تاریخ ان کے لئے مقرر کی جائیگی۔ جن دوستوں نے ابھی تک اس امتحان میں شمولیت کے لئے درخواستیں نہیں بھیجیں اگر وہ شامل ہونا چاہتے ہوں تو مہربانی فرما کر جلد از جلد اپنی درخواستیں بھیجدیں۔ والسلام

خاکسار۔ عبد اللہ۔ جنرل سکرٹری۔ انجمن

سفرِ کشمیر

بہائیت پر تبادلۂ خیالات

از جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع لائلپور

(۲)

ایک نئے نبی اور رسول کی بھی خوب رہی۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مکرم چودھری صاحب آپ ہمارے گھر سے بگڑے مگر آگے اپنے گھر پر بھی نہ پہنچے۔ اور بیچ میں ہی کیمپ لگا کر بیٹھ گئے۔ جناب بہاء اللہ کا دعوے نبوت اور رسالت کا نہیں کہ انہیں معیار رسالت پر پرکھا جائے ان کا دعوے الوہیت کا ہے اور ہم انہیں معیار الوہیت پر پرکھیں گے۔ کیا آپ اس کے لئے تیار ہیں؟ اس پر مکرم چودھری صاحب نے میری مندرجہ بالا باتوں میں سے تو کسی بات کو نہ چھوا صرف اسی چیز پر زور دینے لگے کہ جناب بہاء اللہ کا اصل دعوے نبوت اور رسالت کا ہے ۔۔ کہ مظہریت اور الوہیت کا رنگ صرف مجازی طور پر ہے۔ چودھری صاحب کو یہ پوائنٹ بہت کمزور تھا اس لئے بعض اوقات چودھری صاحب ضرورت سے زیادہ جوش دکھاتے اور بیت پست چلے جاتے میں انہیں اوپر اٹھاتا اور انہیں ان کے پست الفاظ پر توجہ دلاتا۔

میں نے چودھری صاحب کو توجہ دلائی کہ یہ چند روزہ جوش ہے۔ ہمارے سید محمد امین شاہ صاحب گیلانی مولوی فاضل کی طرح آخر سمجھ آ جائے گی۔ گیلانی صاحب نے بھی بہائیت کو قبول کر کے کس قدر جوش دکھایا تھا مگر آج وہی گیلانی صاحب ہیں جو حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے قدموں میں پھر واپس آ گئے ہیں مجھے گیلانی صاحب نے ترک بہائیت کے بعد اپنی زبان سے تین باتیں بتلائیں جو آپ کے فائدہ کے لئے ذکر کر دیتا ہوں۔

(۱) گیلانی صاحب نے فرمایا کہ جب میں بہائی تھا تو ایک رات خواب میں دیکھا کہ میں مر گیا ہوں۔ جموں کے احمدی اکٹھے ہوئے اور مجھے غسل دے کر کفن پہنایا۔ اور میں یہ سب کچھ دیکھ رہا ہوں۔ اس کے بعد نماز جنازہ ادا کی گئی اور مجھے قبرستان پہنچایا گیا اور میری نعش کو قبر میں رکھا گیا۔ قبر برابر کی گئی۔ میں صرف بول نہیں سکتا مگر دیکھ سب کچھ رہا ہوں۔ جب تمام احمدی اپنے اپنے گھروں کو رخصت ہو گئے اور میں قبر میں لیٹا ہوں تو مجھے محسوس ہوا کہ میرے پاؤں کی طرف سے کوئی چیز میری پیٹھ کے نیچے پہنچی ہے میں سخت گھبرایا کہ شاید عذاب قبر شروع ہونیوالا ہے اتنے میں اس چیز نے میری ریڑھ کی ہڈی پر اپنا انگوٹھا رکھ کر زور سے دبایا۔ مجھے سخت درد ہوا مگر میں نے اسے برداشت کیا اور اسی طرح قبلہ رخ لیٹا رہا۔ اس کے بعد اس چیز نے دوبارہ اپنے انگوٹھے سے پہلے سے بہت زیادہ دبایا بیحد درد اور تکلیف ہوئی مگر مجھے حوصلہ پڑتا تھا کہ اس چیز کا مقابلہ کر دوں، قبر دو دیش ہو جائے دو دیش پھر ضبط سے کام لیا۔ اب کیا تھا اس چیز نے میری ریڑھ کی ہڈی کو بیحد زور سے دباتے ہوئے بہت کرخت آواز میں غصہ میں بہت زور سے کہا۔ "تم بہاء اللہ کو مانتے ہو"۔ گیلانی صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے اس قدر تکلیف ہوئی کہ میں نے قبر سے باہر چھلانگ لگا دی آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ میری چارپائی اور بستر دور پڑا ہے اور میں زمین پر کھڑا ہوں بہت دیر تک خوفزدہ رہا اور مجھے اپنا بستر قبر ہی نظر آتا تھا۔ دوسرے دن چودھری عبد الرحمٰن صاحب سے (یعنی آپ سے اور آپ اس وقت بہائی نہ تھے) اس خواب کا ذکر کیا تو چودھری صاحب نے فرمایا، کہ گیلانی صاحب۔ خدا نے آپ کو خواب میں علم دیا کہ بہاء اللہ جھوٹا ہے اور آپ اس سے الگ ہو جائیں۔ میں نے اس موقعہ پر دیکھا کہ چودھری صاحب نے اس واقعہ اور اپنی تعبیر کی کوئی تردید نہیں کی اس لئے میں نے سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے آگے بیان کیا کہ گیلانی صاحب نے فرمایا کہ میں نے چودھری عبد الرحمٰن صاحب کی تعبیر کی کوئی پروا نہیں کی اور کہا کہ خواب معیار صداقت نہیں ہم تو بہاء اللہ کو دلائل سے پرکھیں گے۔

(۲) اس کے بعد گیلانی صاحب کو مقام داتہ ضلع ہزارہ جانے کا اتفاق ہوا فرمایا کہ وہاں ایک مجذوب سے ملاقات ہوئی اس مجذوب نے صرف اتنا کہا کہ "خبردار مرزا غلام احمد کا دامن نہ چھوڑنا"۔ مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ اس شخص کو کس طرح علم ہو گیا کہ میں حضرت مرزا صاحب کا دامن چھوڑ کر بہائی بن چکا ہوں پہلا واقعہ خواب کا تھا یہ دوسرا واقعہ بیداری کا ہے۔ مگر میں نے اپنے دل کو پھر مضبوط کیا اور سنبھالا کہ خواب اور مجذوب کی باتیں معیار صداقت نہیں ہم بہاء اللہ کو دلائل سے پرکھیں گے۔

(۳) اس کے بعد گیلانی صاحب کو سرینگر جانے کا اتفاق ہوا۔ فرمایا کہ وہاں ان ایام میں بہائی جماعت کے نامی مبلغ مولوی محفوظ الحق صاحب علمی تشریف فرما تھے۔ اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے مولوی عمر الدین صاحب شملوی پہنچے ہوئے تھے۔ بہائی مبلغ مولوی محفوظ الحق صاحب علمی اور مولانا عمر الدین صاحب شملوی کا پبلک مناظرہ طے ہوا۔ تجویز ہوئی کہ ایسا صدر چنا جائے جو شکست و فتح کا فیصلہ دے سکے۔ مولانا عمر الدین صاحب نے فرمایا کہ ہمیں امین شاہ صاحب گیلانی اس صدارت کے لئے منظور ہیں وہ اگرچہ بہائی ہیں مگر مجھے ان کی دیانت پر بھروسہ ہے

مناظرہ شروع ہوا نتیجہ یہ کہ بہاء اللہ کی صداقت پر وہ دلائل جن پر مجھے ناز تھا اور جن کی وجہ سے میں نے خواب کے اشارہ کو ہیچ سمجھا اور مجذوب کی نصیحت پر کان نہ دھرا ایک ایک کر کے مولوی محفوظ الحق صاحب علمی نے پیش کئے مگر مولانا عمر الدین صاحب شملوی نے ان دلائل کے ٹکڑے اڑا دیئے۔ میری آنکھیں کھل گئیں کہ اللہ اللہ یہ وہ دلائل تھے جنہیں ہم لئے پھرتے تھے۔ مناظرہ ختم ہونے پر میں نے فیصلہ کر دیا کہ مولوی محفوظ الحق صاحب کو مولانا عمر الدین صاحب شملوی کے مقابلہ پر شکست فاش نصیب ہوئی۔

گیلانی صاحب بہاء اللہ کو ترک کر کے پھر حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے مبارک قدموں میں آ گئے اور اب سنا ہے کہ بہائیت پر اپنی تحقیقات قلمبند فرما رہے ہیں جو کتابی صورت میں شائع کر دی جائے گی۔ اللہ کریم انہیں توفیق دے اور ہمت دے۔ آمین۔

چودھری عبد الرحمٰن صاحب بار بار معیار نبوت پر بہاء اللہ کی صداقت کو پرکھنے کا زور دیتے ہیں اور میں ان کے اصرار کو بے معنی قرار دیتا ہوں۔ آخر انصاف ان کے برادر خورد سے کرایا گیا کہ اگر بہاء اللہ کا دعویٰ الوہیت کا ثابت ہو تو پھر ایسے دعویدار کو معیار رسالت پر پرکھنا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے؟ چودھری صاحب مکرم کے برادر خورد چودھری عبد المجید صاحب نے فرمایا کہ فی الواقعہ اگر بہاء اللہ کا دعوے الوہیت کا ہے تو پھر چودھری صاحب کا مطالبہ صحیح نہیں اور ساری بحث پست ہو کر رہ جاتی ہے میں نے بہائی رسالہ "کوکب ہند" کے حوالجات پر توجہ دلائی۔ چودھری صاحب نے ان حوالجات سے یکسر بے خبری کا اظہار فرمایا۔ اس لئے میں حسب وعدہ ان حوالہ جات کو درج کر دیتا ہوں کہ مکرم چودھری صاحب اندازہ لگائیں کہ بہاء اللہ کا دعوے کیا تھا۔

(۱) مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنے اخبار "اہلحدیث" میں لکھا:۔

" اہل حدیث میں بارہا بہاء اللہ کی کتاب اقدس میں ان کا دعوے رسالت نقل ہوا ہے جو صاف لفظوں میں ہے۔

"یا رسول یذکرک مالک الوجود"

اس اعتراض کو نقل کر کے کوکب ہند (بہائی رسالہ) کے ایڈیٹر مولوی محفوظ الحق صاحب علمی نے لکھا

" مولانا کی یہ دوسری غلطی بعینہ وہی غلطی ہے جس کا ارتکاب وہ پہلی دفعہ بہائی کتب مقدسہ کی اصطلاحات اور طرز کلام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے کر چکے ہیں۔ حالانکہ کوکب ہند جلد ششم نمبر ۱۲ میں مفصل طور پر لکھا گیا تھا کہ "یا رسول" کا خطاب حضرت بہاء اللہ سے نہیں بلکہ ایک شخص عبد الرسول نامی سے ہے"

(کوکب ہند جنوری ۱۹۳۱ء صفحہ ۱۵)

(۲) بہائی ایڈیٹر مولوی علمی صاحب پھر فرماتے ہیں۔

" حضرت بہاء اللہ کا دعویٰ یہ ہے کہ میں تمام انبیا کی کتب مقدسہ کا موعود ہوں اور یہ کہ مقام نبوت حضرت خاتم النبیین پر ختم ہو چکا ہے ۔۔۔۔ مولانا ثناء اللہ صاحب حضرت بہاء اللہ کی طرف دعوے نبوت منسوب کرنے پر اصرار بے جا کر رہے ہیں۔

(کوکب ہند ۱۱ مارچ ۱۹۲۱ء صفحہ ۹)

ان دونوں حوالجات میں بہائی میگزین اور بہائی مبلغ کا صریح الفاظ میں اعلان موجود ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ہوں یا چودھری عبد الرحمٰن اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ بہاء اللہ نے دعویٰ نبوت و رسالت کیا ہے تو یہ ان کی غلطی ہے اور سنئے بہائی قلعہ سے اعلان ہوتا ہے۔

(۳) الغرض اسی لوح میں حضرت بہاء اللہ کو کسی ایک جگہ بھی نبی یا رسول کے خطاب سے یاد نہیں کیا گیا اور یہ پہلی دلیل ہے اس امر کی کہ حضرت بہاء اللہ نبی یا رسول نہ تھے دوسری دلیل یہ ہے کہ آپ نے کبھی یہ دعوے نہیں کیا کہ میں نبی اور رسول ہوں۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ آپ کا ظہور وہ ظہور ہے جو قیامت کبریٰ میں ظاہر ہونے والا تھا ۔۔۔۔۔ اور قیامت کبریٰ میں ظاہر ہونیوالا تھا ۔۔۔۔۔ اور قیامت کبریٰ میں ظاہر ہونیوالا ظہور بالفاظ اہل کتاب ظہور خداوندی ہے نہ کسی نبی اور رسول کا ظہور انہی الفاظ میں حضرت بہاء اللہ کا دعوے موجود ہے۔ کیوں ایسے ظہور کو جو قیامت کبریٰ میں ٹھیک اپنے وقت پر ظاہر ہوا نبی اور رسول بنانے کی فکر میں ہیں (چودھری عبد الرحمٰن صاحب جواب دیں) جبکہ اسے نبی یا رسول کے خطاب سے نہ کبھی مخاطب کیا گیا اور نہ کبھی اس نے ادعائے نبوت و رسالت کیا (فرمائیے چودھری صاحب)

چودھری صاحب مندرجہ بالا حوالہ کو بار بار پڑھیں اور انصاف فرمائیں۔ اور سنیئے ارشاد ہوتا ہے:۔

(۴) "ہم بعد از سیدنا کسی نبی کے آنے کے قائل نہیں"

(کوکب ہند جلد ۸ نمبر ۲ مورخہ ۹ اپریل ۱۹۲۸ء صفحہ ۲۶)

فرمائیے چودھری صاحب اب آپ کس طرح ایک اور نبی اور رسول کو لا کر اسے معیار نبوت پر پرکھنے کی جدوجہد کر کے بہائی عقاید کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے کہا تھا کہ مکرم چودھری صاحب آپ ہمارے گھر سے تو گئے مگر آگے اپنے گھر میں بھی نہ پہنچے اور درمیان میں ہی کیمپ لگا کر بیٹھ گئے۔ بہائی جماعت جناب بہاء اللہ کو نبی اور رسول ہرگز نہیں مانتی پھر آپ کو کب یہ حق پہنچتا ہے کہ معیار نبوت و رسالت

کا نام لیں۔ اور سنیئے :۔

(۵) "اینکہ جناب شیخ گمان فرمودہ اند کہ شاید ادعائے ایشاں ادعائے نبوت باشد محض وہم وگمانِ جناب شیخ است وہرکس باہلِ بہاء معاشر ویا ازکتب ایں طائفہ مطلع باشد میداند کہ نہ درالواحِ مقدسہ ادعائے نبوت وارد شدہ ونہ برالسنۂ اہلِ بہاء لفظ نبی برآں وجودِ اقدس اطلاق گشتہ"
(بہائیوں کی مشہور کتاب الفرائد صفحہ ۲۷۵)

سنیئے چودھری صاحب مکرم اب بھی آپ اس قابل ہیں کہ معیارِ نبوت کا نام لے سکیں۔ اور سنیئے :۔

(۶) "اہلِ بہاء نے کبھی نہیں کہا کہ نبوت ختم نہیں ہوئی اور موعودِ کل ایسا ہی نبی یا رسول ہے۔ بلکہ اس کا ظہور مستقل خدائی ظہور ہے"
(کوکب ہند جلد ۶ نمبر ۲ ماہ جون سنہ ۱۹۲۸ء صفحہ ۲۹)

فرمایئے چودھری صاحب مکرم جس کا ظہور نبوت یا رسالت کا ظہور ہی نہیں بلکہ مستقل طور پر خدائی کا ظہور ہے تو پھر کیا ستم ظریفی نہ ہوگی کہ اسے معیارِ نبوت ورسالت پر پرکھا جائے اسے تو خدائی کے معیار پر پرکھنا چاہیئے۔ اور یہی وہ مقام ہے جہاں پانی مرتا ہے اور تمام بہائیت کا بیڑا غرق ہوتا ہے۔ معاف فرمائیے میں نے آپ کے الفاظ کو ہی تھوڑے سے تصرف سے پیش کیا ہے۔

حوالہ جات تو بفضلِ خدا اور بھی ہیں دوا دور دو چار کی طرح ثابت ہے کہ بہائی جماعت بہاء اللہ کو نبی اور رسول نہیں مانتی بلکہ خدا مانتی ہے اور اسلام اور بہائیت کے درمیان چودھری عبدالرحمٰن صاحب کے کیمپ کو دھوکے کی ٹٹی قرار دیتی ہے۔ لیکن بالفعل مندرجہ بالا حوالجات پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ اب آخر پر جماعت کا بیعت فارم ذیل میں درج کرکے معاملہ اہلِ انصاف پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

بہائی بیعت فارم یہ ہے :۔

(۷) "اے غصنِ اعظم (اس سے مراد بہاء اللہ کا بیٹا عبدالبہاء ہے) میں یقین کرتا ہوں کہ خدا انسانی شکل میں ظاہر ہوا اور اس نے اپنا ایک مقدس کنبہ رچایا اور اپنی رحلت کے بعد اس نے اپنی ملکوت کو تیرے حوالے کیا۔ اے غصنِ اعظم جو اس کا نہایت پیارا بیٹا اور راز ہے"

پس ہر وہ بہائی جو اس بیعت فارم پر دستخط کرتا ہے بہاء اللہ کو نبی اور رسول نہیں بلکہ انسانی شکل میں خدا مانتا ہے۔ مجھے اخویم بابو چراغ دین صاحب ٹیلیگراف ماسٹر نے بمقام بٹوٹ ... بتلایا کہ ابھی چودھری صاحب نے اسلام کو ترک کرکے بہائیت کو قبول نہیں کیا تھا کہ ماسٹر صاحب کو ایک خواب میں دکھایا گیا کہ چودھری صاحب ایک اونچی کرسی سے منہ کے بل زمین پر گر پڑے ہیں۔ نزع کا عالم ہے ... منہ سے ... اور کر ... آواز سی نکل رہی ہیں۔ یہ خواب چودھری صاحب کو سنا دیا گیا تھا اور پھر تھوڑا ہی عرصہ گذرا کہ چودھری صاحب اسلام کے بلند مقام سے گر گئے اور بہائیت کے تاریک غار میں جا پڑے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں پھر اسلام کے نور سے منور فرما کر حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی غلامی نصیب کرے آمین۔

چودھری صاحب مکرم کو بہاء اللہ کے ان الفاظ قد بعثنی اللّٰہ وارسلنی الیکم" سے دھوکہ لگ رہا ہے اور وہ "بعثنی" اور "ارسلنی" سے دعویٰ رسالت نکالتے ہیں۔ اس کے متعلق انہیں بہائی رسالہ کوکب ہند کا مندرجہ ذیل فیصلہ ہمیشہ زیرِ نظر رکھنا چاہیئے چنانچہ لکھا ہے :۔

(۸) "حضرت بہاء اللہ کی نبوت ورسالت کے اثبات میں پہلا ثبوت یہ پیش کیا گیا ہے کہ آیا مبارکہ "قد بعثنی اللّٰہ وارسلنی الیکم" میں "ارسلنی" کے الفاظ آپ کے رسول ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔
الجواب .... ظہورِ اعظم بھی مبعوث من عند اللہ اور خدا کا بھیجا ہوا ظہور ہے مگر نام اور مقام کے اعتبار سے ظہورِ اعظم ہے نہ کہ نبی اور رسول۔ کیونکہ ظہورِ اعظم کا مقام نبی اور رسول سے بالاتر ہے جسے ہم گذشتہ حصہ مضمون میں واضح کر چکے ہیں اور کہیں بھی کلامِ الٰہی میں حضرت بہاء اللہ کو نبی اور رسول کے خطاب سے مخاطب نہیں کیا گیا قصرِ نبوت خاتم النبیین نے مکمل کر دیا اب مالک قصر تختِ ظہور پر جلوہ فرما ہے"
(کوکب ہند اگست سنہ ۱۹۲۰ء صفحہ ۱۶)

غرض چودھری صاحب مکرم بہت نازک پوزیشن میں ہیں انہیں نہ اسلام سے اسلام رہا نہ بہائیت کو ہی پورے طریق پر سمجھ سکے مذبذبین بین ذالك لاالی ھؤلاء ولاالی ھؤلاء کے مصداق بن رہے ہیں۔ اللہ رحم کرے۔

مجھے ایک معصوم روح (چودھری صاحب کے برادر خورد چودھری عبدالمجید صاحب) کا فکر ہے جنہیں چودھری صاحب روزانہ بہائیت کا انجکشن دیتے رہتے ہیں۔ اس بھولی اور معصوم روح نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر بہاء اللہ کا دعوےٰ فی الواقعہ نبوت اور رسالت کا نہیں تو پھر چودھری صاحب کی تمام بحثیں پست ہو کر رہ جاتی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ یہ معصوم روح مندرجہ بالا حوالجات کی روشنی میں اپنی حفاظت کا پورا پورا سامان کرے گی اور کسی قیمت پر بھی حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے مقدس دامن کو ہاتھ سے نہ دے گی وباللہ التوفیق ۔ ۔ ۔

آخر میں میں ان تمام دوستوں کا شکریہ ادا کرنا اپنا ایک اخلاقی فرض سمجھتا ہوں جنہوں نے میرے اس سفر میں مجھ سے محبت کا ثبوت دیا اور اپنے اخلاقِ حسنہ کا مجھ پر اثر ڈالا۔ بالخصوص اخویم ٹھیکیدار محمد الدین صاحب کا تو میں بہت ہی مشکور ہوں کہ آپ نے اتنا حرج کرکے بھی رفاقت

مسائل عید اضحیٰ

(۱) خدا کی راہ میں جو قربانی ہو وہ جس قدر اعلیٰ درجہ کی ہو اتنی ہی افضل ہے نکمی یا ناقص قربانی قابلِ قدر نہیں ہوا کرتی اس لئے بکرا یا بھیڑ یا دنبہ تمام اور تندرست ہونا چاہیئے۔ کوئی عیب نہ ہو لولا، لنگڑا، کانا یا سینگ جڑ سے کٹا ہوا نہ ہو خصی ہونے کا کوئی حرج نہیں گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔

بکرے کی عمر ایک سال کی ہونی چاہیئے اس سے زیادہ ہو تو اچھا ہے کہ دو دانت سامنے کے بڑے ہوتے ہیں موزوں ہوا کرتا ہے۔ بھیڑ یا دنبہ چھ ماہ کا بھی فقہا کے نزدیک جائز ہے۔

(۲) قربانی کا وقت دس ذی الحجہ یعنی عید کے دن نمازِ عید خطبہ کے بعد سے لیکر ۱۲ ذی الحجہ عصر تک ہے ایک کنبہ کی طرف سے ایک بھیڑ یا بکرا کافی ہے۔

(۳) قربانی کرتے وقت خدا کا نام لینا اور تکبیر کہنا چاہیئے بعض نادان پیر کا نام لیا کرتے ہیں جن سے بچنے کا اہتمام پہلے سے کر لینا چاہیئے۔

(۴) قربانی کا گوشت اور خون خدا کو نہیں پہنچتا بلکہ دلوں کا تقویٰ خدا تک پہنچتا ہے پس قربانی کرتے وقت اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ دراصل وہ خدا کے حکم کے آگے اپنی حیوانیت کو ذبح کر رہا ہے یعنی اپنے تمام جذباتِ حیوانی کو خدا کی رضا کے آگے وہ قربان کرنے کا اقرار کر رہا ہے جب تک یہ تقویٰ مدنظر نہ ہو قربانی کے مقبول ہونے کی صورت نظر نہیں آتی۔

(۵) قربانی کے گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کرنا مسنون ہے ایک حصہ خود کھائے اور اس سے اہلِ عیال کو کھلائیں دوسرا حصہ دوستوں اور رشتہ داروں میں تقسیم کرے تیسرا حصہ مساکین اور یتامیٰ کو دے۔

(۶) عید کے دن باہم ملنا جلنا، کھانا پینا، خوشی کرنا مشائے اسلام ہے نماز پڑھکر گھروں میں گھس بیٹھنا یا سو کر دن کاٹ لینا اسی گوشہ نشینی کا نام دینداری رکھنا غلط ہے۔

(۷) ۹ تاریخ ذی الحجہ کی فجر کی نماز سے شروع کرکے ۱۳ ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک بلند آواز سے تکبیر کہنے کا حکم ہے اور وہ یہ ہے اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد ان کلمات کو تین مرتبہ کہنے کا حکم ہے۔

(۸) عید کی خوشی کے موقعہ پر بہت سے لوگ کپڑوں کھانوں اور بچوں پر خرچ کرتے ہیں ایسے موقع پر اشاعتِ اسلام کے لئے بھی کچھ خرچ کرنا چاہیئے آج دولت کا تقاضا ہے پس ایک روپیہ فی کس عید فنڈ میں دینا اسلام کی محبت پر دلالت کرتا ہے علاوہ ازیں حضرت ایدہ اللہ تعالیٰ نے مساجد فنڈ کے لئے جو اپیل کی ہوئی ہے وہ بھی ہر ایک دوست کے مدنظر رہنی چاہیئے جہاں جہاں ہماری جماعتیں ہیں وہاں مساجد کی تعمیر سلسلہ کے استحکام و ترقی کے لئے بے حد ضروری ہے۔

(۹) قربانی کی کھال خدا کی راہ میں دینی چاہیئے اشاعتِ اسلام اس کام کا بہترین مصرف ہے قصاب کو اجرت میں دے دینا جائز نہیں۔

خط و کتابت
کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

(بقیہ صفحہ ۲)

... وہ ابتک بطور وراثت حضرت مولوی محمد علی صاحب کے سپرد کر دی جائے گی جیسا کہ رویا کے الفاظ "اچھا میں مولوی صاحب کو دے دوں گا" اس پر صاف دلالت کرتے ہیں ایک طرف اس رویا کا حضورؑ کی وفات سے صرف ½ ۱ سال دکھایا جانا اور دوسری طرف حضورؑ کا رویا میں یہ کہنا کہ قلم میں نے نہیں منگوایا اور مولوی عبدالکریم مرحوم کا جواب میں کہنا کہ مولوی محمد علی صاحب نے منگوایا ہوگا اور حضورؑ کا جواب میں کہنا کہ اچھا میں مولوی صاحب کو دیدوں گا یہ سب باتیں بتلاتی ہیں کہ آسمان پر حضورؑ کو واپس بلانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں اور حضورؑ جلدی واپس بلا لئے جائیں گے لیکن چونکہ حضور کی واپسی چاہتی تھی کہ کوئی مخلص حضورؑ کے علوم کا وارث اور حضورؑ کے لقب سلطان القلم کا مظہر بھی بن جائے سو اس کے متعلق بھی آسمان پر ساتھ ہی فیصلہ کرا دیا گیا کہ حضورؑ کے بعد حضورؑ کا وارث اور سلطان القلم کا مظہر حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ہوں گے اور رویا میں حضورؑ کی وساطت سے قلم کا دیا جانا اسی لئے اختیار کیا گیا ہے تا دنیا پر یہ ثابت ہو کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب سے اسلام کی تائید یا اس کے دفاع میں جو تصنیفات صادر ہوں گی وہ سب حضرت اقدسؑ کے علوم کے وارث ہونے کی حیثیت سے ہوں گی اور یہ دلیل ہوگی اس بات پر کہ آپ کا یہ کام دنیوی اغراض کی ملونی سے پاک ہوگا اور یہ طریق اللہ تعالیٰ نے اس لئے اختیار کیا کہ وہ بوجہ عالم الغیب ہونے کے جانتا تھا کہ بعض بدفطرت لوگ آپ کے عظیم الشان کارناموں کو دیکھ کر حسد کی آگ سے جل اٹھیں گے اور آپکے پاکیزہ کام کو دنیاوی اغراض کی طرف منسوب کرکے اس کی قدر و منزلت کو کم کرنے کی کوشش کریں گے تو اس عالم الغیب خدا نے اس رؤیا میں ہی ان کا جواب رکھدیا کہ یہ شخص جو خدمت دین بجا لائے گا وہ حضرت اقدس کے وارث ہونے کی حیثیت سے بجا لائے گا اگر اصل کے کاموں کو بھی دنیاوی اغراض کی ملونی سے ملوث سمجھتے ہو تو اس کے کاموں کو بھی انہی سے ملوث سمجھو ورنہ اپنے اعتراضوں کو واپس لو اور اپنے نفسوں کی اصلاح کرو۔

آٹھویں بات اس رؤیا میں یہ واضح کی گئی ہے کہ یہ آسمانی تحفہ صرف اسی شخص کو ملتا ہے جس نے خدام دین کا افسر بننا ہوتا ہے گویا اس میں یہ بھی بالصراحت پیشگوئی کر دی گئی کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب کو خدام دین کی جماعت ملے گی چنانچہ واقعات رؤیا کے اس حصہ کی بھی تصدیق کر رہے ہیں حضرت مولوی صاحب اکیلے کچھ نہیں کر سکتے تھے لیکن خدا تعالیٰ نے آپکی تصنیفات کو دنیا تک پہنچانے کے لئے یہ انتظام کر دیا کہ مخلصین کی ایک جماعت آپ کو عطا کر دی جو اپنے مالوں کو بسر و چشم اس کام کے لئے قربان کر رہی ہے خلاصہ کلام یہ کہ رویا میں مندرجہ ذیل پیشگوئیاں ہیں (۱) حضرت اقدس کے جانے کا وقت قریب آ جانا (۲) مولوی محمد علی صاحب کا حضور کے علوم کا وارث ہونا اور لقب سلطان القلم کا مظہر ہونا (۳) حضرت مولوی صاحب کی خدمات دینیہ کا محض للہ ہونا

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

لائے یا پیر سعید جواہر لود + نزائے فتح نمایاں بنام ما باشد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار

آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر۔ ایس محمد آصف بی اے۔ جائنٹ ایڈیٹر شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۳ — لاہور۔ یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۱۵ ذوالحجہ سنہ ۱۳۶۴ھ رم۔ ۲۱ نومبر سنہ ۱۹۴۵ء — نمبر ۴۷

حضرت مسیح موعود کی حمد و مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادہ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیت

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سال میں تین دن

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی

چونکہ ہر ایک کیلئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بعد مسافت یہ میسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے لہذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے مقرر کئے جاویں جن میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع تاریخ مقررہ پر حاضر ہوسکیں اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کیلئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف انکو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناس ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا۔ اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جلشانہ کوشش کی جائے گی اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہونگے جو انشاء اللہ العزیز وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں اور اگر تدبیر اور کفایت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ سفر خرچ کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں تو بلا وقت سرمایہ یہ سفر میسر آجائیگا اور یہ سفر مفت ہو جائے گا۔

جلسہ سالانہ کے متعلق چند ضروری باتیں

(۱) ہر احمدی مرد عورت نوجوان شمولیت کی کوشش کرے۔

(۲) اپنے ہمراہ غیر از جماعت احباب کو ضرور ضرور لانے کی کوشش کریں۔ یہ بہترین تبلیغی موقع ہے۔

(۳) جلسہ سالانہ کے اخراجات میں ضرور ضرور حصہ لیں۔ اگر آپ کے پاس دفتر سے کوئی مطالبہ نہیں پہنچا تو خود بخود اس میں شریک ہوں۔

(۴) اگر آپ صاحب علم ہیں تو قوم کو اپنے خیالات و قومی ترقی اور بہبودی کے متعلق اپنی قابل عمل تجاویز سے مستفید فرمائیں۔

(۵) اپنے ہمراہ گرم بستر ضرورت کے مطابق ضرور لائیں۔

(۶) اپنی تشریف آوری سے دفتر جلسہ کو قبل از وقت اطلاع دیں۔

(۷) خدا کی راہ میں ہر ممکن تکلیف کی برداشت کرنے کے لئے تیار رہیں۔ اگرچہ جنگ ختم ہو چکی ہے۔ تاہم زمانہ جنگ کی مشکلات بدستور قائم ہیں۔ ہم آپ کی تکالیف کو کم کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے و باللہ التوفیق۔

(۸) مستورات کے لئے یکجا رہائش کا انتظام ہوگا۔ فرداً فرداً فیملی کوارٹرز جیسا نہ ہو سکیں گے جس کا ہمیں افسوس ہے ایسا انتظام ہماری طاقت سے باہر ہے۔

(۹) جلسہ خواتین ۲۴ دسمبر کو ہوگا لہذا مستورات ۲۳ تک پہنچ جائیں۔

(۱۰) حسب سابق جلسہ کا انتظام مندرجہ ذیل تین شعبہ جات میں تقسیم کر دیا گیا ہے نوٹ فرمالیں۔

(A) شعبہ نشر و اشاعت
انچارج مرزا مسعود بیگ صاحب

(B) شعبہ مکانات
انچارج مولوی آفتاب الدین احمد صاحب۔

(C) شعبہ خورد و نوش
انچارج مرزا خلیل الرحمن صاحب

الداعی

محمد عبد اللہ
مہتمم جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ کے لئے چندہ جمع کیجئے

تمام وابستگان سلسلہ احمدیہ کی خدمت میں گذارش ہے کہ جلسہ سالانہ قریب آرہا ہے اس موقعہ پر ہمارے احباب عموماً اپنے دوستوں، رشتہ داروں اور واقف کاروں سے چندہ وصول کیا کرتے ہیں اور اس طرح سے ایک معتد بہ رقم جمع ہو جایا کرتی ہے امید ہے کہ اس سال بھی حسب دستور سابق احباب اس ضروری کام کی طرف توجہ فرمائیں گے۔ اگر آج سے ہی تھوڑا تھوڑا کام شروع کر دیا جائے تو امید ہے جلسہ کے موقعہ تک بہت کچھ کامیابی ہو سکتی ہے۔ سکولوں اور کالجوں کے طلبا اس سلسلہ میں بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ اس معاملہ میں ذرا ہمت سے کام لیں اور ایک قومی کام کے لئے وقت نکال کر اپنے عزیزوں رشتہ داروں اور دوستوں سے اور عام لوگوں سے اشاعت اسلام کے لئے چندہ وصول کریں۔ نوجوان طالب علم اس ضمن میں اگر ہمت کریں تو خدا کے فضل سے بہت کامیابی کی توقع ہے خدا ان کو توفیق عطا فرمائے۔ مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

جلسہ سالانہ کی تاریخیں } ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷ دسمبر منگل۔ بدھ۔ جمعرات مقرر ہوئی ہیں۔ جلسہ خواتین ۲۴ دسمبر کو ہوگا۔ احباب نوٹ فرمالیں اور ابھی سے شمولیت کی تیاری شروع کر دیں۔

عبد اللہ مہتمم جلسہ سالانہ

تحریکِ وصیت

ازجناب شیخ نثار احمد صاحب بی اے۔ وزیرآباد

وصیت اللہ تعالیٰ کے ان قطعی اور تاکیدی حکموں میں سے ہے جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ۔ لیکن مقامِ حیرت ہے کہ لوگوں نے اسے عملاً منسوخ قرار دیا ہوا ہے حالانکہ اس سے قوم مضبوط ہوتی ہے اور مسلمان کسی کے محتاج نہیں نہیں رہ سکتے۔ ان تمام باتوں کو جانتے ہوئے بھی ہم میں حرکت پیدا نہیں ہوتی اور یہ جمود اور بھی حیران کن ہے جب ہم اس حقیقت پر غور کرتے ہیں کہ یہ ایک ایسا عمل ہے جس پر ہم پورا پورا اختیار رکھتے ہیں۔ اور کئی معاملات میں تو ہم دوسروں کی منشاء اور بسا اوقات مرضی کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے لیکن اس صاف اور صریح حکم پر عمل کرنے کا اگر ہم ارادہ کرلیں تو کوئی امر ہمارے رستہ میں حائل نہیں ہو سکتا۔ اگر ہمیں خدا کی کتاب اور اس کے وعدوں پر یقین اور ایمان ہے تو کیا وجہ ہے کہ ہم اس کے احکام کو اپنی نفسانی خواہشات پر قربان کریں۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر کسی کو اس کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق ملتی ہے تو اس میں فخر کرنے کی کوئی بات نہیں۔ کوئی کسی پر احسان نہیں کرتا۔ ایک امانت کو صرف جائز طور پر خرچ کرتا ہے۔ اللہ ہی سب کو دینے والا ہے۔ انہی کے رستہ میں اگر مال دے دیا تو بڑائی کی کونسی بات ہے ؎

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

ان لوگوں کی نسبت جو دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کرتے ہیں اور طرح طرح کی مصائب برداشت کرتے ہیں روپیہ کا جہاد کم درجہ رکھتا ہے اور جو اس سے بھی محروم رہتا ہے اسے اپنی روح پر رحم کرنا چاہیئے اور اس قساوتِ قلبی کو دور کرنے کے لئے فکر کرنی چاہیئے جماعت کے اراکین کی طرف دیکھئے دنیاوی کاروبار اور ملازمتوں کے لحاظ سے اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ رکھتے ہیں مستقبل اس سے بھی درخشاں تھا لیکن دین کی خاطر ان تمام وجاہتوں اور آسائشوں کو لات ماردی اور ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف ...... کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا صرف یہی نہیں مالی قربانیوں اور وصیت کے معاملہ میں بھی سب سے پہلے عامل ہوئے اور بعد میں جماعت کو دعوت دی اور ثابت کر دیا کہ ان کا تن من دھن سب کچھ اس ایک مقصد کے لئے ہے۔ اگر اس حکم کو صرف ان چند لوگوں تک ہی محدود سمجھا جائے تو اشاعتِ دین کی غرض پوری نہیں ہوتی۔ علیٰ قدرِ حیثیت ہر شخص پر فرض عائد ہوتا ہے کہ اس پر کمربستہ ہے۔ دینی کاموں کے لئے اپنے آپ کو وقف کرنے سے بہتر تو کوئی کاروبار نہیں لیکن ایسے لوگ بھی ہیں جو دنیاوی علوم میں کمال حاصل کرنے کی وجہ سے اپنے وسیع ترکہ کو قربان کر دیتے ہیں کیونکہ اس کے انتظام کے لئے ان کے پاس اتنا وقت نہیں اور یہ جائدادیں اور کاروبار ان کے رستہ میں حائل ہوتے ہیں۔ ان باتوں کو دیکھتے ہوئے تعجب ہے کہ ہمارا سکوت دور نہیں ہوتا۔ اور ہم اس راہ میں بھی کوشاں نہیں ہوتے جس سے ہماری ابدی زندگی کی راحتیں وابستہ ہیں۔ شاید اولاد کا غم روک بن جاتا ہے اور خیال آتا ہے کہ مال کو اس طرح خرچ کر دیا تو بچے بھوکے مرجائینگے آخر جو لوگ اپنا سب کچھ اس راہ میں دے دیتے ہیں ان کو کیوں یہ فکر دامنگیر نہیں ہوتی۔ یہ محض بہانے ہیں۔ جو خدا کا حق ادا نہیں کرتا وہ کسی اور کا بھی حق ادا نہیں کر سکتا۔ مومن کو تو اللہ تعالیٰ اس بارے میں بشارت دیتا ہے۔ جیسے فرمایا:

فرحین بما اتٰھم اللہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم الا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

اس سے خوش رہتے ہیں جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دیا اور ان کی وجہ سے بھی جو ان کو پیچھے سے نہیں ملے۔ کہ ان کو کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ اصل بات یہ ہے کہ دنیاوی جدوجہد سے آپ کو فرصت نہیں ملتی، اور ایسے لوگوں کی کمی نہیں کہ دماغ میں صرف ایک ہی خیال ہے روپیہ کس طرح اکٹھا کیا جائے تھوڑے تھوڑے نفعوں کے لئے جان ماری کرتے ہیں نہ دن کو آرام ہے نہ رات کو۔ کیا سچ ہے۔ ان ھٰؤلاء یحبون العاجلۃ ویذرون وراءھم یوما ثقیلا یہ لوگ جلد ملنے والے نفع سے محبت رکھتے ہیں اور ایک بھاری دن کی پروا نہیں کرتے۔ آخر کتنے دن کوئی جی لے گا۔ دم کا کوئی بھروسہ نہیں دولت کے انبار کے انبار ہوں تو جانے والے کو اس سے کیا فائدہ اور اس میں اس کے لئے کیا فخر ہے۔ شاعر نے خوب کہا ہے۔

اے سکندر نہ رہی تیری بھی عالمگیری
کتنے دن آپ جیا کس لئے دارا مارا

اس دنیا طلبی میں نہ تو ان کے پاس مطالبہ کے لئے وقت ہے اور نہ ہی اولاد کی طرف توجہ۔ اور اس کے (یعنی اولاد کے) سامنے بھی کوئی نیک نمونہ نہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے۔

اولٰئک حبطت اعمالھم فی الدنیا والاخرۃ واولٰئک ھم الخاسرون

ان کے عمل دنیا میں بھی اکارت گئے اور آخرت میں بھی اور یہی خسارہ اٹھانے والے ہیں۔

ہم ایسے مالوں کو روتے ہیں۔ ان مجاہدوں کی زندگیوں پر غور کریں جنھوں نے اپنی جان تک کی پروا نہیں کی۔ میرے سامنے اس وقت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کا دل ہلا دینے والا واقعہ ہے یہ کوئی قصہ یا کہانی نہیں۔ اس زمانہ کے لوگوں نے اپنی آنکھوں سے اس ایمان افروز نظارہ کو دیکھا ہے۔ حضرت صاحب نے تذکرۃ الشہادتین میں اس کا مفصل ذکر فرمایا ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ مختصراً عرض کرتا ہوں۔ آپ خوست علاقہ کابل کے رہنے والے تھے بہت بڑے عالم اور جلیل الشان بزرگ تھے۔ دنیاوی لحاظ سے بھی ایک بڑی جاگیر کے مالک۔ حضرت صاحب کی کتب آپ تک بھی پہنچ گئیں زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ حج کا ارادہ کیا کہ اس طریق سے ملاقات بھی ہو جائے گی چنانچہ آپ قادیان میں تشریف لائے اور کئی ماہ وہاں رہے حتیٰ کہ حج کا وقت بھی نکل گیا۔ آپ نے کابل واپس جانے کے متعلق جو خط لکھا اس میں ذکر کیا کہ اگرچہ میں حج کے لئے روانہ ہوا تھا مگر مجھے مسیح موعود کی زیارت ہوگئی اور چونکہ مسیح کے ملنے کے لئے اور اس کی اطاعت مقدم رکھنے کے لئے خدا اور رسول کا حکم ہے اس مجبوری سے مجھے یہاں ٹھیرنا پڑا۔ آپ نے اب کابل جانے کی تیاری کی۔ آپ کو بار بار یہ الہام ہوا "اس راہ میں سر دیدے اور دریغ نہ کر کہ خدا نے کابل کی زمین کی بھلائی کے لئے یہی چاہا ہے۔" آپ حضرت صاحب سے رخصت ہونے لگے تو حضرت صاحب دور تک آپ کے ساتھ تشریف لے گئے اس جگہ یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ آپ حضرت صاحب کے قدموں پر گر گئے۔ حضرت صاحب کبھی کسی کو اجازت نہ دیتے تھے کہ کوئی شخص آپ کے گھٹنوں کو تعظیماً چھوئے۔ ایک دفعہ اس سے پہلے بھی ایک شخص آپ کے قدموں پر جھکا تو آپ نے فرمایا:

"خدا کے فرستادے دنیا سے شرک مٹانے آتے ہیں نہ کہ اپنے آپ کو سجدہ کروانے۔" (طرح طرح کے الزام لگانے والوں کے لئے جائے غور ہے آپ کی ہر بات میں اخلاص اور توحید کا سبق تھا) خیر صاحبزادہ صاحب اٹھے تو کہا کہ میری بیقراری کی وجہ یہ ہے کہ میرا دل کہتا ہے میں اس زندگی میں آپ کو نہیں دیکھوں گا اور اب آخری دیدار ہے جو میں کر رہا ہوں۔ بچشمِ گریاں آپ سے رخصت ہوئے۔ کابل میں آپ کے لئے ایک طوفان اور ہنگامہ بپا تھا۔ امیر کابل کو ان کے خلاف بہت کچھ کہا گیا تھا آپ کو قید میں رکھا گیا اور طرح طرح کی تکالیف دی گئیں، آپ کا گناہ یہ تھا کہ آپ نے حضرت اقدس کو مجددِ زمان اور مسیح موعود مانا۔ آپ چار ماہ قید میں رہے۔ کئی مرتبہ ان کو کہا گیا کہ اس خیال سے توبہ کریں امیر کابل نے خود بھی کوشش کی لیکن ہر بار آپ کا یہی جواب تھا میں صاحبِ علم ہوں احادیث سے واقف ہوں، میں نے پوری تحقیق سے معلوم کر لیا ہے یہ شخص منجانب اللہ ہے اور مسیح موعود ہے، میں نے حق پا لیا ہے میں زندگی کی نسبت حق کی زیادہ پرواہ کرتا ہوں آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا اور اس کی سزا سنگساری تجویز ہوئی۔ آخر حکم دیا گیا کہ شہید مرحوم کے ناک میں چھید کر کے اس میں رسی ڈال دی جائے۔ نہایت ٹھٹھے اور گالیوں کے ساتھ آپ کو سنگسار کرنے کی جگہ پر لے گئے آپ کے لب پر یہ دعائیں تھیں ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔ انت ولی فی الدنیا والاخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔

آپ کو کمر تک زمین میں گاڑ دیا گیا۔ اس وقت پھر امیر کابل نے پاس جا کر کہا اگر اب بھی آپ اس شخص کا انکار کر دیں تو میں آپ کو بچا سکتا ہوں۔ یہ آخری موقعہ ہے۔ اگر اور کوئی بات آپ کا خیال تبدیل نہیں کر سکتی تو اپنے عیال پر ہی رحم کرو ان کا والی کون ہوگا آپ نے جواب میں کہا۔ نعوذباللہ سچائی سے کون انکار کر سکتا ہے، دنیا کے حکمرانوں کی سزا تو دنیا تک ختم ہو جائے گی لیکن میں اس بادشاہ۔ بادشاہوں کے بادشاہ سے ڈرتا ہوں جس کی سزا کبھی ختم نہیں ہو سکتی جان کیا چیز ہے۔ عیال و اطفال کیا چیز ہیں جن کے لئے میں ایمان چھوڑوں۔ بہت شور ہوا کہ کافر کافر اور آپ بڑی بے رحمی کے ساتھ شہید کئے گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ شہادت کی رات آسمان سرخ تھا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب چالیس دن کے بعد آپ کی نعش پتھروں کے نیچے سے نکالی گئی تو آپ کے بدنِ مبارک سے کستوری کی خوشبو آرہی تھی۔ یہ وہ رتبہ ہے اور یہ وہ عرفان ہے جس کے سامنے جائدادیں اور مال کوئی قیمت نہیں رکھتے۔ قیصر و کسریٰ کے خزانے ہیچ ہیں۔ اہلِ دل اس ہولناک واقعہ پر غور کریں اور اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں اور اپنی حالتوں کا مطالعہ کریں۔ حضرت اقدس نے لکھا ہے کہ آپ یعنی شہید مرحوم ان راستبازوں میں سے تھے جو خدا سے ڈر کر اپنی جان، عزت اور مال کو ایک ناکارہ خس و خاشاک کی

(باقی برصفحہ ۴)

پیغام صلح

جلد ۳۳ | یوم چارشنبہ مورخہ ۱۵ر ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ | نمبر ۴۷

محدثیت و نبوت اور مسئلہ کفر و اسلام

جناب میاں محمود احمد صاحب کیطرف سے چند سوالات کے عجیب و غریب جوابات

(۱)

۴ ارنومبر ۱۹۴۵ء کے "الفضل" میں میاں محمود احمد صاحب کی طرف سے کسی صاحب کے چند اہم سوالات کے جوابات شائع ہوئے ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ کی کھلی اور واضح تحریرات اور خود میاں صاحب کے بعض سابقہ اقوال کے خلاف ہونے کیوجہ سے عجیب و غریب نوعیت رکھتے ہیں۔ یہ سوالات و جوابات بعض سابقہ سوالات و جوابات کے تسلسل میں ہیں جو اس سے پہلے ۲۴ر ستمبر ۱۹۴۵ء کے الفضل میں شائع ہوئے تھے۔ اور ان میں سب سے پہلا سوال یہ تھا کہ "کیا آپ مامور من اللہ ہیں"، اس کے جواب میں میاں صاحب نے یہ ارشاد فرمایا کہ:-

"میں مامور نہیں، میں مامور کے معنی نبی کے سمجھتا ہوں اگر مامور غیر نبی بھی ہو سکتا ہے تو میں مامور ہوں"

سبحان اللہ! گویا ماموریت کا تعلق بھی "اگر" "مگر" کے ساتھ ہے، مامور کے معنے ہیں جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے امر کیا گیا، مبعوث کیا گیا، بھیجا گیا، میاں صاحب فرماتے ہیں کہ "اگر مامور غیر نبی بھی ہو سکتا ہے تو میں مامور ہوں"، گویا پتہ نہیں کہ انہیں خدا کی طرف سے کوئی امر کیا گیا ہے یا نہیں مبعوث کئے گئے ہیں یا نہیں بھیجے گئے ہیں یا نہیں تاہم وہ مامور ہیں بشرطیکہ غیر نبی بھی مامور ہو سکتا ہے، کس قدر عقلمندانہ کلام ہے جو انہیں جیسے لاتعلم ماموریت کو زیب دیتا ہے۔

اس سے قطع نظر کیجئے اور آپ کے پہلے فقرہ کو لیجئے "میں مامور نہیں، میں مامور کے معنی نبی کے سمجھتا ہوں" سائل نے اس پر پھر لکھا کہ مامور آپ کے خیال میں نبی ہوتا ہے کیا مجدد بھی مامور ہوتا ہے یا محدث بھی جبکہ ان کی بعثت حدیث مجدد کے ماتحت ہو اور وہ مدعی ہو" اس کے جواب میں آپ ارشاد فرماتے ہیں:

"میرے نزدیک ہر مجدد مامور نہیں ہوتا لیکن ہر مامور مجدد ہوتا ہے اس لئے باقی سوال ہی پیدا نہیں ہوتے اسی طرح ہر محدث ضروری نہیں کہ مامور ہو لیکن ہر مامور لازمی ہے کہ محدث ہو"

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مجدد کے متعلق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کھلے الفاظ ہیں ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ اللہ تعالےٰ اس امت کے لئے اسے مبعوث کرتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کا مبعوث کرنا یونہی ہوتا ہے کہ کوئی شخص خود بخود بغیر امر الٰہی کے مجدد بن بیٹھے؟ آخر مجدد کسی کام کے لئے بھیجا جاتا ہے امت کے اندر کسی فساد اور غلطیوں کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوتا ہے اور اس کی مبعوثیت کا وقت بھی مقرر ہے پھر تعجب ہے کہ بغیر امر الٰہی کے وہ کیونکر کہہ سکتا ہے کہ میں اس صدی کا مجدد ہوں اور فلاں بات کی اصلاح کے لئے آیا ہوں، اگر دیگر علمائے امت کی طرح بغیر امر الٰہی کے وہ مجدد بن سکتا ہے، تو پھر اس میں اور دیگر علماء اور صلحائے امت میں کیا فرق باقی رہ جاتا ہے اور اسکو مخصوص طور پر مجدد کا نام دینے کی کیا ضرورت ہے، پھر فرماتے ہیں کہ "ہر مامور مجدد ہوتا ہے" بالفاظ دیگر ہر نبی مجدد ہوتا ہے (کیونکہ میاں صاحب کے نزدیک مامور کے معنے نبی کے ہیں) مجدد کے لغوی معنوں کے لحاظ سے یہ صحیح ہے لیکن امت محمدیہ میں مجدد اسکو کہا جاتا ہے جو ہر نبی رسول کے بعد اصلاح امت کے لئے کھڑا ہو، ان اصطلاحی معنوں کے لحاظ سے یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ ہر نبی مجدد ہوتا ہے، لیکن یہیں تک نہیں میاں صاحب یہ بھی فرماتے ہیں "ہر محدث ضروری نہیں کہ مامور ہو لیکن ہر مامور لازمی ہے کہ محدث ہو"، ہر محدث مامور ہوتا ہے یا نہیں اس پر ہم آگے چل کر غور کریں گے فی الحال میاں صاحب کے اس ارشاد پر غور کیجئے کہ "ہر مامور لازمی ہے کہ محدث ہو" بالفاظ دیگر ہر نبی لازماً محدث ہوتا ہے (کیوں کہ میاں صاحب مامور نبی ہی کو سمجھتے ہیں) محدث کون ہوتا ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کھلا ارشاد ہے لقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون فان یک فی امتی احد فانہ عمر۔ تم سے پہلے جو امتیں تھیں ان میں محدث ہوا کرتے تھے، پس اگر میری امت میں کوئی ہے تو وہ عمر ہے، اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ محدث امتی ہوتا ہے نہ کہ نبی، اسی کی تائید میں شارحین حدیث اور بعض بزرگان کے اقوال موجود ہیں جن میں محدث کو امتی قرار دیا گیا ہے لیکن بخوف طوالت ان کو نظر انداز کرتے ہوئے ہم یہاں صرف حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ نقل کر دینا کافی سمجھتے ہیں، آپ فرماتے ہیں:-

"سو یہ بات کہ اس کو (یعنی مسیح موعودؑ کو) امتی بھی کہا اور نبی بھی اس بات کیطرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی، جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے" (ازالہ اوہام ص ۵۳۲)

اب فرمائیں جناب میاں صاحب کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ان الفاظ اور حدیث نبوی کی روشنی میں یہ کہنا کیونکر جائز ہے کہ "ہر مامور (یعنی نبی) لازمی ہے کہ محدث ہو"۔ کیا ہر نبی امتی ہوتا ہے کیا آنحضرت صلعم اور دیگر انبیائے کرام، موسٰے، عیسٰے اور ابراہیم اور نوح وغیرہم علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ان الفاظ کی روشنی میں محدث قرار دیا جا سکتا ہے؟ یا تو کہئے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے محدث کی جو تعریف کی ہے وہ غلط ہے۔ جس طرح نبی کی تعریف آپ کو سالہا سال سمجھ نہ آئی اسی طرح محدث کی تعریف بھی آپ غلط سمجھتے رہے اور اس صورت میں تو رسول اللہ صلعم اور دیگر بزرگان امت پر بھی فتوے صادر کیجئے جنہوں نے محدث کا امتی ہونا لازمی قرار دیا اور اگر یہ صحیح ہے تو آپ کا یہ فرمانا بالبداہت غلط ہے کہ "ہر مامور لازمی ہے کہ محدث ہو" (باقی)

دوست محمد

احباب سے ایک نہایت ضروری درخواست

چند دن ہوئے میں نے اپنی ہمشیرہ اور اسکے بچوں کی علالت کے سلسلہ میں احباب کرام سے خاص دعا کے لئے درخواست کی تھی۔ ہمشیرہ عزیزہ بدستور دعاؤں کی محتاج ہے۔

اس کے علاوہ مجھے ایک اور تشویش پیدا ہو گئی ہے۔ میرا ایک چھوٹا بھائی شیخ عبید اللہ جس کی صحت بھی مخدوش تھی عرصہ ۳۔۴ ماہ سے لاپتہ ہے۔ آخر اگست میں وہ جنوبی ہند بنگلور ملازمت اختیار کرنے چلا گیا تھا۔ پتہ وہاں سے جا کر لکھنے کا وعدہ کر گیا تھا۔ آج تین چار ماہ کا عرصہ گذر جانے کے باوجود اس کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں آئی جس کیوجہ سے تمام افراد خاندان اور بالخصوص مذکورہ بالا ہمشیرہ سخت پریشان ہیں۔ اگر کسی دوست کو عبید اللہ کا پتہ ملے تو مجھے فوراً اطلاع دیں مشکور ہونگا۔

والسلام

طالب دعا

(ڈاکٹر) شیخ محمد عبداللہ۔ احمدیہ بلڈنگس

لاہور

جناب خلیفہ صاحب سے ایک گزارش

خلیفہ صاحب مباہلہ کیلئے کیوں نہیں نکلتے؟

(از چودھری محمد اسلم صاحب۔ بی۔اے)

جماعت لاہور سے تعلق رکھنے والے ایک دوست کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے جناب خلیفہ صاحب قادیان نے ضمنی طور پر "مبائع" اور "غیر مبائع" کے الفاظ استعمال فرما کر بندہ کا اور جان نثار مرید فیضی صاحب کا ذکر بھی فرمایا ہے (جن کی وساطت سے خلیفہ صاحب کے ساتھ (مباہلہ بابت خلیفہ صاحب و حضرت امیر ایدہ اللہ کے بارہ میں) میری خط و کتابت ہوتی رہی ہے خلیفہ صاحب نے مجھے براہ راست مخاطب کرنا تو پسند نہ فرمایا لیکن آخر میں کسی دوسرے صاحب کے سوال کا جواب دیتے ہوئے ضمنی طور پر "غیر مبائع" کے حقیر خطاب سے ذکر کرنا مناسب سمجھا خیر یونہی سہی ؎

گرچہ ہے کس کس برائی سے ولے باایں ہمہ
ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے

لیکن اس ذکر میں جناب خلیفہ صاحب نے ایک صریح غلط بیانی فرمائی ہے۔ عمداً فرمائی ہے یا سہواً اسکا فیصلہ انہی پر چھوڑتا ہوں لیکن اتنا عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپکا یہ فرمانا کہ "میں نے غیر مبائع کا کوئی ایسا مضمون نہیں پڑھا جس میں کہ اس نے ثابت کیا ہو کہ مباہلہ کے متعلق جو شرائط تھیں وہ پوری ہو چکی ہیں"، کسی حالت میں بھی درست نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بندہ نے جناب کی بارگاہ عالی میں یکے بعد دیگرے چار خطوط بھیجے جن میں سے دو جوابی بھی تھے ان خطوط میں جناب کی غلط روی کو ظاہر کر کے بصد منت جواب کی بھی درخواست کی جاتی رہی مگر جناب جیسے اولوالعزم خلیفہ صاحب کے دربار سے جو نام کو فاروق اعظم جیسے عظیم المرتبت شخصیت کے مثیل بنتے ہیں مجھ جیسے غریبوں کو جواب کی کیا توقع ہو سکتی ہے آپ نے دو خطوں کا جواب مجھے بھیجے جانے کے بجائے فیضی صاحب کو بھیجا کہ وہ مجھ کو دکھا دیں مگر جواب کیا تھا۔ کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی۔

میں جناب خلیفہ صاحب کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپکے مریدین فیضی صاحب اور اجمیری مولوی صاحب نے اپنے مضامین میں جو انھوں نے الفضل میں وقتاً فوقتاً شائع کئے ہیں ... یہ ثابت کر دیا ہے کہ آپ کا یہ خیال ہے کہ حضرت مسیح موعود نے ۱۹۰۱ء میں تعریف نبوت میں تبدیلی کی، ہم کہتے ہیں یہ غلط ہے اور اس پر مباہلہ ہو جانا چاہیئے۔

اجمیری مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ آپ نے یہ جو کہیں فرمایا ہے کہ حضرت اقدس کی مجالس میں اس عظیم الشان تبدیلی کے چرچے رہتے تھے تو وہ آپ کا اجتہاد ہے جو ایک غلطی کا ازالہ کی کسی عبارت پر مبنی ہے ہم کہتے ہیں یہ اجتہاد غلط ہے اور اگر خلیفہ صاحب اسکو امر واقعہ سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی مجالس میں یہ چرچا رہتا تھا کہ آپ نے تعریف نبوت میں تبدیلی کی ہے تو اس پر مباہلہ ہونا ضروری ہے ایک واقعہ کے متعلق اجتہاد کے لفظ کا استعمال کیسی لغو اور مضحکہ خیز بات ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے تو آپکو یہ بھی اجازت دیدی ہے

ایٹم بم

رُوحانی نقطۂ نگاہ سے

رُبَّ اَشعث و اغبر لو اقسم علی اللہ لابرہ

ازقلم جناب مولانا مصطفےٰ خان صاحب

"جو عاشقی میں خاک ہوا کیمیا ہوا"
کہتا تھا کل یہ خاک میں کوئی ملا ہوا

(۱)

اگلے وقتوں میں شریف اور منکسر المزاج لوگ فرمایا کرتے تھے کہ "یہ خاکسار تو ذرہ بے مقدار ہے"۔ اور نخوت پسند اور غرور آب لوگ تعلّی کی لیتے ہوئے گردن کی رگیں اکڑا کر نتھنے پھلا کر کہا کرتے تھے کہ "میں کسی کی ذرہ بھر پرواہ نہیں کرتا"۔ لیکن ۱۵ راگست ۱۹۴۵ء کو معلوم ہوا کہ یہ "ذرہ" آفت کا پرکالا ہے اور اس نہایت چھوٹی سی چیز میں جس کو ہم کسی طرح تقسیم نہیں کر سکتے تباہی و بربادی کا جہان پنہاں ہے۔

(۲)

یہ راز یوں کھلا کہ اس عالمگیر جنگ میں امریکہ نے تاریخ مذکور کو جاپان کے مرکزی اڈے واقعہ ہیروشیما پر ایک ایٹم بم (یعنی ذرات کا بم) پھینکا، دیکھنے میں یہ بم چند پونڈ سے زیادہ وزن کا نہ تھا۔ مگر نتیجہ یہ ہوا کہ جاپان کی تمام فوج اور ہیروشیما کا تمام شہر آن واحد میں دھوئیں کا ایک بادل بن کر بھک سے اڑ گیا، اور گرد و غبار کا یہ عالم ہوا کہ

زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

کہتے ہیں کہ آدمیوں کی لاشیں اور دھواں چالیس ہزار فٹ کی بلندی تک پہنچا، العظمۃ للہ۔ اس عظیم تباہی و بربادی کو دیکھ کر جاپانیوں کا رنگ فق ہو گیا، کہ اس آفت جان کا مقابلہ کیسے ہو سکتا ہے انہیں فوراً ہتھیار ڈالتے ہی بنی، اور اتحادیوں نے نہایت طمطراق سے کہا کہ ہم نے پرل ہاربر کا بدلہ لے لیا، سچ ہے ہر فرعونے را موسیٰ۔

(۳)

ایٹم بم کی اس طاقت نے دنیا کو محوِ حیرت بنا رکھا ہے۔ سائنس دان کہتے ہیں کہ صرف ایک پونڈ وزنی ایٹم بم میں پندرہ ہزار ٹن کے بھک سے اڑنے والے مادہ کی طاقت موجود ہے۔ ایک چھوٹا سا ایٹم بم جو وزن میں فقط چند پونڈ ہو، دنیا کے بڑے بڑے شہروں مثلاً نیویارک، شنگھائی کو ایک منٹ میں ملیامیٹ کر سکتا ہے۔ اور اگر یہی بم چند ٹن وزن رکھتا ہو تو تمام ملک جاپان ایک آن میں برباد کیا جا سکتا ہے، اسی طرح اگر وزن زیادہ کر دیا جائے تو خطرہ ہے کہ تمام کرۂ زمین تھر تھر کانپنے لگے اور تمام دنیا ہی ہیروشیما بن کر رہ جائے

اسی لئے پچھلے دنوں انگلستان کے مشہور مصنف برنرڈ شا نے کہا تھا کہ خدا نے تو اپنی ان طاقتوں کو اپنے قبضہ میں کر رکھا تھا لیکن یہ نئی تہذیب کے بندے بندروں کی طرح ان سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگے ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ ضرب المثل والے بندر کی طرح اپنی ہی ناک کاٹ ڈالیں۔ اور نسل انسانی اور اس کی تمام تہذیب کو برباد کر دیں۔

(۴)

مگر اس کا ایک روشن پہلو بھی ہے یہی طاقت اگر تعمیری کاموں میں لگائی جائے تو بہت مفید ہو سکتی ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں صرف ایک پونڈ کا ایٹم بم ایک بڑے جہاز کو دنیا کے سمندروں میں چلانے کے قابل ہو سکتا ہے۔ اور صرف ایک چنے کے دانے کے وزن کے برابر کا بم ایک موٹر کار کو تمام عمر چلانے کے لئے کافی ہے اور اس سے بھی چھوٹے وزن کا بم ایک ہوائی جہاز کو تمام دنیا میں پھرا سکتا ہے وقس علیٰ ہذا۔ بعض لوگ یہ خواب بھی دیکھ رہے ہیں کہ اب اس طاقت کی بدولت ہم ستاروں کی سیر بھی کر سکیں گے کیونکہ ایٹم بم کی سرعت رفتار اس قدر ہو گی کہ آن واحد میں سینکڑوں ہزاروں میل طے کر سکے گی۔

(۵)

مجھے یہ پڑھ کر خیال آیا کہ آخر انسان بھی تو ذرات ہی سے بنا ہے، اس سے بھی کوئی ایٹم بم بنایا جا سکتا ہے یا نہیں۔ جو خلق خدا کے لئے مفید ہو، عقل نے جواب دیا کہ ہاں بن سکتا ہے اور پہلے لوگ بن چکے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مدت دراز تک غار حرا میں اپنے نفس کے ذرات کو یاد خدا میں اڑایا، تو خود آنحضرت کی ذات ستودہ صفات ایک ایٹم بم بن گئی جس نے تمام عرب میں شرک، جہالت اور فسق و فجور کے پہاڑوں کو دھوئیں کی طرح اڑا دیا، ورنہ ایک فرد واحد کی حیثیت ایک ملک کے سامنے کیا حقیقت رکھتی ہے شاید ایک ذرہ بھی کم، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں بھی ایٹم بم ہی کی طاقت موجود تھی کہ بڑی سے بڑی طاقت بھی آپ کے مقابلہ میں ہیچ نظر آتی تھی، جن حضرات نے آپ کی زندگی کے حالات کو غور سے پڑھا ہے وہ جانتے ہیں کہ دنیا کی کوئی طاقت آپ کے عزم و استقلال، ہمت و شجاعت کے سامنے ٹھہر نہیں سکتی تھی مشکل سے مشکل لمحات میں بھی مایوسی آپ کے پاس نہیں پھٹکتی تھی، حضرت علی فرماتے ہیں کہ جنگوں میں آپ ہمیشہ دشمن کے قریب نظر آتے تھے اور بعض وقت صحابہ آپ کی پناہ لیتے تھے، اصلاح قوم میں بھی جو کام آپ نے سرانجام دیا وہ آج تک اقوام عالم کے لئے باعث حیرت ہے

(۶)

لیکن اس ایٹم بم کی تاثیر صرف اسی زمانہ تک محدود نہ تھی، بلکہ اس کا اثر جس کو ہم روحانی زبان میں قوت قدسیہ کہتے ہیں اب بھی کام کرتی ہے اور آپ کی امت میں اب بھی ایسے لوگ پیدا ہوتے ہیں جو آپ سے چھوٹے پیمانہ پر ایٹم بم کے خواص رکھتے ہیں اور یہ وہی لوگ ہیں جن کا ذکر اس حدیث میں ہوا جس کو میں نے عنوان میں لکھا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض لوگ دیکھنے میں ذرۂ بے مقدار کی طرح نہایت حقیر نظر آتے ہیں، بال بکھرے ہوئے ہیں، بدن پر دھول پڑی ہوئی ہے مگر باطن میں ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ وہ اگر کسی کام کا عزم کر لیں اور خدا کی قسم کھا لیں تو خدا کو ان کی قسم کا پاس ہو جاتا ہے اور وہ ان کو اس کام سے خواہ کتنا ہی مشکل کیوں نہ عہدہ برآ کر دیتا ہے، اللہ اکبر جن لوگوں کا پاس خاطر خدا تعالیٰ کو ہو، ان کی عظمت و طاقت کا کیا کہنا۔ ایسے ژولیدہ مو اور غبار آلودوں پر ہزاروں تخت و تاج قربان ہے

جو عاشقی میں خاک ہوا کیمیا ہوا
کہتا تھا کل یہ خاک میں کوئی ملا ہوا

میرے دوستو! تم میں سے بعض نے نہیں بہتوں نے ایک ایسے شخص کو بچشم خود دیکھا ہے، جو اشعث و اغبر تھا، جس کا باپ اس کی اس حالت کو دیکھ کر نہایت افسوس سے کہتا تھا کہ یہ زندہ ہی مردہ ہے، جو خود بھی کہتا تھا،

اپنا ہر ذرہ تیری راہ میں اڑایا ہم نے

لیکن پھر اس کے بعد اس کی حالت یہ ہوئی کہ وہ علی الاعلان کہتا تھا کہ

بکار دیں نہ ترسم از جہانے
کہ دارم رنگ ایمان محمد

اسی ژولیدہ مو اور "غبار آلودہ" کے چہرۂ مبارک پر نور الٰہی چمکتا تھا، اور وہ صحیح طور پر اس کا مصداق تھا کہ

در مقابلہ بار رُوئے شاں نیارد کرد
کہ نور او زخود ایں نور از خدا باشد

جاننے والے جانتے ہیں ابتدائے دعویٰ کے ایام میں حضرت اقدس کی حالت کیا تھی، قبیلہ دشمن، قوم دشمن، ملک دشمن کفر کے فتووں کی بوچھاڑ، قوم و ملک کی طرف سے گالیوں کا طومار، مقدمات کی کشاکش، جان کے لالے، اس پر طرہ مرض مگر کون کہہ سکتا ہے کہ باوجود ان حالات کے کبھی حضرت کلمۂ شکایت زبان پر لائے ہوں، بلکہ ہر وقت خدا کی تحمید و تمجید کا ذکر تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو دنیا میں قائم کرنے کی فکر تھی۔ غرض آپ کی حالت ٹھیک یہی تھی کہ دست بکار و دل بہ یار، آخر خدا نے آپ کو وہ کامیابی عنایت کی جو دنیا میں اس زمانہ میں اپنی آپ نظیر ہے۔ مخالفت کے بادل چھٹ گئے دشمن پامال ہو گئے، اور آپ ایک ایسی جماعت بنا کر دنیا سے رخصت ہوئے جو نیکی و تقوے میں نمونہ تھی، آخر آپ کے دل میں ایک روحانی ایٹم بم ہی کی طاقت تھی جس نے ان تمام مشکلات کا مقابلہ کیا۔

(۷)

میرے دوستو! تم بھی آخر ذرات ہی سے بنے ہو۔ تم میں بھی قدرت نے بہت سی قوتیں اور استعدادیں ودیعت کر رکھی ہیں، ان سے کام لو۔ ان سے روحانی ایٹم بم بناؤ اور خدمت اسلام اور خدمت خلق میں نام پیدا کرو۔ اور میرے لئے بھی دعا کرو کہ میں بھی کچھ کر سکوں۔

(بقیہ صفحہ ۲)

کی طرح اپنے ہاتھ سے چھوڑ دینے کو تیار ہوتے ہیں۔ پھر آپ لکھتے ہیں: "اے عبد اللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا اور جو لوگ میری جماعت میں سے میری موت کے بعد رہیں گے میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کریں گے۔ ...... شہید مرحوم نے مر کر میری جماعت کو نمونہ دیا ہے اور درحقیقت میری جماعت ایک نمونہ کی محتاج تھی"

اگر یہ نمونہ ہمارے دل سے دولت کی محبت کو سرد نہیں کرتا اور مالی ایثار پر بھی آمادہ نہیں کرتا تو یہ خون تو نہایت بیدردی کے ساتھ کیا گیا جس کی نظیر اس زمانہ میں نہیں ملے گی مگر یہ ہمارے لئے بیکار گیا اور ہم حضرت صاحب کی دعاؤں سے بھی محروم ہوئے۔ اب جماعت کے لئے کوئی راہ چھٹکارے کی نہیں رہی۔ اگر کوئی لاعلمی میں رہ جاتا تو اور بات تھی لیکن حضرت امیرایدہ اللہ کی پیل و نہار کی انتھک کوششوں نے انفاق فی سبیل اللہ اور اعلائے کلمۃ اللہ کی طرف عموماً اور حکم وصیت کی طرف خصوصاً بڑی وضاحت کے ساتھ توجہ دلائی ہے اور یہ آواز ہر کان تک پہنچ رہی ہے آپ کی قیادت ہمارے لئے باعث صد فخر ہے آپ نے جیسا کہ اغیار کو بھی اعتراف ہے اس وقت دنیا کے تمام زندہ انسانوں میں سے سب سے بڑھ کر خدمت دین کا کام کیا ہے۔ آپ کے بلند مقام اور عظمت کی اور بھی

مادرِ وطن کی نسبت میرے مذہب کے مطابق میرا کیا فرض ہے

میرے دھرم آنوسار ماتری بھومی کے پرتی میرا کیا کرتویہ ہے

سناتن دھرم ہال ریاست چمبہ میں مرزا معصوم بیگ صاحب (بی اے) کی تقریر

نوٹ :- سناتن دھرم سبھا کے سالانہ جلسہ پر مورخہ ۵ نومبر ۱۹۴۵ء کو سَرو دھرم سمیلن میں جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے مرزا صاحب نے عنوان بالا پر مندرجہ ذیل تقریر کی۔

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔

معزز حاضرین - عالمگیر جنگ - ہاں دنیا کے خرمن امن میں آگ لگانے والا جنگ - بیگناہ لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارنے والا جنگ - بالآخر ختم ہوا اور دنیا کی فضا جو اس ناگہانی آفت نے مکدر اور مسموم کر دی تھی پھر صاف اور شدھ ہو رہی ہے۔ مغرب کی بڑی بڑی شکتیاں دنیا میں ایک نیا نظام - ایک نیو ورلڈ آرڈر - قائم کرنے کی فکر میں ہیں اور وہ ملکوں اور قوموں کے سیاسی قالب کو ایک نئی قسم کے سانچے میں ڈھالنا چاہتے ہیں تاکہ ان کے پولٹیکل مقاصد پورے ہوں۔ اندریں حالات جبکہ طاقتور مغرب کمزور مشرق کی قسمت کا فیصلہ کرنے والا ہے اور جبکہ مغرب کی ایک ایک طاقتور قوم کی آنکھ ہندوستان کی زریں اور زرخیز زمین پر لگی ہوئی ہے۔ ایسے وقت میں بھارت ورش کی دنیا میں کیا پوزیشن ہوگی۔ یہ وہ اہم سوال ہے جس پر ہر ہندوستانی کو جو مادر وطن کی آغوش میں پرورش پا رہا ہے بڑے غور سے وچار کرنا چاہیئے۔

آؤ ذرا مغرب کے دل کو ٹٹولیں اور معلوم کریں کہ مشرق کی نسبت ان کے کیا خیالات ہیں۔ ہٹلر اپنی مشہور کتاب Mein Kampf کے صفحہ ۱۷ پر لکھتا ہے کہ نسل کے اعتبار سے آریائی قومیں سامی قوموں سے افضل ہیں اور ان میں بھی جرمن قوم درجہ اول پر ہے۔ پھر صفحہ ۱۹ پر لکھتا ہے کہ ان مشرقی اقوام کا بہترین استعمال یہ ہے کہ انہیں غلام بنایا جائے۔ انکی پیدائش ہی اسی مقصد کے لئے ہوئی ہے کہ مغربی قوموں کے زیر سایہ غلامی کی زندگی بسر کریں۔ حضرات یہی ذہنیت یورپ کی دوسری قوموں کی ہے۔ لیکن آپ زیادہ مایوس نہ ہوں اور نہ ہی ان مغربی دیوتاؤں کی نسبت اپنے دل میں غم و غصہ کی لہر پیدا کریں کیونکہ یہ بات ان کی راج نیتی میں داخل ہے کہ وہ اپنی قوم کے سوا باقی سب قوموں کو بہ نظر استخفاف دیکھتے ہیں . . . .

My country, right or Wrong ان کا دھرم بن گیا ہے۔ یعنی میرا ملک خواہ وہ حق بجانب ہو خواہ خطاکار ہو ہر حالت میں میرے لئے پوجنے یوگیہ ہے اور میری قوم خواہ ستیہ پر یا اَستیہ پر، ہر صورت میں میری دیوتا ہوگی - میری جان - میرا مال میری عزت اور میرا استکار - میری ضمیر - میرا دھرم سب کچھ ملک اور قوم کے قدموں پر نثار ہوگا - مغرب کی ہر قوم کو یہی ہوس دامنگیر ہے کہ میرا اقتدار ساری دنیا پر ہو - میری بحری بری اور ہوائی طاقت اس قدر مستحکم اور مضبوط ہو کہ دوسری قومیں میرے سامنے سرِ تسلیم خم کریں - اور اگر کوئی قوم میرے حکم کے خلاف گردن فراز کرے تو میں اسے کچل کر صفحۂ ہستی سے مٹا دوں - غرضیکہ یورپ کی ہر طاقتور قوم اپنی ہمسایہ قوم پر ہی تاک لگائے بیٹھی ہے کہ کب اور کس طرح اسے اپنی غلامی کی آہنی زنجیروں میں جکڑ دے اور اس کے مال و املاک کو اپنے تصرف میں لائے - گذشتہ جنگ عظیم اور اس عالمگیر جنگ میں بھی اہل مغرب نے دنیا پر روشن کر دیا کہ ان کی نظروں میں جو کچھ ہے ملک اور قوم ہے - انسان کچھ نہیں - انھوں نے انسانیت کے اعلےٰ جذبہ کو قومیت اور وطنیت کے ادنےٰ جذبہ کے نیچے کچل کر رکھ دیا اور قومیت کے نام پر نسل انسانی پر ایسے ایسے وحشتناک ظلم کئے کہ ان کے تصور سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں -

میرے معزز دوستو - اگر ماتری بھومی کی سیوا اور ستکار سے مراد لوگوں کے دلوں کے اندر اس قسم کے خطرناک جذبات کا پیدا کرنا ہے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرا دھرم اسلام ایسی بھگتی سے کوسوں دور بھاگتا ہے اور جیسا کہ انگریزی میں کہتے ہیں will not touch it even with a pair of tongs - قرآن کریم کا حکم ہے لا یجرمنکم شنآن قوم علیٰ الا تعدلوا اعدلوا - ھو اقرب للتقویٰ - اے مسلمانو! کسی قوم کی عداوت تمہیں اس کے ساتھ عدل و انصاف کرنے سے باز نہ رکھے - عدل کرو - کیونکہ یہی چیز تقویٰ سے زیادہ قریب کرنے والی ہے -

حضرات - دوستوں سے تو ہر کوئی عدل و انصاف کا برتاؤ کرتا ہے - لیکن مسلمانوں نے قرآن کریم کی تعلیم کے ماتحت دشمنوں سے بھی دیا اور دھرم کا سلوک کیا خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق علیہ الرحمۃ کا زمانہ تھا - اسلامی سپاہ ملک شام کے جنگ پر روانہ ہو رہی تھی - بادشاہ وقت لشکر اور سپاہ سالار کو حکم دیتا ہے کہ اے مسلمانو - جب اللہ تعالےٰ تمہیں فتحیاب کرے تو عدل اور انصاف کو ہاتھ سے نہ چھوڑنا - دشمن کے بوڑھوں کو ضرر اور تکلیف نہ دینا - ان کی عورتوں اور بچوں کی حفاظت کرنا - جو لوگ عبادتگاہوں میں رہتے ہوں اور پوجا پاٹھ کرتے ہوں ان کی عزت کرنا - پرانی عمارتوں کو مسمار نہ کرنا - پھلدار درختوں اور فصلوں کو برباد نہ کرنا" شام فتح ہوا اور تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ اسلامی سپاہ نے دشمن قوم کیساتھ ایسا ہی نیک سلوک کیا -

حضرات - ماتری بھومی کی محبت کا جذبہ بے شک ایک بہت اچھا جذبہ ہے بشرطیکہ وہ عدل و انصاف کی حدود میں رہے - قدرت نے یہ جذبہ انسان کے خون میں ڈال رکھا ہے - کون ایسا بدباطن اور بدنصیب انسان ہوگا جس کے دل میں یہ تڑپ موجود نہ ہو کہ میرا ملک بھی ایک آزاد ملک ہو اور میری قوم دنیا کی دوسری آزاد قوموں کی طرح سر بلند کر کے چلے اور عزت و احترام کی نظروں سے دیکھی جائے - پس اپنے ملک کی عزت اور آزادی کے لئے کوشش کرنا ایک نہایت ہی شبھ کاریہ ہے اور اسلام بھی اس کا پورے طور پر مؤید اور معاون ہے - بلکہ اسلام کے نزدیک آزادی کے لئے جنگ کرنا عین عبادت میں داخل ہے اس جد و جہد کا نام اسلام نے جہاد رکھا ہے اور جہاد کو مسلمانوں کے لئے فرض قرار دیا ہے - ایک شخص نے پیغمبر خدا حضرت محمد رسول اللہ صلعم سے پوچھا کہ حضور مجھے کوئی ایسا کام بتلائیے جو جہاد کے برابر ہو - آنحضور نے فرمایا - لا اجدہ - جہاد کے مقابل پر مجھے کوئی کام دکھلائی نہیں دیتا - حضرات - دیکھ لیا آپ نے کہ مسلمان کے لئے جنگ آزادی میں شریک ہونا کس قدر ضروری اور اوشیہ ہے - اور وہ مسلمان مسلمان کہلانے کے یوگیہ نہیں جو مادر وطن کو غلامی کی خاردار زنجیروں سے چھڑانے کا پریتن نہ کرے -

لیکن مسلمان کی قومیت دو طرح پر ہے ایک ملکی قومیت ہے مثلاً اگر وہ ایران میں رہتا ہے تو ایرانی ہے - اگر ہندوستان میں رہتا ہے تو ہندوستانی ہے - عرب میں عربی اور روم میں ترکی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]

ملک کی آزادی کے لئے ہر طرح سے کوشش کر سکتا ہے - اسلام اسے پوری پوری اجازت دیتا ہے - لیکن یہ ملکی قومیت ایک ادنےٰ قومیت ہے - مسلم ہونے کی حیثیت سے اس کی ایک اور قومیت ہے، جو ملکی قومیت سے بدرجہا اعلےٰ اور اتم ہے - مسلمان خواہ کسی ملک اور دیش میں ہوں کسی نسل اور کسی رنگ سے تعلق رکھتے ہوں وہ ایک ہی قوم یعنی مسلم قوم کے افراد ہیں اسی لئے مسلمان کہتا ہے سہ

ہر ملک ملک ماست کہ ملکِ خدائے ماست

اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے ان ھٰذہٖ امتکم امۃ واحدۃ وانا ربکم فاتقون - بیشک تم سب ایک ہی امت اور ایک ہی قوم ہو اور میں تم سب کا پروردگار ہوں - میرا ادب کرو - کل مومنون اخوۃ - سب مسلمان . . . . . آپس میں بھائی بھائی ہیں چونکہ اس قومیت کی بنیاد وہ اعلیٰ اصول ہیں جو ملکی اور جغرافیائی حدبندیوں سے بالاتر اور نسل - رنگ اور وطنیت کے امتیازات سے بلند تر ہیں اس لئے مسلمان کی یہ قومیت ایک اعلیٰ قومیت ہے اور ملکی قومیت اس کے مقابلہ میں ایک ادنےٰ قومیت ہے - اس بارے میں یہ اصول بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ادنےٰ قومیت کو اعلےٰ قومیت کے تحت میں رکھنا ضروری ہو[illegible]

آج کی کانفرنس کا وشے یہ ہے کہ "میرے دھرم انوسار ماتری بھومی کے پرتی میرا کیا کرتویہ ہے" سو اس پرشن کا اتر یہ ہے کہ موجودہ حالت میں ماتری بھومی کی سب سے بڑی سیوا اس وقت یہی ہے کہ اسے غیر قوم کی غلامی سے آزاد کیا جائے اور جب تک یہ مقصد حاصل نہ ہو اس وقت تک نہ دل کو چین اور نہ دماغ کو آرام ہو۔

جب وطن سائے آنکھوں میں نور ہو کر
سر میں خمار ہو کر دل میں سرور ہو کر

مسلمانان ہند کا یہ ایک ملکی فرض ہے - لیکن اس ملکی فرض کی ادائیگی میں اگر کوئی بات ایسی پیدا ہو جو اس کی اعلےٰ قومیت کے خلاف ہو تو بیان کردہ اصول کے مطابق ادنےٰ ملکی قومیت کو اعلےٰ اسلامی قومیت کے ماتحت کرنا پڑے گا - میں اپنے مطلب کو ایک مثال سے واضح کر دیتا ہوں - کورو کشیتر کے میدان میں جب ارجن نے اپنے دادا بھیشم اور پوجیہ گورو درون آچاریہ اور دوسرے واجب التعظیم بزرگوں کو دیکھا تو اس نے جنگ کرنے سے صاف انکار کر دیا - کیوں؟ ارجن کے سامنے ایک اصول آ گیا کہ بزرگوں اور سمبندھیوں کی رکھشا کرنا انسان کا ایک ضروری فرض ہے نہ یہ کہ انہیں اپنے ہاتھ سے موت کے گھاٹ اتارا جائے - چنانچہ اس نے بھگوان کرشن کو . . . . مخاطب [illegible]

کہتم بھیشم اہم سنکھیے دردنم چاندھوسودن ۔
مانشوبھی پرتی یوتسیامی پوجا ارہا و اری سودن
(گیتا - دوسرا ادھیائے رشلوک ۴)
(ارتھ) ہے بھگوان - میں میدان جنگ میں اپنے
دادا بھیشم اور گورو درون آچاریہ کو کیسے
تیروں کا نشانہ بناؤں - یہ تو پوجنے کے
یوگیہ ہیں - یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں انہیں
مار ڈالوں ۔

ارجن کے سامنے فی الحقیقت ایک بڑا
دھرم اصول تھا - لیکن بھگوان کرشن اس کے
سامنے ایک اور اعلیٰ اصول پیش کرتے
ہیں اور فرماتے ہیں ۔ "دھرم یادھی
یدھات شریو ابنت کھتریہ نہ ودیتے"
(گیتا ۲ : ۳۱)

اپنے حقوق کی حفاظت کرنا اور مظلوم کو
ظالم کے ظلم سے بچانے کے لئے جنگ
کرنا بہترین دھرم ہے - اس سے انسان سیدھا
سورگ کو جاتا ہے - کھشتری کے لئے
دھرم یدھ سے بڑھ کر کوئی اور چیز کلیان کاری
نہیں - حضرات کیا یہ وہی بات نہیں، جو
پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے
بھی ارشاد فرمائی - کہ مسلمان کے لئے
جہاد سے بڑھکر کوئی کام نہیں - پس ارجن
نے اس اعلیٰ اصول کے سامنے اوّل الذکر
ادنیٰ اصول کو چھوڑ دیا اور دھنش لے کر
میدان میں نکل آیا اور اپنے چھوٹوں اور
بڑوں کے خون بہا دیئے - اس بات کو خوب
یاد رکھئے کہ ادنیٰ اصول کو ہمیشہ اعلیٰ
اصول کے ماتحت رکھا جاتا ہے ۔

حضرات - دنیا میں انسان کی صرف
دو ہی حیثیتیں ہو سکتی ہیں - یا وہ حاکم ہوتا ہے
یا محکوم - راجہ ہوتا ہے یا رعیت - بھارت
ورش میں مسلمانوں نے دونوں طرح کی زندگی
بسر کی - آٹھ سو سال تک انھوں نے بڑے
جاہ و جلال سے راجیہ کیا - اس دوران میں
انھوں نے ملک کو اپنی مخلصانہ کوششوں
سے ترقی کے بلند بام پر پہنچایا جس کا
اعتراف دوست اور دشمن دونو یکساں طور
پر کرتے ہیں - ہندو رعایا کو نہ صرف مذہبی
آزادی بلکہ تمام قسم کے سیاسی حقوق بھی
عنایت کئے - انہیں حکومت کے کاموں میں
شریک کیا - اعلیٰ سے اعلیٰ عہدے اور
بلند سے بلند منصب عطا کئے - سنئے
ہندوستان کے بہت بڑے لیڈر لالہ
لاجپت رائے صاحب سرگباشی اپنے مشہور
اخبار بندے ماترم میں کیا ارشاد فرما گئے
ہیں کہتے ہیں -

"مسلمان اچھے تھے یا بُرے تھے -
ان میں ایک بات تو تھی اور وہ یہ کہ انھوں
نے ہندوستان کو اپنا گھر بنا لیا - یہ ہندوؤں
پر اعتبار و بھروسہ رکھتے تھے - ان کو اعلیٰ ترین
عہدوں پر مامور کرتے تھے - کبھی قومی نفرت
ان کی کارروائی کی محرک نہ ہوتی تھی ....
مسلمان بادشاہ ہندوؤں کو ہر طرح
سے مسلمانوں کے ہم رتبہ سمجھتے تھے" - اسی
اخبار میں آگے چل کر لکھتے ہیں - " جہاں
کہیں مسلمانوں نے سلطنت کی - انھوں نے
اپنے ہندو بھائیوں کو بھی گلے لگا لیا -
انھوں نے یہ کبھی نہیں کیا کہ مسلمانوں ہی سے
سب جگہیں پُر کرکے ہندوؤں کے حقوق
قطعی پامال کر دیئے ہوں - یہی وجہ تھی کہ
ملک میں کسی قسم کی بے چینی، دکھ اور قحط
وغیرہ نہ تھے"

مجھے شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر
علیہ الرحمۃ کے زمانے کا ایک واقعہ یاد
آ گیا - اورنگ زیبؒ نے دو پارسیوں
کو تنخواہ تقسیم کرنے کے عہدہ پر مامور کیا تھا
کسی شخص نے بادشاہ کے پاس عرضی بھیجی
کہ ان کافر آتش پرستوں کو نکال کر ان کی
جگہ معتمد تجربہ کار مسلمان رکھے جائیں - اور
اپنی بات کو مضبوط کرنے کے لئے قرآن کریم
کی ایک آیت بھی لکھ ماری - یاایھا الذین
امنوا لاتتخذوا عدوی و
عدوکم اولیاء اے ایمان والو -
تم میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست
مت جانو - عرضی بادشاہ کے حضور میں
پیش ہوئی -

میرے ہندو بھائیو
تمہیں لے دے کے ساری داستان میں یاد ہے اتنا
کہ عالمگیر ہندو کش تھا - ظالم تھا - ستمگر تھا
سنئے اور کان کھول کر سنئے -

اس عرضی پر اورنگ زیبؒ نے اپنی قلم سے
سے کیا لکھا ہے - " مذہب کو ملکی کاروبار
میں کوئی دخل نہیں" - پھر آیت کے مقابلہ
پر یہ آیت لکھی لکم دینکم ولی دین
ان کے لئے ان کا دھرم اور ہمارے لئے
ہمارا دین ہے - پھر لکھتا ہے " اگر عرضی
دینے والے کی بات پر عمل کیا جائے اور
اسکو سلطنت کا دستور العمل بنایا جائے تو
تمام ہندو راجاؤں اور ان کی رعایا کا کہاں
ٹھکانا ہو - مگر یہ کس طرح ہو سکتا ہے - لوگوں
کو بادشاہی نوکریاں ان کی لیاقت اور قابلیت
کے موافق ملنی چاہئیں نہ کسی اور لحاظ سے"

موجودہ زمانہ میں مسلمان ہندوستان
میں بادشاہ نہیں بلکہ رعایا کی زندگی بسر کر رہے
ہیں - اور ملک آزادی حاصل کرنے کی جدوجہد
میں مصروف ہے، بعض لوگوں کا خیال
ہے کہ اگر ہندو اور مسلمان ایک دوسرے
میں جذب ہو کر ایک متحدہ قوم بن جائیں تو
اس میں ملک کی بہتری ہے - واقعات نے
ثابت کر دیا ہے کہ ؎

این خیال است و محال است و جنوں

ہندو اور مسلمان دو بالکل علیحدہ قومیں ہیں
جن کی کلچر جدا، تہذیب جدا اور سبھیتا جدا
علم و ادب جدا - تاریخ اور روایات جُدا
دین اور دھرم جدا - ہندو اپنے آپ کو
پراچین کال کی تہذیب میں رنگنا چاہتے
ہیں - اور مسلمان کو ہم وطن سمجھنے کے لئے
تیار نہیں جب تک وہ ہندی تہذیب کا
بپتسمہ لیکر شدھ نہ ہو جائے - ہندو کسی ملی
جُلی مشترکہ تہذیب کا روادار نہیں - وہ خالص
ہندو تہذیب چاہتا ہے - اُردو ہندی

کا جھگڑا اسی بات کا نتیجہ ہے -
مسلمان کے دل میں یہ خدشہ ہے کہ اکثریت
ہندوؤں کی ہے - اگر ملک کی حکومت
کلی طور پر ان کے ہاتھ آگئی تو مسلمانوں کو
یا ہندو تہذیب کا جامہ پہننا پڑے گا یا
اچھوتوں کی طرح ذلیل زندگی بسر کرنا ہوگی
یا دھرماتری بھومی سے جلاوطن ہونا پڑیگا
جیسا کہ ان کے ساتھ سپین میں ہوا تھا
چنانچہ لالہ ہردیال صاحب ایم اے آنجہانی
نے بھی ہندو قوم کو ایک مرتبہ یہ مژدہ
دیا تھا کہ " مسلمانوں کو عرب کے ریگستان
میں کھجوریں کھانے کے لئے بھیجدیا
جائے - ہمارے ہندوستان کے آم
کیلے اور نارنگیاں کھانے کا انہیں کوئی
حق نہیں "۔

پرانے اتہاس میں سے ایسے واقعات
کرید کرید کر نکالے جاتے ہیں جو ہندو مسلم
کشیدگی کا موجب بنیں - ایک دوسرے
کے مذہبی پیشواؤں کا ذکر نہایت دلآزار
شبدوں میں کیا جاتا ہے اور ایسی لٹریچر
شائع کی جاتی ہے جو دونوں قوموں میں
دشمنی اور نفرت کی آگ کو بھڑکاتی ہے -
اندریں حالات یہ کس طرح ممکن ہو سکتا
ہے کہ ہندو مسلم اتحاد ہو جس کی اس وقت
ماتری بھومی کو سخت ضرورت ہے - اس
میں شک نہیں کہ یہ سوال بظاہر مشکل اور
پیچیدہ معلوم ہوتا ہے لیکن اگر چھوٹے
چھوٹے اجزا میں تقسیم کیا جائے تو اس
باہمی بد دلی اور بد اعتمادی کا آخری
کارن پولٹیکل اغراض نہیں بلکہ مذہبی تعصب
نکلے گا - مذہبی تعصب کو دور کرو اور
ہندو مسلم کشیدگی خود بخود دور ہو جائیگی -

حضرات - یہ تشخیص اور یہ تجویز اس
مرد خدا کی بتلائی ہوئی ہے جو خدا کی طرف
سے اس زمانہ کے لئے ریفارمر ہو کر آیا -
جس کا شبھ نام حضرت مرزا غلام احمد
صاحب بانئے سلسلہ عالیہ احمدیہ تھا -
حضرت صاحب کا ارادہ تھا کہ ایک ایسی
ایسوسی ایشن بنائی جائے جس کا واحد مقصد
ہندو مسلمانوں کے باہمی فسادات کو مٹا کر
ان کے درمیان صلح اور محبت کا قائم کرنا ہو
چنانچہ اسی غرض سے انھوں نے ایک
لیکچر بھی لکھا جو ایک جلسۂ عام میں ۳۰ مئی
۱۹۰۸ء کو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں پڑھا
جانا تھا - لیکن ۲۶ مئی کو حضرت صاحب
کی وفات ہو گئی اور جلسہ ملتوی ہو گیا -
ازاں بعد آپ کی جماعت احمدیہ نے ۲۱ جون
۱۹۰۸ء کو ایک بہت بڑا جلسہ لاہور یونیورسٹی
ہال میں کیا جس میں ہندو مسلمان - سکھ
عیسائی، ہزاروں کی تعداد میں جمع ہوئے
ہائیکورٹ کے جسٹس سر پرتول چندر
چٹرجی جلسہ کے صدر مقرر ہوئے اور
میاں سر محمد شفیع اور میاں سر فضل حسین جیسی
بلند مرتبت ہستیاں جلسہ میں شریک ہوئیں -
خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر نے یہ لیکچر
لوگوں کو پڑھ کر سنایا جس کا نام "پیغام صلح"
ہے میں چند حروف آپ کے سامنے پڑھ
دیتا ہوں -

" اگر اس قسم کی صلح تام کے لئے ہندو
صاحبان اور آریہ صاحبان تیار ہوں کہ وہ
ہمارے نبی صلعم کو خدا کا سچا نبی مان لیں اور
آیندہ توہین اور تکذیب چھوڑ دیں - تو
میں سب سے پہلے اس اقرار نامہ پر دستخط
کرنے کو تیار ہوں کہ ہم احمدی سلسلہ کے
لوگ ہمیشہ وید کے مصدق ہوں گے
اور وید اور اس کے رشیوں کا تعظیم اور
محبت سے نام لیں گے اور اگر ایسا نہ
کریں گے تو ایک بڑی رقم تاوان کی جو
تین لاکھ روپے سے کم نہ ہوگی ہندو
صاحبان کی خدمت میں ادا کریں گے ..
...... پیارو صلح جیسی کوئی چیز نہیں
آؤ ہم اس معاہدہ کے ذریعہ سے ایک
ہو جائیں اور ایک قوم بن جائیں - آپ
دیکھتے ہیں کہ باہمی تکذیب سے کس قدر
پھوٹ پڑتی ہے اور ملک کو کس قدر
نقصان پہنچتا ہے - آؤ اب یہ بھی ذرا
آزما لو کہ باہمی تصدیق کی کس قدر برکات
ہیں - بہترین طریق صلح کا یہی ہے ورنہ کسی
دوسرے پہلو سے صلح کرنا ایسا ہی ہے
کہ جیسا کہ ایک پھوڑے کو جو شگاف اور
چمکتا ہوا نظر آتا ہے اسی حالت میں چھوڑ
دیں اور اس کی ظاہری چمک پر خوش ہو جائیں
حالانکہ اس کے اندر سڑی ہوئی اور بدبو دار
پیپ موجود ہے "

لیکچر ختم ہوا - مجمع پر اس قدر اثر تھا کہ
بیان سے باہر ہے - جب مضمون گائے کے
سوال پر پہنچا تو خواجہ صاحب نے اسی وقت
پر زور الفاظ میں اعلان کیا کہ اس معاہدہ کے
لئے پہلا قدم میں اٹھاتا ہوں اور اگرچہ میں
گائے کو حلال اور طیب جانتا ہوں لیکن
اپنے ہندو بھائیوں کی خاطر اس جلسہ میں
اعلان کرتا ہوں کہ آیندہ گئو ماس کبھی نہیں
کھاؤں گا - خواجہ صاحب نے کہا کہ اب
ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے اس بڑھے
ہوئے ہاتھ کو ہندو بھائی بھی اپنے ہاتھ
میں لینے کے لئے تیار ہیں یا نہیں - مجمع
پر ایک عجیب خاموشی سی طاری تھی - آخر
میں میاں سر محمد شفیع نے اٹھکر کہا کہ اگر ہندو
صاحبان اس وقت جواب نہیں دینا چاہتے
تو بعد میں سوچکر جواب دیں پھر خواجہ صاحب نے
اس لیکچر کا انگریزی ترجمہ چھپوا کر تمام اہل علم ہندوؤں
میں تقسیم کیا - لیکن مجھے سخت افسوس کے ساتھ
کہنا پڑتا ہے کہ آریہ مہاپرشوں نے اس نیک
اور مبارک تحریک کی دل کھول کر مخالفت کی اور
ہندو مسلم اتحاد کے اس بہترین طریق کو کامیاب
نہ ہونے دیا ورنہ بھارت ورش کی آج کچھ اور
ہی حالت ہوتی - میں آج بھی آپ سے صرف یہی
پرارتھنا کرنا چاہتا ہوں کہ ؎

اچھا نہیں ہے اصلاً آپس میں بیر رکھنا -
ہم کو نہیں ہے زیبا آپس میں بیر رکھنا
شیوہ نہیں ہمارا آپس میں بیر رکھنا
مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا

میاں نور الحق صاحب واقفِ زندگی کا مبلغ تین صد روپیہ کا انعامی چیلنج منظور

{ از مخترم جناب شیخ عبد الرحمن صاحب مصری }

میں نے احادیث نبویہ کی بناء پر ۱۹ر ستمبر ۱۹۴۵ء کے پیغام صلح میں ایک مضمون لکھا تھا جس کے ۳ کالم ۲ پر میں نے ایسی تین احادیث کا ذکر کیا تھا جو مسیح موعود کی وفات کے بعد کے زمانہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں پہلی حدیث تو دو مختلف روایتوں سے مرکب ہے حضرت مولوی نور الدین صاحب رضؓ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اس کے بعد دوسری اور تیسری حدیث تو وہ بھی مختلف روایات سے مرکب ہیں ان کا ذکر میں نے مضمون کی مناسبت کے لحاظ سے مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا۔

"دوسری اور تیسری حدیث کا مضمون یہ ہے کہ مہدی اپنی طبعی موت سے فوت ہوگا لوگ فتنہ میں پڑ جائیں گے اس کے بعد لوگ اس کے اہل بیت میں سے ایک آدمی کو اپنا والی بنائیں گے اس میں خیر و شر دونوں ہوں گے لیکن اس کا شر خیر سے زیادہ ہوگا وہ لوگوں پر خشمگین رہے گا بعد اس کے کہ لوگ ایک جماعت کی شکل میں ہوں گے وہ انہیں افتراق کی طرف لے جائیگا اس کے خلاف ایک شخص خروج کرے گا جس کا لقب منصور ہوگا اور وہ پہلے خلیفہ کی سیرت پر ہوگا۔"

یہ تمام روایات جن سے یہ تینوں حدیثیں مرکب ہیں حجج الکرامۃ کے صہ۴۲ و صہ۴۳ پر درج ہیں ان میں سے بعض حضرت مولوی نور الدین صاحب کے متعلق ہیں بعض میاں محمود احمد صاحب کے متعلق ہیں اور بعض حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ہیں۔ میں نے اپنے مضمون میں ان روایات کے مجموعہ کو جو حضرت مولوی نور الدین صاحب رضؓ پر چسپاں ہوتی ہیں ایک حدیث قرار دیدیا اور ان روایات کے مجموعہ کو جو جناب میاں صاحب پر چسپاں ہوتی ہیں ایک حدیث قرار دیدیا اور ان روایات کے مجموعہ کو جو حضرت امیر ایدہ اللہ پر چسپاں ہوتی ہیں ایک حدیث قرار دے دیا کیونکہ ان میں سے ہر ایک مجموعہ کا مصداق ایک ہی شخص تھا اس طرح گو روایات زیادہ تھیں مگر میں نے انہیں الگ الگ مجموعے بنا کر انہیں تین الگ الگ حدیثوں کے نام کے نیچے جمع کر دیا۔ علاوہ ازیں میں نے دوسری اور تیسری حدیث کی تمام روایات کو لفظ بلفظ نقل کیا جائے

حسب ضرورت ان کا مضمون درج کر دیا اس کی وجہ زیادہ تر یہ تھی کہ ان روایات میں بعض باتیں تو بالکل صاف تھیں جو کسی تشریح کی محتاج نہ تھیں اور وہ ظاہراً پوری بھی ہوگئیں مثلاً (۱) جماعت کا حضرت مولوی نور الدین صاحب رضؓ کے بعد فتنہ میں پڑ جانا (۲) مہدی کے اہل بیت میں سے ایک نوجوان کا ہونا اور افتراق پیدا کر کے خلیفہ بن جانا چنانچہ میاں صاحب کے وجود سے یہ علامت لفظ بلفظ پوری ہوگئی۔

(۴) اس میں شر اور خیر دونوں کا ہونا لیکن شر کا خیر کے مقابلہ میں زیادہ ہونا۔

(۵) مہدی کی جماعت میں سے ایک شخص کا مہدی کے اہل بیت میں سے خلیفہ بننے والے کے خلاف کھڑا ہونا یہ علامت حضرت مولوی محمد علی صاحب کے وجود سے پوری ہوئی۔

(۶) اس کے خلاف کھڑے ہونے والے شخص کا لقب خدا کے نزدیک "منصور" ہونا۔

(۷) اس کا سیرت میں پہلے خلیفہ کی مانند ہونا۔ آخری دونوں امر حضرت مولوی محمد علی صاحب کے علو مرتبہ اور بلندیٔ شان پر دلالت کرتے ہیں۔

اور بعض باتیں ان روایات میں قابل تشریح تھیں اگر میں تمام روایات کو لفظ بلفظ نقل کرتا تو لازماً مجھے ان تمام الفاظ کی تشریح کرنی پڑتی اور اس سے مضمون بہت لمبا ہو جاتا اخبار میں جگہ کی قلت کی وجہ سے چونکہ اختصار مد نظر تھا اس لئے میں نے صرف انہی باتوں کے ذکر پر اکتفا کیا جن کو موٹی سے موٹی عقل کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے پھر انہی پر اکتفا کرنے کی وجہ یہ بھی تھی کہ جو غرض اس مضمون کے لکھنے سے تھی یعنی اس مقابلہ کو نمایاں کرنا جو احادیث میں جناب میاں صاحب اور حضرت امیر ایدہ اللہ کا دکھایا گیا ہے وہ بھی انہی مذکورہ بالا سات امور کے بیان سے ہی پوری ہو جاتی تھی احادیث اس امر پر فیصلہ کن ہیں کہ جناب میاں صاحب جماعت میں افتراق پیدا کرنے کا موجب ہیں اور ان میں شر زیادہ اور خیر کم ہے اور حضرت مولوی محمد علی صاحب ان کے مقابلہ میں کھڑا ہونے میں اللہ تعالےٰ کے نزدیک حق بجانب ہیں نیز وہ نیک سیرت کے مالک ہیں میرا خیال

تھا کہ جناب میاں صاحب اور ان کے غلمان احادیث پر ٹھنڈے دل سے غور کریں گے اور ان کو سامنے رکھکر اپنے کئے پر سخت نادم ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر اپنے تمام قصوروں کی معافی مانگیں گے مگر افسوس ان لوگوں نے تقوےٰ سے کام لینے کی بجائے جلد بازی سے کام لیا کوئی تو گالیوں پر اتر آیا اور کوئی مغالطہ دہی کے ذریعہ اپنی جماعت کی آنکھوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش میں مصروف ہوگیا اور ایک صاحب جنہوں نے اپنا نام نور الحق واقف زندگی ظاہر کیا ہے انہوں نے تو فن حق پوشی میں کمال ہی کر دیا ہے بڑی جرأت کیساتھ مبلغ پچاس پچاس روپیہ کے دو انعامی چیلنج تو مجھے اخبار "الفضل" مورخہ ۶ر نومبر ۱۹۴۵ء کے صفحہ ۲ پر دیتے ہیں اور مبلغ دو صد روپیہ کا ایک انعامی چیلنج اخبار "الفضل" مورخہ ۸ر نومبر ۱۹۴۵ء کے صفحہ ۵ پر دیا ہے۔

ان تینوں چیلنجوں کو پڑھنے والا بظاہر تو یہی سمجھے گا کہ اس شخص کے پاس ضرور حق ہے ورنہ یہ تین صد روپیہ کو خطرہ میں ڈالنے کی کس طرح جرأت کر سکتے تھے لیکن حقیقت اس کے بالکل خلاف ہے چنانچہ احباب کرام کو عنقریب ہی پتہ لگ جائے گا کہ ان چیلنجوں میں کس قدر خلاف تقوےٰ چال سے کام لیا گیا ہے، بہرحال دوسری اور تیسری حدیث کا جو مضمون میں نے ۱۹ر ستمبر کے پیغام صلح میں بیان کیا ہے اسکو ادھورا نقل کر کے وہ لکھتے ہیں:۔

"حجج الکرامۃ کے صہ۴۲ و صہ۴۳ کی ساری اصل روایتوں پر نظر ڈالنے کے بعد یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مصری صاحب کا بیان کردہ خلاصہ بالکل اختراع ہے اور اصل مذکورہ دو روایتوں میں سے وہ نتیجہ نہیں نکلتا جو مصری صاحب نے لکھا ہے"

اس کے بعد وہ مندرجہ ذیل الفاظ میں انعامی چیلنج دیتے ہیں:۔

"میں مصری صاحب سے کہتا ہوں کہ جو کچھ انھوں نے دو روایتوں کو ملا کر خلاصہ نکالا ہے اگر وہ اصل دو روایتوں میں سے نکال کر دکھا دیں جو حجج الکرامۃ میں درج ہیں تو مبلغ پچاس روپے انعام لیں۔

(الفضل ۶ر نومبر صہ۲)

یہ ہے میاں نور الحق صاحب واقف زندگی کا پہلا انعامی چیلنج۔

احباب کرام اگر اس مکر و فریب پر مطلع ہونا چاہتے ہیں جو اس انعامی چیلنج میں مضمر ہے تو وہ مہربانی فرما کر میرے ان الفاظ کو سامنے رکھیں جو میں نے دوسری اور تیسری حدیث کے مضمون کو بیان کرتے ہوئے لکھے ہیں اور دیکھیں

کہ کیا کہیں بھی میں نے ان الفاظ میں کوئی دو روایتیں درج کی ہیں جبکہ ان الفاظ میں کوئی دو روایتیں مذکور ہی نہیں تو میاں نور الحق صاحب واقف زندگی کا یہ لکھنا کہ جو کچھ میں نے حضرت مولوی محمد علی صاحب کے متعلق دوسری اور تیسری حدیث کے مضمون کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے وہ اگر خاکسار اصل دو مذکورہ روایتوں میں نکال کر دکھائے تو مبلغ پچاس روپے انعام لے کیا معنی رکھتا ہے اس بات کا تو بیشک میں ذمہ وار قرار دیا جا سکتا ہوں کہ جو تین امور میں نے حضرت امیر کے متعلق اس مضمون میں درج کئے ہیں ان کی صحت حجج الکرامۃ کی ان روایات سے ثابت کروں جو اس کے صہ۴۲ و صہ۴۳ پر درج ہیں لیکن اس بات کا میں کس طرح ذمہ وار قرار دیا جا سکتا ہوں کہ ان روایات کی رو سے جو میاں نور الحق صاحب واقف زندگی کے ذہن میں مستور ہیں پس میں میاں نور الحق صاحب واقف زندگی کا یہ پچاس روپیہ والا انعامی چیلنج اس تبدیلی کے ساتھ منظور کرتا ہوں کہ میں "حجج الکرامۃ" کے صہ۴۲ و صہ۴۳ پر مندرجہ روایات میں سے ثابت کر دوں کہ وہ تین امور جو میں نے حضرت مولوی محمد علی صاحب کی طرف دوسری اور تیسری حدیث کا مضمون بیان کرتے ہوئے منسوب کئے ہیں فی الحقیقت آپ ان کے مصداق ہیں۔

پس اب میاں نور الحق صاحب واقف زندگی فوراً مبلغ پچاس روپیہ جمع کرا دیں اور فیصلہ کے لئے حَکم مقرر کریں۔

دوسرا چیلنج { میاں نور الحق صاحب واقف زندگی نے دوسرا انعامی چیلنج بھی مبلغ پچاس روپیہ کا ہی دیا ہے۔ اس کے الفاظ حسب ذیل ہیں:۔

"(۲) حجج الکرامۃ کی صہ۴۲ و صہ۴۳ کی روایتوں میں سے ایک روایت مندرجہ ذیل الفاظ میں آتی ہے "مہدی اپنی موت سے مریں گے۔ لوگ ان کے بعد فتنے میں پڑیں گے۔ ان کے پاس ایک آدمی بنی مخزوم کا آوے گا۔ اس سے بیعت کر لیں گے وہ ایک زمانہ تک ٹھہرے گا اتنے میں آسمان سے ایک ندا آئے گی کہ فلاں آدمی کی بیعت کرو۔ اور ہجرت کے بعد ایڑیوں پر واپس نہ پھرو۔ لوگ ادھر ادھر دیکھیں گے۔ اور کسی کو نہ پائیں گے پھر یہ ندا تین بار ہوگی پھر منصور سے بیعت کریں گے۔ یہ مخزومی پر چڑھائی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ منصور کو مخزومی پر فتح دے گا۔ اور مخزومی کو معہ اس کے ہمراہیوں کے قتل کر دے گا"

اس روایت میں دو شخص بتائے گئے ہیں (۱) مخزومی (۲) منصور اور

وہ شخص ہے جس کے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ حق پر ہوگا۔ اور خدا اس کی مدد کرے گا اور مخزومی فتنہ انداز پر اسے فتح دیگا اور اسے اور اس کے ہمراہیوں کو قتل کر دیگا گویا مخزومی اور منصور دو علیحدہ علیحدہ شخصیتیں ہیں ایک تو نصرت یافتہ ہے اور ایک ذلیل۔

مصری صاحب نے ایک مضمون ۲۷ جون ۱۹۴۵ء کے پیغام صلح میں لکھا تھا اور اس میں بھی انھوں نے وہی کوشش کی تھی جو ۱۹ ستمبر کے مضمون میں کی ہے۔ لیکن پہلے مضمون میں مصری صاحب نے واضح الفاظ میں یہ لکھا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب مخزومی ہیں۔ اور اس کا اقرار انھوں نے کیا ہے اب روایت مذکورہ بالا کے پیش نظر یہ بات واضح ہے کہ اگر مولوی محمد علی صاحب مصری صاحب کے قول کے مطابق مخزومی ہیں۔ تو یقیناً ہمارے آقا حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالےٰ ہی منصور ہیں۔ اور واقعات نے بھی اس بات کی تصدیق کر دی کہ مرد منصور کو خدا نے مخزومی پر فتح دی۔ اور مخزومی کے ہمراہی یکے بعد دیگرے انکو چھوڑ گئے۔

مصری صاحب کا وہ مضمون جو ۱۹ ستمبر کے پیغام صلح میں شائع ہوا ہے۔ اس میں مصری صاحب کا سارا زور یہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب منصور ہیں۔ جیسا کہ اوپر ان کا بیان کردہ خلاصہ بھی درج کیا جا چکا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ مصری صاحب روایت مذکورہ بالا کو سامنے رکھ کر بتائیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب مخزومی اور منصور دونوں کس طرح بن گئے۔ اگر مصری صاحب کے قول کے مطابق وہ مخزومی ہیں تو روایت مذکورہ بالا کے پیش نظر منصور نہیں بن سکتے کیونکہ منصور اور مخزومی دو شخصیتیں بیان کی گئی ہیں۔ اور مولوی صاحب میں بیک وقت دونوں شخصیتیں کس طرح اکٹھی ہو سکتی ہیں، پس اگر مصری صاحب روایت مذکورہ کو سامنے رکھتے ہوئے کسی طرح اگر یہ ثابت کر دیں کہ مولوی صاحب مخزومی اور منصور دونوں ہیں۔ تو مبلغ پچاس روپے مزید انعام لیں،،

(الفضل ۹ نومبر ۱۹۴۵ء)

مندرجہ بالا چیلنج میں بھی اسی خلاف تقوےٰ چال سے کام لیا گیا ہے جس چال سے پہلے چیلنج میں کام لیا گیا تھا یعنی میاں نورالحق صاحب واقف زندگی خود ہی ایک روایت درج کرتے ہیں اور پھر مجھے مجبور کرتے ہیں کہ میں انہی کی پیش کردہ روایت کو مدنظر رکھکر حضرت مولوی محمد علی صاحب کو "مخزومی" اور "منصور" ثابت کروں اگر تو میں نے اپنے کسی مضمون میں اس روایت کے حوالہ سے حضرت مولوی صاحب کو مخزومی اور منصور قرار دیا ہے تو بیشک ان کا ایسا مطالبہ کرنے میں میاں

نورالحق صاحب واقف زندگی حق بجانب ہیں اور اگر نہیں تو پھر ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ ان کا یہ مطالبہ کس قدر غیر معقول ہے میں اس چیلنج کے متعلق بھی وہی کہوں گا جو میں پہلے چیلنج کے متعلق کہہ چکا ہوں اور وہ یہ کہ میں اس دوسرے پچاس روپیہ والے انعامی چیلنج کو بھی اس تبدیلی کے ساتھ منظور کرتا ہوں کہ میں حجج الکرامۃ کے صفحہ ۴۴۲ و صفحہ ۴۴۳ پر درج شدہ روایات سے حضرت مولوی محمد علی صاحب کا منصور ہونا بھی ثابت کر دوں گا اور نیز مخزوم سے ہونا بھی ثابت کر دوں گا اس لئے میاں نورالحق صاحب واقف زندگی یہ مبلغ پچاس روپے بھی فوراً جمع کرا دیں اور حکم کے متعلق فیصلہ کر لیں۔

تیسرا چیلنج } میاں نورالحق صاحب واقف زندگی کا تیسرا انعامی چیلنج مبلغ دو صد روپیہ کا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:۔

"شیخ مصری صاحب کا ایک مضمون ۱۹ ستمبر کے "پیغام صلح" میں شائع ہوا ہے۔ جس کا عنوان ہے "مولوی محمد علی صاحب کا مقام احادیث خیرالانام میں" اس مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ مصری صاحب کی رائے میں حجج الکرامۃ میں صفحہ ۴۴۲ و صفحہ ۴۴۳ پر بیان شدہ تین روایتوں میں سے ایک روایت مولوی محمد علی صاحب پر ایسے طور پر چسپاں ہو جاتی ہے۔ جو ان کو برحق ثابت کرتی ہے۔ مصری صاحب نے اپنے مضمون مورخہ ۱۹ ستمبر میں مذکورہ روایت کو لفظاً نقل نہیں کیا بلکہ دو روایتوں کو ملا کر ان کا خلاصہ اپنے الفاظ میں شائع کیا ہے مصری صاحب سے بار بار یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ مصری صاحب جس مفہوم کو حدیث کا نام دے کر مولوی محمد علی صاحب پر چسپاں کر رہے ہیں۔ اور اپنے مضمون میں اس کا نام تیسری حدیث رکھتے ہیں وہ حدیث حجج الکرامۃ کے صفحہ ۴۴۲ و صفحہ ۴۴۳ میں سے نکال کر دکھا دیں لیکن ابھی تک مصری صاحب اس طرف متوجہ نہیں ہوئے پس اگر مصری صاحب اپنی نام نہاد تیسری حدیث کو نکال کر دکھا دیں تو مبلغ دو صد روپیہ نقد انعام لیں،،

(الفضل ۸ نومبر ۱۹۴۵ء صفحہ ۵)

مجھے یہ دو صد روپیہ کا انعامی چیلنج بھی منظور ہے میں نے جو کچھ حضرت مولوی محمد علی صاحب کے متعلق ۱۹ ستمبر کے پیغام صلح میں دوسری اور تیسری حدیث کا مضمون بیان کرتے ہوئے لکھا ہے وہ میں حجج الکرامۃ کی انہیں روایات میں سے بعض کے ذریعہ ثابت کر دونگا جو حجج الکرامۃ کے صفحہ ۴۴۲ و صفحہ ۴۴۳ پر درج ہیں تین روایات یا ایک روایت کی کوئی شرط نہیں کیونکہ میں نے اپنے مضمون میں تین روایتوں یا ایک روایت کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ پس میاں نورالحق صاحب واقف زندگی فوراً مبلغ دو صد روپیہ جمع کرا دیں اور منصفوں کے متعلق فیصلہ کر لیں جس وقت میاں نورالحق صاحب واقف زندگی مبلغ تین صد روپیہ اپنے تین انعامی چیلنجوں کے متعلق کسی ثقہ آدمی کے پاس جمع کرا کر مجھے اطلاع دیں گے میں اپنے دلائل منصفوں کے پاس بھیج دوں گا۔ والسلام

(باقی کالم ۴ کے درمیانی حصہ میں)

خاکسار۔ شیخ عبدالرحمن مصری

سلسلہ میں شمولیت

نوٹ:۔ مندرجہ ذیل احباب حضرت امیرایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ میں شامل ہوئے ہیں دعا ہے اللہ تعالےٰ استقامت عطا فرمائے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین:

(۷۸۰۱) فضل محمود خاں صاحب — کوہاٹ
(۷۸۰۲) محمد عالم صاحب — گجرات
(۷۸۰۳) فقیر محمد صاحب — لائلپور
(۷۸۰۴) نور محمد صاحب — چنیوٹ
(۷۸۰۵) گلاب دین صاحب — ،،
(۷۸۰۶) غلام حسین صاحب — ،،
(۷۸۰۷)
(۷۸۰۸) عبدالقادر صاحب — (بمبئی)
(۷۸۰۹) عبدالغنی عرف دیو ندر ریڈی — بیجاپور
(۷۸۱۰) باپ صاحب احمد صاحب — ،،
(۷۸۱۱) محمد حسین صاحب — ،،
(۷۸۱۲) دستگیر صاحب ملک صاحب — ،،
(۷۸۱۳) اللہ بخش صاحب — ،،
(۷۸۱۴) برہان صاحب — ،،
(۷۸۱۵) عثمان صاحب — ،،
(۷۸۱۶) شمس الدین صاحب — ،،
(۷۸۱۷) رابیال بشیرلی — ،،
(۷۸۱۸) دستگیر حاجی صاحب — ،،
(۷۸۱۹) محمد یحییٰ خالد شرقی — بھوپال (حال لاہور)
(۷۸۲۰) — بلاری
(۷۸۲۱) محمد ایوب احمد صاحب — شیلانگ
(۷۸۲۲) محمد یوسف صاحب — سرینگر
(۷۸۲۳) عزیز الاسلام صاحب — ڈھاکہ
(۷۸۲۴) مقبول احمد صاحب قریشی — مظفرآباد
(۷۸۲۵) فیض احمد صاحب — مظفرگڑھ
(۷۸۲۶) محمد نصیب علی صاحب — سلہٹ
(۷۸۲۷) نسیم الدین احمد صاحب — شیلانگ
(۷۸۲۸) گل محمد صاحب — مظفرگڑھ
(۷۸۲۹) نور محمد صاحب — بھکر واہ (اودھم پور)
(۷۸۳۰) عبدالغنی صاحب — گدگ
(۷۸۳۱) حمید خاں صاحب — گدگ
(۷۸۳۲) محمد صدیق صاحب — کرنال
(۷۸۳۳) بشیر احمد صاحب — کرنال
(۷۸۳۴) نصیبن — ،،

چپراسی جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا چار ہزار روپیہ لیکر بھاگ گیا

شیخ فرید نام۔ عمر ۲۰-۲۵ سال۔ قد درمیانہ گورا رنگ۔ دانت کھلے کھلے۔ سکونت وضع سکال ریاست امب ضلع ہزارہ۔

اس شخص کو احباب جہاں پائیں پولیس کے حوالہ کر کے سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو اطلاع دیدیں۔

جلسہ سالانہ کے اخراجات

جلسہ سالانہ کے اخراجات کے لئے احباب کی خدمت میں اپیلیں بھیجی جا چکی ہیں۔ تمام احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ براہ مہربانی بہت جلد اپنی اپنی رقم مرکز میں ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان اور مبلغین کرام اور محصلین بھی اس طرف توجہ فرمائیں اور حتی الامکان اس ماہ کے آخر یا زیادہ سے زیادہ ماہ دسمبر کے شروع میں اخراجات جلسہ کی رقم بھیجکر شکریہ کا موقع دیں۔

والسلام
مرتضیٰ خاں
اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

تین عظیم الشان ابتدائی احکام اور انکی تعمیل

قرآن کے پڑھنے، قیام اللیل اور خدا کی بڑائی کے بارہ میں

رسول اللہ صلعم اور اُمت محمدیہ کا بینظیر طرز عمل

جماعت احمدیہ کے تاجر اپنی اپنی تجارتوں کو لیکر تبلیغ اسلام کے لئے نکل جائیں

خدا کی بڑائی کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے وصیتیں کرو

اور اپنی کمائی کا دسواں حصہ دو

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ - لاہور - مورخہ ۲۳ر نومبر ۱۹۴۵ء

یایھا المدثر قم فانذر و ربک فکبر

تین احکام جو سب سے پہلے نازل ہوئے قرآن کریم کی تین رکوعوں کی ابتدائی آیات کے بعد دیگرے نازل ہوئی ہیں سب سے پہلی وحی جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی وہ ان الفاظ میں ہے اقراء باسم ربک الذی خلق اپنے رب کے نام کے ساتھ اس کی مدد سے پڑھو دوسری وحی جو بالاتفاق اس پہلی سورۃ علق کی پانچ آیتوں کے بعد نازل ہوئی وہ ان الفاظ میں ہے جو میں نے ابھی پڑھے ہیں یایھا المدثر قم فانذر و ربک فکبر اے کپڑا اوڑھنے والے اٹھ اور ڈرا اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر، اس کے بعد بھی یہ قریباً قریباً صحیح معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ مزمل کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں یایھا المزمل قم اللیل الا قلیلا نصفہ او انقص منہ قلیلا او زد علیہ ورتل القرآن ترتیلا مزمل اور مدثر کے قریب قریب ایک ہی معنے ہیں تو اس میں حکم ہے اے کپڑا اوڑھنے والے رات کو جاگو کھڑے رہو۔ آدھی رات یا اس سے کچھ کم یا اس سے کچھ زیادہ ان تینوں مقامات میں گویا تین احکام ہیں جو سب سے پہلے نبی کریم صلعم پر نازل ہوئے ایک وحی الٰہی کا پڑھنا دوسرا اس وحی الٰہی کے ذریعہ سے لوگوں کو بدی اور اس کے بد انجام سے ڈرانا اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنا اور تیسرا رات کے وقت جاگ کر اس وحی الٰہی کو نماز . . . . میں پڑھنا۔

نبی کریم کا قرآن کو کثرت سے پڑھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب پہلا حکم نازل ہوا اور آپ کو کہا گیا اقراء پڑھو تو آپ نے فرمایا ما انا بقاری میں پڑھنا نہیں جانتا مگر چونکہ یہ الفاظ کوئی نفس کی بناوٹ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا اس لئے آپ نے قرآن کو پڑھا اور اتنا پڑھا کہ شاید دوسرے کسی انسان نے کسی کتاب کو اتنا نہیں پڑھا اور بہرحال دوسرے کسی مذہب میں تو قطعاً اس کی نظیر نہیں ملتی کہ کسی نبی نے اپنی کتاب کو اس قدر پڑھا ہو جس قدر آپ قرآن پڑھتے رہے اور پھر کمال یہ ہے کہ باوجود ان پڑھ ہونے کے آپ نے قرآن کو اس قدر پڑھا۔ یعنی آپ کا پڑھنا کتاب سے نہ تھا بلکہ حافظہ سے تھا۔ جب کوئی آیت یا سورت آپ پر اترتی تو اسی وقت وہ آپ کو یاد ہو جاتی۔ حتیٰ کہ بڑی بڑی لمبی سورتیں بھی جب آپ پر نازل ہوئیں تو آپ نے صرف ایک مرتبہ فرشتہ کے پڑھ جانے پر ان کو یاد کر لیا، پھر نمازوں میں آپ قرآن کو پڑھتے پانچوں نمازوں میں قرآن کریم کا کوئی نہ کوئی حصہ آپ پڑھا کرتے اور کبھی لمبی قرأت پڑھتے تھے، پھر رات کو پڑھتے، پھر رمضان میں پڑھتے۔

مسلمانوں کا قرآن کو کثرت سے پڑھنا مگر عجیب بات یہ ہے کہ آپ کا یہ پڑھنا گو حکم بظاہر آپ کو ہی نظر آتا ہے مگر یہ پڑھنے کا حکم قرأت کا حکم آپ کی امت میں اس طرح پر چلا کہ آج اگر کوئی قوم اپنی مذہبی کتاب کو پڑھنے والی ہے اور بار بار اس کو پڑھتی ہے تو وہ صرف مسلمان قوم ہے، اپنی مذہبی کتاب کو اس کثرت سے پڑھنا کسی بھی مذہب کے اندر نہیں بعض مذاہب کے اندر تو اپنی مذہبی کتاب کو چھونا بھی ہر ایک آدمی کے لئے جائز نہیں سمجھا جاتا چہ جائیکہ اسے کھول کر پڑھا جائے مگر یہ اقراء کا حکم اس شخص کے اندر جو ما انا بقاری کا مصداق تھا اس قدر سرایت کر گیا کہ قرآن کا پڑھنا نہ صرف اس کا اپنا رات دن کا ورد ہو گیا یہاں تک کہ آدھی آدھی رات، دو تہائی رات قرآن کے پڑھنے میں گزر جاتی تھی، بلکہ آپ کی امت میں بھی یہ حکم ایسا چلا کہ اس کی نظیر کسی دوسری قوم میں نہیں ملتی، ہر مسلمان کچھ نہ کچھ حصہ قرآن کریم کا ضرور پڑھتا ہے چاہے الحمد اور قل ھو اللہ ہی پڑھے یہ مسلمانوں کی خصوصیت ہے کہ قرآن کریم ان میں اس قدر پڑھا جاتا ہے کہ دوسری کسی قوم میں نظر نہیں آتا،

ربک فکبر کی بینظیر تعمیل دوسرا حکم جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا وہ ہے وربک فکبر اپنے رب کی بڑائی بیان کرو، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم کی بھی تعمیل بذات خود کی اور اس قدر تعمیل کی کہ اس کی نظیر بھی اور کسی پیغمبر کسی مصلح کی کسی ہادی کی زندگی میں نظر نہیں آتی، اللہ اکبر اللہ رب سے بڑا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا خلاصہ ہے، اسی لئے یہ پانچ وقت کی نمازیں رکھی گئی ہیں ان کا بیشتر خدا کی بڑائی پر مشتمل ہے ہر حرکت پر اللہ اکبر کی آواز بلند ہوتی ہے یہ بناوٹ سے نہ تھا ممکن ہے کسی کو کسی بات کا خیال بھی سوجھ جاتے مگر انسان اپنے اچھے سے اچھے خیال میں اثر پیدا نہیں کر سکتا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ربک فکبر کی تعمیل آج کس طرح امت محمدیہ میں پوری ہو رہی ہے۔ جس طرح وربک فکبر پر آپ کی امت نے عمل کیا اس کی نظیر دوسری کسی قوم میں دکھائی نہیں دیتی، ہر آبادی میں، ہر مسجد میں، ہر گھر میں اللہ اکبر کی آواز بلند ہوتی رہتی ہے۔

خدائی طاقت کا اثر یہ خدائی طاقت ہے جن لوگوں کا یہ خیال تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم اپنے پاس سے بنائی ہے وہ غور کریں کہ آج بھی وہی تعلیم آپ کی امت کے ہر پیر و کے دل میں رچی ہوتی ہے یہ طاقت نبی کریم صلعم کے الفاظ میں کس نے پیدا کی، اقراء کا لفظ منہ سے نکلا تو تمام دنیا کو پڑھنے والا بنا دیا، فکبر نکلا تو تمام دنیا کو اللہ تعالیٰ کی بڑائی پر لگا دیا یہ کس کا اثر ہے خدائی طاقت کے سوائے اور کس طرح یہ اثر پیدا ہو . . . . ہو سکتا ہے۔

رات کو اُٹھنے والے لوگ یہ تین تیسری آیت بھی پڑی تھی، قم اللیل الا قلیلا الخ رات کو اٹھو، آدھی رات یا اس سے کچھ کم یا کچھ زیادہ اور خدا کے حضور کھڑے ہو کر قرآن پڑھو، یہ عجیب بات ہے کہ آج دنیا میں اگر کوئی قوم ہے، جو قائم اللیل ہے تو وہ صرف مسلمان قوم ہے کوئی دوسری قوم رات کو اٹھ کر خدا کے حضور کھڑی نہیں ہوتی، یہ ہے خدائی طاقت ان الفاظ کے اندر کہ ایک امی کے منہ سے الفاظ نکلتے ہیں تو اس قدر خدائی طاقت ہے، جیسے کوئی بجلی سی بھری ہے اور وہ اثر آپ کے پاس بیٹھنے والوں تک محدود نہیں صحابہ عمل کرتے ہیں ان سے یہ قوت عمل تابعین میں منتقل ہوتی ہے ان سے تبع تابعین میں منتقل ہوتی ہے۔ اور پھر ان کے بعد آنیوالی نسلیں تمام کی تمام اس پر عمل کرتی چلی جاتی ہیں اقراء کا حکم ہوتا ہے تو تمام دنیا کے مسلمان قاری بن جاتے ہیں اللہ کی بڑائی بیان کرنے کا حکم آتا ہے تو سب کے سب اس کی بڑائی بیان کرنے میں لگ جاتے ہیں۔ قائم اللیل ہونے میں بھی بے نظیر خصوصیت انہیں نظر آتی ہے۔

تمام دوسری بڑائیوں کو مٹا کر خدا کی بڑائی یہ محمد رسول اللہ صلعم کی تعلیم کا اثر ہے، اس تعلیم کا مقصد ہے کہ خدا کی بڑائی کا احساس انسان کے قلب میں ہو جائے جس سے تمام دوسری بڑائیاں مٹ جائیں، خوب یاد رکھو جس انسان کے دل میں خدا کی بڑائی کا احساس ہو جائے اس کے اندر سے تمام دوسری چیزوں کی بڑائی مٹ جاتی ہے سب سے پہلے اپنے نفس کی بڑائی مٹتی ہے۔ وہ اپنے آپ کو کوئی چیز نہیں سمجھتا اور یہی خیال کرتا ہے کہ خدا کے فضل سے اس کے رحم سے یہ ایک زندگی ملی ہوئی ہے، اسی کے فضل سے یہ تمام سامان ملے ہوئے ہیں، وہی سب چیزوں کا دینے والا ہے اور سب سے بلند اور بڑا ہے۔

تمام مسلمانوں کی زبان پر اللہ اکبر کی آواز اللہ اکبر آج تمام مسلمانوں کی زبان پر ہے مشرق میں بھی مغرب میں بھی ہر ملک اور ہر قوم کے مسلمانوں کی زبان پر ہے۔ ہاں آج دل پر کوئی اثر پیدا ہونے کے بغیر بھی نعرہ تکبیر بلند ہو جاتا ہے خواہ دلوں کے اندر کچھ بھی نہ ہو مگر ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح ربک فکبر کی تعمیل مشرق سے لیکر مغرب تک سب کے دلوں میں سرایت کئے ہوئے ہے۔

ان احکام کے مخاطب کبھی آپ اس بات پر غور کریں کہ کیوں ایسا ہوا؟ اقراء کے حکم میں مخاطب تو محمد رسول اللہ صلعم ہیں، ایسا ہی

باقی احکام میں بھی آپ ہی کو مخاطب کیا گیا ہے اگر یہ چیزیں امت کے اندر کس طرح سرایت کر گئیں شاید جس طرح آج لوگ کچھ زیادہ منطقی بن گئے ہیں اور عمل میں اپنی سہل انگاریوں کی وجہ سے حیلے بہانے بناتے رہتے ہیں اسی طرح اگر صحابہ بھی کرتے تو کہہ سکتے تھے کہ مخاطب تو صرف رسول اللہ صلعم ہیں ہم کیوں تعمیل کریں لیکن ان لوگوں نے ان میں سے ہر انسان نے ہر مسلمان نے ان حکموں کا مخاطب اپنے آپ کو سمجھا اور ان کی پوری تعمیل کرکے دکھائی انھوں نے یہ جان لیا کہ یہ خطاب محمد رسول اللہ صلعم تک محدود نہیں بلکہ ہر شخص کو ہے جو آپ پر ایمان لاتا ہے اور اگر غور کیا جائے تو خطاب سے بھی عام مخاطب یونہی کیا ہے اقراء باسم ربك الذی خلق - یا یها المزمل قم اللیل - یا یها المدثر قم فانذر - یوں نہیں کہا یا یها الرسول اقراء - یا یها الرسول قم -

قادیان کی اصطلاح

ہمارے قادیان کی اصطلاح ہو تو کہیں ابھی محمد رسول اللہ کو نبوت نہیں ملی تھی کیونکہ وہاں نبوت کی تعریف بتائی گئی ہے کہ خدا اس کو نبی کے نام سے پکارے تو ان ابتدائی آیات میں تو نبی یا رسول کے نام سے آپ کو نہیں پکارا گیا پس کیا یہ سمجھا جائے کہ آپ ابھی نبی ہی نہ ہوئے تھے ؟

عام انسان کو خطاب

کپڑا اوڑھنے والے سے کیا مراد ہے، محمد رسول اللہ صلعم ہی تو کپڑا اوڑھنے والے نہیں ہم بھی تو کپڑا اوڑھتے ہیں، پھر کپڑا اوڑھنے والے سے خطاب کیوں کیا بات یہ ہے کہ کپڑا اوڑھ کر انسان عموماً سو جاتا ہے غفلت میں پڑ جاتا ہے آپ کو اگر ایک خاص لحاظ سے مزمل یا مدثر کہا تو عام انسان کو عام معنے کے لحاظ سے یہ خطاب کیا - عام انسان کو یوں خطاب کیا کہ اے انسان تو جو غفلت میں پڑا ہے چھوڑ اس غفلت کو اٹھ اور دنیا کی اصلاح میں لگ جا، تمام دوسری بڑائیوں کو مٹا کر صرف ایک خدائے واحد کی بڑائی دنیا میں قائم کر، تو یہ حکم صرف محمد رسول اللہ صلعم ہی کو نہیں ہر انسان اس کا مخاطب ہے ہر انسان مصلح بن سکتا ہے صرف غفلت کو چھوڑنے کی ضرورت ہے۔

تبلیغ اسلام ہر مسلمان کا فرض ہے

ہم بعض وقت خیال کرتے ہیں کہ خدا کے نام کو دنیا میں پھیلانا، قرآن کو دنیا میں لے جانا بہت ہی بڑے اخراجات کو چاہتا ہے ہم میں سے جو معاملہ فہم دور سوچ سمجھ رکھنے والے ہیں وہ کہتے ذرا سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا کیونکہ اس کے لئے بہت روپیہ خرچ کرنا پڑیگا لیکن خدا کہتا ہے اے مسلمان تیرا فرض ہے کہ تو اٹھے اور دنیا کی اصلاح میں لگ جائے ہر مسلمان کا یہ فرض قرار دیا ہے کسی کو جماعت کا میسر آجانا الگ چیز ہے لیکن جماعت اگر پیچھے نہ بھی ہو تو بھی یہ فرض زائل نہیں ہو جاتا۔

تبلیغ اسلام کے لئے سامان

خوب یاد رکھو جس شخص نے ارادہ کر لیا قم فانذر کے حکم کی تعمیل کا خدا اس کے ارادہ کو پورا کر دیتا ہے اور کوئی نہ کوئی سامان بھی اس کے لئے تیار کر دیتا ہے یہ ہمارے سامنے ایک مکان ہے خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کا۔ انھوں نے ٹھان لی کہ میں تبلیغ اسلام کے لئے انگلستان جاؤں گا، کوئی سامان ان کے پاس نہ تھے، کسی شخص نے اپنے کام کے لئے انہیں بھیجا لیکن اس سے وہاں مشن قائم کرنے کا تو سامان نہیں ہوا تھا یہ صحیح ہے کہ انہیں خیال ہوگا کہ جماعت مدد کرے گی لیکن شروع میں تو جماعت کے کھروسہ پہ یا جماعت کی طرف سے وہ نہ گئے تھے، ہاں وہ اس نیت کو دل میں لیکر گئے کہ میں لوگوں کو ڈراؤں، خدا نے اتنی برکت دی کہ ایک عظیم الشان مشن انھوں نے قائم کر لیا پس جو شخص دنیا کی اصلاح کرنے خدا کا نام دنیا میں پہنچانے کی ٹھان لے وہ ناکام نہیں رہتا، خدا اس کے لئے سامان پیدا کر دیتا ہے اس زمانہ میں بھی ایک نمونہ ہمارے سامنے رکھ دیا اگر اس نمونہ سے ہم فائدہ اٹھائیں اور نیک نیتی سے خدا کے حکم کو مد نظر رکھتے ہوئے اصلاح خلق کا بیڑا اٹھائیں تو خدا تعالےٰ ضرور مدد کرے گا وہ ناکام نہیں رکھے گا الذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا جو لوگ خدا کے رستہ میں کوشش کرتے ہیں خدا تعالیٰ ان کے لئے سامان پیدا کر دیتا ہے۔

عزم اور ہمت کی ضرورت

عزم اور ہمت ہونی چاہیئے، مشکل یہی ہے کہ یہ عزم یہ ہمت، یہ ارادہ ہم میں پیدا نہیں ہوتا، ورنہ ہم میں سے بہتیرے ہیں جو ایک ایک جگہ انتخاب کر لیں اور اصلاح خلق کے لئے نکل جائیں، ہماری جماعت کے اکثر لوگ پنجاب کے مختلف شہروں میں پائے جاتے ہیں کیا انھوں نے قم فانذر کے حکم پر کبھی غور کیا ہے کیا ان میں سے ایک ایک نے کبھی یہ خیال کیا ہے کہ میں لوگوں کو ڈراؤں اپنے رب کا پیغام دنیا میں پہنچاؤں؟ اگر یہ نیت اور ارادہ ہو تو آج ربك فكبر کا مفہوم بیسیوں جگہ پورا ہو سکتا ہے۔

مال کی ہوس

مگر مشکل یہ ہے کہ ہم میں سے بہت سے غفلت کو نہیں چھوڑتے بہت ایسے ہیں کہ انھوں نے دنیا کا مال کمانا اپنی زندگی کا مقصد سمجھ لیا ہے دنیا کی ہوا نے ہر ایک کے دماغ میں یہ خیال پیدا کر دیا ہے کہ میں کس طرح بہت بڑے روپے کا مالک بن جاؤں روپیہ آئے اور آئے یہاں تک کہ آتا چلا جائے یہی ہر ایک کا وظیفہ ہے مال ہو، مال ہو اور مال ہو۔ نبی کریم صلعم نے کیا سچ فرمایا ہے لا یملأ جوف ابن آدم الا التراب ابن آدم کا پیٹ نہیں بھرتا مگر مٹی سے قبر میں جاکر ہی یہ ہوس ختم ہوتی ہے، لوگ روپیہ سے تل جاتے ہیں، لاکھوں اور کروڑوں جمع کر لیتے ہیں اور پھر بھی ہوس ختم نہیں ہوتی۔

تجارتوں کو لیکر دور دور ممالک میں نکل جاؤ

ہم دور دور نکل جاتے ہیں تبلیغ اسلام کے لئے، ہم نے کیا لگانا ہے ایک شخص تھا اس نے ہمیں اس رستہ پر لگا دیا کہ اسلام کا پیغام دنیا میں پہنچائیں، اگر ہم میں ارادہ ہو، اگر ہمت اور عزم ہو تو ایک تاجر جو اپنی تجارت کو خوب رونق دینا چاہتا ہے اس عظیم الشان مقصد کو لیکر دنیا کے کونوں میں پہنچ سکتا ہے، کوئی ایران کو نکل جائے کوئی روس چلا جائے کوئی امریکہ پہنچ جائے، کوئی چین اور جاپان پہنچ جائے لوگ تجارت کے لئے باہر دور دور کے ممالک میں جاتے ہیں اپنا مال خرچ کرکے جاتے ہیں، ہم لوگ جن کو اس زمانہ کے امام نے اس پر لگا دیا قم فانذر ہم میں یہ خیال ہونا چاہیئے کہ دنیا کے مال کے ساتھ دین کو لیکر جائیں جو تجارۃ لن تبور کا مصداق ہے خدا اس سے اور زیادہ رزق دے گا۔ رزق چھین نہیں لے گا جو لوگ ویسے بھی جاتے ہیں ان کو بھی دیتا ہے تو اس کا نام پھیلانے جائیں تو وہ کیوں نہ دے گا۔

بغیر سامان کے کام کرو

مگر غور طلب یہ ہے کہ کتنے دلوں میں یہ ولولہ ہے کتنے ہیں جو اس بات کی تڑپ رکھتے ہیں، عام طور پر یہی خیال ہوتا ہے کہ فلاں سامان ہو تو پھر کام کریں گے مگر کوئی وقت ہوتا ہے کہ بغیر سامان کے بھی کام کرنا چاہیئے تاکہ خدا کی نصرت کا ہاتھ نظر آئے کوئی وقت تھا جب برلن مشن ہم نے قائم کیا ہوا تھا اس وقت ہماری انجمن پر سوا لاکھ روپیہ کا قرضہ تھا اگر خدا کی نصرت پر ایمان نہ ہوتا تو اس وقت اس مشن کو قائم رکھنے کا کوئی سامان نہ تھا۔ مگر خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے اسکو اس بوجھ سے نکال لیا، خوب یاد رکھئے کہ یہ کام اس دن ہوگا جس دن آپ میں سے ہر ایک یہ سمجھ لے کہ یہ حکم میرے لئے ہے اور وہ تمام غفلتیں کو چھوڑ کر اپنے رب کی بڑائی میں لگ جائے اگر ہر شخص اپنے آپ کو مخاطب سمجھے تو بغیر خرچ کے بھی اصلاح خلق کا کام کر سکتا ہے۔

کام کرنے والے کے لئے سہارا کی ضرورت

مگر اس میں بھی شبہ نہیں کہ اگر کام کرنے والے ہوں تو کچھ ان کو سہارا بھی درکار ہوتا ہے کچھ لوگ جان دینے والے ہوں اور کچھ اپنے مالوں کو خدا کے رستہ میں لگانے والے ہوں تو دونوں مل کر یہ کام زیادہ آسانی سے کر سکتے ہیں ہمارے مد نظر اپنی بڑائی نہیں ہونی چاہیئے خدا کی بڑائی ہونی چاہیئے اس کے نام کی عظمت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے جہاں کچھ لوگ اپنی جانوں کو لگانے والے ہوں وہاں کچھ مالوں کو خرچ کرنے والے بھی ہونے چاہئیں یہ ایک ظاہری نظارہ ہے اس سے انکار نہیں ہو سکتا گو یہ بھی بات ہے کہ اگر ایسے لوگ ہوں کہ ان کے دلوں میں ولولہ اور جوش ہو تو خواجہ صاحب کی طرح بغیر سامان کے بھی نکل سکتے ہیں،

وصیت کا حکم

لیکن حضرت صاحب نے ہمارے لئے ظاہری سامان بھی بنا دیا یہ وصیت کا حکم کیوں دیا گیا لوگ تو سمجھتے ہوں گے کہ شاید اپنے خاندان کے لئے آمد کا ایک ذریعہ بنایا ہے لیکن درحقیقت خدا کے دین کے لئے وصیت کا حکم دے کر آپ نے ایک عظیم الشان تجدید کی ہے وصیت کا حکم مٹ چکا تھا۔ عام طور پر لوگوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے، حضرت مرزا صاحب نے اسکو از سر نو زندہ کیا اور ہر احمدی کے دل میں ڈالا کہ یہ حکم میرے لئے ہے اگر ساری جماعت اس وصیت کے حکم پر عمل پیرا ہو جائے اگر یہ خیال دور ہو جائے کہ اپنی اولاد کے لئے سب کچھ باقی رہے اگر سب احمدی کہلانے والے جو ہماری جماعت میں ہیں وصیت کر دیں تو پچاس لاکھ روپیہ جمع ہو سکتا ہے، ایک دوست نے کل پرسوں کہا کہ میں نے وصیت تو کر دی ہوئی ہے میں چاہتا ہوں کہ چار یا پانچ لاکھ روپیہ میری وصیت سے انجمن کو پہنچے -

ملازمین پراویڈنٹ فنڈ سے وصیت کریں

لیکن ابھی کثرت سے ایسے ہیں جن کی توجہ اس طرف نہیں، میں نے ایک موٹی بات کہی تھی کونسا ملازم ایسا ہے (انجمن کے ملازمین کو شامل کرکے) جس کا پراویڈنٹ فنڈ نہیں کونسی عورت ہے جس کا زیور نہیں، جتنے ملازم ہیں اگر وہ اپنے پراویڈنٹ فنڈ میں سے ایک تہائی وصیت کر دیں تو خدا کا نام دنیا میں پہنچانے کے لئے ایک مضبوط بنیاد بن جاتی ہے اگر چندوں کو چھوڑ کر صرف وصیت کے حکم پر ہم عمل پیرا

ہو کمائیں تو صرف اسی سے دس مشن قائم کر سکتے ہیں مگر بغیر کسی کام کرنے کے ہم **یحبون ان یحمدوا بما لم یفعلون** کے مصداق بننا چاہتے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ ہماری تعریف ہوتی جائے کہ ہم تبلیغ اسلام کا کام کر رہے ہیں کام کریں یا نہ کریں، میرا یہ مطلب نہیں کہ سب ہی ایسے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ابھی جماعت میں دس فیصدی بھی وصیت کے حکم کو پورا کرنے والے نہیں نکلے۔

ایک تہائی وصیت پر خدا کا انعام میں کب کہتا ہوں کہ تم پانچسو رکھتے ہو تو ہزار دے دو بلکہ پانچسو بھی نہیں مانگتا، وصیت کے لئے صرف ایک تہائی کا حکم ہے، فی الحقیقت جس نے ایک تہائی کی وصیت کر دی اس نے سارا مال دے دیا، اگر تم اس پر عمل پیرا ہو گے تو خدا بھی تم پر اپنا انعام نازل کرے گا وہ جو سکھایا ہے **اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم** یہ دعا بھی اسی صورت میں پوری ہو سکتی ہے کہ ہم اپنے مالوں کو خدا کے رستہ میں خرچ کریں، جو کچھ ہمارا ہے وہ ہم خدا کو دے دیں تو خدا کے ہاں جو انعام ہیں وہ بھی ہمیں مل جائیں گے لیکن اگر ہم قدم نہ اٹھائیں تو وہ بھی پروا نہ کرے گی۔

اولاد کیلئے نمونہ کی ضرورت ہم تو اس بات کو خوب یاد رکھو کہ دین فکر کا کام تمہارے سامنے رہنا چاہئیے اگر ایک شخص اس قابل نہیں کہ دین کی خدمت اپنے وجود سے کر سکے تو اپنے مال سے ہی رب کا نام دنیا میں پھیلائے، اس بارہ میں تمہارا اپنا نمونہ تمہاری اولاد کے لئے ہونا چاہئیے تم پہلے خود خدا کے رستہ میں قدم اٹھاؤ تو تمہاری اولاد میں بھی قدم اٹھانے کی ہمت پیدا ہو، جب کبھی مجھے لوگوں نے کہا کہ کوئی ایسی تحریک کریں کہ لوگ اپنی اولادیں وقف کریں، تو مجھے حیرت ہوئی ہے، پہلے تم اپنے آپ کو تو وقف کرو، اولاد کا کیا پتہ کہ آگے چل کر اولاد کیسی ہو گی چھوٹی عمر میں تم نے کہہ دیا کہ میں اس بچہ کو وقف کرتا ہوں کیا پتہ کہ بڑا ہو کر وہ کیسا ہو گا وہ اس بات کو پسند کرے گا یا نہیں اس لئے خود نمونہ بنو خود اپنے آپ کو وقف کرو، اور خدا کا نام دنیا میں پھیلاؤ۔

ابھی نوے فیصدی وصیتیں نہیں آئیں تو یہ وصایا کا حکم ہے جس کو میں تمہیں یاد دلانا چاہتا ہوں۔ ابھی کم از کم نوے فیصدی ایسے ہیں جنہوں نے وصیتیں نہیں کیں ان کو اس طرف توجہ کرنی چاہئیے زندگی کا کوئی اعتبار نہیں، جو کچھ کرنا ہے جلد کر لو۔

اپنی آمد کا دسواں حصہ خدا کے رستہ میں دو ہم ایک اور بات بھی ہے کہ دینا چاہتا ہوں اب یہ کام کا سلسلہ بہت بڑھ رہا ہے۔ ہم اس کام کو اب وسیع کر رہے ہیں اس لئے ایک چھوٹی سی بات پر آپ اور عمل پیرا ہو جائیں کہ ہم میں سے ہر ایک . . . . یہ عہد کر لے کہ میں اپنی آمد کا دسواں حصہ خدا کی راہ میں دیتا جاؤں گا یہ دوسری قربانی خدا کی راہ میں آپ کریں گے جس سے خدا کے افضال آپ پر نازل ہوں گے اس قدر کہ کوئی دوسری قوم اس تک نہیں پہنچ سکے گی۔ اس سے آپ کے مالوں میں کوئی ایسی کمی نہیں ہو گی جو ناقابل برداشت ہو، صرف اتنا ہے کہ جس کو سو روپے ماہوار آمد ہے وہ سمجھ لے کہ نوے آتے ہیں۔ اس سے کوئی غریب نہیں ہو جاتا کوئی نہیں جو بھوکا رہ جائے اس جماعت میں کتنے ایسے لوگ ہیں جو پہلے اپنی آمدنیوں کا دسواں حصہ دیتے ہیں ان میں سے کوئی شخص اس وجہ سے غریب نہیں ہو گیا۔

تمام جماعت ہاتھ میں ہاتھ لیکر چلے پھر میں کہتا ہوں جماعت کی ترقی اس وقت ہو گی جب ساری جماعت ہاتھ میں ہاتھ پکڑ کر چلے، امیر اور غریب یکساں طریق اختیار کریں اور جتنی خدا نے طاقت دی ہے اس کے مطابق حصہ لیں، جتنی آمد ہے اس کا دسواں حصہ دیں، امیر کی آمد زیادہ ہے وہ زیادہ دے غریب کی آمد کم ہے وہ کم دے۔

نوجوانوں سے خطاب میں تمام نوجوانوں سے جو کسی نہ کسی رنگ میں ملازمت کرتے ہیں یہ کہتا ہوں کہ وہ اپنی غفلت اور سستی کو چھوڑیں اور قوم کے رہنما بن جائیں آپ نے کمانا ہے بے شک کمائیں لیکن خدا کے دین سے غفلت نہ برتیں اور اپنی کمائی میں سے دسواں حصہ ضرور دیدیا کریں، سمجھ لیں کہ اس قدر کم آمد ہوتی ہے جائدادوں والے لے جائدادیں سنبھالے بیٹھے ہیں انہیں سوچنا چاہئیے کہ آج لاکھوں انسان ہیں جن کا تمام عمر کا اندوختہ اس جنگ کی نذر ہو گیا، اور وہ بالکل مفلس رہ گئے کبھی غور کریں دیکھو کہ مال جانے کے کتنے ذرائع ہیں، نہیں پتہ نہیں کہ دنیا کدھر جا رہی ہے، متبائکو ادھر سے ہٹانے کی فکر نہیں، خدا کے دین کی طرف دنیا کو لانے کی فکر نہیں سو خیرات کا کام کرو، سو بیماروں کا علاج کرو، سو غریبوں کی مدد کرو، خدا کا دین ان سب سے زیادہ محتاج ہے، تم کیوں اسے دنیا کی ہدایت کا موجب نہیں بناتے، کیوں اسے دنیا میں نہیں پہنچاتے پیشتر اس کے کہ وہ وقت آئے کہ تمہیں مجبوراً اس مال کو چھوڑنا پڑے، بہتر ہے کہ آج خدا کی رضا کے لئے اسے اپنے ہاتھ سے دیدو ؛

جلسہ سالانہ کے متعلق چند ضروری باتیں

(۱) ہر احمدی مرد عورت نوجوان شمولیت کی کوشش کرے

(۲) اپنے ہمراہ غیر از جماعت احباب کو ضرور ضرور لانے کی کوشش کریں۔ یہ بہترین تبلیغی موقعہ ہے۔

(۳) جلسہ سالانہ کے اخراجات میں ضرور ضرور حصہ لیں۔ اگر آپ کے پاس دفتر سے کوئی مطالبہ نہیں پہنچا تو خود بخود اس میں شریک ہوں۔

(۴) اگر آپ صاحب علم ہیں تو قوم کو اپنے خیالات و قومی ترقی اور بہبود کے متعلق اپنی قابل عمل تجاویز سے مستفید فرمائیں

(۵) اپنے ہمراہ گرم بستر ضرورت کے مطابق لائیں۔

(۶) اپنی تشریف آوری سے دفتر جلسہ کو قبل از وقت اطلاع دیں۔

(۷) خدا کی راہ میں ہر ممکن تکلیف کو برداشت کرنے کے لئے تیار رہیں۔ اگرچہ جنگ ختم ہو چکی ہے تاہم زمانہ جنگ کی مشکلات بدستور قائم ہیں۔ ہم آپ کی تکالیف کو کم کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے و باللہ التوفیق۔

(۸) مستورات کے لئے یکجا رہائش کا انتظام ہو گا۔ فرداً فرداً فیملی کوارٹرز مہیا نہ ہو سکیں گے۔ جس کا ہمیں افسوس ہے ایسا انتظام ہماری طاقت سے باہر ہے۔

(۹) جلسہ خواتین ۲۴ر دسمبر کو ہو گا لہذا مستورات ۲۳ر تک پہنچ جائیں۔

(۱۰) حسب سابق جلسہ کا انتظام مندرجہ ذیل تین شعبہ جات میں تقسیم کر دیا گیا ہے نوٹ فرمالیں۔

(A) شعبہ نشر و اشاعت

انچارج مرزا مسعود بیگ صاحب

(B) شعبہ مکانات

انچارج مولوی آفتاب الدین احمد صاحب

(C) شعبہ خورد و نوش

انچارج مرزا خلیل الرحمن صاحب

(الداعی)

محمد حمید اللہ - منتظم جلسہ سالانہ

بہائیت اور اسلام

روزنامہ ہمدرد سری نگر کی ۲۰ر نومبر ۱۹۴۵ء کی اشاعت میں محمد عبداللہ صاحب وکیل بہائی نے "میں نے اپنا مذہب تبدیل نہیں کیا" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا ہے کہ "میں نے از روئے قرآن و حدیث بہائیت کو قبول کیا . . . . . . اور دین وہی ہے جو پہلے تھا۔ یعنی قرآن اور حدیث کی بنیاد پر خدا کا حکم مان لیا"

معلوم نہیں کہ موصوف اس مضمون سے مسلمانوں کو دھوکہ دیکر پھسلانا چاہتے ہیں۔ یا انہیں خود بہائیت پر کامل ایمان نہیں رہا۔ یہ دراصل محمد عبداللہ صاحب وکیل بہائی کا ذہن تضاد اور الجھنوں کی بھول بھلیاں ہے جس میں راہ رو فوراً گم ہو جاتا ہے۔ چونکہ آپ نے وکالت میں عمر گذاری ہے اس لئے وہ دینی اور مذہبی مسائل میں بھی وکیلانہ اختراع کرتے رہتے ہیں۔

جہاں تک نفس مضمون کا تعلق ہے میں مسلمانوں پر واضح کرتا ہوں کہ بہائی اسلامی شریعت کو منسوخ سمجھتے ہیں۔ بہاء اللہ صاحب نے فرمایا ہے "کہ سب آسمانی کتابیں اور صحیفے اس وقت بیسود ہیں" اور یہ بھی فرمایا کہ "نماز پڑھتے وقت بجائے کعبۃ اللہ کے میری طرف منہ کیا کرو۔ اور جب میں مر جاؤں تو میری قبر کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرو کیونکہ میں خود قبلہ ہوں اور میری یہ جگہ بوسہ گاہ عالم ہے۔ اور ملاء اعلیٰ کی طواف گاہ ہے" چنانچہ بہائی اسی طرف منہ کر کے عبادت کرتے ہیں۔ بہائیوں کو دروغ گوئی اور تقیہ کرنے کی تلقین کی گئی ہے، سود خواری جائز قرار دی گئی ہے زنا کی سزا صرف ۹ مثقال سونا ادا کر دینا لکھا ہے۔ صرف ۱۹ دن کے روزے مقرر کئے گئے ہیں، آزادی رائے کی ممانعت ہے اور اسلامی نماز بھی منسوخ کی گئی ہے۔

غرضیکہ بہائیت سراسر خلاف اسلام ہے اور بہائی اسلام سے خارج ہیں۔ وکیل صاحب خود آج تک بار بار کہتے اور لکھتے رہے ہیں کہ اسلام کا اثر زائل ہو گیا اور بہائیت ہی دنیا کا بھلا کر سکے گی لیکن جب یہ بیل منڈھے نہ چڑھی اور ان کے دام تزویر میں کوئی نہ پھنسا تو انھوں نے پادری عبدالحق اور عبدالسمیع پال کا سا وطیرہ اختیار کیا جو مسیحیت اور اسلام کو معجون مرکب بنا کر سادہ لوح لوگوں کو پیش کر کے انہیں فریب دیا کرتے ہیں۔ انھوں نے بھی اسلامی اصول و عقائد کو بہائیت سے ملا کر معجون مرکب بنانے اور اسی کو اسلام قرار دینے کی ناپاک جرأت کی ہے۔ لیکن دانشمند مسلمان ان حرکات سے بخوبی واقف ہیں۔ اور وہ جانتے ہیں کہ بہائیت کے اصول و عقائد کا شبنم آفتاب اسلام کی ایک ہی ضیا بار کرن سے مفقود ہو جاتا ہے۔

عزیز کاشمیری

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۳۳ | لاہور - یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۹ ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ - م - ۵ دسمبر ۱۹۴۵ء | نمبر ۴۹

امر جامع کا صحیح مفہوم

مسلمانوں میں امر جامع کا فقدان ہے

حضرت مسیح موعودؑ نے جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی

جماعت جلسہ سالانہ کو امر جامع سمجھے

جماعت کے سب دوست جلسہ سالانہ میں شامل ہوں!

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ - لاہور مؤرخہ ۲۳ نومبر ۱۹۴۵ء

انما المومنون الذین اٰمنوا باللہ ورسولہ واذا کانوا معہ علیٰ امر جامع لم یذھبوا حتیٰ یستاذنوہ۔ (النور)

مومنوں کی تین اہم خصوصیات

انما المومنین مومن صرف وہی ہیں یہ پیرایہ بیان کا اللہ تعالیٰ نے تین جگہوں پر قرآن مجید میں اختیار فرمایا ہے۔ ایک جگہ آتا ہے۔ انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم آیتہ زادتھم ایمانا وعلیٰ ربھم یتوکلون۔ مومن صرف وہی ہیں کہ جب اللہ کو یاد کیا جائے جب اللہ کا ذکر آجاتے ان کے دل خوف سے بھر جاتے ہیں کانپ اٹھتے ہیں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جب انسان کو اپنی ہستی کا احساس ہو کہ میں کیا چیز ہوں تو لازماً اس کا دل خدا کی عظمت کے سامنے ایک خوف سے بھر جاتا ہے حقیقی ایمان بھی یہی ہے۔ ایمان اس چیز کا نام نہیں کہ ہم صرف منہ سے اظہار کر دیں کہ ہم اللہ پر ایمان لے آئے بلکہ ایمان اس کا نام ہے کہ جب اللہ کا ذکر آجائے تو دل کانپ اٹھے اس لئے فرمایا کہ مومن صرف وہی ہے جس کے قلب میں یہ کیفیت پیدا ہو جائے۔ واذا تلیت علیھم آیتہ زادتھم ایمانا وعلیٰ ربھم یتوکلون۔ اور جب ان پر خدا کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں وہ ان کو ایمان میں بڑھاتی ہیں اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور ایک جگہ فرمایا انما المومنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولئک ھم الصادقون مومن صرف وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں وہ ایمان جو کمال کو پہنچا ہوا ہے اور ایمان لانے کے بعد وہ شک نہیں کرتے اور کیسے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ایمان کمال کو پہنچا ہوا ہے؟ وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ۔ ان کا ایمان عمل کا ایمان ہوتا ہے جب تک عمل سے ایمان ظاہر نہ ہو اس وقت تک صحیح معنوں میں وہ ایمان نہیں ہوتا فرمایا کہ مومن صرف وہی ہیں جو اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں ــــ تیسرا موقعہ یہی ہے جو ابھی میں نے آیت پڑھی ہے انما المومنون الذین اٰمنوا باللہ ورسولہ۔ مومن وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں واذا کانوا معہ علیٰ امر جامع لم یذھبوا حتیٰ یستاذنوہ اور جب کسی امر جامع میں آپ کے ساتھ ہوتے ہیں تو جاتے نہیں یہاں تک کہ آپ سے اجازت لے لیں۔

یہ ایک عظیم الشان بات ہے

اب بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی عظیم الشان بات نہیں وہ دونوں عظیم الشان باتیں نظر آتی ہیں۔ مومن کا دل خدا کے ذکر پر کانپ نہیں اٹھا تو ایمان کی کوئی حقیقت نہیں اور اگر مومن نے اپنے مال اور جان کو خدا کے راستہ میں لگا نہیں دیا تو ایمان کی کوئی حقیقت نہیں ان کے مقابل میں یہ ایک چھوٹی سی بات نظر آتی ہے کہ کسی امر جامع میں رسول کے ساتھ ہوں تو وہاں سے جاتے نہیں خدا کا کلام شاید کسی وقت ہماری سمجھ میں نہ آئے لیکن وہ ضرور کسی مصلحت اور صداقت پر مبنی ہوتا ہے۔

قومی معاملات میں انضباط

امر جامع وہ امر ہے جس کی اتنی اہمیت ہو کہ لوگ اس کے لئے اکٹھے ہو جائیں گویا کہ وہ اس امر نے ہی لوگوں کو جمع کیا ہے ــــ یہاں یہ نہیں فرمایا کہ کوئی امر جامع پیش آجائے تو وہ آجاتے ہیں بلکہ یوں فرمایا کہ کسی امر جامع کے لئے آجائیں تو وہ جاتے نہیں یہ ایک ڈسپلن کا معاملہ ہے۔ کسی اہم امر کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں تو انضباط یہ چاہتا ہے کہ یوں نہ ہو کہ میرا دل چاہا تو میں اٹھ کھڑا ہوا اور کسی اور کا دل چاہا وہ اٹھ کر چلا گیا بلکہ جس بات کے لئے بلایا گیا ہے جب تک وہ طے نہ ہو جائے اس وقت تک اٹھنا نہیں چاہیئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح خدا کے ذکر پر دل میں خوف کا پیدا ہو جانا اصل ایمان ہے اور خدا کے راستہ میں مال اور جان خرچ کرنا اصل ایمان ہے اسی طرح قومی معاملات میں انضباط کا ہونا اصل ایمان ہے۔ انضباط اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب ایک معاملہ کو اس قدر اہمیت دی جائے کہ اس کے مقابل اپنی غرض یا اپنی تکلیف ہیچ نظر آئے ـــ

مسلمانوں میں انضباط کا فقدان

آج مسلمانوں میں ڈسپلن مفقود ہے اور اس کی وجہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اپنے ذاتی مفاد کو قومی مفاد پر ترجیح دیتے ہیں مسلم لیگ کا ان دنوں بڑا زور ہے لیکن جو لوگ مسلم لیگ کے ٹکٹ پر کھڑے ہونے کے امیدوار ہوتے ہیں اگر ان کو ٹکٹ نہ ملے تو وہ مسلم لیگ کی مخالفت شروع کر دیتے ہیں اس کے بالمقابل کانگرس کو دیکھئے اس میں انضباط موجود ہے وہاں ایسے واقعات پیش نہیں آتے یہ صرف خود غرضی ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں میں ڈسپلن پیدا نہیں ہوتا۔

ڈسپلن کی اہمیت

انضباط بہت بڑی چیز ہے اس لئے اس پر بڑا زور دیا گیا ہے اور اس کے متعلق یہ حکم بھی موجود ہے کہ کسی جامع امر میں رسول خدا کے ساتھ ہونا اس کو معمولی بات نہ سمجھا جائے چنانچہ اس سے اگلی آیت میں ہی آتا ہے لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا۔ رسول کے بلانے کو آپس میں ایسا قرار نہ دو جیسا تمہارا ایک دوسرے کو بلانا نبی کریم کا بلانا بڑا اہم ہے۔ نبی کریم صلعم جو لوگوں کو بلاتے تھے تو وہ دین کے کاموں کے لئے بلاتے تھے یا قوم کی دشمن سے حفاظت کے لئے بلاتے تھے۔

جنگ احد کا واقعہ

آنحضرت صلعم اہم معاملات کے لئے لوگوں کو بلاتے تھے باوجود اس کے کہ آپ کو غلبہ کا وعدہ دیا گیا تھا جنگوں اور تمام ضروری معاملات میں ان سے مشورہ لیتے تھے یہاں تک کہ جنگ احد کے موقعہ پر کثرت رائے آنحضرت صلعم کے خلاف ہوگئی اور آپ نے اسی کثرت رائے پر عمل فرمایا۔ نبی کریم صلعم کا خیال تھا کہ مدینہ کے اندر رہ کر جنگ کریں اور حدیث میں آتا ہے کہ آپ کو رؤیا میں بتایا بھی گیا تھا کہ مدینہ کے اندر رہ کر جنگ کرنا بہتر ہے مگر اس کے باوجود آپ نے لوگوں کو بلایا اور ان سے مشورہ لیا اور کثرت رائے اس طرف ہوگئی کہ باہر نکل کر جنگ کرنی چاہیئے گو اس سے نقصان بھی ہوا لیکن اس نقصان کی وجہ کچھ اور تھی بعض لوگوں کی غلطی کی وجہ سے نقصان پہنچا لیکن پھر بھی اہم قومی امور میں ان سے مشورہ لینے کا ارشاد ہوتا ہے۔ فاعف عنھم

وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ۔ پس ان کو معاف کردو اور ان کے لئے استغفار کرو اور کام میں ان کا مشورہ لیتے رہو۔ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں یہ امر جامع کے مواقع بہت پیش آتے تھے۔ عام تقریبات پر اکٹھے ہونے کو امر جامع نہیں کہتے بلکہ امر جامع وہ ہے جس میں قوم کی زندگی کا سوال ہوتا ہے۔

امر جامع اور مسلمانوں کی پراگندگی

اس زمانہ میں حقیقی معنوں میں مسلمانوں کا کے لئے جو امر جامع تھا وہ باقی نہیں رہا اور چھوٹے چھوٹے امور بھی ہیں جن پر اکٹھے ہونا ضروری ہوتا ہے لیکن وہ بات جس پر سارے مسلمان اکٹھے ہو جائیں وہ کیا تھی وہ خود قرآن مجید نے ان لفظوں میں بتائی ہے۔ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا اور سب کے سب اللہ کے عہد کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو۔ یہ بڑا زبردست امر جامع تھا مگر آج اس کے متعلق اس قدر پراگندگی ہے کہ جس کو بیان نہیں کیا جا سکتا لوگ خود کہتے ہیں کہ اس وقت قرآن کو دنیا میں پہنچانے کی ضرورت ہے مگر حالت یہ ہے کہ اس پر جمع نہیں ہو سکتے۔ اس وقت خدا کے فضل سے ہماری جماعت قرآن کو دنیا میں پہنچانے میں سب سے آگے ہے اور دوسرے لوگ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے ہیں اس قدر نیک کام میں ہمارے ساتھ شامل ہونا انہیں مصیبت نظر آتا ہے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ قرآن فلاں کا ترجمہ کیا ہوا ہے اور اس میں وفات مسیح کا ذکر ہے اور اب اپنی اپنی جگہ پر اس بات کے فکر میں بھی ہیں کہ کوئی قرآن ایسا ہو جائے کہ جس پر سارے مسلمان متفق ہو جائیں۔ بعض لوگ ایسے ہیں کہ جن کے دلوں میں یہ خیال ہے کہ وہ جمع ہو کر قرآن کو دنیا میں پہنچائیں لیکن وہ جمع نہیں ہو سکتے فی الحقیقت یہ کیفیت اس لئے ہے کہ قرآن کو دنیا میں پہنچانے کی اہمیت ان کے دلوں میں نہیں ورنہ اگر کسی ترجمہ میں وفات مسیح کا ذکر آ گیا تو اس سے اسلام کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا اگر عیسائی وفات مسیح کے متعلق یہ رویہ اختیار کرتے تو موزوں تھا کیونکہ وفات مسیح کا عقیدہ ان کے مذہب کی بنیاد پر اثر پڑتا ہے لیکن مسلمانوں کو اس پر اعتراض ہونا تعجب خیز بات ہے۔

تفرقہ کی وجہ

مسلمانوں میں تفرقہ کی وجہ یہ ہے کہ خدا اور رسول کی عظمت کا احساس ان کے دلوں میں نہیں ورنہ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں کبھی ان کے راستہ میں حائل نہ ہو سکتیں۔ صحابہ رض کو دیکھئے کس قدر مسائل میں اختلاف تھا۔ حضرت عباس رض کو پچاس مسائل میں دوسرے صحابہ رض سے اختلاف تھا مگر یہ اختلاف ان کے اتحاد پر اثر انداز نہیں ہوتا تھا اور آج بھی جب تک مسلمان اس حالت کو اختیار نہیں کریں گے وہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔

حدیث مجدد اور حضرت مرزا صاحب کا انکار

حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا تھا اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا کہ بیشک اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر صدی کے سر پر ایسا شخص مبعوث کرتا رہے گا جو دین کی تجدید کرتا رہے گا۔ اس وعدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں ایک شخص کو کھڑا کیا مگر مسلمانوں نے اسے قبول نہ کیا۔ یہ مسلمان جانتے ہیں کہ اگر حضرت مرزا صاحب کو نہ مانا جائے تو حضرت نبی کریمؐ کی حدیث کو جھوٹا ماننا پڑے گا مگر آج ان کی آنکھوں پر ایسے پردے پڑے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کا انکار کر کے وہ حضرت نبی کریم صلعم کی حدیث کو عملی طور پر جھوٹا قرار دے رہے ہیں انہوں نے حضرت مرزا صاحب کو جھوٹا قرار دینا ہے انہیں اس بات کی پرواہ نہیں خواہ حضرت نبی کریم صلعم کی حدیث پر یہ زد پڑے۔

حضرت مرزا صاحب نے اسلام کے امر جامع کو پیش کیا

جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں کھڑا کیا اس نے وہی چیز پیش کی جو اسلام کا امر جامع تھا کہ قرآن کو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے کیونکہ قرآن کو پیش کرنے کا وقت آ گیا ہے آج سب بڑے بڑے لوگ پکار رہے ہیں کہ دنیا تباہی کی طرف جا رہی ہے اس حالت سے وہی چیز بچا سکتی ہے جو ان کی ذہنیتوں کو بدل دے۔

ایمان کی طاقت دنیا کو ہلاکت سے بچا سکتی ہے

دو چیزیں ذہنیتوں پر قابض ہوتی ہیں ایک چیز مال ہے اور ایک چیز ایمان ہے۔ ایمان کی طاقت اتنی زبردست ہے کہ اس کے سامنے مال کی طاقت ہیچ ہو جاتی ہے۔ مال کی طاقت دنیا کو نہیں بچا سکتی صرف ایمان کی طاقت دنیا کو بچا سکتی ہے آنے والے مسیح کے متعلق آنحضرت صلعم کا ایک ہی جملہ کافی ہے لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهُ رَجُلٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ۔ اگر ایمان ثریا سے معلق ہوتا تو ان میں سے ایک شخص ہوگا جو اس کو وہیں جا کر لے لے گا۔ آج مال دنیا کا مسجود ہے اور ایمان ثریا پر پہنچ گیا ہے۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں مامور کیا وہ ثریا سے ایمان کو واپس لایا اور اس نے مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ قرآن کو دنیا میں پہنچاؤ لیکن مسلمانوں نے اس امر جامع کی طرف توجہ نہ کی۔

جماعت پر اتمام حجت

مگر میں آج ایک بات آپ کو کہنا چاہتا ہوں آپ کو جس بات پر حضرت مسیح موعود نے کھڑا کیا تھا وہی امر جامع تھا جس پر ہماری ساری قوت صرف ہو جانی چاہئے تھی لیکن ہم اس پر اپنی پوری طاقت صرف نہیں کر رہے۔ وہ امر جامع ہے قرآن کا دنیا میں پہنچانا یہی ایک چیز ہے جس کی طرف امام وقت نے توجہ دلائی باقی قوم کی تعلیم کی طرف توجہ کرنا یا رفاہ عام کے کاموں کی طرف توجہ کرنا یا ذاتی کاموں کی طرف توجہ کرنا یہ باتیں زمانہ خود سکھا رہا تھا لیکن حضرت مرزا صاحب نہ آتے تو قرآن کی دنیا میں تبلیغ ختم ہو جاتی، یہ وہ بات ہے جس کی طرف حضرت صاحب نے توجہ دلائی مسلمان اس سے قطعی غافل پڑے تھے۔ لیکن ساتھ ہی میں آپ پر اتمام حجت بھی کرنا چاہتا ہوں کہ آپ غور کریں کہ کیا آپ کی پوری طاقت اس پر صرف ہو رہی ہے۔ خوب یاد رکھو محض باتیں کرنے سے کچھ بھی حاصل نہیں ہے جب تک آپ کی پوری طاقت اس کام پر صرف نہ ہوگی آپ کو اس میں کامیابی نہیں ہو سکتی آپ کی پوری طاقت اس پر صرف ہونی چاہئے۔

ہماری جماعت کو امر جامع کے لئے کھڑا کیا گیا ہے

تعلیمی ادارے بت پرستوں اور عیسائیوں میں بھی موجود ہیں بڑے بڑے خیراتی کام ہندو اور عیسائی بھی کر رہے ہیں، ہسپتال بھی قائم کر رہے ہیں مسلمانوں میں ان کے دیکھا دیکھی یہ چیزیں آ جائیں۔ مگر جو چیز آج دنیا میں موجود نہیں وہ قرآن مجید کا پہنچانا ہے اس کام کے لئے ہماری جماعت کو کھڑا کیا گیا ہے۔ اگر آپ کی پوری طاقت اس پر صرف نہیں ہوتی تو آپ اپنے دعوے میں صادق نہیں ہیں۔ قرآن کا دنیا میں پہنچانا امر جامع ہے یہ خدا اور اس کے رسول کا حکم ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی

میں ذرا مختصر طور پر چند باتیں اس کے متعلق کہنا چاہتا ہوں اس غرض کے حصول کے لئے ہمارا سالانہ جلسہ امر جامع ہے اور وہ سالانہ جلسہ اس انجمن کا قائم کیا ہوا نہیں اور نہ زید بکر کا مقرر کیا ہوا ہے یہ جلسہ سالانہ کے تین دن اس شخص نے مقرر کئے ہیں اور اپنے دعوے کے ساتھ مقرر کئے اور اس وقت مقرر کئے جس وقت ساری دنیا مخالف تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے مامور فرمایا۔ آپ نے اپنے دعوے کے ساتھ ہی اس جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی اور فرمایا کہ اس جلسہ سالانہ کے موقعہ پر یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں'' جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جو لیکچر ہوتے ہیں ان کی غرض یہی ہوتی ہے کہ لوگوں کو اس کام کے لئے تیار کیا جائے مگر میں کہتا ہوں کہ صرف لیکچر کافی نہیں جب تک آپ اس موقعہ پر اکٹھے ہو کر تجاویز نہیں سوچتے اس وقت تک یہ حضرت مسیح موعود کی آواز پر لبیک نہیں۔ حضرت صاحب نے یہ تین دن امر جامع کے لئے مقرر فرمائے ہیں مگر ان تین دنوں کے لئے وہی تیار ہو کر آئے گا جس کا سارا سال اس فکر میں گذرتا ہے کہ قرآن کو دنیا میں کس طرح پہنچایا جائے اگر سارا سال آپ کا دنیوی امور میں گذر گیا تو تین دنوں میں آپ کے خیالات پلٹا نہیں کھا جائیں گے آپ کو چاہئے کہ آپ سارا سال اس کام کے متعلق سوچتے رہیں۔

جلسہ سالانہ میں شمولیت کی دعوت

میں سب لوگوں کو اس جلسہ سالانہ میں شمولیت کی دعوت دیتا ہوں کہ آپ یہاں جمع ہوں اور قرآن کو دنیا میں پہنچانے کے لئے تجاویز سوچیں، خوب یاد رکھیں کہ آپ لوگ خود دنیا کی بربادی میں شریک ہیں جب تک آپ اس نسخہ کو جو آپ کے پاس ہے دنیا کی مرض کے لئے استعمال نہیں کرتے۔ یہ نسخہ آپ کے ہاتھ میں ہے مگر آپ اسے استعمال نہیں کرنا چاہتے لیکن میں اپنے دور و نزدیک کے دوستوں کو کہنا چاہتا ہوں کہ وہ اس جلسہ میں شامل ہو کر کوئی موثر قدم اٹھائیں اور دنیا کو تباہی سے بچانے کے لئے تجاویز سوچیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس چھوٹی سی جماعت کے دل میں وہ تڑپ پیدا ہو جائے جو محمد رسول اللہ صلعم کے دل میں تھی تو تمام دنیا میں قرآن پہنچ سکتا ہے اور دنیا اس تباہی سے بچ سکتی ہے۔ اس وقت تمام ذمہ داری تم پر عائد ہوتی ہے کیونکہ تم ان اقوام تک قرآن مجید نہیں پہنچاتے لیکن جب ہم قرآن مجید کو ان تک پہنچا دیں گے تو ذمہ داری ان پر عائد ہو جائے گی اگر وہ اسے قبول نہ کریں۔

جماعت جلسہ سالانہ کو امر جامع سمجھے

میں ساری جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس جلسہ کو امر جامع سمجھیں اور نہایت اہتمام اور پابندی کے ساتھ اس میں شامل ہوں وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنی کمزوریوں کو دور کریں یہ ہماری جماعت کی کمزوری ہے کہ ہم جلسہ سالانہ کو اہمیت نہیں دیتے جو اس کا حق ہے۔ یہ تین دن اس شخص نے مقرر کئے تھے جو اس زمانہ کے لئے مصلح ہو کر آیا۔ بڑے اور چھوٹے مرد اور عورتیں سب اس جلسہ میں شریک ہوں۔ شاید بعض ایسے لوگ بھی ہوں جن پر جلسہ سالانہ کی باتوں کا اثر نہ ہوتا ہو لیکن عام طور پر جو بات دل سے نکلتی ہے وہ اثر کر جاتی ہے آپ میں سے ہر ایک شخص اپنے آپ کو ذمہ دار سمجھے کہ اس نے لوگوں کو جلسہ میں شریک کرنا ہے۔ جب جلسہ کا وقت آتا ہے تو قادیانی جماعت میں ایک شور ہوتا ہے مگر میں افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہماری جماعت میں وہ بات پیدا نہیں ہوئی جو ہونی چاہئے میں پھر کہتا ہوں کہ جلسہ سالانہ میں شمولیت کو معمولی بات نہ سمجھیں بلکہ اس کے ساتھ تمہاری اور دنیا کی زندگی وابستہ ہے خوب یاد رکھو کہ دنیا اس ہلاکت سے بچے گی اگر تم اس کو بچانے والے بنو گے تو خدا تمہاری جگہ کسی اور قوم کو کھڑا کر دے گا اور خدا کے حضور [illegible] اور دعا کر کے [illegible]

جلد ۳۳ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۶ محرم سنہ ۱۳۶۵ھ۔م۔ ۱۲ دسمبر سنہ ۱۹۴۵ء | نمبر ۵۰

جماعت احمدیہ کی روحانی اور اخلاقی خصوصیات

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

میں تو بہت دعا کرتا ہوں کہ میری سب جماعت ان لوگوں میں ہو جائے جو خدا تعالےٰ سے ڈرتے ہیں اور نماز پر قائم رہتے ہیں اور رات کو اٹھ کر زمین پر گرتے ہیں اور روتے ہیں اور خدا کے فرائض کو ضائع نہیں کرتے۔ اور بخیل اور ممسک اور غافل دنیا کے کیڑے نہیں ہیں۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ یہ میری دعائیں خدا تعالےٰ قبول کرے گا۔ اور مجھے دکھائے گا کہ اپنے پیچھے میں ایسے لوگوں کو چھوڑتا ہوں لیکن وہ لوگ جن کی آنکھیں زنا کرتی ہیں اور جن کے دل پاخانہ سے بدتر ہیں اور جن کو مرنا ہرگز یاد نہیں ہے۔ میں اور میرا خدا ان سے بیزار ہیں۔ میں بہت خوش ہونگا اگر ایسے لوگ اس پیوند کو قطع کرلیں۔ کیونکہ خدا اس جماعت کو ایک ایسی قوم بنانا چاہتا ہے جس کے نمونہ سے لوگوں کو خدا یاد آوے اور جو تقوےٰ اور طہارت کے اول درجہ پر قائم ہوں۔ اور جنھوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھ لیا ہو۔ لیکن وہ مفسد لوگ جو میرے ہاتھ کے نیچے ہاتھ رکھ کر اور یہ کہہ کر کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کیا۔ اور پھر وہ اپنے گھروں میں جاکر ایسے مفاسد میں مشغول ہوجاتے ہیں کہ صرف دنیا ہی دنیا ان کے دلوں میں ہوتی ہے۔ نہ ان کی نظر پاک ہے نہ ان کا دل پاک ہے نہ ان کے ہاتھوں سے کوئی نیکی ہوتی ہے اور نہ ان کے پیر کسی نیک کام کے لئے حرکت کرتے ہیں اور وہ اس چوہے کی طرح ہیں جو تاریکی میں پرورش پاتا ہے اور اسی میں رہتا اور اسی میں مرتا ہے۔ وہ آسمان پر ہمارے سلسلہ میں سے کاٹے گئے ہیں وہ عبث کہتے ہیں کہ ہم اس جماعت میں داخل ہیں کیونکہ آسمان پر وہ داخل نہیں سمجھے جاتے جو شخص میری اس وصیت کو نہیں مانتا کہ درحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے اور درحقیقت ایک پاک انقلاب اس کی ہستی پر آجائے اور درحقیقت وہ پاک دل اور پاک ارادہ ہو جائے اور پلیدی اور حرامکاری کا تمام چولا اپنے بدن سے پھینک دے اور نوع انسان کا ہمدرد اور خدا کا سچا تابعدار ہو جائے اور اپنی تمام خود داری کو الوداع کہہ کر میرے پیچھے ہو لے میں اس شخص کو کتے سے مشابہت دیتا ہوں جو ایسی جگہ سے الگ نہیں ہوتا جہاں مردار پھینکا جاتا ہے اور جہاں سڑے گلے مردوں کی لاشیں ہوتی ہیں۔ کیا میں اس بات کا محتاج ہوں کہ وہ لوگ زبان سے میرے ساتھ ہوں اور اس طرح پر دیکھنے کے لئے ایک جماعت ہو۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تمام لوگ مجھے چھوڑ دیں اور ایک بھی میرے ساتھ نہ رہے تو میرا خدا میرے لئے ایک اور قوم پیدا کرے گا، جو صدق اور وفا میں ان سے بہتر ہوگی۔ یہ آسمانی کشش کام کر رہی ہے جو نیک دل لوگ میری طرف دوڑتے ہیں، کوئی نہیں جو آسمانی کشش کو روک سکے۔ بعض لوگ خدا سے زیادہ اپنے مکر اور فریب پر بھروسہ رکھتے ہیں شاید ان کے دلوں میں یہ بات پوشیدہ ہو کہ نبوتیں اور رسالتیں سب انسانی مکر ہیں اور اتفاقی طور پر شہرتیں اور قبولیتیں ہو جاتی ہیں۔ اس خیال سے کوئی خیال پلید نہیں اور ایسے انسان کو اس خدا پر ایمان نہیں جس کے ارادہ کے بغیر ایک پتہ بھی گر نہیں سکتا۔ لعنتی ہیں ایسے دل اور ملعون ہیں ایسی طبیعتیں۔ خدا ان کو ذلت سے مارے گا۔ کیونکہ وہ خدا کے کارخانہ کے دشمن ہیں ایسے لوگ درحقیقت دہریہ اور خبیث باطن ہوتے ہیں وہ جہنمی زندگی کے دن گذارتے ہیں اور مرنے کے بعد بجز جہنم کی آگ کے ان کے حصہ میں کچھ نہیں»

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۷۵-۷۶)

احمدی نوجوانوں سے

از محمد اعظم صاحب علوی

یہ سچ ہے باغِ عالم میں بہارِ جاوداں تم ہو ؛ گلِ اسلام کی رنگینیوں کے پاسباں تم ہو

کلامِ پاکِ یزداں کے حقیقی ترجماں تم ہو ؛ جہاں میں پیکرِ اسلام کی تاب و تواں تم ہو

جہانِ آرزو کے جسم و جاں روحِ رواں تم ہو

تمہاری سمت اٹھی ہیں نگاہیں اک زمانے کی ؛ تمہیں وہ شاخ ہو بنیاد ہے جو آشیانے کی

اٹھو کچھ فکر کرلو اپنے اپنے آب و دانے کی ؛ گھڑی پھر آن پہنچی ہے تمہارے آزمانے کی

اٹھو تیار ہو باندھو کمر گر نوجواں تم ہو

افق کو چیر کر نکلے تھے تم مہرِ مبیں بن کر ؛ شفق کے خوں میں تیرے تھے تم دُرِّ ثمیں بنکر

بھلا یہ پردہ داری کب روا ہے دلنشیں بنکر ؛ تمہیں عالم کی نظریں ڈھونڈتی ہیں خوردبیں بنکر

فلاح و فوزِ ایماں جس میں ہے وہ داستاں تم ہو

تباہی پھر رہے گھیرے ہوئے اقوامِ عالم کو ؛ ہلاکت یک بیک پونکار ہی ہے ابنِ آدم کو

خداوندانِ یورپ بھول بیٹھے اپنے دم خم کو ؛ ہیں گرد کارواں میں ڈھونڈتے زخموں کے مرہم کو

تسلی دو انہیں اٹھکر کہ میرِ کارواں تم ہو

جہالت ڈھونڈتی پھرتی ہے اب تصویر خالق کی ؛ رضا جو ہوگئی مادہ پرستی آج رازق کی

وراثت میں تمہیں آئی ہے وہ میراث سابق کی ؛ حکایت ہے سکوتِ شام میں جو صبح صادق کی

اٹھا کر پردہ دکھلادو کہ نورِ کن فکاں تم ہو

تعجب ہے کہ ایسے وقت میں تم پر ہو خاموشی ؛ کرو کچھ ہوش کی باتیں نہیں اچھی یہ مدہوشی

سکھاؤ بزمِ عالم کو نئے انداز مے نوشی ؛ جہاں میں کچھ نہیں جز جاں فروشی و جاں کوشی

عمل سے دو ثبوت اس مصلحت کے رازداں تم ہو

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیر محمد اختر پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

انڈونیشیا کی جنگ آزادی

پچھلے دوسو سال کی تاریخ

آج بہت کم لوگوں کو اس بات کا احساس ہے کہ انڈونیشیا کی جنگ آزادی سارے ایشیائی ممالک کیلئے زریں نعرہ ہے اور اس سے ہندوستان کی تاریخ پر ایک نمایاں اثر پڑنے والا ہے۔

ہالینڈ کا ارادہ یہ ہے کہ انڈونیشیا کی آزادی ہمیشہ کے لئے چھین لی جائے اور ڈاکٹر عبدالرحیم سکارنو جو جمہوریہ جاوا کے صدر ہیں اس کوشش میں ہیں کہ جاوا آزاد ہو جائے اور اس کے لئے جاوا کے مجاہدوں نے ہتھیار بھی اٹھا لئے۔

ہندوستان کے رہنے والے جاوا کے اندرونی حالات سے بہت کم واقف ہیں۔ صرف یہی بتایا جاتا ہے کہ جاوا سے چینی، کونین اور گرم مسالہ آتا ہے لیکن یہ کوئی نہیں جانتا کہ وہاں ایک ایسی مضبوط اور حریت پسند قوم آباد ہے جس کا ماضی نہایت تابناک اور مستقبل امید افزا ہے اور وہ قوم ایک مدت سے آزادی کے لئے جہاد میں مصروف ہے۔

انڈونیشیا انڈونیشیا میں جاوا۔ سماٹرا، سلیبس۔ مدورا بالی، لمبوک، فلورس، ملاکا اور بورنیو، نیوگنی اور تمور کا کچھ حصہ شامل ہیں۔ ہالینڈ اس ملک پر قابض ہے۔ ہالینڈ کی آبادی ۹۰ لاکھ ہے۔ لیکن انڈونیشیا کی آبادی ۷ کروڑ کے قریب ہے سارے انڈونیشیا میں مختلف قوموں کی موجودگی کے باوجود ملایا زبان ہر جگہ بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ انڈونیشیا دنیا کے متمول ترین علاقوں میں سے ہے گنے کی پیداوار کے لحاظ سے دنیا میں دوسرے درجہ کا علاقہ ہے اور کونین کی پیداوار کے سلسلہ میں دنیا بھر میں کوئی شہر اور کوئی اور ملک اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا اس کے علاوہ ربڑ پٹرول۔ تمباکو، چائے اور قہوہ کی پیداوار میں بھی ممتاز درجہ رکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ یہ علاقہ غیر ملکی حملوں کی آماجگاہ بنا رہا ہے۔

مسلمان کب آئے پندرہویں صدی عیسوی میں جب ہندو سلطنت کو زوال ہو رہا تھا مسلمان ان علاقوں میں آئے اور جزیرہ بالی کے سوا تمام باشندوں نے مذہب اسلام قبول کر لیا۔ یہاں آتے ہی مسلمانوں نے اس علاقے میں عوام کی بہبود اور فلاح کے لئے ذرائع سوچنے شروع کر دیئے۔ اور بہت جلد یہاں کی تجارت تمام دنیا میں چمک اٹھی۔

موجودہ جمہوریت کا صدر ڈاکٹر سکارنو مسلمان ہے جس کا نام عبدالرحیم ہے۔ اور مسلمانوں کی اکثریت آج اپنی آزادی کے لئے اس مرد مجاہد کے جھنڈے تلے اکٹھی ہو چکی ہے۔

پرتگالی ڈچ سولھویں صدی میں پرتگالیوں نے اس طرف رخ کیا ان کے ساتھ عیسائی مشنری بھی تھے لیکن اسلام یہاں کے باشندوں کی رگ رگ میں رچ چکا تھا۔ اس لئے پرتگالی اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے اور کوئی مسلمان عیسائیت کی گود میں جانے کو تیار نہ ہوا۔ البتہ سیاسی اقتدار انھوں نے حاصل کر لیا۔ یہ پرتگالی گرم مسالہ کی تلاش میں یہاں آئے تھے۔ چالیس پچاس برس بعد ڈچ اور انگریز مہم بازوں نے اس طرف رخ کیا اور پرتگالیوں کو جگہ خالی کرنی پڑی۔ ڈچ لوگوں نے تھوڑی مدت تک تو انگریزوں کو اپنے ساتھ رکھا لیکن پھر انہیں دفعتاً ہٹا دیا گیا غالباً انگریزوں کی نگاہیں اس وقت ہندوستان پر تھیں۔ اس لئے انھوں نے خود بخود جاوا کا خیال ترک کر دیا۔ انگریزوں نے ہندوستان میں ایسٹ انڈیا کمپنی بنا لی اور اس طرح امپریلزم کی داغ بیل ڈالی۔

عوام کی حالت جب سے پرتگالیوں اور ڈچ نے اس سرزمین پر قدم رکھا ان کا ارادہ یہ تھا کہ جیسے بھی ہو اس سونے کی چڑیا کو اڑا کر اپنے ملک میں لے جائیں استحصال بالجبر کے واقعات چاروں طرف رونما ہونے لگے۔ ساری تجارت یورپین سرمایہ داروں کے ہاتھ میں تھی یہاں تک کہ امریکہ اور برطانیہ بھی جاوا کے مال سے ہاتھ رنگنے لگے اور وہاں کے باشندے اچھوت اور مزدور ہی بنے رہے ان کی تعلیمی اور تمدنی ترقی کے لئے ڈچ حکومت نے کوئی کام نہ کیا اور ڈچ حکومت اپنی بہتری اسی میں خیال کرتی تھی کہ وہاں کے باشندوں میں بیداری پیدا نہ ہو۔

ڈچ حملے سے پہلے ڈچ حملے سے پہلے انڈونیشیا بہت متمدن ملک سمجھا جاتا تھا۔ مسلمانوں نے اس ملک کے تمدنی اور اقتصادی معیار کو بہت ہی بلند کر دیا تھا۔ رعایا اس قدر خوشحال اور شاداں تھی کہ اس نے اپنے کلچر کے نمایاں آثار پیدا کر لئے انکا آرٹ اور لٹریچر دور دور تک مشہور ہو گیا۔ تعلیم اور لیاقت دونوں ساتھ ساتھ بہترین معیار پر پہنچ گئے لیکن ڈچ کی تین سو سال کی حکومت نے انڈونیشیا کو بالکل کھوکھلا کر دیا اور اس حال تک پہنچا دیا کہ گویا جاوا کے لوگ وحشی اور غیر مہذب قوم کی قوت سلب کی گئی اور یہ کوشش کی گئی کہ ساری قوم کی غلامی کی زنجیریں مضبوط سے مضبوط ہو جائیں۔ اب تک جاوا کے طول و عرض میں ماضی کے شاندار آثار نظر آتے ہیں کہ کسی وقت یہ قوم کتنی مہذب قوم تھی لیکن آج اس کی حالت کیا ہو گئی ہے، تاریکی جہالت اور مفلسی! بات یہ ہے کہ ڈچ صرف اپنا الو سیدھا کرنا چاہتے تھے۔ وہ برطانوی بحری طاقت کی امداد سے ملک سے روپیہ لوٹ کھسوٹ کر ہالینڈ بھیج رہے تھے۔ اور وہ جاوا کے باشندوں پر قطعی اعتماد نہیں کرتے تھے اس لئے وہ اس کی بہبودی کے لئے ایک قدم بھی نہیں اٹھانا چاہتے تھے۔

جاپانی راج آخر کار وقت نے انتقام لیا۔ ڈچ سمجھتے تھے کہ وہ سنگاپور [illegible] اور ہانگ کانگ کی قلعہ بندیوں کی وجہ سے محفوظ رہیں۔ اس لئے وہ نہ تو جاوا کے لوگوں پر اعتماد کرتے تھے اور نہ ہی انڈونیشیا کو مضبوط بنانے کے لئے کوئی کام ہی کیا۔ مارچ ۱۹۴۲ء میں جاپان نے انڈونیشیا پر قبضہ کر لیا۔ جاپان نے انڈونیشیا پر کس قسم کی حکومت کی اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن جونہی جاپان کو شکست ہوئی ساتھ ہی انڈونیشیا نے اپنی جمہوریت کا اعلان کر دیا۔

قدیم کھنڈرات پر آزادی کی نئی صبح ظاہر ہوئی۔ انڈونیشیا کے رہنے والوں نے سمجھ لیا کہ اب اگر وہ زندہ رہنا چاہتے ہیں تو انہیں آزاد ہو کر زندہ رہنا ہوگا۔ جاوا کے نعرۂ آزادی کو نہ صرف ایشیا نے محبت سے سنا بلکہ اس ہر ملک کو اس کی تعریف کرنا پڑے گی جو آزادی سے محبت کرتا ہے جاوا کی آزادی ایک طویل داستان ہے جس کو زندہ قومیں فراموش نہیں کرسکتیں۔

پہلے بھی اس امر کا ذکر کیا جا چکا ہے کہ ہالینڈ والوں نے تو اس خطہ پر روپیہ پیدا کرنے کا ایک ذریعہ سمجھ کر قبضہ کیا تھا اور اس سے زیادہ انہیں کوئی سروکار نہ تھا۔ ایک انگریز نے لکھا تھا۔ کہ ہالینڈ کی حکومت میں دھوکا، رشوت اور بلیک میلنگ کے سوا کچھ بھی نہیں، جب ہالینڈ پانچ برس کے لئے انگریزوں کے قبضے میں آیا تو اس وقت ٹامس ریفلز نے یہ الفاظ کہے تھے۔ ڈچ باشندوں نے ان علاقوں سے بے بہا دولت جمع کی۔

پہلا انقلاب جاوا کے رہنے والوں نے ۱۹۲۲ء میں سب سے پہلے جبشی باشندوں کے ساتھ مل کر ڈچ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا ایک یورشین اس انقلاب کا لیڈر تھا۔ ڈچ کے سامراج کو ختم کرنے کے لئے تیاریاں مکمل ہو چکی تھی یہاں تک کہ دن اور وقت بھی مقرر ہو چکا تھا لیکن ایک خوبصورت جاوی لڑکی نے بنا بنایا کھیل بگاڑ دیا۔ وہ ایک ڈچ افسر سے محبت کرتی تھی [illegible] نے ڈچ کو تمام راز سے آگاہ [illegible] نے قتل عام شروع کر دیا۔ یورشین لیڈر کو گرفتار کر لیا گیا اور اسے اتنی ایذا پہنچائی گئی۔ کہ اس نے خود موت کی درخواست کی۔ بالآخر اس کے اعضاء کو باری باری کاٹ کر موت کے گھاٹ اتار دیا گیا بٹاویہ میں اس کے گھر کے سامنے اس کا سر کاٹ کر نیزہ پر لٹکا دیا گیا۔ اس کا دھڑ ہر جگہ نمائش کے لئے بھیجا گیا ــــ جاپانیوں کے قبضہ کے وقت بھی یورشین لیڈر کے سر کا ڈھانچہ موجود تھا۔ جو ایک غدار لیڈر کی نشانی رکھی ہوئی تھی۔

آگ سلگنے لگی اگرچہ ڈچ نے بری طرح قتل عام کیا۔ تشدد کی غیر معمولی مثالیں قائم کر دیں۔ لیکن آزادی کا ایک غیر معمولی جذبہ [illegible] کے باشندوں میں پیدا ہو گیا اور یہ آگ اندر ہی اندر سلگنے لگی جب ۱۹۰۵ء میں جاپان نے روس کو ناک چنے چبوائے تو اس وقت جاوا میں اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ اور شوکت اسلام معرض وجود میں آئی اس جماعت کا مقصد یہ تھا کہ انڈونیشیا کو کامل آزادی حاصل ہو جائے۔ انڈونیشیا کے تمام مسلمان اس جماعت میں شامل ہو کر آگے بڑھتے گئے۔

اصلاحات ڈچ گورنمنٹ نے انڈونیشیا کے لئے کچھ اصلاحات نافذ کیں کونسل ہاؤس بنا دیا گیا۔ باشندوں کو یقین دلایا گیا کہ انہیں آزادی دی جائے گی۔ مگر یہ سب فریب تھا۔ عوام میں ہیجان بڑھنے لگا۔ اور حکومت پر سخت نکتہ چینی ہونے لگی۔ ڈچ حکومت نے انڈونیشیا کے لوگوں پر تشدد استعمال کیا اور جابجا لیڈروں اور عوام کو جیل میں ٹھونس دیا گیا اور طرح طرح کی ایذائیں دی گئیں۔ اس اثنا میں وہ ہندوستان کے زیادہ قریب آ گئے اور اس ملک سے محبت کرنے لگے۔ ۱۹۲۷ء میں ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور نے بھی اسی ملک کی سیاحت کی اس سے ایک برس پہلے جاوا کے تمام باشندوں نے عدم تعاون کی تحریک بڑے زوروں سے چلائی تھی اور جگہ جگہ وطنیت کا جذبہ بیدار ہو گیا۔ اور ڈچ حکومت نے عوام پر جو مظالم ڈھائے وہ تاریخ میں یادگار بن کر رہیں گے۔

ایک بار پھر فریب جب انڈونیشیا جاپانیوں کے قبضہ میں چلا گیا تو اس وقت ملکہ ولیلمینہ نے یہ فرمان جاری کیا کہ جنگ کے بعد انڈونیشیا کو بالکل آزاد کر دیا جائے گا اور ہالینڈ اور انڈونیشیا کے درمیان صرف مساوی اور دوستانہ تعلقات ہونگے لیکن یہ محض ایک فریب ثابت ہوا۔ (شیر پنجاب)

پیغام صلح

جلد ۳۳ | یوم چہار شنبہ مورخہ محرم ۱۳۶۵ھ | نمبر ۵۰

جلسہ سالانہ میں شمولیت کی دعوت
دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد

جلسہ سالانہ میں شمولیت کے متعلق ہم جماعت کے دوستوں کی خدمت میں گذارش کر چکے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کو پیش کر کے ہم احباب سلسلہ کو توجہ دلا چکے ہیں کہ اس جلسہ میں شمولیت کو حضور نے کس قدر ضروری اور اہم قرار دیا ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک خطبہ جمعہ بھی شائع کیا جا چکا ہے جس میں حضرت ممدوح نے اس جلسہ سالانہ کو امر جامع قرار دیتے ہوئے جماعت کے ہر فرد کو اس جلسہ میں شامل ہونے کی تلقین فرمائی ہے۔ غرضیکہ مختلف پہلوؤں سے جلسہ سالانہ میں شمولیت کی دوستوں کو دعوت دی جا چکی ہے اس پر مزید لکھنے کی ضرورت اس لئے ہے تاکہ اس جلسہ کی اہمیت اچھی طرح واضح ہو جائے۔

احمدی دوست جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہے ان پر فرض ہے کہ اس وقت جبکہ اعلائے کلمۃ الحق کے لئے ایک اجتماع کی ضرورت ہے اپنے دنیوی کاروبار پر اس دینی اجتماع میں شمولیت کو مقدم کریں خود تشریف لائیں اپنے عزیز و اقارب کو لائیں اور غیر از جماعت دوستوں کو بھی خواہ وہ کسی مذہب و ملت سے تعلق رکھتے ہوں اس جلسہ میں شامل کرنے کی کوشش کریں تاکہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ یہاں جو کام ہو رہا ہے اسی کام سے دنیا کی نجات وابستہ ہے۔ جماعت احمدیہ کا سالانہ اجتماع کوئی معمولی جلسہ یا میلہ نہیں بلکہ اس اجتماع کی بنیاد حضرت امام عصر حاضر نے خود رکھی جس کو اللہ تعالیٰ نے مامور فرمایا اور جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اس زمین و آسمان کو بدلنا چاہتا ہے مادی اقدار اور مادی فلسفۂ حیات کی جگہ روحانی اقدار اور ایک روحانی نظام قائم کرنا چاہتا ہے۔ یہ جلسہ غلبۂ اسلام کا ایک ذریعہ ہے۔ اس ذریعہ سے اقوام عالم حلقہ بگوش اسلام ہو کر زندہ خدا سے ایک زندہ تعلق پیدا کریں گی اور ایک ایسی شاندار زندگی کا ظہور ہوگا جو صلح امن اور آشتی جس کی نمایاں خصوصیات ہوں گی لیکن جماعت احمدیہ کے ہر فرد پر یہ بات اچھی طرح روشن ہو جانی چاہیئے کہ اس غلبۂ اسلام کے لئے عظیم الشان قربانیوں کی ضرورت ہے محنت شاقہ کی ضرورت ہے قوموں کے خیالات اور نقطہ ہائے نگاہ میں تغیر پیدا کرنا کوئی معمولی بات نہیں اس کے لئے ایک ایسی قوم کی ضرورت ہے جس کے عزائم میں فولاد کی سختی ہو اور جس کی ہمت کبھی اور کسی صورت میں بھی پست نہ ہو اور وہ خدا تعالیٰ کے راستہ میں ہر ممکن قربانی اور جد و جہد کرنے کو تیار رہے ہماری جماعت کا یہ دعویٰ ہے کہ اس میں یہ خصوصیات موجود ہیں اور اسی کے ذریعہ سے دنیا میں غلبۂ اسلام ہوگا یعنی ایک روحانی انقلاب رونما ہوگا لیکن ہم اپنے دوستوں کی خدمت میں گذارش کریں گے کہ محض خیال اور دعوے کوئی چیز نہیں جب تک ہم اپنے عمل سے بھی اسکا ثبوت نہ دیں اس کا پہلا ثبوت یہی ہے کہ دنیا میں انقلاب پیدا کرنے سے پیشتر ہم اپنی طبائع میں ایک انقلاب پیدا کریں اور وہ انقلاب یہی ہے کہ ہم خود پہلے اپنی زندگی میں روحانیت کو مادیت پر غالب کریں یعنی جس اجتماع سے دنیا میں خدا اور اس کے رسول کا نام بلند ہوتا ہے اس کے مقابلہ میں اپنے تمام دنیوی کاروبار کو موخر کریں اور اپنے عمل سے حضرت امام وقت کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے جلسہ سالانہ میں شامل ہوں اور اس شمولیت سے وہ خصوصیات اپنے اندر پیدا کریں جن سے اسلام غالب آسکتا ہے اور مادی نظام کی جگہ ایک روحانی نظام دنیا میں قائم ہو سکتا ہے۔ امید ہے جماعت کے سب دوست خود بھی اس جلسہ میں شامل ہوں گے اور دوسرے لوگوں کو بھی اس میں شامل کرنے کی کوشش کریں گے۔

ارشادِ امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

جلسہ پر آنے والے احباب اپنے ہمراہ دوسرے لوگوں کو بھی لائیں تاکہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ یہاں کیا کام ہو رہا ہے۔

محمد علی

متفرقات

احباب فوری توجہ فرمائیں

جلسہ فنڈ کی مطبوعہ اپیل فرداً فرداً احباب کی خدمت میں بھیجی گئی ہے اور جماعت کے سیکرٹری صاحبان کی خدمت میں بھی ارسال کر دی گئی ہے۔ مگر ابھی تک احباب نے اپنی اپنی رقم ارسال نہیں فرمائی۔ یہ رقم کم از کم ۱۵ ماہ حال تک پہنچ جانی چاہیئے تاکہ اشیاء خرید کی جا سکیں۔

دفتر سے بار بار یاد دہانی کرانے پر بہت خرچ ہو جاتا ہے اس لئے بذریعہ اخبار یاد دہانی عرض ہے۔ مہربانی فرما کر اسی کو یاد دہانی تصور فرمائیں اور اپنی اپنی رقم ارسال فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

خاکسار۔ مرتضیٰ خان۔ اسسٹنٹ سیکرٹری

جلسہ فنڈ کی تحریک
اور ایک قابل تقلید نمونہ

محترم ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب جنرل سیکرٹری انجمن کی ہمشیرہ صاحبہ کے لئے پیغام صلح میں دعا کی درخواست کی جا چکی ہے محترمہ کئی ماہ سے بیمار ہیں اور ڈاڈر سینی ٹوریم میں زیر علاج ہیں۔ انھوں نے جلسہ سالانہ کے لئے ایک تحریک پر سینیٹوریم کے دیگر مریضوں سے چندہ جمع کیا ہے چندہ دہندگان کی فہرست میں بعض ہندو لڑکیاں بھی شامل ہیں جماعت کی جملہ خواتین کے لئے یہ ایک قابل تقلید نمونہ ہے جماعت کے سب بزرگوں اور دوستوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ محترمہ موصوفہ کے لئے حضور قلب سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفا عطا فرمائے آمین۔

چندہ دینے والی خواتین کی فہرست درج ذیل ہے:۔

نام	رقم
معراج بیگم سابق مریضہ سینی ٹوریم	10—0—0
ختم النساء بیگم	2—8—0
نور جہاں	1—0—0
نور النساء	0—8—0
فضل نور	1—0—0
ختم النساء	1—0—0
قندھاری	0—8—0
شوکت بی بی	0—8—0
رقیہ بی بی	5—0—0
نبیہ رحمان	5—0—0
	27—0—0

غیر مسلم خواتین

نام	رقم
پرکاش کور	2—0—0
رامو دیوی	0—8—0
کرشنا دیوی	1—0—0
پرکاشی	2—0—0
کل میزان	32—8—0

دستکاری

از محترمہ بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

جملہ معزز خواہران کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ حسب معمول اپنی دستکاری پندرہ دسمبر تک مرکز میں پہنچا کر عند اللہ ماجور ہوں۔ جن بہنوں نے گذشتہ سال وعدے کئے تھے امید ہے وہ اپنے وعدے کو پورا فرمائیں گی ان کے علاوہ تمام احمدی بہنوں کا فرض ہے کہ وہ بھی اس دینی خدمت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں سال بھر دنیا کے دھندوں میں مشغول رہ کر ہمیں یہ تھوڑا سا وقت دین کی خدمت کے لئے بھی ضرور نکالنا چاہیئے۔ ہم نے امام وقت کے ہاتھ پر وعدہ کیا ہوا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے یہ ایک ادنیٰ امتحان ہے کہ آپ دین کے لئے کتنا وقت دینا پسند کرتی ہیں اور کس قدر جوش رکھتی ہیں۔ میری دلی خواہش ہے کہ میری بہنیں اور بچیاں اس نیک تحریک میں حصہ لیں کہ یہ صرف ان کی ہی ہمت اور مذہبی شوق سے قائم ہے مجھے امید ہے کہ اس سال دستکاری کی نمائش خاص طور پر کامیاب رہے گی۔

اخبار احمدیہ

وزیر آباد ڈینری　　اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے چھوٹے بھائی شیخ عبد القیوم صاحب بی اے کے امتحان میں کامیاب ہو گئے ہیں اس خوشی میں انھوں نے پانچ روپے انجمن کو اشاعت اسلام کے لئے بھیجے ہیں۔

— شیخ حفیظ اللہ صاحب وزیر آبادی نے اپنے بھائی شیخ انعام اللہ کی شادی کی خوشی میں مبلغ -/5 روپیہ بطور عطیہ اشاعت اسلام عطا فرمایا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

— جناب الٰہی بخش صاحب　　تحریر فرماتے ہیں کہ عرصہ چھ ماہ سے ان کی اہلیہ صاحبہ بعارضہ تپدق بیمار ہیں اور ان کے بڑے بھائی کے صاحبزادے بعارضہ خنازیر بیمار ہیں جس کی وجہ سے انہیں

سانحۂ ارتحال جماعت کے تمام حلقوں میں یہ خبر حزن و ملال کے ساتھ سنی جائیگی کہ مکرم سید امجد علی شاہ صاحب سیالکوٹ کی بیگم صاحبہ ۲۵/۲۶ کی درمیانی شب کو وفات پا گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شاہ صاحب موصوف نے آٹھ عدد کنگنیاں طلائی وزنی سوا پانچ تولہ اشاعت قرآن پر صرف کرنے کا اعلان فرمایا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین۔ ہمیں اس صدمہ میں مکرم شاہ صاحب اور دیگر افراد خاندان سے گہری ہمدردی ہے۔

— وزیر آباد سے شیخ محمد عبد اللہ صاحب

مذہب کا حقیقی مقصد

از جناب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب مسلم ٹاؤن لاہور

{قسط نمبر ۲}

اب سوچنا چاہیئے کہ یہ مؤخر الذکر طریق کار کس قدر غلط و نارا رست، کس قدر ناکام و باطل ہے۔ انگریزی میں ایک ضرب المثل ہے کہ گاڑی کو گھوڑے کے آگے جوت دیا جائے بجائے اس کے کہ گھوڑا گاڑی کے آگے جوتا جائے۔ بعینہٖ یہی مثال یہاں صادق آتی ہے۔

جن لوگوں نے دین و مذہب کے معاملہ کو محض انفرادی و پرائیویٹ حد تک محدود کر رکھا ہے انھوں نے بھی غلطی کھائی ہے اور ان کے برعکس جو لوگ مذہبی جدوجہد کی حکومت و سلطنت کے حصول سے ابتدا کرتے ہیں انھوں نے بھی دھوکہ کھایا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ کامل دین پائدار بنیادوں پر اپنی عمارت کو بلند کرتا ہے۔ اس کے نزدیک جب تک انسان کی انفرادی اور باطنی زندگی پاک اور ایمان بالغیب پر قائم نہ ہو تب تک اس کی اجتماعی زندگی میں کسی صورت میں بھی امن و صلاحیت اور عافیت و خوشحالی کا دور دورہ نہیں ہو سکتا اور جب تک اس کا اجتماعی نظام زندگی صالح نہ ہو جائے محض حکومت و سلطنت پر قبضہ پا لینا اسے گوہر مراد تک نہیں پہنچا سکتا۔ دین کی تمہید فرد کی اندرونی زندگی سے ہوتی ہے اور پھر اس کے اجتماعی سوشل نظام زندگی پر حاوی ہوتی ہے اور آخر کار حکومت کے انتظام میں دخیل کار ہوتی ہے۔ دین کی پکار یہ ہے کہ ہر فرد پہلے تو اپنی اندرونی نیات قلب میں صفائی و پاکیزگی پیدا کرنے۔ اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کے سامنے جوابدہ قرار دے۔ پھر اس بنیادی عقیدہ پر قائم ہو کر جب وہ دنیا میں دوسروں سے سلوک و برتاؤ کرے گا تو لازماً اس کے نتیجہ میں جو سوشل نظام ظہور میں آئے گا وہ امن و عافیت اور خوشحالی و اجتماعی ترقی کے لئے بہترین ہوگا پھر تیسرے درجہ پر جب عام نظام زندگی ایمان باللہ پر استوار ہو جائے تو اس کے نتیجہ میں وہ اپنی حکومت کے نظام کو بھی اسی رنگ میں ڈھال لے۔ یہ تدریجی ترقی قدرتی اور دوامی نظام کی بنیادیں ڈالنے والی ہے۔ کیونکہ پہلے فرد کی اندرونی زندگی کو پاک و مطہر بناتی ہے اس کے بعد اس باطنی طہارت پر اجتماعی زندگی کی بنا ڈالتی ہے اور پھر تیسرے مرحلہ پر اس نظام کو حکومت سے وابستہ کرتی ہے۔ اگر یہ ترتیب قائم نہ رہے تو نہ تو مذہب کا مقصد کامل ہو سکتا ہے اور نہ کسی دائمی نظام تہذیب کی بنیادیں پڑ سکتی ہیں۔ فرض کرو کہ کسی جبر و مجبوری کے ماتحت ایسا نظام زندگی انسانوں پر حاوی کر دیا جائے جو ہے تو بہتر مگر ابھی افراد کے قلوب میں اندرونی صفائی پیدا نہیں ہوئی اور نہ وہ اس امر پر یقین رکھتے ہیں کہ ایسے نظام پر عامل ہونا مفید ہے تو اس کا نتیجہ بالآخر کیا ہوگا؟ یہی کہ افراد کے قلوب میں ایمان کے فقدان کے باعث وہ ظاہرا نظام زندگی قائم نہ ہو سکے گا اور اگر یہ کہا جائے کہ ایسے صلح نظام کی پشت و پناہ حکومت ہوگی تو بھی گو بادل نخواستہ لوگ حکومت کے آئین و قوانین کی پابندی بجا لائیں گے مگر یہ صرف ظاہرا قوانین کے طور پر ہی ہوگا۔ انسانوں کے باہمی ایسے بیشمار تعلقات ہیں جن میں نہ تو حکومت کا کوئی قانون دخل انداز ہو سکتا ہے اور نہ ہی وہاں اس کا محکمہ احتساب کام کر سکتا ہے اگر ایمان باللہ موجود نہیں افراد کیونکر ان میں نیک نیتی و پاک باطنی کو ملحوظ رکھیں گے؟ غرضیکہ یہ امر اولی تدبر سے ظاہر ہے کہ وہی نظام زندگی حقیقی معنوں میں صلح کن اور اجتماعی ترقی و خوشحالی کا ضامن ہوگا جس کی بنیادیں افراد کی باطنی ایمانی قوت پر قائم کی جائے گی پس انفرادی پاک باطنی وہ بنیاد ہے جس پر کسی بھی انسانی تہذیب کو قائم ہونا چاہیئے۔ وہ لوگ جو قبل اس کے کہ انفرادی ایمانی قوت پیدا کریں یا قبل اس کے کہ اجتماعی رنگ میں اس ایمان کی عملی قوت کا مظاہرہ دکھلا سکیں حکومت کے حصول کے پیچھے پڑتے ہیں وہ مؤخر کو مقدم اور مقدم کو مؤخر کر رہے ہیں۔ مگر جیسے کہ ابتدا میں عرض کیا گیا ہے یہ بھی غلطی سرزد ہوتی چاہیئے کہ سمجھ لیا جائے کہ دین و ایمان کا مقصد انفرادی تبدیلی پیدا کرنے تک محدود ہے اور اسے اس کی اجتماعی نظام و سوشل لائف سے تعلق نہیں اور نہ ہی اس بارہ میں کوئی کوشش کرنی لازم و ضروری ہے۔ بلکہ صحیح و کامل راستہ ہدایت کا یہ ہے کہ جہاں افراد اپنی باطنی زندگیوں میں ایمانی معتقدات کے قائل ہوں وہاں ساتھ ساتھ ایک ایسی اجتماعی زندگی پیدا کرنے کی جدوجہد میں مصروف رہیں جو ان ایمانی امور کے لئے میدان عمل مہیا کرے۔ از عمل ثابت کن آں نورے کہ در ایمان تست دل چو دادی یوسفے را راہِ کنعاں را گزیں۔ قرآن کریم کے مطالعہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ انفرادی ایمان جب تک اجتماعی قوت عمل سے اثر پذیر نہیں ہوتا تب تک دنیا میں ایمان کے نتائج دیکھنے میں نہیں آتے۔ یٰایّھا الّذین اٰمنوا ان تتقوا اللّٰہ یجعل لکم فرقاناً۔ اے ایمان رکھنے والو اگر تم اس ایمان کا مظاہرہ تقویٰ کے ذریعہ یعنی اپنی اجتماعی زندگی میں باہمی تعلقات اور اخلاق عالیہ سے کر کے دکھلاؤ گے تو یقیناً تمہارا وہ نظام زندگی دنیا میں ایک فرقان یعنی حق و باطل میں تمیز کرنے کی کسوٹی ثابت ہوگا۔ اب دیکھو کہ اس آیت شریفہ میں ایمان کے بعد تقویٰ کا جو لفظ اختیار کیا گیا ہے تو اس کا مطلب بجز اس کے اور کیا ہے کہ انفرادی رنگ میں باہمی برتاؤ اور تعلقات کے ذریعے سے ظاہر کرو۔ اگر تم ایک ایسی جماعت بنانے میں کامیاب ہو جاؤ جس کے افراد اپنی باطنی زندگی میں ایمان باللہ پر یقین رکھنے اور جو باہمی تعلقات اور برتاؤ سے اس قوت ایمانی کو ظاہر کرنے والے ہیں تو پھر یقیناً دنیا میں تمہیں وہ عزت و مرتبہ حاصل ہو جائے گا جو اور کسی جماعت و قوم کو نہیں ہوگا۔ اسلام کے لئے دو باتیں لازمی پڑی ہیں (۱) انفرادی اور باطنی زندگیوں میں افراد ایمان باللہ کی دولت سے مالا مال ہوں (۲) اس ایمانی قوت کا اظہار مومنین کی جماعت میں ان کی اجتماعی زندگی اور ان کے سوشل نظام سے ہوتا ہے۔ اس فرقان کے پیدا کرنے کے لئے حصول حکومت ضروری اور لازمی شئے نہیں لیکن اگر وہ جماعت مومنین اس فرقان کو قائم رکھنے والی ثابت ہو تو بالآخر اس کا نتیجہ یہی نکل کرے گا کہ باطل نظام اور شیطانی حکومتیں اس کے سامنے گر جائیں گے جماعت مومنین کا مقصد و نصب العین یہ نہیں ہوتا کہ بہ جبر باطل نظام کو ملیامیٹ کر دیں مگر یہ خدا تعالےٰ کی ازلی سنت ہے کہ استقامت دکھلانے والی مومن جماعت کو غلبہ و فتح عطا کرتا ہے۔ جس وقت دنیا میں بدکاری و ظلم کا دور دورہ ہو اس وقت اگر خدا تعالیٰ کا ارادہ یہ ہو کہ زمین پر آسمانی بادشاہت قائم کی جائے تو اس بارہ میں اس کی سنت کیا ہے جو وہ ہمیشہ سے ظاہر فرماتا رہا اور جس کا دوبارہ اظہار اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی شکل میں کیا یہ وہ مضمون ہے جس کے لئے آئندہ فرصت کی حاجت ہے۔

(بقیہ ...) ۱۲ دسمبر ۱۹۴۵ء

عَلَیۡھِمۡ (۲) میں ان کو سزا دوں گا۔ (۳) میں اس عورت کو سزا دوں گا۔"

(تذکرہ صفحہ ۵۰۶)

اس الہام کے معنی ہیں کہ ایک شخص ہوگا جو ان لوگوں کے لئے سخت تکلیف کا باعث ہوگا جن پر حضرت اقدسؑ کی طرف سے انعامات ہوئے ہیں اور ان میں شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم بھی شامل ہیں یہ شخص کون ہے یہ میرے نزدیک جناب میاں صاحب ہیں اور یہ واقعہ ہے کہ جناب میاں صاحب نے حضرت اقدس کے پرانے مخلصین اور پرانے انصار کو سخت اذیتیں پہنچائیں اور ان کے لئے آپ سخت تکلیف اور دکھ کا موجب ہوئے مزید تفصیل اس امر کی بھی اور الہام کے بقیہ حصوں کی بھی اس وقت کی جائے گی جب جناب میاں صاحب کے متعلق الہامات پر انشاء اللہ بتوفیقہ وعونہ روشنی ڈالی جائے گی سردست اتنا بیان ہی کافی ہے کہ شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم کو الہام الٰہی میں ان لوگوں میں شمار کیا گیا ہے جو حضرت اقدس کی طرف سے انعامات کے مورد ہوئے۔

حضرت اقدس کا کرتہ مرزا خدا بخش صاحب مرحوم کے بدن پر

حضرت مولوی صاحب کے رفقاء میں حضرت مرزا خدا بخش صاحب مرحوم و مغفور بھی تھے جنہوں نے عسل مصفیٰ جیسی کتاب لکھ کر سلسلہ کی عظیم الشان خدمت سرانجام دی انکے متعلق بھی حضور کی مندرجہ ذیل رویا ہے "میں نے مرزا خدا بخش صاحب کو دیکھا ہے کہ انکے کرتے کے ایک دامن پر لہو کے داغ ہیں۔ پھر داغ ان کے کرتہ کے نزدیک ہی ہو دیکھے ہیں۔ میں اس وقت کہتا ہوں کہ یہ ویسے ہی نشان ہیں جیسے کہ عبداللہ سنوری صاحب کو جو کرتہ دیا گیا ہے اس پر تھے" (تذکرہ صفحہ ۴۲۵)۔ حضرت اقدس کا وہ خاص کرتہ جو بطور نشان تھا اگرچہ اس مادی عالم میں مولوی عبداللہ صاحب سنوری کے پاس تھا لیکن عالم روحانی میں اللہ تعالیٰ کی نظر میں وہ حقیقی طور پر مرزا خدا بخش صاحب مرحوم کے بدن پر تھا اس سے مرزا خدا بخش صاحب مرحوم کی روح کو جو حضرت اقدس کی روح سے تعلق تھا واضح ہو جاتا ہے۔

حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم کا یگانگت کے مقام پر ہونا

حضرت مولوی صاحب کے رفقاء میں حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم بھی تھے ان کے متعلق حضورؑ کا الہام مندرجہ ذیل ہے فرماتے ہیں "۸ جولائی ۱۸۹۷ء میں جب عزیزی مرزا یعقوب بیگ صاحب نے اسسٹنٹ سرجنی کا آخری امتحان دیا اور ہم نے انکے لئے دعا کی تو الہام ہوا "ہم پاس ہو گئے ہو" یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ وہ پاس ہوں گے۔ کیونکہ مخلصوں کے لئے جو یگانگت کی حد تک پہنچے ہیں ایسے لفظ آجاتے ہیں۔ ... بالآخر عزیز موصوف اپنے امتحان میں بڑی خوبی سے کامیاب ہوا" تذکرہ صفحہ ۲۹۹ اب دیکھو کس وضاحت کے ساتھ حضرت مسیح موعود نے حضرت ڈاکٹر صاحب مرحوم کو یگانگت کی حد تک پہنچے ہوئے قرار دیا ہے۔

مولوی محمد احسن صاحب مرحوم کی شان

حضرت مولوی صاحب کے رفقاء میں مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی مرحوم بھی تھے آپکی شان میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "پس اس اثنا میں کہ میں یہ شعر (۴۵) "مہدی وقت و عیسیٰ دوران ہر دو را شہسوار می بینم" پڑھ رہا تھا عین پڑھنے کے وقت مجھے یہ الہام ہوا "از پئے آں محمد احسن را۔ تارک روزگار می بینم۔" یعنی میں دیکھتا ہوں کہ مولوی سید محمد احسن امروہی اسی غرض کے لئے اپنی نوکری سے جو ریاست بھوپال میں تھی علیحدہ ہو گئے تا خدا کے مسیح موعود کے پاس حاضر ہوں اور اس کے دعوی کی تائید کیلئے خدمت بجا لا دے اور یہ ایک پیشگوئی تھی جو بعد میں نہایت صفائی سے ظہور میں

(باقی پھر میں)

حضرت مولوی محمد علی صاحب اور آپ کے رفقاء کا مقام

حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات و الہامات کی روشنی میں

(از محترم جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری)
(قسط نمبر ۱۱)

حضرت مولوی محمد علی صاحب ایک خاص مسئلہ میں حکم کی حیثیت میں

ابو داؤد کی ایک حدیث میں مسیح و مہدی کی اوصاف بیان کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے علی مقدمتہ رجل یقال لہ منصور کہ اس کے مقدمۃ الجیش پر ایک شخص ہوگا جو اللہ تعالےٰ کے نزدیک منصور ہوگا۔

حضرت مسیح موعود پر اس حدیث کا صحیح ہونا کھولا گیا اور ساتھ ہی ایک کشف میں وہ منصور شخص بھی دکھلایا گیا مگر اس وقت حضور کی نظر اسے پہچاننے سے قاصر رہی اس لئے کہ اس شخص کو اس وقت تک آپ نے اس دنیا میں کبھی دیکھا نہ تھا لیکن حضور کو یقین دلایا گیا کہ حضورؑ کو وہ دوبارہ دکھلایا جائیگا اور وہ شخص جیسا کہ میں گذشتہ اقساط میں ثابت کر چکا ہوں حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب تھے چنانچہ آپ ہی بار بار آپ کو کشف میں کبھی صالح ہونے اور نیک ارادہ رکھنے والے اور حضور کے ساتھ یگانگت تامہ رکھنے والے کی حیثیت سے دکھلائے جاتے رہے ہیں اب ذیل میں میں حضور کا ایک رؤیا اور الہام درج کرتا ہوں جس میں آپ جماعت احمدیہ میں متنازعہ فیہ مسائل میں ایک خاص مسئلہ میں حکم ہونے کی حیثیت سے دکھلائے گئے ہیں وہ رؤیا یہ ہے :-

" اے ورڈ اینڈ ٹو گرلز۔ خواب میں دیکھا کہ گویا ایک انگریز مذکورہ بالا الفاظ بار بار بولتا ہے۔ پھر جب غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ انگریز نہیں بلکہ وہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے ہیں جو وہ الفاظ بول رہے ہیں۔ اور پھر یہی الہام انگریزی میں ہوا اور ساتھ ہی اس کا ترجمہ بھی۔ یعنی یہ کہ

" ایک کلام اور دو لڑکیاں "

(تذکرہ صفحہ ۵۳۷)

یہ الہام مصلح موعود کے متعلق ہے اور خواب میں دیکھا کہ مولوی محمد علی صاحب یہ الفاظ بول رہے ہیں اس بات پر صاف دلالت کرتا ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق جو تشریح حضرت مولوی صاحب فرمائیں گے وہی درست ہوگی چونکہ حضرت مولوی صاحب کے زمانہ میں پیشگوئی مصلح موعود کو بھی ایک فتنہ بنایا جانا تھا اور جماعت کو غلطی میں ڈالنے کا اسے بھی ایک ذریعہ قرار دیا جانا تھا اس لئے عالم الغیب خدا نے پیش از وقت ہی عالم بالا میں حضرت مولوی صاحب کے منہ میں مندرجہ بالا الفاظ ڈال کر جماعت کو متنبہ کر دیا تھا کہ تصنیف را مصنف نیکو کند، بیان کی مشہور مثل کے ماتحت جو تشریح پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کریں گے اسی کو درست ماننا اور اس بارے میں آپکو ہی حکم تسلیم کرنا ورنہ غلطی میں مبتلا ہو جاؤ گے افسوس جماعت کے بیشتر حصہ نے اللہ تعالیٰ کی اس تنبیہ سے فائدہ نہ اُٹھایا۔ اس خواب میں یہ دیکھنا کہ گویا ایک انگریز بول رہا ہے اور غور سے دیکھنے سے پتہ لگا کہ انگریز نہیں بلکہ وہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے ہیں۔ صاف اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ آپ کی انگریزی میں برکت دی جائے گی اور وہ مضامین جو آپ انگریزی زبان میں لکھیں گے وہ انگریزوں کو اپیل کریں گے اور ان سے انہیں فائدہ ہوگا چنانچہ واقعات سے اس کی پوری پوری تصدیق ہوگئی۔ آپ کے انگریزی ترجمۃ القرآن اور آپ کی دیگر کتب نے یورپ کے لوگوں کو بھی اور ہندوستان کی انگریزی دان پبلک کو بھی بڑا فائدہ پہنچایا اور انہیں اسلام کے مخالفین کی صف سے نکال کر اسلام کے مصدقین و مؤیدین و مادحین کی صف میں لا کھڑا کیا۔

وہ لوگ جو جناب میاں صاحب کو مصلح موعود مان رہے ہیں حضور کے مندرجہ بالا رؤیا پر مخلی بالطبع ہو کر للہ غور کریں۔

حضرت مولوی محمد علی صاحب حضرت اقدس کا سردار کی حیثیت میں۔

ایک اور رؤیا حضرت مولوی محمد علی صاحب کو سردار کی حیثیت سے پیش کر رہا ہے اور وہ یہ ہے :-

" دیکھا کہ زور سے اللہ اکبر اللہ اکبر (ساری اذان) کہہ رہا ہوں۔ ایک اونچے درخت پر ایک آدمی بیٹھا ہے وہ بھی یہی کلمات بول رہا ہے اس کے بعد میں نے باآواز بلند درود شریف پڑھنا شروع کیا اور اس کے بعد وہ آدمی نیچے اتر آیا۔ اور اس نے کہا سید محمد علی شاہ آ گئے ہیں۔

اس کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ بڑے زور سے زلزلہ آیا ہے اور زمین اس طرح اڑ رہی ہے جیسے کہ روئی دھنی جاتی ہے۔ اس کے بعد یہ وحی نازل ہوئی۔

ہے سر راہ پر تمہارے وہ جو ہے مولا کریم ہے"

(تذکرہ صفحہ ۵۹۷)

اس خواب میں ایک طرف تو حضرت اقدسؑ کے ظہور کے مقصد کو واضح کیا گیا ہے اور دوسری طرف یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ اس مقصد کو پورا کرنے میں حضورؑ کے قائمقام مولوی محمد علی صاحب ہوں گے حضور کا بلند آواز سے اذان کہنا بتلاتا ہے کہ حضور دنیا میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی عظمت و بڑائی اور محمد رسول اللہ (صلعم) کی رسالت کا اعلان کرنے اور انہی دونوں چیزوں کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے مبعوث ہوئے۔

حضور کا بلند آواز سے درود شریف پڑھنا بتلاتا ہے کہ دوسرا مقصد حضور کا یہ ہے کہ دنیا پر ثابت کر دیں کہ تمام فیوض الٰہی محمد رسول اللہ صلعم کی اطاعت اور آنحضور صلعم کی پیروی کے ساتھ ہی وابستہ ہیں اور یہ کہ ان فیوض کا دامن قیامت تک پھیلا ہوا ہے۔

انہی دو مقصدوں کو لیکر حضور دنیا میں تشریف لائے اور انہیں کو پورا کرنے میں آپ نے اپنی تمام عمر گذاری خواب میں ان دو مقصدوں کو بیان کرنے کے بعد تیسری بات یہ بیان کی گئی ہے کہ حضورؑ کے بعد ان مقاصد کو پورا کرنے والا جو شخص ہوگا وہ سید محمد علی شاہ ہوگا گو یہ رؤیا ۱۸ اپریل ۱۹۰۵ء کی ہے لیکن خواب سے خیال ہے کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک شخص مذکور حضورؑ کے کام کو ہاتھ میں لینے کے لئے تیار ہو چکا ہے اس میں شک نہیں کہ قادیان میں اس وقت ایک شخص رہتا تھا جس کا نام محمد علی شاہ تھا اور وہ سید بھی تھا لیکن دینی لحاظ سے اس کی کوئی حیثیت نہ تھی حضرت اقدس کی خفیہ بیعت اس نے کی ہوئی تھی اور وہ اس معمولی حالت میں ہی فوت ہوا پس رؤیا میں جس شخص کا ذکر ہے اس سے مراد وہ سید محمد علی شاہ تو نہیں ہو سکتا صرف حضرت مولوی محمد علی صاحب ہی ایک ایسے شخص تھے جو حضور کے مقاصد دینیہ کو پورا کرنے میں حضورؑ کے ممد و معاون تھے اور وہی اس رؤیا میں مراد ہو سکتے ہیں باقی رہا یہ کہ انہیں سید اور شاہ کیوں کہا گیا سو وہ اسی طرح ہے جس طرح نادر خاں کو الہام میں نادر شاہ کہا گیا خوابوں اور الہامات میں بعض اوقات کسی شخص کا وہ نام اختیار کیا جاتا ہے جس کا اہل کسی زمانہ میں جا کر اس نے بننا ہوتا ہے جس طرح نادر خاں نے چونکہ کسی وقت میں بادشاہ بننا تھا اس لئے اللہ تعالےٰ نے الہام میں بجائے نادر خاں کے لفظ کے نادر شاہ کا لفظ استعمال کیا اس طرز کے اختیار کرنے کا مقصد درحقیقت اس شخص کے متعلق پیشگوئی کرنا ہوتا ہے کہ یہ آیندہ ایسا بن جائے گا سو ٹھیک اسی طرح یہاں بھی کہا گیا ہے یعنی ان الفاظ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ محمد علی خالی محمد علی نہیں رہے گا بلکہ ایک وقت آئے گا کہ وہ سید یعنی سردار بنے گا اور وہی حقیقتاً علیؓ کا روحانی شاہ ہوگا جیسا کہ واقعات نے بھی اس کی تصدیق کر دی ہے، پس یہ دونوں لفظ سید اور شاہ اختیار کر کے آیندہ پیدا ہونے والے واقعات کی طرف اشارہ کر دیا تا جب یہ باتیں وقوع میں آئیں تو تمام لوگوں کے لئے عموماً اور احمدیوں کے لئے خصوصاً ازدیاد ایمان کا موجب بنیں۔

حضرت مولوی محمد علی صاحب کی زندگی کا سرسری نظر سے بھی جو مطالعہ کرے گا اس پر بھی یہ بات واضح ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی کہ آپ کی زندگی کے بھی یہی دونوں مقصد ہیں اور انہی کو پورا کرنے کا آپ کو شغف ہے اور انہی کو پورا کرنے میں آپ دن رات کوشاں ہیں۔

خواب کے اگلے حصہ میں ایک زبردست علامت بھی بتلا دی گئی ہے یعنی محمد علی کے شاہ اور سید بننے کے وقت کی یہ علامت ہے کہ اس پر ایک بڑا زبردست زلزلہ آئے گا اور وہ ایسا سخت زلزلہ ہوگا جو بظاہر اس کی ہستی کو ہی ختم کر دینے والا ہوگا چنانچہ جیسا کہ سب کو معلوم ہے حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحبؓ کی وفات پر فی الحقیقت آپ پر ایسا خطرناک زلزلہ آیا اور آپ کے خلاف مخالفت کا ایسا خطرناک طوفان آیا تھا کہ بظاہر یہی نظر آتا تھا کہ آپ کی مذہبی زندگی کا اب خاتمہ ہے اور آپ کی دینی ہستی مٹنے کو ہے لیکن آلہی وعدہ

"ہے سر راہ پر تمہارے وہ جو ہے مولیٰ کریم"

نے آپ کو سنبھال لیا اور باوجود شدید مخالفتوں کے اور بے کسی اور بے بسی کے عالم کے آپ کو سردار اور شاہ بنا کر چھوڑا اور اس طرح ثابت کر دیا کہ مولے کریم آپ کی مدد کے لئے کھڑا ہے اور وہ جو حضرت اقدس پر منکشف کیا گیا تھا کہ اللہ تعالےٰ خود اس "مرد منصور" کے خادمانہ ارادوں کا حامی ہوگا اس "مرد منصور" سے مراد یہی شخص تھا۔ ویسے ہم

حضرت مولوی صاحب حضرت اقدس کے خدمتگار کی حیثیت میں

آں حضرت اقدس کا ایک اور رؤیا ہے جو وہ بھی صرف...... حضرت مولوی محمد علی صاحب پر ہی چسپاں ہوتا ہے

الورود یہ ہے:-

"رؤیا۔ ایک شخص نے ایک دوائی کولا وائن کی ایک بوتل دی جو سرخ رنگ کی دوائی ہے اور بوتل بند کی ہوئی ہے۔ اور اس پر رسیاں لپیٹی ہوئی ہیں۔ ظاہر دیکھنے میں تو بوتل ہی نظر آتی ہے۔ مگر جس شخص نے دی ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ یہ کتاب دیتا ہوں۔ دیکھنے میں تو بوتل ہی نظر آتی ہے۔ لیکن کہنے میں وہ شخص اس کا نام کتاب رکھتا ہے۔ اس وقت میں کہتا ہوں کہ اس کا وقت آگیا ہے۔ اس کو نوکر رکھا جائے اور میں نے اس کتاب پر دستخط کر دیئے۔ پھر الہام ہوا۔

یہ میری کتاب ہے۔ اس کو کوئی ہاتھ نہ لگاوے مگر وہی جو میرے خاص خدمت گار ہیں۔

پھر الہام ہوا۔

اَللّٰہُ یَغْلِبُنَا وَلَا نُغْلٰی

فرمایا۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ ہم دشمنوں پر غالب ہونگے۔ اور دشمن سے مغلوب نہ ہونگے"

تذکرہ صفحہ ۵۴۳ پر یہ رؤیا ۵ مئی ۱۹۰۶ء کا ہے گویا وفات حضرت سے دو سال قبل کا۔

اس رؤیا میں بتلایا گیا ہے کہ

(۱) ایک شخص حضور م کے پاس ایک کتاب پیش کرتا ہے۔

(۲) وہ کتاب جامع اور مانع ہے گویا کوزہ میں دریا بند کیا ہوا ہے جیسا کہ بوتل کی شکل میں اس کتاب کا دکھلایا جانا ظاہر کرتا ہے۔

(۳) وہ کتاب دلوں کو تقویت دینے والی اور روحانی قوی میں طاقت پیدا کرنے والی ہوگی جیسا کہ کولا وائن اور سرخ رنگ کی دوائی کے الفاظ اس پر دلالت کرتے ہیں۔

(۴) اس کتاب کا لانے والا جلد ہی اس کتاب کو لانے کی خدمت پر لگ جائیگا جیسا کہ الفاظ "اس کا وقت آگیا ہے اس کو نوکر رکھا جائے" بتلا رہے ہیں۔

(۵) اس کتاب کے ذریعہ دشمنان اسلام پر اسلام کو غلبہ نصیب ہوگا جیسا کہ الہام اَللّٰہُ یَغْلِبُنَا کے الفاظ اس پر دلالت کر رہے ہیں اور پھر مغلوبیت کا منہ یہ نہیں دیکھے گا جیسا کہ الہام کے الفاظ وَلَا نُغْلٰی سے ظاہر ہے۔

(۶) اس کتاب پر حضرت مسیح موعود م نے بھی مہر تصدیق ثبت کر دی ہے گویا وہ حضرت اقدس کی مصدقہ ہے جیسا کہ الفاظ "اور میں نے اس کتاب پر دستخط کر دیئے ہیں" دلالت کر رہے ہیں۔

یہ چھ مذکورہ بالا باتیں اس خواب سے واضح ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ کتاب کونسی کتاب ہے سو اس کے متعلق الٰہی الہام یہ ہے:-

"یہ میری کتاب ہے اس کو کوئی ہاتھ نہ لگاوے مگر وہی جو میرے خاص خدمتگار ہیں۔"

"یہ میری کتاب ہے" کے الفاظ بتلا رہے ہیں کہ یہ خدا تعالٰے کی کتاب قرآن مجید ہے جس کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کی خدمت پر ایک شخص جلد ہی لگا دیا جائیگا۔ اور اس کے سوا کسی اور کو خدمت کی توفیق نہیں ملے گی اللہ تعالیٰ کا یہ قطعی فیصلہ ہے کہ اس شخص کے سوا اور کوئی اس کو ہاتھ نہ لگائے یہ الفاظ صاف بتلاتے ہیں کہ جب تک وہ خاص شخص اس خدمت سے فارغ نہیں ہوگا اس وقت تک اللہ تعالیٰ دوسروں سے اس کی توفیق چھینے رکھے گا صرف انہیں کو خدمت کی توفیق ملے گی جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے خاص خدمتگار ہیں ان الفاظ میں یہ واضح کر دیا گیا ہے گو اس کتاب کا لکھنے والا ایک ہی شخص ہوگا لیکن دنیا کے سامنے اسے پیش کرنے کے قابل بنانے والے اس کے نیت سے مددگار ہونگے اور ان سب کو اللہ تعالےٰ اپنے خاص خدمتگار قرار دیتا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک ان کی یہ خدمت مقبول ہوگی اور خدا کے رجسٹر میں خدا کے خدمتگار لکھے جائیں گے۔

اب ان واقعات کی روشنی میں اس رؤیا کو پڑھو حضرت اقدس م اس رؤیا کے دو سال بعد فوت ہو جاتے ہیں حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رض کا زمانہ صرف چھ سال کا زمانہ ہے اس زمانہ میں حضرت مولوی محمد علی صاحب کے سپرد قرآن شریف کے ترجمہ کرنے کی خدمت سپرد ہو جاتی ہے گویا رؤیا کے الفاظ "کہ اس کا وقت آگیا ہے اس کو نوکر رکھا جائے" پورے ہو جاتے ہیں اللہ تعالےٰ حضرت مولوی صاحب کو اس خدمت کو سرانجام دینے کی توفیق عطا کرتا ہے اور حضرت مولانا مولوی نورالدین رض صاحب کو اس ترجمہ کے مقبول الٰہی ہونے کے متعلق الہام ہو جاتا ہے گویا اس طرح اس ترجمہ کو نہ صرف حضرت اقدس م کی تصدیق ہی بلکہ خدائی تصدیق بھی حاصل ہو جاتی ہے اب اگر یہ ترجمہ اسی وقت طبع ہو کر شائع ہو جاتا تو الہام کے ان الفاظ "یہ میری کتاب ہے اس کو کوئی ہاتھ نہ لگائے مگر وہی جو میرے خاص خدمتگار ہیں" کے ذریعہ حضرت مولوی محمد علی صاحب اور جناب میاں صاحب کے درمیان اور دونوں جماعتوں کے درمیان جو امتیاز دکھلانا مقصود تھا وہ نہ حاصل ہوتا کیونکہ وہ ترجمہ ساری جماعت کے خرچ سے طبع ہوتا۔ اس صورت میں سارے ہی خدا کے خدمتگار سمجھے جاتے لیکن اللہ تعالےٰ نے اپنی تقدیر کو جاری کرنے کے لئے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ یہ امتیاز واضح ہو گیا۔

اس ترجمہ کے مکمل ہونے اور اس کے مقبول الٰہی ہونے کے متعلق الہام ہو جانے کے بعد ادھر حضرت مولانا مولوی نورالدین رض صاحب فوت ہو جاتے ہیں اور ادھر جماعت میں اختلاف رونما ہو جاتا ہے حضرت مولوی محمد علی صاحب مجبوراً قادیان سے ہجرت کر کے لاہور آ جاتے ہیں جماعت کا بہت ہی قلیل حصہ آپ کا ساتھ دیتا ہے اور ادھر جماعت اور اس کے اموال پر جناب میاں صاحب قابض ہو جاتے ہیں حضرت مولوی محمد علی صاحب نے کوشش بھی کی کہ قادیان کی انجمن اس ترجمہ کو چھپوائے مگر چونکہ تقدیر الٰہی میں یہ فیصلہ ہو چکا تھا کہ بجز خدا کے خاص خدمتگاروں کے اور کوئی اس کتاب کو ہاتھ نہ لگائے اس لئے اللہ تعالےٰ نے جناب میاں صاحب سے یہ توفیق بھی چھین لی کہ وہ اس کے طبع کرانے میں ہی شریک ہو جاتے۔

اس ترجمہ کو چھپوانے اور اس کو دنیا میں پھیلانے کی توفیق اگر ملتی ہے تو حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب اور آپ کے قلیل التعداد رفقاء کو ہی ملتی ہے۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

پھر نہ صرف انگریزی میں ہی بلکہ اردو میں بھی قرآن کریم کا ترجمہ شائع کرنے کی توفیق حضرت مولوی صاحب اور آپ کی جماعت کو ہی ملتی ہے۔ اور اس طرح پر دونوں جماعتوں میں ایک امتیاز قائم ہو جاتا ہے اس بات کا ثبوت کہ یہی وہ ترجمہ ہے جو رؤیا اور الہام کا مقصود ہے مندرجہ ذیل امور سے ملتا ہے۔

(۱) حضرت اقدس م کی وفات کے جلد بعد ہی یہ کام حضرت مولوی محمد علی صاحب کے سپرد ہو جاتا ہے۔

(۲) خدا تعالیٰ نے اختلاف کے بعد حضرت مولوی صاحب کو سب سے پہلے جس خدمت اسلامی کے بجا لانے کی توفیق دی وہ قرآن کریم کا ترجمہ ہی تھی تا کہ جلدی کا مفہوم اس طرح بھی صادق آ جائے

(۳) یہ ترجمۃ القرآن جیسا کہ رؤیا سے معلوم ہوتا ہے مختصر لیکن جامع بھی ہے

(۴) اس ترجمہ نے فی الحقیقت جیسا کہ رؤیا کے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے مسلمانوں کے دلوں کو تقویت پہنچائی اور ان کی روحوں کے اندر تر و تازگی پیدا کر دی اور اس سے ان کو قرآن شریف کے مطالعہ کی طرف شوق پیدا ہو گیا۔

(۵) جیسا کہ رؤیا میں بتلایا گیا تھا کہ حضرت اقدس نے اس پر دستخط کر دیئے ہیں حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رض نے بحیثیت حضور م کے قائمقام ہونے کے الٰہی الہام سے اس پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

(۶) جیسا کہ الہام الٰہی اَللّٰہُ یَغْلِبُنَا وَلَا نُغْلٰی سے ظاہر ہوتا تھا اسلام کا غلبہ اس ترجمہ سے نمایاں ہو گیا اور یورپ کے لوگوں کے اسلام کے متعلق خیالات ہی اس سے بدل گئے اور وہ اسلام کو بجائے نفرت کے عزت کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔

(۷) جب تک حضرت مولوی صاحب اس ترجمہ سے فارغ نہیں ہوئے بلکہ اس کے بعد بھی ایک لمبے عرصہ تک جناب میاں صاحب کو باوجود بار بار اعلان کرنے کے کہ وہ قرآن کا ترجمہ جلد شائع کریں گے اور باوجود جماعت کو بار بار اس کا وعدہ دینے کے قرآن شریف کا ترجمہ کرنے کی توفیق نہیں ملی اور یہ سب کچھ اس لئے ہوا تا خدا تعالےٰ کے الفاظ "یہ میری کتاب ہے اسکو کوئی ہاتھ نہ لگائے مگر وہی جو میرے خاص خدمتگار ہیں" پوری شان کے ساتھ پورے ہو جائیں۔

خدا جو عالم الغیب ہے وہ جانتا تھا کہ آخر لوگوں کی طعن و تشنیع سے تنگ آ کر جناب میاں صاحب بھی تفسیر لکھیں گے اس لئے اس نے اس بات کو واضح کرنے کے لئے کہ ان دونوں تفسیروں میں سے کونسی خدا کے ہاں مقبول ہوگی رؤیا کے الفاظ "کہ اس کا وقت آگیا ہے اس کو نوکر رکھا جائے" میں بطور علامت یہ بیان کر دیا کہ وہی تفسیر خدا کے ہاں مقبول ہوگی جو حضور کی وفات کے بعد جلد از جلد پہلے لکھی جائے گی ـــــ اور پھر یہ بھی بطور علامت بتلا دیا کہ وہ مختصر ہوگی گویا حضرت مولوی محمد علی صاحب کی تفسیر کے متعلق تمام علامات بیان کر کے اس کے مقبول الٰہی ہونے کا قبل از وقت ہی بطور پیشگوئی فیصلہ صادر فرما دیا۔ پس

حضرت مولوی صاحب اور ان کے رفقاء جس قدر بھی خوشی کے گیت گائیں اور جس قدر بھی سجدات شکر بجا لائیں وہ تھوڑے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے خاص خدمتگاروں میں شمار کیا ہے، یہ اتنا بڑا فخر ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی فخر نہیں ہو سکتا اور یہ اتنی بڑی عزت افزائی ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی عزت افزائی نہیں ہو سکتی۔

حضرت اقدس کا ایک الہام یہ بھی ہے کہ "اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ"

جن لوگوں کو حضرت مولانا محمد علی صاحب سے واسطہ پڑا ہے یا جنہوں نے آپ کے خطبات سنے یا پڑھے ہیں وہ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ آپ کا سلوگن ہی یہی ہے کہ الخیر کلہ فی القرآن۔ قرآن شریف کو دنیا میں پہنچانا اور اس کی اشاعت ہی آپ کی زندگی کا مقصد وحید ہے ساری عمر آپ جماعت کو اسی طرف توجہ دلاتے رہے اور اسی کی طرف توجہ دلاتے چلے جا رہے ہیں جس قدر قرآن سے آپ کو عشق ہے وہ عشق اس زمانہ میں کسی اور میں نظر نہیں آتا وہ قرآن شریف

کی خدمت اور اس پر عمل اور اس کے مطابق اعتقاد رکھنے گویا تینوں لحاظ سے آیت

لا یمسہ الا المطھرون

کے حقیقی مصداق ہیں۔ قرآن شریف حقیقی طور پر مس کرنے والا وہی ہو سکتا ہے جو اعتقاد، عمل اور خدمت تینوں لحاظ سے اس کو مس کر رہا ہو اور درحقیقت مطہر کہلانے کا مستحق ہے اگر کسی شخص کے اعمال گندے ہوں تو خواہ وہ اسکو کیسا ہی عمدہ طور بیان کرے وہ آیت **لا یمسہ الا المطھرون** کا مصداق نہیں بلکہ افسوس بہت سے لوگ اس کا مفہوم صحیح طور پر نہیں سمجھتے۔ لئے ٹھوکریں کھاتے اور نا اہل لوگوں کے دام فریب میں پھنس جاتے ہیں۔

حضرت مولوی صاحب اور رفقاء کا مقام

یہاں تک تو میں نے حضرت اقدس کے ان ارشادات اور الہامات کو بیان کیا ہے جو زیادہ تر خالصۃً حضرت مولوی محمد علی صاحب کی ذات کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں گو کہیں کہیں حضور کے رفقاء کا ذکر بھی اُن میں آجاتا رہا ہے لیکن اب میں وہ ارشادات و الہامات پیش کرنا چاہتا ہوں جس میں بالصراحت بعض خاص رفقاء کا ذکر ہے اور پھر وہ الہام پیش کروں گا جس میں عمومیت کے ساتھ آپ کے رفقا کا ذکر کیا گیا ہے پہلا رؤیا جو میں اس سلسلہ میں پیش کرنا چاہتا ہوں وہ حضرت مولوی صاحب اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم دونوں کی عظمت شان پر دلالت کرتا ہے اور وہ یہ ہے:۔

"رؤیا دیکھا کہ مولوی محمد علی صاحب نے مجھ سے کہا کہ آپ چلے جائیں۔ میں قادیان کو چلا گیا ہوں اور میں وضو کر رہا ہوں۔ اور فکر میں ہوں کہ ہم کیوں چلے آئے۔ مچلکہ دیا ہوا تھا۔ خواجہ کمال الدین صاحب سے مشورہ کر لیتے"

(تذکرہ صفحہ ۶۹ھ)

۱۲ جنوری ۱۹۰۴ء کی ہے اس میں جو مچلکہ کا ذکر ہے اس سے دنیوی عدالتوں کا ظاہری مچلکہ مراد نہیں ہو سکتا بلکہ وہی مچلکہ ہو سکتا ہے جو آپ کی شان کا ہو مچلکہ شخصی عہد کو کہتے ہیں اور اس معنی میں ماموریت الٰہی ایک عہد ہے جس کا ذکر آیت قرآنی

لا تکلف الا نفسک وحرض المؤمنین

میں کیا گیا ہے خدا کو شخصی عہد دیتا ہے وہ اپنی جان اس کی توحید ادر کتاب کے پھیلانے میں ہمہ تن مشغول رہے گا اس میں کوتاہی نہیں کرے گا خواہ کوئی شخص اس کا ساتھ دے یا نہ دے وہ اکیلا ہی اس کام کو کرتا چلا جائے گا ہاں اس کام میں مدد کے لئے دوسروں کو بھی وہ دعوت ضرور دیتا رہے گا لیکن یہ نہیں کہ اگر وہ اس دعوت پر لبیک نہ کہیں تو وہ اس کام کو چھوڑ دے گا۔

پس یہ وہ مچلکہ ہے جو خدا ماموروں سے لیتا ہے اب دیگر ماموریں کی طرح حضرت اقدس نے بھی اللہ تعالٰی کی عدالت میں یہ مچلکہ دیا ہوا تھا مگر اس عہد کے ذریعہ جو ذمہ داریاں آپ پر عاید ہوتی تھیں ان کو بجالانے کے آپ پابند تھے اب عالم بالا میں حضرت اقدس اور حضرت مولوی محمد علی صاحب کی گفتگو ہوتی ہے حضرت مولوی صاحب حضور کو کہتے ہیں کہ آپ چلے جائیں جس کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتے کہ اس دنیا سے حضور کی رحلت کے بعد ایک وقت آئیگا کہ حضور کو اپنے فرائض مفوضہ کی فکر ہوگی تو حضرت مولوی محمد علی صاحب کی روح حضور کو تسلی دلائے گی کہ آپ فکر نہ کریں آپ کی جگہ میں آپ کے فرائض کو پورا کرنے کا ذمہ دار ہوں کیونکہ یہ جملہ ایسے ہی مواقع پر بولا جاتا ہے جبکہ کہنے والا مخاطب کی ذمہ داریوں کو اپنے اوپر لے لیتا ہے حضرت اقدس تسلی پاکر چلے جاتے ہیں قادیان جانے کے معنی بھی امن کی جگہ چلے جانے کے ہیں اور حقیقی امن کی جگہ جنت ہی ہے لیکن آپ کی روح سے یہ بھی پکار اٹھی ہے کہ اس عہد کے متعلق جو خدا تعالٰی کو میں نے دیا ہوا ہے اور جن فرائض کی ادائیگی میں نے اپنے ذمے لی ہوئی ہے ان کے متعلق حضرت خواجہ کمال الدین صاحب سے بھی مشورہ کر لیتے تو اچھا تھا۔ اب اس خواب میں یہ تو بالصراحت مذکور ہے کہ ایک وقت آنے والا ہے جبکہ حضرت اقدس کا عہد معرض خطر میں پڑ جائے گا اس وقت حضرت مولوی محمد علی صاحب آپ کے قائمقام بن کر اس عہد کو حضور کی طرف سے پورا کریں گے اور ساتھ ہی اس رؤیا میں یہ پیشگوئی بھی کر دی گئی ہے کہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور کا بھی اس عہد کو بجالانے میں دخل ہوگا اور مشورہ کے لفظ میں یہ بھی اشارہ کر دیا گیا ہے کہ یہ کام مشورہ سے بجالانا ہوگا اور یہ بھی کہ خواجہ صاحب مرحوم بھی اس کام میں نمایاں حصہ لینے والے ہوں گے۔

اب جب ہم واقعات کو دیکھتے ہیں تو اس رؤیا کے حرف حرف کی تصدیق ہو جاتی ہے حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے زمانہ تک تو حضور کا کام و مقصد بغیر کسی روک ٹوک کے پورا ہوتا چلا جا رہا تھا ان کی وفات کے بعد جماعت میں اختلاف ہو گیا جماعت کا بیشتر حصہ غلط راہ پر چل پڑا حضور کا مشن خطرہ میں پڑ گیا اس وقت حضور کے کام کو سنبھالنے والے حضرت مولوی محمد علی صاحب ہی ہوتے انھوں نے حضور کے مشن کو چلانے کی بنیاد حضور کی وصیت کے مطابق مشورہ پر رکھی اور پھر حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے حضرت مولوی محمد علی صاحب کے ساتھ حضرت اقدس کے مقصد زندگی یعنی اسلام کو دنیا میں پہنچانے میں نمایاں حصہ لیا پس اس رؤیا کا ایک ایک جز اس بات پر کھلی دلیل ہے کہ اس وقت حضرت مولوی محمد علی صاحب ہی حضور کے حقیقی قائمقام ہیں اور جو راہ آپ نے اور خواجہ صاحب مرحوم نے خدمت دین کی اختیار کی وہی صحیح تھی پس یہ رؤیا بھی جناب میاں صاحب اور ان کے رفقا کے لئے مشعل ہدایت ہے کاش وہ اس سے روشنی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

جناب خواجہ صاحب یقینی بہشتی ہیں

حضرت اقدس کا ایک اور رؤیا ہے جو بجز خواجہ صاحب مرحوم کے اور کسی پر چسپاں نہیں ہو سکتا اور وہ یہ ہے:۔

"فرمایا۔ کہ نماز (فجر) سے کوئی ۲۰ یا ۲۵ منٹ پیشتر میں نے خواب دیکھا کہ گویا ایک زمین خریدی ہے کہ اپنی جماعت کی میتیں وہاں دفن کیا کریں۔ تو کہا گیا کہ اس کا نام مقبرہ بہشتی ہے۔ یعنی جو اس میں دفن ہوگی، وہ بہشتی ہوگا۔ پھر اس کے بعد کیا دیکھتا ہوں، کہ کشمیر میں کسر صلیب کے لئے یہ سامان ہوا ہے کہ کچھ پرانی انجیلیں وہاں سے نکلی ہیں میں نے تجویز کی کہ کچھ آدمی وہاں جاویں۔ تو وہ انجیلیں لاویں۔ تو ایک کتاب ان پر لکھی جاوے یہ سن کر مولوی مبارک علی صاحب طیار ہوئے، کہ میں جاتا ہوں مگر اس مقبرہ بہشتی میں میرے ... جاوے میں نے کہا کہ خلیفہ ... کہ ہم ساتھ بھیجدو۔

فرمایا کہ اس سے پیشتر میں نے تجویز کی تھی کہ ہماری جماعت کی میتوں کے لئے ایک الگ قبرستان یہاں ہو۔ سو خدا نے آج اس کی تائید کر دی اور انجیل کے معنے بشارت کے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے ارادہ کیا ہے کہ وہاں سے کوئی بڑی بشارت ظاہر کرے اور جو شخص وہ کام کر کے لائے گا وہ قطعی بہشتی ہے"

(تذکرہ صفحہ ۴۱۶ ، ۴۱۷)

خوابوں میں بعض اوقات بعض مناسبتوں کی وجہ سے ایک شہر کو یا ایک ملک کو دوسرے شہر یا ملک کے نام سے ذکر کر دیا جاتا ہے اسی طرح اس رؤیا میں انگلستان کو بوجہ سرد ملک ہونے کے کشمیر کے نام سے ذکر کیا گیا ہے اور یہ میں اسلئے کہہ رہا ہوں کہ جو مضمون اس کے بعد بیان کیا گیا ہے اس کا تعلق کشمیر سے نہیں بلکہ انگلستان سے ہے کشمیر میں کوئی ایسی پرانی انجیلیں یعنی بشارتیں نہیں نکلیں جس سے کسر صلیب ہو سکے لیکن انگلستان میں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کو ایسی کتابیں ملیں جن کی مدد سے انہوں نے اپنی مشہور کتاب The Sources of Christianity لکھکر موجودہ عیسائی مذہب کو جڑھ سے اکھاڑ دیا۔

رؤیا میں صاف یہ الفاظ ہیں "میں نے تجویز کی کہ کچھ آدمی وہاں جاویں تو وہ انجیلیں لاویں تو ایک کتاب ان پر لکھی جاوے" اور انجیل کے معنی حضور نے بشارت کے کئے ہیں یعنی خوشی کی خبر پس وہ خبریں جو حاصل ہوں گی ان کی بنا پر ایک کتاب لکھی جانے کی پیشگوئی اس رؤیا میں کی گئی ہے اور وہ کتاب جیسا کہ اوپر بیان کر آیا ہوں حضرت خواجہ صاحب مرحوم نے انگلستان جاکر ان خبروں کی مدد سے جو انہیں وہاں ملیں تصنیف کی جس کا نام انھوں نے

The Sources of Christianity

رکھا اور جس نے عیسائی دنیا میں تہلکہ مچا دیا اس مضمون کی کتاب جماعت احمدیہ میں حضرت خواجہ صاحب مرحوم سے قبل کسی نے نہیں لکھی اور حضور کا یہ رؤیا حضرت خواجہ صاحب مرحوم کے ذریعہ ہی پورا ہوا اس کام کو سرانجام دینے والے کے متعلق حضرت اقدس فرماتے ہیں "کہ خدا نے ارادہ کیا ہے کہ وہاں سے کوئی بڑی بشارت ظاہر کرے اور جو شخص وہ کام کر کے لائے گا وہ قطعی بہشتی ہے"

پس حضور کا یہ رؤیا حضرت خواجہ صاحب مرحوم کو قطعی بہشتی قرار دیتا ہے اللہ تعالٰی ان کی روح کو جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقامات عطا کرے آمین

شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم منعم علیہم لوگوں میں

خواجہ صاحب مرحوم کے علاوہ حضرت مولوی صاحب کے رفیق حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم کے متعلق بھی ایک الہام ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ شیخ صاحب مرحوم منعم علیہم لوگوں میں سے تھے اور وہ یہ ہے:۔

"فرمایا۔ گھر میں طبیعت علیل تھی بہت سر درد، بخار اور کھانسی بھی تھی، لوگوں کے لئے ابتلا کا خوف ہوتا ہے۔ میں نے رات بہت دعا کی (شیخ رحمت اللہ صاحب کو مخاطب کر کے) آپ کے لئے بھی دعا کی تھی۔ پہلے تو ایک فقرہ سا الہام ہوا معلوم نہیں کس کے متعلق ہے۔ اور وہ یہ ہے (۱) صراط الذین انعمت

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا بتیسواں (۳۲) سالانہ جلسہ

مؤرخہ ۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر ۱۹۴۵ء بروز منگل، بدھ، جمعرات

۲۵ر دسمبر بروز منگل

پہلا اجلاس صبح دس بجے سے ایک بجے تک

زیر صدارت جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تمیم ایم۔ بی۔ ای۔ رئیس جھنگ

۱۰ بجے سے ۱۰¼ بجے تک :- قاری حافظ محمد بوستان — تلاوت قرآن مجید

۱۰¼ " " ۱۰½ " " : محمد اعظم صاحب علوی — نظم

۱۰½ " " ۱۱ " " : مولوی دوست محمد صاحب :- حضرت مسیح موعود کے ارشادات

۱۱ " " ۱۱½ " " : مولانا احمد یار صاحب ایم اے :- "حضرت مسیح کی آمد ثانی اور علماء وقت"

۱۱½ " " ۱۲ " " : مولوی حافظ عبدالرشید صاحب مبلغ علاقہ سندھ — "مسلمان اور قرآن مجید"

۱۲ " " ۱ " " : مولوی فضل الرحمان صاحب قمر سانالوی — "مصلحین ربانی کی شناخت کے معیار اور جناب مرزا محمود احمد صاحب کا دعوی مصلح موعود"۔

دوسرا اجلاس

۲ بجے سے ۵ بجے تک

زیر صدارت جناب شیخ نیاز احمد صاحب آنریری مجسٹریٹ و رئیس وزیر آباد

۲ بجے سے ۲¼ بجے تک :- قاری حافظ مرزا شریف بیگ صاحب — تلاوت قرآن کریم و نظم

۲¼ " " ۳ " " : شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی مترجم گورمکھی ترجمۃ القرآن — "گورو نانک کی پوتھی صاحب"

۳ " " ۳½ " " : ڈاکٹر اللہ بخش صاحب پی۔ سی۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر لاہور — "سلسلہ احمدیہ اور انقلابات زمانہ"

۳½ " " ۴ " " : شیخ عبدالحق صاحب دہلوی۔ مناظر اسلام۔ — تقریر

۴ " " ۵ " " : مولانا شیخ عبدالرحمان صاحب مصری — "مسیح موعود کے زمانہ کی علامت"

تیسرا اجلاس

۸ بجے سے ۱۰½ بجے شب تک

زیر صدارت :- مولانا یعقوب خاں صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور۔

۸ بجے سے ۸¼ بجے تک :- — تلاوت قرآن مجید و نعت

۸¼ " " ۸¾ " " : مسز عارفہ بشیر صاحبہ مسلم مشنری ... تقریر

۸¾ " " ۹½ " " : میاں بشیر احمد ایم۔ اے۔ مبلغ جنوبی ہندوستان ... تقریر

۹½ " " ۱۰ " " : مولوی عبدالصمد صاحب بی۔ اے۔ ... تقریر

۲۶ر دسمبر ۱۹۴۵ء بروز بدھ

پہلا اجلاس صبح دس بجے سے ایک بجے تک

زیر صدارت :- خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ ٹی۔ بی۔ اوڈر سینیٹوریم۔

۱۰ بجے سے ۱۰¼ بجے تک :- مولوی عبدالمجید صاحب مدرس بدوملہی :- تلاوت قرآن مجید۔ نظم

۱۰¼ " " ۱۱ " " : مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ جزائر فجی :- تقریر

۱۱ " " ۱۱¾ " " : مولانا سید اختر حسین شاہ صاحب بی اے بی ٹی فاضل — کمیونزم اور اسلام

۱۱¾ " " ۱ " " : حضرت مولانا صدرالدین صاحب نائب صدر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور — تقریر

دوسرا اجلاس ۲ بجے سے ۵ بجے تک

زیر صدارت :- الحاج شیخ مولا بخش صاحب مل اونر و رئیس لائلپور۔

۲ بجے سے ۲¼ بجے تک :- قاری حافظ محمد بوستان صاحب۔ تلاوت قرآن مجید۔

۲¼ " " ۲½ " " :- چوہدری سلطان علی صاحب پنشنر رئیس بدوملہی .... نظم

۲½ " " ۳ " " : مولانا محمد لطیف خان صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور — تقریر

۳ " " ۳½ " " : سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور — رپورٹ سالانہ

۳½ " " ۵ " " :- حضرت امیر قوم مولانا مولوی محمد علی صاحب — تقریر

۲۷ر دسمبر ۱۹۴۵ء بروز جمعرات

پہلا اجلاس صبح دس سے ایک بجے تک

زیر صدارت :- جناب خان بہادر غلام ربانی خاں صاحب ایڈووکیٹ مانسہرہ ضلع ہزارہ

۱۰ بجے سے ۱۰¼ بجے تک :- قاری حافظ مرزا شریف بیگ صاحب دہلوی۔ تلاوت قرآن مجید و نظم

۱۰¼ " " ۱۰¾ " " : شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے مسلم مشنری — "کیا تکمیل دین کے بعد کسی مامور کی ضرورت ہے؟"

۱۰¾ " " ۱۱½ " " : مولانا عمر الدین صاحب شملوی — "بہائیت کی حقیقت"

۱۱½ " " ۱۲ " " : مرزا مسعود بیگ صاحب — اسلامی معاشرت

۱۲ " " ۱ " " : مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت و عبرانی — "فلسطین کا مسئلہ قرآن کی روشنی میں"

دوسرا اجلاس ۲ بجے سے ۵ بجے تک

زیر صدارت :- الحاج شیخ میاں محمد صاحب مالک پریمیر فلور ملز رئیس لائلپور

۲ بجے سے ۲¼ بجے تک :- قاری حافظ محمد بوستان صاحب۔ تلاوت قرآن مجید و نظم

۲¼ " " ۲¾ " " : مولانا آفتاب الدین احمد صاحب بی اے سابق امام مسجد ووکنگ انگلستان — "ہماری ذمہ داریاں"

۲¾ " " ۳¼ " " :- خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب سپرنٹنڈنٹ ٹی بی اوڈر سینیٹوریم — تقریر

۳¼ " " ۳¾ " " :- آغا میر مدثر شاہ صاحب گیلانی پشاور — تقریر

۳¾ " " ۵ " " : حضرت امیر قوم مولانا مولوی محمد علی صاحب — اختتامی تقریر

خواتین کا عظیم الشان جلسہ اور دستکاری کی مشہور نمائش - احمدیہ انجمن خواتین اسلام لاہور کا بیسواں سالانہ جلسہ مورخہ ۲۴ر دسمبر ۱۹۴۵ء بروز سوموار دس بجے مسلم ہائی سکول احمدیہ برانڈرتھ روڈ لاہور میں منعقد ہوگا جس میں متعدد لائق و قابل خواتین تقاریر فرمائیں گی۔ اس کے علاوہ حسب سابق گھریلو دستکاری کی ایک عمدہ نمائش ہوگی جس میں ہر قسم کی دستکاری برائے فروخت رکھی جائے گی۔ کڑھے ہوئے دوپٹے۔ لیڈیز رومال۔ بچوں کے اونی گرم سوٹ و سویٹر۔ فراک مزے سے نفیس بیل کا اعلیٰ۔ قمیص۔ کشن۔ ٹی کوزیاں۔ قطعے اور گڑیاں وغیرہ واجبی قیمت پر مل سکیں گی۔ خواہران اسلام سے درخواست ہے کہ وہ تشریف لاکر اس اسلامی اجتماع کو کامیاب بنائیں اور ثواب دارین حاصل کریں۔

مہتمم جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

لوائے ما پناہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار ارگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر ۔ ایس محمد آصف بی اے

جائنٹ ایڈیٹر ۔ شیخ محمد انعام الحق

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
اوست خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر وشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۳۳ | لاہور ۔ یوم چہارشنبہ ۱۳؍ محرم الحرام ۱۳۶۵ھ ۔ م ۔ ۱۹؍ دسمبر ۱۹۴۵ء | نمبر ۵۱

مومن کی علامت

مومن خدا کے رستہ میں جد و جہد کرتے ہوئے تھکتا نہیں

اس زمانہ میں زبردست تبلیغی جد و جہد کی ضرورت ہے

انگریزی بولنے والے ممالک میں کثرت سے تبلیغی مشن قائم کرو

جماعت کے بزرگ نوجوان اور تجارت پیشہ لوگ اس طرف توجہ کریں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ۔ لاہور ۔ مورخہ ۱۴؍ دسمبر ۱۹۴۵ء

افرئیت الذی تولی ۔ واعطی قلیلاً واکدی ۔ (النجم)

حق سے منہ پھیرنے والا شخص یہاں ان الفاظ میں ایسے شخص کا ذکر ہے جو حق پر پیٹھ پھیر لیتا ہے اپنا منہ اس سے پھیر لیتا ہے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے یہ وہ حق پر پیٹھ پھیرنے والا نہیں جس نے حق کو قبول ہی نہیں کیا بلکہ فرمایا واعطی قلیلاً واکدی ۔ وہ تھوڑا سا دیتا ہے پھر رک جاتا ہے اپنی توجہ کو تھوڑا سا حق کی طرف پھیرتا ہے اپنے قواء کو تھوڑا سا خدا کے رستے میں لگاتا ہے اور پھر رک جاتا ہے ۔ اکدی ۔ یہ لفظ اصل میں وہاں بولا جاتا ہے جہاں زمین کھودتے کھودتے ایسی سخت جگہ آجاتی ہے جس کا کھودنا مشکل ہو جاتا ہے اور بطور استعارہ ایسے طالب کے لئے بولا جاتا ہے جو بے مراد واپس آجائے اور ایسے دینے والے پر جو تھوڑا دے کر رک جائے ۔ یہاں ایسے شخص کا ذکر فرمایا جس نے کچھ حق کو قبول کیا مگر اس کے اندر وہ عزم نہیں کہ اس کام کو انتہا تک پہنچا سکے یعنی تھوڑی سی کوشش کر کے تھک گیا اور رہ گیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم نے صرف اسی بات کو حق پر پیٹھ پھیرنا قرار نہیں دیا کہ ایک شخص کے پاس حق آتا ہے اور وہ اسے قبول نہیں کرتا بلکہ اسے بھی پیٹھ پھیرنا قرار دیا ہے کہ حق کو قبول کرے اور کچھ کوشش کر کے رہ جائے ۔

انسان کی لامتناہی ترقیات اس کے آگے انہی معنوں کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا وان لیس للانسان الا ما سعی ۔ انسان کو ملتا وہی ہے جس کے لئے وہ کوشش کرتا ہے ۔ یعنی اللہ کی عطا بڑی وسیع ہے اور انسان کی ترقیات بلاشبہ لامتناہی ہیں ۔ نہ صرف اسی دنیا میں بلکہ اس دنیا میں بھی جس کو بہشتی زندگی کہا جاتا ہے ۔ اس دنیا کی زندگی میں انسان بڑے بڑے مدارج طے کرتا ہے اور وہ یہ سمجھ لیتا ہے کہ میں نے کمال کو حاصل کر لیا اور اب مجھے اور کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ایسا انسان فی الحقیقت اس بلند مقام کو نہیں سمجھا جس کی طرف قرآن نے بلایا ہے ۔ انسان کی ترقی کبھی ختم نہیں ہوتی اس دنیا میں بھی موت تک ترقیات کا سلسلہ برابر چلتا ہے اور اگلی دنیا میں اور ترقیات کا دروازہ کھلتا ہے اور وہ سلسلہ کہاں تک چلتا ہے اس کو خدا بہتر جانتا ہے ۔

ترقی کا اصول اس دنیا کی تمام ترقیات انسان کی کوشش کے ساتھ وابستہ ہیں جس قدر وہ کوشش کرے گا اسی قدر اس کو پھل ملے گا ۔ اگر کوشش کرتا کرتا تھک جائے گا تو اس کا پہلا کیا کرایا بھی بیکار جائے گا ۔ یوں تھک کر ٹھیر جانے والے کی ترقی رک جاتی ہے اور جہاں ترقی رکی تنزل کی طرف قدم اٹھا کیونکہ ایک حالت پر کوئی چیز قائم نہیں رہتی کوشش کرنا اور اس قدر زبردست کوشش کرنا کہ انسان کے نزدیک تھکان کا نام نہ آئے یہ فی الحقیقت اصل ترقی کا اصول ہے جس پر عمل کرنے سے انسان کا قدم آگے چلتا ہے اور جو تھک گیا اس کی ترقی رک گئی ۔

مومن کی علامت اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ۔ فان استکبروا فالذین عند ربک یسبحون لہ باللیل والنھار وھم لا یسئمون ۔ اگر کچھ لوگ ایسے ہیں جو کبر اختیار کرتے ہیں خدا کے آگے جھکتے نہیں تو وہ لوگ جو خدا کے قرب میں پہنچے ہوتے ہیں وہ اس کی تسبیح کرتے ہیں رات کو بھی اور دن کو بھی ۔ ۔ ۔ ۔ اور وہ تھکتے نہیں یہ نہیں کہ رات کو خدا کی عبادت میں گذارتے ہوں تو دن آرام میں گذارتے ہوں بلکہ دن کو مخلوق خدا کی خدمت میں گذارتے ہیں اس طرح وہ دن کو بھی خدا کی تسبیح کرتے ہیں اور رات کو بھی خدا کی تسبیح کرتے ہیں اور وہ تھکتے نہیں یہ صحیح علامت ہے مومن کی کہ وہ تھکتا نہیں جو تھک گیا وہ رہ گیا لیکن مومن خدا کے رستہ میں کبھی نہیں تھکتا ۔

آنحضرت صلعم کا اسوۂ حسنہ ایک نظر اگر آنحضرت صلعم کی زندگی پر دوڑا لی جائے تو معلوم ہوگا کہ کیا عجب زندگی ہے سارا دن قوم کے کام کاج میں لگے ہیں اور آپ کے اوپر اتنے بوجھ ہیں کہ جن کی انتہا نہیں ایک انسان کے لئے اس کی ذاتی تکلیفیں ہی کافی ہوتی ہیں ہم نے دیکھا ہے کہ جب لوگوں کو ذرا سا دکھ پہنچتا ہے تو وہ کم غم سے بیٹھ جاتے ہیں لیکن آنحضرت صلعم پر ساری قوم کی ذمہ داری ہے ، قوم کو زندگی کی شاہراہ پر چلانا ہے ، پست مقام سے اسے بلندیوں کی طرف لے جانا ہے یہ قوم ایسے پست مقام پر تھی جو پستی کی انتہا ہے اور آپ نے اسے بلند مقام پر پہنچایا جو بلندی کی انتہا ہے پھر دشمن کا مقابلہ ہے آپ کے ساتھ بہت تھوڑے لوگ ہیں اور ایک محدود مقام میں دشمن بڑا زبردست اور سارے ملک میں پھیلا ہوا ہے اس زبردست دشمن سے ایک ناتواں کو بچانا ہے یہ چھوٹے غم اور فکر نہیں صبح سے لے کر شام تک ان کاموں میں لگے رہتے ہیں ۔ ایک قوم کی ہر قسم کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں اور رات آتی ہے وہ وقت آرام کا نہیں کچھ نیند کرتے ہیں مگر اس نیند میں بھی تتجافی جنوبھم عن المضاجع کے مصداق اول ہیں کروٹ بستر سے الگ ہو جاتی ہے گویا کوئی چیز بے چین کرتی ہے اور اس بے چینی کی وجہ سے کروٹ بستر سے الگ ہو جاتی ہے ۔ آدھی رات کو پھر اٹھ کر خدا کے حضور کھڑے ہو جاتے ہیں اور تہجد کی نماز ادا کرتے ہیں تہائی رات بھی کھڑے ہوتے ہیں آدھی رات بھی دو تہائی رات بھی ۔

حضرت امام وقت کی زندگی کا نظارہ خوب یاد رکھئے اول کا اصل نقاضا یہ ہے کہ انسان خدا کے رستہ میں کام کرتا ہوا تھکے نہیں اور جو شخص تھک گیا اسکی ترقیات رک گئیں ۔ ہم نے اپنی آنکھوں کے سامنے حضرت امام وقت کی زندگی میں یہی نظارہ دیکھا ہے ۔ کس قدر کام کیا ہے آپ نے ۔ ذرا آپ کی تصانیف کو دیکھو ہزارہا صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں ۔ پھر ملنے والے آتے ہیں ۔ ان کے ساتھ ملنا ، سیر کو جانا اور نمازوں میں شامل ہونا ۔ پھر رات کو خدا کے حضور تہجد کی نمازیں کھڑے ہونا دشمنوں کے حملوں کے جواب دینا ۔ آپ کے اپنے دعوے کی اس قدر مخالفت ہوئی کہ اگر دن رات اس کا جواب دیتے تو بھی کافی تھا مگر اس کے ساتھ ہی جو کوئی بھی اسلام پر حملہ کرتا ہے اس کا جواب دینے کو ہر وقت

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیر محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر ۔ ایس محمد آصف بی اے — جائنٹ ایڈیٹر ۔ شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۳ | لاہور ۔ یوم چہارشنبہ ۱۳ محرم الحرام ۱۳۶۵ھ ۔ م ۔ ۱۹ دسمبر ۱۹۴۵ء | نمبر ۵۱

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں ۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی ۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا ۔

مومن کی علامت

مومن خدا کے رستہ میں جدوجہد کرتے ہوئے تھکتا نہیں

اس زمانہ میں زبردست تبلیغی جدوجہد کی ضرورت ہے

انگریزی بولنے والے ممالک میں کثرت سے تبلیغی مشن قائم کرو

جماعت کے بزرگ نوجوان اور تجارت پیشہ لوگ اس طرف توجہ کریں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ۔ لاہور ۔ مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۹۴۵ء

افرئیت الذی تولی ۔ واعطی قلیلاً واکدی ۔ (النجم)

حق سے منہ پھیرنے والا شخص ۔ یہاں ان الفاظ میں ایسے شخص کا ذکر ہے جو حق پر پیٹھ پھیر لیتا ہے اپنا منہ اس سے پھیر لیتا ہے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے یہ وہ حق پر پیٹھ پھیرنے والا نہیں جس نے حق کو قبول ہی نہیں کیا بلکہ فرمایا: واعطی قلیلاً واکدی ۔ وہ تھوڑا سا دیتا ہے پھر رک جاتا ہے اپنی توجہ کو تھوڑا سا حق کی طرف پھیرتا ہے اپنے قواء کو تھوڑا سا خدا کے رستے میں لگاتا ہے اور پھر رک جاتا ہے ۔ اکدیٰ ۔ یہ لفظ اصل میں وہاں بولا جاتا ہے جہاں زمین کھودتے کھودتے ایسی سخت جگہ آجاتی ہے جس کا کھودنا مشکل ہوجاتا ہے اور بطور استعارہ ایسے طالب کے لئے بولا جاتا ہے جو بے مراد واپس آجائے اور ایسے دینے والے پر جو تھوڑا دے کر رک جائے ۔ یہاں ایسے شخص کا ذکر فرمایا جس نے کچھ حق کو قبول کیا مگر اس کے اندر وہ عزم نہیں کہ اس کام کو انتہا تک پہنچا سکے یعنی تھوڑی سی کوشش کرکے تھک گیا اور رہ گیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم نے صرف اسی بات کو حق پر پیٹھ پھیرنا قرار نہیں دیا کہ ایک شخص کے پاس حق آتا ہے اور وہ اسے قبول نہیں کرتا بلکہ اسے بھی پیٹھ پھیرنا قرار دیا ہے کہ حق کو قبول کرے اور کچھ کوشش کرکے رہ جائے ۔

انسان کی لامتناہی ترقیات ۔ اس کے آگے انہی معنوں کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا وان لیس للانسان الا ما سعیٰ ۔ انسان کو ملتا وہی ہے جس کے لئے وہ کوشش کرتا ہے ۔ یعنی اللہ کی عطا بڑی وسیع ہے اور انسان کی ترقیات بلاشبہ لامتناہی ہیں ۔ نہ صرف اسی دنیا میں بلکہ اس دنیا میں بھی جس کو بہشتی زندگی کہا جاتا ہے ۔ اس دنیا کی زندگی میں انسان بڑے بڑے مدارج کو طے کرتا ہے اور وہ یہ سمجھ لیتا ہے کہ میں نے کمال کو حاصل کرلیا اور اب مجھے اور کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ایسا انسان فی الحقیقت اس بلند مقام کو نہیں سمجھا جس کی طرف قرآن نے بلایا ہے ۔ انسان کی ترقی کبھی ختم نہیں ہوتی اس دنیا میں بھی موت تک ترقیات کا سلسلہ برابر چلتا ہے اور اگلی دنیا میں اور ترقیات کا دروازہ کھلتا ہے اور وہ سلسلہ کہاں تک چلتا ہے اس کو خدا بہتر جانتا ہے ۔

ترقی کا اصول ۔ اس دنیا کی تمام ترقیات انسان کی کوشش کے ساتھ وابستہ ہیں جس قدر وہ کوشش کرے گا اسی قدر اس کو پھل ملے گا ۔ اگر کوشش کرتا کرتا تھک جائے گا تو اس کا پہلا کیا کرایا بھی بیکار جائے گا ۔ یوں تھک کر ٹھہر جانے والے کی ترقی رک جاتی ہے اور جہاں ترقی رکی تنزل کی طرف قدم اٹھا کیونکہ ایک حالت پر کوئی چیز قائم نہیں رہتی کوشش کرنا اور اس قدر زبردست کوشش کرنا کہ انسان کے نزدیک تھکان کا نام نہ آئے یہ فی الحقیقت اصل ترقی کا اصول ہے جس پر عمل کرنے سے انسان کا قدم آگے چلتا ہے اور جو تھک گیا اس کی ترقی رک گئی ۔

مومن کی علامت ۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ۔ فان استکبروا فالذین عند ربک یسبحون لہ باللیل والنھار وھم لا یسئمون ۔ اگر کچھ لوگ ایسے ہیں جو کبر اختیار کرتے ہیں خدا کے آگے جھکتے نہیں تو وہ لوگ جو خدا کے قرب میں پہنچے ہوئے ہیں وہ اس کی تسبیح کرتے ہیں رات کو بھی اور دن کو بھی ۔ . . . اور وہ تھکتے نہیں یہ نہیں کہ رات کو خدا کی عبادت میں گذارتے ہوں تو دن آرام میں گذارتے ہوں بلکہ دن کو مخلوق خدا کی خدمت میں گذارتے ہیں اس طرح وہ دن کو بھی خدا کی تسبیح کرتے ہیں اور رات کو بھی خدا کی تسبیح کرتے ہیں اور وہ تھکتے نہیں یہ صحیح علامت ہے مومن کی کہ وہ تھکتا نہیں جو تھک گیا وہ رہ گیا لیکن مومن خدا کے رستہ میں کبھی نہیں تھکتا ۔

آنحضرت صلعم کا اسوۂ حسنہ ۔ ایک نظر اگر آنحضرت صلعم کی زندگی پر دوڑائی جائے تو معلوم ہوگا کہ کیا عجب زندگی ہے سارا دن ہر قسم کے کام کاج میں لگے ہیں اور آپ کے اوپر اتنے بوجھ ہیں کہ جن کی انتہا نہیں ایک انسان کے لئے اس کی ذاتی تکلیفیں ہی کافی ہوتی ہیں ۔ ہم نے دیکھا ہے کہ جب لوگوں کو ذرا سا دکھ پہنچتا ہے تو وہ کیا غم سے بیٹھ جاتے ہیں لیکن آنحضرت صلعم پر ساری قوم کی ذمہ داری ہے ، قوم کو زندگی کی شاہراہ پر چلانا ہے ، پست مقام سے اسے بلندیوں کی طرف لے جانا ہے یہ قوم ایسے پست مقام پر تھی جو پستی کی انتہا ہے اور آپ نے اسے بلند مقام پر پہنچایا جو بلندی کی انتہا ہے پھر دشمن کا مقابلہ ہے آپ کے ساتھ بہت تھوڑے لوگ ہیں اور ایک محدود مقام میں دشمن بڑا زبردست اور بہادر ہے ملک میں پھیلا ہوا ہے اس زبردست دشمن سے ایک ناتواں کو بچانا ہے یہ تھوڑے غم اور فکر نہیں صبح سے لے کر شام تک ادھر کاموں میں لگے رہتے ہیں ۔ ایک قوم کی ہر قسم کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں اور رات آتی ہے جو وقت آرام کا ہے کچھ نیند کرتے ہیں مگر اس نیند میں بھی تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع کے مصداق اول ہیں کروٹ بستر سے الگ ہوجاتی ہے گویا کوئی چیز بے چین کرتی ہے اور اس بے چینی کی وجہ سے کروٹ بستر سے الگ ہوجاتی ہے ۔ آدھی رات کو پھر اٹھ کر خدا کے حضور کھڑے ہوجاتے ہیں اور تہجد کی نماز ادا کرتے ہیں تہائی رات بھی کھڑے ہوتے ہیں آدھی رات بھی دو تہائی رات بھی ۔

حضرت امام وقت کی زندگی کا نظارہ ۔ خوب یاد رکھئے ایمان کا اصل تقاضا یہ ہے کہ انسان خدا کے رستہ میں کام کرتا ہوا تھکے نہیں اور جو شخص تھک گیا اس کی ترقیات رک گئیں ۔ ہم نے انہی آنکھوں کے سامنے حضرت امام وقت کی زندگی میں یہی نظارہ دیکھا ہے کس قدر کام کیا ہے آپ نے ۔ ذرا آپ کی تصانیف کو دیکھو ہزارہا صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں ۔ پھر ملنے والے آتے ہیں ۔ ان کے ساتھ ملنا ، سیر کو جانا اور نمازوں میں شامل ہونا ۔ پھر رات کو خدا کے حضور تہجد کی نمازیں کھڑے ہونا دشمنوں کے حملوں کے جواب دینا ۔ آپ کے اپنے دعوے کی اس قدر مخالفت ہوئی کہ اگر دن رات اس کا جواب دیتے تو بھی کافی تھا مگر اس کے ساتھ ہی جو کوئی بھی اسلام پر حملہ کرتا ہے اس کا جواب دینے کو ہر وقت

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیر محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دنیا کے غم اور دین کو دنیا پر مقدم کرنیکا عہد

فرمایا:۔

میں نے دعا تو بہت کی ہے۔ اور التزاماً کرتا ہوں لیکن مجھے یہ فکر رہتی ہے کہ ہر شخص دنیا کے ہم و غم میں گرفتار ہے۔ دین کے ہم و غم کا انہیں کب موقعہ ملے گا۔ اس زندگی میں مصائب کا آنا ضروری ہے۔ اور انسان کی زندگی کے محدود اوقات میں کوئی نہ کوئی وقت کسی حادثہ اور رنج کا نشانہ ہوتا ہے۔ اگر اسی طرح ایک شخص کی روح دنیا کے بگڑے ہوئے معاملات کی فکر میں پیچ و تاب کھاتی رہے تو وقت صافی کب اسے میسر آئے گا جب کہ اس کا سارا ہم و غم دینی ہو گا۔ وہ جماعت جس نے بیعت میں اقرار کیا ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے وہ بھی اگر اسی دلدل میں پھنسے رہیں تو بتائیں وہ اس نازک عہد کے ایفا کی طرف کب توجہ فرمائیں گے؟ فرمایا۔ میں تو حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ جب سے مجھے ہوش ہے میں دنیا کے ہم و غم میں کبھی مبتلا نہیں ہوا۔ فرمایا۔ جب میری عمر غالباً پندرہ بیس برس کی ہو گی۔ ایک کھتری سے میں نے کہا جو حضرت والد صاحب کے حضور اپنی تلخ کامیاں اور نامرادیاں بیان کرتا اور سخت کڑھ رہا تھا میں نے کہا لوگ دنیا کے لئے کیوں اس قدر دکھ اٹھاتے اور اس کے ہم و غم میں گرفتار ہیں۔ اس نے کہا تم ابھی بچے ہو جب گھرستی ہو گے تب تمہیں ان باتوں کا پتہ لگے گا۔ فرمایا۔ ایک عرصہ کے بعد جب غالباً میری عمر چالیس برس کے قریب ہو گی کسی تقریب سے پھر اس کھتری سے گفتگو کا اتفاق ہوا میں نے کہا اب بتاؤ۔ اب تو میں گھرستی ہوں۔ اس نے کہا تم ویسے ہی ہو۔ فرمایا ہر شخص اپنے دل میں جھانک کر دیکھے کہ دین و دنیا میں کس کا زیادہ غم اس کے دل پر غالب ہے۔ اگر ہر وقت دل کا رُخ دنیا کے امور کی طرف رہتا ہے تو اسے بہت فکر کرنی چاہیئے۔ اس لئے کہ کلمات الٰہیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے شخص کی نماز بھی قبول نہیں ہوتی۔ فرمایا۔ کاش لوگوں کی سمجھ میں یہ بات آجاتی کہ جس شخص کا تمام ہم و غم دین کے لئے ہوتا ہے اس کے دنیا کے ہم و غم کا اللہ تعالےٰ متکفل و متولی ہو جاتا ہے۔ فرمایا۔ میں نے کبھی نہیں سُنا اور نہ کوئی کتاب گواہی دیتی ہے کہ کبھی کوئی نبی بھوکا مرا ہو یا اس کی اولاد دروازہ پر بھیک مانگتی پھرتی ہو۔ ہاں دنیا کے ملوک اور امراء اور اغنیاء کا یہ بُرا حال سُنا گیا ہے کہ ان کی اولاد نے دربدر ٹکڑے مانگے ہیں۔ خدا تعالےٰ کی سنت مستمرہ ہے کہ کبھی کوئی کامل مومن بستر نرم سے خاکستر گرم پر نہیں بیٹھا۔ اور نہ اس کی اولاد کو روز بد دیکھنا نصیب ہوا۔ اگر لوگ ان باتوں پر پختہ ایمان لے آئیں اور سچا اور پاک بھروسہ اللہ تعالیٰ پر کر لیں تو ہر قسم کی روحانی خودکشی اور دلی جلن سے رہائی پا جائیں فرمایا۔ اکثر لوگوں کو اولاد کی آرزو بھی اسی خیال سے لگی رہتی ہے کہ کوئی ان کی مردار دنیا کا وارث پیدا ہو جائے نہیں جانتے کہ وہ بدکار ناہنجار نکلے تو ان کا کمایا ہوا روپیہ اور اندوختہ فسق و فجور میں انکا معاون ہو گا۔ اور انکی سیہ کاریوں کا ثواب ان کے نامۂ اعمال میں ثبت ہوتا رہیگا۔ فرمایا اولاد کی آرزو کیلئے حضرت زکریا علیہ السلام کا سا دل درکار ہے اللہ تعالیٰ کا قرآن کریم میں اسکا ذکر کرنا اس لئے ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا ولد صالح کے لئے مومنوں کے لئے اسوہ ٹھہر جائے۔ فرمایا۔ م

فنِ اشتہار

فنِ اشتہار کو اس عہد میں جو ترقی حاصل ہو رہی ہے وہ قارئین کی نگاہوں سے پوشیدہ نہ ہو گی۔ ہندوستان میں تو یہ فن ابھی ابتدائی مراحل طے کر رہا ہے۔ لیکن امریکہ میں یہ انتہائی بلندیوں پر پہنچ چکا ہے۔ اور کاروباری فرمیں تشہیر کے نئے نئے طریقے اختیار کر رہی ہیں۔

اسی طرح اب بجلی کی شعاعوں کے ذریعہ سے فضائے آسمانی میں اشتہار لکھنے کے وسائل پر غور ہو رہا ہے۔ تاکہ جب رات کے وقت لوگ اپنے مکانوں کی چھتوں پر آرام کریں تو آسمان پر ان کو اشتہار منڈلاتے ہوئے نظر آئیں۔ خدا کرے کہ ہندوستانی فرمیں یہ طریقہ اختیار نہ کریں ورنہ رات کو بھی امراض مخصوصہ کے اشتہار ہم غریبوں کا پیچھا نہ چھوڑیں گے۔ اب سوال یہ ہے کہ دنیا کا سب سے پہلا اشتہار کس نے دیا؟ اثری تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فن کا موجد دارائے اعظم تھا۔ چنانچہ انیسویں صدی کے وسط میں ایک انگریز فوجی افسر سر ہنری رالنس کو شمال مغربی ایران میں ایک ایسی چٹان دستیاب ہوئی جس پر خط مخروطی میں کوئی عجیب و غریب عبارت لکھی تھی اہل فارس اس چٹان کو برابر دو ہزار برس سے دیکھتے چلے آرہے تھے لیکن اسے پڑھنے کے قابل نہ ہو سکے تھے رالنس چونکہ قدیم فارسی میں بہت زیادہ مہارت رکھتا تھا اس لئے تین برس کی محنت شاقہ کے بعد وہ اسے پڑھنے میں کامیاب ہو گیا۔ ترجمے سے معلوم ہوا کہ یہ نوشتہ ایک اشتہار ہے جس کے ذریعہ دنیا کو دارائے اعظم کی شوکت و سطوت سے آگاہ کیا گیا ہے۔ دارائے اعظم نے فارس پر ۵۲۱ ق م سے ۴۸۵ ق م تک حکومت کی ہے۔ اس نے ایک بھر میں بہت سے کتبے نصب کئے جن پر نہ صرف رعایا کے نام ہدایات کندہ ہیں بلکہ دارا کی شوکت و حشمت کا ڈھنڈورا بھی پیٹا گیا ہے۔ لہٰذا ہم بآسانی کہہ سکتے ہیں کہ فن اشتہار کا موجد فارس کا بادشاہ دارائے اعظم تھا اور اس کا پہلا مکتوبی اشتہار شمال مغربی ایران میں سو لہ فٹ کی بلندی پر ایک چٹان کے بالائی حصے پر کندہ ہے۔

(خیام)

سانحہ ارتحال

جناب اللہ دتا صاحب موحد چنڈکے منگولے اطلاع دیتے ہیں کہ میاں غلام نبی صاحب سیکرٹری جماعت چنڈکے منگولے ۷ دسمبر ۱۹۴۵ء کو وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون میاں غلام نبی صاحب مرحوم بہت صالح اور پر جوش احمدی تھے انہیں بہت ابتلا آئے مگر آپ چٹان کی طرح مضبوط رہے دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے آمین احباب سلسلہ انکا جنازہ غائبانہ پڑھیں۔

(بقیہ خطبہ)

کیا جائے اور ان ملکوں میں تبلیغ اسلام کے مرکز قائم کئے جائیں اور اس طرح دنیا کے ہر ملک میں اسلام کی تخم ریزی کے کام کو شروع کیا جائے۔ صرف انگلستان میں آپ کا مشن کافی نہیں بلکہ جگہ جگہ تبلیغی مرکز قائم کئے جائیں کینیڈا، آسٹریلیا اور امریکہ، دوسرے انگریزی بولنے والے ممالک میں بھی آپ کے مشن ہونے چاہئیں اس لئے [illegible] کام کو سامنے رکھ کر اس کے لئے [illegible] جد و جہد کرو۔

جماعت کے تاجر بھی اس طرف توجہ کریں

یہی کافی نہیں کہ ہم اپنی قربانیوں سے اس کام کو وسعت دیں بلکہ کچھ لوگ ایسے نکل آئیں کہ وہ ان ممالک میں تجارت شروع کر دیں اور ساتھ ساتھ اعلائے کلمۃ الحق بھی کریں۔ مسلمانوں نے تجارت کے ذریعہ سے اسلام کو بڑا پھیلایا ہے۔ افریقہ ہندوستان اور جاوا سماٹرا میں تاجروں کے ذریعہ سے ہی اسلام پھیلا میں اپنی جماعت کے تاجر طبقہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ان ممالک میں تجارت شروع کریں اور ساتھ ساتھ اسلام کو پھیلائیں۔ مسلمانوں میں ایک بیماری پیدا ہو گئی ہے کہ انھوں نے تجارت کو چھوڑ دیا ہے اور ملازمتوں کے پیچھے بھاگے پھرتے ہیں۔

تجارت کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم کے ارشادات

حضرت نبی کریم صلعم نے تجارت کے متعلق فرمایا ہے ۹/۱۰ حصہ رزق کا تجارت میں ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ امین تاجر نبیوں، صدیقوں، شہیدوں کے ساتھ ہے التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشھداء اس حدیث سے شاید ہمارے قادیانی دوست تو یہ سمجھتے ہوں کہ تجارت کے ذریعہ سے بھی انسان نبی بن جاتا ہے مگر حدیث تاجر کو نبیوں کی معیت کا مصداق ضرور ٹھیراتی ہے اس لئے کہ تاجر بھی ایک رنگ میں مخلوق خدا کی خدمت کا کام کرتے ہیں اور اگر وہ امین اور صادق ہے تو اس کا مقام اور بھی بلند ہے پھر اس کے ساتھ اگر وہ خدا کے نام کو بھی دنیا میں پہنچاتا جائے تو بلاشبہ اسے نبیوں اور صدیقوں کی معیت حاصل ہو گئی۔ میں اپنے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس کام کو کریں۔ یورپ میں ہمارے تاجر چلے جائیں اگر وہ اس غرض کو لیکر جائیں گے تو میں امید کرتا ہوں کہ وہ روپیہ بھی بہت کما لیں گے اور اس کے ساتھ ثواب بھی بہت حاصل کر لیں گے دنیا بھی انہیں مل جائے گی اور دین بھی مل جائے گا۔ اس ذریعے انکے دین اور دنیا دونوں سنور جائیں گے۔ اپنی نظر کو وسیع کرو اور دیکھو کہ وہ کونسا ذریعہ ہے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دُنیا کے غم اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد

فرمایا:
میں نے دعا تو بہت کی ہے۔ اور التزاماً کرتا ہوں لیکن مجھے یہ فکر رہتی ہے کہ ہر شخص دنیا کے ہم و غم میں گرفتار ہے۔ دین کے ہم و غم کا انہیں کب موقعہ ملے گا۔ اس زندگی میں مصائب کا آنا ضروری ہے۔ اور انسان کی زندگی کے محدود اوقات میں کوئی نہ کوئی وقت کسی حادثہ اور رنج کا نشانہ ہوتا ہے۔ اگر اسی طرح ایک شخص کی روح دنیا کے بگڑے ہوئے معاملات کی فکر میں پیچ و تاب کھاتی رہے تو وقت صافی کب اسے میسر آئے گا جب کہ اس کا سارا ہم و غم دینی ہوگا۔ وہ جماعت جس نے بیعت میں اقرار کیا ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے وہ بھی اگر اسی دلدل میں پھنسے رہیں تو بتائیں وہ اس نازک عہد کے ایفا کی طرف کب توجہ فرمائیں گے؟ فرمایا۔ میں تو حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ جب سے مجھے ہوش ہے میں دنیا کے ہم و غم میں کبھی مبتلا نہیں ہوا۔ فرمایا۔ جب میری عمر غالباً پندرہ بیس برس کی ہوگی۔ ایک کھتری سے میں نے کہا جو حضرت والدہ صاحب کے حضور اپنی تلخ کامیاں اور نامرادیاں بیان کرتا اور سخت کڑھ رہا تھا میں نے کہا لوگ دنیا کے لئے کیوں اس قدر دکھ اٹھاتے اور اس کے ہم و غم میں گرفتار ہیں۔ اس نے کہا تم ابھی بچے ہو جب گھرہستی ہوگے تب تمہیں ان باتوں کا پتہ لگے گا۔ فرمایا۔ ایک عرصہ کے بعد جب غالباً میری عمر چالیس برس کے قریب ہوگی کسی تقریب سے پھر اس کھتری سے گفتگو کا اتفاق ہوا میں نے کہا اب بتاؤ۔ اب تو میں گھرہستی ہوں۔ اس نے کہا تم ویسے ہی ہو۔ فرمایا ہر شخص اپنے دل میں جھانک کر دیکھے کہ دین و دنیا میں کس کا زیادہ غم اس کے دل پر غالب ہے۔ اگر ہر وقت دل کا رخ دنیا کے امور کی طرف رہتا ہے تو اسے بہت فکر کرنی چاہیئے۔ اس لئے کہ کلمات الٰہیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے شخص کی نماز بھی قبول نہیں ہوتی۔ فرمایا۔ کاش لوگوں کی سمجھ میں یہ بات آجائے کہ جس شخص کا تمام ہم و غم دین کے لئے ہوتا ہے اس کے دنیا کے ہم و غم کا اللہ تعالیٰ متکفل و متولی ہو جاتا ہے۔ فرمایا۔ میں نے کبھی نہیں سنا اور نہ کوئی کتاب گواہی دیتی ہے کہ کبھی کوئی نبی بھوکا مرا ہو یا اس کی اولاد دروازہ پر بھیک مانگتی پھرتی ہو۔ ہاں دنیا کے ملوک اور امراء اور اغنیاء کا یہ برا حال سنا گیا ہے کہ ان کی اولاد نے دربدر ٹکڑے مانگے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی سنت مستمرہ ہے کہ کبھی کوئی کامل مومن بستر نرم سے خاکستر گرم پر نہیں بیٹھا۔ اور نہ اس کی اولاد کو روز بد دیکھنا نصیب ہوا۔ اگر لوگ ان باتوں پر پختہ ایمان لے آئیں اور سچا اور پاک بھروسہ اللہ تعالیٰ پر کرلیں تو ہر قسم کی روحانی خودکشی اور دلی جلن سے رہائی پا جائیں۔ فرمایا۔ اکثر لوگوں کو اولاد کی آرزو بھی اسی خیال سے لگی رہتی ہے کہ کوئی ان کی مردار دنیا کا وارث پیدا ہو جائے نہیں جانتے کہ وہ بدکار نا ہنجار نکلے تو ان کا کمایا ہوا روپیہ اور اندوختہ فسق و فجور میں انکا معاون ہوگا۔ اور انکی سیہ کاریوں کا ثواب ان کے نامہ اعمال میں ثبت ہوتا رہیگا۔ فرمایا۔ اولاد کی آرزو کیلئے حضرت زکریا علیہ السلام کا سا دل درکار ہے اللہ تعالیٰ کا قرآن کریم میں اسکا ذکر کرنا اس لئے ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا ولد صالح کے لئے مومنوں کے لئے اسوہ ٹھہر جائے۔ فرمایا۔ ۴

فنِ اشتہار

فنِ اشتہار کو اس عہد میں جو ترقی حاصل ہو رہی ہے وہ قارئین کی نگاہوں سے پوشیدہ نہ ہوگی۔ ہندوستان میں تو یہ فن ابھی ابتدائی مراحل طے کر رہا ہے۔ لیکن امریکہ میں یہ انتہائی بلندیوں پر پہنچ چکا ہے۔ اور کاروباری فرمیں تشہیر کے نئے نئے طریقے اختیار کر رہی ہیں۔

اسی طرح اب بجلی کی شعاعوں کے ذریعہ سے فضائے آسمانی میں اشتہار لکھنے کے وسائل پر غور ہو رہا ہے۔ تاکہ جب رات کے وقت لوگ اپنے مکانوں کی چھتوں پر آرام کریں تو آسمان پران کو اشتہار منڈلاتے ہوئے نظر آئیں۔ خدا کرے کہ ہندوستانی فرمیں یہ طریقہ اختیار نہ کریں ورنہ رات کو بھی امراض مخصوصہ کے اشتہار ہم غریبوں کا پیچھا نہ چھوڑیں گے۔ اب سوال یہ ہے کہ دنیا کا سب سے پہلا اشتہار کس نے دیا؟ آثری تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فن کا موجد دارائے اعظم تھا۔ چنانچہ انیسویں صدی کے وسط میں ایک انگریز فوجی افسر سر ہنری رالنس کو شمال مغربی ایران میں ایک ایسی چٹان دستیاب ہوئی جس پر خط مخروطی میں کوئی عجیب و غریب عبارت لکھی تھی اہل فارس اس چٹان کو برابر دو ہزار برس سے دیکھتے چلے آرہے تھے لیکن اسے پڑھنے کے قابل نہ ہوسکے تھے رالنس چونکہ قدیم فارسی میں بہت زیادہ مہارت رکھتا تھا اس لئے تین برس کی محنت شاقہ کے بعد وہ اسے پڑھنے میں کامیاب ہوگیا۔ ترجمے سے معلوم ہوا کہ یہ نوشتہ ایک اشتہار ہے جس کے ذریعہ دنیا کو دارائے اعظم کی شوکت و سطوت سے [illegible] کیا گیا ہے۔ دارائے اعظم نے فارس پر ۵۲۱ قم سے ۴۸۵ قم تک حکومت کی ہے۔ اس نے ایک کثیر میں بہت سے کتبے نصب کئے جن پر نہ صرف رعایا کے نام ہدایات کندہ ہیں بلکہ دارا کی شوکت و حشمت کا ڈھنڈورا بھی پیٹا گیا ہے۔ لہٰذا ہم بآسانی کہہ سکتے ہیں کہ فن اشتہار کا موجد فارس کا بادشاہ دارائے اعظم تھا اور اس کا پہلا مکتوبی اشتہار شمال مغربی ایران میں سو لہ فٹ کی بلندی پر ایک چٹان کے بالائی حصے پر کندہ ہے۔

(خیام)

سانحہ ارتحال

جناب اللہ دتا صاحب موحد چنڈکے منگو لے اطلاع دیتے ہیں کہ میاں غلام نبی صاحب سیکرٹری جماعت چنڈکے منگولے ۷ دسمبر ۱۹۴۵ء کو وفات پاگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میاں غلام نبی صاحب مرحوم بہت صالح اور پرجوش احمدی تھے انہیں بہت ابتلاآئے مگر آپ ہمیشہ چٹان کی طرح مضبوط رہے دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ احباب سلسلہ انکا جنازہ غائبانہ پڑھیں۔

(بقیہ خطبہ)

کیا جائے اور ان ملکوں میں تبلیغ اسلام کے مرکز قائم کئے جائیں اور اس طرح دنیا کے ہر ملک میں اسلام کی تخم ریزی کے کام کو شروع کیا جائے۔ صرف انگلستان میں آپ کا مشن کافی نہیں بلکہ جگہ جگہ تبلیغی مرکز قائم کئے جائیں۔ کینیڈا، آسٹریلیا اور امریکہ، دوسرے انگریزی بولنے والے ممالک میں بھی آپ کے مشن ہونے چاہئیں اس لئے [illegible] کام کو سامنے رکھ کر اس کے لئے [illegible] جدوجہد کرو۔

جماعت کے تاجر بھی اس طرف توجہ کریں

یہی کافی نہیں کہ ہم اپنی قربانیوں سے اس کام کو تقویت دیں بلکہ کچھ لوگ ایسے نکل آئیں کہ وہ ان ممالک میں تجارت شروع کردیں اور ساتھ ساتھ اعلائے کلمۃ الحق بھی کریں۔ مسلمانوں نے تجارت کے ذریعہ سے اسلام کو بڑا پھیلایا ہے۔ افریقہ ہندوستان اور جاوا سماٹرا میں تاجروں کے ذریعہ سے ہی اسلام پھیلا۔ میں اپنی جماعت کے تاجر طبقہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ان ممالک میں تجارت شروع کریں اور ساتھ ساتھ اسلام کو پھیلائیں۔ مسلمانوں میں ایک بیماری پیدا ہوگئی ہے کہ انہوں نے تجارت کو چھوڑ دیا ہے اور ملازمتوں کے پیچھے بھاگے پھرتے ہیں۔

تجارت کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم کے ارشادات

حضرت نبی کریم صلعم نے تجارت کے متعلق فرمایا ہے ۹/۱۰ حصہ رزق کا تجارت میں ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ امین تاجر نبیوں، صدیقوں، شہیدوں کے ساتھ ہے التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشہداء۔ اس حدیث سے شاید ہمارے قادیانی دوست تو یہ سمجھتے ہوں کہ تجارت کے ذریعہ سے بھی انسان نبی بن جاتا ہے مگر حدیث تاجر کو نبیوں کی معیت کا مصداق ضرور ٹھیراتی ہے اس لئے کہ تاجر بھی ایک رنگ میں مخلوق خدا کی خدمت کا کام کرتے ہیں اور اگر وہ امین اور صادق ہے تو اس کا مقام اور بھی بلند ہے پھر اس کے ساتھ اگر وہ خدا کے نام کو بھی دنیا میں پہنچاتا جاوے تو بلاشبہ اسے نبیوں اور صدیقوں کی معیت حاصل ہوگئی۔ میں اپنے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس کام کو کریں۔ یورپ میں ہمارے تاجر چلے جائیں اگر وہ اس غرض کو لیکر جائیں گے تو میں امید کرتا ہوں کہ وہ روپیہ بھی بہت کمالیں گے اور اس کے ساتھ ثواب بھی بہت حاصل کرلیں گے دنیا بھی انہیں مل جائے گی اور دین بھی مل جائے گا۔ اس ذریعہ سے انکی دین اور دنیا دونوں سنور جائیں گے۔ اپنی نظر کو وسیع کرو اور دیکھو کہ وہ کونسا ذریعہ ہے